

نمبر ۱	بابت ماہ محرم ۱۳۴۷ھ	جلد ۱۲

[illegible] الطاہرین [illegible]

[illegible] آل محمد علیہم السلام [illegible]

اصلاح [illegible]

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین و[illegible] علی اعدائہم [illegible] الی یوم الدین

اما بعد ہزار شکر اوس خالق [illegible] کہ [illegible] اصلاح کو بارھویں سال بھی [illegible] نصیب ہوا اور بفضل خدا سے امید ہے کہ آل محمد تک یہ سلسلہ باقی رہے واللہ ولی التوفیق

رسید [illegible] اصولی اصلاح پرنٹنگ کمپنی

(۱) عالیجناب سید امیر کاظم صاحب رئیس [illegible] ۵ حصہ

بقیہ جناب میر عباس علی صاحب کتب فروش الہ آباد [illegible] حصہ

بقیہ جناب محمد یوسف خاں صاحب [illegible] حصہ

ہم اپنے برادران ایمانی سے امید رکھتے ہیں کہ اپنے کمپنی کی جلد خبر لیں۔

[illegible]

[illegible] ماہ [illegible] گیا تھا

[illegible] اس [illegible] کہ معلوم [illegible]

[illegible] ایمان [illegible] انواع [illegible] اقدام [illegible]

[illegible] اسلام [illegible]

[illegible] خدا [illegible] کرے

[illegible] آمدنی سے باقی [illegible] میں [illegible] تبلیغات [illegible]

[illegible] حقوق مذہبی آزادی

محفوظ [illegible] سال گذشتہ [illegible] انڈیا شیعہ کانفرنس [illegible]

دوام [illegible] کامیابی سے ہوا۔ اکثر ریزولیوشن [illegible] ہمارے کامیاب ہوئے۔

ان کامیابیوں سے ہمکو امید ہے کہ اصلاح کی بھی وہ [illegible] دور ہونگے جو آج دو [illegible]

برس سے اصلاح کو پامال کئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ جہاں ہمنے ان مصائب کو تحمل کرکے

اجرائے اصلاح پر کمر ہمت باندہی۔ وہاں ہماری قوم نے بھی سہارا دیا نئے خریدار بھی

آرہے ہیں چندہ بھی [illegible] رہے ہیں جس سے امید ہے کہ اصلاح کا یہ سال نہایت

کامیاب سال ہو۔

ہاں ہماری معزز قوم چونکہ شریف قوم ہے اور حق پر ہے لہذا اسے ایک طرح کا استغنا ہے

اور [illegible] مصیبت میں وہ اپنے ائمہ طاہرین کی مصیبت کو یاد کرکے مطمئن ہو جاتی ہے حالانکہ مصائب

دو قسم کے ہیں تقدیری جس پر بہر حال صبر لازم ہے دوسری تدبیری جس میں ہمیشہ استقلال و ہمت کی

[illegible] ہے [illegible] بلکہ اسکو دفع کریں۔ اصلاح کی مصیبت تدبیری ہے کہ قوم نے اسکی

[illegible] کی بے پروائی سے کام لیا۔ ورنہ اصلاح کی یہ حالت نہ ہوتی۔

[illegible] افسوس کرینگے [illegible] ہے کہ [illegible]

شخص ایک خریدار جیتنے کو اپنا فرض سمجھے [illegible]

الآل والاصحاب

اس عنوان کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ صدر اول مین اصحاب کا سلوک آل کے ساتھ کیسا تھا کیونکہ جس طرح محسن سے محبت فطری امر ہے اوسیطرح محسن زادہ کے ساتھ حسن سلوک فطری امر ہے۔

مگر چونکہ اصلی وجہ اوسکی ذاتی منفعت ہے جس سے محسن سے اوسوقت تک محبت رہتی ہے کہ اغراض ذاتی پورے ہون۔ اسیلئے خود ماں باپ اولاد اوسوقت مین قتل کر ڈالے جاتے ہین جب یہ غرض نہ پوری ہو تو محسن زادہ کے ساتھ یہ سلوک بدرجہ اولی خود غرضون کے نزدیک زیادہ پسند ہے۔

یہی وجہ تھی کہ جناب امام حسینؑ اس بے دردی سے بالاعلان شہید کیے گئے کہ تاریخ دنیا کوئی نظیر اوسکی نہین لا سکتی۔ کیونکہ یہ ممکن نہ تھا جناب امام حسینؑ اون امور کو جائز رکھتے جو خلاف شریعت تھے۔ ورنہ پھر آپ مین اور دوسرون مین فرق ہی کیا رہتا۔ اسی سبب سے حضرت نے بیعت یزید فاسق سے انکار کیا کیونکہ اوسکا فسق و فجور تمام عالم مین مشہور رہتا۔ اگر اوسکی بیعت کر لیتے تو اسکے معنی یہ ہوتے کہ یہی اسلام ہے حالانکہ وہ کفر تھا۔

یہان یہ اعتراض بہت آسانی سے کر دیا جاتا ہے کہ جناب امیرؑ نے کیون خلفاء کے لئے جہاد کیا اور جناب امام حسنؑ نے معاویہ سے کیون صلح کیا۔ کیا آپ ان حضرات سے افضل تھے۔

مگر معترض نے یہ نہین سوچا کہ کیا خلیفہ اول اور [illegible] تھے یا خلیفہ [illegible]
[illegible] تھے [illegible] وہ لوگ بھی منافق [illegible]

کسیطرح مومن نہ تھے۔ مگر یہاں بحث ایمان و نفاق کی نہین ہے بلکہ فسق و فجور ظلم پر نظر ہے کہ شیخین کی کیا حالت تھی اور یزید کی کیا حالت تھی۔

جناب امیرؑ نے کب خوشی و رضا سے یہ قبول کیا۔ جناب امام حسنؑ نے کب دل سے اسکو اچھا سمجھا۔ مگر جو مجبوریان اون حضرات کو تھیں حضرت کو کہان تھین جناب امیرؑ کے زمانہ مین تمامی قبیلہ بنی ہاشم مین تین آدمی ایسے تھے۔ جو ایسے وقت مین کام آسکتے ایک خود جناب امیرؑ جنہیں یہ ضرورت ہے کہ کچھ لوگ مددگار ہون۔ دوسرے حضرت عباس تیسرے عقیل جنکی شجاعت اسی سے ظاہر ہے کہ کفار کیساتھ گرفتار ہوکر انکو خود رسولؐ اللہ کے آگے لائے۔ حالانکہ وہ کسیطرح اسپر راضی نہ تھے۔ اور یہان آکر اسلام کے قیدی بنے۔ پھر انسے جناب امیرؑ کو کیا مدد ملتی۔

بخلاف جناب امام حسینؑ کے کہ کم سے کم آپکے ساتھ سترہ اٹھارہ جوان تھے جو سب ایک خاندان سے تھے اور جنہونے جو کیا وہ سب پر ظاہر ہے۔ پھر جناب امیرؑ اور جناب امام حسینؑ کی حالت مین کسقدر فرق ہے۔ جناب امیرؑ کا بار بار حضرت حمزہؓ و جعفر طیار کو یاد کرنا اور انکی شہادت پر افسوس کرنا سبکو معلوم ہے۔

عاقلونکی جوان مردی شجاعت کہلاتی ہے کیونکہ مطابق عقل ہوتی ہے۔ احمقونکی بہادری تہور کہلاتی ہے جسمین اونچ نیچ نہین دیکھا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہؐ تیرہ برس مکہ مین رہے جہان آپکا وطن تھا ہزارہا نمک پروردہ خاندان عالیشان تھے۔ بہتیرا مسلمان جنمین شیخین اور عشرہ مبشرہ اور مہاجرین اولین سب داخل ہین اور جنہون نے آگے چلکر کیسے کیسے فتوحات کئے مگر جب تک آپ مکہ مین رہے کبھی آمادہ بجنگ نہوئے۔ ناعاقبت اندیشون نے بعض دفعہ ایسی شرارتین بھی کین کہ جنگ ہوجائے مگر آپنے اوسکی مصلحت نہ سمجھی۔

کیا کوئی کہ سکتا ہے کہ ۳۱۳ مسلمان بھی حضرت کے ساتھ مکہ مین نہ تھے جو آپ جہاد

حالانکہ ابھی ۳۱۳ مسلمانون سے آپنے پہلی جنگ بدر فتح کی - ۹۰ اس سے زائد مسلمان
مکہ مین تھے - اور وہی شخص آپکا وہان بھی دست و بازو تھا جسنے بدر کی لڑائی سر کی
یعنی جناب امیرؑ - مگر وہان عقلی مصلحت نہ تھی کہ آپ وہان جہاد کرتے -

یہی حالت جناب امیرؑ کی تھی کہ گو آپ وہی شجاع تھے جسنے اتنے معرکے سر کئے مگر
یہان مصلحت بدلی ہوئی ہے مخالفین خلافت کا نام باغی رکھا جاتا ہے مرتد کا خطاب
دیا جاتا ہے پھر آپ جنگ کرتے تو کیونکر کیا اسلام کو ارتداد کا لقب دلواتے - کیونکہ خلیفہ
بھی تو مدعی اسلام و خلافت ہے جناب رسالتمآب نے محض اسوجہ سے کبھی نہیں جہاد کیا کہ
لوگ آپکی نبوت پر ایمان لائین جب تک اور اسباب عقلی نہ فراہم ہوئے - تو جناب
امیرؑ صرف اس غرض سے کیونکر جہاد کرتے کہ تم ہماری خلافت اور حکومت کیون نہین
مانتے کیا آپ کفار کے اوس عقیدہ کی تصدیق کرتے کہ مذہب ہے نہ دین صرف ایک سلطنت
قائم کی جاتی ہے

جناب امام حسینؑ اوس زمانہ مین ہین جب اسلام - کفر - نفاق - کا فیصلہ ہو چکا ہے
نہ ارتداد کا جھگڑا ہے - جو مخالفین خلافت کیلئے محض اس غرض سے تراشا گیا تھا کہ
مسلمانون مین جوش پیدا ہو اور پورے جوش سے کام لین ورنہ ان مسلمانون کو
کون مرتد کہ سکتا ہے جو خلیفہ ناجائز کی خلافت نہ مانے -

جسطرح جناب رسالتمآب کی صلح حدیبیہ نے بہ نسبت جنگ کے اسلام کی حقیت
کو زیادہ پھیلایا تھا جسکو خدانے انا فتحنا لک فتحا مبینا سے تعبیر کیا ہے اوسی طرح
جناب امام حسنؑ کے مصالحہ نے اور بھی حضرات کی حقیت کو دوبالا کر دیا کیونکہ امن
و امان کے قایم ہو جانیسے ہر شخص کو غور و فکر کا موقع ملا اودہر احادیث رسول اللہ
اپنی حقیت دکہانی شروع کی - اودہر اس ظالم تخت نشین کے ظلمون نے تمام عالم
کی آنکھین کھولدین کہ حق کیا ہے - کیونکہ ابتک خلفائے ثلثہ بطور ایک دیوتا کے

جاتے تھے ۔ اور اب دو بھی طلو ہو چکے ۔ ایک شخص ہی خلیفہ ہو سکتا ہے

لہذا جناب امام حسینؑ بھی ایسا صلح کرتے تو پردہ ثابت شدہ حقیقت مرض زوال میں آجاتی کیونکہ اکثر ابدا صلح ہی ہوتا کہ بعد معاویہ جو خلیفہ ہو وہ بمشورہ مسلمین ہو یہ خبر تمام ممالک اسلامیہ میں شائع ہو چکی تھی ۔ اگر جناب امام حسینؑ اسوقت سکوت کرتے اور انکار فرماتے تقیہ ہوتے تو تمام عالم پر حقیت یزید فاسق مسلم ہوجاتی کیونکہ سب جانتے تھے جناب امام حسینؑ اسوقت موجود تھے جب صلحنامہ ہوا اور کیا کیا شرطیں تھیں جب تمام عالم کو خبر ہو چکی تھی تو کیونکر ہو سکتا تھا کہ امام حسینؑ اس سے ناواقف ہوں لہذا اسوقت کا سکوت صاف بتا دیتا کہ آپ بھی اس خلافت پر راضی ہیں اور یہ خلیفہ بااجماع مسلمین ہوا ہے لہذا جو فعل اسکا ہوتا وہ حکم شریعت سمجھا جاتا ۔

یہی باعث تھا کہ کسیطرح جناب امام حسینؑ اسوقت سکوت نہیں کرسکتے تھے ۔ کیونکہ ان حضرات کا سکوت یا جہاد جو کچھ ہوتا وہ بغرض حفاظت اسلام ورنہ اس خاندان نے تو موت کا تو کبھی خیال ہی نہ کیا کہ موت کیا چیز ہے ۔

یہاں ایک مکالمہ جناب امیرالمومنینؑ کا بعد جنگ صفین تاریخ کامل علامہ ابن اثیر جزری سے درج کیا جاتا ہے جو اہل فہم کے لئے کافی ہے ۔ جب حضرت صفین سے جانب کوفہ روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ودیعہ انصاری سے ملاقات ہوئی اور حضرت نے اس معاملہ میں دریافت کیا کہ اہل الرائے کیا کہتے ہیں ۔ قال یقولون ان علیا

كان له جمع عظيم ففرقه وكان له حصن حصين فهدمه فمتى يبني ما هدمه ويجمع ما فرق ، ولو كان مضى بمن اطاعه اذ عصاه من عصاه فقاتل حتى يظفر او يهلك اذا كان ذلك الحزم

تو عبداللہ بن ودیعہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں حضرت علیؑ کے لئے ایک مجمع عظیم تھا جسکو انہوں نے متفرق کر دیا اور ایک مضبوط قلعہ تھا جسکو توڑ دیا اب کب اسکو بنائیں گے جس کو گرا دیا اور کب جمع کریں گے ... ان لوگوں سے جو اطاعت ...

ظفر فقال على انا مددت ام
هم جندوا انا فرقت امهم فرقوا
انما قالوا لهم لو كان مضى بمن اطاعه
فقاتل حتى ظفر او هلك فوالله
ماخفى هذا عنى وان كنت
لسخيا بنفسى عن الدنيا طيب
النفس بالموت ولقد هممت
بالاقدام على القوم فنظرت
الى هذين قد بادرانى ١٢ الى
يعنى الحسن والحسين ونظرت
الى هذين قد استقدمانى يعنى
عبد الله بن جعفر ومحمد بن على
فعلمت ان هذين ان هلكا
انقطع نسل رسول الله صلعم من
هذه الامة وكرهت ذلك
واشفقت على هذين ان يهلكا
وايم الله لئن لقيتهم بعد
يومى هذا لالقينهم وليسوا
معى فى عسكر ولا دار ١٢

تب حضرت پر چلے جاتے اور مخالفین سے
جنگ کرتے خواہ ظفریاب ہوتے یا ہلاک
ہوتے تو پھر آپ عقل کی بات تھی۔
حضرت نے اوسکے جواب مین فرمایا۔ مجمع کو
اونھون نے متفرق کیا یا مجھنے؟ اس قلعہ کو
اونھون نے توڑا یا مجھنے؟
رہا یہ قول اونکا کہ ہم اون لوگون کی معیت
مین جنگ کرتے جو ہمارے مطیع تھے یہانتک
کہ یا ظفر پاتے یا ہلاک ہوتے۔ قسم بخدا یہ راے
مجھسے مخفی نہ تھی۔ اور نہ مجھے اپنی جان
کی کبھی پروا تھی۔ بلکہ مین جان دینے مین
سب سے زیادہ سخی ہون اور موت کو راحت
اپنی جانتا ہون۔ اور مینے اسکا قصد بھی کیا
کہ اقدام کرون مگر کیا کرتا کہ ان دونون
امام حسنؑ و امام حسینؑ کو دیکھا کہ آگے بڑھے
جاتے ہین۔ اور ان دونون عبد اللہ بن
جعفر طیار و محمد بن الحنفیہ کو دیکھا میرے پیچھے
بیٹھے ہین۔ لہذا مینے خیال کیا کہ اگر وہ دونو
قتل ہو گئے تو نسل رسول اس امت
[illegible] معلوم ہوا۔ اور ان دونون کے ہلاک [illegible]
[illegible]

کہ یہ دونو میرے ساتھ نہ جنگ مین ہونگے نہ گھر مین۔

اس کلام سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ حضرت نے اپنے درد دل کو کن لفظون مین ظاہر کیا ہے۔ اور پھر امت کی شقاوت کو کیونکہ حضرت اپنا الیقین کامل ظاہر فرماتے کہ اگر مین ثبات قدم کو اختیار کرتا اور رائے جنگ کو قائم رکھتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ جناب امیر ہوتے اور حسنین علیہم السلام اور حضرت عبداللہ بن جعفر و محمد بن حنفیہ جو ضرور شہید ہوتے کیونکہ عبداللہ بن ودیعہ نے کہا تھا کہ آپ اونکو اپنے ساتھ لیکر اٹھتے جو آپکے مطیع ہین۔ اسلئے آپنے ظاہر کردیا کہ مطیعین کی اصلی تعداد یہی ہے جنمین تین تو آپکے صاحبزادے ہین جناب امام حسن و امام حسینؑ۔ محمد بن الحنفیہ۔ چوتھے برادر زادہ عبداللہ بن جعفر جنکی شہادت ایسی حالت مین ضروری تھی۔ چنانچہ تصدیق اسکی واقعہ کربلا مین ظاہر ہوئی۔

اس کلام سے آپکو جناب امیرؑ کی اوس مصیبت یا مصلحت کا بھی پتہ چلیگا جو بعد وفات رسول اللہ سقیفہ کے معرکہ مین پیش آیا کہ اوسوقت حسنین علیہم السلام آٹھہ نو برس کے تھے اس قابل بھی نہ تھے جو تلوار سنبھالتے۔ تو بتائیے اگر جناب امیرؑ اوسوقت جنگ کرتے تو نتیجہ کیا ہوتا اگر فتحیاب ہوتے تو کفار کا یہ الزام کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا گیا اور قوی ہوجاتا یہی معرکہ پیش کیا جاتا کہ بعد رحلت رسول اونکے داماد و وصی نے سارے مسلمانون کو تہ تیغ کیا اسکا کیا جواب ہو سکتا تھا۔ اور پھر جم غفیر اہل اسلام کی تباہی کے بعد کفار کسطرح کا ہجوم کرتے کیونکہ صحابہ تنہا نہ تھے اونکی ایسی جمعیت تھی کہ رسول اللہ کا ہزارون نفس ایکطرف رہا۔ اونکی جمعیت ایکطرف تھی۔ پس اگر اونپر فتحیاب بھی ہوتے تو کفار تباہ کرڈالتے جس سے اسلام کا نام ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت ہوتا۔

اب دوسرا پہلو تو جو یقینی ہے کہ حضرت قتل کئے جاتے کیونکہ آپکے قبیلہ مین بجز حضرت عباس و عقیل دو بوڑھے کمزور کے سوا تیسرا آدمی نہ تھا۔ تو بتائیے کیا حضرت

کی شہادت کے بعد حسینؑ محفوظ رہتے جنکی حفاظت کا خیال معرکہ صفین مین آپکو روک رہا تھا
اگر وہ ایسے ہی ایماندار ہوتے تو پھر خلافت ہی کیون لیتے اور جناب سیدہ کی کیا حالت ہوتی
کیا ممکن تھا کہ سطرح حضرت زینب و کلثومؑ اسیر ہوئین جناب سیدہ اسیر نہوتیں جنکے گھر مین آگ
لگائی گئی تھی اور در گرایا گیا جس سے حضرت محسن کا اسقاط ہوا۔

تو بتاؤ پھر اسلام پر کیسا الزام آتا کہ یہ وہ مذہب ہے جسنے رسول کی آنکھ بند ہوتے ہی اونکے
داماد اور نواسونکو قتل کیا اور اونکی پیاری بیٹی کو قید کیا۔

کیا ممکن تھا جناب امیر علیہ السلام حتی المقدور اس الزام کو اسلام پر آنے دیتے۔ لا واللہ جس اسلام کے
وہ مربی تھے جس اسلام کے وہ باپ تھے۔ کیونکر گوارا کرتے کہ اتنے امر کیلئے تمہاری حکومت
مانی جائے ایسا کام کرتے جس سے بہر حال اسلام داغدار ہوتا اور ایسا الزام قائم ہوتا
کہ قیامت تک نہ اوٹھ سکتا اور پھر اسلام کہان رہتا کیونکہ اسلام کے ہادی اور مربی تو
حضرت ہی تھے۔

یہ واقعہ کربلا ان مدعیان اسلام کی نگاہون مین خود غرضی کیوجہ سے گو اہمیت
نہ رکھتا ہو مگر مخالفین اسلام کی تحریرون کو دیکھیے اور اہل فہم سنی سے پوچھیے کہ کسطرح
وہ اس واقعہ سے شرماتے ہین اور مخالفین اسلام۔ اسلام پر بے وفائی۔ اور غدر کا کیسا
الزام قائم کرتے ہین کہ غیرت دار مسلمان تو گڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ جواب دیا جائے کہ معاذ اللہ
امام حسینؑ اسی قابل تھے کہ شہید کر دئے جاتے جیسا کہ بعض نواصب اہلسنت کا خیال ہے
کہ قتل بسیف جدہ۔ تو رسول اللہ پر کیسا الزام آتا ہے کہ اونکا حقیقی فرزند معاذ اللہ
ایسا تھا جو خود اونکی شریعت سے واجب القتل قرار پایا۔ صحابہ کے کفر و نفاق پر اہلسنت بھی
اعتراض کرتے ہین کہ رسول اللہ کی تعلیم ناقص ٹھہرتی ہے اور جب خود حضرت کی صلبی اولاد
ایسی ہوتی تو یہ الزام کیسا وسیع ہوتا۔

اگر یہ جواب دیا جائے کہ نہین وہ حقدار تھے مظلوم ہو کر قتل کئے گئے۔ تو پھر یہ سوال ہوتا ہے
کہ کیا اوس زمانہ مین کوئی مسلمان نہ تہا جو آپکی مدد کرتا اور اگر مدد نہین کی گئی تو جب
کیون نہین اونکے قاتل پر عام طور سے لعنت کی جاتی۔ بلکہ اوسکے عوض قاتل ہی ہمدردی

کی جاتی ہے - اور قتل کا جشن منایا جاتا ہے -

جناب امیرؑ نے جو تقریر فرمائی ہے اگر اوسپر غور کیا جائے - تو صاف معلوم ہو کہ حضرت اس امت جفاکار سے ایسا مایوس تھے کہ آپکو علم الیقین اسکا حاصل تہا کہ کبھی یہ قوم ثابت قدم نہین رہ سکتی اسلئے آپنے صاف صاف فرمایا اناهدمت امرهدموا یعنی یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ خود تو اس قلعہ مستحکم کو گرائین اور ہمپر الزام دین خود تو اس مجمع کو متفرق کرین اور الزام ہمپر لگائین - اسکے بعد آپنے اس کو بھی ظاہر کردیا کہ اگر ہم لڑتے تو نتیجہ یہی ہوتا کہ حسنینؑ شہید ہوتے اور عبداللہ بن جعفر اور محمد بن الحنفیہ (جو آپکے فرزند تھے) مارے جاتے - کیونکہ کوئی ساتھ دیتا سب مخالف ہوجاتے - چنانچہ ہو ہی گیا کہ اوسیوقت سب آمادہ قتل تھے کہ اگر آپ جہاد نہ موقوف کرینگے تو ہم پکڑ کر معویہ کے حوالہ کردینگے - جب لشکر کا یہ رنگ تھا تو حضرت لڑتے کن کیسے خود آپ ہی کی فوج آپسے جنگ کرتی - تو کیا ممکن تھا ہزارون آدمی کے مقابلہ مین جناب امیرؑ سربر ہوتے - اور اگر آپ سربر نہوتے تو یہ غیر ممکن تہا کہ حسنینؑ تو زندہ رہتے اور آپ مارے جاتے کیونکہ حضرت فرمارہے ہین یہ دونو تو ہر وقت ہمارے پیش پیش ہین -

اب بتائے کہ اگر حسنینؑ شہید ہوجاتے تو جناب امیرؑ کو یہ زندگانی کیسی معلوم ہوتی - اور اس خلافت مین کیا مزہ آتا پھر یہ جو الزام قائم ہوتا کہ حسنینؑ کو شہید کرادیا کہ دنیا نسل رسول سے خالی ہوگئی یہ کیسا الزام تہا - کیونکہ آپ دیکھ چکے ہین حضرت عمارؓ جو جنگ صفین مین قتل گئے جنکے بارہ مین حدیث متواتر رسول اللہ کی ہے کہ عمار کو فرقہ باغیہ قتل کریگا - اوسکا جواب معویہ نے کیا دیا - یہی کہ ہمنے قتل کیا نہین - علی نے قتل کیا کیونکہ وہی لائے تھے اونہین نے قتل کرایا جسکا جواب حضرت نے دیا تو پہر حضرت حمزہ کے قاتل رسول اللہ ہوئے اس سوال وجواب کو دینے اسلئے لکھا کہ آجتک اہلسنت اوس حدیث کی بھی تاویل کرتے ہین اور اسیطرح اسکا اقرار نہین کرتے کہ معویہ باغی تہا تو اگر جناب حسنینؑ اس معرکہ مین شہید ہوجاتے تو طرفداران معویہ کیا نہ الزام قائم کرتے کہ حضرت ہی نے حسنین علیہم السلام کو قتل کرایا -

افسوس کہ تمہید مین طول ہوا ورنہ ہماری غرض یہان ابا

- ابو نفیسہ

بحث کرنی ہے جو جناب امام حسینؑ کو بوقت بیعت طلبی یزید رائے دی گئی تھی کہ آپ مکہ مین قیام کرین یا آپ مدینہ ہی مین قیام فرما کر اظہار مخالفت کرین۔ یا مین تشریف لیجائین کہ وہان آپکے شیعون کی تعداد زیادہ ہے۔

پہلی رائے کے نتائج ہم تفصیل مع الاجمال لکھ چکے کہ وہ نہایت خطرناک رائے تھی کہ آپ مکہ مین قیام فرما کر بچنا انھین کا دفع کرتے۔

مین لگ ... نے حضرت کو قیام کی رائے دی تھی اونکا یہ گمان تھا کہ یزید ... ضرور کریگا کہ عذاب جس خانہ کعبہ کی نسبت ... ہے مین داخل ... تو مسلم ہے۔ مگر حضرت نے چند روز قیام فرما کر دکھا دیا کہ اس ... ہاتھون حرمت خانہ کعبہ کا محفوظ رہنا محالات سے ہے۔ اسلئے آپنے اسکو نہ گوارا کیا کہ حرمت خانہ کعبہ کی ضایع ہونے مین کسیطرح بھی ہم شریک ہون۔ اسلئے آپ بار بار فرماتے رہے کہ اگر خانہ کعبہ سے ایک بالشت دور ہٹ کر شہید ہون تو دو بالشت علیحدہ ہونا زیادہ پسند ہے۔

اس امر کو حضرت نے مکرر کر حدیث رسول اللہ سے بتایا اور آپنے ایسی تعمیل فرمائی کہ عین اوس روز کہ حج شروع ہوتا ہے۔ آپنے سفر عراق اختیار کیا کیونکہ آپکو اسکا یقین تھا کہ اگر مین یہان رہا تو ضرور قتل ہونگا یا گرفتار۔

اسکے علاوہ اور جو مفاسد تھے وہ سابق تحریر مین مرقوم ہو چکے کہ ابن الزبیر نے بمخالفت حکم رسولؐ یہان خلافت قائم کی تو اوسے کیا نتیجہ ملا۔

اب دوسری رائے کے مفاسد ملاحظہ ہون کہ عبد اللہ بن عمر نے یہ رائے دی تھی کہ آپ مدینہ منورہ مین قیام فرمائین۔ اگرچہ اصلی رائے تو اونکی یہ تھی کہ آپ یزید کی بیعت کرلین۔ جو ایک ایسی بیہودہ رائے تھی کہ اوسپر بحث کی ضرورت ہی نہین۔

مگر ہان یہ امر ممکن تھا کہ حضرت مدینہ مین قیام فرماتے جو آپکا وطن بھی تھا اور جد امجد کا مزار بھی۔ وہین تھا جسکے آپ مجاور تھے نبوت کا بھی۔ یہی مرکز تھا تین خلیفہ یہین خلافت کر چکے تھے۔ دشمن کے حدود ملکی سے بھی دور تھا جہان چڑھ کر اوسکا آنا ملک شام سے آسان نہ تھا۔ یہ سب مصالح ایسے ہین جو بادی النظر مین ہر طرح قابل اطمینان ہین کیونکہ گو لاکھون دشمن تھے

تو ہمارے اور ان دوست بھی ہین کہانتک نہ وہ امداد کرتے۔

مگر ہم حضرت کے علم امامت اور اون مصالح حکمیہ سے بھی قطع نظر کرلیں جو حضرت کے پیش نظر تھے۔ اور ہمکو اونپر اطلاع بھی نہین ہوسکتی تو معمولی امور پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ کسی طرح شہر مدینہ اس قابل نہ تہا کہ آپ اوسکو مرکز خلافت بناتے اور شر اعدا سے محفوظ رہتے۔

کیونکہ اوّلاً خود رسول اللہ نے اسکو اپنا حرم بنایا تھا جسمین تلوار اوٹھانا اور جنگ کرنا ویسا ہی ممنوع تھا جیسا کہ مکہ معظمہ مین جنگ کرنا ممنوع ہے ثانیاً خود رسول اللہؐ نے جب جہاد کیا تو مدینہ سے باہر نکلکر بہ استثنای جنگ خندق جسمین اہل اسلام پر ایسی مصیبت نازل ہوئی تھی کہ کسی جنگ مین ایسی مصیبت سے سامنا نہ پڑا۔ ایسا غیر محفوظ مقام تھا کہ رسول اللہؐ کو خندق کہودنا پڑا۔ پس جب خود رسول اللہ نے اس شہر کو کبھی قابل جنگ نہ جانا تو جناب امام حسینؑ کیونکر اسے قابل جنگ سمجھتے۔ کیا آپ ان مصالح کو رسول اللہ سے زیادہ جان سکتے تھے۔ کیا اہل اسلام آپکے ویسے ہی مطیع تھے جیسا کہ جناب رسالتمآبؐ کے مطیع تھے۔ پس اگر ہم سب باتوں سے قطع نظر کرلین تو صرف یہی امر کافی ہے اسکے لئے کہ حضرت اس مخالفت کی حالت مین یہان قیام نہ فرماتے یہی وجہ ہے کہ اسلام پر ہزارون انقلاب آئے ہزارون مقام پر سلطنت و خلافت قائم ہوئی مگر مدینہ مین نہ کبھی بادشاہت ہوئی نہ خلافت۔

تیسرے جناب امام حسینؑ کے پیش نظر وہ آیات بھی تو ہین جو خدا نے اون صحابہ مہاجرین کے نسبت ارشاد فرمایا جو مدینہ کے باشندے تھے۔ ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم سورہ توبہ یعنی اہل مدینہ سے وہ لوگ ہین جو سرکشی کرتے ہین اوپر نفاق کے تو نہین جانتا اونکو ہم اونکو جانتے ہین عنقریب ہے کہ ہم اونکو دو مرتبہ عذاب کرین پھر وہ لوگ پھیرے جائینگے عذاب الیم کی طرف۔

پھر کیونکر ممکن تہا کہ جناب امام حسینؑ اون لوگون سے کوئی امید رکھتے جنکے خمیر مین نفاق داخل تہا اور خدا نے اونپر دو مرتبہ عذاب کرنیکا وعدہ کیا ہے۔

ها انتم اولاء تحبونھم ولا یحبونکم وتومنون بالکتاب کلہ واذا لقوکم قالوا امنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ ۔ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ۔

خبردار ہو ۔ وہ لوگ کہ دوست رکھتے ہو تم اونکو اور وہ تمکو دوست نہیں رکھتے ۔ اور تملوگ ایمان لائے ہو ساتھ کل کتاب کے ۔ اور جب تم سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم سب ایمان لائے ۔ اور جب خالی ہوئے تو کاٹتے ہیں انگلیاں اپنی غصہ سے تملوگ پر ۔ کہ تو مرو تم اپنے غصہ میں ۔ خدا علیم ہے ۔ دل کی باتون سے ۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین	آل عمران

اور نہیں ہیں محمد مگر رسول کہ پہلے اونکے بہت سے پیغمبر گذرے ہیں ۔ کیا اگر وہ مرین یا مارے جائیں تو پھر جاوگے تملوگ اپنی ایڑیون پر ۔ اور جو پھر جائیگا اپنی ایڑیون پر ۔ پس ہرگز ضرر نہ پہونچائیگا ۔ اللہ کو کچھ اور قریب ہے کہ اللہ جزا دے شکر کرنیوالونکو ۔

سورہ برارت مین فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض رضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل شئ قدیر ۔

اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو کیا وجہ ہے کہ جب کہا جاتا ہے تمسے کہ نکلو طرف خدا کی راہ کے تو بوجھل ہو جاتے ہو طرف زمین کے کیا راضی ہوئے تم ساتھ زندگانی دنیا کے آخرت سے ۔ پس نہیں ہے فائدہ زندگانی دنیا کا آخرت مین مگر کم اگر نہ نکلوگے تو خدا عذاب کریگا عذاب الیم ۔ اور بدل لادیگا قوم جو غیر تمھاری ہے اور نہ ضرر کروگے اوسکو کچھ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

اسی مضمون کو پھر خداوند عالم سورہ محمد مین فرماتا ہے انما الحیوۃ الدنیا لعب و لھو وان تومنوا وتتقوا یوتکم اجورکم ولا یسئلکم اموالکم ان یسئلکموھا

تبخلوا و تخرج اضغانکم۔ ها انتم هولاء تدعون لتنفقوا فی سبیل الله
فمنکم من یبخل و من یبخل فانما یبخل عن نفسه والله الغنی و انتم الفقراء
وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم

یعنی نہین ہے زندگانی دنیا مگر کھیل اور تماشا۔ اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو دیگا تمکو ثواب تمہارا اور نہ مانگیگا تمسے سارے مال کو تمہارے۔ اگر مانگے تمسے وہ مال پس تنگ کرے تمکو۔ تو بخالت کرنے لگو اور نکال دے تمہاری بدنیتی کو۔ خبردار ہو تمکو کہ بلائے جاتے ہو کہ خرچ کرو خدا کی راہ مین تو تمسے بعض تو وہ ہین جو بخالت کرتے ہین۔ اور جو بخالت کرتا ہے یہ نہین بخالت کرتا ہے مگر اپنی نفس سے اور خدا غنی ہے۔ تم لوگ فقیر ہو اور اگر پھر جاؤ تم تو بدل دیگا ایک قوم سوائے تمہارے پھر نہ ہونگے وہ لوگ مانند تمہارے۔

سورۂ احزاب مین فرماتا ہے (۱) یا ایها الذین اٰمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیهم ریحا و جنودا لم تروها و کان الله بما تعملون بصیرا۔ (۲) اذ جاؤکم من فوقکم و من اسفل منکم و اذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر و تظنون بالله الظنونا (۳) هنالك ابتلی المومنون و زلزلوا زلزالا شدیدا (۴) و اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبهم مرض ما وعدنا الله و رسوله الا غرورا (۵) و اذ قالت طائفة منهم یا اهل۔

(ترجمہ شاہ عبدالقادر) اے ایمان والو یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے جسوقت آپڑی تم پر بہت سی لشکر تو بھیجے ہمنے اونپر اندھی اور ایسی لشکر کہ نہ دیکھا تمنے اور اللہ دیکھنے والا ہے تمہارے عملونکا (۲) جسوقت کہ آئے وہ لوگ تمپر اوپر (پہاڑونسے) سے اور نیچے (زمین) سے اور جسوقت ٹیڑھی ہوین آنکھین اور پہونچ گئے دل حلق کو دمنہ کو کلیجہ آنے لگا اور اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے (۳) وہین تو آزمائے گئے مومنون اور ہلائے گئے (دل) ہلانا سخت (۴) اور جبکہ کہنے لگے منافقین اور وہ لوگ کہ اونکے دلون مین مرض ہے۔ نہین وعدہ

يثرب لا مقام لكم فارجعوا ويستاذن
فريق منهم النبي يقولون ان
بيوتنا عورة وما هي بعورة
ان يريدون الا فرارا (۶)
ولو دخلت عليهم من اقطارها
ثم سئلوا الفتنة لاتوها و
ما تلبثوا بها الا يسيرا (۷)
ولقد كانوا عاهدوا الله من
قبل لا يولون الادبار وكان
عهد الله مسئولا (۸)
قل لن ينفعكم الفرار ان فررتم
من الموت او القتل واذا لا
تمتعون الا قليلا۔
(۹) قل من ذا الذي يعصمكم
من الله ان اراد بكم سوءً
او اراد بكم رحمة ولا يجدون
لهم من دون الله وليا و
لا نصيرا (۱۰) قد يعلم الله المعوقين
منكم والقائلين لاخوانهم
هلم الينا ولا ياتون الباس
الا قليلا (۱۱) اشحة عليكم
فاذا جاء الخوف رايتهم ينظرون
اليك تدور اعينهم كالذي

کیا تھا ہمسے خدا اور رسول نے مگر فریب
دینے کو (۱۵) اور جسوقت کہا ایک
گروہ نے اونسے کہ اے اہل مدینہ۔
نہین ہے جگہ رہنے کی تمہارے لئے پس
پھر جاؤ۔ اور ایک فرقہ اون مین سے
اجازت مانگتا تھا نبی سے۔ کہتے تھے
کہ ہمارے گھر خالی ہین حالانکہ وہ خالی
نہ تھے نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا (۶) اور
اگر داخل کئی جائین اونپر لشکر اوسکی
ناکون سے۔ اور پھر اونسے خواہش
کی جائے فتنہ وفساد کی تو پہونچ جائین
اوسکے لئے اور نہ ٹھہرین اوسکے لئے مگر
تھوڑا (۷) حالانکہ اونھون نے عہد
کیا تھا اللہ سے پہلے اس کے کہ نہ پھیرینگے
پیٹھ اور ہے عہد اللہ کا سوال کیا گیا۔
(۸) کہ تو ہرگز فائدہ نہ دیگا تمکو بھاگنا اگر
بھاگو تم موت سے یا قتل سے اور اسوقت
نہ فائدہ دئے جاؤگے مگر تھوڑا (۹)
کہہ کون ہے جو بچائیگا تمکو خدا سے اگر
وہ ارادہ کرے تمہارے ساتھ برائی کا
یا ارادہ کرے تمہارے ساتھ رحمت کا
اور نہ پائینگے وہ واسطے اپنے سوائے
خدا کے کوئی دوست اور نہ مدددینوالا

يغشى عليه من الموت فاذا
ذهب الخوف سلقوكم بالسنة
حداد اشحة على الخير اولئك
لم يؤمنوا فاحبط الله اعمالهم
وكان ذلك على الله يسيرا
(۱۲) يحسبون الاحزاب لم
يذهبوا وان يات الاحزاب
يودوا لو انهم بادون في الاعراب
يسئلون عن انبائكم ولو كانوا
فيكم ما قاتلوا الا قليلا (۱۳)
لقد كان لكم في رسول الله
اسوة حسنة لمن كان يرجوا
الله واليوم الاخر وذكر الله كثيرا
(۱۴) ولما رأ المومنون الاحزاب
قالوا هذا ما وعدنا الله و
رسوله وصدق الله ورسوله
وما زادهم الا ايمانا وتسليما

(۱۰) ضرور جانتا ہے اللہ دیر کرنیوالونکو
تمسے اور کہنے والونکو اپنے بھائیوں سے
کہ چلے آؤ ہماری طرف اور نہین اتے
لڑائی مین مگر بہت کم۔ (۱۱) جان چورا تے
ہوئے اوپر تمہارے۔ پس جب آئے
خوف تو دیکھیگا تو اونکو کہ دیکھتے ہین
طرف تیرے۔ پھرتی ہین آنکھین انکی
مانند اسکے کہ غشی آتی ہے۔ اوپر اوسکے
موت سے۔ پس جسوقت جاتا رہتا ہے
خوف تو بیٹھتے ہین تمہارے درمیان بیچ
ساتھ زبانون تیز کے بخیلی کرتے ہوئے
اوپر بھلائی کے۔ یہ لوگ ایمان نہین لائے
پس ناپید کردئے اللہ نے عمل اونکے اور
ہے یہ اللہ پر آسان (۱۲) گمان کرتے
ہین کفار کی جماعتون کو کہ نہین گئے۔
اور اگر آوین وہ جماعتین تو دوست
رکھینگے کہ کاش وہ جنگل مین رہتے گنوارن
مین۔ پوچھا کرتے تمہاری خبرین۔ اور اگر ہوتے درمیان تمہارے تو نہ لڑتے مگر تھوڑا (۱۳)
البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول خدا کی پیروی اچھی۔ اوسکے لئے جو امید رکھتا
ہے۔ خدا کی اور روز قیامت کی۔
اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت (۱۴) اور جسوقت دیکھا مومنون نے کافرون کی جماعت
کو تو کہا اونہون نے یہ ہے جو وعدہ دیا تھا ہمکو خدا اور رسول نے اور سچ کہا تھا اللہ و
رسول نے اور نہ زیادہ کیا۔ تو مگر ایمان۔ اور اطاعت کرنا۔

اور سورہ محمد مین فرماتا ہے (۱) ویقول
الذین اٰمنوا لولا نزلت سورۃ
فاذا انزلت سورۃ محکمۃ وذکر
فیہا القتال رایت الذین فی
قلوبہم مرض ینظرون الیک
نظر المغشی علیہ من الموت
فاولی لہم (۲) طاعۃ وقول
معروف فاذا عزم الامر فلو صدقوا
اللہ لکان خیرا لہم (۳) فہل
عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا
فی الارض وتقطعوا ارحامکم
اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم
واعمی ابصارہم (۴) افلا یتدبرون
القرآن ام علی قلوب اقفالہا
(۵) ان الذین ارتدوا علی
ادبارہم من بعد ما تبین لہم
الہدی الشیطن سول لہم و
املی لہم (۶) ذلک بانہم قالوا
للذین کرہوا ما نزل اللہ
سنطیعکم فی بعض الامر واللہ
یعلم اسرارہم (۷) فکیف اذا
توفتہم الملئکۃ یضربون وجوہہم
وادبارہم (۸) ذلک بانہم

(۱) اور کہتے ہین وہ لوگ کہ ایمان
لائے کیون نہین نازل کیا جاتا کوئی
سورہ۔ پس جب نازل کیا گیا کوئی سورہ
محکم اور ذکر کیا گیا اوس مین لڑائی کا
تو دیکھا تو نے ان لوگون کو جنکے دلمین
مرض ہے۔ کہ دیکھتے ہین طرف تیرے
جیسا کہ دیکھتا ہے وہ شخص کہ بیہوشی
آتی ہے اوسپر موت سے۔ پس ڈرا
ہے واسطے اونکے (۲) مطاب اونکی
فرمانبرداری ہے اور قول معقول ہے
پس جب مقرر ہو حکم پس اگر سچ بولین
اللہ سے البتہ ہو بہتر واسطے انکے (۳)
پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے
کہ اگر والی ہو تم حکم کے (یعنی حاکم ہو)
تو فساد کرو زمین مین۔ اور قطع رحم
کرو یہی لوگ ہین جنپر لعنت کی ہے
اللہ نے پس بہرا کر دیا اللہ نے انکو اور
اندھا کر دیا اونکی آنکھونکو (۴) پس کیا
نہین تدبر کرتے قرآن مین اور کیا اونکے
دلون پر قفل ہین اوسکے (۵) تحقیق
جو لوگ کہ مرتد ہوئے اپنی پشت پر
بعد اسکے کہ ظاہر ہوئی اونکے لئے ہدایت
شیطان نے اونکو زینت دی اور ڈھیل دی

اتبعوا ما اسخط الله وكرهوا
رضوانه فاحبط اعمالهم
(۹) ام حسب الذين في قلوبهم
مرض ان لن يخرج الله اضغانهم
ولو نشاء لاريناكهم فلعرفتهم
بسيماهم (۱۰) ولتعرفنهم في لحن
القول والله يعلم اعمالكم (۱۱)
ولنبلونكم حتى نعلم المجاهدين
منكم والصابرين ونبلوا اخباركم
(۱۲) ان الذين كفروا وصدوا
عن سبيل الله وشاقوا الرسول
من بعد ما تبين لهم الهدى
لن يضروا الله شيئا وسيحبط
اعمالهم (۱۳) يا ايها الذين آمنوا
اطيعوا الله واطيعوا الرسول
ولا تبطلوا اعمالكم

دیا اونکو (۶) یہ بسبب اسکے ہے کہ
کہا اونہون نے واسطے اون لوگون کے
کہ کراہت کرتے تھے اوس چیز سے
جسے نازل کیا خدا نے - کہ ہم تمہاری
اطاعت کرینگے بعض امر مین - اور خدا
جانتا ہے اونکے بھیدون کو (۷) پس
کیا حال ہوگا اونکا جب قبض کرینگے
فرشتے اون کی روحون کو مارتے
ہوئے اونکے منہ اور پیٹھون کو اونکے
(۸) یہ بسبب اسکے ہے کہ پیروی
کی اونہون نے اوس چیز کی کہ ناخوش
کرتی ہے اللہ کو - اور مکروہ رکھی اونکی
رضامندی پس ناچیز کیا اللہ نے اونکے
عمل کو (۹) کیا گمان کرتے ہین وہ
لوگ کہ اونکے دلون مین بیماری ہے
یہ کہ نہ نکالیگا اللہ بغض اونکے - اور
اگر ہم چاہین البتہ دکھا دین ہم تمکو اونلوگونکو - پس البتہ پہچان لیتا تو اونکو اونکے
چہرون سے (۱۰) اور البتہ پہچانے تو اونکو طرز کلام مین اور اللہ جانتا ہے
تمہارے عملونکو (۱۱) اور البتہ آزماینگے ہم تمکو یہانتک کہ ظاہر کردین جہاد
کرنے والونکو تم سے اور صبر کرنے والونکو - اور آزماینگے تمہاری خبرون کو -
(۱۲) تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اور روکا انہون نے خدا کی راہ سے اور
مخالفت کی رسول کی بعد اسکے کہ ظاہر ہوئی واسطے انکے ہدایت - ہرگز نقصان دینگے
خدا کو کچھ اور قریب ہے کہ ناپید کردے اونکے اعمال کو - (۱۳) اے لوگو جو

ایمان لائے ہو اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور نہ باطل کرو اپنے عملوں کو۔

یہ قرآن مجید کی آیتیں ہیں جنپر ایمان لانا اور سچ ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ اسکی شان ہے۔ نہ صحاح ستہ کی روائتیں ہیں جنپر کچھ بحث کی جاے اور ضعیف و صحیح کا ہیر پھیر لگایا جاے۔ بلکہ نہایت فصاحت سے خداوند عالم فرماتاہے کہ اہل مدینہ جسمین مہاجر و انصار سب داخل ہین۔ سرکشی کرتے ہین نفاق پر۔ رسول اللہ اونکی ہدایت کو دوست رکھتے ہین۔ مگر وہ رسول کو نہین دوست رکھتے۔ منہ پر تو ہر طرح کی بات بناتے ہین اور جب سامنے سے علحدہ ہوے۔ غصہ سی انگلیان کاٹتے ہین کہ کیون انکو عروج ہو رہا ہے انکے دین کو ترقی ہو رہی ہے۔ دیکھو حضرت عباس کی شکایت قریش سے اصلاح ملے جلد ۱۱ صفحہ ۲ سے

یہ لوگ مہاجر و انصار ایسے ہین کہ خدا انکے ارتداد کی صریحی لفظون مین خبر دے رہا ہے کہ اگر رسول اللہ وفات پائین یا قتل ہو جائین تو کیا تملوگ مرتد ہو جاوٴگے یعنی ضرور ایسا ہوگا مگر اس سے خدا کا کچھ نہ بگڑیگا۔

اسی مضمون کو حضرت نے حدیث اصحابی مین ادا فرمایا ہے جو تمامی صحاح ستہ مین ہے سیجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یا رب اصحابی اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فانھم لن یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم کہ کچھ لوگ ہماری امت سے گرفتار ہو کر جہنم مین جائینگے تو مین عرض کرونگا خدایا یہ تو میرے اصحاب تھے او وہان سے آواز آئے گی تم نہین جانتے انھون نے کیا کیا بدعتین کین بعد

سے قرۃ العینین شاہ ولی اللہ مین ہے کہ حضرت عباس نے رسول اللہ سے شکایت کی کہ قریش جب باہم خود ملاقات کرتے ہین تو خوش اور مسرور ہوتے ہین اور جب ہملوگونسے ملاقات ہوتی ہے تو اونکی وہ حالت نہین رہتی۔ اس خبر سے رسول اللہ ناراض ہوئے اور فرمایا قسم خدا کی کوئی شخص مومن نہین ہوسکتا جبتک تمکو خدا اور رسول کے لئے دوست نہ رکھے انتہی ملخصا

بعد تمہارے جیسے تمنے انسے مفارقت کی ہمیشہ مرتد رہے۔
انقلبتم علی اعقابکم قرآن کی آیت ہے اور لن یزالو مرتدین علی اعقابھم
حدیث کا فقرہ ملا کر دیکھ لو تو سارا معمی حل ہو جائے۔
سورہ احزاب کی ایسی واضح اور روشن آیتیں ہیں کہ کچھ تشریح کی بھی ضرورت نہیں
خدا اصحابہ کے نفاق دیرینہ کو کن لفظوں سے ظاہر کر رہا ہے کہ اوس سے بڑھکر کوئی لفظ
نہیں ہو سکتا جس سے انکی خیانت کا اظہار ہو سکے۔
جنگ احزاب کہتے ہیں جنگ خندق کو جسمیں رسولؐ اللہ کو خاص مدینہ منورہ
مین کفار سے جنگ کرنا پڑا ہے۔ مگر صحابہ کے نفاق او رکینہ سے حضرت کو خندق کھودنی پڑی تھی
ہے۔ اور یا سدرجہ ایذائیں حضرت کو ان مہاجرین و انصار سے اوٹھانی پڑی کہ خداوند
عالم کو اسطرح انکی صریحی مذمت کرنی پڑی حالانکہ خداوند عالم ستار العیوب ہے
کسی کی پردہ دری نہیں چاہتا۔ مگر یہان ایسے واقعات پیش آئے کہ اظہار اونکا
ضروری ہوا۔
اس جنگ خندق کے حالات تمام عالم کو معلوم ہین تواریخ مین بشرح و بسط تمام
مذکور ہے نہ اس مین کوئی طولانی جنگ ہوئی ہے نہ زیادہ خونریزی بلکہ صرف
عمرو بن عبدود کے مارے جانے پر یہ سارا جوش و خروش فرو ہو گیا۔ مین
اوس مقدس فاتح کا نام نہین لیتا جسکے ایک حملہ نے نہ صرف اوسی ملعون کو واصل
بجہنم کیا بلکہ سارے قریش کا قدم اوکھڑ گیا۔ مگر یہ ضرور کہونگا کہ عمرو بن عبدود
ایسا بہادر تھا کہ خلیفہ دوم اوسکا نام لیکر تمام مسلمانون کو ڈراتے تھے کہ یہ ایسا بہادر
ہے کہ مینے خود اپنی آنکھون دیکھا ہے۔ اس بہادر نے ہزار جوانونکا تنہا مقابلہ کیا سپر
نہ رہی تو اسنے ایک اونٹ کو یا اونٹ کے بچہ کو پکڑ کر اوٹھا لیا اور اوسی کو سپر
بنایا جس سے سب گریزان ہوئے۔
عمرو بن عبدود کی شہرت کچھ پہلے سے کم نہ تھی ۔ حالانکہ جنگ بدر مین وہ زخمی
ہو چکا تھا۔ مگر جسکے ایسے ایسے مداح ہون پھر اوسکے نام و نمود کا کیا کہنا۔ اور

خاص کر ایسے مقام پر کہ وہ ھل من مبارز کی صدا دیتا ہو اور خلیفہ دوم اوسکی اسطرح مدح سرائی کرین تو پھر مسلمانون مین کہان جرأت تھی جو مقابلہ کو نکلے۔

انہی واقعات کی طرف خداوند عالم اشارہ کرتا ہے واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا۔ مسلمانون کی آنکھین کج ہوگیئن۔ کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ طرح طرح کی بدگمانی خدا کے ساتھ پیدا ہونے لگے۔

اسی کی طرف اشارہ ہے واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا منافق لوگ اور وہ جنکے دل مین مرض تھا کہنے لگے۔ خدا اور رسول نے جو وعدہ کیا تہا وہ سب فریب تھا۔

خاص اس واقعہ کی طرف اسمین اشارہ ہوگا قد یعلم اللہ المعوقین والقائلین لاخوانھم ھلم الینا ولا یاتون الباس الا قلیلا خدا جانتا ہے اون لوگون کو جو منع کرتے تھے اور اپنے بہائیون سے کہتے تھے کہ ہمارے پاس آؤ اور نہین آتے لڑائی مین مگر تہوڑے

خداوند عالم ان مسلمانون کی شجاعت کو کن پیارے لفظون مین فخریہ طور پر ارشاد فرماتا ہے فاذا جاء الخوف جب وقت خوف آتا ہے تو وہ اسطرح تیری طرف دیکھتے ہین کہ گویا موت کی غشی طاری ہے اور جب وہ خوف نکلتا ہے۔ تو پھر کیسی کیسی تیز زبانیان دکھاتے ہین یہی تو وہ ہین جو ایمان نہین لائے اور خدا نے اونکے اعمال کو بھی حبط کر دیا۔

پس جب جناب سید الشہداء روحی لہ الفداء کے پیش نظر یہ کل آیات قرآنی موجود تھے جو حالات مہاجرین و انصار کیلئے مثل آئینہ ہے۔ تو پھر کیونکر ممکن تہا کہ آپ انپر اعتماد کرتے کیونکہ انہین آیات مین خداوند عالم فرماتا ہے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تمہر رسول کی پیروی نیک لازم ہے۔

اگر اس سے بہی آپکی تسکین نہو تو خود جناب امیرؑ کے الفاظ ملاحظہ فرمائین جو کتاب ملل و نحل شہرستانی مین موجود ہے کہ حضرت نے اصحاب معاویہ کی نسبت کیا فرمایا ہے

جسمین تمامی اہلسنت داخل ہین ملل ونحل ہین ہے

وہ کہا قیس بن حازم نے کہ مین علی کے ساتھ تھا ہر جائی اور ہر جنگ مین یہانتک کہ بروز صفین کہا حضرت علی ؑ نے کو بیچ کرو طرف بقیہ احزاب کے کو بیچ کرو طرف اس قوم کے جو کہتے ہین دروغ کہا اللہ نے اور راوسکے رسولؐ نے اور تملوگ کہتے ہو سچ کہا خدا ورسولؐ نے - پس مینے پہچانا کہ حضرت علی کا کیا اعتقاد ہے اس جماعت معویہ کے بارہ مین پس ہٹے کنارہ کیا انسے صفحہ ۱۰۱ ملل نحل

قیس بن حازم خود خارجی ہے اور اپنے مخالفت کی یہی وجہ قرار دیتا ہے کہ چونکہ جناب امیرؑ کا یہ اعتقاد تھا معویہ وغیرہ کے بارہ مین لہذا اسنے مخالفت کی اور خارجی بنا یہی وجہ ہے کہ اعمال عاشورہ مین ایک خاص نماز بطریقہ معصومین منقول ہے جسمین یہی سورہ احزاب پڑہی جاتی ہے تاکہ مومنین کو اسکا تذکرہ ہو کہ حضرت نے کن وجہون سے اس سفر غربت کو اختیار کیا اور اپنے وطن مین نہ رہے - اور تاکہ مومنین کو معلوم ہو اسلام پر یہ مصیبت اسی وجہ سے نازل ہوئی کہ مہاجرین والضار نے نفاق کو اپنا پیشہ کیا تھا - اور اسلام سے مرتد ہو گئے تھے - ورنہ اگر وہ مسلمان ہوتے تو اسکی نوبت کیون آتی کہ خاندان رسالت اس طرح تباہ و برباد ہو - اور جناب امام حسینؑ اس سفر غربت مین مبتلا ہوئے -

افسوس کہ مین اپنے مطلب سے کچھ دور ہو گیا کیونکہ میری غرض صرف اسقدر ہے کہ جناب امام حسینؑ کن مصالح سے ابن عمر کے اس مشورہ کو نہ قبول کیا کہ آپ مدینہ مین قیام فرمائین - یعنی یہین رہکر اونسے جنگ کرین جس کے وجوہات آپکو بخوبی ان آیات سے معلوم ہو گئے کہ یہ مہاجرین والضار جو مدینہ مین قیام فرما ہین کسی طرح نہ قابل اعتماد ہین نہ انپر کسی طرح وثوق ہو سکتا ہے عام طور پر زیادہ سب منافق ہین کیونکہ جو مومن تہا وہ حضرت کے ساتھ تھا -

سورہ محمد مین جو آیتین ہین وہ اس سے بڑھکر ان صحابہ کے حالات پر روشنی ڈالنے والی ہین جسمین آیہ فھل عسیتم ان تولیتم - ان تفسدوا فی الارض

وتقطعوا ارحامکم کا مطلب تو وہی ہے جو وہ فیصلہ قرآنی " مین آیہ و
ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا مین مذکور ہے اگر خدا نے
جسطرح اوس آیہ مین اونکے حاکم بننے کی خبر دی ہے اوسی طرح اس آیہ مین جسطرح
اوہان واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیها فرمایا اوسی طرح یہان ان
تولیتم ان تفسدوا فی الارض فرمایا جس طرح وہان ویهلک الحرث
والنسل فرمایا اوسیطرح تقطعوا ارحامکم یہان ارشاد ہوا جس سے مطلب
واضح ہوگیا کہ یہ شان ان لوگون کی ہے جو اسلام پر حاکم اور خلیفہ بن کر یہ
ظلم کرینگے۔

[illegible] عمر بن [illegible] [illegible]
[illegible] قطع اللہ [illegible] [illegible]
[illegible] قاطع رحم [illegible]

[illegible] اہل [illegible]
[illegible] ہوگا [illegible] اگر چاہیں تو
[illegible] حضرت [illegible] صالح
[illegible] جلد ا صفحہ ۱۲ [illegible] حضرت [illegible] کی ایک گلی مین [illegible] کو گلے سے لگایا
[illegible] اور روتے [illegible] حضرت نے پوچھا آپ کیون روتے ہین تو فرمایا انکے دلون مین کینہ
ہے جسکو وہ [illegible] ظاہر کرینگے [illegible] تو معلوم ہو جائے وہ کینہ ور
اشخاص کون [illegible] وہ کینہ نکالا گیا اوسی کی طرف خدا نے اس آیہ مین
اشارہ فرمایا ہے ۔ کتاب ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مین ہے ص ۱۲۵ مقصد اول
اخرج ابو یعلی عن علی بن ابیطالب قال بینا رسول اللہ آخذ بیدی
ونحن نمشی فی بعض سکک المدینة اذا اتینا علی حدیقة فقلت یا
رسول اللہ ما احسنها من حدیقة قال لک فی الجنة احسن منها
حتی مررنا بسبع حدایق کل ذلک اقول احسنها ویقول لک

فی الجنة احسن منہا فلما اخلا لہ الطریق اعتنقنی ثم اجہش باکیا۔ قال قلت یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونہا لک الا من بعدی قلت یا رسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک۔ ملاحظہ ہو اصلاح ملا جلد ۱۱ صـ ۱۲

افسوس کہ یہ مقام دوسرا ہے جہاں ہم ان آیات کی شرح پوری طور سے نہیں کر سکتے مگر حیات مستعار نے اگر وفا کی تو ۱۳ جلد مین فیصلہ قرآنی کا سلسلہ پھر سے شروع کیا جائیگا جسمین یہ آیات اور اس قسم کی صدہا نہین بلکہ ہزارہا آیتین دکہائی جائینگی جنمین خدا وند عالم نے ان صحابہ مہاجرین و انصار کے پوست کندہ حالات کو بیان فرمایا ہے۔

مگر یہان تو آپکو اسقدر معلوم ہو گیا کہ جناب امام حسینؑ مدینہ مین کیونکر قیام فرماتے جب یہ آیات قرآنی آپکے پیش نظر تھین کہ خدا نے کن کن لفظونسے۔ انکی بیوفائی خودغرضی بزدلی۔ بجالت۔ زبان درازی۔ کینہ وری کو ظاہر کیا ہے۔

جناب امام حسینؑ کیا معرکہ صفین مین تشریف فرما نہ تھے بچشم خود نہ دیکھا تھا کہ خلیفہ دوم کے چھوٹے صاحبزادے عبداللہ بن عمر کسطرح چار ہزار کا لشکر لیکر جناب امیرؑ سے لڑنے آئے تھے اور خلاف سیرت آبائی اوسوقت تک معرکہ سے نہ سرکے جبتک کہ اونکا خاتمہ نہ ہوا تو کیا آپ خود عبداللہ بن عمر سے مطمئن ہو سکتے تھے جنہوں نے آپکو قیام مدینہ کی رای دی کہ یہ ہمسے نہ لڑینگے اور ہمارے خون مین شریک نہ ہونگے۔

کیا آپکو نہین معلوم کہ بعد شہادت جناب امام حسینؑ جب اہل مدینہ نے یزید کو خلافت سے معزول کرنا چاہا ہے تو حضرت عبداللہ بن عمر نے کس طرح تلوار سے فیصلہ کی دہمکی دی تھی حالانکہ یہ تارک دنیا ہو چکے تھے۔ مگر اسوقت محبت یزیدی سے ایسا جوش آگیا کہ یہ عبادت کا خیال رہا نہ ترک دنیا کا آمادہ بجنگ ہو گئے۔

آپ یہان ضرور کہینگے کہ جب جناب امام حسینؑ شہادت پر آمادہ تھے اور بعلم الیقین آپکو معلوم تھا کہ مین شہید ہونگا۔ تو پھر عبداللہ بن عمر کے ہاتھ سے شہید ہونے مین اور عمر بن سعد کے ہاتھ سے شہادت پانے مین کیا فرق تہا کیونکہ شہادت بہرطور تھی۔ (باقی آیندہ)

نبوت یزید دوبارہ

اصلاح نمبر ۹ جلد ۱۱ میں ایک تحریر جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر کی شایع ہوئی تھی جسمیں جناب ممدوح نے "ابن تیمیہ" کے اس قول کو دریافت کیا تھا کہ ابن تیمیہ نے کہاں لکھا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کو مناسب تھا کہ بخاری یا زہری کا تلمذ اختیار کرتے"

جسپر اڈیٹر صاحب نے ابن تیمیہ کا یہ قول نقل کیا والواجب علی مثل العسکریین وامثالہما ان یتعلموا من الواحد من ہولاء ص ۱۲۳ جلد اول نسخہ قلمی کہ ابن تیمیہ کہتے ہیں امثال امامین ہمامین عسکریین علیہم السّلام پر واجب تھا کہ ان علماء اہلسنت سے تحصیل علم کرتے۔

چونکہ اڈیٹر صاحب نے نسخہ قلمی کا حوالہ دیا تہا۔ اور میرے پاس چھاپہ مصر تھا۔ اسلئے تفحص کی نگاہ سے میں اوسی کو دیکھنے لگا کہ اس قول کا پتہ لگاؤں وہاں گل دیگر شگفت کا مضمون نظر آیا کہ ابن تیمیہ صاحب نے یہاں بھی نبوت یزید کا مطابق عقاید اہلسنت اعلان دیا ہے

اصل عبارت اونکی حسب ذیل ہے الناس فی یزید طرفان ووسط قوم یعتقدون انه من الصحابة او من خلفاء الراشدین المهدیین او من الانبیاء وهذا کله باطل۔ وقوم یعتقدون انه کافر منافق وانه کان له قصد فی اخذ ثار اقاربه من اهل المدینة وبنی هاشم وانه انشد لما بدت تلك الحمول واشرقت تلك الرؤس علی ابی جرون

نعق الغراب فقلت نح او لا تنح   فلقد قضیت من النبی دیونی

وانه تمثل بشعر ابن الزبعری ؎

لیت اشیاخی ببدر شهدوا   جزع الخزرج من وقع الاسل
قد قتلنا القرن من ساداتهم   وعدلناه ببدر فاعتدل

وکلا القولین باطل یعلم بطلانه کل عاقل فان الرجل ملک من ملوک المسلمین وخلیفة من الخلفاء الملوک لاھذا ولا ھذا صفحہ ۲۳۹ منہاج السنتہ جلد ثانی مطبوعہ مصر

یعنی لوگ دربارہ یزید تین قسم پر ہیں ایک قوم کا تو یہ اعتقاد ہے کہ وہ صحابہ سے تھا۔ یا خلفاء راشدین مہدیین سے یا انبیا رسے اور یہ سب باطل ہے۔ ایک قوم کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ کافر تھا منافق تھا اور اوسکی غرض اس لڑائی سے یہ تہی کہ اپنے اون عزیز ونکا انتقام لے جو بدر مین مارے گئے۔ اسلئے اوسنے انتقام لیا اہل مدینہ اور بنی ہاشم سے چنانچہ جب سرہائے شہدا آئے ہین تو اوسنے دو شعر کہے ہین۔ کہ مینے اپنا قرض وصول کر لیا نبی سے مگر یہ دونو قول باطل ہے جسکا بطلان ہر عاقل کو معلوم ہے (تیسرا قول) بلکہ یہ شخص ایک بادشاہ مسلمان بادشاہون سے تھا اور ایک خلیفہ تہا خلفاء ملوک سو نہ یہ تہا نہ وہ تہا۔

ہمارا مقصود صرف اس جملہ سے ہے کہ ابن تیمیہ لکھتے ہین قوم یعتقدون انه من الصحابة او من الخلفاء الراشدین المھدیین او من الانبیاء کہ اہلسنت سے ایک قوم کا یہ اعتقاد تھا کہ یزید بھی ایک نبی تھا انبیا سے جس سے ایک قوم کا اہلسنت سے معتقد نبوت یزید ہونا بالبدیہہ معلوم ہوا۔

یہہ مضمون پہلے پہل اصلاح ۱۱ جلد ۱ مین شایع ہوا تہا اور تین نمبرون تک اسکا سلسلہ قایم رہا۔ اس مضمون نے ایک عام ھلبلی ڈالی تھی۔ اہلحدیث نے بھی بڑے زورون مین اسکی تردید کرنی چاہی۔ مگر اصلاح ۱۲ جلد ۱ مین "ٹھیکہ داران یزید" کی سرخی سے اس جواب کی ایسی قلعی کہولی گئی کہ آجتک اوسکا جواب نہو سکا لہذا ہمکو بھی اوس سے بحث کی ضرورت نہین یہان صرف یہ دکہانا منظور ہے کہ ابن تیمیہ نے صرف اپنی وصیت کبری ہی مین نہین اس عقیدہ کو ایک فرقہ اہلسنت کے بیان کیا بلکہ اس کتاب منہاج السنتہ مین بھی اس راز کو فاش کیا جسیر اہلسنت کو بہت ناز ہے۔

مین یہ نہین کہتا کہ خود ابن تیمیہ اس عقیدہ کے معتقد تھے۔ کیونکہ وہ تو بصراحت تمام اسکا بطلان بیان کر رہے ہین۔ بلکہ یہ غرض ہے کہ جس طرح اہلسنت کی وہ تقسیم ہے

مقلد۔ غیر مقلد۔ اور مقلد کی چار تقسیم ہے۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ اوسیطرح دورباب یزیدیا اہلسنت کا تین فرقہ ہے۔ ایک مدعی نبوت یزید۔ دوسرا مدعی کفر یزید۔ تیسرا مدعی اسلام یزید یہی عقیدہ ابن تیمیہ ہے۔

پس جسطرح غیر مقلدین (اہلحدیث) مقلدین کو باطل جانتے ہین۔ اوسی طرح ابن تیمیہ مدعی نبوت یزید و کفر یزید کو باطل جانتے ہین۔ مگر کوئی یہ نہین کہ سکتا کہ اہلسنت کا کوئی فرقہ قائل نبوت یزید نہ تھا۔ لہذا تمام اہلسنت کو مبارکباد دیتا ہون کہ تم مین ایسے بھی لوگ گذرے ہین جو نبوت یزید کے معتقد تھے۔ اب بتاؤ وہ لوگ مسلمان تھے یا کیا؟

حضرات اہلسنت عموماً اور اہلحدیث خصوصاً کوئی اس سے انکار نہین کر سکتا۔ کہ اونکا ایک فرقہ جنہین ابن تیمیہ بہ لفظ مشایخ یاد کرتے ہین نبوت یزید کا قائل نہ تھا کیونکہ اسکے راوی اور اسکے ناقل ابن تیمیہ ہین جنہین اہلحدیث شیخ الاسلام کہتے ہین تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ یہ کہ سکین ابن تیمیہ نے جھوٹ لکھا۔

اگر مین دعوی سے اسکی تردید کرتا ہون اور نہایت وضاحت سے ابن تیمیہ کی تکذیب کرتا ہون کہ یہ انکی ایجادی تہمت ہے جو فرقہ اہلسنت پر اونہون نے لگایا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ خاتم الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد جو شخص اسلام مین مدعی نبوت ہوا اوسکے طرفدار اہلسنت ضرور ہوئے چنانچہ مسیلمہ کذاب ملعون نے جب دعوی نبوت کیا تو علاوہ اصحابہ مہاجرین کے بھی ایک شخص اوسکا طرفدار ہوگیا جسکا نام نہار رجال تھا چنانچہ تاریخ کامل مین ہے جلد ۲ صفحہ ۱۳۰

وکان مع مسیلمة نہار الرجل بن عنفوہ وکان قد ھاجر الی النبی وقرء القران فقہ فی الدین بعثہ معلما لاھل الیمامة ولیشغب علی مسیلمة وکان اعظم فتنة علی بنی حنیفہ من مسیلمة شھد ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان مسیلمة قد اشرک معہ فصدقوا واستجابوا وکان مسیلمة ینتھی الی امرہ

یعنی مسیلمہ کے ساتھ نہار الرجال بن عنفوہ بھی تھا جسنے ہجرت کی تھی رسول اللہ کی طرف۔

اور قرآن کو پڑہا تہا اور فقہ دین حاصل کیا تہا حضرت نے اسکو اہل یمامہ کی تعلیم کیلئے روانہ کیا تھا۔ مگر اسکا فساد مسیلمہ سے بڑھ گیا کیونکہ اسنے شہادت دی اس بات کی کہ رسول اللہ نے فرمایا مسیلمہ ہمارا شریک کیا گیا ہے نبوت مین۔ لہذا سبنے اسکی تصدیق کی اور اوسکی دعوت کو قبول کی۔ مسیلمہ ہر بات مین اسکی پیروی کرتا۔

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ارتداد کی آفت بھی انہین صحابہ بلکہ مہاجرین کی لائی ہوئی تھی کہ اسنے گواہی دی نبوت مسیلمہ کی جس سے قبیلہ بنی حنیفہ نے اوسکی تصدیق کی اور مسیلمہ کی نبوت کے قائل ہوگئے

حضرت عائشہ کی لونڈی کی شرکت

اب دوسرا واقعہ سنئے کہ خود حضرت عائشہ کی لونڈی نے بھی کمال کیا علامہ ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین بذیل ردہ بنی عامر لکھتے ہین

وكانت ام زمل قد سبيت ايام امها وقد تقدمت القصة فوقعت لعائشة فاعتقتها ورجعت الى قومها وارتدت واجتمع اليها الفل فامرتهم بالقتال وكثف جمعها وعظمت شوكتها فلما بلغ خالد امرها سار اليها فاقتتلوا قتالا شديدا اول يوم وهي واقفة على جمل كان لامها وهي في مثل عزها فاجتمع على الجمل فوارس فعقروها وقتل حول جملها مائة رجل وبعث بالفتح الى ابي بكر ص ۱۳۴ جلد ۲

یعنی ام زمل اپنی ماں کے زمانہ مین قید ہوئی تہی۔ اور حضرت عائشہ کے حصہ مین پڑی تہی انہون نے اوسے آزاد کردیا وہ اپنی قوم مین چلی آئی۔ اور وہ مرتد ہوئی۔ جو لوگ بنی عامر وغیرہ بھاگے ہوئے تھے وہ سب اوسکے پاس جمع ہوئے۔ ام زمل نے اونہیں حکم قتال دیا۔ اسکی جماعت بڑہی گئی اور شوکت مین اسکی ترقی ہوئی جب خالد نے سنا تو اوسنے کوچ کیا پہلے ہی روز بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ وہ اسنے اونٹ پر کھڑی تھی جو اوسکی ماں کا اونٹ تہا۔ آخر سوارون نے اوسکے اونٹ کو پے کیا گرد اوسکے سو آدمی مارے گئے اور فتح کی خبر ابوبکر کو بہیجی گئی۔

اس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ ہوائے ردہ کے بڑہانے اور آتش فساد کے بھڑکانے

مین خود صحابہ کی شرکت سے زیادہ تہی کیونکہ ام زمل ہی صحابیہ تہی اور تعلیم یافتہ حضرت عائشہ اگرچہ نہین کہسکتے کہ لونڈی اور بی بی مین کون استاد تہی کون شاگرد لیکن ممکن ہے ام زمل کو حضرت عائشہ نے کچھہ اسی قسم کی تعلیم دی ہو۔

دوسرا مدعی نبوت اسود عنسی ہوا جو یمن کا رہنے والا تہا۔ سب سے پہلے یہی مرتد ہوا۔ اسکا ارتداد بعد معاودت حضرت حجۃ الوداع سے ہوا جب آپ علیل ہوگئے تھے۔ یہ علالت وہ تہی جسمین آپنے وفات فرمائی چندہی روزمین اسنے یمن پر قبضہ کیا اور بحرین۔ احسا۔ عدن تک اسکی شہرت پہیل گئی۔ سات سو سوار اسکے ساتہہ تھے عمر بن معدیکرب اسکا خلیفہ تہا۔ مذحج مین اور قیس بن عبد یغوث سردار لشکر تہا۔

خود اسکی زوجہ نے جس سے بجبر بعد قتل اوسکے شوہر کے نکاح کیا تہا۔ بسازش فیروز اپنے ابن عم کے قتل کرادیا۔ جسمین یہ خونریزی ہوئی نہ صف کشی۔ اور خود حضرت کی حیات مین اسکا خاتمہ بہی ہوا۔ کل تین مہینہ یا چار مہینہ اسکی نبوت کا زمانہ رہا۔

اسکا معین بہی عمر بن معدیکرب صحابی تہا چنانچہ تاریخ کامل مین ہے وکان خلیفۃ مذحج عمر بن معدیکرب ص ۲۰۱

یعنی اسود عنسی کا خلیفہ مذحج مین عمر بن معدیکرب تہا۔

پھر لکھتے ہین حال مین دوبارہ ارتداد ہین کے فلما ارتد العنسی ومعہ مذحج ارتد عمرو فیمن ارتد ص ۲۴۲

کہ جب اسود عنسی مرتد ہوا تو عمرو بن معدیکرب بہی مرتد ہوا۔

اب سنئے اسکی صحابیت کا حال۔ استیعاب مین ہے جو مخصوص صحابہ کے حالات مین ہے عمرو بن معدی کرب الزبیدی یکنی ابا ثور قدم علی رسول اللہ فی وفد زبید فاسلم وذالک فی سنۃ تسع ص ۵۱ جلد ۲

کہ ۹ھ مین یہ حاضر خدمت رسول ہوا اور اسلام لایا۔

تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ ان مدعیان نبوت پر ایمان لانے والے بہی صحابی تھے اللہ و رسول کی تصدیق و اقرار و شہادت بہ نبوت سے معتقد رہ کر کامیاب ہوئے۔

اور آخر دوسرے صحابہ کے ہاتہون وہ مارے گئے۔

غرض کہ جہانتک کتب سیر وتواریخ پر نظر کیجائے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ اسلام مین جتنے فسادات ہوئے اوسکے بانی بہی صحابہ ہین اور جتنے لوگ مبعوث ہوئے اونپر ایمان لانیوالے اہلسنت ہی ہین چنانچہ مرزا احمد قادیانی پر ایمان لانے والے تمامتر سنی ہین اور زیادہ تر اہلحدیث۔ مگر اسکو یہ لازم نہین ہے کہ اہلسنت نے کسیوقت یزید کو بھی نبی مانا ہو جیساکہ بیان ابن تیمیہ ہے کہ وہ ایک گروہ کو اہلسنت سے اوسکی نبوت کا قائل بتاتے ہین۔ کیونکہ نبوت کی تصدیق کرنا فرع ہے اوسکے دعوی کا۔ اور یزید کا۔ دعوی سُنا نہین گیا اور نہ اوسکو اسکی ضرورت بہی تہی۔ کیونکہ خود اوسکی خلافت ہی ایسی تہی کہ ایسے ایسے ہزار جہوٹے نبی اوسپر قربان ہوں پہر کیون وہ دعوی کرنے لگا۔

اور اوسکو شراب خواری۔ زناکاری۔ قماربازی سے فرصت کب تہی جو ایسا دعوی کرتا۔ اور اوسکو مسیلمہ وغیرہ کا حال بہی معلوم تہا کہ اگرچہ ہزارہا صحابہ اوسکے مددگار تہے مگر خلیفہ کے ہاتہون مارا گیا پہر کیون وہ ایسا دعوی کرتا جو تجربہ سے غیر مفید تہا۔

یہ سب افترا پردازی ابن تیمیہ کی ہے جو اس مسئلہ مین دو طرف افراط و تفریط دکہاکر اپنا کام کرتے ہین کہ اوسکو مسلمان اور خلیفہ کہ رہے ہین جس سے دعوی نبوت یزید کی تصدیق ظاہر ہو۔

اصلیت اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ عبد المغیث حنبلی المتوفی ۵۸۳ھ نے ایک کتاب فضائل یزید مین لکہی تہی جسکا جواب ابن الجوزی نے بڑے شد و مد سے لکہا۔ اوسی کتاب اوس حنبلی نے شاید یہ مضمون بہی طبع زاد لکہدیا ہوگا۔ اوسی بنیاد پر ابن تیمیہ نے یہ دعوی کیا جسکا اصلی باعث وہی اونکا غلو ہے ناصبیت وخارجیت مین ورنہ دنیا مین کون ایسا مجنون ہوسکتا ہے جو یزید پلید کو نبی مانے۔

یہ سارا افترا اور ساری تہمت محض اسی غرض سے تراشی گئی ہے کہ افراط و تفریط کا دو پہلو دکہاکر اپنے فرقہ کی حق پسندی دکہاوے جسکی تہ مین یہ راز سربستہ بہی ہے کہ خلافت یزید اور اوسکا اسلام مسلم ہو جو ایک امر محال ہے۔

له کیونکہ تاریخ کامل مین ہے اکتفیہ بالعجائب ص ۱۳۱ جلد ۱

اگرچہ شرح الحدیث نے بہت ہاتھ پیر اس مادہ مین مارا تھا کہ فرقہ اہلسنت کی برات نحوست یزید سے ثابت کرین مگر چونکہ اونہون نے ابن تیمیہ کو بھی بچانا چاہا تھا اسلئے کسیطرح کامیاب نہو سکے۔ اس تحقیقات سے البتہ اونکی آنکھ کہل سکتی ہے اور سمجھ سکتے ہین کہ جبتک مسیلمہ کذاب کو واصل جہنم نہ کرینگے کامیابی نہین ہو سکتی۔

ابن تیمیہ نے جسطرح یزید کے بارہ مین مسلمانون کی تین تقسیم کی ہے اوسیطرح جناب امام حسین کے بارہ مین بھی دو طرف اور ایک وسط قرار دیا ہے لکھتا ہے وصار الناس فی قتل الحسین رض ثلاثۃ اصناف طرفین ووسطا۔ احد الطرفین یقول انہ قتل بحق فانہ اراد ان یشق عصا المسلمین ویفرق الجماعۃ وقد ثبت فی الصحیح عن النبی ؐ انہ قال من جاءکم وامرکم علی رجل واحد یرید ان یفرق جماعتکم فاقتلوہ۔ قالوا والحسین جاء وامر المسلمین علی رجل واحد فاراد ان یفرق جماعتہم وقال بعض ہولاء ہو اول خارج خرج فی الاسلام علی ولاۃ الامر۔ والطرف الاخر قالوا انہ کان ہو الامام الواجب الطاعۃ الذی لاینفذ امر من امور الایمان الا بہ ولا تصلی جماعۃ ولا جمعۃ الا خلف من یولیہ ولا یجاہد عدو الا بہ ونحو ذلک واما الوسط فہم اہل السنۃ الذین لایقولون ہذا ولا ہذا قتل مظلوما شہیدا ولم یکن متولیا امر الامۃ والحدیث المذکور لایتناولہ فانہ لما بلغہ ما فعل بابن عمہ مسلم بن عقیل ترک طلب الامر وطلب ان یذہب الی یزید او الی الثغر او الی بلدہ فلم یمکنوہ وطلبوا منہ ان یستاسر لہم وہذا لم یکن واجبا علیہ ص ۲۴۸

یعنی قتل امام حسین مین بھی دو طرف اور ایک وسط ہے۔ دو طرف تو یہ ہین کہ ایک فرقہ قائل ہے اونکا قتل بحق ہوا کیونکہ اونہون نے جماعت مسلمین مین تفریق ڈالنا چاہا تھا اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص مخالفت کرے۔ حالانکہ کسی شخص پر اتفاق ہو گیا ہو۔ تو اوسکو قتل کرو۔ لہذا امام حسین کا قتل واجب تھا کیونکہ

اونہون نے تفریق چاہی تھی باعور مسلمین ہین۔ دوسرا فریق یہ کہتا ہے کہ وہ امام مفترض الطاعت تھے جنکے بغیر کسی امر دین و دنیا کا انعقاد نہین ہوسکتا۔ وسط اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نہ وہ اسکے قائل ہین نہ اوسکے بلکہ صرف یہ کہتے ہین کہ وہ مظلوم شہید کئے گئے نہ وہ والی امر امت تھے نہ خلیفہ۔ اور حدیث مذکور بھی اونپر نہین عائد ہوتی کیونکہ جب حضرت مسلم کے شہادت کی خبر اونکو معلوم ہوئی تو وہ دعوی خلافت سے دست بردار ہوگئے۔ اور چاہا کہ یزید کے پاس جانے دو یا ثغور اسلامی۔ یا اپنے وطن۔ مگر لوگون نے ایک بات اونکی نہمانی چاہا کہ گرفتار کرکے لیجائین اسکو حضرت نے منظور نہین کیا نہ آپ پر اسکا منظور کرنا واجب تھا لہذا قتل ہوے۔

دونو تقسیمون کو ملاؤ تو معلوم ہو کہ جانب افراط مین بہی ابن تیمیہ نے یزید کا درجہ گھٹا دیا کیونکہ یزید کی نسبت نبوت کا دعوی کیا گیا۔ اور جناب امام حسین کی نسبت صرف امامت ہی کا دعوی رہا۔ تفریط مین بہی امام حسین کو واجب القتل بنایا۔ لہذا درجہ درمیانی جونکالا جسکا قائل تمامی اہلسنت کو کہتے ہین وہ یہ ہے کہ یزید خلیفہ تھا اور امام حسین کا کوئی درجہ نہ تھا بلکہ صرف وہ مظلوم وشہید تھے۔

اسی درجہ اوسط قائم کرنے کے لئے یزید کے نبوت کا دعوی کیا کہ کچھ لوگ اہلسنت سے اوسکی نبوت کے قائل تھے حالانکہ محض اتہام ہے۔

اگر اس توہین پر آپکو تسکین نہو کہ ابن تیمیہ نے جناب امام حسین کی توہین نہ کی اور یزید کا درجہ بہی کہ کرنہ بڑہایا تو اس عبارت کو ملاحظ فرمایے لکن قتلہ لیس باعظم من قتل ہو افضل منہ من النبیین والسابقین الاولین ومن قتل فی حرب مسیلمہ وکشہداء احد والذین قتلوا ببیر معونہ وکقتل عثمان و قتل علی رض صفحہ ۲۴۹

یعنی امام حسین کا قتل اون سے نہین اعظم ہے کہ انبیا وسابقین اولین سے جو لوگ قتل ہوے نہ اون لوگون سے جو حرب مسیلمہ مین مارے گئے اور نہ اونکی شہادت مثل شہدائے احد ہے نہ مثل اون لوگون کے جو بیر معونہ مین قتل ہوئے صحابہ سے نہ مثل قتل عثمان و علی

ہمکو نہ قتل انبیاء سے بحث ہے نہ قتل حضرت عثمان وجناب امیرؑ سے کیونکہ وہ دونو اہلسنت کے خلیفہ تھے۔ مگر اسپر تو غور کیجئے کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کو نہ وہ مثل شہدائے احد جانتے ہین نہ مثل مقتولان جنگ مسیلمہ

مگر اسکی کوئی وجہ نہ بیان کی کیونکہ جنگ مسیلمہ وغیرہ مین مقتولین صحابی ہین۔ تو کیا جناب امام حسینؑ جو خود صحابی ہین اور فرزند رسولؐ اسپر بھی نہ اون صحابہ کے ہمسر ہین۔ نہ افضل۔

بتایئے اس سے بڑھکر ابن تیمیہ کی ایمانداری کی کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ وہ آپکو اون صحابہ کے بھی ہمسر نہین جانتے جو جنگ مسیلمہ مین مارے گئے تھے۔

اسکی وجہ آپکو غالباً نہ معلوم ہو۔ زید بن خطاب عمر بن الخطاب کے بھائی اس جنگ مین مارے گئے تھے لہذا امام حسینؑ کا درجہ اون سب صحابہ سے گھٹا دیا گیا جو اس جنگ مین مارے گئے تھے۔ اس سے بڑھکر کیا ناانصافی ہوسکتی ہے۔

ابن تیمیہ کا یہ قول کہ جناب امام حسینؑ اوس حدیث کے مصداق نہین ہوسکتے کہ جب کسی پر اتفاق ہوجائے اور دوسرا مدعی ہو تو اوسکو قتل کرو۔ عجب پرمعنی قول ہے کیونکہ دو ہی صورت ہوسکتی ہے یا آپ مدعی امامت تھے یا نہ تھے۔ اگر مدعی تھے تو بنابر حدیث موضوع مذکور ضرور واجب القتل ہوئے۔ اور اگر مدعی نہ تھے تو پھر مقاتلہ کیون ہوا۔

ابن تیمیہ کو نہ اپنے اصول معلوم ہین نہ احادیث کی صحت وموضوعیت سے مطلب بلکہ وہ تو ایک بات بنا دینا جانتے ہین جب بوقت مصالحہ جناب امام حسنؑ یہ طے ہوگیا تھا کہ معویہ کو اپنا جانشین کرنے کا اختیار نہین ہے بلکہ شوریٰ مسلمین خلیفہ مقرر ہوگا تو پھر یزید کو خلیفہ کرنا اوسکا کب جائز تھا اور بنابر قواعد مقررہ اہلسنت وہ کیونکر خلیفہ ہوسکتا ہے۔ تو پھر حدیث مذکور وامرکم علی رجل واحد کے مصداق کیونکر ہوسکتا ہے۔ اور جناب امام حسینؑ مصداق حدیث کو کیونکر ہوسکتے

اگر یہ حدیث صحیح تھی تو دربارۂ طلحہ و زبیر و عائشہ و معاویہ کیوں نہ عمل کیا گیا اور صحابہ ان لوگوں کو نہ قتل کیا کیونکہ بہ اجماع مسلمین جناب امیر المومنین پر اتفاق ہو چکا تھا۔ یہ حدیث تو اسی لئے وضع کی گئی کہ جناب امام حسین کا خون ناحق جائز و مباح کیا جائے۔ پھر اس حدیث کی صحت کو بھی تسلیم کرنا اور جناب امام حسین کو جماعت سے خارج کرنا طرفہ ماجرا ہے۔

بہرحال ایک فرقہ اہلسنت کا قائل ہونا بایں امر کہ حضرت کا قتل جائز طور پر ہوا۔ بہ اقرار ابن تیمیہ ظاہر ہوا۔ اور کیوں نہ ظاہر ہو کہ خود جناب امام حسین کے روبرو اسکا دعوی کیا گیا تھا۔ اور حضرت پر خروج کا الزام لگایا گیا تھا چنانچہ تاریخ کامل میں ہے

وقاتل الحر بن يزيد مع الحسين قتالا شديدا وبرز اليه يزيد بن سفيان فقتله الحر وقاتل نافع بن هلال مع الحسين ايضا فبرز اليه مزاحم بن حريث فقتله نافع فصاح عمرو بن الحجاج بالناس اتدرون من تقاتلون فرسان المصر قوما مستميتين لا يبرز اليهم منكم احد فانهم قليل وقلما يبقون والله لو لم ترموهم الا بالحجارة لقتلتموهم يا اهل الكوفة والزموا طاعتكم وجماعتكم ولا ترتابوا في قتل من مرق من الدين وخالف الامام فقال عمر نعم الرای ما رأيت ومنع الناس من المبارزة وسمعه الحسين فقال يا عمرو بن الحجاج اعلي تحرض الناس انحن مرقنا من الدين وانتم ثبتم والله لتعلمن لو قبضت ارواحكم ومتم على اعمالكم اينا المارق ثم حمل عمرو بن الحجاج على الحسين من نحو الفرات صفحہ ۲۲ جلد ۴

یعنی [illegible] حر بن یزید [illegible] جنگ [illegible] [illegible] بن سفیان [illegible] قتل کیا [illegible] نافع [illegible] [illegible]

ہے کوئی ان سے جنگ کے لئے باہر نکلے۔ یہ بہت کم ہیں اگر مرتے تم تمہارے ہو نبرد سے
تو سب کو قتل کر ڈالو گے۔ اے اہل کوفہ تم اطاعت پر ثابت قدم رہو۔ اپنی جماعت
کو نہ ترک کرو اور ان لوگوں کے قتل میں شک نہ کرو جو دین سے خارج
ہو گئے اور امام کی مخالفت کی۔ عمر بن سعد نے کہا یہ نہایت عمدہ رائے
ہے کوئی شخص بغرض مبارزہ (دو بدو لڑائی) نہ نکلے۔ جناب امام حسین نے عمرو
بن الحجاج کی آواز سنی تھی حضرت نے فرمایا اے عمرو بن الحجاج کیا تو لوگوں کو میرے
قتل پر آمادہ کرتا ہے۔ کیا ہم دین سے خارج ہوئے ہیں یا تم لوگ۔ قسم خدا کی تم لوگوں کو
معلوم ہوگا جب روحیں تم لوگوں کی بدن سے نکلیں گی اور انہیں اعمال پر مر گئے کہ مارق
(خارج عن الدین) کون ہے اسکے بعد عمرو بن الحجاج نے جانب فرات حضرت
پر حملہ کیا۔

پس جب خود امام حسین کے مقابلہ میں یہ الزام لگایا گیا کہ معاذ اللہ حضرت دین سے خارج ہیں
یعنی خارجی ہیں تو پھر علمائے اہلسنت اگر بہ اتباع عمرو بن الحجاج ایسا الزام لگائیں تو کونسا
امر تعجب ہے کیونکہ عمرو بن الحجاج یا صحابی ہے یا تابعی جنکی اتباع پر مدار مذہب اہلسنت
اور ہم لوگوں کا تو وہی مذہب ہے جو مذہب امام حسین تھا۔

کیا شان خدا ہے کہ رسول اللہ جو حدیث خوارج یعنی دشمنان اہلبیت اطہار کے حق
میں ارشاد فرمائیں اہلسنت اوسی حدیث کو خود اہلبیت طاہرین کے حق میں استعمال
کریں۔ اسکا جواب بجز اسکے کیا ہو سکتا ہے جو حضرت امام حسین نے فرمایا کہ اسکا حال
بعد موت معلوم ہوگا۔

ہاں ابن تیمیہ اسکے مدعی ہوئے ہیں کہ جناب امام حسین نے بعد شہادت حضرت مسلم
طلب امر خلافت کو ترک کر دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ مجھے یزید پاس جانے دو۔ یا کسی سرحد
اسلام پر یا اپنے وطن جانے دو ان لوگوں نے نہ مانا اور حضرت کو قتل کیا مگر افسوس ابن تیمیہ
کا یہ اسکے علم پر نازش ہے ایک ایسا امر ہی کہا ہے جسے خود علمائے اہلسنت [illegible]
[illegible] تاریخ کامل میں ہے۔ وقد روی عن عقبة بن سمعان انه

قال صحبت الحسين من المدينة الى مكة ومن مكة الى العراق ولم افارقه حتى قتل وسمعت جميع مخاطباته الناس الى يوم مقتله فوالله ما اعطاهم ما يتذاكر الناس من انه يضع يده فى يد يزيد ولا ان يسيروه الى اى ثغر من ثغور المسلمين ولكنه قال دعونى ارجع الى المكان الذى اقبلت منه او دعونى اذهب فى هذه الارض العريضة حتى ننظر الى ما يصير اليه امر الناس فلم يفعلوا ص ۲۳ جلد ۴

یعنی عقبہ بن سمعان سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمنے مصاحبت امام حسینؑ کی مدینہ سے مکہ تک ۔ اور مکہ سے عراق تک ۔ کسیوقت میں اونسے جدا نہوا یہانتک کہ وہ قتل کئے گئے اور ہر خطبہ کو اونکے مینے سنا جو قوم سے کہا تا یہ روز قتل ۔ مگر قسم خدا کی کبھی اونہوں نے وہ باتیں نہیں کہیں جیسے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نے یہ کہا تھا ہمکو یزید کے پاس جانے دو کہ اوسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینگے ۔ نہ کبھی یہ کہا کہ ہمکو کسی اسلامی سرحد پر جانے دو ۔ بلکہ اونہوں نے یہ کہا تھا کہ ہمکو چھوڑ دو کہ جہاں سے آئے ہیں وہاں چلے جائیں ۔ یا چھوڑ دو کہ ہم اس زمین پر کہیں چلے جائیں اور دیکھیں کہ آدمیوں کا کیا حال ہوتا ہے ۔ مگر لوگوں نے نہ مانا ۔

افسوس صد افسوس کہ ابن تیمیہ کے تاریخ دانی کا دعوی تو اس زور سے کیا جاتا ہے ۔ اور حالت اوسکی یہ ہے کہ موضوعات و مکذوبات سے استدلال کرتا ہے ۔ پھر ایسے ایسا شخص محقق کیونکر کہا جا سکتا ہے ۔

پس جب یہ ثابت ہوا کہ ہرگز جناب امام حسینؑ نے یہ کلمات نہیں فرمائے بلکہ اپنے ارادہ اور نیت پر آخر دم تک ثابت قدم رہے تو اب ابن تیمیہ اوس حدیث سے حضرت کو کیونکر نکال سکینگے اور بجز اسکے اونکو کیا چارہ ہے کہ معاذ اللہ حضرت کے قتل کو جائز بلکہ واجب کہیں جو عقیدہ خوارج ہے ۔

یہ فقرہ بھی انکا نہایت عجیب ہے کہ هذا لو کان واجبا علیه کہ جناب امام حسینؑ پر قبول اسیری واجب نہ تھا کیونکہ جب اسکو مان لیا کہ یزید خلیفہ بحق تہا ۔ اور جناب امام حسینؑ نے مخالفت ترک کر دی تھی تو حضرت رعیت قرار پائے اور رعیت پر اطاعت خلیفہ واجب ہے ۔ پھر یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ حضرت پر اوسکی اطاعت واجب نہ تھی ۔ اگر ایسا دعوی کیا جائے تو پھر کسی رعیت پر اطاعت خلیفہ مطابق عقیدہ اہلسنت واجب نہو ،

فیصلہ ثانیہ

نمونہ تہذیب اہلحدیث

فیصلہ امامت و اقتدا جو اصلاح مین شایع ہو رہا ہے وہ سب کے پیش نظر ہے جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر نے باوصف مخالفت رائے جو اسکی تعریف کی آپ ملاحظہ مین دیکھ چکے۔ خود اڈیٹر اہلحدیث۔ اوس تحریر کے نسبت لکھتے ہین "ہمارے رافضی دوست (جنہون نے کبھی اس تحریر مین وہابی لکھا نہ خارجی) (اڈیٹر) اڈیٹر اصلاح نے اوس پر بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ اسلئے ضروری ہوا کہ ہم اوس پر بھی متوجہ ہون۔ اڈیٹر موصوف سے ہمین ایک طرح خوشی حاصل ہوئی کہ باوجود شیعہ ہونے کے جو عموماً اپنے اعتقادات اور خیالات کو توہمات پر مبنی کیا کرتے ہین (یعنی روایات اہلسنت سے سند لاتے ہین (اڈیٹر)) ہمارے دوست نے کئی ایک آیات (اگر بہت سی آیتین اور حدیثین اور عمل صحابہ و تابعین لکھتے تو زیادہ درست تھا) اور بعض احادیث بھی نقل کی ہین جس سے ہمین اپنے دوست کے شوق لقا مین جو مدت سے ہے مزید ترقی ہوئی خدا ہماری دیرینہ تمنا بر لائے" ملاحظہ مورخہ ۸ شوال۔

ان فقرات سے آپ اسقدر ضرور خیال کر سکتے ہین کہ سابق تحریر مین کوئی لفظ خلاف تہذیب یا دلشکن نہ تھا۔ بلکہ نہایت متانت و سنجیدگی سے لکھی جاتی تھی جسپر اخبار البشیر کے ایک نامہ نگار نے بھی صاد کیا ہے۔ مگر انسب باتون کے ساتھ اڈیٹر اہلحدیث کی تہذیب ملاحظہ ہو کہ لفظ رافضی سے یاد کرتے ہین کیا یہی تہذیب ہے۔ بہرحال آپ پہلے میری عبارت نقل کرتے ہین مگر مثل بخاری کتر بیونت کر

"تو اس تقریر سے حضرت ابوبکر کی وہ فضیلت جو حدیث موضوع امامت نماز سے ثابت کی جاتی ہے سب ہوا ہوگئی کیونکہ جب امام کو ایمان کی ضرورت نہین تو انکا ایمان کہان ثابت ہوا اور جب اس سے ایمان نہ ثابت ہوا تو خلافت کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ وہ فرع ایمان ہے"

یہ عبارت اصلاح ہے جو ایک مسلسل عبارت کے بعد لکھی گئی اور اڈیٹر صاحب
نے اون سبکو ہضم کر کے آخری جملہ اوسکا لکھا اوسکے بعد لکھتے ہین۔

"ریہ تفریع بہی اس قسم کی ہے جو کسی دل جلے سنی نے نکالی تھی کہ اگر خلفا ثلاثہ کی خلافت
ناجائز اور غصب ہے تو شیعہ سادات سب ... زادے ہین کیونکہ تشیعہ بالو جو سادات
کی بڑی امان ہے حضرت عمر کا عطیہ ہے جب خلافت عمری ناجائز ہے تو عطیہ کہان جائز
ہوگا۔ نتیجہ صاف ہے۔ گو ہم اس قسم کے نتائج جاہلانہ تفریعات جانتے ہین۔ مگر افسوس
ہے کہ شیعہ سنیونکو ایسی تفریعات نکالنے پر مجبور کرتے ہین۔ بقول "کہان کی اینٹ
کہان کا روڑا۔ بہان متی نے کنبہ جوڑا" کہان مسئلہ اقتدا اور کہان تفریع
خلافت صدیقیہ پہر لطف یہ کہ وہ ایمانداری سے نہین۔ بہلا صاحب حدیث
کو آپ موضوع بتلاوین مگر یہ تو بتلائیے ہمنے کس جگہ کہا کہ انتخاب امام کے وقت
بہی کسی رافضی یا خارجی کو امام بنالو۔ ہمنے تو صراحت کر کے کہا کہ انتخاب کے
وقت امام راشد ہونا چاہئیے آپ سچے ہین تو اہلحدیث کے کسی پرچہ کا حوالہ دیجئے
ورنہ میرا حق ہوگا کہ مین کہون : لف"

یہ نمونہ تہذیب اہلحدیث ہے۔ چونکہ اسی تحریر مین اڈیٹر صاحب نے لکھا ہے ہمارے مخدوم
مکرم مولانا۔ وحید الزمان خان نواب وقار نواز جنگ بہادر حیدرآبادی"
اسلئے مین بہی آپکے مخدوم اور اپنے محترم نواب صاحب سے بالخصوص اپیل کرتا ہون
کہ ملاحظہ فرمائیے یہ تحریر آپکے فرقہ کے ایک مولوی کی ہے جو ایک وقت مین تمامی اہلحدیث
کا امام بننا تجویز ہوا تھا۔ اب آپ ہی منصفی کیجئے کہ کسکی تحریر دلشکن اور دلخراش
ہے۔ اور فرمائیے اسکا جواب کن لفظون مین دیا جائے۔

للہ فرمائیے ہمنے حضرت خلیفہ اول کے حق مین کیا کہا تہا جو اسقدر برہم ہوئے۔ کیا امامت
فی الصلوٰۃ سے اونکی خلافت پہ استدلال نہین کیا جاتا۔ اور اس سے اونکا ایمان نہین
ثابت کیا جاتا؟ پہر اگر امامت فاسق مطلقًا جائز ہو تو آپ ہی بتلائیے کہ خلافت یا
ایمان اونکا کیونکر ثابت ہوگا خدا کے لئے انصاف فرمائیے۔

فریقین کا اختلاف معلوم ہے کہ شیعہ بالاتفاق مطلقاً ثلثہ کو مومن نہیں مانتے ورنہ نزاع ہی کیا تھی - اس نزاعی امر کے سوا کیا لکھا گیا تھا جسپر اڈیٹر صاحب ایسی مغلظات گالیاں دیں - کیا آپ انصافاً کہہ سکتے ہیں کہ شیعے کوئی لفظ خلاف داب مناظرہ اور آپکی فرمائش کے خلاف لکھا ہے -

جو اڈیٹر صاحب نے کل شیعہ سادات کو حرام زادہ کہا - للہ فرمائیے کہ یہ کلمہ تہذیب کا ہے یا کیا؟ اگر جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر نے اس فقرہ کی نسبت کچھ منصفانہ نہ لکھا تو آیہ فمن نکث کی تلاوت کی جائیگی -

اڈیٹر صاحب آپکی شرافت اور علم مجھے معلوم ہے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں مگر تعجب ہے کہ جس شخص کو خلیفہ دوم و خلیفہ سوم اور تمامی بنی امیہ کا نسب نامہ معلوم ہو وہ شیعہ اور سادات کی نسبت ایسا کہے حالانکہ خود اہلسنت کی یہ حدیث ہے کہ جناب امیر کا دشمن نہوگا مگر ولد الزنا -

بیشک بیشک حضرت شہربانو علیہا السلام شیعوں اور سادات کی بڑی امان ہیں جسپر کل شیعہ و سادات فخر کرتے ہیں - اور سنیوں کی بڑی امان صہاکہ حبشیہ جدہ ماجدہ حضرت خلیفہ دوم اور ہندہ جگر خوارہ والدہ معویہ بن ابوسفیان جسپر بیشک اہلسنت فخر کریں کم نہیں ہے - کیونکہ ایسا نسب نامہ آجتک دنیا میں کسیکو نصیب نہوا نہ خدا کرے کہ کسیکو نصیب ہو -

اڈیٹر صاحب شیعوں اور سادات کو کھلے لفظوں میں حرامزادہ کہتے ہیں - مگر الحمد للہ ہمکو ان الفاظ سے کوئی شکایت نہیں کیونکہ کرام کاتبین نے لکھ لیا ہو اور محکمہ قضا و قدر میں پیش کر دیا گیا ہے - پھر مجھے کیا ہوا ہے - قوم میں بھی اونکی تقریر چکر لگا رہی ہے اور جنکا دل خارجیت سے مملو ہے وہ خوش ہونگے اور ہم وہی کرینگے جو خدا کی ہدایت ہے فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل -

آپ جب جناب امیر علیہ السلام کو دیوث لکھ چکے تو حضرت شہربانو کی نسبت ایسے الفاظ کی کیا شکایت کیونکہ جناب محمد جب نے خلیفہ دوم کی نسبت بھی کوئی

کلمہ کہا جسپروہ نافہمی سے برہم ہوے۔ پھر آپنے اوسکا معاوضہ لیا تو کیا گلہ۔
اگر کسی ڈاکو یا چور کے تسلط ناجائز سے اپنا مال جو اوس سے کسی طرح لیا جاسے حرام ہو جاے تو بیشک آپ خلیفہ دوم کے تسلط پر فخر کرسکتے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ عطیہ کہان جائز ہوا۔

یہ بھی عجب قدرت خدا ہے کہ جسطرح حضرت ہاجرہ ایک کافر ملعون سے عطیہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو ملین جنکی نسل سے فخر الانبیاء پیدا ہوے اور تمامی عرب اوسی طرح بقول آپکے ایک منافق کے عطیہ سے کل سادات و مومنین کی ولادت ہوئی۔ پس جس لفظ کا استعمال آپ رسول اللہ کی نسبت کرینگے۔ وہی لفظ بحق سادات و مومنین بھی مستعمل ہوسکتا ہے۔
فرق ہے تو اسقدر کہ وہ یقینی عطیہ ایک مشرک کا ہے جس کا کسیکو انکار نہین ہوسکتا اور یہان نہ عطیہ ہے نہ ہبہ بلکہ خلیفہ دوم کے زمانہ مین حضرت شہربانو بنت یزدجرد اسیر ہو کر آئین خلیفہ نے چاہا اونکو بھی مثل اور لونڈیون کے بیچ ڈالین جناب امیر نے منع کیا کہ یہ فعل خلاف حکم خدا و رسول ہے ان شاہزادیونکو اختیار دے کہ جسکو چاہین اپنی زوجیت مین قبول کرین اونسے جو مہر لیا جاے وہی انکی قیمت سمجھی جائے۔ یا جو قیمت تخمین کی جاے وہ اونسے مہر مین لیا جاے۔ اس قاعدے سے حضرت شہربانو زوجیت جناب امام حسین مین آئین یہ خلاصہ ہے روایت مشہور کا ورنہ اسمین بہت کچھ اختلاف ہے بعض مورخین اہلسنت اس واقعہ کو واقعات خلافت جناب امیر سے لکھتے ہین۔

بہرحال چونکہ عطایاے کفار کو انبیاء کرام نے قبول کیے ہین۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم کا قصہ مذکور ہوا اور خود رسول اللہ کو مقوقس نے حضرت ماریہ قبطیہ بھیجا تھا جنسے حضرت ابراہیم پیدا ہوے اور اونکی نبوت کی حدیثین بھی آپکے یہان موجود ہین جو آخر کو موضوع قرار دی گئین لہذا اگر نمرود و مقوقس کے اسلام پر اس فعل سے استدلال ہوسکتا ہے تو بیشک خلیفہ دوم کے اسلام پر بھی آپ

استدلال کر سکتے ہین اور اگر عیاذا باللہ اونکے نسبت آپ حرامزادگی کے قائل ہین تو سادات وشیعہ کو بھی ایسا کہ سکتے ہین اگرچہ نکے یہان تو اسکی تصریح موجود ہے کہ رسول اللہ کو آپ اوسی نسل سے مانتے ہین جسمین حرام کاری ہوئی تھی تو پھر شیعو نکو کیا عذر ہے ۔ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

یہ بھی عجب راز ہے کہ بعد حضرت خدیجہ رسول اللہ کے اولاد ہوئی تو بطن قبطیہ سے جو عطیہ کافر تھین اور نہ ہوئی تو اونسے جنکے زوجیت پر آپکو فخر ہے اگرچہ ایک ستو النسا اونکے لئے بنایا گیا مگر افسوس کہ وہ بھی وضعی ثابت ہوا میری غرض اس تحریر سے صرف نمونہ تہذیب اہلحدیث دکھانا ہے تاکہ پبلک کو معلوم ہو یہ لوگ کسقدر مہذب ہوتے ہین ورنہ کون نہین جانتا انکی اصلیت کیا ہے ۔

بہرحال اگر اڈیٹر صاحب شریفانہ گفتگو کرنا چاہتے ہین تو براہ کرم نہایت تہذیب سے میری پوری تحریر مندرجہ اصلاح ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰ نقل کرین اور جواب معقول تحریر کرین تو البتہ مین اونکے جواب کا وعدہ کرتا ہون ۔ اور اگر یہی روش رہی کہ اسطرح گالی گلوج کیا اور میری پوری تحریر کو نہ لکھا بلکہ چند فقرات ادھر اودہر سے لے لئے تو مین ہرگز اوسکے جواب کا ذمہ دار نہونگا

اڈیٹر صاحب اہلحدیث پر یہ الزام نہایت قدیمی الزام ہے کہ وہ پوری عبارت کسیکی نہین لکھتے لہذا اگر خدا و رسول پر اونکا ایمان ہے تو مین اوسکا واسطہ دیتا ہون کہ میری پوری تقریر نقل کر کے جو کچھ چاہین ارشاد فرمائین مین جواب کو حاضر ہون ۔

جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر ملاحظہ فرمائین کہ ہم کسطرح اس قسم کی تحریر و نپر مجبور کئے جاتے ہین آخر غور فرمائے کہ مین بھی انسان ہون اور دل رکھتا ہون ۔

اس تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فیصلہ امامت و اقتدا کیسا مدلل اور مستحکم ہے کہ جواب اوسکا بجز اسکے کچھ نہین ہوسکتا کہ اڈیٹر صاحب جی بھر کر کوسین اور نہ

گالیان دین۔ کیونکہ اس فیصلہ نے صرف امامت فاسقین ہی کا نہین فیصلہ کیا ہے بلکہ خلافت کا بھی فیصلہ ہوگیا کیونکہ جب مطابق نص قرآنی مسلمانوں کو فاسقون کی اقتدا جائز نہین تو امامت کبری یعنی خلافت کیونکر اونکو مل سکتی ہے جسکے لئے الامام لاینعزل بالفسق بطور اصول قایم کیا گیا۔

اس مضمون کو دراصل فیصلہ امامت سے چندان تعلق نہین کیونکہ جب تک وہ ہماری پوری عبارت بے کم وکاست نہ نقل کرینگے اور اوسکے ہر استدلال کا جواب نہ دینگے قابل التفات نہین۔ بلکہ صرف نمونہ تہذیب اہلحدیث دکہانا ہے۔ کہ مدعیان شرافت کیسے شریف ہین اور کیسے مہذب اسپر ہمسے فرمایش کی جاتی ہے کہ اونکے بزرگان دین کا نام با احترام لیا کرون۔ حالانکہ جو اونکی اصلیت ہے وہ سبکو معلوم ہے۔

اڈیٹر صاحب معاف فرمائین کہ مین اونکے لفظ ،، دوست ،، سے خوش نہین ہوا کیونکہ اس قسم کے الفاظ تو رسول اللہ سے کہے جاتے تھے ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا حالانکہ ان دوستون نے جو کیا سبکو معلوم ہے۔ اور جب ایسے یار غار کے یہ افعال تھے تو آپسے کیا امید ہے

میرے لئے یہ آیہ قرآنی کافی ہے جس سے مین کسی طرح آپسے دوستی کا وعدہ نہین کرسکتا نہ آپکی دوستی مجھے منظور ہے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ۔

(باقی آیندہ)

جواب نواب وقار نواز جنگ بہادر

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکے رسالہ اصلاح نمبر۱۲ بابتہ ماہ ذیحجہ سنہ حال مین ایک استفتا جسکے مستفتی چودہری ظہور احمد خان صاحب حنفی ہین میری نظر سے گذرا ہرچند سائل کے مخاطب علمائے احناف ہین مگر چونکہ اکثر اصول عقائد مین احناف اور اہلحدیث متفق ہین لہذا مین بھی ایماناً و احتساباً اوسکا مختصر جواب لکھے دیتا ہون تاکہ ہمارے مخلصین اخوان احناف و اہلحدیث محبین اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر حق منکشف ہوجائے وہوا ہذا

متعدد آیات قرآنی سے کنایۃً اور اشارۃً فضیلت جناب امیر علیہ السلام ثابت ہی گو اونمین تصریح اسم نہین اور احادیث تو اسقدر بے شمار آپکی فضیلت مین وارد ہین جنکا قدر مشترک متواتر ہے یعنی آپکا رئیس اہل ایمان ہونا بس جو کوئی معاذ اللہ آپکو اون الفاظ سے یاد کرے جو سائل نے اپنے سوال مین لکھے ہین اور جنکے اعادے پر مین قادر نہین ہون تقشعر منہا الجلود وتضطرب بہا القلوب وہ بالاتفاق فاسق اور زمرہ اہل سنت سے خارج ہے لیکن محققین علمائے اہلحدیث کے نزدیک کافر ہے یا قریب بکفر ہے کسلئے کہ وہ احادیث متواترۃ المعنی کی تکذیب کرتا ہے دوسرے اوسکے کفر اور نفاق پر احادیث ذیل شاہد عادل ہین۔

یا علی لایحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق

الخوارج کلاب النار

علی منی وانا منہ ولا یودی عنی الا علی

یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ نبی بعدی۔

والسلام خیر ختام۔ خاکسار وحید الزمان عفا اللہ عنہ

اصلاح کون کہتا ہے کہ دنیا سے مذہب اہلسنت اوٹھگیا مگر علمائے احناف مین

اب ایک شخص بھی ایسا نہین دکھائی دیتا جو مذہب اہلسنت کا پابند ہو۔ خارجیت وناصبیت نے سبکو بیہوش کر دیا خدا رحم کرے۔

اگر حضرات اہلسنت اپنے مذہب کے پابند ہون اور سمجھکر اوسپر کاربند تو امید ہے کہ بہت جلد امن واتفاق کی صورت پیدا ہو۔ مگر افسوس ہندوستانی آب وہوا مین انارکسٹی کے ایسے آثار پیدا ہورہے ہین کہ الحفیظ

اڈیٹران اخبار وطن۔ پیسہ اخبار وکیل اگر اس ضروری مضمون پر توجہ کرین تو نہایت انسب ہے (اڈیٹر)

جواب استفتا از خلیفۃ المسیح

میرے ایک معزز مہربان بھائی نے مولوی نور الدین صاحب مرزائی سے کچھ سوالات پوچھے تھے جنکا جواب جو کچھ اونہون نے دیا ہے اپنے معزز مہربان کی فرمائش پر برائے اندراج اصلاح ارسال خدمت کرکے امید ہے کہ آپ درج اصلاح فرماکر ممنون کرینگے۔ وہ صاحب اسبات کے بھی خواہشمند ہین کہ حضرات ناظرین مین سے کوئی صاحب اس جواب کا تار تار علحدہ کردین کیونکہ وہ مائل بجماعت مرزائی تھے مگر ایسے جوابونسے ذرا مذبذب ہوگئے ہین امید کہ ناظرین ضرور توجہ فرمائینگے۔ بندہ مرید حسین جعفری ضلع ارشاد بہو

خانصاحب السلام علیکم

مولا مرتضی اور امیر معاویہ کی باہمی جنگ پر بعض محقق (۱) علما کا اعتقاد ہے کہ یہ لڑائیان ہوئی ہی نہیں۔ مورخ (۲) جھوٹ لکھتے ہین اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالے نے قرآن مجید مین فرماتا ہے لکن اللہ الف قلوبھم۔ اور فرماتا ہے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ صحابہ (۳) کرام کو باہم الفت خدا کا عطیہ تھا۔ اور اللہ کے فضل سے باہمی بھائی تھے۔ اور جو علما (۴) اون جنگونکو مانتے ہین ان کے چار گروہ ہین۔ اول دونو معذور تھے۔ دویم حق بجانب مرتضی تھا۔ سوم حق بجانب امیر معاویہ تھا چہارم دونو غلطی پر تھے۔ یہ خاکسار دونونکو (۵) معذور کہتا ہے

باغی کوئی (۶) نہ تھا بلکہ میرا اعتقاد ہے کہ مولا مرتضیٰ ایک رنگ مین خلیفہ (۷) تھے معذوری
کی یہ وجہ ہے کہ حضرت عثمان باوجود موجودگی حضرت مولا شہید ہوگئے (۸) اور وہ شریر
قاتل حضرت مولا کے لشکر مین موجود معزز عہدہ (۹) و نہر ممتاز اور اپنے منشار کے مطابق (۹) مدینہ
طیبہ سے اپنے بلاد مین لے گئے جناب عثمان کا کوئی قصور نہ تہا محض ظلماً مارا گیا۔
اول یہ شبہ بنی امیہ کے دامین آیا کہ اس قتل مین خود جناب مرتضیٰ (۱۱) شامل نہین۔
تو قاتلونکو سزا کیون نہین دی جاتی دوم (۱۲) جب خلافت مین شوری چاہیے تو امیر
شام کیون نہین بلا گیا سیوم بہت اصحاب (۱۳) کو یہ رنج ہوا کہ کیون دار الخلافہ چھوڑ کر
ان قاتلون (۱۴) کے ملک مین تشریف لے گئے۔ چہارم (۱۵) خود مولا کا ایک آدمی خوارج
نے مار ڈالا تو ... ور مولا نے پندرہ ہزار آدمی خارجی نہروان اور حروراء مین قتل
کئے۔ بنو امیہ کا یہ خیال جم گیا کہ اپنے آدمی کے بارہ مین اتنا قتل مگر مولا مرتضیٰ علیہ السلام کا یہ عذر تہا
اول امن ہو تو مقدمہ کی تحقیقات کیجائے کہ مجرم کون ہے دوم جسطرح ان اشرار نے
جوش مین عثمان کو قتل کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے اور اور صحابہ کو قتل کر دین۔ اتنی
بڑی قوم کے آدمیونکو سزا دینا سہل امر نہین۔ مجہکو طاقت اور امن چاہیے چہارم
ابھی انتقام کا موقع نہین وغیرہ وغیرہ۔ ان عذرون (۱۷) سے بنی امیہ کی تسلی نہ ہوتی
تھی معاویہ نے جناب امیر کی زندگی مین صرف دعوی دم عثمان کا کیا ہے۔ اور
بہ ...سن آخر اسی قوم کے ابن ملجم (۱۸) نے جو قاتلان عثمان کی قوم تھی جناب مرتضیٰ کو ظلماً
شہید کیا۔

(۲) میرے نزدیک طلحہ (۱۹) و زبیر عائشہ نے بیعت جناب امیر المومنین نہین کی عائشہ تو
موجود نہ تھی اور طلحہ زبیر اشرار کو دیکھ رہے تھے۔ امن عام اور قتل قاتلان عثمان
کے منتظر تھے۔ امیر معاویہ (۲۰) اور جناب مولا مین صلح کا موقعہ ہی اشرار نے نہین ہونے
دیا۔ صلح حدیبیہ اور عمار کی جو روایت آپنے لکھی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ صلح حدیبیہ
مین ہرگز ہرگز ہرگز یہ (۲۱) ذکر نہین۔ کہ علی کو بھی یہی معاملہ پیش آویگا یہ تو کسی احمق رافضی
کی گپ ہے۔

(۲۴) بات یہ ہے کہ عمار یاسر کو مکہ والون نے کہا تھا کہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے انکار کرے عمار کی مان اور باپ کو وہ کافر ہلاک کر چکے تھے عمار انکو اسلام کیطرف بلاتے تھے اور کفار نار کی طرف ۔ جب سنی شیعہ کی مخالفت ہوئی تو ایک معنی گھڑ لئے ۔ یہ خلاصہ ہے آپکے خط کا جواب ہے اگر اسپر کچھ نقص نظر آوے تو اول آپ یہان تشریف لاوین یا لکھ بھیجین والسلام ۔

نورالدین از قادیان

اصلاح چونکہ جواب استفتا پر بھی نمبر دیدیے ہین لہذا اون نمبرونکے ساتھ اس تحریر کو بھی ملاحظہ کرین ۔

(۱) براہ کرم ایک شخص کا بھی نام لکھئے کہ وہ کونسا محقق عالم ہے جو اسکا قائل ہے کہ جناب امیرؑ اور معویہ مین لڑائی نہین ہوئی کیونکہ مرزا حیرت کے سوا آجتک کوئی اسکا مدعی نہین ہوا ۔

(۲) تو کیا امام بخاری و مسلم وغیرہ بھی جہوٹے ہین جنکی صحیحین مین یہ واقعات موجود ہین

(۳) کیا آپکو یہ نہین معلوم کہ رسول اللہ نے معویہ کو صحابیت سے خارج کیا ہے اور فرمایا ہے وہ میرا صحابی نہین ہے عقد الفرید امام عبد ربہ مین ہے فقال یا رسول اللہ مالی ولاصحابك قال ومالك ولهم قال یریدون قتلی یحملون لبنته و یحملون علی لبنتین فاخذ به وطاف به فی المسجد وجعل یمسح وجهه من التراب ویقول یا ابن سمیه لا یقتلك اصحابی ولکن تقتلك الفئة الباغیة فلما قتل بصفین وروی هذا الحدیث عبد الله بن عمرو العاص قال معویة هم قتلوه لانهم اخرجوه الی القتل فلما بلغ ذلك علیا قال ونحن قتلنا ایضا حمزة لانا اخرجناه صفحہ ۲۲۷ جلد دوم مطبوعہ مصر یعنی حضرت عمار نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ کیا ہوا ہے آپکے اصحاب کو جو مجھے قتل کیے جاتے ہین کہ خود ایک اینٹ اوٹھاتے ہین اور مجھسے دو ۔ حضرت عمار کو لیکر تمام مسجد مین گہومے اور فرمایا اے ابن سمیہ تجھے میرے **اصحاب** نہین قتل کرینگے بلکہ **باغیون کا گروہ** قتل کریگا جب حضرت عمار جنگ صفین مین شہید کیے گئے ۔ تو

تو عبد اللہ بن عمر و عاص نے یہ حدیث بیان کی تو معویہ نے کہا کیا ہمنے قتل کیا ہے اونکا قاتل وہ شخص ہے جو بغرض جنگ اونہیں لایا یعنی حضرت علی کیونکہ اونہیں نے جنگ کے لیے بھیجا تھا جب یہ خبر جناب امیر کو پہونچی تو حضرت نے فرمایا اس بنا پر چاہیئے کہ حضرت حمزہ کے قاتل رسول اللہ ہون کیونکہ حضرت ہی نے اونکو کفار سے لڑنے کو بھیجا تھا۔

پس اگر بقول آپکے صحابہ مین باخود با الفت تھی تو معویہ بغض رسول صحابی ہی نہین تھا جو یہ کہا جائے کہ اوسکو بھی یا اوس سے صحابہ کو الفت تھی افسوس کہ آپلوگ قرآن کو بھی نہین پڑھتے قرآن مین تو معویہ وغیرہ بنی امیہ کو شجرہ ملعونہ لکھا ہے اور اس سے قتال کرنیکو تو خدا نے واجب کیا ہے۔ فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللّٰہ سورہ حجرات مین موجود ہے۔ کہ جنگ کرو اوس فرقہ سے جو بغاوت کرے تا اینکہ رجوع کرے طرف حکم خدا کے پس جناب امیر کا جہاد معویہ سے اسی حکم کے مطابق تھا کیونکہ خود رسول اللہ اسے فئۃ باغیہ فرماگئے تھے۔

(۴) یہ تقسیم آپکی ایجادات سے ہے ورنہ مذہب اہلسنت مین وہی حال ہے معویہ یا باغی تھا یا خطا کار جسکے مطلب یہ ہین کہ عمداً اوسنے ایسا نہین کیا بلکہ غلطی ہوگئی۔ مگر محققین اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ وہ باغی تھا نہ خطا کار

مولوی صدیق حسن خانصاحب بغیۃ الرائد شرح عقائد مین لکھتے ہین وہرچہ از مخالفات ومحاربات واقع شد از طرف معویہ جنگ او خالی از حمیت ونفسانیت نبود وانیکہ گویند خطاے اجتہادی بود لپسند خاطر انصاف پسندان نیست ورمالا بد منہ گفتہ ہر کہ با علی ع منازعت کردہ مخطی است صفحہ ۹۱ مطبوعہ بھوپال۔

(۵) کیا خاکساری ہے یہی کیون نہین کہتے دو نو خطا وار تھے۔ بہرحال اپنے عقیدہ کے آپ مالک ہین علماے اہلسنت کا عقیدہ وہی ہے جو اوپر لکھا گیا۔

(۶) تو حدیث رسول اللہ غلط ہے جسمین حضرت نے معویہ کو فئۃ باغیہ کہا۔

(۷) براہ کرم بتائے کس رنگ مین خلیفہ تھے کیا خلیفہ کا کوئی رنگ ہوتا ہے کیونکہ مطلب آپکا تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک رنگ کے وہ خلیفہ دوسرے رنگ مین معویہ خلیفہ تھا۔

(۸) محض غلط ہے کیونکہ با جماع صحابہ وہ واجب القتل تھے اور بحکم صحابہ مارے گئے
(۹) محض غلط ایک آدمی کا نام بھی لکھئے جو قاتل عثمان تھا و حضرت کے یہان معزز عہدہ پر ممتاز تھا بعد قتل عثمان خود جناب امیر زوجہ عثمان کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا تھا بتاؤ کسنے قتل کیا اوسنے کہا ہم نہین جانتے پھر حضرت علیؑ کیا کرتے کسکو قتل کرتے قاتل عثمان تو در اصل طلحہ و زبیر تھے چنانچہ مروان نے طلحہ کو جب تیر سے مارا ہے تو کہا ہمنے قاتل عثمان کو قتل کیا اب کسی سے ہمکو بدلہ لینا نہین ہے ۔
(۱۰) یہ بھی غلط ہے تمام تواریخ شاہد ہین کہ نہ قاتل عثمان کے مشورہ سے حضرت نے مدینہ چھوڑا نہ اونکے اصرار سے بلکہ چونکہ طلحہ زبیر عائشہ ۔ بصرہ پر قبضہ کرنے گئے تھے لہذا ضرور ہوا کہ جناب امیرؑ وہان تشریف لیجائین بعد فراغ کوفہ تشریف لائے جہان پھر معویہ سے جنگ شروع ہوئی ۔
(۱۱) محض غلط کیونکہ بنی امیہ سب مدینہ مین موجود تھے وہ جانتے تھے جناب امیرؑ نے کسقدر عثمان کی مدد کی مگر عثمان کی بداعمالی نے ہلاک کرایا حضرت عثمان معویہ کو ابن عامر کو بلاتے رہے کوئی نہ آیا ۔ اسی غرض سے کہ وہ مارے جائین تو ہمکو فساد کا موقع ملے ۔ لہذا معویہ نے اپنے دلسے یہ تراشا کہ جناب امیرؑ کے حکم یا اشارہ سے عثمان قتل ہوئے تاکہ جنگ کرنیکا موقع ملے ۔
(۱۲) خدا رحم کرے آپ پر مرزا قادیانی کی خلافت کسطرح کیجیئے گا حضرت ابوبکر کی خلافت مین کب کوئی بلایا گیا تھا اور شوری کیا گیا جو جناب امیر کی خلافت مین اسکی ضرورت ہوتی ۔ کیا حضرت عمر کی خلافت مین وہ بلائے گئے تھے ۔ یا حضرت عثمان کی خلافت مین کوئی بلایا گیا تھا ۔ اگر یہ قاعدہ جاری ہوتا تو حضرت علیؑ کی خلافت مین بھی بلائے جاتے آجتک کوئی سنی ہوا اسکا قائل نہین ہوا کہ شوراے خلافت مین سکو بلانا چاہئیے بلکہ بہ اتفاق اہلسنت دو ایک آدمی اہل حل و عقد کی بعیت سے خلیفہ ہو جاتا ہے ۔
مدینہ منورہ سے ملک شام ایک مہینہ کی راہ ہے تو کیا دو مہینہ تک خلافت کا انتظام بیکار رہتا حالانکہ آپلوگ کہتے ہین خلافت ایسی ضروری چیز ہے کہ اسکو دفن رسول اللہ پر

پر مقدم کیا۔ پس جب اتنی تاخیر بھی جائز نہ تھی کہ رسول اللہ کو دفن کر لیتے تب خلافت کی فکر کرتے۔ تو پھر کیونکر ممکن تھا جناب امیر کی خلافت مین اسقدر التوا کیا جاتا کہ جب معویہ ملک شام آتا تب خلافت کا انتظام کیا جاتا۔ آپنے جو مرزا قادیانی کی خلافت قبول کی تو تمام مریدونکو بلا لیا تھا۔ حالانکہ معاویہ تو طلقا سے ۔۔

اس خلیفہ نے تو یہ ایسی قید لگائی ہے جو آجتک کسی عالم کو بھی علماء اہلسنت سے نہ سوجھی ہو

(۱۳) یہ بھی غلط کوئی تاریخی ثبوت دیجیے حضرت خلافت کے بعد چار مہینہ تک مدینہ مین رہے برابر باغیونسے لڑنے کی ہدایت کرتے تھے کہ انسے جہاد کرو تب حضرت نے مدینہ چھوڑا اور کوفہ تشریف لے گئے۔

(۱۴) آپکو یہ بھی نہین معلوم خوارج کا ملک کہان تھا۔ بلوائیان حضرت عثمان مصر کے رہنے والے تھے اور جناب امیر کوفہ گئے تھے نہ مصر۔ اسی علم پر آپ مرزا صاحب کے خلیفہ بنے ہیں

(۱۵) خدا کیواسطے اتنا جھوٹھ نہ بولیے اوس آدمی کا نام بتائے جسے خارجیون نے مار ڈالا

حضرت نے پندرہ ہزار خارجی کو قتل کیا خارجی کا ہی شمار تھے جنہون نے تمام ملک مین فساد پھیلا رکھا تھا حضرت نے اونکو فہمائش کی جب اونہونے نہ مانا لڑائی شروع کردی تو حضرت نے اونسے جہاد کا حکم دیا کہ وہ سب مارے گئے نو آدمی اونسے بچے اور وہی لوگ سب آپکے امام ہین۔

اگر جناب امیر کا آپکے خیال مین یہی قصور ہے کہ حضرت نے ان خارجیونکو کیون قتل کیا۔ تو آپکو حضرت ابوبکر سے زیادہ رنجیدہ ہونا چاہیے کہ اونہون نے لاکھون مسلمانون کو قتل کرایا اور آگ مین جلوا دیا حالانکہ وہ سب مسلمان تھے اور بجز انکار خلافت ابوبکر کوئی قصور نہ تھا۔

(۱۶) اب فرمائیے صورت ہے یا کہیے یہ عذر جناب امیر غلط تھا تو آپکو حضرت سے علیحدگی کرنا چاہیے یا کہیے کہ صحیح ہے تو پھر آپکو ماننا پڑیگا کہ حضرت نے جو کیا وہی حق تھا۔

(۱۷) عجیب اوٹ پٹانگ منطق ہے بنی امیہ تو سب وقت قتل عثمان مدینہ مین موجود تھے پھر اونکی تسلی کیون نہوتی وہ تو سب وہین رہے تھے ہان معویہ کو چونکہ اسی بہانہ سے

جنگ کرنا منظور تھا لہذا وہ بیطرح لڑنے ہی پر آمادہ ہوا ورنہ فہمائش کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا گیا
(۱۸) مگر اسکے دو ساتھیوں نے معویہ و عمرو عاص کو بھی قتل کرنا چاہا لیکن وہ دونو بچ گئے
(۱۹) تمام مورخ تو یہی لکھتے ہیں سب سے پہلے طلحہ نے بیعت کی تھی پھر زبیر نے اور آپ لکھتے ہیں
طلحہ زبیر نے بیعت ہی نہ کی تو میں کسکو سچ کہوں تاریخ کامل علامہ ابن اثیر جزری میں ہے

وکان اول من بایعہ من الناس طلحہ بن عبید اللہ فنظر الیہ حبیب بن ذویب فقال انا للہ و انا الیہ راجعون اول من بدء بالبیعۃ ید شلاء لا یتم ہذا الامر و بایعہ الزبیر ص ۴۲ جلد ۳

یعنی سب سے پہلے جسنے بیعت کی وہ طلحہ تھا جسپر حبیب بن ذویب نے کہا پہلے جسنے بیعت کی وہ شخص ہے جسکے ہاتھ مین شل ہے نہ امر ناتمام رہیگا پھر زبیر نے بیعت کی۔
اب آپ ہی کہئے آپ سچے ہین یا علامہ ابن اثیر جزری وغیرہ ہزارہا مورخین و محدثین ہین کیونکہ اسمین کسیکو اختلاف نہین ہے۔

(۲۰) یہ بھی آپکی بلند پروازی ہے دیکھئے تاریخ کامل مین ہے کہ جناب امیر نے لوگونکو معویہ کی فہمائش کو بھیجا ہے فابتدء بشیر بن عمرو الانصاری فحمد اللہ واثنا علیہ و قال یا معویہ ان الدنیا عنک زائلۃ وانک راجع الی الاخرۃ و محاسبک بعملک ومجازیک علیہ وانی انشدک اللہ ان تفرق جماعۃ ہذہ الامۃ وان یسفک الدماء ما بینہا فقطع علیہ معاویۃ الکلام وقال ہلا اوصیت بذلک صاحبک فقال ابو عمرو ان صاحبی لیس مثلک ان صاحبی احق البریۃ کلہا بہذا الامر فی الفضل والدین والسابقۃ فی الاسلام والقرابۃ بالرسول قال فماذا یقول قال یامرک بتقوی اللہ وان تجیب ابن عمک الی ما یدعوک الیہ من الحق فانہ اسلم لک فی دنیاک وخیر لک فی عاقبۃ امرک قال معویۃ ونترک دم ابن عفان لا واللہ لا افعل ذلک ابدا قال فذہب سعید بن قیس یتکلم فبادرہ شبث ابن ربعی فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال

یا معاویۃ قد فہمت ما رددت علی ابن محصین انہ واللہ لا یخفی علینا
ما تطلب انک لم تجد شیئاً تستغوی بہ الناس وتستمیل بہ اھواءھم
وتستخلص بہ طاعتھم الا قولک قتل امامکم مظلوما فنحن نطلب بدمہ
فاستجاب لک سفہاء طغام وقد علمنا انک ابطات عنہ بالنصر
واحببت لہ القتل لھذہ المنزلۃ التی اصبحت تطلب ورب متمنی امر
وطالبہ یحول اللہ دونہ وربما اوتی المتمنی امنیتہ وفوق امنیتہ
وواللہ ما لک فی واحدۃ منھما خیر واللہ ان اخطاک ما ترجوا انک
لشر العرب حالا ولئن اصبت ما تمناہ لا تصیبہ حتی تستحق من
ربک صلی النار فاتق اللہ یا معویہ ودع ما انت علیہ ولا تنازع
الامر اھلہ قال فحمد اللہ معویہ ثم قال اما بعد فان اول ما
عرفت بہ سفہک وخفۃ حلمک ان قطعت علی ھذا الحسیب
الشریف سید قومہ منطقہ ثم اعترضت بعد فیما لا علم لک بہ
فقد کذبت ولومت ایھا الاعرابی الجلف الجافی فی کل ما ذکرت
ووصفت انصرفوا من عندی فلیس بینی وبینکم الا السیف وغضب
وخرج القوم فقال لہ شیث ابن ربعی اتھول بالسیف اقسم باللہ
لنعجلنہا الیک فاتوا علیا فاخبروہ بذلک فاخذ علی یامر الرجل
ذالشرف فیخرج ومعہ جماعۃ من اصحابہ ویخرج الیہ آخر من اصحاب
معہ جماعۃ فیقتتلان فی خیلھما ثم ینصرفان ص ۲۱۱ جلد ۳

یعنی جناب امیرؑ نے کچھ لوگوں کو صحابہ سے فہمایش معویہ کو بھیجا تو سب سے پہلے بشیر بن عمرو
انصاری نے گفتگو کی اور بعد حمد و نعت کہا اے معویہ دنیا زائل ہونیوالی ہے اور
قیامت کیطرف رجوع کرنیوالا ہے۔ خدا تیرے عمل کا حساب لیگا۔ اور مطابق اوسکے جزا
دیگا۔ مین تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اس امت کی جماعت کو متفرق نہ کر۔ اور ان میں خونریزی
نہ کر۔ معویہ نے اس تقریر کو کاٹ دیا۔ اور کہا کہ اس قسم کی وصیت اپنے

صاحب (جناب امیر) کو کیون نہ کی۔ ابو عمرو نے کہا ہمارا صاحب تیرا ایسا نہین ہے۔ وہ تمام جہان سے زیادہ اس امر خلافت کا مستحق ہے۔ اپنے فضل۔ دین۔ سابقہ اسلام۔ قرابت رسول مین۔ معویہ نے کہا پھر وہ کیا کہتے ہین۔ کہا کہ وہ حکم دیتے ہین تقوی کا۔ اور یہ کہ اپنے ابن عم کی اجابت کر امر حق مین جسکی وہ دعوت کرتے ہین کہ یہ اسلم ہے تیرے لئے دنیا مین اور بہتر ہے آخرت مین۔ معویہ نے کہا تو کیا ہم خون عثمان کا مطالبہ چھوڑ دین قسم خدا کی ہم کبھی ایسا نہ کرینگے۔ (اس سے ہی معلوم ہوا کہ مطالبہ خون عثمان خلاف تقوی تہا کیونکہ ابو عمرو نے تو جناب امیر کا اسیقدر پیغام دیا تھا کہ خدا کا خوف کر اور امر حق قبول کر جس سے معویہ نے انکار کیا) تب سعید بن قیس نے کلام کرنا چاہا۔ مگر شبث بن ربعی نے جلدی کرکے بعد حمد و نعت کہا اے معویہ ہم سمجھے تیرے اس کلام کو جس سے ابن محصن کے کلام کو رد کیا۔ ہمکو معلوم ہے کہ تو نے صرف اسی غرض سے عثمان کی امداد مین تاخیر کی۔ کہ اسکا موقع ملے کہ اس درجہ پر فائز ہو جسکا تو متمنی تھا بہت سے متمنی ایسے ہوتے ہین کہ خدا اوسکی تمنا کو نہین بر لاتا۔ اور کبھی پوری بھی ہوئی ہے مگر ہر حالت مین تیری خیریت نہین کیونکہ اگر محروم رہا اپنی آرزو سے تو تو بدترین عرب ہوگا اور اگر فائز المرام ہوا تو تو اوسیوقت کامیاب ہوگا جب خدا کی طرف سے مستحق جہنم ہو۔ بس پرہیز کر اے معویہ اور چھوڑ دے اس امر کو جسپر آمادہ ہے اور صاحب حق سے منازعت نہ کر۔

معویہ نے اسکا جواب یہ دیا کہ بعد حمد و نعت کہا سب سے پہلے جو تیری حماقت ظاہر ہوئی وہ یہ ہی کہ تو نے اس حسیب شریف سید قوم کی بات کو بات کاٹ دیا (مراد اس سے سعید ابن قیس ہین جنہون نے پہلے کلام کرنا چاہا تہا) اور پھر وہ باتین کین جنکا تجھے علم نہ تھا پھر غلط کہا اور قابل نفرت کلام کیا اے اعرابی۔ گنوار۔ جاہل چلے جاؤ ہمارے پاس سے کہ تمہاری گفتگو کا جواب بجز تلوار ہمارے پاس کچھ نہین ہے۔ اس کلام پر وہ لوگ جو منجانب جناب امیر گئے تھے اوٹھ کر چلے آئے۔ اور بوقت مفاودت شبث ابن ربعی نے یہ جواب دیا کہ کیا تو تلوار سے ہمکو ڈراتا ہے قسم خدا کی ہم بہت جلد پہونچا دینگے اوسکو تجھ تک۔ پس یہ سب آئے حضرت علی کے پاس اور کہا جو کچھ وہان گذرا تہا۔ اسکے بعد لڑائی شروع ہوئی ہر روز

حضرت علیؓ ایک افسر کو بھیجتے اور ادھر سے معویہ بھیجا کرتا

ہمنے پوری عبارت عربی مع ترجمہ تاریخ کامل علامہ ابن اثیر جزری اس غرض سے لکھدیا ہے کہ خلیفہ مسیح کی ایمانداری اور لیاقت علمی معلوم ہو کہ وہ یہ کہتے ہیں وہ امیر معویہ اور جناب مولا میں صلح کا موقع ہی اشرار نے نہیں ہونے دیا۔ حالانکہ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ کسقدر فہمایش کی گئی ہر طرح سے نصیحت کیگئی مگر اوسنے نہ مانا اور اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اور کیا جو کیا افسوس کہ اب اہلسنت میں کیسے کیسے لوگ پیدا ہونے لگے جو اس طرح کی غلط گوئی سے کام لیتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ آخر مرزا قادیانی کے مریدون میں کچھ لوگ صاحب علم بھی ضرور ہونگے۔ اس قسم کی غلط بیانی دیکھکر اپنے خلیفہ کے حق میں کیا کہینگے۔

(۱۲) آگے اوسی تاریخ کامل میں ہے وحضر عمرو بن العاص عند علی لیکتب القضیۃ بحضورہ فکتبوا بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ھذا ما تقاضی علیہ امیر المومنین فقال عمرو ھو امیرکم واما امیرنا فلا فقال الاحنف لا تمح اسم امیر المومنین فانی اخاف ان محوتہا ان لا ترجع الیک ابدا لا تمحہا وان قتل الناس بعضہم بعضًا فابی ذلک علی ملیا من النہار ثم ان الاشعث بن قیس قال امح ھذا الاسم محاہ فقال علی اللّٰہ اکبر سنۃ بسنۃ واللّٰہ انی لکاتب رسول اللّٰہ یوم الحدیبیۃ فکتبت محمد رسول اللّٰہ وقالوا لست برسول اللّٰہ ولکن اکتب اسمک واسم ابیک فامرنی رسول اللّٰہ بمحوہ فقلت لا استطیع فقال ارنیہ فاریتہ فمحاہ بیدہ وقال انک ستدعی الی مثلہا فتجیب فقال عمرو سبحان اللّٰہ اتشبہ بالکفار ونحن مومنون فقال علی یا ابن النابغہ ومتی لم تکن للفاسقین ولیا وللمومنین عدوا فقال عمرو واللّٰہ لا یجمع بینی وبینک مجلس بعد ھذا الیوم ابدا فقال علی انی لارجو ان یطہر اللّٰہ مجلسی منک ومن اشباہک ص ۱۶۲ جلد ۳

عمرو عاص حاضر ہوا جناب امیر کے پاس بغرض تحریر صلحنامہ تو لکھا گیا بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم (

یہ مسلمنامہ ہے جسپر صلح کی امیر المومنین نے عمرو عاص سے کہا۔ وہ تو تمہارا صرف امیر ہے ہمارا نہیں۔ احنف نے کہا کہ لفظ امیر المومنین نہ نکالا جائے۔ اگرچہ اسپر لڑائی ہو اور لوگوں کی جان جائے حضرت نے کچھ دیر تک انکار کیا بعدہ اشعث بن قیس (خلیفہ اول کے بہنوئی) نے کہا کہ اس لفظ کو محو کر دیجئے حضرت نے مٹا دیا۔ اور کہا اللہ اکبر سنت سے سنت کو کیسا انطباق ہے واقعہ میں) میں کاتب رسول اللہ تھا صلح حدیبیہ میں محمد رسول اللہ لکھا گیا تو کفار نے کہا آپ رسول خدا نہیں ہیں اپنا نام اور اپنے باپ کا نام لکھئے حضرت نے مجھکو حکم دیا کہ لفظ رسول اللہ کو محو کریں تو میں نے عرض کیا مجھ میں اسکی طاقت نہیں ہے حضرت نے فرمایا مجھے دکھاؤ میں نے دکھایا تو آپنے اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ کو مٹا دیا اور فرمایا اے علی تجھسے بھی اسکی خواہش کیجائیگی اور تجھکو قبول کرنا پڑیگا۔ عمرو عاص نے کہا کیا ہم لوگ کی تشبیہ کفار سے دیجائیگی۔ حالانکہ ہم لوگ مسلمان ہیں۔ پس حضرت علی نے کہا اے ابن نابغہ (نام مادر عمرو عاص) کس زمانہ میں تو فاسقین کا مددگار نہ تھا اور مومنین کا دشمن نہ تھا۔ عمرو بن عاص نے کہا قسم خدا کی اب کبھی ہماری اور آپکی یکجائی نہوگی کسی صحبت میں حضرت علی نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ خدا ہماری فرش کو طاہر کرے تجھسے اور تیرے امثال سے۔

اب خلیفۃ المسیح سے التجا ہے کہ بغور ملاحظہ فرمائیں یہ کسی احمق رافضی کی گپ ہے یا آپکے ایک عالم علامہ محدث مورخ کے تاریخ کی عبارت ہے۔

(۴۴) اب معلوم ہوا کہ آپ بیشک خلیفۃ المسیح ہیں کیونکہ جس حدیث عمار کی آپ تاویل کرتے ہیں وہ ایسی حدیث ہے جو صحیح بخاری۔ صحیح مسلم اور جملہ صحاح ستہ میں موجود ہے۔ اور اس حدیث نے معویہ کو فرقہ باغیہ کا خطاب دلوایا۔ اور ہم شروع میں اس حدیث کو لکھ چکے ہیں جس سے آپکو معلوم ہوا کہ معویہ بقول رسول اللہ صحابی نہیں ہے۔ مگر آپکو ستا اصحاب کی غرض تو یہی ہے کہ حضرت رسالتمآب کی جہانتک ہو سکے مخالفت کیجائے۔

ہم چونکہ جانتے ہیں یہ چند اشخاص جو مرزا قادیانی کے مرید ہیں جو وقت میں اتباع مسیلمہ کذاب سے بڑھے ہوئے ہیں لہذا ہم نہ آپکو قابل خطاب جانتے ہیں نہ لائق مخاطب۔ اسی لئے

کبھی آپ ایسے بحث طلب نہین کرتے۔ مگر اپنے دوست مہرباں میر یدحسین صاحب کے اصرار سے مجبوری ہوئی جو یہ چند کلمہ بغرض اظہار حق لکھ دیا۔ والسّلام علی من اتبع الہدی

آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنو

(از اڈیٹر)

اس کانفرنس کا دوسرا سالانہ جلسہ ۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر کو جس کامیابی سے لکھنو مین ہوا اس قابل ہو کہ جہاں تک اسپر فخر کیا جاے کم ہے۔ کیونکہ ہنوز اسکا دوسرا سال ہو اور اسنے وہ کام کیا جو دوسرے لیے سالہا سال مین نہو سکا بتبدیلی تاریخ سے خیال تھا اس سال کی کانفرنس پھیکی ہو گی مگر ہزار شکر کہ مومنین نے اس ہمت اور استقلال سے اپنی کانفرنس کا خیر مقدم کیا کہ دوسرونکو رشک آنے لگا۔

اس دوسرے سالانہ کانفرنس کے برکات سے یہ بھی ہے کہ ۶ اجلاسونمین نہ زیادہ تکرارین ہوین۔ نہ کسی قسم کی بدمزگی نہ بات بات پر رد و کد۔ بلکہ کل امور نہایت متانت اور سنجیدگی سے طے ہوئے جنمین کسیطرح کا نزدو یا نہ ضد نہ ہٹ۔

سب سے زیادہ مسرت کی بات یہ ہے کہ کانفرنس نے اپنے دوسرے ہی سالگرہ مین عملی جامہ پہن لیا اور ایک مجسم کارگذار کی شکل مین نمایان ہوئی جو ا سکے مخصوصات سے ہوگا۔ اور کام بھی وہ اختیار کیا جو ہم خرما ہے اور ہم ثواب کیونکہ شوگر فیکٹری کی بنیاد ڈالی جس سے ایک طرف کل حصہ داروں کو بے انتہا منافع ہونگے دوسری طرف مال طیب و طاہر ملیگا۔ نجاست سے محفوظ رہینگے کیونکہ شکر اپنے ہی ہاتھوں بنیگی اور ہر قوم ہر فرقہ کو مال طاہر ملیگا۔

ممبران کانفرنس۔ اور ڈیلیگیٹونکی آمد تو دو تین روز قبل ہی سے شروع ہو گئی تھی مگر ۲۴ کو پورا اپنڈال کا مومنین سے مملو تھا۔

سال گذشتہ کا اجلاس عمارت رفاہ عام مین ہوا تھا جو ایک نہایت وسیع اور دلکشا

عمارت ہے سگر اس سال وہ ہال کافی نہ تہا لہذا ارکان کانفرنس نے ایک نہایت خوشنما پنڈال اوسی حاطہ رفاہ عام مین بنایا تھا جسکا طول ہم ۔ گز عرض ۵۰ گز تہا۔ جو تمامی ممبران سے مملو تہا۔

ممبرونکی تعداد بفضل خدا سے بہت کافی تہی بیرونجات سے ممبری کے ٹکٹ ، اسو فروخت ہوئے اور اسکے قریب وزیٹرونکے ٹکٹ فروخت ہوئے یعنی ۶ ہزار روپیہ ٹکٹ کے فروخت سے حاصل ہوئے اور حسین آباد ضلع مونگیر کے ایک رئیس نے سات سو روپیہ بماعانت کانفرنس دئے اور آنریبل نواب فتح علیخان سی آئی اے رئیس لاہور نے پانچ سو اور دیگر مومنین لاہور نے بہی پانچ سو روپیہ عنایت کئے ۔ نواب اکبر علیخان صاحب عرف چہوٹے نواب صاحب پٹنہ نے چار سو اور نواب یوسف علیخان صاحب کلکتہ ٹرسٹی امام باڑہ ہوگلی نے پانچ سو روپیہ اور خان بہادر مرزا شجاعت علی صاحب نے دو سو روپیہ سے استقبالیہ کمیٹی کی امداد کی ۔ یعنی کانفرنس کے اجلاس کے قبل قریب دس ہزار روپیہ کے اخراجات کانفرنس کو حاصل ہوئے ۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مومنین بالیقین کو اپنے کانفرنس سے کیسی ہمدردی ہے اور کسطرح اسکے استقلال اور بہبت افزائی مین کوشان ہین ۔ حالانکہ سال گذشتہ کی کدورت بعض جو مومنین بہری ہوئی ہین جس سے بہت سی رکاوٹین پیدا کی گئین مگر اسپر بھی یہ کامیابی نہایت عظیم الشان ہے ۔ اور ہمکو امید ہے کہ تیسرا اجلاس اس سے زیادہ سرمایہ بہم پہونچائیگا ۔ کیونکہ اتنی مقدار تو صرف پٹنہ سے ہونی چاہئے ۔

روساے اودھ سے جناب راجہ سید ابو جعفر صاحب تعلقہ دار اکبرپور ضلع فیض آباد دام اقبالہ نے جس محبت اور ہمدردی سے اس کانفرنس سے دلچسپی لی نہایت قابل قدر ہے استقبالیہ کمیٹی کے آپ پریسیڈنٹ تھے اور ہر اجلاس مین بڑی سرگرمی سے شریک رہے اس کانفرنس مین ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ شریک تھے ۔ تمامی علما اور فضلا کی نشست صدر نشین صاحب کے داہنے طرف تھی جو ایک مرتفع اسٹیج پر نہایت خوشنما کرسیوں پر تھی ۔ اور جانب یسار روسا اور تعلیم یافتہ حضرات کی نشست گاہ تھی

جہان بہت سے تعلقہ دار اور بیرسٹر وکیل۔ ڈیلیگیٹونکا مجمع تھا جو اپنی اپنی جماعت کی طرف سے وکیل ہوکر تشریف فرما تھے۔

۲۴ دسمبر کو پہلا اجلاس کانفرنس شروع ہوا سب سے پہلے جناب راجہ سید ابوجعفر صاحب تعلقہ دار اکبرپور پریسیڈنٹ استقبالی کمیٹی نے کانفرنس کی طرف سے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور اپنی افتتاحی تقریر سنائی جو نہایت جوشیلی اور رنگین تقریر تھی۔

جناب راجہ سید ابوجعفر صاحب صرف رئیس اور تعلقہ دار ہی نہیں ہیں۔ بلکہ نہایت تعلیم یافتہ ہیں مدتوں کربلا و نجف اشرف میں قیام فرماکر علوم دینیہ سے بہت ہی باخبر ہیں جس سے ہر شخص قیاس کرسکتا ہے کہ آپکی تقریر کس درجہ موثر اور معنویت کا پہلو لئے ہوگی۔

جناب ممدوح نے اسپر پوری خوشی اور مسرت اپنی ظاہر کی۔ کہ یہ کانفرنس رؤسا و روحانی کے زیرحمایت ہے جس سے ہمارے فرقہ کے دین و دنیا دونو محفوظ ہیں اور ہمارے رؤسا و روحانی نے اپنی سعی اور توجہ کا دائرہ وسیع فرمایا ہے اس تقریر سے عام جوش اور ولولہ پیدا ہوگیا تھا اسکے بعد پریسیڈنٹ کا باقاعدہ انتخاب ہوا اور جناب نجم العلما مولانا السید نجم الحسن صاحب دامت برکاتہ پریسیڈنٹ کانفرنس بنائے گئے اور رونق افزائے کرسی صدارت ہوئے۔

جناب ممدوح کی افتتاحی تقریر ۲۴ صفحون پر طبع ہوکر شرکائے کانفرنس کو اوسی وقت تقسیم کیگئی اور جناب ممدوح نے استادہ ہوکر تمامی حضار کو اپنی تقریر سنائی جسپر ہر طرف سے نعرہ صلوات بلند تھا اس پوری تقریر کی تو گنجایش نہیں۔ انشاء اللہ روئداد جلسہ کانفرنس کی طبع ہوکر کل ممبران کی خدمت میں پہونچے گی۔ مگر اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ اس تقریر سے ہمارے علماء کرام کی وہ اعلیٰ قابلیت پوری طور سے ظاہر ہوئی ہے جسکے نسبت عام طور سے کہا جاتا ہے کہ یہ دینی علما کی قید فضول ہے۔ حالانکہ یہ خیال محض غلط ہے کیونکہ جن علماء دین نے اپنی جانوں کو خدمت دین کیلئے وقف کردیا ہے اور علوم قرآن و اہلبیت سے تمامتر اونکا اشتغال رہتا ہے۔ اونسے بڑھکر ضروریات قوم سے کون واقف ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ہماری قوم محض ایک دنیاوی قوم نہیں ہے جسکا ناخدا ہر کس و ناکس بن سکے۔ بلکہ یہ وہ قوم ہے جسکے دین و دنیا اسطرح مخلوط ہیں کہ دو آنکھ سے ایک ہی نور پیدا ہوا اور پھر دو دکھائی دے۔

اس تقریر افتتاحی مین ہماری کل قومی ضرورتونسے نہایت خوبی سے بحث کی گئی ہے جسپر اقسوس ہے کچھ زیادہ روشنی نہین ڈالسکتے مگر دینی - دنیوی - تعلیمی - اخلاقی - تجارتی - زراعتی کل ضرورتونپر ایک ایسی مفید ومؤثر نصیحت کی گئی ہے کہ آجتک جتنی تقریرین دوسری مہذب قومونکی کانفرنس کے پریسیڈنٹون نے کی ہے - سب سے اسکا پہلو بڑہا چڑہا تہا اور تعلیم یافتہ وبرینہ تجربہ کار حضرات نے اسکی خوبیان مان لین -

اخبار وکیل - پیسہ اخبار - وطن مین اس تقریر کے اقتباسات شایع ہوچکے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ افتتاحی تقریر کس نظر عظمت ووقعت سے دیکھی گئی کہ تمامی اہل الرائے حضرات نے اسپر اپنی رضامندی ظاہر کی -

ہم اپنی معزز قوم کو مبارکباد دیتے ہین کہ آپکی کانفرنس نہایت کامیاب کانفرنس ہے جسنے دوسرے ہی سال مین وہ کامیابی حاصل کی کہ تمام کانفرنسین نظر رشک سے دیکھتی ہونگی

انریبل راجہ علی محمد خان بہادر سی آئی - اے والی ریاست محمود آباد تیسرے اجلاس مین رونق افزاے کانفرنس ہوئے اور اختتام جلسہ تک شریک رہے اور ایک رزولیوشن بھی بتحریک آپکے پیش ہوا ہو کہ لکھنؤ مین ایک بہت بڑے پیمانہ پر ارفنج (یتیمخانہ) کہولا جائے - جسکے پیٹرن حضور نواب رامپور دام اقبالہ ہون -

چھٹا اجلاس ۲۶ دسمبر کا ہمیشہ کیلئے یادگار رہیگا کہ حضور لامع النور والی ریاست رامپور دام اقبالہ بالعزو السرور ۲ بجے رونق افزاے کانفرنس ہال ہوئے جسکی شان قابل دید تھی - مجمع کا استقبال اور مشتاقین کا ہجوم بیان نہین ہوسکتا کہ ایک ایسے شیعہ والی ملک کی زیارت کا اشتیاق تھا -

شیعہ کانفرنس کا ہال پہلے سے آپکے خیر مقدم کیلئے سجا ہوا لیا رہتا پہلے امید تھی کہ آپ ۱۱ بجے تشریف لائینگے - اسی لئے ۲۶ دسمبر کا پہلا اجلاس ۱۰ بجے تمام کیا گیا کہ کل ممبر ۱۲ بجے تک فارغ ہوکر جمع ہوجائین - اور نواب صاحب ۱۲ بجے تشریف لائین تو کانفرنس کو جلسہ پائین دو گہنٹہ قیام کیکے معاودت فرمائے دار الریاست ہون لہذا اس روز کا اجلاس تین اجلاسونپر تقسیم کیا گیا تہا یعنی ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک ۱۲ بجے سے ۲ بجے تک ۳ بجے سے ۶ بجے تک -

مگر چونکہ اتفاقی طور پر تشریف آوری میں تاخیر ہوئی لہذا ہجوم مشتاقین کا مجمع فراہم ہوا جو ساڑھے
چار بجے تک اوسی طرح جما رہا۔ اس عرصہ میں مختلف تقریریں ہوتی رہیں اور جناب مولوی سبط حسن
صاحب ممتاز الافاضل اپنے خوش آیند وعظ سے سارے مجمع کو محو بنائے رہے۔

سوا پانچ بجے کے اندر حضور نواب صاحب رونق افزائے کانفرنس ہوئے اور ہر طرف سے نعرہ صلوٰۃ بلند ہوا
پہلے ریلوے اسٹیشن پر نواب بہادر کا باضابطہ استقبال ہوا۔ بعدہ استقبالی کمیٹی اوسی جلوس
شاہانہ کے ساتھ کانفرنس میں لائی پھر اڈریس دیا گیا جسکو نواب شہنشاہ حسین صاحب ال
ال بی وکیل نے نہایت جوش مسرت سے پڑھکر سنایا۔ اور زر نقد خوبصورت خریطہ میں فیل دندان کی نہایت
خوشنما کشتی میں وہ اڈریس پیش کیا گیا جس سے اشیاء خصوصاً لکھنؤ کی صناعی کی ایک تازہ مثال
ہوگئی کہ ایک شب میں کس خوبی سے یہ جالدار کشتی فیل دندان کی طیار کی گئی تھی
اڈریس کا مضمون اور ظاہری صورت بھی نہایت نادر تھی۔ مختصر الفاظ میں آپکی تشریف
آوری کا شکریہ شیعہ کانفرنس کے مختصر حالات نہایت خوبی سے درج تھے جسکو ہز ہائنس نے
نہایت مسرت سے سنا اور قبول فرمایا۔

بعدہ ہز ہائنس نواب رامپور دام اقبالہ نے کھڑے ہوکر اسکے جواب میں نہایت مسرت اور اطمینان
ظاہر فرمایا جس میں یہ الفاظ نہایت گرانبہا تھے «میں خود مذہبا شیعہ اثنا عشری ہوں لیکن
اپنی سنی اور ہندو رعایا کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتا ہوں۔

کانفرنس کے ساتھ اپنی دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے مسٹر جیمس میسٹن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر
صوبجات متحدہ کا شکریہ ادا کیا کہ ممدوح نے ان نزاعات کے لئے ایک کمیشن مقرر فرمایا کہ شیعہ
و سنی رعایائے لکھنؤ کے مابین ۶ ادواری کے زمانہ میں جو ناگوار نزاعات ہوگئی تھیں۔ انکو طے
کرادیں۔ نعرہ صلوٰۃ کے ساتھ ہز ہائنس نے یہ آرزو کی کہ عنقریب خانہ کعبہ میں ہم شیعوں کا
پانچواں مصلے قائم ہو جائیگا۔ اور سلطان ترکی کے جدید انتظام حکومت سے اپنی ہمدردی
ظاہر کرتے ہوئے کانفرنس کو یہ مشورہ دیا کہ ایک شکریہ کا تار دینا چاہیے۔ نیز دولت انگلیشیہ کے
اس دوستانہ ہمدردی کے لئے اظہار تشکر کیا جو سلطان کی موجودہ دقتوں میں ہماری گورنمنٹ
کی طرف سے وقوع میں آئی ہیں۔ آخر میں درود پڑھکر اپنی تقریر کو ختم کیا اللھم صل علی محمد وآل محمد

ہزہائینس قریب دو گھنٹہ رونق افزاے شیعہ کانفرنس رہے اور وقت ورود سے تا بوقت
ترخیص تا متر روے سخن آپکا جناب صدر المحققین مولانا السید ناصر حسین صاحب دامت برکاتہ
سے رہا۔ اظہار اخلاق و عقیدتمندی مین ہزہائنس نے یہ بھی فرمایا کہ مین کانفرنس مین ورود
اس خیال سے شریک ہوا کہ آپکی نیابت یا ملاقات ہوگی۔

وقت ترخیص بھی جناب صدر المحققین اور جناب مولانا نجم الحسن صاحب پریسیڈنٹ کانفرنس
اوسوقت تک تشریف فرما رہے کہ نواب صاحب موٹر کار پر سوار ہوکر عزیمت فرماے مستقر ہوئے

ہزہائنس کے دوران قیام مین رزولیوشن پیش ہوا کہ اس شیعہ کانفرنس کی یہ رائے ہے
کہ ایک آل انڈیا شیعہ بورڈنگ ہوس اس لکھنؤ مین قائم ہو جسمین شیعہ طلبا کی دینی و دنیوی تعلیم
و تربیت کیجاے۔ جو باتفاق راے پاس ہوا اور ہزہائنس نے پانچہزار نقد بوعدہ اضافہ عطیہ حسب
ضرورت عنایت فرمایا اور دیگر حضرات نے پندرہ ہزار کا وعدہ فرمایا۔ یہ ایسی کامیابی ہے کہ جہانتک
اسپر فخر کیا جاے کم ہے

یہ سب برکتیں ہمارے علماء کرام نواب آئمہ اطہار علیہم السلام ہے کہ سال بھر مین اس کانفرنس نے
ایسی عظمت اور کامیابی حاصل کی جو دوسری قومونکو بیس بائیس برس کی شبانہ روزی محنت
و جانفشانی مین بھی نہین حاصل ہوئی حق یہ ہے کہ خلوص اگر پایا جاتا ہے تو اسی فرقہ حقہ مین جسمین
کوئی کام نہ خلاف شریعت ہو سکتا ہے نہ خلاف دیانت نہ علما سے ہم جدا ہو سکتے ہین نہ امرا سے
کیونکہ اسلام کی تعلیم ہی یہ ہے کہ دین و دنیا کو جمع کرتے ہین۔

اسی اصول پر شیعہ کانفرنس کی ابتدا ہوئی جسنے سال بھر مین یہ کار نمایان کر دیا کہ ہر طرف
کامیابی کی صدا بلند ہے۔ اور دوست دشمن اسکی سنجیدگی اور متانت کو تسلیم کر رہے ہین
آجتک جتنی کانفرنسین ہوین انہون نے بجز راے و مشورہ اور قوم سے تحصیل کے
کوئی کام نہین کیا۔ مگر شیعہ کانفرنس نے پہلے ہی سال مین قوم کے مالا مال کرنے کا
ارادہ کیا کیونکہ شکر سازی کا محکمہ اسنے ایسا قایم کیا ہے کہ اگر کامیاب ہو جاے تو
پھر قوم کا سب دردو دکھ دفع ہو

کاروائی صدر یعنی انتخاب پریسیڈنٹ کے بعد کانفرنس اصلاح شروع [illegible]

پریسیڈنٹ کی تقریر نہ ہوئی ہو گی جس سے یہ شخص سمجھ سکتا ہے کہ ہمارے علماے اعلام ضروریات زمانہ سے کسقدر باخبر ہین اور قوم کے صلاح وفلاح کی کیسی اعلی قابلیت رکھتے ہین ۔

۱۰ بجے جناب حافظ فیاض حسین صاحب مدرس مدرسہ منصبیہ میرٹھ نے حفظ قرآن مجید کی تلاوت کی اور اون آیات کو بکمال خوش الحانی سے سنایا جنمین آداب وقواعد کانفرنس شوری کی طرف اشارہ ہے اور چار رزولیوشن پر یہ اجلاس تمام ہوا

(۱) شکریہ ملک معظم اڈورڈ ہفتم کے شاہی پیغام پر جو حضور ممدوح نے از راہ رعایا پروری صادر فرمایا پیغام اوسی فرمان کا موید ہے جو ملکہ معظمہ نے ۱۸۵۸ء مین صادر فرمایا تھا جسمین خاص طور پر ملت و مذہب کی آزادی ونگرانی کا وعدہ فرمایا تھا۔

(۲) شکریہ سر جان ہیوٹ بہادر لفٹنٹ گورنر بہادر صوبجات متحدہ کہ نزاع فریقین اہل اسلام کے دفع کرنے پر منصفانہ توجہ فرمائی۔

(۳) شکریہ مسٹر ایل ایم جابلنگ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کہ ہمارے معابد کی مرمت پر توجہ فرمائی اس کانفرنس کو گورنمنٹ ممالک متحدہ سے امید ہے کہ اس امر خاص مین کافی اعانت کریگی ۔

(۴) تعزیت حجۃ الاسلام مرزا حسین بن خلیل طاب ثراہ اعظم مجتہدین نجف اشرف وتعزیت جناب مرزا عابد علی صاحب مرحوم سب جج ووائس پریسیڈنٹ شیعہ کانفرنس ۔

دوسرا اجلاس ۲ بجے حافظ کفایت حسین صاحب متعلم مدرسہ شکارپور ضلع بلند شہر نے ابتدا تلاوت کلام مجید فرمائی جسپر بوقت موقع جناب فخر الحکما نے فرمایا کہ ہر شخص دیکھ رہا ہے شیعہ مذہب مین ایسے ایسے کمسن بچے حافظ قرآن ہوتے ہین پھر رزولیوشن ۵ پاس ہوا کہ فرقہ شیعہ کی ترقی تعلیم کے لئے ایک فنڈ کھولا جائے جس سے ہر قسم کی تعلیم کیلئے وظیفہ دیا جاسکے ۔

(۶) اس کانفرنس کو اون مشنو نسے ہمدردی ہے جو اشاعت مذہب شیعہ مین کوشش کرتے ہین

(۷) ہر ایسے گانو مین جو قرب وجوار کے شیعہ آبادی کا مرکز ہو پرائمری اسکول مع بورڈنگ ہوس کھولا جائے جسمین دینی ودنیوی تعلیم ساتھ حاصل کرسکین ۔

اجلاس سوم ۲۵ دسمبر صبح (۸) یہ رزولیوشن پاس ہوا کہ دستکاری وزراعت وتجارت کے کاموں مین اپنے قوم کے ممبر ونکے معروف کرنیکی تدابیر ذیل اختیار کیجائین ۔(۱) کارخانہ سنگرسازی

مناسب مقامات پر جاری کئے جائیں۔ سرکاری خانہ کی ابتدا اسلئے میں ہزار کا سرمایہ قرار دیا جاوے اور خان بہادر سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے ایجاد کردہ اصول پر اسکی بنا ہو (۲) ان کارخانوں میں شیعوں کو مفت تعلیم دیجاوے (۳) ممکن ہو تو کبھی بنانیکا کارخانہ حسب اغراض بالا کھولا جائے۔ (۴) کم سے کم ہر سال ایک طالب العلم وظیفہ دیکر رڑکی کالج کے مکینکل کلاس میں داخل کیا جائے اور اوسکے وظیفہ کا انتظام ہو (۵) کم سے کم ایک طالب علم اگریکلچرل کالج میں تعلیم مخصوصہ زراعت کیلئے داخل کیا جائے اور سرکاری فارموں پر پرائیوٹ طور سے زراعت پیشہ شیعوں کو تعلیم دیجائے

یہ اجلاس خان بہادر سید محمد ہادی صاحب کی نہایت فصیح اور مدلل تقریر پر تمام ہوا جسکا آخری حصہ یہ ہے

شکر کی تجارت کے بارہ میں یہ مشہور ہے کہ ہڈی ملی ہوئی ہے گو میں اس سے خوب واقف ہوں لیکن کسی قسم کی رائے زنی کا مستحق نہیں اسلئے ساکت رہنا بہتر ہے لیکن اتنا ضرور کہونگا کہ شاید وہ چینی جو رائج ہے حرام نہیں ہے۔ لیکن اگر دیسی چینی دیسی ترکیب سے بنے تو کوئی مضائقہ اسکے استعمال میں مجھے نہیں معلوم ہوتا۔ گو دیسی چینی صفائی اور عمدگی میں ولایتی چینی سے مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن میں نے ایک ترکیب ایسی ایجاد کی ہے جس سے دیسی چینی کارخانہ ساز تیار کردہ ہندوستان آپ حضرات لے سکتے ہیں۔ نہ تو اسمیں میل ہے۔ نہ کوئی خرابی ہے اور اسکی تیاری میں محض سات روپیہ فی من صرف ہے اور بازار میں عہ سولہ روپیہ سے کم نہیں بکتی اگر آپ نے اس نفع کثیر والی تجارت کیطرف توجہ کیا اور اسے اپنا کر لیا تو بہت ترقی کی امید ہے کیونکہ ابتدائی زمانہ ہے ورنہ اگر دوسری قوموں نے اسکو اپنا کر لیا تو پھر گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں کا مقولہ صادق آئیگا۔

شکر سازی کا طریقہ ایسا سہل ہے کہ آپکی قوم کے وہ افراد جنکے لئے کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے اور باوجود سخت کوششوں کے کوئی روزگار انہیں نہیں ملتا انکو مثل دوسری قوموں کے شکر سازی کی تعلیم دیجا سکتی ہے اور وہ بہت قلیل زمانہ میں صاحب روزگار ہو سکتے ہیں۔ اکثروں کو میں نے دو دو چار چار ماہ میں تعلیم دیدی اکثر فرقہ والوں نے ادہر توجہ کی ہے اور بہتیروں کو میں نے ایسے لوگوں میں سے بھی تعلیم دی ہے جو محض جاہل اور بے روزگار تھے لیکن اسوقت خدا کے فضل سے شکر سازی سیکھکر معقول رقم کی تنخواہ دار ہیں۔ اکثر ان میں سے بنگالی۔ عیسائی اور ہندو ہیں۔ اگر ہماری قوم نے اسوقت ایسے مفید ضروری اور اہم مسئلہ کو نظر انداز کر دیا تو پھر کف افسوس ملنا ہوگا۔

میں مکرر عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے بیان کیا محض لفاظی اور فضول نہ سمجھئے گا قومی ترقی اور تحصیل رزق کیلئے اس سے زیادہ بہتر طریقہ نہیں آپ حضرات کو میں یقین کیساتھ مطلع کرتا ہوں کہ میرے کلام کی تصدیق اور میرے تجربہ پر بھروسہ کرکے فی حصہ عـہ قرار دیکر اسکے حصص خریدیں اور چھوٹے سرمایہ سے ایک کمپنی قایم کرکے کام شروع کر دیا جاے کہ کانفرنس پر غیر عملی ہونیکا جو الزام ہے وہ بھی دور ہو اور قومی ترقی بھی ہو۔

میں دیکھتا ہوں صوبہ مدراس زیادہ تر اسمیں منہمک ہے۔ اور ہمارے ہی معمولی تعلیم دئے ہوئے بعض آدمی ایسے کارخانہ کھولنے میں مصروف ہیں جنکی بیحد تعریف سنی جاتی ہے۔

میرے خیال میں یہ میدان کام کرنیکا ابھی بالکل صاف اور کھلا ہوا ہے اگر آپ ادہر توجہ کریں تو بہت کچھ قومی مواد میں بڑھا سکتی ہیں۔ ابھی شکرسازی کی تواریخ کا یہ ابتدائی زمانہ ہے اگر آپنے اسکو اپنا کر لیا تو میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ اس سے کثیر فائدہ حاصل کرینگے۔ ہم آپکو اس بات کا بھی یقین دلاتے ہیں کہ آپکا روپیہ ہم اسیوقت صرف کرینگے جبکہ ہمکو اس امر کا یقین ہوگا کہ وہ روپیہ ہماری نادار قوم کا ضایع نہ ہو جائے گا۔

میرے خیال میں اسوقت ضرورت اسکی ہے کہ گنا خرید لیا جاے اور جولائی آیندہ تک مشین منگا کر کارخانہ کھول دیا جاے اور ہمیں کافی امید ہے کہ آپ کل حضرات اور وہ لوگ بھی جو اس مبارک جلسہ میں تشریف نہ لا سکے لیکن اس خلوص فرقہ کے ممبر ہیں اس کمپنی سے ہمدردی کرکے شریک ہونگے اور ایک معقول سرمایہ فراہم کرکے اپنی قومی ترقی کی فکر کرینگے جسکا نفع انشاء اللہ بار بار آپکو حاصل ہوگا

میری مراد اس ناقص مضمون سے کارخانہ شکرسازی ہی قائم کرنیکی نہیں ہے بلکہ گھی و کھیس کے کارخانے کو جو پانچ ہزار کے سرمایہ سے قایم ہو سکتا ہے اسطرف بھی توجہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

اس تقریر کے ختم ہونے پر حاضرین نے اپنی بیچینی ظاہر کی کہ جلد فہرست کھولی جاتی کہ مطلوبہ سرمایہ فراہم کیا جاے۔ لیکن اس تحریک کے بعد کے دو ریزولیوشن پاس ہونے سے پہلے روپیہ کا لینا اصولاً نا ممکن تھا لہذا ریزولیوشن نمبر ۹ پیش ہو کہ صاحبان ڈائرکٹر بہادر محکمہ زراعت سے درخواست کیجائے کہ وہ چند طلبہ کو حسب سفارش مدرسہ شکرسازی میں بالفعل داخل فرمادیں۔ پھر بنا پر یہ ریزولیوشن پاس ہوا کہ اب تا امید مراتب بالا کے طے کرنے

اور ان مراتب و مقاصد کو نافذ کرنیکے لئے ایک سب کمیٹی قائم کیجائے اور اسکو اختیار دیا جائے کہ لحاظ حالات متعلقہ جس قدر سب کمیٹیاں ہندوستان مین ضروری سمجھی جائین تجویز کرکے قائم کرائے جنکے چند اسماء حسب ذیل ہین۔

(۱) آنریبل راجہ علی محمد خان بہادر والی ریاست محمود آباد (۲) راجہ سید ابوجعفر صاحب بہادر (۳) مرزا محمد عباس علیخان صاحب بہادر (۴) خان بہادر سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت (۵) یوسف حسین خانصاحب بیرسٹر۔ و دیگر سربرآوردگان قوم جنکی مجموعی تعداد ۲۲ ہے

یہانتک کارروائی ہونیکے بعد فہرست حصہ داری کھولی گئی جسمین حضرات علما کے علاوہ مسٹر یوسف حسین خانصاحب بیرسٹر لکھنؤ۔ شہنشاہ حسین صاحب وکیل ہائیکورٹ۔ آنریبل راجہ سید ابوجعفر صاحب نے پانچہزار روپیہ دئے مختصر یہ کہ بیس ہزار روپیہ مطلوب تھے اور حاضرین نے اپنی ہمت سے ۳۰ ہزار روپیہ فراہم کردئے۔ اب امید ہے کہ بہت جلد شکر سازی کا کارخانہ جاری ہوجائیگا اور قوم کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔

(باقی آیندہ)

ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر کا حکم متعلق کمیشن

اصلاح جلد ۱۱ کے گذشتہ نمبرونمین ہم خلاصہ کارروائی اجلاس کمیشن تحقیقات کالکھ چکے ہین کہ لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ نے آٹھ ممبرونکی منتخب کمیٹی جسمین دو یورپین تھے دو ہندو۔ دو سنی اور دو شیعہ مقرر کی کہ وجوہ اختلاف فریقین کی تحقیقات کرین جس سے لکھنؤ کے امن عامہ مین سال گذشتہ نہایت خلل واقع ہوا اور بہت سے فسادات پیدا ہوئے یہانتک کہ ایک شیعہ قتل ہوا۔ اور فریقین کے بہت سے لوگ قید ہوئے۔

کمیشن نے اپنے چودہ اجلاس کے بعد حضور لفٹنٹ گورنر بہادر رپورٹ کیا او سپر ہز آنر نے حسب تحریر ونقل اخبار الناظر کا صادر فرمایا

کوئی علم یا تعزیہ جسپر کوئی تحریر ہو یا ایسے علم جو معمولی علم کی صورت شکل کے نہین ہین یا وہ علم جو علاوہ امام حسین یا حضرت عباس کے اور کسی کے نام سے محرم کے سلسلہ مین نکالے جائین انکی ممانعت ہے کوئی شعر یا دوسرا طریقہ جس سے تعریف خلیفہ ابوبکر۔ عمر وعثمان کی ظاہر ہوتی ہو کوئی شخص کسی

یا کسی دوسری مسلمانوں کے جلوس کے ساتھ یا کسی ایسے جلوس کی جماعت
لت مین کسی عام مقام پر پڑھنے یا گانے کی اجازت نہین ہو جو شخص ایسا کرے وہ مجرم
تعزیرات ہند کا یا دیگر مناسب دفعہ کا مجرم ہے۔
یہ خلاصہ ہے حکم کا جس سے تمامی مومنین کو نہایت مسرت ہوگی کہ اونکی رسم عزاداری
مظلوم مین جو رخنے پیدا کئے گئے تھے بحکم گورنمنٹ نہایت خوبی سے اوسکی اصلاح ہو گئی۔
خداوند عالم ہماری اس مہربان گورنمنٹ کے عدل و انصاف کا سایہ ہمارے سرون پر ہمیشہ
روز افزون ترقی کے ساتھ قایم رکھے کہ اگر یہ گورنمنٹ نہوتی تو ہمارے مخالف آج بھی بنی امیہ
و بنی عباس کے نام لیوا ہین بلکہ اون سے دو قدم زیادہ
ہز آنر نے لکھنؤ کی پولیس کو بھی تبدیل کر دیا جسکی وجہ سے سال گذشتہ بہت سے مصائب
ہمکو سہنا پڑا۔ اور جتنے لوگ مومنین سے سزایاب ہوئے وہ صرف پولیس سابق کی کارگذاری
تھی۔ ورنہ شیعہ اور مجرم قرار پائین نا ممکن ہے۔
ہم اپنے تمامی برادران ایمانی سے امید کرتے ہین کہ جس امن و صلح پسندی کی ہدایت اونکے
ائمہ اطہار نے کی ہے۔ اوس سے کبھی وہ ایک قدم بھی تجاوز نکرینگے اور گورنمنٹ کی رعایا ہی
مین وہ سب سے زیادہ ثابت قدم رہینگے۔ کیونکہ گورنمنٹ کو بھی بخوبی معلوم ہے رعایا ہند
مین شیعوں سے بڑھکر کوئی قوم وفا شعار نہین۔ جسکے مذہب مین جہاد کرنا غیبت امام [illegible]
ہان ہمارے برادران ایمانی کا یہ بھی فرض ہے کہ جہانتک ممکن ہو حکام رسمی [illegible]
کرین اور حکام وقت کو اپنی مصیبت اور ضرورتون سے مطلع کرتے رہین کیونکہ وہ [illegible]
کے باشندے ہین ہمارے رسم و رواج اور ضرورت سے محض ناواقف۔ ہمارے اغیار اس
نکتہ کو سمجھے ہوئے ہین۔ وہ اکثر اسطرح کی بدخبرین پہونچاتے ہین جس سے حکام ضلع بدظن ہوتے
ہین حالانکہ اون اعمال سے بالکل علحدہ ہین۔
لکھنؤ کے یہ فسادات زیادہ تر اسیوجہ سے پیدا ہوے کہ حکام الا [illegible] تھے اور مخبروں نے
ایسی بدخبرین پہونچائین تھی کہ اونکا بدگمان ہونا ضروری تھا۔ مگر خدا نے رحم کیا اور اپنے دین
حق کی اوس نے امداد کی۔

جناب صدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین مولانا السید ناصر حسین صاحب دام ظلہ
شرکت اسوجہ سے کہ کوئی شخص علماے اہلسنت سے شریک نے تھا ضرور ناگوار خاطر تھی مومنین
جناب ممدوح کی نفس قدسی کی بدولت حاصل ہوئین خدا وند عالم اس وجود مقدس
کو ابد الدہر باقی اور قائم رکھے کہ مجسم درد دین ہین اور جو زحمتین آپکو ان اجلاسون
مین ہوئین کسیطرح اونکا شکر نہین ادا ہو سکتا۔ مگر اس کامیابی نے جو مسرت آپکو بخشی ہوگی
اوسکا اندازہ بھی مشکل ہے تمامی مومنین سے امید ہے کہ جناب ممدوح کی طول حیات اور صحت و
سلامتی کے لئے دعا کرینگے۔

اب ہم مومنین سے ملتمس ہین کہ اصلاح کے گذشتہ ۳ ماہ ضرور ملاحظہ فرمائین کہ
اڈیٹر النجم نے اس کمیشن کی تقرری پر کیسی داد فریاد کی تھی اگر یہ کل ایجادات انہین کے ساختہ
پرداختہ نہوتے تو وایت کی ضرور سارٹیفکٹ ملتی کہ کمیشن مقرر ہوتے ہی یہ سمجھ گئے کہ جھنڈا
گیا اور ہمیشہ کو گیا۔

اس خیال سے کہ وہ شماتت سمجھینگے ہم کوئی لفظ کہنا نہین چاہتے۔ مگر شکر خدا کرتے ہین
کہ اوسنے اپنے دین حق کی نصرت کی اور باطل کو سرنگون و شرمسار کیا۔ یہان ہمکو مولوی
عبد المجید صاحب فرنگی محل کے حالت پر ضرور افسوس آتا ہے کہ انہوں نے کس عقل سے ممبری
کی عزت سے علحدہ گی کی اس عذر پر کہ ہم رسم و رواج سے ناواقف ہیں اور یہ نہ سمجھے کہ اڈیٹر
النجم نے اونکو چمہ دیا کہ خود تو ممبر کمیشن اور آپکو معمولی حیثیت کے گواہ مین طلب کیا اور آپنے
جاکر گواہی بھی ایسی دی جس سے ہر شخص کی نظر سے آپکی عظمت جاتی رہی۔
یہ سب کر چکے تھے تو پھر عیش باغ مین اپنی قوم کے لیڈر کیا نے اور لفٹنٹ گورنر بہادر کو بھیجے
پہیلا نیو الاتار کس بنیاد پر تھا جسپر ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر نے کمشنر بہادر لکھنؤ کو اس مضمون کا
تار دیا ہر منشی عبد المجید فرنگی محلی کو اطلاع دیدو کہ سنیونکا یہ الزام واقعات پر مبنی نہین ہے
اور یہ کہ بہت جلد کمشنر و نکی رپورٹ اور کاغذات متعلقہ کے ملاحظہ کے بعد حکم صادر کیا جائیگا
لفٹنٹ صاحب اطلاع دیتے اور اطمینان دلاتے ہین کہ کسی مذہبی حق اور رسم و رواج مین
دست اندازی نہین کیجائیگی لیکن ایسے جدید امر کو جو باعث نزاع ہو وہ ہونے نہ دینگے۔

اڈیٹر النجم نے ممبری کمیشن سے ایک طرح کی عزت حاصل کرنی چاہی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایوان کمیشن مین اونکی کوئی وقعت سمجھی گئی۔ کسیطرح ناجائز کامیابی حاصل کی حالانکہ اگر مولوی عبدالمجید صاحب اور منشی احتشام الدین صاحب تعلقدار جو پہلے ممبر کمیشن منتخب ہوئے تھے شریک اجلاس رہتے تو ضرور اونکی باتونکا کچھ وزن ہوتا۔ مگر یہ بھی خداوند عالم کی مصلحت تھی کہ جو شخص ان بدعتونکا سبب اور بانی تھا اوسکی شرکت نے یہ اثر کیا کہ حکام کو امر حق معلوم ہوا اور ایسا فیصلہ صادر فرمایا کہ جسپر جہانتک شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔

افسوس کہ ہمارے نامہربان مدعیان اخوت اسلامی چاہتے ہین کہ اس زمانہ معدلت مین بھی شیعون پر وہی مظالم قایم کرین جو عہد بنی امیہ و بنی عباس مین ہوچکے اور اپنی کثرت ایسے نازان ہین کہ گورنمنٹ پر دباؤ دینے کے لئے باغیانہ مجمع کرتے ہین اور میموریل بھیجتے ہین کہ اونکی تعداد۔ آپکی قابلیت اون کی چالیون۔ اور ہندو شورشیون سے زیادہ نہین ہین۔ جنہون نے بغاوت کا پورا سامان کرلیا بم کے گولے طیار کئے۔ مگر نتیجہ ہوا کہ گورنمنٹ کے ادنی اشارہ سے وہ سب فسادات مٹ گئے اور بانیان فساد ایسے عذاب مین مبتلا ہین کہ ہمیشہ یاد رہیگا۔

اگرچہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس قوم کیطرف سے حق وکالت کو پوری طور سے ادا کیا ہے کہ سر جان ہیوٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر صوبجات ممالک متحدہ کا شکریہ بذریعہ رزولیوشن ادا کیا مگر ہمدردان قوم سے امید ہے کم سے کم ہر ضلع سے ایک تار شکریہ کا جناب ممدوح کی خدمت جانا چاہیے جسمین اظہار وفاداری کیساتھ اس فیصلہ کا شکریہ بھی ہو اور نیز تبدیلی پولیس کا خاص طور پر ذکر ہو۔

حضور ویسرائے بہادر کا دربار جو بہ خطاب یافتگان کے سند دینے کو اسی محرم مین منعقد ہونے والا تھا۔ مگر چونکہ یہ زمانہ غم کا ہے مسلمانونکے لئے لہذا وہ دربار ملتوی کیا گیا جسپر تمام قوم حضور لارڈ منٹو گورنر جنرل بہادر کی اعتدال پسندی و حسن تدبیر پر شکر گذار ہے گورنر بہادر بمبئی نے ۶ جنوری کو بمبئی کے روسا اور لیڈرونکو گورنمنٹ ہاوس بمبئی مین طلب فرمایا۔ اور فرمایا کہ پار سال جو نقص نا شورش بمبئی مین ہو گیا تھا اسکے دہرائے جانیکا روکنے کی تدبیر

قبل ترک کرنا لازم ہے حضور ممدوح نے آبائی شیعہ اور سنی ہر دو طبقہ کے آدمی اہم جھگڑے بلکہ ان ساعی ہیں اور ایسی حالت میں عقل سلیم کا یہ منشا تھا کہ متفقہ مقصد کے انجام دہی میں ادنیٰ اپنے اپنے اختلافات کو فروگذاشت کرکے اسلام کے سب سے بڑے پیرو کی عزت کرتے یہ ظاہر ہے کہ عزا پر بھی پیدا کرنا اس بزرگ کی توہین کرنا ہے۔ آخر میں فرمایا کہ آپ حضرات جو اہل اسلام کے لیڈر ہیں دونوں طبقہ کے بارہ آدمی نامزد کریں جن کا فرض ہوگا کہ کمشنر صاحب پولس کو محرم کے انتظامات کی نسبت مفید مشورے دیا کریں اور عاشورہ کے دن پولس کی ہمراہی میں حفظ امن میں ساعی رہیں غرض شیعہ اور سنیوں کے ۱۲ نام زد کردہ حضرات کی ایک کمیٹی قائم ہوگئی ہے جس کے پریسیڈنٹ ایک یوروپین مجسٹریٹ ہیں اور وہ سب آنیوالے محرم کے متعلق انتظامی امور کی کمشنر پولیس کو حفظ امن اور اپنی اپنی جماعت کو بدامنی سے پرہیز کرنیکے متعلق مناسب مشورہ دینگے۔

خطابات سال نو

اگرچہ بخیال ماہ محرم الحرام جو اہل اسلام کیلیے عموماً ایام غم والم ہے کسی خبر خوش کا ظاہر کرنا بھی خلاف شان عزا ہے مگر یہ بھی ایک عجب حیرت افزا امر ہے کہ یہ سال اللہ نے جیسا کہ شیعوں کیلئے بنام طور سے منحوس تھا۔ ویسا ہی ۱۳۳۲ھ میں بھی مسرت خیز نظر آرہا ہے ایک طرف شیعہ کانفرنس کی کامیابی دلخوش کن ہے۔ دوسری طرف ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر کا حکم محکم پورٹ کمیشن پر بہ کمال انصاف و عدالت پر مبنی۔ تیسری طرف یہ سال نو کے معزز خطابات میں ہماری چیدہ روسا پر خاص طور سے بخشے گئے ہیں جس پر تمامی مومنین صدق دل سے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کے سی آئی ای آنریبل راجہ علی محمد خان بہادر والی ریاست محمود آباد (نواب) جناب نواب سید بادشاہ نواب صاحب رئیس اعظم پٹنہ۔ جناب والاقدر نواب مرشدآباد سید حسین علی مرزا صاحب دام عزہما خان بہادر جناب مفتی میر حیدر حسین خانصاحب سکرٹری میونسپل بورڈ جونپور اگر ہماری مہربان گورنمنٹ طبقہ علما پر بھی نظر توجہ معطوف کرے تو تمام قوم کے امتنان کا باعث ہوگا ...ان روسا پر توجہ لازمی ہے جو گو نام و نمود سے تو علیحدہ ہیں مگر خدمت قوم و ملت میں سب سے زیادہ سرگرم ہیں۔

(معذرت) افسوس کہ باوصف اضافہ اوراق بہت سے ضروری مضامین اس نمبر میں نہ آسکے سعید بخاری بھی اسی وجہ سے اس نمبر میں نہ شایع ہوسکا حالانکہ صفحہ چھپ کر تیار ہے۔

اب قوم کے امداد کا وقت ہے ویلو نہیں جاتا چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر مرحمت ہو کہ الغاضری۔ رسالہ ارسال الیدین حاضر کیا جاسے۔
الشمس جلد ۲ کے بقیہ بعد محرم شایع ہونگے۔ المتہ

جلد ۱۲ ... ایک تجویز ... لازم ہے ... مشورہ ... شیعہ اور سنی ہر دو طبقہ کے آدمی اجتماعیں

کہ ان ساعی ہیں اور ایسی حالت میں عقل سلیم کا یہ منشا ہے کہ مقدس مقصد کے انجام دہی میں دیا جاوے

اپنے اپنے اختلافات کو فروگذاشت کرکے اسلام کے ... کی سنت کرتے۔ یہ ظاہر ہے کہ غم کو

پر بھی ... اگر ناس بزرگ کی توہین کرنا ہے۔ آخر میں فرمایا کہ آپ حضرات جو اہل اسلام کے لیڈر ہیں

دونوں طبقہ کے ... آدمی نامزد کریں جن کا فرض ہوگا کہ کمشنر صاحب پولیس کو محرم کے انتظامات

کی نسبت مفید مشورے دیا کریں اور عاشورہ کے دن پولیس کی ہمراہی میں حفظ امن میں ساعی

رہیں غرض شیعہ اور سنیوں کے ۱۲ نام نذکردہ حضرات کی ایک کمیٹی قائم ہو گئی ہے جس کے پریسیڈنٹ

ایک یوروپین مجسٹریٹ ہیں اور وہ سب آنیوالے محرم کے متعلق انتظامی امور کی کمشنر پولیس کو

حفظ امن اور اپنی اپنی جماعت کو بدامنی سے پرہیز کرنے کے متعلق مناسب مشورے دینگے۔

خطابات سال نو

... بخیال ماہ محرم الحرام جو اہل اسلام کیلئے عموماً ایام غم و الم ہیں کسی خبر خوش کا ظاہر کرنا بھی خلاف شان عزا ہے

... ایک ... افزا ... سال گذشتہ جیسا کہ شیعوں کے ... طور سے منحوس تھا۔ ویسا ہی یہ سنہ ۱۳۳۲ھ مسرت

... آرہا ہے ایک طرف شیعہ کانفرنس کی کامیابی دل خوش کن ہے۔ دوسری طرف ہز آنر لفٹننٹ گورنر

بہادر کا حکم محکم پورٹ کمیشن ... کمال انصاف و عدالت پر مبنی۔ تیسری طرف یہ سال نو کے معزز خطابات

میں ہماری چند ... پر خاص طور سے ... گئی ... ہیں ... مطابق ہے گورنمنٹ شکریہ ادا کرتے ہیں

کے سی آئی ای آنریبل راجہ علی محمد خان بہادر والی ریاست محمود آباد (نواب) جناب نواب

سید بادشاہ نواب صاحب رئیس اعظم پٹنہ۔ جناب والاقدر نواب مرشد آباد سید حسین علی مرزا صاحب دام ...

خان بہادر جناب مفتی میر حیدر حسین خان صاحب سکرٹری میونسپل بورڈ جونپور۔

اس ہماری مہربان گورنمنٹ طبقہ علما پر بھی نظر توجہ معطوف کرے تو تمام قوم کے امتنان کا باعث ہوگا

... پر توجہ لازمی ہے جو گو نام و نمود سے تو علیحدہ ہیں مگر ... قوم و ملت میں سب سے زیادہ

سرگرم ہیں۔

(معذرت) افسوس کہ باوصف اضافہ اوراق بہت سے ضروری مضامین اس نمبر میں نہ آسکے

شہید بخاری بھی اسی وجہ سے اس نمبر میں نہ شایع ہو سکا حالانکہ ... صفحہ چھپ کر تیار ہے۔

ارسال الیدین

ہاتہ کہول کر نماز پڑہنے والا رسالہ

الحمد للہ کہ یہ انعامی رسالہ جو خریداران اصلاح سنہ ۱۳۲۶ھ کیلئے تصنیف کیا گیا تہا چہپ کر طیار ہے حجم اسکا ۸۸ صفحہ ہے اور بہت ہی خوشخط عمدہ کاغذ پر چہپا ہے قیمت اسکی خریداری اصلاح ہے مضامین اسکے بالکل **جدید** ہین جسپر آجتک کسی بڑی کتاب مین بہی ایسی بحث نہین کی گئی تہی نہ ایسی تحقیقات ہوئی تہی۔

یہ کتاب ایک مقدمہ دو حملہ پر تقسیم ہے۔ مقدمہ مین اسکی تحقیقات ہے کہ اہلسنت کے یہان اس مسئلہ مین کسقدر اختلاف ہے ہر امام کا مذہب جدا گانہ ہے۔ ہاتہ باندہنے کہولنے باندہنے کے کیا مصالح ہین۔

حملہ اولی۔ ہاتہ کہولکر نماز پڑہنے کے دلائل۔ تمامتر روایات اہلسنت سے یہ دلائل ثابت کئے گئے ہین۔ انمین کوئی روایت شیعونکی ہے نہ کوئی اونکا قول۔ بلکہ قرآن۔ حدیث۔ اجماع اہلسنت تمامی صحابہ و تابعین کا ہاتہ کہولکر نماز پڑہنا ثابت کیا گیا ہے۔ دوسرا حملہ۔ اسمین ان دلائل کی حالت دکہائی گئی ہے جن سے ہاتہ باندہنے پر استدلال کیا جاتا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ انعامی رسالہ اون حضرات کی خدمت مین روانہ ہوچکا جنکا چندہ اصلاح سنہ ۱۳۲۶ھ وصول ہوا تہا اگر کسی صاحب کو نہ پہنچا ہو تو مطلع فرمائین۔ تمامی خریداران اصلاح سے امید ہے کہ جہانتک جلد ہوسکے چندہ اصلاح سنہ ۱۳۲۷ھ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمائین کہ انعامی رسالہ اونکی خدمت مین روانہ کیا جاے۔ چونکہ یہ زمانہ عزای امام ہے اور مصارف کا بار ہر شخص پر پڑ جاتا ہے لہذا ۲۰ محرم تک ویلیو نہ جائیگا مگر مومنین کو خود اپنے دفتر کا خیال کرنا چاہئے کیونکہ ویلیو کرنے مین بیحد دقت ہے اور بیحد زیر باری ہے مگر **نمبر خریداری** ضرور تحریر فرمائیے۔

خاص رعایت

جدید خریداروں کو اصلاح جلد ۱۰ ایندہ [illegible] اور اصلاح جلد ۱۱ بجاے [illegible] کے [illegible] مین [illegible] سکیگا
الوضوء [illegible] تاریخ الاذان حصہ اول [illegible]
بجاے [illegible] ۱۲
مگر یہ رعایت صرف ۲۰ محرم سنہ ۱۳۲۷ھ تک ہے

الشمس جلد ۴ کے ۲ نمبر باقی ہین جن مین کچہہ طیار ہی ہین۔ مگر غیر مسلسل لہذا بعد عشرہ محرم ۳ نمبر یکجائی یا ۲ نمبر ایکساتہ روانہ ہونگے اور فضل خدا سے امید ہے کہ مسئلہ تحریف قرآن مطابق روایات اہلسنت کی بحث انہی نمبرونمین ختم ہوجاے۔ اور جلد ۵ سے **روایات شیعہ** کی بحث شروع اگر مومنین توجہ فرمائین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۲	بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۷ھ ہجری	جلد ۱۲

آخری اطلاع

قوم نے جس نظر توجہ سے میرے معروضات سابقہ مندرجہ اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۱ پر توجہ کی ہے اوسکا شکریہ مین بعد کو عرض کرونگا۔

مگر اسوقت نہایت ضروری عرض یہ ہے کہ جن حضرات نے ابتک توجہ نہین فرمائی اونکی خدمت میں بکمال ادب عرض ہے کہ اپنے اس قدیم پر نظر توجہ فرمائین جسکے لئے صرف یہی دو جملہ کافی ہے۔

(۱) چندہ سالانہ اصلاح ۱۳۲۷ھ ہجری ۳۰ صفر تک بذریعہ منی آرڈر مرحمت فرمائین۔

(۲) اگر کسی قسم کا خدانخواستہ عذر ہو یا ویلو کی بغیر آپکو روانگی منی آرڈر مین دقت ہو تو بذریعہ تحریر مطلع فرمائین۔ مگر ہر حال مین نمبر خریداری ضرور تحریر ہو۔

بعد وصول زر چندہ ۱۳۲۷ھ انعامی رسالہ ارسال الیدین بلا تاخیر روانہ ہوگا جسکے معاوضہ مین دو خریدار کا دینا ہر شخص پر لازم ہے۔

ہان اسقدر عرض کرنا اور ضروری ہے کہ اگر ان معروضات پر کسی قسم کی توجہ نہ کیگی تو مجبورانہ حاضر ہوگا روانگی منی آرڈر مین منیجر اصلاح پوسٹ آفس بازار بندی کجھوہ ضلع سارن ملک بنگال۔ پتہ لکھنا ہر طرح محفوظ ہے

نمبر شمار	رسید زر اصلاح پرنٹنگ کمپنی ۳۶۳۸ منیجر		
۷/۱	جناب حاجی سید دلدار حسین صاحب اور سیر متوطن بھیکپور ضلع سارن مقیم کشن فوہوہ	لہ	عـ۵
۷/۲	جناب حکیم سید خورشید حسن صاحب موضع کھنا گرسی ضلع بارہ بنکی ۳۵۷۴	لہ	عـ۵
۷/۳	جناب آقا ابراہیم محسن صاحب ۲۳۱۶	لہ	عـ۵
۱	مکرر جناب سید شرف حسین صاحب ہیڈ محرر متوطن لسوا ضلع الہ آباد ۲۲۹۴	لہ	عـ۵
۷/۴	جناب منشی ولایت حسین صاحب ۲۰۰۹	لہ	عـ۵
۲	مکرر جناب فقیر محمد صاحب ۳۲۲۳	لہ	عـ۵

عـ۵ چونکہ ممدوح اول شخص ہین جنہون نے کمپنی قایم کی لہذا جو صاحب ممدوح کے مقاصد کیلئے دعا کرین ایک پرچہ اونکے نام مفت جاری ہوگا۔ اور کل خریداران سے التماس دعا ہے۔

نہایت ضروری معروضہ

آج چند ضروری امور اس غرض سے لکھے جاتے ہیں کہ ہر ان امور کے متعلق کچھ لکھنا نہ پڑے مگر شکایتیں رفع ہوں نہ قوم کو زحمت ہو نہ مجھے کیونکہ اس سال ضروری کام بہت سے پیش ہیں لہذا اس تحریر کو بنظر غور ملاحظہ فرمائیں کہ نہایت ضروری امور گذارش کرتا ہوں۔

(۱) پہلے میں اپنی معزز قوم کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے معروضات مندرجہ اصلاح ملا جلد ۱۲ پر قوم نے نہایت فراخدلی سے توجہ فرمائی اور ہر طرح سے ہمت افزائی کی چندہ بھی بلا طلب خاص بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمایا۔ اور جن حضرات کو کسی قسم کا عذر تھا اوس سے بھی آگاہ کیا بلکہ خریداری بھی لکھا ہر طرح متوجہ ہیں ہر طرح آمادہ حسن ... اللہ ... اضافہ خریداران میں کوشاں ہیں جسپر میں تہ دل سے شکر گذار ہوں۔ اور بجز شکریہ خشک مجھسے کیا ممکن ہے۔

ہاں جن حضرات نے ازراہ کمال ہمدردی چندہ اصلاح بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمایا اونکا خاص طور پر شکر گذار ہی ہوں اور انعامی رسالہ ارسال الیدین بھی ہر شخص کے پاس مع رسید بھیجا گیا لہذا جن حضرات کو انعامی رسالہ نہ پہونچا ہو براہ کرم طلب فرمالیں کیونکہ یہ رسالہ اونہیں حضرات کیلئے شایع ہوا ہے اور اسکی کوئی قیمت نہیں بجز اسکے کہ خریدار کا نام ضرور تحریر فرمائیں کہ اصلاح کی بھی اشاعت ہو اور دین کی ترویج بھی۔

انعامی رسالہ بھی دفتر اصلاح کے مخصوصات سے ہے گو کہ وقتاً فوقتاً ایک انعام شایع کرتا ہے ورنہ کسی بڑے معتبر اخبار کو بھی یہ بات نصیب نہیں چہ جائیکہ کوئی قومی رسالہ اسکی جرأت کرے کیونکہ عام طور سے اخبار و رسائل کی حالت ناگفتہ بہ ہے جسکو وہی جان سکتے ہیں جو کسی اخبار یا رسالہ کے مدیر ہوں کہ کن کن مصائب سے سامنا ہوتا ہے۔

اس انعامی رسالہ کا اصول یہ ہے کہ خریداروں کی تعداد جب ہزار تک پہونچ جاتی ہے تو ایک تصنیف رسالہ شایع کیا جاتا ہے چنانچہ سب سے پہلے انجم شایع کیا گیا۔ اصلاح کے خریداروں کی تعداد جب دو ہزار ہوئی تو رسالہ البسملہ شایع کیا گیا یہی دو وقتی انعام تھے جو عام طور سے خریداران اصلاح کو تقسیم ہوا سنہ ۲۶ و ۲۷ میں خریداروں کی تعداد ایک ثلث کم ہو گئی جس سے تقسیم انعام کا کوئی موقع نہ تھا مگر اس خیال سے کہ اکثر حضرات انعام کے عادی اور خوگر ہو رہے ہیں۔ اور اسکی شکایت بھی نہایت سختی سے ہوتی ہے

سنیان لکھنو کی آخری کوشش بھی بحمد اللہ ناکام رہی سنا گیا ہے مسٹر لیکن صاحب بیرسٹر بمبئی نے اپیل لیکر کلکتہ پہونچے تھے مگر حضور والیسرائے نے حکم انفصال ... مداخلت کرنے سے قطعی انکار فرمایا۔

حالانکہ دفتر کی حالت ایسی سقیم ہے کہ اسوقت تخمیناً دو ہزار کا مقروض ہے۔ مگر قوم نے رفع شکایت کیلئے یہ تیسرا انعامی رسالہ ارسال الیدین شایع کیا گیا جو اون حضرات کے پاس بہ ادای محصول روانہ کیا جاتا ہے جنکا چندہ وصول ہوتا ہے۔ اب قوم کو اپنے پرچہ پر توجہ لازم ہے جسکے لئے صرف یہی آرزو ہے کہ ہر شخص دو خریدار کا نام ضرور لکھے کہ اشاعت مین ترقی ہو۔

چونکہ ۲۶و۲۵ مین روانگی ویلو کا تلخ ذائقہ چکھ چکا ہون لہذا ویلو کی روانگی قطعاً موقوف کیگئی بلکہ ارادہ کیا گیا کہ جسقدر نقصان ان ویلوونکی واپسی سے ہوتا ہے اوسکی عوض مین کوئی انعامی رسالہ شایع کیا جاے لہذا اگر جملہ خریداران اصلاح ۳۰ صفر تک اپنا چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائین۔ اور ہر خریدار کم سے کم دو خریدار کا نام لکھے تو انشاء اللہ دوسری ششماہی مین ایک دوسرا انعام شایع کرون جو اپنی نوعیت مین بالکل عجیب و غریب ہو۔ روانگی ویلو مین کیا دقت ہے اسکو مین بیان نہین کرسکتا مگر اخبار وطن موخہ ۲۹ جنوری ایک لطیفہ لکھتا ہے کہ ۲۳ فروری ۱۹۰۹ء کو بمقام بالاگھاٹ ضلع ناگپور ایک ویلو روانہ کیا جسپر بالاگھاٹ مین پہلی مہر ۲۴ فروری ۱۹۰۹ء کو پڑی۔ اور دوسری مہر وقت روانگی ۷ نومبر کو مگر ادیٹر وطن کو ۵ جنوری ۱۹۰۹ء مین وصول ہوا اما چند یوم بعد۔ ایسا ہی لطیفہ دفتر اصلاح کو پیش آیا خریدار ۲۲۱ کو صوبہ مدراس مین ۷ جنوری ۱۹۰۹ء کو ویلو روانہ ہوا اور ۱۳ جنوری ۱۹۰۹ء مین وصول ہوا۔ اور بہت سے ویلو ۱۹۰۹ء کے ایسے ہین جو ابھی تک نہ وصول ہوے نہ واپس آئے۔ لہذا مینے روانگی ویلو قطعاً موقوف کردی الا اوس صورت مین کہ کوئی خاص حکم ہو۔

روانگی اصلاح یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے جسپر اکثر خطوط دیکھ کر اس مضمون مین آئے ہین لہذا پہلے طریقہ روانگی بیان کیا جاتا ہے۔ اسمین اگر کوئی نقص ہو تو مطلع فرمائین کیونکہ جو طریقہ دفتر اصلاح نے اختیار کیا ہے ایسا کہین بھی اہتمام نہین ہوتا۔

پہلے وہ چٹین جو نامونکی چھپی ہوئی ہین رجسٹر سے مقابلہ کیجاتی ہین خارج شدہ اسما قلمزد کیے جاتے ہین اور جنہونے پتہ تبدیل کرایا ہے اونکا پتہ تبدیل کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد اصلاح کے بکسونپر وہ چٹین چپکائی جاتی ہین اور ٹکٹ لگاے جاتے ہین۔ پھر اڈیٹر بذات خاص بلا شرکت غیرے ہر پرچہ کو رجسٹر روانگی سے ملاتا ہے اور جائزہ دیتا ہے اوسکے بعد پھر خاص محرر رجسٹر پر نظر ثانی کرتا ہے کہ اگر کسی نام پر غلطی سے جائزہ نہین پڑا ہے تو احتیاطاً دوبارہ لکھتا ہے جسمین سے اکثر حضرات کے پاس مکرر بھی چلا جاتا ہے۔ اور جن لوگونکے نام ہنوز

سانحہ غم جناب ماسٹر سید عبد العلی صاحب وکیل لکھنؤ کے وفات نے بعمر ۵۰ سال سید صدمہ دیا نہایت لائق اور قابل قدر شخص تھے۔ شیعہ کانفرنس مین انکی خدمات نہایت قابل قدر ہین ۱۹ محرم کو دیکہ فرد علیل ہوکر راہی جنت ہوئے جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب مرحوم قاتم خاندان اجتہاد سے تھے اور فن شاعری مین عدیم النظیر تھے ۱۰ محرم کو راہی خلد برین ہوے۔ مرحومین کیلئے دعاے مغفرت فرمائین اور نماز وحشت

نہین چھپتے ہین وہ لکھے جاتے ہین اور اونپر جائزہ لیا جاتا ہے۔

چونکہ ڈاکخانہ ریلوے اسٹیشن سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے اسلئے خاص قلی ڈاک لیجاتا ہے اور پانچ سیر سے زاید بوجھ لیکر وہ نہین جاسکتا۔ اسلئے یہ کام تخمیناً ایک ہفتہ مین انجام پاتا ہے۔

اب ناظرین اصلاح فرمائین کہ اس سے زیادہ کیا اہتمام ہو سکتا ہے اور اگر کوئی دوسری اس سے سہل اور با احتیاط ممکن ہو تو براہ کرم مطلع فرمائین۔

افسران ڈاک کی بے توجہی اب آپ یہ الزام دینگے کہ ہم ان شکایتون پر کارروائی کیون نہین کرتے۔ اسکی یہ حالت ہے کہ پہلے اس قسم کے خطوط شکایت ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل کے یہان بھیجے جاتے وہانسے ایک فارم آتا تھا کہ تاریخ روانگی لکھو۔ نام روانہ کنندہ نام اوسکا جسکے پاس گیا۔ کیا خبر تھی کسوقت کس ڈاک مین دیا گیا۔ اسیطرح پندرہ سولہ سوالات ہوتے تھے جسکا جواب دفتر سے بھیجا جاتا اور محکمۂ ڈاک سے چھ ماہ بعد یہ جواب آتا کہ کوئی پتہ نہین ملا۔ لہذا شکایت کا باب بند کیا گیا اور اب یہ آسان طریقہ نکالا گیا کہ جسکی شکایت آئے فوراً پرچہ بلا ادائے محصول روانہ کیا جائے اسی قاعدہ پر اب عمل درآمد ہے۔

افسران ڈاک اگر کچھ بھی توجہ کرین تو یہ شکایت آسانی سے رفع ہو سکتی ہے کیونکہ یہ ساری شرارت پوسٹ مینونکی ہے جو بند خطوط یا اخبار و رسائل ایسے لوگونکو دیدیتے ہین جنسے کبھی کبھی کچھ ملجاتے ہین یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جب مین آرہ مین تھا تو اکثر دوسرے اشخاص کے اخبار و رسائل دیجاتے تھے۔ اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ مکتوب الیہ کا مکان دور ہے دوسرے کسی کو جو وہان کے قریب کا رہنے والا ہے دیدیا۔ مالک مکان نہ ملا اوسکے ملازمین کو دیدیا اونھونے بے پروائی سے ڈالدیا مکان بند پایا اوسکے درز مین ڈالدیا ان سب کا مجھے بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔

لہذا اگر افسران ڈاک ہر ایسی شکایت پر یہ کارروائی کرین کہ جس ڈاکخانہ سے شکایت آئی ہے وہان کے پیون پر ایک یا ۲ جرمانہ کردین تو چند ہی روز مین انتظام ہوجاے مگر مشکل تو یہ ہے کہ وہانسے شکایت پر عدالتی کارروائی شروع ہو جاتی ہے۔

طریقۂ شکایت میری یہ غرض اس تحریر سے ہرگز نہیں ہے کہ آپ دفتر سے شکایت نہ کرین۔ بلکہ اس زمانہ

[illegible]

طریقہ تحریر صورت شکایت

(جناب من۔ تسلیم۔ اصلاح نمبر ___ جلد ___ مجھے نہین ملا [illegible]ک والپسی روانہ فرمائین۔ نام۔ نمبر خریداری)
شکایت کیلئے اسیقدر کافی ہی جسکی فوری تعمیل ہوگی نمبر خریداری مین اسکا خیال رہی کہ وہ نہ لکھا
جائے جسکا تعلق ڈاکخانہ سی ہے۔ خریدار ونسے اسکو کوئی تعلق نہین۔ مگر یہ نہایت ضروری ہی کہ ہر
خط مین نمبر خریداری بھی ضرور لکھا جائے۔
دوسرا امر یہ ہی کہ وہانکے ڈاکخانہ سی بھی شکایت کیجائے کہ ہمارا فلان پرچہ نہین پہونچا اور جب دفتر
اصلاح اس مضمون کا خط جاوے کہ یہ نمبر جاچکا ہی تو اسکو مثنی کیکے افسر ڈاک کے پاس بذریعہ خط بیرنگ
روانہ کرین۔
تاریخ اشاعت اب بفضل خدا سی امید ہی کہ اشاعت اصلاح نہایت پابندی وقت سی ہو ہر عربی مہینہ
کے پہلے ہفتہ مین پہونچ جاوے احتیاطاً۔ ا تاریخ تک انتظار کرکے خط شکایت لکھا جاوے۔ اور کسی دوسرے
شخص پرچہ پہونچنے سے یہ قیاس نہ کیا جائے کہ میرے نام کا نہین روانہ ہوا ممکن ہی دوسرے یا تیسرے
روز پہونچ جائے کیونکہ جن لوگونکا نام درج رجسٹر ہی اونکے نام پرچہ ضرور روانہ ہوتا ہے۔
انتظام آیندہ مین اگرچہ کوئی وعدہ نہین کرسکتا کل امور خدا کے قبضہ قدرت مین ہین۔ مگر انشاء اللہ ارادہ ہی کہ
آیندہ سی ہر نمبر کیم ماہ عربی تک پہونچ جاوے مضامین۔ اخلاقی۔ تاریخی مین اضافہ کیا جاوے تحقیقات مذہبی
کا سلسلہ موقوف نہو۔ تہذیب متانت مین ترقی دیجاوے۔ بشرطیکہ مخالفین ہمکو مجبور نہ کرین اصلاح قوم
کے مضامین زیادہ شایع ہون تجارت زراعت حرفت صناعت پر خاص توجہ کیجائے۔ مضمون نگار
حضرات سی بھی خاص طور پر اسکی امید ہی کہ قومی مضامین پر خاص طور سے توجہ فرمائین۔
تنقید بخاری پر خاص طور سی زور دیا جاتا ہی جسکے لئے مین ہر طور سی طیار ہون۔ مگر اس نمبر بھی نہ شایع
ہوسکا کیونکہ دوسرے ضروری مضامین بہت بڑہ گئے بجائے ۲۴ صفحونکے ۴۸ صفحوں کا بڑا انشاء اللہ سے
اوسکا سلسلہ شروع ہوگا ۸ صفحہ چھپا ہوا موجود ہے۔
آیندہ نمبر مین انشاء ایک مضمون **الامامۃ** بھی جو ایک دہلی کے شاہزادہ کا نہایت دلچسپ مضمون ہے
مثل تنقید بخاری شایع ہوگا کہ بصورت کتاب علیحدہ کرسکین۔
اسکے علاوہ [illegible] مضمون جو مسلسل ہو اسی سطح شایع ہوتا ہی کہ اوسکو بصورت کتاب علیحدہ مرتب کرسکین

ملاحظہ ہو مضمون الدال والاصحاب جو منشی بدو مبارہ اسکے محرک تھے مکرمی جناب سید مجید علی صاحب بلائی
ہین جو وطن کیمبل جنکا خاص طور پر شکریہ بہی ادا کرتا ہون بتقسیم تجارتی حصہ ثانی کی تجویز بہی منظور کیجاتی ہے کیونکہ کل
روپیہ آدہیونکا چندہ وصول ہے
اصلاح پرنٹنگ کمپنی اسکے متعلق مجھے اب کچھہ کہنے کی ضرورت نہین کیونکہ اگرچہ نہ اسقدر سرمایہ جمع ہوا نہ رجسٹری ہوئی
مگر کام مختصر پیمانہ پر شروع کر دیا گیا ہے تاریخ الافغان حصہ اول چھپ چکا ہے جو مال کمپنی ہے حصہ دوم زیر طبع ہے جو عنقریب
شایع ہوگا۔ اور بہی مختصر رسائل مسائل وغیرہ کے متعلق عنقریب شایع ہونگے میری امید اب بدل بہ مایوسی ہوگئی
ہے پچیس ہزار کا سرمایہ جمع فراہم ہونگا حالانکہ تخمیناً ۵۰ فیصدی منافع تجارتی ہو زیادہ کی امید ہے۔ مگر
جبتک قوم نہ متوجہ ہو مین کیا کر سکتا ہون۔
زیادہ تعجب خیز یہ امر ہے کہ جبتک تاریخ الافغان حصہ اول نہ شایع ہوا تہا صدہا درخواستین آئین۔ اور بعد چہپائی
اب بالکل سکوت ہے۔ اس سے ہماری قومی خواص سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی امر مین تو بڑا شوق و ذوق ظاہر کیا جاتا ہے
جیسے کوئی انسان دہوکا کہاتا ہے۔ اور بعد خریداری اسباب فی الجملہ ایسا تغافل کیا جاتا ہے کہ گویا اسکا خیال ہی نہ تہا چنانچہ
جب اصلاح پندرہ روزہ کی تحریک ہوئی تو اسقدر آمادگی ظاہر کیگئی کہ پندرہ روزہ کر دیا گیا بعد وجود لیونکی وا پسی
شروع ہوئی تو ... خریدار نکل گئے
اصلاح پرنٹنگ کمپنی کی تجویز پر اسقدر خطوط آئے کہ بجائے پچیس ہزار کے پچاس ہزار کی امید بندہی۔ قواعد و ضوابط کا شایع
ہونا تہا کہ قوم نے سمجھہ لیا کمپنی قائم ہوگئی۔ کام ہو رہا ہے نفع تقسیم ہوتا ہوگا خیر ہمکو نفع نہ ملے تو کیا حرج ہے
تقسیم تجارتی پر بہی یونہی زور دیا گیا جب دفتر نے آمادگی ظاہر کی کہ ہم دوسرے حصہ کیساتھہ تیسرا حصہ بہی شایع
کیجینگے یا ہین صرف ... خریداری چندہ آجانا چاہیئے پہر خرید براد۔ ایمانی کے اور کیسی صورت نظر نہ آئی
بہرحال ہم اس صورت میں جو ہے اسی پر قانع ہین اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ ہمارے برادران ملی کو خوش اور آباد
رکہے اور کل مقاصد دلی مین کامیاب و بامراد۔ مگر یہ التجا نہایت ضروری ہے
کہ جن حضرات کے وطن ... ہین اور اصلاح پرنٹنگ کمپنی کی ضرورت سمجہتے ہون کہ کتب حقہ کی اشاعت ہو تو براہ
کرم ایک حصہ یا دو حصہ ضرور خرید فرمائین خدا کے فضل و کرم سے امید ہے کہ ۵۰ فیصدی کے حساب سے منافع تجارتی ہم بہی
تقسیم کر سکین۔
خصوصاً ان حضرات کی توجہ زیادہ ضروری ہے جو اپنے حصہ کا نصف روپیہ بہیج چکے ہین کہ وہ اب جلد توجہ فرمائین
کیونکہ اس سال بہت ضروری امور پیش ہین۔
ڈائرکٹران مین بجائے مولوی سید اظہار حسین صاحب ... جو بوجہ ملازمت سرکاری اس خدمت سے علیحدہ ہوگئے
جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب ... صاحب ... رامپور دام اقبالہ کا نام نامی
بہیجا گیا۔ ممدوح نے پانچسو روپیہ کا وعدہ بہی فرمایا ہے اور عنقریب باضابطہ کارروائی اسکی کسی آیندہ نمبر مین شایع ہوگی
تقسیم حصص نہایت ضروری ہے کہ اسکی طرف خاص توجہ کیجائے جسکے لئے پہلا فرض یہ ہونا چاہئے کہ چہوٹے بڑے مقام

میں پہلے باضابطہ انجمنیں قائم کیجائیں جو آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی ماتحت ہوں اور ایک مختص المقامی سرمایہ فراہم کریں جس سے وہاں کی قومی ضرورتیں بھی انجام پائیں اور شیعہ کانفرنس کی بھی معین ہو۔ اور شیعہ مشن قائم کی جائے کہ کچھ لوگ واعظ مقرر ہوں جو ملک کے مختلف مقامات میں دورہ کریں اور علم و تہذیب کی اشاعت کریں۔ اور مذہب حق کی تعلیم کریں۔ یہ زمانہ ماہ عزا کا ہے چہلم امام مظلوم تک ہر جگہ مجلسیں ہوتی ہیں مومنین کا مجمع ہوتا ہے اگر ہمت مردانہ سے اسوقت کام لیا جاوے تو بہت ہی مفید صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

ہم اپنے قومی واعظین و ذاکرین سے بھی امید کرتے ہیں کہ وہ ان امور کیطرف خاص طور پر توجہ کرینگے اور قوم کو ہر طرح آمادہ و مستعد کرینگے کہ جہانتک ہو سکے اسپر توجہ کریں کیونکہ اگر یہی واعظین و ذاکرین خود بھی بعد فراغ مجالس عزا حسب ذیل مقامات کا دورہ کریں تو بہت جلد مذہبی ترقی ہو سکتی ہے۔ علاقہ ڈیرہ غازی خان جہاں مسلمانوں کی حالت عام طور سے تباہ ہو رہی ہے علاقہ بلگام جو پونہ سے دو سو میل کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام ہے۔ اسیطرح بنوں سرحدی مقام شمالی مغربی کا ہے جو بہت سی وجوہ سے مشہور و معروف ہے۔ اگر ان مقامات میں واعظین کا دورہ ہو تو بہت کچھ اصلاح کی امید ہو سکتی ہے۔

حالات ایران

۱۵ محرم کا تار جو پطرسبرگ پای تخت روس میں شایع ہوا مخبر ہے کہ مشہد (خراسان) میں انقلاب عظیم پیدا ہے انجمن ایالتی نے سارا انتظام شہر اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور قونسل روس و انگریزی کو مطلع کیا کہ وہ تینوں کو جس امر میں ضرورت خط و کتابت ہو انجمن ایالتی سے بلا واسطہ گفتگو کرے۔

۱۸ محرم کا تار مخبر ہے کہ صوبہ رشت میں بھی ملت نے علم مخالفت بلند کیا اور سلطنت کے بہت سے افسروں کو قتل کیا۔ ڈاک تار میں آگ لگادی دوکانیں بند ہیں۔ شاہی فوج قونسلخانہ روس میں پناہ گزین ہے لطف ہے۔

دوسرا تار اسی تاریخ کا مخبر ہے کہ طہران سے چار سو سوار اور ایک توپ رشت کی سرکوبی کو روانہ ہوئی حکومت رشت اسوقت رعایا کے ہاتھ میں ہے خارجہ کی رعایا ہر طرح محفوظ ہے۔ سلسلہ تار بند ہے۔

حبل المتین راقم ہے کہ آقا بالا خان سردار والی رشت قتل کیا گیا جو نہایت ظالم اور سفاک تھا آقا سید جمال الدین کبیر کو اسکے فرزند شاہزادہ عبد العظیم رضی اللہ عنہ سے گرفتار کیا۔ اب کل شہر طالش۔ گرگان۔ رودبار گیلان۔ مازندران۔ استرآباد قبضہ مشروطین میں ہے۔ رشت اور طہران میں صرف شہر قزوین حد فاصل ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ طہران کس ضیق میں مبتلا ہے۔ بہت جلد اب طہران پر بھی حملہ ہوا چاہتا ہے۔

تبریز۔ شاہی فوج نے پھر حملہ کیا تھا اور غالباً یہ آخری حملہ ہے چنانچہ ۱۷ محرم کا تار مظہر ہے کہ ایکسو چالیس آدمی شاہی فوج کے مارے گئے اور مغلوب و مقتول ہو کر فراری ہوئے۔

خلاصہ واقعات اصفہان۔ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ کو جو محمد علی شاہ نے طہران میں قیامت کبریٰ قائم کیا کہ پارلیمنٹ کو توڑا اور مسجد پر توپ چڑھوائی اور ہزاروں خون ناحق کیا جس کے بعد سے تمام ایران میں حشر برپا ہے اسوقت سے اصفہان چھ ماہ تک بالکل ساکت رہا اور کوئی حس و حرکت نہیں پیدا ہوئی۔

اقبال الدولہ حاکم اصفہان مقرر ہوے اور اونہوں نے اپنی طرف سے معدل الممالک کو نائب بنا کر اصفہان روانہ کیا۔ فوج ملایر۔ انکے ساتہہ تہی اسکی شرارت تمام ایران مین مشہور و معروف ہے۔ اصفہان مین اسنے اس قسم کی شرارت اور دست درازی شروع کی کہ تمامی رعایا بہا فروختہ ہوئی ماہ مبارک رمضان مین علانیہ شرابخواری کرتے تھے۔ علماے اعلام نے چند فہمایش کی اور سمجہایا کہ اس قسم کے فسق و فجور سے فوج کو روکنا چاہئے مگر نائب الحکومت نے ایک نہ سنی اور انواع و اقسام کی تعدی کرنے لگے۔

یہہ ذیحجہ روز دوشنبہ کو رعایا نے مجبور ہو کر دوکانین بند کرنی شروع کین۔ بہت سے لوگ سفارتخانہ روس مین پناہ گزین ہوے طہران کو تار پر تار جاتا ہے کوئی جواب نہین ملتا۔

۸ ذیحجہ کو علماسے کہا گیا رعایا کو متفرق کیجئے ورنہ فوج سے کام لینگے۔ علما نے جواب دیا جبتک معدل الممالک معزول نہوگا رعایا کا جوش کم نہوگا۔

۹ روز عرفہ مومنین مسجد شاہ و مسجد جلو (علی قاپو) مین مشغول عبادت تہے کہ فوج ملایری نے آکر لوٹ مار شروع کی کسیکا عمامہ لیا کسیکی عبا کسیکی گہڑی ظہر کے وقت ایک لوہے کی توپ کا آیا جس سمت سے فرار اختیار کیا ہے جا بجا طور گولہ باری شروع ہوئی جو زندہ رہے وہ بہاگے مسجد شاہی جو سلاطین صفویہ انار اللہ براہینہم کی یادگار تہی اوسکو سخت صدمہ پہونچا گلدستہ وغیرہ اوسکا سب منہدم کردیا گیا

قریب غروب ضرغام السلطنہ سردار قبیلہ بختیاری بارہ سو سوار کی جمعیت سے اہل اصفہان کی امداد کو آپہونچے کیونکہ حکومت نے ابوالقاسم خان حاکم قمشہ کو جو اسی خاندان بختیاری سے ہے نہایت ذلیل و خوار کیا تہا۔ اس سے بختیاریون مین جوش پیدا ہوا اور اونہون نے آکر اسکا انتقام لیا تین ساعت تک بازار حرب و ضرب قائم رہا۔ آخر بختیاری کا غالب آئی اور شاہی میگزین پر قابض ہوے۔ شاہی فوج نے فرار کیا اور چلتے چلاتے بازار کو خوب لوٹا۔ کہ قریب چار کرور تومان کے اونہون نے رعایا کا نقصان کیا اور سفارتخانہ انگریزی مین پناہ گزین ہوے۔

۱۲ ذیحجہ کو صمصام السلطنہ (سردار قبیلہ بختیاری) وارد شہر ہوے اور تمام سفارتخانونکو اپنے قدوم سے اسکا خبر دیا کا امن و امان شہر کے ہم ذمہ دار ہین۔ اس لڑائی مین شاہی فوج کے تین چار سو سوار مارے گئے اور بختیاریو نسے صرف ایک شخص شہید ہوا۔

صمصام السلطنہ نے جسروز مسند حکومت شہر پر جلوس کیا تو پہلی تقریر آپکی یہ تہی رو کہ ہم پانچ لاکھ فرزند رکہتے ہین جو سب ہمارے ساتہہ ہین۔ آزادی ملت اور حفظ استقلال وطن مین سبکو نثار کرینگے اور جب تک ہماری بدن مین جان ہے بحق اسلام کے تعمیل حکم مین سر مو تفاوت نہوگا۔

اوسوقت سے ابتک اصفہان انہین بختیاریون کے قبضہ مین ہے اور شاہ اس سے بھی اوسی طرح محروم ہین جس طرح تبریز سے

الآل والاصحاب

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو)

مگر اس اعتراض کی وجہ وہی ہے کہ فعل امام کے مصالح پر کم نظر جاتی ہے۔
رسول یا امام کا کام احقاق حق ہے کہ حتی الامکان حق کو ایسا واضح کردین
کہ پھر عقلا کو شبہہ نہ رہے۔ اسی وجہ سے قیام مکہ کو ترک کیا اسی وجہ سے قیام
مدینہ کو ترک کیا کہ احقاق حق پوری طور سے نہین ہوتا۔

کیا آپ گمان کر سکتے ہین کہ اگر جناب امام حسینؑ عبداللہ بن عمر کی طرح آپ مین مارے
جاتے تو ایک متنفس بھی سنیون سے حضرت کی مظلومیت کا اقرار کرتا اور اتنی بھی
ہمدردی اوس شہید راہ خدا سے کی جاتی؟ ہرگز نہین۔

کیا آپکو اہلسنت کا یہ اعتراض نہین معلوم کہ کہتے ہین اگر خلفائے ثلثہ
کی خلافت ناجائز تھی تو جناب امیر نے تلوار سے کیون نہ فیصلہ کیا جب اونسے
کہا جاتا ہے کہ اچھا جہان اس تلوار سے فیصلہ کیا گیا اونہین کے حق مین کچھ کہو
عائشہ۔ طلحہ زبیر۔ معاویہ موجود ہین۔ تو کس خوبصورتی سے وہان خطائے
اجتہادی کا لطیفہ نکالا جاتا ہے۔

اب تو آپکو امام حسینؑ کی مصلحت معلوم ہوئی کہ اگر آپ مدینہ مین قیام فرماتے۔
اور یہ صحابہ مہاجرین و انصار اودھر ہو جاتے تو حق کیسا مشتبہ ہو جاتا۔
اگر یہ کہا جائے کہ ممکن تھا وہ صحابہ آپکے طرفدار ہوتے تو اگر یہ واقعات ما بعد
سے اسکی تردید ظاہر ہے۔ مگر خود اصل واقعہ آپکی تسکین کو کافی ہے کہ جناب
امام حسینؑ نے مدینہ کو مخفی طور پر نہین چھوڑا ہے۔ بھاگ کر نہین آئے ہین بکمال
استقلال وہان سے مکہ آئے۔ اور پانچ مہینہ یہان قیام کیا اور بروز
ترویہ کہ تمام حجاج آمادہ حج ہین۔ آپنے سفر عراق اختیار کیا ہے۔ اگر اون

صحابہ مین کچھ بہی اسلام کا اثر ہوتا تو کیا ممکن تہا فرزند رسولؐ کو تنہا جانے دیتے دوسرونکو جانے دیجیے خود عبداللہ بن عمر نے تو حضرت سے اوسوقت بہی ملاقات کی ہے جب آپ طلب بیعت پر مدینہ سے روانہ ہوئے جسپر ابن عمر نے وہ مشورہ دیا۔ اور اوسوقت بھی ملاقات ہوئی کہ جب آپ سفرِ عراق کر رہے ہین مگر کہان اسلام تہا اور کہان ایمان جو ساتھ دیتے۔

ہان یہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ آخر یہی **صحابہ مہاجرین** و انصار تھے جنہونے رسول اللہ کے عہد مین اسلام کی خدمت کی ہے اور خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین کیسے کیسے فتوحات کئے۔ اب کیا ہو گیا جو اونکی یہ حالت ہو گئی۔

مگر اسکا جواب تو آپکو خود قرآن مجید دیگا کیونکہ جو کچھ مذہب کی ہے قرآن نے جو کچھ بیان لکھے گئے وہ آیات قرآنی ہین جس سے صرف اونکی ایمان ہی نہین ظاہر ہے بلکہ اونکی شجاعت بھی نمایان ہے کہ ذر ہے خوف و ہراس ذرا سی آنکھین پہیر جاتین۔ موت کی غشی اونپر طاری ہوتی۔ پھر وہ کیا اسلام کی ... ہان سواد لشکر کے لئے ضرور رہتے اور جو اعمال کرتے تھے اونکا بیان کرنے والا خود قرآن ہے۔ ہمکو زیادہ کہنے کی ضرورت نہین۔

ہان سیر و تواریخ دیکھئے تو معلوم ہو جنگ احد سے لیکر تا بہ جنگ طائف و حنین کسنے فتح کی اور کون ہر وقت جان نثاری پر آمادہ رہتا۔ اور کون لوگ فرار کرتے جس سے آپکو پتہ ملجائیگا کہ یہ صحابہ جنکی قرآن نے مذمت کی ہے کون تھے اور کیسے تھے۔

رہے وہ فتوحات جو بعہد خلفائے ثلثہ ہوئے۔ اونکے فاتح بیشک یہی مہاجرین و انصار تھے۔ مگر اسکے اصلی فاتح بھی وہی تھے جو عہد رسول اللہ مین فاتح رہے ہے کیونکہ خود خدا فرماتا ہے والقینا فی قلوبھم الرعب کہ ہمنے کافرونکے دلمین رعب ڈالدیا۔ وہی رعب جو عہد رسول اللہ سے قائم ہو چکا تہا۔ آج یہ کام کر رہا ہے کہ تمام دنیا مین انکا سکہ جم رہا ہے ورنہ

اصلی حالت اونکی وہی تھی جیسے قرآن نے باین وضاحت بیان کیا۔ اور انہین مصالح سے جناب امام حسینؑ نے کسیطرح انپر نہین اعتماد کیا۔

یہ لوگ جس طمع سے اسلام لائے تھے وہ سب اون خلافتونکی بدولت پورے ہوئے لہذا انکے ساتھ رہے جب دیکھا کہ اب وہ فوائد نہین حاصل ہو سکتے۔ گھر مین بیٹھ رہے نہ اسکی فکر ہے کہ اسلام تباہ ہو رہا ہے نہ اسکا خیال کہ خاندان رسالت برباد ہو رہا ہے۔

جناب امام حسینؑ اون سب حالات کو بچشم خود دیکھ چکے تھے کہ جب رسول اللہ بیمار ہوئے اور اطاعت نے جواب دیا تو انہین صحابہ نے یعنی مہاجرین وانصار سب داخل ہین کسطرح کی بیوفائی کی کہ حضرت تاکید پر تاکید فرما رہے ہین لشکر اسامہ کے ساتھ جاؤ مگر کوئی نہین جاتا۔ کیونکہ اونکو معلوم تھا یہ لشکر محض تنبیہ وتادیب کے لئے جا رہا ہے نہ اسمین لڑائی ہوگی نہ مال غنیمت ہاتھ آئیگا لہذا انصار نے اسوجہ سے پہلو تہی کی۔ مہاجرین کو خلافت کی تاک لگی ہوئی تھی کہ ابھی دو مہینہ بھی نہین ہوئے کہ خم غدیر مین جناب امیر کو بالاعلان خلیفہ مقرر کر چکے ہین۔ اگر آج جاتے ہین تو پھر کوئی موقع باقی ہی نہین رہتا ہرچند حضرت لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ فرماتے رہے۔ مگر نہ جانا تھا نہ گئے۔

جناب امام حسینؑ کو وقت رحلت رسول کی حالت بھی یاد تھی کہ ان مہاجرین وانصار نے حضرت سے کیسی بدسلوکی کی کہ ایک متنفس بھی شریک نماز جنازہ نہ ہوا جبہی جناب سیدہ نے اونسے یہ شکایت کی جیسا کہ کتاب الامامہ والسیاستہ ابن قتیبہ مین ہے۔

فوقفت فاطمہ رض علی بابہا فقالت لا عہد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم رسول اللہ جنازۃ بین ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم تروا لنا حقا ص ۱۲ مطبوعہ مصر

یعنی پس کھڑی ہوین جناب سیدہ اپنے مکان کے دروازہ پر اور کہا آجتک ہمکو کوئی قوم ایسی نہین معلوم ہوئی جو تم سے بدتر محضر میں حاضر ہو کہ چھوڑ دیا تملوگون نے رسول اللہ کا جنازہ ہمارے سامنے - اور اپنے امور کا فیصلہ کرلیا تمہین نہ ہمسے مشورہ لیا گیا نہ ہمارے حق کا خیال کیا،،

پھر جناب امام حسنین کو ان صحابہ مہاجرین و انصار سے کیا نصرت کی امید ہوسکتی تھی کہ جب خود رسول اللہ کے ساتھ انکا یہ حسن سلوک تھا تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کرینگے - کیونکہ مہاجرین و انصار سب تو ایک حال مین ہین - اپنی اپنی فکر سبکو ہے خدا اور رسول سے کسیکو مطلب نہین

جناب امام حسنین اوسوقت موجود تھے جب جناب سیدہ اور خلیفہ اول سے اسطرح گفتگو ہوئی ملاحظہ ہو کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ

فقالت ارایتکما ان حدثتکما حدیثا عن رسول اللہ تعرفانہ وتفعلان بہ قال نعم فقالت نشدتکما اللہ الم تسمعا رسول اللہ یقول رضا فاطمۃ من رضائی وسخط فاطمۃ من سخطی فمن احب فاطمہ ابنتی فقد احبنی ومن ارضی فاطمۃ فقد ارضانی ومن اسخط فاطمۃ فقد اسخطنی قالا نعم سمعناہ من رسول اللہ قالت فانی اشہد اللہ وملئکتہ انکما اسخطتمانی وما ارضیتمانی ولئن لقیت النبی

جناب سیدہ نے شیخین سے فرمایا کیا رائے ہے تمہاری اگر کوئی حدیث ہم رسول اللہ کی بیان کرین تو تم مانوگے دونون نے کہا ہان حضرت نے کہا ہم تمکو قسم دیتے ہین سچ کہو کہ رسول اللہ کو یہ کہتے تمنے سنا تھا کہ فرماتے تھے رضائے فاطمہ ہماری رضا ہے اور اونکی ناراضی ہماری ناراضی ہے - جسنے میری بیٹی فاطمہ سے محبت کی اوسنے مجھسے محبت کی - اور جسنے فاطمہ کو راضی کیا اوسنے مجھے راضی کیا اور جسنے انکو ناراض کیا ہمکو ناراض کیا -

لاتشکو بکما الیہ فقال ابوبکر انا عائذ باللہ تع من سخطہ وسخطک یا فاطمۃ ثم انتحب ابوبکر یبکی حتی کادت نفسہ ان تزھق وھی تقول واللہ لادعون اللہ علیک فی کل صلوۃ اصلیہا ثم خرج ابوبکر باکیا فاجتمع الیہ الناس ... لھم بیت کل رجل منکم معانقا حلیلۃ مسرور باھلہ وترکتمونی وانا فیہ لاحاجۃ لی فی بیعتکم اقیلونی بیعتی قالوا یاخلیفۃ رسول اللہ ان ھذ الامر لایستقیم وانت اعلمنا بذلک انہ ان کان ھذ الم یقم للہ دین فقال واللہ لولا ذلک و ما اخافہ من رخاوۃ ھذہ العروۃ ما بت لیلۃ ولی فی عنق مسلم بیعۃ بعد ما سمعت و رایت من فاطمۃ

رضہ صہ ۲۴

دونون نے کہا بیشک ہمنے رسول اللہ سے اس حدیث کو سنا ہے تب جناب سیدہ نے فرمایا مین خدا اور فرشتونکو گواہ کرتی ہون کہ تمنے ہمکو ناراض کیا اور راضی نہین کیا۔ اگر مینے رسول اللہ ملاقات کی تو تم دونو شکوہ کرونگی۔

ابوبکر نے کہا ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین اوسکے غضب سے اور تمہارے غضب سے اے فاطمہ۔ یہ کہکر ابوبکر اسطرح رونے لگے کہ قریب تہا اونکی جان نکل جائے اور جناب سیدہ کہتی تہین کہ قسم خدا کی ہم تجہپر بددعا کرینگے ہر نماز مین۔ اسکے بعد ابوبکر روتے ہوئے وہانسے باہر نکلے۔ تو لوگ اونکے پاس جمع ہوئے۔ ابوبکر نے کہا تملوگو لسے ہر شخص خوش خوش اپنی زوجہ کے گلے مین باہین ڈال کر سوتا ہے اور ہمکو اس مصیبت مین ڈالدیا ہمکو تمہاری بیعت کی حاجت نہین معاف کرو۔ لوگون نے کہا اے خلیفہ رسول یہ امر خلافت اسطرح

درست نہین ہوگا اور تم ہمسے زیادہ جانتے ہو۔ ابوبکر نے کہا اگر یہ ہوتا تو ہرگز مین اسپر راضی نہوتا کہ ایک رات بھی کسی مسلمان کی بیعت میری گردن پر رہے بعد اسکے کہ مینے حضرت فاطمہ کی حالت دیکھی اور اونکا کلام سنا۔

مین نہین سمجھتا وہ شخص کیونکر مدعی اسلام ہوسکتا ہے جو حضرت کا کلام خود اپنے کانون سنے اور پھر اوسکی مخالفت کرے کیونکہ کافر مسلمان مین یہی تو فرق ہے کہ کافر رسول کو سچا نہین جانتا دلمین اوسکا اعتقاد نہین۔ اور مسلمان وہ ہے جو آنحضرت کو مخبر صادق جانتا ہے اور دلسے سچا مانتا ہے پس یہان وہی صورت ہے یا تو رسول اللہ صادق ہین تو جو نہین مانتا وہ کافر ہے۔ یا معاذ اللہ حضرت اپنے کلام مین کاذب ہین تو پھر سب باتین آسان ہین۔

غرض جناب امام حسین ان کل حالات سے مطلع تھے اور سارے واقعات سے واقف تھے پھر کیونکر ممکن تھا کہ حضرت انپر اعتماد کرتے۔ کیونکہ اگر ابوبکر صاحب کچھ پسیجے بھی تھے تو اہل مدینہ نے پھر اونکو بہکایا اور وہی ہوا جو ہوا جناب امام حسین کو وہ کلام جناب سیدہ نہ بھولا ہوگا جو حضرت نے بمجمع انصار فرمایا تھا کیونکہ مہاجرین کے ظلمون کی حضرت نے انصار سے فریاد کی تھی اور کسیکو رحم نہ آیا خطبہ جناب سیدہ مین ہے۔

ثم عدلت الی مسجد الانصار وقالت یا معشر البقیة ویا عماد الملة وحضنة الاسلام ماهذه الفترة فی حقی والسنة عن ظلامتی۔ اما کان لرسول اللہ ان یحفظنی فی ولدہ سرعان ما احدثتم وعجلان ذا اهالة

اسکے بعد انصار کیطرف متوجہ ہوئین اور فرمایا اے بہادران دین کے بازو اسلام کے انصار یہ کیسی سستی ہے تمہاری میرے حق مین میرے مجھپر جو ظلم وستم ہوتا ہے اس سے غفلت کرتے ہو کیا میرے باپ رسول اللہ نے یہ نہین کہا تھا کہ ہر شخص کی

اتزعمون مات رسول اللہ
فخطب جلیل استوسع وهیه
واستنهر فتقه وفقد راتقه
واظلمت الارض واکتابت
لغیرة الله وخشعت الجبال
قلت واکدت الامال و
اضیع الحریم واذیل الحرمة
فتلك نازلة اعلن بها
کتاب الله فی افنیتکم ممساکم
ومصبحکم هتافا ولقبله ما
حلت بانبیاء الله ورسله
وما محمد الا رسول قد خلت
من قبله الرسل افان مات
او قتل انقلبتم علی اعقابکم
ومن ینقلب علی عقبیه فلن
یضر الله شیئا وسیجزی الله
الشاکرین ـ ایها بنی قیله
اهضم تراث ابیه وانتم بمرأی
ومسمع تلبسکم الدعوة وتشملکم
الخبرة وفیکم العدة والعدد
ولکم الدار والجنة وانتم
الاولی نخبة الله التی انتجبت
وخیرة الله التی اختار لنا

رعایت اوسکی اور لا دین کرو گنا
جلد تم بدعت پر احداث کرنے لگے
اور رعایت دین سے دست بردار
ہوگئے حالانکہ میری امداد پر قادر ہو
اور قوت رکھتے ہو اگر یہ کہو کہ
محمدؐ مر گئے تو بیشک یہ مصیبت عظمی
ہے جسکا اثر آسمان و زمین و پہاڑ
و جنگل سب پر ظاہر ہو ستارے
بسبب اسکے تیرہ و تار ہوگئے حرمتیں
ضائع ہوئیں جن سے بڑھکر کوئی
مصیبت نہیں مگر اسکو یہ لازم نہیں
ہے کہ تم دین سے پھر جاؤ خود خدا
فرماتا ہے نہین ہے محمدؐ مگر ایک
رسولؐ جسکے پہلے اور رسولؐ گذرے
ہین تو کیا اگر وہ مرے یا قتل ہو تو
تم دین سے پھر جاؤ گے جو پھرے
دین سے وہ خدا کو ضرر نہین پہونچا
سکتا قریب ہے خدا جزا دے
شکر کرنے والونکو اے بنی قیلہ کیا
میراث میری ہضم ہو جائیگی اور تم
دیکھتے رہوگے مجمعوں مین بیٹھے
رہوگے حالانکہ تمہاری تعداد زیادہ
ہے اور سامان جنگ موجود ہین

اهل البیت فبادیتم العرب
و ناطحتم الامم و کافحتم البهم
لا نبرح و تبرحون نامرکم فتاتمرون
حتی دارت لکم بنا رحی الاسلام
ودر حلب الایام و خبت نیران
الحرب و سکنت فورة الشرك
و هدءت دعوة الهرج و
استوسق نظام الدین فانی
جرتم بعد البیان و نکصتم
بعد الاقدام عن قوم نکثوا
ایمانهم بعد عهدهم و طعنوا
فی الدین فقاتلوا ائمة الکفر
انهم لا ایمان لهم لعلهم
ینتهون الا تقاتلون قوما
نکثوا ایمانهم و هموا باخراج
الرسول و هم بدءوکم اول
مرة اتخشونهم فالله احق
ان تخشوه ان کنتم مؤمنین
الا و قد اری و الله ان قد
اخلدتم الی الخفض و رکنتم
الی الدعة فمججتم الذی
وعیتم و دسعتم الذی سوغتم
فان تکفروا انتم و من فی

کیا ہم تمکو پکارینگے اور تم جواب
نہ دوگے فریاد کرین نالہ وشیون
کرین فریادرسی نہ کروگے حالانکہ
تمہاری شجاعتین مشہور رہین اب
کیون حیران ہو بعد بیان سنے
اور مشرک ہوتے ہو بعد ایمان
کے (ترجمہ آیت) کیون نہین
لڑتے ہو اوس قوم سے جسنے
عہد توڑ دیا قصد کیا کہ رسول کو
نکالدین یہی لوگ ہین جنہون نے
ابتداے قتال کی تمسے کیا ڈرتے
ہو اسلیے خدا زیادہ مستحق ہے کہ
ڈرو اگر ہو ایمان والے (جب
کسی نے کچھ جواب نہ دیا تو آپ
فرماتی ہین) معلوم ہوتا ہے اب
راحت پسندی آگئی تم مین مستحق
خلافت کو نکالکے چین سے بیٹھے
ہو آرام پایا تنگی سے نجات ملی
علم دین جو گلے تک پہونچا تھا
اوس کو تھوک دیا حلق سے نکالدیا
(آیت) پس اگر کافر ہوجاؤ تم اور جتنے
لوگ زمین مین ہین سب کے سب
تو خدا غنی اور حمید ہے آگاہ ہو

فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید الا وقد قلت الذی قلتہ علی معرفۃ منی بالخذلۃ التی خامرتکم وخور القناۃ وضعف الیقین ولکنہ فیضۃ النفس و نفثۃ الغیظ وبثۃ الصدر و معذرۃ الحجۃ فدونکموھا فاحتقبوھا مدبرۃ الظھر ناقبۃ الخف باقیۃ العار موسومۃ بشنار الابد موصولۃ بنار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ انھا علیھم موصدۃ فبعین اللہ ماتفعلون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون وانا ابنۃ نذیر لکم بین یدی عذاب شدید فاعملوا انا عاملون وانتظروا انا منتظرون

آگاہ رہو کہا جو کہا مگر مین جانتی ہون کہ تم ہرگز نہ کروگے میری مدد نہ کروگے لیکن درد والم کے بخارات جمع تھے انکو سے ظاہر کیا اسقدر حجت کو تم پر تمام کیا کہ قیامت کے دن کوئی عذر نہ کرو لے لو لیجاؤ میرے حق کو جس سے دائمی ننگ وعار اور غضب خدا آے قہار کے مستحق ہو خدا دیکھتا ہے جو تم ہے تمارے حق کو (آیہ) قریب ہے جانین وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا کہ کس جگہہ اُلٹے پلٹے جائینگے مین بیٹی ہون اوس کی جو تمکو ڈراتا تھا غضب خدا سے جو تمہارا دل چاہے کرلو ہم بہی جو حق سمجھتے ہین وہی کرتے ہین انتظار کرو عذاب کا جیسا کہ ہم انتظار کرتے ہین ثواب کا۔

یہ خطبہ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کا ہے جسکی سند ین کتاب تشئید المطاعن جلد اول صفحہ ۴۹۶ مین مذکور ہین اور اسکا پورا ترجمہ تشئی صفحہ ۲۳۵ مین لہذا اسناد وغیرہ سے یہان بحث نہین۔ بلکہ صرف یہ دکہانا ہے کہ جناب سیدہ نے بعد رسول نہین کس درد بھرے کلام سے انصار کو مخاطب کیا ہے اور کسطرح

اونسے فریاد کی ہے مگر کوئی نصرت پر آمادہ ہوا - حاشا وکلا ہرگز نہیں - پھر فرمائے جناب امام حسین کیا انسے امید کرتے -

یہ عام قاعدہ ہے کہ عورتونکے استغاثہ پر عام طور سے جوش پیدا ہوتا ہے اسیلئے عرب لڑائیون مین ساتھہ عورتونکو رکھتے تھے کہ اگر کوئی بزدلی کرے تو عورتین اوسکو غیرت دلائین اور اوسکا جوش ترقی کرے - مگر ہاے یہان کون سی عورت فریاد کرتی ہے ؟ - دختر رسولؐ جسکے سوا دنیا مین کوئی بیٹی رسول کی نہین ہے - کس بات کی فریاد کرتی ہے کہ میرا حق غصب ہوا ہے حق رسی کرو مگر کسیکو غیرت نہ آئی - پھر ایسے صحابہ مہاجرین و انصار سے جناب امام حسین کیا امید کرتے -

اس خطبہ مین جناب سیدہ نے قرآن کی چند آیتونسے استدلال کیا ہے ایک آیہ ما محمد الا رسول ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جناب سیدہ ان لوگونکو اوس آیہ کا مصداق سمجھتی ہین کہ انقلبتم علی اعقابکم انپر منطبق ہے -

دوسرے آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم ہے کہ حضرت نے ان غاصبین کو ائمہ کفر فرمایا

اب جو لوگ خدا و رسول پر ایمان لائے ہین اور جناب رسالتمآب کو صادق مانتے ہین - وہ تو اسپر مجبور ہین کہ جناب سیدہ کو صادق مانین اور انلوگونکو ائمہ کفر جانین - رہے وہ لوگ جو حضرت کو صادق نہین مانتے وہ مختار ہین ہمکو اونسے بحث ہی نہین - کیونکہ غاصب کا حق پر قبضہ ہے - مددگارونکی کثرت ہے جس کا گھر چاہین لوٹ لین جسکو چاہین پھونک دین - آخر پھونک ہی دیا کسیکا اونکا کیا بگاڑا قرآن کی آیتین سنائین رسول اللہ کی حدیثین یاد دلائین - وہ لوگ سنتے رہے یہ عاجز آکر چپکے ہو رہین لڑنے کا موقع نہ تھا جنگ کی مصلحت نہ تھی اتمام حجت کر کے گھر آئین اور وصیت کی کہ میرے جنازہ پر یہ لوگ نہ آئین -

پھر کیونکر جناب امام حسین انپر بھروسہ کرتے اور انپر اعتماد لرکے مدینہ مین جنگ فرماتے۔ کربلا سے یہان زیادہ مصیبت تھی۔ اور پھر وہ علانیہ شہادت ثابت ہوتی جو ہوئی۔

جناب امام حسین اہل مدینہ کی یہ روش بھی دیکھ چکے تھے کہ انہوں نے خود حضرت عمر کو کتنا پریشان کیا تھا جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے جلد ۳ صفحہ

قال الشعبی لم یمت عمر بن الخطاب حتی ملته قریش وقد کان حصرهم بالمدینه وقال اخوف ما اخاف علی هذه الامة انتشارکم فی البلاد قال جاء الرجل منهم یستاذنه فی الغزو فیقول قد کان لك فی غزوك مع رسول الله ما یبلغك وخیر لك من غزوك الیوم ان لاتری الدنیا ولا ترالك وکان یفعل هذا بالمهاجرین من قریش ولم یفعل بغیرهم من اهل مکة

یعنی شعبی کہتے ہین کہ خود عمر کو عاجز کر دیا تہا قریش نے اسلیئے سبکو محصور رکھا تھا مدینہ مین اور کہتے تھے سب سے زیادہ جو ہمکو اس امت پر خوف ہے تو اسی امر سے کہ تم شہرون مین پھیلو۔ اگر کوئی مہاجرین سے طالب اذن ہوتا انسے کہ کسی غزوہ مین جانے دو تو حضرت عمر کہتے۔ جو جہاد تم رسول اللہ کے ساتھ کر چکے ہو۔ وہ کافی ہے۔ اب تمہارے جہاد سے یہ بہتر ہے کہ نہ تم دنیا کو دیکھو نہ تمکو دنیا دیکھے۔ یہ فعل اونکا مہاجرین کے ساتھ تھا قریش سے نہ اون لوگونکے ساتھ جو غیر مہاجر تھے اہل مکہ سے۔

پس جب خود حضرت عمر کے ساتھ ان مہاجرین کا یہ برتاؤ تہا کہ وہ آخر عاجز آگئے۔ اور انکو نظربند کیا مدینہ مین کہ نکلنے نہ دیتے تو جناب امام حسین انسے کیا امید رکہتے۔

کیا غضب ہے کہ جن مہاجرین کی شان مین خود حضرت عمر یہ فرماتے ہین اخوف ما اخاف علی هذه الامه انشارکم فی البلاد کہ اس امت کے لیئے

سب سے زیادہ خوفناک یہی ہے کہ صحابہ مہاجرین شہروں میں پہلیں اوہنمین صحابہ کی سیرت اور عمل کو اہلسنت اپنا مذہب بناتے ہیں اور انہیں کو پیشوا اور دین مانتے ہین۔ اس سے بڑہکر کیا بیدینی ہو سکتی ہے کہ خدا اسطرح اونکی مذمت کرے۔ رسول اللہ اسطرح اونکی بیدینی کو ظاہر کرین۔ خلیفہ دوم یون ارشاد فرمائین اور اہلسنت ایک کو بھی نہ مانین اور صحابہ پرستی ہی میں مشغول رہین۔

حضرت عمر کے طرز عمل کی تقریح جو حضرت عثمان نے کی ہے وہ سب سے زیادہ تسکین دہ ہے اوسی تاریخ کامل مین ہے صفحہ جلد ۳

واللہ لقد علتم علی ما قرر عمر ابن الخطاب مثلہ ولکنہ قد وطئکم برجلہ وضربکم بیدہ وقمعکم بلسانہ ندنتم لہ علی ما احببتم وکرہتم ولنت لکم واوطاً لکم کتفی وکففت بیدی ولسانی فاجترأتم علی۔

یعنی خدا کی قسم تم ہمارے اونہین باتون کو معیوب جانتے ہو جنکو قبول کیا تھا ابن خطاب کے لئے مگر اوسنے تمہین پیرونسے کچلا۔ ہاتہون سے مارا۔ زبانونسے قلع قمع کیا لہذا تمنے اونکی ہربات کی اطاعت کی خواہ وہ تمہین پسند تہی یا ناپسند۔ اور مینے تمہارے ساتہہ نرمی کی۔ اور اپنے بازو پہ سوار کیا اپنے ہاتہ اور زبان کو روکا اسلئے تم ہم پر دلیر ہوگئے۔

اب حضرات انصاف کرین کہ جن صحابہ مہاجرین وانصار کی یہ حالت ہو کہ خود خلیفہ دوم وسوم اونکے حق مین یہ کلمات ارشاد فرماین اور اونکے ساتہہ یہ برتاؤ کرین۔ کیا وہ اس قابل ہوسکتے ہین کہ دین کے ماخذ ہون اور شریعت کے حامل جنہلو گونکے دنیا پر پہرنے چلنے کو خلیفہ دوم قابل خوف بتائین کیا وہ اس قابل ہوسکتے ہین کہ اونکو ہم اپنا پیشوا بنائین۔

(باقی آئندہ)

ثبوت یزید دوبارہ

(سلسلہ کیلئے ۲ ملاحظہ ہو)

حق یہ ہے کہ دمرفتگا امر مین بلکہ تمامی مسائل مین اہلسنت کی جان عجب عذاب مین ہے بجز اسکے چارہ نہین کہ یا رافضی بنین یا خارجی۔ اہلسنت تو کسی طرح نہین رہ سکتے کہ یزید کو مسلمان بھی مانین اور جناب امام حسین کو شہید بھی کہین اگر شہید مانتے ہین تو ضرور ہے یزید سے برات کرین اور اسکے ساتھ معویہ و خلفائے ثلثہ سے بھی کہ مقدمات اربعہ کا یہی نتیجہ ہے۔

مگر شکر خدا کہ ابن تیمیہ اسکے قائل ہین کہ جناب امام حسین شہید ہوے کہ لکھتے قتل مظلوما شہیدا ورنہ مرزا حیرت کا دماغ انکار شہادت مین فلک الافلاک پر پہونچتا۔

مگر اس سے منکر ہین کہ اہل حرم اسیر ہوئے ہون چنانچہ لکھتے ہین واما ماذکر من سبی نسائہ والدوران بھم فی البلدان وحملھم علی الجمل بغیر اقتاب فھذا کذب و باطل ما سبی المسلمون وللہ الحمد ھاشمیہ قط ولا تحلت امہ محمد سبی بنی ھاشم قط صوا۲

یعنی جو ذکر کیا گیا ہے کہ اہل حرم اسیر ہوئے اور در بدر پھرائے گئے غلط ہے کبھی **مسلمانون** نے بنی ہاشم کو اسیر کیا نہ امت محمدی نے اسکو حلال جانا۔

یہان اڈیٹر النجم بتائین کہ ابن تیمیہ سچے ہین یا آپ جو اپنے اخبار مورخہ ذیقعدہ مین لکھتے ہین دوعورتین بے جرم قید ہوئین یتیم و بیمار گرفتار ہوے

عنا جلدہ

کیونکہ آپ تو ابن تیمیہ کے ایسے عاشق ہین کہ آپ اوسکی کتاب کا ترجمہ شایع کر رہے ہین پھر بتائیے آپ سچے ہین یا وہ

یہ بھی ارشاد ہو کہ ابن تیمیہ اور سب کو مسلمان کامل الایمان اعتقاد

کرتے ہین اور آپ اونکو مرتد کہتے ہین جیسا کہ لکھتے ہین وہ چارون طرف سے مرتدون نے گہیر لیا" صفحہ ۱۱ سطر ہ

تو آپکا عقیدہ درست ہے یا ابن تیمیہ کا۔ مگر کافی ہے ابن تیمیہ کی تکذیب کیلئے خود اونکا کلام جو اسکے چند سطر بعد لکھتے ہین ولا سبی عیال الحسین بل لما دخلوا دار یزید قامت النیاحہ فی بیتہ واکرمھم وخیرھم بین المقام عندہ والذھاب الی المدینۃ

یعنی اسیر نہین کئے گئے اہل حرم امام حسینؑ کے بلکہ جب وہ داخل ہوے گھر مین یزید کے تو ماتم و نوحہ قائم ہوا اور یزید نے اونکا احترام کیا اور اختیار دیا کہ دمشق مین قیام کرین یا مدینہ جائین۔

اب یہان کوئی انسے پوچھے کہ پہر اہل حرم داخل مکان یزید کسطرح ہوئے کیا مہمانی مین آئے تھے یا کیا۔ اس دشمن عقل کو اتنی حیا بہی نہ آئی کہ ایک بات تو سچ کہتا جب جناب امام حسینؑ مع عزیز و اقربا و انصار معرکہ کربلا مین شہید کردئے گئے تو پہر اہل حرم دمشق مین کس طرح آئے اگر قیدی نہ تھے تو اونکے آنیکی کیا وجہ تہی۔

اس سے بڑہکر کیا ناصبیت ہوسکتی ہے کہ اخفائے جرم یزید پلید کے لئے وہ کس کس طرح کے کذب و افترا کے موجد ہو رہے ہین۔ مگر اس سے کیا یہ خون ناحق چھپ جائیگا۔

اسیری اہلبیت طاہرین

زیادہ تر عجیب تو یہ ہے کہ شہادت امام مظلوم کا تو اقرار کرتے ہین جو اعظم مصائب اسلام سے ہے۔ اور اسیری اہلبیت طاہرین سے انکار کرتے ہین جسپر الحمد للہ بھی کہتے ہین کہ کبھی مسلمانون نے اہلبیت رسالت کو بلکہ کسی بنی ہاشم کو اسیر نہین کیا حالانکہ جسطرح شہادت امام مظلوم متواترات نقلیہ سے ہے اوسیطرح اسیری اہلبیت طاہرین بہی ناقابل انکار واقعہ ہے۔ مگر چونکہ یہ واقعہ اعظم وقایع سے ہے لہذا امور خین اہلسنت نے اسکے اخفا

مین بھی پوری کوشش کی مگر حق کہان چھپ سکتا ہے دیکھیے مقتل ابی مخنف مین ہے جو واقعہ کربلا مین تمامی مورخین کا ماخذ ہے تاریخ طبری جامع التواریخ کہلاتی ہے تمامی روایات ابو مخنف سے مملو ہے۔ اوسیمین ہے

قال ابو مخنف وساروا بالسبایا وعلی بن الحسین وحسن بن المثنی بن الحسن علی الجمال بغیر وطاء وترکوا القتلی مطروحین بارض کربلا ص ۱۷۱

یعنی کہا ابو مخنف نے کہ قیدیونکو لیکر فوج اشقیا روانہ کوفہ ہوئی اور علی بن الحسین اور حسن مثنی اونٹونپر سوار کئے گئے جنپر نہ کوئی فرش تھا نہ پردہ اور کشتونکو یونہی زمین پر بے غسل وکفن چھوڑ دیا۔

پھر اوسی مقتل مین ہے واذا بالعسکر قد اقبل والسبایا معہم ص ۱۷۱
ناگاہ لشکر آیا اور اونکے ساتھہ قیدی بھی تھے۔

پھر اوسی مین ہے واذا بالسبایا علی المطایا بغیر وطاء وراس الحسین بید الشمر ص ۱۸۹

پھر اسیر لوگ آئے جو برہنہ شترونپر سوار تھے اور جناب امام حسین کا سر شمر کے ہاتھہ مین تھا۔

پھر اوسی مین ہے فقالت ام کلثوم یا یزید الملعون لقد اردیت الارض من دماء اهل البیت ولم یبق غیر هذا الصبی الصغیر ثم تعلقت النساء به حین تعلق الحقی وهن ینذبن واقله رجالا قتل الاکابر من رجالنا وتوسر لنساءنا الا ترفع سیفک عن الصاعز واعوناه ثم واعوناه ص ۱۹۹

حضرت ام کلثوم نے کہا اے یزید تونے اہلبیت اطہار کے خون سے زمین کو سیراب کردیا اور بجز اس کمسن لڑکے (امام زین العابدین کے) کوئی باقی نہ رہا۔ پھر وہ سب مخدرات عصمت حضرت امام زین العابدین سے لپٹ گئیں

اور فریاد کرتی تھیں اور کبھی انھیں قوت نہ تھی ہوئے مردونکو قتل کیا اور عورتونکو
قید کیا۔ اب بھی تو ویسی تلوار چھوڑتے نہیں اور تینا کار اغونا ہ و ...

اب ابن تیمیہ ان عبارۃ کو بنظر غور دیکھیں کہ کیسے ایام بالکل منع ہیں یزید نے اہلبیت اطہار کو مقید اور اسیر کیا یا نہیں جو اس بشاشت اور خوش دلی سے فرماتے ہیں

وما ماذکر من سبی نسائه والدوران بهم فی البلدان وحملهم علی الجمال بغیر اقتاب فهذا کذب باطل ما سبی المسلمون ولله الحمد هاشمیة قط ولا استحلت امة محمد سبی بنی هاشم قط۔

کہ اسیری اہلبیت کا واقعہ بالکل غلط ہے نہ در بدر ہوکی تشہیر ہوئی نہ شتران بے کجاوہ و عماری پر سوار کی گئیں یہ سب غلط ہے۔ الحمد للہ کہ کبھی مسلمانوں نے کسی ہاشمیہ کو قید نہیں کیا نہ امت محمدیہ نے کسی بنی ہاشم کے قید کو جائز جانا

حالانکہ روایت ابو مخنف سے کل باتیں ثابت ہوئیں اہل حرم جناب سید الشہداؑ اسیر بھی کئے گئے اور برہنہ شتر و بے سوار بھی کئے گئے اور کوفہ و شام تک اونکی تشہیر بھی ہوئی اور جناب امام زین العابدینؑ بھی اسیر کئے گئے یزید نے اونکے قتل کا بھی ارادہ کیا اہل حرم نے خود یزید سے شکایت کی کہ دختران رسولؐ قید کی گئیں۔

اگر روایت ابو مخنف پہ کسی قسم کا شک ہو تو علامہ ابو اسحق اسفرائنی کی نور العین فی مشهد الحسین ملاحظہ ہو لکھتے ہیں

فامر ابن سعد ان توخذ النساء عن جسد الحسین بالرغم عنهن فحملوا علی اقتاب الجمال بغیر غطاء ولا وطاء مکشوفات الوجوه بین الاعداء وساقوهم کما تساق سبایا الروم فی شر المصائب والهموم صفحہ ۴۲ مطبوعہ مصر

پس حکم کیا ابن سعد نے کہ جدا کیجائیں عورتیں جسد امام حسین سے اور سوار کرائی گئیں اقتاب جمال پر بغیر بچھونے اور پردہ چادر اور فرش کے کہ چہرے اونکے کھلے ہوئے تھے دشمنوں کے سامنے اور وہ اس طرح سے ہنکائے جاتے تھے جیسا کہ روم کے قیدی ہنکائے جاتے (باقی آئندہ)

تقیہ

مجھے خوف ہے کہ لفظ "تقیہ" کی سرخی زیر بحث مضمون کو اس اخلاص سے نہ دیکھنے کے لئے بعض لوگون کو آمادہ نہ کریگی جس غرض سے اسکے لکھے جانیکی ضرورت سمجھی گئی ہے - سچ پوچھو تو بعض کی نگاہ مین یہ لفظ "تبرا" کا توام خوفناک بھائی ہے جس مضمون پر میرے لائق دوست خواجہ غلام محمود - اقبال - بی اے - وکیل دلچسپ انداز سے بحث کر چکے ہین -

تقیہ کی نسبت جسقدر غلط خیالیان عام ہو رہی ہین اور اُسکے زبانی مخالفین جسقدر بھیانک شکل مین اُسے دکھانیکی کوشش کرتے ہین بعید نہین ہے کہ نہ جاننے والونپر اسکا ایسا اثر پڑا ہو کہ وہ تقیہ کو سانپ کا زہر اور تقیہ کرنیوالیکو ایک ایسا چھپا ہوا زہریلا سانپ سمجھتے ہون جو ذرا سی غفلت مین کام تمام کر دیتا ہے یہ کہدینگی ضرورت ہے کہ تقیہ کوئی حشاشی اصول نہ تھا کہ اپنے دشمن کو جسطرح بنے عدم کی راہ دکھائی جاوے۔ تقیہ اس ضرورت تک محدود تھا کہ اپنے اصول کو مخالفین پر یہ اصول مخفی رکھے جاویں۔

مخالفین تقیہ یہ سمجھتے ہین کہ شیعونکے مذہبی مستقل اصول مین تقیہ بھی داخل ہے کہ انسان پر حد بلوغ سے اُسکے اُن آخری گھڑیون تک جبتک کہ اُسکے حواس زائل نہ ہو جائین اسکی پابندی لازم ہے - یا پھر ایسے وقت مین جبمین وہ بلا خوف بھی بات کر سکتا ہے اور مذہب کے اظہار مین کوئی تردد نہین ہو سکتا شاید وہ اس ناگوار تقیہ سے خالی نہین ہے - اُسکی ہر بات ملکی ہو یا معاشرتی - اخلاقی ہو یا اور ایسی ہی متعلق بہ معاملت ہر وقت تقیہ مین آلودہ ہو رہی ہے - غالباً اس سے زیادہ خوفناک غلط خیالی اونلوگونکے لئے دوسری نہین ہو سکتی جو تقیہ کو تسترِ بلا رد کرنیکا ذریعہ سمجھتے ہین - نہین تقیہ کو ہمارے اون معاملات سے جو ملک - معاشرت اور عام اخلاق سے متعلق ہون ہرگز کوئی ربط نہین ہے - اور نہ وہ ایک ایسی مستقل چیز ہے جو ہر ملک ہر زمانہ اور ہر شخص کے لئے

ہو۔ بلکہ اسکا تعلق صرف ہمارے مذہب سے تہا۔ اور اون وقتوں مین جنمین اسکی ضرورت محسوس ہوئی کوئی دوسری صورت ہمارے لئے نہ تھی بجز اسکے کہ یا ہم اپنے مذہب کا اعلان نہ کرین اور یا قتل ہو جائین۔ ہم خوشی سے تقیہ نہین کرتے تھے بلکہ اسکے لئے مجبور تھے۔

یہ ہمارے اصول کے مخالفین کے لئے خوش آیند نہ تھا۔ اسلئے کہ ہمارے قتل کا فائدہ ہمارے مخفی رہنے سے باسانی ملنا مشکل ہو گیا تھا۔ کیون اور کس صورت تقیہ کی ضرورت محسوس ہوئی اس کے لئے اس موضوع پر بحث کرنے والے کو اسلام کے بہت زمانہ کی تاریخ پر نظر ڈالنی ہوگی اور اوسوقت ہمین اس سوال کا حق ہوگا کہ ایسے خوفناک وقتون مین جنمین یہ ضرورت محسوس ہوئی کیا کیا جاسکتا تھا۔ اور اپنے مذہبی خیالات کا عام نہ کرنا کیون ناقابل معافی گناہ ہے؟

مشکل یہ تہی کہ ہمارا مذہبی اعلان ہو یا تقیہ دونون طرح ہمین خوفناک اور قابل الزام ٹہرا رہا تہا۔ یہ تہوڑی سی وضاحت کا محتاج ہے۔ قبل اسکے کہ مین ایسے وقتون مین اس اصول سے طبایع انسانی کی عام پسندیدگی کی طرف متوجہ کرون یا یہ کہون کہ ہمارے مخالفین اصول نے بھی ہمارے اس اُنکے نزدیک قابل تبرا اصول سے دلچسپی ظاہر کی ہے۔

ایک زمانہ کی ناگوار مسلسل مصیبتون نے ہمین سمجہا دیا تہا کہ یا اپنے قومی وجود سے دنیا کو خالی کر دو اور یا اپنے مذہبی خیال کو صرف متعلق نفس سمجہکر اُسکے ظاہر کرنے سے باز رہو اور بصورت اپنے مخالفین کے اصول اسطرح مسخ ہو جاؤ کہ تم مین اور اُنمین بظاہر کوئی حد تمیز باقی نہ رہے۔ کیونکہ درصورت ایسا نہ کرنیکے بہی ہمین معرض تہا۔ اسلئے کہ یا تو ہم زندیق اور لامذہب بناکر قتل کئے جاتے اور یا اُس مذہب کے ایک فرد سمجھے جاتے جسے ملکی مذہب ملعون کہہ رہا تہا یہ وجہ تہی کہ ہم معرز علیحدگی سے مشتبہ ہو جاتے اور بجز اسکے کہ ان کل معاملات

مین جتنے بدل متنفر تھے بظاہر ساتھ دیتے اور اپنی جان بچاتے اور کوئی دوسری صورت نہ تھی۔

اس کہنے مین تاریخی ثبوت کی آسانی ہوگی کہ رحلت رسول کے بعد ہی وہ اسباب فراہم ہو نیلگے جو ہمین تقیہ پر مجبور کر رہے تھے۔

وہ گروہ جو مرتد کہا جا رہا تہا۔ جسکے لئے بہت سے لوا تیار کرائے گئے اور کشت وخون ہوا بجز اسکے کچھ نہ تھا کہ بجز اہلبیت رسول کے اور کسی کو خلیفہ رسول نہ سمجھنا چاہتا تھا اور اسلئے ادائے صدقات بھی کسی ایسے شخص کو جسے وہ خلیفہ رسول نہ سمجھتا تھا نہ کہا چاہتا تھا۔ یہ گوارا نہ ہو سکتا تھا کہ ایک مضبوط گروہ اس طرح اُنکی خلافت کا منکر رہے اور صرف علمی حیثیت سے جواز یا عدم جواز پر بحث نہ کرے بلکہ روپیہ دینا بھی موقوف کردے جس سے دربار خلافت کے بہت سے کام نہ چل سکین اور اسطرح خلافت متزلزل رہے۔ بیرحمی سے یہ خیالات کچلے گئے اور پھر کوئی بظاہر عملی مخالفت کرنیوالا نہ رہا اور خلافت اپنی جگہ مضبوط ہو گئی۔

رسول کے بعد ہمارے مرکز اعتقاد یعنی مولانا علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنکی خدمتین۔ خلوص۔ تا اہلبیت۔ خاندان۔ رسول کے متعلق احکام غرضکہ وہ کل باتین جو خلیفہ ہوجانے والے اپنے لئے لاسکتے تھے۔ اُنکے لئے سب سے زیادہ تھین۔ مگر یہ کوئی مخفی امر نہین ہے کہ تین ہزار مسلح گروہ نے خلیفہ کے حکم پر یورش کی تہی اور خانہ رسول کے تقدس کو آگ کے حوالہ کرنا چاہا تھا۔ اگر وہ بیعت سے انکار کرین۔

اس لحاظ سے کہ علی حقدار خلافت ہین نہ صرف اُنکو بلکہ وہ لوگ بھی مثل خالد ابن سعید کے۔ جو خلیفہ سے مل نہین گئے تھے اور علی کی شرکت یا طرفداری کا جنپر شبہہ ہو سکتا تھا ہر ایسے منصب سے جس سے اُنکے قوی ہوجانے کا شبہہ ہو علیحدہ رکھے گئے تھے۔ ایسے وقت مین بھی جب کہ چودہ پندرہ برس کے بعد خلیفہ ثالث کی نامزدگی کے زمانہ [illegible] مقداد نے عبدالرحمن ابن عوف سے علی کے متعلق زور دیا تو ابن عوف نے مقداد [illegible] باتونکے کہنے سے روکا اور قابل لحاظ جملہ کہا

ک وہ مجھے خوف ہے کہ تم کسی بلا مین گرفتار نہ ہو جاؤ ۔ کونسی دوسری بلا ہو سکتی تھی بجز اسکے کہ جسقدر زمانہ علیؑ کو حق خلافت سے علیحدہ کئے ہوئے گذر اتھا وہ قوت ایک حکومت یا ہم خیال سلسلہ حکومت کے لئے کافی تھا کہ اپنے بہت سے دوست اور اسیطرح علیؑ کے بہت سے دشمن بنا دئے ۔ کافی زمانہ ہو سکتا تھا کہ ایک اموی علیؑ کے طرفدار کو اسکی دھمکی دینے مین زیر لب ہنسنے اور ایک دل کی بات نہ روک سکنے والے اور بیخوف کہنے والے کو تنہائی کا خیال دلا کر چپ کرا دے ۔

یہ زمانہ خاموشانہ حکمت عملی کا تہا ۔ رفاقت کا خیال اُنکے طرفدارون کو ہر طرح بھلایا جا رہا تھا ۔ لیکن جو تہائی صدی کے بعد معاویہ کے زمانہ مین یہ مصلحت تیز ہوئی اور کوفہ اور بصرہ نے شیعیان علیؑ کا خوفناک قتل عام دیکھا ۔ ہر ایک قیس ابن سعد حجر ابن عدی اور عمر ابن الحمق کا ایسا بیخوف نہ تھا ۔ جو اعلان کرتا ہو اقتل ہوتا ہر ایک قنبر یا رشید ہجری کا ایسا جگر نہ تہا جو ہاتھ پیر کاٹے جانے کے وقت بھی علیؑ اور آل علیؑ کی تعریف کرتا اور دیکھنے والونسے دار پر کہتا کہ مجھسے انکی تعریفین سنو قبل اسکے کہ میری زبان کاٹ دیجاے ۔ ہر شخص جندب ابن عبداللہ ازدی کا ایسا نہ تھا جو ابن زیاد سے یہ کہتا کہ مین تیری دھمکیونسے علیؑ اور آل علیؑ تبرا نہین کر سکتا ۔ اور قتل ہو جاتا ۔ کم مثالین ہین ۔ ابن سکیت کی ایسی جو المتوکل کے سامنے علیؑ اور آل علیؑ کی تعریف کرتا ۔ پیٹ پھاڑا جانا اور زبان کاٹی جانی اوسے روک دینے کے لئے کافی ذریعہ ہوتا ۔

طبایع انسانی یکساوی قوت اور برداشت کی نہین ہوا کرتین ۔ متذکرہ صدر لوگ مثالی تھے جنمین خلوص ۔ اعتقاد ۔ اور استقلال کا نمو غیر معمولی حد تک ہوا تھا ۔ لیکن بہت سے ایسے ہونگے جو ایسی خطرناک تکلیفونکو برداشت نکر سکتے ہونگے جبکہ زیاد ۔ ابن زیاد اور حجاج وغیرہ وغیرہ کے ایسے خوفناک دشمن دشمن خاندان رسالت خلفا کی تعمیل ارشاد مین موجود تھے اور اونکی جدت پسندی شیعونکو ہر ممکن صورت مین موت کا مزہ [illegible] چاہتی تھی ۔ خوفزدہ لوگون

کے لئے بجز اسکے کیا چارہ تھا کہ وہ یا تو قطعاً مخالف کے ہمخیال ہوجائیں یا بہر طرح بظاہر ساتھ دیں اور بباطن دلمیں اپنے اصول پر قائم رہیں۔ کچھ ہنگے جنہوں نے اس خوفناک عالم کو دیکھکر اپنی قوم کے نیست ونابود ہوجانے کے خطرہ کو بڑھتے ہوئے خوف سے دیکھا ہوگا اور ہر طرح اپنے محفوظ کرنے کی فکرین سوچی ہونگی۔

مامون الرشید نے جسوقت حضرت امام رضاؑ کو اپنا قائمقام بنایا تو آپ نے خاص طور سے اثنائے تقریر مین شکریہ ادا کیا کہ تونے ہر وقت خوف کرنے والوں کو اطمینان بخشا اور حضرت امام حسن عسکریؑ نے ایک بڑے موقع پر ایک اپنے پہچاننے والے کو نام لینے اور اشارہ کرنے سے منع فرمایا۔

وہ زمانہ تو نسبتاً بہت قریب تھا اور وہ ایکا تھا جنکے زمانہ مین جانشین اوصیائے رسولؐ باقی اور موجود تھے جنکی طرفسے خیال پھیرنے کے لئے خلفائے زمانہ اُن سختیون کو جائز رکھتے تھے۔ محمد تغلق کا زمانہ ایسا نہ تھا اور نہ راجہ شیو پرشاد کو اُس سے کوئی مخصوص دشمنی تھی کہ وہ اپنی تاریخ مین اوسکا قول لکھتے کہ مین نے شیعون کو جو اپنے مذہب کی اشاعت مین سرگرم تھے قتل کیا۔ اور خود ہندوستان کے بہت ہی آزاد خیال مسلمان بادشاہ یعنی اکبر کے زمانہ مین میر حبش وغیرہ شیعہ ہونیکے الزام مین قتل کئے گئے۔

مزید اطمینان اور حالات کے سمجھنے کیلئے ہم ایک غیر متعلق زبان سے چند سطرین نقل کرتے ہین۔

"بعد اسکے روز انتقام اُن بدیون کا جو اکثر خلفائے آل عباس نے کیا تھا مثل روز قیامت کے آپہونچا..... دوسری باتون کو جانے دیجئے اگر انکا ظلم صرف بنی فاطمہؑ کے اوپر خیال کیا جائے تو تعجب ہی ہے کہ اہل اسلام نے اپنے پیغمبرؐ کی آل کے قاتل کو کیونکر دم بھر کے لئے زندہ چھوڑا تھا..... منجملہ اور بے رحمیون کے ہزارہا بنی فاطمہؑ کو دیوارون مین اپنے چنوا دیا تھا.... مسلمان عالم کو تاریخ

کے رو سے یہ سب معلوم ہے اور جاہل مسلمان کے آگے اگر کہا جائیگا تو جائیگا کہ شاید راقم اختلاف مذہب کے تعصب سے کہتا ہے" (تاریخ چین از جمین کارکرن)

ہمارے لئے ایک مستعصم باللہ نہ تھا صرف اکثر خلفائے آل عباس نہ تھے۔ رحلت رسول سے اموی خلفا کی ابتدا۔ ابتدا سے انتہا۔ خود بنی عباس کا زمانہ ہندوستان ہو یا ترکی یا اور وہ مقامات جہاں مسلمانوں نے حکومت کی ہے۔ سب ایک دوسرے پر ہمارے قتل پر سبقت چاہتے تھے۔ خدا کی پناہ! دنیا میں مشکل سے کوئی زمین ملیگی جہاں مسلمان بادشاہوں کا گذر ہوا ہو اور ہمارے خون کی چھینٹیں نہ دکھائی دیتی ہوں۔ کیوں و اسلئے کہ ہم کسی کو علیؑ اور آل و فاطمہؑ کے سوا ہادی عالم اور فرد کامل کا جائز خلیفہ ہونیکے قابل نہ پاتے تھے اور اسلئے نہ سمجھتے تھے۔ ہمارا یہ خیال خلفا کے لئے باعث خوف تھا۔ ہمارا تقیہ انہیں ڈراتا تھا کہ مبادا یہ مخفی دشمن ایک ٹری سازش اندر ہی اندر سے ہمیں الٹ پلٹ نہ کر دیں۔ حالانکہ یہ وہم قطعاً غلط تھا۔ ہمارے امام کی مصلحت یہ تھی کہ خلافت دنیا ملنے کیوجہ سے فولاد اور انسان میں ربط نہیں دیا جا سکتا مگر کون سنتا ہے کہانی میری۔ توہمات سلطنت کا ہمارے پاس کوئی علاج نہ تھا۔ قوم کی نابود کر دینے والی یہ خوفناک حالتیں تھیں اور انمیں اپنی جان اور مذہب کی حفاظت کیلئے جو خاموشانہ۔ غیر نزاعی۔ غیر متاذی طریقہ اختیار کیا گیا تھا اسی کا نام تقیہ ہے۔

اب اہل عالم یہ دیکھکر کہ ہم تقیہ کر رہے ہیں۔ ہم خود خوش نہیں تھے۔ ہمارا مذہب ایک دفن کیا ہوا خزانہ تھا جسے ہم جانتے تھے لیکن صرف نہ کر سکتے تھے۔ ایک مرتا ہوا عزیز تھا جسکی عیادت اور تیمار داری کی فکر سزائے موت کی مستوجب تھی۔

تقیہ ایسا بھی نہ تھا کہ قطعاً مفید ہی ہو بلکہ کچھ مضر بھی تھا۔ لیکن اُسقدر مضر نہ تھا جسقدر مفید تھا۔ ایسی حالت میں کہ ہمارا قتل ہر طرح کے فوائد کی امید دلا سکتا تھا۔ ہمارے دشمن ہر وقت ہماری تاک میں رہتے تھے اور بہت ممکن ہے کہ لوگ یہ دیکھکر کہ ہم اسطرح اپنے مذہب کو چھپاتے ہوں کہ برسوں گذر جاتے ہوں اور کبھی اُنکی ناواقف اور

ناسمجھ اولاد پوری اور اصلی کیفیت سے مطلع نہ ہوتی ہو۔ اور اسطرح نئی پود قطعاً
ناواقفیت مین پلی ہو۔ اور جوان ہو کر سلطنت کے مذہب ہمخیال ہو۔ مثالاً ہم
دیکھتے ہین کہ اس زمانہ مین وہ سادات جنکے شجرہ نسب ملتے ہین انھین سے بعض
مختلف ہین اپنے مذہب مین۔ اسکی وجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان حالتون
مین ناواقفیت نے اُنکی اولاد کو دوسرے خیال کا بنا دیا جو مسلسل خوف کیوجہ سے
کوئی موقع اپنے مذہب کے اظہار اور وصیت کا نہ پاتے تھے۔ لیکن مفید یہی تھا۔
یہ کوئی فوری عمل انقلاب طبایع کا نہ تھا کہ رحلت رسول کو اگرچہ چھبیس برس
گذر گئے تھے مگر خلافت علی کے وقت ہزارون آدمی ہمخیال نکل آئے۔ اور پھر اموی
عباسی یا اور ہندوستان کے بعض متعصب مسلمان بادشاہون کے گذر نے کے بعد
آج صرف ممالک مغربی و شمالی مین دو لاکھ شیعہ ہین۔ اور کوئی جگہ ایسی نہین ہے
جہان شیعہ نہ پائے جاتے ہون۔ ابن بطوطہ کے سفر کے وقت جزائر مالدیپ مین انہین
ایک شیعہ دکہائی دیا تھا۔ کیا حال ہوتا اگر تقیہ نہ کرتے؟ کیا بجز چند قبرون کے نشان یا
چند مخصوص خطۂ زمین کے علاوہ جہان شیعون کا قتل عام تاریخ کے صفحون مین دفن
تہا۔ کوئی اور جگہ شیعون کے آثار مین اسوقت دکہائے جا سکتے تھے جبکہ زمانہ کو ہمارے
نشان قبر سے بھی عداوت تھی؟

ہم اسکے قائل ہین کہ بعض اوقات سچائی کو ظاہر نہ کرنا اور مخفی رکھنا بہت کچھ قابل
الزام ہے۔ جو ہر وقت ایسی حالت مین نہ تھے اور جب وقت تہا تو اسسے دریغ بھی
نہ کیا تھا جسکی بہتیرے مثالین دین۔ سب سے اچھی مثال جو ہمارے لئے بہی فخر کے
قابل ہے وہ ہمارے شہید کربلا کی ہے جسکی مثال دنیا کی کوئی قوم مقابلہ کیلئے نہین لا سکتی
پطرس حواری جو آج سینٹ (ولی) پطرس کے نام سے مشہور ہے کبہی عیسائیت
نے انکے خلوص مذہب پر شبہہ نہین کیا اگرچہ یہی تھے کہ حضرت عیسٰی کے مصلوب ہونیکے
وقت جب لوگون نے گرفتار کیا تو انہون نے حضرت عیسٰی کو اپنی جان بچانے کیلئے
اچھے ناموس سے یاد نہکیا۔ یا جیسا سر ولیم میور نے اقرار کیا ہے کہ حوارین خوف

خطر کی آہٹ پاتے ہی فرار ہوئے۔ یہ مواقع خواہ مخواہ ایسے نہ تھے کہ اپنی جان نہ دینے کا انپر الزام لگایا جاتا یا جان دینے پر مذہب کے قیام اور بقا کا مسئلہ منحصر ہوتا۔ یا خود جناب رسالتمآب نے قبل دعوت ذوالعشیرہ تین برس تک خفیہ کوششیں اشاعت اسلام کے لئے فرمائیں کیا وہ خود تقیہ سے بالکل علیحدہ فعل تھا اور یہ الزام لگایا جاسکتا تھا کہ جب امر حق تھا تو کیون مخفیانہ کوشش کی گئی اگرچہ اعلان مین قتل ہی کیون نہ کردیے جاتے۔؟

عبدالرحمن ابن عوف نے سقیفۂ بنی ساعدہ کے بعد انصار پر طعن کیا۔ اور جب زید بن ارقم نے جواب دیا کہ "اگر علی رسول کی تجہیز و تکفین مین مشغول نہ ہوتے تو تملوک کا کام ناتمام رہجاتا" اسے ابن عوف نے خلیفہ اول سے کہا اور انہون نے جواب مین فرمایا "مستغنی بودی ازین باز خواست چون کار برو ماست"

خالد بن ولید کی متواتر شکایتون پر حضرت ابوبکر کا جواب کہ "مین اس تلوار کو نیام مین نہین رکھنا چاہتا جسے اللہ نے کافرون پر کھینچا ہو" کیا یہ سب پیچ در پیچ تقیہ نہین ہے؟ طلحہ و زبیر کا حضرت علیؑ سے حج کی اجازت چاہنا کیا حقیقت مین تقیہ نہین تھا۔ اگرچہ متذکرہ صدر لوگون کو شیعون کا سا خوف نہ تھا۔

پھر بھی ہمارے اور اونکے تقیہ مین اخلاقی فرق تھا۔ کبھی کوئی خود غرض سے کوئی ایسا سوال عام نہین کیا جاتا تھا جسکا جواب مضر ہو اور چھپا چھپا کے باتین کیجائیں کبھی قضا و قدر کی آڑ سے کسی کی برائیان چھپائین جائین جبکہ اسکا قائم رہنا سلطنت کے لئے زہر کا شت تھی۔ کبھی کوئی حج کے آڑ سے بغاوت اور کشت و خون کا ارادہ چھپانا چاہتا تھا ہم اپنا مذہب چھپاتے تھے۔ غرض یہ تھی کہ جان اور آبرو محفوظ رہے۔ عبرت!

حال مین ڈاکٹر سیون ہیڈن کا تبت مین سفر۔ اور انگریزون کا حرمین مین جانا کیا تقیہ نہ تھا۔ یہ ہرگز اخلاقاً برا نہ تھا اگرچہ وہ کسی مذہب کے بعض خیالات کے خلاف ہو۔

سلطنتین اپنے مصالح ملکی کو وہ کیسے ہی سچ کیون نہ ہون نہایت سختی سے مخفی رکھتی ہین اور ہرگز عام نہین کرتین کیا انکا مخفی رکھنا اور عام نہ کرنا اُنپر اخلاقی الزام عائد کرتا ہے؟ ملکی باتین جنمین اکثر اوقات ناقابل بیان بُرائیان بھی ہوتی ہین صرف چھپانے مین مورد الزام نہین۔ لیکن ہم اپنے مذہب کے چھپانے مین مورد الزام ہین جسکے اظہار یا اخفا سے کسی کا کوئی نقصان نہین۔

آخر مین ہم کہنا چاہتے ہین کہ اگر تقیہ کسی طرح قابل الزام ہے تو اسکے ذمہ وار وہ لوگ ہین جو ہمین تقیہ پر مجبور کر رہے تھے نہ ہم مثلاً۔ اگر کوئی زبردست شخص تلوار کھینچے کھڑا ہو کہ تم جھوٹ بولو ورنہ قتل کر ڈالینگے۔ اسوقت اگر ہم خوف سے جھوٹ بولین تو یہ ہمارا گناہ نہ ہوگا بلکہ ایک ایسا گناہ جسکا دوسرا ذمہ وار تھا۔ اور ہمین مجبور کر رہا تھا۔ صحیح ہے کہ اسوقت بھی ہم یہ کر سکتے تھے کہ جھوٹ نہ بولتے اور قتل ہوجاتے۔ لیکن اتفاقاً یہ دیکھنے کی بات ہوگی کہ شیعون ہی مین نہین بلکہ تمام اقوام عالم مین ایسے کے کم ملینگے۔ اور ایسے وقت مین انسان کیا تصفیہ کریگا۔

اس حالت کو ہمارے قومی نابود ہوجانیکے وقت غور کیجیے کہ اگر ہم اپنے دعوی مذہب مین سچے تھے تو اظہار کرتے ہوئے نیست و نابود ہوجاتے یا اسے معطل کرکے اپنی خواہش کے خلاف تھوڑی سی ناگوار بات برداشت کرتے (جنمین ہم کوئی دوسرے کا نقصان عمداً نہین کر رہے تھے) کہ اس خوف کے زمانہ گذر جانے پر پھر بڑی قوت سے سچائی کا اظہار کرتے ہوئے بین خوف نہ ہوتا۔ اور آخر مین جماعت قائدان کی بہت سی اولاد ہمارے ہمخیالی ہوجاتی۔ کیا پہلی صورت کم بھلائی اور زیادہ ضرر کی نہ تھی جسکا کسی طرح معاوضہ نہین ہوسکتا تھا اور کیا دوسری صورت کم برائی اور زیادہ بھلائی کی نہ تھی جس سے معترض ہتا یہ سب۔ اپنے قوت اور اختیار تک مین تقیہ کر سکتے تھے لیکن غرض شیعہ اپنے کس مپرسی مین تقیہ نہ کر سکتے تھے۔ کیون؟ اسلیے کہ وہ قتل سے بچ جاتے اور انکے خون کا مزہ نہ ملتا۔

کیون ہم سلطنت برطانیہ کے سایہ مین تقیہ نہین کرتے۔ اسلیے کہ ہم یقین دلائے گئے ہین

جیسے کم و بیش ایک صدی کے عمل نے ظاہر کیا ہے کہ اُسے کسی کے اداے امورات مذہب سے کوئی مخالفت نہیں ہے۔ ہمیں اُسکی قومی حمایت اور منصفانہ مساوات کا یقین ہے جسے ہم ایک بڑی نعمت سمجھتے ہیں۔ اور جبکا شیعون نے اپنے ایک سے زیادہ ریپریزنٹیٹو مجمع میں سچا اظہار شکرگذاری کیا ہے۔

ہمارے مذہب سے خصوصیت کے ساتھ کسی اہل مذہب کو وہ تو وہ ہون۔ یا ہندو عیسائی ہون یا یہودی کوئی عداوت نہیں ہے الّا مسلمان؛ وہ نہیں چاہتے کہ شیعہ کا نام لیا جائے کیون اسلئے کہ وہ اُسکے پیرو ہیں جو اُنکے تمام مسلمانون کے خلفا کو نائب رسول کے سمجھنے کی وجہ نہیں پاتے اور بوجہ اُن برتاؤ کے جو اُنھون نے امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ التحیۃ والسّلام اور اولاد رسول کے ساتھ کئے ہین اُنہیں اچھے یاد نہین کرتے۔ اب اُنکے لئے وہ زمانہ نہین ہے کہ ہمین قتل کرین۔ اب اُنکے دانت پیسنے کا زمانہ ہے اور ہمارے ہنسنے کا۔

تقیہ ہم اسلئے نہ کرتے تھے کہ کسی نبی کی اولاد یا جائز حق دارون کو محروم کردین یا جھوٹ بولکر مالی فائدہ اوٹھائین۔ یا دھوکا دیکر کسی کو گمراہ کردین یا جرم اپنا کرنے مین آسانی ہو۔ آیندہ تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال۔ (ریاض) چاہ مہمان بنارس

اہلحدیث اور قرآن

شد انجمن آستین پیمبر نگاہ خاطر ہماست
آخر ما مدعی پس پردہ تقدیر پدید

اڈیٹر اہلحدیث نے ۱۰ شوال ۱۳۴۷ھ کو شیعون کو چیلنج دیا تھا کہ قرآن سے حقیت و بطلان کا فیصلہ کرلیا جائے جبپر اصلاح نے باوصفیکہ رسالہ طیار ہوچکا تھا کاپی کٹوا کر صفحہ ۲۰۶ مین بعنوان قبول دعوت اقبال کیا کہ ہم اس مناظرہ پر طیار ہین۔ اس اقبال دعوت پہ اڈیٹر اہلحدیث کامل سال بھر ساکت رہے حالانکہ صرف ایک مہینے کی مہلت دیگئی تھی جسکا خود وہی اقبال کرتے ہین۔ مگر تاریخ غلط لکھتے ہین شوال ۱۳۴۸ھ جس سے ایک سال کی مدت کم ہوجائے حالانکہ یہ قبول دعوت والا مضمون شوال ۱۳۴۷ھ

مین شائع ہوا تھا جب اصلاح پندرہ روزہ تھا۔ کیا اڈیٹر اہلحدیث اپنے اس غلط بیانی کا اقرار کرینگے؟

گیارہ مہینہ بعد اڈیٹر صاحب نے بماہ رجب ۱۳۳۵ھ پھر اس مضمون پر قلم اٹھایا جسمین لکھتے ہین "شکر ہے کہ ہماری تجویز اصلاح (شیعہ) کے قابل اڈیٹر نے دبی زبان سے تسلیم کرکے ہمکو اجازت دی تھی کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت کرین"

اس تحریر پر اصلاح جلد ۱۰ بابت ماہ رمضان ۱۳۳۶ھ مین بعنوان "اہلحدیث کا تمسک قرآن سے" اسپر اعتراض کیا گیا تھا کہ آپنے دبی زبان سے اقرار اڈیٹر اصلاح کو کیون لکھا جو صریحی دروغ گوئی ہے حالانکہ آپ ہر صحبت مین لوگونکو وعظ کرتے کہ جھوٹھ نہ بولین پھر آپنے کیون اسکا ارتکاب کیا۔ لہذا ۱۳ محرم ۱۳۳۷ھ کو پھر انکو جوش آیا اور بعنوان "خلافت راشدہ اور اصلاح کی اصلاح" ایک مضمون لکھا جسمین پہلے اصلاح کی مختلف تحریرین نقل کین کہ آخری فقرہ اصلاح کا یہ لکھا کہ "بہرحال چونکہ ہمنے دو شرطین کی تھی ایک یہ کہ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا پہلے ثابت کرین دوسرے یہ کہ تحریف قرآن کے متعلق بحث کیجاے" اس فقرہ اصلاح کو لکھکر اڈیٹر صاحب اہلحدیث لکھتے ہین۔

"یہ شرائط ہین جنکی وجہ سے ہم نے لکھا تھا کہ اڈیٹر اصلاح نے دبی زبان سے اقرار کیا یہ صاف اقرار ہے یا دبی زبان سے۔ ہان بجاے دبی زبان کے اقرار کہتے کہ اگر ہم اسکو کھلا انکار کہتے تو بھی بجا تھا اگرچہ ہمنے اڈیٹر اصلاح پر بڑا احسان کیا کہ قرآن سے انکار کرنا اسکی طرف منسوب نہین کیا جسکا وہ واقع مین مرتکب ہو چکا تھا کیونکہ جو ان دو شرطون سے جنکا ذکر ہمنے اپنی دعوت مباحثہ مین مطلقاً نہ کیا تھا آپکا ہماری دعوت کا ان شرائط سے مشروط کرنا اور پھر اسکا نام قبول دعوت رکھنا یہ جھوٹ ہے یا ہمارا یہ کہنا کہ اڈیٹر اصلاح نے دبی زبان سے اقرار کیا یہ جھوٹ ہے۔

غالباً ناظرین آپکی راست بازی کا اندازہ کر چکے ہونگے۔

ہر اک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے — تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

یہ تو ہے آپکے جھوٹ یا فقرے کا جواب جو آپنے ہماری نسبت لکھا۔ اب سنئے اپنے غلط خیال کا

جواب آپ لکھتے ہین کہ۔

"مین کسیطرح اُن کی اس تحریر کے جواب کا پابند نہین ہو سکتا کیونکہ جب تک وہ اسکو نہ اسکو ثابت کرلین کہ قرآن پر آپکا ایمان ہے اور قرآن کو وہ واجب العمل سمجھتے ہین کسی قسم کا استدلال بیکار ہے۔ کیونکہ اُن کو بتا دیا گیا تھا السنة قاضية على الكتاب اُنکا مسئلہ اصول ہے جسکے بعد پھر قرآن کوئی چیز نہین رہتا"

جواب سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہلحدیث سے یہ اصول دکھاو۔

سنو اہل حدیث کے امام والامقام سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین خیر الحدیث کتاب اللہ سب کلامون سے اچھا کلام خدا کا ہے۔ نیز فرمایا کلامی لا ینسخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسخ کلامی مشکوۃ باب الاعتصام یعنی میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہین کرسکتا اور خدا کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔ اسلئے سب اہلحدیث کا یہ مذہب ہے ؎

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفے بجان مسلم داشتن

ہان یاد آیا کہ بحکم المرء یقیس علی نفسہ آپکو ہمارے آئینہ مین اپنا چہرہ دکھائی دیتا ہے اور آپ آئینہ پر خفا ہو کر حبشی کی طرح آئینہ کو توڑ دیتے ہین۔ یہ ہے سنئے اور غور سے سنئے ہم بتلائین کہ تم لوگون نے قرآن کو کہان تک دل سے مانا ہے اور کہان تک محض زبان سے۔ ذرہ اصول کافی کی کتاب الحجۃ کھولکر دیکھئے۔

فان الحجة لا تقوم على خلقه الا بامام

یعنی جب تک امام نہو دنیا پر خدا کی طرف سے حجۃ قائم نہین ہو سکتی جسکا صاف مطلب ہے کہ کتاب اللہ مع احادیث اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محض ہیچ و بیکار ہین۔ اسی بنا پر جب تم لوگونپر اعتراضات ہوئے کہ اس زمانہ مین جو کوئی امام الزمان نہین تو خدا کی حجت کس طرح قائم ہو سکتی ہے؟ اس جواب مین تم لوگون نے وہ وہم پرستی اختیار کی جو تمہاری طرف سے مشہور ہے کہ امام الزمان فلان غار مین چھپا بیٹھا ہے۔ کیا کرتا ہے؟ بقول ؎ بیکار نہ بیٹھ کچھ کیا کر۔ تانکے ہی ادھیڑ کر سیا کر۔

سید ہے کپڑے الٹے اور اُلٹے سید ہے کرتا ہے۔

شیعہ دوستو ایمان سے بتلانا السنة قاضية على القرآن سے

بڑھکر تمہارا مذہب ہے یا نہیں کیا سچ ہے؟

یہ عذر امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا — میں الزام اونکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

خلاصہ یہ کہ چونکہ اصلاح نے اس مناظرہ کے لئے دو شرط کی تھی ایک یہ کہ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا پہلے ثابت کریں دوسرے یہ کہ پہلے تحریف قرآن کی بحث کی جاے۔ لہذا آپنے یہ اجتہاد کیا کہ اڈیٹر اصلاح نے دبی زبان سے تسلیم کرکے ہمکو اجازت دی، مگر بفحواے ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة اڈیٹر اصلاح کا یہ آخری حملہ اونکو نظر نہ آیا جو اوسی اصلاح ۱۹ و ۲۰ مورخہ شوال ۱۳۲۵ھ درج ہے۔

آخر میں آپکو عام اجازت ہو کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو چاہیں قرآن سی ثابت کریں پھر قدرت خدا دیکھیں والسلام على من اتبع الهدى سطر ۲۵ صفحہ ۲۰ اصلاح ۱۹ و ۲۰ ماہ شوال ۱۳۲۵ھ ہجری۔

دیکھیے اڈیٹر اہلحدیث اسکے بعد اپنے مقولہ ''دبی زبان'' کا اصلاح سی کیا ثبوت پیش کرتے ہیں ہم آپکے اس احسان کا ضرور شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپنے اڈیٹر اصلاح کو منکر قرآن کا خطاب دیا مگر افسوس کہ اس شرط کے قبول نہ کرنیسے اپنے تمامی فرقہ کو خارج از اتباع قرآن ثابت کر دیا کیونکہ اڈیٹر اصلاح نے پہلے بھی شرط کی تھی وہ کہ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا پہلے ثابت کریں، جس سے آپنے گریز کیا۔ اور آجتک نہ ثابت کرسکے۔ پھر آپ ہی بتاے عقلاً آپکے اس فرار کو بجز اسکے کیا کہ سکتے ہیں کہ آپ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا نہیں ثابت کرسکتے۔

ہاں آپکا یہ جملہ بہت قابل قدر ہو کہ باوجود ان دو شرطوں کے جنکا ذکر ہمنے اپنے دعوت مباحثہ میں مطلقاً نہ کیا تھا۔ آپکا ہماری دعوت کو بایں شرائط منظور کرنا اور پھر اوسکا نام قبول دعوت رکھنا چھوٹ ہے یا ہمارا یہ کہنا کہ اڈیٹر اصلاح نے دبی زبان سے اقرار کیا

[illegible]

یہ جھوٹ ہے ۔،،

کیونکہ اگر آپکا یہ مطلب ہے کہ مناظرہ مین کسی فریق کو کسی شرط کے کرنیکا اختیار نہین ہے تو پھر آپنے کیون اسکی شرط کی کہ قرآن سے مناظرہ کیا جائے ۔ اور آپ صاحبونسے کیون صد ہا شرطین کرتے ہین ۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ آپکو تو ہر طرح کے شرط کا اختیار ہے مگر آپکے خصم کو کوئی حق نہین ہے تو کسی آیت یا حدیث سے اسکو ثابت کیجیے کہ شرط کرنیسے وہ منکر سمجھا جاتا ہے اور اگر کوئی دوسرا مطلب ہو تو اوسکو بیان فرمایئے ۔

غالباً آپنے اس شرط اڈیٹر اصلاح کو کہ پہلے اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا ثابت کرین محال سمجھا ہو لہذا تعلیق محال بالمحال مین داخل کرکے یہ نتیجہ اخذ کیا ہو تو ممکن ہے مگر اسپر بھی آپکی براءت الزام دروغگوئی سے نہین ہو سکتی ۔ کیونکہ آخر مین اڈیٹر اصلاح نے ازراہ کمال فیاضی آپکو بلا کسی شرط کے اجازت دی تھی کہ جس مسئلہ متنازع فیہ مین الفریقین کو چاہین آپ قرآن سے ثابت کرین ۔ اب آپ ہی ایمانا فرمایئے کون صادق ہے کون کاذب ۔ کیونکہ اڈیٹر اصلاح کا مطلب تو یہ تھا کہ مناظرہ ایسے عنوان سے ہو کہ حق پوری طور سے واضح ہو اسلئے پہلے وہ شرطین کین اور جونکہ معلوم ہوا آپ ان شرطونکو پورا نہین کر سکتے لہذا پھر عام اجازت دی مگر آپ ایسا عاجز ہوئے کہ کچھ نہ بن آئی پھر نہ معلوم کیون یہ جراءت پیدا ہوئی جو اس آخری تحریر کو شایع کیا ۔

ہمنے اس تحریر کو آپکی آخری تحریر اسوجہ سے کہا کہ اصلاح مین ہنوز یہ مضمون ناتمام ہے ملاحظہ ہو نمبر ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ باقی آیندہ اور آپنے اس تحریر پر تمام کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ آپکی تمام شد کا مضمون ہے ۔

بہر حال اب آپکا دو فقرہ جواب طلب ہے ایک یہ کہ اصلاح سے آپنے یہ عبارت نقل کی ہے السنۃ قاضیۃ علی الکتاب الخ مسئلہ اصول ہے جسکے بعد پھر قرآن کو کوئی چیز نہین سمجھتے اسپر آپ یہ لکھتے ہین جواب سمجھے ہو تو کسی معتبر کتاب اہلحدیث سے یہ اصول دکھادو بجواب اسکے عرض ہو کہ مین نہین کہہ سکتا آپکی معتبر کتاب کون ہے ۔ مگر نواب صدیق حسن خان کی کتاب حصول المامول مین ہے صفحہ ۴۳ مطبوعہ مصر

قال الاوزاعی الکتاب احوج الی السنة من السنة الی الکتاب
قال ابن عبد البر یرید انها تقضی علیه وتبین المراد منه
وقال یحیی بن ابی کثیر السنة قاضیة علی الکتاب و
الحاصل ان ثبوت حجیة السنة المطهرة واستقلالها
بتشریع الاحکام ضروریة دینیة ولا یخالف فی ذلک الامن
لاحظ له فی دین الاسلام ص ۶۳

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل بتائین کہ اب اڈیٹر اصلاح سچے ہین یا نہیں جنہوں نے آپکے فرقہ اہلحدیث کے امام صدیق حسن خان کی کتاب معتبر حصول المامول سے اس عبارت کو لیا تھا۔ اب دیکھئے اڈیٹر صاحب اس کتاب کو کتب معتبرہ سے خارج کرتے ہین یا نواب صدیق حسن خان کو فرقہ اہلحدیث سے خارج کرتے ہین دوسرا حملہ اب سلو کرکے لکھتے ہین جسمین جناب رسول اللہ کو آپ اپنا امام بھی کہتے ہین خدا کرے کہ آپکو اونکا اتباع نصیب ہو اور صرف زبانی ہی نہ رہے۔ مگر وہ ایسا حملہ ہے کہ ایک منٹ کیلئے بھی راستی کا جامہ نہیں پہنتا کیونکہ جس قرآن کی یہ عظمت ہے اور رسول اللہ نے اوسکی نسبت بقول آپکے یہ فرمایا ہے کلامی لا ینسخ کلام اللہ۔ اوسکی آپکے یہان یہ بے عزتی کی گئی ہے کہ حدیث اور اجماع بلکہ قیاس سے بھی منسوخ کیا جاتا ہے ـــ

چونکہ یہ امر رسالہ الشمس مین بخوبی ثابت کیا گیا ہے جو دفتر اصلاح سے شایع ہوتا ہے اور آپکے یہان بھی بھیجا جاتا ہے لہذا کچھ عبارتین اوسکی حسب ضرورت یہان لکھتا ہون ملاحظہ ہو رسالہ جلد ۳

اہلسنت کا قرآن کو چھوڑنا

افسوس ہے کہ آپلوگون نے مخالفت رسول اللہ پر ایسی کمر باندھی ہے کہ جسکی حضرت نے بالخصوص مذمت کی اور ممانعت فرمائی اسکو تو آپ لوگ بکمال شوق عمل مین لاتے ہین۔ اور جسکی تاکید فرمائی حکم دیا اس سے بالخصوص مخالفت کرتے ہین۔

مذمت کیلئے تو وہ حدیثیں ملاحظہ فرمائیں جن میں خوارج کے حفظ قرآن اور اُنکے پارسائی و تقویٰ کی مذمت ہے صحیح بخاری میں ہے عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ یقول یخرج فیکم قوم یحقرون صلوتکم مع صلوتھم وصیامکم مع صیامھم وعملکم مع عملھم ویقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم (مشکوٰۃ)

یعنی تم میں ایک ایسی قوم نکلے گی کہ انکی نماز کے سامنے تم اپنی نماز کو حقیر جانوگے اور انکے روزہ کے مقابلہ میں اپنے روزہ کو اور اُنکے عمل کے سامنے اپنے عمل کو۔ وہ پڑھیں گے قرآن کو اسطرح کہ انکے حلق سے نہ اتریگا جسکے معنی یہ لکھے ہیں لا تفقھہ قلوبھم یعنی نہ سمجھیں گے دل انکے۔

پھر دوسری حدیث ہے قال المؤمن الذی یقرء القرآن ویعمل بہ کالاترجۃ طعمھا طیب وریحھا طیب والمؤمن الذی لا یقرء القرآن ویعمل بہ کالتمر طعمھا طیب ولا ریح لھا ومثل المنافق الذی یقرء القرآن کالریحانۃ ریحھا طیب وطعمھا مر والمنافق الذی لا یقرء کالحنظلۃ طعمھا مر وخبیث وریحھا مر (مشکوٰۃ)

یعنی جو مومن کہ قرآن کو پڑھتا ہے اور عمل کرتا ہے اسکی مثال تو اترج کی ایسی ہے جسکی خوشبو بھی پاکیزہ اور ذائقہ بھی اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا مگر عمل کرتا ہے اس کی مثال رطب کی ہے کہ ذائقہ مزہ دار ہے مگر خوشبو نہیں۔ اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے اور عمل نہ کرے مثل ریحانہ کے ہے کہ خوشبو تو ہے مگر ذائقہ تلخ ہے اور جو منافق نہ قرآن کو پڑھے اور نہ عمل کرے اسکی مثال حنظل کی ہے کہ ذائقہ بھی کڑوا بو بھی کڑوی۔

دیکھئے اس حدیث سے صرف یہی نہیں معلوم ہوا کہ منافق بھی قرآن پڑھتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان منافقوں کا قرآن کو پڑھنا یا نماز روزہ کا پابند ہونا ایسا ہوگا کہ سچے مسلمان اُس کے مقابلہ میں اپنے اعمال کو حقیر سمجھیں گے۔ اب غور کیجئے آپکے حافظوں کی یہی حالت ہے یا نہیں۔ آنکھ کھولکر ایمانداری سے اچھی طرح اپنے حافظوں کے کردار و اعمال پر نظر کرکے ایمانا فرمائیے وہ کس قسم میں داخل ہیں اگر کلیۃ نہیں تو اکثریۃ آپکو اقرار کرنا پڑیگا کہ صدق رسول اللہ سچ فرمایا رسول اللہ نے اکثر حافظان قرآن ایسے ہی ہیں۔ اسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہوگا کہ اصل حکم اتباع قرآن کا ہے کہ اسپر عمل کرے خواہ تلاوت

کرے بانہ عمل سے مومن ہوگا نہ عمل کرنے سے منافق اگرچہ وہ کیسا ہی حافظ ہو۔

رسول اللہ نے اس آخری حدیث میں چار قسمیں کی ہے مومن قاری قرآن وعامل مومن غیر قاری عامل یہ تو شان ہم شیعوں کی ہے جو مومن ہیں کیونکہ چند معدود صحابہ آپکے یہاں موجود ہیں کہ آپ اپنے کو مومن نہیں کہہ سکتے نہ اسکا دعوی کر سکتے ہیں لہذا ان دو قسم سے خارج ہوئے۔ رہی تیسری قسم منافق قاری مگر غیر عامل چوتھے غیر قاری وغیر عامل یہ دونوں قسمیں آپ سے متعلق ہیں جو قدیم الایام سے بلقب منافق ملقب ہوتے آرہے ہیں

اب اسکو دیکھئے کہ آپ حضرات اگر قاری قرآن ہیں تو مطابق حدیث مذکور بیکار کیونکہ صدہا علمانے اسکی تصریح کی ہے کہ اہلسنت تماستر قرآن سے منحرف ہیں۔ الشمس [illegible] میں ایک پوری تقریر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی لکھ چکا ہوں جس سے اتباع قرآن سے آپکی بیزاری اصول دین وفروع دین میں ظاہر ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲ لغایت [illegible]

قرآن کا منسوخ ہونا خبر واحد سے

آپ آئیے دوسرے پہلو سے دیکھئے کہ آپ کس کس طرح قرآن کا منسوخ مان رہے ہیں جس سے لزوما یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ قرآن سے منحرف ہیں کیونکہ مذہب اہل سنت عام طور سے یہ ہے کہ حدیث ناسخ قرآن ہے جس کیلئے اتنی وسعت دی گئی ہے جسکی حد ہی نہیں ہے۔ اس کا یہاں محل ہے مگر اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ قرآن کو آپ لوگ عام طور سے احادیث احاد سے بھی منسوخ ملتے ہیں جیسا کہ حصول المامول میں ہے۔

واما نسخ القرآن او المتواتر من السنة بالاحاد فقد وقع الخلاف فی ذلک فی الجواز والوقوع اما الجواز عقلا فقال به الاکثرون واما الوقوع فذهب الجمهور کما حکاه ابن برهان وابن الحاجب وغیرهما الی انه غیر جائز و ذهب جماعة من اهل الظاهر الی وقوعه وهی روایة عن احمد وهو الحق ومما یرشد لک الی جواز النسخ بما صح من الاحاد لما هو اقوی متنا ودلالة منها ان الناسخ فی الحقیقة انما جاء رافعا لاستمرار حکم المنسوخ ودوامه وذلک ظنی وان کان دلیله قطعیا فالمنسوخ انما هو هذا الظن لا ذلک القطعی فتامل پھر لکھتے ہیں قال ولو نعلم احدا منع من جواز نسخ الکتاب بالخبر

الواحد عند البعض من المتواتر ۱۵۱

یعنی بعض مختلف ہیں کہ قرآن اور حدیث متواتر خبر واحد سے منسوخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اکثر اسکے قائل ہیں کہ عقلاً جائز ہے مگر حدیث سے نسخ ہو جانے کا بیان ہے۔ ابن حاجب وغیرہ قائل ہیں کہ گو جائز ہے مگر واقع نہیں ہوا اور ایک جماعت اہل ظاہر سے جن میں امام احمد بھی ہیں قائل ہیں کہ واقع بھی ہوا اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ناسخ کی غرض تو رفع استمرار ہے جو نسخ سے پیدا ہوتی ہیں یہ حکم جو منسوخ ہے معلوم ہوتا تھا وہ ظنی ہوتا ہے (ناسخ یعنی خبر واحد) ہے تو جو ظن کا تھا وہ منسوخ ہوا۔ پھر کچھ تعجب نہیں سکتا ہم نہیں جانتے کہ کسی قطعی کا نسخ کیا ہو اور نسخ کتاب کا خبر واحد سے ہو جاتا کہ حدیث متواترہ سے نسخ کا مانع ہو۔

اس عبارت نے واضح طور پر بتا دیا کہ قرآن کی جس آیت کو چاہو صحیح بخاری صحیح مسلم سے منسوخ کر دو کیونکہ وہ سب خبر واحد ہیں بلکہ اخبار احاد کے اہل افراد ہی ہیں۔ نہیں نہیں جس حدیث سے چاہو قرآن کو منسوخ کر دو کیونکہ حدیث صحیح کے لئے کچھ صرف صحاح ستہ ہی نہیں ہیں انکے علاوہ ہزاروں حدیث کی کتابیں ہیں اور وہ سب ناسخ قرآن ہیں جنکا ذکر صاحب نے ایک مقدمہ اس سے انکار کیا تھا اس وجہ سے منقد کیا گیا۔ وہ مسلمات اہل سنت سے ہے کہ حدیث ناسخ قرآن ہے۔

قرآن کا منسوخ ہونا اجماع سے

اب ایک تحقیق سنئے کہ صرف حدیث ہی ناسخ قرآن نہیں ہے بلکہ اجماع بھی کوئی اجماع جس وقت چاہے ناسخ قرآن ہے جیسا کہ شرح اصول بزدوی میں ہے

فكذا الاجماع يجوز نسخها للكتاب والسنة والاجماع عند بعض مشائخنا منهم عيسى ابن ابان واليه ذهب بعض المعتزلة تمسكا بما روي ان عثمان رضي الله عنه لما حجب الام عن الثلث الى السدس باخوين قال ابن عباس رضي الله عنهما كيف تحجبها باخوين وقد قال الله تعالى

یعنی اجماع بھی قرآن کو منسوخ کر سکتا ہے نزدیک بعض مشائخ کے جن سے ابان بن عیسی بھی ہیں۔ اور اسی کی طرف گئے ہیں بعض معتزلہ بھی انکی دلیل یہ ہے کہ عثمان نے حکم میراث میں دو بھائیوں کے رہتے ہیں ماں کو ثلث سے گھٹا کر سدس دلوایا تو کہا ابن عباس نے دو بھائیوں کی موجودگی میں کیونکر محروم کرتے ہو حالانکہ خدا نے کہا ہے فان کان له اخوة

فان كان له اخوة فلامه السدس والاخوان ليسا باخوة فقال حجبها قومك يا غلام فدل على جواز النسخ بالاجماع وبان المؤلفة قلوبهم سقط نصيبهم من الصدقات بالاجماع المنعقد في زمان ابي بكر رضي الله عنه وبان الاجماع حجة من حجج الشرع موجبة للعلم كالكتاب والسنة فيجوز ان يثبت النسخ به كالنصوص الاخرى انه اقوى من الخبر المشهور الذي قد جاز به الزيادة على النص الذي هي النسخ فبالاجماع اولى صـ جلد ۱

اگرچہ پردہ کے کئی بھائی ہوں تو ماں کا حصہ سدس ہے اور دو بھائی لغت عربی میں کئی بھائی نہیں کہے جاتے کیونکہ وہ تثنیہ ہے جمع نہیں تو عثمان نے کہا اے غلام تیری قوم نے اسکو محجوب کردیا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اجماع سے حکم قرآن منسوخ ہوگیا۔ اسی طرح مولفۃ القلوب کا حصہ زکاۃ میں اس اجماع سے موقوف ہوگیا جو عہد ابوبکر میں ہوا تھا اور اجماع بھی تو حجج شرعیہ سے ہے جس سے علم و یقین حاصل ہو جیسا کہ قرآن و حدیث سے ہوتا ہے۔ پس جائز ہے کہ اجماع بھی ناسخ ہو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ قرآن کا نسخ بذریعہ خبر مشہور جائز ہے اور اجماع تو اس سے زیادہ قوی ہے پھر اس سے نسخ کرنا تو بدرجہ اولی جائز ہے۔

کیوں ناظرین صاحب اس سے بڑھکر قرآن کی کیا بے عزتی ہو سکتی ہے کہ آپکا جی چاہے یہاں اجماع ہو جس امر پر چاہیں صحابہ غیر صحابہ اجماع کرلیں اور قرآن کو منسوخ کردیں۔

قیاس بھی ناسخ قرآن ہے ایک قدم اور بڑھایئے تو معلوم ہو کہ آپکے یہاں قرآن کا ناسخ وہ قیاس بھی ہے جس کے بارے میں اول من قاس ابلیس وارد ہے کہ پہلا قیاس کرنیوالا شیطان تھا۔ جسکے صریحی مطلب یہ ہوئے کہ یہ شیطانی بات ہے۔ آپکے یہاں قرآن منسوخ ہوتا ہے اسی طرح اصول بزدوی میں ہے۔

وذكر في بعض الكتب ان النسخ يجوز عند ابي القاسم بالقياس الجلي دون الخفي قال الغزالي

یعنی بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ نسخ قرآن جائز ہے قیاس سے ابوالقاسم کے نزدیک مگر قیاس جلی ہو نہ خفی اور غزالی

رحمہ اللہ ملفظا بجلی معجم ان اما د
یہا المقطوع بہ فہو صحیح واما
المظنون فلا ۔ انتہیٰ

نے کہا کہ لفظ جلی مبہم ہے اگر مراد اس سے
قیاس قطعی ہے تو اس کا ناسخ ہونا صحیح
ہے اور اگر ظنی ہے تو نہین ۔

اب اہل انصاف غور کرین کہ اہل سنت کہانتک تابع قرآن ہین کیونکہ حدیث سے وہ منسوخ
اجماع سے وہ منسوخ ۔ قیاس سے وہ منسوخ پھر اسکی کیا حالت رہی ۔

یہانتک عبارت الشمس لکھی گئی جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ خلاف حکم رسول اللہ آپ
قرآن کو صرف حدیث متواتر ہی سے نہین منسوخ جانتے بلکہ صحیح بخاری وغیرہ صحاح کے عام
احادیث کی نسبت آپکے یہان بیان کیا گیا ہے کہ وہ قرآن کا ناسخ ہین ۔ بلکہ اجماع و قیاس بھی ناسخ قرآن
ہے حالانکہ آپلوگ اجماع و قیاس کو بمخالفت حنفی نہین مانتے ۔ مگر ہم اس سے درگذر کرکے
صرف آپکے اصول پر سوال کرتے ہین کہ جب آپکا یہ مسلمہ اصول ہے ۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفےٰ بجان مسلم داشتن

تو براہ کرم فرمائیے آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کی کیون
مخالفت کی گئی کہ خدا تو فرماتا ہے کہ خدا تملوگون کو وصیت کرتا ہے دربارہ تمہاری اولاد
کے کہ مرد کو دو حصہ عورتون کا ملنا چاہیے جسمین رسول اللہ بھی ضرور داخل ہین یوصیکم اللہ
پھر فدک کے بارہ مین خدا کی وصیت کیون رد کی گئی جس سے جناب سیدہ محروم
رہین ۔ اسی آیہ کے تعقیب خدا یہ بھی فرماتا ہے تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ
یدخلہ جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا وذلک الفوز العظیم
ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا
ولہ عذاب مہین ۔

یعنی یہ حدود خدا ہین جو خدا و رسول کی اطاعت کریگا اوسکو داخل جنت کریگا ۔ اور جو
نافرمانی کریگا خدا کی اور رسول کی اور تجاوز کریگا اوسکے حدود سے تو اوسکو داخل جہنم کریگا جسمین وہ ہمیشہ
رہیگا اور اوسکے لئے عذاب دردناک ہے ۔

حالانکہ بقول آپکے امام اعظم شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے عذاب مہین جہان آیا ہے وہان

کفار مراد ہین چنانچہ صارم مسلول مین لکھتے ہین و لم یجیٔ اعداد العذاب المھین
فی القرآن الا فی حق الکفار صـ۵۳
یعنی قرآن مین جہان عذاب مہین آیا ہے اوس سے کفار مراد ہین جس سی معلوم ہوا کہ جن لوگون
نے اس وصیت خدا کو معطل کیا اور ترکہ رسول سے محروم کیا وہ داخل حلقہ کفار ہوئے ۔
کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے ومن یعص اللّٰہ و رسولہ جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا
کہ یہ اوس عصیان سی متعلق ہے جو بعد قبول اسلام ہو تو اون لوگون سے جو کفار فطری ہین تو
معلوم ہوا بعد اسکے کہ اون لوگون نے اس حکم خدا کو معطل کیا داخل کفار ہوئے ۔
اور یہ نہ سمجھئے گا کہ یہ وعید خدا اونہین لوگون سے متعلق ہے جو مشافہۃً رسول اللہ سے سن چکے
تھے اور نزول آیہ یا حدیث اونکو بالقطع والیقین معلوم تھا بلکہ آج بھی جو لوگ بذریعہ
احادیث صحیحہ واقف ہون اور اوسکی مخالفت کرین تو اسی حکم مین ہین۔ چنانچہ ابن تیمیہ لکھتے ہین
وقال ابو طالب المسکانی وقیل لہ ان قوما یدعون الحدیث ویذھبون
الی رای سفیان فقال اعجب لقوم سمعوا الحدیث وعرفوا الاسناد
وصحتہ یدعونہ ویذھبون الی رای سفیان وغیرہ قال اللّٰہ فلیحذر
الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم
وتدری ما الفتنۃ الکفر قال اللّٰہ تعالیٰ والفتنۃ اکبر من القتل
فیدعون الحدیث عن رسول اللّٰہ و تغلبھم اھواءھم الی الرای
فاذا کان المخالف عن امرہ قد حذر من الکفر والشرک او من العذاب
الالیم دل علی انہ قد یکون مفضیا الی الکفر او العذاب الالیم صـ۵۶ صارم مسلول
کسی شخص نے ابو طالب مسکانی سی کہا کہ ایک قوم حدیث کو چھوڑ کر رای سفیان کی طرف
جاتے ہین تو کہا تعجب ہے اوس قوم سے جو سنے حدیث اور پہچانے اوسکی سند اور صحت کو پھر اوسی
چھوڑ دے اور رای سفیان وغیرہ کو قبول کرے۔ خدا کہتا ہے چاہیے خوف کرین وہ
لوگ جو مخالفت کرتے ہین اوسکے امر کی۔ پس پہونچے گا اونکو فتنہ یا عذاب الیم ۔ کہا ابو طالب
نے کہ جانتے ہو فتنہ کیا ہے وہ کفر کیونکہ خدا کہتا ہے فتنہ اکبر ہے قتل سے ۔ پھر کیونکر وہ چھوڑتے

ہین حدیث کو اور اپنی رائے و ہوا پر عمل کرتے ہین۔ پس جب مخالفت حکم رسول کو موجب دلایا گیا ہے کفر و شرک عذاب الیم سے تو معلوم ہوا کہ مخالفت حکم رسول کبھی موجب کفر وعذاب الیم ہوتا ہے۔

کیا آپ گمان کر سکتے ہین کہ اس حکم خدا کے رد کرنے سے جسکو خدا نے بلفظ یوصیکم ارشاد فرمایا ہے وہ لوگ کفر و شرک و عذاب الیم سے بچ جائینگے۔ اور آپ جو آیات قرآنی کی ممانعت سے مطلع ہو کر ان لوگون کی طرفداری کرتے ہین۔ کیا اس وعید خدا سے محفوظ رہینگے۔

دیکھیے یہی نکتہ ہے کہ جناب سیدہ نے خلیفہ اول سے کس طرح اپنے حق کا اثبات کیا ہے خطبہ جناب معصومہ مین ہے وقال تبارک وتعالی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فزعمتم ان لا حظوة لی ولا ارث من ابی افحکم اللہ بآیة اخرج ابی منہا ام تقولون ان اهل ملتین لا یتوارثان اما انتم اعلم بخصوص القرآن وعمومه من ابی افحکم الجاهلیة تبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون۔

کہ خدا فرماتا ہے اللہ تمکو وصیت کرتا ہے دربارہ تمہاری اولاد کے کہ مرد کو دو عورتون کا حصہ ہے پس تمنے گمان کیا کہ میرا کوئی حصہ نہین ہے اور مین اپنے باپ کی وارث نہین ہو سکتی۔ کیا خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ میرے باپ اس حکم سے خارج ہین۔ یا تم یہ کہتے ہو کہ دو مذہب والے وارث نہین ہوتے (کہ یہی گمان میرے اور میرے والد کے حق مین کرتے ہو) یا تم زیادہ عالم ہو خصوص وعموم قرآن سے بہ نسبت میرے پدر بزرگوار کے کیا حکم جاہلیت چاہتے ہو (کسی کو نہین ملتا) حالانکہ خدا سے بہتر کون حکم دینے والا ہو سکتا ہے اوس قوم کیلئے جو یقین رکھتی ہو

کیا اس خطبہ مین آپ غور کر سکتے ہین اور سمجھ سکتے ہین کہ جناب سیدہ نے قرآن کی اسی آیہ کریمہ سے کسطرح کا استدلال کیا ہے تو اگر آپ حقیقت مین اسی شعر پر ایمان رکھتے ہین سہ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن۔ تو فرمائیے کہ خلیفہ کی یہ مخالفت حکم قرآنی سے کیسی وجہ رکھتی ہے

آپنے اسی خطبہ مین تو دیکھا ہوگا کہ جناب سیدہ نے انصار سے فرمایا تھا کہ آپ حضرات

ائمة الکفر انهم لا ایمان لهم لعلهم ینتهون ۔ الا تقاتلون قوما نکثوا
ایمانهم وهموا باخراج الرسول وهم بدؤکم اول مرة اتخشونهم
والله احق ان تخشوه ان کنتم مومنین ۔
اب یا تو ان آیات قرآنی پر ایمان لائے اور جناب سیدہ کو صادق مان کر ان لوگون کو
اس کا مصداق سمجھیے یا ابن تیمیہ کو سچا مانئے اور قرآن و جناب سیدہ کی تکذیب کیجیے جو
بیشک آپکے نزدیک آسان ہے ۔

اسوقت تو صرف یہی ایک آیت پیش کیجاتی ہے پھر دیکھا جائیگا اور رسالہ بھر کی
ہوی جاتی ہے کہ اسکا جواب معقول تحریر فرمائین مگر بہتر ہوگا کہ اوس جواب پر جناب نواب
نواز جنگ بہادر کی دستخط بھی ہو معلوم ہو کہ یہ جواب بحکم اہل علم سے صادر ہوا ہے ۔

یہ آپکا یہ اعتراض کہ اصول کافی میں ہو ان الحجة لا تقوم علی خلقه الا بالامام
تو اسمین کس کو عذر ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله
وعترتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی متفق علیہ فریقین ہے جس سے کوئی
مسلمان عدول نہین کرسکتا پھر اسکی تعمیل بغیر اسکے کیونکر ممکن ہے کہ ہر زمانہ مین حجة خدا موجود
جناب مولوی حسن الزمان صاحب حیدرآبادی جو تمامی اہلحدیث کے سرگروہ ہین اپنی
قول مستحسن فی فخر المحسن مین لکھتے ہین تنبیہ قال الشریف هذا الخبر یفهم
منه وجود من یکون اهلا للتمسک من اهل البیت والعترة الطاهرة
فی کل زمان الی قیام الساعة حتی یتوجه الحث المذکور الی
التمسک به کما ان الکتاب کذلک فلذلک کانوا امانا لاهل الارض
فاذا ذهبوا ذهب اهل الارض ص
یعنی اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ہر زمانہ مین اہلبیت عترة طاہرہ سے تا قیام قیامت ایک
شخص ایسا موجود ہوگا جو اس قابل ہو کہ اوس سے تمسک کیا جاے ۔ جیسا کہ کتاب اللہ کا
بھی یہی حال ہے کہ ہر زمانہ مین موجود ہے اسلئے اہلبیت طاہرین امان ہین اہل ارض کیلئے
جب زمین اونسے خالی ہوگی تو زمین بھی نہ رہیگی ۔

اب آپ ہی انصاف سے فرمائے کہ شیعوں کا عقیدہ مطابق نص رسول ہے یا آپ کا۔
کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی۔
تو آپکا اس سے مخالفت کرنا اور کتاب اللہ کو اہلبیت نبی سے جدا کرنا اقتداء قائل حسبنا کتاب اللہ ہے یا نہیں کہ رسول اللہ تو فرمائیں بغیر دونوں کی متابعت کے ہدایت نہیں ہو سکتی اور آپ بتاسی خلیفہ دوم فرماتے ہیں کتاب اللہ اور سنت کافی ہے لہذا آپکا جواب بھی وہی ہے جو آپکے خلیفہ کو ملا تھا قوموا عنی میرے پاس سے دور ہو جاؤ۔
اب اڈیٹر اہلحدیث فرماتے ہیں۔ السنة قاضية على الكتاب کا اصل الاصول ہونا اونکی معتبر کتاب سے ثابت ہوا یا نہیں۔ رہی وہ تاویل جو حصول الاصول میں کی گئی ہے اوس سے ہم یہاں بحث نہیں کرتے کیونکہ قاضی کے معنی سب جانتے ہیں حاکم کے ہیں کہ سنت یعنی حدیث حاکم ہے اور قرآن اوسکا محکوم یعنی رعیت ہے۔
اب آئے دوسرا لطیفہ سنئے اور اپنا اخبار مورخہ ۲۵ ذیحجہ دیکھئے کہ ابن حجر نے ابن ابی حاتم سے بطریق عکرمہ عن ابن عباس روایت کی ہے کہ اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ رات میں رسول خدا پر وحی نازل ہوتی تھی اور دن میں اوسکو بھول جاتے تھے صفحہ ۱۲۰۱
اب بتائے کہ جو شخص رسول خدا کی نسبت ایسا گمان کرے کہ اکثر وحی کو بھول جاتے تھے۔ تو وہ مسلمان ہے یا نہیں۔؟
آپ تو یہ جانتے ہیں یہ اصل مضمون قرآن کے متعلق ہے کہ اکثر آنحضرت قرآن کو بھول جاتے تھے جسکی نسبت خدا فرماتا ہے لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرانه کہ زبان اپنی نہ ہلایا کرو قرآن کے پڑھنے کیلئے ہم پر ہے اوسکا جمع کرنا اور پڑھانا اوسی قرآن کی نسبت آپلوگونکا یہ عقیدہ ہے کہ اکثر سورت حضرت پر رات کو نازل ہوتی۔ اور دن کو حضرت بھول جاتے کیا اچھا آپکا عقیدہ ہے اور کیسے آپ مسلمان ہیں۔!!
یہی تو سبب ہے کہ آپکے یہاں آگے شرح مذہب ہے کہ حضرت پورا قرآن بھول گئے چنانچہ شرح اصول بزدوی میں ہے قال الحسن رحمة الله ان النبی صلعم اوتی قرانا ثم نسیه فلم يكن شيئا او لم يبق منه شئ لما دفع الله تعالی عن قلبه ذلك ثم بعد صفحہ

کہا حسن بصری نے کہ ضرور رسول اللہ کو ایک قرآن دیا گیا تھا۔ پھر وہ حضرت اوسے بالکل بھول گئے اور کچھ اوسمین سے نہ رہا۔ یا یہ کہا کہ کچھ اوسمین سے باقی نہ رہا کیونکہ خدا نے اونکے دلسے اوسکو اوٹھا لیا دیکھئے یہ وہی حسن بصری ہین جنکے اس قول سے کہ صل وعلیہ بدعتہ آپ اسپر استدلال کرتے ہین کہ ہر فاسق وفاجر کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ پھر اس قول کو کیونکر نہ مانئے گا اور اس عقیدہ کیونکر ظاہر کیجئے گا کہ رسول اللہ کو جو قرآن دیا گیا تھا وہ تو حضرت بھول گئے۔ اور یہ قرآن تو وہ ہے جسے حضرت عثمان نے اپنی رای سے جمع کیا۔ اسیوجہ سے اونکے داماد مروان نے اوس قرآن کو جسے حضرت ابوبکر نے لکھوایا تھا اور پھر حضرت عمر نے صاف کرایا اور حضرت حفصہ کے پاس تا زندگی اونکے رہا۔ بعد وفات حضرت حفصہ مروان نے زبردستی حضرت ابن عمر سے لیا اور اوسکو بھی جلوا دیا یا دھلوا دیا۔

اگر آپکو کچھ غیرت ہوگی تو اس تحریر کا جواب معقول مہذب پیرایہ مین بہت جلد عنایت کرینگے مگر خدا کیلئے گالی گلوچ نہ کیجئے کیونکہ شریفونکو اسکی برداشت نہین ہوتی۔

اور اگر زیادہ شوق تفصیل ہو تو رسالہ الشمس ملاحظہ فرمائے جسکی تین جلدین صرف اسی تحریف قرآن مین شایع ہو چکین اور جلد چہارم کے بھی ۹ نمبر شایع ہو چکے انشاءاللہ آیندہ ماہ تک بقیہ نمبر بھی شایع ہوکر چار جلدین پوری ہونگی۔ اور جلد پنجم شروع کی جائیگی۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

(اڈیٹر)

مدرسہ سلطان المدارس لکھنؤ

تمہید علوم عربیہ عموماً اور علوم دینیہ خصوصاً جو آج اس تنزل کے درجہ ذلت مین پہنچا ہے اوسکے ظاہر کرنیکی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی سبکو معلوم ہے۔ مگر افسوس جس علم کا حاصل کرنا فرض سمجھا جاتا تھا جس علم کے تحصیل کیلئے ساری اشغال معطل کئے جاتے۔ بلسان الشان نہین سمجھا جاتا تھا جس علم کے ایک مسئلہ کو حاصل کرنیکے لئے عراق سے ملک چین تک دور دراز زمین کا پاپیادہ پرخطر بلکہ مہلک سفر کوئی چیز نہ خیال کیا جاتا تھا جس علم کو چاندنی راتون مین مطالعہ کرکے اور تاریک شبون مین اونکو حفظ کرکے حاصل کیا جاتا تھا جس علم کو آج... روز دو روز مہینہ دو مہینہ سال دو سال نہین بلکہ بیس پچیس سال تک صرف خون دل سے سینچ

درختون سے پتہ کھا کھا کر بلکہ ان چیزون کی حالت فقدان مین خوشی سے فاقہ تک برداشت کر کے حاصل کرنا باعث فخر ذریعہ شرف اور سبب عزت سمجھا جاتا تھا۔ افسوس اونہین علوم کی تھوڑے زمانہ مین دیکھتے ہی دیکھتے کیا حالت ہوگئی کہ اب انکی تحصیل ذلت۔ انکا تعلم جنون مالیخولیا اور انتہا درجہ کی حماقت کی سرٹیفکٹ۔ اور افلاس جہالت نکبت اور رسوائی کی سند سمجھی جانے لگی۔ اور اسکے برعکس ان کا حاصل نہ کرنا باعث شرف وعزت۔ ذریعہ نام ونمود وشہرت اور سبب اقبال عقلمندی وترقی انسانی مانا جانے لگا۔

افسوس یہ ہین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ یہ اون حضرات کی حالت ہم نے نہین بیان کی جو جدید علوم وفنون کی تحصیل مین مشغول رہنے سے علوم دینیہ کیطرف متوجہ نہین ہوتے کیونکہ وہ تو پھر بھی ایک حد تک قابل عفو ہین۔ بلکہ یہ رونا اون اشخاص پر ہے جو ان علوم وفنون جدیدہ کے اشتغال کے سبب سے علوم دینیہ کے تارک نہین ہوے ہین بلکہ صرف اس خیال سے اسکو حاصل نہین کرتے کہ اونکے زعم ناقص مین ان علوم کا حاصل کرنا سراسر مضر اور موجب نقصان رسان ہے۔ بلکہ وہ تو ان علوم کو اسقدر ذلیل سمجھتے ہین کہ اونکے خیال مین اسکے حاصل کرنے سے انسان شرف انسانیت سے گذر کر قالب حیوانیت مین داخل ہوجاتا ہے۔

ہمارے اس بیان کو ممکن ہے بعض طبایع مبالغہ پر محمول کرین لیکن جنھے ایسے حضرات کی صحبت اختیار کرکے یہ امور معلوم کیے ہین اور اگر زمانہ کی موجودہ حالت پر نظر کو وسیع کرکے دیکھا جاے تو ہمارا ایک ایک حرف سے اتفاق کرنے مین کسی صاحب کو باک نہ ہوگا۔

یہ رونا تو عام اہل اسلام اور کل اسلامی عالم کے متعلق تھا لیکن ہم شیعونکی حالت علوم دینیہ کے بارے مین بہ نسبت دیگر اسلامی فرقون کے اور بھی پست ہے اور اس فرقہ مین ان علوم کا زوال سب سے زیادہ ہو رہا ہے کیونکہ دیگر اسلامی فرقے تو اکثر جگہ بڑے بڑے مدرسے جاری کرکے دار العلوم قایم کرکے۔ یا مختلف اور متعدد انجمنون۔ خانقاہون یتیم خانون چھوٹے چھوٹے مکتبون۔ مسجدون۔ وغیرہ کے ذریعہ سے اپنے علوم کو زندہ کیے ہوے ہین اور اونکے افراد کی ایک معقول تعداد اسکے اشاعت حفاظت اور ترقی مین دل وجان سے کوشان رہتی ہے۔ مصلین کی عوام کماحقہ قدر کرتے ہین جسسے ان علوم کے تحصیل کیطرف لوگونکو ترغیب ہوتی

ہے اور امتنگ معاش کا کوئی عمدہ ذریعہ پیدا کر دیتے ہیں جس سے بیکار نہیں رہتے اور دوسرونکے لئے اس خیال کے قایم کرنیکی نظیر نہیں بنتے کہ انلوگون علوم دینیہ کے حاصل کرنے سے سوای دنیاوی افلاس وعسرت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ مثال کیلئے بیرونجات کی انجمن حمایت الاسلام لاہور۔ مدرسہ حمیدیہ لاہور۔ اورئینٹل کالج لاہور۔ مدرسہ نصرۃ الاسلام امرتسر۔ مدارس دہلی۔ مدارس میرٹھ۔ مدارس سہارنپور۔ مدرسہ دیوبند۔ مدرسہ فیض عام کانپور۔ مدرسہ آلہیات کانپور۔ مدرسہ احمدیہ آرہ وغیرہ وغیرہ جیسے لاتعد علمی درسگاہون کو چھوڑ آپ صرف لکھنؤ ہی مین نظر دوڑا لیجئے اور اونکے مدرسہ فرنگی محل۔ مدرسہ ندوۃ العلما۔ مدرسہ رفاہ المسلمین وغیرہ کی ترقی۔ رونق اشاعت اور اونکی طرف قوم و ملک کی توجہ اور ہمدردی کو ملاحظہ کرکے اوس سے اپنی حالت کا موازنہ فرمائے تو آپ پر کافی طور سے ثابت ہوجائیگا کہ ہم لوگ جس طرح علوم جدیدہ اور دیگر موجودہ ذرایع مین ہر قوم سے پیچھے ہین اسی طرح اپنے خاص علوم مین جنپر ہمکو اپنا ہونیکا فخر سے دعوی تھا اونکو بھی کھو کر ہر طرح دنیاوی ادبار۔ دینی فلاکت۔ قومی تنزل اور عام جہالت مین پھنس گئے

افسوس ہے سینہ ہمہ داغ داغ شد + پنبہ کجا کجا نہم

بہرکیف اس وقت دینی علوم کی افسوسناک حالت پر رونا ہمکو اصل مقصود نہین ہے بلکہ کچھ اور ہی بیان کرنا ہے جسکی تمہید کے لئے اسقدر مناسب تھا۔

مدارس شیعہ چونکہ ابھی اس قوم مین کچھ روح باقی ہے اور بالکل مردہ نہین ہوگئی ہے بلکہ خداوند عالم کے وعدہ سے تاقیامت اسکے زندہ رہنے کی امید ہے اس وجہ سے اس قریب بمرگ قوم کی نبض مین کچھ حرکت باقی ہے اور اسکے افراد مین کچھ لوگ ایسے موجود ہین جو منجملہ اور ضروریات ترقی وبقائے قوم کے اس ضروری اور نہایت اہم مسئلہ سے بھی لاپروا نہیں ہین اور اپنی پوری کوشش علوم دینیہ کے زندہ رکھنے اور احکام شریعت کے پھیلانے مین صرف کرتے رہتے ہین۔ علما کا گروہ تو اسکے حافظ ہی ہین اگر اونکی کوشش نہ ہوتی تو آج یہ علوم زندہ ہی کیون رہتے۔ مگر ہماری قوم مین بعض دریا دل رئیس بھی ابھی ایسے موجود ہین جو اسوقت قوم کے حق مین مسیحائی کر رہے ہین خصوصاً جناب آنریبل راجہ علی محمد خان بہادر کے سی۔ آئی۔ ای جنکی ذات سے مدرسہ اسلامیہ لکھنؤ کا وجود باقی ہے جناب مرزا محمد عباس صاحب بہادر جنکی ذات سے مدرسہ

مشارع الشرایع لکھنؤ اپنی قدیمی شان و شوکت سے جاری ہے جناب نواب سید الطاف حسین خان صاحب بہادر جنکی ذات سے صوبہ بہار میں شیعوں کا پہلا اور نہایت عظیم الشان مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ قائم ہو کر شیعیان بہار کے دین و ایمان کی تقویت اور رفع ظلمت جہالت کا باعث ہو رہا ہے اسیطرح اور بھی اکثر حضرات ہندوستان میں ہیں جنکے سبب سے علوم دینیہ کا وجود ابھی ہم شیعوں میں باقی ہے۔

وقف حسین آباد لکھنؤ ان حضرات میں وقف حسین آباد کے متولی حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور انمیں بھی بالتخصیص جناب فخر قوم و ملت **آغا ابو** صاحب نادا اللہ شرفہ و جناب ڈپٹی **محمد جواد** صاحب خان بہادر زیادہ مستحق شکریہ ہیں جنکے سبب سے اسوقت بہت سے کار خیر جاری ہیں اور اکثر امور خیر زیر ریاست پیش ہو رہے ہیں۔ پہلے بزرگوار وقف حسین آباد کے متولی اور دوسرے بزرگوار اسکے سکرٹری ہیں۔ اسوقف کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ گذشتہ شاہان اودھ میں (جو سب کے سب شیعہ تھے) **محمد علی شاہ** مرحوم ایک نہایت خدا ترس۔ پابند شریعت اور دینی درد رکھنے والے فرمانروا گذرے ہیں۔ جنھوں نے بذریعہ ایک مکمل امانت نامہ کے ۲۲ نومبر ۱۸۳۹ء کو مبلغ بارہ لاکھ روپیہ اسوقت کی ہندوستان پر حکومت کرنیوالی برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کو اس شرط سے قرض دیا تھا کہ اوسکے زر منافع کا ایک بڑا حصہ ایسے امور خیر میں صرف ہو جو باعث اعانت و اشاعت مذہب فرقہ اثنا عشریہ ہو چنانچہ یہ جائداد وقف حسین آباد کے نام سے مشہور ہے اور زمانہ دراز سے بروے قانون خاص اس وقف کا انتظام زیر نگرانی صاحب کمشنر قسمت لکھنؤ ایک مقررہ جماعت کے متعلق ہے جسمیں تین ممبر خاندان شاہی سے بطور منتظم اور ڈپٹی کمشنر صاحب لکھنؤ بطور رکن وقف رہتے ہیں۔ اس وقف کیلئے گورنمنٹ کے حکم سے ایک سکرٹری بھی مقرر رہتا ہے جسکا شیعہ مذہب اور معتقد فرقہ شیعہ ہونا لازمی ہے۔ برعکس ہندوستان کے دیگر شیعہ اوقاف کے اس وقف کا مال ایک حد تک نہایت انتظام اور خوش اسلوبی سے موافق منشاء واقف صرف ہوتا ہے۔ بہت سے کار خیر جاری ہیں جسکی نظیر اور اوقاف میں مفقود ہے۔ اسوقت اون کل امور کا ذکر چونکہ باعث تطویل ہے اسوجہ سے صرف ایک امر کی مفصل حالت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور وہ عربی مدرسہ

وہ سلطان المدارس ہے جو اس وقت کے روپیہ سے نہایت شان و شوکت سے قائم اور قوم کو علم سے سیراب کرنیکا ذریعہ ہو رہا ہے۔

مدرسہ کی ابتدا ۱۸۹۲ء تک لکھنؤ میں شیعوں کے دو بڑے مدرسے نہایت کامیابی سے شیعہ اطفال کی دینی تعلیم میں مشغول تھے۔ ایک مدرسہ ناظمیہ جناب مرزا محمد عباس صاحب اور دوسرا مدرسہ راجہ صاحب۔ ان مدرسوں میں عام درسیات کے علاوہ مذہب شیعہ کے عقاید۔ فقہ۔ اصول وغیرہ کی تعلیم بھی کافی مقدار تک دیجاتی تھی۔ مگر اوسوقت بعض حضرات کی یہ رائے ہوئی کہ لکھنؤ ایسے شہر میں جو شیعہ علما کا مرکز ہے فقہ و اصول کی تعلیم اسی درجہ تک محدود نہ رہنا چاہیئے بلکہ اسکو اور وسعت دیجائے اور کوشش کیجائے کہ عراق و ایران میں جو بڑی بڑی کتابیں ان علوم کی پڑھائی جاتی ہیں اونکی تعلیم حتی الوسع یہاں ہو سکے۔ یہ تجویز نہایت معقول اور ضروری تھی۔ اس سبب سے پسند کیگئی اور اوسوقت کے سکرٹری و متولیان وقف حسین آباد کی یہ رائے ہوئی کہ اس انتہائی تعلیم کے لئے موجودہ مدارس کے علاوہ ایک نیا مدرسہ قائم کیا جائے اور وقف حسین آباد کے متعلق ہو چنانچہ سب کے اتفاق رائے سے ۱۸۹۲ء میں یہ مدرسہ حسین آباد جاری ہوا اور جناب آیۃ اللہ فی العالمین مولانا السید ابو الحسن صاحب اعلی اللہ مقامہ سے جو اوسوقت علم اصول و فقہ میں سارے ہندوستان میں فرد تھے تدریس کی زحمت قبول کرنیکو اصرار کیا گیا۔ آپنے قبول فرمایا اور ۱۸۹۵ء تک ایسے اعلی پیمانہ پر درس ہوتا رہا کہ جو حضرات عراق سے مشرف ہو آئے تھے وہ بیان کرتے تھے کہ بالکل عراق کے درس کا لطف جناب کے سبق میں حاصل ہوتا ہے۔ مگر اس سال جناب کا انتقال ہو گیا اور بعد اسکے یہ خدمت جناب مرحوم کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام جناب مولانا السید محمد باقر صاحب قبلہ کے متعلق ہوئی جو ابتک جاری ہے۔ سنہ ۱۹ء یہ مدرسہ اوسی طریقہ سے جاری رہا جس خیال اور مقصد کو پیش نظر رکھکر اسکی بنیاد قائم کی گئی تھی اور الحمد للہ کہ اون مقاصد میں بہت کچھ کامیابی بھی اسکو حاصل ہوتی رہی مگر مدرسہ کی حالت میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔

مدرسہ کا عروج حسن اتفاق کہئے یا مدرسہ کی خوش قسمتی کہ اس زمانہ میں جناب آغا ابو صاحب زاد اللہ حسناتہ میں قابلیت اور خوبی انتظام کا مادہ پاکر گورنمنٹ نے وقف

حسین آباد کا متولی مقرر کیا۔ آپ کا تقرر یون تو وقف کیلئے عام طور پر بہایت مبارک اور مفید ہوا مگر خاصکر عربی مدرسہ کیلئے تو آب حیات ہوگیا چونکہ آپ خود بھی عربی علوم اور دینیات کی تکمیل کرچکے ہین۔ اسکی لذت چکھ چکے ہین اور اسکے فوائد و منافع سی کماحقہ واقف ہین اسوجہ سی آپنے سب سے عشتر اور سب سے زیادہ توجہ مدرسہ کی جانب مبذول فرمائی۔ اسکے امور اور نظام پر کامل طور سی غور کیا۔ اور اسکی ترقی اور عروج مین ہمہ تن مشغول ہوگئے اور سب سے پہلے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اس مدرسہ کی تعلیم کو صرف اعلی درجہ پر محدود نہ رکھنا چاہئے بلکہ اسکو اسقدر وسعت دیجائے کہ ابتدائی درجات سے لیکر انتہائی مراتب تعلیم تک طلبہ کو کسی دوسری جگہ کی احتیاج باقی نہ رہے۔ جناب آغا صاحب ممدوح کی یہ راے بہایت صائب اور مناسب مصالح وقت تہی۔ کیونکہ دوسرے مدرسونکی طرفسے اطمینان کامل نہ تھا۔ جناب آغا صاحب کی یہ تحریک کہ مدرسہ کو اور وسعت دیجائے بہایت ضروری اور آیندہ خطرہ سے بچانیوالی تھی اور چونکہ وقف حسین آباد سی بہتر اور بڑا کوئی سرمایہ ایسی دینی تعلیم گاہ کیلئے صوبہ متحدہ مین موجود نہین اس سبب سے اس مدرسہ سی زیادہ کسی مدرسہ کے استقلال اور دیرپا قیام کی امید نہین ہوسکتی لہذا اس تحریک سی عام طور پر اتفاق کیا گیا اور سنہ ۱۹۰۰ء سے مدرسہ کے معینہ مصارف کے علاوہ **نوسوتیس** روپیہ جدید اضافہ منظور ہوا اور سب کی راے سی مدرسہ کی نگرانی اور جملہ نظم و نسق جناب آغا صاحب کے سپرد کی گئی۔

جسکا نتیجہ ہوا کہ جناب ممدوح نے (۱) ایک جدید درجہ تعلیم ابتدائی کا قایم کیا (۲) ایک کتب خانہ متعلق مدرسہ قایم کیا (۳) عمارت و فرش وغیرہ کی درستی فرمائی۔ بعد اسکے باطمینان مزید انتظامات ذرایع ترقی مدرسہ مین مشغول ہوئے اور کچھ ایسی دلسوزی آپنے اسمین فرمائی کہ تہوڑے ہی عرصہ مین مقامی حکام کو بھی مدرسہ کی عمدگی کا مزید علم ہوا کہ ہر طبقہ کے اشخاص مین اس مدرسہ پر اعتبار اسکی جانب سی اطمینان اور اسکی ترویج کا خیال پیدا ہوا سنہ ۱۹۰۱ء مین مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر حال جج ہائیکورٹ الہ آباد نے لڑکونکا امتحان لیا جسکے عمدہ اور اعلی درجہ کے نتیجہ سے خوش ہوکر مقامی حکام نے سالانہ مصارف مدرسہ مین ایک ہزار روپیہ سالانہ اور اضافہ کرنیکی اجازت دی۔

سنہ ۱۹۰۲ء مدرسہ کے اس قلیل عرصہ کی ایسی اعلیٰ کامیابی اور اوسکے خوشگوار و مفید نتیجہ سے جناب آغا صاحب کو جو کچھ خوشی نہ حاصل ہوتی تھوڑی تھی۔ ان کامیابون اور نتائج نے آپکے دل کو اسقدر بڑھا دیا کہ اب آپنے اپنے کو ہمہ تن مدرسہ کیلئے وقف کر دیا اور مدرسہ کی ترقی مین پوری کوشش صرف کرنے لگے۔ درسیات کی انتہائی کتابون کے درس کیلئے بڑی کوشش و محنت سے جناب عمدۃ العلماء الکرام مولانا السید عابد حسین صاحب قبلہ متوطن بھیکپور ضلع سارن کو جو شہر مظفرپور مین بعہدہ امامت جمعہ و جماعت مقیم تھے طلب فرمایا اس کامیابی پر جناب آغا صاحب اور نیز مدرسہ حسین آباد جہانتک فخر کرے کم ہے کیونکہ آپ شہر مظفرپور مین بکمال عزت و احترام قیام پذیر تھے اور وہانسے تشریف آوری اگر محال نہین تو مشکل نہ ضرور تھی۔ بہرحال اب مدرسہ مین تین درجہ ہوگئے۔ مگر جناب آغا صاحب کی دینداری اور ایمانی اخلاص نے گوارا کیا کہ ایسے متبرک اور دینی مدرسہ مین تین ایسی منحوس تعداد کے درجہ اور مدرس ہین لہذا آپنے کوشش فرماکر سنہ ۱۹۰۴ء تک دو درجہ اور اضافہ کر دیئے جن مین چھوٹے بچون کے تعلیم کا معقول انتظام ہوگیا۔

تعداد درجات اور مدت تعلیم

غرض اب موجودہ حالت مین مدرسہ مین چھ درجہ ہین مگر درجون کے چھ ہونے سے یہ دھوکہ نہ پیدا ہو کہ یہ درجے بھی مثل انگریزی اسکولون کے ہین اور صرف چھ سال مین لڑکے یہان پڑھکر فاضل ہو جاتے ہین ایسا نہین ہے بلکہ درجون کی تقسیم اسطرح ہے کہ بہ اختلاف جماعت درجہ پنجم مین جو سب سے چھوٹی درجہ ہے تین سال کی تعلیم ہوتی ہے اسیطرح درجہ چہارم مین بھی تین سال۔ اور درجہ سوم مین بھی تین سال درجہ دوم مین چار سال اور درجہ اعلیٰ مین پانچ سال مقرر ہین۔ اسطرح کل درجون کی تعلیم کا زمانہ اٹھارہ سال ہوتا ہے۔ تیرہ سال مین قاعدہ بغدادی سے درسیات کی انتہائی کتابین اور فقہ و اصول فقہ کی ضروری ہوتی ہین جنکی مدت پانچ سال ہے۔

مدرسہ کے طلاب

طلاب کی تعداد اسوقت ۸۱ ہے جو میرے خیال مین ہندوستان بھر کے شیعہ درسگاہ مین سب سے زیادہ ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہ اور بھی زیادہ خوشی اور اطمینان کا امر ہے کہ اس مدرسہ مین ایسے ایسے مقامات کے طلبہ آکر تحصیل علم کرتے ہین جہان گمان بھی نہین ہوتا۔ علاوہ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ۔ صوبہ پنجاب۔ بنگال بہار کے تبت

بربرہ۔ کشمیر۔ وغیرہ ایسے دور دراز مقامات تک طلبہ بھی زحمات سفر اور صعوبات غریب الوطنی برداشت کرکے علم دین کی تحصیل کیلئے روزانہ آتے رہتے ہین اور سردست ایسے طلاب کی ایک ایسی معقول تعداد یہان موجود ہے جس سے مدرسہ کا حسن انتظام۔ اور مفید تعلیم مفید ترین ظاہر ہے۔ جو طلاب کہ اس مدرسہ سے فراغ حاصل کرچکے ہین اونکی بھی معقول تعداد ہے اور اونکا بڑا حصہ ہندوستان کے مختلف شہرون اور دور و دراز مقامات پر دولت علم دین سے مومنین کو مستفیض کرکے اونکی جہالت کو دور اور ایمان و شریعت کی اشاعت کرنے مین مشغول ہین بعض حضرات مشن کی خدمت بھی بجالا رہے ہین جسکے ذریعہ سے مومنین کی تعداد مین اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے مگر افسوس ہے ایسے حضرات النادر کالمعدوم ہین اور اس خدمت کو ان دنون زیادہ تر تنہا یہی اخبار و رسالے ہی پورا کر رہے ہین۔

وظائف ایک خوبی اس مدرسہ مین ایسی ہے کہ اس کے سبب سے بھی یہ مدرسہ سارے مدارس لکھنؤ پر فوق لیگیا وہ یہان کے وظائف ہین۔

اس فرقہ کے افلاس کی حالت کسی سے مخفی نہین جس سبب سے سیکڑون غریب لڑکے اور ہزارون یتیم بچے۔ اپنی قوم مین کوئی سامان پرورش نہ پاکر یا تو کسی عیسائی۔ آریہ۔ سنی یتیم خانون کی زیب و زینت ہو رہے ہین یا بھیک مانگ کر اپنے پیٹ کو پالتے ہین اور قوم مین مفلسین اور جہال کی تعداد کے اضافہ کا ذریعہ بن رہے ہین۔ انہین مین ایسے ایسے دربے بہا بھی ہین کہ اگر وہ تعلیم دئے جاتے تو اسوقت ہماری فرقہ مین مثل ستارون کے چمکتے رہتے۔ اور انہین مین وہ انمول جواہر بھی ہوتے ہین کہ اگر اونکی حفاظت کیجاتی اور وہ کسی مفید کام لگائے جاتے تو اپنے قوم کے نام و نمود کے باعث اور اپنے فرقہ کے افلاس دور کرنیکا ایک حد تک ذریعہ ہوتے۔ مگر افسوس ہم مین روپیہ نہین اور اگر کچھ روپیہ ہے بھی تو اوسکا عمدہ اور ضروری مصرف نہین معلوم۔ ہمارے فرقہ کے امرا و روسا ہمت۔ قومی درد۔ اور اپنے افلاس کے نظارہ سے متاثر ہونے والا دل نہین رکھتے ورنہ ابھی بھی ہماری حالت ایسی نہین گذری ہے کہ جہان سو پچاس شیعہ ہون وہان شیعہ بچون کیلئے ایک تعلیم گاہ قایم کرنا چاہین اور نہ کرسکین۔ اگر ہم مین سے کسی صاحب کو قومی امور سے دلچسپی ہوتی ہے اور وہ کچھ خرچ کرتے بھی ہین

تو دوسروں کے گھر بھرنے کیلئے جسپر ہر وقت بہت فخر اور مسرت ہوتا اور ہوتے ہیں۔ اور اپنی قوم کی
نسبت میں وہ یہی کہتے ہیں کہ جہانتک اس سے حاصل کیا جاوے اوسیقدر اونکے حق میں باعث خیر و
برکت ہے بعد اور رسول کی خوشنودی کا ذریعہ۔ اور قوم کے حق میں بھی مفید ہے۔

بہرکیف رہ سا قوم کی پست ہمتی اور زمانہ کے انقلاب کو معاینہ کرکے **وقف حسین آباد کی**
متولی حضرات زیادہ تر اس طرف متوجہ ہوئے کہ جبتک طلبہ کو معاش کا کوئی قابل اطمینان
سامان نہ ہوگا اوسوقت تک دینی تعلیم کے اشاعت کی ہر قسم کی کوشش فضول اور محنت رائیگان ہے
چنانچہ اس غرض کو پورا کرنیکے لئے ایک کافی مقدار وقف سے منظور کرائی گئی جس سے لائق اور محنتی
طلبہ کو مختلف درجہ کے وظائف دئے جاتے ہیں۔

گو لکھنؤ کے اور مدارس میں بھی وظیفہ کا ضروری طریقہ رائج ہے مگر حسین آباد کے وظیفہ کو اور مدارس
کے وظیفوں پر کئی حیثیت سے امتیاز حاصل ہے۔

ایک تو یہ کہ جو مقدار **وظیفہ** کی اس مدرسہ میں صرف ہوتی ہے وہ کسی دوسرے مدرسہ میں صرف
نہیں ہوتی (اس زمانہ میں ایک سو تین روپیہ ماہوار صرف اس مد کا صرف ہے) دوسرے یہ کہ
طلبہ کو جس مقدار تک یہاں وظیفہ دیا جاتا ہے اوس مقدار تک کسی دوسرے مدرسہ میں نہیں
ملتا مثلاً اس مدرسہ میں عـــہ روپیہ ماہوار تک وظیفہ ملتا ہے حالانکہ دوسرے کسی مدرسہ میں [illegible]
روپیہ ماہوار سے زیادہ کسی طالب العلم کو نہیں ملتا۔ اور سب سے زیادہ وجہ ترجیح یہ ہے کہ دیگر مدارس
طلبہ کی محنت اور قابلیت پر تقرر وظیفہ موقوف نہیں ہے بلکہ خارجی اسباب سے لڑکوں کو اسکے حاصل
کرنے میں کامیابی ہوتی ہے جسکا بہت برا اثر طلبہ پر یہ ہوتا ہے کہ وظیفہ کیطرف سے مطمئن ہو کر وہ زیادہ
محنت کرنے اور اپنی استعداد کو دوسرے لڑکوں سے بڑہانے سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں اور اس طرح
کا مقرر شدہ وظیفہ اونکے لئے آیندہ راہ ترقی میں سدراہ بنتا ہے جس سے اور طلبہ میں بھی برا اثر پڑتا ہے
نیز اکثر حضرات خارجی ذرایع سے ترقی وظایف میں کامیاب ہوتے ہیں جس سے مستحقین محروم رہتے ہیں
مگر خدا کا شکر اس مدرسہ میں ایسے طریقہ کی غلطی سے مدرسین و مہتممین متنبہ ہو گئے ہیں جس سے یہان
کسی قسم کی ذاتی خصوصیت۔ کوئی سعی۔ کیسی ہی سفارش اسمیں کارگر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ عام قاعدہ
کے مطابق کل وظیفہ کا دارومدار محنت۔ قابلیت۔ اور استعداد پر ہے۔ جبکی یہ صورت نہایت معقول

اور پسندیدہ ہو کہ سالانہ امتحان نہایت احتیاط سے لیا جاتا ہو اور جو لڑکے (۷۰) ستر فیصدی نمبر حاصل کرتے ہین اونکو وظیفہ درجہ اعلی اور جو لڑکے (۵۰) پچاس فیصدی حاصل کرین اونکو وظیفہ درجہ دوم دیا جاتا ہو جس سے طلبہ کو محنت کرنیکی کیسی کچھ ترغیب و تحریص ہوتی ہو کیسی کو شکایت کی گنجایش نہین رہتی۔ اور وظیفہ حاصل کرنیکے لیے جو محنت وہ کرتے ہین اوس سے اونہین علمی قابلیت و استعداد بہت کچھہ ترقی رہتی ہو۔

پرورش طلبہ کی ایک دوسری صورت

معاش طلبہ کی یہ صورت اوسوقت پیدا ہوتی ہے جب لڑکے سال بھر محنت کرکے امتحان مین قابل استحقاق وظیفہ کامیابی حاصل کرین۔ مگر جو لڑکے نو وارد ہوتے ہین۔ یا بیماری سے ویسے نمبر نہین لا سکتے۔ یا اتنے کمسن ہوتے ہین کہ آخری درجہ پنجم (جسکے طلبہ کیلئے وظیفہ نہین ہی) کے سواے کسی درجہ مین داخل نہین ہو سکتے انکے لیے علیحدہ ایک مقدار مقرر ہو جس سے انکو کہانا دیا جاتا ہے اور حسب ضرورت کپڑہ کا بھی بندوبست کر دیا جاتا ہو۔ تاکہ انکے تحصیل علم کا مانع باقی نہ رہجائے۔

دار الاقامہ

چونکہ اکثر طلبہ بیرونجات کے ہوتے ہین اور دور دور دراز مقامات سے آتے ہین جو شہر سے نا آشنا نہ اتنی حیثیت کہ مکان بکرایہ لے سکین لہذا محسنین قوم منتظمان وقت نے ایک عالیشان مکان وسط شہر مین کرایہ پر لیا ہے (اور عنقریب طلبہ کیلئے بورڈنگ ہاؤس کی خاص عمارت بننے والی ہے) جسمین ہر قسم کے آرام و آسائش کا سامان جو ایک بورڈنگ کیلئے ضروری ہو وہ سب نہایت اہتمام اور خوش اسلوبی سے پورے کیے گئے جس سے ہر طرح مطمئن ہوکر اطمینان سے پورا وقت پڑھنے اور تحصیل علم مین صرف کرین۔ اور جناب مولوی سید سخاوت حسین صاحب ساکن [illegible] ضلع فیض آباد "جو" سپرنٹنڈنٹ مقرر کیے گئے ہین جسے ممدوح حسبۃ للہ اس خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین کہ تمامی طلبہ راضی اور خوش ہین ممدوح کے یہ مساعی جمیلہ بھی ایک حد تک اس مدرسہ کی ترقی اور اشاعت مین محرک قوی ہو۔

گورنمنٹ اور مدرسہ

اس مدرسہ کو یہ خصوصیت بھی خاص حاصل ہو کہ اس مدرسہ کا تعلق گورنمنٹ سے ہے کیونکہ یہ وقف گورنمنٹ کے زیر نگرانی ہے اسی سبب سے مدرسہ کے اکثر اہم امور بھی گورنمنٹ کی اعانت سے طے ہوتے ہین۔ اور یہ ہم شیعونکے لیے بڑی خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ کو ابتدا سے اس مدرسہ کے ساتھ دلچسپی رہی جسوقت یہ مدرسہ قایم ہوا اوسوقت

اس سے مصارف کیلئے نہایت ہی محدود سالانہ ملتا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ اسکی ضرورتین بڑھتی گئیں اور گورنمنٹ نہایت فیاضی سے اسکے مصارف مین اضافہ کرتی گئی چنانچہ اسوقت قریب پانچسو روپیہ اس مدرسہ مین صرف ہوتا ہے۔

دوسری توجہ گورنمنٹ کی اس مدرسہ پر اس بات سے ظاہر ہے کہ بعض حضرات نے لفٹنٹ گورنر بہادر سے ظاہر کیا کہ حسین آباد **انگریزی اسکول** مین چودہ ہزار روپیہ سالانہ اس وقف سے صرف لیا جاتا جو خلاف **منشاء واقف** ہے۔ لفٹنٹ گورنر بہادر نے بعد تحقیقات مناسبہ اس اظہار کی تصدیق فرماکر **اسکول** کو حسین آباد سے علیحدہ کردیا اور اسکول کی عمارت کو لیکر تیس **ہزار روپیہ** عربی مدرسہ کی عمارت بنوانے کو عنایت فرمایا اور اس توفیر سے کہ چودہ ہزار سالانہ کی بچت علیحدگی اسکول سے ہوئی۔ اوسمین سے بھی ایک **کافی** مقدار سالانہ مصارف عربی مدرسہ مین اضافہ کرنیکا وعدہ حتمی فرمایا ہے۔ عمارت **عربی مدرسہ** کی تعمیر کے بعد اسکا بھی وعدہ فرمایا کہ ایک بورڈنگ ہاوس اسکے لئے بنوا دینگے۔ ان امور سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کی نظر عطوفت کسقدر جب اس مدرسہ پر مبذول ہے۔ ڈپٹی **کمشنر بہادر** لکھنؤ اس وقف کے مشیر رہتے ہین۔ اور مدرسہ کے معاملات کو بہت توجہ سے سنتے اور اسکے ہر مفید مسئلہ مین کافی حصہ لیتے ہین چنانچہ سنہ ۱۹۰۲ء مین جب متولیون نے مدرسہ جاری کرنیکی تجویز پیش کی تو اوسوقت کے کمشنر صاحب لکھنؤ نے متولیون کی رائے کو دل سے پسند کیا اور مدرسہ کے اجراء کی نہایت زور سے تائید کی سنہ ۱۹۰ مین مسٹر ہارڈی صاحب کمشنر لکھنؤ نے طلبائے حسین آباد کو انعام تقسیم کرتے وقت اس مدرسہ کو ترقی دینے اور وسیع کرنیکی خاص طور پر تحریک کی اور اسکی امید ظاہر کی کہ عنقریب اہل اسلام کی توجہ سے یہ عربی مدرسہ ایک عالیشان عربی **یونیورسٹی** ہوجائیگی۔ آپکی اوسوقت کی تقریر نہایت مبسوط اور قابل دید ہے۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ فوراً ایک بڑی **رقم سالانہ** مصارف مدرسہ مین اضافہ کیگئی اور مدرسہ نہایت تیزی سے ترقی کرنے لگا۔ یہین تک آپکی ہمدردی نہین ختم ہوئی بلکہ آپکے مرضی جناب مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر الہ آباد ممتحن بلائے گئے جنہون نے طلبہ کا امتحان لیا جسکے خوشگوار نتیجہ سے کمشنر صاحب بہت کچھ مطمئن ہوگئے اور اونکی ہمدردی اور بڑھ گئی آپکے بعد سنہ ۱۹۰۳ء مین مسٹر [illegible] صاحب بہادر کمشنر نے اپنے ہاتھ سے مدرسہ کے کامیاب طلبہ کو

انعام تقسیم کیا اور مدرسہ کی کامیابی پر بڑی مسرت اور آیندہ ترقی کی امید ظاہر کی۔ اور عربی
مدرسہ کی بلڈنگ کی جو بیحد ضروری تھی عمدہ عمارت بننے کی تجویز کی چنانچہ اسکے بعد سے ایک بڑی رقم
سالانہ مصارف میں حصہ ملنے لگی اور مدرسہ اور بھی زیادہ ترقی کرنے لگا۔ مسٹر مجسٹریٹ۔
ڈپٹی کمشنر۔ اور کمشنر بہادر لکھنؤ کی دلچسپی اور ہمدردی کے جو واقعات تو بہت ہیں کہاں تک
بیان کیا جائے۔ اس سے بھی زیادہ خوشی کا باعث یہ ہے کہ صوبہ متحدہ کے جتنے لفٹنٹ گورنر بہادر
مقرر ہوتے ہیں سبکو اس مدرسہ سے خاص دلچسپی اور دلی ہمدردی ہوتی ہے۔ سر لاٹوش
بہادر سابق لفٹنٹ گورنر کو مدرسہ سے اسقدر ہمدردی تھی کہ سنہ ۱۹۰۴ء میں ایک مرتبہ پرائیوٹ
طور پر مدرسہ کو ایسے وقت معائنہ کیا جبکہ طلبہ مشغول درس تھے اور طریق درس دیکھکر بہت
پسندیدگی ظاہر کی۔ بعد اوسکے سنہ ۱۹۰۵ء میں بوفور مسرت سے جلسہ تقسیم انعام کی صدارت قبول
کی اور اپنے ہاتھ سے طلبہ کو انعام تقسیم کیا۔ انعام دیتے وقت متبسم ہوتے جاتے تھے۔ بعد اوسکے ایک
طولانی تقریر فرمائی جس میں عربی علوم کے تحصیل کی ضرورت۔ اوسکے فوائد۔ اوسکی خوبیاں
مدرسہ عربی حسین آباد کے وجود کی ضرورت۔ اسکی ترقی کے اسباب وغیرہ پر بہت بحث کی
اور اس مدرسہ سے اپنی دلی ہمدردی اور اسکی ترقی کی تمنا ظاہر فرمائی۔ اور مبلغ پانچ سو
روپیہ اپنے جیب خاص سے مستحق طلبہ کو تقسیم کرنے کے لئے عطا فرمایا۔ یہی آپکی ہمدردی بس میں ختم نہیں
ہوئی بلکہ اس عطیہ کے کچھ عرصہ بعد مبلغ ڈھائی سو روپیہ پھر اپنے جیب خاص سے طلبہ کیلئے عطا کیا جس سے
اکثر مستحق طلبہ کیلئے لباس بنائے گئے۔ ان کے علاوہ بھی اکثر مواقع سے ممدوح اپنی دلچسپی مدرسہ سے
ظاہر فرماتے رہے۔ ممدوح کے بعد سر جان ہیوٹ بہادر اس صوبہ کے لفٹنٹ گورنر مقرر ہوئے اور
آپ بھی ویسی ہی دلچسپی اور ہمدردی اس مدرسہ کے ساتھ رکھتے ہیں جیسے گذشتہ لفٹنٹ
گورنروں کو تھی چنانچہ اس سال سنہ ۱۹۰۷ء میں آپنے نہایت خوشی سے جلسہ تقسیم انعام کی صدارت
قبول فرمائی اور اپنے ہاتھ سے مستحق طلبہ کو انعام تقسیم کیا۔ بعد اوسکے ایک طویل تقریر فرمائی
جس سے آپکی دلی ہمدردی مدرسہ کے ساتھ کافی طور پر ظاہر ہوتی تھی چونکہ آپکی تقریر اور اوسکا
ترجمہ شایع ہوگیا ہے اس سبب سے اوسکے بیان کرنیکی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ سر آنر کو چونکہ
پہلا موقع تھا اس سبب سے آپکو اس سے زیادہ اظہار ہمدردی کا موقع نہ ملا۔ مگر امید ہے کہ آیندہ
وقت تقسیم انعام آپ بھی اوسی ہمدردی کا اظہار فرماوینگے جو سر لاٹوش صاحب بہادر نے فرمایا۔

قربانی بھی بلکہ امید ہے کہ آپ کی ہمدردی بھی بے انتہا ہوگی۔

آخری گذارش مضمون کو طول ہوگیا اور افسوس ابھی بہت سی باتین کہنے کی رہ گئین۔ مگر اسوقت اسی قدر پہ اکتفا کرتا ہون انشاء اللہ آئندہ پھر لکھونگا۔

میری غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ وقت حسین آباد شیعون کا بہت بڑا وقف ہے جس سے یہ مدرسہ جاری ہے متولی صاحب کو چاہیے کہ اس مدرسہ سے اپنی دلچسپی ظاہر فرمائین۔ بیرونجات مین جو لاوارث بچے ایسے ہون جنکی تعلیم کا کوئی ذریعہ نہ ہو اونکو یہان بھیجین کہ الحمد للہ یہ مدرسہ ایسے بچون کو اپنے تعلیم میں لینے کو ہر وقت تیار ہے۔ مومنین کو چاہیے کہ اس مدرسہ کے حالات سے برابر مطلع ہوتے رہین۔ اسکے محاسن کی عام اشاعت کرین اسکے معائب سے اسکو مطلع کرکے اسکی اصلاح کرائین۔ مومنین اپنے بچون کو یہان بغرض تعلیم بھیجا اسکی کوشش کرین۔ تاکہ یہ دینی علوم مردہ نہونے پائین یہان سے جو لڑکے فارغ ہوکر نکلین اونکے معاش کی کوئی صورت پیدا کرین تاکہ آئندہ ہماری قوم کے لڑکے دینی علوم کے حاصل کرنے سے بیدل نہون۔ اس مدرسہ کے ترقی اور بقا کی مفید تجاویز سے اسکو مطلع کرین تاکہ یہ ترقی کرتا رہے۔ غرض یہ مدرسہ قوم کا ہے اور قوم ہی اسکی مالک ہے جہانتک وہ اسکی طرف توجہ کریگی اوتنی ہی اسکے فوائد وسیع ہوتے جائینگے اور اگر قوم توجہ کرے تو اس مدرسہ کے مذہبی یونیورسٹی ہوجانے مین بہت آسانی ہوسکتی ہے جسکا یہ مدرسہ ہر طرح مستحق ہے کیونکہ لکھنؤ مین ہے جو شیعون کا مرکز ہے اور ایسے وقف سے متعلق ہے جو اسکے ہر طرح کے اخراجات کو برداشت کرنے کے قابل ہے بشرطیکہ ہم چاہین۔ اور کوشش کرین۔ والسلام

راقم ابو العلا از لکھنؤ

اصلاح حق یہ ہے کہ اس مدرسہ سلطان المدارس کے خیر و برکات اسقدر ہین کہ اونکا احصا نہین ہوسکتا۔ مگر چند نقائص بھی ہین جنکی اصلاح نہایت ضروری ہے (۱) زمانہ تعلیم بہت طولانی ہے جسکا اشارہ ہے س لہذا اسپر علماء دین ایدہم اللہ کو خاص طور سے توجہ فرمانی چاہیے (۲) نصاب تعلیم بہت بڑا ہے کم طلبہ ہے جس سے زمانہ تعلیم مین بھی تخفیف ہوگی اور مدرسین پر بھی بار کم ہوگا اور طلبہ کو زیادہ فائدہ ہوگا (۳) تعداد مدرسین بہت کم ہے خصوصا درجہ دوم و سوم مین کہ کمسے کم تین مدرسین اعلی قابلیت کے اسمین اور اضافہ کرنا چاہیے خصوصا ایسی حالت مین کہ انحضرات مدرسین کو ضرورۃ غیر حاضری پر مجبور کرتی ہین لہذا اگر بجائے پانچ درجہ کے دس درجہ کیا جاے اور ہر درجہ کیلئے ایک

مدرس علیحدہ ہو اور سال کے اندر اوس درجہ کی پڑہائی ختم کر دی جائے تو نہایت مناسب ہے
جس سے مدرسین کو بھی وقت کی پابندی ہو گی اور طلبہ علوم کا وقت بھی نہ ضایع ہوگا (۴) طلبہ کیلئے
ایک دار الانشا ۔ اور ایک دار الذکر ہونا ضروری ہے کہ دار الانشا مین تحریر کی عادت ہو اور
دار الذکر مین تقریر کی ۔ (۵) صیغۂ وظائف بھی بہت کچھ ترمیم طلب ہے کیونکہ اقتصاد عموماً محمود ہے اور
طلبہ کیلئے خصوصاً جس سے محنت و جفاکشی کی عادت پڑے اور فیشن ایبل انداز نہ پیدا ہو جو انگریزی طلبہ
مین اکثر دیکھا جاتا ہے لباس مین نفاست ۔ عینک کی بلا ضرورت ضرورت ۔ کبر و نخوت جو بہت تیزی
سے طلبہ علوم دینیہ مین بھی سرایت کر رہا ہے حالانکہ سادگی مین پہلے یہ علم مقولہ تھا کہ ہم طالب العلمانہ زندگی
بسر کرتے ہین ۔ مدرسین علماء پر لازم ہے کہ طلبہ کے صرف تحصیل علم کی نگران نہ رہین بلکہ اونکے اخلاق و عادات
و اقتصاد پر بھی حکیمانہ حکومت کرین ۔ مداہنہ مسامحہ کے الفاظ کو خارج کرین (۶) درجہ اعلیٰ کے درس کا
زمانہ بھی پانچ برس بہت طولانی ہے اسمین تخفیف مناسب ہے اور ایک مدرس اس درجہ مین اور
شامل کرنا چاہیے جو اس درجہ کا بھی مدرس ہو اور نیز درجہ دوم کا کیونکہ سب سے زیادہ توجہ انھین دو درجے
مین ہے جسکے لئے مین جناب مولانا السید محمد ہادی صاحب دامت مفاخرہ کو زیادہ مناسب سمجھتا ہون
کہ وہ خود نجف اشرف کے افاضل متعلمین سے ہین ۔ اور درس و تدریس مین خاص طور سے دلچسپی اور
انہماک بھی ہے ۔

اسیطرح درجہ سوم مین خاص ایک نہایت مستعد مدرس کے اضافہ کی ضرورت ہے ورنہ بہت سے طلبہ بیدل ہو رہے ہیں
اسکے ساتھ اسکی بھی ضرورت ہے کہ مدرسہ ناظمیہ اور مدرسہ عالیہ راجہ صاحب محمود آباد پر بھی توجہ
کیجائے کیونکہ لکھنؤ مین کیا تمامی ہندوستان مین یہی تین مدرسے ہین جن سے ہماری ساری آرزوئین
وابستہ ہین مگر افسوس کہ جو آرزو تھی وہ نہین پوری ہوئی ۔

ان مدارس سہ گانہ مین سلطان المدارس واقعاً ایک ایسا عالیشان مدرسہ ہے کہ جہانتک اسپر فخر کیا جائے
کم ہے کیونکہ گورنمنٹ کی بھی اسپر نظر توجہ ہے اور جناب آغا ابو صاحب دامت برکاتہ ایسا قدر دان
علم جو خود بھی اعلیٰ درجہ کے افاضل سے ہین متوجہ ہے اور جناب مولانا السید محمد باقر صاحب دامت
برکاتہ اسکے مدرس اعلیٰ بلکہ روح رواں ہین اور جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب دامت برکاتہ
اسکے ممتحن ہین پھر اسمین کسی نقص کا رہنا ..... طالب العلمون کی حق رسی نہ ہونا کمال تعجب ہے

لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ ان نقائص پر نہایت جلد توجہ کی جائیگی۔ اور وہ صرف اسی طرح سے رفع ہو سکتی ہیں کہ مدرسین میں اضافہ کیا جائے اور وہ خاص توجہ سے تعلیم پر آمادہ ہوں۔ اڈیٹر

واقعات محرم

مسلمانوں کی دو تقریبیں عموماً ایک عرصہ سے خطرناک حالت سے انجام پاتی ہیں ایک عید الضحیٰ بقرعید جسمیں صرف گاؤکشی کی وجہ سے ہندوستان کے نصف آبادی کا مالک فرقہ ہندو ہمیشہ کچھ نہ کچھ مزاحم ہوتا ہے کیونکہ وہ گائے کو ایک قابل احترام شے سمجھتے ہیں اور اوسکی قربانی سے مذہبی خلش اونمیں پیدا ہوتا ہے جس پر بجز افسوس کوئی چارہ نہیں کیونکہ ممکن ہے بعوض گائے ۔ بز و گوسفند قربانی ہوں۔

دوسری تقریب عاشورہ کی ہے جسمیں کسی کو نہ خوشی کی جاتی ہے نہ کوئی قربانی بلکہ ایک مظلوم شہید راہ خدا کی ماتمداری ہے جسکی شہادت و مظلومیت نے تمامی بنی نوع انسانی کو جنمیں کچھ بھی ہمدردی کا مادہ ہے اپنا ہمدرد بنالیا ہندو ۔ مجوسی ۔ نصرانی سب ہی تعزیہ دار ہوتے ہیں اور شیعہ سنی کی تعزیہ داری میں تو کوئی تفرقہ ہی نہیں کیونکہ اونہیں کے رسول مقبول کے فرزند کا غم ہے۔

پھر تعجب ہے کہ اس غم میں فساد ہو۔ جبکہ کسی کو ہندو سے نہ عیسائی کو نہ مجوسی سے ۔ بلکہ شیعہ سنیوں میں فساد ہو جو بلا اختلاف عزای امام مظلوم کو اپنا مذہبی رکن ۔ اور ایمان کی علامت سمجھتے ہیں پھر نہ معلوم فساد کیوں ہوتا ہے؟ ہاں وجہ اوسکی یہ ہے کہ کچھ دنوں سے ایک فرقہ موسوم بہ وہابی پیدا ہوا ہے جو اب اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے ۔ پہلے پہل روضہ رسول پر حملہ کیا اور معاذ اللہ گنبد اکبر کا خطاب دیا پھر کربلای معلی پر حملہ آور ہوا جب سے تخت نجد حاصل ہوا تو ہندوستان میں اکثر فساد پھیلانا شروع کیا اور تعزیہ داری امام مظلوم کے مٹانے پر آمادہ ہو جسکے لئے ہزار اشتہارات شایع ہوتے ہیں اور کتنی کتابیں لکھی گئی ہیں واعظ دوڑائے گئے ہیں مگر خدائی امداد کو کون روک سکتا ہے وعدہ الٰہی ہے ناگزیر رہیگا ۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون لہٰذا معلوم ہوا کہ اصل باعث فتنہ و فساد وہی لوگ ہیں جو علانیہ شرارت کرتے ہیں کہ اپنی جانوں کو بھی تقریب سے عوام کو بہکاتے ہیں اور فساد کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جتنے اسلامی اور غیر اسلامی اخبار ہیں عاشورہ کے بعد کوئی خاص مضمون اسکے متعلق ہی ضرور شایع کرینگے کہ امسال عشرہ کیسا ہوا کہاں فساد ہوا کہاں نہیں جیسا کہ

وطن مورخہ ۱۲ فروری لکھتا ہے شکر ہے کہ اس سال محرم شریف مسلمانوں پر خیریت سے گذر گیا کہیں سے جنگ وجدل کی خبریں اس مادہ میں نہیں آئیں "

وکیل مورخہ ۱۰ فروری لکھتا ہے خدا کا شکر ہے کہ عشرہ محرم تمام اقطاع ملک میں خیریت اور امن وامان کے ساتھ گذرا اور لکھنؤ بمبئی۔ رنگون۔ کلکتہ میں بھی اس قسم کی بدمزگی نہیں ہونے پائی "

خطوط موصولہ دفتر اصلاح سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف خیریت گذری بلکہ ہر جگہ نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے اس سال عشرہ محرم انجام پایا۔

بمبئی مکرمی جناب میر غلام حسین صاحب گھڑی ساز لکھتے ہیں۔ محرم اس سال بخیر وخوبی گذرا پانچ برس کے بعد یہ پہلا سال ہے جس میں کچھ بھی فساد نہ ہوا۔ سینہ زنی کے بابت بھی گورنر صاحب نے حکم دیا ہم سب لوگوں نے کہا کہ جس طرح جو جو باتیں ہم کہیں اسکو تم لوگ قبول کرلو انشاءاللہ آئندہ سال تمہارے واسطے ہم سب کچھ اچھا نتیجہ نکالینگے سوائے گورنر صاحب نے کہا کہ راہ قدیم جو لوگ ترک کردو تاکہ خدشہ فساد جاتا رہے دوسرے سینہ زنی جو لوگ بہاتے کرتے تھے امسال بعد سو قدم کے شروع کرو سب لوگوں نے منظور کیا۔ غرض پانسو سوار ہتھیار بند پیادہ ہمراہ جلوس کے ہر روز عشرہ مقرر کئے اور بیس افسر۔ حکم یہ تھا کہ خبردار خبردار شیعوں پر حملہ کوئی شخص نکرنے پائے اور اگر کوئی شخص ایسا کرنیکا ارادہ رکھتا ہو اول بار منع کردو اگر نہ مانے تو فیر۔ ہم لوگونکی جمعیت قریب دس ہزار آدمی کے تھی خوجہ و مغل و ہندوستانی و نوابات شیعہ وغیرہ وغیرہ۔ غرض بفضلہ بہت ہی اچھا عشرہ ہوا لوگوں کا بیان ہے کہ ایسا عشرہ کبھی بمبئی میں نہیں ہوا ہمارے علماء دین بھی ہمراہ پاپیادہ تھے بہت ہی زور وشور سے ماتم وسوزخوانی وغیرہ وغیرہ رہی۔

فیروزپور پنجاب مکرمی جناب سید خورشید حسین صاحب رئیس امام باڑہ لکھتے ہیں فیروزپور کا **محرم** امسال نہایت زور سے ہوا مفصل حالات آئندہ پھر لکھونگا ایک شخص دائرہ **ایمان** میں داخل ہوا ہے جو الحمدللہ۔

فتحپور بارہ بنکی جناب مولوی سید محمد زکی صاحب شیدا تحصیلدار تحریر کرتے ہیں "محرم عمدگی اور جوش سے ہوا بعض اشرار نے عوام اہلسنت کو تعزیہ داری سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر کوئی کوشش کارگر نہیں ہوئی۔ اور **تعزیہ داری** میں بہ نسبت گذشتہ کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اس سال

بھی ۹ محرم کو فتحپور میں تین لڑکیوں نے اپنی خوشی سے اصرار کے ساتھ مذہب حق اثنا عشری قبول کیا
علاوہ انکے ایک صاحب سید محمد علی شاہ نے جو فتحپور کے ایک باحیثیت اور خاندانی شخص ہیں
اور پشتینی سنت جماعت تھے چند ماہ ہوے انہوں نے مخفی طور پر مذہب حق قبول کر لیا تھا۔ ایکی محرم میں
اپنے شیعیت کا پوری طور پر اعلان کر دیا اور مجلسوں و حاضریوں وغیرہ میں جوش کیساتھ
شریک ہوئے۔ خداوند عالم ان تازہ مومنین کی مدد کرے۔ اور دوسرے اشخاص کو ہدایت
نیک عطا فرمائے۔
میں نے ایکی محرم میں اس امر کی تحریک کی کہ فتحپور کے مختصر مومنین میں بھی ایک انجمن قایم ہو جائے
جسکے اغراض و مقاصد مجالس عزا و محافل میلاد وغیرہ قائم کرنا۔ غربار مومنین کی اعانت۔
مسجد و امام باڑوں کی درستی۔ مذہبی رسائل و اخبارات کے توسیع اشاعت میں کوشش کرنا
وغیرہ وغیرہ ہوں،،
میری اس رای کو سب نے منظور کر کے مجھسے دستور العمل بنانے کی خواہش کی ہے میں انشاء اللہ
عنقریب دستور العمل تیار کرونگا اور اگر خدا نے چاہا تو ۸ ار صفر ۱۳۲۲ھ کو انجمن کا افتتاح ہو جائیگا
کیا عجب ہے کہ انشاء اللہ العزیز یہ انجمن نہایت مفید ثابت ہو۔
(نوٹ) حق یہ ہے کہ زمانہ عشرہ محرم الحرام ایک عجب جوش کا زمانہ ہوتا ہے اگر واعظین و ذاکرین
اس زمانہ میں ترویج دین میں کوشاں ہوں تو صدہا غیر مسلم اسلام لائیں اور ہزارہا مخالفین راہ
حق آجائیں مگر افسوس اس طرف توجہ نہیں کیجاتی حالانکہ عزاے امام مظلوم کا وہ فیض عام ہے کہ
ہزارہا قومی مقاصد اس سے پورے ہو سکتے ہیں۔ (اڈیٹر)
ریاست بہاولپور جناب سید علاء الحسنین صاحب لکھتے ہیں۔ اس سال بہاولپور میں
محرم خوب زور شور سے ہوا حضرت قبلہ سید حسن علی شاہ صاحب کے مکان پر دس مجلسیں خوب
دھوم دھام سے ہوئیں۔ عالیجناب حضرت مرزا محمد سلطان صاحب ذاکر منبرخوانی سے سامعین
کے دل ہلا دیتے تھے۔ میاں عبد اللہ ذاکر اور ربی بخش ذاکر زبان ملتانی سوزخوانی کرتے
تھے جس سے عجب درد پیدا ہوتا تھا۔ ذاکر صاحب ممدوح کے سننے کے واسطے اکثر رؤسا شہر آیا کرتے تھے
جنمیں بہت حصہ اہل ہنود کا ہوتا تھا۔

۹ ماہ محرم الحرام کو میاں رحیم بخش صاحب پنجابی تشریف لائے۔ انہوں نے نقشہ کربلا علی سامعین کے روبرو سے کھینچکر دکھلا دیا۔ عشرہ کے روز تعزیہ نہایت دھوم دہام اوٹھایا گیا۔ ماتم کے علاوہ مرثیہ خوانی کربلا تک ہوتی رہی۔ شام کو تعزیہ دفن کرکے واپس ہوئے پہلے جناب قبلہ میر حسن علی شاہ صاحب کے مکان پر فاقہ شکنی ہوئی بعدہ حسب طلب ڈاکٹر صاحب ممدوح کے مکان پر کہانا تھا۔ تمام ذاکر وغیرہ وہان جمع ہوئے۔ غرضکہ بہادلپور مین عرصہ ۱۲ سال گذشتہ مین یہ محرم اپنا نظیر نہین رکہتا۔

۲۵، ۲۷ محرم کو حضرات اہل سنت اپنا علم اوٹھا کر بغرض فساد مکان پر آئے مگر پولیس نے اپنا انتظام عمدہ طور سے کر دیا تھا۔ اسپر بھی ایک شخص سنی نے جو مستورات مین اگر حسب رواج شہر ماتم کرنا چاہتا تھا شاہ صاحب کے منع کرنے پر اون کے برخلاف ۲۲۳ تعزیرات ہند کی نالش کر دی ہے۔ نتیجہ سے اطلاع دیجاویگی۔

نوٹ - ریاست بہاولپور ایک سنی ریاست ہے جہان عباسی خاندان کے ایک رئیس حکمران ہین اور تعصب مین بھی ضرب المثل ہین۔ مگر عزائے امام مظلوم مین اونکی رعایا پروری بہت قابل قدر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ غم ہی ایسا ہے کہ تمامی عالم کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے۔ خدا مومنین کی توفیق کو اور زیادہ کرے۔ (اڈیٹر)

ڈاکٹر سید محمد اکبر علی شاہ صاحب سبی تعلقہ بلوچستان سے لکھتے ہین سبی مین امسال ایسا محرم ہوا کہ کبھی نہین ہوا تھا۔ علم۔ تعزیہ نہایت شان و ترک سے اوٹھایا گیا۔ سوز خوانی کو مین اچھا نہین سمجھتا مگر اعلی لوگون کی ترغیب کیلئے سوز خوانی بھی خوب ہوئی جسپر ہر طرف سے نعرہ تحسین بلند تھا اور نہایت رقت ہوئی۔ کالو حجام سکنہ سبی کا بیان ہے کہ حاجی مواحد کو مینے کہا کہ چلو تعزیہ دیکھین اسنے کہا سخت گناہ ہے۔ اتفاقا وہان گذر ہوا جہان تعزیہ تہا تو خوب رویا اور کسیطرح وہانسے ہٹنا نہ تہا اور کہتا تہا کہ یہ اکبر شاہ کی تاثیر ہے۔ غرض ایسا محرم جو سبی مین ہوا سنی۔ شیعہ۔ ہندو سب نہایت جوش سے شریک تھے۔ کسی قسم کا ڈھول تہا نہ باجا۔ اسپر مخلوق خدا کا اسقدر ہجوم تہا کہ العظمۃ للہ

تعزیہ داری ہوشیارپور پنجاب۔ اخبار وکیل نے ۲ جنوری کو بعنوان "ہوشیارپور مین تعزیہ

سازی کا اختتام" یہ خبر دی تھی کہ عید الضحی کو مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری بنے نماز عید پڑہائی پھر میان عبد العزیز صاحب پیر شرایٹ لانے تعزیہ سازی کی ممانعت پر سب سے تین بار حلف لیا کہ امسال تعزیہ سازی ایکدم موقوف ہوجاے۔ مگر کسی نے نہ موافق آواز بلند کی نہ مخالف مگر میان صاحب نے اس سکوت کو اونکا اقرار سمجھکر اعلان کیا کہ اب آپ سب نے حلف اوٹھالیا ہی اب جو حلف شکنی کریگا اسکا نام سر عام مشتہر کیا جائیگا اور وہ اسکے مخرب قوم اور مذلل اسلام تسلیم کرنے مین کسیکو چارہ نہوگا۔ مگر پہر وہی ہمدم مورخہ ۱۰ فروری لکھتا ہی "ہوشیارپور کے مسلمانون نے پچھلے دنون ترک عزاداری کی قسم کہائی تہی (غلط کیونکہ آپ خود لکھ چکے ہین یہ سب باتین میان عبد العزیز نے کہین تہین کسی مسلمان نے نہ ہان کہا نہ نا۔ مسلمانون پر یہ اتہام نہین تو کیا ہی۔ اڈیٹر) مگر وقت آنے پر وہ اس امتحان مین پورے نہ اتر سکے لیکن لکھنؤ کے اور صرف لکھنؤ کے سنیون نے زمانہ پر ثابت کر دیا کہ معقول اور مناسب طریقہ پر اگر ناشایستہ و مخرب اخلاق و افعال کے نقائص ذہن نشین کر دی جائین۔ (یعنی جبکہ لفٹننٹ گورنر بہادر حکم دین کہ چاریاری جھنڈا نہ ٹہایا جاے۔ خلفاے ثلثہ کا نام شارع عام پر نہ لیا جاے) تو سر تسلیم خم کر دینے مین انکو کبہی تامل نہوگا (کیونکہ سزا کا خوف ہے) !!

مگر ہمدم مورخہ ۱۹ فروری مین وہ ایک مضمون نگار کی تحریر شایع کرتے ہین جس سے خود اونکا منشا ظاہر ہوتا ہو جو بلاغ بہر حال یہ ہو خدا کی قدرت اور غم امام مظلوم کی تاثیر کہ جسقدر اعداے دین اس نور خدا کے بجہانے مین کوشش کرتے ہین اوسیقدر اور ترقی ہوتی ہی کاش اب بہی اہل اسلام سمجہین اور اوس بغض و عناد سے باز آئین جو خاندان رسالت سے انکے دلون مین متمکن ہی کیونکہ جسقدر وہ کوشش کرتے ہین اوسیقدر خداوند عالم اس غم کو عام اور پر اثر بناتا ہی۔

سنی ایک تازہ واقعہ۔ ایک ہندو مہاجن تعزیہ دار ہی علم بہی رکہتا تہا چونکہ وہ لڑکا مر گیا ایک مدت کے بعد جبکی منت مین یہ علم رکہتا تہا لہذا ایک فقیر مسلمان کو اوسنے علم دیدیا۔ اس سال عین عشرہ مین دوسرا لڑکا ایسا بیمار ہوا کہ مرض سمجھ مین آیا نہ وجہ معلوم ہوئی ہر چند علاج معالجہ ... کیا گیا مگر کوئی نتیجہ نہوا خود اوسنے علم کا واقعہ بیان کیا جسپر ... نے کہا کہ اب تم ... منت کرو کہ ... دفع ہو چنانچہ اوسنے نذر کی اور اوسی وقت سے افاقہ شروع ہوا دوسرے روز علم رکہا گیا اور وہ شریک ماتم ہوا۔ ... تو علم رکہینگے

ایسے صدہا واقعات ہزاروں تجربات ہو چکے ہیں کہ جو لوگ عزاداری امام مظلوم کو ترک کرتے ہیں۔ خداوند عالم اونکو کسی ایسی مصیبت میں فوراً مبتلا کرتا ہے کہ اس تعزیہ داری کی بدولت اونکو نجات ملتی ہے بہت قریب وہ وقت آرہا ہے کہ جس لکھنؤ میں سنیوں نے امسال تعزیہ داری موقوف کی ہے۔ اربعین تک وہ ایسی بلاؤں میں مبتلا ہونگے کہ تعزیہ داری زیادہ ہوگی۔

واقعات عشرۂ عاشورہ لکھنؤ

۲۹ ذی الحجہ کو ہزار سوار پولیس مقامات مختلفہ سے داخل لکھنؤ ہوئی اور یکم محرم سے ۳ محرم تک پولیس مذکور مسلح و مکمل ہو کر شاہ راہ عام و پبلک روڈ سے گذرتی اور سطوت شاہی دکھلاتی تھی ۳ محرم کو شہر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ۴ محرم کو میدان شاہ مینا پر اہل سنت کی کمیٹی ہوگی اور کمیٹی موصوف کے بانی رہبر و ہدایت رسول واعظ ہونگے ۳ محرم کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ ۴ محرم کو اہل سنت وجماعت کی دوکانات بند رہینگی منڈی بھی نہیں ہوگی اور ملازمین نے ۴ محرم کی رخصت حاصل کر لی بضرورت شرکت محرم اور دیہات میں بھی یہ خبر پہنچ گئی اکثر لوگ دیہات کے بھی آگئے ۳ محرم کو بوقت شام کوتوال لکھنؤ نے ڈپٹی کمشنر کو خبر دی ڈپٹی کمشنر موصوف نے حکم دیا کہ میدان شاہ مینا میں جو اسباب متعلق کمیٹی اہل سنت نے جمع کیا ہے اوسکو میدان مذکور سے علیحدہ کرا دو اور ۲۵ جوان پولیس معہ چند افسران کے وہاں تعینات ہوں کہ کوئی اہل سنت یا شیعہ اوس میدان میں نہ آنے پائے کوتوال نے بموجب حکم ڈپٹی کمشنر جسقدر اسباب مثل فرش وغیرہ وہاں تھا اوسکو اوٹھوا دیا اور پولیس کو وہاں مقرر کر دیا بوقت شب یعنی ۴ محرم کی شب کو ہدایت الرسول واڈیٹر النجم کو بلا کر حکم دیا کہ تمہاری طرف سے منادی ہو اسیوقت کہ کمیٹی کل نہ ہوگی چنانچہ ۱۱ بجے شب کے ڈھونڈورا ہوا کہ کل کمیٹی نہ ہوگی اور ۴ محرم کو سڑک شاہ مینا پر ہدایت الرسول کی طرف سے اشتہار مطبوعہ تقسیم ہو کہ آج کی کمیٹی بوجہ نہ فراہم ہونے بعض سامان ضروری کے ملتوی کی گئی ہم عنقریب اپنے سنی بھائیوں کو ایسا مژدہ سنائینگے جو باعث اونکی مسرت کا ہوگا اور ۴ محرم کو اشتہارات منجانب رؤسائے شہر و علمائے شیعہ جابجا چسپاں ہوئے جسکی سرخی یہ تھی کہ بخدمت حضرات شیعیان آپ حضرات احکام گورنمنٹ کو واجب التعمیل سمجھکر اونکی

پابندی کیجیے اور آپکے جانب سی قولاً یا فعلاً کوئی امر باعث دل آزاری فریق مخالف کا نہو آجکل پھر
نوین ان دو تاریخون مین علما کے جانب سی کوشش بلیغ اس امر کی کی گئی کہ کوئی شیعہ تبرا لکھکر
باعث اشتعال طبع فریق مخالف کا نہو محرم کی شام کو پولیس کو ایک کاغذ پر لکھکر دیا گیا کہ
ابوبکر عمر عثمان - ان پر جو لعنت کرے یا ان کی تعریف کرے اوسکو فوراً گرفتار کر لو اور پولیس کو
حکم ہوا تہا کہ خوب رٹ لو تاکہ موقع پر محض نام لیتے ہی تم لوگ مطلع ہو کر گرفتار کر لو ہندو پولیس کا
رٹنا اور بعض بعض کا نام بہول جانا اور رگذرگاہ کے لوگون سے دریافت کرنا شیعون کا مذاقاً تجاہل
کرنا بعذر ناخواندگی اور اہل سنت کا چشم پوشی کرنا باعث ہیجان ان سپاہیون کا ہوتا تھا جسکو
وہ اپنی زبان مین شعلہ کہا کرتے تھے یہ کیسے نام ہین جو کسی سے چلتے نہین - اہل سنت نے
عام طور پر تعزیہ نہین رکہے لیکن اکثر صاحبان سنت الجماعت اپنے تعزیہ محلہ کے شیعون کے عزاخانہ
مین رکہوا دئے کہ یہ خیر و برکت بہی ہمسے سلب نہو اور قومی مخالفت بہی نہ چہٹے ہنود کے تعزیہ -
تال کٹورہ کربلا مین گئے اور کربلائے اہلسنت جو بہول کٹورہ نام رکہا گیا ہے وہ بہیک کٹورہ
ہو گیا - حلوائیان اہل سنت و نان پزان پر زور دیا گیا کہ شیعون کے ہاتھ مٹھائی نہ فروخت کرین
نان پز آٹھوین کو شیرمال شیعون کے ہاتھ نہ فروخت کرین لیکن ان پیشے والون نے اپنے
قوم کا ساتھ نہ دیا بروز عاشورہ دوکانات اہلسنت کی عموماً بند نہین ہوئی فی صدی ۲۰
کھلی رہی اور ۸۰ دوکان بند

محسن لکھنوی

سرکلر گورنمنٹ ممالک متحدہ پر سنی اخبارونکی رائے

گذشتہ نمبر میں ہم خلاصہ حکم ہز ہنر لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ و اودہ لکھ چکے ہین کہ کس
انصاف پسندی سی آپنے عادلانہ تجویز صادر فرمائی ہے جسپر اخبار وطن مورخہ ۱۲ جنوری رقمطراز ہے
لکھنؤ مین شیعہ و سنیون کے باہمی اختلافات مٹانے اور ان مین چند سال سی جو سخت نزاعات
بڑہ گئی تہین - اُن کے دفعیہ کی مناسب سفارشین کرنے پر حسب الحکم گورنمنٹ صوبجات متحدہ جو کمیٹی دو
یوروپین - دو ہندو اور دو دو ہر ایک فریق متخاصمین کے ممبرون کی بیٹھی تہی - اس مین بدقسمتی

سے پہلے ہی بسم اللہ یہ غلط ہوئی کہ سنیون کے دونون معزز ممبران نے بظاہر اپنی مصروفیت کا عذر لکھکے شرکت کمیٹی سے معافی مانگ لی۔ اور اُن کی جگہ دو دیگر سنی قائم مقام لئے گئے۔ جن مین سے ایک صاحب منشی اشو صاحب بیرسٹر ایٹ لا ایک جلاس مین شریک رہکر علیحدہ ہو بیٹھے۔ اور دوسرے سنی مولوی عبد الشکور صاحب ایڈیٹر النجم آخر تک تنہا ڈٹے رہے۔ مولانا کا شریک کمیٹی ہونا اس اعتبار سے تو بہتر تہا کہ وہ اپنے فریق کے سرگرم قائم مقام تھے۔ لیکن چونکہ وہ اُس ناگوار مخالفت کے رکن رکین رہچکے تھے۔ اسلئے ان کا کمیٹی مین لیا جانا مناسب نہ تہا بہرحال ع الخیر فی ما وقع کمیٹی نے کام ختم کیا۔ اور اچھی طرح تمام امور متنازعہ کا حال قلم بند کر کے مع گواہیون اور فریقین کی قانونی بحثون کے گورنمنٹ کی خدمت مین رپورٹ ارسال کر دی۔

ہز آنر سر جان ہیوٹ صاحب بہادر کی گورنمنٹ نے سنی جماعت کے سرغناؤن سے حسب توقع مدد نہ ملنے پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ اور کمیٹی کی رپورٹ پر پسندیدگی ظاہر فرماتے ہوئے اس کی موزون اور منصفانہ سفارشون کو منظور کیا ہے۔ اُن احکام کا ماحصل یہ ہے کہ جو نئی باتین چار سال کے عرصہ سے رسومات عزاداری حضرات حسنین علیہما السلام مین شامل کر دیگئی ہون۔ وہ خواہ کسی فرقہ کی طرف سے ہون۔ بالکل موقوف کر دی جائین بہرحال یہ احکام نہایت عادلانہ ہین۔ اور اگر برادران شیعہ و سنی فضول جوش مخاصمت سے باز آجائین۔ تو اُن مین وہی سابقہ میل ملاپ بحال ہو سکتا ہے جو کہ اُن جھگڑون کی ابتدا سے پہلے قائم تھا۔ اور چونکہ محرم کے ایام نہایت قریب ہین۔ اس لئے امید ہے کہ ہر دو فریق کے بااثر اصحاب اپنے ہم شہریون کو امن و سکون اور صلح و سنائی سے کام لینے کی ترغیب دلاتے رہینگے۔

اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ گورنمنٹ کا فیصلہ کیسا عادلانہ اور منصفانہ ہے کہ خود اہلسنت بھی اس سے راضی اور خوشنود ہین۔

اخبار کرزن گزٹ مورخہ یکم فروری لکھتا ہے گورنمنٹ لکھنؤ نے اسبات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ لکھنؤ مین سنی جب تعزیے نکالین تو تعزیون کے ساتھ راشدین صحابہ کی مدح مین اشعار نہ پڑہین گورنمنٹ کا خیال ایک حد تک سچا ہے کہ جب سابق زمانہ مین یہ دستور نہین تھا تو یہ بدعت اب کس غرض سے نکالی گئی ہے دوسرے فریق کے ساتھ چھیڑ چھاڑ معلوم ہوتی ہے اور یہی چھیڑ چھاڑ سر پہٹول اور بلاؤن کی جڑ ہے جبکہ گورنمنٹ امن عامہ کی ذمہ دار ہے تو وہ کبھی ایسی بدعت کے جاری رکھنے کا حکم نہین دیسکتی۔ بدنصیب اور

ور لایعقل سنیون کیلئے یہ آسمانی تازیانہ ہے بشرطیکہ وہ نصیحت اس سے حاصل کرین۔ یہ جلد از
کرزن گزٹ کی حالت مسلمانونکو معلوم ہے کہ بنا، فساد مین اگر اسکا تبرا ول نہین ہے تو دوم مرد
تاہم اس فیصلہ سے اوسکی رضامندی کیسی بدیہی ہے۔

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۹ جنوری راقم ہے۔ لکھنؤ مین جو سنی۔ شیعہ مین تنازع تھی جسکی بابت سرکاری مشترکہ کمیشن تجویز ہوئی تھی۔ لفٹننٹ گورنر نے اوسپر حکم صادر فرمایا ہے کہ ایام محرم مین سنی جو ایک نظم "چاریاری جھنڈا" کی پڑھتے ہین نہ پڑھین۔

اخبار شحنۂ ہند وطوطی ہند مورخہ یکم و ۸ فروری راقم ہے۔ جب کمیشن کا کوئی فیصلہ لکھنؤ والون نے سنا تو گورنمنٹ نے سرکلر جاری کیا کہ نئی بات نہونے پائیگی یعنی سنیون نے جو شیعہ کی حرات اور اشتعال دلانیکو بمقابلہ تعزیون اور علمون وغیرہ کے چاریاری جھنڈے پارسال نکالے تھی اد۔ باہم سر پھٹول ہوئی تھی اب وہ نکلنے نہ پائینگے۔ سنیون نے اسپر لمبے لمبے منہ بنائے اور ایک مجمع کے سرکلر سے ناراضی ظاہر کی۔

یہ اون اخبارات کے اقتباسات ہین جو باستثنار وطن سب مذہبی اخبار ہونیکے مدعی ہین اور تعصب کے پھیلانے والے مگر اسپر بھی یہ فیصلہ ایسا عادلانہ اور منصفانہ ہے کہ سب اس سے راضی اور خوشنود ہین۔

مگر تعجب ہے اخبار وکیل امرتسر سے جو مدعی ہے صلح کل پالیسی کا اور قومی ارگن بننا چاہتا ہے کہ وہ ایسے مواقع پر کچھ ایسا رنگ بدلتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ دیکھو مورخہ ۲۷ جنوری کہ لکھتا ہے وہ لکھنؤ کے شیعہ وسنی باشندگان کی باہمی ناراضی کے اسباب کی تحقیقات کرنے اور اسکے رفع کی تدابیر سوچنے کیلئے جو کمیشن منجانب گورنمنٹ صوبجات متحدہ مامور ہوئی تھی اسکی رپورٹ پر ہز آنر صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر کا ریزولیوشن ہفتہ گذشتہ کے لوکل گورنمنٹ مین شایع ہوچکا ہم اس ریزولیوشن پر مفصل رای زنی کسی قریبی اشاعت آیندہ تک ملتوی رکھتے ہین اور بالفعل صرف سرکاری ریزولیوشن کا ضروری خلاصہ درج کرتے ہین"۔

یہ تحریر جہان اسکی خوش آیند امید دلاتی تھی کہ آپ بھی بحیثیت اسکے کہ مدعی خیرخواہی اسلام ہین۔ اس فیصلہ سے اپنی رضامندی ظاہر کرینگے وہان ایک پہلو یہی تھا کہ شاید اس فیصلہ کے

سوتشں نمونہ جو اسکی دلیل ہوگی کہ آپ بھی اختلاف کے حامی اور فساد کے پسند کرنیوالے ہین چنانچہ مورخہ ۱۰ فروری مین لکھتے ہین۔

لکھنؤ مین چونکہ ایام محرم وغیرہ مین فضائل چاریار رضی اللہ عنہم کے پڑہنے کی ممانعت مین سرکار کی جانب سے سخت احکام جاری ہوگئے ہین لہذا سنیون نے اس سال تعزیہ داری بالکل ترک کردی نہ تو کربلا کے نہ تعزیونکے جلوس نکالے نہ روشنی دیکھنے مین شریک ہوئے اور نہ دوکانداروں نے دوکانین بند کین قصابون نے جو عاشورہ کے دن بقول ہمعصر ہندوستانی دس روپئے سیر بھی گوشت نہین بیچتے تھے۔ عام طور پر دوکانین کہول رکہی تہین۔ شہر مین عموما کاروبار ہوتا رہا۔ امن وامان بخوبی قایم رہا اور کہین کسی قسم کا جہگڑا یا فساد نہین ہوا سنیونکی خاموشی اور امن پسندی قابل تحسین ہے فضائل چاریار پڑہنے کی ممانعت سے انکا رنجیدہ ہونا ایک لازمی بات تہی۔

اس جملہ سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ صلح کل پالیسی کے حامی ہین یا تفرقہ اندازی مین ساعی ہین جو اس فیصلہ پر ناراضی ظاہر کرتے ہین اور سنیونکی ان حرکات پر اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہین۔ دوکانونکا کہلا رہنا فی الجملہ تو ضرور صحیح ہے مگر نہ اس درجہ جو بیان کیا گیا۔ کیونکہ کل دوکاندار سنی ہی نہین ہین بلکہ شیعہ بھی ہین۔ اور ہندوونکی تعداد سب سے زیادہ ہے جو اکثر عزادار بھی ہین۔ اور خریدارونکی تعداد زیادہ شیعہ روسا ہین جو عاشورہ کو خرید و فروخت قطعا ناجائز جانتے ہین پھر بجز اسکے کہ سودوسودا [illegible] خاص متعصب سنیونکی کہلی ہون ناممکن ہے کہ عموما بازار کہلا ہو۔

اس آخری فقرہ کا جواب کہ فضائل چاریار پڑہنے سے سنیونکی رنجیدگی لازمی بات تہی۔ ہم اپنی عبارت مین نہین دینا چاہتے بلکہ مولوی انشاء اللہ صاحب اڈیٹر اخبار وطن کا ایک فقرہ لکہنا کافی سمجھتے ہین [illegible] اس مرتبہ محرم مین تعزیہ داری سے باز رہے۔ کیا حصول ثواب اور ترک رسوم بے جا کے خیال سے۔ نہین بلکہ اس ضد سے کہ ان کو تعزیون کے ساتھ چاریاری جھنڈے پڑہنے کی سرکار سے ممانعت کردی گئی ہے لہذا وہ تعزیے ہی نہ اٹھائین گے۔ انصاف اور مصلحت اندیشی کی صفت مسلمانونکے چیدہ افراد مین تو ضرور ہونی چاہیے عوام مین اسکے نہ ہونیکا گلہ نہین۔ مگر خواص کے اندر اس وصف کا نہ پایا جانا بہت برا ہے چاریاری جہنڈا اور تعزیونکے ساتھ پڑہنا مین کتنی بے جوڑ بات ہے!! اگر شیعہ بھائی اپنے غلو کی وجہ سے سر راہ خلفائے ثلثہ کی شان مین کچھ برا کلمہ کہتے ہون تو سنیونکو گورنمنٹ سے انکی شکایت کرکے انسداد کرا دینیکا حق حاصل ہے۔ لیکن سنیونکو اسکے جواب مین خلفا کا تعزیہ بنا شعار ٹہرا کر شیعونکو اور بھڑکانا ہے۔ تاکہ وہ مشتعل ہو کر ان بزرگونکی شان مین جنکی عزت مسلمانون کا

قابل غور ہین کلمات نشان پر [illegible]
کاش اخبار وکیل ان فقرات پر غور کرے۔ پھر دیکھے کہ اوسکی تحریر کس حد تک قابل شرم ہے۔ ایڈیٹر

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کیلئے ہے

جلد ۱۴	بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۷ھ	نمبر ۲

جملہ مراسلات بنام مہتمم اصلاح ہونا چاہئے۔

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۲	بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۷ ہجری	جلد ۱۲

آخری اطلاع

[illegible] معروضات سابقہ مندرجہ اصلاح [illegible] پر توجہ کی ہے اوسکا شکریہ ہے بعدہ عرض کرتا ہے۔

[illegible] عرض یہ ہے کہ جن حضرات نے ابتک توجہ نہین فرمائی اونکی خدمت مین التماس ہے [illegible] قدیم پر بنظر توجہ فرمائین جسکے لئے صرف یہی دو جملہ کافی ہے۔

(۱) چندہ سالانہ [illegible] سنہ ۱۳۲۷ ہجری ۳۰ صفر تک بذریعہ منی آرڈر مرحمت فرمائین

(۲) اگر کسی [illegible] رسالہ مطلوب نہو یا وی پی کی بغیر آپکو وہ انکی منی آرڈر مین دقت ہو تو بذریعہ تحریر مطلع فرمائیں۔ بلکہ ہر حال مین نمبر خریداری ضرور تحریر ہو۔

بعد وصول زرچندہ سنہ ۱۳۲۷ ھ انعامی رسالہ ارسال الیدین بلا تاخیر روانہ ہوگا جسکے معاوضہ مین دو خریدار کا دینا ہر شخص پر لازم ہے۔

ہان [illegible] عرض کرنا ضروری ہے کہ اگر ان معروضات پر کسی قسم کی توجہ نکیگی تو [illegible] حاضر ہوگا [illegible] منی آرڈر مین [illegible] اصلاح پوسٹ آفس بازار بندی کھجوہ ضلع ساران ملک بنگال۔ پتہ لکھنا ہر طرح محفوظ ہے

نمبر شمار	رسید زر اصلاح پرنٹنگ کمپنی [illegible]		
۱	جناب حاجی سید دلدار حسین صاحب ورسیر متوطن [illegible] ضلع سارن مقیم [illegible] فتوحہ	۱	عہ
۲	جناب حکیم سید خورشید حسن صاحب موضع کوعباگرسی ضلع بارہ بنکی [illegible]	۱	عہ
۳	جناب آقا ایم محسن صاحب ۲۳۱۶	۱	عہ
[illegible]	مکرر جناب سید شرف حسین صاحب [illegible] متوطن لسونا ضلع الہ آباد ۲۰۹۴	۱	عہ
۴	جناب منشی ولایت حسین صاحب ۲۰۰۹	۱	عہ
[illegible]	مکرر جناب [illegible] صاحب ۳۲۲ [illegible]	۱	عہ

نہایت ضروری معروضہ

آج چند ضروری امور اس غرض سے لکھے جاتے ہیں کہ ان امور کے متعلق کچھ لکھنا پڑے گا تا شکایتیں رفع ہوں نہ قوم کو زحمت ہو نہ مجھے کیونکہ اس سال ضروری کام بہت سے پیش ہیں۔ لہذا اس تحریر کو بنظر غور ملاحظہ فرمائیں کہ نہایت ضروری امور گذارش کرتا ہوں۔

(۱) پہلے میں اپنی معزز قوم کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میری معروضات مندرجہ اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۱ پر قوم نے نہایت فراخدلی سے توجہ فرمائی اور ہر طرح سے ہمت افزائی کی چندہ بھی بلا طلب خاص بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمایا۔ اور جن حضرات کو کسی قسم کا عذر تھا اوس سے آگاہ کیا بلکہ خریداری بھی اکثر ہر طرح متوجہ ہیں ہر طرح آمادہ ... اضافہ خریداران میں کوشاں ہیں جس پر میں تہ دل سے شکر گذار ہوں۔ اور بجز شکریہ خشک مجھ سے کیا ممکن ہے۔

ہاں جن حضرات نے ازراہ کمال ہمدردی چندہ اصلاح بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمایا اونکا خاص طور پر شکر گذار بھی ہوں اور انعامی رسالہ رسالہ الیدین بھی ہر شخص کے پاس مع رسید بھیجا گیا لہذا جن حضرات کو یہ انعامی رسالہ نہ پہونچا ہو براہ کرم طلب فرمالیں کیونکہ یہ رسالہ اونہیں حضرات کیلئے شایع ہوا ہے اور اسکی کوئی قیمت نہیں۔ بجز اسکے کہ وہ خریدار کا نام ضرور تحریر فرمائیں کہ اصلاح کی بھی اشاعت ہو اور دین کی ترویج بھی۔

انعامی رسالہ بھی دفتر اصلاح کے مخصوصات سے ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ایک انعام شایع کرتا ہے ورنہ کسی بڑے سے بڑے معتبر اخبار کو بھی یہ بات نصیب نہیں ہے چہ جائیکہ کوئی قومی رسالہ اسکی جرات کرے کیونکہ عام طور سے اخبار و رسائل کی حالت ناگفتہ بہ ہے جسکو وہی جان سکتے ہیں جو کسی اخبار یا رسالہ کے مدیر ہوں کہ کن کن مصائب سے سامنا رہتا ہے۔

اس انعامی رسالہ کا اصول یہ ہے کہ خریداروں کی تعداد جب ہزار تک پہونچ جاتی ہے تو ایک تصنیف رسالہ شایع کیا جاتا ہے چنانچہ سب سے پہلے آبجمرہ شایع کیا گیا۔ اصلاح کے خریداروں کی تعداد جب دو ہزار ہوئی تو رسالہ البسملہ شایع کیا گیا یہی دو قدیمی انعام ہیں جو عام طور سے خریداران اصلاح کو تقسیم ہوا سنہ ۲۵ و ۲۶ میں خریداروں کی تعداد ایک ثلث کم ہو گئی جس سے تقسیم انعام کا کوئی موقع نہ رہا مگر اس خیال سے کہ اکثر حضرات انعام کے عادی اور خوگر ہو رہے ہیں۔ اور اسکی شکایت بھی نہایت سختی سے ہوتی ہے

حالانکہ دفتر کی حالت ایسی سقیم ہے کہ اسوقت تخمیناً دو ہزار کا مقروض ہے۔ مگر قوم کے رفع شکایت کیلئے یہ تیسرا انعامی رسالہ ارسال الیدین شایع کیا گیا جو اون حضرات کے پاس بہ اداے محصول روانہ کیا جاتا ہے جنکا چندہ وصول ہوتا ہے۔ اب قوم کو اپنے پرچہ پر توجہ لازم ہے جسکے لئے صرف یہی آرزو ہے کہ ہر شخص دو خریدار کا نام ضرور لکھے کہ اشاعت مین ترقی ہو۔

چونکہ ۲۲ و ۲۵ مین روانگی وی پی کا تلخ ذائقہ چکھ چکا ہون لہذا وی پی کی روانگی قطعاً موقوف کیگئی بالکل ارادہ کیا گیا کہ جسقدر نقصان ان وی پیونکی واپسی سے ہوتا ہے اوسکی عوض مین کوئی انعامی رسالہ شایع کیا جاے لہذا اگر جملہ خریداران اصلاح ۳۰ صفر تک اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمائین۔ اور ہر خریدار کم سے کم دو خریدار کا نام لکھے تو انشاء اللہ دوسری ششماہی مین ایک دوسرا انعام شایع کرون جو اپنی نوعیت مین بالکل عجیب و غریب ہے۔ روانگی وی پی مین کیا دقت ہے اسکو مین بیان نہین کرسکتا مگر اخبار وطن مورخہ ۲۹ جنوری ایک لطیفہ لکھتا ہے کہ ۲۳ فروری ۱۹۰۸ء کو مقام بالاگھاٹ ضلع ناگپور ایک وی پی روانہ کیا۔ جسپر بالاگھاٹ مین پہلی مہر ۲۳ فروری ۱۹۰۸ء کو پڑی۔ اور دوسری مہر وقت روانگی ۲ نومبر کو مگر دفتر وطن کو ۵ جنوری ۱۹۰۹ء مین وصول ہوا اماہ چند یوم بعد۔ ایسا ہی لطیفہ دفتر اصلاح کو پیش آیا [illegible] ۲۲ [illegible] ۱۹۰۹ء کو وی پی روانہ ہوا اور ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء مین وصول ہوا [illegible] وی پی ۱۹۰۹ء کے ایسے ہین جو ابھی تک نہ وصول ہوے نہ واپس آئے۔
لہذا ہمنے روانگی وی پی کو قطعاً موقوف کردی الا وہ [illegible] کہ کوئی خاص حکم ہو۔

روانگی اصلاح یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے [illegible] مضمون مین [illegible] لہذا پہلے طریقہ روانگی بیان کیا جاتا ہے [illegible] مین اگر کوئی نقص ہو تو مطلع فرمائین [illegible] دفتر اصلاح نے اختیار کیا ہے ایسا کہین بھی اہتمام نہین ہوتا۔

پہلے وہ چٹین جن پر نامونکی چھپی ہوئی ہین رجسٹر سے مقابلہ کیجاتی ہین۔ خارج شدہ اسما قلمزد کئے جاتے ہین اور جنہوں نے پتہ تبدیل کرایا ہے اونکا پتہ تبدیل کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد اصلاح کے سکٹیو پر وہ چٹین چپکائی جاتی ہین اور نمبر دار ملائے جاتے ہین پھر اڈیٹر بذات خاص بلا شرکت غیرے ہر پرچہ کو رجسٹر روانگی سے ملاتا ہے اور جانچ دیتا ہے اوسکے بعد پھر خاص محرر رجسٹر پر نظر ثانی کرتا ہے کہ اگر کسی نام پر غلطی ہو جاتی نہین پڑا ہے تو احتیاطاً دوبارہ لکھتا ہے جب سے اکثر حضرات کے پاس مکرر بھی چلا جاتا ہے۔ اور جن لوگونکے نام مینو ز

سانحہ غم جناب ماسٹر سید عبد العلی صاحب وکیل لکھنؤ کے وفات نے بعمر ۵۳ سال بید صدمہ دیا نہایت لائق اور قابل قدر شخص تھے شیعہ کانفرنس مین انکی خدمات نہایت قابل قدر رہین ۱۹ محرم کو بکیفیت علیل ناگہانی جنت ہوے
جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب مرحوم فاخر جو خاندان اجتہاد سے تھے اور فن شاعری مین عدیم النظیر تھے ۱۰ محرم کو راہی خلد برین ہوے۔ مرحومین کیلئے دعائے مغفرت فرمائین اور نماز ہدیہ میت

نہین چھپے ہین وہ لکھے جاتے ہین اور اونپر جائزہ دیا جاتا ہے۔

چونکہ ڈاکخانہ ریلوے اسٹیشن سے ۷ میل کے فاصلہ پر ہے اسلئے خاص قلی ڈاک لیجاتا ہے اور پانچو نسے زاید پرچہ ایکروز نہین جاسکتا۔ اسلئے یہ کام تخمیناً ایک ہفتہ مین انجام پاتا ہے۔

اب ناظرین اصلاح فرمائین کہ اس سے زیادہ کیا اہتمام ہوسکتا ہے اور اگر کوئی دوسری اس سے سہل اور با احتیاط ممکن ہو تو براہ کرم مطلع فرمائین۔

افسران ڈاک کی بے توجہی اب آپ یہ الزام دینگے کہ ہم ان شکایتوں پر کارروائی کیون نہین کرتے۔ اسکی یہ حالت ہے کہ پہلے اس قسم کے خطوط شکایت ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل کے یہان بھیجے جاتے وہانسے ایک فارم آتا تھا کہ تاریخ روانگی لکھو۔ نام روانہ کنندہ نام اوسکا جسکے پاس گیا۔ کیا چیز گیی کسوقت کی ڈاک مین دیا گیا۔ اسیطرح پندرہ سولہ سوالات ہوتے تھے جسکا جواب دفتر سے بھیجا جاتا اور محکمہ ڈاک سے چھ ماہ بعد یہ جواب آتا کہ کوئی پتہ نہین ملا۔ لہذا شکایت کا باب بند کیا گیا اور اب یہ آسان طریقہ نکالا گیا کہ جسکی شکایت آے فوراً پرچہ بہ ادائے محصول روانہ کیا جاے اسی قاعدہ پر اب عمل در آمد ہے۔

افسران ڈاک اگر کچھ بھی توجہ کرین تو یہ شکایت آسانی سے رفع ہوسکتی ہے کیونکہ بہت سا ہی شریر پوست مینونکی ہے جو بند خطوط یا اخبار و رسائل ایسی لوگونکو دیدیتے ہین جنسے کبھی کبھی دو تین پیسے ملجاتے ہین یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جب مین آرہ مین تھا تو اکثر دوسرے اشخاص نے اخبار و رسائل دو چار تھے۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ مکتوب الیہ کا مکان دور ہے دوسرے کسی کو جو وہان کے قریب کا رہنے والا ہے دیدیا۔ مالک مکان نہ ملا اوسکے ملازمین کو دیدیا اونہونے بے پروائی سے ڈال مکان بند پایا اوسکے در زمین ڈالدیا النسب کا مجھے بارہا تجربہ ہوچکا ہے۔

لہذا اگر افسران ڈاک ہر ایسی شکایت پر یہ کارروائی کرین کہ جس ڈاکخانہ سے شکایت آئی وہان کے پیون پر ۲ روپیہ جرمانہ کردین تو چندہی روز مین انتظام ہوجاے مگر مشکل تو یہ ہے کہ وہان شکایت پر عدالتی کارروائی شروع ہوجاتی ہے۔

طریقہ شکایت میری غرض اس تحریر سے یہ نہین ہے کہ آپ دفتر سے شکایت نہ کرین۔ بلکہ اس سے شکایت فرمائین تو نہایت انسب ہے پوسٹ کارڈ پر یون لکھا جائے۔

طریقہ تحریر حصول شکایت

(جناب من۔ تسلیم۔ اصلاح مــ جلد مجھے نہیں ملا بڈاک واپسی روانہ فرمائیں۔ نام۔ نمبر خریداری) شکایت کیلئے اسیقدر کافی ہی جسکی فوری تعمیل ہوگی نمبر خریداری مین اسکا خیال رہے کہ وہ نمبر نہ لکھا جائے جسکا تعلق ڈاکخانہ سی ہے خریداروںسے اسکو کوئی تعلق نہیں۔ مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ ہر خط مین نمبر خریداری بھی ضرور لکھا جائے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ وہانکے ڈاکخانہ سی بھی شکایت کیجائے کہ ہمارا فلان پرچہ نہین پہونچا۔ اور جب دفتر اصلاح اس مضمون کا خط جاوے کہ یہ نمبر جاچکا ہے تو اسکو نتھی کرکے افسر ڈاک کے پاس بذریعہ خط بیرنگ روانہ کرین۔

تاریخ اشاعت اب بفضل خدا امید ہے کہ اشاعت اصلاح نہایت پابندی وقت سے ہو ہر انگریزی مہینہ کے پہلے ہفتہ مین پہونچ جاوے احتیاطاً ۱۰ تاریخ تک انتظار کرکے خط شکایت لکھا جاوے۔ اور کسی دوسرے شخص پرچہ پہونچنے سے یہ قیاس نہ کیا جائے کہ میرے نام کا نہین روانہ ہوا ممکن ہے دوسرا تیسرے روز پہونچ جائے کیونکہ جن لوگونکا نام درج رجسٹر ہے اونکے نام پرچہ ضرور روانہ ہوتا ہے۔

انتظام آیندہ :- اگرچہ کوئی وعدہ نہین کرسکتا تمام امور خدا کے قبضہ قدرت مین ہین۔ مگر انشاء اللہ ارادہ ہے کہ آیندہ سے ہر نمبر کم ماہ کی ۱ تک پہونچ جاوے مضامین۔ اخلاقی۔ تاریخی مین اضافہ کیا جاوے تحقیقات مذہبی کا سلسلہ موقوف ہو۔ تہذیب متانت مین ترقی دیجاوے۔ بشرطیکہ مخالفین ہمکو مجبور نہ کرین اصلاح قوم کے مضامین زیادہ شایع ہون تجارت زراعت حرفت صناعت پر خاص توجہ کیجائے مضمون نگار حضرات سے بھی خاص طور پر اسکی امید ہے کہ قومی مضامین پر خاص طور سے توجہ فرمائین۔

تنقید بخاری پر خاص طور سے زور دیا جاتا ہے جسکے لئے مین ہر طور سے طیار ہون۔ مگر اس نمبر مین نہ شایع ہوسکا کیونکہ دوسرے ضروری مضامین بہت بڑھ گئے جس سے بجای ۴۸ صفحہ کے ۶۴ صفحہ کرنا پڑا انشاء اللہ ۳ سے اوسکا سلسلہ شروع ہوگا ۸ صفحہ چھپا ہوا موجود ہے۔

آیندہ نمبر مین انشاء اللہ ایک مضمون الامامۃ بھی جو ایک دہلی کے شاہزادہ کا نہایت دلچسپ مضمون ہے مثل تنقید بخاری شایع ہوگا کہ بصورت کتاب علیحدہ کرسکین۔

اب صلاح کا ہر مضمون جو مسلسل ہوتا ہے اسطرح شایع ہوتا ہے کہ اوسکو بصورت کتاب علیحدہ مرتب کرسکیں

ملاحظہ ہو مضمون الآل والاصحاب ۔ بنوت بزید دوبارہ اسکے محرک قومی مکرمی جناب سید مجد علی صاحب بلائی ہین متوطن کمیسل جنکا خاص طور پر شکریہ بہی ادا کرتا ہون ۔ تنقید بخاری حصہ ثالثہ کی تجویز بہی ملتوی کیجاتی ہے کیونکہ کل ہ آدمیونکا چندہ وصول ہے

اصلاح پرنٹنگ کمپنی اسکے متعلق مجھے اب کچھ کہنے کی ضرورت نہین کیونکہ اگرچہ سرمایہ جمع ہونا شروع ہوا مگر کام مختصر پیمانہ پر شروع کر دیا گیا ہے تاریخ الاقوام حصہ اول چھپ چکا ہے جو اس کمپنی کا حصہ دوم زیر طبع ہے جو عنقریب شایع ہوگا ۔ اور بہی مختصر رسائل مسائل وغیرہ کے متعلق عنقریب شایع ہونگے میری امید اب مبدل بہ مایوسی ہو گئی ہے پچیس ہزار کا سرمایہ بہی جبکہ فراہم ہو سکتا حالانکہ تخمیناً ۵ فیصدی منافع تجارتی سے زیادہ ہی کی امید ہے ۔ مگر جبتک قوم متوجہ ہو مین کیا کر سکتا ہون ۔

زیادہ تعجب خیز یہ امر ہے کہ جبتک تاریخ الاقوام حصہ اول نہ شایع ہوا تہا صدہا درخواستین آئین ۔ اور بعد چہپنے کے اب بالکل سکوت ہے ۔ یہ بہی ہماری قومی خواص سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی امر مین تو بڑا شوق و ذوق ظاہر کیا جاتا ہے جس سے انسان دہوکہ کہا جائے ۔ اور بعد فراہمی اسباب فی الجملہ ایسا تغافل کیا جاتا ہے کہ گویا اسکا خیال ہی نہ تہا ۔ جیسے جب اصلاح پندرہ روزہ کی تحریک ہوئی تو اسقدر آمادگی ظاہر کیگئی کہ پندرہ روزہ کر دیا گیا بعدہ جو ویلیو پیئبل کی واپسی شروع ہوئی تو ۹۰۰ خریدار نکل گئے

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کی تجویز پر اسقدر خطوط آئے کہ بجائے پچیس ہزار کے پچاس ہزار کی امید بندہی ۔ قواعد و ضوابط کا شایع ہونا تہا کہ قوم نے سمجہ لیا کمپنی قایم ہوگئی ۔ [illegible] منافع تقسیم ہوتا ہو کا خیر ہمکو نہ ملے تو کیا حرج ہے

تنقید بخاری پر بہی یونہی زور دیا گیا جب [illegible] دوسرے حصہ کیساتھ تیسرا حصہ بہی شایع کرنے پر طیار ہین صرف ۰۰ خریدار [illegible] اور کیسکی صورت نظر نہ آئی

بہرحال ہم صورت میں تو وہ ہم بہی [illegible] ہمارے برادران ایمانی تو خوش اور آباد رہین اور کل مقاصد دلی [illegible]

کہ جن حضرات کے دلمین درد دین ہو اور [illegible] کی ضرورت [illegible] کتب متعلقہ کی اشاعت [illegible] کرم ایک حصہ یا دو حصہ ضرور خرید فرمائین خدا کے فضل [illegible] امید [illegible] فیصدی کے حساب سے منافع تجارتی [illegible] تقسیم کر سکین ۔

خصوصاً اون حضرات کی توجہ زیادہ ضروری ہے جو اپنے [illegible] روپیہ بہیج چکے ہین کہ وہ اب جلد توجہ فرمائین کیونکہ اس سال بہت ضروری امور پیش ہین ۔

ڈائرکٹران مین بجائے مولوی سید اظہار حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر بوجہ ملازمت سرکاری اس خدمت سے علیحدہ ہو گئے جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب طبیب و دام عزہ مصاحب ہز ہائینس نواب رامپور دام اقبالہ کا نام نامی درج کیا گیا ممدوح نے پانسو روپیہ کا وعدہ بہی فرمایا ہے اور عنقریب باضابطہ کارروائی اسکی کسی آیندہ نمبر مین شایع ہوگی شیعہ مشنین نہایت ضروری ہے کہ اسکی طرف خاص توجہ کیجائے جسکے لیے پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ ہر چہوٹے بڑے مقام

مین پہلے باضابطہ انجمنین قائم کیجائین جو آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی ماتحت ہون اور ایک مخصوص المقامی سرمایہ فراہم کرین جیسے ۔۔۔ ہو جاتی قومی ضرورتین بھی انجام پائین اور شیعہ کانفرنس کی بھی معین ہو۔ اور شیعہ مشنین قائم کی جائے کہ کچھ لوگ واسطے مقرر ہون جو ملک کے مختلف مقامات مین دورہ کرین اور علم و تہذیب کی اشاعت کرین اور مذہب حق کی تعلیم کرین۔ یہ زمانہ ماہ عزا کا ہے جبکہ امام مظلوم تک ہر جگہ مجالسین ہوتی ہین مومنین کا مجمع ہوتا ہے اگر ہمت مردانہ سے اسوقت کام لیا جاوے تو بہت ہی مفید صورتین پیدا ہو سکتی ہین۔

ہم اپنے قومی واعظین و ذاکرین سے بھی امید کرتے ہین کہ وہ ان امور کیطرف خاص طور پر توجہ کرینگے اور قوم کو ہر طرح آمادہ و مستعد کرینگے کہ جہانتک ہو سکے اسپر توجہ کرین کیونکہ اگر یہی واعظین و ذاکرین خود بھی بعد فراغ مجالس حسب ذیل مقامات کا دورہ کرین تو بہت جلد مذہبی ترقی ہو سکتی ہے۔ علاقہ ڈیرہ غازی خان جہان مسلمانون کی حالت عام طور سے تباہ ہو رہی ہے علاقہ بلکام جو پونہ سے دو سو میل کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام ہے۔ اسیطرح بنون سرحدی مقام شمالی مغربی کا ہے جو بہت سی وجوہ سے مشہور و معروف ہے اگر ان مقامات مین واعظین کا دورہ ہو تو بہت کچھ اصلاح کی امید ہو سکتی ہے۔

حالات ایران

۱۵ محرم کا تار جو سرسرک پایہ تخت روس مین شایع ہوا مخبر ہے کہ مشہد (خراسان) مین انقلاب عظیم پیدا ہے انجمن ایالتی نے سارا انتظام شہر اپنے ہاتھ مین لیا ہے۔ اور قونسل روس و انگریزی کو مطلع کیا کہ دولتین کو جس امر مین ضرورت خط و کتابت ہو انجمن ایالتی سے بلا واسطہ گفتگو کرے۔

۱۰ محرم کا تار مخبر ہے کہ صوبہ رشت مین بھی ملت نے علم مخالفت بلند کیا اور سلطنت کے بہت سے افسرونکو قتل کیا۔ ڈاک تار مین آگ لگادی دوکانین بند ہین۔ شاہی فوج قونسلخانہ روس مین پناہ گزین ہے سلفت ہے۔

دوسرا تار اوسی تاریخ کا مخبر ہے کہ طہران سے چار سو سوار اور ایک توپ رشت کی سرکوبی کو روانہ ہوئی حکومت اسوقت رعایا کے ہاتھ مین ہے خارجہ کی رعایا ہر طرح محفوظ ہے سلسلۂ تار بند ہے۔

حبل المتین راقم ہے کہ آقا بالا خان سردار والی رشت قتل کیا گیا جو نہایت ظالم اور سفاک تھا آقا سید جمال الدین کبیر کو اسکے فرزند شاہزادہ عبد العظیم رضی اللہ عنہ سے گرفتار کیا۔ اسوقت کل شہر ہائے گرگان روم گیلان۔ مازندران استرآباد قبضہ مشروطین مین ہے۔ رشت اور طہران مین صرف شہر قزوین حد فاصل ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ طہران کس ضیق مین مبتلا ہے۔ بہت جلد اب طہران پر بھی حملہ ہوا چاہتا ہے۔

تبریز پر۔ شاہی فوج نے پھر حملہ کیا تھا اور غالباً آخری حملہ تھا جسپر ۱۸ محرم کا تار مظہر ہے کہ ایکسو چالیس آدمی شاہی فوج کے مارے گئے اور مغلوب و مقتول ہو کر فراری ہوئے۔

خلاصہ واقعات اصفہان۔ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ کو جو محمد علی شاہ نے طہران مین قیامت کبری قائم کیا کہ پارلیمنٹ کو توڑا اور مسجد پر توپ چڑھوائی اور ہزارون خون ناحق کیا جس کے بعد تمام ایران مین حشر بپا ہے اوسوقت سے اصفہان چھ ماہ تک بالکل ساکت رہا اور کوئی جنبش و حرکت اوسمین نہ پیدا ہوئی۔

اقبال الدولہ حاکم اصفہان مقرر ہوے اور اونہونے اپنی طرف سے معدل الممالک کو نائب بناکر اصفہان روانہ کیا۔ فوج ملایر۔ انکے ساتھہ تہی اسکی شرارت تمام ایران مین مشہور و معروف ہے۔ اصفہان مین اسنے اس قسم کی شرارت اور دست درازی شروع کی کہ تمامی رعایا برافروختہ ہوئی ماہ مبارک رمضان مین علانیہ شراب خواری کرتے تھے۔ علماء اعلام نے ہرچند فہمایش کی اور سمجھایا کہ اس قسم کے فسق و فجور سے فوج کو روکنا چاہیے مگر نائب الحکومت نے ایک نہ سنی اور انواع و اقسام کی تعدی کرنے لگے۔

۳ ذیحجہ روز دوشنبہ کو رعایانے مجبور ہوکر دوکانین بند کرنی شروع کین۔ بہت سے لوگ سفارتخانہ روس مین پناہ گزین ہوے طہران کو تار پر تار جاتا ہے کوئی جواب نہین ملتا۔

۶ ذیحجہ کو علما سے کہا گیا رعایا کو متفرق کیجیے ورنہ فوج سے کام لینگے علمانے جواب دیا جبتک معدل الممالک معزول نہوگا رعایا کا جوش کم نہوگا۔

۹ روز عرفہ مومنین مسجد شاہ و مسجد جلوا (علی قاپو) مین مشغول عبادت تھے کہ فوج ملایری نے آکر لوٹ مار شروع کی کسیکا عمامہ لیا کسیکی عبا کسیکی گہڑی۔ ظہر کے وقت ایک گولہ بہی توپ کا آیا جس سے نے فرار اختیار کیا پہچے عام طور گولہ باری شروع ہوئی جو زندہ بچ وہ بھاگے مسجد شاہی جو سلاطین صفویہ انار اللہ برہانہم کی یادگار تھی اوسکو سخت صدمہ پہونچا گلدستہ وغیرہ اوسکا سب منہدم کردیا گیا

قریب غروب ضرغام السلطنہ سردار قبیلہ بختیاری بارہ سو سوار کی جمعیت سے اہل اصفہان کی امداد کو آپہونچے کیونکہ حکومت نے ابوالقاسم خان حاکم قمشہ کو جو اسی خاندان بختیاری سے ہے نہایت ذلیل و خوار کیا تہا اس سے بختیاریون مین جوش پیدا ہوا اور اونہونے آکر اسکا انتقام لیا تین ساعت تک بازار حرب و ضرب قائم رہا۔ آخر بختیاری غالب آئے اور شاہی میگزین پر قابض ہوے۔ شاہی فوج نے فرار کیا اور چلتے چلاتے بازار کو خوب لوٹا۔ کہ قریب چار کرور تومان کے اونہون نے رعایا کا نقصان کیا۔ اور سفارتخانہ انگریزی مین پناہ گزین ہوے۔

۱۲ ذیحجہ کو صمصام السلطنہ (سردار قبیلہ بختیاری) وارد شہر ہوے اور تمام سفارتخانونکو اپنے قدوم سے اسکی خبر دیا کہ امن و امان شہر کے ہم ذمہ وار ہین۔ اس لڑائی مین شاہی فوج کے تین چار سو سوار مارے گئے اور بختیاریوں سے صرف ایک شخص شہید ہوا۔

صمصام السلطنہ نے جب مسند حکومت مشروطہ پر جلوس کیا تو پہلی تقریر آپکی یہ تھی کہ ہم پانچ لائق فرزند رکہتے ہین جو سب ہمارے ساتھ ہین۔ آزادی ملت اور حفظ استقلال وطن مین سبکو نثار کرینگے اور جب تک ہمارے بدن مین جان ہے حجج اسلام کے تعمیل حکم مین سرمو تفاوت نہوگا۔

اوسوقت سے ابتک اصفہان انہین بختیاریون کے قبضہ مین ہے اور شاہ اس سے بھی اوسی طرح محروم ہین جس طرح تبریز سے

الآل والاصحاب

(۔۔۔ کے لیئے ۔۔۔)

مگر اس اعتراض کی وجہ وہی ہے کہ فعل امام کے مصالح پر نظر جاتی ہے۔ رسول یا امام کا کام احقاق حق ہے کہ حتی الامکان حق کو ایسا واضح کردیں کہ پھر عقلا کی شبہہ نہ رہے۔ اسیوجہ سے قیام مکہ کو ترک کیا اسیوجہ سے قیام مدینہ کو ترک کیا کہ احقاق حق پوری طور سے نہیں ہوتا۔

کیا آپ گمان کرسکتے ہیں کہ اگر جناب امام حسین عبداللہ بن زبیر کی طرح مکہ میں مارے جاتے تو ایک متنفس بھی سنیوں سے حضرت کی مظلومیت کا اقرار کرتا اور اتنی بھی ہمدردی اوس شہید راہ خدا سے کی جاتی ؟ ہرگز نہیں۔

کیا آپکو اہلسنت کا یہ اقرار معلوم نہیں معلوم کہ کہتے ہیں اگر خلفائے ثلثہ کی خلافت ناجائز تھی تو جناب امیر نے اپنے زمانہ میں کیوں نہ فیصلہ کیا جب وہ کہا جاتا ہے کہ اجتماع جہان ان امور کا فیصلہ کیا گیا اونہوں کے حق میں کیونکر عائشہ۔ طلحہ زبیر۔ معاویہ موجود ہیں۔ تو کس خوبصورتی سے وہاں خطائے اجتہادی کا لطیفہ نکالا جاتا ہے۔

ابتو آپکو امام حسین کی مصلحت معلوم ہوئی کہ اگر آپ مدینہ میں قیام فرماتے۔ اور یہ صحابہ مہاجرین و انصار اودہر ہوجاتے تو حق کیسا مشتبہ ہوجاتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ممکن تہا وہ صحابہ آپکے طرفدار رہتے تو اگرچہ واقعات مابعد سے اسکی تردید ظاہر ہے۔ مگر خود اصل واقعہ آپکی تسکین کو کافی ہے کہ جناب امام حسین نے مدینہ کو مخفی طور پر نہیں چھوڑا ہے۔ بھاگ کر نہیں آئے ہیں بکمال استقلال وہاں سے مکہ آئے۔ اور پانچ مہینہ یہاں قیام کیا اور بروز ترویہ کہ تمام حجاج آمادہ حج ہیں۔ آپنے سفر عراق اختیار کیا ہے اگر اون

صحابہ مین کچھ بھی اسلام کا اثر ہوتا تو کیا ممکن تہا فرزند رسول کو تنہا جانے دیتے دوسرونکو جانے دیجیے خود عبداللہ بن عمر نے تو حضرت سے اوسوقت بھی ملاقات کی ہے جب آپ طلب بیعت پر مدینہ سے روانہ ہوئے جبیر ابن عمر نے وہ مشورہ دیا اور اوسوقت بھی ملاقات ہوئی کہ جب آپ سفر عراق کر رہے ہین مگر کہان اسلام تھا اور کہان ایمان جو ساتھ دیتے۔

ہان یہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ آخر یہی صحابہ مہاجرین و انصار تھے جنہونے رسول اللہ کے عہد مین اسلام کی خدمت کی اور خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین کیسے کیسے فتوحات کئے۔ اب کیا ہو گیا جو اونکی یہ حالت ہو گئی۔

مگر اسکا جواب تو آپکو خود قرآن مجید دیگا کیونکہ جو کچھ مذہب کی جہت قرآن سے جو کچھ یہان لکھے گئے وہ آیات قرآنی جس سے صرف اونکی ایمانداری کا ہی نہین ظاہر ہے بلکہ اونکی شجاعت بھی نمایان ہے کہ ڈر کے خوف و ہراس اونکی آنکھین پہر جاتین۔ موت کی غشی اونپر طاری ہوتی۔ پھر وہ کیا اسلام کی مدد کرتے ہان سواد لشکر کے لئے ضرور رہتے اور جو اعمال کرتے اونکا بیان کرنے والا خود قرآن ہے۔ ہمکو زیادہ کہنے کی ضرورت نہین۔

ہان سیر و تواریخ دیکہئے تو معلوم ہو جنگ احد سے لیکر تا بہ جنگ طائف وحنین کستے فتح کی اور کون ہر وقت جان نثاری پر آمادہ رہتا۔ اور کون لوگ فرار کرتے جس سے آپکو پتہ لجائیگا کہ یہ صحابہ جنکی قرآن نے مذمت کی ہے کون تھے اور کیسے تھے۔

رہے وہ فتوحات جو بعہد خلفائے ثلثہ ہوئے۔ اونکے فاتح بیشک یہی مہاجرین و انصار تھے۔ مگر اسکے اصلی فاتح بھی وہی تھے جو عہد رسول اللہ مین فاتح رہے کیونکہ خود خدا فرماتا ہے والقینا فی قلوبھم الرعب کہ ہمنے کافرونکے دلمین رعب ڈالدیا۔ وہی رعب جو عہد رسول اللہ سے قائم ہو چکا تہا۔ آج یہ کام کر رہا ہے کہ تمام دنیا مین انکا سکہ جم رہا ہے ورنہ

اصلی حالت اونکی وہی تھی جسے قرآن نے باین وضاحت بیان کیا۔ اونہین مصالح سے جناب امام حسینؑ نے کسیطرح انپر نہین اعتماد کیا۔

یہ لوگ جس طمع سے اسلام لائے تھے وہ سب اون خلافتونکی بدولت پورے ہوئے لہذا اونکے ساتھ رہے جب دیکھا کہ اب وہ فوائد نہین حاصل ہوسکتے گھر مین بیٹھ رہے نہ اسکی فکر ہے کہ اسلام تباہ ہو رہا ہے نہ اسکا خیال ہے کہ خاندان رسالت برباد ہو رہا ہے۔

جناب امام حسینؑ اون سب حالات کو بچشم خود دیکھ چکے تھے کہ جب رسول اللہ بیمار ہوئے اور رحلت نے جواب دیا تو اونہین صحابہ نے جنہین مہاجرین وانصار سب داخل ہین کسطرح کی بیوفائی کی کہ حضرت تاکید پر تاکید فرما رہے ہین لشکر اسامہ کے ساتھ جاؤ مگر کوئی نہین جاتا۔ کیونکہ اونکو معلوم تھا یہ لشکر محض تنبیہ وتادیب کے لئے جا رہا ہے نہ اسمین لڑائی ہوگی نہ مال غنیمت ہاتھ آیگا لہذا انصار نے اسوجہ سے پہلو تہی کی۔ مہاجرین کو خلافت کی تاک لگی ہوئی تھی کہ ابھی دو مہینہ بھی نہین ہوئے کہ خم غدیر مین جناب امیرؑ کو بالاعلان خلیفہ مقرر کر چکے ہین۔ اگر آج جاتے ہین تو پھر کوئی موقع باقی ہی نہین رہتا ہرچند حضرت لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ فرماتے رہے۔ مگر نہ جانا تھا نہ گئے۔

جناب امام حسینؑ کو وقت رحلت رسول کی حالت بھی یاد تھی کہ ان مہاجرین وانصار نے حضرت سے کیسی بدسلوکی کی کہ ایک متنفس بھی شریک نماز جنازہ نہ ہوا جسپر جناب سیدہؑ نے اونسے یہ شکایت کی جیسا کہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے۔

فوقفت فاطمۃ رض علی بابہا فقالت لاعہد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم رسول اللہ جنازۃ بین ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم تردوا لنا حقا ص ۲۱ مطبوعہ مصر

یعنی پس کھڑی ہوئیں جناب سیدہ اپنے مکان کے دروازہ پر اور کہا آجتک ہمکو کوئی قوم ایسی نہیں معلوم ہوئی جو تم سے بدتر محضر میں حاضر ہوکے چھوڑ دیا تملوگوں نے رسول اللہ کا جنازہ ہمارے سامنے۔ اور اپنے امور کا فیصلہ کر لیا آپسمین نہ ہمسے مشورہ لیا گیا نہ ہمارے حق کا خیال کیا"

پھر جناب امام حسنین کو ان صحابہ مہاجرین و انصار سے کیا نصرت کی امید ہو سکتی تھی کہ جب خود رسول اللہ کے ساتھ انکا یہ حسن سلوک تھا تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کرینگے۔ کیونکہ مہاجرین و انصار سب تو ایک حال مین تھے۔ اپنی اپنی فکر سبکو ہے خدا و رسول سے کسیکو مطلب نہیں

جناب امام حسنین اوسوقت موجود تھے جب جناب سیدہ و خلیفہ اول سے اسطرح گفتگو ہوئی ملاحظہ ہو کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ

فقالت ارایتکما ان حدثتکما حدیثا عن رسول اللہ تعرفانہ وتفعلان بہ قالا نعم فقالت نشدتکما اللہ الم تسمعا رسول اللہ یقول رضا فاطمۃ من رضای وسخط فاطمۃ من سخطی فمن احب فاطمۃ ابنتی فقد احبنی ومن ارضی فاطمۃ فقد ارضانی ومن اسخط فاطمۃ فقد اسخطنی قالا نعم سمعناہ من رسول اللہ قالت فانی اشہد اللہ وملائکتہ انکما اسخطتمانی وما ارضیتمانی ولئن لقیت النبی

جناب سیدہ نے شیخین سے فرمایا کیا رائے ہے تمہاری اگر کوئی حدیث ہم رسول اللہ کی بیان کرین تو تم مانوگے دونوں نے کہا ہاں حضرت نے کہا ہم تمکو قسم دیتے ہین سچ کہو کہ رسول اللہ کو یہ کہتے تمنے سنا تھا کہ فرماتے تھے رضائے فاطمہ ہماری رضا ہے اور اونکی ناراضی ہماری ناراضی ہے۔ جسنے میری بیٹی فاطمہ سے محبت کی اوسنے مجھسے محبت کی۔ اور جسنے فاطمہ کو راضی کیا اوسنے مجھے راضی کیا اور جسنے انکو ناراض کیا مجھکو ناراض کیا۔

لا اشکو بکما الیہ فقال ابو بکر
انا عائذ باللہ تعالیٰ من سخطہ
و سخطک یا فاطمہ ثم انبعث
ابو بکر یبکی حتی کادت
نفسہ ان تزھق وھی تقول
واللہ لادعون اللہ علیک
فی کل صلوۃ اصلیھا ثم خرج
ابو بکر باکیا فاجتمع الیہ
الناس ... فقال لھم یبیت کل
رجل منکم معانقا حلیلتہ
مسرورا باھلہ وترکتمونی
وانا فیہ لا حاجۃ لی فی
بیعتکم اقیلونی بیعتی قالوا
یا خلیفۃ رسول اللہ ان
ھذا الامر لا یستقیم وانت
اعلمنا بذلک انہ ان
کان ھذا لم یقم للہ دین
فقال واللہ لولا ذلک و
ما اخافہ من رخاوۃ ھذہ
العروۃ ما بت لیلۃ ولی
فی عنق مسلم بیعۃ بعد ما
سمعت ورایت من فاطمہ
رضہ ص ۲۳

دونوں نے کہا بیشک ہمنے رسول
اللہ سے اس حدیث کو سنا ہے تب
جناب سیدہ نے فرمایا میں خدا اور
فرشتوں کو گواہ کرتی ہوں کہ تمنے ہمکو
ناراض کیا اور راضی نہیں کیا۔ اگر
میںنے رسول اللہ ملاقات کی تو تم دونو
شکوہ کرونگی۔

ابو بکر نے کہا ہم خدا سے پناہ
مانگتے ہیں اوسکے غضب سے اور
تمہارے غضب سے اے فاطمہؑ۔ یہ
کہکر ابو بکر اسطرح رونے لگے کہ قریب
تہا اونکی جان نکل جائے اور
جناب سیدہ کہتی تہیں کہ قسم خدا کی
ہم تجہپر بد دعا کرینگے ہر نماز میں۔ اسکے
بعد ابو بکر روتے ہوئے وہاں سے
باہر نکلے۔ تو لوگ اونکے پاس جمع
ہوئے۔ ابو بکر نے کہا تملوگوں سے
ہر شخص خوش خوش اپنی زوجہ کے
گلے میں باہیں ڈال کر سوتا ہے
اور مجھکو اس مصیبت میں ڈالدیا
ہمکو تمہاری بیعت کی حاجت نہیں
معاف کرو۔ لوگوں نے کہا اے
خلیفہ رسول یہ امر خلافت اسطرح

درست نہین ہوگا اور تم ہمسے زیادہ جانتے ہو۔ ابوبکر نے کہا اگر یہ نہوتا تو ہرگز مین اسپر راضی نہوتا کہ ایک رات بھی کسی مسلمان کی بیعت میری گردن پر رہے بعد اسکے کہ مینے حضرت فاطمہ کی حالت دیکھی اور اونکا کلام سنا۔ مین نہین سمجھتا وہ شخص کیونکر مدعی اسلام ہو سکتا ہے جو حضرت کا کلام خود اپنے کانون سنے اور پھر اوسکی مخالفت کرے کیونکہ کافر و مسلمان مین یہی تو فرق ہے کہ کافر رسول کو سچا نہین جانتا ومین اوسکا اعتقاد نہین۔ اور مسلمان وہ ہے جو آنحضرت کو مخبر صادق جانتا ہے اور رستہ سچا مانتا ہے پس یہان دو ہی صورت ہے یا تو رسول اللہ صادق ہین اور جو نہین مانتا وہ کافر ہے۔ یا معاذ اللہ حضرت اپنے کلام مین کاذب ہین تو پھر سب باتین آسان ہین۔

غرض جناب امام حسنین ان کل حالات سے مطلع تھے اور سارے واقعات سے واقف تھے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ حضرت انپر اعتماد کرتے۔ کیونکہ اگر ابوبکر صاحب کچھ ایسے بھی تھے تو اہل مدینہ نے پھر اونکو بہکایا اور جیسے ہوا ہو جناب امام حسنین کو وہ کلام جناب سیدہ نہ بھولا ہوگا جو حضرت نے بیچ خطبہ انصار فرمایا تھا کیونکہ مہاجرین کے ظلمون کی حضرت نے انصار سے فریاد کی تھی اور کسیکو رحم نہ آیا خطبہ جناب سیدہ مین ہے۔

ثم عدلت الی مسجد الانصار وقالت یا معشر البقیة ویا عماد الملة وحضنة الاسلام ما هذه الفترة فی حقی والسنة عن ظلامتی۔ اما کان لرسول الله ان یحفظ فی ولده سرعان ما احدثتم وعجلان ذا اهالة	اسکے بعد انصار کیطرف متوجہ ہوئین اور فرمایا اے بہادر قومین کے بازو اسلام کے انصار یہ کیسی سستی ہے تمہاری حق مین میرے مجھپر جو ظلم و ستم ہوتا ہے اس سے غفلت کرتے ہو کیا میرے باپ رسول اللہ نے یہ نہین کہا تھا کہ ہر شخص کی

ثم تزعمون مات رسول الله
فخطب جليل استوسع وهيه
واستنهر فتقه وفقد راتقه
واظلمت الارض واكتابت
الخيرة الله وخشعت الجبال
قلت واكدت الآمال و
اضيع الحريم واذيل الحرمة
فتلك نازلة اعلن بها
كتاب الله في افنيتكم لمسائكم
ومصبحكم هتافا وتغنيا ما
حلت بانبياء الله ورسله
وما محمد الا رسول قد خلت
من قبله الرسل افان مات
او قتل انقلبتم على اعقابكم
ومن ينقلب على عقبيه فلن
يضر الله شيئا وسيجزي الله
الشاكرين ايها بني قيلة
اهضم تراث ابيه وانتم بمرأى
ومسمع تلبسكم الدعوة وتشملكم
الخبرة وفيكم العدة والعدد
ولكم الدار والجنة وانتم
الاولى نخبة الله التي انتجبت
وخيرة الله التي اختار لنا

رعایت اوسکی اولاد مین کروگتا
جلد تم بدعت بہ احداث کرنے لگے
اور رعایت دین سے دست بردار
ہوئے حالانکہ میری امداد پر قادر ہو
اور قوت رکھتے ہو اگر یہ کہو کہ
محمد صلعم مر گئے تو بیشک یہ مصیبت عظمی
ہے جسکا اثر آسمان و زمین و پہاڑ
و جنگل سب پر ظاہر ہوا ستارے
انسب اسکے تیرہ و تار ہوگئے حرم محترم
خدا یہ مومنین ہی سے ٹھیک کوئی
مصیبت نہیں مگر اسکو یہ لازم نہیں
ہے کہ تم دین سے پھر جاؤ خود خدا
فرماتا ہے نہین ہے محمد مگر ایک
رسول جسکے پہلے اور رسول گذرے
ہین تو کیا اگر وہ مرے یا قتل ہو تو
تم دین سے پھر جاؤگے جو پھرے
دین سے وہ خدا کو ضرر نہین پہونچا
سکتا قریب ہے خدا جزا دے
شکر کرنیوالونکو اے بنی قیلہ کیا
میراث میری ہضم ہو جائیگی اور تم
دیکھتے رہوگے مجمعون مین بیٹھے
رہوگے حالانکہ تمہاری تعداد زیادہ
ہے اور سامان جنگ موجود ہین

اهل البيت فبادیتم العرب وناطحتم الامم وكافحتم البهم لاتبرحون وتبرحون نامركم فتاتمرون حتى دارت لكم بنارحى الاسلام ودرّ حلب الايام وخبت نيران الحرب وسكنت فورة الشرك وهدءت دعوة الهرج واستوسق نظام الدين فانى جرتم بعد البيان ونكصتم بعد الاقدام عن قوم نكثوا ايمانهم بعد عهدهم وطعنوا في الدين فقاتلوا ائمة الكفر انهم لا ايمان لهم لعلهم ينتهون الا تقاتلون قوما نكثوا ايمانهم وهموا باخراج الرسول وهم بدؤكم اول مرة اتخشونهم والله احق ان تخشوه ان كنتم مؤمنين الا وقد ارى والله ان قد اخلدتم الى الخفض وسكنتم الى الدعة فمججتم الذى وعيتم ودسعتم الذى سوغتم فان تكفروا انتم ومن فى

کیا ہم تمکو پکارینگے اور تم جواب نہ دوگے فریاد کرین نالہ وشیون کرین فریاد رسی نہ کروگے حالانکہ تمہاری شجاعتین مشہور رہین اب کیون حیران ہو بعد بیان کے اور مشرک ہوتے ہو بعد ایمان کے (ترجمہ آیت) کیون نہین لڑتے ہو اوس قوم سے جسنے عہد توڑ ڈالا قصد کیا کہ رسول کو نکالدین یہی لوگ ہین جنہون نے ابتداے قتال کی تم کیا ڈرتے ہو اسلئے خدا زیادہ مستحق ہے کہ ڈرو اگر ہو ایمان والے (جب کسی نے کچھ جواب نہ دیا تو آپ فرماتی ہین) معلوم ہوتا ہے اب راحت پسندی آگئی تم مین مستحق خلافت کو نکالکر چین سے بیٹھے ہو آرام پایا تنگی سے نجات ملی علم دین جو گلے تک پہونچا تھا اوس کو تہوک دیا حلق سے نکالدیا (آیہ) پس اگر کافر ہوجاؤ تم اور جتنے لوگ زمین مین ہین سب کے سب تو خدا غنی اور حمید ہے آگاہ ہو

فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی
حمید الا وقد قلت الذی قلته
علی معرفة منی بالخذلة التی
خامرتکم وخور القناة وضعف
الیقین ولکنه فیضة النفس و
نفثة الغیظ وبثة الصدر و
معذرة الحجة فدونکموها
فاحتقبوها مدبرة الظهر
ناقبة الخف باقیة العار
موسومة بشنار الابد
موصولة بنار اللہ الموقدة
التی تطلع علی الافئدة انها
علیهم موصدة فبعین اللہ
ما تفعلون وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون
وانا ابنة نذیر لکم بین یدی
عذاب شدید فاعملوا
انا عاملون وانتظروا انا
منتظرون

آگاہ رہو کہا جو کہا مگر میں جانتی ہوں
کہ تم مکر کروگے میری مدد نہ کروگے لیکن
درد والم کے بخارات جمع تھے اسکو
ست ظاہر کیا اور حجت کو تم پر تمام
کیا کہ قیامت کے دن کوئی عذر نہ کرو
اسے لیجیئے و میراث کو جس سے
داغ ننگ و عار اور غضب خدا
تمہارے مستحق ہو خدا دیکھتا ہے جانتا
ہے تمہارے حق کو اور آگ قریب
ہے جانیں وہ لوگ جنہوں نے
ظلم کیا کہ کس طرح سے پلٹے جاتے ہیں
میں بیٹی ہوں اوس کی جو تمکو ڈراتا
تھا غضب خدا سے جو تمہارا دل
چاہے کرلو ہم بھی جو حق سمجھتے ہیں
وہی کرتے ہیں انتظار کرو عذاب
کا جیسا کہ ہم انتظار کرتے ہیں
ثواب کا۔

یہ خطبہ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کا ہے جسکی سندیں کتاب تشئید المطاعن
جلد اول صفحہ ۳۹۹ میں مذکور ہیں اور اسکا پورا ترجمہ تشئید صفحہ ۲۳ میں لہذا اسناد
وغیرہ سے یہاں بحث نہیں صرف یہ دکھانا ہے کہ جناب سیدہ نے جو بضعۃ
الرسول تھیں کس درجہ تیز کلام سے انصار کو مخاطب کیا ہے اور کسطرح

اونسے فریاد کی ہے مگر کوئی نصرت پر آمادہ ہوا۔ حاشا و کلّا ہرگز نہین۔ پھر فرمایئے
جناب امام حسینؑ کیا انسے امید کرتے۔

یہ عام قاعدہ ہے کہ عورتونکے استغاثہ پر عام طور سے جوش پیدا ہوتا ہے
اسیلئے عرب لڑائیون مین ساتھہ عورتونکو رکھتے تھے کہ اگر کوئی بزدلی کرے تو
عورتین اوسکو غیرت دلائین اور اوسکا جوش ترقی کرے۔ مگر ہائے یہان
کون سچی عورت فریاد کرتی ہے؟۔ دختر رسولؐ جسکے سوا دنیا مین کوئی بیٹی
رسول کی نہین ہے۔ کس بات کی فریاد کرتی ہے کہ میرا حق غصب ہوا
ہے۔ حق رسی کرو مگر کسیکو غیرت نہ آئی۔ پھر ایسے صحابہ مہاجرین و انصار سے
جناب امام حسینؑ کیا امید کرتے۔

اس خطبہ مین جناب سیدہؑ نے قرآن کی چند آیتوں سے انکا استدلال کیا ہے
ایک آیہ ما محمد الا رسول ہے جس سے ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ جناب سیدہ
ان لوگونکو اوس آیہ کا مصداق سمجھتی ہین کہ انقلبتم علی اعقابکم انپر
منطبق ہے۔

دوسرے آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم ہے کہ حضرت نے
ان غاصبین کو ائمہ کفر فرمایا

اب جو لوگ خدا و رسول پر ایمان لائے ہین اور جناب رسالتمآبؐ کو مخبر صادق
مانتے ہین۔ وہ تو اسپر مجبور ہین کہ جناب سیدہؑ کو صادق مانین اور انلوگونکو
ائمہ کفر جانین۔ رہے وہ لوگ جو حضرت کو صادق نہین مانتے وہ مختار ہین ہمکو
اونسے بحث ہی نہین۔ کیونکہ غاصب کا حق پر قبضہ ہے۔ مددگارونکی کثرت ہے
جس کا گھر چاہین لوٹ لین جسکو چاہین پھونک دین۔ آخر پھونک ہی دیا کسینے
اونکا کیا بگاڑ لیا قرآن کی آیتین سنائین رسول اللہ کی حدیثین یاد دلائین۔
وہ لوگ سینتے رہے یہ عاجز آکر چپکے ہو رہین لڑنے کا موقع نہ تھا جنگ کی مصلحت
نہ تھی اتمام حجت کرکے گھر آئین اور وصیت کی کہ میرے جنازہ پر یہ لوگ نہ آئین۔

پھر کیونکر جناب امام حسین انپر بھروسہ کرتے اور انپر اعتماد کرکے مدینہ مین جنگ فرماتے ۔ کربلا سے یہان زیادہ مصیبت تھی ۔ اور پھر وہ علانیہ شہادت نہ ثابت ہوتی جو ہوئی ۔

جناب امام حسین اہل مدینہ کی یہ روش بہی دیکھ چکے تھے کہ انہون نے خود حضرت عمر کو کتنا پریشان کیا تھا جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے جلد ۳ صفحہ ۲۳

قال الشعبی لم یمت عمر بن الخطاب حتی ملتہ قریش وقد کان حصرھم بالمدینہ وقال اخوف ما اخاف علی ھذہ الامۃ انتشارکم فی البلاد قال جاء الرجل منہم یستاذنہ فی الغزو فیقول قد کان لک فی غزوک مع رسول اللہ ما یبلغک وخیر لک من غزوک الیوم ان لا تری الدنیا ولا تراک وکان یفعل ھذا بالمھاجرین من قریش ولم یفعل بغیرھم من اھل مکۃ

یعنی شعبی کہتے ہین کہ خود عمر کو عاجز کر دیا تہا قریش نے اسلیئے سبکو محصور رکہا تھا مدینہ مین اور کہتے تھے سب سے زیادہ جو ہمکو اس امت پر خوف ہے تو اسی امر سے کہ تم شہرون مین پھیلو ۔ اگر کوئی مہاجرین سے طالب اذن ہوتا انسے کہ کسی غزوہ مین جانے دو تو حضرت عمر کہتے ۔ جو جہاد تم رسول اللہ کے ساتھ کر چکے ہو ۔ وہ کافی ہے ۔ اب تمہارے جہاد سے یہ بہتر ہے کہ نہ تم دنیا کو دیکھو نہ تمکو دنیا دیکھے ۔ یہ فعل اونکا مہاجرین کے ساتھ تھا قریش سے نہ اونلوگونکے ساتھ جو غیر مہاجر تھے اہل مکہ سے ۔

پس جب خود حضرت عمر کے ساتھ ان مہاجرین کا یہ برتاؤ تہا کہ وہ آخر عاجز آگئے ۔ اور انکو نظر بند کیا مدینہ مین کہ نکلنے نہ دیتے تو جناب امام حسین انسے کیا امید رکھتے ۔

کیا غضب ہے کہ جن مہاجرین کی شان مین خود حضرت عمر یہ فرماتے ہین اخوف ما اخاف علی ھذہ الامہ انشادکم فی البلاد کہ اس امت کے لئے

سب سے زیادہ خوفناک یہی ہے کہ یہ صحابہ مہاجرین شہرون مین پھیلین اونہین صحابہ کی سیرت اور عمل کو اہلسنت اپنا مذہب بناتے ہین اور اونہین کو پیشوا اور دین مانتے ہین۔ اس سے بڑہکر کیا بیدینی ہوسکتی ہے کہ خدا اسطرح اونکی مذمت کرے۔ رسول اللہ اسطرح اونکی بیدینی کو ظاہر کرین۔ خلیفہ دوم یون ارشاد فرمائین۔ اور اہلسنت ایک کوبھی نہ مانین اور صحابہ پرستی ہی مین مشغول رہین۔

حضرت عمر کے طرز عمل کی تصریح جو حضرت عثمان نے کی ہے وہ سب سے زیادہ تسکین دہ ہے اوسی تاریخ کامل مین ہے صفحہ ۵۸ جلد ۳

واللہ لقد علمتم علی ساتو من تحولابن الخطاب بمثلہ ولکنہ قد وطئکم برجلہ وضربکم بیدہ وقمعکم بلسانہ فدنتم لہ علی ما احببتم وکرھتم ولنت لکم واوطأ لکم کنفی وکففت بیدی ولسانی فاجبرء تم علی۔

یعنی خدا کی قسم تم ہمارے اونہین باتون کو معیوب جانتے ہو جنکو قبول کیا تھا۔ ابن خطاب کے لئے مگر اوسنے تمہین پیرونسے کچلا۔ ہاتہون سے مارا۔ زبانونسے قلع قمع کیا لہذا تمنے اونکی ہربات کی اطاعت کی خواہ وہ تمہین پسند تہی یا ناپسند۔ اور ہمنے تمہارے ساتھہ نرمی کی۔ اور اپنے بازو پر سوار کیا اپنے ہاتہہ اور زبان کو روکا اسلئے تم ہم پر دلیر ہوگئے۔

اب حضرات انصاف کرین کہ جن صحابہ مہاجرین وانصار کی یہ حالت ہو کہ خود خلیفہ دوم وسوم اونکے حق مین یہ کلمات ارشاد فرمائین اور اونکے ساتھہ یہ برتاؤ کرین۔ کیا وہ اس قابل ہوسکتے ہین کہ دین کے ماخذ ہون اور شریعت کے حامل جنلوگونکے دنیا پر پھرنے چلنے کو خلیفہ دوم قابل خوف بتائین کیا وہ اس قابل ہوسکتے ہین کہ اونکو ہم اپنا پیشوا بنائین۔

باقی آیندہ

ثبوت یزید دوبارہ

(سلسلہ کیلئے نمبر ۱ ملاحظہ ہو)

حق یہ ہے کہ نہ صرف اس امر مین بلکہ تمامی مسائل مین اہلسنت کی جان عجب عذاب مین ہے بغیر اسکے چارہ نہین کہ یا رافضی بنین۔ یا خارجی۔ اہلسنت تو کسی طرح نہین رہ سکتے۔ کہ یزید کو مسلمان بھی مانین اور جناب امام حسین کو شہید بھی کہین اگر شہید مانتے ہین تو ضرور ہے یزید سے برارت کرین اوسکے ساتھ معویہ وخلفائے ثلثہ سے بھی کہ مقدمات اربعہ کا یہی نتیجہ ہے۔

مگر شکر خدا کہ ابن تیمیہ اسکے قائل ہین کہ جناب امام حسین شہید ہوے کہ لکھتے قتل مظلوماً شہیداً ورنہ مرزا حیرت کا دماغ انکار شہادت مین فلک الافلاک پر پہونچتا۔

مگر اس سے منکر ہین کہ اہل حرم اسیر ہوئے ہون چنانچہ لکھتے ہین واما ماذکر من سبی نسائہ والدوران بھم فی البلدان وحملھم علی الجمل بغیر اقتاب فھو اکذب وباطل ماسبی المسلمون وللہ الحمد ھاشمیہ قط ولا تحللت امہ محمد سبی بنی ھاشم قط ص ۲۴۹

یعنی جو ذکر کیا گیا ہے کہ اہل حرم اسیر ہوئے اور دربدر پھرائے گئے غلط ہے کبھی مسلمانون نے بنی ہاشم کو اسیر کیا نہ امت محمدی نے اسکو حلال جانا۔

یہان اڈیٹر النجم بتائین کہ ابن تیمیہ سچے ہین یا آپ جو اپنے اخبار مورخہ ۱۱ ذیقعدہ مین لکھتے ہین دو عورتین بے جرم قید ہوئین یتیم وبیمار گرفتار ہوے۔ نمبر ۱ جلد ۵

کیونکہ آپ تو ابن تیمیہ کے ایسے عاشق ہین کہ اپ اوسکی کتاب کا ترجمہ شایع کر رہے ہین۔ پھر بتائے آپ سچے ہین یا وہ

یہ بھی ارشاد ہو کہ ابن تیمیہ اوسکو مسلمان کامل الایمان اعتقاد

کرتے ہین اور آپ اونکو مرتد کہتے ہین جیسا کہ لکھتے ہین وہ چارون طرف سے **مرتدون** نے گھیر لیا۔ صفحہ ۱۱ سطر ۵

تو آپکا عقیدہ درست ہے یا ابن تیمیہ کا۔ مگر کافی ہے ابن تیمیہ کی تکذیب کیلئے خود اونکا کلام جو اسکے چند سطر بعد لکھتے ہین ولا سبی عیال الحسین بل لما دخلوا دار یزید قامت النیاحہ فی بیتہ واکرمھم وخیرھم بین المقام عندہ والذھاب الی المدینۃ

یعنی اسیر نہین کئے گئے اہل حرم امام حسین کے بلکہ جب وہ داخل ہوئے گھر مین یزید کے تو ماتم و نوحہ قائم ہوا اور یزید نے اونکا احترام کیا اور اختیار دیا کہ دمشق مین قیام کرین یا مدینہ جائین۔

اب یہان کوئی انسے پوچھے کہ پھر اہل حرم داخل مکان یزید کسطرح ہوئے کیا مہمانی مین آئے تھے یا کیا۔ اس دشمن عقل کو اتنی حیا بھی نہ آئی کہ ایک بات تو سچ کہتا جب جناب امام حسین مع عزیز و اقربا و انصار معرکہ کربلا مین شہید کردئے گئے تو پھر اہل حرم دمشق مین کس طرح آئے اگر قیدی نہ تھے تو اونکے آنیکی کیا وجہ تھی۔

اس سے بڑھکر کیا نا صبیت ہوسکتی ہے کہ اخفاے جرم یزید پلید کے لئے وہ کس کس طرح کے کذب و افترا کے موجد ہو رہے ہین۔ مگر اس سے کیا یہ خون ناحق چھپ جائیگا۔

اسیری اہلبیت طاہرین

زیادہ تر عجیب تو یہ ہے کہ شہادت امام مظلوم کا تو اقرار کرتے ہین جو اعظم مصائب اسلام سے ہے۔ اور اسیری اہلبیت طاہرین سے انکار کرتے ہین جسپر الحمد للہ بھی کہتے ہین کہ کبھی مسلمانون نے اہلبیت رسالت کو بلکہ کسی بنی ہاشم کو اسیر نہین کیا حالانکہ جسطرح شہادت امام مظلوم متواترات نقلیہ سے ہے اوسیطرح اسیری اہلبیت طاہرین بھی ناقابل انکار واقعہ ہے۔ مگر چونکہ یہ واقعہ اعظم وقایع سے ہے لہذا مورخین اہلسنت نے اسکے اخفا

مین بہی پوری کوشش کی مگر حق کہان چھپ سکتا ہے دیکہیے مقتل ابی مخنف مین ہے جو واقعہ کربلا مین تمامی مورخین کا ماخذ ہے۔تاریخ طبری جامع التواریخ کہلاتی ہے تمامی روایات ابو مخنف سے مملو ہے۔اوسیمین ہے قال ابو مخنف وساروا بالسبایا وعلی بن الحسین وحسن بن المثنی بن الحسن علی الجمال بغیر وطاء وترکوا القتلی مطروحین بارض کربلا ص ۱۷۱

یعنی کہا ابو مخنف نے کہ قیدیونکو لیکر فوج اشقیا روانہ کوفہ ہوئی اور علی بن الحسین اور حسن مثنی اونٹونپر سوار کیے گیے جنپر نہ کوئی فرش تہا نہ پردہ اور کشتونکو یونہی زمین پر بے غسل وکفن چھوڑ دیا۔

پہر اوسی مقتل مین ہے واذا بالعسکر قد اقبل والسبایا معہم ص ۱۷۱ ناگاہ لشکر آیا اور اونکے ساتہہ قیدی بہی تہے۔

پہر اوسی مین ہے واذا بالسبایا علی المطایا بغیر وطاء وراس الحسین بید الشمر ص ۱۸۹

پہر اسیر لوگ آئے جو برہنہ شترونپر سوار تہے اور جناب امام حسین کا سر شمر کے ہاتہہ مین تہا۔

پہر اوسی مین ہے فقالت ام کلثوم یا یزید الملعون لقد ارویت الارض من دماء اهل البیت ولم یبق غیر هذا الصبی الصغیر ثم تعلقت النساء بہ حین تعلق السقی وهن یندبن واقلہ رجالا نقتل الاکابر من رجالنا وتوسر لنسائنا الا تدفع سیفک عن الاصاغر واعوناہ ثم واعوناہ ص ۱۹۹

حضرت ام کلثوم نے کہا اے یزید تو نے اہلبیت اطہار کے خون سے زمین کو سیراب کر دیا اور بجز اس کمسن لڑکے (امام زین العابدین کے) کوئی باقی نہ رہا۔پہر وہ سب مخدرات عصمت حضرت امام زین العابدین سے لپٹ گئیں

اور فریاد کرتی تھین اور کہتی تھین تونے ہمارے مردونکو قتل کیا اور عورتونکو قید کیا۔ اب بھی تو اپنی تلوار چھوڑتے نہین اوٹھاتا واغوثاہ واغوثاہ

اب ابن تیمیہ ان عبارتو نپر غور کرین کہ انکے امام بلکہ پیغمبر یزید نے اہلبیت اطہار کو مقید اور اسیر کیا یا نہین جو اس بشاشت اور خوش دلی سے فرماتے ہین واما ما ذکر من سبی نسائہ والدوران بہن فی البلدان وحملھم علی الجمال بغیر اقتاب فھذا کذب باطل ما سبی المسلمون وللہ الحمد ھاشمیہ قط ولا استحلت امۃ محمد سبی بنی ھاشم قط۔

کہ اسیری اہلبیت کا واقعہ بالکل غلط ہے نہ دربدر اونکی تشہیر ہوئی نہ شتران بے کجاوہ وعماری پرسوار کی گئین یہ سب غلط ہے۔ الحمد للہ کہ کبھی مسلمانون نے کسی ہاشمیہ کو قید نہین کیا نہ امت محمدیہ نے بنی ہاشم کے قید کو جائز جانا حالانکہ روایت ابو مخنف سے کل باتین ثابت ہوین اہل حرم جناب سید الشہدا اسیر بھی کئے گئے اور برہنہ شترونپر سوار بھی کئے گئے اور کوفہ وشام تک اونکی تشہیر بھی ہوئی اور جناب امام زین العابدینؑ بھی اسیر کئے گئے یزید نے اونکے قتل کا بھی ارادہ کیا اہلحرم نے خود یزید سے شکایت کی کہ دختران رسولؐ قید کی گئین۔

اگر روایت ابو مخنف پر کسی قسم کا شک ہو تو علامہ ابو اسحق اسفرائنی کی نور العین فی مشہد الحسینؑ ملاحظہ ہو لکھتے ہین فامر ابن سعد ان توخذ النساء عن جسد الحسین بالرغم عنھن فحملوا علی اقتاب الجمال بغیر غطاء ولا وطاء مکشوفات الوجوہ بین الاعداء وساقوھم کما تساق سبایا الروم فی شر المصائب والھموم ص ۷۴ مطبوعہ مصر

ابن سعد نے حکم دیا کہ جبرًا عورتین جسد امام حسینؑ سے جدا کی جائین وہ سوار کرائی گئین اقتاب جمال پر یعنی برہنہ اونٹونپر بغیر ردا و ... اونکے چہرے کھلے ہوئے تھے دشمنونکے سامنے اور وہ اس طرح کھینچے جاتے تھے جیسے کہ روم کے قیدی ہنکائے جاتے (باقی آئندہ)

فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید الا وقد قلت الذی قلت علی معرفۃ منی بالخذلۃ التی خامرتکم وخورالقناۃ وضعف الیقین ولکنہ فیضۃ النفس و نفثۃ الغیظ وبثۃ الصدر و معذرۃ الحجۃ فدونکموھا فاحتقبوھا مدبرۃ الظہر ناقبۃ الخف باقیۃ العار موسومۃ بشنار الابد موصولۃ بنار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ فانہا علیہم موصدۃ فبعین اللہ ماتفعلون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون وانا ابنۃ نذیر لکم بین یدی عذاب شدید فاعملوا انا عاملون وانتظروا انا منتظرون

[illegible] کہا مگر مین جانتی ہون کہ تم مکر کرتے میری مدد نہ کروگے لیکن درد و الم کہ بخارات جمع تھے اسوجہ سے ظاہر کیا اسقدر حجت کو تم پر تمام کیا کہ قیامت [illegible] کوئی عذر نہ کرو [illegible] [illegible] سے [illegible] غضب خدا آ تمہارے [illegible] خدا دیکھتا ہے جو [illegible] (آیہ) قریب ہے جانین وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا کس [illegible] الٹے پلٹے جائینگے [illegible] کی جو تمکو ڈراتا تھا غضب خدا سے جو تمہارا دل چاہے کرلو ہم بہی جو حق سمجھتے ہین وہی کرتے ہین انتظار کرو عذاب کا جیسا کہ ہم انتظار کرتے ہین ثواب کا۔

یہ خطبہ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کا ہے جسکی سندین کتاب تشئید المطاعن جلد اول صفحہ ۲۹۹ مین مذکور ہین [illegible] اسکا پورا ترجمہ [illegible] ۲۳ ہین لہذا اسناد وغیرہ سے یہان بحث نہین۔ بلکہ صرف یہ دکہانا ہے کہ جناب سیدہ نے بنت الرسول نہین کس [illegible] سے کلام سے انصار کو مخاطب کیا ہے اور کسطرح

اونسنے فریاد کی ہے مگر کوئی نصرت پر آمادہ ہوا۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔ پھر فرمایئے
جناب امام حسین کیا انسے امید کرتے۔

یہ عام قاعدہ ہے کہ عورتونکے استغاثہ پر عام طور سے جوش پیدا ہوتا ہے
اسلیئے عرب لڑائیون مین ساتھہ عورتونکو رکھتے تھے کہ اگر کوئی بزدلی کرے تو
عورتین اوسکو غیرت دلائین اور اوسکا جوش ترقی کرے۔ مگر ہاے یہان
کون سی عورت فریاد کرتی ہے؟۔ دختر رسول جسکے سوا دنیا مین کوئی بیٹی
رسول کی نہین ہے۔ کس بات کی فریاد کرتی ہے کہ میرا حق غصب ہوتا
ہے۔ حق رسی کرو مگر کسیکو غیرت نہ آئی۔ پھر ایسے صحابہ مہاجرین و انصار سے
جناب امام حسین کیا امید کرتے۔

اس خطبہ مین جناب سیدہ نے قرآن کی چند آیتوں سے استدلال کیا ہے
ایک آیہ ما محمد الا رسول ہے جس سے ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ جناب سیدہ
ان لوگونکو اوس آیہ کا مصداق سمجھتی ہین کہ انقلبتم علی اعقابکم انپر
منطبق ہے۔
دوسرے آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم ہے کہ حضرت نے
ان غاصبین کو ائمہ کفر فرمایا
اب جو لوگ خدا و رسول پر ایمان لائے ہین اور جناب رسالتمآب کو مخبر صادق
مانتے ہین۔ وہ تو اسپر مجبور ہین کہ جناب سیدہ کو صادق مانین اور انلوگونکو
ائمہ کفر جانین۔ رہے وہ لوگ جو حضرت کو صادق نہین مانتے وہ مختار ہین ہمکو
اونسے بحث ہی نہین۔ کیونکہ غاصب کا حق پر قبضہ ہے۔ مددگارونکی کثرت ہے
جس کا گھر چاہین لوٹ لین جسکو چاہین پھونک دین۔ آخر پھونک ہی دیا کسینے
اونکا کیا بگاڑ ا قرآن کی آیتین سنائین رسول اللہ کی حدیثین یاد دلائین۔
وہ لوگ سنتے رہے یہ عاجز آکر چپکے ہو رہین لڑنے کا موقع نہ تہا جنگ کی مصلحت
نہ تہی اتمام حجت کرکے گھر آئین اور وصیت کی کہ میرے جنازہ پر یہ لوگ نہ آئین۔

پھر کیونکر جناب امام حسینؑ انپر بھروسہ کرتے اور انپر اعتماد کرکے مدینہ مین جنگ فرماتے - کربلا سے یہان زیادہ مصیبت تھی - اور بیہودہ علانیہ شہادت ثابت ہوتی جو ہوئی -

جناب امام حسینؑ اہل مدینہ کی یہ روش بھی دیکھ چکے تھے کہ انہوں نے خود حضرت عمر کو کتنا پریشان کیا تھا جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے جلد ۳ صفحہ

قال الشعبی لم یمت عمر بن الخطاب حتی ملته قریش وقد کان حصرهم بالمدینه وقال اخوف ما اخاف علی هذه الامة انتشارکم فی البلاد فان کان الرجل منهم یستاذنه فی الغزو فیقول قد کان لك فی غزوك مع رسول الله ما یبلغك وخیر لك من غزوك الیوم ان لا تری الدنیا ولا تراك وکان یفعل هذا بالمهاجرین من قریش ولم یفعله بغیرهم من اهل مکة

یعنی شعبی کہتے ہین کہ خود عمر کو عاجز کر دیا تھا قریش نے اسلیے سبکو محصور رکھا تھا مدینہ مین اور کہتے تھے سب سے زیادہ جو ہمکو اس امت پر خوف ہے تو اسی امر سے کہ تم شہرون مین پھیلو - اگر کوئی مہاجرین سے طالب اذن ہوتا انسے کہ کسی غزوہ مین جائے دو تو حضرت عمر کہتے - جو جہاد تم رسول اللہ کے ساتھ کر چکے ہو - وہ کافی ہے - اب تو اس جہاد سے یہ بہتر ہے کہ نہ تم دنیا کو دیکھو نہ تمکو دنیا دیکھے - یہ فعل انکا مہاجرین کے ساتھ تھا قریش سے نہ اونلوگونکے ساتھ جو غیر مہاجر تھے اہل مکہ سے -

پس جب خود حضرت عمر کے ساتھ ان مہاجرین کا یہ برتاؤ تھا کہ وہ آخر عاجز آگئے - اور انکو نظربند کیا مدینہ مین کہ نکلنے نہ دیتے تو جناب امام حسینؑ انسے کیا امید رکھتے -

کیا غضب ہے کہ جن مہاجرین کی شان مین خود حضرت عمر یہ فرماتے ہین اخوف ما اخاف علی هذه الامه انتشارکم فی البلاد کہ اس امت کے لئے

سب سے زیادہ خوفناک یہی ہے کہ یہ صحابہ مہاجرین شہرون مین پہلین اونہین صحابہ کی سیرت اور عمل کو اہلسنت اپنا مذہب بناتے ہین اور اونہین کو پیشوا دین مانتے ہین۔ اس سے بڑھکر کیا بدبختی ہوسکتی ہے کہ خدا اسطرح اونکی مذمت کرے۔ رسول اللہ اسطرح اونکی بدبختی کو ظاہر کرین۔ خلیفہ دوم یون ارشاد فرماتے ہین اور اہلسنت ایک نہین مانین اور صحابہ پرستی ہی مین مشغول رہین۔

حضرت عمر کے بارے عمل کی تقریر جو حضرت عثمان نے کی ہے وہ سب سے زیادہ تسکین دہ ہے اوسی تاریخ کامل مین ہے صفحہ ۳۰

واللہ لقد علمتم علی ما قررتم ان ابن الخطاب بمثلہ ولکنہ قد وطئکم برجلہ وضربکم بیدہ وقمعکم بلسانہ فدنتم لہ علی ما احببتم وکرهتم ولنت لکم واوطأتکم کتفی وکففت یدی ولسانی فاجترأتم علی۔

یعنی خدا کی قسم تم ہمارے اونہین باتون کو معیوب جانتے ہو جنکو قبول کیا تھا۔ ابن خطاب کے لیئے مگر اوسنے تمہین پیرونسے کچلا۔ ہاتھون سے مارا۔ زبانونسے قلع قمع کیا لہذا تمنے اونکی ہربات کی اطاعت کی خواہ وہ تمہین پسند تھی یا ناپسند۔ اور ہمنے تمہارے ساتھہ نرمی کی۔ اور اپنے بازو پر سوار کیا اپنے ہاتھہ اور زبان کو روکا۔ سلئے تم ہم پر دلیر ہوگئے۔

اب حضرات انصاف کرین کہ جن صحابہ مہاجرین و انصار کی یہ حالت ہو کہ خود خلیفہ دوم و سوم اونکے حق مین یہ کلمات ارشاد فرماین اور اونکے ساتھہ یہ برتاؤ کرین۔ کیا وہ اس قابل ہوسکتے ہین کہ دین کے ماخذ ہون اور شریعت کے حامل جنکو گونکے دنیا مین چپکے چپکے چلنے کو خلیفہ دوم قابل خوف بتائین کیا وہ اس قابل ہوسکتے ہین کہ اونکو ہم اپنا پیشوا بنائین۔

(باقی آیندہ)

ثبوت یزید دوبارہ

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو)

حق یہ ہے کہ نہ صرف اس امر مین بلکہ تمامی مسائل مین اہلسنت کی جان عجب عذاب مین ہے بغیر اسکے چارہ نہین کہ یا رافضی بنین - یا خارجی - اہلسنت تو کسی طرح نہین رہ سکتے کہ یزید کو مسلمان بھی مانین اور جناب امام حسین کو شہید بھی کہین اگر شہید مانتے ہین تو ضرور ہے یزید سے برارت کرین اور اسکے ساتھ معویہ و خلفائے ثلثہ سے بھی کہ مقدمات اربعہ کا یہی نتیجہ ہے -

مگر شکر خدا کہ ابن تیمیہ اسکے قائل ہین کہ جناب امام حسین شہید ہوے کہ لکھتے قتل مظلوما شهیدا ورنہ مرزا حیرت کا دماغ انکار شہادت مین فلک الافلاک پر پہونچتا -

مگر اس سے منکر ہین کہ اہل حرم اسیر ہوئے ہون چنانچہ لکھتے ہین و اما ما ذکر من سبی نسائه والدوران بهم فی البلدان وحملهم علی الجمال بغیر اقتاب فهو اکذب وباطل ما سبی المسلمون ولله الحمد هاشمیه قط ولا تحلت امه محمد سبی بنی هاشم قط ص ۲۴۹

یعنی جو ذکر کیا گیا ہے کہ اہل حرم اسیر ہوئے اور در بدر پھرائے گئے غلط ہے کبھی مسلمانون نے بنی ہاشم کو اسیر کیا نہ امت محمدی نے اسکو حلال جانا -

یہان اڈیٹر النجم بتائین کہ ابن تیمیہ سچے ہین یا آپ جو اپنے اخبار ... ذیقعدہ مین لکھتے ہین دو عورتین بے جرم قید ہوئین نیم ... ہوے مثل جلد ۵

کیونکہ آپ تو ابن تیمیہ کے ایسے عاشق ہین کہ آپ اوسکی کتاب کا ترجمہ شائع کر رہے ہین - پھر بتائیے آپ سچے ہین یا وہ

یہ بھی ارشاد ہو کہ ابن تیمیہ اونسب کو مسلمان کامل الایمان اعتقاد

کرتے ہین اور آپ اونکو مرتد کہتے ہین جیسا کہ لکھتے ہین "وہ چارون طرف سے مرتدون نے گھیر لیا" صفحہ ۱۱ سطر ۹

تو آپکا عقیدہ درست ہے یا ابن تیمیہ کا۔ مگر کافی ہے ابن تیمیہ کی تکذیب کیلئے خود اونکا کلام جو اسکے چند سطر بعد لکھتے ہین ولاسبی حیال الحسین بل لما دخلوا دار یزید قامت النیاحہ فی بیتہ و اکرمہم وخیرہم بین المقام عندہ والذہاب الی المدینۃ

یعنی اسیر نہین کیے گئے اہل حرم امام حسین کے بلکہ جب وہ داخل ہوے گھر مین یزید کے تو ماتم و نوحہ قائم ہوا اور یزید نے اونکا احترام کیا اور اختیار دیا کہ دمشق مین قیام کرین یا مدینہ جائین۔

اب یہان کوئی انسے پوچھے کہ پھر اہل حرم داخل مکان یزید کسطرح ہوئے کیا مہمانی مین آئے تھے یا کیا۔ اس دشمن عقل کو اتنی حیا بھی نہ آئی کہ ایک بات تو سچ کہتا جب جناب امام حسین مع عزیز و اقربا و انصار معرکہ کربلا مین شہید کردیے گئے تو پھر اہل حرم دمشق مین کس طرح آئے اگر قیدی نہ تھے تو اونکے آنیکی کیا وجہ تھی۔

اس سے بڑھکر کیا مصیبت ہوسکتی ہے کہ اخفاے جرم یزید پلید کے لئے وہ کس کس طرح کے کذب و افترا موجد ہو رہے ہین مگر اس سے کیا یہ خون ناحق چھپ جائیگا۔

اسیری اہلبیت طاہرین

زیادہ تر عجیب تو یہ ہے کہ شہادت امام مظلوم کا تو اقرار کرتے ہین جو اعظم مصائب اسلام سے ہے اور اسیری اہلبیت طاہرین سے انکار کرتے ہین جسپر الحمد للہ بھی کہتے ہین کہ کبھی مسلمانون نے اہلبیت رسالت کو بلکہ کسی بنی ہاشم کو اسیر نہین کیا حالانکہ جسطرح شہادت امام مظلوم متواترات نقلیہ سے ہے اوسیطرح اسیری اہلبیت طاہرین بھی ناقابل انکار واقعہ ہے۔ مگر چونکہ یہ واقعہ اعظم وقایع سے ہے لہذا مورخین اہلسنت نے اسکے اخفا

مین بھی پوری کوشش کی مگر حق کہان چھپ سکتا ہے دیکھیے مقتل ابی مخنف مین ہے جو واقعہ کربلا مین تمامی مورخین کا ماخذ ہے۔ تاریخ طبری جامع التواریخ کہلاتی ہے تمامی روایات ابو مخنف سے مملو ہے۔ اوسمین ہے قال ابو مخنف وساروا بالسبایا وعلی بن الحسین وحسن بن المثنی بن الحسن علی الجمال بغیر وطاء وترکوا القتلی مطروحین بارض کربلا ص ۱۷۱

یعنی کہا ابو مخنف نے کہ قیدیونکو لیکر فوج اشقیا روانہ کوفہ ہوئی اور علی بن الحسین اور حسن مثنی اونٹونپر سوار کئے گئے جنپر نہ کوئی فرش تھا نہ پردہ اور کشتونکو یونہی زمین پر بے غسل وکفن چھوڑ دیا۔

پھر اوسی مقتل مین ہے واذا بالعسکر قد اقبل والسبایا معہم ص ۱۷۱ ناگاہ لشکر آیا اور اونکے ساتھہ قیدی بھی تھے۔

پھر اوسی مین ہے واذا بالسبایا علی المطایا بغیر وطاء ورأس الحسین بید الشمر ص ۱۸۹

پھر اسیر لوگ آئے جو برہنہ شترونپر سوار تھے اور جناب امام حسین کا سر شمر کے ہاتھہ مین تھا۔

پھر اوسی مین ہے فقالت ام کلثوم یا یزید الملعون لقد ارویت الارض من دماء اھل البیت ولم یبق غیر ھذا الصبی الصغیر ثم تعلقت النساء بہ حین تعلق الحقی وھن ینذبن واقلہ رجالا تقتل الاکابر من رجالنا وتوسر نسائنا الا ترفع سیفک عن الاصاغر واغوثاہ ثم واغوثاہ ص ۱۹۹

حضرت ام کلثوم نے کہا اے یزید تو نے اہلبیت اطہار کے خون سے زمین کو سیراب کر دیا اور بجز اس کمسن لڑکے (امام زین العابدین کے) کوئی باقی نہ رہا۔ پھر وہ سب مخدرات عصمت حضرت امام زین العابدین سے لپٹ گئیں

اور فریاد کرتی تہیں اور کہتی تہیں تونے ہمارے مردونکو قتل کیا اور عورتونکو قید کیا۔ اب بھی تو اپنی تلوار چھوڑتے نہیں اوٹھاتا واغوثاہ واغوثاہ

اب ابن تیمیہ ان عبارتونپر غور کریں کہ انکے امام بلکہ پیغمبر یزید نے اہلبیت اطہار کو مقید اور اسیر کیا یا نہیں جو اس بشاشت اور خوش دلی سے فرماتے ہیں واما ماذكر من سبی نسائه والدوران بهن فی البلاد وحملهم على الجمال بغير اقتاب فهذا كذب باطل ما سبى المسلمون ولله الحمد هاشمية قط ولا استحلت امة محمد سبى بنى هاشم قط

نہ اسیری اہلبیت کا واقعہ بالکل غلط ہے نہ دربدر اونکی تشہیر ہوئی نہ شتران بے کجاوہ و عماری پر سوار کی گئیں یہ سب غلط ہے۔ الحمد للہ کہ کبھی مسلمانوں نے کسی ہاشمیہ کو قید نہیں کیا نہ امت محمدیہ نے کسی بنی ہاشم کے قید کو جائز جانا

حالانکہ روایت ابومخنف سے تک ثابت ہیں کہ اہل حرم جناب سید الشہدا اسیر بھی کیے گئے اور برہنہ شتروں پر سوار بھی کیے گئے اور کوفہ وشام تک اونکی تشہیر بھی ہوئی اور جناب امام زین العابدین بھی اسیر کیے گئے یزید نے اونکے قتل کا بھی ارادہ کیا الغرض نے خود بدترین طریقہ کی کہ دختران رسول قید کی گئیں۔

اگر روایت ابومخنف پر کسی قسم کا شک ہو تو علامہ ابو اسحق اسفرائنی کی نور العین فی مشہد الحسین ملاحظہ ہو لکھتے ہیں فامر ابن سعد ان توخذ النساء عن جسد الحسين بالرغم عنهن فحملوا على اقتاب الجمال بغير غطاء ولا وطاء مكشوفات الوجوه بين الاعداء وساقوهن كما تساق سبايا الروم فی اشد المصائب والهموم ص ۴۷ مطبوعہ مصر

پس حکم کیا ابن سعد نے کہ کھینچی جائیں عورتیں جسد امام حسین سے اور سوار کرائی گئیں اقتاب جمال پر (یعنی برہنہ اونٹوں پر) بغیر پردہ اور بغیر فرش کے کہ چہرے اونکے کھلے ہوئے تھے دشمنونکے سامنے اور وہ اس طرح کھینچے جاتے تھے جیسا کہ روم کے قیدی ہنکائے جاتے (باقی آئندہ)

سلطنتین اپنے مصالح ملکی کو وہ کیسی ہی سچ کیون نہ ہون نہایت سختی سے مخفی رکھتی ہین اور ہرگز عام نہین کرتین کیا انکا مخفی رکھنا اور عام نکرنا اُنپر اخلاقی الزام عائد کرتا ہے؟ ملکی باتین جنمین اکثر اوقات ناقابل بیان بُرائیان بھی ہوتی ہین صرف چھپانے مین مورد الزام نہین۔ لیکن ہم اپنے مذہب کے چھپانے مین مورد الزام ہین جسکے اظہار یا اخفا سے کسی کا کوئی نقصان نہین۔

آخر مین ہم کہنا چاہتے ہین کہ اگر تقیہ کسی طرح قابل الزام ہے تو اسکے ذمہ وار وہ لوگ ہین جو ہمین تقیہ پر مجبور کر رہے تھے نہ ہم۔ مثلاً اگر کوئی زبردست شخص تلوار کھینچے کھڑا ہو کہ تم جھوٹ بولو ورنہ قتل کر ڈالینگے۔ اسوقت اگر ہم خوف سے جھوٹ بولین تو یہ ہمارا گناہ نہوگا بلکہ ایک ایسا گناہ جسکا دوسرا ذمہ وار تھا۔ اور ہمین مجبور کر رہا تھا۔ صحیح ہے کہ اسوقت بھی ہم یہ کر سکتے تھے کہ جھوٹ نہ بولتے اور قتل ہوجاتے۔ لیکن انصافاً یہ دیکھنے کی بات ہوگی کہ شیعون ہی مین نہین بلکہ تمام اقوام عالم مین ایسے کے سچے ملینگے۔ اور ایسے وقت مین انسان کیا تصفیہ کریگا۔

اس حالت کو ہمارے قومی نابود ہوجانیکے وقت غور کیجئے گا اگر ہم اپنے دعوی مذہب مین سچے تھے تو اظہار کرتے ہوئے نیست ونابود ہوجاتے یا اسے معطل کرکے اپنی خواہش کے خلاف تھوڑی سی ناگوار برداشت کرتے (جسمین ہم کوئی دوسرے کا نقصان عمداً نہین کر رہے تھے) کہ اس خوف کے زمانہ گذرجانے پر بڑی قوت سے سچائی کا اظہار کرتے ہوئے ہمین خوف نہ ہوتا۔ اور آخر مین ہمارے قاتلون کی بہت سی اولاد ہمارے ہمخیال ہوجاتی۔ کیا پہلی صورت کم بھلائی اور زیادہ مضرت کی نہ تھی جسکا کسی طرح معاوضہ نہین ہوسکتا تھا اور کیا دوسری صورت کم برائی اور زیادہ بھلائی کی نہ تھی جس سے مضرت نہ تھا۔ سب اپنے قوت اور اختیار تک مین تقیہ کر سکتے تھے لیکن بیچارے شیعہ اپنے کس مپرسی مین تقیہ نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ اسلئے کہ وہ قتل سے بچ جاتے اور دشمنونکے خون کا مزہ نہ ملتا۔

کیون ہم سلطنت برطانیہ کے سایہ مین تقیہ نہین کرتے۔ اسلئے کہ ہم یقین دلائے گئے ہین

جسسے کم و بیش ایک صدی کے عمل نے ظاہر کیا ہے کہ اُسے کسی کے اداے امورات مذہب سے کوئی مخالفت نہین ہے۔ ہمین اُسکی قومی حفاظت اور منصفانہ مساوات کا یقین ہے جسے ہم ایک بڑی نعمت سمجھتے ہین۔ اور جبکا شیعون نے اپنے ایک سے زیادہ ریپریزنٹیٹو جلسہ مجمع مین سچا اظہار شکر گذاری کیا ہے۔

ہمارے مذہب سے خصوصیت کے ساتھ کسی اہل مذہب کو وہ بودھ ہون۔ یا ہندو عیسائی ہون یا یہودی کوئی عداوت نہین ہے الّا مسلمانان؛ وہ نہین چاہتے کہ شیعہ کا نام لیا جائے کیون؟ اسلئے کہ وہ اُسکے پیرو ہین جو اُنکے (عام مسلمانون کے) خلفا کو نائب رسولؐ سمجھنے کی وجہ نہین پاتے اور بوجہ اُن برتاؤ کے جو اُنہون نے امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ التحیۃ والسلام اور اولاد رسولؐ کے ساتھ کئے ہین اُنہین اچھے یاد نہین کرتے۔ اب اُنکے لئے وہ زمانہ نہین ہے کہ [illegible] کرین۔ اب اُنکے دانت پیسنے کا زمانہ ہے اور ہمارے ہنسنے کا۔

تقیہ ہم اسلئے نہ کرتے تھے کہ کسی نبی کی اولاد یا جائز حق دارون کو محروم کردین۔ یا جھوٹ بولکر مالی فائدہ اوٹھائین۔ یا دھوکا دیکر کسی کو گمراہ کردین یا برائیان کرنے مین آسانی ہو۔ آیندہ تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال۔ (ریاض حسین) [illegible]

اہلحدیث اور قرآن

[illegible]
[illegible]

اوڈیٹر اہلحدیث نے ماہ شوال ۱۳۲۵ھ شیعونکو چیلنج دیا تھا کہ قرآن سے [illegible] کا فیصلہ کرلیا جائے۔ جسپر اصلاح نے [illegible] ۱۹ و ۲۰ [illegible] دعوت قبول کیا کہ ہم اس مناظرہ پر تیار ہین۔ اس اقبال دعوت پر اڈیٹر اہلحدیث [illegible] سال [illegible] ایک مہینہ کی مہلت دیکھی تھی [illegible] مگر تاریخ غلط لکھتے ہین شوال [illegible] ایک سال کی مدت [illegible] قبول دعوت والا مضمون شوال ۱۳۲۶ھ

مین شایع ہوا تہا جب اصلاح پندرہ روزہ تھا۔ کیا اڈیٹر اہلحدیث اپنے سے غلط بیانی کا اقرار کرینگے ؟

گیارہ مہینہ بعد اڈیٹر صاحب نے بماہ جب ۱۳۲۶ھ پھر اس مضمون پر قلم اوٹھایا جسمین لکھتے ہین ،، شکر ہے کہ ہماری تجویز اصلاح (شیعہ) کے قابل اڈیٹر نے **دبی زبان سے** تسلیم کرکے ہمکو اجازت دی تھی کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت کرین ،،

اس تحریر پر اصلاح بابت ماہ رمضان ۱۳۲۶ھ مین بعنوان ،، اہل حدیث کا مسلک قرآن ہے ،، اسپر اعتراض کیا گیا تھا کہ آپنے **دبی زبان** سے اقرار اڈیٹر اصلاح کو کیون لکھا جو صریحی دروغ گوئی ہے حالانکہ آپ ہر صحبت مین لوگونکو وعظ کرتے کہ جہوٹہ نہ بولین پھر آپنے کیون اسکا ارتکاب کیا۔ لہذا ۱۴ محرم ۱۳۲۷ھ کو پھر انکو جوش آیا اور بعنوان ،، خلافت راشدہ اور اصلاح کی اصلاح ،، ایک مضمون لکھا جسمین پہلے اصلاح کی مختلف تحریرین نقل کین کہ آخری فقرہ اصلاح کا یہ لکھا کہ ،، بہرحال چونکہ ہمنے دو شرط کی تھی ایک یہ کہ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا پہلے ثابت کرین دوسرے یہ کہ **تحریف قرآن** کے متعلق بحث کیجاے ،، اس فقرہ اصلاح کو لکھکر اڈیٹر صاحب اہلحدیث لکھتے ہین۔

یہ شرایط ہین جنکی وجہ سے ہم نے لکھا تھا کہ اڈیٹر اصلاح نے دبی زبان سے اقرار کیا یہ صاف اقرار ہے یا دبی زبان سے۔ ہان بجاے دبی زبان کے اقرار کہتے کے اگر ہم اسکو کھلا انکار کہتے تو بھی بجا تہا مگر ہمنے اڈیٹر اصلاح پر بڑا احسان کیا کہ قرآن سے انکار کرنا اسکی طرف منسوب نہیں کیا جسکا وہ واقع مین مرتکب ہوچکا تھا کیا باوجود ان دو شرطون کے جنکا ذکر ہمنے اپنی دعوت مباحثہ مین مطلقانہ کیا تھا آپکا ہماری دعوت کا باین شرائط منظور کرنا اور پھر اسکا نام قبول دعوت رکہنا یہ جہوٹ ہے یا ہمارا یہ کہنا کہ اڈیٹر اصلاح نے دبی زبان سے اقرار کیا یہ جہوٹ ہے غالبًا ناظرین آپکی راست بازی کا اندازہ کرچکے ہونگے ؎

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

یہ تو ہے آپکے جہوٹ یا افترے کا جواب جو آپنے ہماری نسبت لگایا۔ اب سنئے اپنے غلط خیال کا

جواب آپ لکھتے ہین کہ۔

مین کسطرح اُن کی اس تحریر کے جواب کا پابند نہین ہوسکتا کیونکہ جب تک وہ اسکو نہ اسکو ثابت کرلین کہ قرآن پر آپکا ایمان ہے اور قرآن کو وہ واجب العمل سمجھتے ہین کسی قسم کا استدلال بیکار ہے۔ کیونکہ اُن کو بتا دیا گیا تھا السنۃ قاضیۃ علی الکتاب اُنکا مسئلہ اصول ہے جسکے بعد پھر قرآن کوئی چیز نہین رہتا،،

جواب سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہلحدیث سے یہ اصول دکھاو۔

سنو اہل حدیث کے امام والامقام سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین خیر الحدیث کتاب اللہ سب کلامون سے اچھا کلام خدا کا ہے۔ نیز فرمایا کلامی لا ینسخ کلام اللہ و کلام اللہ ینسخ کلامی مشکوۃ باب الاعتصام یعنی میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہین کرسکتا اور خدا کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔ اسلئے سب اہلحدیث کا یہ مذہب ہے ؎

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن   پس حدیث مصطفےٰ بجان مسلم داشتن

ہان یاد آیا کہ بحکم المرء یقیس علی نفسہ آپکو ہمارے آئینہ مین اپنا چہرہ دکھائی دیتا ہے اور آپ آئینہ پر خفا ہو کر حبشی کی طرح آئینہ کو توڑ دیتے ہین۔ یہ ہے سنئے اور غور سے سنئے ہم بتلاتے ہین کہ تم لوگون نے قرآن کو کہان تک دل سے مانا ہے اور کہان تک محض زبان سے۔ ذرہ اصول کافی کی کتاب الحجۃ کھولکر دیکھئے۔

فان الحجۃ لا تقوم علی خلقہ الا بامام

یعنی جب تک امام نہو دنیا پر خدا کی طرف سے حجۃ قائم نہین ہوسکتی جسکا صاف مطلب ہے کہ کتاب اللہ مع احادیث اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محض ہیچ و بیکار ہین۔ اسی بنا پر جب تم لوگون پر اعتراضات ہوئے کہ اس زمانہ مین جو کوئی امام الزمان نہین تو خدا کی حجت کس طرح قائم ہوسکتی ہے اس جواب مین تم لوگون نے وہ وہم پرستی اختیار کی جو تمہاری طرف سے مشہور ہے کہ امام الزمان فلان غار مین چھپا بیٹھا ہے۔ کہا کرتا ہے ؟ بقول ؎ بیکار نہ بیٹھ کچھ کیا کر۔ تانکے ہی ادھیڑ کر سیا کر۔

سیدہے کپڑے الٹے اور اُلٹے سیدہے کرتا ہے۔

شیعہ دوستو ایمان سے بتلانا السنة قاضية على القرآن سے

بڑہکر تمہارا مذہب سے یا نہیں کیا سچ ہے ؎

بہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا

خلاصہ یہ کہ چونکہ اصلاح نے اس مناظرہ کے لئے دو شرط کی تھی ایک یہ کہ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا پہلے ثابت کرین دوسرے یہ کہ پہلے تحریف قرآن کی بحث کی جاے۔ لہذا آپنے یہ اجتہاد کیا کہ اڈیٹر اصلاح نے **دبی زبان سے تسلیم کرکے ہمکو اجازت دی** ،، مگر بمصداق ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة اڈیٹر اصلاح کا یہ آخری جملہ اونکو نظر پڑا جو اوسی اصلاح ۱۹ و ۲۰ مورخہ شوال ۱۳۲۵ھ درج ہے۔

آخر مین آپکو عام اجازت ہے کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو چاہین قرآن سے ثابت کرین پھر قدرت خدا دیکھین والسلام على من اتبع الهدى سطر ۲۵ صفحہ ۲۰ مطبوعہ ۱۹ و ۲۰ ماہ شوال ۱۳۲۵ ہجری۔

دیکھیے اڈیٹر اہلحدیث اسکے بعد اپنے مقولہ "دبی زبان" کا اصلاح سے کیا ثبوت پیش کر سکتے ہیں ہم آپکے اس احسان کا ضرور شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپنے اڈیٹر اصلاح کو منکر قرآن کا خطاب نہیں دیا مگر افسوس کہ اس شرط کے قبول نہ کرنیسے اپنے تمامی فرقہ کو خارج از اتباع قرآن ثابت کر دیا کیونکہ اڈیٹر اصلاح نے پہلے یہی شرط کی تھی "کہ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا پہلے ثابت کرین" ، جس سے آپنے گریز کیا۔ اور آجتک نہ ثابت کر سکے۔ پھر آپ ہی بتاے عقلا آپکے اس فرار کو بجز اسکے کیا کہ سکتے ہین کہ آپ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا نہیں ثابت کر سکتے۔

ہان آپکا یہ جملہ بہت قابل قدر ہے "دو کیا باوجود ان دو شرطونکے جنکا ذکر ہمنے اپنے دعوت مباحثہ مین مطلقاً نہ کیا تہا۔ آپکا ہماری دعوت کو بایں شرائط منظور کرنا اور پھر اوسکا نام قبول دعوت رکہنا یہ جہوٹ ہے یا ہمارا یہ کہنا کہ اڈیٹر اصلاح نے دبی زبان سے اقرار کیا

یہ جھوٹ ہے "
کیونکہ اگر آپکا مطلب ہے کہ مناظرہ مین کسی فریق کو کسی شرط کرنے کا اختیار نہین ہے تو پھر آپنے کیون اسکی شرط ئی کہ قرآن سے مناظرہ کیا جائے۔ اور آریہ سماجیونسے کیون صد ہا شرطین کرتے ہین۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ آپکو تو ہر طرح کے شرط کا اختیار ہے مگر آپکے خصم کو کوئی حق نہیں ہے تو کسی آیت یا حدیث سے اسکو ثابت کیجیے کہ شرط کرنیسے وہ منکر سمجھا جاتا ہے اور اگر کوئی دوسرا مطلب ہو تو اوسکو بیان فرمائے۔
غالباً آپنے اس شرط اڈیٹر اصلاح کو کہ پہلے اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا ثابت کرین۔ محال سمجھا ہو لہذا التعلیق محال بالمحال مین داخل کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا ہو تو ممکن ہے۔ مگر اس سے بھی آپکی براءت الزام دروغگوئی سے نہین ہو سکتی۔ کیونکہ آخر مین اڈیٹر اصلاح نے ازراہ کمال فیاضی آپکو بلا کسی شرط کے اجازت دی تھی کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو چاہین آپ قرآن سے ثابت کرین۔ اب آپ ہی ایماناً فرمائے کون صادق ہے کون کاذب۔ کیونکہ اڈیٹر اصلاح کا مطلب تو یہ تھا کہ مناظرہ ایسے عنوان سے ہو کہ حق پوری طور سے واضح ہو اسلئے پہلے وہ شرطین کین اور چونکہ معلوم تھا آپ ان شرطونکو پورا نہین کر سکتے لہذا پھر عام اجازت دی مگر آپ ایسا عاجز ہوئے کہ کچھ نہ بن آئی پھر نہ معلوم کیون یہ جرأت پیدا ہوئی جو اس آخری تحریر کو شایع کیا۔
مینے اس تحریر کو آپکی آخری تحریر اسوجہ سے کہا کہ اصلاح مین ہنوز یہ مضمون ناتمام ہے ملاحظہ ہو عنوا ۱۱ و ۱۲ باقی آیندہ اور آپنے اس تحریر پر تمام کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ ترک تمام شدہ کا مضمون ہے۔
بہر حال اب آپکا دو فقرہ جواب طلب ہے ایک یہ کہ اصلاح سے آپنے یہ عبارت نقل کی ہے السنۃ قاضیۃ علی الکتاب الخ مسئلہ اصول ہے جسکے بعد پھر قرآن کوئی چیز نہیں رہتا اسپر آپ یہ لکھتے ہین **جواب** سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہلحدیث سے یہ اصول دکہا دو
جواب اسکے عرض ہے کہ مین نہین کر سکتا آپکی معتبر کتاب کون ہے۔ مگر نواب صدیق حسن خان کی کتاب حصول المامول مین ہے صفحہ ۴۳ مطبوعہ مصر

قال الاوزاعی الکتاب احوج الی السنة من السنة الی الکتاب
قال ابن عبد البر یرید انها تقضی علیه وتبین المراد منه
وقال یحیی بن ابی کثیر السنة قاضیة علی الکتاب و
الحاصل ان ثبوت حجیة السنة المطهرة و استقلالها
بتشریع الاحکام ضروریة دینیة ولا یخالف فی ذلک الا من
لا حظ له فی دین الاسلام ص ۲۳

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل بتائین کہ اب اڈیٹر اصلاح
سچے ہین یا وہ جنہوں نے آپکے فرقہ اہلحدیث کے امام صدیق حسن خان کی کتاب معتبر
حصول المامول سے اس عبارت کو لیا تہا۔ اب دیکھئے اڈیٹر صاحب اس کتاب کو کتب
معتبرہ سے خارج کرتے ہین یا نواب صدیق حسن خان کو فرقہ اہلحدیث سے خارج کرتے ہین
دوسرا جواب سنو کہ کہتے ہین جسمین جناب رسول اللہ کو آپ اپنا امام بھی
کہتے ہین خدا کرے کہ آپلوا کا اتباع نصیب ہوا و صرف زبانی ہی نہ رہے۔ مگر آہ یہ
ایسا ہے کہ ایک مدت کیلئے بھی راستی کا جامہ نہین پہنتا کیونکہ جس قرآن کی یہ عظمت
ہے اور رسول اللہ نے اوسکی نسبت بقول آپکے یہ فرمایا ہے کلامی لا ینسخ کلام
اللہ۔ اوسکی آپکے یہان یہ بے عزتی کی گئی ہے کہ حدیث اور اجماع بلکہ قیاس سے بھی
منسوخ کیا جاتا ہے۔

چونکہ یہ امر رسالہ الشمس مین بخوبی ثابت کیا گیا ہے جو دفتر اصلاح سے شایع ہوتا ہے
اور آپکے یہان بھی بھیجا جاتا ہے لہذا کچھ عبارتین اوسکی حسب ضرورت یہان لکھتا ہون

ملاحظہ ہو رسالہ ۳ جلد ۳

اہل سنت کا قرآن کو چھوڑ دینا

افسوس یہ ہے کہ آپلوگون نے مخالفت رسول اللہ پر
ایسی کمر باندہی ہے کہ جسکی حضرت نے بالخصوص مذمت کی
اور ممانعت فرمائی اوسکو تو آپ لوگ بکمال شوق عمل مین لاتے ہین۔ اور جسکی تاکید فرمائی حکم دیا
اس سے بالخصوص مخالفت کرتے ہین۔

مذمت کیلئے تو وہ حدیثین ملاحظہ فرمائین جن مین خوارج کے حفظ قرآن اور اُنکے ریائی زہد وتقوی کی مذمت ہے صحیح بخاری مین ہے عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ یقول یخرج منکم قوم یحقرون صلوتکم مع صلوتھم وصیامکم مع صیامھم وعملکم مع عملھم ویقرؤن القران لایجاوز حناجرھم ص۱۴۱

یعنی تم مین ایک ایسی قوم نکلے گی کہ انکی نماز کے سامنے تم اپنی نماز کو حقیر جانوگے اور انکے روزہ کے مقابلہ مین اپنے روزہ کو اور اُنکے عمل کے سامنے اپنے عمل کو۔ وہ پڑہین گے قرآن کو اسطرح کہ انکے حلق سے نہ اتریگا جسکے معنی یہ لکھے ہین لا تفقھہ قلوبھم یعنی نہ سمجھین گے دل انکے۔

پھر دوسری حدیث ہے قال المومن الذی یقرء القران ویعمل بہ کالاترجہ طعمھا طیب وریحھا طیب والمومن الذی لایقرء القران ویعمل بہ کالتمر طعمھا طیب ولاریح لھا ومثل المنافق الذی یقرء القران کالریحانۃ طیب وطعمھا مر والمنافق الذی لایقرء کالحنظلۃ طعمھا مرّا وخبیث وریحھا مر ص۱۴۷

یعنی جو مومن کہ قرآن کو پڑہتا ہے اور عمل کرتا ہے اسکی مثال توارنج کی ایسی ہے جسکی خوشبو بھی پاکیزہ اور ذائقہ بھی اور جو مومن قرآن نہین پڑہتا مگر عمل کرتا ہے اس کی مثال رطب کی ہے کہ ذائقہ مزہ دار ہے مگر خوشبو نہین۔ اور جو منافق قرآن پڑہے اور عمل نہ کرے مثل ریحانہ کے ہے کہ خوشبو تو ہے مگر ذائقہ تلخ ہے اور جو منافق نہ قرآن پڑہے اور نہ عمل کرے اسکی مثال حنظل کی ہے کہ ذائقہ بھی کڑوا بو بھی کڑوی۔

دیکھئے اس حدیث سے صرف یہی نہین معلوم ہوا کہ منافق بھی قرآن پڑہتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان منافقون کا قرآن کو پڑہنا یا نماز روزہ کا پابند ہونا ایسا ہوگا کہ سچے مسلمان اُس کے مقابلہ مین اپنے اعمال کو حقیر سمجھین گے۔ اب غور کیجئے آپکے حافظون کی بھی حالت یہی یا نہین۔ انکھ کھولکر ایمانداری سے اچھی طرح اپنے حافظون کے کردار اور اعمال پر نظر کرکے ایمانا فرمائے وہ کس قسم مین داخل ہین اگر کلیۃً نہین تو اکثریۃً آپکو اقرار کرنا پڑیگا کہ صدق رسول اللہ سچ فرمایا رسول اللہ نے اکثر حافظان قرآن ایسے ہی ہین۔

اسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہوگا کہ اصل حکم اتباع قرآن کا ہے کہ اُسپر عمل کیے خواہ تلاوت

کرے یا نہ عمل ہو مومن ہوگا نہ عمل کرنے سے منافق اگرچہ وہ کیسا ہی حافظ ہو۔

رسول اللہ نے اس آخری حدیث میں چار قسمیں کی ہے۔ مومن قاری قرآن و عامل مومن غیر قاری عامل یہ تو شان ہم شیعوں کی ہے جو مومن ہیں کیونکہ ہم ارادہ تامہ یات آنکی اسکے یہان موجود ہیں کہ آپ اپنے کو مومن نہیں کہہ سکتے نہ اسکا دعوی کر سکتے ہیں لہذا ان دو قسم سے خارج ہوئے۔ رہی تیسری قسم منافق قاری مگر غیر عامل چوتھے غیر قاری و غیر عامل یہ دونوں قسمیں آپ سے متعلق ہیں جو عدیم المثال ہے بلقب منافق ملقب کیے گئے ہیں

اب اسکو دیکھیے کہ آپ حضرات اگر قاری قرآن ہیں تو مطابق حدیث مذکور بیکار کیونکہ صدہا علما نے اسکی تصریح کی ہے کہ اہلسنت تمامتر قرآن سے منحرف ہیں۔ الشمس ... میں ایک پوری تقریر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی لکھ چکا ہوں جس سے اتباع قرآن سے آپکی بیزاری اصول دین و فروع دین میں ظاہر ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲ لغایت ...

قرآن کا منسوخ ہونا خبر واحد سے

اب آئیے دوسرے پہلو کو دیکھیے کہ آپ کس کس طرح قرآن کو منسوخ مان رہے ہیں جس سے لزوماً یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ قرآن سے منحرف ہیں کیونکہ مذہب اہل سنت عام طور سے یہ ہے کہ حدیث ناسخ قرآن ہے جس کیلئے اتنی وسعت دیگئی ہے جسکی حد ہی نہیں شاید اسکا بیان محل ہے مگر اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ قرآن کو آپ لوگ عام طور سے احادیث احاد سے بھی منسوخ مانتے ہیں جیسا کہ حصول المامول میں ہے۔

و اما نسخ القران او المتواتر من السنة بالاحاد فقد وقع الخلاف في ذلك في الجواز والوقوع اما الجواز فقد قال به الاكثرون و اما الوقوع فذهب الجمهور كما حكاه ابن برهان و ابن الحاجب وغيرهما الى انه غير جائز و ذهب جماعة من اهل الظاهر الى وقوعه وهي رواية عن احمد وهو الحق ومما يرشدك الى جواز النسخ بما صح من الاحاد لما هو اقوى متنا او دلالة منها ان الناسخ في الحقيقة انما جاء رافعا لاستمرار حكم المنسوخ ودوامه وذلك ظني وان كان دليله قطعيا فالمنسوخ انما هو هذا الظني لا ذلك القطعي فتامل پھر لکھتے ہیں قال و لو نعلم احدا منع من جواز نسخ الكتاب بالخبر

الواحد عقلاً فضلاً عن المتواتر مسلم ۱۵۱

یعنی اسمین اختلاف ہی کہ قرآن اور حدیث متواتر خبر احاد سے منسوخ ہو سکتا ہی یا نہین۔ اکثر اسکے قائل ہین کہ عقلاً جائز ہے خبر واحد سے منسوخ ہوجاے۔ برہان۔ و ابن حاجب وغیرہ قائل ہین کہ گو جائز ہے مگر واقع نہین ہوا اور ایک جماعت اہل ظاہر سے جن مین امام احمد بھی ہین قایل ہین کہ واقع بھی ہوا اور سب سے بڑی دلیل یہ ہی کہ ناسخ کی غرض تو رفع استمرار ہے جو منسوخ سی پیدا ہوا۔ پس یہ حکم جو منسوخ سے معلوم ہوا تہا وہ ظنی ہی اور ناسخ (یعنی خبر احاد) ہے تو جو ظن حکم کا تہا وہ منسوخ ہوا۔ پھر لکھتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ کسی نے بھی منع کیا ہو جواز نسخ کتاب کو خبر واحد سے چہ جائیکہ حدیث متواتر سے نسخ کا مانع ہو۔

اس عبارت نے واضح طور پر بتا دیا کہ قرآن کی جس آیت کو چاہو صحیح بخاری صحیح مسلم سی منسوخ کر دو کیونکہ وہ سب خبر احاد ہے بلکہ اخبار احاد کے اعلیٰ افراد سی ہی۔ نہین نہین جس حدیث سے چاہو قرآن کو منسوخ کر دو کیونکہ حدیث صحیح کے ٹھیکہ دار صرف صحاح ستہ ہی نہین ہین انکے علاوہ ہزارون حدیث کی کتابین ہین اور وہ سب ناسخ قرآن ہین۔ چونکہ اڈیٹر صاحب نے ایک مقام پر اس سے انکار کیا تھا اسوجہ سے اسقدر لکھا گیا ورنہ مسلمات اہل سنت سی ہے کہ حدیث ناسخ قرآن ہی۔

قران کا منسوخ ہونا اجماع سے

اب اسپر ترقی سنئے کہ صرف حدیث ہی ناسخ قرآن نہین ہی بلکہ اجماع بھی کون اجماع جس سی خلیفہ بنے ناسخ قرآن ہے جیسا کہ شرح اصول بزدوی مین ہے

فكذا الاجماع يجوز ناسخا للكتاب والسنة والاجماع عند بعض مشائخنا منهم عيسى ابن ابان واليه ذهب بعض المعتزلة تمسكوا بما روى ان عثمان رضى الله عنه لما حجب الام عن الثلث الى السدس باخوين قال ابن عباس رضى الله عنهما كيف تحجبها باخوين وقد قال الله تعالى

یعنی اجماع بھی قرآن کو منسوخ کر سکتا ہی نزدیک بعض مشائخ کے جن سے ابان بن عیسیٰ بھی ہین۔ اور اسی کی طرف گئے ہین بعض معتزلہ بھی انکی دلیل یہ ہے کہ عثمان نے حکم میراث مین دو بھائیون کے رہنے مین مان کو ثلث سے گھٹا کر سدس دلوایا تو کہا ابن عباس نے دو بھائیون کی موجودگی مین کیونکر یہ حکم کر سکتے ہو حالانکہ خدا نے کہا ہے فان کان له اخوة

فان کان له اخوة فلامه السدس
والاخوان لیسا باخوة فقال حجبها
قومك یا غلام فدل علی جواز النسخ
بالاجماع وبان المولفة قلوبهم سقط
نصیبهم من الصدقات بالاجماع المنعقد
فی زمان ابی بکر رضی الله عنه
وبان الاجماع حجة من حجج الشرع موجبة
للعلم کالکتاب والسنة فیجوز ان
یثبت النسخ به کالنصوص الاتری
انه اقوی من الخبر المشهور الذی
قد جاز به الزیادة علی النص الذی
هی النسخ فبالاجماع اولی ۱ه ص ۴ جلد

اگرچہ مردہ کے کئی بھائی ہون تو ماں کا چھٹا حصہ ہے اور دو بھائی لغت عربی مین کئی بھائی نہین کہے جاتے کیونکہ وہ تثنیہ ہے یہ جمع تو عثمان نے کہا اے غلام تیری قوم نے اسکو محجوب کردیا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اجماع سے حکم قرآن منسوخ ہو گیا۔ اسی طرح مولفۃ القلوب کا حصہ صدقات مین اس اجماع سے موقوف ہو گیا جو بعہد ابوبکر ہوا تھا اور اجماع بھی تو حجج شرعیہ سے ہے جس سے علم و یقین حاصل ہو جیسا کہ قرآن و حدیث سے ہوتا ہے۔ پس جائز ہے کہ اجماع ہی ناسخ ہو۔ کیا تم نہین دیکھتے کہ قرآن کا نسخ بذریعہ خبر مشہور جائز ہے اور اجماع تو اس سے زیادہ قوی ہے پھر اس سے نسخ کرنا تو بدرجہ اولی جائز ہے۔

کیوں ناظر صاحب اس سے بڑھکر قرآن کی کیا بے عزتی ہو سکتی ہے کہ اسکا ناسخ آپکے یہاں اجماع ہے جس امر پر چاہین صحابہ و غیر صحابہ اجماع کرلین اور قرآن کو منسوخ کر دین۔

قیاس بھی ناسخ قرآن ہے ایک قدم اور بڑھیے تو معلوم ہو کہ آپکے یہاں قرآن کا ناسخ وہ قیاس بھی ہے جس کے بارہ مین اول من قاس ابلیس وارد ہے کہ پہلا قیاس کرنیوالا شیطان ہے جسکے صریحی مطلب یہ ہوئے کہ ہر شیطانی بات سے آپکے یہاں قرآن منسوخ ہوتا ہے اسی شرح اصول بزدوی مین ہے۔

وذکر فی بعض الکتب ان النسخ
یجوز عند ابی القاسم بالقیاس
الجلی دون الخفی قال الغزالی

یعنی بعض کتابون مین مذکور ہے کہ نسخ قرآن جائز ہے قیاس سے ابوالقاسم کے نزدیک مگر قیاس جلی ہو نہ خفی اور غزالی

ما حکم اللہ لفظ بکلی مبہم ان اراد به المقطوع به فهو صحیح و اما المظنون فلا صہ ۱۷	نے کہا کہ لفظ بکلی مبہم ہے اگر مراد اس سے قیاس قطعی ہے تو اس کا ناسخ ہونا صحیح ہے اور اگر ظنی ہے تو نہیں۔

اب اہل انصاف غور کریں کہ اہل سنت کہاں تک شیخ قرآن ہین کیونکہ حدیث سے وہ منسوخ اجماع سے وہ منسوخ۔ قیاس سے وہ منسوخ پھر اسکی کیا حالت رہی۔

یہانتک عبارت الشمس لکھی گئی جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ خلاف حکم رسول اللہ آپ قرآن کو صرف حدیث متواتر ہی سے نہیں منسوخ جانتے بلکہ صحیح بخاری وغیرہ صحاح کے عام احادیث کو یہ درجہ آپکے یہان دیا گیا ہے کہ وہ قرآن کا ناسخ ہو۔ بلکہ اجماع و قیاس بھی ناسخ قرآن ہے حالانکہ آپلوگ اجماع و قیاس کو بمخالفت حنفی نہین مانتے۔ مگر ہم اس سے درگذر کرکے صرف آپکے اصول پر سوال کرتے ہین کہ جب آپکا یہ مسلمہ اصول ہے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفے بجان مسلم داشتن

تو براہ کرم فرمائیے آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کی کیون مخالفت کی گئی کہ خدا تو فرماتا ہے کہ خدا تملوگون کو وصیت کرتا ہے دربارہ تمہاری اولاد کے کہ مرد کو حصہ دو عورتون کا ملناچاہیے جسمین رسول اللہ بھی ضرور داخل ہین یوصیکم اللہ پھر فدک کے بارہمین خدا کی وصیت کیون رد کی گئی جس سے جناب سیدہ محروم رہیں۔ اسی آیہ کے بعد خدا یہ بھی فرماتا ہے تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتھا الانہار خالدین فیھا وذلک الفوز العظیم ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین۔

یعنی یہ حدود خدا ہین جو خدا و رسول کی اطاعت کریگا اوسکو داخل جنت کریگا اور جو نافرمانی کریگا خدا کی اور رسول کی اور تجاوز کریگا اوسکے حدود سے تو اوسکو داخل جہنم کریگا جسمین وہ ہمیشہ رہیگا اور اوسکے لئے عذاب دردناک ہے۔

حالانکہ تصریح آپکے امام اعظم شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے عذاب مھین جہان آیا ہے وہان

کفار مراد ہین چنانچہ صارم مسلول مین لکہتے ہین ولم یجئ اعداد العذاب المہین فی القرآن الا فی حق الکفار ص۵۶

یعنی قرآن مین جہان عذاب مہین آیا ہے اوس سے کفار مراد ہین جس سے معلوم ہوا کہ جن لوگون نے اس وصیت خدا کو معطل کیا اور ترکۂ رسول سے محروم کیا وہ داخل حلقۂ کفار ہوے ۔

کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے ومن یعص اللہ ورسولہ جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ اوس عصیان سے متعلق ہے جو بعد قبول اسلام ہو نہ اون لوگون سے جو کفار فطری ہین تو معلوم ہوا بعد اسکے کہ اون لوگون نے اس حکم خدا کو معطل کیا داخل کفار ہوے ۔

اور یہ نہ سمجہا جائے گا کہ یہ وعید خدا اونہین لوگون سے متعلق ہے جو مشافہۃً رسول اللہ سے سن چکے تہے اور نزول آیہ یا حدیث اونکو بالقطع والیقین معلوم تہا بلکہ آج بہی جو لوگ بذریعہ احادیث صحیحہ واقف ہون اور اوسکی مخالفت کرین تو اسی حکم مین ہین ۔ چنانچہ ابن تیمیہ لکہتے ہین

وقال ابو طالب المسکانی وقیل لہ ان قوما یدعون الحدیث ویذہبون الی رای سفیان فقال اعجب لقوم سمعوا الحدیث وعرفوا الاسناد وصحتہ یدعونہ ویذہبون الی رای سفیان وغیرہ قال اللہ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ فتصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم وتدری ما الفتنۃ الکفر قال اللہ تع والفتنۃ اکبر من القتل فیدعون الحدیث عن رسول اللہ وتغلبہم اہواءہم الی الرای فاذا کان المخالف عن امرہ قد حذر من الکفر والشرک او من العذاب الالیم دل علی انہ قد یکون مفضیا الی الکفر او العذاب الالیم ص۵۶ صارم مسلول

کسی شخص نے ابو طالب مسکانی سے کہا کہ ایک قوم حدیث کو چہوڑ کر رای سفیان کی طرف جاتے ہین تو کہا تعجب ہے اوس قوم سے جو سنے حدیث اور پہچانے اوسکی سند اور صحت کو پہر اوسکو چہوڑ دے اور رائے سفیان وغیرہ کو قبول کرے ۔ خدا کہتا ہے چاہیے خوف کرین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین اوسکے امر کی ۔ پس پہونچیگا اونکو فتنہ یا عذاب الیم ۔ کہا ابو طالب نے کہ جانتے ہو فتنہ کیا ہے؟ کفر کیونکہ خدا کہتا ہے فتنہ اکبر ہے قتل سے ۔ پہر کیونکر وہ چہوڑ

ہین حدیث کو اور اپنی رای و ہوا پر عمل کرتے ہین ۔ پس جب مخالف حکم رسول کو خوف دلایا گیا ہے کفر شرک عذاب الیم سے تو معلوم ہوا کہ مخالفت حکم رسول کبہی موجب کفر و عذاب الیم ہوتا ہے ۔

تو کیا آپ یہ گمان کر سکتے ہین کہ اس حکم خدا کے رد کرنے سے جسکو خدا نے بلفظ یوصیکم اللہ فرمایا ہے وہ لوگ کفر و شرک و عذاب الیم سے بچ جائینگے ۔ اور آپ جو آیات قرآنی و احادیث سے مطلع ہوکر اونلوگون کی طرفداری کرتے ہین ۔ کیا اس وعید خدا سے محفوظ رہینگے ۔

دیکھیئے یہی نکتہ ہے کہ جناب سیدہ نے خلیفہ اول سے کس طرح اپنے حق کا اثبات کیا ہے خطبہ جناب معصومہ مین ہے وقال تبارک وتعالیٰ یوصیکم اللہ فی اولادکم مثل حظ الانثیین فزعمتم ان لاحظی ولا ارث من ابی افحکم اللہ بآیۃ اخرج ابی منہا ام تقولون اہل ملتین لایتوارثان اما انتم اعلم بخصوص القرآن و عمومہ من ابی افحکم الجاہلیۃ تبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون ۔

کہ خدا فرماتا ہے اللہ تمکو وصیت کرتا ہے دربارہ تمہاری اولاد کے کہ مرد کو جو ذکور تو نکا حصہ ہے پس تمنے گمان کیا کہ میرا کوئی حصہ نہین ہے ۔ اور مین اپنے باپ کی وارث نہین ہوسکتی ۔ کیا خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ میرے باپ اس حکم سے خارج ہین ۔ یا تم یہ کہتے ہو کہ دو مذہب والے وارث نہیں ہوتے (کہ یہی گمان میرے اور میرے والد کے حق مین کرتے ہو) یا تم زیادہ عالم ہو خصوص و عموم قرآن سے بہ نسبت میرے پدر بزرگوار کے ۔ کیا حکم جاہلیت چاہتے ہو (کہ بیٹی کو ترکہ نہین ملتا) حالانکہ خدا سے بڑھکر کون حکم دینے والا ہوسکتا ہے اوس قوم کیلئے جو یقین رکھتی ہو

کیا اس خطبہ مین آپ غور کرسکتے ہین اور سمجھ سکتے ہین کہ جناب سیدہ نے قرآن کی اسی آیہ کریمہ سے کسطرح کا استدلال کیا ہے تو اگر آپ حقیقۃً مین اسی شعر پر ایمان رکھتے ہین ؎ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن ۔ تو فرمائیے آپکے خلیفہ کی یہ مخالفت حکم قرآنی سے کیا درجہ رکھتی ہے

آپنے اسی خطبہ مین تو دیکھا ہوگا کہ جناب سیدہؑ نے انصار سے فرمایا تہا (آیہ) فقاتلو

ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون - الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدؤکم اول مرۃ اتخشونھم واللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین۔

اب یا تو ان آیات قرآنی پر ایمان لائیے اور جناب سیدہ کو صادق مان کر ان لوگوں کو اس کا مصداق سمجھیے یا اپنے خلیفہ کو سچا مانئے اور قرآن و جناب سیدہ کی تکذیب کیجیے جو بیشک آپکے نزدیک آسان ہے۔

اسوقت تو صرف یہی ایک آیت پیش کیا جاتا ہے پھر دیکھا جائیگا اور رسال بھر کی مہلت دی جاتی ہے کہ اسکا جواب معقول تحریر فرمائیں مگر بہتر ہوگا کہ اوس جواب پر جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر کی دستخط بھی ہو کہ معلوم ہو کہ یہ جواب محکمہ اہل علم سے صادر ہوا ہے۔

رہا آپکا یہ اعتراض کہ اصول کافی میں ہے ان الحجۃ لا تقوم علی خلقہ الا بامام تو اسمیں کس کافر کو عذر ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی متفق علیہ فریقین ہے جس سے کوئی مسلمان عدول نہیں کر سکتا۔ پھر اسکی تعمیل بغیر اسکے کیونکر ممکن ہے کہ ہر زمانہ میں حجہ خدا موجود رہے جناب مولوی حسن الزمان صاحب حیدرآبادی جو تمامی اہلحدیث کے سرگروہ ہیں اپنی کتاب قول مستحسن فی فخر الحسن میں لکھتے ہیں تبنیہ قال الشریف ھذا الخبر یفھم منہ وجود من یکون اھلا للتمسک من اھل البیت والعترۃ الطاھرۃ فی کل زمان الی قیام الساعۃ حتی یتوجہ الحث المذکور الی التمسک بہ کما ان الکتاب کذلک فلذلک کانوا امانا لاھل الارض فاذا ذھبوا ذھب اھل الارض ص

یعنی اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ہر زمانہ میں اہلبیت و عترت طاہرہ سے تا قیام قیامت ایک شخص ایسا موجود رہیگا جو اس قابل ہو کہ اوس سے تمسک کیا جاوے جیسا کہ کتاب اللہ کا بھی یہی حال ہے کہ ہر زمانہ میں موجود ہے اسلیئے اہلبیت طاہرین امان ہیں اہل ارض کیلئے جب زمین ان سے خالی ہو گی تو زمین بھی نہ رہیگی۔

اب آپ ہی انصاف سے فرمایئے کہ شیعونکا عقیدہ مطابق نص رسول ہے یا آپکا

کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی۔

تو آپکا اس سے مخالفت کرنا اور کتاب اللہ کو اہلبیت نبی سے جدا کرنا اقتداے قائل حسبنا

کتاب اللہ ہے یا نہین کہ رسول اللہ تو فرمائین بغیر دونو کی متابعت کے ہدایت نہین ہو سکتی

اور آپ بتاسی خلیفہ دوم فرماتے ہین کتاب اللہ اور سنت کافی ہے لہذا آپکا جواب بھی وہی ہے

جو آپکے خلیفہ کو ملا تہا قوموا عنی میرے پاس سے دور ہو جاؤ

اب اڈیٹر اہلحدیث فرمائین۔ السنة قاضیة علی الکتاب کا اصل الاصول فی

اونکی معتبر کتاب سے ثابت ہوا یا نہین۔ رہی وہ تاویل جو حصول الماموں مین کی گئی ہے اوس سے

ہم یہان بحث نہین کرتے کیونکہ قاضی کے معنی سب جانتے ہین حاکم کے ہین کہ سنت یعنی حدیث حاکم

ہے اور قرآن اوسکا محکوم یعنی رعیت ہے۔

اب آیئے دوسرا لطیفہ سنئے اور اپنا اخبار مورخہ ۲۵ ذیحجہ دیکھی کہ ابن جریر نے ابن ابی حاتم

سے بطریق عکرمہ عن ابن عباس روایت کی ہے کہ اکثر ایسا بھی ہوتا تہا کہ رات مین

رسول خدا پر وحی نازل ہوتی تہی اور دن مین اوسکو بہول جاتے تھے صفحہ ۱۰ م ۱۲

اب بتایئے کہ جو شخص رسول خدا کی نسبت ایسا گمان کرے کہ اکثر وحی کو بھول جاتے تھے۔ تو وہ

مسلمان ہے یا نہین۔؟

آپ تو یہ جانتے ہین یہ اصل مضمون قرآن کے متعلق ہے کہ اکثر آنحضرت قرآن کو بہول جاتے تھے جسکی نسبت

خداوند عالم نے لا تحرک به لسانك لتعجل به ان علینا جمعه و قرآنه کہ

زبان اپنی نہ ہلایا کرو قرآن کے پڑہنے کیلئے ہمپر ہے اوسکا جمع کرنا اور پڑہانا اوسی قرآن کی نسبت

آپ لوگونکا یہ عقیدہ ہے کہ اکثر سورے حضرت پر رات کو نازل ہوتی۔ اور دنکو حضرت بھول جاتے

کیا اچھا آپکا عقیدہ ہے اور کیسے آپ مسلمان ہین۔!!

یہی تو سبب ہے کہ آپکے یہان اسکی تصریح موجود ہے کہ حضرت پورا قرآن بھول گئے چنانچہ شرح

حصول بزدوی میں ہے قال الحسن رحمة الله ان النبی صلعم اوحی قرآنا ثم نسیه

فلم یکن شیئا او لم یبق منه شئ فاز تنزع الله عن قلبه ذلك ص ۸۸ مطبوعہ مصر

کہا حسن بصری نے کہ ضرور رسول اللہ کو ایک قرآن دیا گیا تہا پہر وہ حضرت اوسے بالکل بہول گئے اور کچھ اوسمین سے نہ رہا۔ یا یہ کہا کہ کچھ اوسمین سے باقی نہ رہا کیونکہ خدا نے اونکے دلسے اوسکو اوٹہا لیا دیکھئے یہ وہی حسن بصری ہین جنکے اس قول سے کہ صل وعلیہ بدعتہ آپ اسپر استدلال کرتے ہین کہ ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز پڑہ لیا کرو۔ پہر اس قول کو کیونکر نہ مانئے گا اور اس عقیدہ کیونکر نہ ظاہر کیجیے گا کہ رسول اللہ کو جو قرآن دیا گیا تہا وہ تو حضرت بہول گئے۔ اور یہ قرآن تو وہ ہے جسے حضرت عثمان نے اپنی رای سے جمع کیا۔ اسی وجہ سے اونکے داماد مروان نے اوس قرآن کو جسے حضرت ابوبکر نے لکھوایا تھا اور پہر حضرت عمر نے صاف کرایا اور حضرت حفصہ کے پاس تا زندگی اونکے رہا۔ بعد وفات حضرت حفصہ مروان نے زبردستی حضرت ابن عمر سے لیا اور اوسکو بھی جلوا دیا یا دہلوا دیا۔

اگر آپکو کچھ غیرت ہوگی تو اس تحریر کا جواب معقول مہذب پیرایہ مین بہت جلد عنایت کرینگے مگر خدا کیلئے گالی گلوچ نہ کیجیے کیونکہ شریفونکو اسکی برداشت نہین ہوتی۔

اور اگر زیادہ شوق تفصیل ہو تو رسالہ الشمس ملاحظہ فرمائے جسکی تین جلدین صرف اسی تحریف قرآن مین شایع ہو چکین اور جلد چہارم کے بہی ۹ نمبر شایع ہو چکے انشاء اللہ آیندہ ماہ تک بقیہ ۳ نمبر بھی شایع ہو کر چار جلدین پوری ہونگی۔ اور جلد پنجم شروع کی جائیگی۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

(اڈیٹر)

مدرسہ سلطان المدارس لکھنو

تمہید علوم عربیہ عموماً اور علوم دینیہ خصوصاً جو آج اس تنزلی کے قعر مذلت مین پہنسا ہے اوسکے ظاہر کرنیکی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی سبکو معلوم ہے۔ مگر افسوس جس علم کا حاصل کرنا فرض سمجہا جاتا تہا جس علم کے تحصیل کیلئے ساری اشغال معطل کیے جاتے۔ السنان النسان نہین سمجہا جاتا تہا جس علم کے ایک مسئلہ کو حاصل کرنیکے لئے عراق سے ملک چین تک دور دراز زمین کا پاپیادہ۔ پرخطر۔ بلکہ مہلک سفر کوئی چیز نہ خیال کیا جاتا تہا جس علم کو چاندنی شبون مین مطالعہ کرکے اور تاریک شبون مین اونکو حفظ کرکے حاصل کیا جاتا تھا جس علم کو ایک روز دو روز مہینہ دو مہینہ۔ سال دو سال نہین بلکہ بیس پچیس سال تک صرف خربوزہ کے بیج

درختون سے پتہ کہا کہا کر بلکہ ان چیزون کی حالت فقدان مین خوشی سے فاقہ تک برداشت کرکے حاصل کرنا باعث فخر ذریعہ شرف اور سبب عزت سمجہا جاتا تہا۔ افسوس اونہین علوم کی تہوڑے زمانہ مین دیکہتے ہی دیکہتے کیا حالت ہوگئی کہ اب انکی تحصیل ذلت۔ انکا تعلم جنون مالیخولیا اور انتہا درجہ کی حماقت کی سرٹیفکٹ۔ اور افلاس جہالت نکبت اور رسوائی کی سند سمجہی جانے لگی۔ اور اسکے برعکس ان کا حاصل نہ کرنا باعث شرف وعزت۔ ذریعہ نام ونمود وشہرت اور سبب اقبال عقلمندی وترقی انسانی مانا جانے لگا۔

افسوس ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ یہ اون حضرات کی حالت ہم نے نہین بیان کی جو دوسرے علوم وفنون کی تحصیل مین مشغول رہنے سے علوم دینیہ کیطرف متوجہ نہین ہوتے کیونکہ وہ تو پہر بہی ایک حد تک قابل عفو ہین۔ بلکہ یہ رونا اون اشخاص پر ہے جو ان علوم وفنون جدیدہ کے اشتغال کے سبب سے علوم دینیہ کے تارک نہین ہوے ہین بلکہ صرف اس خیال سے اسکو حاصل نہین کرتے کہ انکے زعم ناقص مین ان علوم کا حاصل کرنا سراسر مضر اور بیحد نقصان رسان ہے۔ بلکہ وہ تو ان علوم کو اسقدر ذلیل سمجہتے ہین کہ اونکے خیال مین اسکے حاصل کرنے سے انسان شرف انسانیت سے گذر کر قالب حیوانیت مین داخل ہوجاتا ہے۔

ہمارے اس بیان کو ممکن ہے بعض طبایع مبالغہ پر محمول کرین لیکن ہمنے ایسے حضرات کی صحبت اختیار کرکے یہ امور معلوم کئے ہین اور اگر زمانہ کی موجودہ حالت پہ نظر کو وسیع کرکے دوڑایا جاے تو ہمارے ایک ایک حرف سے اتفاق کرنے مین کسی صاحب کو باک نہ ہوگا۔

یہ رونا تو عام اہل اسلام اور کل اسلامی علوم کے متعلق تہا لیکن ہم شیعونکی حالت علوم دینیہ کے بارے مین بہ نسبت دیگر اسلامی فرقون کے اور بہی پست ہے اور اس فرقہ مین ان علوم کا زوال سب سے زیادہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ دیگر اسلامی فرقے تو اکثر جگہ بڑے بڑے مدرسے جاری کرکے دار العلوم قایم کرکے یا مختلف اور متعدد انجمنون۔ خانقاہون۔ یتیم خانون چہوٹے چہوٹے مکتبون۔ مسجدون۔ وغیرہ کے ذریعہ سے اپنے علوم کو زندہ کئے ہوئے ہین اور اونکے افراد کی ایک معقول تعداد اسکے اشاعت حفاظت اور ترقی مین دن رات کوشان رہتی ہے۔ مصلین کی عوام کما حقہ قدر کرتے ہین جس سے ان علوم کے تحصیل کیطرف لوگونکو رغبت ہوتی

ہے اور اونکے معاش کا کوئی عمدہ ذریعہ پیدا کر دیتے ہین جس سے یہ بیکار نہین رہتے اور دوسرونکے لئے اس خیال کے قایم کرنیکی نظیر نہین بنتے کہ اندنون علوم دینیہ کے حاصل کرنے سے سوای دنیاوی افلاس و عسرت کے کچھ حاصل نہین ہوتا مثال کیلئے بیرونجات کی انجمن حمایت الاسلام لاہور۔ مدرسہ حمیدیہ لاہور۔ اورینٹل کالج لاہور۔ مدرسہ نصرۃ الاسلام امرتسر۔ مدارس دہلی۔ مدارس میرٹھ۔ مدارس سہارنپور۔ مدرسہ دیوبند۔ مدرسہ فیض عام کانپور۔ مدرسہ الٰہیات کانپور۔ مدرسہ احمدیہ آرہ وغیرہ وغیرہ جیسے لاتعد علمی درسگاہون کو چھوڑ آپ صرف لکھنؤ ہی مین نظر دوڑا لیجے اور اونکے مدرسہ فرنگی محل۔ مدرسہ ندوۃ العلما۔ مدرسہ رفاہ المسلمین وغیرہ کی ترقی۔ رونق اشاعت اور اونکی طرف قوم و ملک کی توجہ اور ہمدردی کو ملاحظہ کرکے اوس سے اپنی حالت کا موازنہ فرمائے تو آپ پر کافی طور سے ثابت ہوجائیگا کہ ہم لوگ جس طرح علوم جدیدہ اور دیگر موجودہ ذرایع مین ہر قوم سے پیچھے ہین اسی طرح اپنے خاص علوم مین جنپر ہمکو اپنا ہونیکا فخر سے دعویٰ تھا اونکو بھی کھوکر ہر طرح دنیاوی ادبار۔ دینی فلاکت۔ قومی تنزل اور عام جہالت مین پہنس گئے

افسوس سے سینہ ہمہ داغ داغ شد + پنبہ کجا کجا نہم

بہرکیف اس وقت دینی علوم کی افسوسناک حالت پر رونا ہمکو اصل مقصود نہین ہے بلکہ کچھ اور ہی بیان کرنا ہے جسکی تمہید کے لئے اسقدر مناسب تھا۔

مدارس شیعہ چونکہ ابھی اس قوم مین کچھ روح باقی ہے اور بالکل مردہ نہین ہوگئی ہے بلکہ خداوند عالم کے وعدہ سے تاقیامت اسکے زندہ رہنے کی امید ہے اس وجہ سے اس قریب المرگ قوم کی نبض مین کچھ حرکت باقی ہے اور اسکے افراد مین کچھ لوگ ایسے موجود ہین جو منجملہ اور ضروریات ترقی و بقائے قوم کے اس ضروری اور نہایت اہم مسئلہ سے بھی لاپروا نہین ہین اور اپنی پوری کوشش علوم دینیہ کے زندہ رکھنے اور احکام شریعت کے پھیلانے مین صرف کرتے رہتے ہیں۔ علما کا کیا ذکر وہ تو اسکے حافظ ہی ہین اگر اونکی کوشش نہ رہتی تو آج یہ علوم زندہ ہی کیون رہتے۔ مگر ہماری قوم مین بعض دریادل رئیس بھی ابھی ایسے موجود ہین جو اسوقت قوم کے حق مین مسیحائی کر رہے ہین خصوصاً جناب آنریبل راجہ علی محمد خان بہادر کے سی۔ آئی اے جنکی ذات سے مدرسہ اسلامیہ لکھنؤ کا وجود باقی ہے جناب مرزا محمد عباس صاحب بہادر جنکی ذات سے مدرسہ

مشارع الشرایع لکھنؤ اپنی قدیمی شان وشوکت سے جاری ہی جناب نواب سید **الطاف حسین**
خان صاحب بہادر جنکی ذات سی صوبہ بہار مین شیعونکا بہلا اور بہ نہایت عظیم الشان مدرسہ سلیمانیہ
پٹنہ قائم ہوکر شیعیان بہار کے دین وایمان کی تقویت اور رفع ظلمت جہالت کا باعث ہو رہا ہی
اسیطرح اور بہی اکثر حضرات ہندوستان مین ہین جنکے سبب سے علوم دینیہ کا وجود ابہی ہم شیعون
مین باقی ہے ۔

وقف حسین آباد لکھنو ان حضرات مین **وقف حسین آباد** کے متولی حضرات خاص طور پر
قابل ذکر ہین اور انمین بھی بالتخصیص جناب فخر قوم وملت **آغا ابو** صاحب زاد اللہ شرفہ و
جناب ڈپٹی **محمد جواد** صاحب خان بہادر زیادہ مستحق شکریہ ہین جنکے سبب سے اسوقت بہت سی کار خیر
جاری ہین اور اکثر قومی ضروریات پوری ہورہی ہین ۔ پہلے بزرگوار وقف حسین آباد کے متولی
اور دوسرے بزرگوار اسکے سکرٹری ہین ۔ اسوقف کی مختصر تاریخ یہ ہی کہ گذشتہ شاہان اودہ مین ۔
(جو سب کے سب شیعہ تھے) **محمد علی شاہ** مرحوم ایک نہایت خداترس ۔ پابند شریعت اور
دینی درد رکھنے والے فرمانروا گذرے ہین جنہونے بذریعہ ایک مکمل امانت نامہ کے ۲۳ نومبر
سنہ ۱۸۳۷ع کو مبلغ بارہ لاکھ روپیہ اوسوقت کی ہندوستان پر حکومت کرنیوالی برٹش ایسٹ
انڈیا کمپنی کو اس شرط سے قرض دیا تہا کہ اوسکے زرمنافع کا ایک بڑا حصہ ایسے امور خیر مین صرف
ہو جو باعث اعانت واشاعت مذہب فرقہ اثنا عشریہ ہو چنانچہ یہ جائداد وقف
حسین آباد کے نام سے مشہور ہی اور زمانہ دراز سے بروے قانون خاص اس وقف کا
انتظام زیر نگرانی صاحب کمشنر قسمت لکھنؤ ایک مقررہ جماعت کے متعلق ہی جسمین تین ممبر
خاندان شاہی سی بطور منتظم اور ڈپٹی کمشنر صاحب لکھنؤ بطور مشیر وقف رہتے ہین ۔ اس وقف
کیلئے گورنمنٹ کے حکم سے ایک سکرٹری بہی مقرر رہتا ہے جسکا شیعہ مذہب اور معتمد فرقہ شیعہ
ہونا لازمی ہی ۔ برعکس ہندوستان کے دیگر شیعہ اوقاف کے اس وقف کا مال ایک حد تک
نہایت انتظام اور خوش اسلوبی سی موافق منشا واقف صرف ہوتا ہی ۔ بہت سی کار خیر جاری
ہین جسکی نظیر دوسرے اوقاف مین مفقود ہے ۔ اسوقت اون کل امور کا ذکر چونکہ باعث
تطویل ہی اسوجہ سے صرف ایک امر کی مفصل حالت پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ اور وہ عربی مدرسہ

وو سلطان المدارس، ہے جو اس وقف کے روپیہ سے بہایت شان وشوکت سے قائم اور قوم کو علم سے سیراب کرنیکا ذریعہ ہو رہا ہے۔

مدرسہ کی ابتدا ۱۸۹۲ء تک لکھنؤ مین تین بڑے مدرسے نہایت کامیابی سے شیعہ اطفال کی دینی تعلیم مین مشغول تھے۔ ایک مدرسہ ناظمیہ جناب مرزا محمد عباس صاحب اور دوسرا مدرسہ راجہ صاحب۔ ان مدرسون مین عام درسیات کے علاوہ مذہب شیعہ کے عقاید۔ فقہ۔ اصول وغیرہ کی تعلیم بھی کافی مقدار تک دیجاتی تھی۔ مگر اوسوقت بعض حضرات کی یہ راے ہوئی کہ لکھنؤ ایسے شہر مین جو شیعہ علما کا مرکز ہے فقہ واصول کی تعلیم اسی درجہ تک محدود نہ رہنا چاہیے بلکہ اسکو اور وسعت دیجاے اور کوشش کیجاے کہ عراق وایران مین جو بڑی بڑی کتابین ان علوم کی پڑہائی جاتی ہین اونکی تعلیم حتی الوسع یہان ہو سکے۔ یہ تجویز نہایت معقول اور بہت ضروری تھی۔ اس سبب سے پسند کیگئی اور اوسوقت کے سکرٹری ومتولیان وقف حسین آباد کی یہ راے ہوئی کہ اس انتہائی تعلیم کے لئے موجودہ مدارس کے علاوہ ایک نیا مدرسہ قایم کیاجاے اور وقف حسین آباد کے متعلق ہو چنانچہ سب کے اتفاق راے سے ۱۸۹۲ء مین یہ مدرسہ حسین آباد جاری ہوا اور جناب آیۃ اللہ فی العالمین مولانا السید ابوالحسن صاحب اعلی اللہ مقامہ سے جو اوسوقت علم اصول وفقہ مین سارے ہندوستان مین فرد تھے تدریس کی زحمت قبول کرنیکو اصرار کیا گیا۔ آپنے قبول فرمایا اور ۱۹۰۵ء تک ایسے اعلی پیمانہ پر درس ہوتا رہا کہ جو حضرات عراق سے مشرف ہوآئے تھے وہ بیان کرتے تھے کہ بالکل عراق کے درس کا لطف جناب کے سبق مین حاصل ہوتا ہے مگر اس سال جناب کا انتقال ہوگیا اور بعد اسکے یہ خدمت جناب مرحوم کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام جناب مولانا السید محمد باقر صاحب قبلہ کے متعلق ہوئی جو ابتک جاری ہے سنہ ۱۹ء یہ مدرسہ اوسی طریقہ سے جاری رہا جس خیال اور مقصد کو پیش نظر رکھکر اسکی بنیاد قائم کی گئی تھی اور الحمد للہ کہ اون مقاصد مین بہت کچھ کامیابی بھی اسکو حاصل ہوتی رہی مگر مدرسہ کی حالت مین کوئی ترقی نہین ہوئی۔

مدرکا عروج حسن اتفاق کہیے یا مدرسہ کی خوش قسمتی کہ اس زمانہ مین جناب آغا ابو صاحب زاد اللہ حسناتہ مین قابلیت اور خوبی انتظام کا مادہ پاکر گورنمنٹ نے وقف

حسین آباد کا متولی مقرر کیا۔ آپ کا تقرر یوں تو وقف کیلئے عام طور پر نہایت مبارک اور مفید ہوا مگر خاص کر عربی مدرسہ کیلئے تو آب حیات ہوگیا۔ چونکہ آپ خود بھی عربی علوم اور دینیات کی تکمیل کرچکے ہیں۔ اسکی لذت چکھ چکے ہیں اور اسکے فوائد و منافع سے کماحقہ واقف ہیں اسوجہ سے آپنے سب سے بیشتر اور سب سے زیادہ توجہ مدرسہ کی جانب مبذول فرمائی۔ اسکے امور اور نظام پر کامل طور سے غور کیا۔ اور اسکی ترقی اور عروج میں ہمہ تن مشغول ہوگئے اور سب سے پہلے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اس مدرسہ کی تعلیم کو صرف اعلی درجہ پر محدود نہ رکھنا چاہئے بلکہ اسکو اسقدر وسعت دیجائے کہ ابتدائی درجات سے لیکر انتہائی مراتب تعلیم تک طلبہ کو کسی دوسری جگہ کی احتیاج باقی نہ رہے۔ جناب آغا صاحب ممدوح کی یہ رائے نہایت صائب اور مناسب مصالح وقت تھی۔ کیونکہ دوسرے مدرسوں کی طرف سے اطمینان کامل نہ تھا۔ جناب آغا صاحب کی یہ تحریک کہ مدرسہ کو اور وسعت دیجائے نہایت ضروری اور آیندہ خطرہ سے بچانیوالی تھی اور چونکہ وقف حسین آباد سے بہتر اور بڑا کوئی سرمایہ ایسی دینی تعلیم گاہ کیلئے صوبہ متحدہ میں موجود نہیں اس سبب سے اس مدرسہ سے زیادہ کسی مدرسہ کے استقلال اور دیرپا قیام کی امید نہیں ہوسکتی لہذا اس تحریک سے عام طور پر اتفاق کیا گیا اور سنہ ۱۹۰۰ء سے مدرسہ کے معینہ مصارف کے علاوہ نوسو تیس روپیہ جدید اضافہ منظور ہوا اور سب کی رائے سے مدرسہ کی نگرانی اور جملہ نظم و نسق جناب آغا صاحب کے سپرد کی گئی۔

جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ جناب ممدوح نے (۱) ایک جدید درجہ تعلیم ابتدائی کا قایم کیا (۲) ایک کتب خانہ متعلق مدرسہ قایم کیا (۳) عمارت و فرش وغیرہ کی درستی فرمائی۔ بعد اسکے باطمینان مزید انتظامات ذرایع ترقی مدرسہ میں مشغول ہوئے اور کچھ ایسی دلسوزی آپنے اسمیں فرمائی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں مقامی حکام کو بھی مدرسہ کی عمدگی کا مزید علم ہوا کہ ہر طبقہ کے اشخاص میں اس مدرسہ پر باعتبار اسکی جانب سے اطمینان اور اسکی ترویج کا خیال پیدا ہوا۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر حال جج ہائیکورٹ الہ آباد نے لڑکوں کا امتحان لیا جسکے عمدہ اور اعلی درجہ کے نتیجہ سے خوش ہوکر مقامی حکام نے سالانہ مصارف مدرسہ میں ایک ہزار روپیہ سالانہ اور اضافہ کرنیکی اجازت دی۔

سنہ ۱۹۰۲ء مدرسہ کے اس قلیل عرصہ کی ایسی اعلیٰ کامیابی اور اسکے خوشگوار و مفید نتیجہ سے جناب آغا صاحب کو جو کچھ خوشی نہ حاصل ہوتی تہوڑی تھی۔ ان کامیابیون اور نتائج نے آپکے دل کو اسقدر بڑہا دیا کہ اب آپنے اپنے کو ہمہ تن مدرسہ کیلئے وقف کردیا اور مدرسہ کی ترقی مین پوری کوشش صرف کرنے لگے۔ درسیات کی انتہائی کتابون کے درس کیلئے بڑی کوشش و محنت سے جناب عمدۃ العلماء الکرام مولانا السید عابد حسین صاحب قبلہ متوطن بہیکپور ضلع سارن کو جو شہر مظفرپور مین بعہدہ امامت جمعہ وجماعت مقیم تھے طلب فرمایا۔ اس کامیابی پر جناب آغا صاحب اور نیز مدرسہ حسین آباد جہانتک فخر کرے کم ہے کیونکہ آپ شہر مظفرپور مین بکمال عزت و احترام قیام پذیر تھے اور وہانسے تشریف آوری اگر محال نہین تو مشکل نہ ضرور تھی۔ بہرحال اب مدرسہ مین تین درجہ ہوگئے۔ مگر جناب آغا صاحب کی دریا دلی اور ایمانی اخلاص نے گوارا کیا کہ ایسے متبرک اور دینی مدرسہ مین تین ایسی منحوس تعداد کے درجہ اور مدرس ہین لہذا آپنے کوشش فرماکر سنہ ۱۹۰۴ء تک دو درجہ اور اضافہ کردئے جن مین چھوٹے بچون کے تعلیم کا معقول انتظام ہوگیا۔

تعداد درجات اور مدت تعلیم

غرض اب موجودہ حالت مین مدرسہ مین چھہ درجہ ہین مگر درجون کے چھہ ہونے سے یہ دہوکہ نہ پیدا ہو کہ یہ درجہ بھی مثل انگریزی اسکولون کے ہین اور صرف چھہ سال مین لڑکے یہان پڑہکر فاضل ہوجاتے ہین ایسا نہین ہے بلکہ درجون کی تقسیم اسطرح ہے کہ بہ اختلاف جماعت درجہ پنجم مین جو سب سے آخری درجہ ہے تین سال کی تعلیم ہوتی کہ ہے اسیطرح درجہ چہارم مین بھی تین سال۔ اور درجہ سوم مین بھی تین سال درجہ دوم مین چار سال اور درجہ اعلیٰ مین پانچ سال مقرر ہین۔ اسطرح کل درجون کی تعلیم کا زمانہ اٹھارہ سال ہوتا ہے۔ تیرہ سال مین قاعدہ بغدادی سے درسیات کی انتہائی کتابون اور فقہ و اصول فقہ کی ضروری ہوتی ہے جنکی مدت پانچ سال ہے۔

مدرسہ کے طلاب

طلاب کی تعداد اسوقت ۲۵۱ ہے جو میرے خیال مین ہندوستان بھر کے شیعہ درسگاہ مین سب سے زیادہ ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ یہ اور بھی زیادہ خوشی اور اطمینان کا امر ہے کہ اس مدرسہ مین ایسے ایسے مقامات کے طلبہ آکر تحصیل علم کرتے ہین جہان گمان بھی نہین ہوتا۔ علاوہ صوبہ متحدہ آگرہ و اودہ۔ صوبہ پنجاب۔ بنگال بہار کے بت

بربر۔ کشمیر۔ وغیرہ ایسے دوردراز مقامات کے طلبہ بھی زحمات سفر اور صعوبات غریب الوطنی برداشت کرکے علم دین کی تحصیل کیلئے روزانہ آتے رہتے ہین اور سردست ایسے طلاب کی ایک ایسی معقول تعداد یہان موجود ہے جس سے مدرسہ کا حسن انتظام۔ اور مفید تعلیم مفید ترینت ظاہر ہے جو طلاب کہ اس مدرسہ سے فراغ حاصل کرچکے ہین اونکی بھی معقول تعداد ہے اور اونکا بڑا حصہ ہندوستان کے مختلف شہرون اور دور دراز مقامات پر دولت علم دین سے مومنین کو مستفیض کرکے اونکی جہالت کو دور اور ایمان وشریعت کی اشاعت کرنے مین مشغول ہین بعض حضرات مشن کی خدمت بھی بجالا رہے ہین جسکے ذریعہ سے مومنین کی تعداد مین اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے مگر افسوس ایسے حضرات النادر۔ کالمعدوم ہین اور اس خدمت کو ان دنون زیادہ تر مذہبی اخبار و رسالے ہی پورا کررہے ہین۔

وظائف ایک خوبی اس مدرسہ مین ایسی ہے کہ اس کے سبب سے بھی یہ مدرسہ سارے مدارس لکھنؤ پر فوق لے گیا وہ یہان کے وظائف ہین۔

اس فرقہ کے افلاس کی حالت کسی سے مخفی نہین جس سبب سے سیکڑون غریب لڑکے اور ہزارون یتیم بچے۔ اپنی قوم مین کوئی سامان پرورش نہ پاکر یا توکسی عیسائی۔ آریہ سنی یتیم خانون کی زیب و زینت ہورہے ہین یا بھیک مانگ کر اپنے پیٹ کو پالتے ہین اور قوم مین مفلسین اور جہال کی تعداد کے اضافہ کا ذریعہ بن رہے ہین۔ انہین مین ایسے ایسے در بے بہا بھی ہین کہ اگر وہ تعلیم دئے جاتے تو اسوقت ہماری فرقہ مین مثل ستارون کے چمکتے رہتے۔ اور انہین مین وہ انمول جواہر بھی ہوتے ہین کہ اگر اونکی حفاظت کیجاتی اور وہ کسی مفید کام لگائے جاتے تو اپنے قوم کے نام و نمود کے باعث اور اپنے فرقہ کے افلاس دور کرنیکا ایک حد تک ذریعہ ہوتے۔ مگر افسوس ہم مین روپیہ نہین اور اگر کچھ روپیہ ہے بھی تو اوسکا عمدہ اور ضروری مصرف نہین معلوم۔ ہمارے فرقہ کے امرا اور روسا ہمت۔ قومی درد۔ اور اپنے افلاس کے نظارہ سے متاثر ہونے والا دل نہین رکھتے ورنہ ابھی بھی ہماری حالت ایسی نہین گذری ہے کہ جہان سو پچاس شیعہ ہون وہان شیعہ بچون کیلئے ایک تعلیم گاہ قایم کرنا چاہین اور نہ کرسکین۔ اگر ہم مین سے کسی صاحب کو قومی امور سے دلچسپی ہوتی ہے اور وہ کچھ خرچ کرتے بھی ہین

انکو دوسروں کے گھر بھرنے کیلئے جیسے ہر وقت بڑے فخر اور مسرت سے آمادہ رہتے ہیں۔ اور اپنی قوم کی نسبت میں وہ یہی سمجھتے ہیں کہ جہانتک اس سے تغافل کیا جاوے اسیقدر انکے حق میں باعث خیر و برکت ہے۔ خدا اور رسول کی خوشنودی کا ذریعہ۔ اور قوم کے حق میں بھی مفید ہے۔

بہرکیف روساے قوم کی اپست ہمتی اور زمانہ کے انقلاب کو معاینہ کرکے **وقف حسین آباد کی متولی حضرات** زیادہ تر اس طرف متوجہ ہوئے کہ جب تک طلبہ کی معاش کا کوئی قابل اطمینان سامان نہ ہوگا اوسوقت تک دینی تعلیم کے اشاعت کی ہر قسم کی کوشش فضول اور محنت رائیگان ہے چنانچہ اس غرض کو پورا کرنیکے لئے ایک کافی مقدار وقف سے منظور کرائی گئی جس سے لائق اور محنتی طلبہ کو مختلف درجہ کے وظائف دئے جاتے ہیں۔

گو لکھنؤ کے دو مدارس میں بھی وظیفہ کا ضروری طریقہ رائج ہے مگر حسین آباد کے وظیفہ کو اور مدارس کے وظیفوں پر کئی حیثیت سے امتیاز حاصل ہے۔

ایک تو یہ کہ جو مقدار **وظیفہ** کی اس مدرسہ میں صرف ہوتی ہے وہ کسی دوسرے مدرسہ میں صرف نہیں ہوتی (اس زمانہ میں ایک سو تیس روپیہ ماہوار صرف اس مد کا صرف ہے) دوسرے یہ طلبہ کو جس مقدار تک یہاں وظیفہ دیا جاتا ہے اوس مقدار تک کسی دوسرے مدرسہ میں نہیں ملتا مثلاً اس مدرسہ میں ۲۰ روپیہ ماہوار تک وظیفہ ملتا ہے حالانکہ دوسرے کسی مدرسہ میں ۸ روپیہ ماہوار سے زیادہ کسی طالب العلم کو نہیں ملتا۔ اور سب سے زیادہ وجہ ترجیح یہ ہے کہ دیگر مدارس طلبہ کی محنت اور قابلیت پر تقرر وظیفہ موقوف نہیں ہے بلکہ خارجی اسباب سے لڑکو نکو اسکے حاصل کرنے میں کامیابی ہوتی ہے جسکا بہت برا اثر طلبہ پر یہ ہوتا ہے کہ وظیفہ کیطرف سے مطمئن ہو کر وہ زیادہ محنت کرنے اور اپنی استعداد کو دوسرے لڑکوں سے بڑھانے سے لاپرواہ ہوجاتے ہیں اور اسطرح کا مقرر شدہ وظیفہ اونکے لئے آیندہ راہ ترقی میں سد راہ بنتا ہے جس سے اور طلبہ میں بھی بڑا اثر پڑتا ہے نیز اکثر حضرات خارجی ذریعہ سے ترقی وظایف میں کامیاب ہوتے ہیں جس سے مستحقین محروم رہتے ہیں۔ مگر خدا کا شکر اس مدرسہ میں ایسے طریقہ کی غلطی سے مدرسین و مہتممین متنبہ ہوگئے ہیں جس سے یہاں کسی قسم کی ذاتی خصوصیت۔ کوئی بھی۔ کیسی ہی سفارش اسمیں کارگر نہیں ہوسکتی۔ بلکہ عام قاعدہ کے مطابق کل وظیفہ کا دارومدار محنت۔ قابلیت۔ اور استعداد پر ہے۔ جسکی یہ صورت نہایت معقول

اور پسندیدہ ہو کہ سالانہ امتحان نہایت احتیاط سے لیا جاتا ہے اور جو لڑکے (۷۰) ستر فیصدی نمبر حاصل کرتے ہین انکو وظیفہ درجۂ اعلیٰ اور جو لڑکے (۵۰) پچاس فیصدی حاصل کرین انکو وظیفہ درجہ دوم دیا جاتا ہو جس سے طلبہ کو محنت کرنیکی کیسی کچھ ترغیب و تحریص ہوتی ہو۔ کسی کو شکایت کی گنجایش نہین رہتی۔ اور وظیفہ حاصل کرنیکے لئے جو محنت وہ کرتے ہین اوس سے اونمین علمی قابلیت و استعداد بہت کچھ بڑہتی رہتی ہے۔

پرورش طلبہ کی ایک دوسری صورت

معاش طلبہ کی یہ صورت اوس وقت پیدا ہوتی ہے جب لڑکے سال بھر محنت کرکے امتحان مین قابل استحقاق وظیفہ کامیابی حاصل کرین۔ مگر جو لڑکے نو وارد ہوتے ہین۔ یا بیماری سے ویسے نمبر نہین لاسکتے۔ یا اتنے کمسن ہوتے ہین کہ آخری درجہ پنجم (جسکے طلبہ کیلئے وظیفہ نہین ہی) کے سوا کسی درجہ مین داخل نہین ہوسکتے انکے لئے علیحدہ ایک مقدار مقرر ہے جس سے انکو کہانا دیاجاتا ہے اور حسب ضرورت کپڑہ کا بھی بندوبست کردیا جاتا ہو۔ تاکہ انکے تحصیل علم کا مانع باقی نہ رہجائے۔

دار الاقامہ

چونکہ اکثر طلبہ بیرونجات کے ہوتے ہین اور دور دراز مقامات سے آتے ہین جو شہر سے نا آشنا نہ اتنی حیثیت کہ مکان بکرایہ لے سکین لہذا محسنین قوم متولیان وقف نے ایک عالیشان مکان وسط شہر مین کرایہ پر لیا۔ (اور عنقریب طلبہ کیلئے بورڈنگ ہاؤس کی خاص عمارت بننے والی ہے) جسمین ہر قسم کے آرام و آسائش کا سامان جو ایک بورڈنگ کیلئے ضروری ہو وہ سب نہایت اہتمام اور خوش اسلوبی سے پورے کئے گئے جس سے ہر طرح مطمئن ہوکر اطمینان سے پورا وقت پڑہنے اور تحصیل علم مین صرف کرین۔ اور جناب مولوی سید سخاوت حسین صاحب ساکن ٹانڈہ گانو ضلع فیض آباد بطور سپرنٹنڈنٹ مقرر کئے گئے جسے ممدوح حسبۃً للہ اس خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین کہ تمامی طلبہ راضی اور خوش ہین ممدوح کے یہ مساعی جمیلہ بھی ایک حد تک اس مدرسہ کی ترقی اور اشاعت مین محرک قوی ہے۔

گورنمنٹ اور مدرسہ

اس مدرسہ کو یہ خصوصیت بھی خاص حاصل ہو کہ اس مدرسہ کا تعلق گورنمنٹ سے ہے۔ کیونکہ یہ وقف گورنمنٹ کے زیر نگرانی ہے اس سبب سے مدرسہ کے اکثر اہم امور بھی گورنمنٹ کی اجازت سے طے پاتے ہین۔ اور یہ ہم شیعونکے بڑی خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ کو ابتداء سے اس مدرسہ کے خاص دلچسپی رہی جسوقت یہ مدرسہ قایم ہوا ہو اوسوقت

اس کے مصارف کیلئے نہایت ہی محدود سالانہ ملتا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ اسکی ضرورتین بڑھتی گئین اور گورنمنٹ نہایت فیاضی سے اسکے مصارف مین اضافہ کرتی گئی چنانچہ اسوقت قریب پانچ سو روپیہ کے اس مدرسہ مین صرف ہوتا ہے۔

دوسری توجہ گورنمنٹ کی اس مدرسہ کیلئے اس بات سے ظاہر ہے کہ بعض حضرات نے لفٹنٹ گورنر بہادر سے ظاہر کیا کہ حسین آباد انگریزی اسکول مین چودہ ہزار روپیہ سالانہ اس وقف سے صرف لیا جاتا جو خلاف منشار واقف ہے۔ لفٹنٹ گورنر بہادر نے بعد تحقیقات مناسبہ اس اظہار کی تصدیق فرماکر اسکول کو حسین آباد سے علیحدہ کردیا اور اسکول کی عمارت کو بیچکر بتیس ہزار روپیہ عربی مدرسہ کی عمارت بنوانے کو عنایت فرمایا اور اس توفیر سے کہ چودہ ہزار سالانہ کی بچت علیحدگی اسکول سے ہوئی۔ اوسمین سے بھی ایک کافی مقدار سالانہ مصارف عربی مدرسہ مین اضافہ کرنیکا وعدہ حتمی فرمایا ہے۔ عمارت عربی مدرسہ کی تعمیر کے بعد اسکا بھی وعدہ فرمایا کہ ایک بورڈنگ ہاؤس اسکے لئے بنوادینگے۔ ان امور سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کی نظر عطوفت کسدرجہ اس مدرسہ پر مبذول ہے۔ ڈپٹی کمشنر بہادر لکھنؤ اس وقف کے مشیر رہتے ہین۔ اور مدرسہ کے معاملات کو بہت توجہ سے سنتے اور اسکے ہر مفید مسئلہ مین کافی حصہ لیتے ہین چنانچہ ۱۸۹۲ء مین جب متولیون نے مدرسہ جاری کرنیکی تجویز پیش کی تو اوسوقت کے کمشنر صاحب لکھنؤ نے متولیون کے رائے کو دل سے پسند کیا اور مدرسہ کے اجراء کی نہایت زور سے تائید کی سنہ ۱۹۰۱ء مین مسٹر ہارڈوی صاحب کمشنر لکھنؤ نے طلبائے حسین آباد کو انعام تقسیم کرتے وقت اس مدرسہ کو ترقی دینے اور وسیع کرنیکی خاص طور پر تحریک کی اور اسکی امید ظاہر کی کہ عنقریب اہل اسلام کی توجہ سے یہ عربی مدرسہ ایک عالیشان عربی یونیورسٹی ہوجائیگی۔ آپکی اوسوقت کی تقریر نہایت مبسوط اور قابل دید ہے۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ فوراً ایک بڑی رقم سالانہ مصارف مدرسہ مین اضافہ کیگئی اور مدرسہ نہایت تیزی سے ترقی کرنے لگا۔ یہین تک آپکی ہمدردی نہین ختم ہوئی بلکہ آپکے مرضی جناب مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر الہ آباد سے بلائے گئے جنھون نے لڑکونکا امتحان لیا جسکے خوشگوار نتیجہ سے کمشنر صاحب بہت کچھ مطمئن ہوئے اور اونکی ہمدردی بڑھگئی آپکے بعد ۱۹۰۳ء مین مسٹر ہاپسن صاحب بہادر کمشنر نے اپنے ہاتھ سے مدرسہ کے کامیاب طلبہ

انعام تقسیم کیا اور مدرسہ کی کامیابی پر بڑی مسرت اور آئندہ ترقی کی امید ظاہر کی۔ اور عربی مدرسہ و بوڈنگ کی جدید اور عمدہ عمارت بننے کی تجویز کی چنانچہ اسکے بعد پھر ایک بڑی رقم سالانہ مصارف میں اضافہ کی گئی اور مدرسہ اور بھی زیادہ ترقی کرنے لگا۔ سٹی مجسٹریٹ۔ ڈپٹی کمشنر۔ اور کمشنر بہادر لکھنؤ کی دلچسپی اور ہمدردی کے واقعات تو بہت ہیں کہاں تک بیان کیا جائے۔ اس سے بھی زیادہ خوشی کا یہ امر ہے کہ صوبہ متحدہ کے جتنے لفٹنٹ گورنر بہادر مقرر ہوتے ہیں سب کو اس مدرسہ سے خاص دلچسپی اور دلی ہمدردی ہوتی ہے۔ سر لاٹوش بہادر سابق لفٹنٹ گورنر کو مدرسہ سے اسقدر ہمدردی تھی کہ سنہ ۱۹۰۴ع میں ایک مرتبہ پرائیوٹ طور پر مدرسہ کو ایسے وقت معائنہ کیا جبکہ طلبہ مشغول درس تھے اور طریق درس دیکھکر بہت پسندیدگی ظاہر کی۔ بعد اوسکے سنہ ۱۹۰۵ع میں وفور مسرت سے جلسہ تقسیم انعام کی صدارت قبول کی اور اپنے ہاتھ سے طلبہ کو انعام تقسیم کیا۔ انعام دیتے وقت متبسم ہوتے جاتے تھے۔ بعد اوسکے ایک طولانی تقریر فرمائی جس میں عربی علوم کے تحصیل کی ضرورت۔ اوسکے فوائد۔ اوسکی خوبیاں اور مدرسہ عربی **حسین آباد** کے وجود کی ضرورت۔ اسکی ترقی کے اسباب وغیرہ پر پوری بحث کی اور اس مدرسہ سے اپنی دلی ہمدردی اور اسکے ترقی کی تمنا ظاہر فرمائی۔ اور مبلغ **پانچ سو** روپیہ اپنے جیب خاص سے مستحق طلبہ کو تقسیم کرنیکے لئے عطا فرمایا۔ ابھی آپکی ہمدردی یہیں تک ختم نہیں ہوئی بلکہ اس عطیہ سے کچھ عرصہ بعد مبلغ **ڈہائی سو** روپیہ پھر اپنے جیب خاص سے طلبہ کیلئے عطا کیا جس سے اکثر مستحق طلبہ کیلئے لباس بنائے گئے۔ ان کے علاوہ بھی اکثر ذرائع سے ممدوح اپنی دلچسپی مدرسہ سے ظاہر فرماتے رہے۔ ممدوح کے بعد سر جان ہیوٹ بہادر اس صوبہ کے لفٹنٹ گورنر مقرر ہوئے اور آپ بھی ویسی ہی دلچسپی اور ہمدردی اس مدرسہ کے ساتھ رکھتے ہیں جیسے گذشتہ لفٹنٹ گورنروں کو تھی چنانچہ اس سال سنہ ۱۹۰۹ع میں آپنے نہایت خوشی سے جلسہ تقسیم انعام کی صدارت قبول فرمائی اور اپنے ہاتھ سے مستحق طلبہ کو انعام تقسیم کیا۔ بعد اوسکے ایک طویل تقریر فرمائی جس سے آپکی دلی ہمدردی مدرسہ کے ساتھ کافی طور پر ظاہر ہوتی تھی۔ چونکہ آپکی تقریر اور اوسکا ترجمہ شائع ہو گیا ہے اس سبب سے اوسکے بیان کرنیکی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ ہز آنر کو چونکہ پہلا موقع تھا اس سبب سے آپکو اس سے زیادہ اظہار ہمدردی کا موقع نہ ملا۔ مگر امید ہے کہ آئندہ وقت تقسیم انعام آپ بھی اوسی ہمدردی کا اظہار فرمائینگے جو [illegible] ظاہر

فرمائی تھی بلکہ امید ہے کہ آپ کی ہمدردی بڑھی ہوئی ہوگی۔

آخری گذارش مضمون کو طول ہوگیا اور افسوس ابھی بہت سی باتیں کہنے کی رہ گئیں۔ مگر اسوقت اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں انشاء اللہ آیندہ پھر لکھونگا۔

میری غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ وقت حسینآباد شیعونکا بہت بڑا وقف ہے جس سے یہ مدرسہ جاری ہے۔ مومنین کو چاہئے کہ اس مدرسہ سے اپنی دلچسپی ظاہر فرمائیں۔ بیرونجات میں جو لاوارث بچے ایسے ہوں جنکی تعلیم کا کوئی ذریعہ نہ ہو اونکو یہاں بھیجیں کہ بحمد اللہ یہ مدرسہ ایسے بچوں کو اپنے آغوش میں لینے کو ہر وقت تیار ہے۔ مومنین کو چاہئے کہ اس مدرسہ کے حالات سے برابر مطلع ہوتے رہیں۔ اسکے محاسن کی عام اشاعت کریں اسکے معائب سے اسکو مطلع کرکے اسکی اصلاح کرائیں۔ مومنین اپنے بچوں کو یہاں بغرض تعلیم بھیجا اینکی کوشش کریں تاکہ یہ دینی علوم مردہ ہونے پائیں یہاں سے جو لڑکے فارغ ہوکر نکلیں اونکے معاش کی کوئی صورت پیدا کریں تاکہ آیندہ ہماری قوم کے لڑکے دینی علوم کے حاصل کرنے سے بیدل نہ ہوں۔ اس مدرسہ کے ترقی اور بقا کی مفید تجاویز سے اسکو مطلع کریں تاکہ یہ ترقی کرتا رہے۔ بہرحال یہ مدرسہ قوم کا ہے اور قوم ہی اسکی مالک ہے جبتک وہ اسکی طرف توجہ کریگی اوتنی ہی اسکے فوائد وسیع ہوتے جائینگے اور اگر قوم توجہ کرے تو اس مدرسہ کے مذہبی یونیورسٹی ہوجانے میں بہت آسانی ہوسکتی ہے جسکا یہ مدرسہ ہر طرح مستحق ہے کیونکہ لکھنؤ میں ہے جو شیعوں کا مرکز ہے اور ایسے وقف سے متعلق ہے جو اسکے ہر طرح کے اخراجات کو برداشت کرنے کے قابل ہے بشرطیکہ ہم چاہیں۔ اسکی کوشش کریں۔ والسلام

راقم ابو العلا از لکھنؤ

اصلاح حق یہ ہے کہ اس مدرسہ سلطان المدارس کے خیر و برکات اسقدر ہیں کہ اونکا انکار نہیں ہوسکتا۔ مگر چند نقائص بھی ہیں جنکی اصلاح نہایت ضروری ہے (۱) زمانہ تعلیم بہت طولانی ہے اٹھارہ برس لہذا اسپر علماء دین ایدہم اللہ کو خاص طور سے توجہ فرمانی چاہئے (۲) نصاب تعلیم بہت بے ترتیب طلب ہے جس سے زمانہ تعلیم میں بھی تخفیف ہوگی اور مدرسین پر بھی بار کم ہوگا اور طلبہ کو زیادہ فائدہ ہوگا (۳) تعداد مدرسین بہت ہی کم خصوصاً درجہ ... میں کم سے کم تین مدرسین اعلیٰ قابلیت کے تعین اور اضافہ کی ... خصوصاً ایسی حالت میں کہ اکثر اوقات مدرسین کو غیر حاضری پیش ... لہذا اگر ممکن ہو ... پانچ درجہ کے ... کیا جائے ...

مدرس علیحدہ ہو اور سال کے اندر اوس درجہ کی پڑھائی ختم کر دی جاے تو نہایت مناسب ہے جس سے مدرسین کو بھی وقت کی پابندی ہو گی اور طلبہ علوم کا وقت بھی نہ ضایع ہوگا (۴) طلبہ کیلئے ایک دار الانشا ۔ اور ایک دار الذکر ہونا ضروری ہے کہ دار الانشا مین تحریر کی عادت ہو اور دار الذکر مین تقریر کی ۔ (۵) صیغہ وظائف بھی بہت کچھ ترمیم طلب ہے کیونکہ اقتصاد عموماً محمود ہے اور طلبہ کیلئے خصوصاً جس سے محنت و جفاکشی کی عادت پڑے اور وہ فیشن ایبل انداز نہ پیدا ہو جو انگریزی طلبہ مین اکثر دیکھا جاتا ہے لباس مین نفاست ۔ عینک کی بلا ضرورت ضرورت ۔ کبر و نخوت جو بہت تیزی سے طلبہ علوم دینیہ مین بھی سرایت کر رہا ہے حالانکہ سادگی مین پہلے یہ عام مقولہ تھا کہ ہم طالب العلمانہ زندگی بسر کرتے ہین ۔ مدرسین علماء پر لازم ہے کہ طلبہ کے صرف تحصیل علم کی نگران نہ رہین بلکہ اونکے اخلاق و عادات و اقتصاد پر بھی تحکمانہ حکومت کرین ۔ مداہنہ مشامحہ کے الفاظ کو خارج کرین (۶) درجہ اعلیٰ کے درس کا زمانہ بھی پانچ برس بہت طولانی ہے اسمین تخفیف مناسب ہے اور رایک مدرس اس درجہ مین اور شامل کرنا چاہیے جو اس درجہ کا بھی مدرس ہو اور نیز درجہ دوم کا کیونکہ سب سے زیادہ قابل توجہ یہ دو درجے ہین جسکے لئے مین جناب مولانا السید محمد ہادی صاحب دامت مفاخرہ کو زیادہ مناسب سمجھتا ہون کہ اولاً خود نجف اشرف کے افاضل متعلمین سے ہین ۔ اور درس و تدریس مین خاص طور سے دلچسپی اور انہماک بھی ہے ۔

اصطلاح درجہ سوم مین خاص ایک نہایت مستقل مدرس کے اضافہ کی ضرورت ہے ورنہ بہت سے طلبا بیدل ہو رہے ہین اسکے ساتھ اسکی بھی ضرورت ہے کہ مدرسہ ناظمیہ اور مدرسہ عالیہ راجہ صاحب محمود آباد پر بھی توجہ کیجائے کیونکہ لکھنؤ مین کیا تمامی ہندوستان مین یہی تین مدرسے ہین جنسے ہماری ساری آرزوئین وابستہ ہین ۔ مگر افسوس کہ جو آرزو تھی وہ نہین پوری ہو رہی ہے ۔

ان مدارس سہ گانہ مین سلطان المدارس واقعاً ایک ایسا عالیشان مدرسہ ہے کہ جتنا بھی اسپر فخر کیا جائے کم ہے کیونکہ گورنمنٹ کی بھی اسپر نظر توجہ ہے اور جناب آغا ابو صاحب دامت برکاتہ ایسا قدردان علم جو خود بھی اعلیٰ درجہ کے افاضل سے ہین متوجہ ہے اور جناب مولانا السید محمد باقر صاحب دامت برکاتہ اسکے مدرس اعلیٰ بلکہ روح رواں ہین اور جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب دامت برکاتہ اسکے ممتحن ہین پھر اسمین کسی نقص کا رہنا اور طالب العلمونکی حق رسی نہونا کمال تعجب ہے

لہذا مین امید کرتا ہون کہ ان نقایص پر نہایت جلد توجہ کی جائیگی۔ اور یہ وہ صرف اس طور سے دفع ہو سکتی ہے کہ مدرسین مین اضافہ کیا جائے اور وہ خاص توجہ سے تعلیم پہ آمادہ ہون۔ اڈیٹر

واقعات محرم

مسلمانونکی دو تقریبین عموماً ایک عرصہ سے خطرناک حالت سے انجام پاتی ہین ایک عید الضحی دوسر عید حسین صرف گاؤکشی کیوجہ سے ہندوستان کے نصف آبادی کا مالک فرقہ ہندو ہمیشہ کچھ مزاحم ہوتا ہے کیونکہ وہ گائے کو ایک قابل احترام شے سمجھتے ہین اور اوسکی قربانی سے مذہبی فیلنگ اونمین پیدا ہوتا ہے جسپر بجز افسوس کوئی چارہ نہین کیونکہ ممکن ہے بعوض گائے ۔ بز و گوسفند قربانی ہو۔

دوسری تقریب عاشور کی ہے جسمین نہ کوئی خوشی کی جاتی ہے نہ کوئی قربانی بلکہ ایک مظلوم شہید راہ خدا کی ماتم داری ہے جسکی شہادت و مظلومیت سے تمامی بنی نوع انسانی کو جنمین کچھ بھی ہمدردی کا مادہ ہے اپنا ہمدرد بنایا ہندو۔ مجوسی۔ نصرانی سب ہی تعزیہ دار ہوتے ہین اور شیعہ سنی کی تعزیہ داری مین ہو کوئی عقدہ ہی نہین کیونکہ اونہین کے رسول مقبول کے فرزند کا غم ہے۔

پھر تعجب ہے کہ اس غم مین فساد ہو۔ وہ بھی کس سے نہ ہندو سے نہ عیسائی سے نہ مجوسی سے۔ بلکہ شیعہ سنی مین فساد ہو جو بلا اختلاف عزای امام مظلوم کو اپنا مذہبی رکن۔ اور ایمان کی علامت سمجھتے ہین پھر نہ معلوم فساد کیون ہوتا ہے ۔ یان وجہ اوسکی یہ ہے کہ کچھ دنون سے ایک فرقہ موسوم بہ وہابی پیدا ہوا ہے جو اب اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے پہلے پہل روضہ رسول پر حملہ کیا اور معاذ اللہ صنم اکبر کا خطاب دیا۔ پھر کربلای معلی پر حملہ آور ہوا جب سب سے مخذول ہوا تو ہندوستان مین اکثر فساد پھیلانا شروع کیا اور تعزیہ داری امام مظلوم کے مٹانے پہ آمادہ ہے جسکے لئے ہزارہا اشتہارات شائع ہوتے ہین اور انجمنین قایم ہین واعظ دورہ کرتے ہین۔ مگر خدائی ارادہ کو کون روک سکتا ہے وہ اپنا وعدہ پورا کرتے رہیگا۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون لہذا معلوم ہوا کہ اصل باعث فتنہ و فساد یہی لوگ ہین جو علماے اہلحدیث ہین کہ اپنی جادو بھری تقریر سے عوام کو بہکاتے ہین اور فساد کرتے ہین۔

یہی وجہ ہے کہ جتنے اسلامی اور غیر اسلامی اخبار مین عاشور کے بعد کوئی خاص مضمون اسکے متعلق بھی ضرور شایع کرینگے کہ امسال عشرہ کیسا ہوا کہان فساد ہوا کہان نہین چنانچہ اخبا

وطن مورخہ ۱۲ فروری لکھتا ہے شکر ہے کہ اس سال محرم شریف مسلما نونمین خیریت سے گذر گیا کہیں سے جنگ و جدل کی خبرین اس ماہ مین نہین آئیں ،،

وکیل مورخہ ۱۰ فروری لکھتا ہے خدا کا شکر ہے کہ عشرہ محرم تمام اقطاع ملک مین خیریت اور امن و امان کے ساتھ گذرا اور لکھنؤ، بمبئی ۔ رنگون ۔ کلکتہ مین بھی اس قسم کی بدمزگی نہین ہونے پائی ،،

خطوط موصولہ دفتر اصلاح سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف خیریت گذری بلکہ ہر جگہ نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے اس سال عشرہ محرم انجام پایا ۔

بمبئی مکرمی جناب میر خادم حسین صاحب گھڑی ساز لکھتے ہین ۔ محرم اس سال بخیر و خوبی گذرا پانچ تاریخ لغایت ۹ تاریخ کچھ بھی فساد نہوا ۔ سینہ زنی کے بابت بھی گورنر صاحب نے حکم دیا ہم سب لوگونسے کہا کہ اسطرح جو جو باتیں ہم کہین اوسکو تم لوگ قبول کر لو انشاء اللہ آیندہ سال تمہارے واسطے ہم سب کچھ اچھا نتیجہ نکالینگے سوال گورنر صاحب یہ ہے کہ ماہ قدیم تملوگ ترک کر دو تاکہ خدشہ فساد جاتا رہے دوسرے سینہ زنی تملوگ جہانسے کرتے تھے امسال بعد سو قدم کے شروع کرو سبھون نے منظور کیا ۔ غرض پانسو سپاہی ہتھیار بند پاپیادہ ہمراہ ہملوگونکے بروز عشرہ مقرر کئے اور بیس افسر حکم یہ تھا کہ خبردار خبردار شیعون پر حملہ کوئی شخص نکرنے پائے اور اگر کوئی شخص ایسا کرنیکا ارادہ رکھتا ہو اول باز منع کرو واگر نہ مانے تو فیر ۔ ہم لوگونکی جمعیت قریب دس ہزار آدمی کے تھی خوجہ و مغل و ہندوستانی و نوابائت شیعہ وغیرہ وغیرہ ۔ غرض بفضلہ بہت ہی اچھا عشرہ ہوا لوگونکا بیان ہے کہ ایسا عشرہ کبھی بمبئی مین نہین ہوا ہمارے علماء دین بھی ہمراہ پاپیادہ تھے بہت ہی زور و شور سے ماتم و سوزخوانی وغیرہ وغیرہ رہی ۔

فیروزپور پنجاب مکرمی جناب سید خورشید حسین صاحب رئیس امام باڑہ لکھتے ہین ۔ فیروزپور کا **محرم** امسال نہایت زور سے ہوا مفصل حالات آیندہ پھر لکھونگا ۔ ایک شخص دائرہ **ایمان** مین داخل ہوا ہے و الحمد للہ ۔

فتحپور ہسوہ بنگی جناب مولوی سید محمد زکی صاحب نائب تحصیلدار تحریر کرتے ہین ،، محرم عمدہ طور پر جوش سے ہوا بعض اشرار نے عوام اہلسنت کو تعزیہ داری سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر کوئی کوشش کارگر نہین ہوئی ۔ اور **تعزیہ داری** مین بہ نسبت گذشتہ کوئی کمی نہین ہوئی ۔ اس سال

بھی ۹ محرم کو فتحپور میں تین لڑکیوں نے اپنی خوشی سے اصرار کے ساتھ مذہب حق اثنا عشری قبول کیا علاوہ انکے ایک صاحب سید محمد علی شاہ نے جو فتحپور کے ایک باحیثیت اور خاندانی شخص ہیں اور پشتینی سنت جماعت تھے چند ماہ سے انہوں نے خفیہ طور پر مذہب حق قبول کر لیا تھا۔ اب کی محرم میں اپنے شیعیت کا پوری طور پر اعلان کر دیا اور مجلسوں و حاضریوں وغیرہ میں جوش کیساتھ شریک ہوئے۔ خداوند عالم ان تازہ مومنین کی مدد کرے۔ اور دوسرے اشخاص کو ہدایت نیک عطا فرمائے۔

میں نے اب کی محرم میں اس امر کی تحریک کی کہ فتحپور کے مختصر مومنین میں بھی ایک انجمن قایم ہو جائے جسکے اغراض و مقاصد مجالس عزا و محافل میلاد وغیرہ قائم کرنا۔ غربار مومنین کی اعانت۔ مسجد و امام باڑوں کی درستی۔ مذہبی رسائل و اخبارات کے توسیع اشاعت میں کوشش کرنا وغیرہ وغیرہ ہوں،،

میری اس رای کو سب نے منظور کر کے مجھسے دستور العمل بنانے کی خواہش کی ہے میں انشاء اللہ عنقریب دستور العمل تیار کرونگا اور اگر خدا نے چاہا تو ۱۰ ار صفر ۱۳۳۲ھ کو انجمن کا افتتاح ہو جائیگا کیا عجب ہے کہ انشاء اللہ العزیز یہ انجمن نہایت مفید ثابت ہو۔

(نوٹ) حق یہ ہے کہ زمانہ عشرہ محرم الحرام ایک عجب جوش کا زمانہ ہوتا ہے اگر واعظین و ذاکرین اس زمانہ میں ترویج دین میں کوشاں ہوں تو صدہا غیر مسلم اسلام لائیں اور ہزارہا مخالفین راہ حق آجائیں مگر افسوس اس طرف توجہ نہیں کیجاتی حالانکہ عزاے امام مظلوم کا وہ فیض عام ہے کہ ہزارہا قومی مقاصد اس سے پورے ہو سکتے ہیں۔ (اڈیٹر)

ریاست بھاولپور جناب سید علمدار حسین صاحب لکھتے ہیں۔ اس سال بہاولپور میں محرم خوب زور شور سے ہوا حضرت قبلہ سید حسن علی شاہ صاحب کے مکان دس مجلسیں خوب دھوم دھام سے ہوئیں۔ عالیجناب حضرت مرزا آغا سلطان صاحب ڈاکٹر شعر خوانی سے سامعین کے دل ہلا دیتے تھے۔ میاں عبداللہ ذاکر اور نبی بخش ذاکر بزبان ملتانی سوز خوانی کرتے تھے جس سے عجب درد پیدا ہوتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کے سننے کیواسطے اکثر روسا شہر آیا کرتے تھے جنمیں بہت بڑا حصہ اہل ہنود کا ہوتا تھا۔

۹ ماہ محرم الحرام کو میاں رحیم بخش صاحب پنجابی تشریف لے آئے۔ انہوں نے نقشہ کربلا معلی سامعین کے روبرو کھینچکر دکھلا دیا۔ عشرہ کے روز تعزیہ نہایت دھوم دھام سے اوٹھایا گیا۔ ماتم کے علاوہ مرثیہ خوانی کربلا تک ہوتی رہی۔ شام کو تعزیہ دفن کرکے واپس ہوئے۔ پہلے جناب قبلہ میر حسن علی شاہ صاحب کے مکان پر فاقہ شکنی ہوئی بعدہ جناب ڈاکٹر صاحب ممدوح کے مکان پر کھانا تھا۔ تمام ذاکر وغیرہ وہاں جمع ہوئے۔ غرضکہ بہادل پور میں ۱۲ سال گذشتہ میں یہ محرم اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

۲۵/۷ محرم کو حضرات اہل سنت اپنا علم اوٹھا کر بغرض فساد مکان پر آئے مگر پولیس نے اپنا انتظام عمدہ طور سے کر دیا تھا۔ اسپر بھی ایک شخص سنی نے جو مستورات میں آکر حسب معراج شہید نامہ کہنا چاہتا تھا شاہ صاحب کے منع کرنے پر اون کے برخلاف ۲۳ تعزیرات ہند کی نالش کر دی ہے۔ نتیجہ سے اطلاع دیجاویگی۔

نوٹ۔ ریاست بہاولپور ایک سنی ریاست ہے جہاں عباسی خاندان کے ایک رئیس حکمران ہیں اور تعصب میں بھی ضرب المثل ہیں۔ مگر عزائے امام مظلوم میں اونکی یہ رعایا پروری بہت قابل قدر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ غم ہی ایسا ہے کہ تمامی عالم کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے۔ خدا مومنین کی توفیق کیا اور زیادہ کرے۔ (اڈیٹر)

ڈاکٹر سید محمد اکبر علی شاہ صاحب سبی علاقہ بلوچستان سے لکھتے ہیں سبی میں امسال ایسا محرم ہوا کہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ علم۔ تعزیہ نہایت شان و تزک سے اوٹھایا گیا۔ سوزخوانی کو میں اچھا نہیں سمجھتا۔ مگر ان لوگوں کی ترغیب کیلئے سوزخوانی بھی خوب ہوئی جسپر ہر طرف سے نعرہ تحسین بلند تھا اور نہایت رقت ہوئی۔ کالو حجام سکنہ سبی کا بیان ہے کہ حاجی مواحد کو میں نے کہا کہ چلو تعزیہ دیکھیں اسنے کہا سخت گناہ ہے۔ اتفاقاً وہاں گذر ہوا جہاں تعزیہ تھا تو خوب رویا اور کہتا تھا کہ وہاں سے ہٹنا نہ تھا اور کہتا تھا کہ یہ ڈاکٹر اکبر شاہ کی تاثیر ہے۔ غرض ایکی محرم جو سبی میں ہوا سنی شیعہ ہندو سب نہایت جوش سے شریک تھے۔ نہ کسی قسم کا ڈھول تھا نہ باجا اسپر مخلوق خدا کا اسقدر ہجوم تھا کہ الحفیظ للہ۔

تعزیہ داری ہوشیارپور پنجاب اخبار وکیل نے ۲۰ جنوری کو بعنوان "ہوشیارپور میں تعزیہ

سازی کا اختتام ۔ یہ خبر دی تھی کہ عید الضحی کو مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری نے نماز عید پڑہائی پہر میاں عبد العزیز صاحب پر شراپٹ (؟) لانے تعزیہ سازی کی مخالفت پر سب سے تین بار حلف لیا کہ امسال تعزیہ سازی یکدم موقوف ہو جاے ۔ مگر کسی نے نہ موافق آواز بلند کی نہ مخالف مگر میاں صاحب نے اس سکوت کو رضامندی کا اقرار سمجھکر اعلان کیا کہ اب آپ سب نے حلف اوٹھا لیا ہی اب جو حلف شکنی کریگا اسکا نام سرعام مشتہر کیا جائیگا اور اسکے مخرب قوم اور مذلل اسلام تسلیم کرنے مین کسیکو چارہ نہوگا ۔ مگر پہر وہی وکیل مورخہ ۱۱ فروری لکہتا ہی کہ ہوشیارپور کے مسلمانون نے پچہلے دنون ترک عزاداری کی قسم کہائی تہی (غلط کیونکہ آپ خود لکہ چکے ہین یہ سب باتین میاں عبد العزیز نے کہین تہین کسی مسلمان نے نہ ہان کہا نہ نا پہر مسلمانون پر یہ اتہام نہین تو کیا ہی ۔ اڈیٹر) مگر وقت آنے پر وہ اس امتحان مین پورے نہ اتر سکے لیکن لکہنو کے اور صرف لکہنو کے سنیون نے زمانہ پر ثابت کر دیا کہ معقول اور مناسب طریقہ پر اگر ناشایستہ و مخرب اخلاق و افعال کے نقائص ذہن نشین کر دی جائین ۔ (یعنی جبکہ لفٹنٹ گورنر بہادر حکم دین کہ چار یاری جھنڈا نہ ٹیا جاے خلفاء ثلثہ کا نام شارع عام پر نہ لیا جاے) تو سر تسلیم خم کر دینے مین انکو کبہی تامل نہو گا (کیونکہ سزا کا خوف ہی) !!

مگر وہی مورخہ ۱۱ فروری مین وہ ایک مضمون نگار کی تحریر شایع کرتے ہین جس سے خود اونکا فساد ظاہر ہی جو ملاحظہ ہو ۔ بہر حال یہ ہی خدا کی قدرت اور غم امام مظلوم کی تاثیر کہ جسقدر اعداء دین اس نور خدا کے بجہانے مین کوشش کرتے ہین اوسیقدر اور ترقی ہوتی ہی کاش اب بہی اہل اسلام سمجہین اور اوس بغض و عناد سے باز آئین جو خاندان رسالت سے انکے دلونمین متمکن ہی کیونکہ جسقدر وہ کوشش کرتے ہین اوسیقدر خداوند عالم اس غم کو عام اور پر اثر بناتا ہی ۔

بستی ایک تازہ واقعہ ۔ ایک ہندو مہاجن تعزیہ داری و علم بہی رکہتا تہا چونکہ وہ لڑکا مر گیا ایک مدت کے بعد جسکی منت مین یہ علم رکہتا تہا لہذا ایک فقیر مسلمان کو اوسنے علم دیدیا ۔ اس سال عین زمانہ عشرہ مین دوسرا لڑکا ایسا بیمار ہوا کہ مرض سمجہہ مین آیا نہ وجہ معلوم ہوئی ہر چند علاج ڈاکٹری و یونانی کیا گیا مگر کوئی نتیجہ نہ ہوا خود واقعہ علم کا واقعہ بیان کیا جسپر سب نے کہا کہ اب تو جلد پہر منت کر کہ یہ بلا دفع ہو چنانچہ اوسنے نذر کی اور اوسیوقت سے افاقہ شروع ہوا دوسرے روز علم رکہا گیا اور وہ شریک ماتم ہوا ۔ ۲ تو علم رہیگے

ایسے صدہا واقعات ہزاروں تجربات ہو چکے ہین کہ جو لوگ عزاداری امام مظلوم کو ترک کرتے ہین۔ خداوند عالم اونکو کسی ایسی مصیبت مین فوراً مبتلا کرتا ہی کہ اس تعزیہ داری کی بدولت اونکو نجات ملتی ہی بہت قریب وہ وقت آرہا ہی کہ جن لکھنؤ مین سنیون نے امسال تعزیہ داری موقوف کی ہے۔ اُن مین بہت سے ایسی بلاؤن مین مبتلا ہونگے کہ تعزیہ داری زیادہ ہو گی۔

واقعات عشرہ عاشورہ لکھنؤ

۳۰ ذی الحجہ کو ۳ ہزار ۸ سو پولیس مقامات مختلفہ سے داخل لکھنؤ ہوئی اور یکم محرم سے ۳ محرم تک پولیس مذکور مسلح و مکمل ہوکر شاہراہ عام و پبلک روڈ سے گذرتی اور سطوت شاہی دکھلاتی تھی ۲ محرم کو شہر مین یہ خبر مشہور رہی کہ ۳ محرم کو میدان شاہ مینا پر اہل سنت کی کمیٹی ہو گی اور کمیٹی موصوف کے بانی و مہر و ہدایت رسول و اعظم ہونگے ۳ محرم کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ ۴ محرم کو اہل سنت و جماعت کی دوکانات بند رہینگی منڈی بھی نہین کھلے گی اور طلاق نامے محرم کی رخصت حاصل کرلی بضرورت شرکت محرم اور دیہات مین بھی یہ خبر پہونچ گئی اکثر لوگ دیہات کے بھی آگئے ۳ محرم کو بوقت شام کوتوال لکھنؤ نے ڈپٹی کمشنر کو خبر دی ڈپٹی کمشنر موصوف نے حکم دیا کہ میدان شاہ مینا مین جو اسباب متعلق کمیٹی اہل سنت نے جمع کیا ہی اوسکو میدان مذکور سے علحدہ کرادو اور ۲۵ جوان پولیس معہ چند افسران کے وہان بھیجدو کہ کوئی اہل سنت یا شیعہ اوس میدان مین نہ آنے پاوے کوتوال نے بموجب حکم ڈپٹی کمشنر جس قدر اسباب مثل فرش و قنات وہان تھا اوسکو اوٹھوا دیا اور پولیس کو وہان مقرر کردیا بوقت شب یعنی ۴ محرم کی شب کو ہدایت الرسول و اڈیٹر النجم کو بلاکر حکم دیا کہ تمہاری طرف سے منادی ہو اسیوقت کہ کمیٹی کل نہو گی چنانچہ ۱۱ بجے شب کے ڈھونڈورا پھرا کہ کل کمیٹی نہو گی اور ۴ محرم کو شرکت شاہ مینا پر ہدایت الرسول کی طرف سے اشتہار مطبوعہ تقسیم ہوئے کہ آج کی کمیٹی بوجہ نہ فراہم ہونے بعض سامان ضروری کے ملتوی کی گئی ہم عنقریب اپنے سنی بھائیونکو ایسا مژدہ سنائینگے جو باعث اونکی مسرت کا ہو گا اور ۴ محرم کو اشتہارات من جانب روساء شہر و علماء شیعہ جابجا چسپان ہوئے جسکی سرخی یہ تھی کہ بخدمت حضرات شیعیان آپ حضرات احکام گورنمنٹ کو واجب التعمیل سمجھکر اونکی

پابندی کیجیے اور آپکے جانب سے قولاً یا فعلاً کوئی امر باعث دل آزاری فریق مخالف کا نہو آٹھویں
نوین ان دو تاریخون مین علماء کے جانب سے کوشش بلیغ اس امر کی گئی کہ کوئی شیعہ تبرا لکھکر
باعث اشتعال طبع فریق مخالف کا نہو ۸ محرم کی شام کو پولیس کو ایک کاغذ پر لکھکر دیا گیا کہ
ابوبکر عمر عثمان - ان پر جو لعنت کرے یا ان کی تعریف کرے اوسکو فوراً گرفتار کرلو اور پولیس کو
حکم ہوا تھا کہ خوب رٹ لو تاکہ موقع پر محض نام لیتے ہی تلوگ مطلع ہو گر گرفتار کرلو ہندو پولیس کا
رٹنا اور بعض بعض کا نام بھول جانا اور گذرگاہ کے لوگونسے دریافت کرنا شیعونکا مذاقاً تجاہل
کرنا بعد ناخواندگی اور اہل سنت کا چشم پوشی کرنا باعث ہیجان ان سپاہیونکا ہوتا تھا جسکو
وہ اپنی زبان مین نہ معلوم کیا کہتے تھے یہ کیسے نام ہین جو کسی سے چلتے نہین - اہل سنت نے
عام طور پر تعزیہ نہین رکھے لیکن اکثر صاحبان سنت الجماعت اپنے تعزیہ محلہ کے شیعونکے عزاخانے
مین رکھوا دئے کہ یہ خیر و برکت بھی ہمسے سلب نہوا اور قومی مخالفت بھی نہ ہو بے ہنود کے تعزیہ -
تال کٹورہ کربلا مین گئے اور کربلائے اہلسنت جو پھول کٹورہ نام رکھا گیا ہے وہ بھیک کٹورہ
ہو گیا - حلوائیان اہل سنت مقان پر زور دیا گیا کہ شیعونکے ہاتھ مٹھائی نہ فروخت کرین
تا ان پر ماتھوین کو شیرمال شیعون کے ہاتھ نہ فروخت کرین لیکن ان پیشے والون نے اپنے
قوم کا ساتھ نہ دیا یوم عاشورہ دوکانات اہلسنت کی عموماً بند نہین ہوئی فی صدی ۲۰
کھلی رہی اور ۸۰ دوکان بند

علی حسن لکھنوی

سرکلر گورنمنٹ ممالک متحدہ پر سنی اخبار و تکی رائے

گذشتہ نمبر مین ہم خلاصہ حکم ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ و اودہ لکھ چکے ہین کہ کس
انصاف پسندی سے آپنے عادلانہ تجویز صادر فرمائی ہے جسپر اخبار وطن مورخہ ۱۲ جنوری رقطراز ہے
لکھنؤ مین شیعہ و سنیون کے باہمی اختلافات مٹانے اور اُن مین چند سال سے جو سخت نزاعات
برپا ہو گئی تھین - اُن کے دفعیہ کی مناسب سفارشین کرنے کیلئے حسب الحکم گورنمنٹ صوبجات متحدہ جو کمیٹی دو
یوروپین - دو ہندو اور دو دو ہر ایک فریق متخاصمین کے ممبرون کی بیٹھی تھی - اس مین بد قسمتی

میں پہلی ہی لب اللہ غلط ہوئی کہ سنیون کے دونوں معزز ممبران نے بظاہر اپنی مصروفیت کا عذر کر کے شرکت کمیٹی سے معافی مانگ لی۔ اور اُن کی جگہ دو دوسرے قائم مقام ہوگئے۔ جن مین سے ایک صاحب مسٹر نبی اللہ صاحب بیرسٹر ایٹ لا ایک اجلاس مین شریک رہکر علیحدہ ہو بیٹھے۔ اور دوسرے سنی مولوی عبد الشکور صاحب ایڈیٹر النجم آخر تک تنہا ڈٹے رہے۔ مولانا کا شریک کمیٹی ہونا اس اعتبار سے تو بہتر تہا کہ وہ اپنے فریق کے سرگرم قائم مقام تھے۔ لیکن چونکہ وہ مجلس ناگوار مخالفت کے رکن رکین رہچکے تھے۔ اسلئے ان کا کمیٹی مین لیا جانا مناسب نہ تہا۔ بہرحال ۱۰ الحجۃ کو مادہ تیج ۱۱ کمیٹی نے کام ختم کیا۔ اور اچھی طرح تمام امور متنازعہ کا حال قلمبند کر کے مع گواہیون اور فریقین کی قانونی بحثون کے گورنمنٹ کی خدمت مین رپورٹ ارسال کر دی۔

ہز آنر سر جان ہیوٹ صاحب بہادر کی گورنمنٹ نے سنی جماعت کے سرغناؤن سے حسب توقع مدد نہ ملنے پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ اور کمیٹی کی رپورٹ پر پسندیدگی ظاہر فرماتے ہوئے اس کی موزون اور منصفانہ سفارشون کو منظور کیا ہے۔ اُن احکام کا ماحصل یہ ہے کہ جو نئی باتین چار سال کے عرصہ سے رسومات عزاداری حضرات حسنین علیہما السلام مین شامل کر دیگئی ہون۔ وہ خواہ کسی فرقہ کی طرف سے ہون سب بالکل موقوف کر دی جائین۔ بہرحال یہ احکام نہایت عادلانہ ہین۔ اور اگر برادران شیعہ وسنی فضول جوش مخاصمت سے باز آجائین۔ تو آپس مین وہی سابقہ سبیل ملاپ بحال ہو سکتا ہے جو کہ اُن جھگڑون کی ابتدا سے پہلے قائم تہا۔ اور چونکہ محرم کے ایام نہایت قریب ہین۔ اس لئے امید ہے کہ ہر دو فریق کے با اثر اصحاب اپنے ہم مشربون کو امن دستون اور صلح وصفائی سے کام لینے کی ترغیب دلاتے رہینگے۔

اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ گورنمنٹ کا فیصلہ کیسا عادلانہ اور منصفانہ ہے کہ جو اہلسنت بھی اس سے راضی اور خوشنود ہین۔

اخبار کرزن گزٹ مورخہ یکم فروری لکھتا ہے گورنمنٹ لکھنؤ نے اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ لکھنؤ مین سنی جب تعزیئے نکالین تو تعزیون کے ساتھ راشدین صحابہ کی مدح مین اشعار نہ پڑہین گورنمنٹ کا خیال ایک حد تک بجا ہے کہ جب سابق زمانہ مین یہ دستور نہین تہا تو یہ بدعت اب کس غرض سے نکالی گئی دوسرے فریق نے ساتھ چھیڑ چھاڑ معلوم ہوتی ہے اور یہی چھیڑ چھاڑ سر پھٹول اور بلوائی ہڑبونگ کی ترغیب ہے جبکہ گورنمنٹ امن عامہ کی ذمہ دار ہے تو وہ کبھی ایسی بدعت کے جاری رکھنے کا حکم نہین دیسکتی۔ سبد نصیب اور

اور لایعقل سنیون کیلئے یہ آسمانی تازیانہ ہے بشرطیکہ وہ نصیحت اس سے حاصل کرین۔
کرزن گزٹ کی حالت مسلمانونکو معلوم ہے کہ بنا اعتقاد مین اگر اسکا قبول نہین ہے تو دو دیم مرفوع
تاہم اس فیصلہ سے اوسکی رضامندی کیسی بدیہی ہے۔

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۹ جنوری راقم ہے۔ لکھنؤ مین جو سنی شیعہ مین نزاع تھی جسکی بابت سرکاری مشترکہ کمیشن تجویز ہوئی تھی۔ لفٹنٹ گورنر نے اوسپر حکم صادر فرمایا ہے کہ ایام محرم مین سنی جو ایک نظم "چاریاری جھنڈا" کی ٹیپ ہے مین نہ پڑھین۔

اخبار شحنہ ہند وطوطئ ہند میرٹھ مورخہ ۱۰ فروری راقم ہے۔ جب کمیشن کا کوئی فیصلہ لکھنؤ والون کے متعلق گورنمنٹ نے سرکاری طور پر تحقیق کیا کہ کسی بات انہوں نے ہانکی یعنی سنیون نے جو شیعہ کی چڑانے اور اشتعال دلانیکو بمقابلہ تبرایون اور علمون وغیرہ کے چاریاری جھنڈے پارسال نکالے تھے وہ باہم سر مشغول ہو رہی تھی اب وہ قطعی بند ہو گئے تو سنیون نے اسپر لمبے لمبے منہ بنائے اور ایک مجمع کے سرکار سے ناراضی ظاہر کی۔

یہ اون اخبارات کے اقتباسات ہین جو سیاسیات اور مذہب سب کے اخبار ہونیکے مدعی ہین اور تعصب کے پھیلانے والے مگر اسپر بھی یہ فیصلہ ایسا ہے کہ انتہا منصفانہ ہر کسی اس سے راضی اور خوشنود ہین۔

مگر تعجب ہے کہ اخبار وکیل امرتسر جو ہمدردی آل انڈیا مسلم لیگ کا اور قومی ارگن بننا چاہتا ہے کہ وہ ایسے مواقع پر کچھ ایسا تنگ سینا ہے کہ بغض کی بناء۔ دیکھو مورخہ ۲۷ جنوری کہ لکھتا ہے "لکھنؤ کے شیعہ وسنی باشندگان کی باہمی ناراضی کے اسباب کی تحقیقات کرنے اور اسکے دفعیہ کی تدابیر سوچنے کیلئے جو کمیشن منجانب گورنمنٹ صوبجات متحدہ مامور ہوئی تھی اسکی رپورٹ پر ہزآنر صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر کا ریزولیوشن ہفتہ گذشتہ کے لوکل گورنمنٹ مین شایع ہو چکا ہم اس ریزولیوشن پر مفصل رائے زنی کسی قریبی اشاعت آیندہ تک ملتوی رکھتے ہین اور بالفعل صرف سرکاری ریزولیوشن کا ضروری خلاصہ درج کرتے ہین"

یہ تحریر جہان اسکی خوش آیند امید دلاتی تھی کہ آپ بھی بحیثیت اسکے کہ مدعی خیر خواہی اسلام ہین۔ اس فیصلہ سے اپنی رضامندی ظاہر کرینگے وہان ایک پہلو یہ بھی تھا کہ شاید اس فیصلہ سے

خوش نہون جو اسکی دلیل ہوگی کہ اب بھی اختلاف کے حامی اور فساد کے پسند کرنیوالے ہین چنانچہ مورخہ ۱۰ فروری مین لکھتے ہین۔

لکھنؤ مین چونکہ ایام محرم وغیرہ مین فضائل چاریار رضی اللہ عنہم کے پڑھنے کی ممانعت مین سرکار کی جانب سے سخت احکام جاری ہوئی ہین لہذا سنیون نے اس سال تعزیہ داری بالکل ترک کر دی نہ تو کربلا کیے نہ تعزیونکے جلوس نکالے نہ روشنی دیکھنے مین شریک ہوئے اور نہ دوکانداروں نے دوکانین بند کین قصابون نے جو عاشورہ کے دن بقول ہمعصر ہندوستانی دس روپئے سیر بھی گوشت نہین بیچتے تھے۔ عام طور پر دوکانین کھول رکھی تھین۔ شہر مین عموماً کاروبار ہوتا رہا۔ امن وامان بخوبی قایم رہا اور کہین کسی قسم کا ہنگامہ یا فساد نہین ہوا سنیونکی خاموشی اور امن پسندی قابل تحسین ہے فضائل چاریار پڑھنے کی ممانعت سے انکا رنجیدہ ہونا ایک لازمی بات تھی۔

اس جملہ سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آیا یہ صلح کل پالیسی کے حامی ہین یا تفرقہ اندازی مین ساعی ہین جو اس فیصلہ پر ناراضی ظاہر کرتے ہین اور سنیونکی ان حرکات پر اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہین۔ دوکانونکا کھلا رہنا فی الجملہ تو ضرور صحیح ہے مگر نہ اس درجہ جو بیان کیا گیا۔ کیونکہ کل دوکاندار سنی ہی نہین ہین بلکہ شیعہ بھی ہین۔ اور ہندوونکی تعداد سب سے زیادہ ہے جو اکثر آزاد ہی ہین۔ اور خریدارونکی تعداد زیادہ شیعہ رؤسا ہین جو عاشور کو خرید و فروخت قطعاً ناجائز جانتے ہین۔ پھر بجز اسکے کہ سو دو سو دوکان خاص متعصب سنیونکی کھلی ہون ناممکن ہے کہ عموماً بازار کھلا ہو۔

اس آخری فقرہ کا جواب کہ فضائل چاریار پڑھنے سے سنیونکی رنجیدگی لازمی بات تھی۔ ہم اپنی عبارت مین نہین دینا چاہتے بلکہ مولوی انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار وطن کا ایک فقرہ لکھنا کافی سمجھتے ہین وہ موید اس مرتبہ محرم مین تعزیہ داری سے باز رہے۔ کیا حصول ثواب اور ترک رسوم بد کے خیال سے؟ نہین بلکہ اس ضد سے کہ اُن کو تعزیون کیساتھ چاریاری جھنڈے پڑھنے کی سرکار سے ممانعت کر دی گئی ہے لہذا وہ تعزیے ہی نہ اٹھائین گے۔ انصاف اور مصلحت اندیشی کی صفت مسلمانونکے چیدہ افراد مین تو ضرور ہونی چاہیے۔ عوام مین اسکے نہ ہونیکا گلہ نہین۔ مگر خواص کے اندر اس وصف کا نہ پایا جانا بہت بڑا چاریاری بند اور تعزیونکے سلام پڑھے جائین کتنی بے جوڑ بات ہے!! اگر شیعہ بھائی اپنے غلو کیوجہ سے سرراہ خلفائے ثلثہ کی شان مین کچھ برا کلمہ کہتے ہون تو سنیونکو گورنمنٹ سے انکی شکایت کرکے انسداد کرا دینیکا حق حاصل ہے لیکن سنیونکا اسکے جواب مین خلفا کے تعزیے یعنی شعار شیعہ گویا شیعونکو اور چڑہانا ہے۔ تاکہ وہ مشتعل ہو کر آمادۂ ... گو نکی شان میرے نزدیکی عزت مسلمانون کا

قوۃ الاسلام

یہ تو بدیہی بات ہے کہ ہر شخص کو اپنے مذہب سے خاص محبت ہوتی ہے یہانتک کہ لامذہب بھی۔ اسی غرض سے اپنے خیالات کے نشر میں مصروف ہیں کہ جس طریق کو وہ پسند کرتے ہیں۔ اوسکی اشاعت ہو یہی وجہ ہے کہ کسی مذہب والا دوسرے مذہب والے کا الزام نہیں دیتا کہ تم ترویج دین میں کیوں کوشاں ہو۔

مسلمانوں کی ترقی ابتدا ہی زمانہ میں اس درجہ پر پہونچ گئی تھی کہ ترویج دین کی ضرورت نہ رہی کیونکہ اسی زعم سے خلافت رسول اللہ بجائے امت احکام آنحضرت حاصل کیگئی کہ جو کام ہو بزور شمشیر یہانتک کہ اسی خیال سے خاندان رسالت تباہ کیا گیا کہ انکے وجود و تسلط سے کچھ روحانیت وحقانیت کا بھی اثر پھیلے گا اور وہ اصلی مقصد حاصل ہوگا جو انکی خاص غرض تھی کہ تمام دنیا ہمارے زیر حکومت رہے۔

اس کشمکش نے خود مسلمانوں میں یہ تفریق قایم کی کہ بجاے اسکے کہ وہ غیروں کو راہ پر لاتے باخود بازور قلم لڑنے لگے کیونکہ تلوار وغیرہ کی لڑائی تو حکمران بادشاہوں کے ہاتھ میں تھی۔ علما نے یہ جنگ نکالی۔

اسی اصول پر آجتک مناظرہ ہوتا رہا کہ خلافت جائز تھی یا نہیں کیونکہ شیعوں کا اصل الاصول یہ ہے کہ بلا نص صریح رسول کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اہلسنت کا یہ خیال ہے۔ اسمین حکم رسول کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ رسول کا حکم امور دنیوی میں قابل سماعت نہیں۔

دفتر اصلاح نے اسمین یہ جدت کی کہ ان مناظروں کو جسطرح چاہو انجام دو۔ مگر عبادت خداوند عالم میں کیوں تفریق ہو اسمین تو کل مسلمان اتفاق کریں کیونکہ خدا قرآن۔ رسول پر تو سب کا اتفاق ہے گو نوعیت میں فرق ہو۔

اسی اصول پر پہلے رسالہ وضو لکھا گیا جسمین قرآن حدیث علما کے فتوؤں سے ثابت کیا گیا اصل حکم خدا مسح رجلین ہے یہ رسالہ ختم ہے قیمت ۸؍

دوسرا رسالہ الجمرہ شایع ہوا جسمیں خود کتب اہلسنت سے ثابت کیا گیا کہ کلوخ لینا بدعت ہے

تیسرا رسالہ البسملہ شایع ہوا کہ نماز میں ہر سورہ کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم باواز بلند کہنا واجب ہے

چوتھا رسالہ ارسال الیدین اب شایع ہوا جسمین ہاتھ کہولکر نماز پڑھنا سنت رسول اللہ ہونا کتب اہلسنت سے ثابت کیا گیا ہے۔

الشمس جلد چہارم
صـ ۱۳۲۵
۱۳۲۶ھ کے ۶ نمبر پہلے شایع ہوے ۳ نمبر
اب جاتے ہیں نمبر ۷ و ۸ و ۹۔ اور آخر ماہ تک
نمبر ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ بھی حاضر ہوگا انشاء اللہ
خاطر جمع رہیں۔ منیجر

الجمرہ۔ البسملہ۔ ارسال الیدین خریداران اصلاح کو مفت بطور انعام دیا گیا

سنہ ۱۳۲۶ھ کے خریدار کو ارسال الیدین مفت یا قیمت بھیجا جاتا ہے بشرطیکہ چندہ اصلاح پیشگی سنہ ۱۳۲۶ھ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمائیں۔

اگر قوم اس سلسلہ کو مفید سمجھتی ہے تو ہر شخص دو خریدار کا نام ضرور لکھے کہ اگر ایکہزار خریدار جدید اور فراہم ہوگئے تو انشاءاللہ دوسرا انعام بھی پہلی ششماہی میں مفت تقسیم ہوگا۔

رجسٹرڈ سی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کے لئے ہے

نمبر ۴ بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ جلد ۱۲

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

مظفری یتیم خانہ فنڈ جناب منشی محب الحسن صاحب پوسٹ ماسٹر نواب گنج گونڈہ جناب مرزا دوست محمد صاحب حیدرآباد دکن ۵ جناب میر حامد علی صاحب رئیس الہ آباد بشکرانہ تحفظ نور چشم محمد عسکری سلمہ

میزان للعہ میزان سابق ... میزان کل ...

اصلاح فنڈ جناب منشی غازی الدین صاحب شاہجہانپور ۶ - یہان مجبوراً شکریہ مین کیا عرض کرسکتا ہون ضرورت ہے اصلاح پرنٹنگ کمپنی کی طرف توجہ کی -

قومی عطیہ حافظ علی حسنین صاحب بکھریا ضلع بستی سے اطلاع دیتے ہین کہ جناب سید امیر کاظم صاحب وحید ناظم صاحب روسا نگینہ ضلع بجنور مع دیگر مومنین و جناب شاہ صفدر حسین صاحب محرر رجسٹری بکھریا ضلع... و جناب حکیم حاجی حمزہ علی صاحب رئیس امین چندوسی و جناب سید انور علی صاحب کلرک رجسٹرار علیگڈھ نے بطور امداد عنایت فرمایا - حافظ صاحب ایکدفعہ اور قومی امداد کے خواہان ہین کہ پھر مطمئن ہوجائین - مراسلات بنام ممدوح ہونی

مدرسہ احسن المدارس شکارپور ضلع بلندشہر سے جناب سید اعجاز حسین صاحب وکیل اطلاع دیتے ہین کہ حافظ سید حامد حسین صاحب نابینا نے قرآن مجید پورا حفظ کیا ۱۲ صفر کو جلسہ دستاربندی و تقسیم انعام طلبا منعقد ہوا مدرسہ سے سند حفظ دی گئی جزاکم اللہ خیراً مومنین سے امید ہے کہ کچھ قومی انعام عطا فرمائینگے مراسلات بنام وکیل صاحب ہونا چاہیے

امام باڑہ مئو ضلع اعظم گڈھ - جناب ملک سید علی جعفر صاحب لکھتے ہین اس قصبہ مین صرف سنی جولاہون کی آبادی ہے جنکی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہے اور اکثر وہابی ہین جنکو امام باڑہ چوک سے جو عداوت ہے ظاہر ہے بزرگان سلف کا قدیم سے ایک امام باڑہ ہے جسکے ایک جزو زمین کے متعلق عرصہ تک مقدمات دیوانی قائم رہے اور الحمد للہ کہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ الہ آباد سے ۱۷ دسمبر کو دخل باضابطہ حاصل ہوا - مقدمات کی زیرباریون نے اب اتنی مقدرت نہین رہی کہ امام باڑہ کی مرمت ہوسکے تخمیناً چالیس پچاس روپیہ مین اسکی تعمیر بہ آسانی ممکن ہے اگر مومنین توجہ کرین تو اس کوفستانی مین امام مظلوم کی یادگار قائم رہ سکتی ہے ارباب ہمت سے امید توجہ ہے -

ضرورت جناب محمد فوجدار خان صاحب مدرس مدرسہ جمالی ضلع شاہ پور - تحفہ اثنا عشریہ کا جواب ایک متلاشی حق کے لیے طلب فرماتے ہین کیونکہ ایک شخص ذی علم اہل سنت سے تحفہ دیکھ رہا اور اسکے جواب کا خواہان ہے وہ دین حق کا متلاشی ہے اگر ارباب ہمت سے کوئی صاحب عنایت فرمائین تو عنداللہ ماجور ہونگے -

اصلاح مگر مشکل یہ ہے کہ تحفہ کا جواب ایک کتاب مین نہین ہے اوسکے بارہ باب ہین ہر باب کا جواب علحدہ علحدہ دیا گیا ہے جنمین بہت سی کتابین کمیاب ہین مثلاً پہلے باب اول کا جواب نزہہ اثنا عشریہ جلد اول مین ہے اور نیز **سیف ناصری** مین اور نیز **صارم تبار** مین یہ دونو کتابین چھپی نہین - اسیطرح تحفہ امامت مین کئی کتابین ہین **عبقات الانوار** کی تیس جلدین ہین جنمین اکثر غیر مطبوع ہین مطاعن کا جواب تشیید المطاعن مین ہے جو چار جلدون مین ہے اور کمیاب بلکہ نایاب ہے - باایں ہمہ جن برادران ایمانی سے ممکن ہو اسمین کوشش کرین -

(اڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۴	بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ	جلد ۱

رسید زر وصول اصلاح بر رسالت حسینی

بقیہ جناب قائم مرزا محمد صاحب رئیس ۲۵ نمبر ۷ ...

ضروری اطلاعات (۱) بلکہ مکرر ... ہوں ان حضرات سابقین جو ... آڈیٹر خریداری نمبر وار درج فرمائیں اور جس وقت تبدیلی پتہ کی ضرورت ہو تو مطلع ... افسوس ہے بوری ... (۲) یہ بھی بار عرض کیا گیا تھا کہ جن حضرات کو خریداری منظور رہے وہ بذریعہ ... مطلع فرمائیں اور اگر منظور ہو تو چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر ارسال ہو جو نکہ وی پی کی ... قطعا موقوف کر دی گئی ہے اسقدر اسمیں وقت اور زیر باری ہوتی ہے کہ اب قابل عمل نہیں۔

(۳) اس معروضہ پر قوم نے جس ہمت سے توجہ کی تھی اوس سے امید تھی کہ پچھلے ملک تقاضائی نوبت نہ آئیگی ۳۰ صفر تک آخری تاریخ مقرر کی تھی اور یہ بھی عرض کیا تھا کہ بلا وصول چندہ رسالہ روانہ ہوگا مگر تجربہ نے بتا دیا کہ یہ کمزور آواز اون کانوں تک پہونچی جنکا دل قومی ہمدردی سے لبریز تھا۔

(۴) لہذا مجبور ہو کر یہ صرف اونہیں حضرات کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے جنکا چندہ وصول ہے اور جن حضرات کا چندہ ہنوز غیر وصول ہے اونکی خدمت میں اطلاعی کارڈ روانہ کیا جاتا ہے خدا کرے اوسپر ہی توجہ ہو۔

(۵) میرا خیال تھا کہ جو مال اس ذریعہ سے نقصان ہوتا ہے اوسکے معاوضہ میں قوم کو انعامی رسالجات سے خوش کروں۔ اسی خیال سے پہلا انعامی رسالہ ارسال الیدین شائع کیا تھا کہ جو حضرات چندہ پیشگی ادا فرمائیں اونکی خدمت میں انعامی رسالہ روانہ ہو چنانچہ ... کی تعمیل کی گئی اور وصول چندہ خاص ... با دائے محصول روانہ کیا گیا۔ مگر وہ بے قسمت کہ جس شخص نے پچانہ خریداری عنایت کیا تھا اوسکے معرفت اصرار و مبالغہ کیا گیا

(۶) دوسرا انعام اور تجویز کیا تھا کہ جب کل چندہ وصول ہو جاتو ہر شخص کو ایک اور انعامی رسالہ

روانہ کروں مگر قوم کی ناتوجہی سے اس ارادہ کو بھی ملتوی کرنا پڑا کیونکہ پہلے رسالہ میں تقریباً دوسو روپیہ خرچ ہوا علاوہ محصولڈاک اور اسیقدر یا زیادہ دوسرے انعام میں صرف ہوگا حالانکہ دفتر اصلاح آج تین سال سے دو ہزار روپیہ سے زیادہ کا مقروض ہے۔

(۷) اصلاح پرنٹنگ کمپنی کے متعلق بھی جسقدر عرض کرنا تھا ۳ میں لکھ چکا ہوں اوس تحریر کا نتیجہ اس رسید سے ظاہر ہے جو اس نمبر میں شائع کی جاتی ہے۔ اس نمبر سے تنقید بخاری پھر شروع کیجاتی ہے۔ اصلاح جلد ۱۱ کے ۴ تک پہلے اسکا سلسلہ چلا تھا صفحہ ۱۷۰ تک وس نمبر میں شائع ہوا۔ اب صفحہ ۱۷۱ سے دوبارہ اسکا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ اسیکے ساتھ ایک نیا رسالہ الامامۃ بھی شائع کیا جاتا ہے اوسکے صفحات بھی علحدہ ہونگے جسے آپ بصورت کتاب علحدہ کر سکتے ہیں۔

(۸) یہاں بے اختیار اخبار اثنا عشری کے ذکر پر مجبور ہوں کیونکہ یہی ایک شیعوں کا ہفتہ وار اخبار تھا جو اس عزت کا ضامن تھا کہ شیعہ بھی ایک زندہ قوم ہے جسمیں اخبار اثنا عشری ہفتہ وار دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ مگر ہماری بے حسی نے بتا دیا کہ جو قوم مردہ ہو چکی وہ صرف زبانی جمع خرچ سے کیونکر زندہ کہلا سکتی ہے۔ دیکھو آخر اثنا عشری کا کیا حشر ہوا ہفتہ وار سے پندرہ روزہ ہوگیا۔ اصلاح پندرہ روزہ ہو کر پھر ماہانہ ہوگیا۔ الحکم گوہر شہوار مذکرہ۔ معالم ملک عدم کو سدھارے۔ اثنا عشری۔ اصلاح شیعہ العوارف دم توڑ رہے ہیں۔ حالانکہ اثنا عشری کا سالانہ چندہ کل (سے) ہے۔

(۹) برخلاف اسکے مخالفین کے اخبار وہ ترقی کر رہے ہیں کہ روزنامہ ہفتہ وار ماہانہ ہر روز نئے نکل رہے ہیں اور اس آب وتاب سے اس شان سے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور قدرت خدا یاد آتی ہے کہ باطل میں کسقدر قوت ہے

(۱۰) آخر میں ہم اہلحدیث کو مبارکباد دیتے ہیں کہ آپنے جسکے مرگ کی خبر شائع کی تھی۔ اور آپکے مذکرنے جنازہ بھی نکالا تھا حالانکہ تصویر بنانا آپکے مذہب میں ناجائز ہے اور شرک و بت پرستی وہ اخبار پھر زندہ ہوا اور دو نمبر اوسکے شائع ہو چکے۔ شاید آپکو نام اوسکا بھول گیا ہو لہذا بتائے دیتا ہوں وہ اخبار الھدی امرتسر جسنے پہلے صحیح بخاری کی بیماری پر ہلنی اور رحمہ ہیوگی پیچ کنی شروع کر دی جسطرح اصلاح کے ذریعہ اوسکی موت آپکو معلوم ہوئی تھی پھر اصلاح ہی کے ذریعہ سے یہ خوشخبری بھی سن لیجئے کہ اھلحدیث تمہ زندہ ہے جو آپکی بغل سے نکل رہا ہے۔ مگر ابھی تک آپکو اوسکے وجود کی خبر نہ ہوئی۔ تعجب ہے ؟

حرمۃ الخمر

گذشتہ سے پیوستہ

بہر حال جب عمر صاحب نے یہ استدلال سنا قال عمر خطأت التاویل انک ان اتقیت اللہ اجتنبت ما حرم علیک ثم اقبل عمر علی الناس فقال ماترون فی جلد قدامہ فقالوا مانری ان تجلدہ ما کان مریضاً

یعنی عمر نے کہا تو نے تاویل مین خطا کی اگر خدا سے خوف کرتا تو اوسکے محرمات سے پرہیز کرتا پھر لوگونکی طرف متوجہ ہوئے کہ تملوگونکی کیا رائے ہے سبنے کہا کہ جب تک کہ وہ بیمار ہے حد نہین جاری کرسکتے دیکھئے اسمین بھی حضرت عمر نے اوسکی عزت افزائی کی کہ مجتہد کا خطاب دیا کہ کہا تو نے تاویل مین خطا کی جس سے وہ مستحق ایک اجر کا قرار پایا کیونکہ مسلمات اہلسنت سے ہے مجتہد اگر صواب کرے تو اوسکو دو اجر ملینگے اور اگر خطا کرے گا تو ایک اجر۔

اسی لئے شاید عمر صاحب نے پھر صحابہ سے مشورہ لیا کہ شاید کسی مقدس صحابی کا ذہن لڑجائے اور یہ عذر قانونی نکالے کہ یہ تو خطا فی الاجتہاد ہے اسپر حد کیونکر جاری کرسکتے ہو۔

مگر ہائے کہان تھے حضرت ابوبکر جو خالد بن ولید کی طرفداری مین اس دفعہ کے موجد ہوچکے تھے کہ جب وہ مالک بن نویرہ کو قتل کرکے آیا ہے اور عمر صاحب نے قصاص کا مطالبہ کیا ہے کہ اسنے ایک مسلمان کو مارا اور اوسکی زوجہ سے اوسی شبکو زنا کیا لہذا یا تو قتل کرو یا سنگسار یا معزول۔ تو ابوبکر صاحب نے یہی عذر کیا تاول فاخطاء تاویل کی مگر خطا کی اسی اصول پر خلیفہ دوم نے بھی کہا اخطات التاویل کہ شاید وہی قانون یہان بھی نافذ ہو۔ اسلئے صحابہ سے مشورہ طلب ہوئے۔ ورنہ بعد ثبوت جرم مشورہ کیسا؟ اور اسمین تاویل خطا فی الاجتہاد کیسی وہ کب کا مجتہد تہا اور یہ مسئلہ کب قابل اجتہاد تہا جسمین اجتہاد کیا جائے کیا ضروریات دین مین بھی اجتہاد ہوسکتا ہے۔

ہان صحابہ چونکہ خلیفہ دوم کی ابتدا سے واقف تھے کہ وہ اسکو نہیں مانتے چنانچہ پہلے خلیفہ اول بھی اس خیال کے مخالف رہے اور بعد حصول خلافت پہلا کام یہی کیا کہ خالد

بن ولید کو معزول کیا۔ لہذا انہوں نے اس عذر کو تو پیش کیا مگر دوسرا تاویل وغیرہ نکالا کہ یہ بیمار ہے پھر اسپر حد کیونکر جاری ہو سکتا ہے۔

افسوس اوس زمانہ مین نہ کوئی ڈاکٹر تہا نہ محکمہ عدالت مین کوئی طبیب ملازم تھا ورنہ وہ صاف طور سے بری کرا لیتا مگر اتنا نتیجہ اسکا ضرور ہوا کہ چند روز تک قدامہ کی حد ملتوی رہی۔

فسکت علی ذلک عمر ایاما ثم اصبح یوما وقد عزم علی جلدہ فقال لاصحابہ ما ترون فی جلد قدامۃ قالوا ما نری ان تجلدہ ما کان وجعا فقال عمر لان یلقی اللہ تحت السیاط احب الی من ان القاہ وھو فی عنقی ائتونی بسوط تام فامر عمر بقدامۃ فجلد۔ یعنی صحابہ کی یہ رائے سنکر عمر صاحب نے چند روز سکوت کیا اور اوسپر حد نہ جاری کی ایکروز صبح کو اوٹھے تو مصمم ارادہ کر لیا کہ آج حد جاری کرنا چاہیے۔ صحابہ سے پھر مشورہ چاہا تو اونہوں نے وہی کہا کہ جب تک بیمار ہے ہماری رای مین حد نہیں مارنا چاہیے۔ عمر صاحب نے کہا کہ اگر وہ کوڑے مارنے سے مین مرجائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ مین مرجاؤن اور یہ حد میری گردن پر رہ جائے لہذا حکم دیا کہ قدامہ پر حد جاری کی جائے اوسکے بعد قدامہ نے اپنے صاحب سلامت ترک کر دی

یہان بھی وہی سب احتمال موجود ہے کہ اگر واقعات قدامہ بیمار تہا تو اوسپر حد شرعی جاری کرنا بالکل خلاف قاعدہ تہا اور اگر بیمار نہ تھا بلکہ صحابہ اوسکی طرفداری و ہواخواہی مین یہ سب عذر تراش رہے تھے جیسا کہ واقعات مابعد سے ظاہر ہوا۔ تو پھر ایسے صحابہ کی ایمانداری پر کون ایمان لا سکتا ہے کیونکہ حدود کی اصلی غرض تو دوسرونکی تنبیہ ہے جو ان سزاؤن سے عبرت لین اور ارتکاب جرایم سے محفوظ رہین۔ جب صحابہ مجرمونکی اسدرجہ طرفداری کرتے ہین تو پھر اون سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ احکام شرع کو ٹھیک طور سے پہونچائین۔ کیونکہ انہین صحابہ مین قدامہ بھی ہے جو مہاجرین سے ہے اور اہل بدر سے اور شراب پی کر آیہ قرآنی سے اوسکی حلت اور اپنی برات ثابت کر رہا ہے پھر وا اسفا بر حال دیگران۔

بہر حال اگرچہ قرائن سابقہ سے ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ جارود نے کوئی دوسری ایسی کارروائی کی تہی جس سے خلیفہ کو مجبور ہونا پڑا کیونکہ باوصف مشورہ صحابہ کہ ابھی اوسپر حد نہ جاری کرنا چاہیے خلیفہ دوم کا اصرار اور مستعدی ایک شبہ پیدا کر رہا ہے۔ مگر چونکہ اصل روایت مین اسیقدر ہے کہ

باوصف مخالفت صحابہ حضرت عمر نے قدامہ پر حد جاری کی۔ لہذا مین بھی اسکو تسلیم کرتا ہون کہ صحابہ کرام سمجھاتے رہے اور بتاتے رہے کہ قدامہ ابھی بیمار ہے۔ بیمار پر حد نہین جاری ہو سکتی۔ مگر خلیفہ نے نہ مانا اور حد جاری کی خواہ جائز ہو یا ناجائز کیونکہ جواز و عدم جواز مین صرف قاعدہ و بیقاعدہ گی ہی کا فرق ہے۔ قدامہ بھی کوئی معمولی شخص نہ تھا۔ خلیفہ دوم کا بہنوئی بھی ہے سالا بھی۔ دونو طرف سے رشتہ ہے۔ فرق ہے تو اسقدر کہ وہ رعیت ہے یہ بادشاہ۔ ورنہ خاندان ایک جاہ و جلال ایک لہذا فغاضبت قدامہ عمر و ھجرہ قدامہ بھی انسے روٹھ گیا اور بات چیت سلام علیک کرنا چھوڑ دیا

اس سے جہان اس صحابی جلیل القدر کی عظمت معلوم ہوئی کہ جب خلیفہ دوم نے اوسپر حد جاری کی تو اوسنے سلام کلام ترک کیا وہان یہ بھی معلوم ہوا کہ کیسا غیرت دار تھا کہ پھر اوس خلیفہ سے بات بھی چیت نہ کی جسنے حد جاری کی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انکو خارج از اسلام سمجھتا تھا کیونکہ مسلمانون مین بنص صریح بخاری تین روز سے زیادہ ترک سلام و کلام جائز نہین۔

یہان چند روایتین اس قسم کی پیش نظر آتی ہین کہ بہت سے لوگون نے خود رسول اللہ سے بعد ارتکاب جرم آکر عرض کیا ہے کہ یا حضرت ہمسے گناہ ہو گیا ہے حد جاری کر کے طاہر کیجیے۔ اور اسیطرح جناب امیر کی خدمت مین عرض کیا ہے جسپر آنحضرت نے حد جاری کی اور اوس محدود نے شکر خدا ادا کیا اور آنحضرت کی تعریف کی۔ مگر یہان معاملہ ہی دوسرا ہے معاذ صحابی ہین سالے بہنوئی ہین مگر جب حد جاری ہوتی ہے تو منہ پہلاتے ہین بات چیت سلام و کلام ترک کرتے ہین۔ گویا کہ بڑا قصور کیا جو اب قابل سلام نہ رہے۔

آپ اس منہ پہلولی کو ایک معمولی بات سمجھتے ہونگے مگر خلیفہ دوم کی کیا حالت ہوئی اوسی استیعاب مین ہے فغاضب قدامہ عمر فھجرہ فحج عمر و قدامہ معہ مغاضباً لہ فلما قفلا من حجہما ونزل عمر بالسقیا نام فاستیقظ من نومہ قال عجلوا علی بقدامہ وقد اتانی آت فی منامی فقال سالم قدامہ فانہ اخوک فعجلوا علی بہ فلما اتوہ ابی ان یاتی وامر بہ عمر ان ابی ان یجروہ الیہ فکلمہ عمر واستغفر لہ وکان ذلک اول صلحہما۔

یعنی قدامہ جو عمر سے ناراض ہوا اور سلام و کلام ترک کیا۔ تو اسکے بعد عمر اور قدامہ دونون

حج کو گئے مگر اسطرح کہ قدامہ اونسے ناراض تھا جب حج سے واپس آئے اور مقام سقیا میں نزول کیا تو عمر صاحب جب سو کر اوٹھے تو کہا جلد لاؤ میرے پاس قدامہ کو کہ ایک شخص نے مجھسے خواب مین کہا ہے صلح کرو قدامہ سے کہ وہ تیرا بھائی ہے جلد لاؤ۔ لوگ جب اوسکے لانیکو گئے تو اوسنے انکار کیا عمر نے حکم دیا تھا کہ اگر یون نہ آئے تو اوسکو گھسیٹ کر لانا۔ جب آیا (یا لایا گیا) تو عمر نے اوس سے بات چیت کی اور معافی چاہی۔ یہ پہلی صلح ہے ان دونون مین۔

یہ واقعہ آپکو اچھی طرح بتا رہا ہے کہ ان صحابہ کے دلمین حدود شرعی کی کیا عظمت تھی۔ اور خلیفہ دوم نے اوسکی کسقدر تعمیل کی۔ کیونکہ ابتدائی حال مین دیکھ چکے ہین خلیفہ دوم کسطرح اس جرم کو بچانا چاہتے تھے۔ مگر جارود رئیس بحرین ہی سا شخص تھا جسنے اسپر حد جاری کرا دیا ورنہ معلوم وہ کیا آفت برپا کر دیتا۔ اب اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہوتے تو قدامہ خلیفہ دوم سے ناراض کیون ہوتا وہ تو جانتا تھا یہ حکم خدا ہے جس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ پھر اسپر ناراضی اور خفگی کیسی اس سے تو اسکی ایمانداری ظاہر ہوئی۔

پھر خلیفہ دوم کو کیا پڑی تھی جو اوس سے طالب صلح ہوئے۔ آخر صلح کیسی۔ حکم خدا جاری کیا تھا کچھ اپنا ذاتی معاملہ تو نہ تھا۔ مگر ہائے قرابت کا اثر خون کا جوش کب روکنے دیتا تھا۔ آخر اوسی شب کی سے صلح کی اور معافی بھی چاہی۔ اس سے بڑھکر کثرت رواج شرابخواری کا دوسرا ذریعہ کیا ہو سکتا ہے کیا وہ عرب جنکی گھٹی مین شراب پڑی تھی۔ کیا وہ صحابہ جو نزول آیات قرآنی دیکھتے تھے اور پھر شراب نہ چھوڑتے تھے۔ اس واقعہ سے اونکی جرات نہ بڑھ گئی ہوگی اور اونہون نے اسکو بالکل حلال نہ بنا لیا ہوگا۔

ہم انشاء اللہ آیندہ چلکر کچھ تفصیل سے اور صحابہ کی شرابخواری کا حال لکھینگے جس مین حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر سب ایک میخانہ مین نظر آئینگے۔ مگر یہان ایک نظیر دوسری اسی واقعہ کی لکھتا ہون جس سے معلوم ہو کہ خلیفہ دوم نے اس جرم کے مٹانے اور بے اثر بنانے مین کیسی کوشش کی ہے۔

اس واقعہ کو شاہ ولی اللہ صاحب نے اون وقایع مین لکھا ہے جس سے یہ ثابت کیا ہے کہ خلیفہ دوم بھی مثل رسول اللہ امت کی تعلیم و تربیت مین کوشان تھے چنانچہ لکھتے ہیں المحب

الطبری عن المسور بن مخرمہ قال کنا نلزم عمر نتعلم منہ الورع الغزالی سال عمر عن اخ کان اخاہ فخرج الی الشام فسال عنہ بعض من قدم علیہ فقال ما فعل اخی فقال ذلک اخ الشیطان قال فہ قال انہ قارف الکبائر حتی وقع فی الخمر فقال اذا اردت الخروج فاذنی فکتب الیہ عند خروجہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب الایہ ثم عاتبہ تحت ذلک وعذلہ فلما قرء الکتاب بکی وقال صدق اللہ ونصح عمر فتاب

ورفع ص ۱۸۲ مقصد دوم

مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہین کہ ہم لوگ ہر وقت عمر کے ساتھ رہتے تھے کہ ورع حاصل کرین امام غزالی روایت کرتے ہین کہ عمر کا ایک دوست تہا جس سے صیغہ مواخاۃ پڑہا تہا (بہائی چارہ تہا) وہ مدینہ سے طرف شام کے چلا گیا۔ ایک شخص جو شام سے آیا تو عمر نے پوچہا ہمارے بہائی کیا کرتے ہین اوسنے کہا۔ وہ تو شیطان کا بہائی ہے (کیا خوب لطیفہ ہے) عمر نے کہا جب رہ اوسنے کہا وہ تو بہت سے کبائر کا مرتکب ہوا۔ یہانتک کہ مبتلائے شرب خمر ہوا۔ عمر نے کہا اچھا جب جانے لگنا تو ہمکو خبر کرنا۔ چنانچہ جب جانے لگا تو عمر نے ایک خط لکہا جسمین پہلے آیہ تنزیل الکتاب کو لکہا پہر نصیحت کی اور شراب پینے پر ملامت کی۔ اوس شخص نے جب یہ خط پڑہا تو کہا سچ کہا خدا نے اور نصیحت کی عمر نے اسکے بعد اوسنے توبہ کیا اور اس فعل سے باز آیا۔

دیکہئے یہ عقد مبالکل صاف ہے عمر صاحب کو ایک صحابی (کیونکہ اوس زمانہ مین جو تہا صحابی تہا) خبر دیتا ہے کہ تم اپنا بہائی کہتے ہو۔ وہ شیطان کا بہائی ہے جسمین ایک تلمیح لطیف ہے۔ وہ اسدرجہ مبتلائی کبائر کا ہوا کہ نوبت شرب خمر ہو چکی۔ مگر خلیفہ نے نہ اوسکی تحقیقات کی نہ اوسپر حد جاری کیا بلکہ ایک خط لکہ بہیجا تو جب اس اخوت کا یہ اثر ہوا کہ خلیفہ نے اوسکی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ تو کیا کوئی کہسکتا ہے اگر جارود نہ کوشش کرتا تو کسی طرح قدامہ پر حد جاری ہوتی ہرگز نہین۔ کیونکہ اگر یہ خلیفہ عادل ہوتے احکام شریعت کے پابند ہوتے تو جہان یہ خبر سنی تہی وہان فورا تحقیقات پر آمادہ ہوتے مگر جو شخص خود ہلد ابہ خوار رہو وہ کب چاہیگا ایسے مقدمات قایم ہون۔ اور اوسکی تحقیقات کرنی پڑے کہ بہت سے اسرار سربستہ کہلین۔

معلوم ہوتا ہے خلیفہ دوم کی اخوت میں بھی کوئی خاص تاثیر تھی کیونکہ قدامہ کی اخوت کے بارہمیں تو اونہیں الہام بھی ہوا تھا فانہ اخوک اور یہاں تو تصریح ہے عن اخ کان اخاہ اسی لئے خدا یہ دونو شرابخوار نکلے۔ فرق ہے تو اسقدر۔ وہان جارود اور ابوہریرہ آمادہ ہوگئے لہذا قدامہ پر حد جاری ہوئی۔ اور یہان کوئی ذی وجاہت شخص گدگرنیوالا نہ تھا اسلئے بالکل بچ گیا اور پوچھ گچھ بھی نہوئی۔

کہان تو خداوند عالم کے وہ احکام کہ مکرر آیتین حرمت خمر مین نازل کین۔ اور رسول اللہ کی وہ کوشش کہ جب خود حضرت عمر کو سنا کہ شراب پی کر حالت نشہ مین گشتگان بدر پر نوحہ کر رہے ہیں تو بکمال غیظ وغضب وہان تشریف لیگئے اور اوس چیز سے جو آپکے ہاتھ مین تھی اونکو جاکر مارا کہ آخر زبانی توبہ کیا۔ اور عمر صاحب کی یہ حالت کہ اپنے بہائی کے ارتکاب کبائر کی خبر سن رہے ہین۔ شرابخواری کی خبر مل رہی ہے مگر کوئی فکر نہین پھر ہمارے اسلام مین شرابخواری کو کیون نہ رواج ہو۔ کیونکہ چشم بد ور جدہر نظر جاتی ہے شراب ہی شراب نظر آتی ہے۔

مگر سب سے عجیب وغریب واقعہ خلیفہ دوم کے صاحبزادہ ابوشحمہ کی شرابخواری کا ہے کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے اولاد زیادہ تر وہی عادات وخصال سیکھتے ہین جو بزرگون مین دیکھتے ہین اسیواسطے الولد سر لابیہ مشہور ہے۔ بیٹا وہی قدم بقدم ہو جو باپ کے۔

لہذا معلوم ہوا کہ خود خلیفہ دوم نے اس جرم کو کبھی جرم عظیم نہین سمجھا تھا بلکہ نہایت سہل انگاری سے کام لیتے۔ اسیوجہ سے اس عادت قبیحہ نے نہ خود مسلمانو نمین سرایت کی بلکہ اونکی اولاد واخلاف بھی اسکو جرم نہین سمجھتے۔

چنانچہ اس خیال تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مستدرک امام حاکم مین ہے عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ ان ابا بکر الصدیق وعمر بن الخطاب رض وناسا من اصحاب رسول اللہ صلعم جلسوا بعد وفات رسول اللہ صلعم فذکروا اعظم الکبائر فلم یکن عندھم فیھا علم ینتھون الیہ فارسلونی الی عبد اللہ بن عمرو اسألہ عن ذلک فاخبرنی ان اعظم الکبائر شرب الخمر فاخبرتھم

(باقی آئندہ)

الآل والاصحاب

سلسلہ کیلئے صفحہ ۲۳ جلد ۱۲ ملاحظہ ہو

کیا یہاں بھی آیات قرآنی کی طرح یہ تاویل کیجائیگی کہ یہ سب کلمات تو منافقین کیلئے ہین کیا اہلسنت اسکا اقرار کرینگے کہ مہاجرین مین بہی منافق تھے ۔؟

اگر آپکو یہ خیال ہو کہ خلیفہ دوم ایک بدمزاج شخص تھے جس سے صحابہ نے اونکو اغلظ و افظظ کا خطاب دیا تھا اور خلیفہ سوم کم عقل تھے جس سے بہ لقب نعثل ملقب ہوئے سلو اب مین خود خلیفہ اول کے چند فقرات یہان لکھتا ہون جس سے اون صحابہ کے پورے حالات معلوم ہون دیکھیے یہ کلام اوسوقت کا ہے کہ جب خلیفہ اول کی رحلت کا وقت قریب آگیا ہے اوسوقت عبدالرحمن بن عوف آئے ہین مزاج پرسی کر رہے ہین قال ابوبکر واللہ انی لشدید الوجع ولما القی منکم یا معشر المہاجرین اشد علیّ من وجعی انی ولیت امرکم ولست خیرکم فی نفسے فکلکم ورم انفہ ارادہ ان یکون ذلک الامر لہ و ذلک لما رایتم الدنیا قد اقبلت ص ۳۰ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ

کہا ابوبکر نے قسم خدا کی مین سخت بیمار ہون اور جو باتین تم مہاجرین کی ہمکو پہونچتی ہین وہ بیماری سے بہی زیادہ ہے ۔ ہم تمہارے حاکم بنے حالانکہ ہم کسی سے افضل نہ تھے مگر تم سب کی ناکین مارے غصہ کے پہول گئین اس ارادہ سے کہ وہ خلیفہ ہوتا اور یہ اسوجہ سے کہ دیکھا تم لوگون نے کہ دنیا نے رخ کیا ہے ۔

اب اس سے بڑھکر صحابہ کے دنیادار ۔ غدار ہونے کی دلیل اور کیا چاہتے ہو کہ خود خلفائے ثلثہ ان لوگون کو عموماً اور مہاجرین کو خصوصاً ان الفاظ سے یاد کرتے ہین تو اب کون مسلمان انلوگونکو قابل اقتدا اور لائق پیشوائی جان سکتا ہے ۔

اور کیونکر جناب امام حسینؑ انپر اعتماد کرکے مدینہ مین رہ سکتے تھے جب دیکھ چکے کہ عہد رسول اللہؐ سے اسوقت تک انکا کام یہی رہا کہ جہانتک ہوسکے باطل کی مدد کرین ۔ حق سے منحرف رہین ۔ ہان جبتک دنیاوی فوائد کے حاصل ہونیکی امید تھی اوسکے ساتھ رہے ۔ اور ادہر دنیا کا رنگ بدلا ادہر یہ بھی پھر گئے ۔

ان مہاجرین کو خلیفہ دوم سے کچھ اسیوقت نہین نفرت تھی جو خلیفہ نے قرب وفات مین یہ بتا کو کیا تھا۔ بلکہ جب سے اپنا خلافت نامہ نامہ لیکر چلے ہین لوگونسے سربمہر لفافہ پر بیعت لینے فقال لہ رجل ما فی الکتاب یا ابا حفص قال ما ادری ولکنی اول من سمع اطاع قال ولکنی واللہ ادری ما فیہ امرتہ عام اول وامرک العام ص ۲۳ کتاب الامامۃ والسیاسۃ

یعنی ایک شخص نے پوچھا کہ اس کتاب (وصیت نامہ خلیفہ اول) مین کیا ہے اے ابوحفص (کنیت عمر) تو کہا مین نہین جانتا (یہ راستی ہے) لیکن مین پہلا وہ شخص ہون جو اس حکم کو سنے اور اطاعت کرے۔ اوس شخص نے کہا اگر تم نہین جانتے تو ہم جانتے پہلے تمنے اونکو خلیفہ بنایا اور آج انہون نے تمکو خلیفہ بنایا۔

اس سوال وجواب سے سمجھ سکتے ہو کہ اون صحابہ کے دلون مین ان خلفا کی کیا عظمت تھی اور انکی کارروائیونکو کیسا سمجھتے تھے۔

اف اف رے اونکے دلی جذبات کسطرح وہ اسرار خلافت سے واقف ہو گئے کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ دینوری مین ہے وکان اھل الشام قد بلغہم مرض ابی بکر واستبطؤا الخبر فقالوا انا لنخاف ان یکون خلیفۃ رسول اللہ قد مات وولی بعدہ عمر فان کان عمر ھو الوالی فلیس لنا بصاحب وانا نری خلعہ ص ۲۴

یعنی جو صحابہ کی شام مین تھے اونکو مرض ابوبکر کی خبر معلوم ہوئی تھی پھر اوسکے بعد کچھ حال نہ معلوم ہوا تھا تو کہا ہمکو خوف ہے کہ خلیفہ رسول نے کہین انتقال نہ کیا ہو۔ اور اونکے بعد عمر نہ خلیفہ ہوئے ہون۔ اگر ایسا ہو تو عمر ہمارے خلیفہ نہین ہین اور ہم اونکو خلع کرنا چاہتے ہین۔

اس سے آپ غور کر سکتے ہین کہ اون صحابہ نے کس بنیاد پر یہ حکم لگایا کہ اگر ابوبکر مر گئے ہین تو عمر خلیفہ ہوئے۔ اسی بنیاد پر نہ جانتے تھے عمر صاحب نے خلیفہ اول کی خلافت مین امداد کیون کی۔ اسی خوف سے کہ لوٹ کر خلافت پھر ہم تک آئیگی۔

ان حالات کو جو سنتے از خروار و مُشتے از انبار ہے دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ ان لوگوں کا کوئی کام دینداری اور ایمانداری سے تھا پھر کیونکر ممکن تھا کہ جناب امام حسینؑ انپر اعتماد کر کے مدینہ میں قیام فرماتے اور یزید پلید سے جنگ کرتے۔

سلوک اہل مدینہ جناب امیرؑ کے ساتھ

جناب امام حسینؑ صرف انہیں حالات سے ان صحابہ مہاجرین و انصار اہل مدینہ کے نہ مطلع تھے۔ جو عہد رسول اللہ میں حضرت نے خود رسول اللہ کے ساتھ انکا سلوک دیکھا تھا۔ اور جناب امیرؑ و جناب سیدہ کو اس طرح رولایا بلکہ جسوقت انلوگوں نے جناب امیرؑ کی بعد حضرت عثمان بیعت کی ہے اسوقت بھی تو انکا یہی حال رہا کہ بیعت کر رہے ہیں مگر غدر کی نیت پہلے سے ہے۔

دیکھئے جناب امیرؑ بعد خلافت چار مہینہ مدینہ میں رہے ہیں جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ علاوہ ان نصوص صریحہ کے جو خود رسول اللہ سے سن چکے تھے اتنے عرصہ میں وہ ایمان کو کامل کر سکتے تھے۔ مگر جب حضرت نے سفر شام و بصرہ کا قصد کیا ہے تو آپکے ساتھ کل نوسو آدمی ہوئے ہیں کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں ہے۔

ذکروا ان علیا تردد بالمدینۃ اربعۃ اشھر ینتظر جواب معویۃ وقد کتب الیہ کتابا بعد کتاب یعدہ ویعدہ او لا فکتب الیہ کتابا یخوفہ ویتواعدہ فحبس معویۃ جواب کتابہ ثلاثۃ اشھر ثم اتاہ جوابہ علی غیر ما یحب فلما اتاہ ذلک شخص من المدینۃ فی تسعمائۃ راکب من وجوہ المھاجرین والانصار من اھل السوابق مع رسول اللہ ومعھم بشر کثیر من اخلاط الناس ص ۴۹

یعنی جناب امیرؑ چار مہینہ تک جواب معویہ کے منتظر رہے جب وہاں سے جواب خلاف مراد آیا تو مدینہ سے کوچ کیا اور حضرت کے ساتھ وجوہ مہاجرین و انصار سے جو خدمت اسلام میں سابق تھے۔ نوسو آدمی ساتھ ہوئے اور لوگ اخلاط ناس سے تھے۔

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ چار مہینہ میں کل نوسو مددگار حضرت کے فراہم ہوئے یہ لوگ وجوہ مہاجرین و انصار سے تھے اور صاحب سوابق اسلامیہ جنہیں ایمانداری

اور دیانت داری قدیم الایام سے تھی۔

بخلاف اسکے جب حضرت عائشہ نے بمخالفت جناب امیرؑ قصد بصرہ کیا تو تاریخ کامل مین ہے ونادی منادیھا ان ام المومنین وطلحہ والزبیر شاخصون الی البصرہ فمن اراد اعزاز الاسلام وقتال المحلین والطلب لثار عثمان ولیس له مرکب وجهاز فلیات فحملوا علی ستمائة بعیر وساروا فی الالف وقیل فی تسعمائة من اهل المدینة ولحقهم الناس فکانوا فی ثلاثة الاف رجال صفحه حلد ۳

یعنی عائشہ کے منادی نے ندا دی کہ ام المومنین طلحہ زبیر بصرہ جانیوالے ہین جو شخص خواہان اعزاز اسلام ہو اور قتال محلین کا طالب اور قصاص عثمان کا خواہان۔ اور اوسکے پاس سواری اور زاد راہ نہو۔ وہ آئے۔ پس ہزار آدمی اہل مدینہ سے مجتمع ہوئے اور دوسرے لوگ ملکر تین ہزار کا لشکر تیار ہوا۔

یہ واقعہ بلکہ مقطعہ کا ہے جہان چند روز مین حضرت عائشہ کے ساتھ اہل مدینہ سے ایکہزار یا نوسو کا لشکر طیار ہوا اور جناب امیرؑ کے ساتھ کل نوسو ہین۔

اب اسکی وجہ بھی سنلیجیے کہ اوسی تاریخ کامل مین ہو وقدم علیهم عبد الله بن عامر من البصرة بمال کثیر ویعلی بن امیة وهو ابن منیة من الیمن ومعه ستمائة بعیر وستمائة الف درهم۔ یعنی عبد اللہ بن عامر بصرہ کا خراج لیکر آیا تہا جو مال کثیر تھا اور یعلی بن امیہ یمن سے ۶ سو اونٹ اور ۶ لاکھ درہم لایا تھا۔

جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ مہاجرین و انصار کیسے لالچی تھے کہ بطمع مال دنیا اونہونے نہ حق کا خیال کیا نہ باطل کا بلکہ جدہر مال دنیا دیکھا اودھر جھک پڑے پھر جناب امام حسینؑ کیونکر انلوگو نپر اعتماد کرتے اور مدینہ مین قیام فرماتے۔

یہان آپکو بے اختیار سورہ احزاب کا وہ آیہ یاد پڑیگا جو خداوند عالم انلوگونکے بارے مین فرماتا ہے ولو دخلت علیهم من اقطارها ثم سئلوا الفتنة لاتوها وما تلبثوا بها الا یسیرا

کہ اگر ایسے فتنہ انگیزی کی خواہش کیجائے تو اوسمین بے دھڑک داخل ہونگے اور بہت دیر نہ لگائینگے آسمین

مگر تھوڑا۔ کیونکہ حضرت عائشہ کیساتھ جانے مین تو اونہونے یہ پھرتی اور جلدی کی دکھائی کہ ہزار کی سے ساتھ ہولئے اور جناب امیرؑ کیساتھ جانے مین یہ سستی و بیس تقالہ مین چار مہینہ مین لشکر فراہم ہوا

ثبوت یزید دوبارہ

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو

پھر لکھتے ہین وبعد قلیل اقبلت الجمال علیہا حریم الحسین والشہداء وھم بغیر وطاء ولا غطاء صفحہ

یعنی تھوڑی دیر کے بعد اونٹ آئے جنپر اہل حرم امام حسین اور شہیدونکے بے پردہ وفرش سوار تھے

پھر لکھتے ہین خطبہ حضرت زینب مین ہے ویلکم اتدرون ای کریمۃ لمحمد سبیتم وای دم سفکتم

کہ حضرت زینب نے خطبہ مین فرمایا وائے ہو تمپر کیا جانتے ہو کہ کس کریمہ (مخدرہ) کو تمنے قید کیا اور کس خون کو زمین پر گرایا۔

پھر خطبہ حضرت ام کلثوم مین ہے ویلکم قتلتم الحسین ونہبتم اموالہ وورثتموہ وسبیتم نساءہ صفحہ

حضرت ام کلثوم فرماتی ہین وائے ہو تمپر کہ حسین کو قتل کیا اور اونکی یاوری شکی اونکا مال لوٹ لیا اور اوسکے وارث بنے اور اونکے اہل حرم کو قید کیا۔

پھر حالات ورود کوفہ مین لکھتے ہین ثم انھم دخلوا بالرؤس علی عبید اللہ بن زیاد وانزلوا راس الحسین من فوق الرمح ووضعوھا بین یدیہ یحمل ینکت ثنایاہ ویتکلم بکلام یغضب اللہ ثم ادخلوا السبایا علیہ ووقفوھم بین یدیہ

پھر داخل کیا سرامام حسین کو عبید اللہ بن زیاد پر اور اوسکا سر کو نیزہ سے اور رکھدیا سامنے اوسکے کہ وہ ملعون دندان مبارک کو چھیڑتا تھا پھر داخل کیا قیدیون کو اوسپر اور سامنے اوسکے کھڑا کیا اسکو۔

اب ہم نہین کہ سکتے ہین کہ ابن تیمیہ نے کس بنیاد پر اس واقعہ اسیری اہلبیت اطہار سے انکار کیا جسپر شکر خدا بجالائے۔ ہان اگر اونکا یہ مقصود ہے کہ یزید یا اوسکی فوج خارج از اسلام تھے تو بیشک وہ اسکا دعوی کر سکتے ہین کہ مسلمانون نے کسی ہاشمیہ کو نہین اسیر کیا۔ مگر اسلام یزید کے قائل ہوکر تو ایسا دعوی نہین کر سکتے

اگر ان بیانات سے بھی تسکین نہو تو آپ خود تاریخ کامل علامہ ابن اثیر جزری ملاحظہ ہو جسکے

نسبت کوئی عذر نہیں ہو سکتا لکھتے ہیں فاقام عمر بعد قتلہ یومین ثم ارتحل الی الکوفۃ وحمل معہ بنات الحسینؑ واخواتہ ومن کان معہ من الصبیان وعلی ابن الحسین مریض فاجتاز وا بہم علی الحسین واصحابہ صرعی فصاح النساء ولطمن خدودھن وصاحت زینب اختہ یا محمداہ صلی علیک ملائکۃ السماء وھذا الحسینؑ بالعراء مرمل بالدماء مقطع الاعضاء وبناتک سبایا وذریتک مقتلۃ تسفی علیہا الصبا فابکت کل عدو وصدیق

ص ۳۳ جلد ۴

یعنی بعد شہادت امام حسینؑ عمر بن سعد نے دو روز وہاں قیام کیا پھر کوفہ کی طرف کوچ کیا تو اہل حرم کو جناب امام حسینؑ کے اپنے ساتھ لیا جب اونکا گذر قتلگاہ پر ہوا تو اہل حرم نے شور نالہ وفریاد قائم کیا اور منہ اپنا پیٹ لیا حضرت زینبؑ فرماتی تہین وا محمداہ آپ پر تو ملائکہ سما نے نماز پڑہی (یا درود بہیجا) اور یہ حسینؑ ریگ گرم پر خاک وخون مین آغشتہ پڑا ہے جسکے اعضا قطع کیے گئے۔ اور آپکی بیٹیان قیدی بنائی گئین اور ذریت آپکی مقتول ہے جسپر صحرا کی خاک اوڑ اوڑ کر پڑتی ہے اس بین جگر خراش نے ہر دوست دشمن کو رولا دیا آہ آہ حضرت زینب علیہا السّلام تو یہ فریاد کرتی ہین کہ اے نانا آپکی امت جفا کار نے آپکی بیٹیون کو قید کیا جسپر دوست دشمن سب رو رہے ہین۔ اور ابن تیمیہ اسپر الحمد للہ کہتے ہین کہ آجتک کسی بنی ہاشم کو مسلمانون نے قید نہین کیا۔ نہین معلوم ابن تیمیہ کس بات سے یہان انکار کرینگے کیا حضرت زینبؑ وام کلثومؑ کے بنات رسول اللہ اور بنی ہاشم ہونے سے انکار کرینگے یا یزید اور اوسکی فوج کے مسلمان ہونے سے۔

پھر اوسی تاریخ کامل مین ہے فقال لہ ابو برزۃ الاسلمی اتنکت بقضیبک فی ثغر الحسینؑ اما لقد اخذ قضیبک فی ثغرہ ماخذ الربما رایت رسول اللہ یرشفہ واما انک یا یزید تجی یوم القیمۃ وابن زیاد شفیعک ویجی ھذا ومحمد شفیعہ ثم قام فولی فقال یزید واللہ یا حسینؑ لو کنت انا صاحبک ما قتلتک ثم قال اتدرون من این اتی ہذا قال ابی علیؑ خیر ابیہ و

وفاطمة خير من امه وجدي رسول الله صلى الله عليه وآله خير من جده وانا خير منه و
احق بهذا الامر منه فاما قوله ابوه خير من ابي فقد تحاج ابي والحسين الى
الله وعلم الناس ايهما حكم له واما قوله امي خير من امه فلعمري فاطمة
بنت رسول الله خير من امي واما قوله جدي رسول الله خير من جده
فلعمري ما احد يؤمن بالله واليوم الآخر يرى رسول الله فينا عدلا ولاندا
ولكنه انما اتى من قبل فقهه ولم يقرء قل اللهم مالك الملك ثم ادخل
نساء الحسين عليه السلام والراس بين يديه فجعل فاطمة وسكينة
ابنتا الحسين يتطاولان لينظرا الى الراس وجعل يزيد يتطاول ليستر
عنهما الراس فلما رأين الراس صحن فصاح نساء يزيد وولولت بنات
معوية فقالت فاطمة بنت الحسين وكانت اكبر من سكينة ابنات
رسول الله سبايا يا يزيد فقال يا ابنة اخي انا لهذا كنت اكره قالت و
الله ما ترك لنا خرص فقال ما اتى اليكن اعظم مما اخذ منكن فقام رجل من
اهل الشام فقال هب لي هذه يعني فاطمة فاخذت بثياب اختها زينب
وكانت اكبر منها فقالت زينب كذبت ولؤمت ما ذلك لك ولا له فغضب
يزيد وقال كذبت والله ان ذلك لي ولو شئت ان افعله لفعلته قالت كلا
والله ما جعل الله لك ذلك الا ان تخرج من ملتنا وتدين بغير ديننا
فغضب يزيد واستطار ثم قال اياي تستقبلين بهذا انما خرج من الدين ابوك
واخوك قالت زينب بدين الله ودين ابي واخي وجدي اهتديت انت
وابوك وجدك قال كذبت يا عدوة الله قالت انت امير تشتم ظالما
وتقهر بسلطانك فاستحى وسكت ثم اخرجن وادخلن دار يزيد فلم
يبق امرأة من آل يزيد الا اتتهن واقمن المأتم وسألهن عما اخذ منهن
فاضعفه لهن وكانت سكينة تقول ما رأيت كافرا بالله خيرا من يزيد بن
معوية ثم امر بعلي بن الحسين فادخل مغلولا فقال لو رآنا رسول الله مغلولين

قضیبک عنا قال صدقت وامر بخلی عنه فقال لو رآنا رسول الله
بعده لاحب ان یقربنا فامر به فقلب مسند ص ۳۵ جلد ۴

یعنی جب سر امام حسینؑ یزید کے پاس لایا گیا اور وہ لب و دندان حسینؑ کو چھیڑنے لگا تو ابو برزہ اسلمی صحابی رسول اللہ نے کہا اے یزید تو کیا اپنی چھڑی سے دندان حسینؑ کو چھیڑ رہا ہے حالانکہ خود مینے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جس مقام پر تیری چھڑی پڑتی ہے یہ وہ مقام ہے کہ رسول اللہ اسکو چوسا کرتے اے یزید تو بروز قیامت اسطرح آئیگا کہ ابن زیاد تیرا شفیع ہوگا اور امام حسینؑ اسطرح تشریف لائینگے کہ اونکے جد امجد محمد رسول اللہ اونکے شفیع ہونگے۔ یہ کہکر ابو برزہ اوٹھکر وہانسے چلے گئے۔

اسکے بعد یزید نے کہا کچھ جانتے ہو یہ حوصلہ انکو کیون ہوا؟ اسوجہ سے کہ یہ کہا کرتے تھے میرے باپ حضرت علی بہتر ہین یزید کے باپ سے اور میری مان بہتر ہین مادر یزید سے اور میرے جد بہتر ہین جد یزید سے۔

پہلا قول جو درباره افضلیت حضرت علی ہے اوس سے تو سب واقف ہین کہ حضرت علیؑ نے اور معویہ نے جنگ کرکے فیصلہ کرنا چاہا تو خدا نے کسکے حسب خواہ فیصلہ کیا (یعنی معویہ کو ملک پر تسلط ہوا) رہا فضیلت جناب فاطمہؑ پس قسم اپنی جان کی کہ حضرت فاطمہؑ اونکی مان بہتر تہین میری مان سے رہا یہ قول کہ اونکے جد رسول اللہ بہتر تھے میرے جد سے پس کوئی شخص ایسا نہین ہے جو خدا و قیامت پر ایمان لایا ہو اور یہ گمان کرتا ہو کہ حضرت کا کوئی ہمسر تہا (مگر تعجب ہے حضرات اہلسنت سے جو اسکے بھی منکر ہین کہ یہ حضرات فرزند رسول اللہ تھے جس سے معلوم ہوا کہ یزید بہتر تھا ان تینون سے)

پھر یہ بات جو انکے دلمین آئی یہ صرف سمجھ کا قصور تھا کہ اونھونے اس آیہ کی تلاوت نہ کی قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء (یعنی خدا مالک ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ یہی عقیدہ اہلسنت کا آجتک ہے جس سے وہ حقیت خلافت خلفائے ثلثہ پر سند لاتے ہین)

اسکے بعد حرم امام حسینؑ داخل کئے گئے یزید کے پاس حالانکہ سر امام حسینؑ کا یزید کے پاس رکھا ہوا تھا حضرت فاطمہؑ و سکینہ دختران امام حسینؑ بڑہکر بڑہکر سر کو دیکھنا چاہتی تہین

کتاب الاعتذار

یہ ایک عربی مطبوعہ رسالہ ہے جسکے مصنف جناب مولوی شیخ فدا حسین صاحب مدرس دینیات علیگڈھ کالج ہین ممدوح نے یہ رسالہ بطور کھلی چٹھی بنام مولوی عبید اللہ صاحب عمادی اڈیٹر البیان لکھنؤ لکھا ہے

اس کتاب پر ریویو کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اسکا ترجمہ اردو مین پبلک مین شایع کیا جائے کیونکہ ممدوح نے تعزیہ داری کا ثبوت عقلی اور نقلی دلیلون سے ثابت کیا ہے جس سے ہمکو تعجب ہے فاضل مصنف نے اس رسالہ کو علماے اہلسنت کی خدمت مین بھی روانہ کیا تھا مگر اونہون نے وہی کیا جو حق پوشی مین اونکا ہمیشہ دستور رہا ہے۔ چنانچہ جناب مصنف اپنی تحریر مین جو بجواب دفتر اصلاح موصول ہوا تحریر فرماتے ہین۔

در اصل کتاب الاعتذار ایک کھلی چٹھی بنام جناب مولوی عبد اللہ صاحب عمادی اڈیٹر البیان بجواب انکے خط کے لکھی گئی ہے جس کی اونہون نے بہت مدح وثنا لکھکر اس پر ریویو شایع کرنیکا وعدہ کیا تھا وہ خط میرے پاس موجود ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو ایک نسخہ بھیجکر درخواست ریویو بھیجا انہون نے خاموشی اختیار کی صرف اسقدر لکھ بھیجا کہ مین آپکی راے سے مخالف ہون اس پر مینے وجوہ اختلاف دریافت کئے مگر بکمال ادب وخوشامد اسی وقت سے وہ خاموش ہو رہے مجھے ان حضرات اہلسنت سے سخت شکایت اس امر کی ہے کہ یہ حضرات باوصف اصرار و درخواست جواب نہین دیتے معلوم نہین اس مین کیا مصلحت ملحوظ رکھتے ہین۔ مگر اپنی راے مین ترمیم نہین کرتے حتی کہ مینے جب دیکھا کہ امسال نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ نے چار یاری جھنڈے کی بابت ایک نہایت معقول فیصلہ فرمایا تو حضرات اہل سنت کو بارہا اس فیصلہ کے اسقدر جوش پیدا ہوا کہ امسال لکھنؤ کے سنیون نے سخت کوشش باصرار مرزہ کی اور ساتھ ہی برابر کوشان ہین کہ کسی طرح تعزیہ داری

شکر ہیں جب مین نے یہ دیکھا اودیا لبشیر - وطن - وکیل - و مشرق مین اس قسم کے مضامین شایع ہونے شروع ہوئے اور صاف صاف لکھنا شروع کیا کہ تعزیہ داری شرک و بت پرستی ہے تو مین نے بہ نظر خیر خواہی کالج ایک خط صرف البشیر کو نہایت نرمی اور آشتی کے ساتہہ اور بکمال تہذیب کو ملحوظ رکھ کر لکھا کہ آپ جو ایسے مضامین شایع کرتے ہین اس کا انجام بجز اسکے اور کچھ نہین ہے کہ شیعہ سنیون مین نا اتفاقی اور بڑہے حالانکہ آپ اتفاق پیدا کرنے مین کوشان ہین - علاوہ برین مین نہین سمجھتا کہ تعزیہ داری بت پرستی اور شرک ہے اگر آپ اسے اپنے اصول مذہب سے ایسا ہی ثابت کر دین اور مجھے سمجھا دین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ مین تعزیہ داری ترک کر دون گا اور ایک نسخہ کتاب الاعتذار کا انکے پاس بغرض ریویو بھیجدیا ان حضرت نے بھی کوئی جواب نہ لکھا مگر اس قسم کے مضامین برابر شایع کرتے رہے اتفاقا بہ تقریب تشریف آوری ہزآنر وہ بھی کالج مین آئے اور مجھ سے اتفاقاً ملاقات ہوئی اس وقت انہون نے خود سے مجھ سے معذرت نہ جواب بھیجنے کی اس عنوان اور ان الفاظ سے کی جن کو مین افسوس کرتا ہون کہ نہین لکھ سکتا اسوجہ سے کہ وہ قطع نظر سخت و درشت ہونے کے بالکل عامیانہ طرز گفتگو تہا مین انکی تقریر کو بکمال حیرت سنا کیا اور خاموش انکا منہ دیکھتا رہا - چونکہ میری مصلحت کبھی مفسدہ انگیزی کی نہ تھی اور نہ ہے اسوجہ سے مین اس تقریر کو لکھنا بھی پسند نہین کرتا - صرف اس کا تذکرہ آپ سے اسوجہ سے کر دیا کہ آپ کو التفات فرمانا چاہیے کہ یہ حضرات کس قدر ہٹ دہرمی سے کام لیتے ہین اور کبھی نہ مخالف کی کتاب دیکھتے ہین نہ اوسکی درخواست نظر بہ لحاظ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انکے کہین سے باوصف کوشش تمام کوئی مخالفانہ ریویو بھی اعتذار پر نہ نکلا -

اور اصل تو یہ ہے کہ بقول بعض حضرات اہلسنت اگر تعزیہ داری بت پرستی ہے تو شیعہ بیچارونکو جانے دیجیے جتنے سنی حنفی سے تعزیہ داری کرتے آئے ہین جب وہ بت پرست و مشرک ہو گئے تو انکا مذہب انکی اولاد انکے قول سے باہر ہو گئی اور پہر جو نکاح ہوئی تو

تو وہ ولد الزنا ولد الحرام قرار پائیگی اس لحاظ سے بیچارے سنی سب ولد الحرام ہونگے پر کون ایسا سنی ہوگا جو محض تعزیہ رکھنے کی وجہ سے اپنے بزرگونکو مشرک و بت پرست ولد الحرام قرار دیگا۔ علاوہ برین اگر یہی مسئلہ ہے تو پھر اگر وہ بیچارے سنی مشرک و بت پرست ہوتے تو کیا وجہ ہے کہ انکے ساتھ یہ لوگ جو تعزیہ داری کو شرک و بت پرستی کہتے ہین ویسا ہی برتاؤ کیون نہین کرتے جیسا کہ مشرکون کے ساتھ شرعاً کرنا چاہیے اسی سے معلوم ہوا کہ ان کے دل مین ایسا نہین ہے جیسا کہ وہ ظاہر کرتے ہین یقولون ما لا تفعلون کے مصداق ہین۔ اور اصل یہ ہے کہ تعزیہ میرے دائرے مین ایک نعمت خداوندی ہے جیسا کہ اعتذار مین مینے لکھا ہے اور ایک شعر ہے انوار ربانی کا یہ کسی کے خاموش کئے خاموش نہین ہوسکتا۔ یہ اخبار والے جس قدر بھی چاہین چلائین مگر جو در اصل سنی پاک عقیدت ہونگے وہ کبھی ان خرافات کے طرف متوجہ نہ ہونگے جیسا کہ ہوشیارپور مین ہوا اور وکیل نے کمال افسوس کے ساتھ اس کا رونا رویا اور یہ صرف ہوشیارپور مین ہی نہین بلکہ تقریباً یہ جگہ ایسا ہوا خیال ہے ایسے لوگ ہونگے جنہون نے تعزیہ داری نہین کی ورنہ سب نے کی اور تعزیہ رکھے اور آئندہ بھی رکھین گے۔

میری غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ معلوم ہو حضرات اہلسنت کسقدر بے انصاف پسند ہین کہ اپنے فریق مخالف کی عبارت کو کسیطرح نقل کرنا بھی نہین جائز رکھتے چنانچہ فقہائے امت واعتذار مین ایسے لاجواب کیا ہوگا کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے جو اوسکا جواب دینا چاہا تو نہ اصلاح کی پوری عبارت نقل کی نہ اوسمین تسلسل رکھا۔ بلکہ متفرق طور پر دو چار فقرے ادہر ادہر سے لکھے اور اوسکا جواب دیا حق یہ ہے کہ جناب مولوی شیخ فدا حسین صاحب اون اجلہ افاضل سے ہین جو ہمہ تن اسمین سلجھے ہین کہ فریقین مین صلح و اتحاد ہو۔ اسی لئے آپکے مضامین زیادہ تر سنی اخبار دین میں شائع ہوتے چنانچہ ایسا ہی مین متعدد مضامین آپکے شائع ہو چکے اور اخبار وکیل کی زینت بھی اکثر انھا مین سے ہے ۔ مگر یہ سید صلح و آشتی کا باب اوسیوقت تک کہلا تھا جب تک کہ کسی خاص شخص کی مخالفت نہ ہوئی

دوہی ہزآنر لفٹنٹ گورنر بہادر نے چابیاری جھنڈا موقوف کیا اور سب کے تیور بدل گئے اب نہ اتحاد ہے نہ صلح - تعزیہ داری بت پرستی قرار دی گئی - وجوہ صحیحہ لکھے جاتے ہیں مگر نہ وہ شایع کئے جاتے ہیں نہ اونکا جواب دیا جاتا ہے -

مولوی ثناء اللہ تو اس بارہ میں ایسی شہرت حاصل کر چکے ہین کہ کچھہ بیان کی بھی ضرورت نہین - دفتر اصلاح سے ایک اشتہار بھیجا گیا کہ الشمس اہلسنت کو مفت دیا جائیگا - اس عذر پر وہ اشتہار نہ شایع ہوا کہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے - حالانکہ جب اصلاح نے اونکا اشتہار مرقع قادیانی شایع کیا تہا تو اونہو نے وعدہ کیا تہا کہ ہم بہی آپکا اشتہار شایع کرینگے اخبار الحق ہمیشہ روتا رہا کہ ہمارا پورا مضمون لکھکر جواب دو مگر یہ کب بانتے ہین جناب نواب وقار نواز جنگ صاحب نے بہی ایک تحریر بغرض اشاعت انکے یہان بہیجی مگر نہ شایع کیا تب وہ تحریر علٰحدہ اصلاح مین شایع کی گئی - دو نو اہلحدیث ہین مگر چونکہ اونکی راے اس مسئلہ مین مخالف تہی لہذا نہ شایع کیا -

پہر نہ معلوم جناب مولوی فدا حسین صاحب کو اہلحدیث کی اس روش پر کیون تعجب ہوتا ہے آپ اپنے قومی اخبار و نسے کام لین اڈیٹر البیان - اہلحدیث کے ان خطوط کو جو بطور رسید اور وعدہ اشاعت مجھے بھیجئے بہت اچہی طرح اونکی اشاعت ہو جائیگی - اور اس سے بھی پوری طور سے مطمئن رہئے کہ الحمد للہ اصلاح کے ناظرین اہلسنت اگر ہزارہا نہین تو صدہا ضرور ہین جو خود اصلاح کے خریدار بہی ہین اور جو نہین خریدار ہین وہ دیکھتے ہین کیونکہ تحقیق حق کا مذاق عام طور سے پہیل رہا ہے ہر چند اونکے علما چاہتے ہین کہ شیعونکی کتابین اور رسالے نہ دیکھین مگر اصلاح کی تحقیقات ایسی ہے کہ تمام عالم کو والہ و شیدا کئے ہوے ہی ہے -

(اڈیٹر)

شیعہ سنی ہندو کی تعزیہ داری

مذہب جیسے ہم لوگ جہان ہیوٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودہ نے [illegible]
تعزیہ داری کے ساتھ مخصوص تاریخون میں چابیاری جھنڈا [illegible]

جو کہ ادہر تین سال سے سنیان لکھنو نے بنا رضی حکم النسداد میلہ ہائے کربلا بروز عاشورہ بجمع اور علیحدہ کربلا . ہم جو کشورہ قرار دینے کے بعد ہر تعزیہ کے ساتھ پڑہنا شروع کیا تہا ۔ اور جملہ اقسام کے میلہ جات کا سامان اس کربلای جدید مین مہیا کیا تھا ۔ چنانچہ اسی حکم کی نارضی کی بنا پر امسال اہل سنت نے صرف اس سال کیواسطے تعزیہ داری ملتوی کر دی کیونکہ انکا منشا اس حکم کی بحضور ویسرائے بہادر اپیل کرنیکا ہے ۔

درحقیقت مدح خلفائے راشدین کا پڑہنا ہر حال مین درست اور بہتر ہے اور مذہباً اسکے جواز مین کسی اہلسنت کو کلام نہین ہو سکتا ۔ مگر اسمین شک نہین کہ ایام عزا مین تعزیونکے ساتھ یہ ایک بے لگاؤ چیز ضرور ہے ۔ اسطور پر عقلاً ضرور نازیبا ہو گا ۔ اور شرعاً بھی اس خیال کہ بحکم دراستی فتنہ انگیز ہر گاہ یہ نظمین دل آزار شیعونکی تھی اور مفسدہ انگیز ثابت ہو چکی ہین لہذا انکے علی الاعلان تعزیونکے ساتھ پڑہے جانے مین بجز اسکے کہ شیعونکی دل آزاری ہو اور وہ بجواب اسکے تبرا کہنے پر آمادہ ہون ۔ جیسا کہ اکثر ہوا اور فتنہ عظیم برپا ہوا جسکی وجہ سے گورنمنٹ کو اسے جبراً بند کرنا پڑا اور وہ اگر علانیہ نہ کہین تو کم از کم دل مین ضرور کہینگے ۔ اور ایسی صورت مین درحقیقت اسکے بانی مبانی خود ہی اہلسنت ہونگے ۔ نظر بر آن شرعاً بھی ان نظمونکا اسطرح سے پڑہا جانا مزید ناجائز ہو گا ۔

خیر ہمین اس سے کچھ سروکار نہین جسکو ہم گورنمنٹ کے حکم پر نکتہ چینی کرین یا اپنے ہم مذہب سنیان لکھنو کے اس فعل کی عقلی و نقلی قباحتین دکھا ئین ۔ مگر اسوقت ہمارا روے سخن اپنے معزز ہمعصران البشیر و وکیل و وطن کیطرف ہے جو بحمد اللہ اگرچہ سچے بھی خواہان قوم سے ہین اور ہمیشہ مسلمانون کی اخلاقی حالت کی اصلاح کیطرف متوجہ رہتے ہین اور اپنا وقت عزیز برابر اپنی قوم کو ایسی ہدایت دینے اور چلانیکی کوشش میں صرف کرتے ہین کہ جسکے ذریعہ سے انکی مالی اور اخلاقی حالت تو ضرور درست ہو جائے گو علمی حالت نہ درست ہو کہ جو سرمنشاء اصلاح امور معاش و معاد دونونکا ہے غالباً اسکی وجہ یہی ہے کہ جب انہون نے دیکھا کہ مسلمان کسی طرح علم کیطرف متوجہ نہیں ہوتے نو قوم مسلمانونکی بہبودی کی راہ میں سد ہو گئی ہے ۔ کیونکہ یہ امر واضح ہے کہ محض ام ۔۔

بی۔ اے ہونے سے بہی مسلمانون کی علمی حالت نہین درست ہو سکتی جبتک کہ قوم
اپنے مین سے ایسے لوگ نہ پیدا کرے جو اپنی عمرین علمی تحقیقات کیلئے وقف کر دین۔ کیا
تاریخ۔ کیا سائنس۔ کیا ریاضی۔ کیا فلسفہ کیا علوم صنعت وحرفت۔ کیا علوم کشف آثار
قدیمہ۔ کیا علم خواص معدنیات و نباتات۔ کیا علم الحیوان۔ کیا علم طبقات الارض۔
کیا علم اجسام علویہ۔ وغیرہ وغیرہ جنکی بدولت اسوقت ایک ایک بچہ یورپ کا ہمسر
افلاطون عصر بلکہ اپنے زمانہ کے جولیس قیصر وسکندر اعظم سے کم وقعت فلک زدہ مسلمانو
کی نگاہ مین نہین رکہتا۔ ان علوم مین منہمک ہون اور قوم جوام و درمے سخنے۔ قدمے
قلمے۔ رقمے انکی مدد کرے اور انکو فکر معاش وضروریات زندگی سے بیفکر کرے۔
اور خود انکی اور انکے اہل وعیال کی مرفہ الحالی کیساتہ زندگی بسر کرنیکی ذمہ دار ہو جائے
اسوقت تک نہ فلک زدہ قوم حقیقی معراج ترقی پر نہین پہونچ سکتی۔ خلاصہ یہ کہ
ان معزز ہمعصرون نے جب دیکہا کہ ہمسے کوئی ایسی کوشش نہین ہو سکتی تب الہام
ہو کر یہی وتیرہ اختیار کر لیا کہ مسلمانون کی مالی اور اخلاقی حالت کو بیٹہے ہوئے
درست کیا کرین اور ایسے ہی مضامین سے اپنے اخبار کے کالمونکو بہرا کرین چنانچہ
سب سے بڑا عیب جو ان حضرات کی نگاہ مین مسلمانون مین نظر آیا۔ اور اسمین کل
مسلمانونکو انہون نے مبتلا پایا۔ وہ تعزیہ داری تہا۔ جسکے بابتہ ان حضرات نے قطعی
فیصلہ کر لیا ہے کہ یہی وہ کام ہے جو سب سے بڑہ کر مخرب اخلاق۔ باعث افلاس اور سب سے
بالاتر یہ کہ باعث بت پرستی وشرک اہل اسلام ہے۔ ادہر تو یہ خیال تہا اور ادہر
شیعونکے سنیونکے ساتہ اتفاق پیدا کرنیکی بہت کوشش۔ مگر ہمکو ان حضرات کے
اس طریقہ عمل ودرآمد پر کمال حیرت ہے کہ یہ اجتماع نقیضین کیونکر ان حضرات سے
بن پڑیگا۔ اسلئے کہ یہ ظاہر ہے کہ اگر تعزیہ داری ان لوگونکے نزدیک اہلسنت کے یہان
کوئی مذہبی بات نہین ہے بلکہ تماشا اور بت پرستی ہے۔ تو پہر شیعونسے درخواست
اتفاق کرنا اور پہر اسکے ساتہ انکے عمل تعزیہ داری کو شرک و بت پرستی کہنا یہ کونسی
منطق ہے اور اسپر طرہ یہ کہ انکے علی الرغم ان سنیونکو بہی اسکا نا ... ور غلانا چ

اسنک اسکے ساتھ اس خاص معاملہ مین متفق و متحد ہے مین اور انکو انسے علیحدہ کرنیکی کوشش کرنا اور پہر انسے اتفاق کرنیکی شیعونسے درخواست کرنا اسکے کیا معنی یہ تو سراسر دونون مین نفاق ڈالنا ہے۔

یہانتک تو مین اس کارروائی پر اس حیثیت سے نظر ڈالتا ہون۔ کہ کیا انتک ہمارے معزز ہمعصرونکو اسطریقہ کیساتھ تعزیہ داری کی نسبت سخت الفاظ استعمال کرنے مین اپنی پالیسی اتفاق واتحاد سنی و شیعہ مین کامیابی ہو سکتی ہے جو کہ ہمارے معزز ہمعصرونکا ایک مقدس مشن ہے۔

اب مین اس سے بہی قطع نظر کرکے یہ عرض کرتا ہون کہ اگر تعزیہ داری درحقیقت آپکے نزدیک بت پرستی و شرک ہے تو جانے دیجیے شیعونکو وہ آپکے نزدیک مشرک و بت پرست قرار پاگئے۔ تو بیچارے سنی جو اسنک قرنون اور صدیونسے تعزیہ داری کرتے چلے آئے ہین کیا وہ بہی مشرک و بت پرست تھے اور رہین۔ اور آیا حسب شرع شریف جب انلوگون نے تعزیہ رکہا اور وہ مشرک ہوئے تو کیا اونکی زوجہ انکی نکاح سے باہر ہوئی یا نہین اور پہر جو اولادین اس سے ہوئین وہ ولد الحرام اور ولد الزنا ہوئین یا نہین اور انپر کل احکام مشرک اور بت پرست کے جاری ہونگے یا نہین۔ اگر آپکا دل بیچارے مسلمانونکو مشرک و بت پرست یا ولد الزنا قرار دینے پر راضی ہو تو بسم اللہ صرف زبان سے انکو مشرک و بت پرست نفرمائیے۔ بلکہ عملاً بہی دکہا دیجیے کہ وہ آپکے نزدیک مشرک ہین یعنی اونکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیجیے جیسا مشرکونکے ساتھ کیا جاتا ہے بقولون ما لا یفعلون سے کچھ نہوگا۔ شاید آپکا مطلب یہ ہو کہ جبتک وہ تعزیہ رکھتے ہین جبتک مشرک رہتے ہین اور جب تعزیونکو دفن کر دیتے ہین تب پہر اسلام انسے لپٹ جاتا ہے تو معاذ اللہ اسلام بہی کوئی بھوت ہے کہ قرآن کے سامنے نہین ٹھہرتا اور جب قرآن پاس سے ہٹا۔ وہ پہر آکر سوار ہوا۔

سبحان اللہ اگر ایسی ہی صلح کل پالیسی رکہنا ہے اور شیعہ و سنی مین اتفاق پیدا

کرنا ہے تو مہربانی فرما کر مسئلہ تعزیہ داری کو اپنے قلم کی جولان گاہ مین نہ لائیے ورنہ
اسکا اثر آپکی خواہش کے برعکس ہوگا۔ جیسا کہ ہوشیارپور صوبہ پنجاب مین ہوا
مین بھی سنی ہون مگر تعزیہ داری کو بُرا کہنے یا چاریاری نظمونکے علانیہ پڑہے جانیکا
سخت مخالف ہون۔ کیونکہ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ شیعہ اگر پہلو گونسے اتفاق کرنے
والے بہی ہون تو تصادم ضدا سے اور بھی نہون۔ اور ہمارے خلفائے راشدین
کو ہر خلوت وجلوت مین برا کہین ظاہری آنکہ کا لحاظ ہی وہ بہی جاتا رہے۔

من انچہ شرط بلاغ است باتو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

عبداللطیف خان حنفی ساکن اسیتھی طالب العلم
سکنڈ ایر کلاس فرس ہاوس علیگڈہ کالج

اصلاح یہ مضمون بغرض اشاعت روزنامہ پیسہ اخبار۔ اور مشرق مین بھیجا گیا تہا۔ مگر نہ شایع ہوا اب اصلاح مین آیا اور شایع کیا گیا حالانکہ راقم مضمون ایک خاندانی سنی اور روشن خیال طالب العلم علیگڈہ کالج ہین۔

حق یہ ہی کہ جتنے اخبار صلح کل پالیسی کے حامی ہین۔ وہ صرف زبانی اور محض اس غرض سے کہ سادہ لوح مسلمانون کو پہنسائین۔ ورنہ کون کہ سکتا ہے کہ جو شخص تعزیہ وعلم کو بت پرستی سمجھے وہ چاریاری جھنڈا کو جائز قرار دے۔

اصلی بانی فساد یہی لوگ ہین جو شیعہ وسنی کو لڑانا اپنا فرض منصبی قرار دیتے ہین اور زبانی صلح کل کا نام لیتے ہین۔

اصلاح ۳ مین ہم اڈیٹر صاحب وطن ایک مضمون لکہ چکے ہین جسمین اونہونے چاریاری نظم کی دل آزاری کو ایام عشرہ مین نہایت زور وشور سے لکہا ہے اگر وکیل۔ البشیر بھی اسی طرح قوم کی فہمایش کرتے تو ممکن نہ تہا یہ فسادات پیدا ہوتے۔ مگر درحقیقت یہ دونو اخبار نہایت متعصب ہین اور قوم مین آگ لگانے والے جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ جہلم مین ہزار سنی کے قریب ملزم اور مجرم قرار پائے۔

اگر یہ لوگ درحقیقت صلح کل کے حامی ہوتے تو ایک طرف شیعونکو پوری آزادی

دیتے کہ جسقدر چاہو تبرا کہو اور دوسری طرف اپنی قوم کو ہدایت کرتے کہ جہانتک ہو سکے تم شیعوں سے آشتی اور صلح رکھو اور تکبیر ایام میں ہے توں روک شریک ہو جسکا نتیجہ چند ہی روز میں ہو جاتا کہ فریقین میں تمدنی صلح و آشتی پیدا ہو جاتی - کیونکہ فطرۃ انسان مجبور ہے کہ جسکے بزرگ کو اوسکے سامنے برا نہ کہے - بلکہ تعظیم پیش کرے اگرچہ دلی عداوت رکھتا ہو -

تو کیا ایسی حالت میں کہ سنی ہمارے امور میں سچے دل سے شریک ہوں اور فساد نہ کریں - یہ ممکن ہے کہ ہم اون کی دل آزاری کریں حاشا و کلا ہرگز نہیں -

ہاں ضد و کد میں ناممکن ہے کہ صلح و آشتی ہو سکے وہ ہماری مصیبت پر شماتت کرینگے ہم اوسکا معاوضہ لینگے - بس اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ سب خلفا موقوف ہو تو فتنہ و فساد کو موقوف کیجئے آخود بخود یہ باتیں ہو جاینگی - (اڈیٹر)

توہین رسالتمآب

آہ آہ یہ کیسا ناپاک زمانہ آیا کہ بانی اسلام کی مقدس شان میں ہر طرح سے سب و شتم کا بازار گرم ہو رہا ہے ایک طرف آریہ سماج ہیں تو دوسری طرف عیسائی - مگر سب سے بڑھا ہوا نمبر خوارج کا ہے جو آئے دن رسول اللہ کی شان میں وہ وہ بدزبانیاں کر رہے ہیں کہ پناہ بخدا -

طرہ یہ کہ جو لوگ اسلام کے مدعی ہیں - بلکہ اسلام کو وہ اپنا محکوم و تابع سمجھتے ہیں اور عمل بالحدیث کا دعوی کرکے تمام مسلمانوں کو مشرک و بت پرست بنا رہے ہیں وہی سب سے زیادہ توہین رسول پر آمادہ ہیں بہتر ہے کہ اس اجمال کی تفصیل کو ہم اخبار الحکم سے نقل کریں جو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مدعی نبوت کا قومی ارگن ہے اور درحقیقت وہ فرقہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ جب اوسکا نبی دوسرا ہے تو وہ مسلمان کہاں رہا - مگر پھر بھی اوسے غیرت آئی - اور وہ ان الفاظ سے لکھتا ہے -

امرتسری حکم ثناء اللہ کی حالت بھی اسکے قریب پہنچ رہی ہے کہ اسکی بے باکی اور شوخی اب کی تحریروں پر تھوک دینے کا فتوی دیتی ہے -

چاہیلانہ سے بازاری محاورات اور اصطلاحوں میں کلام کرنا اسکے گوشت پوست

مین رچا ہوا معلوم ہوتا ہے اور یہ تو ممکن نہین - کہ اب وہ اس سے نکل سکے - مگر اب تو وہ زبان
بگڑی تو بگڑی تھی - دہن بگڑا ،، والا معاملہ ہو رہا ہے - وہ اپنے مخالفین سے گذر کر اب
انبیاء علیہم السّلام کی ہتک اور توہین پر اتر آیا ہے - اور اگر ابھی سے اس کو درست نہ کیا
گیا - تو اندیشہ ہے - کہ اس کا نتیجہ خطرناک ثابت ہو اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے
منہ مین آیندہ خاردار لگام دیا جاوے -

چنانچہ اپنے ۵ فروری ۱۹۳۰ء کے اخبار کے صفحہ ۱ پر فتاوی کے نیچے سوال نمبر ۵۹ کا
جواب جو اوسنے شایع کیا ہے - وہ قابل غور ہے - تاکہ ناظرین پورے طور پر غور کر سکین - مین اصل
سوال اور جواب کو یہان درج کر دیتا ہون -

،، س نمبر ۵۹ مشکوۃ شریف مین یہ حدیث شریف درج ہے وعن ابی ھریرۃ قال قال
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مامن بنی آدم مولود الا یمسہ الشیطان
حین یولد فیستھل صارخا من مس الشیطان غیر مریم و ابنہ متفق علیہ
اس حدیث مبارک سے یہ معلوم ہوا - کہ بوقت ولادت شیطان علیہ اللعنۃ بچہ کے چنگل یعنی انگلی مارتا
ہے .... جس سے بچہ روتا ہے - جس سے حضرت مریمؑ و عیسی علیہ السلام مستثنی ہین
اس سے پایا جاتا ہے کہ کل نیک و بد کے شیطان انگلی مارتا ہے - گویا کہ انبیاء علیہ السلام بھی
اس سے مستثنی نہین ہین - جن مین ہمارے پیغمبر رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم بھی شامل ہین
اگر انبیاء علیہم السّلام اس حدیث مبارک کے رو سے بری ہین - تو وہ کونسی حدیث ہے - ؟
(سائل محمد حسنین ٹھیکہ دار)

ج نمبر ۵۹ - یہ حدیث سب کو شامل ہے - لیکن اس مین کسی نبی یا ولی کی ہتک نہین
یہ تو ایک نابالغی بلکہ بے خبری کی حالت ہے جبکہ انبیاء سے ایسے کام بھی ہوئے ہین - جن کو انہون
نے خود ہی من عمل الشیطان کہا (حضرت موسی کا قصہ بحق قبطی یاد کرو -) اس سے
تو یہ بڑا نہین - مگر چونکہ صحیح مذہب یہ ہے - کہ نبوۃ مین انبیاء معصوم ہوتے ہین (گو اس پر بھی
کوئی دلیل منصوصی نہین - ہاں استنباطی ہے) اسلئے کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا -
یہ وہ سوال اور جواب ہے - سوال کا جو جواب دیا گیا ہے - وہ کہان تک تسلی بخش ہے - ناظرین

خود سمجھ لیں۔

سائل پوچھتا ہے کہ اس حدیث کی رو سے پھر تمام انبیا کو مس شیطان ہوا بجز مریم اور ابن مریم کے

مولوی فاضل کہتا ہے۔ کہ سب کو مس شیطان ہوا مگر اس میں کوئی ہتک نہیں ؟

لعنت ہے ایسے اعتقاد پر اور تف ہے ایسے جواب پر مس شیطان ہو۔ اور اس میں کسی نبی ولی کی ہتک نہ ہو؟

ڈوب مرو بے حیاؤ! ستو کھ سر کی موری میں ایسا اعتقاد رکھکر پھر مسلمان کہلاتے ہو۔ اور مسیح بن مریم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دیتے ہو۔ شرم کرو۔

اس جواب سے نہ صرف ثناء اللہ کا اعتقاد عصمت انبیاء کے متعلق ظاہر ہوگیا۔ بلکہ اسکے ساتھ ہی اس کی قرآن دانی کی حقیقت بھی کھل گئی ہیں اس پر تفصیل کے ساتھ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ سردست یہ دیکھنا ہے کہ اس ثنائی فتوی پر دوسرے علما کیا کہتے ہیں میں اس کو علما کی خدمت میں بھیجنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس خیال سے نہیں کہ وہ ثناء اللہ پر کوئی کفر کا فتوی تجویز کریں۔ بلکہ اسلئے تا معلوم ہو۔ کہ دوسرے علماء اس باب میں کیا کہتے ہیں۔

مورخہ ۷ فروری ۱۹۳۸ء

اس تحریر سے آپکو معلوم ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کس عقیدہ اور کس مذہب کے آدمی ہیں کیا کوئی انکو مسلمان کہ سکتا ہے ؟

(۲) اخبار وکیل مورخہ ۲۰ فروری لکھتا ہے خواجہ غلام الثقلین صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈیٹر عصر جدید ایک گرامی نامہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارے دوست عبدالحلیم صاحب شرر کا رسالہ دلگداز جلد ۱۱ نمبر ۱۲۔ ابھی وصول ہوا ہے اس میں ایک مضمون صفحہ ۹ لغایتہ ۳۰ تک عمرو عیار کے متعلق ہے۔ وہ مضمون غالباً آغانی وغیرہ قصہ کہانی کی کتب سے لیا گیا۔ یا ان راویوں سے جنہوں نے کفار یا منافقین قریش کی روایات پر بھروسہ کرکے ایسے شایع شدہ قصے نقل کردئے ہیں جو آنحضرت صلعم کی خصلت کے محض خلاف تھے۔ اور جن میں علانیہ جناب رسالتمآب کو بدنام کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ مجھے شرر صاحب کی تاریخ دانی و اسلامی حمیت سے تعجب ہے کہ وہ نعوذ باللہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو ان تمام بدنا حرفوں کا شریک

ورنہ ذمہ دار قرار دیا جاتا گوارا فرماتے ہیں جو راقم مضمون با قصہ امیر حمزہ کے ہیرو عمرو عیار نے جس زمانہ میں منسوب کئے تھے۔ یہ قصے ہمارے یقین میں محض غلط ہیں۔ اور سوائے بازاری گپوں سے متعلق ہونے کے ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے "

ہمیں بھی خواجہ صاحب کی اس رائے سے پورا اتفاق ہے اور ہم جناب رسول اکرم کی ذات اقدس کو ان کارروائیوں سے بالا سمجھتے ہیں جو مضمون مذکور میں عمرو عیار سے منسوب کی گئی ہیں۔ اول تو ان باتوں ہی کا کوئی پختہ ثبوت نہیں۔ اگر ہے بھی تو خود عمرو بن امیہ ضمری اُن کا ذمہ دار ہوگا۔ نہ کہ وہ شخص جسنے اپنی زندگی کو کمال انسانیت کا نمونہ بنا کر دکھلایا۔"

اس تحریر سے معلوم ہوگا حضرات اہلسنت کس طرح جناب رسالتمآب کے بدنام کرنے پر طیار ہیں کہ ایسے ایسے مضامین حضرت کی طرف منسوب کر رہے ہیں تو کیا آپ گمان کرسکتے ہیں کہ اب اسلام باقی رہ سکتا ہے۔

یہ وہی مسٹر عبد الحلیم شرر ہیں جنہوں نے ایک زمانہ میں حضرت سکینہ بنت الحسین کا ناول اپنے دلگداز میں لکھا تھا جسکے اصلاح کے لئے اصلاح کی بنیاد پڑی اور اوس ناول کا جواب جو آگے شرر میں لکھا گیا

آئندہ نمبر میں ہم اوس مضمون عمرو عیار کو بھی لکھینگے جسپر خواجہ صاحب نے تحریر لکھی اور وکیل کو بھی اوسکا اقرار کرنا پڑا

اس تحریر سے آپکو یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ کی ہمدردی جب پیدا ہوتی ہے تو شیعہ نکے ہی دل میں ورنہ اہلسنت ان باتوں کو بطرح جائز جانتے ہیں کیونکہ اس تحریر پر توجہ دلائی تو ایک شیعہ ہی کے ایک نے ورنہ ہزاروں اہلسنت نے اس مضمون کو دیکھا ہوگا مگر کسی پر اسکا اثر نہوا

(۳) افسوس کہ مولوی شبلی صاحب نے اپنے لکچر میں جو محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے صیغہ تعلیم نسوان میں دیا تھا اور رسول اللہ کی خطا ثابت کی تھی۔ دوسرے کسی مسلمان کو اب تک نہ تنبہ ہوا

خدا مسلمانوں پر رحم کرے ہم آئندہ نمبر میں اسکی حقیقت دکھلا دینگے انشاء اللہ

گر وہ فقرات یہ ہیں۔ ”خود حضرت رسول کریم کو اس علومات کے متعلق کلی یا بعض واقعات پیش آئے جب آپ مکہ سے مدینہ تشریف لیگئے تو آپنے دیکھا کہ لوگ کھجوروں کے

درختوں میں باہم شادیاں کرتے تھیں، رسول اکرمؐ نے انکو اس سے منع فرمایا لوگوں نے آپکے ارشاد کیوجہ سے شادیاں موقوف رکھیں نتیجہ یہ ہوا کہ کھجوروں کے درخت بار آور نہوئے لوگوں نے حضرت سے فریاد کی آپنے سارا واقعہ سن کر فرمایا کہ تم اپنے امور میں مجھسے زیادہ جانتے ہو مجھے جو کچھ شرف تبر ہے وہ یہ ہے کہ مجھے اللہ الواحد کیطرف سے وحی آتی ہے ممکن ہے کہ دنیاوی باتوں میں تم مجھ سے زیادہ سمجھتے ہو"

ان تحریروں کو اصحاب ثلاثہ کے مسلسل طور پر ملا جاوے تو تمکو معلوم ہو دنیا میں تنقیص شان رسالت کی کیسی [illegible] ہی۔ ہے ایک تو حضرت پر غلبہ شیطان اوسیطرح دکھا رہا ہے جسطرح تمام انسانوں کی حالت ہے دوسرا ایک صحابی عمرو عیار مشہور کے ذریعہ سے حضرت کی شعبدہ بازی ثابت کر رہا ہے تیسرا عجب طریقہ سے حضرت کی کم علمی کو جلوہ دے رہا ہے کہ آپ اسدرجہ کم علم تھے کہ بارہا آپکو یہ موقع پیش آیا کہ لوگوں نے علم حاصل کیا خدا کی تعلیم کافی نہ تھی جبرئیل کی تعلیم سے آپکو نہ علم آیا۔ مدینہ کے معمولی کسانوں نے آپکو سکھایا اور آپکو اپنی کم علمی کا اقرار کرنا پڑا۔ یہ سب کیوں؟ صرف اسلئے کہ عمر صاحب نے ان النبی لیھجر کہکر آپکے حکم کو ایک ہذیانی حکم قرار دیا جس سے یہ فائدہ حاصل کرنا مقصود ہے کہ امور دنیوی کو حضرت معمولی اشخاص کے اتنا بھی نہ جانتے تھے لہذا آپکا حکم اس بارہ میں واجب التعمیل نہیں تو خلفا کی خلافت بہت درست ہے جنہوں نے چند ہی روز میں وہ فتوحات کئے کہ رسول اللہ کو تیئیس ۲۳ برس میں بھی حاصل نہو سکا۔

مگر آخر الذکر حضرات کے نسبت تو اسوقت نہیں کچھ کہ سکتے کہ بجز اثبات صحت خلافت خلفاء ثلثہ کوئی امر مقصود ہو مگر حضرت اول مولوی ثناء اللہ صاحب کے نسبت بلا عذر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انکے دل میں بھی نبوت کا سودا سما گیا ہے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد سے آپکا رنگ ہی اور ہو رہا ہے۔ اونکی موت کو عام طور سے اپنے مقابلہ کا نتیجہ بتاتے ہیں جس سے الہام و وحی کا دعویٰ کسی طرح نازیبا بھی نہیں۔ اور اصول مذہب سے بھی اس قسم کا دعویٰ انکو ضروری ہے کیونکہ مظہر اول آپکا بھی اسی طرح مدعی نبوت تھا۔

"اسنے شیخ الاسلام احمد بن زینی دحلان مکی سے والظاہر من حال محمد بن عبد الوہاب انہ یدعی النبوۃ الا انہ ما قدر علی اظہار التصریح بہا

وكان فى اول امره مولعا بمطالعه اخبار من ادعى النبوة كاذبا كمسيلمة الكذاب وسجاح والاسود العنسى وطلحه الاسدى واضرابهم وكان يضمر فى نفسه دعوى النبوة ولو امكنه اظهار هذه الدعوة لاظهرها وكان يقول لاتباعه انى اتيتكم بدين جديد ويظهر ذلك من اقواله وافعاله ولهذا كان يطعن فى مذاهب الائمة واقوال العلما ولم يقبل من دين نبينا الا القرآن ويؤله على حسب مراده مع انه انما قبله ظاهرا فقط لئلا يعلم الناس حقيقة امره فينكشفوا عنه

ص ۴۷ مطبوعہ مصر

یعنی محمد بن عبدالوہاب کے حال سے (جو فرقہ وہابیہ کا سرگروہ تہا) ظاہر ہتا کہ وہ مدعی نبوت تہا۔ مگر اوسکو موقع نہ ملا کہ اسکا اظہار کر سکے۔ اسیوجہ سے وہ ابتدائے امرسے مدعیان نبوت کی سوانح عمریونکو بغور پڑہتا تھا مثل مسیلمہ کذاب۔ سجاح۔ اسود۔ طلیحہ اسدی وغیرہ کے وہ اپنے دعوی نبوت کو دلمیں چہپاتا تھا۔ اور اگر اوسکو ممکن ہوتا تو ضرور ظاہر کرتا۔ وہ اپنے اتباع سے کہتا تھا کہ ہم تمہارے لئے دین جدید لائے ہیں۔ اور یہ امر اوسکے اقوال و افعال سے بہی ظاہر تہا۔ اسیوجہ سے وہ طعن کرتا تہا مذاہب ائمہ اور اقوال علما مین۔ اور رسول اللہ کے دین سے اوسنے صرف قرآن کو لیا جسکی وہ اپنی خواہش کے مطابق تاویل کرتا تہا۔ اور قرآن کا قول بہی ظاہرا تہا تاکہ لوگو حقیقت حال نہ معلوم ہو۔

پس جب انکے معمار اول کا یہ خیال تہا کہ دلمیں دعوی نبوت لبا ہوا تہا۔ تو اڈیٹر صاحب اہلحدیث کے نسبت کسکو یہ گمان ہوسکتا ہے کہ آپکا دماغ اس خیال سے خالی ہو۔

مگر آپکو باور نہ آئے تو اونکا اخبار مورخہ ۵ مارچ ملاحظہ ہو جسمین اس عنوان سے ,, اگر مین ہندوستان کا ویسرا ہوجاؤن ،، ایک تحریر شایع کرتے ہین۔ لکہتے ہین (۱) سب سے پہلے ایک قانون جاری کرون کہ جو شخص پہلی دفعہ جہوٹ بولے یا عمدا خلاف

کرے۔ اس کو بیس بیت ضرب شدید دوسری دفعہ تیس۔ علی ہذالقیاس ہر دفعہ پر دس کا اضافہ سوتک۔ سوسے اوپر جلا وطن (۲) شراب نوش کو اسی بیت ضرب شدید (۳) زناکار پر سو بیت ضرب شدید (۴) ہر ایک مذہب کے سربرآوردونکی رائے سے اس مذہب کی اصلی رسومات رکھکر باقی فضولیات کو بند کرادون تعزیہ ہو یا رام لیلا،،

اس تحریر مین سب سے پہلا لفظ آپکو بیت نظر آئیگا کہ آپکے معلومات کا یہ جلوہ ہے۔ بید کو بیت لکھتے ہین۔ خدا انکو علم دے۔

ان دفعات کو دیکھکر کون شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ قرآن پر ایمان لائے ہین اور اوسکے خاص آیہ الیوم اکملت لکم دینکم پر انکا اعتقاد ہے۔ پھر چند علیگڈہ والے تعلیم یافتون نے اگر احکام شریعت مین چند ترمیمین پیش کی تھی تو اونپر آپ کیون برہم ہوئے کیونکہ آپ بھی تو یہ ترمیم کر رہے ہین۔

مگر یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ صرف اس زمانہ کے جھوٹھ بولنے والے پر یہ حد جاری کیا چاہتے ہین۔ یا اون لوگونپر بھی جو گذر گئے جنمین نمبر اول وہ شخص ہے جسنے حضرت پر بخش معاذ اللہ الانبیاء لا نورث والا نوراث کی تہمت لگائی۔

ترجمہ قرآن مین تحریف

حضرت ختمی مرتبت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد فیض بنیاد تمام مسلمانون کے کانون تک پہونچا ہوا ہے کہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی۔ یعنی مین تمہارے درمیان مین دو ایسی بزرگ چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا دوسرے عترت یعنی میرے اہلبیت کہ اگر ان دونون سے تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے اور وہ دونو جدا نہونگے تا اینکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچے۔ اس ارشاد سے جو کھلا اور واضح امر مفاد ہے کہ مسلمان دونون بزرگ چیزونکی وقعت کرین اور ہمیشہ اونہین کی ہدایتون پر عمل کرین۔ مگر افسوس کیا ہی منحوس وقت تھا جب عترت رسالت کو ایک جزو معطل سمجھکر بہ صدا بلندی کہی گئی حسبنا

کتاب اللہ۔ اس سے علاوہ بانی اسلام کی نافرمانی کے جو صدمہ اصل اسلام کو پہنچا اور جو تباہی و بےحرمتی خاندان رسالت کی ہوئی اوسکو تاریخ نہایت بلند آہنگ سے دکھا رہی ہے گو بظاہر اس جملہ سے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ قائل نے کم از کم قرآن کو واجب التعظیم جانا ہوگا اور اوسکے فرمان واجب الاذعان کی ضرور وقعت کی ہوگی جسمین یہ الفاظ ربانی بھی موجود ہین قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی مگر افسوس واقعات اسکے خلاف مین گواہی دیتے ہین۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اہلبیت رسالت سے علحدگی کرکے اس صدائے ناموزون نے دنیا طلب جماعت کو اصل قرآن سے بھی علحدہ کردیا۔ یہانتک کہ سواد اعظم کے ایک مسلم الثبوت خلیفہ نے اسی قرآن کو درخت مین لٹکا کر تیرباران کیا۔ پھر تو دعا گویان سلطنت جو احکام الٰہی کے توجہ سے ہلکے ہو ہو کر صرف حصول مراتب و انعام دراہم کے متمنی رہا کرتے اور شاہی خوشنودی کا گیت گاتے اونکی تعداد بڑہتی گئی یعنی کہ اونہین کے اقوال کو قول رسول سمجھکر سواد اعظم کا مذہب قرار دیا گیا۔ غرض عترت رسالت سے علحدگی اور کتاب اللہ سے روگردانی نے جس گمراہی مین ڈالا اوسے ہر عاقل اندازہ کرسکتا ہے۔

اسمقام پر مین اون قدیمی واقعات ضلالت کو لکھنا نہین چاہتا بلکہ موجودہ زمانہ کے مسلمانون کے حالات پر ناظرین کو توجہ دلاتا ہوا ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ باوجود استداد زمانہ بعض نفوس ایسے موجود ہین جو احادیث نبوی تو درکنار کتاب باری مین بھی اپنی تحریفی چالاکیون سے نہین چوکتے۔ خدا ان بھلے مانسون کو عقل سلیم دے جو خواہ مخواہ اسلام کی بیخکنی پر کمر بستہ دکھائی دیتے ہین چنانچہ ایک روز مین ترجمہ قرآن مولوی نذیر احمد و میرزا حیرت دہلوی کا موازنہ کر رہا تھا کہ اثنائے موازنہ مین میری نظر اس آیت پر جا پڑی

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

اس آیت کے ترجمہ مین جو جدتین میرزا حیرت نے کی ہین وہ یقینی ایسی ناقابل معافی ہین کہ اگر حضرت عثمان کا زمانہ ہوتا تو یہ کل ترجمہ اونکا جلا کر خاک سیاہ کردیا جاتا اور تعجب ہے کہ پیروان حضرت نورالدین نے آج بھی کیونکر ایسا نہ کیا اور کیون ایسے غلط ترجمہ کو

شایع ہونے دیا چنانچہ آیت مذکور کا ترجمہ ہر دو صاحبان کا درج ذیل کیا جاتا ہے۔ ناظرین خود اس سے اندازہ کر سکتے ہین۔

ترجمہ مولوی نذیر احمد:-

(اوسوقت کو یاد کرو) جب تم (بدحواس) بھاگے چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمہارے پیچھے (کھڑے) تمکو بلا رہے تھے (لیکن) تم مڑکر کسیکو نہین دیکھتے تھے پس (اس مخالفت سے جو تمنے رسول کو آزردہ کیا اسی) رنج کے بدلے خدا نے تمکو (شکست کا) رنج پہونچایا تاکہ جب کبھی تمسے کوئی مطلب فوت ہوجاوے یا تمپر کوئی مصیبت آپڑے تو تم (صبر کی عادت رکھو اور) اوسکا رنج نکرو اور تم کچھ بھی کرو اللہ کو اوسکی خبر ہے۔

ترجمہ میرزا حیرت:-

جب تم کافور بنے چڑھے چلے جاتے تھے اور رسول (محمد) تمہارے پس پشت (والی جماعت) میں (کھڑے ہوئے) تمکو بلا رہے تھے اور تم کسیکی طرف مڑکر (بھی) نہ دیکھتے تھے تو اللہ نے تمکو غم پر غم دیا (یہ ایک نصیحت ہے) تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اوسپر تم نگھبایا کرو اور نہ اوسپر جو (مصیبت) تمکو پہونچے (تاسف کیا کرو) اور جو کچھ (بھی) تم کرتے ہو اللہ کو (سبکی) خبر ہے۔

اس ترجمہ مین میرزا حیرت نے جو اپنی دیانت اور علمیت صرف کی ہے اوسے ناظرین نے بخوبی سمجھ لیا ہوگا "کافور بنے چڑھے چلے جاتے تھے" اس شکم زاد جملے سے جو بغیر براکٹ ہے ایک ناواقف کو ضرور اسکا دہوکا ہوگا کہ وہ مجاہدین اسلام کو جو جوش جنگ مین ایسے منہمک تھے کہ اونہین رسول اللہ کے واپس بلانے کی بھی خبر نہوتی تھی نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے مگر جب ذرا تفصیل کیساتھ اوس واقعہ اور موقع کو دریافت کریگا تو وہان بہی نظر آویگا جسکو نہایت انصاف کے ساتھ مولوی نذیر احمد نے اپنے ترجمہ مین ظاہر کیا ہے۔ میرزا حیرت نے اس ترجمہ مین جو دریدہ مدح سرائی اوحضرات کی کی ہے اوسکی اصلیت یون ہے کہ چونکہ یہہ آیت جنگ احد کے حالات مین ہے اور اوسمین خلاف حکم رسولخدا بزدل صحابی (نام لکھنے کی ضرورت نہین کتابین مالا مال ہین) نافرمانی کرکے میدان جنگ سے علحدہ ہوکر بمقابلہ کافرین شکست کہا گئے اور رسولخدا کو چھوڑکر پہاڑ کی چوٹیون پر مثل بزکوہی اوچکتے ہوئے بھاگے جاتے تھے یہانتک کہ کئی دنون خدمت رسول

مین حاضر نہوئے اور خدا کو اونکا امتحان مقصود تہا اور اونکے حالات سے لوگونکو خبردار کرنا
توسوائے اسکے کہ میرزا حیرت جیسے منکر واقعات و بدیہیات ترجمہ قرآن ہی مین ایسے زاید اور
غلط الفاظ استعمال کرین جو آیندہ بہتیرے خدا کے بندونکو جو صرف اردو دان ہون
ہمیشہ دہوکہ مین رکھے۔ بلکہ گمراہی کا ایک اور ذریعہ قائم ہو یہی وجہ ہے کہ سواد اعظم کے علما
نے بھی آجتک نہ پوچھا کہ یہ ترجمہ کہانسے لائے۔ حالانکہ اگر ذرا بھی توجہ کیجاتی تو معلوم
ہوجاتا کہ تمام مفسرین چہ شیعہ وچہ سنی اسپر متفق ہین کہ یہ آیت معزور صحابیونکی مذمت مین
وارد ہوئی ہے۔ دور نجاؤ جلالین و بیضاوی ہی کو اوٹہا کر دیکہو۔

جلالین۔ (اذا تصعدون) یتعدون فی الارض ھاربین۔ یعنی زمین پر
بھاگے جاتے تھے۔

بیضاوی (والرسول یدعوکم) کان یقول الیّ عباد اللہ الیّ عباد اللہ
انا رسول اللہ من یکر فلہ الجنۃ۔ یعنی رسول اللہ بلاتے تھے یہ فرماتے تھے ادہر آؤ ادہر
آؤ اے بندگان خدا مین خدا کا رسول ہون جو لوٹے اوسکے لیے جنت ہے۔

اسپر لطف تو یہ ہے کہ میرزا صاحب کو اس تحریف پر بہی تو شرم نہ آئی کہ اگر یہ آیت مدح کی ہوتی تو خدا اسکے
بعد اونکو جزا اسکے عوض دیتا یا اونپر مصیبت نازل کرتا اور غم پر غم دیتا۔ ذرا ان دونون فقرون کو
ملاحظہ کیجیے گا "جب تم کافرونپر چڑہے چلے جاتے تھے"۔۔۔۔۔ "تو اللہ نے تمکو غم پر غم دیا"
اے سبحان اللہ واہ خدا نے بہی انکے جوش شجاعت کی کیا داد دی ہے۔

مسلمانو اب بہی سنبھلو اور کم از کم اپنی اس کتاب مقدس کی تو عزت کرو ورنہ وہ زمانہ قریب
ہے کہ ایسی طبع آزمائیون سے اسے بہی بوستان خیال لوگ کہنے لگین گے۔ فاعتبروا
یا اولی الابصار۔ راقم محمد اسحاق الحسینی پاروی المدنی

نقش سلیمانی

انگوٹہونکے استعمال کا تو معمول ہو ہی رہا ہے کیونکہ مستحب یا بغرض حصول ثواب کیواسطے
جسکے لیے مخصوص چند موصوف نگینے ہین اور کثیر الثمن ہونیکی ضرورت نہین دوسرے محض

زینت و دنیاوی جسکے واسطے کوئی وصف شدہ نگ نہین ہی اور گران قیمتی غالباً اوسکے مخصوصات سے ہے
امر اول تو محض سچے مسلمانون سے خصوصیت رکھتا ہی جسمین دینی و دنیاوی دونون فائدون کا
حصول متصور ہی - اور امر ثانی کو کسی سے خصوصیت نہین بلکہ تمامی انسان مساوی الحصص کا حق
رکھتے ہین -

اس تساوی الحصص سے سونے کی انگوٹھیون کو بھی شامل نہ کر لیجیے کیونکہ ایسا ہونے پر اسلامی
نفوس (باستثنائے نسوان) کے محرومی کا قطعی فیصلہ ہے -

لیکن ہان تیسرا سبب تسخیر ارواح وغیرہ کا ہی جو آجکل بہت زیادہ رائج ہی ؟ یہہ تو یقیناً ہم
نہین کہہ سکتے کہ پہلے بھی تسخیری انگوٹھیان تہین یا انگوٹھیان نہ تہین بلکہ دوسرے دوسرے
اعمال اور طریقے بکار آمد تھے -

مگر حضرت سلیمان پیغمبر کی مشہور انگوٹھی اس بارہ مین شک لانیوالی خیال کیجا سکتی ہی !
اب یہان سوال یہہ پیدا ہو سکتا ہی کہ کچھہ دنون تک تعطیل نبوت یعنی ؟ اکثر انبیا امتحانی درجہ مین
داخل ہوئے لیکن اس امتحانی زمانہ مین اونکا پہلا سارٹیفکٹ ضبط نہین کر لیا گیا اور یہان تو انگوٹھی
کی ضبطی سے محض تسخیر کو ہی قید کی مصیبت اوٹھانی نہین پڑی بلکہ نبوت ہی حبس بیجا کی -
سزایاب ٹھہری ہی کیونکہ دربدری - ملک و مال سے بیدخلی عدم تاثیر کلام - تعطل احکام اور
دشمنون کا تسلط وغیرہ وغیرہ اسکے ثبوتی گواہان کا رتبہ رکھتی ہین -

علاوہ اسکے رب اغفرلی وهب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت
الوهاب کا عاجزانہ سوال اور فسخرنا له الریح الآیۃ وغیرہ اخباری آیات سے افاضہ و عطا
بھی اسکو بے اصل ثابت کرتی ہین اور قرآن مجید تو اس انگوٹھی کے وجود سے کچھہ بھی بحث نہین
کرتا بلکہ اس بارہ مین بالکل ساکت ہی -

مگر ہان غور کرنے سے یہہ بات سمجھہ مین آتی ہی کہ اس انگوٹھی کا ڈھانچہ اوس مصنوعی انگوٹھی
کیواسطے تیار کیا گیا ہی جو حضرات خلفائے ثلثہ کے لئے بنائی گئی اور خلافت کی امور اوسمین مہر
کیے گئے جیسا کہ صحیح بخاری مین انس کا بیان ہے "عن انس انہ قال کان خاتم

٭ دیکھو قسطلانی شرح صحیح بخاری صفحہ ۳۳ چہاپہ کانپور مطبع نولکشور جلد ۹ - متن سے شرح علیحدہ کرنے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یدہ وفی ید ابی بکر بعد وفی ید عمر بعد ابی بکر فلما کان عثمان (فی الخلافۃ وکان الخاتم فی یدہ ست سنین) جلس علی بئر اریس (فی السنۃ السابعۃ من خلافتہ) قال فاخرج الخاتم فجعل یعبث بہ (بفتح الموحدۃ بعدھا مثلثۃ یحرکہ ویدخلہ ویخرجہ) فسقط (من یدہ فی البئر) قال انس فاختلفنا (فی الذھاب والرجوع والنزول الی البئر والطلوع منھا) ثلثۃ ایام مع عثمان فنزح فلم یجدہ (ولابی ذر فنزح الی عثمان البئر فلم یجدہ) ومن یومئذ انتقض امر عثمان وخرج علیہ الخارجون و کان ذلک مبدء الفتنۃ التی افضت الی قتلہ واتصلت الی آخر الزمان وکان فی ھذا الخاتم النبوی من السر شئ مما کان فی خاتم سلیمان علیہ السلام لان سلیمان لما فقد خاتمہ ذھب ملکہ)" خلاصہ ترجمہ مع شرح انس کہتے ہین کہ رسول خدا کی انگوٹھی آپکے ہاتہہ مین تہی اور آپ کے بعد ابوبکر کے ہاتہہ مین اور ابوبکر کے بعد عمر کے ہاتہہ مین پس جبکہ عثمان خلیفہ ہوئے چھ برس تک یہہ انگوٹھی اونکے ہاتہہ مین تہی خلافت کی ساتوین سال چاہ اریس پر بیٹھے ہوئے انگوٹھی کو اونگلی سی نکالکر کھیل رہے تھے۔ بجاتے تھے پہنتے تھے۔ اوتار لیتے تھے کہ ہاتہہ سی چھوٹکر کنوین مین جا پڑی ۔ انس کہتے ہین کہ عثمان کیسا تین دن تک ہملوگون نے اوس کنوین تک آمد ورفت کی اوترتے رہے۔ کنوین کا پانی بہی پہیک دیا گیا مگر وہ انگوٹھی ہاتہہ نہ آئی ۔ اور اوسی دن سے عثمان کے امر مین کمی آتی گئی او خارجیون نے خروج کیا۔ اور یہی ابتداء فتنہ تہا جو عثمان کے قتل کا باعث ہوا اور آخر زمانہ تک اسکا سلسلہ رہا۔ اور اوس انگشتر نبوی مین ایک راز تہا اون اسرار سے جو سلیمان کی انگوٹھی مین تھے کیونکہ جب سلیمان کی انگوٹھی گم ہوگئی اونکا ملک جاتا رہا تہا!!

ہم اس مقام پر اس امر سے بحث کرنا نہین چاہتے کہ اگر فی الواقع وہ انگوٹھی رسول خدا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵ گو واسطے ہمنے خط ہاتی کہینچ دیا ہے ۔ اریس بفتح ہمزہ وکسرہا ایک باغ تہا قریب مسجد قبا کے جسمین یہہ کنوان تہا،، قسطلانی شرح صحیح بخاری -

کی تہی تو حضرت عثمان سے ذی عزت خلیفہ کو لڑکون کی طرح یارون کے جہگڑے مین اوس سے فضول کہیلنا مناسب نہ پایا نہین۔ مگر ناصر ضرور کہتے ہین کہ اگر انگوٹہی پر ہی خلافت کا دارو مدار سمجہا گیا تو حضرت عثمان کی بعد حضرت علی اور دیگر خلفاے مابعد کی خلافت کیسی تہی کیونکہ اوس انگوٹہی کا تو چاہ اریس سے نکلنا غیر معلوم بلکہ غیر ثابت ہے اور زوال انگشتری کی وقت سے یوم قتل تک خود حضرت عثمان کی خلافت کس قسم کی تہی اور قسطلانی صاحب کی عبارت "انتقض امر عثمان" ہی کچھ اور ہی کہہ رہی ہے۔

اور علاوہ اسکے اگر کوئی قتل عثمان کو ناجائز قرار دے تو ہم کوئی مسکت جواب نہین دے سکتے اسلئے کہ رسول خدا والی خلافت کی انگوٹہی کو کنوین مین پہینک کر خود حضرت عثمان اپنے جائز قتل کی باعث ہوئی۔

بہرکیف ہو جو کچھ مگر ہم اس راوی کی طباعی پر داد دیتے ہین اور محض یہی نہین بلکہ ایک گونہ شکر گذار بہی ہین۔ سید محمد لطیف زنگی پوری۔

جناب امام موسی کاظم علیہ السلام اور ایک راہب

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم۔ اگر پسند راے عالی ہو تو اس ذکر مبارک جناب امام ہفتم حضرت موسی کاظم علیہ السلام سے اپنے رسالہ اصلاح کو معزز و مفخر فرمائے۔ کیونکہ اس سے چند امور مستنبط ہوتے ہین۔ اول تو ظلم اعداء اولاد رسول مقبول۔ دوم دوازدہ امام کا اعلم الناس ہونا سوم ان ذوات پاک سے اشاعت اسلام چہارم چہاردہ معصوم کا نور سے پیدا ہونا۔ از تاریخ روضۃ الصفا جلد اصفحہ ۱۳۶ ذکر حضرت عزیر علیہ السلام

بعضے از نقلہ اخبار گفتہ اند کہ عزیر از اولاد انبیاست و در حالت صغر بخت نصر او را با بنائے جنس اسیر کردہ بہ بابل برد و در ان زمان اعلم از ان بکتاب تورات کسے نشان نمیداد وچون از قید بخت النصر خلاص یافتہ بوطن مالوف مراجعت نمود روزی از ان جوانی روزے بر خرے سوار شدہ بمہمی میرفت گذار او بر قریہ افتادہ و در بستانے از بساتین ان قریہ نزول فرمود و مقدارے انگور وانجیر و شیرہ انگور برداشت از پشت مرکب فرود گرفت

پیش خود نهاد و حمار را استوار بست خود پشت بر درخت نهاد و بجانب ان سقفهائے
فرود آمده بر دیوارهائے افتاده و استخوانهائے بوسیده نظر کرد و گفت خدایا چگونه اینها
را زنده کند بعد از آنکه میرانند قال الله تعالی او کالذی مر علی قریة وهی خاویة
علی عروشها قال انی یحیی هذه الله بعد موتها فاماته الله مائة عام
ثم بعثه منقول است که امام موسی کاظم رض در وقتیکه از اعدا اگر بجنه پوشیده و
پنهان در اطراف جهان میگشت گذار او بر قریه از قرائے شام افتاده در ان محل کوهی دید
بغایت عظیم که جمعی انبوه از نصاری متوجه قله آن جبل شده بودند از ایشان پرسید
که این چه جماعت است و شما کجا میروید گفتند برین کوه دیری است و در آنجا راهبی است
که هر سال یکبار بیرون آید و ما را از حوال دیگر امر شریعت ... آگاه کند و مشکلی که باشد حل سازد
امام موسی با ایشان همراهی نموده بر بالائے کوه رفته و چون بدیر رسیدند پیری معمر
بیرون آمد و بر موضعی مرتفع بنشست و همینکه چشم راهب بر موسی بن جعفر افتاد نورے
که از فرق همایون تا بر آسمان مرتفع شده از ینصورت متعجب شده از امام موسی پرسید
که آشنائے یا بیگانه گفتم از شما نیستم گفت مگر تو از امت مرحومه گفت بلی راهب باز پرسید
که از علمائے ایشانی یا از جهال جواب داد که از جاهلان نیستم راهب گفت اسئلک ام تسالنی
موسی گفت ذاک الیک اختیار تراست راهب گفت من پرسم امام فرمود که هرچه خواهی بپرس
راهب گفت ما و شما میگوئیم که در بهشت درختی هست که آنرا طوبی خوانند و ما میگوئیم که اصل ان
در سرائے عیسی است و بزعم شما آنکه در منزل محمد است و علی کلا التقدیرین در بهشت بقعه
و غرفه نیست که شاخی ازان درخت نیست اکنون بگوئے که مثال آن در دنیا چیست
امام گفت مثال و در دنیا آفتاب است که چون بوسط السما رسد هیچ بقعه نباشد که شعاعے
از شعاع ان در آنجا نیست. راهب گفت راست گفتی و در معنے را نکو سفتی و از هر
جانب آواز تحسین در آمد باز پیر دیر پرسید که میان ما و شما اتفاق است اهل بهشت
در جنت شراب طعام و شراب میخورند و از مطعومات و مشروبات کم نمیشود اگر میدانی
بگو که مثال ان در دنیا کدام است امام گفت که مثال ان کتاب خدا است عزوجل

که هر چند اهل تفسیر و تاویل در بطون این سخن گویند و در حقائق و دقایق آن نکتها
پرداخته‌اند با نتها نرسد و همچنان بر حیثیت خود باشد راهب استحسان نمود گفت ما و شما
میگوییم که اهل بهشت طعام و شراب بخورند و ایشان را بول و غائط نباشد مثال
او در دنیا چیست امام جواب داد که مثال آن در دنیا جنین است که در شکم مادر از طعام
و شراب که مادر میخورد او را نصیبے باشد و بول و غائط از وے صادر نگردد راهب گفت
راست بیان کردی اکنون مرا خبر ده که کلید بهشت از زر است یا سیم امام گفت از هیچکدام
بلکه زبان بنده مومن است که دهن بگرداند و بگوید لا اله الا الله محمد رسول الله راهب گفت
اکنون مسئله دیگر پرسم در جواب آن فرومانی امام گفت اگر جواب بصواب بگویم بدین
مادر آئی گفت بلے و بر این عهد کردند آنگاه راهب گفت مرا خبر ده از آن دو برادر که
یکشب از مادر متولد شدند و یکروز بجوار رحمت الهی پیوستند و در حین موت آن
دو برادر یکی مرد بست سال عمر داشت و دیگرے صد سال امام در جواب گفت آن
دو برادر یکی عزیر و دیگرے عزیر بودند پسران شرحیا که بیک شکم متولد شدند و بعد از پنجاه
سال که باهم بسر بردند عزیر روزے بمهمی میرفت و با وی قدرے انجیر و انگور و عصیر و
شیر بود گذار او بر قریه از قراے شام افتاد که خداے تعالی اهل آنرا هلاک کرده قریه
را ویران ساخته بود و عزیر در خرابے آن نظر کرد گفت (انی یحیی هذه الله بعد موتها)
پس در آنجا بخواب رفت و باری تعالی روح او را قبض فرمود و جسد او را از چشم
مردمان پنهان داشته و گوشت او را بر سباع و وحوش حرام گردانید و آن طعام و
شراب همچنان تازه بماند که هیچگونه تغیری بدان راه نیافت و مرکب او نیز هلاک شده
و بعد از وفات عزیر به چندین سال حق عز و علا باهتمام یکے از ملوک آن قریه را آبادان ساخت
و بعد از صد سال عزیر را زنده گردانید و فرشته آمد و از وے سوال کرد که کم لبثت
جواب داد لبثت یوما او بعض یوم و تردید جواب بواسطے آن بود که اول
پنداشت که آفتاب غروب کرده است بنا بر آن گفت که یکروز متوقف بودم و چون
ملاحظه نمود که خورشید فوق الارض است فرمود که بعضے از روز درنگ کردم

آن گفت کہ بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک و چون عزیر نظر بر استخوانہائے بوسیدہ مرکب خود انداخت دید کہ عظام ان باہم متصل شد و اعصاب و عروق و لحم بروے رستن گرفت و بعد ازان قادر مختار پوست درو بے پوشانید قال اللہ تعالی انظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر انگاہ عزیر بحمار خود نشستہ بخانہ آمد و با برادر خویش عزیر بنجاہ سال دیگر زندگانی کرد و ہر دو برادر در یکروز یکی در دولت سالگی و دیگرے در صد سالگی وفات یافتند۔

اگر صد سال مانی ور یکی روز بباید رفت ازین کاخ دل افروز + و چون موسیٰ بن جعفر بانتہا رسانید راہب گفت ہرچہ گفتی راست گفتی۔ و من گواہی میدہم کہ خدا یکی است و محمد بندہ و رسول اوست و حضار مجلس نیز بموافقت راہب ایمان آوردند۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد

احقر الناس مرزا محمد عباس از مظفر نگر

مرتدین عن الاسلام

اخبار وکیل مورخہ ۲۷ فروری راوی ہے موضع نگریا پہانہ علیگڈھ کے بیس مسلمان جو قدیم سے مسلمان تھے حال مین پھر ہندو ہوگئے۔ اسیطرح مقام دہر ولی ضلع فرخ آباد مین دس مسلمان ہندو ہوگئے۔ اور اسکے قبل بھی صدہا مسلمان ہندو بنائے گئے۔ جسپر وہ انجمن حمایت اسلام دہلی اور تبلیغ الاسلام علیگڈھ کی امداد پر قوم کو توجہ دلا رہا ہے۔

مگر اوسکو یہ نہین معلوم ہے یہ سب خرابیان کیون ہو رہی ہین۔ اصلی وجہ اسکی یہ ہے کہ اب اہلسنت مین خارجیت ناصبیت ترقی کر رہی ہے جدہر دیکھو یہی رنگ ہے کہ حضرات اہلبیت طاہرین سے قطع تعلق کیا جائے اونکی توہین کی جائے۔ رسول اللہ کی خطا ظاہر کی جائے جس سے اسلام سے تنفر ہو رہا ہے اور اپنے اصلی رنگ پر آ رہے ہین کیونکہ جب اسلام کا مقصد یہی ہے کہ جہانتک ہوسکے

کافرونکی حمایت کیجائے۔ تو اس سے بڑھ کر بھی اصلی کفر ہے جسمین کم ہے کہ یہ فائدہ تو ضرور ہوگا کہ وہ جو ٹیکس اور جزیہ دیتے ہیں اسکے جرمانہ سے محفوظ رہینگے جسکا بار غریب مسلمانون کو فائدہ اٹھانا پڑتا ہے آپکو معلوم ہے خلیفہ دوم کے خلیفہ ہوتے ہی عربون نے اسلام سے دست برداری کی تھی کہ جب ایسا شخص خلیفہ رسول ہوگا تو پھر اسلام کہان رہا اسیطرح خلیفہ دوم کے عہد مین جبلہ بن غسان کتنے مسلمانون کے ساتھ مرتد ہوگیا وہی زمانہ پھر آیا کہ جب ہر طرف خارجیت ہی خارجیت ہے تو پھر ایسے اسلام کو سلام۔

اوس زمانہ مین تو تلوار ہاتھ مین تھی ہزارون کو مار ڈالکر انکو جتا بھون کر اسلام قبول کروایا اب دیکھیے کونسا کرتب دکھاتے ہین کہ انکو مسلمان بناتے ہین۔

اب سے بھی اگر مدعیان اسلام سلام قبول کرین اہلبیت اطہار کی ابنا بیسوائے دیگر سالکین تو پھر اسلام سنبھل سکتا ہے ورنہ چندروز مین دیکھ لینا جتنے خارجی ہین وہ سب مرتد ہو جائینگے کیونکہ ابتو اہلسنت مین کھلم کھلا بت پرستی ہو رہی ہے پہلے خلفا پرستی تھی اب علانیہ بت پرستی دیکھو اخبار وکیل مورخہ ۲ مارچ ۱۹۲۷ء خواجہ حسن نظامی کا ایک طویل مراسلہ درگاہ خانقاہ کے متعلق شایع کرتا ہے جسکے چند فقرات حسب ذیل ہین۔ سجادہ نشین صاحب کے حامیون نے ہمسے یہ بھی کہا کہ بعض درویش حاجی صاحب (حاجی وارث علی شاہ دیوا) کی تصویر پوجتے ہین چنانچہ معروف شاہ نامی ایک درویش کی نسبت بیان کیا کہ وہ حاجی صاحب کی حیات مین انکو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ اب جبکہ حاجی صاحب کا وصال ہوگیا تو انھون نے حاجی صاحب کی قد آدم تصویر بنوائی ہے۔ ہر روز اوس تصویر کے سامنے کھانے کا دسترخوان چنا جاتا ہے اور اور تمام حاضرین ہاتھ باندھکر عرض کرتے ہین مولائے کائنات کھانا حاضر ہے اسکے بعد سب لوگ آنکھین بند کرکے مراقب ہو جاتے ہین جب مراقبہ کو تھوڑا عرصہ گذر جاتا ہے تو دسترخوان اوٹھا لیا جاتا ہے اور سب لوگ وہ کھانا مولا کا آلش سمجھکر آپس مین باہم تقسیم کر لیتے ہین۔

ہم کو اس صریح بت پرستی کی خبر کا یقین نہ آیا اور اس قصہ کو غلط فہمی یا ذاتی عناد پر محمول سمجھا مگر شام کو جب ہم حاجی صاحب کے مزار پر گئے تو مغرب کا وقت قریب تھا مقبرہ کے پائین ایک چھوٹی سی جھونپڑی آئی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ معروف شاہ صاحب کی ہی

درویش یہاں رہتے ہیں۔ نماز میں ابھی دیر تھی۔ ہم اُنکے پاس چلے گئے بیچارے بڑی اخلاق سے پیش آئے۔ اور اپنا کھانا ہمارے آگے رکھدیا۔ اُن کی سادگی اور درویشانہ مدارات نے دل پر خاص اثر ڈالا۔ بات نہ ہونے پائی تھی کہ اذان ہو گئی۔ اور ہمنے کھانے سے عذر کرکے اُٹھنا چاہا لیکن اس انکار نے درویش کو افسردہ کردیا اور وہ یہ سمجھے کہ کھانے کی . . . . . سادگی کے سبب ہمنے منظور نکیا۔ چلتے چلتے اُن کے اس خیال کو رفع کیا گیا۔

جونہی ہمنے جھونپڑی سے قدم باہر نکالا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ شاہ صاحب نے طاق کا سرخ پردہ اُٹھایا اور ایک تصویر کے سامنے جو طاق کے اندر آویزاں تھی۔ چراغ روشن کیا لوبان جلایا اور جوش لہجہ میں کچھ اشعار پڑھنے لگے۔ نعمت اللہ شاہ کی یہ حرکت دیکھکر یقین ہو گیا کہ ضرور یہاں تصویر پرستی ہوتی ہے۔ نماز کے بعد ہم پھر شاہ صاحب کے پاس گئے اور ان سے سنجیدہ طور پر اس تصویر کی نسبت دریافت کیا۔ شاہ صاحب نے فقیہانہ انداز سے گفتگو شروع کردی اور اپنی دانست میں ثابت کردیا کہ حاجی صاحب کی تصویر رکھنی ناجائز نہیں۔ معروف شاہ صاحب سے ہمنے اس تصویر کی بابت دریافت کیا جس کا چرچا بار بار سنا جاتا تھا اُنہوں نے فرمایا ہاں! چلئے دکھاتا ہوں چنانچہ وہ مجھے مکان کے اندر لیگئے۔ وہاں ایک چوبی الماری میں قد آدم قلمی تصویر جڑی ہوئی رکھی تھی۔ اور تصویر پر پردہ پڑا ہوا تھا الماری کے قریب ایک کاغذ آویزاں تھا۔ جس پر یہ لکھا تھا۔ ارشاد حضرت قدس سرہ "معروف شاہ اس مرقع کا مرقعہ نہیں سکتا رہتم ہونے دینا۔"

معروف شاہ نے پردہ اُٹھایا۔ اور تصویر ہمکو دکھائی۔ نہایت عمدہ بنٹ کی ہوئی شبیہ تھی۔ معروف شاہ نے شبیہ کے قدموں کو ماتھہ لگا کر چوم لیا ہمنے دریافت کیا کہ یہ کاغذ کیسا ہے؟ فرمایا حاجی صاحب نے اس مرقع کے تیاری کے وقت یہ لفظ ارشاد کئے تھے۔ اسلئے لکھکر لگا دئے ہیں۔ معروف شاہ صاحب اور نعمت اللہ صاحب دونوں سچے اور دیوانہ وار عاشق واقع ہوئے ہیں۔ خاصکر اول الذکر معروف شاہ صاحب تو بہت ہی پارسا اور نیک معلوم ہوتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ غلبہ محبت اور جذبہ شوق کے سبب اُنہوں نے شاہ صاحب کی تصویر کو گھر میں رکھ چھوڑا ہے اگرچہ باوجود تحقیق اس بات کا ٹھیک پتہ نہیں چلا کہ واقعی تصویر کے آگے کھانا رکھا جاتا اور

وہ تمام حرکتین جن کا ذکر اوپر آیا ہوئی ہین یا نہین ؟ مگر اس مین کچھ شک نہین ہے کہ انکو
تصویر کا اسی قدر ادب ملحوظ ہے جتنا کہ خود حاجی صاحب کا وہ کیا کرتے تھے اور یہ بات
نہایت خطرناک ہے۔ اسلیئے کہ ذوق شوق سے بڑہتے بڑہتے پرستش کی نوبت پہنچ جائیگی۔
اور کھلم کھلا حاجی صاحب کے بت خانقاہون مین رکھے جانے لگینگے۔ نعمت اللہ شاہ نے
تصویر کو اس شان سے طاق مین رکہا ہے اور اوسکے آگے چراغ روشن کرتے لوبان جلاتے
پھولون کے ہار اوسپر ڈالتے ہین۔ گویا وہ نعوذ باللہ کسی شوالے کی مورت ہے۔ بہلا اس مین
اور بت پرستی مین کیا فرق ہے ؟ نعمت اللہ شاہ تو امی آدمی معلوم ہوتے ہین مگر معروف شاہ
صاحب کی قابلیت و علمیت سے امید ہے کہ یہ تصویرون کی تعظیم و تکریم کو مسدود کردینگے۔ اور
اپنے نامور و برگزیدہ خاندان کو بدنام ہونے دین گے۔ ہم مخالفین تصوف کے سامنے عزت
و شرم سے آنکھ اونچی نہین کر سکتے۔ جب وہ اعتراض کرتے ہین کہ بہلا صوفی اصلاح کیا خاک
کرینگے۔ جبکہ خود اصنام پرستی مین مبتلا ہین۔

اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس فرقہ مین بت پرستی کی روح کسطرح پھونکی جارہی
ہے۔ پھر کوئی سمجھدار اس مذہب مین کسطرح رہ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے قدیم مسلمان
اب کھلم کھلا ہندو ہو رہے ہین کیونکہ عام طور سے صوفی لوگ اولیاء اللہ اہل اللہ کہے جاتے تھے
جب اونکی یہ حالت ہے تو وائے بر دیگران۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اڈیٹر اہلحدیث اس خبر کو سنکر جلال فاروقی کیسا دکھاتے ہین کیونکہ تصویر
ویسے ہونے کے جھوٹ بولنے کیلئے تو بقول خود تیس بیت تجویز کیا تھا۔ اس بت پرستی کے لئے تو
درہ عمری سے کام لینا پڑیگا یا اوس حدیث کو یاد کرکے دم بخود ہونگے جو آنحضرت نے خلیفہ اول سے
فرمایا تھا یا ابابکر الشرک اخفی من دبیب النمل یعنی اے ابوبکر شرک و بت پرستی
تمکو تمہارے دلومین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ بقول رسول خود خلیفہ اول کے
دلمین شرک خفی مخفی تھا تو پیر کونسا سنی اس شرک سے انکار کر سکتا ہے۔ (اڈیٹر)

انجمن تعزیہ داری قصبہ کلانور ضلع گورداسپور

(۱) یہ قصبہ کلانور ضلع گورداسپور راجہ بکرم جیت کے زمانہ سے آباد ہے۔ اس قصبہ کی آبادی

تقریباً ۱۰۰۵ ھ ہے۔ راجہ بکرم جیت سے لیکر بادشاہان مغلیہ کے زمانہ تک اسکی حالت ہوسط درجہ کی رہی۔ مگر بادشاہان مغلیہ کے وقت میں یہ قصبہ پائے تخت اکبر شاہ بادشاہ ہوا۔ اکبر نے یہین پر تاج شاہی سپرد کیا۔ اوسوقت سے اس قصبہ کی آبادی میں بہت ترقی ہوئی۔ شاہی مکانات بھی یہان تعمیر ہوئے۔ اور ایک باغ بھی گرد تخت تیار کرایا گیا۔ باغ کے چارون گوشہ کھاد بقدامت گئے۔ اور ایک چاہ جسکا عرض تقریباً ۸۵ فٹ ہے۔ درمیان باغ تیار کرایا گیا جو ابتک موجود ہے۔ تخت شاہی بھی اکبر بادشاہ کا قایم ہے۔ مگر شکستہ حالت مین ہے اب اس قصبہ کی رونق بہت کم ہے۔ اور کوئی وجہ معاش اس قصبہ مین نہین۔ عموماً لوگ گرد و نواح مین جاکر ملازمت یا کسی دیگر وجہ سے اپنی معاش پیدا کرتے ہین۔ اس قصبہ مین مختلف قومین آباد ہین مگر تعداد مین تین قومین زیادہ ہین۔ گکڑ (؟)۔ ارائین۔ اہل ہنود۔ اس قصبہ مین عزاداری امام مظلوم کا رواج بالکل نہین تھا۔ بلکہ اہلسنت جماعت لوگ جنکی آبادی اکثرت سے ہے غم امام حسین سے بالکل بے بہرہ تھے تعزیہ داری ایک معمولی ہوتی تھی۔ اکثر اہلسنت جماعت لوگ تعزیہ بنایا کرتے تھے۔ مگر وہ بہی محض ایک مانندہ کی صورت دیکھکر جس کو ایک سال کے بنانے مین نفع نہو وہ دوسرے سال نہین بنایا کرتا تھا۔ مگر ایک تعزیہ خاندان سادات کا جو عرصہ تخمیناً یکصد سال سے بنتا چلا آتا ہے۔ اور اب بھی بفضل اللہ بتصدق پنجتن اسی طرح بنتا ہے۔

اس قصبہ مین چھ سات گھر سادات کے ہین مگر انہین سے تین گھرون نے اپنی ایک وجہ معاش تصور کر کے مذہب اہلسنت وجماعت کو اختیار کر لیا ہے جو کہ بالکل امام حسین کا نام تک لینا نہین چاہتے اور بجز شرارت و غیبت کوئی خوبی نہین رکھتے۔ ابتدائے [illegible] مین چند سادات نے متفق ہو کر یہ تجویز کی کہ بغرض قیامت عزاداری ایک انجمن قائم کی جاوے جسکا نام انجمن عزاداری امام مظلوم ہو چنانچہ یہ انجمن بہ امداد خان بہادر سید محمد شاہ صاحب ریٹائیرڈ کمشنر دار جیلنگ و سید اولاد حسین صاحب گرداور قائم ہوئی اور یہ رزولیوشن پاس ہوا۔ ہر ایک سادات اثنا عشری ماہواری تنخواہ پر ایک پائی فی روپیہ ماہوار چندہ امام مظلوم کی عزاداری کے واسطے داخل کرے چنانچہ

بفضلہ تعالیٰ یہ کام بخوبی انجام پاتا ہے۔ اس انجمن میں اکثر صاحب اہل سنت الجماعت بھی شامل ہیں
ممبران انجمن حسب ذیل ہیں۔
(۱) جناب خان بہادر سید محمد شاہ صاحب ریٹائر معوبہ دار میجر پریسیڈنٹ (۲) جناب سید اولاد حسین صاحب گرداور والیس پریسیڈنٹ (۳) حقیر سید فیض حسن سکرٹری (۴) جناب مرزا عبد الغفور بیگ صاحب نائب سکرٹری (۵) جناب سید احمد خاں صاحب سب انسپکٹر (۶) جناب سید احمد حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس۔ سید محمد حسین صاحب قائم مقام سب انسپکٹر سید محمد حسین صاحب سارجنٹ سوئم۔ سید مہدی حسین صاحب ملازم پلٹن ۴۴ سید لال شاہ صاحب سوار ملٹری پولیس سید صفدر حسین صاحب پٹواری مال۔ و دیگر حضرات ممبر ہیں۔ براہ کرم اس مضمون کو درج اصلاح فرمائے کہ باعث شکر گذاری ہوگا۔

احقر سید فیض حسین سکرٹری انجمن عزاداری کلانور ضلع گورداسپور

اصلاح آفرین ہو اس ہمت مردانہ پر خدا جملہ مومنین کو اسکی توفیق کرامت فرمائے کہ اقامت عزائے امام مظلوم میں کوشش کریں کیونکہ اسلام کا مدار محبت و اطاعت رسول اللہ پر ہے۔ پھر کیونکر کوئی مسلمان گوارا کرسکتا ہے کہ اپنے پیارے نبی کے نواسہ کا ماتم نہ کرے جو محض اس غرض سے شہید کیا گیا کہ وہ اسلام کو زندہ کرنا چاہتا تھا جسے عذابیت و نابود کرے اور مدعیان اسلام کو جو عزاداری امام مظلوم میں مخل ہوتے ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دیگر برادران اسلامی بھی اس انجمن کی تقلید کرینگے اور جہاں جہاں اسکا سامان کم ہو یا نہو باخود باہمی اتفاق رائے سے ایسی تجویزیں کریں کہ امام مظلوم کے غم میں ہر شخص شاب و ماجور ہو جو کہ مخالفین دین نے بھی ہر طرف انجمنیں قائم کرنی شروع کی ہیں کہ عزاداری امام مظلوم کو محو کریں۔ لہذا مومنین کو اسکے ابقا اور اجرا میں کوشش کرنا چاہیے اور قوم کی ہر فرد بشر پر ایسی انجمنوں کی اعانت لازم ہے۔ (اڈیٹر)

السفر کالسقر

کسقدر سچا مقولہ ہے کہ بعض اوقات انسان کو سفر میں وہی مصیبت پیش آتی ہے جس سے وہ سقر سے بچا ہو۔ اگر تصدیق کی ضرورت ہو تو اڈیٹر حدیث کا سفر دیکھیے جسکی حالت وہ اخبار مورخہ ۱۰ ربیع الاول میں لکھتے ہیں

کو ہین پٹنہ مین کوئی تقریر نہ کرسکا مگر طبیعت مچلی کیسے رہ سکتی تھی۔ اسلئے مولوی محمد کریم صاحب (جو بخاری اور صحیح بخاری پر بڑی سختی سے جرح کیا کرتے تھے اُن) کا پتہ لگا کر معیت محبی مولوی عبدالسلام صاحب اور مولوی عبدالہادی صاحب عظیم آبادی اُنکے مکان پر پہونچا الحمدللہ مولوی صاحب کی زیارت سے ہم تینون بہرہ ور ہوئے مولوی صاحب کی صورت کا حلیہ اچھا خاصہ ایک ہندوانہ وضع کا تھا نچلے جسم مین دہوتی اور داڑہی سفید مگر ایسی ترشی ہوئی کہ برائے نام۔ صبح کی سفیدی کی طرح ایک دہاگہ سا نظر آتا تھا۔ البتہ خلق اور تواضع مین مولوی صاحب کو حصہ بیشک ہے بیٹھتے ہی معمولی مزاج اور مکان پرسی کے بعد مین نے کہا آپ جیسے عالمون کو جب تقلید کا نام لیتے سنتے ہین تو حیرانی ہوتی ہے کیونکہ تقلید کرنا تو جاہل کا کام ہے نہ کہ عالم کا جواب ملا کہ سب لوگ ابتدا سے مقلد چلے آئے ہین اس لئے ہم بھی مقلد ہین۔ عرض کیا کہ کسی ایک کا نام تو بتلائے جو مقلد ہو جواب ملا کہ امام بخاری مقلد تھے۔ عرض کیا۔ کس نے لکھا ہے۔ جواب ملا کہ تاج الدین سبکی نے امام بخاری کو طبقات شافعیہ مین لکھا ہے۔ عرض کیا کہ سبکی کی اصطلاح اور ہے اس سے تقلید مذہبی مراد نہین اگر تقلید مذہبی مراد ہو تو سبکی نے امام احمد حنبل کو بھی طبقات شافعیہ مین لکھا ہے بلکہ داؤد ظاہری کو بھی۔ تو کیا یہ دونون امام بھی شافعی کے مقلد تھے۔ اسپر ذرہ سے دم بخود ہوکر بولے کہ ہیران لکھنے والون نے جھوٹ لکھا ہوگا۔ عرض کیا مین تو کہتا ہون کہ وہ اصطلاح ہی الگ ہے جو شخص سبکی کے طبقات کو دیکھکر امام بخاری کو شافعی کا مقلد کہے اُسنے طبقات سبکی کو نہین سمجھا۔ بلکہ اُس کو علم سے بھی حصہ نہین ملا۔ آخر کار مین نے وہ اصطلاح بتلائی جس اصطلاح سے تاج الدین سبکی نے امام بخاری کو طبقات شافعیہ مین لکھا ہے بلکہ جس اصطلاح پر طبقات کی بنا ہے یعنی سبکی اصطلاح ہے کہ جن لوگون کو امام شافعی سے شاگردی کا تعلق ہے خواہ بلا واسطہ ہو یا بواسطہ وہ اُن کو طبقات شافعیہ مین لکھتے ہین چنانچہ سبکی نے شروع ہی مین لکھا ہے الطبقہ الاولی الذین لاقوا الشافعی یعنی پہلا طبقہ وہ ہے جنھون نے امام شافعی سے ملاقات اور مجالست کی دوسرا طبقہ اُن لوگون کا ہے جنھون نے اُن ملنے والون سے ملاقات کی اسی اصطلاح سے وہ امام احمد حنبل اور داؤد ظاہری کو بھی طبقات شافعیہ مین لکھتے ہین۔ یہ نہین کہ سبکی وغیرہ امام بخاری وغیرہ کو شافعی کا مقلد جانتے تھے ایسی بے ثبوت بلکہ بدیہی البطلان بات کون کہ سکتا ہے

کہ امام بخاری جیسے عالی شان مجتہد اعظم کو کسی مجتہد کا مقلد کہے اسکا جواب مولوی صاحب نے کچھ نہ دیا آخر بات ادہر پہونچی کہ قرآن وحدیث سے تقلید کا ثبوت نہیں ملتا۔ اجماع سے ہے ہم عرض کیا گیا کہ پہلے اجماع کی تعریف سنئے کہ امت محمدیہ کے مجتہدین کا ایک زمانہ مین کسی دینی کام پر متفق ہونا پھر اسکا ثبوت دیجیے کہ کب اور کس زمانے مین تقلید پر اجماع ہوا جواب دیا کہ ایسا اجماع کبھی نہین ہوا۔ پس جب ایسا اجماع نہین ہوا تو دوسرا کوئی اجماع حجت ہی نہین نتیجہ صاف ہے کہ تقلید شخصی نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے اسپر مولوی عبدالهادی صاحب نے کہا کہ اس کو لکھ لینا چاہیے مولوی عمر کریم صاحب نے فرمایا ہان ہم لکھ دیتے ہین مگر ساتھ ہی اسکے خلافت کو بھی لکھ دینگے کہ وہ بھی نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے۔ ہم نے کہا اسکا یہان ذکر ہی کیا۔ جب آپ رافضی بنکر تبرا کرینگے تو ہم آپ کو قرآن شریف ہی سے خلافت کا ثبوت بتلا دینگے بولے کہ اب بتلاؤ مین نے کہا اب کیا موقع ہم مین آپ مین خلافت کی بابت کوئی نزاع نہین مگر آخر تک آپ اسی بہانے پر اڑے رہے اور لکھنے کا موقع بنا دیا۔

اس تحریر سے آپکو یہ تو بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا کہ **خلافت کی کیا حقیقت ہے**۔ کیونکہ فریقین سنی ہین۔ عالم ہین۔ عالم بھی زبردست اور مشہور ایک ان مین حنفی ہین دوسرے دو تین وہابی مذہبی مناظرہ ہو رہا ہے مگر دوستانہ نہ معاندانہ۔ وہابی صاحب کہتے ہین تقلید قرآن سے نہین ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے دوسرے وہابی صاحب رائے دیتے ہین کہ مولوی عمر کریم صاحب سے لکھوا لینا چاہیے۔ مولوی عمر صاحب حنفی عالم اسکے جواب مین فرمایا۔ ہان ہم لکھ دیتے ہین مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی لکھینگے کہ **خلافت بھی نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے** اس کلمہ حق کا سننا تہا کہ مصداق فبہت الذی کفر بنگئے ساری حدیث دانی بھول گئی نہ کوئی شعر یاد رہا نہ کوئی لطیفہ حالانکہ یہ شعر یہان کسقدر موزون ہے ؎

خط جو لکھتے ہین تو لکھنے نہین دیتے ہین رقیب ماجرا یہی کم از قصہ قرطاس نہین

مولوی ثناءاللہ صاحب تو انکو اپنی چالاکی جانتے ہین کہ بات کو کاٹ دیا اور کہا در یہان اسکا ذکر ہی کیا جب آپ رافضی بنکر تبرا کرینگے تو ہم آپکو قرآن شریف ہی سے خلافت کا ثبوت بتلا دینگے۔ کیونکہ اب رافضی بننے مین عذر ہی کیا رہا جب انہون نے صاف صاف کہدیا۔

ہو مگر رسالہ میں اسکے خلافت کو بھی لکھینگے کہ وہ بھی نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے
گیا اسکے بعد اور بھی کوئی بات باقی رہتی ہے تبرا تو اسکو خود لازم ہے کہ جو خلاف قرآن و حدیث
و اجماع ہے وہ لکھتی ۔

گو ہمیں خیال ہیں اڈیٹر صاحب نے غلطی کی تحریر اون سے نہ لی کہ اپنے اخبار میں شایع کر دیتے جس
سے کم اونکو یہ فائدہ تو ضرور رہتا کہ مولوی محمد کریم صاحب کو رافضی کہکر بدنام کرتے جیسا کہ اوتھیر
اہلفقہ پر چند مرتبہ اس کا اتہام لگایا گیا ۔ اور وہ کچھ دنوں متاثر بھی ہوئے کہ اشاعت جرح علی
البخاری کو کچھ دنوں ملتوی کیا کیونکہ رافضیت کا وزنی الزام بڑے زور و شور سے لگایا جا رہا تھا
مگر ہان مولوی ثناء اللہ صاحب جانتے تھے کہ مولوی محمد کریم صاحب کوئی معمولی شخص نہیں ہیں
تام نامی انکا بجائے خود حیثیت کی کافی ضمانت کرتا ہے مشہور عالم اور نامور رئیس ہیں اڈیٹر کیسے یہ
بہ پسند ہوسکتا تھا کہ کوئی اونکو رافضی کہسکے ۔ اگر وہ رافضی ہوں تو اسکے مطلب یہ ہونگے کہ دنیا
میں کوئی سنی ہی نہیں پھر اونکا تحریری ثبوت لینا مذہب اہلسنت کو برباد کرنا تھا ۔

بلکہ اس فرقہ کے ہاتھوں شیعونکی بیشتر حق تلفی ہوئی تحریر رسول اللہ اس طرح روکی گئی
مولوی محمد کریم صاحب کی تحریر اس طرح روکی گئی جس سے کم سے کم یہ فائدہ تو ضرور رہتا کہ ایک نجیب و
عالم اہلسنت کی تحریر اس مضمون کی دکھائی جاتی کہ وہ خلافت کے نسبت صاف صاف
اقرار کرتے ہیں کہ نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے ۔

ہان اگر اڈیٹر صاحب برا نہ مانیں تو مستعدی سے عرض کرنا ہے کہ ہوگا کہ مناظروں میں ذاتیات کا لانا
نہایت کروہ و نامناسب ہے جو آپ نے مولوی صاحب کے حلیہ کے نسبت لکھا کہ مولوی صاحب کی صورت
کا حلیہ اچھا خاصا ایک ہندوانہ وضع کا تھا ۔ چہرہ میں دھوتی اور داڑھی سفید مگر ایسی ترشی
ہوئی کہ برائے نام صبح کی سفیدی کی طرح ایک دھاگہ سا نظر آتا تھا کیونکہ صورت شکل وضع
ہر ملک کی علحدہ ہوتی ہے جس سے نہ علم کو تعلق ہے نہ اسلام سے ۔

آپ اور اوقات گفتگو منظر سے بہانہ کر کے تجھکو جبکہ ہیئے مولوی محمد کریم صاحب کی تحریر میں کبھی یہ
بھی نہ دیکھا کہ اونہوں نے آپکی کہا کہ آپکے خاندانی حدود کو پہر وہ کیسی
شرافت ہے جو آپ ان امور پر نہ آتے ہیں ۔

صبح کی سفیدی کو دھاگے سے تمثیل دینے مین آپکو شاید آیہ حتی یتبین لکم الخیط الابیض یاد پڑ گیا آپکے عالی دماغ والا فہم صحابہ سفید و سیاہ ڈورے پیرون مین باندھ لیتے تھے تاکہ جب تک دونون مین تمیز ہو کہاتے پیتے عیش آرام کرتے رہین ۔

ہم امید کرتے ہین کہ اس کی پوری حالت آیندہ نمبر مین اہل فقہ کے ضرور شایع ہو گی اور جناب مولوی عمر کریم صاحب پورا واقعہ لکھینگے ۔ اور مین بھی اس سفرنامہ کا بقیہ حصہ آیندہ شایع کرونگا ۔ انشاء اللہ کیونکہ رسالہ قریب طیاری ہو چکا تھا ۔ (باقی آیندہ)

سنیان لکہنو

گذشتہ نمبر مین ہم سنیان لکہنو کی گرفتاری کا حال لکھ چکے ہین کہ روز اربعین ۴۳ سنی اس جرم مین ماخوذ ہوئے کہ اونھون نے نہ صرف حکم خدا و رسول سے مخالفت کر کے جھنڈا اٹھایا ۔ بلکہ گورنمنٹ سے بغاوت کر کے چار یاری نظم اور چار یاری جھنڈا پڑھا جسکا پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ اڈیٹر اخبار النجم لکھتے ہین ۔

۲۹ ۔ مارچ کی پیشی ۔

مقدمہ کی آخری پیشی ۲۹ ۔ مارچ کو حکم سنانے کیلیے مقرر ہوئی تھی چنانچہ اس تاریخ مین وہ ۳۴ سنی جنہون نے کہا تھا کہ ہمنے مدح صحابہ پڑھی ہے اور ہم ہمیشہ پڑھینگے ہم اسکو ترک نہین کر سکتے کیونکہ یہ ہمارا مذہبی کام ہے ۔ اور نیز وہ تین جنہون نے کہا تھا کہ ہم اس مجمع مین شامل نہ تھے بلکہ اپنے کسی کام سے آئے تھے پھنس گئے اور نیز چار ہندو یہ سب عدالت مین موجود تھے صاحب مجسٹریٹ بہادر نے ۴۳ سنیون کو تین تین ماہ قید کا حکم سنا دیا اور ہندوؤن پر ۵۰ روپیہ جرمانہ کیا اس حکم کے سنتے ہی سنیون کی طرف سے نقل کی درخواست دیگئی تھی مگر مسٹر بہادر جی سنیونکے بیرسٹر چونکہ اس وقت بیمار تھے لہذا انکے آنے مین کچھ دیر ہو گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ وقت گذر گیا اور صاحب سشن جج بہادر کے یہان درخواست ضمانت گذر سکی ، دوسرے دن کو تعطیل ہے لیکن جج صاحب نے آنے کا وعدہ فرمایا ہے لہذا دوسرے دن درخواست ضمانت دی جائیگی اور اپیل داخل ہو گا ۔

جسوقت یہ ۴۳ سنی گاڑیون پر سوار کر کے جیل خانہ بھیجے جانے لگے اسوقت لوگون نے انکو پھول کے ہار پہنائے اور ان لوگون نے باآواز بلند مدح صحابہ پڑھنا شروع کی اور اسی طرح پڑھتے ہوئے تمام راستہ قطع کیا مگر سب عدالت کیطرف سے ایک گارد پچاس آدمیون کا منجملہ ہمراہ رکھا ہو طلب کیا گیا تھا اور جو پہلے تاریخ پیشی مقرر کی گئی

سال گزشتہ میں جب چوک کے مقدمہ میں پلیس کے فرائض میں دست اندازی کرنے اور ملازمان پولیس سے لڑنے کے جرم میں شیعوں کو سزا ہوئی تھی تو ایڈیٹر صاحب رسالہ شیعہ نے ایک طویل مضمون لکھا تھا جس میں حکام کی بھی بڑی توہین کی تھی اور اپنے قیدیوں کو امام زین العابدین سے تشبیہ دی تھی مگر انکو یاد رکھنا چاہیے کہ اس تشبیہ کا موقع یہ ہے نہ وہ۔ امام ممدوح معاذ اللہ گالی بکنے اور کسی کو بیجا طور پر مارنے پیٹنے کے جرم میں قید نہیں کئے گئے تھے۔"

اس ابتدائی نتیجہ پر تو پہلے ہم اڈیٹران اخبار وکیل والبشیر کو مبارکباد دیتے ہیں کہ آپکی آرزو بر آئی نخل امید ثمر لایا کیونکہ وکیل نمبر ۲ مارچ کو لکھا تھا "کہا جاتا ہے کہ سینیو کے قانون مشیروں نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ جبتک ایگزیکٹو کے احکام کی خلاف ورزی عمل میں نہ آئیگی عدالت سے اسکے جواز و عدم جواز کا تصفیہ نہو سکیگا۔ اگر یہ صحیح ہے تو خیال ہوتا ہے کہ مقدمہ معمولی نہ رہیگا بلکہ بطور ٹیسٹ کیس (آزمائشی مقدمہ) کے عدالتوں کی ساری منزلیں طے کریگا اور بہت سی اہم و پیچیدہ تنقیحات اسمیں پیدا ہونگی لیکن جب ہم ایسے مقدمہ کی صعوبات و اخراجات پر نظر ڈالتے اور اصل بنائے اختلاف پر غور کرتے ہیں تو قوم کی بدنصیبی پر بے اختیار رونا آتا ہے اور سخت افسوس ہوتا ہے کہ ہم اپنے فرضی یا اصلی مراسم دینیہ کے تصفیہ و استقرار حقوق کی خاطر عدالتوں سے مدد لینے پر مجبور ہوں اور باہم کوئی سمجھوتہ نہ کر سکیں۔" صفحہ ۶۔

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس مقدمہ کی بنیاد کسی فوری اشتعال یا وقتی جوش پر نہیں ہے بلکہ قصداً یہ مقدمہ قائم کیا گیا ہے کہ حسب ایمای مشیر قانونی فرقہ اہلسنت و جماعت نے قصداً خلاف ورزی قانون کی ہے اور گورنمنٹ کے حکم صریح کی مخالفت کی ہے کہ اس مقدمہ کو آگے بڑھائیں اور عدالت کی ساری منزلیں طے کرکے ایک امر نو ایجاد کی اجازت حاصل کریں

وکیل پر ہمکو افسوس آتا ہے کہ وہ اس مقدمہ کی صعوبات و اخراجات پر افسوس کرتا ہے مگر اپنی قوم کو یہ ہدایت نہیں کرتا کہ تم کس امر لغو میں کہ شان اسلام سے بعید ہے جس سے نہ خدا راضی ہو نہ رسول خوش بلکہ تم تفرقہ اندازی چاہتے ہو اور رہی سہی اتفاق کو خاک میں ملا رہے ہو جس سے مدۃ العمر ایک ایسا اختلاف پیدا ہوگا کہ قیامت تک خون کی ندیاں بہینگی اور ایکروز کے لئے بھی فریقین کو آسائش نہ نصیب ہوگی۔

وکیل یا دیگر قانونی مشیروں نے اسپر نہیں غور کیا کہ ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر نے کتنی تحقیقات کے بعد یہ حکم نافذ کیا ہے کیونکہ انہوں نے ۸ ممبروں کا ایک کمیشن مقرر کیا جسمیں دو عیسائی۔ دو ہندو۔ دو سنی۔ دو شیعہ تھے جنہوں نے بالاتفاق اس نظم چار یاری اور چار یاری جھنڈا کو دل آزار اور رنجش کن قبول کیا تب ہز آنر نے بصورت قانون اس رزولیوشن کو پاس کیا کہ اسکا پڑھنا جرم ہے۔

بہر حال آخری نتیجہ جو ہوگا وہ دیکھا جائیگا سر دست تو اسقدر دیکھنا ہے کہ اہلسنت نے کس دل و دماغ سے گورنمنٹ کی مخالفت دکھانی شروع کی ہے کہ ادہر ۲ ملزمونکو تین تین مہینہ کی قید سخت کی سزا دی گئی۔ اور سنیوں نے اونپر ہار پھول برسائے اور دم چار یار کا نعرہ لگایا۔

ابھی چندروز کی بات ہے کہ جب کلکتہ بمبئی ناگپور وغیرہ میں انار کسٹونکی سزا ہوئی تھی اور بجرم بغاوت سرکار گرفتار ہوئے تھے تو بنگالیون نے اونکے ساتھ اس سے بدرجہا زیادہ اس اعزاز کو خرچ کیا تھا کہ ہار اور پھول اونپر ڈالے گئے تھے اور ”وندے ماترم“ کا نعرہ بلند کیا گیا تھا۔ یہ اوسکی دوسری نظیر قایم کی گئی کہ سنیون نے بھی پھول ہار ڈالے اور دم چار یار کا نعرہ لگایا۔

لہذا ہر صاحب فہم کیلئے نتیجہ پہلے سے طیار ہے کہ جو حال کار اون بنگالی باغیونکا ہوا۔ وہی بلکہ اوس سے بدتر ان سنیونکا ہوگا۔ کیونکہ سنیونکی تعداد ہندوؤنسے یقینی کم ہے۔ انکی تعلیم اونسے یقیناً کم ہے۔ انکی قوت اونسے یقیناً کم ہے جب گورنمنٹ نے ایسے شورہ پشتون مفسدونکی پروانہ کی تو یہ تو مین کنجین زیادہ کنجڑے۔ کبڑے۔ قصائی ہین کس شمار مین ہین۔

ہان اڈیٹر وکیل۔ البشیر کو اون بنگالی اور مرہٹے اخبار ونکے اڈیٹرونپر بھی نظر رکھنا چاہئے جو اسی قسم کی تحریرونکی بدولت کیا کیا نتائج بھگت رہے ہین نہ گورنمنٹ کی قوت کم ہو رہی ہے نہ قانون بودہ ہے نہ آپلوگونکی کوئی وجاہت ہے نہ اقتدار پھر دوکس برتے پر تتاپانی“

اڈیٹر صاحب النجم آپکو اپنی حقیقت بخوبی معلوم ہے کہ لکھنؤ کے شرفا آپسے تخاطب ہی نہین پسند کرتے کیون ناحق اپنے فرقہ کے ضعیف اور کمزور اشخاص کو مبتلائے مصیبت کر رہے ہین سمجھنے مانا وہ خلفائے ثلثہ سے زیادہ قوی دل ہین۔ کیونکہ خلفائے ثلثہ بوقت جنگ فرار کر گئے تھے اور یہ ثابت قدم رہے۔ خلفا مین کوئی برکو ہی بنا ہوا کوہ احد پر اوجھل رہا تھا اور یہ سب علم قید سنتے خوش رہے۔ تو اس سے کیا۔ کیا بنگالیون سے بھی زیادہ تیز ہین۔ پھر کیون ناحق اسطرح کا بہرہ دیگران غریبونکو آپ مبتلائے عذاب کر رہے ہین۔

اگر آپنے ان قیدیونکو مشابہ جناب امام زین العابدین بنایا تو ہمکو چندان تعجب نہین مگر آپکے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی روح تڑپ گئی کہ اسیری اہلبیت طاہرین سے اونسے انکار کیا تھا۔

اگر جناب امام آپکے خلفا کو ناجائز اور غاصب نہ جانتے تھے تو آپ ہی ایمان سے بتائے کس جرم پر قید کئے گئے۔ کیا حضرت بھی معاذاللہ چار یاری جھنڈا اٹھاتے تھے جو قید کئے گئے۔

ہان چونکہ آپکی ناصبیت تمام عالم کو معلوم ہے اسلیئے اسکی بھی شکایت نہین ہوسکتی کہ آپنے ان اشراف کو جو کبڑیے اور کنجڑے قصائی تھے مشابہ امام معصوم بنایا۔

کیا جناب امام زین العابدینؑ پر بھی پھول ہار برسائے گئے تھے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ آپکے قیدی کسیطرح ویسے نہ تھے۔ مگر مین یہ بھی نہین کہسکتا کہ مسٹر تلک یا لاجپت رای کے ایسے یہ قیدی ہین کیونکہ وہ دونو فرقہ ہندو کے شریف اور لیڈر تھے۔ ہان اگر اوس درجہ کا کوئی قیدی آپکے یہان ہو تو اوسکا مشابہ کہا جاسکتا ہے۔ لہذا اڈیٹر شیعہ نے اگر شیعہ قیدیونکی تسلی کیلئے یہ کلمات لکھے تھے تو آپ اس سے کوئی فائدہ نہین اوٹھا سکتے کیونکہ وہ سب مظلوم سادات و اشراف سے تھے۔

اڈیٹر صاحب ہم دوستانہ صلاح دیتے ہین کہ آپ بہت احتیاط سے کام لیجئے امت محمدی کو مبتلائے عذاب نہ کیجیے گو رمنٹ سے آپکا کوئی راز مخفی نہین۔ گورمنٹ بہت گہری نظر سے سبکو دیکھ رہی ہے اور سمجھ رہی ہے کہ بغاوت کا مادہ کس کس فرقہ مین کسقدر بھرا ہوا ہے وہ نہایت مدبر اور ہوشیاری سے تمام ملک پر حکومت کر رہی ہے۔ فرنگی محل مین رہنے سے فرنگی نہین ہوسکتے اور فرنگی ہو کر بھی جرم بغاوت سے نہین بچ سکتے۔

حالات ایران

ایران کی حالت اس اعتبار سے تو بدتر ہو رہی ہے کہ محمد علیشاہ کے قوی کمزور ہو رہے ہین اور اس اعتبار سے بہتری کیجانب مائل ہے کہ قوم کا ہر طرف تسلط بڑھ رہا ہے ہر شہر پر ہر قریہ پر قبضہ آزادی پسندوں کا ترقی کر رہا ہے۔ نہ کوئی صورت مصالحہ ہے نہ دولت و ملت مین اتفاق کی امید شاہ اپنی ضد اور اصرار پر قایم ہین۔ قوم ہر طرف سے اپنے حقوق مغصوبہ کو حاصل کر رہی ہے۔

ارفع الدولہ چاہتے ہین کہ سلطنت و ملت مین صلح ہو جائے شاہ پوچھتے ہین صلح کیسے ہوگی۔ حجج اسلام نجف اشرف دام ظلہم العالی بذریعہ انجمن سعادت جواب دیتے ہین۔ قوم تو صرف اپنے حقوق مغصوبہ کی طالب ہے کہ پارلیمنٹ قائم ہو قانون اساسی پر عمل شروع ہو ظلم کا باب بند کیا جائے پھر خود بخود صلح ہے اس جواب نے اور بھی سلطنت کے ہوش گم کر دئے کیونکہ علمانے یہ جواب بذریعہ انجمن سعادت دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ارفع الدولہ کو ذاتی طور سے مراسلات کا حق نہین ورنہ بذریعہ انجمن کیون جواب دیتے۔ دوسرے علما فرماتے ہین اب صلح کیسی قوم اپنے حقوق کی طالب ہے حقوق اوسکو ملجائین تو صلح ہی صلح ہے اور حقوق قوم اوسوقت حاصل ہوسکتے ہین جب شاہ سے بھی قصاص لیا جائے۔

حالات طہران۔ طہران کی حالت ایک عرصہ سے بدتر ہو رہی ہے۔ دکانین بند۔ بازار معطل۔ تجار و علماء شاہ عبد العظیم مین پناہ گزین ہین۔ ۲۳ محرم کو چار آدمی بزرگان قوم سے جو نہ اسمہ علیہ تھے۔ سفارتخانہ عثمانی سے باہر بغرض شہر مین آئے کہ کچھ سامان خورد و نوش لیجائین جنمین سے ایک تو مرزا باقر خان تھے دوسرے مرزا ابو القاسم خان تیسرے اسمعیل خان خیاط چوتھے اسمعیل خان تبریزی۔ یہ چارو بزرگ گرفتار کرلیے گئے اور شاہ کے دربار مین بھیجے گئے۔ شاہ نے پوچھا اب بھی تملوگ سلطنت مشروطہ کے طالب ہو۔ اسمعیل خان نے جواب دیا ایران کا ہر فرد خواستگار ہے اور ہر مسلمان اسکا طالب۔ شاہ کو مناسب ہے کہ جہانتک جلد ہوسکے قوم کی آزادی کا فرمان جاری کرے۔ شاہ نے انکے قتل کا حکم دیا اور داخل حرم سرا ہوے۔ جلادونکو تعمیل حکم مین تامل ہوا نہین چاہتے کہ قتل کرین ہر چند حکم شاہی صادر ہوچکا ہے مگر وہ اسکی جرأت نہین کرتے۔ آخر امیر بہادر نے خود اپنی ہاتھ اسمعیل خان کے سینہ پر ایک خنجر مارا اور جلادونکو حکم دیا اسکا کام تمام کرو۔ اسمعیل خان نے پہلے سفارتخانہ عثمانی و انگلشی کا پروانہ دکھایا کہ یہ شخص سفارتخانے کے پناہ گزینون سے ہے امیر بہادر نے دونو دو انکے حق مین کلمات ناشائستہ استعمال کیے۔

اوسوقت اسمعیل خان رو بہ قبلہ کھڑے ہوئے اور کہا۔

اے مسلمانو! گواہ رہو مین نہ بابی ہون نہ نیچری نہ لامذہب مین مسلمان خالص ہون پیرو احکام آیات اللہ نجف اشرف میرا گناہ صرف یہ ہے کہ احکام نواب امام زمان کی پیروی کی۔ ای مادر عزیز وطن گواہ رہ کہ مین صرف اس جرم مین مارا جاتا ہون کہ تیری خلاصی مین کوشان تھا۔ ای امام زمان ای حجۃ عصر آپ دیکھ رہے ہین کہ محض آپکے نواب کی پیروی مین مارا جاتا ہون اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ و اشھد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ۔ لا الہ الا اللہ زندہ رہے قانون اسلامی اور قایم رہے قانون مشروطیت،،

جب ان کلمات کو کہہ چکے تو امیر بہادر وغیرہ اوسپر جھک پڑے اور پھانسی دیدی۔ اور جسم اوسکا دروازہ باغ شاہ پر آویزان کیا گیا۔ انگریزی اخبارونکے نامہ نگارون نے آکر اسکا فوٹو لیا اور ظہر سے تا بغروب آفتاب اوسی طرح اوس کا جسم آویزان رہا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شاہ نے چاہا کہ باقی تینون اشخاص کو بھی اسیطرح ہلاک کرین مگر چونکہ سفراء کو اس واقعہ کی خبر ملچکی تھی اونھون نے فورا بازپرس کی اور نہایت سختی سے اونلوگون کا مطالبہ کیا کہ چونکہ وہ لوگ ہماری پناہ مین داخل ہوچکے ہین لہذا بغیر تحقیقات جرم بمقابلہ سفراء آپ سزا نہین دے سکتے لہذا شاہ مجبور ہوئے۔

اسمعیل خان مرحوم کی نسبت بھی سفیر گورنمنٹ انگلیشیہ نہایت سختی سے بازپرس کی ہے جسپر شاہ نے جواب دیا ہے کہ حکم

قتل نہین دیا امیر بہادر کا یہ فعل ہے ہنوز یہ مسئلہ زیر تجویز ہے ۔

اس واقعہ سے اور بھی لوگ پریشان ہین اور جیسے جیسے جس سفارت خانہ مین پناہ لی تہی اب سب وہی سفارتخانہ مین مقیم ہین
بروز عاشورہ میر علی اکبر تبریزی شریک روضہ خوانی تھے کہ حکومت کے سپاہی نے بندوق سے قتل کیا ۔ ۱۴ محرم تک
اوس مظلوم سید کی نعش یونہی رکہی رہی اور انتقام کا مطالبہ تہا ۔ قاتل محبوس تھا کہ حکومت نے تمام سپاہیونکو اوبہارا
اور قاتل کو رہا کرا لیا ۱۶ محرم کو سردار افخم ۔ مدبر الملک کی مہمانی مین گئے تھے کہ چند مجاہدین قفقاریہ مسلح وہان
وارد ہوئے اور بالاخانہ پر چڑھ گئے اور سبکو ہلاک کیا ۔ اور جب وہان سے واپس آئے تو جتنے لوگ ملازمین
دفتر و فوج تہے سبکو ہلاک کیا اور کل محکمہ پر قبضہ کیا ۔

ان مجاہدین کی تعداد چالیس سے زیادہ نہتہی ۔ اور حکومت کے سرباز وغیرہ پانسو چہ سو سے زیادہ تھے مگر ایک ساعت مین سبکو
ہلاک کیا اور کل دفاتر پر مجاہدین کا قبضہ ہے شہر مین ہر طرح امن و امان ہے ہر قسم کی انجمنین قائم ہین اور ہر طرح کا
انتظام بخوبی ہو رہا ہے ۔

قزوین کا حاکم بہی اسیطرح مارا گیا طہران مین تلاطم برپا ہے ۔ خراسان مین بہی طوفان قایم ہے ۔ اصفہان
کاشان ۔ قم صمصام السلطنہ بختیاری کے قبضہ مین ہے تبریز و اطراف آذربایجان ۔ سپہ سالار ستار خان کے قبضہ مین
کرمان مین بہی قوم کی حکمرانی ہے ۔ گیلان ۔ رشت بہی مشروطہ خواہون کے ہاتہ مین ہے ۔

شاہ کی حکومت مین صرف اردبیل ہے ۔ اور قبور سلاطین قاجاریہ یا باغشاہ طہران اور امیر بہادر جنگ یا شیرالسلطنہ
ولیاکوف روسی ۔

۳ ربیع الاول کا تار مظہر ہے کہ بوشہر مین بہی کل محکمونپر قوم کا قبضہ ہے اور ہر طرح کا انتظام مکمل ہے چنانچہ
انقلاب دولت انگلیش نے اپنا جنگی جہاز حفاظت کے لئے روانہ کیا ہے ۔
۵ ربیع الاول کا تار مظہر ہے کہ بوشہر مین کسیطرح کی جنگ نہین ہوئی نہ کوئی شخص وہان سلطنت مشروطہ کا
مخالف ہے نہ جنگ کا احتمال ہے ۔ حالانکہ یہان خوف تہا کہ خونریزی ہوگی کیونکہ طرفداران سلطنت کی تعداد
زیادہ تہی مگر کسینے مخالفت نہین کی اور قوم نے بہ آسانی قبضہ کر لیا ۔ اسیطرح دیگر بنادر مین بہی مشروطہ خواہون کا
قبضہ ہو رہا ہے ۔

بندر عباس بہی حجۃ الاسلام آقا سید عبدالحسین صاحب دام ظلہ کے قبضہ مین ہے کسی قسم کی خونریزی ہوئی نہ لڑائی
اگر چہ وغیرہ سب مشروطہ خواہ ہوگئے ہین اور مقامات بلوچستان کوہستان سبحات ۔ بندر عباس ہر مقام پر

پر حجۃ الاسلام داخلہ کی حکومت ہے۔
۲۰ ربیع الاول کا تار مظہر ہے کہ پیٹرسبرگ مین یہ خبر شایع ہو رہی ہے کہ ستار خان نے تبریز سے اطلاع دی ہے کہ شہر تبریز ہر طرح اذوقہ سے مملو ہے اگر دول خارجہ نے شاہ کی امداد نہ کی تو کسیطرح ممکن نہین تبریز کو تسخیر کر سکین
تبریز کی آخری خبر یہ ہے کہ عین الدولہ (گورنر شاہی) سخت مغلوب ہوے شاہی فوج کے پانچسو آدمی مارے گئے ۷۰ اسیر ہین باقی لوگ فرار کر گئے راہ جلفا کشادہ ہے۔
جناب ستار خان تار دیتے ہین کہ تبریز کی نسبت اکثر خبرین غلط مشہور ہو رہی ہین ہرگز قابل اعتماد نہین تبریز کی حالت روز بروز بہتر ہو رہی ہے۔ اذوقہ وافر ہے انتظام مکمل ہے کسی طرح محل خطرہ نہین۔
صمد خان نے بھی فرار کیا جو دوسری طرف سے تبریز کے محاصرہ پر مامور تہا۔ سالار علی نے دو ہزار فوج سے حملہ کیا صمد خان شکست فاش کہا کر جانب خطیب روانہ ہوا۔
صمد خان نے ۵ اصفر کی جنگ مین جانب ساولان (نام دہات) فرار کیا۔
۷ اصفر کو۔ استر آباد و مازندران مین بہی انقلاب عظیم پیدا ہوا۔ شاہی حکام کو معزول کیا اور تمامی محکمہ جات پر قوم کا قبضہ ہے انجمن جاری ہے انتظام بخوبی ہو رہا ہے۔
مجاہدین رشت نے منجیل رودبہار پر بھی قبضہ کیا۔ اب تمامی مجاہدین آذربائجان و گیلان کا مجمع قزوین مین ہے وہان سے جانب طہران حرکت کا ارادہ ہے۔
محمرہ سردار اسعد۔ آقا مرتضی قلیخان۔ آقا مرزا شکر اللہ خان معتمد خاقان وارد محمرہ ہوئے۔ یہان بھی انجمن قائم کی گئی اور شاہ کو تار دیکر مشروطیت کا اعلان دیا۔
شاہ کی شقاوت نے یہانتک ترقی کی کہ خود مشہد مقدس کے ایک گنبد طلائی کو اسنے توپ سے اڑوا دیا اب حد ہو گئی۔
ٹرکی مین ناگہانی انقلاب:۔ قسطنطنیہ سے اطلاع ملی ہے کہ ٹرکی وزیر عدالت قتل کیا گیا۔ وزیر بحری زخمی ہوا۔ اور وزیر جنگ کو قید کر لیا ہے۔ ۷ قیدی ہلاک اور ۳۰ مجروح ہوئے ہین۔
ثمی پاشا جو جنگ یونان کے زمانہ مین کمانڈر تھے وہ کل شب کو وزیر جنگ مقرر ہوئے ہین جو نیاز کوٹ سے استنبول کو روانہ ہوئے۔ فوج نعرے لگاتی اور باجے بجاتی ان کے ہمراہ تھی۔
باغیون نے پارلیمنٹ کے راستے بند کر دئے ہین ایوان مین ایک ارادہ دفعتاً پیش ہوا جسمین کہ ٹرکی

استعفے منظور کیا گیا اور جدید وزارت کے مرتب ہونے کا حکم دیا گیا تہا اور باغیوں کو معافی دیگئی تھی یہ بھی اعلان ہوا ہے کہ آیندہ شرعی قانون پر عمل ہوگا۔ اس لئے فوج بارکونکو اور عوام الناس اپنے اپنے کام پر واپس چلے جائیں اس پیغام پر سلطان کے لئے نعرے بلند کئے گئے۔

ایک مبعوث امیر ارسلاد کو ایک دوسرے شخص کے دھوکہ مین قتل کر دیا گیا جس شخص کے قتل کا ارادہ تھا۔ اسکا نام حسین جاہد ہے اور وہ ینگ ٹرکش پارٹی کے ایک ارگن اخبار کا اڈیٹر ہے۔

بعد کی خبر) ترکی بغاوت کے اندرونی اسباب ہنوز نامعلوم ہین لیکن انجمن اتحاد و ترقی کو شکست دینا اصل مقصود ہے جسکے لئے لبرل پارٹی اور نو قائم شدہ "محمدی لیگ" نے اتفاق کر لیا ہے۔

قسطنطنیہ کا ایک تار مظہر ہے کہ وزیر عدالت کے قتل کی تصدیق ہو گئی وہ وزیر جنگ کے دہوکہ مین قتل ہوا جو انجمن اتحاد کی ترقی کا حامی تھا۔

قسطنطنیہ کی خبرین مظہر ہین کہ کل ایک مجمع نے ان اخبارات کے دفاتر تباہ کر دیے جو انجمن اتحاد و ترقی کی تائید کرتے تھے اس نے ترکی زنانہ کلب کی عمارت پر بہی فیر کئے مگر کوئی مجروح و مقتول نہیں ہوا

امیر کابل کے نسبت قتل کی سازش کی گئی جسمین بی بی حلیمہ بھی شریک ہین جو اونکی سوتیلی ماں ہین سردار عنایت اللہ خان ولیعہد کے استاد نے اس راز کو فاش کیا جسپر بہت سی گرفتاریاں عمل مین آئین دو آدمی تو فوراً توپ پر اوڑا دیے گئے ایک ناظر صرف خاص دوسرے نائب کوتوالی۔

اور کچھ لوگونکے سر قلم ہوئے۔ ڈاکٹر عبد الغنی اور مولوی نجف علی صاحب بھی جو پنجابی مین گرفتار ہین۔ دیکھیے اب امیر کابل اپنے بہائی شہزادہ عمر جان خان اور اپنی والدہ بی بی حلیمہ کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہین۔ کیونکہ جرم تو نہایت عظیم الشان ہے۔

اڈیٹر الحکم قادیانی اس واقعہ کو بھی اپنے خونی نبی کے معجزات نبوت بنا رہا ہے اور کیا عجب کہ سلطنت ترکی مین جو فسادات اب پیدا ہو رہے ہین اوسپر بھی کوئی الہامی رنگ چڑہایا جائے۔

مگر اخبار وطن ایک مراسلہ شایع کرتا ہے کہ یہ ساری شرارتین ڈاکٹر عبد الغنی اور اونکے بہائی مولوی نجف علی صاحب کی ہے جو پنجابی سنی ہین بی بی حلیمہ وغیرہ کو اس سے کوئی سروکار نہین۔

ریاست خیر پور سندہ الحمد للہ کہ ۲۹ مارچ کو ہز ہائینس میر امام بخش خان صاحب باضابطہ گدی نشین ریاست ہوئے خداوند عالم انکو بھی بزرگونکا قائم مقام بلکہ اونسے زیادہ صاحب اقبال کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

الامامۃ

(ایک عالم اہلسنت کی تصنیف)

نحمدہ و نصلّی علیہ

کمترین عالم ماہ عالم گورگانی مصطفوی صابری چشتی عرض پرداز خدمت احباب ہے کہ ہمارے خان بہادر نواب شیخ احمد حسین صاحب بہادر تعلقہ دار فرما لفرمائے پریانون ضلع پرتاب گڈھ ملک اودہ کے بعض مولفہ رسائل دیکھے گئے جن سے ظاہر ہے کہ جناب ممدوح کی معلومات مذہبی بہت وسیع اور اونکی ہر تالیف سے قومی ہمدردی منصف مزاجی نمایان ہے اونکے ہر ایک مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب ممدوح شیعہ و سنی کے اتحاد و اتفاق کرانیکے بیحد شائق اور قلم و رہم سے بیحد کوشان ہین اللہ تعالی اونکو اس مقصد عالی مین کامیاب فرمائے جناب معز نے ایک رسالہ موسوم بہ المصافحۃ و الموافقۃ لکھا ہے جسکے تین مقاصد ہین پہلا مسائل اصولیہ مین دوسرا مسائل فقہیہ مین تیسرا مسائل متفرقہ مین۔ اگرچہ جناب معز نے ہر ایک مسئلہ مابہ النزاع مین سنی شیعہ کا اتحاد ثابت کیا ہے لیکن مسئلہ امامت کی نسبت صفحہ ۱۹ مین لکھا ہے کہ شیعہ نبوت کی طرح امامت کو بھی اصول عقائد مین شمار کرتے ہین اور پھر ہمارے علامہ جلال الدین دوانی کی شرح عقائد عضدیہ سے یہ لکھا ہے۔

واعلموا انّ مسئلۃ الامامۃ لیست من الاصول التی یجب علی کل مکلف معرفتھا عند اھل السنۃ والجماعۃ

جانو اور آگاہ ہو کہ درحقیقت مسئلہ امامۃ مذہب اہلسنت وجماعۃ مین اون اصول عقائد سے نہین جنکا اعتقاد ہر مکلف پر واجب ہے انتہی۔ پس ہمارے معز نے

معرفت کا ترجمہ اعتقاد کرکے چوک کہائی ہے **دوم** اعمال و اعتقادات کا وجوب اور چیز ہے اور معرفت اور ہے وہ علمار کو ہوتی ہے پس اونہی پر معرفت امام واجب ہے لیکن اطاعت امام سے بجز کودن اور لایعقل اطفال کے کوئی مستثنی نہین اور ایسا استثنا ہر ایک واجب و فرض کیلئے ہے **سوم** عبارت مذکور مین لفظ کل ہے جو بعض بعض قرآن و احادیث ہونا موجود ہے **چہارم** بعض صاحبون کے نزدیک گو ہماری یہ تاویل بعید معلوم ہوگی لیکن جبکہ ہماری کتب صحاح اور کتب معتبرہ علمار مین شناخت امام اور تقرر امام کو فرض اور طاعۃ امام کو واجبات عظیمہ سے لکھا ہے اور اوسکے منحرف کو کافر بتایا ہے تو عبارت مذکور کا کلیہ اھل السنۃ والجماعۃ ٹوٹ گیا جس سے معلوم ہوا کہ بعض علمار اہلسنت امامت کے وجوب کے قائل ہین نہ کہ جملہ مخالف ہون اسکے علاوہ تعامل قوم اور افعال صحابہ اور قرآن و احادیث و فقہ سے ضرورۃ امام ثابت ہے اور فتاوی عالمگیری وغیرہ مین ہے من انکر امامۃ ابی بکر فھو کافر یعنی جسنے امامت ابی بکر سے انکار کیا وہ کافر ہے پس اگر امامۃ اصول عقائد مین داخل نہین تو اوسکا منکر کافر کیونکر ہوا اور اطاعت و تقرر و معرفت امام واجب کیونکر ہوئی۔

ہمارے نزدیک ناحق شناس اور مخالف قرآن اہلسنت ہین اور شیعہ بین مسئلہ امامۃ اختلافی ہے لیکن مذہب اہلسنت اور مذہب شیعہ مین اختلافی نہیں بلکہ دونو متفق ہین ہان تشخیص امام اور حدود و تعریف یعنی قرارداد امام مین تفاوت ہے جیسے ہم اہلسنت امامۃ ابی بکر کے منکر کو کافر جانتے ہین ویسے ہی شیعہ امامۃ علی کے منکر کو کافر جانتے ہین چنانچہ مخالفان حضرت ابوبکر یعنی مانعین زکوۃ کو جن کا اسلام صحاح ستہ وغیرہ سے ثابت ہے اہلسنت اونکو مرتد مانتے ہین اور مخالفان علی اور محاربان علی یعنی ناکثین و قاسطین و مارقین کو منافق بھی نہین جانتے حالانکہ جب چارون کی خلافتو کو خلافت راشدہ مانتے ہین تو اون مین سے ہر ایک کے مخالف کو مرتد ماننا لازم تھا مگر ناکثین و قاسطین وغیرہ کی نسبت ہم اہلسنت کا ایسا عقیدہ نہین تو یہہ فرق دو وجہ سے معلوم ہوتا ہے ایک فرق عصمت اجماعی دوسرا عصمت نبوت کی

قوت و صنامۃ کے اصداد ہے جسکا حال آیندہ معلوم ہوگا دوسرا انتساب امام کے سبب سے
مصا ۔ ہی جیسے شیعون مین زیادہ تر سادات بنی فاطمہ ہین اس وجہ سے وہ اپنی نسل کے
امام کو امام کہتے اور جانتے ہین اسی طرح اہلسنت مین منتسب شیخین سے بکثرت ہین پس وہ
اپنے جد اعلی کی امامت کو ادعائے شیعہ سے گھٹنے نہین دیتے چنانچہ فصل الخطاب مین حکیم
ترمذی کی نوادر الاصول سے منقول ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مینے
آنحضرت کو یہ کہتے سنا خدا ے تعالی فرماتا ہے۔

عن ابن عباس رض عن رسول اللہ صلعم انہ قال اللہ عز وجل خلقنی من نورہ وخلق ابوبکر من نوری وخلق عمر من نور ابی بکر وخلق المؤمنین کلھم من نور عمر (فی نوادر الاصول)

اے محمد صلعم مینے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور ابوبکر کو تیرے نور سے اور نور ابی بکر سے عمر کو اور عمر کے نور سے تمام مومنین کو انتہی محصلاً۔

کتب اصول عقائد وغیرہ سے ظاہر ہے کہ مومنین ناجی ہین اور وہ فرقہ صرف
اہلسنت ہے پس اوسی پر مومنیت کا اطلاق ہوسکتا ہے باقی فرق خوارج و روافض
وغیرہ یہ اہلسنت کے نزدیک مردود ہین پس وہ مومن نہین لہذا وہ نسل شیخین سے
ہو نہین سکتے اسکے علاوہ اس فرقہ کے جوش ایمانی کے ہنگاموں اور مقدمہ بازیون
وغیرہ سے الولد سر لابیہ کا مضمون بھی صادق آتا ہے پس ان دو وجوہ سے
صفات امام مین فرق ہے لیکن نفس امامہ مین فرق نہین دونون فریق کے اصول عقائد
مین امامت داخل ہے اور تعامل قومی بھی اسکا شاہد ہے ۔ تو بعض اہلسنت کا یہ
لکھنا کہ مسئلہ امامۃ اصول عقاید مین داخل نہین میرے نزدیک تجاہل یا بہتان صریح
ہے ۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ازالۃ الخفا مین لکھتے ہیں
بباید کہ بعلم الیقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت این بزرگواران اصلی است از اصول دین
تا وقتیکہ این اصل محکم نگیرد ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت محکم نشود زیرا کہ اکثر احکامے
کہ [illegible]

پس جب خود قرآن عظیم کا حل بغیر اثبات خلافت ناممکن ہے تو اس کا وجوب انحریبیات سے ہونے میں کیونکر شبہہ ہو سکتا ہے بلکہ یہ معلوم ہوا کہ اصل الاصول دین یہی ہے۔ لہذا ناچیز نے یہہ رسالہ موسوم بہ الامامۃ انکشاف حقیقت کے لئے لکھا ہے خدا کرے کہ خادم مذہب مصطفوی کی اس تیسری تالیف سے بھی مسلمانون کو نفع میسر ہو آمین یا رب العالمین۔

تمہید

تتبع کتب سماوی واحادیث وسیر وتواریخ سے مستفاد ہوتا ہے کہ شرایع سابقہ سے ہر ایک صاحب شریعت کا جانشین منصوص ومعصوم ہوتا تھا اور جو شخص خلیفہ قرار پاتا وہی شخص پیروان شریعت کے نزدیک امام وقت سمجھا جاتا تھا خواہ اوس جانشین وامام کو خلق اللہ پر قہر وغلبہ حاصل ہوتا یا نہوتا اور اوس جانشین وماہر شریعہ کیلئے اعلم وافضل امۃ ہونا شرط تھا جیسا کہ ہمارے ہان ہر جمعہ کے خطبون مین افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر الصدیق پڑہا جاتا ہے چونکہ وہ متصدی شریعت احداث وتشریع نہ کرتا تہا اور خود صاحب شریعت کی سچی زندہ تصویر ونظیر بنا رہتا تھا اس ضرورت سے پیروان شریعۃ اوسیکو امام بھی کہتے تھے اس بنا پر یقین ہوتا ہے کہ تمام پیروان شرایع آسمانی مین عقائد توحید ورسالت وقیامت کی طرح مسئلہ امامۃ بہی اصول عقائد مین داخل تہا چنانچہ باوجود نایابی کتب اس عقائد کا جستہ جستہ پتہ حضرت آدم صفی اللہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا اب تک ہماری کتب سے پایا جاتا ہے۔

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے تو اس جدید شریعت مین بھی امامۃ اصول عقائد مین داخل تھی چنانچہ جسروز حضرت نے اظہار نبوت کیا تھا اوسیروز اوسیوقت خلافت وامامت وصی جناب امیر کا بھی اظہار کیا جیسا کہ کتب صحاح وتواریخ وتفاسیر معتبرہ سے ظاہر ہے لیکن بقول علماء اہلسنت وفات آنحضرت کے بعد ایجاد اجماع سے حضرت ابوبکر غیر منصوص خلیفہ بن گئے۔ اوس

تاریخ سے عقیدہ امامۃ کے اصول عقائد مین ہونیکی نسبت صحابہ مین اختلاف پڑا اور بعض بمصلحت اور بعض بجبر اس عقیدہ کے مقلد بن گئے لیکن افراد عالی کے قلوب مثل سابق عقیدہ امامۃ منصوص پہ جمے رہے ہان اونکے بعد کے جاہل اور بیجبر نسلین اختلاف صحابہ کے سبب قید عقیدہ امامت سے اپنے تئین آزاد سمجھنے لگین اور بعض بیوقوف دنیا پرست علمانے اون جاہلون کی دولت کی لالچ یا حکومت کے دباؤ سے ایسی باتین گھڑدین اور اپنی تالیفات مین لکھ دین کہ جن سے اس عقیدہ فاسدہ کو قوت ہوگئی اور اونکے بعد کے علمانے اپنے متقدم دنیا پرست علما کے برتے عقیدہ امامۃ کی اور بھی بیخ کنی کردی اس وجہ سے مسئلہ امامت قول عوام ہی سے نہین بلکہ اکثر اہلسنت کے علماء متبحر کے فہوم سے بھی دور ہوگیا اور آج ایسا دور ہوگیاہے کہ اگر کسی معتبر عالم سے دریافت کرو تو وہ حقیقۃ امامت کے بتانے مین ضرور بچکولگائیگا۔

مسئلہ امامت کے اصول عقائد مین داخل اور پھر خارج ہونیکے اسباب

آیہ ملت ابیکم ابراہیم سے ظاہر ہے کہ ملت ابراہیمی اونکے خلفاء منصوص ومعصوم سے عرب مین پھیلی تھی جن قصص سے اکثر صحابہ خوب واقف تھے ورنہ لفظ ابیکم مہمل اور فضول بتانا پڑیگا اور بعض یہودی صحابہ حضرت یوشع بن نون کے استخلاف موسوی سے اور حضرت سلیمان عم کے استخلاف داودی اور حضرت یحیی عم کے استخلاف زکریا علیہم السّلام سے بخوبی ماہر تھے جنکے علم کے بموجب خدا تعالی نے قرآن مین باجمال فرمادیا تھا کہ یہودیون اور آتش پرستون نے ۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ	احبار اور رہبانون کو خدا کے سوا اختیار کرلیا ہے اور بموجب آیت

شرلیۃ یہودی صحابہ اخبارون کے اور آتش پرست صحابہ رہبانون کے قبل قبول اسلام تک بذات خود تابعدار اور فرمان پذیر رہ چکے تھے ۔ اور اسیطرح عیسائی صحابہ پوپ کے اور قرآن نے بھی درجہ امامت اور وجوب طاعت

امام کو آیات ذیل سے روشن فرمادیا تھا جنکا حاصل یہ ہے۔

یوم ندعوا کل اناس بامامہم | قیامت میں تمام لوگ اپنے اپنے اماموں
انما انت منذر و لکل قوم ھاد | کے ساتھ بلائے جائینگے اور اے
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول | رسول بیشک تو ڈرانے والا ہے
و اولی الامر منکم | اور تمام قوموں کے واسطے ہادی ہے

اور اللہ کی اطاعت اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ جو تم میں سے ہے نہ اون مخالف و دشمن اسلام بادشاہوں کی جو خارج از ملت یا بتکلف اسلام کے مدعی ہوں پس ان آیات کے معانی و قراین سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر تمام صحابہ عادل اور قرآن کے منزل من اللہ جاننے والے تھے تو تفصیلی نام و امامت کو ضرور معتقدات خاصہ سے جانتے ہونگے۔

کتب کثیرہ سے واضح ہے کہ اکثر مغلوب قبائل عرب اسلام کے قہر و غلبہ سے بسیاق آیات کثیرہ و احادیث عدیدہ فی الصحیحین نافر اور بقول علامہ شہرستانی صاحب ملل و نحل یظہرون الاسلام و یبطنون النفاق کے عامل تھے اسکے علاوہ بعض قبائل عرب انہدام صنم و استیصال کلیسا و کساد بازاری۔ آتشکدہ وغیرہ کے سبب بے وقار ہوگئے تھے جو نعل در آتش تھے اور انہی میں بعض مقتولین بدر و احد و خندق و خیبر و تبوک و حنین وغیرہ کے وارث اور طالب قصاص یہہ سب بنی ہاشم کے دشمن جانی اور بانی اسلام کے خون کے پیاسے تھے صرف مال غنیمت کی لالچ اونکے نفاق کا پردہ پوش تھا جیسا کہ بکثرت آیات قرآنی سے ثابت ہے پس ایسے ایسے وجوہ سے

ومن الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر و ماھم بمومنین یخادعون اللہ و والذین امنوا و ما یخدعون الا انفسھم و ما یشعرون ۵ | بکثرت قبائل عرب کو بانی اسلام اور اوسکے بہی خواہوں سے دلی عناد تھا اس وجہ سے استخلاف غیر منصوصہ کا موقع ملا اور ایجاد اجماع سے کام چلا اور سقیفین کی

ـــــ
لــه اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر

خلافت چل کھڑی ہوئی - چنانچہ حارث بن نعمان فہری کا قصہ مشہور رہے جو بکثرت کتب مثل السنان العیون فی سیرت المامون مصراطسوی محمود بن القادری - اربعین جمال الدین محدث - نور الابصار سید مومن بن حسن شبلنجی - ذخیرۃ المال احمد بن عبد القادر الحفظی شافعی - روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ - تفسیر شاہی حضرت محبوب عالم قدس سرہ مین درج ہے اور ملک العلما شہاب الدین دولت آبادی نے اپنی کتاب ہدایۃ السعد کے جلوہ ثانیہ ہدایۃ ثامنہ مین باختصار لکھا ہے جسکے حاصل ترجمہ کو ہم باضافہ لکھتے ہین تا کہ اصل قصہ ترجمہ مین آجائے -

وفی الزاہدیۃ عند قولہ تعالیٰ سأل سائل بعذاب واقع فی التفسیر الثعلبی نزولا ان رسول اللہ صلعم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ

صاحب زاہدیہ کے نزدیک آیہ سأل سائل کے نزول کا یہ سبب ہے جو تفسیر ثعلبی مین ہے کہ لوگون نے کہا کہ جب آنحضرت نے فرمایا کہ جسکا مین مالک ہون اوسکے مالک علی بھی ہین اے خدا اوسکو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور مغضوب رکھ اوسکو جو علیؑ سے عداوت کرے

بقیہ حاشیہ صفحہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے وہ مومن نہین ہین فریب کیا اللہ سے اون لوگون نے (جنہون نے زبانی اقرار کیا کہ) ہم ایمان لائے اور نہین فریب کیا لیکن اپنی جانون سے اور اونکو عقل نہین ہے اور اون مین سے وہ لوگ ہین راے پیمبر غنیمت لینے کو وقت تمہارے پاس آتے ہین بس اگر اونکو دو تو راضی ہوتے ہین اور رنجیدہ ہو تو قساوت کرتے ہین - یہ پہلی آیت سورہ توبہ مین مرقوس بن زہیر تمیمی حضرت ابوبکر کے رشتہ دار کی شان مین نازل ہوئی -

سلہ بعض علما مثل ابن تیمیہ وغیرہ نے سورہ معارج کے مکی ہونیکے سبب سے ایراد کیا ہے کتب کثیرہ سے ظاہر ہے کہ بمقام غدیر خم پر آنحضرت نے مکی ہزار صحابہ کو جمع فرما کر اثنا خطبہ مین فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ اور یہ واقعہ سنہ ۱۰ھ کا ہے جو حاجی حجۃ الوداع مین پیش آیا اور حارث بن نعمان فہری کا واقعہ اسکے بعد کا ہے تو سورہ معارج کی اس پہلی آیت کا مدینہ مین نازل ہونا غلط ہے اسکا جواب یہ ہے کہ بکثرت آیات اور بعض سورتیں

فمر ذلک واحد من الکفرۃ من جملۃ الخوارج فجاء الی النبی صلعم فقال یا محمد ھذا من عندک او من عند اللہ فقال صلعم من عند اللہ فخرج الکافر من المسجد وقام علی عتبۃ الباب وقال ان کان ما یقوله حقا فانزل علی حجراً من السماء قال فنزل حجر ورضخ راسه فنزلت السورۃ یعنی سأل سائل بعذاب واقع الخ

اور اوسکی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے اور اوسکو ذلیل کر جو علی کو شرمندہ کرے پس یہہ استخلاف کلمات حارث بن لغمان فہری نے سنے جو انہیں مسلمان منافقوں سے تھا وہ برداشتہ خاطر ہوکر آنحضرت کے پاس حاضر ہوا اور اوسنے کہا کہ اے محمدؐ آپنے نماز و روزہ و زکوۃ کے واسطے کہا ہم نے اوسے قبول کیا اور اب جو یہہ بات یعنے من کنت مولاہ فرمائی ہے تو یہہ آپ نے اپنی طرفسے فرمائی ہے یا خدا کے حکم سے آنحضرت نے فرمایا خدا کے حکم سے پس وہ خارجی کافر مسجد نبوی سے نکلکر اوسکے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑا ہوا اور کہا کہ اے خدا اگر محمدؐ نے یہ بات تیری طرف سے کہی تو پس میرے اوپر پتھر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷ دو دو اور تین تین بار نازل ہوئی ہیں چنانچہ اتقان فی علوم القرآن سیوطی میں ہے النوع الحادی عشر ما تکرر نزوله صرح جماعۃ من المتقدمین والمتاخرین بان من القرآن ما تکرر نزوله قال ابن الحصار الایۃ تذکیرا و موعظۃ وذکر من ذلک خواتیم سورۃ النحل اول سورۃ الروم وذکر ابن کثیر منه ایۃ الروح وذکر قوم منه الفاتحۃ وذکر بعضهم منه قوله ما کان للنبی والذین امنوا الایۃ وقال الزرکشی فی البرھان قد ینزل الشئ مرتین تعظیما لشانه وتذکیرا عند حدوث سببه خوف نسیانه ثم ذکر منه ایۃ الروح وقوله اقم الصلوۃ طرفی النھار الایۃ قال فان سورۃ الاسراء مکیۃ وسبب نزولھا یدل علی انھا نزلت بالمدینۃ الخ

دی اور آپنے زحمتو نکو گوارا کیا کہ اسلام سے کسیطرح الزام مرتفع ہو اگرچہ ہمکو ایک منٹ کا امام شطے
اب ہم یہاں حضرت کے اس استقلال و استحکام کو اپنے دعوی حقیت پر غور کرو کہ ایک منٹ کیلئے
بھی آپکو اپنی حقیت میں شک و شبہہ عارض ہوا نہ اپنے فہم صحیح پر کسی رائے و مشورہ کو ترجیح
دیا۔ ابوبکر صاحب کے اوس شک و شبہہ سے ملاؤ کہ مرتے وقت تک یہ حسرت ہے کاش ہم
پوچھے ہوتے یہ حق کس کا ہے کاش پوچھے ہوتے کہ انصار بھی اسمیں حقدار ہیں کہ نہیں کاش
ہم خود ابو عبیدہ کی یا عمر کی بعیت کئے ہوئے خود وزیر بنتے اور امیر نہوتے دونوں کے موازنہ ہی
سے خود کھل جائیگا کون حق پر ہے کون ناحق پر یہی وجہ ہے کہ جب آپکے فرق مبارک پر ابن
ملجم ملعون کی ضرب پڑی ہے تو بیساختہ فرمایا فزت ورب الکعبۃ

وجوہ انتقام | استقرار حقیت کے بعد آپکو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ جن لوگونکو ابوبکر صاحب
نے مسلمانوں سے قتل کیا اونمیں اور جناب امیرؑ کے مخالفین میں کیا فرق ہے۔ کیونکہ
وہاں جسنے مخالفت کی ہے یا بغاوت۔ تو وہ خود ایک ایک امر کے ذمہ دار عہدہ دار
تھے کہ خود آنحضرت نے اونکو ایک خدمت پر مامور کیا تھا اور کبھی آپنے اونسے یا کسی سے یہ
نہ کہا کہ ہمارا قائم مقام ابوبکر ہے نہ کبھی اون امور کی نگرانی یا بازپرس ابوبکر سے متعلق رہی
کہ معلوم ہو یہ بھی کسی طرح کے عہدہ دار ہیں بلکہ برخلاف اسکے حضرت نے ہمیشہ اپنے قائم
مقام کو نہایت وضاحت سے ظاہر کیا جسکی ابتدا روز اظہار دعوت نبوت سے ہوئی
اور خاتمہ وقت موت پر پھر وہ کس قاعدہ سے ایک اجنبی غیر متعلق شخص کو رسول کا خلیفہ
مان سکتے تھے اگر ایسا کرتے تو خود وہ خدا اور رسول کے یہاں ماخوذ ہوتے لہذا اونپر
اسلامی فرض تھا کہ ایسے ناجائز مدعی سے جنگ کریں کیونکہ درحقیقت یہی باغی ہے
جو بقہر واستیلا حضرت کے مقرر کردہ عمال پر تصرف کیا چاہتا ہے۔ لہذا اونکی مخالفت
اس خلیفہ سے کسیطرح بغاوت کے حد میں نہیں آسکتی۔ بخلاف اونلوگونکے جنہوں نے
جناب امیرؑ سے بغاوت کی کہ وہ سب ابتدا سے واقف تھے اور بخوبی واقف تھے کہ اہل
اور جائز خلیفہ یہی ہیں لہذا یہ بغاوت بالکل ناجائز تھی۔
(۲) اسی سے دونوں کے غیظ و غضب میں بھی فرق ہونا چاہیے کیونکہ اگر حقدار سے مخالفت

کی جاتی ہے اوسکو زیادہ غصہ آنا چاہیئے۔ بخلاف اوسکے جو ناحق پر ہو کہ وہ بشرط انصاف سمجھ سکتا ہے کہ درحقیقت یہ مخالف مورد غیظ و غضب نہیں ہے بلکہ ہم خود مجرم ہیں جسکا مقتضا یہ ہونا چاہیے کہ جناب امیرؑ کو انکی مخالفت سے زیادہ رنج ہو اور آپکی قوت غضبیہ زیادہ جوش میں آئے اور ابوبکر صاحب کا کم۔ مگر آگے چلکر فرق معلوم ہوگا کہ دونوں میں کیا فرق ہے کیونکہ جناب امیرؑ کا عمل اسپر ہے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

(۳) مخالفین ابوبکر آیت اور حدیث پیش کر رہے ہیں کہ تم ناحق پر ہو صحابہ فہمائش کر رہے ہیں بااجماع کہ آپ خطا پر ہیں۔ مگر انکا یہ تاثیر استاثیر ہو رہا ہے کہ نہ کسی آیت کو سنتے ہیں نہ حدیث کو نہ صحابہ کے اجماع کو نہ اپنے یار غار بلکہ محسن و مددگار کی فہمائش کو بلکہ اونکی ڈاڑھی نوچتے ہیں قسمیں کہائے چلے جاتے ہیں۔ ہم تو ضرور لڑینگے چاہے کوئی نہ ساتھ دے ہم اپنی جان دینگے رہا ج ہٹ۔ تریا ہٹ۔ سیالک ہٹ مشہور ہے۔ پھر بھلا کیونکر کوئی گوارا کر سکتا ہے کہ خلیفہ کو مارے جانے دیں جس سے اسلام بدنام ہوتا کیونکہ غیروں کی نگاہ میں اسلام تو وہی ہے جسکے مالک خلیفہ ہیں۔

برخلاف اسکے مخالفین جناب امیرؑ نہ کسی آیت سے استدلال کرتے ہیں نہ کسی حدیث سے۔ نہ اپنے مخالف کی آیت سنتے ہیں نہ اونکی حدیث۔ نہ کوئی الزام قائم کرتے ہیں نہ اوسکا کوئی ثبوت دیتے ہیں بلکہ مثل خلیفہ اول لڑائی پر تلے ہوئے ہیں۔ لوٹ مار۔ غارت میں مصروف ہیں۔ کیسے کیسے اکابر صحابہ جاتے ہیں کس کس طرح اونکی فہمائش کی جاتی ہے۔ خود مجسم قرآن بھیجا جاتا ہے مگر وہ حامل قرآن ہی قتل کر دیا جاتا ہے جو قرآن لایا تھا۔ پھر آپ ہی بتائے حضرت کی قوت انتقامیہ کو کس طرح جوش آنا چاہیئے۔ مگر واہ رے صبر و تحمل کہ ایک منٹ کے لئے بھی اوسمیں فرق نہیں آتا۔

(۴) مخالفین ابوبکر بالفرض اگر خاطی مان لئے جائیں تو اونکا صرف ایک جرم ہے کہ خلافت کو اونکی نہ مانا کیونکہ زکوٰۃ نہیں دیا۔ دوسرا کوئی جرم اونپر نہیں قائم کیا گیا ہے۔ مگر سب آگ میں جلا دئے گئے اور اس بے رحمی سے قتل کئے گئے کہ تاریخ دنیا میں اوسکی کوئی نظیر نہیں بخلاف باغیان جناب امیرؑ جنکے جرائم ہزاروں سے متجاوز ہیں ہر ہر شخص کے جرم بیشمار

بنے ہوئے ہیں حج آخری رسول اللہ نے تیور بدلے ہیں۔ غرض رسول اللہ نے بغاوت پر آمادہ ہیں۔ لشکر اسامہ کے ساتھ نہیں گئے۔ وصیت نامہ رسول کو روکا۔ دفن وکفن رسول میں نہیں شریک ہوئے۔ بجائے تعزیت دختر رسول پر ظلم کیا۔ گھر میں آگ لگانے آئے۔ دوسرے شخص کو ناجائز خلیفہ بنایا۔ ہزاروں ناحق خون کیا۔ خلیفہ عثمان کو قتل کرایا۔ قرآن کی حرمت کو اولٹا اور جلایا۔ ہر ظلم کے خود موجد اور شریک رہے۔ بیعت کرکے نکث بیعت کیا۔ بجائے نمازیونکو مسجد بصرہ میں شب کے وقت قتل کر ڈالا۔ بیت المال کو لوٹ لیا۔ ہزاروں بدعتوں کو رائج کیا۔ ہزاروں قسم کا افترا رسول اللہ پر کیا۔ غرض وہ وہ جرائم کئے کہ بہت سے اونمیں سے ایسے ہیں جو کسی فرد بشر کے ذہن میں بھی نہیں آتا تھی کہ واضعین قانون تعزیرات ہند بھی اوسکو اپنے ذہن میں نہ لاسکے

نصوص صریحہ قتل وقمع اب اس استحقاق خلافت۔ اور جرائم باغیان کیساتھ اسکو ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت کے پاس نصوص صریحہ اس قلع وقمع بغاوت کے متعلق کیسے موجود ہیں خود قرآن میں ہے یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین۔ جسمیں ایک معمولی شخص کو بھی شک نہیں ہو سکتا کہ یہ پیشین گوئی جناب امیر ہی کے متعلق ہے کہ خداوند عالم آپ ہی کے اس عظیم الشان معاملہ کی خبر دے رہا ہے کیونکہ یہ صفت دوسرے سے متعلق ہو سکتی ہے نہ اور کسیکو اون مرتدوں سے سامنا پڑا۔ دوسرا یا ایھا الذین آمنوا کے مخاطب صحابہ ہیں علاوہ اسکے خود حضرت نے بتصریح صریح ابوبکر وعمر صاحبان سے یبعث اللہ رجلا منکم کی نفی کی ہے حدیث خاصف النعل ہی چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے۔

ازانجملہ آنکہ در بیعت رضوان حاضر بود و نامہ صلح بدست وے مکتوب شد قال ابن اسحٰق وکان ھو کاتب الصحیفہ وہم وزیر سفر بار مرتضی معاملہ مقتل الخلافۃ بجا آورد ومنہا خرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علی رض قال جاء النبی اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفاءک وان من عبید ما قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی

الصفة انما فروا من ضياعنا و اموالنا فاردد هم الينا فقال لابي بكر ما تقول فقال صدقوا انهم لجيرانك وحلفاءك فتغير وجه النبي ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم لجيرانك وحلفاءك فتغير وجه النبي ثم قال يا معشر قريش والله ليبعثن الله عليكم رجلا منكم قد امتحن الله قلبه للايمان وليضربنكم على الدين او بعضكم قال ابوبكر انا هو يا رسول الله قال لا قال عمر انا هو يا رسول الله قال لا ولكن ذلك الذي يخصف النعل وقد كان اعطى عليا نعله يخصفها ص ۲۵ مقصد دوم

اس حدیث کو میں اسی حصہ ثانیہ تنقید بخاری میں بشرح و بسط تمام لکھ چکا ہوں ملاحظہ ہو صفحہ لغایت صفحہ

لہذا یہاں تفصیل کی ضرورت نہیں۔ بلکہ صرف اسقدر اشارہ کافی ہے کہ جب رسول اللہ نے بنص صریح اس بات کی نفی کر دی کہ واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان کے مصداق شیخین نہیں ہیں تو آیہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ ہم کے مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں کیونکہ قرآن اور حدیث میں یحبہم و یحبونہم کی صفت تو مخصوص ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے لئے دوسرا کوئی اسکا مصداق ہو نہیں سکتا جیسا کہ حدیث لاعطین الرایۃ غدا سے ظاہر ہے۔

تعدد طرق روایت معہ تعدد واقعہ

ہاں حضرت نے اس صفت کی نفی شیخین سے۔ اور اسکا اثبات جناب امیر المومنین علیہ السلام کیلئے صرف اسی ایک موقع پر نہیں کیا ہے۔ بلکہ جب وفد ثقیف حضرت کے پاس آیا ہے اوسوقت بھی حضرت نے اسی حدیث کو بیان فرمایا ہے جیسا کہ روضہ ندیہ میں ہے۔ منها ما اخرج عبد الرزاق في جامعه وابو عمر النمري وابن السمان عن الطيب بن عبد الله بن حنطب قال قال رسول الله لوفد ثقيف لتسلمن او لابعثن عليكم رجلا مني او قال مثل نفسي فليضربن اعناقكم وليسبين ذراريكم وليأخذن اموالكم

قال عمر فواللہ ما تمنیت الامارۃ الا یومئذ فجعلت انصب صدری رجاء ان یقول ھو ھذا فالتفت الی علیؑ فاخذ بیدہ وقال ھو ھذا ھو ھذا (ص۱۱ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی)

یعنی عبدالرزاق نے اپنے جامع میں اور ابوعمر نمری اور ابن السمان نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے وفد ثقیف سے کہ تم لوگ اسلام لاؤگے یا ہم ایسے شخص کو تم پر بھیجیں جو مجھ سے ہو یا مثل میری نفس کے ہو کہ تمہاری گردنوں کو ماریگا۔ اور تمہاری اولاد کو قید کریگا اور تمہارے مال کو لیگا۔ کہا عمر نے کہ قسم خدا کی میں نے کبھی امارت کی تمنا نہ کی مگر اس روز کہ اپنے سینہ کو اونچا کرنے لگا اس امید پر کہ حضرت میری طرف اشارہ کریں مگر آپ ملتفت ہوئے حضرت علی کی طرف اور ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ شخص یہ ہے وہ شخص یہ ہے

پھر ایسی تصریح صریح کے بعد شیخین کو مصداق آیہ مذکورہ قرار دینا اگر کفر نہیں ہے تو کیا ہے؟

رسول اللہ نے جس تصریح اور توضیح سے احکام خدا کی تبلیغ کی ہے اگر کوئی مسلمان اوس میں غور کرے تو اوسکے اسلام و ایمان کو کافی ہے مگر ان دشمنان خدا و رسول کو ایسی معاندت ہے کہ جس بات سے حضرت باصرار نفی کرتے ہیں۔ اوسکے اثبات پر انکو اصرار ہے دیکھو رسول اللہ نے اس مضمون کو ایک تیسرے موقع پر بھی فرمایا ہے چنانچہ اوسی ریاض النضرہ میں ہے

عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ یقول ان منکم من تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن خاصف النعل وکان اعطی علیاؑ نعلہ یخصفھا اخرجہ ابوحاتم (ص۱۹۱)

یعنی ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے بعض تم سے وہ ہوگا جو قتال کریگا تاویل قرآن پر جیسا کہ میں نے قتال کیا تنزیل قرآن پر۔ ابوبکر نے کہا وہ شخص میں ہونگا حضرت نے فرمایا نہیں۔ عمر نے کہا میں ہوں حضرت نے فرمایا نہیں۔ بلکہ خاصف النعل اور دیا تھا حضرت علی کو نعل یعنی پیوند لگانے کو۔

دیکھئے یہ تین موقعوں کی تین حدیثیں ہیں جن میں حضرت نے کمال تصریح ارشاد فرمایا

کہ شخص نہ اونلوگونسے ہیں جنکے قلب کا امتحان لیا گیا۔ نہ اونلوگونسے جنہیں خدا مبعوث کریگا قتل کے لئے یا لوگونکے اسلام کے لئے نہ اونلوگوں سے جو مقاتلہ کرینگے تاویل قرآن پر مگر حضرات اہلسنت زبردستی خلفا ہی کو ہر جگہ پیش کرتے ہیں۔

یہاں اگر یہ شبہہ ہو کہ اگرچہ طرق اس حدیث کے مختلف ہیں مگر اصل حدیث ایک ہی ہے تو اوسکو یوں دفع کیجئے کہ خود علامہ محمد بن اسمعیل روضہ ندیہ میں کہتے ہیں و بہ هدد رسول الله قریشا کما اخرجہ الترمذی وصححہ واخرجہ الخطیب وقد تقدم من حدیث علیؑ قال لما کان یوم الحدیبیہ خرج الینا ناس من المشرکین الی اخرہ ص ۱۸۱

یعنی اور اسی حدیث سے حضرت نے تہدید کیا تھا قریش کو جیسا کہ ترمذی نے اسکی روایت کی ہے اور صحیح کہا ہے اوسے اور خطیب نے اوسکی تخریج کی ہے اور پہلے مذکور ہوئی حدیث علیؑ کہ بروز حدیبیہ مشرکین آرہے تھے حضرت کے پاس تا بہ آخر جس سے بصراحت تمام معلوم ہوا کہ یہ دوسرا واقعہ ہے جو حضرت نے فرمایا کیونکہ پہلا واقعہ تو وہی ہے جو جنگ حدیبیہ میں ارشاد ہوا۔ پھر وفد ثقیف سے فرمایا۔ پھر اسطرح بہر حال یہ آیہ نص ہے اسمیں کہ حضرت کو حکم صریح حاصل تھا کہ آپ اونلوگونسے مقاتلہ کریں جو دین سے مرتد ہوں اور اسلام کی مخالفت کریں۔

دوسرا آیہ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احدیہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفئے الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین ہے۔

جو صریح آیہ ہے دفع بغاوت کے بارہ میں کہ یہانتک اوس سے جنگ کرو کہ وہ رجوع کریں طرف دین حق کے۔ اور اسمیں کسیکو عذر ہی نہیں ہوسکتا کہ یہ لوگ باغی تھے کیونکہ بجز جناب امیرؑ اسوقت کسیطرح کا کوئی امام نہ تھا جسکی مخالفت پر بغاوت کا اطلاق ہوسکے اور جنگ کیجئے اسمیں تردد بھی نہیں کیا ہے کہ وہ سب باغی تھے۔

یہ سب نصوص صریحہ ہیں اگرچہ بلفظ عام ہیں مگر قرآن و شواہد سے خاص ہے

کہ غیر عصمت مراد نہیں ہو سکتا۔ النسب کے علاوہ خود رسول نے بتصریح صریح آپ سے ان بغاوتوں کی خبر دی اور حکم صریح دیا۔

علامہ محمد بن اسمعیل صلاح امیر روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ میں لکھتے ہیں ومادلت علیہ القضایا المذکورۃ عظم مقام امیرالمومنینؑ فان رسول اللہ امرہ بقتال الطوائف مع انہم ماخرجوا عن ایمان ولا کفروا باللہ ورسولہ بل بعصیانہم امیرالمومنین بالنکث علیہ وعدم الدخول فی طاعتہ وسبہ وتکفیرہ فانہ علق الامر بالقتال بالنکث وماذکر معہ فدل علی انہ علۃ القتال ولاینافی ان امیرالمومنین قال فی کلامہ فی الخوارج قد سفکوا الدم الحرام واغاروا علی سرح الناس دانہ جعل علۃ قتالہم وکذلک اہل الجمل هم البادون بالقتال حتے بدءوہ فدل ان قتالہم لیس لعدم طاعتہ بل للفساد فی الارض والبغی علی المسلمین لانا نقول لامانع من تعدد العلۃ وانہ ع مسامح فیما الیہ واستانا بہم رجاء رجوعہم فلما تحقق منہم عدم الانابۃ بل تحقق منہم الزیادۃ علی ماکان عصیانا تاما لقتالہم فحرم اقدم علیہم وھذا خاص بہ اعنی قتل من نکث او لم یبایع او کفرہ او فارق طاعتہ ص۲۶۔

یعنی ان قضایا سے ظاہر ہے عظمت مرتبہ جناب امیرالمومنین کہ حضرت رسولؐ نے آپکو حکم دیا قتال کا ان تینوں فرقوں کے ساتھ ناکثین قاسطین، مارقین بھا لا نکہ وہ اسلام سے خارج ہوئے تھے نہ کفر کیا تھا خدا اور رسولؐ کے ساتھ۔ بلکہ صرف اس وجہ سے اونکے قتال کا حکم دیا کہ اونہوں نے مخالفت کی تھی امیرالمومنینؑ کی۔ اور آپکی اطاعت نہ کی اور بسبب تکفیر پیش آئے۔ کیونکہ حضرت نے حکم قتال کو متعلق کیا ہے نکث بیعت کے ساتھ اور دوسرا کوئی امر اسکے ساتھ نہیں ذکر کیا لہذا معلوم ہوا کہ بحکم رسول مجرد عصیان علۃ قتال ہے۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جناب امیر نے اپنے کلام میں جو وجہ قتال خوارج ذکر کیا تو اسکو فرمایا کہ اونہوں نے خونریزی کی اور مال لوگوں کا لوٹ لیا اور مسلمانوں پر زیادتی کی۔ اسیطرح اہل جمل کے ساتھ حضرت نے اوسوقت جنگ شروع کی کہ خود اونہوں نے ابتدا کی۔ لہذا معلوم ہوا کہ حضرت نے محض اس وجہ سے نہیں جہاد کیا کہ اونہوں نے آپکی اطاعت نہ کی تھی۔ بلکہ اسوجہ سے کہ وہ باعث فتنہ و فساد ہوئے اور خونریزی اور لوٹ مار کے مرتکب ہوئے۔

تو اوسکا ہم یہ جواب دینگے کہ یہ ضرور نہیں کہ علت ایک ہی ہو (عصیان) بلکہ بہت سی علتیں ہو سکتی ہیں (یعنی یہ امور بھی اسباب قتال میں تھے) اور حضرت نے ابتک اونکے ساتھ مسامحہ کیا (یعنی وہ بمجرد نافرمانی مستوجب قتل تھے مگر حضرت نے چشم پوشی کی) اور درگذر کیا کہ شاید امر حق کی طرف رجوع کریں جب بخوبی ثابت ہو گیا کہ وہ کسیطرح امر حق کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ بلکہ اور سرکشی و تمرد اونکا ترقی کر رہا ہے کہ اب پورے طور پر مستحق قتال ہو گئے۔ تو حضرت نے قتال پر اقدام کیا۔ اور یہ امر حضرت کے مخصوصات سے ہے کہ آپ اپنے مخالفوں کو قتل کریں۔ یا اونلوگوں کو جنہوں نے بیعت نہ کی۔ یا تکفیر کے مرتکب ہوئے اور اونکی اطاعت و فرمانبرداری سے علیحدہ رہے۔ تمام ہوا ترجمہ روضہ ندیہ

اس عبارت نے آپکو بتا دیا کہ رسول اللہ کا حکم خاص آپکو یہی تھا کہ جو شخص آپکی نافرمانی کرے اور اطاعت و انقیاد نہ کرے اوس سے قتال کرو اوسکو قتل کرو۔ مگر باینہمہ حضرت نے اسپر اوسوقت تک نہ اقدام کیا کہ وہ سب اسباب جمع ہوں جن سے ہر عاقل کے نزدیک جہاد کرنا لازم ہو۔ بخلاف اسکے ابوبکر صاحب کے قتال کو آپ دیکھ چکے کہ کسطرح ناجائز تھا۔

حضرت کا اجتہاد اگرچہ اس تحقیق کے بعد اب کوئی ضرورت نہیں رہی کہ اسپر زیادہ روشنی ڈالیں کیونکہ نص قطعی کے بعد کسی اجتہاد کی ضرورت نہیں رہتی مگر چونکہ آپ خلقی طور پر حلیم و رحیم پیدا ہوئے تھے حدیث المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ ہر وقت پیش نظر تھی حضرت نے اپنی پوری کوشش اور پورے جہد کو اس بارہ میں صرف کیا کہ انلوگوں کے ساتھ کیا کرنا چاہیے نہ اس لحاظ سے کہ کسیطرح کا آپکو اسمیں شک یا تردد ہو

آخری رعایت

اگرچہ یہ رعایت صرف ماہ ربیع الاول کے لئے تھی۔ مگر مومنین شائقین کی استدعا مجبور کرتی ہے کہ ایک ماہ کیلئے اسکی مدت اور وسیع کردوں مناظرہ امجدیہ حصہ دوم صفحہ ۸۰۶ تک چھپ چکا ہے۔ اگر قوم نے اس رعایت سے پورا فائدہ اوٹھایا تو ماہ آیندہ تک مناظرہ امجدیہ حصہ ثانیہ کی تکمیل کا بھی اعلان دیا جائیگا۔ ابھی کوئی صاحب طلب فرمائین اسکے بعد انشاء اللہ جلد رابع ذوالفقار حیدری کے چھپوانیکا بھی اسی سال ارادہ ہے۔ لہذا شائقین کو مناسب ہے کہ بہت جلد درخواستین بھیجین ورنہ پھر بعد ربیع الثانی کسی قسم کی تخفیف نہین ہوسکتی مدت رعایت ۳۰ ربیع الثانی ہے اوسکے بعد پھر وہی اصلی قیمت ہوگی۔

الشمس کامل چار جلد جسمین صرف **تحریف قرآن** کی بحث ہے جلد اول کامل ہوگئی۔ جلد چہارم مین تین نمبر کم ہین مگر اسی ماہ ربیع الثانی مین یہ جلد بھی کامل کردی جائیگی انشاء اللہ اصلی قیمت سے تخفیفی للعہ علاوہ محصولڈاک

اصلاح جلد ۴ جلد ۵ جلد ۶ جلد ۷ جلد ۸ جلد ۱۰ بجاے لعہ کے للعہ محصولڈاک عہ بشرطیکہ کل جلدین ایک ساتھ طلب کیجائین۔ اب سابق جلدین اصلاح کی نہین رہین بمشکل تمام جلدین فراہم کی گئی ہین۔ جنلوگون نے اس موقع کو غنیمت نہ سمجھا پھر اس نادر مجموعہ کا ملنا محال ہے۔

مناظرہ امجدیہ [redacted] اول جسمین معویہ کے وہ حالات درج ہین کہ دوسری کتابون مین انکا ملنا محال ہے اور نہایت خوشنما و واضح چھپی ہے اصلی تخفیفی ۱۲ خاص رعایت ۸

مقدمہ شرح نہج البلاغہ اس کتاب مستطاب نہج البلاغہ کے تفصیلی حالات پر بحث کیگئی ہے اصلی قیمت ۱۲ رعایتی ۸

الوضو۔ الجمرہ۔ البسملہ بجائے ۴ صرف ۱۲

تاریخ الاذان حصہ اول۔ یہ رسالہ مدتسے نایاب تھا نہایت وقت سے اصلاح پرنٹنگ کمپنی سے اس رسالہ علیحدہ چھپوایا اصلی قیمت ۸ تخفیفی قیمت ۶

جواب شرر حضرت سکینہ بنت الحسین کا ناول عبدالحلیم شرر نے نہایت شرانگیز الفاظ مین لکھا تھا اوسکا محققانہ جواب ہے اصلی قیمت ۳ رعایتی ۱۲

دفع الوثوق حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے مسئلہ عقد کو جس خوبی سے اسنے حل کیا ہے۔ اسکی نظیر کہین نہین ملسکتی اصلی قیمت ۱۰ تخفیفی ۶

تنقید بخاری حصہ اول جسمین صحیح بخاری کے ایک ایک روایت بلکہ ایک ایک لفظ سے بحث کیگئی ہے اور بارہ حصو نپر اسکی تقسیم ہے صرف حصہ اول مرتب ہے قیمت ۶

المشتہر منیجر اصلاح کھجوہ ضلع سارن

ضروری اطلاع الشمس جلد اول کا ۵ مکرر طبع ہوا جن حضرات کے پاس نہ پہونچا ہو طلب فرمائین خطوط صرف بنام منیجر اصلاح ہون

سید ظہیر حسین پرنٹر پبلشر

رجسٹرڈ سی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ شیعہ سنی نیچری وہابی سب کے لیے ہے

نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۷ ہجری | جلد ۱۲

مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

مظفری یتیم خانہ فنڈ جناب سید احمد حسین صاحب وکیل ... سے ... جناب

میر عابد علی صاحب رئیس الہ آباد ... از ... فروری ۱۹۰۸ء ایضاً از جناب فرزند

سید محمد عسکری صاحب سلمہ اللہ میزان ... میزان سابق ... میزان کل ...

الشمس جلد ہم کے ... بابت صفر روانہ ہوئے باقی ... اسی ماہ ربیع الاول میں حاضر ہونگے

جس سے یہ جلد چہارم تمام ہو جائیگی۔ اور پھر جلد پنجم شروع کی جائیگی جسمین اون روایات سے

محققانہ بحث کیجائیگی جنہیں اہلسنت اس دعوی کے ثبوت مین پیش کرتے ہین کہ شیعہ قائل تحریف

قرآن ہین۔

ابھی یہ موقع ہے کہ اس ذخیرہ کو جسمین ہر جلد مین صرف تحریف قرآن کے متعلق آپکو بحثین ملینگی۔

... اصلی قیمت ... کے طلب فرمائین۔ مگر یہ رعایت صرف اسی ماہ ربیع الاول تک ہے

پھر وہی اصلی قیمت فی جلد ...

دینیات کی دوسری کتاب ۔ جناب مولوی حافظ حکیم سید فرمان علی صاحب۔ مدرس

اعلی مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ کی تازہ تصنیفات سے ہے۔ جسمین مسائل فروع دین کو نہایت خوبی سے

قابل فہم اطفال خورد سال جمع کیا ہے۔ اس قسم کی کتابوں کی سخت ضرورت ہے اور جہانتک ہو سکے

اسکی اشاعت مین کوشش کرنی چاہئے کیونکہ مذہبی تعلیم کا زمانہ بچپنا ہے اوسکے لئے ایسے مختصر رسائل مفید ہیں

اس کتاب مین لطف زبان بھی خاص طور سے دکھایا گیا ہے قیمت بہت کم ...

نقشہ صرف و نحو جناب مولوی ابو الحسن صاحب نے ایک نقشہ مین علم صرف و نحو کے قواعد تعریف و اشتقاق

کو نہایت خوبی سے جمع کیا ہے گویا دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے۔ مصنف سے عند الطلب مل سکتا ہے جس سے

مصنف کی خوش سلیقگی اور کثرت اطلاع ظاہر ہے۔ قیمت ... مولوی حسین آباد لکھنؤ ...

اظہار الحق ۔ یہ ایک رسالہ ہے جو ... صفحہ پر تمام ہے اسمین ... کی ...

منشی سید ... حسین صاحب ... اسکے مصنف ہین دلائل کی قوت عبارت کی ... متانت ...

... کی فرمائش پر مسئلے سے متعلق آتی ہے ... کرتے ہین کہ شائقین ... رسالہ

... طلب فرمائین ... ملاحظہ کرین کہ انشاء اللہ ... کسی قسم کی حاجت نہ رہیگی ...

... [illegible] ...

... [illegible] ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۲	بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ	نمبر ۳

(۱) شکریہ قوم الحمد للہ کہ قوم نے میری استدعا کو نہایت شوق سے منظور کیا۔ و ملوکی زحمت سے محفوظ رہا چندہ اصلاح ۱۳۲۶ھ بذریعہ منی آرڈر عنایت ہو رہا ہے مگر خریداری کی اکثر عنایت لکھتے ہین۔ مگر بعض حضرات نے توجہی فرماتے ہین لہذا بکمال ادب ملتمس ہون کہ کسی قسم کی تحریر ہو خط یا منی آرڈر نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائین۔

(۲) امیدہے جن حضرات نے ابتک توجہ نہ فرمائی۔ وہ بھی توجہ فرمائے اگر چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمائین یا دلیوکی خاص اجازت دین۔

(۳) اگرچہ جیسا کہ ۲ مین عرض کیا تھا پرچہ صرف اونہین حضرات کے پاس جاتا ہے جنکا چندہ وصول ہے مگر بعض مستثنیات بھی ہین۔ لہذا نہایت ادب سے ملتمس ہون کہ کل حضرات توجہ فرمائینگے۔ کیونکہ دفتر کا انتظام درستے ابتر ہو رہا تھا اور اب ہزارون کوششون سے کامیابی ہو رہی ہے کہ پہلے ہفتہ مین پرچہ روانہ ہوتا ہے لہذا جب تک آپ امداد فرمائینگے مجھے قومی خدمتون کا زیادہ موقع ملیگا۔

نمبر شمار	رسید زر وصولی اصلاح پرنٹنگ کمپنی		تعداد	میزان
بقیہ ۲۵	جناب چودہری سید نظیر الحسن صاحب رئیس مہابن ضلع متہرا ۹۰۷۱	۱حصہ	صہ	عہ
۵	جناب سید فصیح الحسن صاحب خلف جناب سید تہذیب الحسن صاحب انسپکٹر سالت رئیس نہٹور ضلع بجنور	۱حصہ	عہ	عہ
۶	جناب سید فضل حسین صاحب تحصیلدار چونیا ضلع لاہور	۱حصہ	ھہ	لہ
بقیہ ۲۹	جناب مولوی سید علی اکبر صاحب پیشنماز ڈبائی ضلع بلندشہر	۱حصہ	صہ	عہ
۲۹	مکرر جناب سید تراب حسین صاحب ولد جناب میر نصیب علی صاحب متوطن قصبہ اول ضلع متہرا حال مقیم بمبئی	۱۰حصہ	صہ	۱۰/۱
				صعہ

عہ نوٹ پہلے آپنے ۵ حصہ کی خریداری منظور کی تہی مگر از راہ کمال قومی ہمدردی ہو بارہ بھی ۵ حصہ خرید اجملہ ۱۰ حصہ ہوا ۱۰/۱

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

حق یہ ہی کہ روپیہ کا معاملہ نہایت اہم معاملہ ہی۔ ہم نہین کہہ سکتے ہمارا کیا حشر ہوگا۔ مرزا حیرت نے اسلامیہ کمپنی
کے نام سی لاکہون روپیہ لیا اور اصلی سرمایہ سی معہ [illegible] فیصدی منافع تقسیم کیا جس سی حصہ دارونکی
کثرت ہوئی لاکہون روپیہ جمع ہوا۔ مگر جب مولوی سجاد حسین صاحب نے عدالت مین نالش کردی تو انکا یہ کرشمہ
کہلا کہ اصلی سرمایہ سی منافع تقسیم کرتے تھے اب پانچہزار کی ضمانت مین ہین۔ نتیجہ اس مقدمہ کا آیندہ لکہا جائیگا
اڈیٹر وطن نے بہی ایک کمپنی قایم کر رکہی ہین بقول مرزا حیرت یہ بہی ایک چال ہی۔ مگر ابہی تک حقیقت نہین معلوم ہو
اخبار وکیل نے بہی ایک کمپنی کہولی اور سرمایہ فراہم ہو رہا ہی ایجنٹ اوسکے دورہ کر رہے ہین
قوم سے یہ حالات پوشیدہ نہین کیونکہ خریداران اصلاح کمتر ایسے ہونگے جنکی نظر ان اخبارون پر نہ پڑتی ہو
اور ان اخبارون سے سب کمپنیونکا حال یہ معلوم ہی کہ کس کس قسم کی چالبازیان ہوتی ہین۔
پہر اصلاح پرنٹنگ کمپنی مین کونسا سرخاب کا پر لگا ہی جو اسکو متدین ایماندار سمجہکر مومنین متوجہ
ہون یہ خیال میرے لئے بہی تسکین دہ ہی اور قوم کے طرف سے بہی عذر کافی ہی۔ کیونکہ جو از قوم سے یکے
بیدانشی کرد نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
مگر فرق ہی تو یہ کہ مقدم الذکر حضرات نے اگر قوم کو تباہ کیا۔ قوم کا مال لیا تو اپنا پیٹ بہرپور بہرا کیونکہ کوئی
حصہ سو روپیہ سے کم نہین۔ سرمایہ کی مقدار لاکہ۔ ۲ لاکہ۔ ۳ لاکہ فراہم کی۔ لہذا اگر قوم کو خسارا ہوا
تو ہوا۔ مگر ایک کا بہلا ہوا۔ (خدا لعنت کرے ایسے بہلے پر)
ہمکو کیا ملا کہ ۵ ماہ کی فریاد پر الماس اگر خدانخواستہ بددیانتی کی تو کیا بارہ سو روپیون پر جسکے
مطلب یہ ہوئے کہ بیس برس کا یہ ریاض۔ اپنی نیک نامی۔ اپنی قومی خدمتونکو اس رقم قلیل پر نثار
کیا۔ اس سی بڑہکر کونسا خسران مبین ہو سکتا ہی حالانکہ اس مقدار قلیل کی اداکاری تو خود دفتر
اصلاح کی موجودہ کتابین کافی ہین۔ علاوہ جائداد آبائی کے۔
اور اگر بددیانتی نہوئی جیسا کہ فضل خدا سے امید ہی۔ تو مین اس رقم قلیل مین کیا کر سکتا ہون
نہ مشین آ سکتی ہی جسکی تخمینی قیمت پانچہزار ہے۔ نہ کاغذ آ سکتا ہی نہ بہتر ملازمین رکہے جا سکتے ہین
جسکا پہلے ہی تخمینہ کیا گیا تہا۔ اور پندرہ ہزار سرمایہ محفوظ قرار پایا تہا کہ دس ہزار سے کام لیا جاے
نفع نقصان دیکہکر بقیہ سرمایہ محفوظہ سے کام لیا جائیگا۔

اسکا نتیجہ آخر میں وہی الزام ہے کیونکہ اس حساب سے اگر قوم متوجہ ہو تو پچیس سال میں پچیس ہزار فراہم ہوگا اس مدت تک زندگی کا کیا اعتبار اور یہ رقم پانچ پانچ دس دس روپیہ کی کیونکر محفوظ رہ سکتی ہے۔ بجز اسکے آپ کاغذ میں بعض روپیہ رقم دیکھینگے کہ کسی مہینہ میں ع۵ آیا کسی مہینہ میں ع۵ مگر جو شخص کاروباری ہو کیونکر روزانہ کے چار پانچ روپیہ کو محفوظ رہ سکتا ہے۔

لہذا اگر قوم ان دو پہلوؤں پر غور کرے تو مجھے امید ہے کہ میرا بھی بھلا ہو قوم کا بھی

(۱) یا تو ہمت مردانہ سے کام لیکر ۱۰ ربیع الثانی تک پچیس ہزار کا سرمایہ جمع کردے

(۲) یا جن حضرات نے حصے اسکے خریدے ہیں وہ واپسی روپیہ کا حکم دیں کہ ۱۲ رجب تک ادا کردیا جائے۔

قوم کو میں مطمئن کرچکا ہوں انسب رقوم کے ذمہ دار والد علام فخر الحکما دام ظلہ ہیں جنکی شہرت و عظمت ضمانت کیلئے کافی ہے اور جناب ممدوح صاحب جائداد بھی ہیں جس سے بخوبی پچیس ہزار روپیہ کی رقم وصول ہوسکتی ہے۔

اسکا بھی وعدہ کرچکا ہوں کہ پانچہزار روپیہ فراہم ہونے پر اسکی رجسٹری بھی کرائی جائیگی۔

ڈائرکٹروں کا نام بھی لکھ چکا ہوں کہ جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی جناب مولوی سید وزیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ جناب سید محمد عسکری صاحب زمیندار جناب سید حمید حسین صاحب مینجر شیعہ مسلم ہرالڈ فقیر علی حیدر اسکے ڈائرکٹر ہیں

منافع کی بھی تشریح کرچکا ہوں فیصدی ع۵ سالانہ کی امید ہے۔

قسم تجارت بھی معین ہو چکی ہے کتب دینیہ کی تجارت ہوگی نایاب کتابیں چھپینگی۔ ترجمہ ہوگا اور رہا ہے اب اسکی ضرورت وعدم ضرورت کا سمجھنا قوم کے ہاتھ میں ہے۔

بعض احباب کا یہ خیال درست معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے حصہ داری منظور کی بخیال کمپنی نہیں حصہ دار ہوئے بلکہ محض بخیال اعانت اصلاح کہ یہی قوم نے اسکی خاطر داری کی حالانکہ میں بتقسیم شرعی عرض کرتا ہوں کہ میرا یہ خیال نہیں ہے بلکہ قوم کو نفع پہونچانا چاہتا ہوں۔ بااینہمہ اگر یہی خیال ہے تو کاش پوری رقم فراہم کردی جاتی پھر دیکھا جاتا یہ خادم قوم کیا کرتا ہے۔ قوم کا مال ہضم کرجاتا ہے یا کچھ دیانت سے کام لیتا ہے۔

مین امید کرتا ہون کہ اب اس بارہ مین کچھ لکھنا نہ پڑے ڈیڑھ ماہ کی مہلت کافی ہے پانچ ہزار اشخاص بہی اگر آمادہ ہوجائین انشاءاللہ ہزار ہزار کی رقم ملیا کرے گی تو کوئی بڑی بات نہین والسلام

سرقہ اصلاح

گذشتہ نمبر مین طریقہ روانگی اصلاح لکھہ چکا ہون اوسکے بعد اتفاقاً جناب مولوی سید زکی حسن صاحب رئیس کھوہ سب رجسٹرار سیوان ضلع سارن سی معلوم ہوا کہ اونکا ملازم ایک پرچہ ڈاکخانہ سیوان سی لایا جو غیر معمولی تہا جناب ممدوح نے اسکی تحقیقات شروع کی تو معلوم ہوا بہت سے پرچے اسیطرح ضایع ہوتے ہین چنانچہ ایک ملازم پوسٹ آفس معزول بہی کیا گیا بعد کو معلوم ہوا پوسٹماسٹر صاحب سیوان سنی ہین اور سنی بہی متعصب اور یہ کارروائی فوری اونہون نے اپنی حفاظت کیلئے کی ہے کہ حکام بالا کو جواب دینے کا موقع ہے۔ بہت سی پرچے کانٹی کی دوکان پر برآمد ہوئے۔ پوسٹماسٹر جنرل کو ان حالات کی اطلاع بھی دی گئی ہے جس سی امید ہے کہ آیندہ کیلئے انسداد ہو۔

اب جن حضرات کو کسی قسم کی شکایت ہوا ونہین لازم ہے کہ جہان دفتر اصلاح مین ایک پوسٹ کارڈ شکایت عدم وصول کوئی نمبر تحریر فرمائین وہان ایک بیرنگ لفافہ سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات صوبہ بہار دانا پور کے نام بہی ضرور تحریر فرمائین۔

دفتر رفع شکایت اور تحریر جواب و روانگی پرچہ سے مکرر سہ کرر۔ اب اسقدر زیر بار اور عاجز آگیا ہے کہ کسی طرح عوض نہین کرسکتا۔ لہذا اب آیندہ سی مکرر پرچہ بیرنگ روانہ ہوگا۔

انعامی رسالہ ارسال الیدین جو بعد وصول منی آڈر خاص طور پر روانہ ہوتا ہے اوسکے متعلق بہی بہت سی شکایتین آچکی ہین۔ لہذا یہ بہی آیندہ سی بیرنگ روانہ ہوگا کہ محصولی ہونیکے باعث سے تلف نہو۔

معذرت

اس نمبر کا حجم بہی بڑہ گیا کہ ۴۸ صفحہ ہوگیا اسوجہ سے تنقید بخاری۔ الامامۃ۔ نہ شایع ہوسکا انشاءاللہ سے دو لونگی اشاعت حسنا شروع کردی جائیگی بہت سے ضروری مضامین سی مجبوری ہوئی اور بہت سے ضروری مضامین رہ گئے۔

قبول حق جناب اخلاص خانصاحب تاجر ۲۰۹۹ الہ آباد سے لکھتے ہین کہ جناب با دل خلق

ولد [illegible] ساکن منڈی [illegible] ضلع [illegible] محرم سال الحال کو خلاف [illegible] سے [illegible] سال بتعلیم و تلقین
[illegible] قبول [illegible] شیعہ [illegible] نہایت جوش و خلوص
سے کیا۔ خدا ہمارے قومی مشنریونکی ہمت مین برکت [illegible] اگر اس [illegible]
کی طرف [illegible] تو [illegible] کامیابی ہو خصوصاً پنجاب و بنگال مین [illegible] میدان خالی ہے
شیخ [illegible] صاحب ساکن موضع [illegible] تحصیل [illegible] پور ضلع اعظم گڈہ نے بھی جو متعصب
خاندانی سنی [illegible] مذہب حق قبول کیا ہے [illegible] مخالفت پیدا [illegible]
[illegible] شیخ صاحب نے [illegible] کیا [illegible]

حلیہ خلیفہ دوم

از تاریخ [illegible] ادارہ [illegible]
[illegible] کراس۔
[illegible] وقت عمر خلیفہ [illegible] سال کی [illegible] آدمی [illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible] اور وہ [illegible] ہاتھ [illegible] ہاتھ سے
(یعنی کھبا تھا)

احقر الناس مرزا محمد عباس ساکن [illegible] از [illegible]

واقعات اربعین لکھنؤ

چونکہ قبل محرم گورنمنٹ نے چار یاری جھنڈے نکالنے اور چار یاری نظمون کے پڑھنے کی سخت ممانعت کی تھی۔ تو عاشورہ کو سنیون نے تعزیہ وغیرہ بہت کم نکالے اور شیعون نے نہایت اطمینان و آزادی سے اس عزاداری کو انجام دیا جس سے سنیون کو سخت صدمہ ہو لہذا بعد عاشورا اون لوگون مین گورنمنٹ سے بغاوت کی نئی فکرین ہونے لگین اور اونکے علما عموماً اور ہدایت رسول نامے خصوصاً دن رات خفیہ جلسہ کرکے جہاد پر آمادہ کر رہے تھے چنانچہ تا روز اربعین کوئی نماز کوئی وعظ کوئی جلسہ اور کوئی صحبت ان مشورون سے خالی نہ رہا یہ خبرین حکام تک بھی پہونچین اور ہدایت رسول کو لکھنؤ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا افسوس حکام

[illegible] دریں اثنا معلوم ہوا کہ وہ بانا [illegible] تھا جس میں بہت فساد ہوا اور بہت سی [illegible]

چند روز قبل اربعین سے شہر میں مختلف قسم کی خبریں اس فساد کی مشہور ہونے لگیں جس سے

حکام مقامی کو خاص انتظام کرنا پڑا۔ بخیال حفظ امن آٹھ سو مسلح پولیس باہر سے بلائی

گئی۔ دو روز قبل اسکا اعلان کر دیا گیا کہ صبح سے ایک بجے تک سنی حضرات اپنے تعزیے اور جھنڈے

اور دو پہر سے شام تک شیعوں کے لئے مخصوص رہیگی۔ شب اربعین ہی سے کل حکام انتظام

میں مشغول تھے۔ بروز اربعین علی الصباح معمولی اور اسلحہ بند پولیس ہر سڑک پر متعین

ہوئی۔ اور افسران پولیس و حکام مقامی ہر جگہ گشت کرنے لگے۔ ادھر یہ سب انتظامات

ہو رہے تھے کہ معلوم ہوا عیش باغ کی عیدگاہ میں مولوی (اور بقول لفٹنٹ گورنر

صاحب منشی) عبدالمجید صاحب فرنگی محلی کی صدارت میں بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ ایک

چھوٹا سا تعزیہ کہیں سے لایا گیا۔ چار یاری نظمیں یاد کی جانے لگیں اور یہ قرار پایا کہ دس بجے یہ

نظمیں پڑھتے ہوئے سب چلیں تاکہ بارہ بجے تک نخاس پہونچکر شیعوں سے دست و گریبان ہوں ۱۰

بجے یہ خبر کوتوالی میں پہونچی کہ ایک انبوہ کثیر ہزار ہا سنیوں کا تعزیے لئے جھنڈے اٹھائے پھول

کٹورہ کی کربلا تک جانے کے لئے آمادہ ہے۔ فوراً کوتوال مع کپتان و سارجنٹ و معمولی

تعداد کانسٹبلان موقع پر پہونچے اور ان لوگوں کو اس امر پر مجبور کیا کہ فوراً تعزیہ اٹھا کر

لے چلو۔ انہوں نے پہلے تو تاخیر کرنی چاہی جب اس میں ناکامیاب ہوئے تو اوس راستے سے

چلنے میں جس میں شیعوں سے لڑائی کرنے کا موقع تھا مگر پولیس نے اسکی بھی اجازت نہ دی اور مجبوراً

انکو دوسرے راستے سے آنا پڑا۔ بعد اسکے مسٹر شارپ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر چاپلنگ

صاحب سٹی مجسٹریٹ اور آنریبل راے سری رام بہادر آنریری مجسٹریٹ فوراً اس مجمع کی جانب

گئے تو دیکھا کہ قریب پل نخاس کے جوش و خروش کے ساتھ جھنڈے اٹھائے ہوئے [illegible]

[illegible] سٹی مجسٹریٹ نے کئی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب یہ مجمع ہو گیا جسمیں آدمی سے یہ مجمع گذر رہا تھا سٹی مجسٹریٹ اور دیگر افسر
انتظار کر رہے تھے گیارہ بجے کے قریب مجمع گول دروازہ کے قریب پہونچا
جسکی ہیئت یہ تھی کہ آگے پولیس کے سوار کانسٹیبلوں کی معقول تعداد اور پیچھے سٹی مجسٹریٹ
صاحب وغیرہ جلو وہ لوگ اپنا جلوس سمجھتے جب گول دروازہ میں یہ مجمع پہونچا
تو دیکھا کہ گول دروازہ پھاٹک بند ہے مسلح پولس کا پہرہ ہے حکم ہوا دوسری طرف
جاؤ سامنے دو سڑک تھے وہاں دو راستے تھے ایک کمپنی باغ کی طرف جانیکا اور دوسرا
کوتوالی کے احاطہ میں داخل ہونے کا بند بنو نکو اور سمین داخل ہونیکا حکم دیا گیا
اب بیچارہ کرتے کیا دونوں راستوں پر مسلح پولس ننگی تلواریں لئے کھڑی تھی
مجبوراً اسمین داخل ہوئے اوسوقت سب سمجھے کہ سٹی مجسٹریٹ نے کس ہوشیاری
اور عقلمندی سے سب کو گھیر لیا کہ ایک متنفس بھی بھاگنے نہ پایا۔
سٹی مجسٹریٹ کے حسن انتظام کی کسی طرح تعریف نہیں ہوسکتی کہ بجائے خوف کے سینوں کے
دل بڑھ گئے اور ذرہ بھی شک نہ ہوسکا کہ ہم گرفتار ہونگے ورنہ پولس اور حکام کو گرفتار
کرنے میں سخت پریشانی ہوتی اور ایک بڑی تعداد اپنے بزرگوں یا خلیفہ کی پیروی
کیسے نظر آتے۔
غرضکہ جب تمام ہجوم جھنڈے والوں کا جسکی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھا احاطہ کوتوالی
مین داخل ہو گیا تو پولس نے پھاٹک احاطہ کوتوالی جانب مغرب بند کر دیا اور سب
آدمی زیر حراست ہو گئے جو باوجود سعی کمال بھاگنے مین کامیاب نہ ہوئے بعد اسکے
جو اس مجمع مین تھے اور جو ہنود اتفاقاً شریک ہو گئے تھے اونکو نکال دیا جسکے بعد
کل تعداد ملزمین کی ۸۴۴ رہ گئی۔ فوراً فہرستین لکھنی شروع ہوئین ڈپٹی کمشنر
اسسٹنٹ مجسٹریٹ صاحب وغیرہ بھی وہان موجود تھے مجسٹریٹ صاحب نے ملزمان
کے بیانات لکھنے شروع کئے جو عموماً ایک ہی قسم کے تھے کہ گورنمنٹ جو کچھ کرے ہم جھنڈا
پڑھانا نہ چھوڑینگے سوا ۱۱۵۵ آدمی تو فوراً جیل بھیجے گئے کیونکہ معلوم ہوا
اس سے پہری چھا تو وغیرہ بعد از جانک بہا نہ ہوئے۔ جو اسکے مجسٹریٹ

حکم دیا کہ ہر ایک ملزم ... روپیہ کا مچلکہ داخل کرے یا زیر حراست رہے - ملزمان نے ضمانت کا روپیہ ادا کر دیا تو وہ رہا ہوتے گئے - یہانتک کہ ۲۱ فروری تک کل ملزمان مع ملزمان جبل باستثنای ۲۳ آدمیونکے ضمانت پر رہا ہو گئے - اور ۱۶ مارچ مقدمہ کی تاریخ مقرر ہوئی ہے دفعہ ۱۵۳ الف پر قائم کیا گیا جسکا یہ مطلب ہے کہ گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر خاص فساد کرنے کیلئے باغیانہ مجمع کیا گیا - اربعین کے روز ایک اور مختصر سا جلوس جھنڈا پڑھتا ہوا آ رہا تھا وہ بھی گرفتار کیا گیا - پہر یہ خبر ہے کہ ۱۲ کو امین آباد مین کوئی مجلس جھنڈا پڑھتا ہوا نکلا تھا وہ بھی گرفتار ہوا ۱۲ کی سہ پہر کو وقت بخشو کا تعزیہ جسکی تنخ سے زمانہ شاہی سے نکلا کرتا تھا اسمین بھی بہت جوش وخروش ہوتا ہو اور اکثر سنیون نے اسمین ہی فساد کئے ہین - اس سال بھی خبر گرم تھی کہ سنی فساد کرینگے اور شیعونکو ضرور مارینگے یہانتک کہ چار بجے چوک کے قریب تعزیہ پہونچ گیا اوسوقت بھی حکام کو سنیونکے جانب سے اطمینان نہ ہوا - ڈپٹی کمشنر نے دس منٹ تک چوک کے باہر تعزیہ کو روکوا دیا - اور مزید انتظام کرکے داخل ہونیکی اجازت دی جسکی کیفیت یہ تھی کہ آگے آگے ڈپٹی کمشنر صاحب اور سپرنٹنڈنٹ پولس وغیرہ مع مسلح پولس کے جاتے تھے درمیان مین عزاداروں کا مجمع نہایت جوش وخروش سے ماتم کررہا تھا - پولس کانسٹبل مجمع کے دونون طرف چار چار قدم پر ساتھ گذر رہے تھے آخر مین ضریح تھی اوسکے ساتھ بہت کثرت سے مسلح پولس اور کانسٹبل موجود تھے اور اس طرح یہ دس پندرہ ہزار کا مجمع ماتم کرتا ہوا نہایت امن وامان سے چوک سے گذرا -

اور سب سے زیادہ خوشی کا یہ امر ہے کہ باوجودیکہ اربعین کے کئی روز قبل سے جھنڈا پڑھنے کی خبر گرم تھی سنیونکو جنگ کی تیاری کا علم کامل ہوچکا تھا کہ اربعین کے روز عیش باغ سے چوک تک سنی حضرات بہت شور وغل سے جھنڈا پڑھتے ہوئے آئے اور جہانتک ہوا مومنین کے دل دکھانے مین کوئی کسر اوٹھا نہ رکھی مگر شاباش ہے شیعونکو اونہون نے ذرہ بہی جادۂ تحمل سے قدم آگے نہ بڑھایا اور کل امور کو اپنے سچے محسن گورنمنٹ پر چھوڑ دیا اور اسطرح ساری دنیا کو عموماً اور گورنمنٹ کو خصوصاً یقین دلا دیا کہ وہ کیسے مطیع فرمانبردار اور جان نثار ہین - اور کل آج تک جتنے فسادات ہوتے رہے ہین یہ سب اونہین نے کئے جنہون نے

(بقیہ صفحہ ۱۷ پر دیکھو)

حرمۃ الخمر

چونکہ مسلمانوں کے اخلاق و عادات میں ایک عام طور پر انقلاب آگیا ہے۔ اسلئے بالخصوص اس مادہ میں بھی وہ بہت کچھ بدنام ہو رہے ہیں حالانکہ شارع اسلام نے اس مادہ میں اسقدر تاکید فرمائی ہے کہ صرف اسکو اخلاقی جرم ہی نہیں قرار دیا۔ بلکہ حد شرعی اسپر مقرر فرمائی ہے کہ جو شخص پیے گا اوس پر حد جاری ہوگی۔

قرآن میں تین آیتیں بالخصوص اسبارہ میں وارد ہیں جس سے اسکی حرمت ضروری اسلام قرار پائی فقہی احکام اسکے تو کتب فقہ میں درج ہیں۔ حدیثیں کتب احادیث میں موجود ہیں آیات قرانی کی شرح و تفسیر تفاسیر اہل اسلام میں مگر میں یہاں کتاب مستطرف مصنفہ امام اوحد عالم علامہ لوذعی فہامہ شیخ شہاب الدین الشبیہی مطبوعہ مصر جلد ۲ کے صفحہ ۲۱ سے پوری عبارت نقل کرتا ہوں۔ جس سے یہ مسئلہ نہایت صاف ہوگا اور اہل اسلام کو معلوم ہوگا کہ یہ جرم کیسا عظیم ہے عبارت مذکورہ یہ ہے

الباب الرابع والسبعون في تحريم الخمر وذمها والنهي عنها قد نزل الله تعالى في الخمر ثلاث آيات الاولى قوله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس الآية فكان من المسلمين من شارب ومن تارك الى ان شرب رجل فدخل في الصلوة فهجر فنزل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون فشربها من شربها من المسلمين وتركها من تركها حتى شربها عمر رضي الله تعالى عنه فاخذ لحي بعير

یعنی باب ۷۴ حرمت خمر میں ہے اور اوسکی مذمت میں اور اوس سے نہی میں۔ خدا نے شراب کے بارہ میں تین آیتیں نازل کیں پہلی آیت تو یسئلونک عن الخمر ہے کہ لوگ تم سے سوال کرتے ہیں خمر و میسر سے (قمار) کہدو کہ ان دونوں میں گناہ بڑا ہے اور منافع آدمیوں کے لئے۔ اس آیہ کے بعد کچھ مسلمان نے شراب پینا چھوڑ دیا۔ کچھ پیتے رہے یہانتک کہ ایک شخص نے شراب پی اور داخل نماز ہوا تو ہذیان کہنے لگا اسپر آیہ یا ایہا الذین امنوا نازل ہوا کہ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو مت جاؤ قریب نماز کے درحالیکہ تم مست ہو یہانتک کہ جانو کیا کہتے ہو۔ اسپر بھی بعض مسلمانوں نے

وشرب ساس عبدالرحمن بن عوف
شرعقه ينوح على قتلى بدر بشعر
الاسود بن يعفر يقول ـ
وكاين بالقليب قليب بدر
من الفتيان والعرب الكرام
ايوعدنى ابن كبشة ان سنحيا
وكيف حياة اصداء وهام
ايعجز ان يرد الموت عنى
وينشرني اذا بليت عظامي
الا من مبلغ الرحمن عنى
باني تارك شهر الصيام
فقل لله يمنعنى شرابى
وقل لله يمنعنى طعامى
فبلغ ذلك رسول الله فخرج مغضبا
يجر ردائه فرفع شيئا كان فى يده
فضربه به فقال اعوذ بالله من
غضبه وغضب رسوله فانزل
الله تعالى انما يريد الشيطان ان
يوقع بينكم العداوة والبغضاء
فى الخمر والميسر ويصدكم عن
ذكر الله وعن الصلوة فهل انتم
منتهون فقال عمر رض انتهينا انتهينا
ص ۲۱۸

ترک کیا اور بعض پیتے رہے یہانتک کہ پی شراب عمر رض نے اور لیا اونٹ کے کلے کی ہڈی ـ اور زخمی کیا سر عبدالرحمن بن عوف کا (آپنے تو بھٹیون مین دیکھا ہوگا کسطرح ڈھول دھیا ہوتا ہے) اسکے بعد بیٹھے نوحہ کرنے اوپر کشتگان بدر کے (جو کافر سب مارے گئے تھے) ساتھ شعر اسود بن یعفر کے (اون اشعار کا ترجمہ یہ ہے)

(۱) کتنے ہین قلیب مین جو قلیب بدر ہی (نام ہے اوس کنوین کا جسمین کافر سب بعد قتل ڈالے گئے تھے) جوانون سے اور عرب کرام سے ـ

(۲) کیا ہمکو ڈراتا ہے ابن کبشہ (یہ خطاب کافرون نے رسول اللہ کو دیا تھا) کہ ہم دوبارہ زندہ کئے جائینگے ـ اور کیونکر ہوسکتا ہے زندہ صدا و ہام کا (یہ دونو چیزین کافرون کے اعتقاد کی ہیں ـ

(۳) کیا اس سے تو عاجز ہے کہ ہماری موت کو روکے ـ اور اسپر قادر ہے کہ جب ہماری ہڈیان سڑجائین تو وہ زندہ کرے ـ

(۴) کوئی ہے ایسا جو خدا کو ہمارا پیغام پہونچا دے ـ کہ ہم چھوڑتے ہین روزہ ماہ صیام کا ـ

(۵) پس کہہ دے خدا سے کہ وہ ہمارا شراب روکے اور کہہ دے خدا سے کہ ہمارا کہانا روکے
جب یہ خبر رسول اللہ کو پہونچی تو حضرت دولتسرا سے برآمد ہوئے۔ اسطرح کہ ردا مبارک زمین
پر کہنچے جاتے تھے۔ پس حضرت نے اوٹہایا اوس چیز کو جو آپکے ہاتہہ مین تہی اور ہمارا اوس
سے عمر کو۔ پس کہا عمر نے کہ مین پناہ مانگتا ہون غضب خدا و رسول سے تب یہ آیہ نازل ہوا
نہین چاہتا ہے شیطان۔ مگر یہ کہ ڈالے تملوگون مین عداوت و بغضا خمر و میسر مین اور روک
رکہے تمکو ذکر خدا سے۔ پس کیا تم باز آنیوالے ہو۔ تب کہا عمر نے ہم باز آگئے۔
اس سے جہان تمکو یہ معلوم ہوا کہ خدا نے حرمت شراب مین تین آیتین نازل کین۔ وہان
یہ بھی معلوم ہوا کہ اسکی عادت شنیعہ سے شراب عادت ہوئی ہے کہ حضرت عمر سا مقدس اور دیندار
جو صحابی رسول تھا اور مہاجرین اولین سے تھے۔ ایک دستورہ کے مطابق بقول اہلسنت
قرآن نازل ہوا کرتا۔ وہ ایسا مجبور ہو رہا ہے کہ خدا۔۔ ایک آیت نازل کی نہ مانا۔
دوسری آیت آیۃ نازل کی نہ مانا۔ یہانتک کہ اپنے دوست عبد الرحمن بن عوف کا سر
زخمی کیا کچھ نہ ندامت ہوئی۔ بلکہ نشہ تیز ہوا تو کافران بدر کے کشتوں پر نوحہ پڑہنے لگے۔
آخر جب رسول اللہ نے جا کر کسی چیز سے مارا ہے نہ معلوم کہ وہ نعلین عربی تھی۔ یا عصائے
چوبی۔ تو مارسے نشہ ضرور اوترتا ہے۔ مگر نہ اونہوں نے توبہ کی نہ استغفار نہ یہ کہا کہ اب
نہ پیونگا بلکہ صرف اعوذ باللہ من غضبہ و غضب رسولہ کہکر چپکے ہو رہے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکتا
انہوں نے توبہ کر کے پھر پینا شروع کیا۔
جب خدا نے تیسرا آیہ نازل کیا جسمین یہ سوال تھا اب بہی شراب پینے سے باز آوگے یا نہیں
تب جا کر زبانی اقرار کیا کہ باز آگئے۔ یعنی اب نہ پینگے۔
کیا کوئی کہ سکتا ہے کہ حضرت عمر کو اتنا بہی خدا و رسول کا خیال نہوا کہ پہلے آیہ مین ترک کر دیتے
مگر وہ کیا کرتے عادت سے مجبور تھے ع چہٹتی نہین ہے منہ سے لگی ہوئی۔
جب ہر طرح کی نوبت آچکی تب جا کر زبانی اقرار کیا کیونکہ اب خدا سوال کر رہا ہے تو کس
منہ سے کہین نہین مین تو پیونگا۔
مگر یہ یاد رہے کہ خدا کے سامنے بہی یہ اقرار صرف زبانی تہا کیونکہ مرتے وقت تک

اس می اعتراض نے اونکا پیچھا نہ چھوڑا چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے قال یا یرفا ویحک اسقنی فجاء بقدح فیہ نبیذ حلو فشربہ فالصق رداءہ ببطنہ قال فلما وقع الشراب فی بطنہ خرج من الطعنات قالوا الحمد للہ ھذا دم استکن فی جوفک فاخرجہ اللہ من جوفک قال ای یرفا ویحک اسقنی لبنا مشا ۲۱

یعنی جب وقت وفات قریب آیا تو اپنے غلام یرفا سے کہا اسے ہو پلا مجھے۔ یرفا ایک قدح جس مین نبیذ شیرین تہا لایا اور پی لیا اوسکو پھر شکم ابپر دامن سے باندہا جب شراب اونکے پیٹ مین پہنچی اور زخموں سے بہ گئی تو لوگوں نے کہا الحمد للہ یہ خون جما ہوا تہا جو پیٹ مین تھا اوسکو خدا نے نکال دیا۔ اسکے بعد دودھ مانگا۔

مولوی شبلی صاحب کی الفاروق مین ہے چنانچہ ایک طبیب بلا گیا اسنے نبیذ اور دودھ پلایا اور دونو چیزیں زخم کی راہ باہر نکل آئین صفحہ ۲۰۳

جس سے معلوم ہوا کہ مرنے وقت تک تو شراب کی عادت نہیں چھوٹی تہی۔ پہر درمیانی زمانہ کا کیا بیان ہو کیونکہ اول بہ آخر نسبتے دارد مشہور رہے۔

یہاں پہلا خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عرب ایک ایسا ملک تہا جہاں کسی قسم کی انسانیت نہ تھی ہر قسم کا فسق و فجور جاری تہا بہ استثنای خاندان رسالت کوئی گھر ایسا نہ تہا جہاں شراب خواری کو ایسا رواج نہو کہ کوئی اسکو عیب بھی سمجھتا ہو جسکے لئے نہ صرف حضرت رسول اللہ ہی کو اس جانکاہی ہے کام لینا پڑا بلکہ خود خداوند عالم نے تین آیتین نازل فرمائین۔ اور اسطرح حضرت نے ہزاروں کوششوں سے لوگوں کو راہ پر لگایا اور ہزاروں کوششوں پر کچھ کچھ لوگوں سے چھوڑایا۔

اب سوال یہ ہے کہ اوسی رسول کا خلیفہ اور جانشین اگر ایسا شخص ہو جو خود شارب الخمر ہو اور مدۃ العمر اوس سے یہ عادت نہ چھوٹے تو کیونکر اس عادت رذیلہ کا قلع و قمع ہو سکتا ہے جو ملک کی گھٹی مین پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے جو شخص خود کسی عیب مین مبتلا ہوتا ہے اوسکو اپنے دوسرے ہم جنس سے ایک خاص ہمدردی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانون سے کسی طرح یہ عادت نہ چھوٹی نہ چھوٹے گی۔

اگر مین اس امر کی تفصیل کرون تو طول ہو مگر مختصر طور پر چند واقعات کیطرف

اشارہ کرتا ہوں کہ خلیفہ دوم کے سالے تھے جنکا نام قدامہ بن مظعون تھا
جو حضرت حفصہ و عبد اللہ بن عمر کے حقیقی ماموں تھے۔ اور خلیفہ دوم کے بہنوئی بھی کیونکہ
صفیہ بنت خطاب انکی زوجہ تہین۔ خلیفہ دوم نے بعد حصول خلافت اونکو بحرین کا حاکم بنایا
کیونکہ یہ انلوگونکا خاص معمول تہا کہ جو خلیفہ ہوتا وہ اپنے عزیزو اقربا کو ہر جگہ حاکم بناتے۔ قدامہ
بن مظعون نے وہان جاکر شرابخواری شروع کی
جارود جو وہان کے قبیلہ عبد القیس کا سردار تہا اوسنے جب دیکھا کہ خلیفہ کے سالہ اور
بہنوئی نے یہ رنگ نکالا۔ تو وہ مدینہ آیا کہ خلیفہ سے شکایت کرین۔ کیونکہ ایک تو خلیفہ ہین
دوسرے ہواخواہون نے عدالت بہی مشہور کر رکھی ہے۔
پہلے تو خلیفہ نے چاہا جا بجا ہی مین مقدمہ کو اوڑا دین۔ مگر جارود بہی دہن کا پکا تہا اوسنے
کچا حال کہسنایا تب خلیفہ نے قدامہ کے نام پروانہ لکھا کہ حاضر دربار خلافت ہو۔ قدامہ بہی
گیا مگر خلیفہ ٹال رہے ہین فقال الجارود لعمر اقم علی ھذا کتاب اللہ فقال عمر
اخصم انت ام شہید فقال شہید فقال قد ادیت شہادتک قال
فصمت الجارود ثم غدا علی عمر فقال اقم علی ھذا حد اللہ فقال عمر
ما اداک الا خصما وما شھد معک الا رجل واحد فقال الجارود انی
انشدک اللہ فقال عمر لتمسکن لسانک اولاسوئنک فقال الجارود
ما واللہ ما ذلک الحق ان یشرب ابن عمک الخمر وتسوئنی استیعاب صفحہ ۵۴۸ جلد ۲
تب جارود نے عمر سے کہا اسپر حکم حد جاری کرو عمر نے کہا تو مدعی ہی یا گواہ۔ جارود ہم گواہ
ہین۔ عمر۔ تو تو گواہی دیچکا۔ اور سروز تو جارود چپکا ہو رہا دوسرے روز پہر صبح کو پہونچا
اور کہا کہ اسپر حد خدا جاری کرو۔ عمر نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے تو مدعی ہی حالانکہ صرف ایک
شخص نے تیرے ساتہہ گواہی دی ہی یعنی ابو ہریرہ نے۔ جارود نے کہا ہم تمکو خدا کی قسم
دیتے ہین کہ قدامہ پر حد شراب جاری کرو۔ عمر نے کہا اگر تو اپنی زبان نہ روکیگا تو ہم تیری سزا
کرینگے۔ جارود نے کہا قسم خدا کی یہ بالکل خلاف حق ہی کہ شراب تو پیئے تیرا ابن عم۔ اور
سزا ہو ہماری "

دیکھئے آخر وہی بات پیش آئی کہ ایک تو خشم بدور خلیفہ دوم صاحب خود ایسے ہیں کہ اس جرم میں وہ قرآنی آیتوں کے نزول کے بعد گرفتار ہوئے رسول اللہ نے کچھ ضربیں بھی لگائیں تیسرے آپ پر اقرار کیا کہ باز آونگا مگر نہ چھوڑا۔

دوسرے مجرم وہ ہے جو خلیفہ کا سالا بھی ہے صاحبزادہ صاحبزادی کے ماموں جان۔ اور پھر حقیقی بہنوئی بھی۔ ہٹاؤ۔ مقدمہ چلے تو کیونکر جرم کی تحقیقات ہو تو کیونکر پہلے تو یونہی ٹالنا چاہا کہ نہ گواہ ہے یا مدعی۔

جارود بھی تھا (آنحضرت) بحرین کا رئیس۔ ایک بڑے قبیلہ کا سردار وہ کب اس دھکی میں آتا ہے۔ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ تب خلیفہ نے قانونی عذر نکالا کہ ایک گواہ سے کہیں مقدمہ چل سکتا ہے۔ تب جارود نے قسم دی کہ خدا کیلئے مقدمہ چلاؤ۔ اسپر خلیفہ کو غصہ آیا وہ ادھے چور کو توال کو ڈانٹے۔ اور کہا اگر چپ نہ رہا تو تیری ہی سزا کرونگا۔ اسپر اوس عربی سردار کو بھی جوش آیا اور صاف صاف کہہ دیا یہ تو انصاف کی بات نہیں کہ شراب پیئے تو تیرا بہائی اور سزا ہو ہماری۔

اس روئداد کا نتیجہ خواہی نخواہی یہی ہوتا کہ مقدمہ دب جاتا کیونکہ خلیفہ کو قدامہ۔ (شرابخوار) کی صفِ فدا ہی مجبور کرتی ہے کہ کسی طرح مقدمہ نہ چلایا جائے۔ قانونی عذر بھی خلیفہ نکال ہی چکے ہیں کہ ایک گواہ سے کہیں شرابخواری کا مقدمہ چل سکتا ہے خلیفہ اور جارود میں کچھ نوک جھونک ہو ہی چکی ہے جسکا نتیجہ یہ ہونیوالا تھا کہ جارود پر توہین عدالت کا مقدمہ قایم کیا جائے۔ اور لینے کے دینے پڑ جائیں۔

مگر خدا بھلا کرے حضرت ابوہریرہ کا جنہوں نے اس آڑے وقت میں ایسا کام نکالا کہ یہ انہیں کا حصہ تھا۔ جسکی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوگی کہ اسی بحرین کے یہ بھی حاکم بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اور خلیفہ دوم نے انکو خائن وغیرہ بنا کر اتنے کوڑے لگائے تھے کہ پیٹھ انکی خون آلود ہوگئی۔ ایک تو اسکا غصہ۔ دوسرے نوکری چھننے کا غصہ کہ اب وہاں قدامہ حکمران ہے جو خلیفہ دوم کا سالا اور بہنوئی دونو ہے۔ تیسرا یہ غصہ کہ حضرت ابوہریرہ گواہی دیتی کہ قدامہ نے شراب پی تھا اور وہ گواہی دربار خلافت میں منظور نہو لہذا

ابوہریرہ نے ایک ایسا چلتا ہوا فقرہ گڑھا کہ خلیفہ مجبور ہو گئے۔

فقال ابوهريرة ان كنت تشك فى شهادتنا فارسل الى هند ابنة الوليد فسئلها وهى امرأة قدامة - فارسل عمر الى هند بنت الوليد ينشدها فاقامت الشهادة على زوجها

یعنی ابوہریرہ نے کہا اگر تمکو ہملوگونکی شہادت مین شک ہو تو دختر ولید سے پوچھ لو جو زوجہ قدامہ ہے عمر نے ہند بنت ولید کو قسم دیکر پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ۔ اوسنے پوری گواہی دی کہ قدامہ نے شراب پی۔

دیکھیے اگر کوئی سچا جانشین اور جائز خلیفہ رسول ہوتا تو اس مقدمہ کو اتنا طول نہوتا جس سے خواہی نخواہی خلیفہ کے نسبت شرابخوار کی طرفداری کا گمان پیدا ہو رہا ہے۔ جارود اور خلیفہ مین ردوبدل ہو رہا ہے وہ فوری تحقیقات کرتا مقدمہ صاف تہا۔ کیونکہ ابوہریرہ سا صحابی گواہ عادل موجود ہے جارود ایسا رئیس و سردار گواہی دے رہا ہے۔ اسمین شک و شبہہ کی کوئی وجہ نہین جو اوسکی زوجہ کی گواہی کی ضرورت ہو۔ حالانکہ بجز خدا شارع اسلام نے کسی جرم مین دو گواہ سے زیادہ کی ضرورت نہین بتائی ہے حتیٰ کہ قتل ایسے سنگین جرم مین بہی دو گواہ پر فیصلہ ہوتا ہے۔ مگر خلیفہ دوم ہین کہ نہ حضرت ابوہریرہ کی گواہی مانتے ہین نہ جارود کی جب ابوہریرہ نے زوجہ قدامہ کو بھی گواہ مقرر کر دیا تو اب وہ مجبور ہوئے۔ مقدمہ دائر نہیں ہوا اور زوجہ نے بھی ایمانداری سے کام لیا کہ گواہی مین قصور نکیا خواہ اسوجہ سے کہ قدامہ نے کچھ اوسکو تکلیف دی ہوگی یا صفیہ بنت خطاب خواہر حضرت عمر کی طرف قدامہ کا زیادہ میلان ہو جس سے ہندہ جلتی ہو۔

غرض مقدمہ قایم ہوا بجائے دو گواہ اڈہائی گواہ فراہم ہوئے۔ اب کیا عذر ہو سکتا ہے لہذا خلیفہ نے اپنی رائے ظاہر کر دی فقال عمر لقدامه انى حادك فقال لو شربت كما يقولون ما كان لكم ان تحدونى

یعنی عمر نے قدامہ سے کہا ہم تمپر حد جاری کرینگے قدامہ نے کہا اگر مینے شراب بھی پی جیسا کہ لوگ کہتے ہین تو تم ہمپر حد نہین جاری کر سکتے

خان ۲۸

اس جرات کی بھی کوئی حد ہے اس شوخ چشمی کا کوئی جواب ہے - مگر آپ جانتے ہین یہ قدامہ ہے قدامہ - جو خلیفۂ دوم کا سالہ بھی بہنوئی بھی - دیکھیے کیسا پیچدار مسئلہ نکالتا ہے قرآن سے اپنی برات ثابت کرتا ہے - کیونکہ یہ قرآن تو وہی ہے جو حضرت عمر کی راے کے مطابق نازل ہوتا پھر کیونکر ممکن تہا کہ جس قرآن مین حضرت عائشہ کی برات ہو قصۂ افک سے - اوس قرآن مین عمر صاحب کے سالے بہنوئی کی برات نہو شرابخواری سے

فقال عمر لقدامه لم قال قدامه قال عز وجل لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا واحسنوا والله یحب المحسنین سورۃ النسا

یعنی نہین ہے کچہہ اوپر اون لوگون کے جو ایمان لاے اور عمل صالح کیا کوئی گناہ اوس چیز مین کہ کہایا اون لوگون نے جبکہ ایمان لاے اور پرہیزگاری کیا پھر تقوی کیا اور عمل صالح پھر تقوی کیا اور احسان اور خدا دوست رکہتا ہے احسان کرنیوالونکو -

دیکھیے اس آیۂ کریمہ مین تین مرتبہ لفظ تقوی لایا گیا ہے اسیطرح تین مرتبہ عمل صالح کا مذکور ہے مگر قدامہ اسی آیہ کو اپنی برات کی دلیل بناتے ہین اور ثابت کرتے ہین کہ اگر ہمنے شراب بھی پی لو تم حد نہین مار سکتے کیونکہ خدا نے تو ہمکو مواخذہ سے پاک کیا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اور عمل صالح کیا ہے اونکے کہانے پینے مین کوئی گناہ ہی نہین -

اسی آیہ پر قیاس کیجیے اون صحابہ کے فہم و فراست کو کہ قرآن اونکے سامنے نازل ہوا اون کی زبان مین نازل ہوا رسول اللہ صلعم تئیس سال ان کی تعلیم و تلقین کی مگر انکی سمجھ مین یہی آیا کہ اسلام لائے اور سب گناہ معاف ہوئے جو چاہو کہاؤ پیو کوئی باز پرس نہین - پھر بتاؤ ایسے صحابہ کیونکر ہادی اور رہنما قرار پا سکتے ہین -

یہی وجہ ہے کہ اہلسنت نے عام طور سے زبانی یہ اصول مقرر کیا ہے کہ قول صحابی حجت نہین اگرچہ عمل درآمد اسکے خلاف ہے - کیونکہ اونکے اقوال حجت ہونگے ایسے ہی کہ شراب پینگے زنا کرینگے - لواطہ کرینگے جوا کہیلینگے اور سب کیلئے قرآن کی آیتین ڈہال لائینگے اور حدیث تو انکی زبان ہی ہے -

اہلحدیث کی خلافت راشدہ

گذشتہ نمبر مین ہمنے اہلحدیث کی تہذیب کا نمونہ دکہایا تہا جسکی غرض صرف اسقدر تھی کہ اہل اسلام کو معلوم ہو۔ ہملوگ اہلحق کیونکر مجبور کئے جاتے ہین اون الفاظ پر جس سے ہم بدنام کئے جاتے ہین۔ کیونکہ مسئلہ " فیصلہ امامت واقتدا "، ایک اصولی مسئلہ ہے۔ اہلسنت ہر فاسق وفاجر کی اقتدا کو جائز جانتے ہین شیعہ اوسکو حرام وناجائز۔ اسی لئے یہ تحریر ایسے عنوان سے لکہی گئی تھی کہ بجز اختلاف راے کے اس سے اور کوئی بدمزگی نہو۔

مگر ادیٹر اہلحدیث نے پہلے تو ہمکو رافضی سے یاد کیا حالانکہ اوس تحریر مین نہ کہین انکے نسبت خارجی لکہا گیا تہا نہ وہابی۔ جسپر ایک زمانہ مین فخر کرتے اور اب اوس سے چڑتے ہین نہ کلاب النار رکہا حالانکہ مطابق روایت منقولہ نواب وقار نواز جنگ بہادر خوارج سب کلاب النار ہین۔ لہذا میری شکایت یہ تھی کہ ایسے مضامین ضرور رسان مفید قوم ہین۔ اسطرح کی نفسانیت مناسب اہل علم نہین۔

اس شکایت کے جواب مین آپ حدیث کافی لکہتے ہین کہ جناب امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا لا واللہ ماھم سموکم (الرافضہ) بل اللہ سماکم صلہ

یعنی تمہارے مخالفون (سنیون) نے تمہارا نام رافضی نہین رکہا بلکہ خدا نے تمہارا نام رافضی رکہا۔ پس ہمارے رافضی دوست حوالہ مذکور دیکھکر ہمین معافی کا کارڈ لکہین کیا سچ ہے ع مین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا۔ " مورخہ ۲۷ محرم

چونکہ استدلال آپکا حدیث سے ہے۔ لہذا آپکو بھی وہی لقب دیا جاتا ہی جو حدیث مین ہے الخوارج کلاب النار۔ کیونکہ جناب امام جعفر صادق ؑ کی حدیث اسطرح ہے قال لا واللہ ماھم سموکم بل اللہ سماکم اما علمت یا ابا محمد ان سبعین رجلا من بنی اسرائیل رفضوا فرعون وقومہ لما استبان لھم ضلالتھم فلحقوا بموسیٰ لما استبان لھم ھداہ فسموا فی عسکر موسی الرافضہ لانھم رفضوا فرعون وقومہ وکانوا اشد اھل ذلک العسکر عبادۃ واشدھم

حب الموسی وھارون وذریتھما علیھما السلام۔
یعنی بعد اوسکے فرمایا کیا تم نہین جانتے اے ابو محمد کہ قوم بنی اسرائیل سے ستر آدمیون نے رفاقت فرعون کو ترک کیا اور وہ لشکر حضرت موسیٰ مین داخل ہوئے لہذا وہ رافضہ کہلاتے کیونکہ فرعون کو اور اوسکی قوم کو ترک کیا تھا اور وہ سب سے بڑھکر عابد و زاہد و محب موسی و ہارون تھے ۔

پس اگر آپ اس حدیث شریف پر ایمان لاکر یہ خطاب دے رہے ہین تو بالراس والعین منظور ہے اور ہرگز کسیطرح کی شکایت نہین کیونکہ فرعون آل محمد سے ہملوگ یقینا تبرا کرتے ہین اور ہارون محمد کو اونکا وصی وخلیفہ جانتے ہین۔ مگر یقیناً آپ اس ایمان سے مبرا ہین اور آپ اس لفظ کو اوسی معنی سے استعمال کرتے ہین جس پر ابو بصیر راوی حدیث مذکور نے شکایت کی تھی فاناقد نبذنا نبزا انکسرت لہ ظھورنا وماتت افئدتنا واستحلت لہ الولاۃ دماءنا فلی حدیث رواہ ھم فقہاءھم
یعنی ابو بصیر نے عرض کیا کہ ہمکو وہ ایسے القاب سے یاد کرتے ہین جس سے ہماری کمر شکستہ ہوگئی اور دل ہمارے مردہ ہوگئے ۔ اور حکام اہلسنت نے اوس سے خون حلال جانا بسبب اوس حدیث کے کہ اونکے فقیہون اسکی روایت کی جس سے معلوم ہوا کہ آپ نے بھی اسی معنی سے یہ لقب ہمکو یاد کیا ہے کہ ہمارے دلونکو رنج پہونچے اور ہمکو ملال ہو۔ ورنہ شیعہ کا لفظ تو ایسا ہے کہ قرآن بھی موجود اوسی سے کیون نہ یاد کرتے ۔

ہان آپنے اس مقصود کو اس جملہ سے ظاہر بھی کردیا وہمنے سمجھا تھا کہ اڈیٹر موصوف نے علامہ ابن تیمیہ کی منہاج دیکھی ہوگی جہان علامہ موصوف نے رافضی کے لقب کی تحقیق کی ہے غالباً اسی لئے آپ آجتکل علامہ موصوف پر بہت کچھ مٹ آرہے ہین،،

یہ عبارت صاف آپکی منشا کو بتارہی ہے کہ حدیث جناب امام جعفر صادق ع پر آپکا ایمان نہین ہے بلکہ آپنے علامہ ابن تیمیہ کے منشاء کے موافق یہ لقب عنایت فرماتے ہین پھر فرمائے مجھے آپ ایسے دوست شکایت کا حق ہے یا نہین جب بمخالفت قرآن یقولون ما ۔۔۔ مالیس فی قلوبھم بار بار آپ یہ لفظ دوست یاد کرتے ہین اور کیا مجھے اسکا حق نہین ہے کہ آیہ وافی برائۃ

لا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان کی تلاوت کرون — جس مین مسلمانون کو صریحی ممانعت کی گئی ہے کہ برے القاب سے نہ یاد کرو مگر آپ یہ کر سکتے ہین کہ یہ ہدایت تو مسلمانونکے لئے ہے نہ وہابیون کے لئے جو مطابق حدیث صحیح کلاب النار ہین صاحب آپکے علامہ ابن تیمیہ کی منہاج بھی دیکھی ہے اور اسوقت بھی موجود ہے ملاحظہ فرمائے اوس سے آپکو کیا ملتا ہے۔ دیکھئے آپکے مذکورہ جلد اول مین ایک طولانی حدیث ابو حفص بن شاہین کی کتاب اللطف فی السنۃ سے شعبی سے روایت کرتے ہین جسمیں بہت کچھ رافضہ کی مذمت کی گئی ہے اور اونکی مشابہت یہود سے دکہائی گئی ہے اور جسقدر ہو سکا ہے اوسمین افترا سے کام لیا گیا ہے اگر کہئے تو آپکی خاطر سے وہ حدیث بھی مع ترجمہ لکھدون اوسکے بعد ابن تیمیہ مذکور لکھتے ہین۔

تسمیۃ رافضہ

قلت ومن زمن خروج زید افترقت الشیعۃ الی رافضۃ وزیدیۃ فانہ لما سئل عن ابی بکر وعمر فترحم علیہما رفضہ قوم فقال لہم رفضتمونی فسموا رافضۃ لرفضہم ایاہ وسمی من لم یرفضہ من الشیعۃ زیدیۃ لانتسابہم الیہ ولما صلب کانت العباد تاتی الی الخشبۃ باللیل لیتعبدون عندہا والشعبی توفی فی اوائل خلافۃ ہشام او اواخر خلافۃ یزید بن عبد الملک اخیہ سنۃ خمس ومائۃ او قریبا من ذلک فلم یکن لفظ الرافضۃ معروفا اذ ذاک ولہذا یعرف کذب لفظ الاحادیث المرفوعۃ التی فیہا لفظ الرافضۃ ولکن کانوا یسمون بغیر ذلک الاسم کما یسمون الخشبیۃ لقولہم انا لا نقاتل بالسیف الا مع امام معصوم فقاتلوا بالخشب ولہذا جاء فی بعض الروایات عن الشعبی ما رایت احمق من الخشبیۃ فیکون المعبر عنہم بلفظ الرافضۃ ذکرہ بالمعنی مع ضعف عبد الرحمن ومع ان الظاہر ان ہذا الکلام انما ہو نظم عبد الرحمن بن مالک بن مغول مما الفقہ قد سمعہ من طرف عن الشعبی [illegible]

یعنی جب حضرت زید نے خروج کیا اوسوقت سے شیعہ دو فرقہ ہو گئے ایک رافضہ دوسرا زیدیہ کیونکہ ابوبکر و عمر کے بارہ مین اونسے سوال کیا گیا تو حضرت زید نے اونپر ترحم کیا لہذا ایک قوم اونسے علیحدہ ہوئی تو حضرت زید نے کہا رفضتمونی - لہذا وہ رافضہ کہلائے کیونکہ زید کا ساتھ اونھون نے چھوڑ دیا تھا - اور جو ہمراہ زید رہے وہ زیدیہ کہلائے جب حضرت زید کو سولی دی گئی تو عباد اونکی اوس لکڑی کے نیچے آکر عبادت کرتے تھے جسپر سولی دیگئی تھی -

ابن تیمیہ کہتے ہین کہ شعبی (راوی حدیث مذکور) کی وفات ۱۰۵ھ مین ہوئی بزمانہ خلافت ہشام یا آواخر خلافت یزید بن عبدالملک - لہذا معلوم ہوا کہ اوس زمانہ مین شعبی تک لفظ رافضہ مشہور نہ تہا (کیونکہ حضرت زید کی شہادت ابتدائے ۱۲۲ھ مین ہے اور وفات شعبی ۱۰۵ھ مین تو پھر یہ لفظ اوسوقت کہانسے پیدا ہوا جو شعبی اس لفظ کو لاتے) اور اسی سے معلوم ہوا کذب اون الفاظ حدیث کا جو بطریق مرفوع رسول اللہ سے مروی ہے اور لفظ رافضہ اوسمین آیا ہے (کہئے اس سے اہلحدیث کی کذابیت ظاہر ہوئی یا نہین ؟) ہان اس نام کے سوا دوسرے نامونسے شیعہ نام رکہے جاتے تھے مثل خشبیہ کے کیونکہ وہ کہتے تھے ہم تلوار سے بغیر شرکت امام معصوم کے نہین جہاد کرینگے - اسی لئے اونہون نے لکڑی سے قتال کیا (عربی مین لکڑی کو خشب کہتے ہین اسیوجہ سے یہ نام رکہا گیا) اسیوجہ سے بعض روایت شعبی مین ہے کہ مینے کسیکو خشبیہ سے زیادہ احمق نہین پایا - لہذا رافضہ کا نام روایت مین ازقبیل روایت بالمعنی ہے پھر راوی اسکا عبدالرحمن ضعیف ہے - اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث (جو منہاج مین مذکور رہے) نظم عبدالرحمن بن مالک مذکور سے ہے جسکا کچھ حصہ اونسے شعبی سے سنا ،، انتہی

کہئے اس تحقیقات سے جسپر آپکو اسقدر فخر تہا کیا معلوم ہوا؟ یہی نہ کہ آپکے علمانے شعبی پر افترا کیا اونکے وفات تک تو اس لفظ رافضہ نے وجود بہی نہ پایا تہا جو وہ اس نام کو کہتے کیونکہ اونکے وفات ۱۰۵ھ مین ہے - اور شہادت زید جنکے ترک رفاقت سے اس لفظ کی ایجاد ہوئی ۱۲۲ھ مین - پھر بتائے آپکے علما کی کیا شان رہی کیسے کذاب تھے -

دوسرے یہ بہی معلوم ہوا کہ نہ صرف یہ حدیث موضوع ہے بلکہ جتنی حدیثونمین لفظ رافضہ

آیا ہے اور راوسکی نسبت رسول اللہ کی طرف کی گئی ہو سب موضوع ہین۔ سبحان اللہ کیا شان اہلحدیث ہے۔

تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہلسنت نے شیعونکا نام ایک خشبیہ بھی رکھا تہا جو ترک کیا گیا **چوتھے** یہ بھی معلوم ہوا کہ خود کلام شعبی مین لفظ خشبیہ تہا جو بدلکر رافضہ بنایا گیا۔ اس سی بڑہکر کیا دیانت اہلحدیث ہوسکتی ہے **پانچوین** یہ کہ یہ کلام تالیف عبدالرحمن سے ہے جسکی نسبت شعبی کی طرف کی گئی ہے **چھٹے** یہ کہ خود عبدالرحمن مذکور ضعیف ہو۔ **ساتوین** یہ کہ وہ کذاب ہے کہ خود کلام تصنیف کرتا ہے اور شعبی کی طرف منسوب کرتا ہے۔

اس تحقیقات سی ہمارے لایق اڈیٹر اگر خوش ہون تو ہم بھی خوش ہین کیونکہ اہلحدیث کی امانت و دیانت پر پوری روشنی پڑتی ہے کہ شیعونکی عداوت مین ہزارہا حدیثین وضعی رسول اللہ پر اللوگون نے افترا کی تہی۔ اگر آپنے وہ حدیثین نہ دیکھی ہون تو علامہ ابن حجر مکی کی صواعق محرقہ دیکھ لیجئے کہ کتنی حدیثین اوسمین اس مضمون کی موجود ہین۔

اب آپکو اسکی بہی وجہ معلوم ہوگی کہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے سامنے کتنی وضعی حدیثین اسکی بیان کی گئی تہین جسکی اونہون نے شکایت جناب امام جعفر صادق ع سے کی اونکی تشفی فرمائی۔

اب مین آپکو آپکے امام ابن تیمیہ کی تحقیقات کی حالت بہی بتاؤن جسپر آپکو اسقدر ناز ہے کہ اوسکی کیا حقیقت ہے کیونکہ نہ حضرت زید شہید مدعی خلافت و امامت تھے نہ اس غرض سے اونہونے ہشام سے جنگ کی تہی نہ اونہونے کبھی شیخین کی تعریف کی نہ اونپر ترحم کیا بلکہ اونکا بہی وہی عقیدہ تہا جو کل آئمہ اطہار ع کا تہا کہ وہ اونکو خارج از ایمان سمجھتے اور قابل ۔ ۔ ۔ ۔ پھر کیونکر ممکن تہا کہ شیعہ ونکو امام جانتے یا اونکی امامت کے قائل ہوتے اس لفظ کا اصلی استعمال ابوحنیفہ پر ہوا تہا کہ اونہونے حضرت زید کی ہمراہی کا فتوی دیا تھا اور بوقت جنگ روپوش ہوگئے۔ اسوجہ سے اونکی نسبت رفضتمونی کہا گیا اور اونکے اتباع نے اس لقب کو شیعونکی شان مین رواج دیا۔

اگر آپ یا آپکے ابن تیمیہ اہلحدیث سے ہوتے تو حدیث صحیح اسکی تحقیق کرتے کہ اس لفظ

رفض کی ابتدا کیونکر ہوئی اور کہاں سے اسنے رواج پایا دیکھئے مجمع بحار الانوار مین ہے

لئے فرفضہ النبیؐ بضاد المعجمۃ ای ترک سوالہ ان یسلم لیا سہ

منہ ص ۲۲ جلد ۲

یعنی کرمانی شرح صحیح بخاری مین ہے کہ چھوڑدیا حضرت انے اوس شخص کو یعنی اس خواہش کو کہ وہ اسلام لائے کیونکہ حضرت مایوس ہوچکے تھے اوسکے اسلام سے ۔

دیکھئے اصل ابتدا اس لغو کی اسی حدیث سے ہے کہ حضرت نے اوس شخص کو چھوڑدیا تھا جسپر لفظ رفض استعمال کیا گیا اوسی سے اس لفظ رافضہ کی ابتدا ہے کہ یہ لوگ بھی شیخین کو اسیوجہ سے ترک کردیا کہ اونکے اسلام سے مایوس ہوئے ۔

پس مطابق اس حدیث کے اول رافضی جناب رسالتمآب ہین بعدہ کل اتباع اونکے ہم شیعیان وموالیان سے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس لغت کی تحقیق مین نہ صاحب نہایہ نے اس قصہ کا ذکر کیا ہے جو حضرت زید کی طرف منسوب کیا جاتا ہے نہ صاحب مجمع البحار نے جس سے معلوم ہوا کہ مطابق اونکی تحقیقات کے اگر کچھ بھی اسکی اصلیت ہوتی تو وہ ضرور ذکر کرتے ۔

کیونکہ مجمع البحار مین یہی چند حدیثین اسکی اصلیت مین لکھی گئی ہین فی ح البراق ۔

استصعب علی النبیؐ ثم ارفض عرقا ای جری عرقہ وسال ثم سکن وانقاد وترک الاستصعاب ۔ وفیہ ان امرءۃ کانت تزفن والصبیان حولہا اذ طلع عمر فارفض الناس عنہا ای تفرقوا ومنہ ح مرۃ عوف فی ترک الجمعۃ فذکران بہ حجر یا ارفض فی انا ءۃ ای سال فیہ فیجمہ وتفرق ۔

یعنی حدیث براق ہی کہ اوسنے حضرت کی سواری کے وقت کچھ شوخی کی ۔ ثم ارفض عرقا پھر اوسکے عرق جاری ہوا اور شوخی کو ترک کیا ۔

دوسری حدیث مین ہے کہ ایک عورت رقص کرتی تھی اور لڑکے اوسکے گرد تھے کہ عمر طالع ہوئے اور وہ سب دیکھکر انکو بھاگے اور متفرق ہوئے ۔

تیسری حدیث یہ ہی کہ ایک شخص پر ترک جمعہ کے سبب سے عتاب کیا گیا تو بیان کیا کہ اوسکے ایک زخم ہے جس سے خوف ہے کہ ریم اوسکے کپڑہ مین بہ آئے

غرض رفض کے معنی ترک کے ہین اور ان احادیث مین ان ان مواقع پر اوسکا استعمال ہوا ہے مگر کوئی اصلیت اسکی نہین لکھی ہی کہ حضرت زید نے یہ جملہ کہا ہو۔

بہرحال چونکہ اس لفظ رفض کا استعمال خود رسول اللہ کی نسبت بھی حدیث شریف مذکور ہے اور نیز سراق کی نسبت اور نیز اون صحابہ کی نسبت جنھوں نے عمر صاحب کی صورت دیکھکر ترک قیام کیا تھا۔ اور نیز اوس صحابی کی نسبت بہی جو بعذر زخم شریک جمعہ وجماعت نہ ہوتا تہا اسلئے اصل لفظ پر کوئی اعتراض نہین بلکہ آپکی نیت اور مقصود سے شکایت ہے۔

ہان ابن تیمیہ کی غلطی اس تحقیقات مین اسوجہ بھی ظاہر ہی کہ سنیونکے پیر دستگیر غنیۃ الطالبین مین قول یہ لکھتے ہین وقیل لہا الرافضۃ لرفضہم اکثر الصحابۃ وامامۃ ابی بکر وعمر رض ص ۲۱۷ کہ رافضہ اسوجہ سے کہا گیا کہ اونہوں نے اکثر صحابہ کو ترک کیا تہا اور امامت ابوبکر وعمر کی تارک تھے۔ اسکے بعد وہی قول ترک رفاقت زید ہے۔

اس تحقیقات سے تو آپکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپکے ابن تیمیہ کی تحقیقات کیسی ناقص تھی کہ نہ اونکو لغت پر اطلاع ہے نہ اقوال سلف پر صرف جوش تعصب اونکو مدہوش کر رہا ہے۔

ہان دوسرا لقب جو خشبیہ لکھا ہے اور اوسکی جو وجہ قرار دی ہی۔ یہ ایسی تحقیقات ہی کہ جہانتک اہلحدیث اسپر فخر کرین بجا ہے کیونکہ نہ یہ قول کسی تاریخ مین ملتا ہے نہ حدیث مین نہ لغت مین صرف یہ اونکے ذہن کی جودت اور طبیعت کی تیزی ہی جسکی کوئی اصل نہین۔ ہان اگر آپ اونپر جہالت کا الزام نہ لگائین تو مین اسکی اصلیت بھی بتا دیتا ہون کیونکہ آپ کو سب وشتم سے کہا فرصت جو درپے تحقیقات ہون دیکھیے تاریخ کامل مین بیچ بذیل حالات عبداللہ بن زبیر کہ ابن الزبیر نے حضرت محمد بن حنفیہ وابن عباس کو چاہ زمزم کے پاس قید کیا تھا اور آگ لکڑی جمع کی تہی کہ جلا دین۔ یہ خبر جب مختار ۲ جیسے

نقلی کو کوفہ مین معلوم ہوئی

وسیر ابا المعتمر فی مائۃ وھانی بن قیس فی مائۃ وعمر بن طارق فی اربعین ویونس فی ثمانین راکبا فبلغوا مائۃ وخمسین رجلا فساروا ھم حتی دخلوا المسجد الحرام ومعھم الرایات وھم ینادون یالثارات الحسین حتی انتھوا الی زمزم وقد اعد ابن الزبیر الحطب لیحرقھم وقد بقی من الاجل یومان فکسروا الباب ودخلوا علی ابن الحنفیۃ فقالوا خل بیننا وبین عدو اللہ ابن الزبیر فقال لھم انی لا استحل القتال فی الحرم فقال ابن الزبیر واعجبا لھذہ الخشبیہ ینعون الحسین کانی انا قتلتہ واللہ لو قدرت علی قتلتہ لقتلتھم وانما قیل لھم خشبیۃ لانھم دخلوا مکہ وبایدیھم الخشب کراھۃ اشھار السیوف فی الحرم وقیل لانھم اخذوا الحطب الذی اعدہ ابن الزبیر ص۹۰

تو اونہوں نے ڈیڑہ سو سوار کمک حضرت ابن حنیفہ کے لئے روانہ کیا وہ داخل مسجد الحرام ہوئے اور خون حسین کا نعرہ مار رہے تھے جا کر قید خانہ کا دروازہ توڑا اور محمد بن الحنفیہ کو قید سے باہر نکالا جہاں ابن الزبیر نے لکڑی جمع کی تھی کہ دو روز اور گذر جائے تو سبکو جلا دین - اہل کوفہ نے جب محمد بن حنیفہ کو قید سے جدا کیا تو کہا چھوڑ دیجئے کہ ہم اس دشمن خدا ابن الزبیر سے سمجھ لین اونہوں نے جواب دیا ہم خانہ کعبہ مین قتال کو جائز نہین جانتے ابن الزبیر نے کہا تعجب ہے ان خشبیہ سے جو انتقام خون حسین کے طالب ہین گویا کہ مین قاتل ہون حالانکہ قسم بخدا اگر مجھے قدرت ہو تو خود مین قاتلان حسین کو قتل کرون - اہل کوفہ کو ابن الزبیر نے خشبیہ اسوجہ سے کہا کہ وہ جو مکہ مین داخل ہوے تو اس خیال سے کہ حرم خدا مین تلوار کھینچنا ناجائز ہے - ہاتھ مین لکڑیان لئے تھے - دوسری وجہ یہ کہی گئی ہے کہ اونہوں نے وہی لکڑیان لے لین جو ابن الزبیر نے محمد ابن حنیفہ کے جلانے کو جمع کی تھین -

ابتو آپکو اپنے امام اعظم ابن تیمیہ کی تاریخ دانی معلوم ہوئی کہ اونہوں نے خشبیہ کی وجہ تسمیہ مین کیسا مغالطہ کہا یا دیا کہ اسکی وجہ یہ قرار دی کہ وہ بغیر امام معصوم جہاد کو ناجائز جانتے ہین - اسلیئے بجائے تلوار لٹھ کا استعمال کرتے اور اس وجہ سے خشبیہ کہے گئے -

کیا آپ گمان کرسکتے ہین کہ ابن تیمیہ نے یہ وجہ از راہ جہالت لکھی ہی وہ اصلیت سے ناواقف تھے ہرگز نہین - بلکہ اونہون نے یہ افترا اس غرض سے کیا کہ اگر اصلی وجہ ظاہر کرتے ہین تو اہلسنت اور اونکے خلفا کا کمال اسلام ظاہر ہوتا ہے کہ انلوگون نے خود حرم خدا مین جنگ کیا حالانکہ حضرت نے نہی صریح فرمایا ہے - بخلاف شیعونکے کہ اونکے جہال بھی ایسے امور محرمہ سے پرہیز کرتے یہی فرق ہے درمیان شیعہ و اہلسنت کہ شیعہ ایک منٹ کے لئے بہی خلاف سنت نہین کرنا چاہتے اور اہلسنت ہمہ وقت مخالفت رسول پر آمادہ رہتے ہین -

دیکھیئے مختار جو اہلسنت کے یہان اسوجہ سے کافر ہے کہ خون حسین کا اونہون نے انتقام لیا - اونکی فوج جو عموما جاہل ہوتی ہے ایسی خدا ترس اور پابند شریعت ہے کہ بخیال حرمت خانہ کعبہ وہان تلوار نہین نکالتے - بلکہ لکڑیون سے اہلسنت کے خلیفہ کو بھگاتے ہین - بخلاف اسکے خود خلفائے اہلسنت اسطرح حرمت خانہ کعبہ کو برباد کر رہے ہین کہ یزید نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی کو کوڑونسے مار کر اسی خانہ خدا مین قتل کیا ہزارون خون ناحق کیا جناب محمد بن الحنفیہ کو آگ سے جلوانا چاہا حضرت ابن عباس کو بھی اونکے ساتھ ہی جلانا چاہا عبدالملک نے ابن الزبیر کو اسی خانہ کعبہ مین قتل کیا -

یہ تین خلیفہ اہلسنت کی کارروائی ہے - اور وہ مختار بن عبیدہ کی کارروائی جو شیعہ تھا اور انتقام خوان امام حسین کے لئے کوفہ کا امیر بنا اور خلیفہ اہلسنت کے بھائی مصعب بن الزبیر نے اونہین قتل کیا -

بہر حال جہان ابن تیمیہ کی لیاقت علمی ظاہر ہوئی وہان یہ بہی معلوم ہوا کہ یہ سب القاب عطایائے خلفائے اہلسنت سے ہے کہ مظلوم شیعونپر اونکی یہ نوازش تھی کہ نہ صرف قتل و غارت سے کام لیتے بلکہ ایسے ایسے القاب نفرت انگیز سے یاد کرتے - پھر بتلائے آپ ظالمونکے حامی وطرفدار ہین یا مظلوم کے کیونکہ یہ تو اون ملاعنہ کا ظلم تھا جو ایسے القاب

سے ازراہ کمال عداوت یاد کرتے ۔ آپ کیون اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے ۔
ابن تیمیہ نے یہ بھی ایک فریب دیا کہ اس لقب کو لقب عام شیعہ قرار دیا حالانکہ ابن الزبیر نے ایک خاص مقام پر ایک خاص غرض سے یہ لقب دیا تھا وہ بھی خاص ایک جماعت کو آپنے شیعون پر نوازش کی کہ سبکا یہی نام قرار دیا جسکی جناب منتقم حقیقی سے پا چکے ہونگے ۔
اگر ایسے القاب پر آپکو نازش ہے تو اوسی تاریخ کامل مین ابن الزبیر کا لقب الملحد ملاحظہ فرمائے جو بعض رسول ہے اور اہلسنت کا عام لقب **اصحاب فیل** جو سے مین قرار پایا ہے
مجھے افسوس ہے کہ باوصف خیال اختصار طول ہو گیا اور پھر بھی بہت سے مضامین رہ گئے جنہین نہ لکھ سکا ۔
دوسرا الزام میرا ۔ اپنی لفظون مین یہ لکھتے ہین ۔ دوسرا الزام ہمارے رافضی دوست یہ لگایا ہے کہ ہمنے معاذ اللہ استغفر اللہ سادات کرام کو ناجائز مولود کہا ہے ۔ بھلا کوئی عقلمند اس الزام کو باور کر سکتا ہے بلکہ ہمنے وہان صاف لکھا تھا کہ ایسے خیالات جاہلانہ ہین نہ کہ ہمارا اپنا خیال ۔
الجواب افسوس یہی ہے کہ آپ کسیطرح خیانت فی النقل سے باز نہین آتے امام بخاری نے جو روایت بالمعنی سے حدیثون کو غارت کیا آپ اونکی تقلید کئے جاتے ہین ۔ مینے جب آپکی پوری عبارت نقل کر دی تو پھر عقلمند و غیر عقلمند کے باور کر نیسے اسکو کیا علاقہ پھر مین آپکی عبارت نقل کرتا ہون دیکھین کون کرسکتا ہے کہ آپنے کل سادات و شیعہ کو صریح گالی نہین دی عبارت آپکی یہ ہے ۔

یہ تفریع بھی اس قسم کی ہے جو کسی دل جلے سنی نے نکالی تہی ۔ کہ اگر خلفاء ثلثہ کی خلافت ناجائز اور غصب ہے تو شیعہ سادات سب ... زادے ہین کیونکہ شہر بانو جو سادات کی بڑی امان ہے حضرت عمر کا عطیہ ہے جب خلافت عمری ناجائز ہے تو عطیہ کہان جائز ہوگا نتیجہ صاف ہے سو گو ہم اس قسم کے نتائج جاہلانہ تفریعات جانتے ہین مگر افسوس ہے کہ شیعہ سنیونکو ایسی تفریعات نکالنے پر مجبور کرتے ہین ،،
اب دیکھئے آپکے مذہب کا کونسا عقلمند ہے جو اس عبارت کو دیکھکر کہہ سکتا ہے کہ آپنے سادات

کو گالی نہین دی۔ ہان اگر اب بھی آپکے مذہب مین ایسے ہی لوگ ہین جو اونٹ کو اونٹنی کہین اور نماز جمعہ بروز چہارشنبہ پڑہین۔ تو مجبوری ہے مگر ہمارا گمان آپکے فرقہ کی نسبت ہرگز یہ نہین کہ وہ ایسی صریح جہوٹی گواہی دینگے۔

ہان یہ جملہ صحیح ہی کہ آپنے لکہا تہا کہ اس قسم کے نتائج جاہلانہ **تفریعات جانتے ہین** مگر اوسی کے ساتہ یہ بہی معلوم ہوا کہ آپ اون تفریعات کے پسند کرنیوالے ہین اور صحیح سمجہنے والے جب ہی اوسکو نقل کیا کہ اپکا دل اس سب وشتم سے مسرور ہو۔ ورنہ اگر آپ اسکو ناجائز یا کلمہ کفر سمجہتے تو کیون نقل کرتے۔ رہا یہ کہ یہ جملہ تفریعات جاہلانہ ہے پس الحمد للہ کہ تابعان کل الناس افقہ من عمر حتی العجائز ایک ہی حکم مین ہین۔

ہان یہی ظاہر کر دینا ضروری ہی کہ جس تفریع کو وہ جاہلانہ تفریع کہہ رہے ہین اہلحدیث مورخہ یکم شوال مین بہی بنام عبد السلام صادق پوری شایع ہو چکا ہے جسکی یہ عبارت ہے

"پس سوال یہ ہی کہ ایران بعہد خلافت سیدنا عمر رض فتح ہوا آپکے لشکرنے آپکے حکم سی فتح کیا کل غنیمت آپکے حکم سے تقسیم ہوئی لونڈیان غلام آپکے حکم کے بموجب تقسیم کی گئین ان لونڈیون مین شہر بانو بھی آئین جنکا نام عربون نے غنچہ رکہا تہا سیدنا عمر نے شہر بانو کو شاہزادہ امام حسین کو دینے کا حکم دیا۔ پس شہر بانو بقول شیعہ ناجائز غاصب ظالم خلیفہ کے وقت مین ناجائز جہاد کے ذریعہ سی فتح ہو کر آئین۔ اور غاصب ناجائز ظالم خلیفہ کے حکم کے بموجب حضرت امام حسین کے ہاتہ آئین۔ پس جو اولاد حضرت شہر بانو سے ہوئی وہ بقول شیعہ ناجائز طریقہ کی ہوئی یا نہین اور اپنی فتح کردہ لونڈی کو حضرت عمر نے جو امام حسین کو دیا اسوجہ سی حضرت عمر امام حسین کی اولاد کے آقاے نامدار محسن بزرگوار ہوے یا نہین صفحہ سطر ۱۲"

اب براہ کرم اڈیٹر صاحب فرمائین یہ تفریع جاہلانہ ہے یا عالمانہ۔ آپکے اخبار مین یہ مضمون شایع ہو چکا ہے یا نہین ؟ عبد السلام کو آپ عالم کہتے ہیں یا جاہل ؟ اگر جاہل تہا تو اوسکی تحریر کیون شایع کی کیا آپکا اخبار جاہلونکی تحریر کے لئے ہے۔

ہم امید کرتے ہین کہ اہل فہم اس تحریر کو اور پہر مولوی ثناء اللہ کی اس دوسری تحریر کو بغور ملاحظہ فرما کر تصفیہ کرین کہ وہ اس خیال کے موافق ہین یا مخالف۔

اور اس تحریر پر ہمارا یہ جملہ کیسا صابرانہ جملہ ہے "بیشک بیشک حضرت شہر بانو شیعوں اور سادات کی بڑی اماں ہیں جس پر کل شیعہ و سادات فخر کرتے ہیں۔ اور سنیوں کی بڑی اماں صنحاکہ حبشیہ جدہ ماجدہ حضرت خلیفہ دوم۔ اور ہندہ جگرخوارہ والدہ معویہ بن ابو سفیان جس پر جہاں تک اہلسنت فخر کریں کم ہے کیونکہ ایسا منسب نامہ کسیکو نصیب ہوا ہے نہ خدا کرے کہ کسیکو نصیب ہو۔"

دیکھئے اپنے نامہ نگار کی تحریر "بس جو اولاد حضرت شہر بانو سے ہوئی وہ بقول شیعہ ناجائز طریقہ کی ہوئی یا نہیں" پھر اپنی تہذیب دیکھئے کہ اسی مضمون کو آپ کسطرح لکھتے ہیں "وتو سشیعہ سادات سب ... زادے ہیں کیونکہ شہر بانو جو سادات کی بڑی اماں ہیں"

اب للہ کہئے آپ مہذب ہیں یا وہ جنکی تفریع کو جاہلانہ کا خطاب دیا۔ نامہ نگار تو حضرت شہر بانو لکھ رہا ہے اور آپ "شہر بانو جو سادات کی بڑی اماں ہیں"

نامہ نگار لکھتا ہے کہ "بقول شیعہ ناجائز طریقہ کی ہوئی یا نہیں" جسمیں پھر بھی وہ مقولہ کو دوسری کی طرف منسوب کرتا ہے اور لفظ ناجائز طریقہ لکھتا ہے جو پھر بھی ایک پردہ کے ساتھ ہے اور آپ نہ شیعہ کی طرف اس قول کو منسوب کرتے ہیں نہ مہذب لفظ لاتے ہیں بلکہ صاف صاف فرماتے ہیں "وتو شیعہ سادات سب ... زادے ہیں"

میں پھر اس مسئلہ کے تصفیہ کو جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر کے منصفانہ فیصلہ محول کرتا ہوں کہ برائے خدا بلا خوف لومۃ لائم لکھیے یہ دونو شخص آپکی تحقیقات میں کافر ہوے یا نہیں۔

ہاں یہاں میری تہذیب بھی ملاحظہ ہو کہ مینے اسکے جواب میں کیا لکھا صرف اسقدر "سنیونکی بڑی اماں صنحاکہ حبشیہ جدہ ماجدہ حضرت خلیفہ دوم میں اور ہندہ جگرخوارہ والدہ معویہ بن ابوسفیان جسپر جہانتک اہلسنت فخر کریں کم ہے"

نہ یہاں جواز و عدم جواز ولادت کا ذکر ہے نہ حرامزدگی کا۔ مگر ان دونوں متبرک اور مقدس ناموں میں کچھ ایسی تاثیر ہے کہ سکے جگر پل گئے اور ہر طرف سے تبرا کا نعرہ بلند ہوا حالانکہ مینے صرف اسماء گرامی اون ذوات مقدسہ کے لکھے تھے جنکے

صرف عصمت و طہارت سے وہ ذرشا ہوا ر پیدا ہوے کہ روم و ایران کے فاتح نکلے کیونکہ نہو اس مضمون کی تو حدیث بھی ہے انجب

تیسرا الزام یہ نقل کرتے ہین ،، تیسرا الزام لگایا ہے کہ ہمنے اسداللہ الغالب علی بن ابیطالب کو معاذ اللہ خاک بدہان قائلش دیوث لکھا ہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ بھلا کوئی اہلسنت ایسا کہہ سکتا ہے - ہان یہ ممکن ہو کہ کسی اہلسنت نے رافضیون کی کتابونکے حوالہ پر بطور الزام شیعونکو ایسا کہا ہو سو آپ پر اوس حوالہ کا جواب دینا ضروری تہا نہ کہ ہمپر الزام لگانا ،،

الجواب یہ بھی عجب معما ہو کہ محال بھی کہتے ہین - اور ارتکاب بھی کرتے ہین - ایسے جملہ کے قائل کی نسبت خاک بدہان قائلش بھی کہتے ہین جو یقینی صحیح ہو اور انشاء اللہ وہ ـــــ بہت جلد واصل بجہنم ہوگا یا ہوگیا ہو - اور پھر ان الفاظ کو درج اخبار اہلحدیث بھی کرتے ہین -

آپنے اس تحریر مین عجب منافقانہ چال سی کام لیا ہے کہ نہ انکار صریح کیا ہو نہ اقرار صحیح - انکار تو اس معنی سے ہے کہ اہلسنت ایسا نہین کہہ سکتا جو ایک حد تک صحیح ہو - کیونکہ ایسے جملہ کا قائل سنی نہین ہو بلکہ وہ اس خارجی ہو - اور اقرار اس معنی سے ہے کہ ممکن ہے کسینے الزاماً کہا ہو لہذا پہلے مین آپکے اخبار سے ان الفاظ کا وجود بلا انکار ثابت کرتا ہون - پھر آپکی تاویلون کی قلعی کہولتا ہون -

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۶ صفر ۱۳۲۶ھ ملاحظہ ہو - کیا قصور کیا تھا کہ ان لوگون نے اور انکے ہمخیال گرون نے انکو دنیا سے بھی زیادہ بےحیا بزدل - کمینہ - دیوث بنانے کی سعی کی سطر ۲ صفحہ ۷

اور شیر خدا بزدلی - اور بیحیائی سے تاکتا رہے سطر ۳ صفحہ ۸

اسپر سوال یہ ہے کہ کیا اس سے بڑھکر دیوثی بیحیائی - بے غیرتی ہوسکتی ہے - کیا اس دیوثی کی کہیں نظیر مل سکتی ہے - سطر ۵ -

شیر خدا کو اس موقع پر شہادت قبول کرنی تھی اور جان بھائی تو جان دینا لازم تھا -

لیکن اپنا نام قیامت تک کے لئے اول الدیوثین کی فہرست کے سرنامہ سے مٹانا تھا۔ سطر ۱۱

کیا انہین فقرات کی نسبت اڈیٹر صاحب کہتے ہین وہ خاک بدہن قائلش دیوث لکھا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ، دیکھئے وہ قائل خاک بدہانش۔ آپکے حق مین کیا لکھا ہے جسکی تحریر کو آپنے شایع کیا اور اوسکی تفریعات پر خوش ہوتے ہین۔ وہ بھی خاک بدہانش کہتا ہے یا کیا۔ اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتا ہے یا کیا۔

اب مین آپکے اس سوال کا "وہ بھلا کوئی اہلسنت کہ سکتا ہے"، کیا جواب دے سکتا ہون کیونکہ اسکا تصفیہ آپکے قلم قدرت مین ہو کہ کاتب اسکا اہلسنت ہے یا روافض سے مگر اسقدر مجھے معلوم ہے کہ مینے ایک اشتہار اس مضمون کا آپکو بھیجا تھا کہ الشمس اہلسنت کو مفت ملیگا اسکے جواب مین آپنے لکھا تھا کہ چونکہ یہ اشتہار خلاف میرے مذہب کے ہے لہذا نہین شایع کرسکتا جس سے یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ یہ تحریر آپکے مذہب کے مطابق تھی جب ہی اسکو شایع کیا آپکی اس تحریر پر بے اختیار مجھے یہ آیہ یاد آیا۔ یحلفون باللہ ماقالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم وھموا بمالم ینالوا وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیرا لھم وان یتولوا یعذبھم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاخرہ وما لھم فی الارض من ولی ولا نصیر

رہا آپکا یہ جملہ ہان یہ ممکن ہے کہ کسی اہلسنت نے رافضیون کی کتابون کے حوالہ پر بطور الزام شیعونکو ایسا کہا ہو"

جس سے پہلے معلوم ہوا کہ آپ اونکو اہلسنت سے سمجھتے ہین حالانکہ پہلے لکھ چکے ہین "وہ بھلا کوئی اہلسنت ایسا کہہ سکتا ہے"

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ روایات شیعہ مین کوئی وجود ان باتونکا نہین ہے بلکہ بطور الزام استنباط کیا گیا ہے۔

تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ بطور الزام ایسا کہنا جائز ہے حالانکہ خود آپکے آئمہ دین اسکی

تصریح کر چکے ہیں کہ لازم مذہب مذہب نہیں ہوتا چنانچہ نواقیت وجواہر ثبت ہے۔

قال الکمال والصحیح ان لازم المذہب لیس بمذہب کہا کمال نے کہ لازم مذہب صحیح یہ ہے کہ کسیکا مذہب نہیں ہوتا۔ حجۃ الہند شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ البالغہ میں فرماتے ہیں فان قیل یلزم من الاستقرار فی جہۃ ان یکون حادثا قلنا لازم المذہب لیس بمذہب لان المجسمۃ یزعمون بانہ تعالیٰ فی جہۃ ویزعمون بانہ قدیم ازلی لیس بحادث فلا یجوز ان ینسب الی مذہب یصرحون بخلافہ وان کان لازما لقولہ۔ یعنی اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ اختلاف ہے جو درمیان اہلسنت ہے کہ خدا کسی جہت میں ہے لازم آتا ہے کہ حادث ہو۔ کیونکہ جب خدا صاحب مکان ہے تو ضرور ہے کہ جسم رکھتا ہو اور جب صاحب جسم ہوا تو حادث ہوا قدیم نہ رہا۔ تو اسکا یہ جواب دینگے کہ لازم مذہب مذہب نہیں ہوتا کیونکہ مجسمہ جو جسمیت خدا کے قائل ہیں اور جہت میں مانتے ہیں اسکا اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ قدیم ازلی ہے حادث نہیں ہے پس نہیں جائز ہے کہ نسبت کیجائے اس مذہب کی طرف جو اسکے خلاف تصریح کرتا ہو اگرچہ وہ لازم ہو اسکے قول کو۔

اڈیٹر اہلحدیث کو بخوبی معلوم ہے کہ اس مضمون کا جواب کہ یہ الفاظ بطور الزام کہے گئے اصلاح نمبر ۲ جلد ۱ میں بتفصیل مرقوم ہے مگر پھر بھی وہی کہے جاتے ہیں کہ بطور الزام کہا گیا۔ حالانکہ نہ الزام ہے نہ تردید بلکہ محض خارجیت وناصبیت ہے کیونکہ جناب امیر اور جناب سیدہ نے جو بیان اسپر تحمل فرمایا ہے وہ ایسا ہے کہ انبیاء کے سوا اور کسی سے ممکن نہیں

اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں وہ آپ پر اس حوالہ کا جواب دینا ضروری تھا نہ کہ ہم پر الزام لگانا۔

الجواب افسوس ہے کہ اڈیٹر صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارے قائل نے نہ کوئی سند دی نہ حوالہ بلکہ عوام الکتاب ملاحظہ ہو اہلحدیث

دوسرا افسوس یہ ہے کہ اڈیٹر صاحب اصلاح کو برابر دیکھتے ہین اور وہ اسکو بہی دیکہہ چکے ہین کہ اس مضمون کا جواب اصلاح ۱۳ جلد ۱۰ مین بعنوان **زوال مذہب اہلسنت** مفصل مرقوم ہو چکا ہے۔ پہر جو اوسکا حوالہ طلب کرتے ہین تو اسکا نتیجہ بجز تضییع اوقات کیا ہے

بہرحال آپکے نامہ نگار کی تحریر بعد ذکر شجاعت جناب امیر یہ ہے۔ تو ایسے شخص کی محمد عربی بنت رسول اللہ کو اسی شیر خدا کے آگے ایک بزدل امنافق جو جنگ مین نہ ٹھہر سکتا ہو لات مار کر بے حرمت کرے (معاذ اللہ رونگٹے کہڑے ہوتے ہین) اور شیر خدا بزدلی اور بیحیائی سے تاکیا رہے اب ہم سوال یہ ہے کہ اس سے بڑہکر دیوثی۔ بےحیائی۔ بےغیرتی کیا ہو سکتی ہے کیا اس **دیوثی کی کبہی نظیر مل سکتی ہے** اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۹ء

اسی مضمون کا اثبات نہ آپ اپنی کتابون سے چاہتے ہین کیونکہ الفاظ ملعونہ کو تو آپ ہی بطور الزام مان رہے ہین۔ دیکہئے کتاب الامامۃ والسیاسۃ امام ابن قتیبہ مین ہے صفحہ ۲۰ مطبوعہ مصر

كيف كانت بيعة على بن ابيطالب كرم الله وجهه وقال ان ابابكر رضى الله عنه تفقد قوما تخلفوا عن بيعته عند على كرم الله وجهه فبعث اليهم عمر فجاء فناداهم وهم فى دار على فابوا ان يخرجوا فدعا بالحطب وقال والذى نفس عمر بيده لتخرجن او لاحرقنها على من فيها فقيل له يا اباحفص ان فيها فاطمة فقال وان فخرجوا فبايعوا الا عليا فانه زعم انه قال حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبى على عاتقى حتى اجمع القرآن فوقفت فاطمة

یعنی کیونکر ہوئی بیعت حضرت علی بن ابیطالب کی کہا کہ جب ابوبکر کی بیعت ہو گئی تو نہ پایا اونہونے ایک قوم کو جو اونکی بیعت سے علیحدہ ہو گئی تہی جنہین حضرت علی بہی تہے تو اونکے پاس عمر کو بہیجا۔ وہ آئے اور آواز دی اونکو گہر مین علی کے۔ اونہونے نکلنے سے انکار کیا۔ پس عمر نے **لکڑی** منگائی اور کہا قسم اوس شخص کی جسکے ہاتھ مین عمر کی جان ہے یا تو نکلو۔ نہین تو ہم اس گہر کو اونلوگون سمیت جلا دینگے جو اس گہر مین ہین۔ کسی نے کہا کہ اے ابو حفص اس گہر مین **فاطمہ** ہین۔ کہا ہوا کرین۔ پس سب نکلے اور بیعت کی۔ مگر **علی** نے کیونکہ اونہونے کہا مین نے قسم کہائی

رضی اللہ عنہا علی بابہا فقالت لا عہد
لی بقوم حضروا اسوأ محضر منکم ترکتم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جنازۃ بین ایدینا وقطعتم امرکم
بینکم لم تستامرونا ولم تروا لنا
حقا فاتی عمر ابا بکر فقال له الا
تاخذ ہذا المتخلف عنک بالبیعۃ
فقال ابوبکر لقنفذ وہو مولی له
اذہب فادع لی علیا قال فذہب
الی علی فقال له ما حاجتک فقال
یدعوک خلیفۃ رسول اللہ فقال
علی لسریع ما کذبتم علی رسول
اللہ فرجع فابلغ الرسالۃ قال فبکی
ابوبکر طویلا فقال عمر الثانیۃ ان
لا تمہل ہذا المتخلف عنک بالبیعۃ
فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ لقنفذ
عد الیہ فقل له امیر المومنین
یدعوک لتبایع فجاءہ قنفذ فادی
ما امر بہ فرفع علی صوتہ فقال سبحان
اللہ لقد ادعی ما لیس له فرجع
قنفذ فابلغ الرسالۃ فبکی ابوبکر
طویلا ثم قام عمر فمشی معہ
جماعۃ حتی اتوا باب فاطمہ فدقوا

ہے کہ نکلونگا اور نہ لباس رکھونگا اپنے
دوش پر جبتک قرآن کو نہ جمع کر لونگا
پس کھڑی ہوئیں فاطمہ رضہ اپنے دروازہ پر
اور کہا مجھے کوئی قوم ایسی نہیں معلوم ہوئی
جو تم سے زیادہ بُرے محضر پر حاضر ہوئی ہو کہ
چھوڑ دیا تمنے رسول اللہ کا جنازہ ہمارے
آگے۔ اور فیصل کرلیا اپنے امر کا درمیان
اپنے جسمیں نہ ہمسے مشورہ لیا نہ ہمارے
حق کا خیال کیا۔ پس آئے عمر ابوبکر کے پاس
اور کہا کیون نہین پکڑتے۔ اس خلافت
سے علیحدہ ہونیوالے کو۔ ابوبکر نے قنفذ
سے کہا جو اونکا غلام تھا کہ جا اور علیؑ کو
بلا لا وہ گیا حضرت علیؑ نے پوچھا کیا حاجت
ہے تیری۔ اوسنے کہا خلیفہ رسول آپکو بلاتے
ہین حضرت علیؑ نے کہا کسقدر جلد تمنے
افترا کیا رسول اللہ پر۔ قنفذ نے آکر پیغام
پہونچایا تو ابوبکر دیر تک روتے رہے۔
عمر نے دوبارہ کہا مہلت نہ دو اس پیچھے
رہ جانیوالے کو بیعت سے اپنی۔ ابوبکر نے
کہا قنفذ سے پھر جا وہاں اور کہہ کہ امیر
المومنین تمکو بلاتے ہین کہ بیعت کرو۔ قنفذ
نے پیغام پہونچایا تو حضرت علیؑ نے باواز بلند
کہا سبحان اللہ اوس شخص نے دعوی کیا جو

الباب فلما سمعت اصواتهم
نادت یا علی وابن ابی قحافه فلما
سمع القوم صوتها وبکاءها انصرفوا
باکین وکادت قلوبهم تتصدع
واکبادهم تتفطر وبقی عمر ومعه
قوم فاخرجوا علیا فمضوا به الی
ابی بکر فقالوا له بایع فقال ان انا
لم افعل فمه قالوا اذا والله الذی
لا اله الا هو نضرب عنقك قال
اذاً تقتلون عبد الله واخا رسوله
فلا وابو بکر ساکت لا یتکلم فقال له
عمر الا تامر فیه بامرك فقال لا اکرهه
علی شیء ما کانت فاطمة الی جنبه فلحق
علی بقبر رسول الله صلی الله علیه
وسلم یصیح ویبکی وینادی یا ابن
ام ان القوم استضعفونی وکادوا
یقتلوننی فقال عمر لابی بکر رضی الله
عنهما انطلق بنا الی فاطمة فانا
قد اغضبناها فانطلقا جمیعا
فاستاذنا علی فاطمة فلم تاذن
لهما فاتیا علیا فکلماه فادخلهما علیها
فلما قعدا عندها حولت وجهها الی
الحائط فسلما علیها فلم ترد علیهما۔

اوسکے لئے نہیں ہے قنفذ نے پھر آکر پیغام
پہونچایا تو ابوبکر دیر تک روتے رہے۔
پس کھڑے ہوئے عمر اور چلے لوگ اونکے ساتھ
یہانتک کہ آئے مکان پر فاطمہؑ کے اور دق
الباب کیا جب حضرت فاطمہؑ نے اونکی
آواز سنی۔ تو چلائیں بلند آواز سے اور کہا
کیا ہوا ہے ابن ابی قحافہ کو (ابوبکر)
(یہاں کچھ الفاظ غلطی کاتب سے رہ گئی ہیں اڈیٹر)
جب سنی قوم نے آواز جناب فاطمہؑ اور رونا
اونکا تو سب روتے ہوئے چلے آئے اور
قریب تھا کہ کلیجے اونکے پھٹ جائیں اور دل
اونکے ٹکڑے ہوجائیں۔ اور ٹھہرے رہے
وہاں عمر اور اونکے ساتھ ایک قوم تھی
پس نکالا علیؑ کو اور لیگئے اونکو ابوبکر
کے پاس اور کہا کہ بیعت کرو۔ کہا حضرت
علیؑ نے) کہ اگر نہ بیعت کریں تو کیا ہوگا۔
کہا لوگوں نے قسم خدا کی اسوقت تمہاری
گردن مارینگے حضرت علیؑ نے کہا تو
تم لوگ قتل کروگے ایک بندہ خدا کو اور
رسول اللہ کے بھائی کو۔ عمر نے کہا بندہ
خدا تو ہاں۔ مگر برادر رسول نہیں۔
اور ابوبکر اوسوقت چپکے تھے کلام نہ کرتے
عمر نے کہا تم اپنا کوئی حکم کیوں نہیں دیتے

السلام فتکلم ابو بکر فقال یا حبیبة
رسول اللہ (۱) واللہ ان قرابة
رسول اللہ احب الیّ من قرابتی و
انک لاحب الیّ من عائشة ابنتی
ولوددت یوم مات ابوک انی مت
ولا ابقی بعدہ افترانی اعرفک و
اعرف فضلک وشرفک وامنعک
حقک ومیراثک من رسول اللہ
الا انی سمعت اباک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا نورث
ما ترکنا فهو صدقة فقالت ارایتکما
ان حدثتکما حدیثا عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تعرفانه وتفعلان
به قالا نعم فقالت نشدتکما اللہ
الم تسمعا رسول اللہ یقول رضا فاطمة
من رضای وسخط فاطمة من سخطی فمن
احب فاطمة ابنتی فقد احبنی ومن ارضی
فاطمة فقد ارضانی ومن اسخط
فاطمة فقد اسخطنی۔ قالا نعم سمعناہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قالت انی اشهد اللہ وملائکته انکما

کہا جب تک فاطمہؑ اونکے پہلوؤں میں ہم کسی
بات پر مجبور نہ کرینگے۔ پس ملحق ہوئے حضرت
علیؑ قبر رسول اللہ سے چیختے تھے۔ روتے تھے
اور ندا کرتے تھے۔ ترجمہ آیہ اے ماجائے
میرے تحقیق قوم نے ہمکو ضعیف کرنا چاہا اور
قریب تہا کہ قتل کر ڈالتے (پ ۹ ع ۷ حضرت ہارون علیہ السلام)
پس کہا عمر نے ابوبکر سے کہ چلو ہمارے ساتھ
فاطمہؑ کے یہاں کہ ہمنے اونکو غضبناک
کیا ہے۔ دونو ساتھ گئے اور طالب اذن
ہوئے۔ حضرت فاطمہؑ نے اجازت نہ دی
تب دونو علیؑ کے پاس آئے اور کلام کیا
اونسے اور لیگئے وہ ان دونو کو جب وہاں
جاکر بیٹھے تو حضرت فاطمہؑ نے منہ پھیر لیا انکی
طرف دیوار کے۔ اور ان دونوں نے
سلام کیا مگر حضرتؑ نے جواب سلام نہیں دیا
تب کلام کیا ابوبکر نے اور کہا اے حبیبہ
رسول اللہ ہمنے تمکو رنج دیا تمہاری میراث
کے بارے میں اور دیا سے تمہارے شوہر کو
حضرت فاطمہؑ نے کہا کیا وجہ ہے کہ تیرے اہل
تو وارث ہوں۔ اور ہم محمدؐ کے وارث نہوں
ابوبکر نے کہا قسم خدا کی قرابت رسول اللہ

(۱) ویروی یا حبیبة رسول اللہ اغضبناک فی میراثک منه ومن زوجک
فقالت ما بالک یرثک اهلک ولا نرث محمد فقال واللہ ان قرابة الخ

اسخطتماني وما ارضيتماني ولئن لقيت
النبي لاشكونكما اليه فقال ابوبكر
انا عائذ بالله تعالى من سخطه و
سخطك يا فاطمة ثم انتحب ابوبكر
يبكي حتى كادت نفسه ان تزهق و
هي تقول والله لادعون الله
عليك في كل صلاة اصليها ثم
خرج باكيا فاجتمع اليه الناس فقال
لهم يبيت كل رجل منكم معانقا
حليلته مسرورا باهله وتركتموني
وما انا فيه لاحاجة لي في بيعتكم اقيلوني
بيعتي قالوا يا خليفة رسول الله ان
هذا الامر لايستقيم وانت اعلمنا
بذلك انه ان كان هذا لم يقم
لله دين فقال والله لولا ذلك و
ما اخافه من رخاوة هذه العروة
مابت ليلة ولي في عنق مسلم بيعة
بعد ما سمعت ورايت من فاطمة
قال فلم يبايع علي كرم الله وجهه
حتى ماتت فاطمة رضي الله عنها و
لم تمكث بعد ابيها الاخمسا وسبعين
ليلة - ص ۲۴ مطبوعہ مصر

مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور رحم
میرے نزدیک زیادہ احب ہو میری بیٹی عائشہ
سے اور مین دوست رکھتا تھا کہ مرجاتا اوسی
روز جس روز تمہارے باپ نے انتقال کیا تھا
کیا اسکے بعد آپ گمان کرتی ہین کہ باوجودیکہ
مین آپکو پہچانتا ہون اور آپکے فضل و شرف
کو جانتا ہون پھر آپکو حق سے محروم کرونگا
اور میراث رسول اللہ کو روکونگا -
آگاہ ہو کہ مینے سنا ہے تمہارے باپ رسول
اللہ کو کہ فرماتے تھے ہم نہین وارث کئے
جاتے جو کچھ چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے پس
حضرت فاطمہ نے کہا کیا تم دیکھتے ہو یہ بات
کہ اگر ہم کوئی حدیث بیان کرین رسول اللہ
سے تو تم اوسکو مانوگے اور عمل کروگے
دونون نے کہا ہان جناب سیدہ نے کہا
مین تم دونون کو قسم دیتی ہون خدا کی کہ
کیا تمنے نہین سنا ہے رسول کو کہ فرماتے تھے
رضائے فاطمہ میری رضا سے ہے اور غضب
فاطمہ میرے غضب سے ہے پس جو شخص دوست
رکھے فاطمہ کو اوسنے ہماو دوست رکھا اور
جسنے راضی کیا فاطمہ کو اوسنے مجھے راضی
کیا اور غضب دلایا فاطمہ کو اوسنے غضب

دلایا مجھے - دونون نے اقرار کیا کہ ہان بیشک رسول اللہ سے مینے یہ سنا ہے - پس کہا

جناب فاطمہؑ نے تین گواہ کرتی ہون خدا کو اور اوسکے ملائکہ کو کہ تحقیق تم دونون نے ہمکو غضبناک کیا اور
نہ راضی کیا ہمکو۔ اور اگر ہم ملاقات کرینگے نبی خدا سے تو تم دونون کی شکایت کرینگے اونکی حضور
پس ابوبکر نے کہا کہ ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین اوسکے غضب سے اور تمہارے غضب سے اے فاطمہ
پھر رونے لگے ابوبکر یہانتک کہ قریب تہا اونکی جان نکل جائے اور جناب سیدہ کہتی تہین کہ قسم
خدا کی مین ہر نماز مین کہ پڑہونگی تم پر بد دعا کرونگی۔ پھر نکلے ابوبکر روتے ہوئے اور لوگ اونکے
پاس جمع ہوئے تو کہا ابوبکر نے ہر شخص تمسے رات کو سوتا ہے اپنے زوجہ کے گلے مین لپٹ کر۔ اور
چھوڑ دیا ہے ہمکو اور اوس بات کو جسمین ہم ہین۔ نہین حاجت ہے ہمکو تمہاری بیعت کی۔
پھیر دو تم میری بیعت کو اور معاف رکہو۔ لوگون نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ یہ امر درست
نہین تم ہمسے زیادہ اعلم ہو اگر ایسا ہو تو پھر نہ قائم رہیگا [illegible] تک کوئی دین۔ کہا ابوبکر
نے قسم خدا کی اگر یہ نہوتا اور مجھے اسلام خراب ہونیکا خیال نہوتا تو ہرگز مین ایک رات بھی اس
حالت مین نہ بسر کرتا کہ میری گردن مین ایک مسلمان کی بھی بیعت ہوتی۔ بعد اون باتون
جسے مینے سنا اور دیکھا فاطمہ سے کہا۔ پس بیعت کیا علیؑ نے یہانتک کہ انتقال کیا جناب
سیدہ نے اور زندہ رہین بعد اپنے باپ کے مگر پچہتر رات۔ ص ۱۴

اس حوالہ سے تو آپکی آنکہین خنک ہوئی ہونگی۔ اور معلوم ہوگا کہ آپکا یا آپکے نامہ نگار
کا جو کچھ الزام جناب امیرؑ پر ہے وہ سب ایسی ہی باتین ہیں جو خود کتب معتبرہ اہلسنت
مین موجود ہین۔ یہ مظلوم شیعون نے کیا مخفی رکہا ہے جسکا نام لیکر جناب امیرؑ پر
سب وشتم کیا جاتا ہے۔ زمانہ آزادی کا ہے۔ [illegible] اختیار آپکے ہاتہ مین ہے جسقدر چاہئے گالیان
دیجئے قتل و غارت کر چکے ہی ہین۔

۔ صحیح مسلم کا یہ فقرہ بھی آپکو یاد ہوگا۔ وکانت لعلی وجہ حیوۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر وجوہ
الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر۔ یعنی حضرت علیؑ کو ایک طرح کی آبرو تہی زندگی جناب
فاطمہؑ سے جب حضرت فاطمہ نے انتقال کیا تو پھر گئے لوگونکے منہ حضرت علیؑ سے اور مضطر ہوکر طرف صلح کے ابوبکر
بہرحال چونکہ حسب استدعائی اڈیٹر صاحب ہمنے اصلیت اس روایت کی کتب اہلسنت سے ثابت
کردی تو اب یہ دیکھنا رہ گیا کہ اب بھی امر حق کا اقبال کرتے ہین یا کیا۔

ہان یہہی سمجہہ کہنا چاہیے کہ علامہ ابن قتیبہ کوئی معمولی نہین ہین اونکی کتاب الامامہ والسیاسۃ بیشک نایاب کتاب تہی مگر خدا بہلا کرے تجار مصر کا جنہونے حال مین اس کتاب کو نہایت عمدہ اور خوشخط چہپوایا ہے - اونکی جلالت قدر کا حال اگر دیکہنا ہو تو کتاب مستطاب استقصاء الافحام جلد ۱ صفحہ ۱۰ لغایت ۲۸ ملاحظہ ہو جسمین ابن قتیبہ کا محدث عالیشان ہونا اور اس کتاب الامامہ والسیاسۃ کا اونکی تصانیف منیفہ سے ہونا بکمال توضیح ثابت کیا گیا ہے -

وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری وقیل المروزی النحوی اللغوی صاحب کتاب المعارف وادب الکاتب کان فاضلاً ثقۃ سکن بغداد وحدث بہ عن اسحاق بن راھویہ وابی اسحاق ابراھیم بن سفیان بن سلیمان بن ابی بکر بن عبد الرحمان بن زیاد بن ابیہ الزیادی وابی حاتم السجستانی وتلک الطبقۃ روی عنہ ابنہ احمد وابن درستویہ الفارسی وتصانیفہ مفیدۃ کلھا توفی فی ذیقعدۃ سنۃ سبعین وقیل احدی وسبعین وقیل اول لیلۃ من رجب وقیل من نصف رجب سنہ ست وسبعین ومائتین والاخیر اصح ص ۲۵۱ جلد اول

اس عبارت سے ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری المتوفی ۲۷۶ھ کا فاضل ثقہ ہونا ظاہر ہے اور اسحاق بن راہویہ اور ابو حاتم سجستانی و ابی اسحاق ابراہیم بن سفیان ایسے ائمہ اہلسنت سے روایت حدیث کرنا ظاہر ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ کیسا مقدس عالم سنت ہے ابن حجر مکی تطہیر الجنان مین لکہتے ہین جو فضائل معویہ بن ابی سفیان مین بحکم بادشاہ ہمایون بادشاہ تصنیف کی گئی -

وقد علمت مما قدمتہ فی معنی الامساک عن ذلک ان علة الامساک کثیرا ما یکون ذریعة لاسیما مع وقوع العوام بہ وقد تالیف صدرت من بعض المحدثین کابن قتیبہ مع جلالتہ القاضیۃ بانہ کان ینبغی لہ ان لا یذکر تلک الظواھر فان ابی الا ان یذکرھا فلیبین جریانہا علی قواعد اھل السنۃ حتی لا یتمسک مبتدع ولا جاھل بہا انتہی

جس سے ظاہر ہے کہ ابن قتیبہ کیسا محدث جلیل الشان تہا کہ اسکو مناسب نہ تہا ان امور ظاہرہ کو ذکر کرے پہر اگر ذکر کیا تہا تو اونکی تطبیق کرے قواعد اہلسنت سے لہذا ابن حجر کو ضرورت پڑی کہ اونسب کی ایسی تاویل کرے کہ قواعد اہلسنت سے مطابق ہو جائے - انتہی ۱

جواب ثانی استفتا

(نوٹ) اس تحریر مین جہان جہان حاشیہ کا ہندسہ دیا گیا ہے اوسکو بغور پڑہیے گا۔ اڈیٹر

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب زید کرمہ
تسلیم۔

اصلاح بابت ماہ ذوالحجہ مین علمای اہل سنت سے جو استفتا کیا تہا۔ مجہ بحیثیت ایک سنی حنفی ہونے کے اسکا جواب دینا ضروری تہا مگر بوجہ مختلف ترددات اور نیز اپنی سخت اور طولانی علالت کی وجہ سے ابتک اسکے متعلق کچہہ نہ لکہہ سکا تہا لہذا اب مین مختصراً اسکا جواب گذارش کرتا ہون کہ اہل سنت وجماعت عقیدہ مین جسطرح خلفاے ثلثہ رضوان اللہ تعالی علیہم سے (معاذاللہ) بغض رکہنے والا اور انپر لعن و تبرا کرنیوالا سخت ترگمراہ و بیدین اور ہالک و شقی ہے اوسی طرح حضرت امیرالمومنین مولی المسلمین سیدنا و مولانا علی بن ابیطالب و دیگر اہل بیت رضوان اللہ تعالی وسلامہ علیہم سے (معاذاللہ) عناد رکہنے والا اور (عیاذاً باللہ) انپر سب وشتم اور انکی توہین وتنقیص کرنے والا شقی ترا شقی اور گمراہ و بیدین ہے۔

پس حضرت سرِ دفتر اصحاب و اہل بیت مصطفے سیدنا علی مرتضی کی شان پاک مین خبیث و بیہودہ کلمات زبان و قلم سے نکالنا ہے جو دیکہ آپ وہ بزرگ ہین کہ اصحاب رسول مین لو تو علی مرتضی رض اصحاب سابقین اولین کی جماعت کے رکن اعلی ہین اور بقول محقق علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (الراجح انہ اول من اسلم) آپ اول الاصحاب و اول المومنین ہین۔ اور اہل بیت مین لو تو آپ اول و افضل اہل بیت نبوی اور ابو الائمۃ الطاہرین ہین ہرگز دین و ایمان و اسلام کا مقتضا نہین ہوسکتا علاوہ ایسا شخص جو حضرت امیر علیہ السلام کی نسبت ایسے بیہودہ الفاظ کہے یا اسکو پسند کرے درحقیقت ہرگز اہل سنت والجماعت سے نہین ہے۔ رہے وہ لوگ جو کہا کرتے ہین کہ ہم حضرت امیرالمومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو نہین کہتے بلکہ شیعون کے علی کو کہتے ہین کہ شیعونکے علی ایسے اور ویسے اگرچہ یہ لوگ شیعونکے مقابلہ مین ابن بابویہ قمی کے عیون اخبار الرضا علیہ السلام کی اس روایت سے استناد کرنا چاہتے ہین جسمین حضرت سیدنا امام رضا علیہ السلام نے ایک عیسائی سے

جیسا آپ نے مناظرہ کرتا تھا فرمایا کہ ہم اوس عیسیٰ کو مانتے ہیں جسکو محمد رسول اللہ نے مانا ہے وہ خدا کا بیٹا نہیں بلکہ رسول ہے۔ لیکن وہ عیسیٰ جسے تم مانتے ہو فنحن براء منہ ہم اوس سے بری و بیزار ہیں" اسی طرح کہتے ہیں کہ ہم اس علی کو مانتے ہیں جو رسول کا خلیفہ چہارم اور خلفاء ثلثہ کا دوست دار ہے نہ شیعوں کے علی کو۔ مگر در حقیقت علی تو ایک ہی ہیں جسکو دونوں مانتے ہیں۔ لہذا یہ صرف ایک ظاہری آڑ ہے حضرت امیر کی شان میں بد زبانی کرنیکا جو اہل سنت کی روش و شان مذہب و ایمان کے ہرگز شایان نہیں ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

یہان مستفتی صاحب نے جو حنفیت ترک کر کے مذہب شیعہ اختیار رکھتا چاہا ہے میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کا شوق ہے جس مذہب کو چاہیں اختیار کریں۔ ایمان و اسلام دل سے ہے جبر و اکراہ ہدایت اور ضلالت دونوں کا رستہ کھلا ہے فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر اور ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین

اب ایک دوسری ضروری گذارش مجھے یہ کرنا ہے کہ تازہ پرچہ اصلاح میں آپنے علامہ ابن تیمیہ کی تکذیب لکھتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے یزید کے پاس جانیکو نہیں کہا تھا فقط ابن تیمیہ کی افترا ہے" مجھے حیرت ہے کہ ایسا امر جو بین الفریقین مسلم ہو اور دونوں طرف اسکی موجود ہوں اسکا کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے حضرت سید الشہداء روحی لہ الفداء نے تو بحالت مجبوری یہ فرمایا تھا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں شام چلا جاؤن اور یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دیدوں وہ جو چاہیگا کریگا مگر ان شیطانوں نے ہرگز اسکی بھی مہلت نہ دی جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کرم اللہ وجہہ تنزیہ الانبیاء والائمہ میں فرماتے ہیں کہ فلما رای ان لا سبیل الی العود ولا الی دخول الکوفۃ فسلک طریق الشام سائرا نحو یزید بن معاویہ لعلمہ علیہ السلام بانہ علی ما بہ ارق بہ من ابن زیاد و اصحابہ" پھر آگے چلکر فرماتے ہیں وقد روی انہ قال لعمر بن سعد اختاروا منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منہ او ضع یدی فی ید یزید فہو ابن عمی لیری فی رایہ واما ان یسیرونی الی ثغر من ثغور المسلمین و در آپکے بڑے مجتہد صاحب نے طہارۃ العین کے جواب میں تشئید المبانی کے صفحہ

میں فرماتے ہیں "ومویدِ این احتمال است اینکہ آنحضرت از عمر سعد و دیگر روسائے لشکر شقاوت اثر استدعا نمودہ بود کہ مرا نزد یزید بسر برید یا اجازت رجوع بطرف وطن دہید یا مرا رخصت کنید بہ بلاد دیگر از بلاد مسلمین" انتہی۔

کیا آپ ابن تیمیہ کی خاطر سے آپ جناب **علم الہدیٰ** اور **سلطان العلماء** مجتہد علام کو بھی کاذب و دروغگو اور غیر محقق فرمائینگے؟

اور آپنے جو کامل کی عبارت نقل فرمائی ہے جسکو وہ بصیغہ تمریض نقل کرتے ہیں کہ عقبہ بن سمعان جنہوں مدینے سے مکہ اور مکہ سے عراق تک آپکے ساتھ رہا اور تا وقت شہادت آپسے علحدہ نہیں ہوا وہ اس روایت کا کرتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ عقبہ بن سمعان باوجود اس رفاقت و صحبت کے حضرت سید الشہداء کا ساتھ نہ دے سکا اور اپنے سامنے قتل ہوتے ہوئے اس جناب کو دیکھتا رہا اور خود اوس جناب روحی لہ الفدا کا فدیہ نہوا۔ ایسے نالائق کی روایت اور اسکے قول پر اعتبار بجز اہل کوفہ و کوفی رستوں کے کوئی دیانتدار مسلمان نہیں کر سکتا۔ اور افسوس ہے کہ **بحار الانوار** کی وہ جلد جسمیں واقعہ قیامت خیز کربلا ہے میرے پاس اسوقت نہیں ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی یہ روایت پیش کرونگا مجھے یاد آتا ہے کہ اسمیں بھی یہ روایت موجود ہے۔

مہربانی فرما کر اس گذارش کا جواب باصواب بذریعہ **اصلاح** جلد شایع فرمائے۔ والسلام

خاکسار حسن از پھلواری از پٹنہ

اصلاح ہمکو اسکی امید نہ تھی کہ بمخاطبہ اصلاح آپ ایسے الفاظ تعریفیہ کا استعمال کرینگے " آپکے بڑے مجتہد صاحب "، یہ تو وہی جملہ ہے جو اہلحدیث نے لکھا تھا " **شیعونکی بڑی اماں شہربانو** "، اسیطرح یہ فقرہ " اہل کوفہ و کوفی رستونکے "، لہذا میں امید کرتا ہوں کہ اس قسم کے مخاطبات سے معاف رکھینگے خصوصاً ایسی حالت میں کہ آپ حمایت اوس شخص کی کر رہے ہیں جو بنصوص صریحہ علمائے **اہلسنت** ناصبی تھا بلکہ منافق یعنی **ابن تیمیہ** کرامجی۔ کیا تکہ ہمکو امید آپ محبان اہلبیت اطہار سے ہونگے انشاء اللہ و فضلہ و جودہ اکرم۔

(۱) خلفائے ثلثہ وغیرہ کی سامنے **الا** کی طرف یہ خیال مطابق اصل اہلسنت ۷ نکلف اهل القبلہ غلط ہے۔ پھر **سب** صحابہ کا مسئلہ عموماً آپکے یہاں محل نظر ہے۔ ملاحظہ ہو۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۲

قال ابن المنذر لا اعلم احدا یوجب القتل بمن بعد النبی انتہی پھر لکھتے ہیں والضابط ان ما کان شتم قصد بہ اذی النبی کما وقع من عبد اللہ بن ابی کفر واما لا فلا کما وقع من مسطح فی قصہ الافک پھر لکھتے ہیں ثم الکلام انما ہو فی سب بعضہم واما سب جمیعہم فلاشک انہ کفر وکذا سب واحد منہم من حیث ھو صحابی لانہ استخفاف بالصحبۃ فیکون استخفافا بہ وعلی ھذا ینبغی ان یحمل قول الطحاوی بغضہم کفر فبغض الصحابۃ کلھم او بغض بعضہم من حیث الصحبۃ لاشک انہ کفر واما سب او بغض بعضہم لامر آخر فلیس بکفر حتی الشیخین رض ثم حکی القاضی فی سابہما وجہین وجہ عدم الکفر ان سب المعین او بغضہ قد تکون لامر خاص بہ من الامور الدنیویہ او غیرھا کبغض الرافضی لہما فانہ انما ھو من جہۃ الرفض و تقدیمہ علیا واعتقادہ بجہلہ انہما ظلماہ وھما مبرآن عن ذلک فھو معتقد لجہلہ وینتصر لعلی لقرابتہ من النبی فعلم ان بغض الرافضی للشیخین انما ھو لما استقر فی ذہنہ بجہلہ وما نشاء علیہ من الفساد من اعتقاد ظلمہما لعلی ولیس کذلک ولا علی یعتقد ذلک قطعا صفحہ ۱۵۳

کہا ابن منذر نے کہ بجز سب نبی اور کسیکا سب باعث قتل نہیں ہوتا۔ پھر لکھتے ہیں کہ جس سب سے ایذاء رسول مقصود ہو اوس سے کفر ہوگا جیسا کہ عبداللہ بن ابی سے ہوا نہیں تو نہیں جیسا کہ مسطح سے ہو قصہ افک میں (مسطح خلیفہ اول کے بہت قریبی رشتہ دار تھے انہوں نے بھی حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی مگر کافر نہیں بنائے گئے تو شیعہ بھی حکم تکفیر سے خارج ہوئے کیونکہ کوئی شیعہ بقصد ایذائے نبی نہیں سب کرتا۔ بلکہ اسوجہ سے سب کرتا ہے کہ انکو موذی رسول جانتا ہے) پھر لکھتے ہیں کہ کلام سب بعض صحابہ میں ہے نہ کل صحابہ کے سب میں کیونکہ کل صحابہ کا سب کفر ہے اسیطرح بعض صحابہ کو بھی اگر کوئی اسوجہ سے سب کرے کہ وہ صحابی تھا تو کفر ہے کیونکہ اس سے خود نبی کا استخفاف ہوتا ہے اور مناسب ہے کہ اسی پر حمل کیا جائے قول طحاوی کہ بغض صحابہ

کفر ہی یعنی بغض کل صحابہ کفر ہے یا بغض بعض صحابہ بوجہ صحبت آنحضرت کفر ہے۔ رہا سب یا بغض صحابہ کسی دوسری وجہ کفر نہین یہانتک کہ بغض و سب شیخین بھی کفر نہین ہان قاضی نے ساب شیخین کے بارہمین وہ وجہ نکالی ہی ایک عدم کفر کیونکہ شخص معین کا سب یا بغض کبھی کسی خاص وجہ سے امر دنیوی وغیرہ سی ہوتا ہے۔ جیسا کہ روافض کو بغض ہی شیخین سی کیونکہ وہ بوجہ رفض حضرت علیؓ کو مقدم رکھتا ہے اور اپنی جہالت سی یہ اعتقاد کرتا ہی کہ شیخین نے اونپر ظلم کیا حالانکہ شیخین اس سے بری ہین۔ پس چونکہ وہ اسکا معتقد ہے کہ شیخین نے ظلم کیا۔ اسوجہ سی وہ بغض رکھتا ہی شیخین سے تو معلوم ہوا کہ خود شیخین سے نہین بغض ہی بلکہ اسوجہ سی کہ وہ اپنے گمان مین نصرت کرتا ہی حضرت علیؓ کی بخیال قرابت نبیؐ — حالانکہ ایسا نہین ہی نہ خود علیؓ اسکے معتقد تھے۔ لہذا وہ کافر نہین ہوسکتے ۔۔

پس جب مذہب اہلسنت مین خود یہ مسئلہ اختلافی ہی کہ سب و بغض شیخین موجب تکفیر ہے یا نہین اور اسکی بھی اجازت ہے کہ کسی امر دنیوی کی وجہ سی بغض رکھنا جائز ہے۔ اگرچہ شیخین ہی سے کیون نہو۔ تو پھر ان کلمات کو بغض شیخین کے بارہمین کس قاعدہ سی استعمال کیا آپنے تو امام اعظم کی فقہ اکبر کی شرح ملا علی قاری مین بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا ثم فی بسط الکلام فی نفی تکفیر ارباب الآثام من اہل القبلۃ ولو من اہل البدعۃ دلالۃ علی ان سب الشیخین لیس بکفر کما صححہ ابو الشکور السلمی فی تمہیدہ وذلک لعدم ثبوت مبناہ وعدم تحقق معناہ فان سب المسلم فسق کما فی حدیث ثابت وح یستوی الشیخان وغیرہما فی ہذا الحکم و لانہ لو فرض ان احدا قتل الشیخین بوصف الجمع لا یخرج عن کونہ مسلما عند اہل السنۃ والجماعت صہ ۸۷ مطبوعہ مطبع حنفی سنہ ۱۲۶۹ھ

یعنی ابو حنیفہ نے جو روایت کی ہی درباره عدم تکفیر اہل قبلہ اگرچہ اہل بدعۃ سے ہو تو اسمین دلالت ہی اسپر کہ سب شیخین موجب کفر نہین ہی جیسا کہ اسکی تصحیح کی ہی ابو الشکور سلمی نے کیونکہ سب مسلم موجب کفر نہین ہے بلکہ موجب فسق ہی تو شیخین اور غیر اونکے مسلمین سی مساوی ہوئے اس حکم مین۔ کیونکہ اگر فرض کیا جاے کہ کوئی قتل کرے شیخین کو

بلکہ ختنین کو تو اسوجہ سے مسلمان ہونیسے نزدیک اہل سنت والجماعت کے خارج نہوگا سلا
توجب باوصف قتل شیخین کوئی شخص خارج الاسلام نہین ہو سکتا تو بوجہ سب کیونکر وہ بیدین
کہا جاسکتا ہے حالانکہ جو قائل ہین بسب شیخین اونکے دلائل ایسے قوی ہین کہ اونسے وجوب
سب ثابت ہے چہ جائیکہ استحباب یا جواز سب ثابت ہو تو آپکا یہ فقرہ۔ خلفائے ثلثہ سے
بغض رکھنے والا اور انپر لعن و تبرا کرنیوالا سخت تر گمراہ۔ بیدین۔ ہالک شقی ہے۔ کسدرجہ
خلاف شان لتسنن ہے حالانکہ آپکو بعلم الیقین معلوم ہے۔ کہ کل آئمہ اطہار اونسے ناراض تھے
اور جناب سیدہ نے اونپر بددعا کی تھی۔ لہذا مین امید کرتا ہون کہ آپ درمیان خود و خدا
ان کلمات سے توبہ کرینگے۔ کیونکہ شریعت اسلام نے بلکہ خود مذہب اہلسنت نے انکے گالی دینے کو
کفر نہین سمجھا ہے نہ بیدینی۔

رہا سب وشتم جناب امیر المومنین کے متعلق جو لکہا وہ باتفاق فریقین مسلم ہے۔ مگر آپکی
تحریر اداے مافی الضمیر سے قاصر ہے کیونکہ وہ تو یقینی کفر ہے۔

سلہ وجہ تقول تو تحریر فرمایا حالانکہ اسکی ضرورت نہ تھی کیونکہ جو لوگ اسکے قائل ہین وہ سندا
اسکو پیش کرتے ہین۔ مگر آپکا غرض تہا کہ بتلاتے یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ جسطرح
حضرت علیسی کی نبوت کا اقرار ارکان اسلام سے ہے۔ اوسی طرح اونکا عبد خدا اور مبشر
برسالت رسول اللہ ہونا بھی جزو مذہب اسلام سے ہے کہ اوسکے انکار سے خروج عن الاسلام
لازم آتا ہے۔ کیونکہ یہ تکذیب صریح قرآن ہے جو کفر ہے۔ لہذا جناب امام رضا کا یہ قول بہت صحیح
ہے کہ اگر علیسی کے فرزند خدا ہونے سے برات نہ کرین تو خروج عن الاسلام لازم آتا ہے۔
محبت شیخین کہ نہ ضروری اسلام ہے نہ ضروری دین انبیا کہ ابہی معلوم ہوا اونکے سب و
شتم بلکہ قتل سے بہی خروج عن الاسلام نہین لازم آتا لہذا یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے مگر
ہان آپکی اس تحریر سے اور نیز اون لوگون کی تحریر سے جو اس روایت سے غلط استنادکر
ہین اوس حدیث نبوی کی تصدیق بخوبی ہوئی کہ جو حضرت نے فرمایا ہے بلک مثل عیسے
ابغضتہ الیہود حتی بہتوا امہ واحبتہ النصاری حتی نزلوہ بالمنزلۃ التی
لیس لہا اخرجہ المحب الطبری کما فی الروضۃ الندیۃ سلہ

یعنی حضرت نے فرمایا اے علی تم میں مطابقت ہے عیسیٰ کی کہ یہود نے اونسے بغض رکھا یہانتک کہ اونکی مادر گرامی پر تہمت لگائی اور دوست رکھا نصاریٰ نے یہانتک کہ اوس منزلت پر پہونچایا۔ جسکے وہ اہل نہین علامہ محمد بن اسمعیل بن صلاح امیر روضہ ندیہ مین فرماتے ہین وقد اخرج هذا الحديث من عدة طرق عن علي لاحاجة الى استيفائها في هذا الشرح وتقول هذا الحديث من اعلام النبوة وقد صدق قاله مختصر عنه فى حصة قوم فاتخذوه الها واحرقهم عن ص ۵۶

یعنی یہ حدیث بہت سے طریقونسے روایت کی گئی ہے کہ ضرورت احصائے طرق نہین ہے۔ اور یہ حدیث علامات نبوت آنحضرت سے ہے۔ اور بہت سچ فرمایا حضرت نے کہ ایک قوم نے غلو کیا حضرت کے بارے مین یہانتک کہ قائل بالوہیت جناب امیر ہوئے جنہین حضرت نے جلوادیا

تو اب اس تمثیل کو جو حضرات اہلسنت نے دربارہ جناب امیر قائم کی ہے آخری معجزہ نبوت رسول اللہ سمجھنا چاہیئے جو اس عرصہ مین ظاہر ہوا کہ سب وشتم جناب امیر کیلئے بھی وہی نظیر قایم کی گئی۔ اور ناظرین اصلاح کو بخوبی معلوم ہے کہ حضرات اہلسنت کس جوش اسلام سے حضرت عیسیٰ پر بھی سب وشتم کررہے ہین تصدق رسول اللہ

۵۳ مجھے نہایت حیرت ہے کہ آپنے اپنے ابن تیمیہ کی حمیت وحمایت مین اس تحریر کو لکھا حالانکہ آپکو خوب معلوم ہے ابن تیمیہ کیسا شخص ہے۔ مگر ہم اوس سے قطع نظر کرتے ہیں اصل امر کے متعلق معروض ہے کہ آپکا دعویٰ یہ ہے کہ جناب امام حسین نے بے شک حالت مجبوری یہ فرمایا تہا کہ مجھے چھوڑ دو کہ مین شام چلا جاؤن اور یزید کے ہاتھ مین ہاتھ دیدون وہ جو چاہے گا کریگا مگر ان شیطانون نے ہرگز اسکی مہلت بہی نہ دی" اسپر تین دلیل لاتے ہین ایک قول علم الہدیٰ جو اونکا خاص قول ہے جسمین صرف اسیقدر مرقوم ہے کہ آپنے ملک شام کا قصد کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یزید بہ نسبت ابن زیاد ارق ہے۔ لہذا اس دلیل سے آپکا مدعا کسی طرح نہین ثابت ہو سکتا کیونکہ اسمین نہ یہ مذکور ہے کہ وہان جاکر بیعت کرینگے یا اوس کی بیعت لینگے یا مصالحت فرمائینگے بلکہ وجہ ارادہ یہ تحریر ہے کانه ارق به من ابن زياد واصحابه۔ جو مسلم ہے کہ ابن زیاد کے بہ نسبت اوس سے زیادہ امید ہو سکتی تہی لہذا دلیل غیر مفید ہے۔

دوسری دلیل قول سید مین قد روی ہو جسکو آپ خود بصیغہ تمریض لکھ رہے ہین قد روی جو علامت ضعف ہی کیونکہ نہ راوی کا نام ہی نہ کتاب کا۔
تیسری دلیل قول صاحب تشئید المبانی ہو وموید این احتمال است جسکی بنا داوسی روایت پر ہو۔ جیسے جناب علم الہدی نے بہ لفظ وقد روی لکھا۔ لہذا آپکے استدلال کا انحصار صرف ایک روایت پر ہی جیسے جناب سید نے بہ لفظ قد روی او رتشئید المبانی مین بہ لفظ موید این احتمال است لکھا۔ اور چونکہ یہ امر مسلمات سی ہے کہ علمای شیعہ ہمیشہ استدلال اپنا کتب مخالفین سی ثابت کرتے ہیں لہذا بالبداہتہ معلوم ہوا کہ اس تقریر کی بنا وہی اونہین روایات پہ ہے جو اہلسنت کے یہان مشہور ہی اور اوسی شہرت کے دفعیہ کیلئے ابن اثیر نے عقبہ بن سمعان کی روایت پیش کی پھر ایسے امر کی نسبت دعوی اتفاق فریقین موجب کمال حیرت ہے۔
اب اگر آپ انصافاً غور کرین تو اسکی اصلیت معلوم ہو کیونکہ ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ مین ہو ولما رای الحسین نزول العساکر مع عمر بن سعد بنینوی ومددهم لقتالہ انفذ الی عمر بن سعد انی ارید ان القاک فاجتمعا لیلاً فتناجیا طویلاً ثم رجع عمر بن سعد الی مکانہ وکتب الی عبید اللہ بن زیاد اما بعد فان اللہ قد اطفی النائرۃ وجمع الکلمۃ واصلح امر الامۃ ھذا الحسین قد اعطانی ان یرجع الی المکان الذی اتی منہ۔ او ان یسیر الی ثغر من الثغور فیکون رجلاً من المسلمین لہ ما لھم وعلیہ ما علیھم او ان یاتی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ فیری فیما بینہ وبینہ رایہ وفی ھذا لک رضی وللامۃ صلاح فلما قرء عبید اللہ الکتاب قال ھذا کتاب ناصح مشفق علی قومہ فقام الیہ شمر بن ذی الجوشن فقال اتقبل ھذا منہ وقد نزل بارضک والی جنبک واللہ لئن رحل من بلادک ولم یضع یدہ فی یدک
لیکونن اولی بالقوۃ منک ولتکونن اولی بالضعف منہ والعجز
فلا تعطہ ھذہ المنزلہ
یہی مضمون بجنسہ کتاب بحار الانوار مین ہی جسکے نسبت آپنے ابواء نوس ظاہر کیا کہ

میرے پاس نہین ہے وہذہ عبارتہ ثم رجع عمر الی مکانہ وکتب الی عبید اللہ بن زیاد اما بعد فان اللہ قد اطفاء النائرہ وجمع الکلمہ واصلح امر الامۃ ھذا حسین قد اعطانی ان یرجع الی المکان الذی منہ اتی او ان یسیر الی ثغر من الثغور فیکون رجلا من المسلمین لہ ما لھم وعلیہ ما علیھم او ان یاتی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ فیری فیما بینہ وبینہ رایہ وفی ھذا لک رضا وللامۃ صلاح۔

یعنی جب امام حسینؑ نے دیکھا کہ عمر بن سعد آمادہ قتال ہے اور فوج پر فوج چلی آتی ہے تو اوسے بلوا بھیجا دیر تک ایکدوسرے مین باتین ہوتی رہین اوسکے بعد عمر بن سعد اپنی جگہ پر واپس آیا اور ابن زیاد کو خط لکھا کہ خدا نے اس فساد کو خاموش کیا اور اتفاق کلمہ حاصل ہوا۔ اور امت کی اصلاح ہوئی یہ حسینؑ ہین جنہونے ہمسے یہ وعدہ کیا ہے کہ یہانسے آئے ہین واپس جائین یا کسی سرحد پر چلے جائین کہ وہان یہ بہی ایک مسلمان ہونگے منجملہ مسلمانونکے نفع و ضرر مین سبکے مساوی ہونگے۔ یا یہ کہ جائین طرف یزید کے اور اوسکے ہاتھ مین اپنا ہاتھ دین۔ پھر اسکے بعد جو اوسکی راے ہو جب یہ خط ابن زیاد کو پہونچا تو اوسنے کہا یہ ایسے شخص کا خط ہے جو اپنی قوم کا ناصح و مشفق ہو۔ اوسپر شمر بن ذی الجوشن نے کہا کیا تو قبول کریگا ان باتونکو حالانکہ وہ تیری زمین مین آگئے ہین اور تیرے پہلو مین قسم خدا کی اگر وہ یہانسے نکل جائینگے تو اور تیرے ہاتھ مین اپنا ہاتھ نہ دینگے تو وہ قوی ہوجائینگے اور تو ضعیف ہرگز یہ درجہ اونکو عطا کر۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس مضمون کا لکھنے والا عمر سعد ہے کہ ابن زیاد کو لکھا کہ امام حسینؑ ان باتونپر راضی ہین یہ خود جناب امام حسینؑ کا کوئی قول ہے نہ کوئی کلام بلکہ ابن سعد لکھ رہا ہے۔ تو جو لوگ خط عمر ابن سعد پر ایمان لاتے ہون وہ البتہ اسکو قبول کر سکتے ہین کہ حضرت نے اسکا اقرار کیا ہو۔ مگر جو لوگ خدا و رسول پر ایمان لاتے ہین۔ وہ کبھی ایسے دشمن خدا کے تحریر پر اعتماد نہین کر سکتے نہ صاحبان عقل و فہم کیونکہ قلم در کف دشمن است مشہور ہے۔ اور چونکہ مطالعہ سیر و تواریخ سے ظاہر ہے عمر سعد کی دلی خواہش جنگ کی نہ تھی۔ بلکہ وہ چاہتا تھا کسی طرح یہ بلا رفع ہو۔ لہذا ممکن ہے کہ اوسنے بنابر مصلحت دروغ

امیر یہ جملہ اپنی طرف سے لکھا ہو۔ کہ حضرت یزید کے پاس جانے کو راضی ہین کہ اوسکے ہاتھ مین ہاتھ دین کیونکہ عمر سعد جانتا تھا ابن زیاد ہرگز اسپر نہ راضی ہوگا کہ آپکو یونہی چھوڑ دین کہ مکہ چلے جائین یا اور رکھین لہذا اس جملہ کو بڑہایا کہ اس جملہ سے اوسکی رضامندی اقرب بقیاس تھی جیسا کہ خط مین لکھا وفی ذلک لک رضی چنانچہ وہ راضی بھی ہوگیا تھا۔ مگر شمر ملعون کے اغوا سے اوسنے بعد قبول انکار کیا۔ چنانچہ تاریخ کامل مین ہے فکتب عمر بن سعد الی عبید اللہ بن زیاد اما بعد فان اللہ اطفاء النائرة وجمع الکلمة وقد اعطانی الحسین ان یرجع الی المکان الذی اقبل منه۔ او ان یسیرہ الی ثغر من الثغور شئنا او ان یاتی یزید امیر المومنین فیضع یدہ فی یدہ وفی هذا لکم رضا وللامة صلاح۔ فلما قراء ابن زیاد الکتاب قال هذا کتاب رجل ناصح لامیرہ مشفق لقومه نعم قبلت فقام الیه شمر بن ذی الجوشن فقال اتقبل هذا منه وقد نزل بارضک والی جنبک واللہ لئن رحل من بلادک ولم یضع یدہ فی یدک لیکونن اولی بالقوة والعزة ولتکونن اولی بالضعف والعجز ولکن ینزل علی حکمک هو واصحابه فان عاقبت کنت ولی العقوبة وان عفوت کان ذلک الک ص ۲۳

یعنی عمر سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا کہ خدا نے اس فساد کو فرو کیا۔ اور اتفاق کی صورت پیدا ہوئی کہ حسین نے مجھسے اقرار کیا کہ یا جہاں سے آئے ہین وہان واپس جائین یا کسی سرحد پر ہمکو پہونچا دو یا یزید کے پاس جائین اور اوسکے ہاتھ مین ہاتھ دین۔ اس مین تمہاری رضا بھی ہے اور صلاح امت بھی۔ ابن زیاد نے جب اس خط کو پڑہا تو کہا یہ اوس شخص کا خط ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ ہے۔ اور اپنی قوم پر شفیق۔ ہان ہمنے اسکو قبول کیا۔ تب شمر کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ تو اسکو قبول کرتا ہے حالانکہ حسین تیری زمین مین اور تیرے پہلو مین آگئے ہین قسم خدا کی اگر وہ بے بیعت کے یوسہی چلے گئے تو وہ زیادہ قوی اور عزیز ہونگے اور تو ضعیف و عاجز ہوگا۔ لہذا چاہئے کہ وہ تیری اطاعت مین آئین۔ کہ اسکے بعد اگر تو سزا دیگا

تو تو ولی عفو ہے اور اگر عفو کریگا تو تیرا اختیار ہے۔

اس سے بکمال وضاحت ظاہر ہے کہ یہ خط عمر لکھا ہے۔ اسمین کوئی قول امام حسین علیہ السلام نہین ہے۔ بلکہ عمر خود لکھ رہا ہے جسمین اسکا احتمال قوی ہے کہ مصلحت دروغ آمیز سے اوسنے کام لیا کہ لکھا حضرت اسپر راضی ہین کہ یزید پاس جائین اور اوسکے ہاتھ مین ہاتھ دین۔ چنانچہ اسکو ابن زیاد نے قبول بہی کیا اور راضی ہو گیا۔ مگر شمر کے بہکانے سے پھر پھر گیا۔

رہا یہ امر کہ مینے لکھا تہا محتمل ہے کہ عمر بن سعد نے خود اپنے دلسے لکھا ہو۔ اسکی تائید اس سے ہوتی ہے کہ تاریخ کامل مین ہے فلما اتی شمر بکتاب ابن زیاد الی عمر قال له مالك ویلك قبح الله ماجئت به والله انی لاظنك انت ثنیته ان یقبل ماكنت كتبت الیه افسدت علینا امرا كنا رجونا ان یصلح الله لا یستسلم الحسین ابدا والله ان نفس ابیه لبین جنبیه فقال له شمر ما انت صانع قال اتولی ذلك ونهض الیه عشیة الخمیس لتسع مضین من المحرم ص ۲۳۔

یعنی جب شمر نامہ ابن زیاد لیکر آیا تو عمر نے کہا تجہے کیا ہوا۔ وائے تجہپر۔ خدا برا کرے۔ اوس چیز کو جو لایا ہے تو قسم خدا کی ہم گمان کرتے ہین کہ توہی نے ابن زیاد کو اوس سے پھیرا جو ہمنے لکھا تہا تونے ہمارے اوس امر کو فاسد کیا جسمین ہمنے بہلائی سوچی تہی کہ اصلاح ہو جائے۔ قسم خدا کی حسین ہرگز نہ قبول کرینگے کبہی۔ قسم خدا کی کہ نفس اونکے باپ کا اونکے دونو پہلو و نمین ہے شمر نے پوچہا پھر تو کیا کریگا۔ کہا کہ مین اسکا متولی ہونگا اور اوسیوقت اوٹہہ کہڑا ہوا شام کو نوین محرم کی۔

اس عبارت سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ عمر سعد کہتا ہے کہ ہمنے ایسی بات لکھی تہی جس سے امید تہی کہ اصلاح ہو جائے۔ جو صاف بتا رہا ہے کہ عمر سعد نے از خود یہ کام کیا تہا نہ یہ کہ اسمین کوئی قول جناب امام حسین ہو۔

اور یہ بھی عمر سعد نے کہا کہ ہرگز جناب امام حسین اسے نہ قبول کرینگے کیونکہ دلمین انکی باپکا نفس موجود بلکہ عمر سعد اسکو ایسا امر محال جانتا تہا کہ اوسنے حضرت کو اسکی خبر بہی نہ دی اور آمادہ قتال ہو گیا۔ یعنی اوسکو یقین کہ حضرت شہادت کو قبول کرینگے بہ نسبت اسکے کہ کسیطرح بہی بیعت یزید

الفارق ہے کیونکر اب آپ دعوی کرسکتے ہین کہ حضرت نے بحالت مجبوری یہ فرمایا ہو جو امر محال ہے عمر سعد کو قاتل امام حسین ہے اور اوسنے وہ کیا جو قیامت تک آسمان و زمین کو رولائیگا مگر وہ جانتا تھا کہ جناب امام حسین کس ہمت اور نیت کے آدمی ہین کیونکہ اس سے پہلے ہی جب ابن زیاد نے لکہا تہا کہ بیعت یزید کی حضرت کے سامنے پیش کرے۔ تو چونکہ جانتا تہا یہ امر محال ہے لہذا اسکی جرات نہ کرسکا چنانچہ اوسی تاریخ کامل مین ہے ثم کتب الی عمر یا مرہ ان یعرض علی الحسین بیعۃ یزید فاذا فعل ذلک رایناراینا وان یمنعہ و من معہ الماء فارسل عمر بن سعد عمرو بن الحجاج علی خمسمائۃ فارس فنزلوا علی الشریعۃ وحالوا بین الحسین وبین الماء وذلک قبل قتل الحسین بثلاثۃ ایام صـ ۲۲

یعنی ابن زیاد نے عمر کو لکھا کہ بیعت یزید کو پیش کرے امام حسین پر اگر قبول کرین تو پھر ہم اپنی رائے دیکھینگے اور روک دے پانی کو امام حسین اور اونکے اصحاب پر۔ پس عمر سعد نے عمرو بن حجاج کو پانچ سو سوار دیکر گھاٹ روکنے کا حکم دیا چنانچہ اوسنے پانی کو حضرت پر بند کیا اور یہ واقعہ تین روز قبل قتل امام حسین ہوا،،

دیکھیے اسمین ابن زیاد نے پہلے یہ حکم دیا کہ بیعت یزید کو عرض کرے امام حسین اور پانی روکے سعد کو پانی روکنا آسان معلوم ہوا مگر اسکی جرات نہو سکی کہ بیعت کا معاملہ پیش کرے۔ تو پھر کیونکر ممکن تہا کہ جناب امام حسین اسکو کسی طرح قبول کرتے جبکہ حضرت کے قاتلین کو اسکا یقین تھا کہ آپ ہرگز اسکو نہ قبول کرینگے جس سے کہنے کی بھی اونکو جرات نہوئی۔

غرض اگر آپ واقعات کربلا پر غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ جناب امام حسین نے ثبات قدم۔ استقلال حقانیت کی ایک ایسی نظیر قایم کی کہ تاریخ عالم عاجز ہے کہ کوئی واقعہ اسکا مماثل پیش کرسکے مینے خلاف اپنے قاعدہ کے عبارتین کتب علماے شیعہ کی یہان اسوجہ سے پیش۔ کہ آپنے اسکو مسلم بین الفریقین کہا تھا اور کتب شیعہ سے استدلال کیا تہا اور بحار الانوار کے نہونے پر تاسف کیا اسلئے ارشاد و بحار الانوار کی عبارت پیش کی۔ ورنہ تاریخ کامل علامہ ابن اثیر کافی تہی ہان ابن تیمیہ چونکہ طرفداران یزید سے تہا لہذا اوسنے اس جملہ سے جو تحریر عمر سعد سے مشہور

ہوچکا تھا یہ نتیجہ نکالا کہ جب حضرت نے اقرار کرلیا تو دعوی خلافت سے دست بردار ہوگئے اور آپکو چونکہ حمایت ابن تیمیہ منظور ہے اسلئے ان اقوال سے بحمایت ابن تیمیہ یہ استدلال کیا حالانکہ آپنے اسپر یہ غور کیا کہ اس سے کیا خرابی لازم آتی ہے اور اصلیت اوسکی یہی ہے جو ہینے عرض کیا اسکا لکھنے والا اور بیان کرنیوالا عمر سعد ہے نہ جناب امام حسین۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپکو جوش عقیدت ابن تیمیہ نے اسکی ہی اجازت نہ دی کہ تاریخ کامل تو ملاحظہ فرماتے کیونکہ وہ اسی مضمون کو جسے آپ قوی فرماتے ہین بصیغہ تمریض لکھتے ہین چنانچہ لکھتے ہین

فخرج اليه عمر فاجتمعا فتحادثا طويلا ثم انصرف كل واحد منهما الى عسكره و تحدث الناس ان الحسين قال لعمر بن سعد اخرج معي الى يزيد بن معاويه وندع العسكرين فقال عمر اخشى ان تهدم داري قال ابنيها لك خيراً منها. قال تؤخذ ضياعي قال اعطيك خيراً منها من مالي بالحجاز فكره ذلك عمر وتحدث الناس بذلك ولم يسمعوه وقيل(۲) بل قال له اختاروا مني واحدة من ثلاث اما ان ارجع الى المكان الذي اقبلت منه واما ان اضع يدي في يد يزيد بن معاويه فيرى فيما بيني وبينه رايه واما ان يسيروا بي الى ثغر من ثغور المسلمين شئتم فاكون رجلا منهم لي ما لهم وعلي ما عليهم وقد روي(۳) عن عقبه بن سمعان انه قال صحبت الحسين الى آخره ص ۲۲

جیسا کہ اصلاح نمبر ۲ مین نقل ہوا۔

یعنی امام حسین کے طلب پر عمر سعد آیا اور دیر تک باتین ہوتی رہین پھر اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے تو لوگون نے آپس مین یہ بات چیت کی کہ جناب امام حسین نے عمر سے کہا چلو تو ہمارے ساتھ یزید کی طرف اور ہم دونوا اپنے اپنے لشکر کو چھوڑ دین عمر نے کہا مجھکو خوف کہ ہمارا مکان گرا دیا جائے حضرت نے کہا ہم اوس سے بہتر بنوا دینگے۔ عمر نے کہا ہماری زراعت لوٹ لی جائیگی حضرت نے فرمایا بہتر اس سے تجھے دینگے اپنے مال حجازسے۔ عمر نے اس سے کراہت کی۔ لوگون نے اسکو آپس مین بیان کیا۔ مگر عمر سے کسے نہین سنا۔

اور کہا گیا ہے کہ حضرت نے فرمایا تین باتون سے ایک بات کو اختیار کرو یا جہان سے آئے ہین وہان

جانے دو یا یزید کے ہاتھ مین اپنا ہاتھ دین کہ پھر وہ جیسا مناسب سمجھے کرے۔ یا کسی سرحد پر لیچلو کہ وہان ہم بھی باشندہ ون مسلمانونکے ہونگے۔ اور تحقیق روایت کیگئی ہے عقبہ بن سمعان سے تا آخر۔

جس سے معلوم ہوا کہ مورخ کامل اس روایت عقبہ بن سمعان کو قوی جانتے ہین اور اوسکو تکذیب اقوال سابقہ مین پیش کرتے ہین۔ کیونکہ قول اول جو یہ ہے کہ حضرت نے عمر سعد سے فرمایا کہ ہم دونو شام کیطرف چلین۔ اسکی نسبت صاف لکھتے ہین تحدث الناس ولم یسمعوہ منہ۔ یعنی لوگون نے تخمینی طور پر اسکو بیان کیا اور کہتے نہ عمر سے سنا تہا نہ جناب امام حسین سے۔ اور قول ثانی کو جسکی آپ تائید کر رہے ہین قیل کرکے لکھا جو حسب قول آپکے بصیغہ تمریض ہے۔ اور قول ثالث کو قوی جانتے ہین کیونکہ بلفظ وقد روی عن عقبہ بن سمعان لکھ رہے ہین جسمین عقبہ بن سمعان بقسم تکذیب کر رہا ہے اون اقوال کی جو لوگون نے مشہور کیا تہا کہ حضرت بیعت یزید پر راضی ہوگئے تھے کہ شام مین جا کر اوسکے ہاتھ مین ہاتھ دین۔

عقبہ بن سمعان نے صرف اسی کی تکذیب نہین کی کہ حضرت نے کسی طرح اونکے قول کو دربارہ یزید قبول کیا ہو بلکہ اسکی بھی تکذیب کرتے ہین کہ عمر سعد نے جو لکھا تہا واما ان تسیروا الی ای ثغر من ثغور المسلمین شئتم۔ یعنی جس سرحد پر تم چاہو ہمکو لیچلو۔ کیونکہ اسمین بھی ایک طرح کا دبہ تہا۔ آزادی مین حضرت کے فرق آتا تھا کہ تم ہمکو لیچلو۔ لہذا عقبہ بن سمعان کو غیرت آئی۔ اور اوسنے امر حق کا اظہار کیا فواللہ ما اعطاھم ما یتذاکرہ الناس من انہ یضع یدہ فی ید یزید ولا ان یسیروہ الی ثغر من ثغور المسلمین و لکنہ قال دعونی ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ او دعونی اذھب فی ھذہ الارض العریضۃ حتی ننظر الی ما یصیر الیہ امر الناس فلم یفعلوا

کہ قسم خدا کی حضرت نے کبھی وہ بات نہ عطا کی جو لوگ ذکر کرتے ہین (عمر سعد نے ابن زیاد کو لکھا تہا اعطانی الحسین کہ امام حسین نے یہ باتین ہمکو عطا کین۔ عقبہ اوسکی تکذیب کرتا ہے۔ قسم خدا ہرگز امام حسین نے یہ بات نہین عطا کی جو لوگ بیان کرتے ہین) کہ حضرت یزید کے ہاتھ مین ہاتھ

دینگے سیا یہ کہا کہ ہمکو کسی سرحد پر لیچلو۔ بلکہ یہ فرمایا تہا کہ یا جہانسے آئے ہین وہان جانے دو۔ یا چہوڑ دو کہ ہم اس ارض عریض مین کہین چلے جائین اور دیکھین کہ لوگونکا نتیجہ کیا ہوتا ہے مگر لوگون نے نہ مانا۔

ابو الفرج اصفہانی متوفی ۳۵۶ھ نے بہی مقاتل الطالبین مین اس روایت کو لکہا ہے مگر بیعت کا کہین نام بہی اوسمین نہین ہے فقال ماذا تریدون منی ان مخیر کم ثلاثا

بین ان تترکونی الحق بیزید او ارجع من حیث جئت او امضی الی

بعض ثغور المسلمین فاقیم فیہا ص۴۴

جس سے ظاہر ہے کہ حضرت نے اسیقدر فرمایا تہا کہ یزید کے پاس جانے دو۔ یا جہانسے آئے ہین وہان جانے دو یا کسی سرحد پر جانے دو۔ مگر لفظ بیعت نہین فرمایا کہ ہم یزید کی جا کر بیعت کرینگے آپ اس مضمون کو اتفاقی فریقین کہتے ہین حالانکہ ناسخ التواریخ مین ہے وانیکہ در بعضے از کتب حدیث کردہ اند کہ حسین علیہ السّلام با ابن سعد گفت مرا دست باز دار یا بمدینہ روم یا بدمشق بشوم و دست در دست یزید دہم تاچہ فرماید این سخنے از در کذب وگزاف است چہ عقبہ ابن سمعان گوید من در صحبت حسین بود از امام روزکہ از مدینہ بیرون شد تا گاہے کہ در عراق شہید گشت ہرگز چنین سخن از وے نشنیدم صفحہ ۲۳۶

پھر تعجب ہے کہ آپ مدعی محبت امام حسین ہوکر ایسا دعوی کرین۔ اور اوسکو مسلم بین الفریقین قرار دین۔ حالانکہ فریقین اوس سے انکار کر رہے ہین اور کسیطرح قابل اعتماد نہین مانتے۔

اگر آپ بعزت امام حسین پر بہی خیال کرتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ ہرگز آپ اس لفظ کو اپنی زبان مبارک پر جاری نہین کیا۔ کیونکہ وہ کلام بہی حضرت نے برسر عام نہین فرمایا کہ ہمکو مکہ جانے دو یا کسی طرف نکل جانے دو کیونکہ اسمین بہی ایک طرح کا عجز تہا لہذا حضرت نے یہ کلام بہی تخلیہ مین عمر بن سعد سے فرمایا تہا جسکو اوسنے یہ اضافہ امر ثالث ابن زیاد کو لکہا۔

آپ اگر ابن اثیر کے صرف اس فقرہ پر نظر فرمائین تو کافی ہے فما رءوی مکثو رقط قد قتل ولدہ واہلبیتہ واصحابہ اربط جاشا و امضی جنانا ولا اجراء مقدما منہ ص۳۲

یعنی آجتک کوئی ایسا شخص نہین دیکہا گیا جسکے اولاد۔ اہل خاندان۔ اصحاب قتل کئے گئے

ہون۔ اور وہ ایسا با حواس قوی دل۔ اور جرات مین اقدام کرنیوالا ہو پھر کیونکر ممکن تہا کہ امام حسین ایسا کلمہ فرماتے۔

۵۴ رہا آپکا کلام دربارہ عقبہ بن سمعان لیس علی الراس والعین قبول ہی مگر نہ معلوم اس کلام کو آپ بطور کلیہ فرماتے ہین یا بطور شخصیہ اگر کلیہ ہی تو سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن عمر کی روایتین کل منہدم ہوتی ہین جنکو بعلم الیقین معلوم تہا کہ حضرت اس سفر مین شہید ہونگے اور ساتھ نہ دیا ایسے ہی ہزارہا صحابہ تھے۔ پھر کیا وجہ ہی کہ اونکی روایتین تو مقبول ہون اور عقبہ بن سمعان کی روایت نہ مقبول ہو جس سے دعوی ابن تیمیہ باطل ہو۔

اور اسکا تو آپکو بھی اقرار ہوگا کہ اس جرم قوی کے ساتہہ اوسکا جرم بہ نسبت عمر بن سعد کم تہا پھر کیا وجہ ہی کہ اوس روایت کو تو آپ قبول کرین جو قاتل امام کی روایت ہے اور اوس روایت کو نہ قبول کرین جو قاتل نہین ہی۔ بلکہ وہ شخص ہی جسنے حضرت کی مدد کی اب آپ ہی انصافاً فرمائین کہ آپکا یہ قول " ایسے نالائق کی روایت اور اسکے قول پر اعتبار بجز اہل کوفہ کوفی پرستونکے کوئی دیانتدار مسلمان نہین کرسکتا ہی" کسپر منطبق ہوسکتا ہے کیونکہ اوس قول کا ناقل عمر سعد ہی یا وہ لوگ جنہونے اصل متکلم ومخاطب سے کچہہ نہین سنا اور دوسرے قول کا ناقل وہ شخص ہے جو ابتدا سے انتہا تک شریک رہا۔

با اینہمہ اوس قول پر اعتماد کرنیوالے یا ناقل اوسکے آپکے علامہ ابن جزری ہین۔ نہین کیونکہ مینے تو کامل سے لکھا ہے لہذا اچہا ہے اونکو کوفی پرست فرمائے یا جو دلمین آئے۔

ہان یہ بہی عرض کردینا ضروری ہی کہ عقبہ بن سمعان کون شخص ہے۔

اوسی تاریخ کامل مین ہی واخذ عمر بن سعد عقبہ بن سمعان مولی الرباب ابنۃ امرء القیس الکلبیۃ امرءۃ الحسین فقال ما انت فقال انا عبد مملوک فخلی سبیلہ فلم ینج منہم غیرہ وغیر المرتع بن ثمامۃ الاسدی وکان قد نثر نبلہ فقاتل فجاء نفر من قومہ فامنوہ فخرج الیہم فلما اخبر ابن زیاد خبرہ نفاہ الی الزارۃ صـ ۳۳

یعنی عمر سعد نے عقبہ بن سمعان کو جو غلام تہا حضرت رباب زوجہ امام حسین کا گرفتار کیا اور پوچھا

تو کون ہے۔ تو کہا مین غلام مملوک ہون لہذا عمر سعد نے چھوڑ دیا اور بجز اسکے یا مرقع ابن ثمامہ اسدی کے کوئی نہ بچا جسنے مقاتلہ کیا مگر اوسکی قوم سے ایک شخص آیا اور امان دیکر لے گیا جب ابن زیاد کو اوسکی خبر معلوم ہوئی تو اوسکو جلاوطن کیا طرف زارہ کے۔

جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اکی جان نثاری نہ کرنا کسی خاص وجہ سے ہوگی کہ بیمار ہوگا یا ضعیف ہوگا ورنہ جان نثاران اور غلامان امام مظلوم سے کوئی ایسا نہ تہا جسنے اپنی جان امام پر نثار نہ کی ہو۔ اب آپ ہی انصاف سے فرمائے کہ جو شخص امام کا غلام ہوا ورہمہ وقت حاضر رکاب اوسکی روایت زیادہ قابل قبول ہے یا اوسکی روایت جو خاندانی دشمن اور قاتل امام ہو اوسکی روایت کیونکہ اسکی تصریح ہو چکی ہے کہ اس جملہ کا کاتب عمر سعد تہا جس سے یہ خبر مشہور ہوئی۔

مین آپکے نسبت تو نہین کہہ سکتا کیونکہ آپکا دل ضرور دوسرا دل ہے۔ مگر حضرات اہلسنت نے اسکی یہ اعزت افزائی کی کہ صحاح ستہ کے رواۃ مین اوسکو داخل کیا چنانچہ خلاصہ تہذیب الکمال مین ہے (۳)

عمر بن سعد بن ابی وقاص الزہری عن ابیہ وعنہ الزہری قال العجلی ثقہ قال ابن معین کیف یکون من قتل الحسین ثقۃ ص ۲۸۳ مطبوعہ مصر

سنن نسائی مین عمر بن سعد بن وقاص زہری سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور امام زہری عمر بن سعد سے کہا امام عجلی نے وہ ثقہ ہے۔ کہا ابن معین نے کہ جسنے امام حسین کو قتل کیا وہ کیونکر ہو سکتا ہے تو اب اسکی یہی وجہ ظاہر ہوئی کہ چونکہ عمر سعد قاتل امام حسین تہا اسلئے وہ ثقہ بنایا گیا اور اوسکی روایت صحاح ستہ مین داخل ہوئی۔ اور عقبہ بن سمعان کی روایت اسیوجہ سے نہین قبول کیگئی کہ وہ امام علیہ السلام کا غلام تہا اور عمر سعد نے بوجہ غلامی اوسکو قتل نہ کیا بلکہ چھوڑ دیا۔

آپکو تو اس سے ضرور تعجب ہوگا کہ عجلی نے کیون اسکو ثقہ کہا حالانکہ ابن معین کہتے ہین کیونکر قاتل حسین ثقہ ہو سکتا ہے۔ مگر یہ دیکھکر آپکو تحیر ہوگا کہ ابن حجر عسقلانی سا محقق جسکی تحقیقات تمامی اہلسنت کو عموماً اور اہلحدیث کو خصوصاً ناز ہے وہ بہی یہی اعتقاد رکہتے و لکہتے ہین کہ عمر بن سعد صدوق ہے یعنی بڑا سچا ہے چنانچہ تقریب التہذیب مین ہے عمر بن سعد بن ابی وقاص المدنی نزیل الکوفۃ صدوق لکن مقتہ الناس لکونہ امیرا علی الجیش الذین قتلوا الحسین بن علی من الثانیۃ قتلہ المختار سنۃ خمس وستین اوبعدہا ووہم من ذکرہ فی الصحابۃ فقد جزم ابن

معین بانه ولد یوم مات عمر بن الخطاب ص ۲۷۹

یعنی عمر بن سعد صدوق ہے مگر لوگون نے اوسکو دشمن رکھا اسوجہ سے کہ قاتلان حسین کا سردار تہا یہ طبقہ ثانیہ سے ہے جسکو مختار نے ۶۵ھ مین قتل کیا اور جو اسکا قائل ہے کہ وہ صحابی تہا اوسنے وہم کیا کیونکہ بروز قتل عمر یہ پیدا ہوا۔

مطابق عقائد ہنود جو قائل تناسخ ہین یہ ہو سکتا ہے اونکی روح نے اسمین حلول کیا ہو۔ مگر اسقدر تو بالیقین معلوم ہوا کہ ابن حجر عسقلانی بہی اسکو صدوق مانتے ہین اور طبقہ ثانیہ سے۔

بہرحال ہم امید کرتے ہین کہ آپ اس تحریر پر بنظر تامل غور فرماکر اپنے خیال کی اصلاح فرمائینگے لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

چونکہ آپنے تعجیل جواب کی تاکید فرمائی تھی لہذا مجہے اسقدر اختصار سے کام لینا پڑا ورنہ ابہی ہزارون نکتے ہین اگر آپنے پہر کچھ توجہ فرمائی تو انشاء اللہ مین بھی حاضر ہونگا والسلام علے من اتبع الہدی (اڈیٹر)

شیعہ کانفرنس اور مخالفین

سب سے پہلے اہلحدیث نے شیعہ کانفرنس کے روزولیوشن ۱۳ پر یہ اعتراض کیا تہا کہ اس رزولیوشن کا پاس کرنا ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈہ کا کام ہے نہ شیعہ کانفرنس کا۔ کیونکہ اس رزولیوشن کا مطلب یہ ہے کہ الہ آباد یونیورسٹی نے جو عربی فارسی کا کورس عموماً طلبا کیلئے قایم کیا ہے وہ مضر ہے لہذا مثل سابق عربی فارسی کا کورس علیحدہ ہونا چاہیے۔ مگر چونکہ اہلحدیث ایک مذہبی اور متعصب پرچہ ہے لہذا التفات نہ کیا گیا۔

اخبار وکیل مورخہ ۱۳ فروری بھی وہی رنگ لایا ہے کہ لکھتا ہے "رزولیوشن کی موزونیت مین کلام نہین بات صرف اسقدر ہے کہ شیعہ کانفرنس صرف شیعہ کے مفاد سے مخصوص ہے اور چونکہ اس تحریک کا اثر شیعہ سنی دونو فریق پر یکسان ہوگا لہذا بہتر ہوتا اگر کارکنان شیعہ کانفرنس اسکو آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کیلیے چھوڑ دیتے جو عامہ مسلمانونکی مجلس ہے اور جسمین کسی خاص فریق کی تخصیص نہین"

اس تحریر کو دیکھکر کون شخص کہہ سکتا ہے کہ [illegible] مین یہ نہ کہا گیا کیونکہ موزونیت مین اسکو عذر نہین یونیورسٹی کے کورس کی خرابی مسلم۔ مگر عذر ہے تو اتنا ہی کہ شیعہ کانفرنس نے پیش کر دی سنی کانفرنس پیش کریگی۔ کیون صاحب [illegible] سنی کانفرنس [illegible] شیعونکی سرپرست ہے [illegible] اس خبط کا کیا علاج

کس شیعہ نے اس کانفرنس کو اپنی کانفرنس کہا۔ اور کب اس کانفرنس نے اس حق بابت کو ادا کیا حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے علیگڈہ کالج میں شیعوں کے حقوق اوسیطرح پامال ہورہے ہیں جسطرح ہوگی وقف کے متولی کے ہاتھہ ہماری حق تلفی ہوتی ہے۔

اگرچہ یہ تحریر کا دلی منشا عناد و مخالفت نہیں تو سپرکیوں اعتراض کیا جاتا ہے۔ تو اونکے خوش ہونیکی بات تھی کہ اس کورس کی خرابی ایسی ہے کہ شیعہ کانفرنس کے ممبروں یا کارکنوں نے بہی اسکی ضرورت محسوس کی۔ عام قاعدہ تو یہی ہے کہ اگر کسی امر کی شکایت کرتے تو جہانتک شکایت کنندوں کی تعداد بڑہے بہتر ہی ہے مگر انلوگوں کی منطق ہی نرالی ہے اسکو بہی غصب حقوق میں داخل کیکے فریاد شروع کی دیکہیے کہیں ایسا نہو کہ اس رزولیوشن کی مخالفت میں آپ حضرات او سکی ہجو سرائی میں اپنے اخباروں کو سیاہ کریں۔

ہم گذشتہ واقعات کا اعادہ نہیں کرتے بلکہ غور و فکر کیلئے یہی کافی ہے کہ لکہنؤ کے جوڈیشل جج کے خالی ہونیوالے عہدہ کیلئے اخبار وکیل نواب محمد اسحاق صاحب کیلئے تحریک کرتا ہے مگر مسٹر حامد علی صاحب بیرسٹر کا نام نہ لے سکا جو لکہنؤ با کیسے اعلی درجہ کے قابل اور مشہور بیرسٹر ہیں کیوں صرف اس جرم پر کہ وہ شیعہ ہیں۔ پھر ہم انسے کیا امید کر سکتے ہیں۔ جسطرح ہندوؤں کی خواہش ہے کہ وہ تمام سرکاری صیغوں میں اپنی قوم کو بہر دیں۔ اوسیطرح یہ لوگ اپنی ہی فکر کرتے ہیں۔

روئداد جلسہ کارکن کمیٹی آل شیعہ کانفرنس لکہنؤ مورخہ ۲۴ فروری

(۱) جلسہ ہذا کے صدر نشین جناب مولوی آقا حسن صاحب قبلہ مجتہد العصر تجویز ہوئے۔

۲ (الف) تجویز ہوا کہ تعطیل ایسٹر میں مرکزی کمیٹی کا جلسہ کیا جاوے۔ اور تمام ممبران سے استدعا کیجاوے کہ اس جلسہ میں شریک ہوں بشرط معذوری بیرونجات کے ممبر اپنی رای سے بذریعہ تحریر مطلع فرمادیں۔

(ب) کمیٹی میں حساب سال گذشتہ اور حساب اجلاس دوم و بجٹ پیش کیا جاوے

۳ کانسٹیٹیوشن کا جلسہ بہی ایسٹر کی تعطیل مذکور میں کیا جاوے۔ اور قواعد موجودہ کانفرنس جملہ ممبران مرکزی کمیٹی و کمیٹی کانسٹیٹیوشن کے پاس بواسطے نظر ثانی کے روانہ کیجائیں اور استدعا کیجاوے کہ ایک ہفتہ قبل جلسہ اپنی رائے سے مطلع کریں۔

۵ اجلاس دوم شیعہ کانفرنس کے پاس شدہ رزولیوشن ہائے ہجری ۸ و ۱۷ و ۱۴ و ۲ کو عمل مین لانیکی غرض سے مرکزی کمیٹی کا جلسہ تجویز مناسب کرے۔

۶ سکرٹری نے دفتر کے واسطے ایک حساب دان شخص کی جو باضابطہ طور پر جملہ حساب رکہہ سکے مقرر ہونیکی خواہش کی بعد بحث و مباحثہ تجویز ہوا کہ سکرٹری کو اختیار ہے کہ ایک محاسب مشاہرہ ... ماہانہ مقرر کرین۔ اور اگر ضرورت معلوم ہو تو اوسکی ضمانت لین اور اوسکی تقرری و علٰحدگی کا اختیار بہی سکرٹری کو رہیگا۔

۷ بورڈنگ ہاوس کے چندہ کے واسطے تحصیل کرنیکے تا فیصلہ مرکزی کمیٹی کو ۱ دوسرا شخص نہ مقرر کرے صرف جناب سید امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ مقرر کئے جاتے ہین۔ اونکو ایک سرٹیفکٹ بطور اجازت نامہ مہری و دستخطی سکرٹری و پریزیڈنٹ صاحب دیا جاویگا اور خاص اس فنڈ کیواسطے جدید رسید بہی چہپوا کر سید صاحب کیخدمت مین سکرٹری بہیجدین۔ اور بذریعہ اخبارات اونکی تقرر کا اعلان کردین۔

۸ رجسٹری کانفرنس کی فوراً کرائی جائے۔ اور سید آغا حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سے استدعا کیجاوے کہ دوسرے کانسٹیٹیوشن کا انتظار نفرمائین بلکہ فوراً رجسٹری کا اہتمام فرمائین۔

۹ پراسپکٹس شیوگر فیکٹری پیش ہوکر تجویز ہوا کہ کمیٹی تجارت کے روبرو پیش کیجاوے۔

۱۰ دربارہ اعانت طلبا امیدواران شیوگر فیکٹری دہیوٹ دبونگ سکول تجویز ہوا کہ مرکزی کمیٹی مین پیش کیا جاوے

السید علی غضنفر انریری سکرٹری

اصلاح افسوس کہ جس جوش وخروش سے امسال شیعہ کانفرنس کا اجلاس ہوا اور جس جوش سے چندہ شوگر فیکٹری۔ اور بورڈنگ ہاوس مین دیا گیا۔ قیم اوس سے بالکل بیخبر ہین اصلاح اور شیعہ دو ماہوار رسالے کہانتک اپنی آواز کو اونچی کر سکتے ہین۔ بہتر ہوتا کہ غیر قومونکے اخبار مین اسکے مضامین اگر یون نہ شایع ہو سکین تو بہ اجرت شایع کئے جائین اور سکرٹری صاحب کو مناسب ہے کہ کم سے کم دو چار ورق پر مختصر روئداد اسکی چہپوا کر جلد شایع کرین تاکہ قوم کو معلوم ہو امسال کسقدر چندہ ہوا اور آیا ایسے جھوٹونکی خریداری کی ضرورت ہے یا نہین

مومنین کو عموماً ممبران کانفرنس کو خصوصاً لازم ہے کہ جہانتک جلد ہو سکے اس کارخانہ شکر سازی کو جاری کریں ورنہ اگر غیروں نے قبضہ کیا تو پھر آپکو کوئی قبضہ نہ ملیگا۔

افسوس کہ کارکنان شیعہ کانفرنس بہت کم ہیں۔ خدا مومنین لکھنؤ کو ہمت دے کہ کچھ لوگ انکی مدد خدمت پر بدل وجان آمادہ ہوں تو پھر دیکھیے یہ کانفرنس کیا کرگذرتی ہے۔ اڈیٹر

اعلان انجمن جعفریہ مظفرنگر

تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ اس زمانہ مین تجارت ترقی کا اعلی ذریعہ ہے مگر افسوس ہے کہ ہمارے فرقہ شیعہ کو اسطرف مطلق توجہ نہین ہے بلکہ برخلاف اسکے تجارت کو معیوب خیال کرتے ہین صدر انجمن جعفریہ مظفرنگر نے اس نقص کو محسوس کرکے سالانہ جلسہ منعقدہ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۸ء مین جو بصدارت عالیجناب قدوۃ العلما مولانا سید آقا حسن صاحب قبلہ مجتہد العصر ظلہ العالی ہوا تھا کہ اسکے متعلق ریزولیوشن نمبر ۵ پاس کیا جس سے یہ مراد ہے کہ مومنین کو مشترکہ سرمایہ اور قوت سے کام کرنیکی ترغیب دیجاوے اور ایک کارخانہ مکھن سازی کا جاری کیا جاوے اور ایک حصہ کی قیمت پانچ روپیہ ہو تاکہ غریب سے غریب شخص بھی اس مین شریک ہو سکے۔ منافعہ کا نصف حصہ حصہ داران کو دیا جاوے اور باقی نصف سرمایہ مستقل صدر انجمن جعفریہ مظفرنگر مین جمع کیا جاوے یہ تجویز الحمد للہ نہایت پسند کیگئی اور اکثر حضرات نے اوسیوقت حصونکی خریداری کی درخواست کی مگر چونکہ یہ منظور ہے کہ ہر طبقہ کے مومنین کو فائدہ اٹھانیکا موقع دیا جاوے لہذا جن حضرات کو جسقدر حصص خریدنے منظور ہوں اونکی تعداد سے مطلع فرماوین۔ اور فارم منسلکہ مین درج فرماکر اور فارم مذکور کی خانہ پوری فرماکر نیازمند کے پاس یا دفتر صدر انجمن جعفریہ مظفرنگر مین سکرٹری یا جائنٹ سکرٹری کے پتہ سے روانہ فرماوین۔ کارخانہ ہذا کی تعداد حصص پورے ہونے پر حسب ایکٹ ۱۸۸۲ء کمپنی ہائے ہند رجسٹری کیجاویگی اور عہدہ داران وغیرہ باضابطہ مقرر ہونگے بعد رجسٹری ہونیکے روپیہ یکمشت یا باقساط جیسا طے ہوگا وصول کیا جاوے گا یہ عرض کرنا بھی خلاف موقعہ نہین ہے کہ ضلع مظفرنگر اس تجارت کے لئے نہایت موزون مقام ہے۔ اور دریا نہر گنگ وجمن کے کنارے ہین دودھ ارزان وبکثرت ملتا ہے خدا کی ذات سے امید کامل ہے کہ فائدہ کافی ہوگا۔ اگر خدانخواستہ کچھ نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو پانچ روپیہ قابل برداشت رقم ہے۔ ناپسام ارہ

مین نہایت زور سے اپنی قوم اور برادران ایمانی کو اسطرف متوجہ کرتا ہون کہ خریداری حصص مین دیر نہ فرمائین اسوقت چھ ہزار کے حصے فروخت ہوئے پر انشاء اللہ کام شروع کردیا جاویگا اور آیندہ جسقدر سرمایہ مین ترقی ہوگی اوسیقدر کام مین ترقی ہوگی۔

ایک فارم بہت سے اشخاص کیلئے کافی ہے۔ نام نہایت خوشخط اور بہ سلسلہ نمبر شمار تحریر کئے جاوین

المشتہر سید مظفر علی خان پریسیڈنٹ از مقام جانسٹھ ضلع مظفرنگر

اصلاح حق یہ ہے کہ شیعونکو تجارت کی ضرورت صرف دنیاوی ہی غرض سے نہین ہے کہ ہم شریف و معزز ہوکر زیادہ محنت یا رذالت کا کام نہین کرسکتے بلکہ دینی ضرورت سے بھی تجارت کی طرف توجہ نہایت ضروری ہے کیونکہ انکو بعض چیزین کہانا حرام ہین جسمین شکر اور گھی ایسی چیزین ہین کہ اگر واقعاً پوچھئے تو طاہر و حلال ملنا اگر محال نہین تو مشکل ضرور ہے کیونکہ جہانتک دیکھئے کفار و مشرکین ہی اسکے بنانے والے ہین۔ لہذا شیعہ کانفرنس کی توجہ شکرسازی کی طرف اور انجمن جعفریہ کی توجہ گھی سازی کی طرف۔ ایک ایسی قومی ضرورت کو پورا کرنے والی ہے کہ کسیطرح بیان نہین ہوسکتا مگر افسوس کہ یہ دونو کام جسقدر ضروری ہین اوسیقدر لاپروائی برتی جاتی ہے۔ خدا ہماری قوم کو ہمت دے کہ اگر دس ہزار روپیہ کا حصہ جو شیعہ کانفرنس سے شکرسازی کے لئے مقرر ہوا اور پانچ ہزار کا حصہ انجمن جعفریہ کی طرف سے گھی سازی کے لئے مقرر ہوا۔ اسپر بھی قوم نے توجہ نہکی تو کیا امید ہوسکتی ہے۔ جہانتک جلد ہوسکے ان دونون تجارتونپر قبضہ کرنا چاہئے جسکے لئے صرف درخواست ہی نہین کافی ہے۔ بلکہ پریسیڈنٹ صاحب کے نام روپیہ بھیجئے بعدہ فارم منگا کر اوسکی خانہ پری کیجئے۔ شیعہ کانفرنس کی شکرسازی کا چندہ آپ جناب راجہ سید ابوجعفر صاحب بہادر تعلقہ دار پیرپور ضلع اکبرپور کے نام بھیجئے یا بنام سکرٹری شیعہ کانفرنس لکھنو اختیار ہے جناب پریسیڈنٹ صاحب انجمن جعفریہ معاف فرمائینگے کہ آپکا اڈریس جو بنام لفٹنٹ گورنر بہادر دیا گیا۔ اس پرچہ مین نہ شایع ہوسکا کیونکہ ۵۶ صفحہ تک پرچہ طیار ہوچکا تھا۔

آخر مین یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ لفظ صدر کو خارج کیجئے اگلی صدارت درکنار رہے لفظی صدارت بیکار لکھنو کی انجمن اسی صدارت کے جھگڑے مین تمام ہوئین۔ خداوند عالم انجمن [illegible]

[illegible] ہ صدارت [illegible] فرمائیگا۔

ایرانی حالات

دنیا مین صرف ایران ہی ایک ایسا ملک تہا جہان اسلام صادق کا رواج تہا - ملک آباد تھے - رعیا فارغ البال حکومت شرع رائج - مگر جب سے محمد علی مرزا فرمانروا ہوئے فساد انقلاب مین وہ ترقی ہو رہی ہے کہ پناہ بخدا -

قومی قوت قومی جمعیت روز بروز ترقی پر ہے جس سے یہ کہنا بیجا نہوگا کہ طہران کا حشر بھی قریب وہی ہونیوالا ہے جو فرانس کی انقلابی بغاوت مین دنیا کے حسین شہر پیرس کا ہوا تھا کہ لوئی شانزدہم بڑے بے رحمی سے مارا گیا - اور سلطنت ہمیشہ کیلئے جمہوری قرار پائی - اصفہان "نصف جہان" پر بختیاری قبائل کا سردار آقا صمصام السلطنت قابض ہے۔ اور اُس نے صوبہ کی اصلاحی و قومی مجلس قائم کرلی ہے - تمام اہل شہر مسلح کر دیئے گئے ہیں - اور جدید قواعد جنگ کی مشق بسرگرمی جاری ہے - شہر اصفہان کو خوب مضبوطی کے ساتھ قلعہ بند کیا جاتا ہے - پچاس ہزار جانباز بختیاری صمصام السلطنت کے ساتھ ہین -

تبریز کی قلعہ بندی بھی اعلیٰ جنگی پیمانہ پر ہو رہی ہے - یورپین جنگی انجینیرون کی امداد سے مورچے اور مدمے بنائے گئے ہین - برقی تارون کا جال ہر طرف بڑی ہوشیاری سے بچھا ہوا ہے - چندروز مین تبریز ناممکن الفتح مقام ہو جائیگا - اور اس انتظام سے فارغ ہو کر دلیر قومی سپہ سالار ستار خان تبریز سے طہران کی طرف حملہ آوری کیلئے روانہ ہوگا - ستار خان کی غیر حاضری مین باقر خان تبریز کا محافظ رہے گا - یہ سپہ سالار بھی ستار خان سے کم صاحب عزم و دلیر نہین ہے -

طہران مین ایک فال بدعلانیہ دیکھی جا چکی ہے - ماہ ذیقعدہ گزشتہ مین شاہی قصر شمس العمارۃ پر شیر و خورشید کا نشان لہرا رہا تہا - جنگلی کوون کی ایک کثیر تعداد اُس پر ٹوٹ پڑی - اور تمام پھریرا نوچ کر خالی لکڑی رہنے دی - کوون پر بندوقین بھی چلائی گئین مگر وہ ذرا ہٹ کر دوبارہ حملہ کرتے رہے - اس منظر کے فوٹو لئے گئے - اور کسی قومی شاعر

[illegible]

گوئیت یک حکایتے شیوا | کن روایت بدوستان صفا
بود بالائے قصر بادشہی | شیر و خورشید بیدقے برپا
علم اول نشانہ شاہی است | کاحترامش کنند در ہر جا
سی صد و بست و شش بعد ہزار | رفت از ہجرت رسول خدا
در ششم روز از مہِ ذی القعد | تیرہ و تار گشت جو ہوا
چون ابابیل در حکایت فیل | لشکر حق فرود شد ز سماء
جمع گشتند حملہ افگندند | گوش ہا گشت کر ز قاقا قا
چند تیر و تفنگ خالی شد | نہ نمودند ہیچ یک پروا
ہمہ را پارہ پارہ بنمودند | ماند چوب علم برہنہ بپا
عبرتے گیر اے بشر غافل | تخت شیر نیست در این جا
تخت تو سرنگون ہمے گردد | بنشیند بہ تخت تو اعدا

آزادی خواہ اہل طہران کمال اس واقعہ کے مشاہدہ سے بڑھ گئے ہین حرف کاسک فوج انکو دبائے ہے شاہ نے یک معتمد بانہ تحفہ روس مین بھیجا ہے۔ بظاہر ماتم پرسی کا نام لیکن در پردہ چالیس ہزار انکی فوج کا پیام ہے۔

طہران مین ملکی محاصل نہ آنے سے روپیہ کی اس قدر کمی ہے کہ حکومت نقد کی ضرورت سے بندوقین اور طمنچے اصلی قیمت سے ۵۰ فیصدی کم نرخ پر فروخت کر رہی ہے۔ اور شہر والے خوشی خوشی خرید رہے ہین۔ تمام ملک مین مجتہدین نجف اشرف کا حکم شایع ہو گیا ہے کہ کافر شاہ کو ایک حبہ بھی ملکی آمدنی کا نہ دین۔ اکثر علاقون کے حکام آزادی خواہون کے طرفدار ہین۔ اور جو طرفداری نہیں کرنا چاہتے وہ اپنی بے بسی سے لاچار ہین۔

خراسان مین احرار کی قوت روز بروز بڑھ رہی ہے ملکی لگان سب انہون نے وصول کر لیا اور قومی سپاہ کی تیاری پر خرچ کر رہے ہین۔ شاہی حکام کا حال ابتر ہے۔ احرار کے پاس + روسیون کی عشق آباد سے روزانہ نئی کمک آتی رہتی ہے۔

پچھلے ہفتہ کی تار خبرون مین مقام رشت فتح ہونیکی خبر کے ضمن مین چار سو سپاہی مع ایک

توپ روانہ ہونے کا ذکر ہوا تھا۔ وہ سپاہی قومی فوج کے تھے۔ اور مقام قزوین لڑنے کے لئے بڑہے تھے۔ قزوین طہران کا دروازہ ہے۔ اگر یہ آزادی پسندون کے ہاتہ آگیا تو سمجھنا چاہئے کہ طہران دراصل محاصرہ مین کرلیا گیا ہے۔ رشت مین شاہ کے بہائی شعاع السلطنت کا آزادی پسندون کے ہاتہ مین گرفتار رہنا۔ اور آزادی پسندون کا شاہ سے اسکے فدیہ مین ایک ہزار پونڈ طلب کرنا بقول معاصر حبل المتین ایک شعبدہ بازی ہے۔ شعاع السلطنت خود محمد علی شاہ کا سب سے پہلا مخالف ہے۔ اس کا فدیہ شاہ کیون دینے لگا۔ یہ بہی ایک چال ہے جس کا مقصد آزادی پسندون کو بدنام بنانا ہے۔

رائیٹر ایجنسی نے بمقام یزد مین بختیاری سوارون کی لوٹ مار سے ڈرکر کسی سفارت خانہ مین ایک سو ایرانی عورتون اور بچون کی پناہ گزینی کا ذکر کیا تھا۔ یہ خبر بالکل غلط ہے۔ اور اوس کا مدعا بھی بختیاری سوارون پر الزام لگانا ہے۔ (وطن)

۵ ارصفر کا اخبار نوبورہاے روس لکھتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ دولت روس وانگلیش امور ایران مین مداخلت کرین اور حفاظت قونسلخانہ کے لئے فوج بڑہائین۔

رویٹر کا تار لکھتا ہے کہ تمامی خراسان مین انقلاب عظیم پیدا ہے۔ انجمن ایالتی قایم کی گئی۔ شاہی سپہ سالار معزول کیا گیا جسکا مطلب یہ ہے کہ شاہی فوج بہی قوم کے ہمراہ ہے جس سے بلا کسی خونریزی کے مشہد پر قوم کا تسلط ہے۔

۱۰ ارصفر کا تار مظہر ہے کہ لارستان مین انقلاب کو روز بروز ترقی ہے جناب حجۃ الاسلام آقا سید عبد الحسین دام ظلہ نے بندرعباس۔ لنگہ پر بہی قبضہ کرنیکا ارادہ رکہتے ہین۔

حبل المتین راقم ہے کہ جناب آقا سید عبد الحسین دام ظلہ نے علی الاعلان فرمایا ہے کہ ایسا گمان نکرو کہ ہم صرف قبضہ شیراز اور خلیج فارس پر قناعت کرینگے بلکہ ہمکو دو حجۃ الاسلام کے خون کا دعوی ہے ایک آقا میرزا حسین بن خلیل طاب ثراہ جو اعاظم مجتہدین نجف اشرف تھے بلکہ ابو العلما اور دوسرے آقا حاجی شیخ محمد باقر اصفہانی رحمہم اللہ کا جسکے لئے ضرور ہے کہ ہم سلطنت مشروطہ کے رواج مین سعی کلی کرین یہی اونکا انتقام ہے۔

جناب آقا سید عبد الحسین دام ظلہ تلامذہ سرکار مرزا طاب ثراہ سے ہین اور حسن آقا

وورع و احتیاط سے کام کرتے ہین سبکو معلوم ہے جناب ممدوح نے چند ہی روز مین لارستان
دیہجات سو بو شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور بہت قریب ہے کہ خلیج فارس و شیراز پر بھی آپکا قبضہ ہو
ار صفر کا تار مظہر ہے کہ بابعالی نے بھی کچہ فوج محافظت قونسلخانہ کے لئے سرحد آذربائجان
پر اضافہ کیا۔ یہ جواب ہے روس کا کہ ۵ ہزار جوان اوسنے گیلان کے قونسلخانہ پر اضافہ کیا تہا
طہران کی حالت سب سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ ابتک بوجہ برودت آب و ہوا کے طرفین
برفستان ہے حلیفان قوم ستار خان و باقر خان ساکت تھے جسقدر فصل کی گرمی بڑہ
رہی ہے اوسیقدر قوم کی ہمتین بڑہ رہی ہین بہت قریب زمانہ ہے کہ طہران کا محاصرہ شروع ہو
اور خاندان قاچاریہ کا خاتمہ ہوا۔
کیا انقلاب ہے کہ ایک زمانہ وہ تہا کہ ممبر و ہر بعد خطبہ و موعظ انکے لئے دعا کی جاتی تہی۔
اور اب یہ زمانہ ہے کہ ہر طرف سے صدائے نفرین بلند ہے کسقدر سچا مضمون ہے کہ جناب
امیر المومنین نے فرمایا۔ ملک کفر کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ مگر ظلم کے ساتھ نہین جمع ہو سکتا

فرزند رسول اور امت یزید

رسالہ اصلاح جلد دہم کے کئی نمبرون مین باقرار ابن تیمیہ یہ مضمون شایع ہوتا رہا ہے
کہ مسلمانون مین۔ نہین تو بلکہ سنیون مین ایک گروہ ایسا گذرا ہے جو نبوت یزید کا معتقد
تھا۔ اس مضمون نے سنی دنیا مین عموماً اور وہابیون مین خصوصاً تہلکہ پیدا کر دیا۔ کینہ
ورون لوگون مین آتش غیظ و غضب کو مشتعل کر دیا۔ اسرار مذہب سینہ کے پردہ کو چاک کر ڈالا
اور مذہب اہلسنت کے دیباے او کہاڑ پہینکنے کا سامان مہیا کر دیا۔ اس ہیبتناک نتیجہ سے
خائف ہوکر ہر طرف سے جواب کی فکرین ہونے لگین بے جوڑ عقلی تکے لگائے گئے۔ آسمان
کے قلابے ملائے جانے لگے اور بعزم عادت کے موافق شیعونکو مفتری قرار دیا گیا مگر افسوس
جبتک اون کل کتابون مین آگ نہ لگا دی جائے اوسوقت تک ان کوششون مین
کامیاب ہونیکی امید بالکل ایسی تہی جیسے شیعہ صاحبان کے بہشت مین جانیکا وہم
نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب اہلسنت مین تنزل واقع ہونے لگا اسکی قلعی کہو کہلی ہونا شروع ہو
اور صرف اس مضمون سے صدہا بندگان خدا اپنے قدیمی مذہب سے تائب ہوکر مذہب

اسلام مین داخل ہو گئے۔

اوس مظمون سے یہ مترشح ہوتا تہا کہ کسی زمانہ مین کچھ لوگ نبوت یزید کے قائل تھے جنکے نام ونشان کا اب پتہ نہین ہے۔ مگر موجودہ زمانہ مضمون کے آخری حصہ کا تائید نہین کرتا کیونکہ اس زمانہ مین بھی نبوت یزید کے ایسے معتقد موجود ہین۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ پہلا گروہ علانیہ اپنے کو یزیدی امت قرار دیتا ہوگا اور یہ موجودہ یزیدی حضرات زبان سے تو عمر صاحب کو اپنا نبی ظاہر کرتے اور اپنی کو اونکی امت مین شمار کرتے ہین لیکن دل سے یزید کے پیرو اور اوسکی نبوت کے معتقد ہین۔۔

ان حضرات پیروان یزیدکا وجود تو یزید کے بعد سے برابر چلا آرہا ہے۔ البتہ مسلمانون مین مخلوط ہو کے اپنے عقائد کے چھپانے مین کامیاب رہے لیکن ادہر پانچ چھ سال سے تو ایسے علامات انسے ظہور پذیر ہو رہے ہین کہ یزید کے نبی ماننے کا پردہ فاش ہو گیا۔ دیگر ممالک سے قطع نظر کر کے صرف ہندوستان ہی ہین اکثر جگہہ اب اس یزیدی امت کو کثیر تعداد مین دیکھ سکتے ہین۔ چنانچہ دہلی مین کچھ دلون تک یزید کا پوتا اپنے دادا کی نبوت کے علانیہ اشاعت کرنے مین سرگرم رہا پھر لکہنؤ مین زور پکڑا اور مسلمانون کے ساتھ علانیہ اور گورنمنٹ کے ساتھ درپردہ جہاد کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

چنانچہ اس نے چاریاری نظمون کو اپنا کلمہ اور چاریاری جھنڈون کو دینی شعار قرار دیا۔ مسلمانون کے بزرگان دین کی توہین پر آمادہ ہو گئے اور امت رسولخدا صلعم پر ظلم کرنیکی کمر ہمت باندھ لی۔ یہ سب اسلئے کہ یزید جس طرح خدا کا دشمن تہا اوس طرح خدا کے ساتھ یہ یزیدی امت بھی دلی عداوت کا اظہار کرے اور جہانتک ممکن ہو قلب رسول خدا کو زخمی کرنیکا سامان پیدا کرے۔ یہ کوشش کئی سال تک جاری رہی اور رضا و رسول کے صدمہ پہونچانے کی کوئی سعی اوٹھا نہ رکھی گئی۔ مگر تا بکے بنی امیہ یا بنی عباس کا زمانہ تو ہے نہین بلکہ ایسے بادشاہ کا زمانہ ہے جو جو دلچسپیون معاویہ پیدا کرسکتا ہے۔ ایسے بادشاہ کے مقابلہ مین انکی کیا چلتی نتیجہ یہ ہوا کہ اس سال سے گورنمنٹ نے چاریاری جھنڈون کا نکالنا اور ایسے نظمون کا پڑہنا باعث فساد قرار دیکر روک دیا۔ اور امت یزیدیہ پیچ وتاب کہا رہ گئی۔ مگر مادہ اور بغاوت کا مادہ تو خمیر مین داخل تہا پہر یزیدی امت اس سے کہان تہر رہتے جیسا کہ ان ظہور

ہو رہا ہے کہ مختلف اخبارات متعدد اشتہارات اور سیکڑون دیگر ذرایع سے رسولخدا صلعم پر سب و شتم کیا جا رہا ہے اونکو گالیان دیجا رہی ہین اور اونکی توہین کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رکہا جاتا۔ گو ظاہرا یہ سب مظالم حسین پر کئے جا رہے ہین مگر بمصداق حدیث حسین منی و انا من الحسین ان سبکے مورد رسولخدا صلعم قرار پاتے ہین۔ اور یزیدی حضرات کا منشا دلی بہی آنحضرت ہی کی روح کو ایذا دینا ہے۔

بطور نمونہ ذیل کا اشتہار ملاحظہ ہو جو ۷ اصفر کو لکہنو کے ہر گلی و کوچہ مین تقسیم ہوتا نظر آیا جسمین رسولخدا صلعم کی روح کو بیچین کرنے اور اونپر ظلم کرنیکا کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا گیا

گذارش

ہر مذہب و ملت کو آزادی کا حق حاصل ہے کہ اپنے مذہبی امورات کو آزادی کے ساتھ بہتے مگر دائرہ قانون مین چنانچہ تمام سلاطین مین اسی آزادی کی آگ فرختہ ہے۔ اور جب کبہی پولیٹکل معاملات مین بادشاہ وقت کو نقصان پہونچا تو آزادی کی حق تلفی ہے چنانچہ عالمگیر کی سلطنت کو اسی آزادی نے دنیا سے بہت جلد نیست نابود کر دیا۔ اسیوجہ سے ہمارے سلطان امیر المومنین و امام المسلمین خلد اللہ ملکہ نے اپنی رعایا سے وعدہ فرمایا کہ مین تمکو جامہ آزادی سے آراستہ کر دونگا۔ اس فقرہ نے اس غدر کی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا ہماری گورنمنٹ برطانیہ اعظم نے بہی آجتک کسی کے مذہب مین مداخلت نہیں کی چنانچہ سروگی اور شیعونکے تنازع کی بابت عالی دماغ منصف مزاج حکام نے بہت آزادانہ خیال کیسا اچہا فیصلہ صادر فرمایا کہ سروگی پارسناتھ کو اپنا مذہبی پیشوا سمجہکر اوٹہاتے ہین نہ شیعونکی دل آزاری کیلئے حالانکہ یہ فعل سروگیون کا جدید تہا چونکہ کوئی دفعہ پینل کوڈ کی مانع نہین تہی لہذا پارسناتھ کے اوٹہانیکا حکم صادر فرمایا گیا اور امر جدید کا لحاظ نہین کیا گیا بس کوئی وجہ نہین ہے کہ سنی اپنے پیشواون کے محامد سے روکے جائین اور ایسی فولادی مضبوط زنجیرون ... جکڑے جائین کہ اپنے مذہبی مراسم بہی ادا نہ کر سکین مین خیال کرتا ہون کہ اگر یہ فیصلہ بحال رہا تو ... مذہب بالکل بند ہو جائیگا اور وہ آزادی کے خوشنما تاج اور سارٹیفکٹ جو کہ گورنمنٹ ... عطا فرمائے تھے واپس لئے جاوینگے کیونکہ ہر شخص کا فرض ہے کہ اپنی مذہبی ترقی بجا طرز ... کوشش کرے اور یہ قاعدہ ہے کہ ہر شے اپنے محل پر جدید ہوتی ہے ...

فریق کیلیے باعث رشک وحسد۔ الغرض اب کوئی شخص مذہبی اشاعت کر ہی نہیں سکتا کیونکہ دوسرے فریق کو امر جدید کی مسل بغل مین دبا کر مدعی بننے کا حق حاصل ہے۔ آدم ہے اللہ۔ اے جان نثاران عمر رضی اللہ عنہ تمکو مناسب ہے کہ جو کچھ تمکو عذرات ہوں عدالت کے روبرو جائز طریقہ سے پیش کرو اور اپنے شہنشاہ وقت سے اپنے حقوق کے لیے اسیطور سے خواہشمند ہو کہ جسطور سے فرزند اپنے باپ سے اپنی خواہشین ظاہر کرتا ہے۔ جو باتکو طریق مناسب ہے مانگو۔ جو واجب ہو وہ تکمیل واجب ہے انکو تمکو قسم ہے عمر بن علی رضی اللہ عنہ کی ایسا نہ کرنا جیسا حسینؓ نے کیا تھا بادشاہ شام رحمۃ اللہ عنہ کے ساتھ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے خلاف کیونکہ ہر شے کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے ہر شے کی عبادت خدا کی ہے۔ قسم ہے عثمان بن علی کی ایسونکا کہیں نہیں ٹھکانا۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادہر کے ہے نہ اودہر کے رہے دیکھو بہت صبر و تحمل تحمل کے روز کرنا جیسا کہ روز عاشورا مین کیا تھا بلحاظ حفظ امن۔ کرو قدر امن وامان کی ہمیشہ اطاعت کرو حکمران کی ہمیشہ

عمر ختم کر بس تو اپنے بیان کو دعا دل سے بادشاہ جہانکو
کہ ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ دوران جہان مین رہے مورد فضل رحمان
کرے تیغ سے اپنی عالم مسخر رہے دشمنون پر ہمیشہ مظفر
عدو اسکا پامال فوج الم ہو مقابل جو آئے سر اسکا قلم ہو

(باقی آئندہ اخبار مین)   خداداری چہ غم داری

محمود علی چاریاری۔ چوپٹیان۔ تھانہ دولتگنج۔ لکھنؤ

یہ اشتہار ہے جو قبل از اربعین شایع ہوا۔ اسپر کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین مگر۔

(۱) پہلا حملہ ہے جب کبھی پولٹیکل معاملات مین بادشاہ وقت کو نقصان پہونچا تو آزادی کی حق تلفی سے چنانچہ عالمگیری سلطنت کو اسی آزادی نے دنیا سے بہت جلد نیست ونابود کر دیا، اچھی طرح بتا رہی ہے کہ اسمین گورنمنٹ کو بغاوت کی کیسی دہمکی دی گئی ہے اور اوسکو فتنہ انگیز پیرایہ مین متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر یزیدی امت کو رسول اللہ کی ایذا دہی کی اجازت نہ دیگی تو گورنمنٹ کے ساتھ جہاد کریگی جس سے اوسکی سلطنت دنیا سے بہت جلد نیست ونابود ہو جاویگی لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

(۲) یہ بھی کسقدر تعجب ناک ہے کہ ان احسان فراموشون نے عالمگیر ایسے عالم بادشاہ سے

نوٹ اصلاح المنتظر [illegible]

انگلش گورنمنٹ ایسی محسن سلطنت کو تشبیہ دی ہے جس سے بڑھکر کوئی تحقیر نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ گورنمنٹ رحمت خداوندی ہے۔ گورنمنٹ کو عالمگیر ایسے بادشاہ جابر سے تشبیہ دینا بجائے خود وہ کلمۂ تحقیر ہے کہ اگر گورنمنٹ اسپر نوٹس لے تو اونکی سزا کو کافی ہے۔ مگر نہ معلوم یہ فرقہ سنیونکے کس فرقہ مین داخل ہے کیونکہ اسی عالمگیر کی حمایت مین الندوہ۔ البشیر وکیل۔ وطن۔ اہلحدیث کالم کے کالم سیاہ کر رہے ہین کہ وہ ایسا عادل تھا اور ایسا دیندار اوسی عالمگیر کے نسبت یہ اشتہار ایسے مضامین شایع کر رہا ہے پھر نہ معلوم اسمین کون سچا ہے ؟

(۴) دوسرا جملہ اس اشتہار کا "ہمارے سلطان امیر المومنین امام المسلمین خلد اللہ ملکہ" ہے جس سے معلوم ہوا اس فرقہ کے بادشاہ سلطان ترکی ہین۔ اس سے بڑھکر کیا بغاوت ہو سکتی ہے کہ دوسرے ملک کے سلطان کو اپنا بادشاہ سمجھے۔ اور گورنمنٹ کو یہ دھمکی دے کہ جسطرح عالمگیر کی سلطنت کو مرہٹون نے تباہ کیا یہ لوگ بھی گورنمنٹ کو نیست و نابود کر دینگے۔

(۴) خدا کی شان سلطان ترکی جنہون نے چند روز سے پارلیمنٹ کی اجازت دی وہ صرف زبانی وعدہ سے حامی آزادی ہون اور گورنمنٹ برطانیہ جو دنیا مین سب سے زیادہ آزادی کی حامی ہو حق تلف قرار دی جائے۔ وہ بھی کیون ؟ صرف اسلئے کہ چاریاری دل آزار نظم کو اوسنے روکا ؟

(۵) تیسرا مسئلہ اشتہار کا سروگی و بشنو کا معارضہ ہے۔ اس کے متعلق صرف یہ سوال ہے ہم نے مانا پارسا تھا اور ریزید۔ پارسا تھا کا بت اور ریزید کا جھنڈا۔ دونون ایک ہین اور دونون کا ایک ہی حشر ہوگا لیکن یہ فرمائے کہ سال گذشتہ نوین ربیع الاول مین جب دل جلے شیعون نے ایک انسان نما شکل بنائی تھی تو آپ کیون خلاف ہوا اور عدالت مین چارہ جوئی کی جس پر مجسٹریٹ کو کہنا پڑا اول یہ عمر کا بت نہین ہے بلکہ شیعہ کہتے ہین کہ بابا گر بلا ہے لہذا مقدمہ خارج ۔ جس معارضہ سے آپ یزید کے جھنڈے کی اجازت چاہتے ہین اوسیطرح شیعون کے بابا گر بلا بنانے پر اظہار رضامندی کیجئے۔ جب ہم جانین کہ آپکو کوئی انصاف کا نام کبھی سنا ہے۔

(۶) آخری جملہ قابل نوٹس یہ ہے وہ ایسا نہ کرنا جیسا حسین نے کیا تھا بادشاہ شام رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے خلاف ،، (آتش بدہا لش) اس جملہ سے ممکن ہے کسی شیعہ کو افسوس ہوا ہو لیکن ہم کو تو اس سے اس قدر خوشی حاصل ہوئی کہ سنیونکو حضرت عائشہ کے قصہ افک سے بری ہوجانے پر بھی اوسقدر خوشی نہ ہوتی ہوگی - کیونکہ اس جملہ نے اچھی طرح ثابت کر دیا یہ سب نبوت یزید کے ماننے والے ہین - اور لکھنو کے جھنڈے والے سب کے سب یزید کی امت ہین ورنہ کیا یہ ممکن ہے کسی سنی کے قلم سے ایسا جملہ نکلے حاشا وکلا - کیونکہ سنی تو عام طور سے یزید پر لعنت کرتے ہین - اوسکو لفظ پلید سے یاد کرتے ہین دشمن خدا و رسول سمجھتے ہین اور امام حسینؑ کے بارہ مین تو خود اونکے یہان ہزارون حدیثین ایسی موجود ہین کہ آنحضرت صلعم نے امام حسینؑ کی محبت اطاعت اور جان نثاری شرط اسلام قرار دی ہے آپکے جملہ افعال کو اپنا فعل ثابت کیا ہے اور ھذان امامان قاما او قعدا کہ کر انکی اطاعت ہر حالت مین فرض ثابت کی ہے پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی سنی اسکا اعتقاد رکھے کہ معاذ اللہ امام حسینؑ نے خلاف اطیعوا اللہ کیا - ہان اگر خود رسول اللہ نے خلاف حکم خدا کیا ہو تو البتہ امام حسینؑ کی طرف بھی ایسا گمان ہوسکتا ہے - اعوذ باللہ من ہذہ الھفوات گورنمنٹ کو بھی اس جملہ کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیے کہ محرم واربعین مین جھنڈا نکالنے کی جو حضرات ضد کر رہے ہین وہ کہتے ہین کہ ہم امام حسینؑ کا جھنڈا نکالتے ہین اور راستے بند کرنیسے گورنمنٹ نے ہماری عزاداری موقوف کی - ہم پوچھتے ہین کیا یہ ممکن ہے جس امام حسینؑ کے غم مین وہ جھنڈا نکالتے ہین اونہیں حسینؑ کے بارہ مین ایسا اعتقاد رکھین ہرگز نہین بلکہ یہ سب جھنڈے والے نبوت یزید کے ماننے والے اور اوسیکی امت ہین - گورنمنٹ کو دھوکہ دیکر علم بغاوت بلند کرنیکی اجازت چاہتے ہین -

راقم ابو العلا از لکھنو

اصلاح - اس اشتہار کا جملہ ،، ای جان نثاران عمرؓ ،، سب سے زیادہ شاندار فقرہ ہے جسکے نسبت ہمکو امید ہے کہ اب تمامی اہل اسلام انکو جان نثاران عمرؓ کے خطاب سے یاد کرینگے -

یہی وہ جملہ ہے جسکے اثبات کیلئے آجتک ہزارون بلکہ لاکھون کتابین علم کلام مین تصنیف

ہو مین کہ دنیا کو معلوم ہو یہ لوگ جان نثاران عمر ہین۔ نہ جان نثاران اسلام۔ مگر یہ لوگ اپنی ہٹ دھرمی سے نہیں مانتے تھے اور دعوی اسلام کرتے تھے۔

اس چار یاری جھنڈا کی برکت سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ شیعوں کا دعوی نہایت سچ ہے کہ یہ لوگ صرف طرفدار و جان نثار عمر ہین نہ اسلام و رسول اللہ کے جان نثار۔ پہر اس سے بڑھکر کیا حقیقت کا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جس بات سے بصد زبان منکر تھے۔ اب اوسکا اقرار کرتے ہین اور اشتہار دیتے ہین۔ فقط

اڈیٹر۔

معجزہ یا کرامت

امسال ماہ محرم الحرام مین سیتاپور اور اطراف سیتاپور مین لکھنوی اشتہارات ممانعت تعزیہ داری اور مولوی عبدالمجید صاحب فرنگی محلی کے مواعظ اور خیالات کا جا بجا چرچا ہوا اور بعض سیتاپور کے بعض مقامات پر دو چار لوگون نے اسکا اثر بھی قبول کیا۔ سیتاپور مین بھی اسکی تحریک ہوئی اور لوگون نے بہت زور لگائے مگر یہان کے سنیون نے کسیطرح نہ مانا اور حسب دستور قدیم اوسی شان و شوکت اور جوش و خروش کے ساتھ عزاداری مین حصہ لیا جیسا کہ ہمیشہ وہ تعزیہ داری کرتے تھے۔

اس مرتبہ ایک سے زیادہ ایسی باتین خلاف معمول ظاہر ہوئین جنپر بجز معجزہ اور کسی لفظ کا اطلاق نہین ہو سکتا۔ مین اس مقام پر ایک ایسے واقعہ کا اظہار کرنا چاہتا ہون جسکی تصدیق بخوبی ہو چکی ہے اور جسکی صحت مین کچھہ کلام یا کوئی تاویل نہین ہو سکتی۔

یہ اس حصہ سیتاپور (محلہ عالمنگر) کا واقعہ ہے جہان بہت زیادہ آبادی سنیونکی ہے ایک ضعیفہ جسکے دو لڑکے ہین ہرسال تعزیہ داری کیا کرتی تہی۔ اس سال قریب محرم اسکے پاس خرچ نہین رہا اور اسکو تعزیہ کی فکر دامنگیر ہو گئی۔

عشرۂ محرم کی تاریخین گذرنے لگین اور اس سے کوئی انتظام نہو سکا جب وہ بہت پریشان ہوئی تو اسنے اپنے بڑے بیٹے سے کہا کہ کہین سے مجھے دو روپیہ قرض لا دے کہ مین تعزیہ رکھہ سکون۔ اسکے ہمسایگی کے اور بشیر سے جو اوسی محلہ مین رہتا ہے بہت دوستی ہے اپنے اسنے دوست بشیر سے کہا کہ مجھے دو روپیہ قرض دیدو مین بعد محرم ادا کر دونگا بشیر نے پوچھا کہ

نہین کیا ضرورت لاحق ہوئی اُسنے اصل حال بیان کر دیا کہ بغرض تعزیہ داری دو روپیہ کی
ضرورت ہی تب بشیر نے کہا کہ مین تمکو تعزیہ کیواسطے روپیہ ہرگز نہ دونگا اور تم اس خیال کو چھوڑ دو
تعزیہ نہ بناؤ - وہ مجبوراً اپنے گھر واپس گیا اور اپنی ماں سے جاکے کہنے لگا کہ مجھے قرض نہین ملا -
اب وہ زیادہ پریشان ہوئی اور اوسنے اپنے لڑکے سے کہا کہ اچھا یہہ میرا کٹورا تو کہین سے رہن کرکے
مجھے دو روپیہ لادے - اسنے وہ کٹورا لیلیا اور بازار مین جاکے رہن کرکے اپنے گھر جارہا تھا کہ
راستے مین پھر اُسی دوست بشیر سے ملاقات ہو گئی - بشیر نے پوچھا کہا ن سے آتے ہو اُسنے کہا کہ تمنے
روپیہ نہین دئے آخر مین نے کٹورا رہن کرکے یہہ روپیہ بہم پہونچائے اب اپنے مکان کو جاتا ہون
اس مقام پر بشیر نے اپنی دوستی کا دباؤ ڈالکر اسکو مجبور کیا کہ وہ تعزیہ نہ بنائے اور اس سے کہا کہ
ان روپیون کا غلہ خرید کرکے اپنے گھر لیجا - وہ بشیر کے کہنے مین آگیا اور بازار سے غلہ خرید کرکے اپنے گھر لے گیا
اسکی ماں نے پوچھا کہ یہ غلہ کیسا ہی اور کٹورہ کا کیا نتیجہ ہوا تب اُسنے سب حال بیان کیا کہ بشیر نے
مجھے تعزیہ داری کو بہت منع کیا اور سمجھا دیا ہی کہ ہمکو تعزیہ نہ بنانا چاہئے لہذا مینے حسب ہدایت
بشیر غلہ خرید کر لیا - یہہ سنکر اسکی ماں بہت روئی اور اپنے احمق لڑکے کو بہت سخت و سست
کہا اور خفا ہوئی -

وہ اسی خیال مین مغموم تھی کہ اُسکا چھوٹا لڑکا جو ابھی کمسن ہی باہر سے آیا اور اپنی ماں کو دو
روپیہ دئے اور کہا ایک بزرگ سفید پوش اسطرف سے آگئے ہین جنہون نے مجھکو یہہ روپیہ
دئے اور کہا کہ اپنی ماں کو دیدینا کہ تعزیہ بنائے -

اس روایت کو شہرت اور بشیر اور اسکے امثال کو شرمندگی ہوئی بہت سے لوگون نے اسکو جانچا
اور مجھے جب معتبر ذریعون سے دریافت ہو لیا تب مینے اسکو تحریر کیا -

اسی کے ضمن مین یہہ حال بھی قابل تحریر ہی کہ ایک شخص منشی عنایت اللہ خان سنی المذہب
بڈھے آدمی ہین جنہین مین عرصہ سے جانتا ہون وہ ضلع اعظم گڈہ کے رہنے والے ہین معمولی
طور پر نوشت و خواند اردو زبان مین کر لیتے ہین -

اس سال بعد عشرۂ محرم وہ سیتاپور مین آگئے اور جس مقام پر ہم دو تین آدمی بیٹھے
ہوئے تھے وہان شاید دس منٹ سے زیادہ نہ ٹھہر سکے تھے لوگ کچھ عزاداری ہی کے اذکار کر رہے

تھے کہ انہون نے آتے ہی اپنا واقعہ بیان کیا کہنے لگے کہ مین عرصہ سے تعزیہ بناتا ہون اس سال مجھ بعض لوگون نے مجبور کیا کہ تعزیہ نہ بناؤ اور قسم لی کہ مین تعزیہ نہ بناؤن گا جب محرم شروع ہوا تو مین اسی خیال مین تہا کہ مین عہد کر چکا ہون اور قسم کہا چکا ہون تعزیہ ہرگز نہ بناؤنگا علاوہ اسکے میرے پاس کچھ خرچ بہی نہین تھا ۸ محرم تک تو میرا عزم مستحکم رہا اور مینے تعزیہ نہین بنایا لیکن شب ہشتم کو مجھے کچھ ایسا صدمہ سخت پہونچا کہ اُس سے عہد اور قسم کو توڑنا پڑا اور صبح کو مجھے خرچ بھی مل گیا کہ مین نے تعزیہ بنایا۔ اسکے بعد کہنے لگے کہ ہم جانتے ہین کہ یہہ ایک واہیات بات ہے مگر قسم خدا کی جو تعزیہ نہ بنائیگا وہ خراب جائیگا۔

اس تحریر سے غرض یہ ہے کہ اس زمانے کے پیروان یزید ہزار کوشش انسداد عزاداری مین کرین کوئی انکے حسب دلخواہ نتیجہ نہین نکل سکتا اور تعزیہ داری کبھی بند نہین ہو سکتی

راقم ادیب سیتاپوری۔

واقعہ تازہ

از کھیڑی۔ راجپوتانہ

بالفعل ایک خبر عبرت خیز اس نواح کی لکھتا ہون امید ہے کہ آپ درج اصلاح فرماوین تاکہ عوام مطلع ہوجاوین۔ اور یہہ خبر بہت صحیح ہے جو بہت سے لوگون سے مینے تحقیق کر لیا ہے۔

اس کہیڑی کے قرب مین ایک قصبہ نارنول علاقہ ریاست پٹیالہ ہے دو سال سے ایک مہاجن اور تعزیہ دارونکے درمیان تنازعہ چلا آتا ہے عین شارع عام مین جس طرف سے تعزیہ گذرتے ہین مہاجن نے اپنے مکان کی ٹوری جدید بڑہا لی جس سے تعزیونکے نکلنے مین دقت ہوئی چنانچہ نارنول والون نے نالش فریاد کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پارسال وہ ٹوری نکلوا ڈالیگئی اور تعزیہ بآسانی حسب دستور نکل گیا مہاجن چونکہ بہت ... کونسل وغیرہ مین جا کر بہت روپیہ خرچ کرکے امسال آخر عشرہ مین اوسنے ٹوٹہ لگا لیے جس سے نارنول والون نے ابتک تعزیہ نہین اوٹہایا اور بہت سے اوسکی کوشش مین لگے ہوے ہین اور تعزیہ ابتک رکہے ہوئے ہین ایک قاضی ... صاحب ... وکیل تہا اپنی کامیابی پر سیوم ... کے روز بہت کچھ بیجا تعزیہ کو کہنے لگا اور یہ کہا ... جسکے نام کا تعزیہ بناتے ہو ... کیا ہوا ہے قدرت خدا دیکھیے قاضی صاحب ... تعزیہ دارونسے ... پہونچے ہی تہے کہ یکایک ادہر سے ایک لکڑی چہت کی گری جسکے سبب اونکی ... ہوگیا تہی کہ وہ شام تک بدستور اسی ... پاؤنسے پہرتے رہے اس تازہ عبرت نظارہ سے وہ اپنی گستاخانہ الفاظ سے باز نہ آیا اور برابر تعزیہ دارون اور بزرگان دین کی جناب مین گستاخ

کربلا مین اپنے نبی کے نواسہ اور اوسکے حرم کو تباہ و برباد کر ڈالا ۔ اور جو ہر وقت سلطان روم کے حکم کے منتظر رہتے ہین کہ گورنمنٹ سے بغاوت کرکے سلطنت ہندوستان سے اوسکو بیدخل کرین مگر این خیال است و محال است و جنون ۔

راقم ابو العلا از لکھنو ۔

اصلاح پرچہ ایڈیٹر **وکیل والبشیر** کو مبارکباد دیتے ہین کہ آپکی دلی تمنا بر آئی فساد ہوا صدہا آدمی گرفتار ہوئے اور ہزارون کا خرچ ہوگا ۔ تعزیہ داری کو تو آپ شرک و بت پرستی کہتے تھے اور لکھنو کے سینیونکے صبر و تحمل و ترک تعزیہ داری پر نعرہ تحسین و آفرین بلند کرتے تھے ۔ اب کیا ہوا کہ سُنیون نے بت پرستی بھی کی ۔ اسراف بھی ہوا اور گرفتار بھی ہوئے ۔

ابتو آپکا دل خوش ہوا اور آنکھین خنک کہ فساد کی آگ شعلہ ور ہوئی دیکھیے آپلوگونکو کیا نفع ہوتا ہے افسوس دعوی تو صلح کل کا اور عمل ہے فساد کل پر کہ ایک طرف آپ مسلمانونکو ہندو ونسے الجہاتے ہین دوسری طرف شیعہ سنی مین خون کراتے ہین ۔

گذشتہ نمبر مین ہم چند معزز اخبارونکا نام لکھ چکے ہین جنہون نے گورنمنٹ کے فیصلہ کی مدح و ثنا کرکے لکہی تہی کہ نہایت منصفانہ ہے مگر **وکیل** کو یہ فیصلہ ناپسند ہے ۔

لیکن النجم (جو بقول اڈیٹر وطن اس فساد کا ایک رکن ہے) کی تازہ اشاعت سے معلوم ہوا کہ بہ استثنای وکیل و البشیر سب ہی اس فیصلہ کی مدح و ثنا خوان ہین چنانچہ لکھتا ہے ۔

"اخبار ونکے اڈیٹرون نے جہانتک اس فیصلہ کے متعلق رای ظاہر کی ہے اسکو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ سوای دو چار کے سبنے بیجا **خوشامد** سے کام لیا ہے حالانکہ سب جانتے ہین کہ عادل گورنمنٹ بیجا خوشامد کو نفرت کی نظر سے دیکھتی ہے ۔ مگر جن لوگونکے طبایع حق پوش واقع ہوئی ہین وہ خلقتاً مجبور ہین جنلوگون نے آزادی سے اظہار رای کیا ہے انمین سے ہم عصر معزز البشیر اور **وکیل** بھی ہین اول الذکر نے اس فیصلہ کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ہے "یہ فیصلہ گو اصولاً قابل اعتراض تہا" اور آخر الذکر نے لکھا ہے کہ "اس فیصلہ سے سنیونکی رنجیدگی لازمی بات تھی" ملخصاً ہم اصفر

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اڈیٹر النجم کے ہمخیال دو ہی آدمی ہین ۔ وکیل ۔ والبشیر ورنہ بقول انکے سب خوشامدی ہین ۔ خواہ **وطن** ہو ۔ یا شحنہ ہند یا اہلحدیث یا کرزن گزٹ

سچ پوچھیے تو یہ سارا فساد انہین اخبار نویسونکی بدولت پھیل رہا ہے کیونکہ **النجم** تو قوم مین کوئی

وقعت نہیں رکھتا ہو مگر وکیل و بشیر کی ہمراہی سے اب ہر شخص و معلوم ہو گیا یہ سارا فساد انہیں کا ہے

جو سب سے زیادہ صلح کل کے مدعی ہین اور درحقیقت یہی لوگ سب سے زیادہ خطرناک ہین گورنمنٹ کو مناسب ہے

کتاب نور ایمان

مومنین دیار و امصار کو مژدہ ہو کہ کتاب لاجواب نور ایمان مصنفہ خان بہادر مولوی سید خیرات احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر تیسری مرتبہ چھپکر ہاتھون ہاتھ نا۔ رہی ہے۔ یہ کتاب مستطاب کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہین جسکے محاسن اور خوبیونکا شہرہ دانگ عالم مین پھیلا ہوا ہے۔

طبع سوم مین اور بھی بہت سے مفید و گرانقدر مضامین اضافہ کئے گئے ہین۔ دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے عقائد اہل سنت کی بے فروغ حکایت کو ایسا مہمل و غلط ثابت کیا ہے کہ اس کتاب کے معاینہ کے بعد کوئی شخص اس فسانہ کو زبان پر نہ لائیگا علی ہذا القیاس آجکل کے تعلیم یافتہ نوجوانونکا دعوی ہے کہ خلفائے ثلثہ کی خلافت کی ابتدا خواہ صحیح ہو یا غلط نتیجہ اسکا اسلام کے حق مین اچھا نکلا۔ اس خیال باطل کی مصنف علام نے آیات قرآنی و احادیث نبوی سے تردید کرکے ثابت کیا ہے کہ نتیجہ خلافت ہے حقیقتاً اسلام کا بیخ کن نکلا۔

غرضکہ یہ کتاب ابتدا سے انتہا تک قابل ملاحظہ ہے باوجودیکہ تیسری آڈیشن مین اسکا حجم بہت بڑہ گیا ہے مگر بغرض افادہ مومنین بانکلین کیلئے اسکی قیمت بہت کم یعنی ۸؎ عصہ رکھی گئی ہے۔ شائقین مذہب حقہ کے متلاشی جلد طلب فرماوین کیونکہ بہت کم کتابین باقی رہ گئی ہین

آثار حیدری یہ بے بہا قابل قدر کتاب لاثانی جو امامیہ سلسلہ کے گیارہوین امام حجت اللہ راسخ العلم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی عربی تفسیر کلام اللہ کا اردو ترجمہ ہے جو بکمال محنت و جانفشانی فیض عام کیلئے سلیس اردو مین مرتب کیا گیا ہے۔ تاکہ احقاق حق کے سوا کافہ انام کو علم قرآن حاصل ہوکر دعبہ استکمال دین ملسکے۔ حجم ۵۰۰ صفحہ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت عام فائدہ و تشویق دین کے لحاظ سے بہت کم یعنی صرف ع

زاد العقبی حضرت سید علی ہمدانی کی بے بہا تصانیف و تالیف مین سب سے زیادہ مشہور کتاب معروف مودۃ القربی کا اردو ترجمہ مع اصل عبارت عربی کے قیمت صرف ۸؎

کتاب اعجاز المسیح پر ریویو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسیحیت کا دعوی کرکے ایک کتاب لکھی جسکی عبارت کو وہ معجزہ سمجھتے ہین اسپر ایک شیعہ ممتاز الافاضل نے ریویو لکھکر بتا دیا کہ جسکو صرف و نحو کے قاعدے معلوم نہون وہ نبی کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اُسکی کتاب معجزہ کیونکر بن سکتی ہے۔ قیمت ۲؎

رسالہ عید غدیر جسمین پیغمبر خدا کا خم غدیر پر حضرت علی کو خلیفہ مقرر کرنا صحابہ سے بیعت لینا وغیرہ تمامی حالات حضرات اہل سنت کی معتبر کتب سے مفصل درج ہوئے ہین نیز اسمین **خطبہ غدیریہ** اور **اعمال غدیریہ** بھی ہین قیمت صرف ۴؎

التطہیر جسمین بنہایت شرح و بسط کے ساتھ عقلی و نقلی دلائل سے اس امر کو ثابت کیا گیا ہے کہ آیہ تطہیر کے مصداق سوائے خمسہ نجبا آل عبا اور کوئی نہین مصنف نے بڑی محنت سے علاوہ فریقین کی کتب کے دیگر مشہور انگریزی تصنیفات سے حوالہ جات درج کئے ہین جو قابل دید ہین۔ قیمت ۴؎

تمام درخواستین

بنام سید مہدی حسین ترمذی مالک و مہتمم امامیہ کتب خانہ لاہور آنی چاہئین

کہ جسطرح بنگالی اخبار مفسدہ پردازونکا پریس ضبط کرتی ہی اور سزاے معقول دیتی ہے انلوگونپر بہی نظر سیاست ڈالے کیونکہ انکا دل ہمہ تن سلطان ترکی کی طرف مائل ہی اور حکومت انگریزی انکو ذرہ برابر بہی پسند نہین آتی۔

چہیرہ کا تابوت ۔ الحمدللہ کہ امسال بڑی کامیابی سی اوٹہایا گیا۔ مولوی حشمت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر جنہون نے سالگذشتہ روکدیا تہا وہ بہی جلوس مین تہے اور جناب مولوی ذاکر حسین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ درجہ اول بہی جو خود شیعہ ہین بحکم صاحب کلکٹر بہادر دونو ڈپٹی کلکٹر اس تابوت کیساتہ تہے۔ مولوی حشمت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر کو سنی ہین اور سنی بہی متعصب جنہون نے سالگذشتہ تابوت کی ممانعت کی تہی۔ اور صاحب کلکٹر بہادر نے بحکم خاص تابوت کو اوٹھوایا اور مولوی حشمت حسین صاحب کے نسبت لکہا کہ چونکہ خود سنی ہین لہذا انکو فیصلہ کا حق نہ تہا مگر بااینہمہ ہم تعریف کرتے ہین کہ مولوی حشمت حسین صاحب بروز اربعین خود مجلس امام مظلوم مین شریک ہوے اور خلوص دل سے گریہ وزاری کرتے تہے زیارت مین بہی ساتھ رہے۔ اور جناب میر کاظم حسین صاحب کے امامباڑہ سے تا کربلا پیدل تابوت کیساتہ رہے کربلا مین جاکر زیارت پڑہی۔ فاتحہ دیا طواف کیا۔ اور وقت معاودت بہی ساتہ رہے اور پہنچا کر سڑک سی لائے۔ آخر مسلمان ہین پہر کیونکر ممکن تہا امام مظلوم کا غم اونکے دل پر نہ اثر ڈالے۔ تعصب مذہبی اور چیز ہی جس سے انسان ناکردنی امور کر گذرتا ہے۔ مگر جب کچہہ سمجہتا ہی تو پہر خوف خدا ظاہر ہوتا ہے اور امام مظلوم کا تو وہ غم ہے جو مسلمان تو مسلمان۔ ہندوون اور عیسائیونکو بہی ہمدردی پر مجبور کرتا ہے

محمدن مورخہ ۱۰ مارچ جو ایک انگریزی اخبار مدراس سے شایع ہوتاہی اور اوسکا ایڈیٹر متعصب بلکہ ناصبی ہے جوار مشیر آباد منضافات سکندرآباد علاقہ حیدرآباد دکن کے آگ پر ماتم کرنیکا واقعہ بروز اربعین شایع کرتا ہے جس سی تمام فلسفہ دان سائنس والے علیگڈہ کالج کے حیران ہین۔

ایک دوسرا طالب العلم سنی بہی علیگڈہ کا چشم دید واقعہ انگریزی مین لکہتا ہی جسکا ترجمہ ہم آیندہ نمبر مین شایع کرینگے اس قسم کے صدہا بلکہ ہزارہا واقعات ہین جو دلونکو ہلا رہے ہین۔ اور اسلام کی حقانیت و روحانیت کا جلوہ دکہا رہے ہین مگر افسوس مسلمانونکے دل کچہہ ایسے سخت ہو رہے ہین کہ بجاے تاثر اور بہی قساوت کو ترقی ہو رہی ہے۔ مگر آخر تابکے حق ظاہر ہو کر رہیگا۔

عید غدیر ۔ امسال علیگڈہ کالج مین منائی گئی جو بالکل ایک نئی بات ہی۔ علیگڈہ کالج اور عید غدیر

ہز ہائنس ۔ نواب رامپور دام اقبالہ کا یہ فقرہ جو علیگڈہ کالج مین بوقت تشریف آوری ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر۔ آپنے ایک مبسوط تقریر مین فرمایا۔ آب زر سے لکہنے کے لائق ہے ”اس کالج کے نامور بانی سی جب سوال کیا گیا تہا کہ خاص علیگڈہ مین یہ کالج کیون بنایا تو وہ بلحاظ اس شہر کے نام کے حضرت رسول خدا کی حدیث پیش کرکے یہ جواب نہین دے سکتے تہے کہ انا مدینة العلم و علی بابها۔ مین علم کا شہر ہون اور علی اوسکے دروازے ہین“ وطن۔ سچ ہے کلام الملوک ملوک الکلام

۸ محرم علیگڈہ مین یہ بہی انقلاب روزگار سے ہے کہ ایک طرف اتحاد و اتفاق کی ہر طرف پکار ہے

آخری رعایت

یہ صرف ماہ ربیع الاول کی حرمت ہے کہ آج مین کتب موجودہ دفتر اصلاح مین اسقدر تخفیف کرتا ہون کہ اس سے زیادہ ممکن نہین مگر صرف اسی ماہ متبرک کے لئے ۔

اصلی غرض اس تخفیف قیمت کی یہ ہے کہ مومنین انسے مستفید ہون اور حصہ ثانیہ مناظرہ امجدیہ کے طبع مین سہولت ہو کیونکہ یہ کتاب زیر طبع ہے اور نیز جلد رابع ذوالفقار حیدری کے چھپوانیکا بھی اس سال ارادہ ہے ۔ لہذا شائقین کو مناسب ہے کہ بہت جلد درخواستین بھیجین ورنہ پھر بعد ربیع الاول کسی قسم کی تخفیف نہین ہو سکتی مدت رعایت ۳۰ ربیع الاول ہے ۔

الشمس کامل چار جلد جسمین صرف تحریف قرآن کی بحث ہے جلد اول مین دو نمبر کم ہین اور جلد چہارم مین تین نمبر مگر اسی ماہ ربیع الاول مین کل جلدین کامل کردی جائینگی انشاءاللہ اصلی قیمت عہ تخفیفی صہ علاوہ محصول ڈاک ۔

اصلاح جلد ۷ جلد ۸ جلد ۹ جلد ۱۰ جلد ۱۱ بجائے لعہ کے صہ محصول ڈاک علاوہ بشرطیکہ کل جلدین ایک جگہ طلب کیجائین ۔ اب سابق جلدین اصلاح کی نہین رہین بمشکل تمام جلدین فراہم کی گئی ہین جنلوگون نے اس موقع کو غنیمت نہ سمجھا پھر اس نادر مجموعہ کا ملنا محال ہے ۔

مناظرہ امجدیہ حصہ اول جسمین معویہ کے وہ حالات درج ہین کہ دوسری کتابونمین انکا ملنا محال ہے اور نہایت خوشنما وعمدہ چھپی ہے اصلی ۱۲ تخفیفی خاص رعایت ۸

مقدمہ شرح نہج البلاغہ اس کتاب مستطاب نہج البلاغہ کے تفصیلی حالات سے بحث کیگئی ہے ۔ اصلی قیمت ۱۲ رعایتی

الوضو ۔ الجمرہ ۔ البسملہ بجائے ۴ صرف ۱۲

تاریخ الافغان حصہ اول ۔ یہ رسالہ مدت سے نایاب تھا نہایت دقت سے اصلاح پرنٹنگ کمپنی نے اس رسالہ کو علیحدہ چھپوایا اصلی قیمت ۸ تخفیفی قیمت ۲

جواب شمر حضرت سکینہ بنت الحسین کا ناول عبدالحلیم شرر نے نہایت شر انگیز الفاظ مین لکھا تھا اوسکا محققانہ جواب ہے اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲

دفع الوثوق حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے مسئلہ عقد کو جس خوبی سے اسنے حل کیا ہے ۔ اسکی نظیر کہین نہین مل سکتی اصلی قیمت ۱۰ تخفیفی ۴

تنقید بخاری حصہ اول جسمین صحیح بخاری کے ایک ایک روایت بلکہ ایک ایک لفظ سے بحث کی گئی ہے اور بہت سے حصے بیان کی قسم ... حصہ اول مرتب ہے قیمت ۸ر

المشتہر منیجر اصلاح کھجوہ ضلع سارن

مطبوعہ مطبع منیجر اصلاح پریس سید ظہیر حسین پرنٹر و پبلشر

رجسٹرڈ سی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ - نیچری وہابی سب کیلئے ہے

[illegible]

[illegible]

نمبر ۵ | بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۲

[illegible] مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا [illegible]

مظفری یتیمخانہ فنڈ جناب سید منظور حسن صاحب فارسٹ اسکول ۱۹۵ا جناب میر عباس علیصاحب کتب فروش ۹۷۶ میزان ملے میزان سابق ۱۱ ۸ میزان کل ۱۱ ۵ ۸

اعانت بیوہ مندرجہ اصلاح جناب میر عباس حسنین صاحب تحصیلدار کلکترہ ۱۱ بذریعہ جناب میر محمد جواد صاحب رئیس سرائے میر ضلع اعظمگڈہ روانہ کیا گیا۔

وفات حسرت آیات افسوس صد افسوس کہ جناب مولانا السید علی اکبر صاحب مرحوم خلف الصدق جناب سلطان العلما طاب ثراہ نے بتاریخ ۲ ربیع الثانی روز شنبہ اس دار فانی سے انتقال کیا مرحوم اون بزرگونسے تھے جو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے تھے اب اوس طبقہ کا کوئی متنفس باقی نہین رہا۔ آپ سرکاری عہدہ ہای جلیلہ ڈپٹی کلکٹری و منصفی پر بھی فائز تھے اور نہایت نیک نام بہت سی تصنیفات آپکی یادگار رہے ہین خصوصاً الحق المبین جواب نہایت الموٴمنین قابل دید ہے عمر آپکی تخمیناً ۷۰ سال سے متجاوز ہوگی۔ ایک عرصہ سے بوجہ پیرانہ سالی عوارض مختلفہ مین مبتلا تھے خداوند عالم جناب مرحوم کی مغفرت کرے اور مدارج عالیہ فردوس برین پر فائز مومنین سے امید ہے کہ مرحوم کیلئے نماز ہدیہ میت و فاتحہ خوانی کرینگے آپکے خلف الصدق جناب مولوی علی غضنفر صاحب سکرٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اس مصیبت عظمیٰ مین ہم سب ہمدرد اور شریک ہین خداوند عالم آپکو صبر جمیل و اجر جزیل کرامت فرمائے۔ اگر جناب مرحوم کے تصنیفات کی فہرست شایع کردی جائے تو نہایت انسب ہے۔

شکریہ معاونین اصلاح

الحمد للہ کہ آج ہمکو اسکا موقع ملا کہ اپنے جدید معاونین اصلاح کا شکریہ ادا کرین جنہون نے اس ۱۳۲۲ھ مین خاص طور پر افزایش خریداران مین کوشش فرمائی جزاہم اللہ خیرا۔

چونکہ اصلی غرض اصلاح کی تائید و ترویج دین حق ہے لہذا ہم امید کرتے ہین کہ برادران ایمانی اشاعت اصلاح مین پوری سرگرمی فرمائینگے کیونکہ اسکی خدمتین آپکے پیش نظر ہین جو خدمتیں کر رہا ہے آپ اوس سے بیخبر نہین عنقریب ایک خاص انعام اون لوگونکے لئے طیار ہوگا جو کم سے کم دو خریدار عنایت فرمائین۔ افسوس کہ سابق معاونین بالکل خاموش ہین

۱	جناب منشی سید مولی حسن صاحب مجاز فطرقر ٹونک ۳۶۲	۲	۱۰	جناب منشی عترت حسین صاحب نقشنویس فلل ہیم پور ۳۵۱۹	۱
۲	جناب منشی سجاد حسین صاحب نقشنویس کانپور ۳۳۲۳	۱	۱۱	جناب سید تجمل حسین صاحب وکیل الوولہ ۱۰۹۰	۱
۳	جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب کانپور ۳۵۳۵	۲	۱۲	جناب ڈاکٹر مرید حسین صاحب ضلع شاہپور ۱۸۵	۲
۴	جناب سید محمد صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ بارہ بنکی	۱	۱۳	جناب سید ابن علیصاحب حسنپور ضلع مرادآباد	۱
۵	جناب مولوی سید حسین علیصاحب واعظ سبزواری کراچی ۳۵۵۹	۱	۱۴	جناب منشی فضل حسین صاحب سیہور بھوپال ۳۰۸۲	۳
۶	جناب خان بہادر سید عبد الحسین صاحب ٹونک ۳۶۴	۱	۱۵	جناب حکیم بادشاہ علیصاحب ضیا لکھنوی عمادالاسلام	۲
۷	جناب میر سجاد حسین صاحب متولی ۱۹۹۰	۱	۱۶	جناب منشی ولایت حسین صاحب امین نہرہ ۲۰۰۹	۱
۸	جناب قاضی محمد رضا علیصاحب محمد لورپور ۳۵۲	۱	۱۷	جناب دلدار حسین صاحب سیتاپور ۲۴۳۰	۱
۹	جناب مولوی محمد باقر صاحب امرتسر ۱۵۵۱	۲	۱۸	جناب منشی محمد کاظمین صاحب ضلع فاضلنگر مرادآباد	۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۲	بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ	نمبر ۵

بیسیدا اصلاح پرنٹنگ کمپنی

بقیہ ۴۹ - جناب مولوی سید محمد زکی صاحب تہدار ... رسولی ضلع کہری ۲۰۳۹	۱	صہ
(۷۷) جناب سید مصطفے صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور ۲۰۱	۳	عہ
(۷۸) جناب سردار فتح خان صاحب رئیس شاہ بوال ۲۰۱	۱	عہ
(۷۹) جناب میر خادم حسین گہڑی ساز بمبئی ۳۳۶۰	۱	صہ
(۸۰) جناب منشی سید اعجاز حسین صاحب وکیل شکار پور ضلع بلند شہر ۱۳۳۵	۱	عہ
میزان		صہ

[illegible]

گذشتہ ماہ
یون تو حوادث دہر سے کبھی مہلت نہین ملتی ایک نہ ایک امر ہوتا ہی رہتا ہی۔ مگر اصلاح کا گذشتہ ماہ نہایت سخت گذرا پہلے تو ہمارے عزیز جناب اظہر شیعہ صاحب کا دہ ماہہ لڑکا چیچک سے لہذا پھر ہماری مرحومہ بیوی کا یادگار چار سالہ لڑکا جو صورت و شکل مین بالکل جناب والد علام فخر الحکما دام ظلہ کا شبیہ تھا دو ماہ کی علالت سخت کے بعد داغ مفارقت دے گیا جس سے ہمارے گھر کو عموماً اور جناب فخر الحکما دام ظلہ کو خصوصاً خاص تعلق تھا پھر چھوٹی ہمشیرہ شفاہا اللہ ہماری علیل ہوئی جو تخمیناً دو سال سے علیل ہے تمام مومنین سے خصوصاً ملتمس دعا ہون کہ اونکی صحت کیلئے خاص طور پر دعا فرمائین ان دنون مرض مین اشتداد ہے۔ ان سب کے علاوہ خاص بیماری یہ ہوئی کہ اس مہینہ مین ۱۲۰۰ ویلو کرنا پڑا جسکی تلخی موت کی تلخی سے کم نہین ۷۵۰ نام سے وصول شدہ اسما کا علحدہ کرنا اور پھر باقیداران سنین گذشتہ کا انتخاب۔ بہر حال کے خریدارونکا چھانٹنا پھر غیر وصولی لوگونکو خط لکھنا۔ اور بعد انتظار ویلو کرنا اور پھر نتیجہ کا انتظار کہ دیکھیے ان احتیاطون پر کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور وصول کو سیاہ کرنا کیونکہ نہ نمبر ہوتا ہے نہ نام صحیح پھر وصولیونکو انعامی رسالہ

۱۷ جناب [illegible]

روانہ کرنا۔ ایسی مصیبت عظیم ہے کہ قابل بیان نہیں۔ حالانکہ پانچ مہینہ قبل سے اسکی فریاد کی جاتی ہے کہ جن حضرات کو خریداری منظور ہو چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرماوین ورنہ جنکو اخبار ہو ایک طلاعی کارڈ لکھدین۔ مگر تخمیناً صرف تین سو خریداروں نے اسپر توجہ کی۔ اور باقی حضرات نے بالکل سکوت سے کام لیا جسکا تصفیہ بغیر وی پی کے ممکن نہ تھا۔

خدا کرے اب بھی ہماری قوم دوسرونکے مصائب اور محنتوں کی قدر کرے۔ تو کچھ اصلاح ہو۔ کیونکہ منی آرڈر کرنے مین بھیجنے والے کو دو حرف لکھنا ہوتا ہے اور یہان کم سے کم دو ہزار نام منتخب کرنا اور تین تین چار چار پتہ لکھنا ان وجوہ سے اکثر حضرات کو بلا اجازت تاخیر سے ہوئی ہوگی جسکی معافی چاہتے ہین اور ممکن ہے بعض حضرات کو نام معہ پتہ مطلع فرمائین اکثر روانہ ہو چکے ہین جسکی خرابی دستور ہی ہے بنونہ ہو انکا مقدمہ زیر تحقیقات ہے جن صاحبونکو کوئی پرچہ نہ پہنچا ہو ہم انکا نام دفتر مین درج کر کے خط لکھنا چاہتے ہین اور ان سے درخواست ہے کہ جو پرچے وصول شدہ ہوں انکے متعلق ضرور اطلاع دیجئے۔ ہم اوسپر عمل کرینگے اور بالجملہ ممنون ہونگے۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کے متعلق مجھے سابق مین اعلان کرنا تھا گذشتہ نمبروں مین عرض کر چکا اس سے زیادہ بیجا ہے۔ اس کمپنی سے نہ ذاتی منفعت مقصود ہے نہ اپنی آرائش قوم اگر مدد کریگی خود بھی منتفع ہوگی ہمکو بھی نفع ہوگا ورنہ ــ ایسا آرزو کہ خاک شدہ۔ آخر مین قوم سے عرض ہے کہ یا بلبل بیادہ دہ۔ یا از قفس آزاد کن۔

تاریخ الاذان پر ریویو

اصلاح پرنٹنگ کمپنی نے اپنی ناداری و مجبوری پر پہلا کام یہ کیا کہ اس کتاب کو چھپوایا جسکی مدت سے لوگونکو خواہش تھی مگر چونکہ یہ کتاب نایاب تھی اسلئے کل فرمایشیں معطل رہیں۔ اسی خیال سے پہلے یہ رسالہ چھپوایا گیا اور اخبار اثنا عشری۔ العوارف۔ الحق۔ ناظم الہند۔ پیسہ اخبار۔ وطن۔ وکیل صحیفہ کے اڈیٹروں سے خاص خطونکے ذریعہ بتاریخ ۸ جنوری استدعا بھی کی گئی کہ اسپر ریویو دیں۔

اخبار وکیل چونکہ سب سے زیادہ بے تعصبی اور صلح کل پالیسی کا مدعی ہے لہذا رسالہ ارسال المدین بھی دفتر سے طلب کیا گیا اور وعدہ کیا کہ دونو رسالہ پر ایک ساتھ ریویو دیا جائے۔ مگر افسوس یہ صرف زبانی وعدہ تھا جو دل خوش کرنے کو لکھدیا گیا۔

اہلحدیث چونکہ اپنے خلاف مذہب کی کسی قسم تحریر کو شایع کرنا نہیں چاہتا اور اس پر ریویو لکھنا لہذا اوس سے کبھی امید ہی نہیں ہو سکتی۔ یا وفاخوذ بخود رسالے پا گرچہ پکس وناممود۔

بہرحال جن حضرات معاصرین نے تاریخ الاذان پر ریویو کیا پہلے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اسپر توجہ کی پھر اونکی تحریرین بھی شایع کی جاتی ہین کہ معلوم ہو کہ معاصرین کی اس زمانہ مین کیا قدر و منزلت ہے۔ اسکے ساتھ یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ان تقریظون پر ایک درخواست بھی خریداری کی نہین آئی۔

الحق۔ آگرہ دروازہ لاہور مورخہ ۔ جنوری ۱۹۱۶ء قمطراز ہے۔ سب سے پہلا ریویو ہے جزاہم اللہ خیرا **تاریخ الاذان** حصہ اول۔ یہ وہی مضمون ہے جو اصلاح کے دوسرے نمبر مین متواتر شایع ہوتا رہا ہے اب حیدر پنکاٹ کمپنی نے کتابی صورت مین اسکو شایع کیا ہے۔ یہ فی الحقیقت ای قابل قدر ... البصیرت کتاب شایع کیا ہے حضرت مصنف ... نے مولانا سید حسن صاحب نے اذان کی ابتدا کی تاریخ اور تمام تغیرات کو جو بعد وفات حضور سرور کائنات اسمین واقع ہوئے ہین۔ نہایت دیانت اور کمال محنت سے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے۔ یہ ایک بے نظیر اور لاجواب رسالہ ہے ناظرین الحق ضرور اسکو ملاحظہ فرمائین قیمت صرف ۔ ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مذہب اذان پر بھی بڑے بڑے خوفناک حملے ہوئے ہین جس کی وجہ سے اس کی وہ صورت بھی نہین رہی جو سرور عالم کے عہد مین تھی۔ الصلوٰۃ خیر من النوم والی اذان اسی گھٹاؤ بڑھاؤ کی یادگار ہے۔ رسالہ مذکورہ دفتر اصلاح پرنٹنگ کمپنی کھجوہ ضلع سارن سے طلب فرمائیے۔ اخیر ہم دعا کرتے ہین۔ خداوند تعالی اصلاح پرنٹنگ کو ترقی روز افزون عطا فرمائے تاکہ وہ اپنی خدمات کو عمدہ طور سے ادا کر سکے۔ آمین۔ اڈیٹر

اخبار اثنا عشری مورخہ فروری **تاریخ الاذان** دفتر اصلاح سے اس نام کا ایک رسالہ بغرض ریویو موصول ہوا ہے۔ اسمین اذان کی ابتدا اور اوسمین تغیر و تبدل کی نسبت محققانہ بحث کی گئی ہے۔ حجم ۶۰ صفحہ قیمت ۔

پیسہ اخبار مورخہ یکم مئی **تاریخ الاذان**۔ یہ رسالہ مولانا سید حسن صاحب کھجوہ ضلع سارن کی تصنیف ہے جسمین اذان کی تاریخ ابتدا سے لیکر بیان کی گئی ہے۔ اور اسکے متعلق مختلف سلاطین اسلام کے عہد مین جو جو اہم واقعات پیش آئے انکو نہایت تحقیق اور وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

بعسیر ہزار شکر خدا کہ متولیان وقف نے خاص توجہ فرماکر اصلاح کی صلاح پر عمل کرکے جناب مولانا السید محمد ہادی صاحب دامت برکاتہ کو بمشاہرہ ... درجہ اول مقرر فرمایا جس سے امید ہے کہ طلبہ کی شکایتین رفع ہونگی اور تحصیل علم مین اونکو زیادہ سہولت ہوگی کیونکہ جناب مولانا کا تقدس اور علم وکمال آفتاب تابان کی طرح محتاج بیان نہین اور جس محنت ودلسوزی سے آپ درس دیتے ہین اوس سے امید ہے کہ طلبہ کو پوری کامیابی ہو۔ ہان ضرورت ہے کہ نوع پر نظر رہے ملاحظۂ شخصی نقصان رسان ہے۔ معذوری تو مجبوری ہی ہے۔ مگر صرف مدرسین وطلبہ کی حاضری سے کام نہین چلتا۔ زمانہ کی قدر کرنی چاہیے نہ معلوم کن اسباب سے یہ سامان فراہم ہوئے۔ طلبہ نے کوتاہی کی یا مدرسین نے بے پروائی تو کتاب الکتاب کے احکام جاری ہونگے اور اشکال عظیم پیدا ہوگا۔ طلبہ منہومان سے ہین یعنی بھوکے ہین جو شخص خود نہ مطالعہ کرے کیا سیر کرسکتا ہے۔ حافظہ صرف حافظہ ہے نہ موجد نہ اخاذ۔ جاذبہ کو غاذیہ درکار ہے۔ ماہ رجب وشعبان کی آمد سے طلبہ کے حواس گم ہین نیچ تعطیل تعطیل ہو گی۔ تین مہینہ یون گئے۔ پھر ذیحجہ محرم صفر۔ تو کل چھ مہینہ رہے فنصف العمر محوہ اللیالی کا مضمون ہوا۔ علماء اعلام کو اسپر توجہ فرمانا چاہیے۔ طلب العلم فریضۃ۔ اعمال ومحاسن واعیاد مستحب۔ چونکہ قوم کی تمام امیدین اسی مدرسہ سے وابستہ ہین۔ قوم بھی نہایت بے چینی سے اسکی منتظر ہے لہذا نہایت خوض وفکر سے کام کرنا چاہیے کہ قوم کی حق تلفی نہو۔

مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ کا چوتھا سالانہ جلسہ تقسیم انعام اس سال نہایت اہتمام سے ہوا خود جناب کمشنر بہادر قسمت پٹنہ مع کل حکام ضلع تشریف فرمائے جلسہ ہوئے اور طلبہ کو انعام بدست خود تقسیم فرمایا جس سے ایک شان نمایان تھی۔ بعد تقسیم انعام جناب کمشنر صاحب بہادر نے تقریر فرمائی۔ جسمین بانی مدرسہ جناب نواب حاجی سید الطاف حسین خانصاحب اور مدرس اعلی جناب مولوی سید فرمان علی کی بیحد توصیف کی اور فرمایا ”کہ مینے اس قسم کی تعلیم گاہ بلا اعانت گورنمنٹ پہلی مرتبہ دیکھا ہے جسکی ہمکو خاص مسرت ہے“ اور اسکا بھی وعدہ کیا کہ دوبارہ خاص حالت تعلیم مین آکر ملاحظہ کرونگا۔

اس موقع پر جناب حاجی نواب سید بادشاہ نواب صاحب نے ۱۵ وظیفہ بحساب فی ... ماہہ

طلب کیلئے مختلف ناموںسے جاری کیا۔ اور جناب نواب چھوٹے نواب صاحب نے تین جس سے انحضرات کی اولوالعزمی اور قدردانی علم ظاہر ہے۔

حق یہ ہے کہ یہی عطیہ خداوند عالم ہے کہ جناب نواب الطاف حسین خان صاحب کو ایسا لائق وقابل مدرس اعلیٰ جناب مولوی فرمان علی صاحب نصیب ہوا جو اس خدمت کو اس حیثیت سے نہین انجام دیتے کہ ہم اسکے مشاہرہ دار مدرس ہین۔ بلکہ آپکی دلسوزی اور ہمدردی اس حیثیت سے ہے کہ گویا خود بانی مدرسہ ہین۔ ہم دعا کرتے ہین کہ تمامی مدارس کے مدرسین کی قلبی حالت یہی ہو کہ وہ اپنے کو فنا فی القوم کردین ورنہ مدرس اگر اس حیثیت سے درس دیگا کہ ہم اس خدمت پر مامور ہین تو کہان لڑکے تعلیم پاسکتے ہین۔ مگر ہائے زمانہ ایسا ناموافق ہے کہ اس اہتمام پر بھی ان علوم کی نہین قدر کیجاتی اور اباطیل و لغویات مین عمر ضایع کیجاتی ہے۔

ضرورت تنقید بخاری ایک عرصہ سے ممبران اصلاح کا تقاضا ہے کہ تنقید بخاری کو شایع کرون مگر قوم کی ناتوجہی نے کچھ ایسا دل افسردہ کردیا کہ کسی کام کرنے کو جی نہین چاہتا ہے تو یہانتک مستعدی کی کہ حصہ ثالثہ کا علحدہ سلسلہ قائم کرنا چاہا جسکا سالانہ چندہ عمہ ہوگا مگر دو کرور شیعو نمین صرف چھ آدمی ایسے نکلے جنہون نے عمہ چندہ اسکا بھیجا جس پر قدردانی عالم بالا معلوم شد کہکر مین خاموش رہا پھر یہ بھی خیال تہا کہ طرفدارن **بخاری** مین بھی کوئی اسکا اثر نہین پھر کیونکر ادہر توجہ کیجائے۔ مگر الحدیث مورخہ ۲ اپریل لکھتا ہے "وتاہم **کانفرنس اہلحدیث** خدا کے فضل سے موجود ہے آجکل اسکی فرمائش سے شیعہ کی تنقید بخاری کا جواب پٹنہ مین لکھا جارہا ہے جو عنقریب اہلحدیث کانفرنس کیطرف سے شایع ہوگا" اسکا نام ہے ہمت یہ ہے زندہ قوم جسکو اپنے **باطل** پر یہ اصرار ہے کہ **تنقید بخاری** کا جواب **اہلحدیث** کانفرنس لکھ رہی ہے پھر کیون نہ باطل کو عروج ہو اور حق مین اضمحلال آئے۔ اس قوم کو تو آپ جانتے ہین اسنے کیا کیا نتائج پیدا کئے پھر اسکا مقابلہ وہ قوم کیونکر کرسکتی ہے جس سے اتنا بھی نہو سکا کہ تنقید بخاری کا تیسرا حصہ شایع کرائے۔

مگر خیر ہم اتنا وعدہ کرتے ہین کہ پھر **تنقید بخاری** کا سلسلہ شروع کرتا ہے اور خدا نے چاہا تو جبتک پوری بخاری شریف کا تارتار الگ نہ کردیا جائے یہ سلسلہ موقوف نہو۔ واللہ الموفق المعین وعلیہ نتوکل وبہ نستعین

سنیان لکھنو کے مقدمہ مین ۲۶ آدمی کو تین تین ماہ قید سخت کی سزا پہلے ہوئی تہی ۲۰ کو ۱۵ آدمی پھر تین ماہ کیلئے قیدخانہ بھیجے گئے اور ۱۰ کو پھر ۸ آدمی جملہ (۱۰۰) آدمی تین تین ماہ کیلئے قید کئے گئے یا شفقت نہیں معلوم ڈاکٹر انجم نے ٹلو کو پیر پھول کا ہار پہنوایا یا نہین اور شیرینی کھلوائی یا نہین۔

سلطان روم پر جہان شیخ الاسلام نے خونریزی و مخالفت حلف قرآن مجید کا الزام لگایا ہے وہان یہی الزام ہے کہ بہت سی کتب دینی کو تلف اور برباد کیا۔

سازش کابل کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب نے ایک قرآن چھپوایا تہا جسے علمای کابل نے ناپسند کیا اسوجہ سے سورش قائم ہوئی اور وہ ماخوذ ہوئے مگیا ابھی تک **تحریف** قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔

حالات ایران

سابق دستور ہی ہر جگہ غدر ہی ہر جگہ فساد شورش مین کوئی کمی نہین ملت کا ہر طرف غلبہ ہی دولت ہر طرف کمزور ہو رہی ہی جہان جہان ملیتونکا قبضہ ہوتا جاتا ہی وہان ہر طرح کا امن و امان ہوتا ہی جہان شاہی پسندونکا اقتدار قائم ہی وہان فساد کی وہی صورت ہے۔

۵ مئی کو شاہ نے عطائے آئین کا اعلان شایع کر دیا اور پارلیمنٹ کا اجلاس ۱۹ جولائی کو شروع ہونیکی امید لگائی جاتی ہی۔ انگریزی اور روسی سفارتخانونکو اطلاع دی ہی کہ اصلاحات کے بارہ مین جو مشورہ دیا گیا تہا اوسے قبول کرتے ہین اور تفصیلات کی تشریح چاہتے ہین۔

ظاہر ہ سلطان روم کی معزولی اور رعایا کے تسلط نے اونکی حواس گم کر دئے کہ جو سلطان اپنی اقتدار ۳۳ سال حکومت کرنیکے بعد اس طرح معزول کر دیا گیا۔ تو پہر ایسا بادشاہ اپنی سلطنت کا کیا امید کر سکتا ہی جسکی چند سالہ فرمانروائی نے آگ لگائی۔ مگر اس سے یقینا قوی ہوتا ہی کہ شاہ کی یہ سرکشی بہی سلطان کے ایما سے تہی کیونکہ مظفر الدین شاہ اعظم مرحوم کو بہی سلطان ہی اس سے روکتے تہے کہ سلطنت مشروطہ کی بنیاد قائم کرین۔

ہنوز اس اعلان کا نتیجہ نہین معلوم ہوا کہ ملک مین کہانتک امن ہوا اور کہانتک فسادات مین کمی کیونکہ ایسے فرمان تو چند مرتبہ جاری ہو چکے جب حلف قرآن اوٹہا کر اونہون نے نکث عہد کیا تو پہر کیا امید ہو سکتی ہے۔

۴ مئی گذشتہ کو ۲۵۰ فدائیون نے قزوین کے قصر گوزری پر قبضہ کر لیا تسخیر طہران کا یہ پیش خیمہ ہے ۲۰ سوار شاہی مارے گئے باقیماندہ ایکسو آدمیون نے ہتہیار ڈالدئے۔

یکم مئی کو روس کی ۵۰۰ سپاہ تبریز کے اندر اور ایکہزار سوار مع ۴ توپون سمت باہر خیمہ زن ہی شاہی فوج وہان سے پیچہے ہٹ گئی۔

شاہ نے وزیر اعظم وزیر جنگ کو برخواست کر کے اپنے چچا نائب السلطنہ کو دونو عہدہ پر مامور کیا جسپر انگریزی و روسی سفارتخانہ نے سخت اعتراض کیا ہی۔ شاہ نے سعد الدولہ کو بہی جسپر مشروطہ پسند ہونیکا شبہ تہا معزول کیا۔

رویٹر کا تار ظاہر ہی کہ ایک سو روسی کاسک دو میگسم توپون سمیت طہران سے ساحل کے خاص [illegible] صوبہ گیلان کی حفاظت پر مامور کئے گئے ہین کیونکہ [illegible] کا خوف ہی جو جانب شمال [illegible] طہران پہونچکر [illegible] جسکا مطلب یہ ہی کہ اگر [illegible] روس [illegible] پر قبضہ کر [illegible]

انگریزی و روسی سفارتخانہ مین شاہ کے وزیر کو [illegible] انگریزی و روسی قائم مقامون کا جلسہ ہوا دونون سفیرون نے اپنا مشورہ کی تفصیلات سمجہائین اور صاف لفظون مین شاہ کو [illegible] یہ سمجہا جاتا ہی کہ وہ مسلہ [illegible] کو مستر و قرار دینگے۔

حرمۃ الخمر

(گذشتہ سے پیوستہ)

فذکروا ذلک وذہبوا الیہ جمیعا حتی اتوہ فی دارہ فاخبرھم ان رسول اللہ صلعم قال ان ملکا من ملوک بنی اسرائیل اخذ رجلا فخیرہ بین ان یشرب الخمر او یقتل نفسا او یزنی او یاکل لحم الخنزیر او یقتلوہ ان ابی فاختار ان یشرب الخمر وانہ لما شرب لم یمتنع من شیئ ارادہ منہ

یعنی سالم بن عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہین کہ ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب اور بہت سے لوگ صحابہ رسول اللہ سے بعد وفات رسول جمع ہوئے تو باہم وہ تذکرہ کرنے لگے کہ سب کبیرون سے کون کبیرہ بڑا ہے۔ مگر نہ معلوم ہوسکا تب ہمکو عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عمرو عاص کے پاس بھیجا کہ دریافت کرین۔ اوسنے کہا سب سے اعظم کبیرہ شرب خمر ہے جب جاکر خبر دی تو سبنے انکار کیا اور سب اوٹھکر اوسکے پاس گئے اور اوسکے گھر مین جمع ہوئے۔ تو اوسنے خبر دی کہ رسول اللہ نے بیان کیا ایک بادشاہ نے بادشاہان بنی اسرائیل سے ایک شخص کو گرفتار کیا اور اوسکو اختیار دیا کہ یا شراب پیو۔ یا کسی آدمی کو قتل کرو۔ یا زنا کرو یا خنزیر کا گوشت کہاو یا قتل کئے جاؤ اگر ان سب باتوں سے انکار کرو۔ اوسنے شراب پینا گوارا کیا اور جب شراب پی تو سب کامون کو انجام دیا جو اوس سے چاہا گیا تہا

ہمکو اس سے بحث نہین کہ ایسے ایسے بزرگان صحابہ جمع ہین جنہین شیخین اول درجہ پرہین اور تیئیس ۲۳ برس صحبت رسول اللہ مین رہ چکے ہین۔ مگر یہی نہین معلوم کہ اعظم کبائر کیا ہے وجہ اسکی نوبت آئی کہ عبداللہ بن عمرو عاص سے پوچھا گیا حالانکہ وہ اصاغر صحابہ سے تہا جو شاید ۸شہ مین اسلام لایا۔

مگر یہ تو یقینا معلوم ہوا کہ جب عبداللہ بن عمرو عاص نے اعظم کبائر مین شرب خمر کا نام لیا ہے تو سبکے سب آمادہ رد و انکار ہوئے اور اسدرجہ اونکو غصہ آیا

کہ اوچھل پڑے اور سبکے سب عبد اللہ بن عمرو عاص کے گھر چڑھ دوڑے -

پھر اسمین کسکو شبہہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اس جرم کو خفیف اور اسکے ارتکاب کو سہل سمجھتے تھے تو پہر مسلمانونکی کیا اصلاح ہو سکتی تھی - حالانکہ خود خلیفہ دوم پر یہ واقعہ گذر چکا تہا کہ اسی شرب خمر کی بدولت رسول اللہ نے اونکی سزا کی تہی اور انہون نے اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ بہی کہا تہا - مگر اب سب بہول گئے اور یہ بہی نہین معلوم کہ اعظم کبائر کیا ہے -

یہ امر تو بدیہیات سے ہے کہ جو شخص بلا علم فتوی دیگا ہمیشہ غلطی کریگا جو بلا واقفیت کسی امر پر آمادہ ہوگا اوسکا نتیجہ ضرور رلیگا چہ جائیکہ اسکے ساتھ خود غرضی اور اغراض ذاتی بہی شامل ہون - یہی وجہ ہے کہ ان خلفا کی خلافت سے کل یا اکثر احکام شریعت معطل ہوئے اور جاری بہی ہوئے تو وہ احکام جنکو اسلام سے کچھ تعلق نہ تہا بلکہ وہ سراسر احکام شیطانی تھے - کیونکہ جو صاحب ہین مدتونکے بت پرست کہ بتونکو سجدہ کرتے رہے اب بخوف یا بطمع اسلام لائے - زناکاری مین مشاق شرابخواری مین ایسا سرشار کہ رسول اللہ کی زندگی مین شراب اوڑاتے رہے - پہر تخت خلافت پاکر کون اونکو روک سکتا تعاجب ایک صحابی نے کہا شرابخواری اعظم کبائر ہے تو اوسی پر انکا قہر ٹوٹ پڑا -

اب ہم قبل اسکے کہ ابو شحمہ فرزند خلیفہ دوم کی شرابخواری کو لکھین مناسب ہے کہ دیگر اکابر صحابہ کی شرابخواری کا حال لکھین جسمین سب سے زیادہ تعجب خیز شرابخواری حضرت صدیق اکبر ہے جنکے تقدس کی اسقدر عزت کی گئی ہے - کہ اونپر یہ تہمت لگائی کہ زمانہ جاہلیت مین بہی کبہی مے نوشی نہ فرمائی حالانکہ ابن حجر عسقلانی کی تحقیقات سے ظاہر ہے کہ بعد اسلام بلکہ بعد نزول حرمت خمر ایک ہی بہٹی مین دو تون پیر مغان مے نوشی فرمارہے تہے -

صحیح بخاری کتاب الاشربہ مین ہے عن انس بن مالک قال کنت اسقی اباعبیدہ وابا طلحہ وابی بن کعب من فضیخ زھو وتمر فجاءھم ات

فقال ان الخمر قد حرمت فقال ابو طلحہ قم یا انس فاھر قہا فاھر قتہا
حدثنا مسدد قال حدثنا معتمر عن ابیہ قال سمعت انسا قال کنت
قائما علی الحی اسقیھم عمومتی وانا اصغرھم الفضیخ فقیل حرمت الخمر
فقالوا اکفأھا فکفأنا قلت لانس ما شرابھم قال رطب وبسر
فقال ابوبکر ابن انس وکانت خمرھم فلم ینکر انس ص۹۱ جلد ثالث مطبوعہ مصر
یعنی انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ہم ابو عبیدہ جراح۔ ابو طلحہ۔ ابی بن کعب
کو شراب پلا رہے تھے کہ کسی نے آکر کہا شراب حرام کردی گئی۔ ابو طلحہ نے کہا اے انس
گرادے ہمنے سبکو گرادیا۔

مسدد روایت کرتے ہین انس سے کہ ہم اپنے قبیلہ کو شراب پلا رہے تھے کہ کسی نے
کہا شراب حرام ہوگئی لوگون نے کہا گرادو ہمنے گرادیا ہمنے انس سے کہا کہ اونکی
شراب کیا تھی کہا کھجور اور رخرما کی۔ ابوبکر بن انس نے کہا کہ یہی شراب اونکی
(رطب وبسر تھے) پس نہ انکار کیا انس نے۔

اسی حدیث کو بخاری نے کتاب التفسیر مین بھی لکھا ہے مگر وہانکی عبارت اسطرح
پر ہے حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زید قال حدثنا ثابت
عن انس ان الخمر التی اھریقت الفضیخ وزادنی محمد عن ابی النعمان
قال کنت ساقی القوم فی منزل ابی طلحہ فنزل تحریم الخمر فامر منادیا
فنادی فقال ابو طلحہ اخرج فانظر ما ھذا الصوت قال فخرجت
فقلت ھذا منادینادی الا ان الخمر قد حرمت فقال لی اذھب
فاھرقہا قال فجرت فی سکک المدینۃ قال وکانت خمرھم یومئذ
الفضیخ فقال بعض القوم قتل قوم وھی فی بطونھم فانزل اللہ لیس
علی الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا ص۲۰ جلد ثالث
یعنی ہم قوم کے ساقی تھے شراب پلا رہے تھے گھر مین ابو طلحہ کے کہ حکم حرمت خمر نازل
ہوا پس حکم دیا ایک منادی کو جسنے ندا دی۔ تو ابو طلحہ نے کہا دیکھو یہ کیسی آواز ہے

مین باہر نکلا- اور کہا یہ منادی ندا دے رہا ہے کہ شراب حرام ہو گئی - ابو طلحہ نے کہا جاکر گرا دو وہ اوسکو
پس جاری ہوئی کوچہ ہائے مدینہ مین - اور تھی شراب اونکی فضیخ - پس کہا بعض قوم نے
کہ قتل ہوئی ایک قوم حالانکہ اونکے پیٹ مین وہ شراب تھی پس خدا نے نازل کیا آیہ لیس
علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا
دیکھئے روایت ایک ہی ہے اور راوی دونوکے انس ہین - قصہ ایک ہے مگر بخاری صاحب
کی کیا کسر سوت ہے کیا ترکیب (۱) اس روایت مین جو کتاب التفسیر مین ہے نہ کسیکا نام ہے
نہ کچھ تصریح بلکہ انس کا بیان ہے کہ ہم قوم کے ساقی تھے مکان ابو طلحہ مین جس سے کو نام تو نہین
معلوم ہوتا مگر ایک قوم کا صحابہ رسول اللہ سے مبتلائے شرابخواری ہونا ظاہر ہے-
دوسری روایت مین تین آدمی کے نام کی تصریح ہے کہ ابو عبیدہ جراح - ابو طلحہ
ابی بن کعب مے نوشی فرما رہے ہین -
(۲) روایت تفسیری مین ہے کہ کسی آنیوالے نے خبر دی کہ شراب حرام ہو گئی جس سے
ایک شخص مجہول کی خبر معلوم ہوئی - دوسری روایت مین یہ مضمون ہے کہ انس کہہ
رہے ہین کہ حکم حرمت خمر نازل ہوا اور حضرت نے منادی کو حکم دیا جس سے انس کا
علم اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے - حالانکہ وہ مکان ابو طلحہ مین ہین اور ابو طلحہ نے
منادی کی آواز سنکر انکو حکم دیا کہ جاکر دیکھو یہ کیسی آواز ہے - انہون نے جاکر سنا
تو آکر ابو طلحہ سے کہا منادی رسول صلعم سنا رہا ہے کہ شراب حرام ہو گئی-
اب بتائیے ان دونو روایتونکے جنکا مفہوم جداگانہ ہے - کون سی روایت
صحیح مانی جائے کونسی غلط - کیونکہ ایک مین علم ذاتی انس معلوم ہوتا ہے - پھر منادی
سے بحکم ابو طلحہ دریافت کرنا جو صریح معارض ہے - دوسری روایت مین ایک آنیوالے
کی خبر ہے تو دونو مین جمع توفیق کیونکر ممکن ہے -
ابن حجر عسقلانی کی پریشانی یہان قابل دید ہے لکھتے ہین تنبیہ فی روایۃ عبد
العزیز بن صہیب ان رجلا اخبرھم ان الخمر حرمت فقالوا ارق یا انس
وفی روایۃ ثابت عن انس انھم سمعوا المنادی فقال ابو طلحہ اخرج یا انس

فانظر ما هذا الصوت وظاهرهما التعارض لان الاول يشعر بان المنادى بذلك شافههم والثاني يشعر بان الذى نقل لهم ذلك غير انس فنقل ابن التين عن الداؤدى انه قال لا اختلاف بين الروايتين لان الاتى اخبر انسا وانس اخبر القوم وتعقبه ابن التين بان نص الرواية الاولى ان الاتى اخبر القوم مشافهة بذلك قلت فيمكن الجمع بوجه اخر وهو ان المنادى غير الذى اخبرهم وان انسا لما اخبرهم عن المنادى جاء المنادى ايضا فى اثره فشافههم ص ۲۳ جلد ۱۰ فتح البارى

یعنی روایت عبد العزیز مین یہ ہے کہ کسی ایک شخص نے خبر دی کہ شراب حرام ہوئی ۔ اور اس روایت مین جو انس سے ثابت ہے یہ ہے کہ انہون نے منادی کی آواز سنی جبپر ابو طلحہ نے انس کو حکم دیا کہ سنو یہ کیسی آواز ہے ۔ ان دونو روایتون کا ظاہر کہہ رہا ہے کہ دونو مین تعارض ہے کیونکہ پہلی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص منادی تہا اوسنے روبرو انسے گفتگو کی اور دوسری روایت کہہ رہی ہے کہ ناقل اس حکایت کا غیر انس ہے ۔

ابن التین اسکے جواب مین داودی سے نقل کرتے ہین کہ ان دونون حدیثون مین تعارض نہین ہے کیونکہ آنے والے نے انس کو خبر دی ۔ اور انس نے قوم کو خبر دی ۔ مگر اس جواب پر ابن التین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ نص روایت اولی دلالت کیا ہی کہ آنے والے ہی نے قوم کو مشافہۃً خبر دی دیہر یہ جواب کیونکر چل سکتا ہے کہ اوسنے انس کو خبر دی انس نے قوم کو ۔

ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ دونو روایتون مین یون جمع ہوسکتا ہے کہ منادی دوسرا شخص تھا جسنے خبر دی تھی اونکو اور انس نے جب اونکو منادی کی خبر دی تو منادی بھی آگیا اونکے پیچھے اور اوسنے بھی خبر دی ۔

اس تاویل سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ کتاب صحیح بخاری کیسی کتاب ہے کہ ایک ہی روایت کو مکرر لاتے ہین اور پہر اوسمین کیسی تحریف کرتے ہین ۔ کیونکہ اسی کتاب التفسیر مین اسی ایک روایت کو دوسری مرتبہ لکہا جسمین پہلے سے ابہم ابو طلحہ اور دلالان

فلان کو شراب پلا رہے تھے کہ کسینے آکر خبر دی شراب حرام ہو گئی۔ دوسری روایت مین کسیکا نام نہین۔ اور یہ بیان ہے کہ منادی کی آواز ابوطلحہ نے سنی اور انسؓ کو حکم دیا کہ جاکر دیکھو یہ کیسی آواز ہے انہنے آکر بیان کیا تو حکم دیا کہ شراب گرادو۔

اسکی تاویل جو اکثر دی ہے یہ کی کہ اوس آنے والے نے انسؓ کو خبر دی اور انسؓ نے قوم کو خبر دی۔ مگر یہ ایسی تاویل ہے کہ تحریف سے بھی بدتر ہے۔ اسیوجہ نے ابن التین نے کہا نص حدیث کے بالکل خلاف ہے کیونکہ نص صریح تو یہ ہے کہ آنے والے نے قوم کو خبر دی پھر یہ کہنا کیونکر درست ہوسکتا ہے کہ اوسنے انسؓ کو خبر دی اور انسؓ نے قوم کو۔

یہ اعتراض مبنیا اسکے ہے کہ تسلیم کرلیا جائے کہ منادی وہ شخص ہو جسنے آکر خبر دی حالانکہ ظاہر حدیث کہہ رہا ہے کہ منادی اور آنے والا شخص جس نے خبر دی۔ دو ہین کیونکہ جس حدیث مین آنیوالے کی خبر درج ہے اوس سے کسیطرح یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ منادی تہا۔ تنوین تنکیری ہے جس سے کسی آنے والے کی خبر معلوم ہوئی۔ اور دوسری روایت مین منادی کی خبر دینا قوم کو نہین معلوم ہوتا۔

اس سے زیادہ لطیف جواب ابن حجرؒ ہے جسمین اسکو تو وہ تسلیم کرتے ہین کہ مخبر دوسرا ہے منادی دوسرا مگر یہ بات بناتے ہین کہ جب انسؓ نے منادی کی خبر دی تو منادی بھی وہان پہونچ گیا اور اوسنے خبر دی۔ حالانکہ روایت سے کسی طرح اسکا پتہ نہین چلتا کیونکہ پہلی روایت مین مخبر دوسرا شخص ہے۔ اور دوسری روایت مین منادی کی خبر ہے کہ ابوطلحہ نے آواز سنی اور انسؓ کو بھیجا تو ابن حجر کا یہ قول کہ منادی نے مشافہۃً آکر قوم کو خبر دی یقینا غلط ہے کیونکہ منادی کا انکے پاس آنا تو کسی طرح ثابت نہین کیونکہ جسمین منادی کی خبر درج ہے اوسمین انسؓ کو حکم دیا گیا ہے جاکر دیکھو یہ کیسی آواز ہے۔ انسؓ باہر گئے ہین اور منادی کی خبر لائے ہین نہ یہ کہ منادی انکے پاس آیا ہو۔

پھر تماشہ کہ جب بخاری حدیث کو اسطرح غارت کرنے پر آمادہ ہون۔ اور شراح اسطرح

بات بنانے پر آمادہ ہوں تو رسول اللہ کی حدیث صحیح کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ اور اون احکام پر اطلاع کیونکر ممکن ہے۔

بہرحال یہانتک تو بخاری صاحب کی حرفت و ایمانداری دکھائی گئی کہ کسطرح حدیث کو وہ غارت کر رہے ہین کہ ایک حدیث کو جو دو چار سطر کے اندر مکرر لاتے ہین تو اوسکی کیا گت بناتے ہین اور جب زیادہ تفاوت ہوتا ہے تو کیا حالت ہوگی۔ کیونکہ اسی ایک حدیث کو کتاب التفسیر مین دو مرتبہ دیکھ چکے کئی رنگ بدل چکا ہے۔ اب آئی کتاب الاشربہ والی روایت پر۔ جس کو ہمنے یہان ابتدا مین لکھا ہے کہ یہ بھی وہی روایت ہے جو انس سے منقول ہے۔ پہلی روایت مین تو کسیکا نام نہین دوسری روایت مین صرف ابوطلحہ کا نام ہے اور فلانا فلانا۔ اس تیسری روایت مین ابوعبیدہ جراح (مہاجرین اولین سے) ابوطلحہ۔ ابی بن کعب کا نام ہے۔ اس روایت کی شرح مین ابن حجر لکھتے ہین۔ کہ ابوعبیدہ جراح مراد ہین۔ اور ابوطلحہ کا نام زید بن سہل ہے جو ام سلیم کے شوہر تھے۔ اور ام سلیم۔ انس کی مان ہین۔ اور ابی بن کعب۔ اس روایت مین انہین تین آدمیونکے نام پر اقتصار کیا گیا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ ابوطلحہ کے تو گھر کا یہ واقعہ ہے اور ابوعبیدہ کی شرکت اسوجہ سے ہوئی کہ اونمین اور ابوطلحہ مین رسول اللہ نے مواخات کی تھی (لہذا بھائی کے ساتھ اگر شرابخواری نہ کی جائے تو کیسی ؟) اور ابی بن کعب کی تصریح اسوجہ سے ہے کہ وہ سردار انصار تھے اور راوئکے عالم۔

ابن حجر لکھتے ہین وسیاتی بعد ابواب من روایۃ ھشام عن قتادہ عن انس انی لاسقی اباطلحہ وابادجانہ وسہیل بن بیضاء ولمسلم من طریق سعید عن قتادہ نحوہ وسمی فیہم معاذ بن جبل ولاحمد عن یحیی القطان عن حمید عن انس کنت اسقی اباعبیدہ و ابی بن کعب وسہیل بن بیضاء ونفراً من الصحابۃ عند ابی طلحہ

کہ قریب کے دوسری باب مین بروایت ہشام کہ انس کہتے ہین ہم شراب پلا رہے تھے ابوطلحہ ابودجانہ۔ سہیل بن بیضا کو۔ اور روایت مسلم مین بطریق سعید عن قتادہ وارد ہے

نہ اوسمین معاذ بن جبل ہی تھے اور بروایت احمد حنبل ابو عبیدہ۔ ابی بن کعب سہیل بن بیضاء اور چند نفر اصحاب تھے نزدیک ابو طلحہ کے۔

یہاں اسقدر عرض کردینا ضروری ہے کہ انلوگوں مین ابو عبیدہ۔ معاذ بن جبل خاص طور سے قابل لحاظ ہین۔ کیونکہ خلافت اول مین ابو عبیدہ ہی اور عمر صاحب تھے جنہوں نے خلیفہ اول کی خلافت کو قائم کیا۔ اور خلیفہ دوم نے مرتے وقت فرمایا کہ اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو ہم اونکو خلیفہ کرتے۔ اگر معاذ بن جبل زندہ ہوتے تو ہم اونکو خلیفہ کرتے حالانکہ معاذ قبیلہ انصار سے تھے جنکو حسب حدیث الائمۃ من قریش خلافت نہین پہونچ سکتی۔ مگر خلیفہ دوم کے ہم نوالہ ہم پیالہ رہنیکا یہ نتیجہ ہوا کہ مرتے وقت اونکا نام لیا جاتا ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم اونکو خلیفہ کرتے جس سے آپ اس نتیجہ پر بدیہی طور سے پہونچ سکتے ہین کہ شرابخواروں نے اہلبیت رسول کو خلافت سے محروم کیا

بہرحال ابن حجر لکھتے ہین ووقع عند عبد الرزاق عن معمر بن ثابت و قتادہ وغیرہما عن انس ان القوم کانوا احد عشر رجلا وقد حصل من الطرق التی اوردتہا التسمیۃ سبعۃ منہم وابہمہم فی روایۃ سلیمان التیمی عن انس وہی فی ہذا الباب ولفظہ کنت قائما علی الحی اسقیہم عمومتی وقولہ عمومتی فی موضع خفض علی البدل من قولہ الحی واطلق علیہم عمومۃ لانہم کانوا اسن منہ ولان اکثرہم من الانصار ومن المستغربات ما اوردہ ابن مردویہ فی تفسیرہ من طریق عیسی بن طہمان عن انس ان ابا بکر و عمر کانا فیہم وہو منکر مع نظافۃ سندہ و ما اظنہ الا غلطا

وقد اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ فی ترجمۃ شعبۃ من حدیث عائشۃ قال حرم ابو بکر الخمر علی نفسہ فلم یشربہا فی جاہلیۃ و لا اسلام ویحتمل ان کان محفوظا ان یکون زار ابو بکر و عمر ابا طلحۃ فی ذلک الیوم و لم یشربا معہم ثم وجدت عند البزار من وجہ اخر عن انس قال

مولوی ثناء اللہ صاحب کی استبازی

جو تمھاری طرح تُمسے کوئی جھوٹے وعدے کرتا
تمہیں منصفی سے کہدو تمہیں اعتبار ہوتا

صفر کی بائیسوین تاریخ ہے اور شام کا وقت ہے اور مین دریا کنارے گگزاریاغ جہاز اسٹیشن پر اپنے ایک خاص عزیز کو (جو حج سے واپس آئے تھے) رخصت کرنیکی غرض سے گیا ہون وہان سے پلٹتا ہون اور سات بجنے کے بعد مدرسہ کے احاطہ مین پہونچتا ہون اور یہ خبر معلوم ہوتی ہے کہ نواب ابو صاحب رئیس گگزارباغ پٹنہ تشریف لائے ہین اور اونکے علاوہ چند حضرات اور بھی آئے ہوئے ہین یہ سنکر مین آپنے قیام گاہ پر آتا ہون اور اپنے معزز دوست مولانا سید سبط حسن صاحب کو جو ایک روز قبل سے تشریف رکھتے ہین اور نواب ابو صاحب موصوف اور اپنے خاص دوست سید محمد اسحاق صاحب اور پانچ اجنبی آدمیون کو اپنے کمرہ مین موجود پاتا ہون مین بیٹھتا ہون اور بیٹھتے ہی مذہبی چھیڑ چھاڑ شروع ہوجاتی ہے (جسکو مین آیندہ عرض کرونگا) مجھے اس تحریر سے نہ بحث کرنی منظور ہے نہ جھگڑا بلکہ صرف آپکو دکھلا دینا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث اوس واقعہ کے بیان کرنے مین کتنا سچ بولے اور اسکی تصدیق اونکے ساتھی حضرات سے بھی چاہتا ہون اور اوسکے بعد پھر موقع موقع پر ایک آیت کی تلاوت کرتا جاؤنگا۔

یہ واقعہ جسدن کا ہے اوسی دن میرے احباب نے مجھسے اصرار کیا تھا کہ تم اس واقعہ کو من وعن لکھکر شایع کردو مگر مین نے عمداً اس سے پہلوتہی کی تھی اور اسکو معمولی بات ناقابل اعتنا سمجھکر ٹال دیا تھا مگر یہ سمجھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ماشاء اللہ حق سے کنارہ کشی مین مشتاق ہین کہ وہ ضرور اس واقعہ کو یون نہ چھاپینگے جس سے مجھے استعجاب پیدا ہو گیا کہ انکے پیشواؤن نے اگر حضرت خدیجہ کے واقعہ کو دو ڈھائی مہینے کے اندر غلط پھیلا دیا اور اوسکو جھوٹھا کر دکھایا تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ یہ تو ان حضرات کے بائین ہاتھ کا کھیل ہے۔

آج تیرہویں ربیع الاول دوشنبہ کو اہل حدیث کا پرچہ نظر پڑا جسمین "میر اسفر" کی سرخی سے عظیم آباد پٹنہ کی حالت لکھتے ہوئے اس واقعہ کو تحریر فرماتے ہین مجھے صرف مولوی ثناء اللہ صاحب کی راستگوئی دکھانا ہے اور یہ بھی دکھلا دینا ہے کہ یہ لوگ خواہ مخواہ کی چھیڑ کیونکر نکالتے ہین۔ مین اون حضرات اہل تشیع سے بھی اونکے اقوال کا داد طلب ہون جو بیدھڑک فرمایا کرتے ہین کہ اصلاح وشیعہ خواہ مخواہ کی چھیڑ نکالتے ہین جھگڑون کی ابتدا ہوتی ہے حالانکہ اسکی خبر نہین کہ شیعہ کبھی اپنی طرف سے ابتدا نہین کرتے بلکہ ہمیشہ ان حضرات اہلسنت کے اعتراضات اور یاوہ سرائیون کا جواب دیتے ہین شیعون کی طرف سے نہ کبھی جھگڑے ابتدا ہوتی ہے نہ ہوگی مگر بات تو یہ ہے کہ شیر ہزار کج وکاواک رستے کو چھوڑ سیدھے رستے ٹھنڈے ٹھنڈے چلے مگر خواہ مخواہ پیچھے والے جانور بغیر چھیڑے نہین مانتے اور پھر شیر کو بھی کچھ چشم نمائی کی ضرورت پڑتی ہی ہے۔

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو شوق ہے تو بسم اللہ میدان مین آئین تقریرا یا تحریرا جسطرح چاہین مناظرہ کر لین اور مین اسی آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ سے بلا فصل علی ابن ابی طالبؑ کو ثابت کر دونگا اور اوسوقت مین یہ بتادونگا کہ جسطرح اوسدن شب کو میدان ہمارے ہاتھ رہا اور مولوی صاحب وقت کی تنگی آواز کی خستگی کا گرم پانی پینے پر بھی عذر بار کرکے بھاگتے نظر آئے اور ایسے محترم بزرگ (مولوی سبط حسن صاحب) جو انسے مولوی فاضل کے امتحان مین بدرجہا افضل واعلی تھے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا تبر توجہ دھوان تہا اور انکا یاجوان اپنے کھسیانے پن مین لو تھو نز کہنے لگے ع باین عقل و دانش بباید گریست ؛

اور مین ہرچند دو کار ہا کہ مولوی صاحب ابھی تشریف رکھئے ابھی تو آپسے باتین ہی کیا ہوئین مگر مولوی صاحب نے جو نکہ اوتنے ہی دیر کی تقریر مین سمجھ لیا تھا کہ یہ نرم چارہ نہین ہے ہاتا اور چلتے پھرتے نظر آئے اسکے بعد اپنی خجالت مٹانے کے واسطے آپنے اپنے اخبار مین یون گہر فشانی کی ہے۔ مگر مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہئے کہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد ع اب پچتاسے کا ہوت ہے جب چڑیان چگ گئین کھیت۔

پہلے مین مولوی صاحب کے جملونکو نقل کرکے اون کی راستبازی اور صدق بیانی کی داد دیتا ہون اوسکے بعد جو تقریرین فیما بین ہوئی تہین مین وعن عرض کرد ونگا مگر قبل اسکے اتنا بیان کردینا ضروری سمجہتا ہون کہ مولوی صاحب کو میرے پاس تشریف لانیکا آخر باعث کیا ہوا۔ اوسکی وجہ بیان کردینے سے ناظرین کو اس تقریر کا زیادہ لطف آئے گا وہ یہ ہے کہ مولوی عبد الہادی صاحب جو غالبًا مو تہاری کے مدرسہ کے مدرس ہین ایک مرتبہ اوس اسٹیمر پر جو پٹنہ شہر سے پلہیزا گہاٹ جاتا ہے اور مین بقصد مظفرپور اتفاقًا اوسپر سوار تہا اور مجہسے ایک دوسرے شخص سے تبرا کے بارہ مین گفتگو ہورہی تہی کہ آپ دخل در معقولات کرتے ہوئے دہنس پڑے اور مجہسے باتین ہونے لگین اوس تقریر مین کچہ ایسے شرمندہ ہوئے تہے کہ مجہسے میرے قیام کا پتہ و نشان پوچہ لیا تہا اب اتنے عرصہ کے بعد جو مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنے خیال مین ایک بڑا آدمی سمجہا تو اپنی خجالت مٹانے کیواسطے اپنا پشت و پناہ بنا کرلے آئے مگر افسوس یہ پشت پناہ بہی کام نہ آئے اب اونکے جملون کو اور اون کی صدق بیانی کو ناظرین ملاحظہ فرمائین۔

طبیعت کا شوق ہوا کہ پٹنہ کے مشہور مدرسہ سلیمانیہ مین چلکر شیعہ علماسے ملین۔ شوق ذوق اٹہنہن ہوا مولوی عبد الہادی صاحب آپکو اوبہار کر اپنی خجالت مٹانے کے واسطے لائے تہے۔ مگر افسوس یہ تمنا بر نہ آئی۔

چنانچہ ہمراہی مولوی عبد السلام صاحب و عبد الہادی صاحب بعد مغرب مدرسہ مذکورہ مین پہونچے۔ سبحان اللہ جب کل کے واقعہ کی نسبت آپکے حافظہ کا یہ حال ہے تو تیرہ سو برس کے واقعات مین معلوم نہین آپ کیا کرتے ہونگے۔ ابہی حضرت آپ کے ساتہ چار بزرگ تہے اب یاد آیا ؟

مدرسہ کے مدرس اعلی مولوی قربان علی صاحب (فرمان علی) کے پاس مولوی سبط حسن صاحب موجود تہے۔ کیا کہنا ہے اس راستگوئی کے صدقے اگر کہئے تو ایک آیت پڑہ دون جو آپ سمجہ گئے ہونگے مین اوسوقت کہان موجود تہا اوسوقت تو صرف نواب ابو صاحب اور مولوی سبط حسن صاحب اور سید محمد اسحاق صاحب وہان موجود تہے۔

معمولی مزاج پرسی کے بعد میں نے گفتگو شروع کر دی ۔ یہی غلط ہے مزاج پرسی وغیرہ کیسی صاحب سلامت تو البتہ ضرور ہوئی تھی اور کچھ بھی نہیں ۔

شیعہ سنی میں مشترک ماہیت اور متفق علیہ کتاب قرآن مجید ہے ۔ ہان جناب یہ تو سچ کہا آپ نے جوافضی اپنی تقریر میں شیعہ سنی کی مشترک ماہیت قرآن مجید کو قرار دیا تھا اور اب بھی آپ اوسپر اڑے ہوئے ہیں شیعہ سنی کے مصداق خواہ اشخاص ہون یا مذہب مگر قرآن مجید ان دونون میں سے کسی کی ماہیت مشترک نہیں ہوسکتی یہ آپکی نئی منطق ہے جسپر آپکے ساتھی مولوی صاحبان نے آپکی منطقیت پر کمال حیرانی اور سرور ظاہر کیا تھا ۔ اور آپکو اہلحدیث کا یکتا معقولی مانا تھا اب ہم بھی آپکی منطقیت پر صاد کرتے اپنے صرف اتنی چالاکی تو ضرور کی ہے ۔ کہ اوسوقت شیعہ سنی کی مشترک ماہیت فرمایا تھا اور اب شیعہ سنی میں مشترک ماہیت فرماتے ہیں ۔ مگر یہ چالاکی کچھ کام نہ آئیگی ۔

بروایں دام برمرغ دگر نہ کہ عنقا را بلند است آشیانہ

جب آپ یکتا معقولی ہیں ایسے تو معلوم نہیں دوسرے کیسے ہونگے

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

آپ نے یہ ضرور کہا تھا اور مولوی سید احسن صاحب نے اسپر تعرض بھی کیا تھا اور میںنے اسکو سبقت لسانی پر محمول کرکے اس سے تعرض کرنا مناسب نہ سمجھا تھا اور مولوی صاحب کو باز رکھا تھا ۔

مناسب ہے کہ شیعہ سنی کے مسائل اختلافیہ کا فیصلہ اسی کتاب (قرآن) سے ہو جاوے سبحان اللہ آپ بھی کسقدر سچ بولتے ہیں حضرت اتنا جلد بھولے یا عمداً آپنے اپنی عیب پوشی کیواسطے باقی کو قلم انداز کر دیا اچھا اب سنئے آپ نے یہ فرمایا تھا کہ شیعہ سنی میں اختلاف صرف مسئلہ خلافت میں ہے اور اسکو قرآن ہی سے فیصل ہونا چاہیے جسپر میںنے تعرض بھی کیا تھا کہ مابہ الاختلاف صرف خلافت نہیں ہے بلکہ توحید سے لیکر قیامت تک بہت سے مسائل میں اختلاف ہے ۔ مگر آپ تو اخفائے حق میں مشاق ہیں آخر یہاں بھی وہی کر گذرے کیا کیجیے گا ۔ العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ

مولوی قربان علی صاحب نے جواب مین قرآن مجید کو مدار کار مانا اور آیہ انما ولیکم الله الخ پڑھی۔ اسمین بھی آپ کچھ نہ کچھ جھوٹ بول ہی گئے مینے ہرگز مدار کار نہین مانا تھا ہان اگر یہ کہئے تو صحیح ہے کہ مین نے آپکے قول کو تسلیم کر لیا تھا اور کوئی نقض اوسپر وارد نہین کیا تھا اور آپ ہی کے قول کی بناپر اثبات خلافت مین یہ آیت پیش کی تھی۔ اور آپ کی فرمایش سے وجہ استدلال اور شان نزول بھی بیان کر دیا تھا۔

فرمایا کہ اسمین ذکر ہے کہ جو لوگ رکوع مین زکوۃ دیتے ہین وہ تمہارے ولی ہین سبحان الله میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تہو مینے جو وجہ استدلال اور شان نزول بیان کیا تھا اور جس عنوان کا ترجمہ کیا تھا اون سب کو تو آپ کہا گئے اور صرف ایک جملہ اپنی طرف سے میرے نام سے گڑھ کر لکھ مارا۔

شیعہ سنی دونون کا اسپر اتفاق ہے کہ جناب علی مرتضی نے انگوٹھی سائل کو دی تھی مینے کہا سینون کا تو نام نہ لیجیے۔ وہ تو اس روایت کو موضوع (جھوٹی) بتلاتے ہین۔ واقعی آپ بھی کسقدر سچے ہین کوئی جملہ بھی پورا پورا سچ نہین بولتے آپنے تو صرف علامہ ابن تیمیہ کا نام لیا تھا کہ وہ اس روایت کو موضوع بتلاتے ہین۔ اور آج آپ فرماتے ہین کہ سنیونکا تو نام نہ لیجیے۔ جسطرح آپ اس نقل مین سچے ہین اوسی طرح آپ اپنے قول مین بھی سچے ہین۔ اگر آپ میدان مناظرہ مین تشریف لائیگا تو مین بتا دونگا کہ کتنے سنی اسکے قائل ہین

ملاحظہ ہو منہاج السنۃ۔ یہ آپ اب فرما رہے ہین جسکے جواب مین مین عرض کرونگا کہ بر کلہ خود باید زد اوسوقت تو آپنے اس کا نام ایک حرف بھی اپنی زبان پر جاری نہ کیا تہا اسپر بھی اگر نہ مانئے تو مین پھر وہی آیت پڑھونگا۔

علاوہ اسکے آیت جملہ اسمیہ ہے جو وقت نزول سے انتہا کے مدت تک اپنا حکم دیتا ہی

پس آیت کے معنی (حسب قول شیعہ) یہ ہوئے وقت نزول آیت حضرت علی خلیفہ تھے

حالانکہ اوسوقت جناب رسول زندہ تھے اور خلافت کے مفہوم مین بعدیت ماخوذ ہے جملہ اسمیہ والا جملہ تو آپنے بیشک فرمایا تہا اور شاید آپ عمر بھر مین یہی ایک سچ بولے ہین۔ مگر آپنے یہ ہرگز نہین فرمایا تہا کہ وقت نزول آیت کے حضرت علی خلیفہ تھے آپنے

کیا کہا تہا وہ مین بعد کو عرض کرتا ہون ۔

اس تقریر کو ذرا منطقی طریقہ سے ادا کیا۔ کیون نہو آپ ہین بھی تو بڑے منطقی مولوی فاضل پاس کرچکے اور وہ بھی چودہوین نمبر پر ہم آپکے منطقی ہونے مین کیا شبہہ ہوسکتا ہے۔ جب ہی تو آپ اپنے مولوی صاحبان کے نزدیک یکتا معقولی قرار پائے۔ اور شیعہ سنی کی مشترک ماہیت قرآن کو قرار دیدیا۔

تو مولوی صاحب موصوف نے فرمایا کہ ہان اوسوقت بھی علی واجب الاتباع تھے۔ بیشک مینے یہ جملہ ضرور کہا تھا۔ مگر اسکے ساتھ کچھ اور کہا تہا یا نہین اوسکو آپنے اپنی نیک نیتی اور دیانت سے قلم انداز کردیا۔ آپ تو ضرور فقط لاتقربوا الصلوۃ پر عمل کرتے ہونگے اور انتم سکاریٰ کو غائب۔

مین نے کہا کیا بحیثیت خلافت کے واجب الاتباع تھے؟ کیا خلیفہ من حیث الخلیفہ ہونیکے قبل از نصب اور بعد از معزول بھی واجب الاتباع ہوتا ہے۔ مولوی صاحب آپکو جہوٹ بولنے مین ماشاء اللہ اچھا ملکہ پیدا کیا ہے۔ حیثیت کی قید تو مولوی سبط حسن صاحب کی سوجہائی ہوئی آپ کو سوجھی تہی۔ تقریر کے وقت تو ہرگز یہ الفاظ آپکی زبان سے نہ نکلے تھے اور اگر میرے کہنے مین کچھ شک ہو تو مین پہر وہی آیت پڑہونگا جسمین کچھ جہوٹون کی مدح خوانی ہے۔

مولوی صاحب نے کہا ہان ہوتا ہے۔ سبحان اللہ مینے یہی کہا تھا افسوس کہا تک وہ آیہ پڑہون مگر فضل خدا سے آپ اپنی عادت سے باز نہ آئینگے سع میرے شیر شاباش رحمت خدا کی۔

مگر جہٹ سے دوسرے مولوی صاحب (سبط حسن) نے اوسکی تلقین یا تائید کی۔ ماشاء اللہ آپکا قلم ہے یا کیا کسی جگہ قرار ہی نہین لیتا۔ جہوٹ کا طوفان ہے کہ امڈا آتا ہے مگر آپ ایسے غیرت دار ہین کہ ڈوب بھی نہین مرتے مولوی صاحب نے نہ تلقین کی تہی نہ تائید۔ اور یہ جہٹ سے بلکہ ہم لوگون کی طولانی تقریر کے بعد البتہ کہا تہا جسکو آپ خود آگے نقل کرتے ہین کہان تک دروغ گو را حافظہ نباشد آپ ہی کیلئے واسطے موضوع ہوا ہے۔

کہ آپ (مولوی فرمان علی صاحب) مان چکے کہ بعد معزولی خلیفہ بحیثیت خلافت واجب الاتباع

نہیں رہتا مگر بحیثیت ولایت رہ سکتا ہے اس مین بھی آپ اپنی راست گفتاری سے باز نہ آئے۔ مولوی سبط حسن صاحب نے یہ البتہ ضرور کہا تھا ان عزل الخلیفۃ فانما لیس بواجب من ہذہ الجہۃ آپنے اس جملہ شرطیہ کو سالبہ جملیہ بنا لیا کیون نہو آپ منطقی بھی تو بڑے ہین اور سچے تو اعلیٰ درجہ کے ہین۔ پہلا خلیفہ او عزل کرینگر ممکن ہے۔

مینے کہا بس اب تو مطلع بالکل صاف ہے معلوم ہوا کہ ولایت و خلافت دو جدا جدا مفہوم ہین۔ ہان بیشک آپنے یہ کہا تھا مگر مجھے حیرت ہے کہ آپ سچ کیونکر بول بیٹھے ہان صحیح تو ہے النادر کالعدم

مولوی سبط حسن صاحب نے تسلیم کیا کہ ہان ولایت عام ہے۔ یہان بھی آپ ہی چال چلے لا تقربوا الصلوٰۃ کو پڑھا اور انتم سکاریٰ کو چھوڑا۔ مولوی سبط حسن صاحب نے یہ بھی کہا تھا۔ مگر مصداقاً دونون ایک ہین۔ اسکے بعد جو کچھ آپنے تحریر فرمایا ہے یہ محض آپکی اب لن ترانی ہے اوسوقت تو یہ سب آپنے کچھ بھی نہین کہا تھا۔ اور اسکے جواب مین مین بر کل خود بانذر زد عرض کرون گا۔

اسپر دونون صاحب کھسیانے ہوئے تو ہم نے سلام عرض کرکے رخصت حاصل کی۔ یہ تو آپ کا دل ہی جانتا ہوگا جیسے کھسیانے ہوئے اوٹھے تھے اب آپ جو فرمائے — ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

دوسرے روز دونون صاحب اپنی اخلاقی جرات سے ملاقات و بازدید کو جلسہ گاہ مین تشریف لائے۔ بازدید کو تو خیر گیا تھا ہی مگر یہی مقصود تھا کہ دروغ گو را تا بہ خانہ رسانید۔ مگر افسوس آپ جلسے مین تھے اونکے اسکی پہلے سے خبر نہ تھی۔

جسکے لئے ہم اونکے مشکور ہین۔ اہا ہا آپنے مشکور کا لفظ کس موقع سے صرف کیا ہے یہ بھی آپکی عربیت کی دلیل ہے۔

اب سنا ظرین سنین کہ مجھسے اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے کیا باتین ہوئین۔ اسقدر تو آپ سن چکے کہ جب یہ حضرات آئے ہین تو مین موجود نہ تھا جب مین آیا تو یون سلسلہ

کلام شروع ہوا۔
نواب الو صاحب۔ (مجھے دیکھکر) لیجیے وہ خود آگئے سب حضرات نے میری غیر معمولی اعزاز کی تعظیم کو اوٹھے مین بھی سلام کہکے بیٹھ گیا۔
مولوی عبد الہادی صاحب (جو مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنی خیالات سنانے کے واسطے لائے تھے میری طرف مخاطب ہو کر کہ آپ مجھے تو پہچانتے ہونگے۔
مین۔ اچھی طرح تو نہین پہچانتا۔
مولوی عبد الہادی صاحب۔ آپ نے مجھسے جہاز پر ملاقات ہوئی تھی۔
مین۔ ہان ہان یاد آیا بیشک مینے پہچانا۔ اسکے بعد دو تین منٹ تک کچھ زمین باتین بان وغیرہ کے متعلق ہو گئین اوسکے بعد
مولوی ثناء اللہ صاحب۔ (اور مین اوسوقت تک ان سے واقف نہین ہون) مینے آپکی تعریف بہت سنی ہے۔ اور آپکے علم و فضل کا بہت شہرہ ہے۔
مین۔ مین تو کسی قابل نہین ایک طالب العلم ہون۔
مولوی ثناء اللہ صاحب۔ خیر اسوقت اسلئے آیا ہون کہ آپسے کچھ علمی باتین کرون۔
مین۔ بسم اللہ۔
مولوی ثناء اللہ۔ اس مین شک نہین کہ شیعہ و سنی کی مشترکہ قرآن ہے۔
مولوی سبط حسن صاحب۔ اینہمہ ماہیت مشترکہ کیسی۔
مین۔ خیر جانے دیجیے یہ کوئی بات نہین۔
مولوی ثناء اللہ صاحب جناب۔ یہ ادب مناظرہ کے خلاف ہے آپ ایک صاحب گفتگو کرین مین آپسے مخاطب ہون آپ ہی جواب دین۔
مین۔ اچھا جناب آپ فرمائے مین ہی جواب دونگا آپ نہ بولین گے۔
مولوی ثناء اللہ صاحب۔ مین ثابت کرونگا کہ ماہیت مشترکہ کہنے مین کوئی مضائقہ نہین۔
مین۔ خیر آپ ثابت کیجیے گا۔ یہ کوئی تعرض کی بات نہین ہے۔ آپکو جو فرمانا ہے فرمائے۔
مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تمام فرق اسلام قرآن کو اپنا متمسک قرار دیتے ہین۔ اور

اس مین تمام احکام موجود ہین۔ مین۔ متمسک تو قرار دیتے ہین اور تمام احکام بھی ہون مگر سب صراحتاً نہین ہین۔ بلکہ بہت سے اجمالاً اور بہت سے کنایةً۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اور شیعہ سنی مین مابہ الاختلاف صرف مسئلہ امامت ہے۔ مین۔ صرف مسئلہ خلافت ہی مابہ الاختلاف نہین ہے بلکہ من التوحید الی المعاد بہت سے مسائل مین اختلاف ہے۔ مولوی سبط حسن (مجھسے) خیر اسوقت مان لیجیئے کہ اسی مین اختلاف ہے۔ مین۔ اچھا جناب بہتر آگے فرمایئے مولوی ثناء اللہ صاحب۔ مین چاہتا ہون کہ کوئی آیت ثبوت خلافت بلافصل مین پیش کیجئے مین۔ اہل تشیع ثبوت خلافت بلافصل علی بن ابی طالب مین بہت سی آیتین رکھتے ہین منجملہ اونکے ایک یہ آیت ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰة ویؤتون الزکوٰة وھم راکعون اس آیت کا ترجمہ تو آپ جانتے ہی ہین شان نزول مین بھی غالباً آپکو اختلاف نہوگا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ آپ بیان فرمایئے مین۔ ترجمہ تو یہ ہے کہ تمہارا حاکم اور سرپرست صرف خدا اور اوس کا رسول ہے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے ہین۔ اور نماز کو برپا رکھتے ہین۔ اور حالت رکوع مین زکوٰة دیتے ہین۔

شان نزول مین ایکے قریب قریب کل مفسرین کا اتفاق ہے کہ علی بن ابیطالب کی شان نازل ہوا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب یہ تو غلط ہے ہم اہلحدیث کے بڑے بزرگ علامہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے کہ علی بن ابیطالب کی شان مین آیت نازل ہوئی۔ خیر آپ وجہ استدلال بیان کیجئے۔ مین۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ خداوند عالم نے اس آیت مین حکومت کو اپنی ذات اور اپنے رسول اور اون ایمان دارون مین جو حالت رکوع مین زکوٰة دیتے ہین منحصر فرمایا ہے۔ اور اون ایمانداروں سے مراد (بقول مفسرین) علی بن ابی طالب ہین۔ پس حاکم ہونا ان تین کیلئے صرف ہی قرار پایا۔ اول خدا۔ دوسرے رسول تیسرے علی بن ابی طالب۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ جملہ اسمیہ ہے۔

مین۔ ہان ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اور جملہ اسمیہ ثبوت دوام پر دلالت کرتا ہے مین۔ اچھا پھر (حالانکہ یہ بجائے خود یہ بھی مسلم نہین) مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تو ثابت ہوا کہ علی بن ابی طالب وقت نزول سے الی ابدالآباد واجب الاتباع تھے مین۔ ہان یقیناً

بلکہ مین تو کہتا ہون کہ اس سے بھی قبل سے واجب الاتباع تھے پھر اس مین خرابی کیا
لازم آتی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ پھر اس سے خلافت ثابت نہین ہوتی جس کا
آپنے دعوی کیا تھا کیونکہ اسکے مفہوم مین بعدیت ماخوذ ہے۔ مین۔ ضرور خلافت ہی
ثابت ہے مگر ہان بات یہ ہے کہ میری اور آپکی اصطلاح مین فرق ہے۔ تو بہتر ہے کہ پہلے
خلافت کے معنی طے ہو جائین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تو بہتر بیان کیجیے۔ مین تمکو
یہان خلافت کے معنی یہ ہین کہ رسول کے بعد چند اشخاص کا اجماع کر کے کسیکو خلیفۂ رسول
بنا لینا اور میرے خیال مین یہ صحیح نہین بلکہ۔ خلافت کے معنی یہ ہین کہ وہ ریاست عامہ
جو بندونکے امور معاش و معاد کی اصلاح کے واسطے من جانب اللہ رسول کے جانشینی
سے حاصل ہو۔

اور اس کا نفاذ پورا پورا عام طور پر اگرچہ رسول کے بعد ہوتا ہے مگر اسکے قبل بھی۔
واجب الاتباع ہے۔ مگر رسول کی موجودگی کی وجہ سے اوسکو اپنے احکام جاری
کرنیکی ضرورت نہین ہوتی۔ اور اسکی حالت بعینہ کسی بادشاہ کے ولیعہد کی ہوتی ہے
مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تو ہم یہان ایک جملہ شرطیہ بناتے ہین ان عُزِل الخلیفۃ
فاتباعہ لیس بواجب صحیح ہے یا نہین۔ (مگر ثناء اللہ بولنے مین عَزَلَ برابر
بصیغہ معروف ہی بولتے ہے۔ مین۔ صحیح نہین ہے اس کا مقدم و تالی دونون غلط
ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ کیا شرطیہ کی صحت مین مقدم و تالی کے صحت کی
ضرورت ہے تو پھر قضیہ لو کان للہ ولداً لکنا اول العابدین بھی غلط ہوگا۔
مین۔ نہین مقدم و تالی کے صحت کی ضرورت نہین بلکہ بین المقدم و التالی ایک علاقہ
خاصہ جو تلازم پر دلالت کرے ضرور ہونا چاہیے اور بغیر اسکے شرطیہ صحیح نہین ہو سکتا
اور یہان نہ مقدم و تالی صحیح ہے نہ دونون مین علاقہ مصححہ ہے۔

میری اتنی تقریر کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ مجھسے بات نہین کی جاتی آواز
نہین نکلتی تھوڑا پانی لائیے۔ جب پانی دیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مین گرم پانی پیونگا۔ غرض پانی
گرم ہو کر آیا اور آپ نے نوش کیا اور اتنی دیر تک کچھ سوچ سانچ کر پھر تیار ہوئے اور فرمایا

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تو کیا خلیفہ بعد العزل بھی واجب الاتباع ہوگا۔ مین یقیناً
کیونکہ ہماری آپکی اصطلاح مین فرق ہے مین پہلے ہی عرض کرچکا کہ خلافت منصوص من اللہ
ہوتی ہے پھر آدمیون سے کسیکو اوسکے عزل ونصب کا اختیار نہین اس بناپر خلیفہ کا معزول
ہونا محال اور جب مقدم محال ہوا تو بنا بر قاعدہ کلیہ المحال یستلزم المحال تو دوسرے
محال کو بھی مستلزم ہوگا۔ اس تقریر مین مجھسے اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے کچھ دیر
تک گفتگو کا سلسلہ بڑہا۔ اور آپنے پھر آواز کی خستگی کا عذر بار دیگر پیش کیا۔

مولوی سبط حسن صاحب۔ (اجازت لیکر) مین دیکھتا ہون کہ آپ دونون حضرات
ایک منطقی مسئلہ مین اوجھے ہوئے ہین اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا۔ لہذا مین اس نزاع کو قطع کرنے
کیواسطے عرض کرتا ہون کہ آپ (یہ مین) صحیح مانکر جواب دیجیے۔ مین یہ نہ کیون کہ اگر
اگر غلط کہ رہا ہون تو مولوی ثناء اللہ صاحب فرماوین۔ مولوی سبط حسن صاحب
اچھا صاحب آپ نہ مانئے مین اسے مانکر آپکی طرف سے جواب دیتا ہون ہان جناب سے
اچھا مین مانتا ہون کہ یہ قضیہ صحیح ہے ان عزل الخلیفة فاتباعه لیس بواجب
من هذه الجهة واما من جهة الولاية فاتباعه واجب (اور اسکو
فی الجملہ بسط دیکر ثابت کیا) مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تو اب میدان بالکل صاف
ہے اور کل مقصود صاف نظر آتا ہے جب یہ دونون مفہوم جداگانہ ہین تو ولایت کے
ثبوت سے خلافت کیونکر ثابت ہوگی۔ مولوی سبط حسن صاحب۔ آپ کا کل مقصود
صاف نہین ہے اوس مین بہت سے کانٹے ہین اور مین دیکھ رہا ہون اور مین چکا
ولایت خلافت دو جدا مفہوم مین۔ دونون مین عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے
مفہوماً جدا ہون تو ہون مگر مصداقاً دونون ایک ہین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب
(سے اس کا جواب تو بن نہ پڑا اور کھسیانے ہوکر بھاگنے کی تدبیرین کرنے لگے اور کھسیانے
ہوکر بولے) آپکے کل مقدمات بعض نظری نہین بلکہ صریحی البطلان ہین اور مین یہ دیکھتا
ہون کہ علماے شیعہ کی یہ عادت ہے کہ علوم معانی وبیان وغیرہ پر نظر ڈالکر اوسکے قاعدہ
سے گفتگو نہین کرتے فقط ادھر ادھر کی زبانی باتین کرتے ہین (اس قسم کے الفاظ اوبھی

بونے پر آپکی تہذیب تھی - میں - یہ داب مناظرہ کے بالکل خلاف ہے - تہذیب کے میدان سے باہر نہ جائیے
مولوی ثناء اللہ صاحب - میں نے کیا خلاف تہذیب بات کی یہ تو مناظرہ کی اصطلاح ہے - میں اصلاح
سہی مگر آخر انسانیت کوئی چیز ہے زہر مار کرنے اور نوش فرمانے کے ایک معنی ہیں مگر پھر بھی کتنا فرق ہے
مولوی ثناء اللہ صاحب پھر میں کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں - مولوی سبط حسن سے سیکھے
سیکھے اور جیسے الفاظ میری زبان سے نکلتے ہیں او سیطح بولے - اس قسم کی باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ
مولوی سبط حسن صاحب نے فرمایا کہ شان نزول کے بارہ میں تو امام رازی نے بھی علی ابن ابیطالب
ہی کو لکھا ہے اوس پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ ہرگز نہیں امام ایسے نہیں ہیں اگر امام نے
لکھا ہو تو میں شیعہ ہو نیکو تیار ہوں مگر اسپر بھی پھر قائم نہ رہے کوئی بات بدلتے رہے - نواب ابو
صاحب - میرے خیال میں یہ بحث فضول ہے اس کا کوئی نتیجہ نہیں - مولوی ثناء اللہ صاحب
اہل علم کے پاس اگر آخر علمی باتیں نہوں تو کیا پولیٹیکل باتیں کروں اچھا ہے تو یہی سہی میں پولیٹیکل
باتیں کرنیکو بھی تیار ہوں - میں - نہیں جناب آپ علمی ہی باتیں کیجئے - ہاں مولوی صاحب کے
مقدمات کا جواب دیجئے مولوی ثناء اللہ صاحب - میں ایسی باتوں کا کیا جواب دوں -
وعدھ بھی حبا یا فنہو یا الکلام - میں اب جاتا ہوں وقت زیادہ آیا میری آواز بھی کام
نہیں دیتی - میں - ہاں اس سے اتنا تو معلوم ہوا کہ آپ نے حمد اللہ پڑھی ہے معاف
کیجیگا یہ اوس کلمہ کا جواب ہے جو آپنے علماء شیعہ کی نسبت فرمایا تھا - ابھی جائے کیوں
ابھی تو آٹھ بجے ہیں شہر میں ہیں کچھ ویرانہ میں نہیں ابھی تو آپ سے باتیں ہی نہیں ہوئیں
مولوی عبد الہادی صاحب - نواب آپ دونوں صاحب (مولوی ثناء اللہ صاحب
اور میں) بد تہذیب ٹھہرے - اس کلمہ سے سب کو تعجب ہوا - اور نواب ابو صاحب نے
فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ آخر نتیجہ اس کا رنج ہے -

اسپر مولوی ثناء اللہ صاحب اوٹھ کھڑے ہوئے اور میں ہر چند روکتا رہا مگر نہ مانے اور چلنے پر
آمادہ ہو گئے - میں (بہت اصرار کے بعد) حضرت خیر آپ تو مانتے ہی نہیں آپ تو جاتے ہی ہیں
مگر اپنا اسم مبارک تو بتاتے جائیے - مولوی ثناء اللہ صاحب (کھڑے کھڑے) مبارک و
بارک تو ابھی نہیں معلوم ہو کے کیا کیجئے گا -

مین - جناب آخر آپ کا اس مین نقصان ہی کیا ہوتا ہے - مولوی ثناء اللہ صاحب - مجھے کہتے ہین - مین امرتسر کا رہنے والا ہون - مین - آپ کا قیام یہان کہان ہے - مولوی ثناء اللہ صاحب - اگر آپ آنیکا وعدہ فرمائین تو مین اپنے قیام کی جگہ بتادون ورنہ بیکار ہے - مین - یہ تو اچھا اُسکو کہنا لازم ہے حضرت اس مین آپکا حرج ہی کیا ہے - مولوی ثناء اللہ صاحب (اپنے ساتھی سے) بہئی مجھے تو یاد ہی نہین - بتادو بہئی کی مسجد مدرسہ -

اسکے بعد آپنے کہڑے کہڑے مصافحہ کیا اور تشریف لیگئے - اور کھسیانے پن مین مولوی سبط حسن صاحب کو لو آموز کہتے گئے - -

یہ ہے واقعہ جو ہمارے انکے درمیان گذرا اور جسکے بیان مین مولوی ثناء اللہ صاحبنے اپنی راست گفتاری اور دیانت کی داد دی ہے -

مجھے حیرت تو یہ ہے کہ اس مذہبکے جب اہل علم کی یہ حالت ہے تو اور لوگونکی کیا حالت ہوگی

گر ہمین مکتب است واین ملا - کار طفلان تمام خواہد شد

والسلام علی من اتبع الھدی - (فرمان علی مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ)

اصلاح مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کو کذب و دروغ گوئی سے دوسرونکے لئے اسقدر نفرت ہے کہ جلسہ مین آپ اپنے ہاتھونسے اسکا عہد لیتے ہین کہ جھوٹھ نہ بولینگے یہانتک کہ آپنے جواپنے ویسرایے ہونیکا پروگرام شایع کیا ہے اوسمین جھوٹھ بولنے والے کو سہ بیت (بید) تجویز کیا اور آخر مین جلاوطنی کی سزا -

لیکن بذات خاص اسقدر جھوٹھ بولنے مین مشاق ہین کہ اپنے جھوٹھ کو جھوٹھ ہی نہین جانتے مولوی صاحبنے یہ سب تقریر تو کی مگر اسکو نہ بتایا کہ آخر یہ آیۂ قرآنی صحیح ہے یا غلط - بامعنی ہے یا بے معنی - کوئی مفہوم بہی ہے یا نہین - جو خداوند عالم حصر کرکے فرماتا ہے کہ ولی تمہارا خدا و رسول ہین اور وہ لوگ جو اقامۂ صلوۃ کرتے ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین حالت رکوع مین -

اگر یہ قرآنی آیہ جو اسمعہ کوئی معنی رکھتا ہے تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اسپر ایمان لائے اور قبول کرے کہ جاسے ولی یہی تین ہین خدا و رسول اور وہ شخص جو حالت رکوع مین زکوٰۃ دیتا ہے جسکے بعد ہو سکو دریافت کرنا ہوگا کہ وہ کون شخص ہے جسنے حالت رکوع مین زکوٰۃ دی تو دوسرا

کوئی استحقاق ولایت نہین رکھتا۔

پس اگر یہ حضرات اہلحدیث سے ہوتے جنکا مقولہ یہ ہے ۔ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن تو پہلے اس آیہ پر ایمان لاتے اور اوسکے مفہوم و مصداق کی تحقیقات کرتے ۔ مگر رسول اللہ کی حدیث کیونکر غلط ہوسکتی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے یہ لوگ قرآن کو پڑہینگے مگر اونکے حلق کے نیچے نہ اوتریگا۔ جسکی تصدیق اسی سے ہوگئی کہ آپنے جملہ اسمیہ نکالکر کہ وہ دوام پر دلالت کرتا ہے اس آیہ کو غیر واجب التعمیل قرار دیا۔ اس سے بڑہکر آپکی ایمانداری کیا ہو سکتی ہے۔

اگر اس آیہ سے ولایت جناب امیرؑ بسبب جملہ اسمیہ ہونیکے نہین ثابت ہوتی تو پھر ولایت رسول اللہ بھی نہین ثابت ہوتی کیونکہ قرآن آپکے یہان قدیم ہے ۔ جس سے حضرت کی ولایت بھی قدیم ہوئی ۔ اور ولایت جناب رسالتمآبؐ کا قبل از بعثت کوئی قائل نہین ۔ لہذ حسب تقریر آپکے اس آیہ سے ولایت رسولؐ و جناب امیرؑ دونو ساقط ہوئی ۔ فافہم ۔

اور چونکہ اس آیہ کریمہ کی پوری تفصیلی بحث کتاب بطشۃ الہیہ معروف بہ مناظرہ کلیمیہ مین ہوچکی ہے جسمین اون مفسرین کے تمام اقوال درج ہین جنہونے اسکا شان نزول بہ شان جناب امیرؑ لکھا ہے اور علمائے فرنگی محل نے جو جو تاویلین یا اعتراضات اسپر کیے ہین لہذا زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ۔ کیونکہ یہ کتاب زبان اردو مین چھپ چکی ہے اور اسکی روشنی نے ایک عالم کو منور کر دیا ہے ۔ اگر مولوی ثناء اللہ یا کسی عالم سنی سے ہوسکے تو اوسپر تفصیلی بحث کرے جو محال ہے ۔ پھر قدرت خدا دیکھیے کہ اصلاح کس طرح اظہار حق مین سعی کرتا ہے واللہ بالغ امرہ

(اڈیٹر)

(۳) جناب مرزا بہادر مرزا محمد عباس علیخاں صاحب رئیس لکھنؤ (۴) جناب نواب مرتضی حسین خان صاحب متولی وقف میر باقر صاحب مرحوم لکھنؤ (۵) جناب نواب سید ظفر مرزا صاحب متولی درگاہ لکھنؤ (۶) جناب سید محمد اصغر صاحب لکھنؤ (۷) جناب مرزا محمد عسکری صاحب لکھنؤ (۸) جناب شیخ یوسف حسین خان صاحب بارسٹرایٹ لا لکھنؤ (۹) جناب راجہ سید ابو جعفر صاحب تعلقدار اکبرپور۔ فیض آباد (۱۰) جناب مفتی سید کلب حسین صاحب رئیس جونپور (۱۱) جناب پرنس غلام محمد شاہ صاحب بہادر۔ کلکتہ (۱۲) جناب سید قلندر حسین صاحب دسٹرکٹ انجینیر گجرانوالہ پنجاب (۱۳) جناب مفتی سید زین العابدین صاحب رئیس۔ جونپور (۱۴) جناب سید مہدی الزمان صاحب وکیل۔ الہ آباد (۱۵) جناب سید مظفر علی خان صاحب پریسیڈنٹ انجمن جعفریہ مظفر نگر (۱۶) جناب مرزا رستم علیخان صاحب ملک التجار۔ وائس پریسیڈنٹ انجمن مواعظ حسنہ صادقیہ لاہور۔ (۱۷) جناب سید عبد اللہ خان صاحب رئیس جالندھر (۱۸) جناب سید مرتضی حسین صاحب انریری مجسٹریٹ۔ جولی (۱۹) جناب مولانا السید حشمت علی صاحب قبلہ سیالکوٹ (۲۰) جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر۔ لکھنؤ (۲۱) جناب سید باقر علی صاحب رئیس جالیس ضلع رائے بریلی۔

مینجنگ ڈائرکٹر

(۲۲) جناب سید حیدر مہدی صاحب تعلقدار علی نگر رئیس جرول۔ ضلع بہرائچ۔

مشیر قانونی

(۲۳) جناب سید شہنشاہ حسین صاحب۔ بی۔ اے۔ وکیل ہائیکورٹ۔ ڈائرکٹر۔ لکھنؤ

(۲۴) جناب نواب سید محمد آغا صاحب وکیل ڈائرکٹر۔ . . . . لکھنؤ۔

بنکرس

الہ آباد بنک لمیٹڈ لکھنؤ

رجسٹرڈ آفس لکھنؤ

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

ہندوستان میں صنعت و حرفت کی جانب جو خاص توجہ ہو رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے ہر گروہ کے سربرآوردہ حضرات اسی فکر میں ہیں کہ اپنی قوم کی مالی حالت میں ترقی کرنیکے

کہ کیا اسباب پیدا کئے جائیں اور کون کون تدبیریں اختیار کیجائیں۔ ہماری موجودہ گورنمنٹ اسپر آمادہ ہے کہ جو جائز مدد صنعت وحرفت کی ترقی کیلئے ممکن ہو دیجائے اگر ایسے موافق وقت میں بھی ہم لوگ کچھ نہ کریں تو یہ ہماری عین غلطی ہے۔

ہندوستان میں شیعہ بہت کم ہیں اور جو کچھ ہیں اونمیں اکثر کی مالی حالت اچھی نہیں ہے مگر ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ ہماری قوم مجموعی حالت کے لحاظ سے ایک محتاج قوم نہیں ہے ہم میں نسبتاً دولت کی بہت کمی نہیں ہے ہاں البتہ اتفاق کی کمی ہے اگر ہم بھی اپنی متفقہ کوششوں سے کوئی کام کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اوسمیں پوری کامیابی ہو۔

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا جلسہ اس سال حسب خوبی سے لکھنؤ میں ہوا اوسکی نظیر نہیں ہے اس سال کامیابی کا خاص سبب یہ تھا کہ علاوہ اور ضروری رزولیوشنوں کے ایک رزولیوشن صنعت وحرفت کے بابت بھی پاس ہوا اور رزولیوشن کا مطلب یہ تھا کہ ہم لوگ کچھ سرمایہ جمع کریں اور روپیہ ایسے کاموں میں لگایا جائے جسمیں زیادہ منافع ہو مثلاً شکر سازی۔ کمہن سازی۔ پارچہ بافی وغیرہ اور اوسکے منافع کا نصف حصہ قومی فنڈ میں رہے اور نصف حصہ داروں کو دیا جائے۔ قوم نے اس تحریک کی نہایت قدر کی اور تیس چالیس ہزار روپیہ کی دستخط ہو گئی اور رفتہ رفتہ روپیہ آرہا ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ روپیہ اون تمام کارخانوں کیلئے جو ہم جاری کرنا چاہتے ہیں پورا نہیں ہو سکتا۔ صرف شکر سازی کے ایک بڑے کارخانہ میں لاکھوں روپیہ کی کہپت ہو سکتی ہے کیونکہ کارخانہ بڑے پیمانہ پر کرنے سے تعداد منافع کی نسبتاً بہت بڑھ جاتی ہے مگر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم بہت زیادہ روپیہ اسوقت جمع نہیں کر سکتے تو ہم ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہیں اور جسقدر روپیہ ہمارے پاس ہے اوسکو کام میں نہ لاویں اور اسی سے کاروبار بڑہانے کی کوشش نکریں اگر ہم انتظام ٹھیک کر سکتے ہیں اور ہماری نیت درست ہے تو خدا ہمکو اسی میں برکت دیگا اور یہ تہوڑا سا بیج ایکدن بڑا درخت ہو جائیگا۔ ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہم اپنے مہربان وکریم نبی کی طرف سے ہی اکتساب معاش کے تاکیدی احکام رکھتے ہیں۔ اور اگر ہم شرع کا حکم سمجھکر اون احکام کی بجا آوری میں سرگرم ہونگے تو علاوہ اسکے کہ ہمیں ہماری کوشش کا نتیجہ معمولی طریقہ سے ملنے کی امید ہے درصورت مذکورہ باطنی امداد کا بھی پورا بھروسہ ہونا چاہیے جب ہم خدا اور رسول کی فرمان برداری کرینگے تو ہمیں ہمارے کاموں میں اور دہرے برکت بھی ملیگی

کونفرنس مین جناب خان بہادر سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمۂ زراعت و کاغذات دیہی ممالک متحدہ شریک تھے اور اونہون نے پورے طور پر ہمکو کارخانون کے چلانے مین مدد اور مشورہ دینیکا وعدہ کرلیا ہے ظاہر ہے کہ شکر سازی کے نئے طریقے جناب ممدوح موجد ہین وہ جسقدر اچہا کون شخص سمجھ سکتا اور کارخانے کے چلانے مین مدد دیسکتا ہے اسکے علاوہ جناب خان بہادر صاحب کو فن کہن سازی مین بہی خاص مہارت ہے کیونکہ ولایت مین اسکو باقاعدہ حاصل کیا ہے اور اوسمین امتحان پاس کرچکے ہین اور علیگڈہ مین کہن کے بڑے سرکاری کارخانہ کو یہی چلا رہے ہین پس ایسی حالت مین جبکہ ہمارے پاس عمدہ سے عمدہ صلاح دینیوالا موجود ہے تو ہمارے کارخانہ کی کامیابی مین کیا شک ہوسکتا ہے اس سال ہم صرف یہ چاہتے ہین کہ ایک شکر سازی کا کارخانہ کسی مناسب مقام پر قائم کرین اور جناب خان بہادر سید محمد ہادی صاحب سے مشورہ لیکر اوسے چلائین۔

سال گذشتہ مین مختلف مقامون پر شکر کے کارخانے جو قائم ہوئے اور جسمین جناب خان بہادر صاحب موصوف کی ہدایات کے موافق کام کیا گیا اونمین زیادہ سے زیادہ سینتالیس فیصدی اور کم سے کم گیارہ فیصدی منافع ہوا۔

ہم ذیل مین سو من رس کی شکر بنانے مین جتنا زیادہ سے زیادہ خرچ ہوتا ہے اور جتنی کم سے کم آمدنی ہوتی ہے درج کرتے ہین اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہمین اس کارخانہ سے کتنے نفع کی امید ہوسکتی ہے

خرچ

قیمت رس	کہانڈ بنانے کا خرچہ	منافع	میزان	کہانڈ سو من رس مین سات من
سہ	للعہ	عہ	۱۰/	صعہ
	آمدنی			
بیس سیر قیمتی لشیرہ عہ فیمن		شیرہ ۱۲ من ۲۰ مار لشیرہ عہ فی من		
		صعہ		

اس طرح پر سو من رس پیچھے باللعہ خرچ کرنیسے کم سے کم سولہ روپیہ منافع ہوتا ہے اور جو کارخانہ جاری کرنا منظور ہے اوسمین کم سے کم تین سو من رس روزانہ درکار ہوگا مشنیری کی قیمت زیادہ سے زیادہ بارہ ہزار رکہی گئی ہے اور مکانات کی تعمیر کا خرچ دو ہزار رکہا گیا علاوہ اسکے رس کے

قیمت اور کارخانہ کے کل سرمایہ کیلئے سولہ ہزار روپیہ کی ضرورت ہوگی جسمین سے قریب آٹھ ہزار کے پہلے اسامیون کو دیا جائیگا تاکہ گنا کافی مقدار مین ایک مقام پر مل سکے اور اسامی اس روپیہ سے تخم ریزی اور آبپاشی کا عمدہ انتظام کرسکین اور گنا وقت پر شاداب و شیرین ہاتھ آسکے سی الحال اسی سرمایہ مین کام جاری ہوگا۔

رس پکانیکے آغاز سے ایکماہ کے اندر شکر تیار ہوکر بکنے لگے گی اسوقت بکری کی آمدنی سے کارخانہ کے خرچ کو بہت مدد ملیگی دیسی شکر کی تجارت مین گزشتہ چند سال مین جو انقلاب ہوئے ہین وہ نہایت نتیجہ خیز ہین تمام دنیا مین جتنی شکر اور گڑ وغیرہ پیدا ہوتے ہین اوسمین سے ۳۹ فیصدی صرف ہندوستان مین ہوتی ہے لیکن اب ہم دیکھتے ہین کہ روز بروز دیسی شکر کی جگہ ولایتی شکر کا استعمال بڑھتا جاتا ہے چنانچہ اپریل ۱۹۰۸ء سے جنوری ۱۹۰۹ء تک ایک کرور اکیس لاکھ من شکر ہندوستان مین غیر ملکون سے آئی جسمین سے ستر لاکھ من چقندر کی شکر تھی جو جرمن وغیرہ مین بنتی ہے اور اکیاون لاکھ من اوکھ کی شکر جاوا وغیرہ سے آئی اسکا سبب یہ ہے کہ ہندوستان مین پرانے طریقہ سے شکر بنائی جاتی ہے جسمین لاگت زیادہ آتی ہے اور مال بہت خراب جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قیمت مین دیسی شکر ولایتی شکر کے مقابلہ مین بہت گران پڑتی ہے اس لئے کم فروخت ہوتی ہے۔

جناب خان بہادر سید محمد ہادی صاحب کے نو ایجاد طریقہ سے جو شکر تیار ہوتی ہے اوسمین لاگت دیسی طریقہ کے مقابل مین کم پڑتی ہے اور ہر طرح طاہر ہوتی ہے۔

ہمارے اس شکر کے کارخانہ قائم کرنے کے اغراض یہ ہین۔ جو ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) ہماری قوم صنعت وحرفت کی جانب راغب ہو اور روپیہ کا صحیح استعمال سیکھے۔

(۲) ہماری قوم کو ان کارخانون مین روپیہ لگانے سے منافع ہو اور وہ نفع جو دیگر ممالک کو پہونچتا ہے اسی ملک مین ہمارے بھائیون کے پاس رہے۔ (۳) ہماری قوم کے بہت سے لوگ جو بیکار ہین انہین کارخانون مین نوکری کے ذریعہ سے اپنی معاش حاصل کرین (۴) ہماری قوم غیر ممالک کی شکر کے استعمال سے جسمین ہم نہین جانتے کہ کیا چیزین ملائی جاتی ہین محفوظ رہے اور ہمین کی پاک طاہر شکر آسانی سے دستیاب ہوسکے۔

(۵) یہ کہ ہماری قوم ناجائز کسب ناجائز کی طرف توجہ نکرے اور ایسے جائز کاموں سے منتفع ہوکر حرام سے بچنے کی عادی ہوجائے اسلئے کہ ان کارخانوں میں کوئی امر خلاف شرع نہونے پائے گا۔

(۶) یہ کہ ہماری قوم میں متفقہ قوت سے کام کرنیکی رغبت پیدا ہو اور بعد تجربہ کے پھر وہ اسکے عادی ہوجائے۔

اس کمپنی کا حصہ صرف ۵؎ کا اس خیال سے رکھا گیا ہے کہ یہ ایک ایسی رقم ہے جسے معمولی حیثیت کے لوگ بھی بآسانی دیسکتے ہیں سال کے ختم ہونے پر کمپنی کا حساب کیا جاویگا۔

اور بعد منہائی اخراجات نصف منافع حصہ داروں میں حصوں کی تعداد کے اعتبار سے تقسیم کردیا جائیگا اور نصف منافع آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے قومی فنڈ میں جمع ہوجائیگا جو مناسب امور مجوزہ میں صرف کیا جاسکے گا۔ اوکھ کی بوائی کا زمانہ ابھی دور ہے۔ مگر کمپنی کورس یا مینشکر کی فراہمی کا انتظام بہت پہلے سے کرنا ہے۔

کیونکہ یہ کام اگر وقت پر اوٹھا رکھا جائیگا تو بہت دقت ہوگی اور مشینوں کا ولایت سے آنا اور کڑھاؤ وغیرہ کا یہاں تیار ہونا یہ سب ایسے کام ہیں جو جلد نہیں ہوسکتے اسلئے حصوں کی خریداری نہیں بہت جلدی کرنا چاہئے اور سب روپیہ بتعجیل تمام جمع ہوجانا چاہئے تاکہ سب کام اطمینانی طور پر عمل میں لائے جائیں اس کمپنی نے حسب ہدایت خان بہادر جناب سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت کاشت نیشکر کے واسطے بمقام گوری گنج ضلع سلطانپور تقاوی تقسیم کرنا شروع کردی ہے جناب راجہ صاحب بہادر امیٹھی نے نہایت مہربانی سے اپنے علاقہ میں تقسیم تقاوی کی اجازت دی ہے جسکے ہم شکرگذار ہیں اور جناب سید مناصر حسنین صاحب بی اے ڈپٹی کلکٹر سلطان پور نہایت احتیاط اور محنت سے باضابطہ طور پر تقسیم فرما رہے ہیں اور اسوقت تک ڈھائی ہزار روپیہ تقسیم ہوچکا ہے اب ضرورت ہے کہ خریداری مشین و تعمیر مکان وغیرہ کا انتظام کیا جائے اسوجہ سے ہمکو روپیہ کی نہایت ضرورت ہے حضرات حصہ داران اپنی فیاضی وہمدردی قومی کو کام فرما کر جلد اپنے حصص کا روپیہ ارسال فرمائیں اور اپنے احباب واعزا کو ترغیب شرکت دیں ہماری رائے میں دس روپیہ صرف کرنے سے فوائد دینی و دنیاوی ہاتھ آتے ہیں بس ایسی تجارت کی طرف مومنین کو نہایت توجہ فرمانا چاہئے اور دنیا پر واضح کردینا چاہئے کہ شیعہ فرقہ بھی ایک زندہ قوم اور ترقی

جائز حاصل کرنے مین دوسری قومون سے پیچھے ہین ہے

جو حضرت ایک یا ایک سے زیادہ حصے خریدفرمائین منسلکہ فارم پر دستخط فرما کر بھیجا دین حصہ کا کل روپیہ درخواست کے ہمراہ آنا چاہیے۔ اور کل روپیہ الٰہ آباد بنک شاخ لکھنؤ مین یا جناب راجہ سید ابوجعفر صاحب تعلقدار اکبرپور ضلع فیض آباد کے پاس جانا چاہیے کمپنی سازی کے کارخانہ کا پراسپکٹس عقب سے جاری کیا جائیگا۔

نوٹ۔ چار طالب علم جو شرفا اور سادات عظام مین سے ہین منجانب شیعہ کانفرنس شکر سازی کا کام سیکھ رہے ہین۔

دستخط

سید حیدر مہدی مینجنگ ڈائرکٹر

فارم درخواست خریداری حصہ

شیعہ شوگر کمپنی لمیٹڈ

جناب من۔

مہربانی فرماکر۔ .... کمپنی لمیٹڈ کے دس روپیہ کے .... حصے میرے نام رجسٹر مین درج کر لیجیے۔

.... حصونکی قیمت مبلغ .... بذریعہ .... آپکے پاس بھیجتا ہون مین پراسپکٹس کے جملہ شرائط منظور کرتا ہون۔

راقم

پتہ (نام اور پورا پتہ صاف تحریر ہونا چاہیے۔)

تاریخ

روپیہ بذریعہ منی آرڈر یا نوٹ (الٰہ آباد بنک کانپور) نہایت احتیاط اور حفاظت سے آنا چاہیے۔

عورتونکی تعلیم اور آزادی ایک سرسری نگاہ

یہان تو ایک عرصہ سے یہ انگلستان و قوم کے دلونمین مسلک رہی ہے مگر آجکل ہر جمہوریت مین ہر ایک قوم

ترقی کے نعرے بلند کر رہی ہی کچھ مشتعل سی ہوتی ہوئی دکہائی دیتی ہی۔ ہماری قوم کے نئے تعلیم یافتہ لیڈروں اور سر برآوردہ جماعت کے دلون مین یہ امر اچھی طرح جاگزین ہو گیا ہے کہ بنیادی ترقی۔ اخلاقی اور تمدنی حالت کی درستگی بجز تعلیم اور آزادی نسوان کے اور کسی طرح ہو ہی نہین سکتی۔ گیا ہمارے معزز قومی لیڈرون کی اولوالعزمی بلند حوصلگی اور غیرت کا خاتمہ ہو گیا کہ اب بغیر عورتون کی استعانت کے ترقی نہین کر سکتے؟ مین معزز ناظرین کو وہ زمانہ یاد دلانا چاہتا ہون کہ جسوقت اسلام اپنے پورے شباب کے عالم مین تہا۔ اوسکی مالی۔ اخلاقی۔ تمدنی ہر طرح سے ترقی ہی ترقی نظر آتی تھی۔ کیا کسی عورت نے اوسوقت بھی ہاتھ بٹایا تھا؟ یہ تو ایک جملہ معترضہ تہا۔ رہا اصل منشار تعلیم و آزادی نسوان۔ میرے خیال مین یہ ایک حد تک ضرور مناسب بلکہ انسب ہے لیکن اسقدر بھی نہین کہ عورتین بڑی بڑی ڈگریان حاصل کرین۔ گریجویٹ کہلائین۔ اور اوسکے ساتھ ہی آزادی کا جامہ پہنکر ایک خاصی انڈین میم صاحبہ بنکر شہر بشہر ملک۔ ملک کی سیر کرتی پہرین۔ شرفا مین اکثر خاندان کی عورتین ایسی بھی ہین جنہون نے کچھ تعلیم پائی ہی اور بادی النظر مین اونکی تعلیم نہایت ہی شائستگی۔ اسلامی اور ایشیائی اخلاق کے ساتھ ہوئی ہے۔ رہا یہ امر کہ تعلیم سے قطعی انکار یا نفرت کرنا ایک گونہ نہایت ہی معیوب معلوم ہوتا ہی لیکن اسکے ساتھ ہی اسقدر تجاوز ہونا بھی ایک بڑی آزادی کے شرمناک سین دکہلاتا ہی ہماری اسلامی اور ایشیائی تہذیب نے صرف اس طریقہ سے اور اسقدر عورتونکی تعلیم کو جائز قرار دیا ہے کہ لڑکیان اپنے والدین یا حقیقی بہائی یا ایسے ہی اور شرعی محرمون سے دینیات کی کتابین پڑہین۔ صوم و صلوة و نیز دیگر مسائل سے کماحقہ واقفیت حاصل کرین جب اونکو اس سے فراغت ہو ملکی زبان کی اور اور کتابونکی تعلیم جن سے خانگی کامون اور روزمرہ کے حساب کتاب وغیرہ مین مدد ملے حاصل کرین۔ اگر خدانخواستہ بدقسمتی سے ایسے وسائل بہم نہ پہونچ سکین تو کسی شریف اور ضعیف عورت کیطرف (جو ان امور کے انجام دینے کے لائق ہو) رجوع کرین جس سے علاوہ تعلیم کے سوزنی چکن کاری۔ کامدانی وغیرہ وغیرہ مفید ہنر بھی سیکہین۔ جیسا کہ ابتک شرفا کی جماعت مین ہوتا رہا۔ کیا اس طریقہ کی تعلیم سے کسی عورت کی اخلاقی حالت درست نہین ہو سکتی اور اوسمین تہذیب و شائستگی نہین پیدا ہو سکتی؟ مین تو دعوی کے ساتہ کہتا ہون کہ اگر واقعی وہ مخدرات عفت و عصمت اپنی

غلامانی بعدو قدیم شرم وحیا کے ساتھ ان طریقون سے تعلیم پائین تو اونکی حالت مین ایک عجیب نمایان ترقی اور تغیر عظیم پیدا ہوا اور ہونکے ساتھ پرورش پانے سے اون کے چھوٹے بچے تہذیب واخلاق کی ایک خوبصورت تصویر یا اچھے نمونے نظر آئین۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ ہماری قوم کی ملّا۔ آزاد پسند مغربی تعلیم۔ اخلاق اور تہذیب کی دلدادہ جماعت نے جسطرح پوشش خورش نشست وبرخواست مین یورپ کی تائید وتقلید کو واجب قرار دے لیا ہے اور خود (اگرچہ وہ قدرتی رنگ وروپ تو نہین پیدا کرسکتے) صاحب بہادر کے معزز خطاب سے مخاطب ہونا پسند کرلیا۔ ایسے ہی وہ اپنی شریف اور عصمت مآب بیبیون کو میم صاحبہ کی ثانی بنایا چاہتے ہین۔ ابھی تک تو یہ خیال ہے کہ بغیر عورتونکے اعلی تعلیم یافتہ ہوئے ترقی ہو ہی نہین سکتی۔ کچھ دنون مین اس کامیابی کے بعد یہ خیال فرمائینگے کہ عورتونکے بغیر سایہ ومغربی لباس پہنے ہوئے ترقی کا نام بھی کوئی نہین جان سکتا۔ " اگرچہ میری یہ تحریر بعض طبیعتون کو سخت ناگوار معلوم ہوگی لیکن مین ایک آزادی کے ساتھ اپنی رائے کا (خواہ بھلی ہو یا بری) اظہار کرنا پسند کرتا ہون قوم اسکو منظور کرے یا نہ "۔ وہی تعلیم یافتہ جماعت اکثر اون مخدرات کے تعلیمی حالات اپنے کلام کی تائید مین بیان کرتی ہے جن کے نام کو ہم نہایت ہی عزت اور عظمت کے ساتھ لیتے ہین اور جنکی ہوئت مین جان تک دیتے ہین لیکن وہ معزز جماعت یہ خیال نہین کرتی کہ وہ کون ملک تھا۔ وہان باشندون کی اوسوقت کیسی حالت تھی اور اون مخدرات کی ملک اور قوم کی نگاہون مین کیسی وقعت تھی!۔

کیا اگر یورپ کے طریقہ سے عورتون کی تعلیم نہ ہو اور مغربی تہذیب وشائستگی عورتونکو نہ سکھائی جائے تو دنیاوی ترقی اور طرز تمدن مین کسی قسم کا نقص پیدا ہوسکتا ہے؟ کیا ایشیائی تعلیم اس نقص کو رفع کرنیکے لئے کافی نہین ہوسکتی؟ ضرور ہوسکتی ہے۔ مگر مجبوری تو یہ ہے کہ جو سوسائٹی اسکی مدد ومعاون خیال کیجاتی ہے اوس کے دماغ مین مغربی خیالات اور خو بو سمائی ہوئی ہے۔ فرض کردم۔ اگر جابجا نسوان اسکول قائم کئے جائین اور اونمین لائق استانیان مقرر کیجائین۔ لڑکیان تعلیم پانے کیلئے جایا کرین توکیا کوئی شخص اس امر کا اقرار کرسکتا ہے کہ وہ سب خیالات اور اطوار مین یکسان ہونگی؟ ہرگز نہین۔ بڑے بڑے شرفا

روساسے لیکر معمولی آدمیون تک کی لڑکیان تحصیل علم کے لئے اسکول مین داخل ہونگی۔ پہر کیا وہ آپسمین تبادلۂ خیالات یا معمولاً اور فطرتاً ادہر ادہر کی باتین نہ کرینگی!۔

علاوہ ازین اسلامی پالیسی کے خلاف بہت بڑا نقص آزادی اور بے پردہ کا واقع ہوگا۔ کیا ہمارے قومی لیڈر خلاف شریعت اس امر کو جائز قرار دینا پسند فرمائینگے ہرگز نہین معزز ناظرین! ہماری شریعت وہ شریعت ہے کہ اسکے اثبات کیلئے ایک برگزیدہ کونین نبی کے نواسے نے تین روز کی بہوک پیاس اور سخت دہوپ مین اپنے تمام کنبہ کا سر کٹنا گوارہ کیا۔ خود اپنی شہادت قبول کی ششماہے بچے کا گلا ہدف ناوک ہونا پسند کیا۔ مشکلکشا کے پوتے نے طوق و زنجیر پہنا شام کی گلی منزلون مین ساربانی کی طرح طرح کی مصیبتین برداشت کین مگر اس شریعت پر خلاف حکم خدا و رسول کسی قسم کا دہبہ تک نہ پڑنے دیا۔ پہر کیا اس شریعت کا کوئی نام لیوا بہی اس کے خلاف کسی کام کا انجام دینا گوارہ کریگا؟ شاید ہی۔

مسلمانون مین برقع ضرور ایک ایسا لباس ہے جو ایک معنی سے بجائے ایک چہوٹا سا کپڑہ کا مکان مانا جاسکتا ہے مگر اسکا استعمال کسی خاص وقت و حالت مین مناسب ہے نہ کہ ہر وقت عورتین اسکو زیب تن کئے ہوئے بازارونکی سیر کرین شہرون مین گہومین۔ یا بلا ضرورت محض تفریح طبع کیلئے اسٹیشنون کے پلیٹ فارمون پر ٹہلتی ہوئی نظر آئین۔ بعض لوگون کا تو یہانتک خیال ہوگیا ہے کہ برقع بہی نہ ہونا چاہئے بلکہ جسطرح یورپین لیڈیان یا عام عورتین رہتی ہین ایسی آزادی سے زندگی بسر کرنی بہت ہی مناسب ہے۔

اول الذکر (برقع پوشی) کی نسبت کسی اسلامی ملک کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ وہان کی عورتین کسی زمانہ مین ایسی ہی آزاد تہین اور برقعہ پہنے ہوئے مردونکے مانند بازارون وغیرہ مین خرید و فروخت کیا کرتی تہین اور اپنی فطرتی حریص طبیعت کے مطابق بلا کسی خیال کے جس چیز کو پسند کرتی تہین خرید لیتی تہین قیمت اگر موجود نہ ہوتی۔ مہاجنون سے قرض لے لیتین یا دوکاندار انکے اطمینان کیلئے بطور رہن کچہ رکہا کرتی تہین [illegible] مہینہ پورا ہونے پر بل طیار کرکے ان کے یا ان کے مالکون کے پاس بہیجدیتے تہے جنکو پاس آبرو و خیال مواخذہ قانونی مجبوراً ادا ہی کرنا پڑتا تہا۔ بالآخر عاجز آکر اس شرمناک رسم کا انسداد کیا گیا۔ باقی آئندہ

راقم احقر الملکوتی قاسم حسین جعفری نوری از مرزاپور

صحیح بخاری کی چند حدیثیں

حضرات اہلسنت والجماعت کی مشہور کتاب جسکا درجہ بعد کتاب باری سمجھا جاتا ہے ایک ایسا مجموعہ احادیث کا ہے کہ جسکے حرف حرف پر ایمان رکھنا اونکے مذہب مین داخل ہے۔ یہ وہ کتاب لاجواب ہے جسکے مصنف کو امام کا خطاب دیا گیا ہے اور مشہور ہے کہ حضرت مصنف نے چھ لاکھ حدیثونکے مجموعے سے موضوع اور غلط احادیث کو چھانٹ کر یہ نسخہ تیار کیا ہے سواد اعظم مین جو درجہ اسکا ہے وہ کسی کتاب کا نہین۔ لہذا اوسکی چند حدیثین درج ذیل کیجاتی ہین جس سے مصنف کتاب مذکور اور اوسکے معتقدین کے خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حدیث اول دربارہ سہو رسول: ۔ حدثنا عبد اللہ بن محمد قال ثنا عثمان بن عمر قال انا یونس عن الزہری عن ابی سلمہ عن ابی ہریرۃ قال اقیمت الصلوۃ وعدلت الصفوف قیاما فخرج الینا رسول اللہ صلعم فلما قام فی مصلاہ ذکر انہ جنب فقال لنا مکانکم ثم رجع فاغتسل ثم خرج الینا ورأسہ یقطر فکبر فصلینا معہ تابعہ عبد الاعلی عن معمر عن الزہری ورواہ الاوزاعی عن الزہری ۔ ترجمہ ہمسے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہمسے عثمان بن عمر نے کہا ہمکو یونس نے خبر دی اونہون نے زہری سے اونہون نے ابو سلمہ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اونہون نے کہا نماز کی تکبیر ہوئی اور صفین برابر ہوگئین لوگ کھڑے تھے آنحضرت صلعم (اپنے حجرے سے) برآمد ہوئے جب نماز کی جگہ پر کھڑے ہوگئے اوسوقت آپکو یاد آیا کہ آپکو نہانے کی حاجت ہے آپنے ہم لوگون سے فرمایا تم یہین ٹھہرے رہو پھر آپ لوٹ گئے اور غسل کیا پھر باہر ہمارے پاس برآمد ہوئے اور آپکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے اللہ اکبر کہا (یعنی نماز شروع کی) ہمنے آپکے ساتھ نماز پڑھی۔ عثمان بن عمر کیساتھ اس حدیث کو عبد الاعلی نے بھی معمر سے روایت کیا اونہون نے زہری سے اور اوزاعی نے

سلہ غالبا وہ حجرہ حضرت عائشہ ہوگا۔

بھی اسکو زہری سے روایت کیا۔

اس حدیث کے متعلق مولوی وحید الزمان صاحب المخاطب وقار نواز جنگ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر جنب غسل میں دیر کرے تو کچھ مضائقہ نہیں اور آنحضرت کے بھولنے سے اللہ تعالی کی بڑی مصلحت تھی کہ امت کو یہ مسئلہ معلوم ہو جاوے۔

دیگر: حدثنا عثمان ثنا جریر عن منصور عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله ابن مسعود صلی النبی صلعم قال ابراهیم لا ادری زاد او نقص فلما سلم قیل له یا رسول الله احدث فی الصلوۃ شیٔ قال وما ذالك قالوا صلیت کذا و کذا فثنی رجلیه و استقبل القبلة وسجد سجدتین ثم سلم فلما اقبل علینا بوجهه قال انه لو حدث فی الصلوۃ شیٔ لنبأتکم به ولکن انما انا بشر مثلکم انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی و اذا شك احدکم فی صلوته فلیتحر الصواب فلیتم علیه ثم لیسلم ثم یسجد سجدتین۔

ترجمہ: ہمسے عثمان نے بیان کیا کہا ہمسے جریر نے اونہوں نے منصور سے اونہوں نے ابراہیم سے اونہوں نے علقمہ سے اونہوں عبد اللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت صلعم نے نماز پڑھائی ابراہیم نے کہا مجھکو معلوم نہیں آپنے اوسمین کچھ بڑہا دیا یا گھٹا دیا جب سلام پھیرا تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز مین کوئی نیا حکم آیا آپ نے فرمایا یہہ کیا بات ہے لوگوں نے کہا آپنے اتنی اتنی رکعتین پڑہین یہ سنکر آپ دو زانو ہو بیٹھے اور قبلہ کیطرف مونہہ کیا اور (سہو کے) دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا پھر ہماری طرف مونہہ کرکے فرمایا اگر نماز مین کوئی نیا حکم آتا تو مین ضرور تمسے کہدیتا بات یہہ ہے کہ مین بہی تمہاری طرح آدمی ہوں جیسے تم بہول جاتے ہو مین بھی بہول جاتا ہوں پہر جب مین بہولوں تو مجھکو یاد دلادیا کرو اور جب کوئی تم مین سے اپنی نماز مین شک کرے تو ٹھیک بات سوچ لے اسیکے پر اپنی نماز کو پوری کرے پہر سلام پہیرے پہر سہو کے دو سجدے کرے۔

حاشیہ دوسری روایت مین ہے کہ آپنے بہولے سے ظہر کی پانچ رکعتین پڑھ لی تہین اور یہ ظہر کی نماز تھی او بعض نے کہا عصر کی نماز تھی گو مرتبہ آپکا تمام آدمیوں اور فرشتوں سے بہی زیادہ تہا مگر بہول

چونکہ بشری صفت ہے جو آدمی سے جدا نہیں ہو سکتی ۔
دیگر باب ماجاء فی القبلہ ومن لا یرا الاعادۃ علی من سہا فصلے الی غیر القبلۃ وقد سلم النبی صلعم فی رکعتی الظہر واقبل علی الناس بوجہہ ثم اتم مابقی ۔
ترجمہ یعنی اگر کوئی بھولے سے قبلہ کے سوا دوسرے جانب نماز پڑہ لے تو اوسپر نماز کا لوٹانا واجب نہیں ہے اوسکی دلیل یہہ کہ آنحضرت صلعم نے ظہر کی دو رکعتین پڑہ کر سلام پھیرا اور لوگون کی طرف اپنا موہنہ کیا پھر (یاد دلانے پر) مابقی نماز پڑہی ۔

حدیث دربارہ قضاء نماز رسول وصحابہ

حدثنا مسدد قال ثنا یحیی بن سعید قال ثنا عوف قال ثنا ابو رجاء عن عمران قال کنا فی سفر مع النبی صلعم وانا اسرینا حتی کنا فی آخر اللیل وقعنا وقعۃ ولا وقعۃ احلی عند المسافر منہا فما ایقظنا الاحر الشمس فکان اول من استیقظ فلان ثم فلان ثم فلان یسمیہم ابو رجاء فنسی عوف ثم عمر بن الخطاب الرابع وکان النبی صلعم اذا نام لم نوقظہ حتی یکون ہو یستیقظ لانا لاندری مایحدث لہ فی نومہ فلما استیقظ عمر ورای ما اصاب الناس وکان رجلا جلیدا فکبر ورفع صوتہ بالتکبیر فمازال یکبر ویرفع صوتہ بالتکبیر حتی استیقظ بصوتہ النبی صلعم فلما استیقظ شکوا الیہ الذی اصابہم فقال لاضیر ولایضیر ارتحلوا فارتحل فسار غیر بعید ثم نزل فدعا بالوضوء فتوضا ونودی بالصلوۃ فصلے بالناس ترجمہ ہمسے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا ہمسے یحیی بن سعید نے ہمسے عوف نے کہا ہمسے ابو رجا نے اونہون نے عمران سے اونہون نے کہا آنحضرت صلعم کیساتھ سفر مین تھے اور رات کو چلے چلتے چلتے جب آخر رات ہوئی تو ٹھہر گئے اور مسافر کیلئے اس آخر رات کی نیند سے بڑہکر کوئی نیند میٹھی نہین ہوتی ۔ پھر ہماری آنکہ جب کہلی جب سورج کی گرمی پہونچی تو سب سے پہلے فلان شخص (یعنی ابوبکر) جاگے پھر فلان شخص[1] پھر فلان شخص

---

[1] راوی کو بوقت روایت سہو ہوا اور مترجم نے بھی خیال نہ کیا غالبا وہ حضرت عمر بعد حضرت عثمان ہونگے کیونکہ تین فلان کی جو تین گنتی سمجھ آتی ہیں ۔

ابور جا اونکو نام بنام بتاتے جاتے تھے۔ لیکن عوف بھول گئے۔ پہر چوتھے حضرت عمر جاگے اور ہمارا قاعدہ یہ تھا جب آنحضرت صلعم آرام فرماتے تو ہم نجگاتے یہانتک کہ آپ خود بیدار ہون کیونکہ ہم نہین جانتے تھے خواب مین آپ پر کیا تازہ وحی آتی ہے۔ جب عمر جاگے اور اونہون نے لوگون پر جو آفت آئی وہ دیکھی (یعنی یہ کہ نماز کا وقت جاتا رہا اور پانی بھی نام کو نہین) اور وہ دل والے آدمی تھے اونہون نے بلند آواز سے تکبیر کہنا شروع کی برابر اللہ اکبر اللہ اکبر بلند آواز سے کہتے رہے یہانتک کہ اونکی آواز سے آنحضرت صلعم[1] بیدار ہوگئے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو لوگ اس مصیبت کا شکوہ کرنے لگے آپنے فرمایا کچھ پرواہ نہین۔ یا اس سے کچھ نقصان نہوگا چلو اب کوچ کرو پہر تہوڑی دور چلے بعد اوسکے آپ اوترے اور وضو کا پانی منگوایا وضو کیا نماز کی اذان ہوئی اور آپنے لوگون کو نماز پڑھائی۔

انبیا کی عریانی

حدیث :۔ حدثنا اسحق بن نصر قال حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن ہمام بن منبہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم قال کانت بنو اسرائیل یغتسلون عراۃ ینظر بعضہم الی بعض وکان موسیٰ صلعم یغتسل وحدہ فقالوا واللہ ما یمنع موسیٰ ان یغتسل معنا الا انہ آدر فذھب مرۃ یغتسل فوضع ثوبہ علی حجر ففر الحجر بثوبہ فجمع موسیٰ فی اثرہ یقول ثوبی یا حجر ثوبی یا حجر حتی نظرت بنو اسرائیل الی موسیٰ وقالوا واللہ ما بموسیٰ من باس واخذ ثوبہ وطفق بالحجر ضربا قال ابو ھریرۃ واللہ انہ لندب بالحجر ستۃ او سبعۃ ضربا بالحجر۔ وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم قال بینا ایوب یغتسل فخر علیہ جراد من ذھب فجعل ایوب یحتثی فی ثوبہ فناداہ ربہ یا ایوب الم اکن اغنیتک عما تری قال بلی وعزتک ولکن لا غنی بی

[1] مترجم لکھتے ہین۔ یہ حضرت عمر کی دانائی تھی اودہر آنحضرت صلعم کو نہین جگایا اور ادہر کام بھی نکل آیا۔ تکبیر سے یہ فائدہ ہوا کہ شیطان مردود بہاگا جسنے نماز سے غافل کر دیا تہا (تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم پر بھی معاذ اللہ شیطان کا تسلط ہوتا تہا۔ ہذا بہتان عظیم۔ محمد اسحاق)

عن برکتات - ترجمہ مجھسے اسحق بن نصر نے بیان کیا کہا مجھسے عبدالرزاق نے اونہون نے
معمر سے اونہون نے ہمام بن منبہ سے اونہون نے ابوہریرہ سے اونہون نے آنحضرت صلعم سے
آپنے فرمایا بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے ایک کو ایک دیکھتا رہتا اور موسی علیہ السلام کی
عادت تھی وہ) اکیلے ہو کر (ننگے) نہاتے ۔ بنی اسرائیل کہنے لگے قسم خدا کی موسی جو ہمارے ساتھ ملکر
نہین نہاتے اوسکی وجہ یہ کہ اونکے خصیے بڑے ہوئے ہین - ایکبار ایسا ہوا کہ موسی اپنا کپڑا ایک
پتھر پر رکھکر نہانے لگے (اللہ کے حکم سے) پتھر انکا کپڑا لیکر بہاگا موسی اوسکے پیچھے یہ کہتے ہوئے
لپکے ، او پتھر میرا کپڑا دے او پتھر میرا کپڑا دے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسی کو (ننگا) دیکھا
اور کہنے لگے (ہم غلط سمجھے تھے) قسم خدا کی موسی مین کوئی بیماری نہین ہے اور پتھر تہم گیا
موسی نے اپنا کپڑا لیلیا اور پتھر کو مارنے لگے ابوہریرہ نے کہا خدا کی قسم پتھر مین چھ یا سات نشان ہین
حضرت موسی کی مار کے - اور اسی سند سے ابوہریرہ سے روایت ہے - اونہون نے آنحضرت
صلعم سے آپنے فرمایا ایکبار حضرت ایوب ننگے نہا رہے تھے اونپر سونے کی ٹڈیان گرنے لگین وہ اپنے کپڑے
مین پکڑ پکڑ کر رکھنے لگے اوسوقت اونکے مالک خدا نے انکو پکارا کیا مینے ان چیزون سے جو تو دیکھتا ہے
تجھے بے پرواہ نہین کیا حضرت ایوب نے کہا بیشک تیری عزت کی قسم (تو نے مجھے بہت کچھ دیا ہے)
مگر تیرے کرم سے کہین مین بے پرواہ ہو سکتا ہون ۔

ان جملہ احادیث کو دیکھکر یہ خیال خودبخود پیدا ہوتا ہے کہ اگر رسول کی یہی شان تھی جیسے
صاحب کتاب نے ظاہر کیا ہے تو بیشک آریونکے اعتراضات صحیح ہین اور کبھی اسلام کی روحانیت
قابل قبول نہین ہو سکتی - اور نہ اسلام کی کوئی وقعت قایم رہ سکتی ہے اور اگر واقعی رسول کا مرتبہ
اس سے بالاتر تہا جسکو قلمبند کیا گیا ہے تو پھر ایسے مصنف اور اوسکے تصانیف کو کیون نہ دشمن
اسلام کا خطاب دیکر ردی کے ٹوکری مین ڈالدیا جاوے اور حقیقی اسلام کی تلاش کیجاوے -
مگر کیا ہو تعصب کا جسنے سارے اسلام کو خاک مین ملادیا اور دیگر اقوام کو اسکا موقع دیا کہ انہین
کتابون کو دیکر اسلام پر نفرت انگیز رائے قائم کرین - اور صاف کہدین او خود بخود گم
است کرا رہبری کند فقط

راقم
محمد اسحاق الحسینی ... از ...

ہزآنر لفٹنٹ گورنر بہادر کی تقریر

مالی بجٹ کے موقع پر جو ہزآنر نے اسپیچ دی ہے اوسکے فقرات ذیل قابل غور ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ ہزآنر پران اختلافات شیعہ وسنی کا کیا اثر پڑا ہے ممدوح فرماتے ہیں۔

"ایک معاملہ جو اگرچہ لکھنؤ شہر ہی سے تعلق رکھتا ہے مگر ایسا اہم ہے کہ مین اسکا تذکرہ کرنا ایسے موقع پر جب مجکو آخری مرتبہ ایک پبلک معاملہ پر تقریر کرنے کا موقع ملا ہی مناسب خیال کرتا ہون یہ معاملہ لکھنؤ کے شیعہ اور سنیون کا ہے۔ جیسا کہ سب صاحبونکو معلوم ہو کہ اوسکے رسم قوم سے متعلق دونو فریقون مین کچھ عرصہ سے اختلافات پیدا ہو گئے ہے۔ اس معاملہ مین مصالحت کی غرض سے گورنمنٹ نے گذشتہ اکتوبر مین ایک بیانی کمیٹی مقرر کی کہ وہ اس معاملہ مین تفتیش کرے اس کمیٹی نے نہایت ہوشیاری سے تحقیقات کی اور شیعہ اور سنیون کو پورے طور سے آسانیان بہم پہنچائی گئین کہ وہ اپنے اپنے اظہارات تحریر کرائین اور اپنے بیانات کی تائید مین گواہ پیش کرین۔ گورنمنٹ کے احکام ایک رزولیوشن مورخہ ۰ ر جنوری ۱۹۰۹ء مین پاس ہوئے جنمین اس تمام معاملات پر نہایت انصاف اور بے نظری سے غور کیا گیا تھا۔ مجکو مجبوراً افسوس کرنا پڑا کہ گورنمنٹ نے اس کمیٹی کی محنت ومشقت کی داد مین سنی سرگروہون سے وہ امداد حاصل نہین کی جسکی وہ مستحق تھی۔ اس فرقے نے ان احکام کے خلاف کارروائی کی ہے جنھون نے ان چاریاری حرفون کو جو ابوبکر عمر عثمان تین خلفاء کی شان میں پڑھے جاتے ہین عشرہ اور چہلم یا ۲۱ رمضان کے دنون مین پڑھنے سے منع کیا تھا کمیٹی کی تحقیقات سے بلاشبہ ثابت ہوا کہ سنیون نے محرم سے (شہادت امام حسین کی یادگار قائم رکھنے کے ایام مین) اپنے ان عقائد کے اظہار کا فائدہ اٹھانا چاہا کہ اول تین خلفاء رسول خدا صلعم کے جائز وارث ہین۔ مگر یہ کارروائی بالکل جدید ثابت ہوئی۔ اسمین کوئی شک نہین کہ ان تعلیم تین خلفاء کی نہایت زیادتی سے تعریف کیجاتی ہے اور مدعا یہ ہوتا ہے کہ حسین کے ماتم مین شیعون کی دل آزاری کیجائے۔ گورنمنٹ نے اس اصول کی تکمیل مین جو اعتراضات شکایات کا باعث ہون انکی اجازت نہ دیجائے ممانعت کی کہ ان تین دنون مین چاریاری اشعار نہ پڑھے جائین یہ احکام گورنمنٹ کی اُس پالیسی مین خلل نہین ڈالتی جو اسنے مزہبی

معاملات کے متعلق قائم کی ہے کہ وہ کسی کے مذہب مین دخل نہ دیگی اور نہ وہ سنیون کی آزادی مین جو اونکے اظہار عقائد مین انکو حاصل ہو دخل دیگی اور علاوہ ان ممنوع دنون کے وہ انکو تین خلفا کی تعریف کرنے سے منع نہین کرتی بشرطیکہ کسی کی دل آزاری نہو جب سنیون کو گورنمنٹ کے احکام معلوم ہوئے تو اونہون نے تجویز کیا کہ تعزیہ نہ نکالے جائین - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ان احکام سے رنجیدہ ہین اونہون نے عشرہ کے روز اس طریقہ پر عمل کیا لیکن ۱۳ مارچ کو چہلم کے روز سنیون کا ایک عظیم مجمع کربلا سے روانہ ہوا اور اس مجمع مین چار یاری اشعار اس طریقہ سے پڑہے گئے جس سے ظاہر ہوتا تہا کہ انکا منشا یہ ہے کہ ان احکام کی خلاف ورزی کیجائے پولیس کو خبر تھی کہ ایسا واقعہ ہونیوالا ہے جب یہ وقوع مین آیا تو پولیس نے دست اندازی کی اور نہایت ہوشیاری سے کل مجمع کو جسمین تقریبا ایکہزار آدمی شریک تھے گرفتار کر لیا - ڈپٹی کمشنر سارب سپرنٹنڈنٹ پولیس سردار بل سنگھ کوتوال شہر اور اونکے ماتحت افسر تعریف کے مستحق ہین کہ سنیون کے ان ارادون کی قبل سے اسطرح خبر ملگئی تھی اور اونہون نے ایسی خوبی سے گرفتار کر لیا کہ ان قانون کے خلاف ورزی کرنیوالون کو اپنی گرفتاری پر حیرت ہوئی اور بلا غیر ضروری تشدد عمل مین لائے وہ گرفتار ہوگئے - لیکن گورنمنٹ کے احکام کی دیدہ و دانستہ خلاف ورزی ایک نہایت نازک معاملہ ہے اور یہ امر قابل ہے کہ اسکی لعنت و ملامت کیجائے مجکو افسوس ہے کہ میرے پاس اس قسم کی افواہین موصول ہوئین کہ شیعون نے ایک مرتبہ یہ ارادہ کیا تھا کہ قانون کی خلاف ورزی کرکے اسکا جواب اسطرح دیا جائے کہ پبلک جلوس مین ان اشخاص پر تبرا پڑہا جائے جنکا عقیدہ یہ نہین ہے کہ علی رسولخدا کے جائز وارث تھے - مین خوش ہون کہ اونہون نے دانشمندی سے اس غلطی پر عمل نہین کیا - مین مسلمانان لکھنؤ کے دلو نپر جو بات نقش کرنا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ نے اس معاملہ کے ایک پہلو پر بخوبی غور کر لیا ہے اور بعد غور وہ اس فیصلہ پر پہونچی ہے جسپر عمل کرنیکے لئے وہ مستعدی سے رہیگی - مین لکھنؤ کے سنی گروہون سے درخواست کرتا ہون کہ وہ جملہ سنیون کو صاف الفاظ مین آگاہ کردین کہ یہ احکام تبدیل نہونگے اور مین امید کرتا ہون کہ ہر دو فریق کے سرگروہ تمام صوبہ مین اس نقصان کا اندازہ کرینگے جو لکھنؤ کے شیعہ اور سنیون کے ان اختلافات کے تمام مسلمانون کو ہوا ہے اور اپنے ہم مذہب

دانشمندانہ نصیحتوں کا اثر ڈالینگے کہ وہ بہت جلد آپس میں مستقل طور سے اتحاد اور ارتباط پیدا کر لیں۔"

اصلاح و وکیل

وکیل مورخہ ۲۸ اپریل راقم ہے۔ رسالہ اصلاح و شیعہ ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ محرم کے قضیہ نامرضیہ کی بابت ہمنے گورنمنٹ کے ریزولیوشن پہ بے لاگ رائے نہیں دی۔ اور یہ لکھا کہ چار یاری بیج کی ممانعت سے سنیوں کا رنجیدہ ہونا لازمی امر تھا!! ہمارے ایک خاص مہربان اور وکیل کے پرانے قدردان نے بھی کچھ عرصہ قبل ایک طویل خط میں اسکی شکایت کی تھی کہ وکیل میں شیعوں کو مساوی حصہ نہیں دیا جاتا۔ اور ایران کے حالات و کوائف جن سے اہل تشیع کو قدرتی طور پر بہت دلچسپی ہے۔ اتنی تفصیل کے ساتھ درج نہیں ہوتے۔ جو دولت عثمانیہ کے واقعات میں دیکھی جاتی ہے۔ ہم پہلے اپنے مہربان کے شکوہ کر لیتے ہیں اور اسکا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ شکایت بالسبیل دوستانہ پیش کی ہے۔ اور اپنی تحریر میں جابجا ہماری اس پالیسی کا اعتراف فرمایا ہے کہ ہم وکیل میں تمام فرقہ ہائے اسلامیہ کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اُن کو فرمان ایزدی "کل مومن اخوۃ" اور "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا" کے موافق مشترک پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہماری کوششیں اس بارہ میں کامیاب نہیں ہونے پاتیں اور کیونکر کامیاب ہو سکتی ہیں جبکہ دونوں فرقوں کے بعض خود غرض و شہرت پسند نام نہاد علما کیونکہ ہمیں ایسے اشخاص کی نسبت لفظ "عالم" کے ایراد سے سخت شرم آتی ہے دبی ہوئی چنگاریوں کو کرید کرید کر اپنی اشتعال انگیز تقریروں اور تحریروں کی باد زنی سے برابر سلگاتے رہتے ہیں۔ اور مصلحت وقت اور فوائد قوم کے علی الرغم ادھر میں ایسی آگ بھڑکانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جو ہماری قوم کے روپیہ، وقت، عزت اور طاقت کو بھسم کئے ڈالتی ہے۔

فقرات ذیل سے معلوم ہوا کہ ایڈیٹر صاحب کی کوششیں بوجہ ہی کے کامیاب رہتی ہیں کہ ادھر کے نام نہاد علما کے آگے انکی کچھ نہیں چلتی حالانکہ اصل اعتراض یہ ہے کہ آپ اسمیں کوشش ہی نہیں کرتے کہ فریقین میں اتحاد ہو بلکہ اور بھڑکاتے ہیں کہ آتش فساد مشتعل ہو کیونکہ آپنے یہ لکھا تھا کہ چار یاری بیج کی ممانعت سے سنیوں کا رنجیدہ ہونا لازمی امر تھا۔ جس سے معلوم ہوا

کہ آپ چار یاری حج کو اسوقت خاص مین پسند کرتے ہین - اور اسکو تمام سنیون کا معمول نہین قرار دیتے ہین حالانکہ آپکا دل یقیناً جانتا ہے کہ شیوع چار یاری عام طور پر سنیون مین رائج ہے دو چار برس قبل سنیان اودہ مین رائج تہا - نہ غیر باشندگان لکھنؤ اس طریقہ سے واقف یا اسکے طلب ہوئے پھر اسکی ممانعت سے سنیون کا رنجیدہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے بجز اسکے کہ آپ اپنی قوم کو بھڑکا رہے ہین اور انکو اس رنجیدگی پر آمادہ کرتے ہین جسکا ظاہری مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارا حق تہا جو گورنمنٹ کے مداخلت سے سلب ہوا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ البشیر مین مضامین شایع ہونے لگے - جلو گو انکو خوف ہے کہین دوسرے اضلاع مین بہی یہ حکم سرایت کرے -

اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ یہ تحریر آپکی کس اصول پر ہے اور اسکی غرض بجز اسکے کیا ہو سکتی ہے ہم مانتے ہین آپکے نام ہنادی علما ایسے ہی ہین جیسا کہ آپنے لکہا جہوٹی گواہیان دین مقسدین کے لیڈر بنے مقدمہ کے پیروکار ہوئے مگر گفتگو اسمین تہی کہ آپ نے اونکی کیا اصلاح کی کس کو فتنہ و فساد سے روکا شر و فساد کو سمجہایا آپ بہی تو اس ممانعت کو موجب ملال اہلسنت قرار دیتے ہین حالانکہ کسی امر نو احداث سے جو موجب فساد ہو - روکنا باعث ملال نہین ہو سکتا آپکو تو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے کہ ان جدید باتونکے اختراع سے قوم مین فساد ہوتا ہے غریب برباد ہو جاتے ہین روپیہ تلف ہوتا ہے کدورت بڑہتی ہے اختلاف ہوتا ہے -

اڈیٹر صاحب یہ زمانہ ایسا ہے اسمین جہانتک ہو سکے قوم کو سدہاریے اب کسی دوسری قوم کو اگرچہ کیسی ہی کمزور ہو ہلاک نہین کر سکتے وہ زمانہ گیا جب معویہ کی حکومت تہی یا متوکل کی خلافت یا عالمگیر کی بادشاہت جسنے جو کیا اسکو معلوم ہے - آپ ہی غور کیجیے صدہا مراسم آپکے یہان ہوتے ہین غازی میان کا جہنڈا نکلتا ہے مگر کوئی نہین بولتا کیون اسوجہ سے کہ اوسکی نیت عناد کی نہین ہوتی بخلاف اس چار یاری جہنڈے کے کہ بقول اڈیٹر وطن عشرہ محرم سے اسکو کیا واسطہ -

پھر اصولاً بہی تو آپ کسی طرح اعتراض نہین کر سکتے کیونکہ مذہب اہلسنت کی بنیاد خلفا و سلاطین پرستی پر ہے تو پھر اسکے خلاف اس چار یاری جہنڈے مین کیونکہ حکم گورنمنٹ کی مخالفت کی جاتی ہے یا اوسپر اعتراض -

وکیل سے ہمکو ہمیشہ توقع رہی کہ اوسکی زبان اور دل مین موافقت ہوگی صلح پالیسی کی زبانی مدعی ہین
تو قلباً اور عملاً اسکی تصدیق دکہانی چاہیئے۔ مگر افسوس کہ چند بار اسکی شکایت کرنی پڑی۔ بلکہ
اس مادہ خاص مین وطن کی پالیسی قابل استحسان ہے کہ اوسنے چند بار اڈیٹر البشیر کی فہمایش
کی کہ ان اختلافات کو ترقی نہ دو۔ مسئلہ رزولیوشن گورنمنٹ مین بھی اوسکی پالیسی قابل تعریف
رہی کہ صاف لفظون مین گورنمنٹ کے فیصلہ کی تائید کی اور چار یاری جہنڈی کی نامناسبت ان
ایام مین ظاہر کی۔

مگر وکیل کی رای اس بارہ مین خلاف امید ہمیشہ پر خطر رہی خدا ایسے نفاق سے مسلمانونکو پناہ دے۔

لکھنؤ مین سنیون کا مقدمہ

(منقول از تفریح لکھنؤ مورخہ ۲۶ اپریل)

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جب چھبیس سنیون کو عدالت سٹی مجسٹریٹ لکھنؤ سے تین تین ماہ قید سخت کی
سزا ہوئی تھی اور یہ سزا عدالت سشن جج سے بھی بحال رہی تھی انکی نگرانی جوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالت سے
بھی بحال رہی فیصلہ مین کوئی نئی بات نہین ہے مجسٹریٹ کے تسلیم کردہ واقعات کو درست تصور کیا گیا ہے
اسکے ساتھ ہی مسٹر السٹن نے جو یہ اعتراض کیا تہا کہ سپرنٹنڈنٹ پولس کو حکم جاری کرنیکا اختیار نہ تھا اسکی
نسبت کہا گیا ہے کہ ضرور اختیار تھا مسٹر السٹن نے کہا تہا کہ دفعہ ۱۰۸ کے بموجب مقدمہ چلنا چاہیئے اس
تجویز کو کمشنر صاحب جوڈیشل کمشنران نے ایک حد تک جائز تصور کیا ہے مگر لکھا ہے کہ چونکہ اسپر دفعہ کی ردیف
دوم بھی عائد ہو سکتی ہے اسکے مطابق مقدمہ ہونا چاہیئے تہا۔ لکھنؤ کے سنیون اور شیعون کے موجودہ تعلقات
کو دیکھتے ہوے یہ فیصلہ مناسب قرار دیا گیا ہے۔ مجسٹریٹ کے اس خیال کو بھی درست تسلیم کیا گیا ہے
کہ بلوہ کا احتمال تھا اور ان وجوہات سے اپیل ڈسمس کردی گئی ہے۔

سنیون کے ۳۰ آدمیون پر سٹی مجسٹریٹ کی عدالت مین اور مقدمہ قائم ہوا ہے اس مقدمہ مین
گواہان پولس سپرنٹنڈنٹ پولس واجد علی کانسٹبل اور محمد تقی شیعہ کے بیانات ہو چکے ہین جو پہلے
اور دوسرے مقتول کے مقدمہ مین ہو چکے ہین اس مقدمہ مین پولس نے سردار مرزا اور مولچند وغیرہ چند دیگر اشخاص
گواہان کے بابت کہ تہ کہ واسطے پیش کیا ہے کہ ملزم گرفتاری کے بعد جب جیلخانہ جا رہے تھے تو چلا

چلاتے تھے اس مقدمہ کے منجملہ ۳۰ ملزمان کے صرف تین چار نے چار یاری مرثیہ پڑھنے کا اعتراف کیا ہے باقی سب نے یہی کہا ہے کہ ہم کسی کام جا رہے تھے کہ پولس نے پکڑ لیا ملزمون کی ایک معقول تعداد نے کہا ہے کہ ہم باہر کے رہنے والے ہیں ہمکو نہ چار یاری مرثیہ پڑھنا آتا ہے نہ ہمنے پڑھا نہ ہمارے یہان پڑھا جاتا ہے ایک ملزم نے اپنے کو شیعہ ثابت کیا تھا۔ دو روز یعنی ۲۱ و ۲۲ - اپریل کو ملزمون کے بیانات ہوئے جن لوگون نے اپنی سکونت بیرونجات مین بیان کی تھی انکو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے وطن کے گواہ پیش کرین اب اس عذر کی تاریخ پیشی ۶ مئی مقرر کی گئی ہے۔ اسروز کل ملزمین کی جانب سے گواہ صفائی پیش ہونگے۔

اصلاح نہ معلوم اڈیٹر صاحب النجم نے اس آخری فیصلہ قسمت کے بعد بھی انپر اسیرو ںپر پھول ہار ڈلوایا یا نہین کیونکہ موقع اسکا یہی تہا کہ تین مہینہ کیلئے یاران وطن قید با محنت مین جا رہے ہین خوب سیر ہو کر شیرینی کہلاتے اور انکو گردن پہول کا ہار برساتے کہ باقی ماندونکا اور حوصلہ بڑھتا آخر وہ سب بہی اسی نتیجہ پر پہونچنے والے ہین۔

خدا انلوگونکی ہدایت کرے کہ ناحق غریب و نادار مسلمانونکو ابھار کر مبتلائے عذاب کر رہے ہین بنگالیون نے بندے ماترم کا نعرہ لگا کر اور پہول برسا کر کیا نتیجہ پایا جو آپ اونکی تقلید کرنے چلے۔ سچ ہے الکفر ملۃ واحدۃ

اڈیٹر صاحب النجم کو یہ بھی یاد رکہنا چاہئیے کہ اب آپکی قوم ملزم جرم سے انکار کرتے ہین اور بعض تقیہ کر کے شیعہ بن رہے ہین۔ (اڈیٹر)

ڈپٹی نذیر احمد صاحب بالقابہ کی کتاب امہات الامہ کی نسبت علماے اسلام کا آخری فیصلہ

ڈپٹی صاحب بالقابہ نے عیسائیونکا جواب دینے کے پردے مین جو کتاب "امہات الامہ" لکھی ہے وہ دیکھنے کو تو عیسائیونکا جواب ہے لیکن فی الحقیقت اسلام اور پیغمبر علیہ السلام اور اصحاب کرام اور اہل بیت عظام علیہ الصلوۃ والسلام پر سخت حملہ ہے اسمین ایسے ایسے لفظ استعمال کیے گئے ہین جو قاطبہ تمام اہل اسلام کی دلشکنی کا باعث ہوئے اطراف ہندوستان مین ایک شور مچگیا بعد فیصلہ اسکے بارے مین علمائے کرام کے پاس تحریرین آنے لگین کہ دہلی ہی کسی آمد غضب

سر اٹھایا۔ دہلی کے عمائد نے چند کوشش کی اور ڈپٹی صاحب کے پاس پیام بھیجے کہ وہ ان کتابوں کو تلف کر دین۔ اور ان ناشائستہ الفاظ سے تحریری برات ظاہر کر دین اور شایع فرما دین کہ مین اپنے ان مضامین کو واپس لیتا ہون۔ مگر باوجود چندماہ کی کوشش کے انکی جانب سے کوئی تسلی بخش جواب حاصل نہین ہوا جس سے سمجھا گیا کہ ڈپٹی صاحب انہین مضامین کے معتقد بھی ہین اور وہ اس اعتقاد سے ہٹنا نہین چاہتے۔ اسلئے مجبور ہو کر ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۹ء کو انجمن ہدایت الاسلام دہلی کے سالانہ جلسہ کے مجمع مین۔ مگر انجمن کے جلسہ سے علیحدہ عام مجمع مین مولینا مولوی فیض الحسن صاحب نے تحریک فرمائی کہ علماء اسلام ڈپٹی صاحب کی کتاب کے متعلق اپنی رای ظاہر فرماوین اور مولینا ابوسراج نظام الدین احمد صاحب نے تائید کی۔ اسپر عالیجناب فاضل اجل علامۂ اکمل مولینا مولوی محمد لطف اللہ صاحب مفتی ریاست رامپور نے علی الاعلان فرمایا کہ کتاب امہات الامہ اور اوسکے مصنف کی تمام وہ تصنیفات جو اسی قسم کے مضامین سے مملو ہین بیشک اس قابل ہین کہ کوئی مسلمان جو خدائے تعالی اور اوسکے رسول اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہی ہرگز ہرگز ان کو نہ دیکھے اور تمام مسلمانان ہندوستان وغیرہ اس کتاب کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھین اور اعلان کر دین کہ کسی غیر مذہب والے کو یہ حق نہین ہی کہ وہ مسلمانونکے مقابلہ مین یہ کتاب یا اسکے مصنف کی دوسری کتابونکے مضامین پیش کرے ہمارے نزدیک اس کتاب کا مصنف دائرۂ اسلام سے خارج ہی مسلمانون کو اوس سے سلام علیک ترک کرنا چاہئے۔ اور تاوقتیکہ وہ ان مضامین سے توبہ نہ شایع نہ کرین انکو مسلمان نہ سمجھنا چاہئے۔ اور نہ تعلقات اسلامی انکے ساتھ رہتے جائین۔

مفتی صاحب کے اس کلمہ سے تمام علما نے اتفاق کیا اور تمام حاضرین نے ایک پرجوش لہجہ سے اقرار کیا کہ ضرور ہم ایسا ہی کرینگے۔ وانا علی ذلک لمن الشاھدین۔ محمد لطف اللہ عفی عنہ

العبد العبد

احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ میرٹھ — یہ سب میرے روبرو اوسیطرح ہوا جسطرح کہ اوپر لکھا ہی عبداللہ عفی عنہ کرنالی

العبد العبد

محمد فضل الرحمن عفا اللہ عنہ رئیس مدرسہ اسلامیہ کرنال — محمد اشفاق تھانوی واعظ انجمن ہدایت الاسلام دہلی

العبد العبد

سید عبدالواحد مفتی انجمن ہدایت الاسلام دہلی — محمد شفیع اللہ واعظ انجمن ہدایت الاسلام دہلی

العبد فیض الحسن عفی عنہ آنریری سکرٹری انجمن اسلام حمایت یوگان قصبہ کنیہ ضلع میرٹھ ۔ العبد ابو الابرار محمد اسرار الحق سفیر انجمن ہدایت الاسلام دہلی

العبد حبیب احمد عفی عنہ

العبد میں اگرچہ اس جلسہ میں موجود نہ تھا مگر کتاب کو دیکھ کے واجب التلف اور مصنف کتاب کے واجب التارکہ ہونے میں شک نہیں محمد کفایت اللہ عفی عنہ مولوی مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

العبد خادم العلماء ابو سراج نظام الدین احمد عفا اللہ عنہ جھجری وکیل انجمن ہدایت الاسلام دہلی

اصلاح یہ ہے اتفاق علماء اہلسنت کہ جب اونکے ایک عالم جلیل القدر ایل ایل ڈی مولوی نذیر احمد صاحب نے یہ کتاب لکھی جسکی اصلی غرض توہین خاندان رسالتؐ ہے۔ مگر چونکہ حضرت عائشہ و ابوبکر صاحبان کو نہ سمیٹے اونکی بات میں وزن نہ پیدا ہوتا۔ اسلئے کچھ کچا چٹھا اون لوگوں کا بھی لکھدیا جس پر علمائے اہلسنت کا اجماع ہوا کہ یہ شخص کافر ہے اور یہ کتاب دائرہ اسلام سے خارج۔ مگر اوسی دہلی میں مرزا حیرت جو ہزاروں لغویات روزمرہ شایع کرتا ہے اوسپر کسیکو اسلامی غیرت نہ آئی کہ ایک کفرنامہ اوسکا بھی اجماع علماء لکھتے حالانکہ کس دریدہ دہنی سے وہ اہلبیتؑ اطہار کی شان میں کلمات ناشائستہ شایع کرتا ہے۔ اسیطرح **النجم و اہلحدیث** ہزاروں الفاظ سب و شتم بنسبت اہلبیت طاہرینؑ شایع کرتے ہیں۔ مگر کسی مسلمان یا کسی عالم کو اسکی ضرورت محسوس ہوئی کہ انکے تکفیر کا فتوی شایع کریں۔ کیوں؟ صرف اسلئے کہ یہ لوگ جو کچھ کلمات کفر لکھتے ہیں تو **اہلبیت طاہرین** کی شان میں جنسے بغض و عناد رکھنا جزو مذہب اہلسنت ہے

بخلاف مولوی نذیر احمد صاحب کے کہ اونہوں نے اگر ہزار ہا مغلظات اہلبیت اطہار کے حق مین کہے تو تعصب کے چھپانیکو حضرت ابوبکر و عائشہ کے حق مین بھی کچھ کہ دیا اسلئے مورد غضب قرار پایا ہے۔

نمونہ کے طور پر ایک فقرہ ملاحظہ کیجیے جسکو اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے منتخب کیا ہے ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۲ اپریل کہ مولوی نذیر احمد صاحب لکھتے ہین۔

"ہمارے ملک مین عورتونکا ایک طبعی خاصہ تریاہٹ اور تریاچرتر بھی مانا گیا ہے تو وہی بات ہم فاطمہ اور عائشہ مین بھی پاتے ہین ص۹۹ امہات الامہ"

ایسے ہی فقرات نے ان علما کو اسپر آمادہ کیا کہ وہ اونکی تکفیر کرین۔ حالانکہ اگر غور کیجیے تو ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا اصلی مقصود توہین جناب سیدہ ہے نہ توہین حضرت عائشہ کیونکہ عائشہ کی شان مین تو بنص صریح صحیح بخاری وغیرہ انکی نصواحب یوسف موجود ہے کہ حضرت نے فرمایا تم وہی مکارہ عورتین ہو جنہوں نے حضرت یوسف کو دھوکہا دینا چاہا۔ اور قرآن مین بنص صریح عائشہ و حفصہ کے بارہ مین فقد صغت قلوبکما وارد ہے جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا بخلاف جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا جنکی شان مین خود قرآن مین انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ وارد ہے جس سے عصمت و طہارت حضرت معصومہ بدیہی ہے۔ جس سے کوئی مسلمان ایک لفظ بھی حضرت کی شان مین بے ادبی کا نہین کہہ سکتا مگر ڈپٹی صاحب نے ازراہ کمال ایمانداری تریاہٹ اور تریاچرتر کا یہان استعمال

جاگو اب سونے کا وقت نہین۔

زمانہ کی رفتار ہمین بتا رہی ہے کہ دولت عزت لیاقت تجارت سب کیلئے انگریزی تعلیم ضروری ہے خود بھی پڑہیے بچونکو بھی پڑھاوے۔ مندرجہ ذیل کتب گہر بیٹھے لائق بنا دینگی ہماری جانفشانی اور مختصر قیمت نگاہی اجہی ترقی کی امید مین ہون بحمدللہ فہرست مندرجہ ذیل اتالیق انگریزی جلد اول۔ اردو عبارت انگریزی مین لکہنے خط و کتابت کے طریقے بتدی کیلئے لکہیا۔ قیمت ۵ ایضاً جلد دوم مخزن المحاورات اسمین پاسنچ ہزار اردو انگریزی محاورے مع اردو ترجمہ۔ قیمت ہر ایضاً جلد سیوم ہادی الترکیب صحیح لکہنے اور پڑہنے کے طریقے مفصل درج ہین۔ قیمت ۵ ایضاً جلد چہارم انگریزی بولنا۔ پانچ ہزار فقرے مع ترجمہ وغیرہ لکہی طور پر درج ہین قیمت ہر ایضاً جلد پنجم۔ اردو سے انگریزی ڈکشنری گویا دریا کوزے مین بند ہے قیمت ۷ جلد ششم کامل القواعد صرف و نحو کے کامل قاعدے انشا پردازی کیلئے مفصل درج ہین ۸ جلد ہفتم خلاصۃ القواعد ضمیمہ جلد ششم مختصر قیمت ۴ جلد ہشتم مشہور و مقبول گرامر کا اردو ترجمہ مع حواشی قیمت ۱ جلد نہم۔ اردو انگریزی خط و کتابت کا ایک ذخیرہ ۴ جلد دہم ضمیمہ جلد اول ۵ کے صفحے انگریزی کے مع ترجمہ درج ہین ۵ جلد یازدہم مخزن الحکایات انگریزی کہانیان مع اردو ترجمہ علاوہ ازین گہڑیان لیمپ باجا اور ہر قسم کی سوداگری مال کا کافی ذخیرہ ہر وقت موجود ہے قیمت ارزان دریافت کیجئے

المشتہر ایک مشہور کارخانہ ... ایچ شرر اینڈ کمپنی سوداگران ... بنارس

کیا جسکی غرض صرف اسیقدر ہے کہ نور و ظلمت کو مساوی کردین۔

مگر واہ رے غیرت علماے اہلسنت کہ اتنا بھی نہ گوارا کیا کہ حضرت عائشہ کے حق مین اس صحیح کلمہ کو بھی استعمال کرسکین۔ فوراً آمادہ تکفیر ہوے ۔ اور اہلبیت اطہار کے حق مین جو کچھ کہا انکی اونکو کچھ فکر نہوئی ورنہ پہلے النجم و اہلحدیث کی تکفیر کرتے جنہون نے کیسے کیسے الفاظ ملعونا استعمال کئے ہین۔ بہرحال ہم آیندہ نمبر مین کچھ اسپر تفصیلی بحث کرینگے۔ اسوقت بہ اتفاق علماے اہلسنت ہم بھی اس شخص کے تکفیر پر اتفاق کرتے ہین اور اسکے ساتھ ہی غیرت اڈیٹر النجم اڈیٹر اہلحدیث کے بارہ مین بھی ان علماسے امیدوار ہین کہ انکے تکفیر کا اعلان شایع کرینگے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ اڈیٹر

خاتمہ خلافت

اگرچہ اہلسنت کا مذہبی اصول یہ ہے کہ الامام لاینعزل بالفسق کہ خلیفہ یا امام کیسا ہی فسق و فجور کرے مگر معزول نہین ہوسکتا۔ لیکن سلطان المعظم عبدالحمید خان ثانی جو ۲۷ اپریل تک امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین حافظ حرمین شریفین کے لقب سے اہلسنت کے یہان ملقب تھے تخت خلافت سے معزول کرکے مع گیارہ عورتون اور دو چھوٹے لڑکون کے سالونیکا کے قصر الاطینی مین جو جنرل اوپیلانٹ کا مسکن تھا قید کردئے گئے۔

یہ معزولی محض فوجی طاقت سے نہین ہوئی بلکہ ممبران انجمن اتحاد و ترقی نے جہان ایک طرف کوشک یلدز کا محاصرہ کیا تھا۔ وہان ایک کمیشن تحقیقات جرم سلطان کیلئے بھی مقرر کیا جسنے بعد اثبات

جزم شیخ الاسلام سے فتوی لیا۔ شیخ الاسلام استنبول نے فتوی دیا، و عبدالحمید خان نے قرآن کا حلف اوٹھاکر اوسکے خلاف کیا جس سے بہت سے لوگونکی خونریزی ہوئی ہے اس حکم شرعی کے بعد وہ خلافت سے معزول کیے گئے بتاریخ ۲۷ اپریل مطابق ۵ ربیع الثانی۔

یہ بھی خدا کی شان ہے کہ ۲۳ اپریل کو رسم سلامین کس شان سے ادا کی گئی کہ سلطان نماز جمعہ کو کس تزک و احتشام سے روانہ ہوئے کہ دو طرفہ افسران فوج کا جلوس تھا۔ آج وہی سلطان قید ہے۔

انجمن اتحاد و ترقی کیا ہے۔ غالباً کم لوگ واقف ہون لہذا مختصر حالات اسکے ضروری الاطلاع ہین نوجوان ترک یا ینگ ٹرکس پارٹی اوس جماعت کا نام ہے جو آج کل ترکی کے انقلاب کا باعث ہے۔ اسکی انجمن بنام انجمن اتحاد و ترقی موسوم ہے۔ اسکا ذکر مقام سالونیکا ہے اس فرقہ نوجوان ترک مین صرف مسلمان ہی نہین شامل ہین یہودی۔ عیسائی۔ ارمنی سب شریک ہین۔ اور صرف نوجوان ہی نہین شامل ہین بلکہ بڑے بڑے ذی اقتدار روسا پاشا وغیرہ سب امیر شریک ہین۔ اخبار وکیل لکھتا ہے۔

اس موقع پر یہ جتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ "نوجوان ترک" کا مفہوم سمجھنے مین صفت و موصوف دونون کی نسبت یہ غلطی نکرنی چاہیے کہ ینگ ٹرکس پارٹی کو صرف نئی نسل کے ترکون پر محدود کردیا جائے۔ بلکہ لفظ نوجوان اس مین زیادہ تر زمانہ حال اور نئی روشنی والون کے معنی دیتا ہے اور ترکون مین صرف

ایک گاڑی گڑھے مین گر پڑی

جبکہ برسات کی اندھیری مین ایک کاہل اور ناعاقبت اندیش گاڑی بان ایک ضروری کام کو گاڑی لیجا رہا تھا جسنے کبھی پہیون کا کبھی دال گھیون کو صاف نہین کیا تھا ایک عمیق پانی کو زمین سمجھکر گاڑی کو جھونکدیا اور خود مع گھوڑونکے غرق ہوگیا۔ یہ ہم لوگ انسان کی جسمانی گاڑی کیلئے دو آنکھین جو ہی دو لال گھیین ہین انہین صاف رکھنا ہمارا ضروری فرض ہے۔ ورنہ غفلت سے کبھی نہ کبھی جسمانی گاڑی ضرور گڑھے مین جا پڑے گی۔ (نہین سکھ)

اس دوا کو آنکھونکے امراض سرخی۔ خارش چشم۔ پیپل پھولا جالا۔ دھند۔ اور حفظ و قوت بصارت کیلئے بنظر مرکب خلاف خدا ملن لیا ہے۔ سیکڑون سارٹیفکیٹ ہون اوراب جبکی آئی ہین جنمے اسکے ہزارون لوگونے مفت تقسیم کیے ہین۔ مین کہتا تھا کہ ان کہ یہ دوا جانفشانی کی تجربہ پر مختصر کہیے اسکی اصلی فضیلت بہت سے مقرر کی ہو نفضل خدا میرے تردیک کوئی شی نہین کیونکہ محمد اشرف مالک مشہور سوداگری کارخانہ۔ اسے مارچ شہر اندر چکین اپنا لکا الالک و محض معلن۔ اور وہ قیمت کیا ہے ایک سلوش مفقود دیا کی صرف دوا نے۔ جو سالی بہر کو کافی ہو۔ اگر گاڑی کی خیر چاہو اور دالکا نینون کی صفائی تو ایک منٹ کی دیر نہ کرو وہ منگالو

آجکل کی تازہ شہادت ۔۔۔ بہت مفید ثابت ہوا امراض چشم کیلئے اسکا اثر اسکی قیمت سے بہت زیادہ ہے یقینی ۔۔۔ ہر اکم شیک ۔۔۔ اور یہی ۔۔۔ صاحب ۔۔۔

عثمانی الشیل کے مسلمان ہی داخل نہیں بلکہ تمام باشندگان ٹرکی بلا امتیاز مذہب و قوم اسکا اطلاق ہوتا ہے - ہان یہ ضرور ہے کہ ینگ ٹرکش پارٹی مین مسلمانون کا عنصر غالب ہو اور عیسائی یہودی ارمنی وغیرہ اسی نسبت سے شامل ہین جو انکی تعداد کو ٹرکی مین حاصل ہے - اور چونکہ گذشتہ نصف صدی کے اندر شخصی حکومت کی خرابیان بہت کچھ بڑھ گئی تھین اسلئے ٹرکی مین ایک گروہ ایسے لوگون کا تیار ہو گیا جو آزادی و آئین کو دل سے پسند کرتے - اور جنہوں نے مسلسلہ اہل یورپ کی آسائش پر رشک کہاتے تھے - ان محبان وطن کے سردار مدحت پاشا تھے - مدحت پاشا نے اپنی دوسری وزارت کے زمانہ مین کانسٹیٹیوشن ترتیب دیا اور پارلیمنٹ قائم کرادی - گر افسوس کہ سلطان المعظم نے مدحت کو جلا وطن اور پارلیمنٹ کو برخاست کیا اسکے بعد تیس بتیس سال کا زمانہ اسطرح گذرا کہ آئین یا پارلیمنٹ کا علانیہ نام بہی لینا جرم سمجہا جاتا تہا - اور اخبارات و تحریر کا محکمہ سنسر ایسے پرچون یا کتابون کو ملک مین داخل نہونے دیتا تھا جن سے رعایا مین آزادی یا آئین کے فیلنگ کو تحریک ہو -

شخصی حکومت نے آئین و آزادی کے ہیجان کو دبانے کیلئے جو جو طریقے اختیار کئے اُن کی تفصیل سخت ناگوار و دردانگیز ہے مگر اُن کا اندازہ کسی قدر اس امر سے لگایا جا سکیگا کہ بقول مسٹر ملکسٹن پچھلے تیس سال کے اندر دس ہزار آدمیون کی جانین صرف پولیٹیکل جرائم پر ضایع ہوئین - نہایت ذہین و روشن خیال لوگ جلاوطن کئے گئے - اور اکثر نے خود ممالک غیر مین پناہ لی - جو خفیہ پلیس ایسے اشخاص کی نگرانی و سراغرسانی پر متعین تہی اسکے جاسوسون کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچتی تھی - اور قریب دو کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ اوسپر خرچ ہوتا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ تعلیم اور دوسرے کارہاے رفاہ عام پر حسب دلخواہ توجہ نہوسکتی تہی - اور لوگونکو شخصی عداوتین نکالنے کا خوب موقع ملتا تھا جرائم کا بازار گرم رہتا تھا اور ایک فرقہ دوسرے کو شبہہ کی نظر سے دیکہتا تھا - پولیٹیکل اشتباہ کے شکار زیادہ تر مسلمان اور تعلیم یافتہ ترک ہوتے تھے - اسلئے مدحت پاشا کے بعد جو لوگ جلاوطن کئے گئے انہون نے خود کو ایک سلسلہ مین مربوط کیا - اور ایک طرف خود ممالک یورپ مین آزادی و آئین کی تاریخ اور عملی کارروائیون کا مطالعہ کرتے رہے - اور دوسری جانب اپنے عزیز و اقارب و احباب کی معرفت اپنے ہموطنون مین اس کا خیال پہیلاتے رہے - ان فدائیان قوم کی سب سے بڑی جمعیت کا مرکز الامارۃ پیرس مین تھی - اور دیگر ممالک کے ترک اکثر اسی سے متعلق رہتے تھے

اس مجلس نے اپنے آپ کو پیرس کی خفیہ سوسائٹی سے جسکے صدر احمد رضا بک مشہور محب وطن حال پریسیڈنٹ دارالوکلائے عثمانیہ تھے مربوط کرلیا اور اپنا اثر ملک پر پھیلانا شروع کیا۔ مگر اسکے ساتھ ہی اپنی کاروائیون مین ایسی احتیاط برتی کہ شخصی حکومت کے جاسوسون کو جو سایہ کی طرح اُنکے ساتھ رہتے تھے خبر ہونے پائی۔ اس غرض کے حاصل کرنیکے لئے اُن کو فرامشنون اور زمانۂ قدیم و جدید کی دوسری خفیہ انجمنون کی طرح خاص اشارات مقرر کرنے اور سخت قواعد بنانے پڑے۔ جن کا دنیا کو ابتک علم نہین اور شاید عرصہ تک نہ ہو سکیگا۔ لیکن جہانتک معلوم ہے مجلس کے اصول سربرآوردہ اشخاص کے نام ظاہر کرنے کی بڑی سختی سے ممانعت کرتے۔ اور اسے ناقابل معافی جرم قرار دیتے تھے نئے امیدوارونکو پہلے تقریرون اور کتابون کے ذریعے سے آئین و آزادی کی محبت مین پختہ کیا جاتا تہا۔ اور اسکے بعد بڑی سخت آزمائش کے بعد مجلس مین لیا جاتا تہا۔ داخلہ کی رسم بعد غور و خوض ایسی قرار دی گئی تہی کہ اس کا امیدوار کے دل پر گہرا اثر پڑتا تہا۔ مثلاً جب امتحان کے بعد اُسکی صداقت پر اعتبار ہو جاتا تہا اور اُسکے داخل کئے جانے کی منظوری مل جاتی تہی تو بعض ابتدائی ریاضتین اس سے کرائی جاتی تہین پہر فرامشنون کی بابت جو حکایت زبانزد خاص و عام ہین اُن کے موافق اُسکی آنکھون پر پٹی باندہی جاتی تہی۔ اور بڑی حکمت عملی سے اُسے ایک پوشیدہ مقام پر پہنچایا جاتا تھا جہان ایک تاریک کمرہ یا غار مین مہیب صورتون کے دو آدمی اُسے انجمن کی وفاداری کا حلف دلواتا اور اُسکے مذہب کی مقدس کتاب پر دلایا جاتا تھا۔ اور قسم کہلوائی جاتی تہی کہ وہ مقدور بھر اپنی تمام ہمت و کوشش اپنے ملک کی فلاح و بہبود مین صرف کریگا۔ اور مجلس کے احکام کو اس حد تک مانیگا کہ اگر خدانخواستہ اُسے ملکی فائدہ کے خاطر اپنے کسی قریبی رشتہ دار یا دوست کو بھی ہلاک کرنے کا حکم دیا جائے تو اُسکی تعمیل مین دریغ نہ ہوگا۔ حلف کے بعد پہر اُسکی آنکھین اسی طرح سے بند کرکے اُسے پہلے مکان مین لایا جاتا تہا۔ اور اپنے گہر جانے کی اجازت دیجاتی تہی۔ پہر مجلس مختلف طریقون سے اُسکی صداقت و وفاداری کو جانچتی تہی۔ اور ایک عرصہ کے بعد اندرونی حلقہ سے آگاہ کرتی تہی۔ چونکہ نوجوان ترکون کا مشن ذاتی اغراض سے پاک اور حب وطن و ہمدردی انسانی کے اعلیٰ جذبات پر مبنی تہا۔ اسلئے بخوبی لوگون کے دلنشین ہوا۔ اور اُنہون کی کاروائی مین جو ایشیا کے مشرقی سرے سے یورپ کے مغربی سرے تک پہیلی ہوئی تہی ایک شخص بہی افشائے راز نہ کرنے پایا۔

رفتہ رفتہ تیسری آرمی کور مقیم سالونیکا کے تمام آدمی اس مقصد کے ہمدرد بنالئے گئے شخصی حکومت کے جاسوس اس فوج مین موجود تھے مگر اُن کو خاک خبر نہوئی۔ اسی اثنا مین عام لوگونکو اس تحریک سے متاثر کرنے کی کوشش بہی جاری رہی اور آہستہ آہستہ کامیاب ہوتی گئی۔ اسکی خاطر کمیٹی کے بعض ممبر پھیری پہر کر سودا بیچنے والے اور بساطی بنگئے۔ اور بڑے بڑے شہرون کے محلون اور دُور افتادہ مواضع مین گشت لگاتے پہرے جہان کوئی سمجھدار شخص اُن کو نظر آیا اُسے اُنہون نے ملکی ہمدردی پر مائل کیا اور جب اُسپر بخوبی اعتماد ہوگیا تو سوسائٹی کا اخبار موسوم بہ «مشورت» اُسکے پاس پہنچایا۔ دو تین اور رسالے ہفتہ وار جرائد و صحائف خاص اراکین سوسائٹی کیلئے بہی نکلتے تھے۔ اور اُن مین آئینی ملکون کی انقلابی تاریخ کے ٹکڑے شایع کئے جاتے تھے۔ مجلس والون کے ایثار کا یہ حال تہا کہ ایک ممبر بغداد مین حجام کی دوکان برسون تک چلاتا رہا۔ ایک سلطان المعظم کے مطبخ مین بحیثیت باورچی داخل ہوگیا۔ بہت سے ممبرون نے سلطنت کے مختلف حصون مین دوسرے پیشے اختیار کئے۔ بعض ڈاکٹر بنے۔ بعض وکیل۔ بعض نے صنعت و حرفت پر توجہ کی۔ اور کچھ اعلیٰ تعلیم یافتہ ممبر ادنیٰ طبقہ کے لوگون کا بھیس بدلکر اعلیٰ ترکی اہلکارون کے ہان کوچوانی سائیسی۔ خدمتگاری پر نوکر ہوگئے اور اُنکے راز معلوم کرتے رہے۔ اگر اُنہون نے اُنکو کسی خودغرضانہ یا ظالمانہ کارروائی پر آمادہ پایا تو اس کا سدباب ایسی خوبی سے کیا کہ مطلق شبہہ نہوا۔ جب ان جانفشانیون سے رعایا کے تعلیم یافتہ و بااثر حصہ مین تائید آزادی و آئین کی تحریک پہیل گئی تو سنہ ۱۹۰۷ء مین ایک عام جلسہ خفیہ طور پر بمقام پیرس منعقد کیا گیا جس مین مجلس کی لوکل کمیٹیون کے اراکین بتعداد کثیر شامل ہوئے اور پیرس کی مرکزی کمیٹی نے دیکھ لیا کہ ترک۔ ارمنی۔ یونانی۔ بلغاری۔ یہودی۔ البانی۔ عرب سربی۔ سلاف۔ تمام فرقون اور جماعتون کے لوگ اس مین شامل ہین۔ نہین معلوم کہ پیرس کی اس میٹنگ مین کیا رائے قرار پائی؟ اور کیسا پروگرام بنایا گیا۔ مگر جو عملی نتیجہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۸ء کو تجدید آئین و بحالی پارلیمنٹ کی صورت مین نکلا۔ اُسنے ساری دنیا پر نوجوان ترکونکی حیرت انگیز طاقت ظاہر کردی اور شخصی حکومت کا ایوان ایک ہی حملہ مین سرنگون ہوگیا جسکے تفصیلی حالات اخبار پڑھنے والون کی یاد مین تازہ ہونگے ہمین امید ہے کہ کسی آیندہ اشاعت مین ہم ترکی مجلس کے متعلق مزید معلومات پیش کرسکینگے۔

یہ حالات ہم نے باختصار اخبار وکیل سے لئے ہیں جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ حضرات اہلسنت جو شیعوں کو تقیہ پر معترض ہوتے ہیں خود کس قسم کے تقیہ باز ہیں حسن بن صباح فرقہ اسمعیلہ کا ایک لیڈر گزرا ہے جسکا حال بطور ناول فردوس بریں میں لکھا گیا ہی اوس سے ان حالات کو تطبیق دو تو معلوم ہو انمیں اور اون میں کیا فرق ہے۔

بہرحال سلطان روم اسی خفیہ سوسائٹی کے شکار ہیں کہ ۲۷ اپریل کو خلافت سے معزول ہوئے جسکی نسبت وطن لکھتا ہی وہ معزول سلطان عبدالحمید باسفرس پار ایشیائی علاقہ کو اور اونکی حرمین مختلف مقامات کو بہیجدی گئیں،،

سلطان کی دانشمندی پر جہانتک غور کیا جائے کم ہے اگر حضرت عثمان بہی اسیطرح صحابہ کرام مہاجرین و انصار کی راے پر عمل کرتے کہ تخت خلافت سے معزول ہو جاتے تو یہ نتیجہ ہوتا جو ہوا اگر عثمان ثانی۔ اور عثمان مین بڑا فرق ہے۔

سلطان کی نسبت آپنے ہزارون اخبار مین ہزارون قسم کے عمدہ الفاظ سنے ہونگے کہ وہ ایسے مدبر اور عاقل تھے جسکی نسبت اب بہی گیت گائی جاتی ہی مگر اسلامی سلطنت کے حق مین اونکا وجود کیسا تھا۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ انکے عہد خلافت مین صوبہ بلگیریا سرویہ۔ جبل اسود۔ بوسینیا۔ ہرزیگو بینیا کریٹ۔ مصر۔ طرابلس۔ عرب۔ کویت حدود ممالک سلطانی سے خارج ہوئے حالانکہ یہ سب صوبہ ایسے زرخیز تھے کہ کہنا چاہئے نصف حصہ ملک کا نکل گیا۔

حق یہ ہی کہ جس بادشاہ کی تین ہزار منکوحہ و غیر منکوحہ بی بیان ہون جو آج تمام ملک مین تقسیم ہو رہی ہین۔ وہ کیا سلطنت کر سکتا ہی جسکے مطبخ (باورچی خانہ) کا خرچ ماہانہ ۹۰ لاکھ روپیہ اور تین ہزار مطبخ کے ملازم۔ وہ کیا بادشاہت کر سکتا ہے۔

سلطان خوب جانتے تھے بقاعدہ سلطنت کی۔ اونکی اولاد بادشاہ نہین ہوسکتی لہذا ۳۳ سالہ حکومت میں اونکی ساری کوشش یہ رہی کہ ترکی کے ممالک زرخیز کو جہانتک ہوسکے جزو اوارہ سینہ یعنی خالصہ سلطانی قرار دین جو خاص بادشاہ کا حق ہوتا ہی تاکہ بعد انکے مین الورثہ تقسیم ہو۔ مگر بفضل اللہ مایشاء و یحکم مایرید۔

سلطان نے اس امر خاص میں حضرت عثمان کی تقلید کی تھی جنہون نے اپنے صاحبزادیون اور دامادون کے نام کل یا اکثر ممالک مفبوضہ کو منتقل کرنا چاہا۔

سلطان کی صلح پسندی اس سے ظاہر ہے کہ سلطان نے اس دو ہفتہ مین جو اونکے اقتدار کا آخری حصہ تھا چالیس ہزار سے زیادہ آدمیونکو قتل کرایا۔ اگر انجمن اتحاد و ترقی اس تیزی سے اپنی کارروائی نہ کرتی اور سلطان کو معزول نہ کرتی تو نہ معلوم کیا نتیجہ ہوتا۔

مدحت پاشا نے جو پہلے پہل سلطنت ترکی مین پارلیمنٹ کی قائم کی تو یہ وہی زمانہ تھا کہ جاپان مین بھی اوسی زمانہ مین پارلیمنٹ قائم ہوا جو آجتک قائم ہے اور اوسنے جو عروج حاصل کیا وہ معلوم ہے کہ روس ایسی سرکش سلطنت کو اوسنے ایسا زیر کیا۔ مگر ترکی مین وہی پارلیمنٹ توڑ دی گئی مدحت پاشا ملک بدر ہوئے جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ بعد خرابی بسیار سلطان بھی اوسی نتیجہ پر پہونچے جو مدحت پاشا کیلئے تجویز کیا تھا

انجمن اتحاد و ترقی کے حسن تدبیر پر چونکہ خود وطنی اخبار بھی بہت شادان ہین لہذا ہم بھی اوسکو مبارکباد دیتے ہین اور بہ اتفاق رای وطن و پیسہ اخبار سفارش کرتے ہین کہ سلطان کی جانکو کسی قسم کا صدمہ نہ پہونچایا جائے مگر پیسہ اخبار کی اس رای پر وہ نوجوان ترکونکی عقلمندی اب بھی آمین ہے کہ معزول سلطان کو نہایت عزت و احترام سے رکھین اور اس سے درخواست کرین کہ اگرچہ وہ سلطان نہین رہا۔ مگر سلطنت کا مشیر ضرور رہے ہم اسطرح بھی اتفاق نہین کیونکہ اونکے مفید مشورونسے سلطنت کی تو یہ حالت ہو چکی پھر اوس غلط مشورے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور ہان تو یقیناً وہ ایسا مشورہ دینگے جس سے اسلامی سلطنت ہمیشہ غارت ہو لہذا ہماری رائے یہ ہے کہ نوجوانان ترک اونسے مشورہ ضرور لین۔ مگر بالکل اوسکے خلاف کرین جیسا کہ آنحضرت صلعم کا حکم مشورہ نسوان کے متعلق تمام عالم کو معلوم ہے۔

ہان انجمن اتحاد و ترقی نے جو قواعد و ضوابط جمہور سلطنت کیلئے قائم کئے ہین اوسمین اگر وہ سلطنت کو بھی محدود کر دین کہ اتنی عمر سے زیادہ کسی جمہوری سلطان کو سلطنت کا حق نہین تو نہایت انسب ہے کیونکہ تجربہ نے بتا دیا ہے کہ دماغ کا زیادہ دنون تک کوئی کام کرنا آخر کو تھکا دیتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ مثل وائسرائے اونکا زمانہ سلطنت بھی محدود نہ ہو۔

آخر مین ہم سلطان محمد خامس کی تخت نشینی پر مبارکباد دیتے ہین جو ۲۶ اپریل تک بر شاہ قدری ایک نظر بند قیدی تھے اور ۲۷ اپریل کو سریر آرائے تخت خلافت ہوگئے۔ ۱۰۱ توپونکی سلامی مین سریر ہوکر خدا کرے انکا سلطان ہونا مسلمانونکے حق مین مفید ہو جسکے آثار اس سے ظاہر ہین کہ سلطان عبد الحمید نے بعد قبول خلافت اپنا نام سلطان عبد الحمید خان رکھا تھا۔ اور انہون نے سلطان محمد اپنا لقب قرار دیا۔

کہ جیسے مرسلین سابقہ کے آئمہ وخلفا منصوص ومعصوم دیکھے جاتے تھے جیسا کہ ابن تیمیہ کی وصیت کبری مین یزید بن معاویہ کی نسبت لکھا ہے۔

واقوام یعتقدون انہ کان اماماً عادلاً ھادیاً مہدیاً وانہ کان من الصحابۃ او اکابر الصحابۃ وانہ کان من اولیاء اللہ تعالی وربما اعتقد بعضھم انہ کان من الانبیاء ع۔	کہ بہت سی قومین یزید کی نسبت یہہ اعتقاد رکہتی ہین کہ وہ امام عادل اور ہادی ومہدی تھا اور بعض کا یہہ اعتقاد ہے کہ وہ صحابہ بلکہ اکابر صحابہ سے تھا اور بعض کا اوس سے یہہ اعتقاد

ہے کہ وہ اولیاء اللہ سے تھا اور بعض اوس کی نسبت یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ وہ انبیاء سے تھا انتہی محصلاً پس ایسے ایسے نالایق وبے اصل مناقب کی۔ بنیادون پر فریق مخالف یعنی شیعہ نے اون جابہ جائز کی تہجین اور بانیان اجماع کی توہین اس جوش سے شروع کی کہ فرقہ نواصب تاب نہ لاسکا حتی کہ زبانی مجادلات کے بعد تلوار کی نوبت پہنچ گئی اور فرقہ نواصب نے خلافتون کی حمایت اور اپنے گروہ کی کثرت کے سبب اکثر مواقع ومحل پر نفوس شیعہ کے اہلاک واستیصال مین کوتاہی نہ کی مگر فریق مخالف ہر ہر مواقع پر مناظرہ ومشاجرہ مین فتح یاب ہوا لیکن جن نواصب کی زبانین اور تلوارین اجماع کی طرفدار اور اونکا دل اعتقاد امامت منصوص کا قائل اور معتقد چلا آرہا تہا انہون نے اپنی بعض کتب خاص مین ایسے مواد کثرت سے جمع کر دئے کہ جن سے ہمارے بیان کی تصدیق ہو سکتی ہے

المختصر بنظر حفظ وجاہت وحکومت ظاہری فرقہ نواصب خارجی آلات وادوات سے اجماع کو استحکام دینے لگا حتی کہ اوسکو اصول مین داخل کر لیا جسکی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ اجماع کے خارج کرنے سے خلفاء غیر منصوص غاصب ثابت ہوتے تھے۔ دوسری مجبوری یہہ پیش آئی کہ کثرت فتوحات کے سبب جب نو مسلمون کا جم غفیر تازہ گرفتار بلا لاتعد ولاتحصی تھا اور اونکو

وسوقت حضرت عمر جو محسن خلیفہ تھے جنکی جانب بیعت سے اکثر اہل حل بیعت اولی قبول کی تھی اونہوں نے کہا اے خلیفہ رسول یہ جبر بد الاسلام لوگ ہیں نکی تالیف لیجئے بس اسپر حضرت ابوبکر نے فرمایا۔

اجبار فی الجاھلیة وخوار فی الاسلام | اگر تو زمانہ جاہلیت میں قوی اظالم تھا اور اسلام میں

تو بہت بزدل ہے۔ اسیطرح لشکر اسامہ نہ بھیجنے پر جو اجماع ہوا اوسے بھی حضرت ابوبکر نے قبول نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اگر ازواج پیغمبر کی ٹانگیں معاذ اللہ کتے بھی گھسیٹیں

لوجرت الکلاب بارجل ازواج النبی ماردت جیشا وجھہ رسول الله | تو بھی میں لشکر کو او دہر سے نہ پہیرونگا کہ جدہر رسول اللہ نے روانہ کرنیکی نیت فرمائی

تھی۔ اسیطرح معزولی اسامہ کی درخواست پر حضرت ابوبکر نے حضرت فاروق کی ڈاڑہی اوچک کر پکڑلی اسیطرح تمام بنی ہاشم اور اہلبیت رسول نے میراث کی تقسیم اور طلب خمس پر اجماع کیا تو وہ اجماع کرنے والے خاطی اور معتوب خلافت ہوگئے حتی کہ اونہی بناؤں پر بیت جناب سیدہ میں چند اصحاب کے قتال کا حکم دیدیا گیا اور قتل علی کی نیت کی گئی جیسا کہ انساب سمعانی اور مروج الذہب سے ظاہر ہے اور حضرت فاروق لکڑیاں اور آگ لیکر خانہ سوزی سیدہ کیلئے آمادہ ہوگئے چنانچہ اس خانہ سوزی کا ذکر العقد ین جمع الجوامع کنز العمال قرة العینین ازالة الخفا الاکتفا تاریخ اقدی ابو الفدا طبری و تحفہ اثنا عشری و امامة والسیاسة ابن قتیبہ وغیرہ میں موجود ہے پس اول تو خلافت اولی کا بنیاد ہی تہہ ہی مخالفان اجماع کے نزدیک بنیاد شریعت کے خلاف رکہا گیا تھا دوم ہر ایک اجماع کو اجماع اولی کی سی قبولیت نہوئی جن اسباب سے اجماع کی ناپائداری اور اجماع اولی کا سازشی ہونا سب پر کہل گیا۔ پھر اوس زمانہ گزرنیکے بعد اجماع اولی کی بنا رے منا دیر یہ اور فساد ہوا کہ خلفاء راشدین کے بعد اوسی حیلے سے سلاطین جائرہ و جابر بہی خلافت رسول کے مالک اور اپنی تئیں سچ مچ کا امام جاننے لگے اور رسم قدیم اونہیں خلفا جابرہ و جائر کو بہی یہ لوگ اوسی عظمت کی نگاہوں سے دیکہنے لگے

جناب امیر سے آکر کہا تھا کہ آپکو خلیفہ رسول بلاتے ہین تو آپنے جھڑک کر فرمایا کہ تم نے کسقدر جلد جھوٹ رسول پر بنالیا (از کنز العمال)

قصہ کوتاہ چونکہ کسی صاحب شریعت کی رسالت یا کسی نبی کی نبوت منجانب خلق نہین مانی گئی تھی نہ بذریعہ اجماع ثابت تھی اور بانیان اجماع مین نہ کوئی معصوم تھا نہ اولیائی محفوظ بلکہ او نمین بعض سزایافتہ حدود شرعیہ بھی شریک تھے اور بعض زانی و شرابی بھی موجود تھے اور وہ سب اس دروغ مصلحت آمیز سے بھی ماہر تھے اور بعض صحابہ ایسے مجموعہ خاطیان کے اجماع اور خاندان رسالت سے انتقال سلطنت کو گناہ عظیم سمجھے ہوئے تھے لہذا اس اجماع کی مقبولیت کے بعد ایک گروہ اسلام کے دو مختلف العقیدہ فریق بنگئے۔ ایک نے جانشین غیر منصوص کے لیئے مجموعہ خاطیان کے اجماع کو حصول مطلب کا ذریعہ اور بعض نے دفع الوقتی کی غرض سے بحیلہ حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالۃ برحق اور نجات کیلئے کافی سمجھ لیا اور دوسرے فریق نے مطابق حدیث کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار اجماع کی مخالفت کی اور بموجب رسم قدیم خلیفہ منصوص کا معتقد رہا۔ اور جو بیعت بھی کی تو تقیہ صرف جان و مال کی حفاظت کی نیت سے پس پہلا فریق ناصبی اور دوسرا شیعہ مشہور ہوا۔

خرابی اجماع اگر فرقہ نواصب کے کل اجماعات ایسے ہی مستحکم ہوتے جیسا اجماع غیر منصوص کی خلافت کیلئے وہلہ اول مین بنالیا گیا تھا تو یہ ایجاد بھی اوس زمانہ کیلئے باعث فساد اور آیندہ نسلونکے واسطے قابل اعتراض نہوتا لیکن جس اجماع کو چاہا خلیفہ نے منظور کیا اور جسکو چاہا اوسے نامنظور کیا بلکہ بعض اجماع صحابہ کو گناہ اور اہل اجماع کو خاطی سمجھا گیا چنانچہ تاریخ الخلفاء سیوطی اور مشکوۃ شریف اور ازالۃ الخفا کے مقصد دوم صفحہ ۲۶ مین ہے کہ جب صحابہ امتناع قتل مانعین زکوۃ پر اجماع کرکے حضرت ابوبکر کے پاس مستارشی ہوئے جن مین حضرت سعد بن ابی وقاص و طلحہ و زبیر و عثمان غنی و جناب امیر علیہ السلام و حضرت فاروق شریک تھے اور

حکم سے پس وہ خارجی کافر مسجد نبوی سے نکلکر ہوسنگے دروازہ کی چوکہٹ پر کھڑا ہوا اور کہاکہ اے خدا اگر محمدؐ نے یہہ بات تیری طرف سے کہی ہے تو میرے اوپر پتھر برسا لوگون نے کہا ہے کہ اوسکے سر پر پتھر گرا اور وہ منافق اوس پتھر سے ہلاک ہوا اور آیت سال سائل الخ نازل ہوئی انتہی محصلاً۔ اسکے علاوہ آنحضرت نے اپنے مرض موت مین حاضرین صحابہ سے خطبہ آخری مین فرمایا

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم (سورہ محمد)	حاضرین صحابہ سے خطبہ آخری مین فرمایا جب تم والی ہوگے تو زمین مین فساد ہی

پھیلاؤگے اور قطع رحم کروگے انتہی محصلاً اس قصہ تلاوت آیت کو بکثرت مورخین و محدثین اور بالخصوص جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہے جس تاریخ کی صحت کے معرف مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ہین جس سے ثابت ہوا کہ منافقین صحابہ پیغمبر کے بعض احکام اور رفض استخلاف سے بدول تھے مگر حضرات شیعہ غصب خلافت کا الزام جو شیخین پر لگاتے ہین جیساکہ بعض علمائے اہلسنت کے کلام کے قرینہ سے بھی پایا جاتا ہے مثلاً حضرت سفیان ثوری کا قول ہے

من زعم ان علیا کان احق بالولایۃ منھما فقد اخطاوا ابا بکر وعمر و المھاجرین والانصار۔ ازالۃ الخفا مقصد دوم ص ۲۹	اگر جو شخص یہ گمان کرتا ہو کہ علیؓ خلافت کے احق تھے شیخین سے تو اوسنے بیشک ابوبکر و عمر و مہاجرین و انصار کا تخطیہ کیا۔ انتہی تو ایسا خیال محض بدگمانی

ہے اگر شیخین خلافت نہ لیتے تو طوائف الملوکی ہو جاتی۔ کیونکہ وارثان مقتولین بدر و احد و خندق و خیبر و حنین و تبوک شرف و فضیلت و سلطنت بنی ہاشم سے بدول اور آمادہ فساد تھے۔ الغرض انہین حالات سے بعض خیر اندیش صحابہ کو جبار و عنید کے حلون کے انسداد اور دنیاوی منفعتون کے لحاظ سے مجبوراً اجماع کا ایجاد کرنا پڑا اور تحصیل خلافت کے بعد اپنے تئین مجبوراً مستحق ظاہر کرنا پڑا اگر ایسا نہ کرتے تو عوام پر رعب و عظمت قائم نہوتی اور نیز اوس پیچ سے زوال خلافت کا بھی اندیشہ تھا اس منفعت سے دروغ مصلحت آمیز سے کام لیا گیا جیساکہ قاضی علامہ نے

بلکہ اس لحاظ سے کہ اگر قتال کرتے ہیں تو اسقدر صحابہ۔ اور بظاہری مسلمان قتل ہوتے ہیں۔ اگر سکوت کرتے ہیں تو اس خونریزی اور فساد میں اور بھی ترقی ہوتی ہے کیونکہ خلافت خلیفہ اول سے انکو چسکا پڑا ہوا تھا کہ جہانتک ہوسکے لوٹ مار کرنا چاہیے اور ناجائز وسائل سے کام نکالنا چاہیے۔

اس کشمکش اور غور و تامل کو حضرت اپنے ان لفظوں میں ادا فرماتے ہیں کہ اوسی

روضہ ندیہ میں ہے۔ عن مالک بن
الجون قال قام علی ع بالربذة فقال
من احب ان یلحقنا فلیلحقنا ومن
احب ان یرجع فلیرجع ماذونا له
غیر حرج فقام الحسن بن علی ع
فقال یا ابت او یا امیر المومنین
لقد کنت فی حجر وکان للعرب
فیک حاجة لاستخرجوک من
جحرک فقال الحمد لله الذی یبتلی
من یشاء بما یشاء اما والله لقد
ضربت هذا الامر ظهر البطن او ذنبا
ورأسا فوالله ان وجدت له
الا القتال او الکفر بالله تحلف
بالله علیه اجلس یا بنی ولا تحن
حنین الجاریة اخرجه ابو الجهم ذکره
المحب الطبری ولما التقا الفریقان
یوم الجمل صف امیر المومنین
الناس ثم نادی لا یرمین رجل

یعنی مالک بن جون سے روایت ہے
کہ جب حضرت بقصد جنگ بصرہ مدینہ
سے روانہ ہوئے۔ تو بمقام ربذہ قیام کیا
(جہاں ابوذر صحابی رسول مدفون ہیں
کہ عثمان نے انکو مدینہ سے خارج کیا تھا)
اور فرمایا کہ جو شخص چاہے ہمسے لحق ہو۔
(یعنی ساتھ چلے) اور جو چاہے پھر جائے
تو پھر جائے اوسکو اذن ہے بغیر کسی حرج
کے (یہی کلام جناب امام حسین علیہ السلام
کا تھا بروز عاشورہ)۔ پس کھڑے ہوئے
امام حسن ع اور فرمایا کہ اے بابا یا اے
امیر المومنین اگر آپ پتھر کے اندر بھی چھپے
رہتے۔ تو عرب آپکے ایسے محتاج تھے کہ
وہاں سے بھی باہر لاتے (اپنی غرض کے لئے)
پس جناب امیر المومنین نے فرمایا حمد ہے
اوس خدا کا کہ جس کو چاہتا ہے جس بات
میں چاہتا ہے مبتلا کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے
جس بات سے چاہتا ہے معاف کرتا ہے

بسهم ولا يطعن برمح ولا يضرب بسيف ولا تبتدوا اليوم بالقتال وكلموهم بالطف كلام لان هذا مقام من فلج فيه فلج يوم القيمة فلم يزل وقوفا حتى تعالى النهار فنادى القوم باجمعهم يا ثارات عثمان فنادى علي محمد بن الحنفية ما يقولون قال يقولون يا ثارات عثمان فرفع علي يديه فقال اللهم كب اليوم قتلة عثمان لوجوههم وعن محمد بن عمر بن علي ابن ابي طالب لم يقاتل يوم الجمل حتى دعا الناس ثلاثا حتى اذا كان يوم الثالث دخل عليه الحسن والحسين وعبد الله بن جعفر فقالوا قد اكثروا فينا الجراح فقال يا ابن اخي والله ما جهلت شيئا من امرهم الا ما كانوا فيه وقال لي صب ماء فصب له ماء فتوضى ثم صلى ركعتين حتى اذا فرغ رفع يديه و دعاء به وقال ان ظهرتم عليهم فلا تطلبوا مدبرا ولا تجهزوا على جريح وانظروا ما حضر واية الحرب من آنية فاقبضوه وما كان سوى ذلك

آگاہ ہو قسم خدا کی میں نے اس امر میں اچھی طرح غور کیا ظاہر و باطن پیا مقدم و موخر پس قسم خدا کی نہ پایا میں نے مگر جنگ کرنیکو یا کفر کرنے کو (یعنی اس معاملہ میں بھی دو صورت ہے یا جنگ کروں نہیں تو کفر اختیار کروں) پھر قسم دیا خدا کی کہ بیٹھ جاؤ اور لڑکیوں کی طرح نالہ نہ کرو اس روایت کو نقل کیا ہے ابو الجہم نے اور ذکر کیا ہے محب طبری نے جب کہ روز جمل دونو طرف کے لشکر آراستہ ہوئے اور صف قائم کیا امیر المومنین نے تو آواز دی کہ کوئی شخص کسی پہ تیر نہ چلائے۔ نہ نیزہ لگائے۔ نہ تلوار مارے آج کے روز جنگ کی ابتدا نہ کرو۔ اور کلام کرو بہ الطف کلام پس برابر کھڑے رہے حضرت یہانتک کہ بلند ہوا روز۔ اور دوسری طرف سے آواز بلند ہوئی یا ثارات عثمان یعنی انتقام عثمان لینا چاہئے حضرت نے محمد بن الحنفیہ سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں عرض کیا کہ یا ثارات عثمان کہتے ہیں حضرت نے دو نو ہاتھ اپنے بلند کئے اور فرمایا خداوندا آج قاتلان عثمان کو اونکے منہ کے بل گرا

فھو لو برشتہ

وعن لبشر الشیبانی فی قصۃ حرب الجمل قال فاجتمعوا بالبصرۃ فقال علی من یاخذ المصحف ثم تقول لہم ماذا تنقمون تریقون دماءنا و دماء کم فقال رجل انا یا امیر المومنین قال انک مقتول قال لا ابالی فاخذ المصحف فذھب بہ الیھم فقتلوہ ثم قال من الغد مثل ما قال فقال رجل انا فقال انک مقتول کما قتل صاحبک قال لا ابالی فذھب فقتل ثم قال کلیوم واحد قد حل لکم قتالھم الآن فمن ھولاء وھولاء فاقتتلوا قتالا شدیدا فرد علیھم ما فی المشکر حتی القدر ذکرھذہ الاحادیث الثلثۃ الحافظ السیوطی ص ۳۲

محمد بن عمر بن علی راوی ہیں کہ حضرت نے جنگ جمل میں اوسوقت تک جنگ نہ کیا کہ تین روز کی اونکو مہلت دی جب تیسرا روز ہوا تو حضرت امام حسن اور امام حسین اور عبداللہ بن جعفر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اب تو ہماری لشکر کے لوگ بہت زخمی ہو گئے حضرت نے فرمایا اے برادر زادے میں بے خبر نہیں ہوں سب باتیں مجھے معلوم ہیں تھوڑا پانی لاؤ حضرت نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اوٹھا کر دعا کی پھر فرمایا اگر تم فتحیاب ہو تو جو بھاگ جاوے اوسکا پیچھا نہ کرو۔ جو زخمی ہو کر گرا ہو اوس پر حملہ نہ کر۔ اور دیکھو جو چیز لشکر میں ہیں وہی تو لوٹی جائیں آئندہ نہیں ہے۔ اور اسکے سوا جو کچھ ہے وہ اونکے وارثوں کا مال ہے۔

لبشر شیبانی راوی ہیں کہ جب سب جمع ہوئے بصرہ میں تو حضرت نے فرمایا کون تم سے ایسا ہے جو مصحف لیکر انکے پاس جاوے اور پوچھے تم کیوں بگڑے ہو جو خونریزی کرتے ہو اور ہمارا بھی خون کرتے ہو اور اپنا بھی۔ ایک شخص آمادہ ہوا حضرت نے فرمایا مگر یہ جان رکھو کہ تم قتل کیے جاؤگے اوسنے کہا کوئی پروا نہیں مصحف لیکر وہاں گیا اور حضرت کا پیغام پہونچایا پس قتل کیا گیا دوسرے روز بھی یونہی ایک دوسرا آدمی گیا تیسرے روز حضرت نے اجازت دی کہ اب تمکو حلال ہوا قتل انکا پس نہایت شدید جنگ ہوئی پس رد کیا او نہیں یہانتک کہ دیگچی کو

اس روایت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص کوئی کام خدا کے لئے کرتا ہے اور اوسکی مرضی اور خوشنودی کا جویا ہوتا ہے کسطرح اوس کام پر اقدام کرتا ہے کیونکہ تمامی عقلا کو خونریزی اور قتل و غارت سے عقلاً اجتناب لازم ہے اور حتی الوسع اسپر اقدام نہیں کرتا مگر بمجبوری یہی وجہ ہے کہ کل انبیا اور اوصیا بذات خود جنگ میں شریک رہتے ہیں تاکہ اون فرقونکو تعلیم کرتے رہیں جس سے شرعی جہاد اور ملکی جنگ وجدل میں فرق ظاہر ہو۔ کیونکہ جنگ ویکار دونوں ہے خونریزی دونوں میں ہوتی ہے جان کا نقصان دونوں میں ہے فرق ہے تو اسقدر کہ ایک جنگ کی غرض محض ہوا وہوس ہے دوسرے کی غرض رضائے باری ہے اسیلئے خود جناب رسالتمآب بنفس نفیس ہر اوس جہاد میں شریک رہتے جسکی اہمیت اور عظمت سے آپ واقف تھے تاکہ مسلمانونکو سمجھاتے رہیں اور تعلیم دیتے رہیں کہ کس حالت میں حملہ کرنا چاہئے اور کس ضرورت سے۔

یہی رفتار جناب امیر ہے کہ حضرت جہاد کو تشریف لیگئے ہیں اور کس کس طرح پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے ہیں کہ کوئی امر خلاف حکم خدا ورسول نہ ہونے پائے بخلاف دوسروں کے جنھوں نے اس حکومت کو ذریعہ ملک گیری قرار دیا اونہوں نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ڈاکوؤں اور لٹیروں کا ہے۔

جناب امیر کس وضاحت سے فرماتے ہیں کہ مینے غور وفکر کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا ہر پہلو وجوانب پر نظر کی۔ مگر دو بات کے سوا تیسری نہیں نکلتی یا تو اسنے جنگ کروں۔ یعنی یہ واجب القتل ہیں۔ اور اگر نہ جنگ کروں تو کافر ہو جاؤں کیونکہ واجب القتل کا چھوڑنا دانستہ باوصف اختیار کفر ہی کرنا ہے۔

اب آپ ہی فرمائے حضرت ایسی حالت میں کیا کرتے کیونکہ ایک بات اختیار کرنا قطعی ضرور تھا یا ترک قتل کریں تو کفر لازم آتا ہے یا جہاد کریں تو ہزاروں صحابہ مارے جاتے ہیں جن لوگونکو اسلام کی محبت نہو گی یا ترقی اسلام کے خواہاں نہونگے وہ تو یہی کہینگے کہ ترک اسلام بہتر تھا کیونکہ یہی اصلی مقصد اونکا ہے اور اسیکی تعلیم دی گئی ہے

مہذب مناظرہ

آجکل جہان دیکھو مناظرہ کا بازار گرم ہے کہین تو بالکل حقوق کیلئے ہندو و مسلمان مین مناظرہ ہے کہین ہندو و آریہ مین مناظرہ ہے کہین آریہ و مسلمان مین مناظرہ ہے کہین وہابی حنفی کا جھگڑا ہے شیعہ سنی کا مناظرہ تو قدیم الایام سے عالم مین مشہور ہے مگر کوئی مناظرہ جو مذہبی یا بالکل تہذیب و شستگی و متانت سے خالی نہین نظر آتا خصوصاً آریون کا مسلمانون سے اور وہابیون کا حنفی یا شیعہ سے جس سے ایک خاص نفرت ہوتی ہے اس مناظرہ اور بدتہذیبی کیسی بات مگر حق یہ ہے کہ جب ایک فریق بدزبانی و بدتہذیبی مین اسقدر ترقی کر جائے کہ صریح گالی حرامزادہ خلاف کا پلہ کر جائے تو کہانتک دوسرا صبر کر سکتا ہے۔

ہان اگر خصوصیت پر شرف آپ یا سکتے تو صرف السمٹس مین جو آج چار برس سے اصلاح سے ماہانہ شایع ہوتا ہے اور اسمین جو مضمون تحریف قرآن کی بحث تھی وہ کیسی عظیم الشان بحث ہے کہ ہر مسلمان پر اسکی تحقیقات ضروری ہے جلد اول اسکی بالکل ناقص تھی ہر نمبر کم تھے الحمد للہ کہ وہ سب نمبر بھی چھپوا لئے گئے صرف ۵ نسخے جلد اول کے رہ گئے ہین اگر آج آپنے طلب کیا تو پھر دو تین مہینہ مین اسکا پتہ نہ ملیگا قیمت جلد اول ؎ جلد ثانی ؎ جلد ثالث جلد رابع جسکے سات نمبر چھپنے کو باقی ہین۔

اگر ایک ساتھ طلب کرنے پر چہار جلد روانہ ہوسکتی ہے علاوہ محصولڈاک جہانتک جلد ہوسکے طلب فرمائیے کیونکہ اصلاح جلد ہے کا پانچوان نمبر حاضر ہے اسکی ترقی اسکی خوبی آپکے پیش نظر ہے مگر چونکہ ہمارا مقصود زیادہ تر یہ ہے کہ غیر مذہب والے زیادہ دیکھین اسلئے انکے لئے خاص رعایت یہ کیجا سکتی ہے کہ عرصہ سے ایک ششماہی کا چندہ بجائے ۔ عم ۔ عہ کر دیا جائے جو بادامی کاغذ پر چھپیگا بشرطیکہ کم سے کم ۱۰۰ درخواستین آجائین۔ اسمین خاص طور سے کوشش کرنا چاہئے کہ فریق مخالف دیکھے شاید موجب ہدایت ہو۔

استقصار الافحام جلد ثانی

اس کتاب مستطاب سے کون مسلمان ناواقف ہوسکتا ہے جسنے اسلام کو ایک ایسے ملک میں بچا لیا کہ جسنے طوفان بدتمیزی پیدا کر دیا تھا اصل مین تو یہ بارہ جلدین اس کتاب کی ہین مگر دو جلدین چھپی تھین جنمین سے جلد ثانی بالکل نایاب تھی حال مین یہ کتاب دوبارہ چھپوائی گئی ہے جو ۲۲×۳۰ کی تقطیع پر صفحہ ۴۵ پر تمام ہے قیمت عہ

اور عجالہ نافعہ جسمین نہایت صحیح و مجرب دعائین ہین قیمت ہر چہل تاریخ سعدہ و نحس مولفہ جناب راجہ علی حسن خان صاحب تعلقدار دام عزہ بہشتی مثنوی قیمت ۲ر مفتاح الہدایہ ۳ر منتخب الاحکام ترجمہ تحفہ و نجاۃ العباد ۲ر

یہ آخری کتابین جو مختصر سی ہین جو مطابق فتوائے سرکار ناصر الملۃ والدین مولانا السید ناصر حسین صاحب دام ظلہ کے حکم اور ملاحظہ کی نظر سے گذری ہین لہذا جہانتک ہوسکے مجتہدین مدظلہم کی کتابونکو طلب فرما کر اعمال اپنے مطابق احکام شرعی کرین جناب سید علی صاحب ، جنابا و جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ کے پاس لکھنؤ سے طلب فرمائین

سید مظہر حسین ... مالک مطبع ... لکھنؤ

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کے لئے ہے

نمبر ۶ | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۲

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۲	بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ	نمبر ۶

رسید اصلاح پرنٹنگ کمپنی

(۸۷) جناب سید اقبال حسین صاحب سب انسپکٹر ڈیرہ پور ضلع کانپور ۱۶۹۵ لہ حصہ عدد

ہمارا گذشتہ ماہ الحمد للہ بخیر و خوبی تمام ہوا۔ ویلو کی زحمتین ہنوز ناتمام ہین۔ ۰۰ ۷ قطعہ ویلو مین ۲۰۰ وصول ہوا تخمیناً ۳۰۰ واپس آچکا ہے اور ۲۰۰ باقی ہے جسکا حشر نہین معلوم وصول ہوگا یا واپس۔ صرف یہی زحمتین نہین ہوتین بلکہ جنکا وصول ہوتا ہے اوسپر بھی تیقن نہین ہوتا کہ یہ ویلو کسکا ہے کیونکہ جو فارم آتا ہے اوسپر نہ ہمارے دفتر کا کوئی نمبر ہوتا ہے نہ نشان بلکہ ڈاکخانہ والے جو نمونہ کم لیاقت ہوتے ہین اسطرح غلط سلط نام لکھتے ہین کہ نہایت دقت ہوتی ہے۔

اسیوجہ سے یہ ماہ اکثر حضرات کے پاس نہایت تاخیر سے پہونچا ہوگا حالانکہ ویلو نمبر کی اشاعت دوسری تیسری تاریخ سے شروع ہوگئی تھی اگر سبکا چندہ وصول ہوتا تو ایک ہفتہ کے اندر کل پرچے تقسیم ہوجاتے۔

اب یہ ماہ حاضر ہے جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ اصلاح کسقدر پابندی وقت سے شایع ہو رہا ہے اور اسکے مضامین کیسے ہوتے ہین کہ ہر رائے اسکی انمول ہوتی ہے اور ہر تحقیق نرالی جس سے نہ خود مومنین بلکہ مخالفین بھی مستفید ہو رہے ہین اور خاص عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

البتہ میری تردداتِ ذاتی سے نہایت انتشار ہو رہا ہے خصوصاً خواہر عزیزہ مریضہ شفاہا اللہ کی ناسازی مزاج سے جسکے لئے تمامی مومنین سے بالخصوص امیدوار دعا ہون کہ اسکی علالت کو بہت امتداد ہو چکا اسی سبب سے مین دفتر مین بہت کم ہون۔ اور نائب اڈیٹر کی ترتیب سے یہ نمبر شایع ہوتا ہے۔

اصلاح جس ہاتھ مین جاتا ہے اوسکی حفاظت خاص طور سے کیجاتی ہے کہ بعد اختتام سال اسکی

جلد بندی کرالی جائے اسلیے دفتر بھی ہر شکایت پر بلا عذر نمبر بنمبر حاضر کرتا ہی یہانتک کہ آٹھ دس نمبر مختلف
ستین کے بھی روانہ کیے جاتے ہین جس سے دفتر بیحد زیر بار ہو رہا ہی - لہذا اس نمبر کے بعد اگر اندر
ماہ کے شکایت آئیگی تو تعمیل ہوگی اور صرف وہی نمبر بھیجا جائیگا جو نہین پہونچا ہی اسکے علاوہ
اور کوئی نمبر روانہ ہوگا جب تک بحساب فی نمبر ۳ کے ٹکٹ نہ آئین کیونکہ اب انتظام ہر طرح
مکمل کر دیا گیا ہے اور افسران ڈاکخانہ بھی نہایت مستعدی سے آمادہ انسداد ہین -

نقل چٹھی پوسٹماسٹر جنرل بہادر کلکتہ

از دفتر پوسٹ ماسٹر جنرل بنگال بخدمت مولوی علی حیدر اڈیٹر اصلاح - مورخہ کلکتہ ۱۲ مئی
جناب عالی - اس دفتر کے سلسلہ مراسلات نمبر ۲۴/۶۱ سے مورخہ ۷ مئی سنہ ۱۹۰۹ع کے متعلق عرض ہے
کہ بدنظمی محکمہ ڈاک سے جو صدمہ اور نقصان آپکو پہونچا گیا ہی اوس سے ہمکو دلی رنج ہوا اور اب مین
آپکو مطلع کرتا ہون کہ یہ ساری خرابیان سب پوسٹماسٹر سیوان کی بیہودگی سے رہی ہیں - سب پوسٹماسٹر
مذکور عنقریب بدل دیا جائیگا اور پھر معقول انتظام آپکے پرچہ کا ہوگا جس سے امید ہی آپکو آیندہ
کوئی شکایت نہ پیدا ہوگی - فقط آپکا خادم پوسٹماسٹر جنرل صوبہ بنگال ۔

حالات ایران

فرمان شاہی دربارہ پارلیمنٹ ایران جسپر روس کہ خدا نے ہمکو یہ سلطنت عطا فرمائی ہمیشہ
اسمین کوشان ہی کہ ملک کے معائب و نواقص کو دفع کرین کیونکہ یہ ملک ہمارے لیے بمنزلہ وطن ہی
اسکی اصلاح بغیر ارتباط ملت و دولت ناممکن ہی - اسلیے ما بدولت ہمیشہ اسمین کوشان رہی کہ
ما بدر عزیز وطن کی خدمت کرین چنانچہ ملت نے بھی جو سب ہمارے فرزند عزیز ہین ہماری رہی اور
پیشگاہ شاہنشاہ مرحوم (مظفر الدین شاہ) سے طالب سلطنت مشروطہ ہوئے - ہمارے
عرائض اور ملکی اعانات سب محفوظ ہین جنمین ہمنے رعایا کی موافقت مین شاہ کو عرائض لکھے - اور ہر
خطوط و عرائض سے ہماری ہمدردی ظاہر ہے -
عطائے مشروطیت کے بعد جب ہم طہران مین آئے تو امضائے قانون اساسی مین کوششین کین یہانتک
کہ قانون اساسی شاہنشاہ مرحوم کی دستخط مبارک سے مزین و مکمل ہوا -
جب ہماری سلطنت کا وقت آیا اور عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیا تو تمام اپنی کوشش اسمین صرف کی

کہ سلطنت مشروطہ قائم ہو اور مجلس ملی کی عظمت وقعت مستحکم ہو۔
مگر خود غرضونکے اغوا اور اونکی درازدستی نے آخر مین ہمکو مکدر اور مایوس کیا کہ اس مجلس شوری سے کوئی نفع ملک کو نہین ہو سکتا لہذا چند روز کیلئے ہمنے ملتوی کر دیا۔
ماہ شوال مین پھر جب ہمنے چاہا کہ فرمان پارلیمنٹ جاری کرین تو ایسے اسباب جمع ہوے کہ اگر پارلیمنٹ کا اختیار دیا جاتا تو یقیناً فسادات عظیمہ پیدا ہوتے لہذا ہمنے عملاً اسکو روکدیا اور بدل سعی سے ارتفاع موانع مین کوشان رہے۔
چونکہ اب وہ سب موانع و عوائق مرتفع ہو گئے لہذا ایکمال اشتیاق و میل قلب اس فرمان کے ذریعہ سے حکم دیتے ہین کہ مطابق اوس قانون اساسی کے جو سابق مین جاری تھا بدون ذرہ کسر و نقصان پارلیمنٹ جاری کیا جائے اور ایسے لوگ ممبر مقرر کئے جائین جو دولت و ملت کے قابل طمینان ہون۔ اور نظامنامہ انتخاب کو جلد منتشر کرین کہ مطابق اوسکے وکلا کا انتخاب کیا جاوے اور دو ثلث ممبرونکی حاضری پر کارروائی مجلس شوری کی بہارستان مین شروع کیجائے۔ مورخہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ
یہ ہے فرمان شاہی جسمین پارلیمنٹ کا حکم دیا گیا ہے اور وہی قانون اساسی قبول کیا گیا جو مظفر الدین شاہ مرحوم نے رعایا کو دیا تھا۔
محمد علی نے اس فرمان مین جس غلط بیانی سے کام لیا ہے اوسکے بیان کی ضرورت نہین کیونکہ جسپر وز سے اس نحس قدم نے سریر سلطنت پر قیام کیا پارلیمنٹ کے شکست مین جسقدر کوشش کی تمام عالم کو معلوم ہے یہانتک کہ ۲۴ جون ۱۹۰۸ء کو عمارت پارلیمنٹ پر گولہ باری کی اور مسجد سالار کو منہدم کیا اور ہزاروں بے گناہ کو قتل کیا جس سے ملک مین ایسی بدامنی پھیلی کہ صوبہ آذربائیجان۔ استرآباد۔ رشت لارستان وغیرہ انکی حکومت سے ایک عظیم خونریزی کے بعد انکے حدود سلطنت سے خارج ہو گئے جب بختیاریون نے خود طہران پر حملہ کا قصد کیا کہ اس وجود نامسعود سے دنیا کو خالی کرین تو ادہر روس انگلستان نے شاہ کی حمایت شروع کی اور شاہ نے پارلیمنٹ کا فرمان جاری کیا۔ مگر نہ اوس پارلیمنٹ کا جو پہلے سے رعایا کو عہد مظفر الدین شاہ مرحوم سے حاصل تہا۔ بلکہ جدید پارلیمنٹ کا اعتبار دیا جسپر دوبارہ شورش شروع ہوا تب شاہ نے مجبور ہو کر اس فرمان کو شایع کیا جسمین اوسی سابق پارلیمنٹ کو قبول کرتے

ہین اور اوسی قانون اساسی کو بے کم وکاست جو بدستخط شاہنشاہ مرحوم مظفرالدین شاہ مرحوم مزین تہا اور خود محمد علیشاہ نے بہی اوسپر دستخط کیا تھا اور چند مرتبہ حلف اوٹہایا اور پہر عہد شکنی کی رعایا کی حالت ہنوز اطمینان بخش نہین ہے اور بظاہر اس سے خوش نہین معلوم ہوتے کیونکہ شاہ کا قول و قرار اعتبار نہین رکھتا۔ مگر ظاہری نتیجہ یہ ضرور ہے کہ اسوقت جنگ وجدال موقوف ہے اور ایران مین امن وامان ہے۔

لیکن کسقدر حیرتناک یہ امر ہے کہ محمد علیشاہ جو ہنوز ۳۴ سالہ جوان ہے۔ اور تین برس بھی پورے سلطنت کو نہین ہوے سال بھر سے اسطرح تمام ملک کو حیران کئے ہوئے ہے کہ کسی کا کچھ زور نہین چلتا۔ تمام ملک مین بغاوت ہوی ہر طرح کا فساد ہوا مگر اوسکے اطمینان مین فرق نہ آیا یہانتک کہ پھر خود ہی پارلیمنٹ کا اختیار بہی دیا جس سے ظاہری امن کی صورت پیدا ہے۔

بخلاف اسکے سلطان ترکی جو عمر مین ۷۰ سال کا تجربہ کار ہے۔ اور ۳۳ سال حکومت کر چکا ہے ایک ادنے مخالفت پر بلکہ شبہہ مخالفت پر سلطنت سے نکالدیا گیا کہ ہندوستان کے کسی چپراسی کی موقوفی بہی اس سرعت سے نہین ہوسکتی۔

سلطان اگر بلا کسی خونریزی کے علحدہ ہوجاتے تو پھر بھی قابل تعریف سمجھے جاتے۔ مگر ایکہفتہ مین اتنی خونریزی کرائی کہ محمد علیشاہ کے ایکسالہ فساد مین اتنی خونریزی نہوئی ہوگی۔ لہذا شاہ اور سلطان کے دماغی قابلیت کا فرق ہر شخص بہ آسانی سمجھ سکتا ہے۔

واقعہ جانسوز لار گذشتہ نمبروں مین ہم لارستان کا حال لکھ چکے ہین کہ حجۃ الاسلام آقا سید عبدالحسین صاحب مدظلہ مجتہد لار نے کسطرح چند روز مین اسکو فتح کیا اور علم مشروطیت بلند اور احکام شریعت کو رائج کیا جسپر ہرطرف سے نعرہ تحسین بلند ہوا اور مخالف وموافق مدح خوان ہوا۔

مگر افسوس کہ ۱۹ ربیع الثانی کو طرفداران سلطنت نے لار کو بالکل تباہ و برباد کیا اور ایسا ظلم کیا کہ آجتک اس پورے قصہ مین نہین ہوا تہا جسکی تفصیل بالاجمال یہ ہے کہ جب حجۃ الاسلام آقا سید عبدالحسین مدظلہ کے حسن انتظام اور فرط شجاعت سے انتظام لار مکمل ہوا تو حاجی **علی قلی خان** جو سابق سے حاکم لار تہا فرار کرکے وارد حاجی آباد ہوا اسرقا

قوام کی اولاد جو اس معرکہ مین ہزیمت کہا چکے تھے۔ اور پہلے سی یہان کے فرمان روا تھے وہ بھی حاجی علی قلیخان سی ملحق ہوئے۔ اور یہانسے شیراز گئے۔ وہان سے ایک لشکر طیار کیا اور تل عرب کیطرف رخ کیا۔ لار سی حاجی ذکریا کچھ فوج لیکر بجانب تل سار لو روانہ ہوئی کہ اولاد قوام کی شرارتونکا انسداد کرین۔

اہل لار چونکہ فرمان شاہی سن چکے تھے کہ شاہ نے پارلیمنٹ کا حکم دیا اور اہل شیراز کے مصالحہ کا حال بہی معلوم تہا۔ لہذا وہ ہر طرح سی مطمئن تھے کہ اب کوئی فساد نہین رہا کہ دفعۃً وقت شب نصر الدولہ پسر قوام اور حاجی علی قلیخان ۸یا۹ ہزار سوار و پیادہ اور ۲ توپ کروپ لیکر وارد لار ہوئے اور تمام شہر کا محاصرہ کرلیا۔

اس واقعہ مین ۷سو عورتون نے بخیال حفظ ناموس زہر کہا کر اپنی جان دی اور بعض نے اپنے کو کوین مین گرا دیا تین روز تک قتل عام جاری رہا یہانتک کہ شیر خوارہ بچونکو بہی ظالمون نے نہ چھوڑا۔ کچھ لوگون نے مزار امام زادہ مین پناہ لی۔ مگر وہ قبہ مبارکہ بہی توپ لگا کر گرا دیا گیا اور قتل عام کیا گیا اور مال و متاع سبکا لوٹ لیا گیا دوسرے روز نصر الدولہ نے باغ نشاط مین قیام کیا اور جو لوگ اسیر ہوئے تھے جسمین زیادہ سادات بنی فاطمہ تھے یا تو اونکا سر جدا کیا گیا یا پیٹ چاک کیا گیا۔ سید احمد کو قتل کرکے دار پر چڑہایا اور اونکی نعش کو جلا کر خاکستر کیا۔

حجۃ الاسلام آقا سید عبد الحسین صاحب مجتہد لار کا پتہ نہین کہ وہ کیا ہوئی بعض کہتے ہین وہ بہی قتل کئے گئے بعض کہتے ہین قید ہین۔ دیکھئے آیندہ کیا خبر معلوم ہوتی ہے۔

اس واقعہ سی نہ صرف ایران مین بلکہ تمامی دول خارجہ مین ایک ہل چل پڑ گئی ہے کہ جب شاہ نے پارلیمنٹ کا فرمان شایع کیا اور عفو عمومی کا اعلان دیا کہ ہر شخص کا قصور معاف کیا گیا پھر یہ کیسا ظلم صریح ہے کہ لار اس طرح تباہ و برباد کیا گیا۔ تجار بمبئی نے وزیر خارجہ کو تار دیا ہے۔ دیکھئے کیا جواب آتا ہے۔ مگر بظاہر آثار اچھے نہین معلوم ہوتے۔

۱۰ جمادی الاولی کا تار مظہر ہے کہ آذربائجان کی بدامنی ترقی کر رہی ہے۔ ترکی فوج نے ساوجبلاق پر قبضہ کرلیا ملت ارومیہ نہایت شوق سی آمادہ ہے کہ سلطنت

ترکی کے آغوش عاطفت مین قرار لے۔

۱۱جمادی الاولی کا تار مظہر ہے کہ مابوبین کے احرار۔ روس کے ظلم و تعدی کی بیحد شکایت کر رہے ہین ستارخان اور سائر سرداران ملی نے پہلے سفارتخانہ انگریزی مین پناہ لینا چاہا مگر سفارت نے انکار کیا۔ تب سفارتخانہ عثمانی مین پناہ گزین ہوئے دو ہزار پانچسو ترکی فوج نے مراغہ پر قبضہ کر لیا۔

حبل المتین کی رائے ہے کہ روسیون نے انقلاب دولت عثمانی کو غنیمت سمجھکر نہایت تیزی سے ایک عظیم الشان فوج کو آذربایجان کی طرف روانہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ انقلاب دولت عثمانی مین دو چار سال صرف ہونگے لہذا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور چاہا کہ آذربایجان کو ہضم کر لین۔ مگر ترکون کے جلد فیصلے نے روس کی آنکھ کھولدی۔ اور اوسے معلوم ہوا کہ ترکون نے بہت جلد اپنا انتظام درست کر لیا اور نہایت چالاکی سے آذربایجان پر بھی اپنی فوج روانہ کردی۔

دو سال ہوتے ہین کہ ترکی فوج ساوجبلاق پر قابض ہے روس۔ انگریز اس بہانے سے مزاحم ہوئے کہ دونو دولت نے استقلال ایران کا معاہدہ کیا ہے لہذا ہم آگے نہ بڑھنے دینگے۔ مگر چونکہ روس نے فی عہد آخلاف عہدی کرکے تبریز پر اپنی فوج روانہ کی لہذا ترکون نے بھی اوسکے جواب مین ساوجبلاق مراغہ پر فوج کشی کی۔ اب جبتک روسی فوج تبریز سے خارج نہو گی۔ عثمانی فوج بھی اپنا قدم نہ ہٹائیگی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اہل تبریز آہستہ آہستہ دولت عثمانی مین شامل ہوتے جائینگے کیونکہ یقین ہے اہل تبریز اگر خود اپنی حفاظت نہ کر سکینگے تو یقیناً۔ دولت عثمانی کو وہ دولت روس پر ترجیح دینگے۔ پھر با خود ہاکے اتفاق سے روسیونسے پورا انتقام لینگے جس سے بجائے نفع روس کو نقصان عظیم ہوگا۔

ایران اور ترک مین فی الحال جسقدر اتحاد ہو رہا ہے اور ایک دوسرے کا ہمدرد و شریک حال ہے۔ اس سے یقین کرنا چاہئے کہ وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ دونو دولتون مین اتحاد ہو اور اسلامی اتحاد سے دونو قوم فائدہ اٹھائے۔ جسکے آثار ابھی سے نمایان ہین۔ چنانچہ مسٹر مکین وڈ اسسٹنٹ وزیر خارجہ انگلستان نے بتاریخ ۲۶ مئی پارلیمنٹ

کے جواب مین بیان کیا کہ دولت روس کا بیان ہے ہم بہت جلد اپنی فوج تبریز سی ہٹا لینگے یا کم کردینگے صرف اسکا انتظار ہی کہ کوئی حاکم منجانب دولت مقرر ہوکر انتظام صوبہ کیلئے آجائے۔

یہ بھی بیان کیا کہ دولت روس ایک لاکھ یا پچاس ہزار لیرا شاہ کو قرض دینے والی ہی اکہ لوازم ضروریہ مین صرف ہو۔

مگر مومی کا تار مظہر ہے کہ ہنوز وزراء ایران اس قرض پر راضی نہین ہین نہ ان شرائط کو قبول کرتے ہین۔

رسالہ الحق لاہور

تھوڑے زمانہ سے لاہور سی ایک پرچہ الحق شایع ہوتا ہی۔ اس پرچہ کے مئی نمبر مین جناب حجۃ الاسلام نائب الامام مجتہد العصر والزمان فخر الحکما مولانا سید علی اظہر صاحب قبلہ کے بارے مین اڈیٹر صاحب رسالہ مذکورہ نے تحریر فرمایا ہی کہ آپنے کبھی دعوی اجتہاد نہین فرمایا۔ عبارت مین تو اڈیٹر صاحب نے یہہ پہلو رکھہ لیا ہی کہ اگر کوئی شخص اسپر اعتراض کریگا تو یہ کہنی کا موقع رہیگا کہ جناب مولانا کے مجتہد ہونے سی ہمنے کب انکار کیا ہی۔ ہم تو خود آنکو مجتہد مانتے ہین مگر جسطرح عام مجتہد ین خود اجتہاد کا دعوی نہین کرتے بلکہ مومنین جنمین اجتہاد کی قابلیت دیکھتے ہین اوسکو مجتہد سمجھتے ہین۔ اسیطرح جناب قبلہ وکعبہ کو مسلم الثبوت مجتہد ہین اور ہم بھی مانتے ہین مگر آپنے خود اجتہاد کا دعوی نہین کیا۔ اور چونکہ وہ مقام دعوے اجتہاد کے بحث کا تہا اسوجہ سی ہمنے آپکے مدعی اجتہاد ہونیسے انکار کیا۔

لیکن جو حضرات اس پرچہ کی حقیقت کو سمجھتے اور اسکے راز سی واقف ہین وہ اڈیٹر صاحب کے مقصود اصلی کو سمجھہ گئے ہین کہ اس پیرایہ مین آپنے جناب قبلہ وکعبہ کے اجتہاد سے انکار کرکے ناظرین الحق کو اپنا ہم خیال کرنا چاہا ہے۔

یہ پرچہ دراصل ایک نئے مدعی اجتہاد صاحب کی سرپرستی مین اونکے اجتہاد کو شایع کرنیکے لئے جاری کیا گیا ہی۔ یہ نئے مدعی اجتہاد صاحب خود تو حقیقۃ جیسے ہین خیر مگر آپ مین

یہ خصوصیت ہے کہ ہندوستان بھر میں سوائے اپنے اور کسی کو عالم یا مجتہد نہیں سمجھتے آپ اپنے جلسوں میں اکثر جناب مجتہد العصر مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ اور جناب مجتہد العصر فخر الحکما مولانا سید علی اظہر صاحب قبلہ کا ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ لوگ مجتہد نہیں ہیں صرف سنیوں سے مناظرہ کرنا جانتے ہیں۔ یہ حضرت مذکورہ دونوں بزرگواروں کے علاوہ بھی لکھنؤ کے کسی مجتہد کو مجتہد نہیں مانتے بلکہ سبکو کہتے ہیں کہ یہ لوگ علمائے عراق کے مقلد ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے جو صاحب عراق میں رہتے تک نہ دیئے جائیں وہ ایسے حضرات کے اجتہاد سے انکار کریں جنکو علمائے عراق مجتہد سمجھیں جنکے لئے اونکے گھر بیٹھے اجازۂ اجتہاد بھیجیں جنکے وجود کو ہندوستان کیلئے رحمت سمجھیں اور جنکی تقلید کرنیکو مومنین ہندوستان کو ہدایت فرمائیں۔

۲۷۹۸

راقم مرزا منظور حسن اکبری دروازہ لاہور

اصلاح انسان رئیس ہو یا بادشاہ۔ عالم ہو یا مجتہد اوسکو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے کو اذل خلائق سمجھے اسیکا ہمارے ہادیان دین نے بھی اپنے افعال اور اقوال سے ہمکو حکم دیا ہے۔ رہا معاملہ اجتہاد سو یہ کسی مقام اور خاندان کے ساتھ مخصوص ہے اور نہ زبانی دعوی و اشتہارات پر موقوف بلکہ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ جناب قبلہ و کعبہ علامۂ کثرت ہندوستان بھر میں پہلے ہو ہیں اور مجتہدین عراق و لکھنؤ تک آپکو مجتہد علی الاطلاق تسلیم کرتے ہیں مگر جناب دام ظلہم اسکے اعلان کیلئے کبھی روادار نہیں ہوئے اور سچے مجتہدین گذشتہ و موجودہ کی بھی یہی روش رہی اور ہے۔ ایڈیٹر

سلطان المدارس لکھنؤ لکھنؤ میں ان دنوں ہیضہ اور فصلی تپ ولرزہ نے شور محشر بپا کر رکھا ہے پچاسوں آدمی روز مر رہے ہیں اور زندہ لوگ بھاگ بھاگ کر شہر خالی کر رہے ہیں نامی نامی اطبا تک نہیں بچتے ان امراض کی نذر ہو کر جان بحق تسلیم ہو رہے ہیں ایسی حالت میں غریب الوطن اور لاوارث طلبہ مدرسہ سلطان المدارس حسین آباد فریاد کر رہے ہیں مگر افسوس مہتممین مدرسہ کچھ ایسے خواب غفلت میں پڑے سو رہے ہیں کہ اس قیامت کے وقت بھی مدرسہ کو کچھ دنوں کیلئے بند نہیں کر دیتے در صورتیکہ ایسی حالت میں بڑے بڑے اسکول

حرمۃ الخمر

(گذشتہ سے پیوستہ)

کنت ساقی الیوم وکان فی القوم رجل یقال لہ ابوبکر فلما شرب قال تحی بالسلامۃ ام بکر ۔ الابیات ۔ فدخل علینا رجل من المسلمین فقال قد نزل تحریم الخمر الحدیث وابوبکر ھذا یقال لہ ابن شغوث فظن بعضھم انہ ابوبکر الصدیق ولیس کذلک لکن قرینۃ ذکر عمر تدل علی عدم الخلط فی وصف الصدیق فحصلنا تسمیۃ عشرۃ وقد قدمتہ فی غزوۃ بدر من المغازی ترجمہ ابی بکر بن شغوب المذکور وفی کتاب مکہ للفاکھی من طریق مرسل مایشید ذلک من ۲۴ جلد ۱۰ فتح الباری

یعنی عبدالرزاق کی روایت مین جو معمر بن ثابت وقتادہ وغیرہ سے انس سے منقول ہے ۔ یہہ ہے کہ شراب خوارون کی قوم مین گیارہ آدمی تھے جن روایتونکو بینے وارد کیا ہے اونسے سات آدمی کا نام تو معلوم ہوا (ابوطلحہ ۱ ابو عبیدہ ۲ ابی بن کعب ۳ معاذ بن جبل ۴ ابو دجانہ ۵ سہیل بن بیضا ۶ یہ چہہ آدمی ہوئے ساتوین شاید انس ہون) مگر روایت سلیمان تیمی مین جو انس سے منقول ہی ابہام کیا گیا ہے (کسیکے نام کی تصریح نہین ہے) جو اس باب مین ہے ۔ اور اوسمین یہ فقرہ ہے کہ ہم قائم تھے حی پر اور پلا رہے تھے اپنے چچاونکو جسمین لفظ عمومتی حالت کسرہ مین ہے کیونکہ وہ بدل واقع ہے حی سے ۔ اور اونکو چچا اسلئے کہا کہ وہ سب سن مین انسے بزرگ تھے اور اکثر اونمین قبیلہ انصار سے تھے ۔

اور غریب روایتونسے یہ ہے کہ ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین بطریق عیسی بن طہمان انس سے روایت کی ہے کہ ابوبکر وعمر بھی اون مین تھے (ابن حجر کہتے ہین) یہ حدیث منکر ہے ۔ حالانکہ سند اسکی لطیف ہے ۔ اور مین گمان کرتا ہون کہ یہ غلط ہو ۔ کیونکہ ابونعیم نے حلیہ مین ترجمہ شعبہ مین عائشہ سے روایت کی ہے کہ ابوبکر نے حرام

کہاتہا شراب کو اپنی نفس پر۔ پس دی شراب جاہلیت مین نہ اسلام مین۔
اور محتمل ہے کہ اگر یہ حدیث محفوظ ہو کہ ابو بکر و عمر۔ ملاقات ابوطلحہ کو آئیے
ہون اور شریک دورہ شراب نہون۔ بزار کے نزدیک ایک دوسری روایت
مین جسمین انس کہتے ہیں کہ مین ساقی قوم تہا اور قوم مین ایک مرد تہا جسکو ابو بکر
کہا جاتا جب اوسنے شراب پی۔ تو اوسنے وہ اشعار گانے شروع کئے جسکا پہلا
مصرع تحیٔ بالسلامۃ ام بکر ہے۔ اسکے بعد ایک مرد آیا مسلمانون سے
جسنے یہ خبر دی کہ شراب حرام ہوگئی الحدیث
اس ابوبکر کو ابن شغوب کہتے ہین جس سے لوگون نے گمان کیا کہ وہ ابوبکر صدیق
ہین حالانکہ ایسا نہین ہے۔
(رائے ابن حجر) لیکن قرینہ ذکر عمر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث غلط ہو جسمین
ابوبکر بصفت صدیق مذکور ہین۔ تو اب ہلکو دس آدمیونکے نام معلوم ہوئے
(ابوبکر۔ عمر۔ ابوبکر بن شغوب) ابوبکر بن شغوب کا حال ہم کتاب المغازی کے
غزوہ بدر مین لکھ چکے ہین اور کتاب مکہ فاکہی مین بہی بطریق مرسل وارد ہے
جو اسکا موید ہے،، تمام ہوا ترجمہ فتح الباری
ابتو آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر بہی باین تقدس وکبریائی
اوس مجلس مین تشریف فرما ہین جہان حضرت عمر ہین اور ابو عبیدہ جراح ابوبکر
صاحب کا نشہ ایسا تیز ہو رہا ہے کہ جب کیف پیدا ہو تو غزل تحیٔ بالسلامۃ
ام بکر گانے لگے جس سے اور بہی یقین ہوا کہ یہی ابوبکر صدیق تھے کیونکہ خود
ابوبکر ہین اور گیت گا رہے ہین ام بکر والی۔
اس تحقیقات ابن حجر نے آپکو اسکا بہی یقین دلا دیا ہوگا کہ بخاری صاحب
نے جو اس روایت مین اتنی حرفت کی اسلئے کہ کسیطرح ابوبکر صاحب کا نام
مخفی ہو جائے۔ مگر انکو کیا معلوم تہا کہ ابن حجر ایسا محقق شخص پیدا ہوگا جو
لوہ کندن وکاہ برآوردن پر عمل کرکے ان دس نامونکا پتہ لگا دیگا جنکے

ہیرو ابوبکر و عمر صاحبان ہین۔

طہارت شراب اب دوسرا لطیفہ سنئے کہ اللہ ہے کو سوجھے بڑا پیچ۔ یہان یارون نے ایک دوسرا لطیفہ پیدا کیا کہ شراب نجس نہین ہے کیونکہ اگر نجس ہوتی تو مدینہ کی گلیون مین کیونکر بہائی جاتی۔ ابن حجر لکھتے ہین قال القرطبی تمسك بهذه الزيادة بعض من قال ان الخمر المتخذة من غير العنب ليست بنجس لانه نهى عن التخلي في الطرق فلو كانت نجسة ما اقرهم على اراقتها في الطرقات حتى تجرى صلا کہا قرطبی نے کہ جو لوگ اسکے قائل ہین کہ شراب انگور کے سوا دوسری شراب نجس نہین ہے اونہون نے اس حدیث کو اپنی دلیل قرار دیا کیونکہ حضرت نے منع فرمایا کہ لوگ راہ مین پاخانہ پھرین پس اگر یہ شراب نجس ہوتی تو ہرگز حضرت اسپر تقریر نہ فرماتے کہ یہ لوگ شراب کو گلیون مین بہائین یہانتک کہ بہ جائے۔ حضرت اس امر سے کہ

اس سے بڑھکر علماء اہلسنت کی کیا بلند پروازی ہو سکتی ہے کہ صحابہ نے شراب کو گلیون مین بہا دیا تہا۔ انلوگون نے یہ نکالا کہ شراب طاہر ہے نجس نہین۔ حالانکہ ان حدیثون مین نہ کہین یہ مذکور ہے کہ حضرت نے اسکا حکم دیا تھا یا حضرت کو اسکا علم ہی ہوا تہا یا نہین۔ ابن حجر اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ چونکہ شراب کے بہانے سے اشاعت حرمت خمر مقصود تھا لہذا یہ گوارا کیا گیا کہ گلیان مدینہ کی نجس کی گئین۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ شراب وہان گرائی گئی ہو جہان کی گلیان ایسے مواقع پر واقع ہون کہ شراب بہکر کسی نالی یا وادی مین گری ہو۔

بہرحال یہ جملہ معترضہ تہا ورنہ اصل مقصود اثبات شرابخواری اکابر صحابہ ہے جو بخوبی ثابت ہوا کہ ابوبکر۔ عمر۔ ابو عبیدہ۔ جو سقیفہ مین جاکر بانی خلافت ہوئے وہ سب ایک ہی شرابخانہ مین ہین۔ اور ابوطلحہ یہ وہی شخص ہین جنکو عمر صاحب نے قصہ شوری مین پچاس سوارون کے ساتھ مقرر کیا تہا کہ اگر کوئی اونکے خلاف کارروائی کرے تو اوسکی گردن اوڑا دینا۔

ہان یہ بات بہی یہان ظاہر ہوئی کہ حضرت عمر کی شرابخواری ایسی کہلی ہوئی حالت مین تہی کہ اوسکے اخفا کی بھی ضرورت نہ تہی بخلاف ابوبکر صاحب کے جنکے لئے یہ روایت بنائی گئی کہ اونہون نے قبل از اسلام شرابخواری چہوڑ دی تھی۔ مگر خیریت یہ ہے کہ راوی اسکی حضرت عائشہ ہین جنہون نے اس پیر مغان کے تقدس وار بنانے مین کوئی کسر نہ اوٹھا رکہی لیکن جہوٹہ جہوٹھ ہی ہے سچ سچ ہے خود علمائے اہلسنت کو اقرار کرنا پڑا کہ حضرت ابوبکر بھی اوسی شراب خانہ مین تھے جہان عمر صاحب و ابوعبیدہ اوڑا رہے تھے۔

حضرت عمر کے انصاف اور شرابخواری مین کچھ ایسے مزہ دار روایتین ہین کہ سنتے ہی نشہ تیز ہو فتح الباری مین ہے قال البیہقی اشار الی روایۃ سعید بن ذی لعوہ انہ شرب من سطیحۃ لعمر فسکر فجلدہ عمر قال انما شربت من سطیحتک قال اضربک علی السکر صلا۳ جلدہ

یعنی ایک شخص تہا سعید بن ذی لعوہ اوسنے عمر صاحب کے سطیحہ (کوزہ سفری) سے پی لی جس سے اوسکو نشہ ہوا۔ عمر صاحب نے اوسکو مارنا شروع کیا تو اوسنے کہا ہمنے تو تمہارے ہی سطیحہ سے پیا ہے۔ عمر نے کہا ہمنے اسوجہ سے مارا ہے تجہے نشہ ہو گیا تہا اس سوال وجواب سے آپکو معلوم ہو گا کہ حضرت عمر کس ضبط کے آدمی تھے کہ دوسرے نے جو اونکا پانی پیا تو اوسے فوراً نشہ ہو گیا۔ مگر حضرت عمر اوسکو ضبط کرتے رہے۔ ابن حجر صاحب نے اس روایت مین کچھ قدح بہی کرنا چاہی۔ مگر کامیاب نہو سکے۔ اسلئے دوسری حدیث لائے جسکے نسبت فرماتے ہین کہ یہ روایت بہت صحیح ہے لکھتے ہین ثم ذکر البیہقی الاحادیث التی جاء فی کسر النبیذ بالماء منہا حدیث ہمام بن الحارث عن عمر انہ کان فی سفر فاتی بنبیذ فشرب منہ فقطب ثم قال ان نبیذ الطائف لہ عرام بضم المہملۃ وتخفیف الراء ثم دعا بماء فصبہ علیہ ثم شرب وسندہ قوی وھو اصح شیء ورد فی ذلک صـ۳۲۲

یعنی بیہقی نے یہان اون حدیثونکو ذکر کیا ہے جسمین یہ حکم ہے کہ نبیذ کی تیزی کو پانی سے کم کرنا چاہیئے جسمین ہمام بن حرث سے روایت ہے کہ عمر صاحب ایک سفر مین تھے اونکے پاس نبیذ لائی گئی تو اونہون نے پیا اوس سے جس سے وہ ترش رو ہوئے اور کہا کہ نبیذ طائف مین تیزی ہوتی ہے پھر پانی منگایا اور ڈالا اوسیر بعدہ نوش کیا۔ اس حدیث کی سند بہت قوی ہے اور سب سے زیادہ صحیح اس بارہ مین وارد ہے۔

بیہقی وغیرہ کا استدلال تو یہ ہے کہ نبیذ کو اسطرح پینا چاہیئے کہ پانی ملا کر اوسکا نشہ کم کر دیا جائے۔ کیونکہ حضرت عمر نے ایسا کیا ہے۔ مگر ہماری غرض صرف اثبات شرابخواری ہے کہ خلیفہ دوم شراب پیتے تھے جسکو آپنے بخوبی ملاحظہ کیا اب جو لوگ حضرت عمر کی امت سے ہونگے وہ جسطرح چاہین پئین۔ کیونکہ اور لوگ تو شرارت نفس سے پیا کرتے ہین اور یہ لوگ سنت عمری سمجھکر مزہ لیتے ہیں۔

اب آپ ہی انصاف کیجئے اگر پھر عربونسے عموماً اور مسلمانون سے خصوصاً شرابخواری کیونکر چھٹتی جب کہ خود خلیفہ اسطرح پیا کرتے۔ ایسونکے ہاتھہ شریعت اسلام کیا رواج پاتی جو خود محرمات شرعیہ بلکہ ام الخبائث کا استعمال کرتے۔ سبحان اللہ کہان خدا اور رسول کا وہ اہتمام کہ مکرر آیتین نازل ہوئین حضرت نے برملا شرابیونپر حد جاری کی یہانتک کہ خود عمر صاحب پر بھی مار پڑی۔ اور یہان یہ سامان کہ گھر تو گھر سفر مین بھی شراب اوڑتی ہے۔ اور علماے اہلسنت کی یہہ ایمانداری کہ اونہین حضرت عمر کے فعل کو سند لاتے ہین کہ اگر شراب تیز ہو تو تھوڑا سا پانی ملا لینا چاہیئے۔

اب یہان دوسری روایت سنئے کہ عمر صاحب کو شرابخوارون کی کیسی حمایت منظور رہا کرتی کہ مسند ابوحنیفہ مین ہے ابوحنیفہ عن حماد عن ابراہیم عن عمر بن الخطاب اتی باعرابی قد سکر فطلب لہ عذرا فلما اعیا قال احبسوہ فان صحی فاجلدوہ ودعا عمر بفضلہ ودعا بماء فصبہ

علیہ فلکسرہ ثم شرب وسقی جلساؤہ ثم قال ھکذا فاکسروہ بالماء اذا علبکم شیطانہ۔
یعنی عمر بن الخطاب کے پاس ایک اعرابی کو لائے جو نشہ سے چور تہا عمر نے اوسکی لئے عذر تراشنا شروع کیا جب ہر طرح عاجز ہوئے توکہا اسکو قید کرو اگر ہوشیار ہوگا توحد جاری کرو۔ اوسکے بعد عمر نے اوسکی جو ٹہی شراب منگائی اور پانی ملا کر نشہ اوسکا کم کیا اور خود پی اور شرکاء جلسہ کو پلایا اور کہا اسیطرح پانی ملاکر اسکا نشہ کم کردیا کرو اگر اوسکا شیطان تمپر غلبہ کرے۔
اس روایت کو ملاحظہ فرماکر نتیجہ نکالئے کہ خلیفہ مروج شریعت اسلام ہین یا مروج شرع جاہلیت کہ جب وہ اعرابی جرم شرابخواری مین گرفتار ہوکر آیا تو اونہوں نے عذر تراشنا شروع کیا کہ کوئی عذر ایسا نکل آئے جس سے یہ حد سے محفوظ رہے کیا یہی شان ہے خلیفہ رسول کی کہ مجرم کی طرفداری کرین ؟ جب ہر طرح عاجز ہوئے اور کوئی عذر نہ ملا تو حکم دیا کہ قید کرو یہانتک کہ ہوشیار ہو۔ اوسکے بعد اوس کی جہوٹی شراب منگائی اور پانی ملاکر پی اور سبکو پلایا اور کہا اسیطرح اسکے تیزی توڑلیا کرو۔ پھر بتائے شرابخواری کو کیون نہ رواج ہو اور مدعیان اسلام کیون نہ اسمین مبتلا ہون کہ اونکے خلیفہ اسطرح کی ہدایتین کررہے ہین اور خود پی رہے ہین اور پلا رہے ہین۔
اعرابی چونکہ گنوار تہا اور صحرا کا باشندہ تہا اس مکر وفریب کو کیا جانے کہ شراب مین تہوڑا سا پانی ملا لینے سے وہ حلال ہوجاتی ہے اسلئے خلیفہ دربردہ اوسکی تعلیم کررہے ہین کہ تہوڑا سا پانی ملاکر پی لیا کرو۔ کیونکہ شریعت اسلام نے شراب کو حرام کردیا ہے اور تم مسلمان ہو ہم بہی مسلمان ہین ظاہر بظاہر تو اسکے خلاف نہین چل سکتے۔ مگر آئندہ سے خیال رکہنا کہ تیز شراب ہو تو تہوڑا پانی ملا لیا کرو۔ اوسکی تیزی بہی کم ہوگی اور خنک بہی ہوجائیگی۔
یہان سے آپکو یہ بہی معلوم ہوگا کہ صحابہ نے جو ایسے ایسے لوگونکو خلافت کے لئے

منتخب کیا تو کس غرض سے اور جناب امیرؑ و اہلبیت طاہرینؑ سے جو منحرف ہوئے کس غرض سے وہ اسی قسم کی بیجا خاطر داریوں اور احکام شریعت کے التوا و تعطیل کیوجہ سے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے اگر خلافت اس ہاتھ مین گئی اور یہ لوگ خلیفہ ہوے تو پھر پوری پوری شریعت کا رواج ہوگا کوئی امر خلاف شرع نہ ہونے پائیگا نہ شرابخواری کر سکینگے نہ زناکاری۔ نہ کسی کا مال ناجائز طور پر لے سکینگے نہ ناجائز حکومت کر سکینگے۔ بلکہ جو کچھ ہوگا موافق کتاب و سنت اسی لئے ہمیشہ یہی فکر رہی کہ خاندان رسالت مین خلافت نہ جانے پائے پھر کوئی خلیفہ ہو کیونکہ وہ تو ہمیشہ ہماری سازش مین رہیگا۔

اس خیال کو خود خلیفہ دوم نے ظاہر ہی کر دیا چنانچہ علامہ ابن عبد البر مالکی کتاب استیعاب مین لکھتے ہین عن عبد اللہ بن عمر قال قال عمر لاھل الشوریٰ للہ درھم ان ولوھا الاصیلع کیف یحملھم علی الحق ولو کان السیف علی عنقہ فقلت اتعلم ذلک ولا تولیہ قال ان لم استخلف فاترکھم فقد ترکھم من ھو خیر منی ص ۴۴۷ جلد ثانی مطبوعہ حیدرآباد دکن

یعنی عبد اللہ بن عمر کہتے ہین کہ عمر نے بروز شوریٰ کہا خدا کے لئے انکی بھلائی اگر والی خلافت کرین اصیلع کو (اشارہ ہے طرف جناب امیرؑ کے حضرت کا خطاب اصیلع تھا بغض رسولؐ) کہ کیونکہ انکو اوٹھائیگا حق پر اگرچہ تلوار ہو اونکی گردن پر عبد اللہ بن عمر کہتے ہین کہ مینے کہا اپنے باپ عمر سے کہ آپ ان باتونکو جانتے ہین اور پھر اونکو خلیفہ نہین کرتے۔ تو عمر نے کہا اگر ہم کسیکو خلیفہ نہ کرین اور یونہی چھوڑ دین تو اوس شخص نے بھی چھوڑا ہے جو بہتر تھا مجھسے۔

دیکھیئے حضرت عمر کس طرح اظہار حق کر رہے ہین کہ جناب امیرؑ کو یہ لوگ خلیفہ بنائیں تو حضرت کسطرح اونکو مجبور کرینگے تعمیل احکام حقہ پر۔ تو اب یقیناً معلوم ہوا کہ حضرت کی خلافت کو نہ قبول کرنا اسی غرض سے تھا کہ کسی طرح باطل کو رواج ہو اور حق مخفی رہے۔

یہان قلم مجبور کرتا ہے کہ قصۂ ابو شحمہ کو یہین پر مین لکھدون جسکا پہلے وعدہ کیا تھا کیونکہ وہ خلیفۂ دوم کا فرزند ارجمند ہے شراب خواری مین مبتلا ہوا ہے۔ محکمۂ شرع مین لایا گیا ہے کہ حد اوسپر جاری کی جائے۔ وہ ایک ایسی بات کر رہا ہے کہ سبکی زبان بند ہوتی ہے کوئی جواب نہین دے سکتا بجز اسکے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ہی جواب دین اور حد شرعی جاری کرین۔

پس جب حضرت کی یہ حالت تھی کہ خود خلیفہ کے بیٹا پر بے تامل حد جاری کی پہر تو اور کوئی شخص کس حساب مین تہا پھر کیونکر ممکن تہا کہ وہ صحابہ جو شراب کے اس درجہ عادی تھے حضرت کی خلافت قبول کرتے اور اپنے ہمجنس لوگونکو چھوڑ دیتے۔

ازالۃ الخفا مین ہے کان لعمر ابن یقال لہ ابو شحمہ فاتاہ یوما فقال انی زنیت فاقم علی الحد قال زنیت قال نعم حتی کرر علیہ ذلک اربعا قال وما عرفت التحریم قال بلی قال معاشر المسلمین حدوہ فقال ابو شحمہ معاشر المسلمین من فعل فعلی ھذا فی جاھلیۃ او اسلام فلا یحدنی فقام علی بن ابی طالب قال لولدہ الحسن فاخذ وقال لولدہ الحسین فاخذ بیسارہ ثم ضرب ستۃ عشر سوطا فاغمی علیہ ثم قال اذا وافیت ربک فقل ضربنی الحد من لیس للہ فی جنبہ حد ثم قام عمر حتی اقام تمام المائۃ سوطا فمات من ذلک [illegible]

یعنی عمر کا ایک بیٹا تہا جسکا نام ابو شحمہ تہا اوسنے آکر ایکروز کہا کہ مینے زنا کیا ہے ہمپر حد جاری کرو پوچھا گیا تونے زنا کیا ہے [illegible] یہ سوال وجواب ہوا اوسپر عمر نے کہا اے گروہ مسلمین اسپر حد جاری کرو [illegible] ابو شحمہ نے کہا اے [illegible] جسنے ہمسے یہ کام کیا ہے زمانہ جاہلیت [illegible] وہ حد نہین جاری کر سکتا پس اوٹھے جناب امیر المومنین اور فرمایا اپنے فرزند امام حسن سے [illegible] پکڑ لیا حضرت نے داہنا ہاتہ اوسکا پھر امام حسین سے فرمایا حضرت نے بایان ہاتہ اوسکا

فضائل ساقی کوثر بزبان حضرت عمر

عموماً حنفیون کا یہہ عقیدہ ہے کہ افضل ناس بعد جناب رسالتمآب حضرات ثلثہ گذرے - اور حضرت علی مرتضی کو حسب طرح خلافت ظاہری مین چوتھا نمبر دیا گیا اوسی طرح اونکے فضائل و مناقب بھی ان حضرات سے کم ہیں - چنانچہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض یادگاران بنی امیہ اب بھی معاویہ شاہی زمانہ سمجھ لیا کرتے ہین - اور کھلے الفاظ جناب امیر کی شان مین وہی الفاظ استعمال کرجاتے ہین جو اونکے جد بزرگوار نے بنائے تھے خیر وہان تو شام کی گورنری نے خاندان رسالت سے علحدگی پر مجبور کیا تھا مگر آجکل جبکہ انگریزی سایہ اور ہندوستان کی سرزمین مین بحیثیت رعایا رہکر اونکے مقلدین کو اگر وزمرہ جاتا ہے تو خواہ مخواہ کیلئے اہلبیت رسول کی شان مین نامہذب الفاظ استعمال کرنا اگر اپنی بربادی عاقبت اور ہٹ دھرمی نہین تو کیا ہے ان کورباطنوں کو یہ بھی سوجھائی نہین دیتا کہ دیگر صحابہ و محدثین جو کچھ فضائل جناب امیر المومنین کی نقل فرما رہے ہین اگر اونسے درگذر ہی کیا جاوے تو سوا اعظم کے خلیفہ دوم حضرت عمر نے جن جن فضائل و مناقب کا اظہار کیا ہے اوسکو بغور دیکھین اور اوسی سے سبق حاصل کرین - وہان تو آواز بلند یہ کہا جاتا ہے لَوْلَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ - یعنی اگر جناب علی نہ ہوتے تو حضرت عمر کا وجود بھی دنیا مین نہ رہتا - اور یہان یہ شور کہ حضرت عمر سے بہتر اور افضل جناب علی ہو ہی نہین سکتے - مگر افسوس تو یہ ہے کہ اسلام نے یہہ غلط اصول قائم ہی نہین کیا اور خود حضرت عمر نے بھی اپنی ظاہری پالیسی ایسی رکھی - چنانچہ ذیل کی چند روایات و اقوال حضرت عمر اس امر کی کافی دلیل ہین انصاف پسند حضرات اسے ملاحظہ فرمائین اور بالخصوص چند اڈیٹران اخبار تو حضرت خلیفہ کی روایات و اقوال کی عزت کرین -

(۱) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اکتسب مکتسب مثل فضل علی یہدی صاحبہ الی الھدی و یردہ عن الردی (اخرجہ الطبرانی)

عمر ابن الخطاب سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ کسی شخص نے علی کے مثل فضل کا اکتساب نہین کیا وہ اپنے دوست کو ہدایت کی راہ دکہاتا ہے اور برائی سے پہیرتا ہے -

(۲) عن عمر بن الخطاب قال ان رسول اللہ صلعم قال لعلی انت اول المؤمنین معی ایمانا و اعلمہم بایات و اوفاہم بعہد اللہ و اروفہم بالرعیۃ و اقسمہم بالسویۃ و اعظمہم عند اللہ منزلۃ (اخرجہ احمد) عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ آنحضرت جناب رسول خدا صلعم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم سب مومنوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لانیوالے ہو۔ اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے سمجھنے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنیوالے ہو اور ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہو۔

(۳) عن سعید بن المسیب قال کان عمر یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابو الحسن (اخرجہ احمد) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر خدا کی طرف پناہ مانگتے تھے اوس مشکل امر سے جس میں جناب ابو الحسن نہوں۔

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ تعالی قال خطبنا عمر فقال اقضانا علی۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ہمکو خطبہ سنایا اور کہا کہ ہم میں بڑے قاضی علی ہیں۔

(۵) عن یحیی بن عقیل قال کان عمر یقول لعلی اذا سالہ ففرج عنہ لا ابقانی اللہ بعدک یا علی (اخرجہ الجعدی) یحیی بن عقیل کہتے ہیں کہ حضرت عمر جناب علی علیہ السلام سے کچھ پوچھا کرتے اور ان کے جواب سے خوش ہوتے تو فرماتے تیرے بعد یا علی مجھے خدا زندہ نہ رکھے۔

(۶) عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب لقد اعطی علی ثلاث خصال لان یکون فی واحدۃ منہن احب الی من ان اعطی حمر النعم فسئل ما ہن قال تزوجہ ابنتہ فاطمہ و اسکنہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حل لہ مالا یحل لغیرہ و الرایۃ یوم خیبر (اخرجہ احمد و ابو یعلی و الحاکم فی المستدرک) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں حاصل ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک وہ سرخ پشم والے اونٹوں سے بھی زیادہ تر محبوب ہوتے کسی نے سوال کیا وہ کیا باتیں ہیں کہنے لگے آنحضرت صلعم کا (۱) اپنی بیٹی جناب فاطمہ (صلواۃ اللہ علیہا) سے انکا نکاح کرنا

(۳) اور مسجد میں اپنے ساتھ انکو رکھنا کہ جو بات مسجد میں انکے لیے جائز تھی انکے سوا دوسرے
کسیکو جائز نہیں تھی [illegible] اور خیبر کے روز علم دیا جانا۔

(۷) عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب [illegible] عن علی فانی سمعت رسول
صلعم [illegible] فی علی ثلث خصال لان تکون واحدة منهن احب الی مما
طلعت علیه الشمس کنت انا وابوبکر وابو عبیدة [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کذب من زعم انه یحبنی ویبغضک
(اخرجه الحسن بن بدر [illegible] والحاکم [illegible] والشیرازی فی
الالقاب وابن النجار [illegible] کنز العمال [illegible] فی المواهب
ومحب الطبری فی ریاض النضرة فی فضائل العشرة) ابن عباس سے روایت
ہے کہ عمر بن الخطاب کہنے لگے کہ [illegible] جناب رسالتمآب صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی میں
ایسی تین باتیں ہیں کہ اگر ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب اون چیزون سے جن پر آفتاب طلوع
ہوتا ہے میں اسکو بہتر سمجھتا۔ میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب جناب
رسولخدا کے حضور میں حاضر تھے اور حضرت جناب علی کے سینہ سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے
کہ حضرت نے جناب علیؑ کے کندھے پر ہاتھ مارکر ارشاد فرمایا کہ اے علی تو (۱) سب مومنون سے ایمان
لانے میں پہلا ہے اور (۲) سب مسلمانون سے اسلام لانے میں مقدم ہے اور (۳) تو مجھسے
بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ وہ شخص جھوٹھہ بولتا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھسے محبت رکھتا ہے
درانحالیکہ تجھسے بغض رکھتا ہو۔

(۸) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلعم علی منی بمنزلة هارون
من موسی الا انه لا نبی بعدی (اخرجه الخطیب والمتقی فی کنز العمال)
عمر بن الخطاب کہتے ہیں کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلعم نے کہ علی مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے
[illegible]

(۹) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلعم یوم خیبر لاعطین الرایۃ لرجل یحب الله و رسوله ویحبه الله و رسوله کرار اغیر فرار یفتح الله علیه جبرئیل عن یمینه ومیکائیل عن یساره فبات الناس متشوقین فلما اصبح قال این علی قالوا یا رسول الله ما یبصر قال ایتونی به فلما اتی به فقال النبی صلعم ادن منی فدنا منه فتفل فی عینه ومسحهما بیده فقام علی من بین یدیه کانه لم یرمد (اخرجه المتقی فی کنز العمال) حضرت عمر روایت کرتے ہین کہ خیبر کے روز آنحضرت صلعم نے فرمایا ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اوسکا رسول اوسکو دوست رکہتا ہے۔ وہ حملہ کرنیوالا ہے بہاگنے والا نہین۔ خدا اوسکو فتح دیگا جبرئیل اوسکے داہنے اور میکائیل اوسکے بائین ہوگا۔ لوگ رات کو اشتیاق مین رہے جب صبح ہوئی حضرت نے فرمایا علی کہان ہین لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اونکی آنکھین دکھ رہی ہین۔ فرمایا اونہین میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا میرے قریب آؤ وہ حضرت کے پاس گئے حضرت نے اپنا لعاب دہن اونکی آنکھون مین لگایا اور اپنے ہاتھون سے انکو چھوا علی اوٹھ کھڑے ہوئے گویا کہ اونکی آنکھین دکھتی ہی نہین۔

(۱۰) عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول الله صلی الله علیه و اله و سلم علیاً فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه واخذل من خذله وانصر من نصره اللهم انت شهیدی علیهم قال عمر وکان فی جنبی شاب حسن الوجه طیب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول الله صلعم عقدۃ لا یحله الا منافق فاحذر ان تحله قال عمر فقلت یا رسول الله انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجه طیب الریح قال کذا وکذا قال نعم یا عمر انه لیس من ولد آدم لکنه جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلته فی علی (اخرجه علی بن شهاب الدین الهمدانی فی کتابه مودۃ القربی)

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو کہڑا کرکے
ارشاد کیا جس کا مین مولا ہون پس اوسکا علی مولا ہے - اے میرے پروردگار دوست رکہ
اوسکو جو دوست رکہے اسکا اور دشمن رکہ اوسے جو اسکا دشمن [illegible] اور چہوڑ دے اوسکو
جو اسے چہوڑ دیوے اور نصرت دے اوسے جو اسکی نصرت دے - اے پروردگار تو میرا اونپر
گواہ ہے - عمر کہتے ہین میرے پہلو مین ایک نوجوان خوبصورت پاکیزہ خوشبو دار (ایک
شخص) کہڑا تہا مجھسے کہنے لگا اے عمر البتہ سرور دین پناہ صلعم نے ایک ایسی گرہ لگا دی ہے کہ منافق
کے سوا کوئی اسکو نہین کہولیگا پس تو اسکے کہولنے سے ڈرتا رہ - عمر کا بیان ہے
کہ پہر مین نے حضرت صلعم سے عرض کیا یا رسول اللہ [illegible] اسلام کے
[illegible]
[illegible]
وہ جبرئیل علیہ السلام تہے اور تیرے کہے کی تاکید کرنے کے آئے تہے جو تم نے علی
نسبت کہا تہا مسلمانو ان احادیث کو ذرا گوش دل سے پڑھو اور سوچو کہ جس مقدس
وجود کے بارہ مین اسطرح تاکیدی الفاظ رسول اللہ فرماتے ہون - یون جناب جبرئیل متنبہ
کرتے ہون - اور خود حضرت عمر جسکا [illegible] ہون اوسکی شان مین ایسی
کمینہ اور ناپاک الفاظ استعمال کئے جاوین جنکے نقل کی بہی جرأت نہین ہوسکتی - اور تم
ہو کہ نہین چپ بیٹہے ہوئے سنو بلکہ اپنی گروہ کا مذہبی لیڈر سمجہو - کیا امیر اہلحدیث غلط ہے - کیا
عبدالشکور ایڈیٹر النجم یا مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ یا ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث کے الفاظ تمنے نہین
دیکہے - ہو کیا باوجود ایسے کہلے الفاظ کی تم اونکی وقعت نہین کرتے - واقعات کہلے ہوئے
ہین - تمہارا عام سکوت پتہ دیتا ہے اور تمہین اسکی اچھی طرح خبر ہی ہے - مگر کیا کہون تمہین
مسلمہ خاندان رسالت کی بے آبروئی مین مزا ملتا ہے اور تم ان باتون سے خوش ہوتے ہو-
ورنہ اگر تمہین اسلام کا درد ہے - جناب رسول خدا روحنا فداہ کی وقعت ہے - صحابہ
کی عزت ہے - تو سوچو کہ یہ بات کہانتک تمہاری مفید ہوسکتی ہے اور کسوقت تک دائرہ
اسلام مین رکہ سکتی ہے - اگر شیعون کی دل آزاری کا یہ طریقہ نکالا گیا ہے تو اونکا اسمین

کیا نقصان ہوسکتا ہے۔ ان الفاظ نجس سے اہلبیت رسالت کی عزت و محبت اونکے دلون سے نہین نکل سکتے۔ پیشوایان دین کے بُرا کہنے سے وہ بد اعتقاد نہین ہوسکتے۔ وہ سچے دل سے ایمان لانیوں مین ہین۔ وہ آیات خدا کی وقعت فرض جانتے ہین۔ اونہین واجب الاطاعت جانتے ہین۔ اور انبیا و آئمہ کو خدا کی نشانیان سمجھتے ہین۔ احادیث نبوی پر اونکا ایمان ہے خلاف واقعہ وہ کچھ نہین کہتے۔ البتہ موضوع احادیث کی وقعت نہین کرتے۔ بلکہ اون سے نفرت کرتے ہین۔

اسی آخری حدیث ہذا کو دیکھو اسی کے الفاظ پر نگاہ کرو اور خصوصاً اضافت پر جس مین کہ تمہاری ہی کتابین تمہارے لئے بس ہین۔ تمہارا ہی قرآن تمہارے لئے کافی ہے۔ اور اپنے کلام مین متنبہ کرتا ہے۔ اوسکی یہ آیت اسی کتاب مقدس مین موجود ہے۔ اسکو دیکھو اور عبرت حاصل کرو جو اپنے حبیب کے ذریعہ عالم مین پہونچا رہا ہے اور صاف صاف کہہ رہا ہے۔ قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون۔

راقم محمد اسحاق الحسینی بارہوی از پٹنہ

غفلت

مطلب نہ سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر دیوانہ ہو جو حال قضا و قدر کھلے

عموماً غفلت کی مذمت کی گئی ہے مگر مین اسکو خداوند عالم کی سب سے بڑی رحمت سمجھتا ہون دنیا جسکو بعض ناعاقبت اندیش اور کوتاہ بینون نے خوشی کی جگہہ سمجھ لی جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے ؎ زندگی خوب ہے دنیا مین مگر دل حسینون سے گرفتار بھی ہو۔ اُسکی حقیقت پر بچشم غور نظر کیجائے تو ایک نہایت ناگوار سیح پیش نظر ہوتا ہے۔ جسکو ہم باغ سمجھے تھے وہ ایک بہت آزار دہ خارستان ہے جسکو ہم خوشی سمجھے تھے وہ حد درجہ کا غم و الم ہے جسکو ہم حسن سمجھے تھے وہ فقط ایک نہایت خام رنگ ہے جو دو گھنٹون کی بیماری سے دُھل جاتا ہے۔ علی ہذا القیاس تمام خوبیان درحقیقت یا تو کچھ نہین یا اسکی عکس ہی ہین۔ پھر ان حقیقتوں کا اقرار عموماً ذہنوں میں بیٹھ جائے تو کیا نتیجہ ہو۔

کاشتکار اپنی زراعت سوداگر اپنی تجارت - زاہد اپنی ریاضت وکیل اپنی وکالت چھوڑکر مایوسانہ زندگی لبسر کرنے لگے وہ بھی کتنے دن - ایسی زندگی زیادہ پاینده تو ہو نہیں سکتی آخر کار تمام نظام عالم درہم و برہم ہوجائے - وہ کون سی چیز ہے جو اس اصلی شیخ کو دل مین آنے نہین دیتے ؟ وہ غفلت ہے - مرغوب غفلت

یہہ سب جانتے ہین کہ موت ایک دن ضرور آنیوالی ہے - ہمارے بزرگون مین سے کسیکو حیات جاوید عطا نہین ہوئی - مگر سامان سعی و تلاش کو دیکھو تو ہرگز خیال مین بھی نہین آتا کہ یہ شخص مرنے والون مین سے ہے - دنیا کا کاروبار نہایت زورون پر اسی - غفلت کی برکت سے چل رہا ہے - اسکی وزیر اعظم امید ہے جو ہر غیر موجود نعمت کو تصور کی آنکھون کے سامنے لاموجود کر دیتی ہے - مثل مشہور ہے کہ دنیا بامید قائم - اسکو بھی دیکھو تو سراسر معین غفلت ہے عالم غیب پر دسترس تو خاک نہین مگر ایسا دکہاتی ہے کہ وہان خزانون کی سب کنجیان میرے ہی ہاتہ مین ہین - یہہ ایک عجیب مسئلہ کہ اس نظام عالم کے بقا کی بنیاد جن چیزون پر ہے وہ نہایت بری ہین علم اخلاق اُنکی برائی بیان کرتا ہے رسم و رواج اُنکو مذموم بتاتا ہے - خود خلقت انسانی جس چیز سے ہے وہ کسقدر نجس و ناپاک ہے جو فعل باعث توالد و تناسل و بقاے عالم ہے وہ اسقدر شرمناک سمجھا گیا ہے کہ بعض اہل لغت نے اُسکو اپنی کتاب مین درج کرنا نہین کیا - کسی مہذب شخص کی زبان پر وہ لفظ انہی سکتا مگر پھر بھی مدار عالم اُسی پر ہے اور اتنی بڑی نعمت سمجھی گئی ہے کہ بہشت بھی اس سے خالی نرکھی گئی - اسی طرح غفلت ایسی مذموم خصلت باعث بقاے عالم و دواے ہر غم ہے - اور فطرت انسانی مین اس طرح ضم ہے کہ ہر خیال کو رفتہ رفتہ کھینچکر اپنے بے انتہا عمیق تہ خانے مین ڈالدیتی ہے حالت خوشی مین تمام ناگوار خیالات کو دور بہگا دیتی ہے اور حالت غم مین آہستہ آہستہ اُس خیال کو دل سے چھیل ڈالتی ہے جو سوہان روح ہوتا ہے - اگر انسان اپنے غم کو ہردم یاد رکہتا تو مجنون ہوجانے مین کوئی جائے تعجب نہ تہا اگر یہ فرشتہ رحمت سایہ فگن ہوکر اس محبوب اور مرغوب شی کو جسکی جدائی کا خیال بھی تکلیف دہ ہوتا

تھا اسطرح سے دل سے نکال ڈالتی ہے کہ گویا کبھی تھی ہی نہیں ۔ مثلاً جسکو تمام دنیا نے راحت انسانی کا مرکز مانا ہے کیا ہے ۔ وہی غفلت ۔ حقائق الموجودات سے چشم پوشی ۔

جسطرح سے کہ حیوانات کو ہوا کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ ہر گوشۂ عالم میں بکثرت موجود ۔ پانی کی ضرورت اُس سے کم ہے تو دنیا میں تین ربع ۔ اور غذا کی ضرورت ان دونوں سے کم ہے تو وہ اور بھی قلیل مقدار میں پایا جاتا ہے ۔ اسیطرح غفلت کی کثرت یہ ظاہر کرتی ہے کہ اُسکی سب سے زیادہ ضرورت عالم ارواح میں ہے ۔ مگر انسان میں جو مادہ افراط و تفریط کا ہے اُسکو باقاعدہ رکھنے کے لئے اتنے مذاہب اور اتنے فلسفے پیدا ہوئے کہ غفلت کا حد سے زیادہ استعمال باعث ہلاکت نہو ۔ یہ لوگ سوتوں کے منہ پر وقتاً فوقتاً پانی کا چھینٹا مارتے جاتے ہیں تاکہ یہ غفلت مبدل دائمی نیند سے نہو جائے اور فنا کے پلّے حسب انتظام خالق برابر رہیں ۔

اسی کا موید وہ مسئلہ ہے جسکو بعض اہل الرائے قصہ حضرت آدم علیہ السلام سے مطابق کرتے ہیں کہ اُنکا بہشت میں ابتدائی زندگی بسر کرنا استعارہ ہے اُنکے عالم طفولیت سے جبکہ حسب منشائے خلقت انسانی وہ ہر چیز سے ناواقف ہونیکی وجہ سے نہایت امن و امان و خوشی کی زندگی بسر کرتے تھے جو سوائے بہشت کی دوسری جگہ ناممکن ہے ۔ جب انہوں نے علم کا پھل کھایا غفلت کا پردہ گر گیا جسکو برہنگی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اُسکے بعد سے تو دنیا کی تکالیف کو مدت العمر سہتے رہے اور صرف یہی نہیں کیا بلکہ یہ لا انتہا مصیبت اپنی اولاد کے لئے بطور ترکہ کے چھوڑ گئے ۔ بعض علما علم ہی کو وہ امانت خداوندی بیان کرتے ہیں جس کا تذکرہ قرآن شریف میں آیا ہے آیہ انا عرضنا الامانۃ الخ اور اُس امانت کو اُٹھا لینے پر خداوند عالم انسان کو ظلوم و جہول قرار دیتا ہے ۔ فقط

محمد خلیل

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا

ایک دقیق یا آسان مسئلہ

کانفرنس اور آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا انعقاد اگرچہ ایک مدت سے چاہا جاتا تھا مگر قوم کو

اسلئے جرئت ہوتی تہی کہ مبادا شیعون مین بہی کوئی ایسا گروہ نہ پیدا ہوجائے جیسا کہ غیر مذاہب مین کثرت سے ایسے اشخاص دکہائی دیتے ہین جو ریفارمری کی دُھن مین خلاف منصب وخلاف استحقاق شرعی مسائل پر رائے زنی کرتے رہتے ہین۔ اگرچہ بلحاظ مردم شماری بالحاظ تعلیم حساب لگایا جائے تو شیعون مین ایسے لوگ بہت کم نکلین گے جو پوری طور سے نیچریت کے لباس مین آگئے ہون لیکن اس زمانے مین پلیٹ فارم ایک ایسی جگہ ہورہی ہے کہ جو شخص وہان تک پہونچ گیا وہ اپنے کو تمام عالم سے زیادہ دانا اور عقلمند سمجہنے لگتا ہے یہی وہ زبردست خیال تہا جو ہماری مبارک قوم کے ارادون کو دبائے ہوئے تہا اُنکی ہمتون کو پست کئے ہوئے تہا اور اُنکے عزمونکو ظاہر نہین ہونے دیتا تھا ورنہ شیعہ کانفرنس بہت پہلے سے منعقد ہوچکی ہوتی کیونکہ اسکی ضرورت تمام قوم بالاتفاق محسوس کررہی تہی۔

یہہ ضرورت اس حد تک ٹہری کہ وہ حضرات علمائے اعلام جنہین قوم گوشہ نشین وعزلت گزین سمجہے ہوے تہی اور جنسے کسی کو امید نہ تھی کہ یہ مقدس حضرات اپنی زینۃ للزمعاشرت کو خیرباد کہکے زمانہ موجودہ کے رنگ پر پلیٹ فارم جیسی جگہ تک آسکین گے آخر کو متاثر ہوئے اور اون قومی خدمتون پر آمادہ ہوگئے جنہین اس زمانے سے مناسبت ہے۔ یہہ قوم کی خوش قسمتی کہئے کہ جس مقدس گروہ کی علحدگی سے قومی ترقیون کی راہین دشوار گزار اور خوفناک معلوم ہوتی تہین وہ مقدس مجمع بالاتفاق ہماری رہبری پر آمادہ ہوگیا اور اب ہمین منزل مقصد کے ملنے مین کچھ شک وشبہہ نہین رہا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری کانفرنس پہلے سال ایسی عظیم الشان کانفرنس ہوئی جو دوسرے لوگون کو عرصہ دراز تک نصیب نہوئی تھی۔

شیعون مین جو لوگ قبل انعقاد کانفرنس مخالف تھے اُنکی مخالفت کے وجوہ زیادہ تر یہی تھے کہ زمانے مین نیچریت کو ترقی ہورہی ہے۔ شیعہ تعلیم یافتہ بھی پلیٹ فارم پر آکے وہی رنگ اختیار کرلینگے اور قوم اُنہین اپنا ریفارمر سمجھ کے انہین کے اقوال کو اپنا مسلک قرار دیگی۔ گرہنگام انعقاد کانفرنس جبکہ حضرات علما اسکے مربی وسرپرست ہوئے اور انہون نے برابر ہر کام مین ہر کمیٹی مین ہر مسئلے مین حصہ لینے کی تکلیف گوارا فرمائی

تو یہ اعتراض قطعاً رفع ہو گیا۔ اور اب کوئی ہوشمند شخص یہہ نہین کہ سکتا کہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس مین کسی قسم کا مذہبی خطرہ ہو سکتا ہے۔

اور اسی سبب سے جہان تک احتیاط کا مقتضا تھا اُسے حضرات علما نے ایک رزولیوشن کی صورت پچھلے سال طے کر دیا کہ "ایسی تجویز یا تقریر جو کسی حد تک خلاف شرع اگر کبھی ہو جائیگی تو اُسے منسوخ و کالعدم کر دینے کا حضرات علمائے انجمن صدر الصدور کو اختیار کامل ہے"۔ اس سے یہ مطلب نہین ہے کہ یہہ اختیار انہین صرف کانفرنس ہال مین ہے اور کانفرنس سے باہر کوئی اختیار نہین جیسا کہ بعض حضرات نے اس غلط خیال کو قوم مین راسخ کرنا چاہا ہے۔ مین مذکورہ رزولیوشن نمبری ۷ بابت اجلاس اول ماہ اکتوبر ۱۹۰۹ع پر قوم کو توجہ دلانا چاہتا ہون جسکا یہہ مطلب ہے کہ اس کانفرنس کے اصول مین ہے کہ کوئی تجویز خلاف شرع نہ اسمین پیش ہو نہ پاس ہو اور اگر پاس ہو جائے تو علمائے انجمن صدر الصدور کو اسکے منسوخ کر دینے کا اختیار ہے اور یہی اصل اصول ہے جو بطور رزولیوشن پیش کیا گیا۔

کیا کوئی شخص اس سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ حضرات علمائے انجمن صدر الصدور کو جو اختیارات بربنائے رزولیوشن بالا حاصل ہین وہ محض اسوقت تک ہین جب تک وہ جلسہ کانفرنس مین ڈیس پر رونق افروز رہین میرے خیال مین یہ مطلب ہرگز نہین ہو سکتا اور نہ کوئی ذی ہوش اسے تھوڑی دیر کے لئے بھی مان سکتا ہے۔ علما کو ہمیشہ اور ہر وقت یہہ اختیارات حاصل ہین اور اگر کانفرنس مین کوئی ایسا رزولیوشن پیش ہو کے پاس ہوتا جب بھی حضرات علمائے کرام کو ایسے اتمام اختیارات جو دوسرے الفاظ مین فرض منصبی کہے جا سکین گے ہمیشہ حاصل رہتے اور رہا حاصل رہینگے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ رزولیوشن کانفرنس مین کیون پیش کیا گیا اور اسکی ضرورت کیا تھی۔ اگر اس سوال پر کوئی شخص غور کریگا تو بجز اسکے کچھ

جواب نہیں ہو سکتا کہ کانفرنس "آل انڈیا شیعہ کانفرنس" قرار پا چکی تھی۔ حضرات علما اسکے مربی و سرپرست ہو چکے تھے اور اسے اپنی نگرانی مین لیچکے تھے کانفرنس کیلئے ہر مقام پر جانا اور دورہ کرنا ایک لازمی اور ضروری بات ہے حضرات علما ممکن ہے کہ ہر سال کانفرنس کے ساتھہ ہر مقام پر نہ پہونچ سکین اور کانفرنس ایسے لوگون کے ہاتھہ مین کسی سال آجائے جنکو شرعی مسائل سے کم واقفیت ہو لہذا بنظر احتیاط ایک رزولیوشن پاس کرا لیا گیا کہ اگر کانفرنس مین احیاناً کبھی ایسا اتفاق ہو تو حضرات علمائے انجمن صدر الصدور اُسکی اصلاح فرما سکتے ہین۔ اور تمام ایسی تقریرین یا تجویزین جو خلاف شریعت ہون منسوخ و کالعدم کر سکتے ہین۔

اس خیال کی تاکید جناب قدوۃ العلما مولوی سید آقا حسن صاحب قبلہ کی اُس تقریر سے بھی ہوتی ہے کہ جب تیسرے دن مرزا محمد ہادی صاحب بی۔ اے اڈیٹر الحکم نے یہ رزولیوشن پیش کیا تھا کہ اس کانفرنس کا پریسیڈنٹ ہمیشہ کوئی عالم دین ہوا کرے اور مولوی سید علی غضنفر صاحب اسکے لائف سکرٹری مقرر کئے جائین تو سب سے پہلے جناب قدوۃ العلما نے اس سے اختلاف کیا اور یہ ظاہر فرمایا کہ ہم لوگ ہرگز یہ نہین چاہتے کہ کانفرنس کی صدارت ہمیشہ ہمارے ہی حلقہ مین چکر لگاتی رہے اور علما ہی ہمیشہ اسکے صدر نشین ہوتے رہین ہماری غرض صرف قومی ترقیون سے ہے اور ایسی ترقیان جو منافی شریعت نہو سکین اسکے بعد مولوی علی غضنفر صاحب نے بھی اپنی لائف سکرٹریٹ کے خیال سے اختلاف کیا اور بالآخر اسقدر تجویز ہوا کہ مولوی سید علی غضنفر صاحب ایک سال کے واسطے سکرٹری ہون۔

اس اجلاس کے بعد مرکزی کمیٹی کی ترتیب ہوئی اور قواعد و دستور العمل شایع کئے گئے۔ ایک قاعدے مین معلوم نہین کس طرح یہہ لکھدیا گیا کہ کانفرنس کا صدر نشین ہمیشہ کوئی عالم دین ہوا کریگا۔ کیونکہ یہہ وہ مسئلہ تھا جسے ایک عالم دین نے

خود کانفرنس ہال مین ناپسند فرمایا تھا۔ اور باوجود موجودگی اس ناپسندیدگی سے اختلاف کسی عالم دین نے نہین فرمایا تہا لہذا نہ مرکزی کمیٹی کو نہ اور کسی کو یہ حق تھا کہ وہ مسئلہ جو کانفرنس مین پیش ہو کے نظرانداز ہو جائے کسی قاعدے مین درج کیا جاسکے۔

علاوہ اسکے قواعد و دستور العمل مین بعض اور باتین بھی ایسی تھین جنکی اصلاح و درستی ضروری تھی لہذا ۱۹۰۸ء کی کانفرنس مین یہ تجویز ہوئی کہ کانفرنس کا کانسٹی ٹیوشن بنانا چاہیے اور اسکے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ باہر کے جن حضرات نے کانسٹی ٹیوشن کمیٹی مین تشریف لانیکا وعدہ نہایت مستعدی سے فرمایا تھا افسوس ہے کہ انہین سے بعضون نے اپنی تحریرین ... بھیجی ... خود تشریف لائے

مین انہین دنون مین مرکزی کمیٹی کے اجلاسون مین شریک تھا جبکہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کا وقت مقرر کیا گیا ... مجھے معلوم ہے کہ اس کمیٹی کا اجلاس ... ہو سکا کیونکہ ... ایک ... کوئی تفصیلی رائے نہین دی تہی۔

یہ امر بھی لائق اطلاع ہے کہ دسمبر ۱۹۰۹ء کی اجلاسون مین سبجکٹ کمیٹی مین صدارت کانفرنس کا مسئلہ پیش ہوا تھا اور اگرچہ اس سے جوشیلے الفاظ مین اختلاف کیا گیا مگر چونکہ یہ مسئلہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی مین پہلے جانا چاہیے تھا لہذا سبجکٹ کمیٹی نے اسے کانفرنس مین بھیجنا منظور کیا۔ جن لوگون کو اسوقت کے جوشیلے اختلافی الفاظ یاد ہین یا جو اسکے مدعی ہین کہ ہمین وہ الفاظ کبھی بھول نہین سکتے انکو ایسی باتون کو اپنے دلون سے نکال ڈالنا چاہیے اور ہر شخص کی نسبت یہہ رائے قائم کرنا چاہیے کہ وہ کچھ سوچ اور سمجھ کے کوئی بات کہتا ہے اور ہرگز کسی قسم کی ضد یا ہٹ یا خودرائی و خودپسندی مدنظر نہین ہے۔ اسیطرح تمام قوم کو خواہ علما ہون یا غیر علما یہہ خیال کر لینا چاہیے کہ کانفرنس ایک قومی کانفرنس ہے اسمین شخصیت کو دخل دینے کی ضرورت نہین ہے۔ رائے ایسی دینا چاہیے بات ایسی

کہنا چاہیے اور خیال ایسا ظاہر ہونا چاہیے جو قومی فوائد کا پہلو لئے ہوئے ہو۔ علما کا فرض ہے کہ وہ قوم کو خلاف شرع امور سے باز رکہیں لیکن کوئی ایسی احتیاط نہ صرف غیر ضروری بلکہ نقصان رسان ہوگی جو کسی خرابی کے صرف احتمال یا شک کی بنا بر باوجودیکہ اوس خرابی کی اصلاح بھی انکے اختیار مین ہو کسی قومی نفع کو نظر انداز کر دین۔

یہان تک پہونچ کے اس بات پر غور کیا جاسکتا ہے کہ "آل انڈیا شیعہ کانفرنس" کی صدارت کا مسئلہ مشکل ہے یا سہل اور یہہ کہ قومی لیڈرون کو اس بارہ مین کیا کرنا چاہیے۔ یہہ مسئلہ ضرور ایک ایسا مسئلہ تھا کہ جب تک کانفرنس یا کم سے کم کانسٹی ٹیوشن کمیٹی مین نہ پیش ہو لیتا اخبارات مین اسپر بحث نہ کیجاتی مگر افسوس ہے کہ یہہ بحث ایک ایسے عنوان سے شروع ہو گئی جس سے کانفرنس پر برُا اثر پڑنیکا اندیشہ ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ غیر عالم علماے دین کے مقابلہ مین صدر نشین کیسے ہوسکتا ہے اسلئے کہ علم کی فضیلت دنیا کی تمام فضیلتون سے زیادہ ہے اگر جناب صاحب الامر صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیٰ آبائہ الکرام اسوقت ہمارے سامنے ہوتے تو کیا انکے مقابلہ مین ہم شاہ ایران کو اپنا صدر نشین کرسکتے ؟ بات تو بظاہر پختہ اور دلیل مضبوط معلوم ہوتی ہے لیکن اسی کے ساتھہ اس امر پر غور کرنیکی بہی ضرورت ہے کہ اگر حضرت حجت علیہ السّلام ہمارے درمیان مین ہوتے تو ہمین کسی کانفرنس یا شورے و مشورے کی ضرورت ہی نہ رہتی لیکن دنیا کا قاعدہ یہی دیکہا جاتا ہے کہ بادشاہ جو عموماً غیر عالم ہوتا ہے تخت سلطنت پر متمکن کیا جاتا ہے اور علماے دین اسے منظور فرماکے اوس سلطنت مین ترویج و اشاعت وحفاظت دین مین مشغول رہتے ہین۔ یہہ ضرور ہے کہ شرعی امور مین علماے ملت کے احکام بادشاہ کو ماننا پڑتے ہین۔ اور بادشاہ بہی مثل دیگر رعایا کے علماے دین کا مطیع و منقاد ہوتا ہے لہذا اگر اسی قاعدے کو دیکھ کے ہماری کانفرنس مین بھی صدارت کا قاعدہ ایسا منضبط کر دیا جاے جسمین کوئی دینی یا دنیوی نقصان نہو سکے تو کیا مضائقہ ہے۔ بہت۔

آسانی سے ممکن ہے اگر کانسٹی ٹیوشن کمیٹی انتخاب صدر نشین کے متعلق یہ قاعدہ مقرر کر دے کہ مرکزی کمیٹی ہر سال صدر نشین کا انتخاب کر کے علمائے انجمن صدر الصدور کی خدمت مین اپنی تجویز پیش کرگی اور اگر علمائے موصوفین کثرت رائے سے منظور فرمائینگے تو اوس انتخاب کا عملدرآمد ہوسکیگا ورنہ مرکزی کمیٹی کو دوسرا انتخاب کرنا ہوگا۔

اول تو مرکزی کمیٹی مین تمام علمائے کرام ممبر ہین دوسرے مرکزی کمیٹی کی صدارت بہی حضرات علما ہی کے متعلق ہے تاہم اگر زیادہ سے زیادہ احتیاط کیجائے تو مذکورہ بالا قاعدہ مقرر ہوجانا کافی ہے۔ اور اسطرح یہ مسئلہ ایک نہایت آسان مسئلہ ہوجاتا ہے لیکن اگر یہہ خیال کیا جائے کہ غیر عالم ایک ایسے جلسے مین جہان حضرات علما ہی رونق افروز ہون صدر نشین کیسے ہوسکتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ جس دن کانفرنس کا صدر نشین کوئی غیر عالم ہوگا ہم کانفرنس کی ممبری سے اسی روز مستعفی ہوجا ئینگے اور اگر یہ سمجہا جائے کہ غیر عالم کی صدر نشینی کے خیال سے کانفرنس ہال مین نیچرستان کی ہوائین چلنے لگین گی اور تمام قوم مین دہریت و نیچریت راسخ ہوجائیگی تو یہہ مسئلہ نہایت مشکل ہوجاتا ہے۔ بہرحال سے من نگویم کہ این مکن آن کن۔ مصلحت بین و کار آسان کن۔

بعض خیالات ایسے دیکھے گئے جو تمام باتون ہین خواہ مخواہ مشکلین پیدا کرنا چاہتے ہین۔ مشکل پسند طبیعتون کو غور فرمانا چاہیے کہ قومی کامون مین بہ نسبت مشکلون کے آسانیان زیادہ مفید ہونگی۔ افسوس ہے کہ ایسے لوگ ابہی تک اس بات کو نہین سمجہتے کہ کانفرنس سے کیا مقصد ہے۔ جب زمانہ موجود کی طرز پر ہمنے اپنی قوم کا ایک سالانہ مجمع فراہم کرنا اور اسی زمانے کی اصطلاح مین ایسے مجمع کا نام کانفرنس رکہا جانا منظور کیا تو لابد ہے کہ جو صریحی اور یقینی فوائد ایسے مجمع سے ہوسکتے ہین اُنسے ہم باخبر رہین اور کسی وقت مین انہین اپنے ہاتہ سے نہ جانے دین۔ منجملہ دیگر امور کے ایک صدر نشینی ایسا مسئلہ ہے جسکے قاعدے اور طریقے یا رواج و دستور مین فوائد کثیرہ مضمر ہین اور جب تک ہم انہین قاعدون اور طریقون کو نہ برتین اور

اسی رواج و دستور کی پابندی نہ کرین ہرگز تمام وہ فائدے جو ایک اس طریقے
سے قوم کو حاصل ہو سکتے ہین نہین پورے طور سے نہین مل سکتے۔ ہر شخص کا طرز بیان
اور طریقہ تفہیم جداگانہ ہوتا ہے۔ جب ہر سال ایک جدید صدر نشین ہوگا تو لامحالہ ہر سال
اپنی تجویز اور خیالات سے مطلع کریگا اور قومی ترقیون کی راہین اسطرح پر زیادہ تر
نمودار ہوتی رہینگی۔ اور مختلف حضرات کے تجربون سے مختلف اور متعدد فوائد حاصل
ہوتے رہینگے اور یہ خیال کرنا کہ کوئی غیر عالم صدر نشین ہوکے تمام قوم کو نیچری بنادیگا
نہایت مرتبہ کمزوری کی دلیل ہے۔ اور ایسا خیال ظاہر کرنا اپنی مجبوری کا ثبوت
دینا ہے اگر ایک سال کوئی جلیل القدر تاجر آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا صدر نشین ہو
تو وہ اپنے بہت سے ایسے تجربات جنسے چھوٹے اور بڑے پیمانون پر مختلف تجارتین
مضبوطی اور استقلال کے ساتھ بلا نقصان ہو سکین بتا سکتا ہے اور قوم مین بہت جلد
ترغیب ہوکے تجارتی شوق پیدا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اخبارات مدت سے تجارت کی ترغیب
دے رہے ہین خود کانفرنس مین جناب صدر نشین صاحب قبلہ نے اپنی بیان ہدایت بنیا
سے تجارت کے فوائد ظاہر فرمائے صنعت کی طرف توجہ دلائی لیکن اگر اسمرتبہ جناب خان
بہادر سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت کانفرنس مین شریک
ہوتے تو جسقدر عملی تجارت و صنعت کے متعلق اس سال تجویزین ہوئی ہین کیا اسی طرح
سے یہ امور تجویز کئے جاسکتے اور اگر ان تمام باتون پر جناب خان بہادر صاحب موصوف
مدلل و موثر لکچر نہ دیتے تو کیا قوم اس آسانی سے بغیر حجت و تکرار و بحث کے تمام باتون
کو منظور کرلیتی۔ ایک یہی ایسی سچی اور صحیح مثال ہے جسکی موجودگی مین دیگر امور
پیش کرنیکی ضرورت نہین۔ مین ضرور اس رائے کو پسند کرونگا کہ بعد منظوری
حضرات علما غیر عالم بھی صدر نشین کانفرنس ہو سکتا ہے اور میرے نزدیک اس سے
قوم کو بہت جلد فوائد کثیرہ حاصل ہو سکتے ہین۔ لیکن مین کیا اور میرا خیال ہے کیا۔
حضرات ممبران کانسٹی ٹیوشن کمیٹی یا ممبران کانفرنس جو طے کردینگے اوسکی پابندی
ہر فرد قوم پر ضروری ہے۔ مین نہ اُن لوگون کے خیال کو پسند کرتا ہون جو غیر عالم کی صدر

نشینی سے کانفرنس کو چھوڑ دینا چاہتے ہین اور نہ اُن لوگون کے خیال سے اتفاق کرسکتا ہون جو علما کو ایسے امور مین محض ناقابل جانتے ہین - اور اسمین شک نہین کہ حضرات علمائے کرام ان امور کو ہمسے زیادہ اور اچھا سمجھ سکتے ہین -

راقم ادیب سیتاپوری -

تقیہ اور اوسکی اصلیت

اسکے قبل "تبرا اور اوسکی اصلیت" کی سرخی سے ایک مضمون مین ہدیۂ ناظرین کرچکا ہون جو اصلاح نمبر مین شایع ہوچکا ہے - حتی الامکان مینے اوس مضمون مین یہ دیکھنے اور دکھانیکی کوسشش کی ہے کہ تبرا کو شیعون سے کوئی خاص خصوصیت نہین ہے - اہل تشیع کے مذہب مین بھی صرف اوسی حد تک تبرا جائز ہے جس حد تک کہ تمام دنیا کے موجودہ مذاہب جائز سمجھتے ہین - ہم یہ بھی دکھا چکے ہین "بُرے اور بھلے مین تمیز کرنا - بُرا کو بُرا اور بھلے کو بھلا - سمجھنا" نفس ناطقہ انسانی کا کام ہے اور ایسا "سمجھنے" کے لئے ہر وہ شخص جو مجنون نہین ہے فطرۃً مجبور ہے - اسلام اور خود نئی روشنی کے تمام خدا پرست فلسفی مثل Kant - Butler - Flint وغیرہ وغیرہ اس بات کے معترف ہین کہ برے اور بھلے کا مزہ نفس ناطقہ انسانی سے معلوم ہوتا ہے اور جب ہم عام اصول سے بڑھکر کسی خاص چیز کو بُری خواہ بھلی معلوم کرنا چاہتے ہین تو تجربہ ہماری مدد کرتا ہے -

ممکن ہے کہ بعض نئی روشنی کے فلسفی اور Spencer - Huxley - Hume ملحدون کے دلدادہ یہہ فرماوین کہ بھلائی اور برائی کا تمیز فطرتی نہین ہے بلکہ محض تجربہ انسانی پر موقوف ہے جو ممکن ہے کہ غلط ہو - ہمکو اس فلسفہ سے بحث کرکے ناظرین کا وقت ضایع کرنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اس اصول کو مان لینے پر بھی ہمارا مقصد فوت نہین ہوتا - تجربہ سے ہو یا نفس ناطقہ انسانی سے آخر برائی اور بھلائی کا فرق تو مسلم ہے - خدا پرستون کے نزدیک خدا اور رسول انصاف سخاوت وغیرہ کا "نفس ناطقہ" اور "تجربہ انسانی" "اچھا" ہونا - اور ایک زانی - شراب خوار - ظالم قمار باز کا برا ہونا مسلم ہے

معترض کے اصول کے بموجب ممکن ہے کہ خدا و رسول و انصاف وغیرہ برُے ،، اور زانی شراب خوار - ظالم وغیرہ اچھے ہون - اور ہمارا تجربہ غلط ہو - اس اصول کو مان کر بھی ہم یہ عرض کرینگے کہ تجربہ انسانی ہماری راے کے موافق اور معترض کا " انوکہا ممکن ،، ہمارے خلاف لہذا اس منطقی مباحثہ کا نتیجہ بھی ہمارے حق مین مفید ہے -

ہمنے یہ بھی دکہا دیا ہے کہ کسی ایسے شخص کو بُرا کہنا جو واقعی برا ہو ہر مذہب و ہر ملت کے نزدیک ، مباح تا بعض مواقع پر فعل لغو بعض حالتون مین جائز اور بعض صورتون مین عین عبادت و ثواب ہے - اہل التشیع بھی اسی اخلاقی اصول کے عامل ہین - مگر افسوس ہے کہ لوگ خود تو تمام زمانہ کے جائز و ناجائز تبرا بازیون کے عامل ہوتے ہین مگر جب غریب شیعہ کچھ منہ سے نکالتا ہے تو اوسکے تبرا کی خصوصیت کرکے اوسے بدنام کرتے ہین - شعر

ہر پختہ کہ من برآورم خام — تو ہر چہ خطا کنی صواب است

مین خود سمجھ رہا ہون کہ ابتک مینے اوس مضمون پر کچھ نہ لکھا جسے لکھنے بیٹھا ہون اب سنئے اور غور سے سنئے کہ ایک "تبرا ،، ہی کند اور وہ زنگ آلود چھری نہین ہے جو شیعون کے گلو پر پھیری گئی - خونریز تلوارون کے حملون کے علاوہ ہمپر اخلاقی حملونکی وہ کثرت ہوئی کہ اگر تمام مذاہب کے تمام مذاہب پر حملے جمع کئے جائین تو بھی ہمارا نمبر زیادہ ہوگا اور یہ کیون - صرف اسوجہ سے کہ زمانہ کے زبردست ہاتھون نے تیرہ سو برس سے ہمارے زبانون پر خاموشی کی مہرین لگا دین - اور چونکہ ہماری طرف سے ترکی بہ ترکی جواب دیا جانا محال تھا حملہ آورون نے اخلاقی حملون کے وہ بھرمار کردی کہ اونکی آیندہ آنیوالی قوم خواہ مخواہ یہ سمجھنے لگی کہ شیعہ پر واقعی صحیح الزامات لگائے گئے تھے حالانکہ مجبوریون نے ہمکو مجبور کر دیا تھا - خدا خدا کرکے وہ زمانہ ختم ہوا اور گورنمنٹ انگلیشیہ کی شیر اور بکری کو ایک گہاٹ پانی پلا دینے والی ترحمانہ پالیسی نے ہماری زبانون کی بھی سوئیان نکال دین ،، تقیہ ،، کا حملہ بھی ہمکو بیخ و بن سے اکہاڑ پھینکنے کے لئے ویسا ہی زبردست تھا جیسا کہ ،، تبرا ،، کا ،، تقیہ ،، کا اعتراض بھی زبان زد عام و خاص ہے - غیر مذہب کا ہر شخص اپنی جگہ پر ہنستا ہے کہ شیعون کا مذہب بھی کچھ انوکہا مذہب ہے جسمین جھوٹ بولنا جائز ہے

ہم غیر مذاہب کے تعلیم یافتہ اور منصف مزاج دوستونکو مخاطب کرکے یہہ عرض کرینگے کہ وہ حضرات کسی مذاہب کو اس نگاہ سے نہ دیکھین کہ اوسکے جہلا کے افعال کیا اور کیسے ہین بلکہ خود اوس مذہب کے اصول کو مدنظر رکھین۔ یہ کسی حد تک سچ ہے کہ عوام شیعہ "تبرا" ہو خواہ "تقیہ"، دونونکا اوسیطرح بیجا استعمال کرکے مذہب شیعہ کو بدنام کرتے ہین جسطرح قبر پر سجدہ کرنیوالے اور پیری و مریدی کے بیجا شیدائی وغیرہ وغیرہ۔ مذہب اہل سنت والجماعت کو۔ نہ سنی اپنے جہلا کے بیجا افعال کے ذمہ دار ہین اور نہ شیعہ۔

"تقیہ" کے لغوی اور اصطلاحی معنوی اور نیز اوس مفہوم سے جو شیعہ سمجھتے ہین قطع نظر کرکے ہم اسوقت اوسی معنی پر کفایت کرینگے جسکو مان لینے مین کسی غیر مذہب والے کو اعتراض کی گنجایش باقی رہے۔ یعنی "صاف صاف دیدہ و دانستہ جھوٹھ بولنا"، ایسی بہی صورتین ہوتی ہین جہان انسان ایسی الفاظ مین جھوٹھ بولتا ہی جو سچ اور جھوٹھ دونو معلوم ہون۔ کچھ لوگ اس معماگوئی کو بالکل سچ سمجھتے ہین اور کچھ لوگ مصلحت وقت کہکر اوسمین معنی پہنا دیتے ہین۔ یہان پر بہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا معماگوئی مذہبًا و اخلاقًا جائز ہے؟۔ ان سب جھگڑونکو چھوڑکر کیون نہ ہم ایک ایک عام مسئلہ پر غور کرلین کہ آیا "دیدہ و دانستہ صاف صاف جھوٹھ بولنا"، مذہبًا و اخلاقًا کیسا ہے۔ جسوقت آپنے اس عام مسئلہ کو طے کرلیا اوسوقت یہہ خودبخود حل ہوجاویگا کہ معماگوئی جائز ہی یا نہین

قبل اسکے کہ ہم "تقیہ"، پر ایک تفصیلی بحث کرین پہلے ہمکو یہہ سمجھنا اور سمجھا لینا کہ شیعہ ہر محل اور ہر موقع پر "تقیہ" کو جائز نہین سمجھتے یا یون سمجھئے کہ شیعہ ہر صورت تقیہ کو ناجائز سمجھتے ہین الا اوس حالت مین کہ وہ محل تقیہ ہو۔ معترض مذاہب کا خیال ہی کہ تقیہ کبہی اور کسی صورت مین جائز نہین ہے مگر اہل تشیع اسکے خلاف خاص خاص صورتون مین جائز اور بعض بعض مواقع پر نہ صرف جائز بلکہ لازم سمجھتے ہین

یہہ مسئلہ کہ "آیا کسی خاص صورت مین تقیہ جائز ہے یا نہین"، یا آیا غیر مذاہب کا یہ کلیہ کہ "تقیہ ہر صورت مین ناجائز ہے"، دو طرح حل کیا جاسکتا ہے۔ ایک تو یہہ دکہا کر کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی۔ برگزیدہ پیشوایان دین پیغمبر نبی

امام اور راز اولیاء اللہ نے خاص خاص مواقع پر تقیہ کو جائز قرار دیا ہے اور انمین سے اکثرون نے تقیہ کے محل پر خود بھی تقیہ فرمایا ہے۔ دوسری معقولاً۔ اول یعنی منقولی ترکیب سے حل کرنا اقال اور اقوال کے ناپیدا کنار سمندر مین غوطے لگانا ہے۔ ساتھی اوسکی یہہ مسئلہ منقولاً بہت کچھ حل کیا بھی جا چکا ہے جسکے پڑہنے کے لئے ایک عمر کافی نہین ہی اسوقت مین تقیہ کو معقولی نظر سے دیکھکر کچھ لکھنا چاہتا ہون۔

غور نہ کرنیوالا تو بغیر سمجھے بوجھے فیصلہ کر دیگا کہ تقیہ مہمل [illegible] اور کسی موقع پر جائز نہین ہے لیکن جاننے والے جانتے ہین کہ [illegible] خدا [illegible] مین شراب [illegible] جسوقت کہ بغیر اوسکے استعمال کئے بیماری دفع نہین ہو سکتی۔ یعنی جب اوسکا استعمال کرنا محض جان بچانیکی غرض سے ہوتا ہے تو ایسی صورتمین شراب پینا یا زہر کھانا مذہباً واخلاقاً نہ صرف جائز بلکہ اونکو استعمال نہ کرکے جان دیدینے والا اخلاقاً ایک خودکش اور مجرم ہے۔ اسیطرح عبادت کرنا عام طور پر فعل [illegible] مگر جب قریب کے مکان [illegible] آگ لگی ہو اور ہمسایہ کے بچے آگ مین جل رہے ہون تو عبادت کو ترک کرکے فوراً اونکی مدد کرنا مذہباً اور اخلاقاً لازم ہے اور ایسی صورت مین عبادت مین مشغول رہنا گناہ عظیم ہے۔ اسیطرح [illegible] تاآنکہ [illegible] اچھا فعل [illegible] موقعہ پر بجید برا اور برے سے برا فعل ایک خاص صورت مین بہت اچھا ہوتا ہے۔ یہی صورت "تقیہ" کی ہے۔ جھوٹھ بولنا تمام مذاہب اور خود اہل تشیع کے نزدیک نہ صرف فعل لغو بلکہ گناہ ہے۔ مگر اخلاق کا یہ قانون بھی استثنے سے خالی نہین ہے۔ ایسی ہی صورتین ہین جہان جھوٹھ بولنا۔ اخلاقاً ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ مندرجہ بالا موقع پر عبادت کا ترک کر دینا اخلاقاً لازم تھا۔

مثال کیطور پر سمجھئے کہ اگر ہمارا دشمن ہمارے اور ہمارے اہل وعیال کے قتل [illegible] ہمارے مال و اسباب [illegible] کی غرض سے ہمپر حملہ کرے اور صرف ہمکو پکڑ پائے اور یہ سوال کرے کہ بتا تیرے اہل وعیال کہان چھپے ہوئے ہیں اور تیرا مال کہان ہے اور ہم بجائے شمائل کے جھوٹ [illegible] اپنا [illegible] تقیہ کی جانین بچا لین تو کیا یہ اچھا [illegible] اخلاقاً [illegible]

یا ہم مذہباً مجرم ہین ؟ مین عرض کرونگا کہ ہرگز نہین - یا ایسی صورت مین کہ کسی مقام پر مسلمانون کے قتل عام کا حکم جاری ہو اور اگر کوئی شخص جسکا زندہ رہنا خود اسلام کے لئے ہر مصلحت سے ضروری ہو اپنے مسلمان ہونے سے انکار کر جاوے تو کیا یہہ شخص واقعی اسلام سے خارج اور اخلاقاً گنہگار سمجہا جاویگا ؟ مین یہہ گذارش کرونگا کہ قانون اسلام اتنا کمزور نہین ہے یہہ چند اور بہت سی مثالین ظاہر کرتی ہین کہ کچھ ایسے بہی مواقع ہین جہان جہوٹھ بولنا اخلاقاً جائز ہے - تقیہ کے موقع پر تقیہ نہ کرنا ویسا ہی جرم ہے جیسا کہ بےموقع تقیہ کرنا -

ہمنے محض رفع شر کے خیال سے تقیہ کو جہوٹھ بولنے کے معنی مین تسلیم کرلیا ہے حالانکہ تقیہ کے اصلی معنی ”رازداری“ کے ہین - یہہ ظاہر ہے کہ رازداری اخلاقاً ممنوع نہین ہے - اگر کوئی شخص ہمسے ہمارا راز پوچھے یا کوئی سوال ایسا کرے جسکے جواب دینے مین افشائے راز ہوتا ہو اور راز بہی ایسا ہو جسکے دریافت کرنیکا حق دوسرے کو حاصل نہو اور ظاہر کر دینے مین ہمارے لئے سخت مضرت ہو اور ہم یہہ بہی دیکھتے ہون کہ بغیر جواب دئے ہماری جان بچ نہین سکتی اور ہم بجائے راز کے کچھ اور کہدین تو کیا اسلام اور اخلاق کا قانون ہمین مجرم قرار دیگا ؟ ہرگز نہین اسلام کا قانون قانون عقلی ہے اگر واقعی مجرم ہے تو وہ شخص جسنے ہمکو جہوٹھ بولنے کے لئے مجبور کیا نہ کہ ہم -

مین سچ عرض کرتا ہون کہ ”تبرا“ کیطرح ”تقیہ“ کو بہی شیعون سے کوئی خاص خصوصیت نہین ہے - ہر مذہب و ہر ملت مین تقیہ کے موقع پر تقیہ کرنا اخلاقاً جائز ہے - کسقدر بے انصافی ہے - کہ تمام دنیا تقیہ کے موقع پر تقیہ کرے اور روا اخلاقاً برا نہ سمجہا جاوے مگر جب غریب شیعہ اپنی جان بچا سکنے کے لئے اپنا راز چھپائے تو وہ قابل معافی نہو -

اسقدر صحیح ہے کہ تقیہ کو اہل تشیع کے ساتھ اتنی خصوصیت ضرور رہے کہ تمام دنیا کے تقیہ کرنیوالون مین اونکا نمبر بہت بڑہا ہوا ہے - مگر ساتھ ہی اوسکے یہ بھی سچ ہے کہ خدانخواستہ کسی اور قوم کو تقیہ کرنیکی ایسی مجبوریان پیش نہین آئی ہین جیسی کہ اس فرقہ کو - ظاہر ہے کہ جس قوم پر اظہار مطلب کرتے بلکہ لفظ شیعہ منہ سے نکالتے بجلی گرائی جاتی ہو - یا جسکو صبح سے شام تک دس بارہ ہ کہنے کی مجبوریان ہوتی ہون جو وہ تقیہ

کہنا نہیں چاہتا سلطنت کے زبردست ہاتھ جنکے نیست ونابود کردینے کیلئے ہروقت آمادہ ہوں ۔ پھر ہماری قوم تقیہ نہ کریگی تو کیا وہ لوگ تقیہ کرینگے جو ہمکو تقیہ کیلئے مجبور کر رہے تھے ہمپر کیا گذری اور ہمارا تقیہ کیونکر مشہور ہوگیا اسکو ہمارے قابل دوست مسٹر ریاض علی ریاض نے "تقیہ" کی سرخی دیکر اصلاح نمبر ۳ مین اس وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ محتاج بیان نہیں ۔ ہمارا یہ کہنا کہ ہم مجبوراً تقیہ کرتے تھے اور اگر تقیہ کا موقع نہوتا تو ہم ہرگز تقیہ نہ کرتے دعوی بے دلیل نہیں ہے ۔

دیکھیے وہی قوم شیعہ جو آج سے دو سو برس پہلے تقیہ کے آڑ مین چھپکر ایک جھوٹھ بولنے والی قوم مشہور کیجارہی تھی آج گورنمنٹ انگلیشیہ کے سایہ عاطفت مین رہکر وہ بھی تقیہ کو ناجائز سمجھ رہی ہے اور جسطرح غیر اقوام تقیہ پر ہنستی تھین آج وہ بھی بلا تقیہ اپنے گذشتہ تقیہ کے برا کہنے والون پر کبھی ہنستی ہے ۔ کبھی سمجھانے کی کوشش کرتی ہے اور کبھی مخاطب کو نا سمجھ سمجھکر خاموش ہو جاتی ہے ۔

احقر خواجہ غلام محمود اقبال بی اے وکیل بنارس

اہلحدیث کی خلافت راشدہ

اڈیٹر صاحب اہلحدیث کی تہذیب اور شائستگی تو آپ اکثر ملاحظہ فرما چکے ۔ اب تازہ ظرافت ملاحظہ ہو کہ اپنے اخبار ۲۲ جلد ۱۳ مین یون رقمطراز ہین خلافت راشدہ اور اصلاح سے دو عرصہ ہوا ہم نے لکھا تہا کہ شیعہ سُنی مین مشترک اور معتبر کتاب قرآن مجید ہے اس لئے ۔ اگر دونون فریق قرآن شریف کے ذریعہ سے خلافت کا فیصلہ کرلین تو بہت آسان اور مفید ہے اسکے جواب مین پہلے تو مدت تک خاموشی رہی آخرکار ہمارے رافضی[1] دوست (اڈیٹر اصلاح) نے قبول دعوت کے عنوان سے ایک مضمون لکھا مگر اسمین ایسی کچھ شرائط بڑہائین کہ اصل مطلب قریب قریب معدوم ہوتا تھا اسلئے ہمنے اُسکو کالعدم سمجھا مگر شکر ہے کہ اس دفعہ اصلاح بابت ماہ صفر مین ہمارے دوست نے ہمپر بہت سی ناراضگی کا اظہار کرکے تسلیم فرمایا ہے بلکہ لکھا ہے

[1] رافضی کی وجہ تسمیہ اہلحدیث مورخہ ۲۴ محرم مین بتلا چکے ہین ۔ منہ
مگر اسکا ردہی ۲۲ ستمبر میں چھپا ہو گا اڈیٹر

کہ ہمنے پہلے ہی لکھدیا تہا کہ :-

"آپکو عام اجازت ہے کہ جس مسئلہ متنازع فیہ مین الفریقین کو چاہین قرآن سے ثابت کرین کرین پھر قدرت خدا دیکھین"

اسلئے ہم اپنے دوست کے شکرگذار ہین لہذا سب سے مقدم ہم انکی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ چونکہ شیعہ کا دعوی اہل سنت کے دعوی سے مزیت رکھتا ہی کیونکہ اہل سنت تو خلافت علی کی صورت واقعیہ حق مانتے ہین مگر شیعہ کہتے ہین وہ بلا فصل خلیفہ تھے اور انہی کا حق تھا جو خلفاء ثلثہ نے غصب کر لیا ہی اسلئے ہمارے دوست اپنے اس دعوی کو قرآن شریف سے ثابت کرین تو ہم انکے بہت ہی ممنون ہونگے۔

ہم انکی طرح یہ شرط بھی نہین لگاتے کہ وہ اپنی عادت کے خلاف سخت کلامی نہ کرین یا گالی گلوج نہ دین بیشک دین کیونکہ گالیان دینا تو انکی طبیعت ثانیہ بن رہا ہی پھر یہ شرط محال کیونکر قابل تسلیم ہو سکتی ہی۔ آپکی طبیعت ثانیہ کا نمونہ آپ ہی کے کلام مین پیش کرتا ہون آپ فرماتے ہین کہ:-

"اگر آپکو کچھ غیرت ہوگی تو اس تحریر کا جواب معقول مہذب پیرایہ مین بہت جلد عنایت کرینگے مگر خدا کے لئے گالی گلوج نہ کیجئے کیونکہ شریفون کو اس کی برداشت نہین ہوتی (بابت صفر صفحہ ۹)"

ناظرین بامذاق اس عبارت کو ملاحظہ فرماوین کہ کیسے صاف الفاظ مین مخاطب (خاکسار) کو گالیان دی ہین بے غیرت کہا ہے پھر ساتھ ہی اسکے گالی گلوج سے منع کیا ہے ساتھ ہی اسکے یہ بھی کہا ہی کہ شریفون کو برداشت نہین ہوتی کیا اسکے معنی یہ نہیں کہ ہم ایڈیٹر صاحب کی اس بازاری زبان پر خاموش رہین تو شریف نہین۔ مگر ہم پھر بھی کچھ نہین کہتے کیونکہ ؎

دشنام بمذہبے کہ عبادت باشد   مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ آپ جتنی گالیان چاہین دے لین مگر اصل بات کا جواب بھی عنایت فرماوین یعنی خلافت علیؑ بلا فصل کا ثبوت قرآن شریف سے پیش کرین

ادھر آپ یارے ہنر آزما ہین تو تیر آزما ہم جگر آزما ہین۔

آپکے بقیہ مضمون کا جواب الگ دیا جائیگا انشاء اللہ۔ مورخہ ۱۰ ربیع الاول

اصلاح اس مضمون سے آپکو حیرت ہو گی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہر صحبت وعظ یا مناظر مین جھوٹھ بولنے کی سب سی قسمین لیتے ہین اور ہر جھوٹھ پر تیس بیت (بید) کی سزا اپنے زمانہ نبوت مین تجویز کرتے ہین کیسے سچے اور راستباز ہونگے کہ صدیق اکبر سے بھی انکی راستی اور صدق گفتار کی پابندی بڑھی ہوگی۔

کیونکہ یہان آپ تحریر کرتے ہین وہ اسکے جواب مین پہلے تو مدت تک خاموشی رہی۔ آخرکار ہمارے رافضی دوست اڈیٹر اصلاح نے قبول دعوت کے عنوان سے ایک ایک مضمون لکھا مگر اسمین کچھ ایسی شرائط بڑھائین کہ اصل مطلب قریب قریب فوت ہوتا تھا اسلئے ہمنے اوسکو کالعدم سمجھا،،

اس فقرہ کو دیکھیے تو معلوم ہو اڈیٹر صاحب نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے من جھوٹھ کی نہین تاسی کی جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت ابراہیم تین مرتبہ جھوٹھ بولے بلکہ نوجھوٹھ ہو گیا۔

(۱) لکھتے ہین پہلے تو مدت تک خاموشی رہی،، حالانکہ اصلاح و اہلحدیث کی جلدین موجود ہین جنکو آدمی قوت حاسہ باصرہ سے دریافت کر سکتاہے کہ کسقدر جھوٹھ ہے کیونکہ یکم شوال ۱۳۳۱ھ مین آپکا یہ مضمون شایع ہوا تھا۔ اور اوسی شوال کے یکم و ۱۶ پرچہ اصلاح مین قبول دعوت کا مضمون شایع ہوا۔ پھر اگر یہ سفید جھوٹھ نہین ہے تو کیاہے۔ ہان فرق ہے تو اسقدر کہ آپکا پرچہ ہفتہ وار ہے اور اصلاح پندرہ روزہ تھا۔ جسمین تاخر زمانی ضرور ہے۔ تو ایمانا فرمائے آپکا یہ کلمہ وہ اسکے جواب مین پہلے تو مدت تک خاموشی۔ رہی،، سچ ہے یا جھوٹھ کیونکہ مدت تک کی خاموشی سے (اگر فلسفیانہ و منطقیانہ بحث نہ کیجائے) یہی سمجھا جاتاہے کہ ایک عرصہ دراز گذرا حالانکہ آپکا یہ مضمون جس مہینہ مین شایع ہوا تھا اوسی مہینہ مین جواب دیا گیا پھر مدت تک خاموشی رہی کیونکر صحیح ہو سکتاہے کہئے آیہ معلومہ کی تلاوت کیجائے یا نہ

(۲) دوسرا کذب اس جملہ کا خود آپکا یہ فقرہ ہے جو مورخہ ۳۰ رجب ۱۳۲۶ھ میں لکھتے ہین "شکر ہے کہ ہماری یہ تجویز اصلاح (شیعہ) کے قابل اڈیٹر نے دبی زبان سے تسلیم کر کے ہمکو اجازت دی تھی کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت کرین جسکے لئے ہم اڈیٹر موصوف کے شکر گذار ہین مگر بوجہ دیگر ضروری مضامین کے ہم اتنے دنون خاموش رہے لیکن دلسے اس مضمون کو نہ بھولے تھے سو الحمد اللہ ہم اپنے معزز ہمعصر اصلاح کا مکرر شکریہ ادا کر کے اس مضمون کو شروع کرتے ہین صفحہ ۴ ۱۳ جلد ۵

دیکھئے پہلے تکذیب اس جملہ نے یون کی کہ یہان تو آپ لکھتے ہین "اسکے جواب مین پہلے تو مدت تک خاموشی رہی" اور مورخہ ۳۰ رجب مین قبول تجویز کو بغیر کسی خاموشی کے لکھتے ہین۔ پھر بتائے آپکا پہلا بیان جھوٹھ ہے یا نہ؟

دوسرے یہ کہ خود اپنے سکوت طولانی کی وجہ لکھتے ہین "مگر بوجہ دیگر ضروری مضامین کے ہم اتنے دنون تک خاموش رہے" جس سے معلوم ہوا کہ سکوت آپکی طرف سے ہوا نہ میری طرف سے۔ اور سکوت بہی آپکا ہوا تو دس مہینہ تک کیونکہ پہلا مضمون آپکا یکم شوال ۱۳۲۵ھ کو شایع ہوا تہا اور دوسرا مضمون ۳۰ رجب ۱۳۲۶ھ کو جسکو پورے دس مہینہ ہوئے اب آپ ہی انصاف سے فرمائے کہ اپنے قول سے آپ جھوٹے ہوئے یا نہین کہ دس ماہ تک خود تو روپوش رہے اور اپنے خصم کی نسبت لکھتے ہین "اسکے جواب مین پہلے تو مدت تک خاموشی رہی" پھر تلاوت آیہ معلوم نہین کیا عذر ہے۔

تیسری تکذیب یون ہوئی کہ یہان آپ لکھتے ہین "اسمین کچھ ایسے شرائط تہا مین کہ اصل مطلب قریب قریب معدوم ہوتا تہا اسلئے ہمنے اوسکو کالعدم سمجہا" جس سے آپکا فرار بوجہ ان شرائط کے ظاہر ہے۔ مگر ۳۰ رجب کے پرچہ مین لکھتے ہین "مگر بوجہ دیگر ضروری مضامین کے ہم اتنے دنون تک خاموش رہے" اب للہ فرمائے دونون بیان مین آپکے اختلاف ہے یا نہین اور کسی بیان مین آپ کاذب ہوئے یا نہین۔

اللہ اللہ کہان تو یہ بیان مورخہ ۳۰ رجب "شکر ہے کہ ہماری یہ تجویز اصلاح (شیعہ

کے قابل اڈیٹر نے دبی زبان سے تسلیم کرکے ہمکو اجازت دی تھی کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت کرین جسکے لئے ہم اپنے اڈیٹر موصوف کے شکر گذار ہین،، اور کہان یہ بیان، کہ "مگر اسمین ایسی کچھ شرائط بڑہائین کہ اصل مطلب قریب قریب فوت ہوتا تھا،،

اڈیٹر صاحب آپ اپنے کو مسلمان کہتے ہین اور مولوی فاضل ہونے کے مدعی ہین۔ اہلحدیث کے امام یا خلیفہ (لیڈر) بننے کے متمنی ہین۔ ہرجگہ جھوٹھ بولنے سے منع کرتے ہین اور خود اتنی دروغ گوئیون کے مرتکب ہوتے ہین۔ کچھ تو خدا سے شرم کرنی چاہیے۔ اگر میری شرطین محال تھین اور آپسے اونکا ایفا ممکن نہ تہا تو پھر یہ کیون نہ لکھا کہ بوجہ دیگر ضروری مضامین کے ہم اتنے دنون تک خاموش رہے۔ یہی کیون نہ لکھا کہ آپنے شرطین ایسی لگائین کہ مجھسے اونکا ایفا ہونا محال تہا۔ لہذا خاموش رہا۔

اب ناظرین با انصاف غور کرین کہ اڈیٹر صاحب ان تحریرون مین کسقدر اپنے صدق و راستی کا اظہار کرتے ہین کہ ایکدفعہ کچھ لکھتے ہین ایکدفعہ کچھ۔

اس تحریر مورخہ ۳۰ رجب کا جواب اصلاح نمبر ۱۰ جلد ۱ بابت ماہ رمضان ۱۳۲۶ھ مین بعنوان دیا گیا تھا "اہلحدیث کا تمسک قرآن سے" جسمین اڈیٹر صاحب کی راستگوئی اس فقرہ کے نسبت دکھائی گئی تھی کہ اڈیٹر اصلاح کے نسبت دبی زبان سے اقرار کو کیون لکھا جو صریحی جھوٹھ ہے۔ کیونکہ اصلاح بابت شوال کا پرچہ مرتب ہوچکا تھا۔ مگر کاپی کٹوا کر ایک صفحہ "قبول دعوت" کا لکھا گیا تھا۔ پھر اسکے نسبت دبی زبان کہنا جھوٹھ نہین تو کیا ہے۔

اس مضمون کا جواب اڈیٹر صاحب نے ۳۰ محرم کو پورے ساڑہے تین مہینے بعد دیا جسمین یہ بھی تحریر فرماتے ہین "اڈیٹر صاحب اصلاح نے ہمارے اصول کو بمشکل بحیثیت شروط تسلیم کرکے منظوری سے اطلاع دی" جس سے پھر آپکا وہ بیان "پہلے تو مدت تک خاموشی رہی" غلط ہوا۔ اور نیز یہ دعوی "مگر اسمین ایسی کچھ شرائط بڑہائین کہ اصل مطلب قریب قریب معدوم ہوتا تہا،، غلط ہوا کیونکہ یہان آپنے اون شرائط کے محال یا غیر ممکن ہونے کو ہیچ کرتے بلکہ چند شروط کے اضافہ کو بیان فرماتے ہین۔ پھر

تو ماننے آپکا پہلا بیان غلط ہے یا یہ۔

بہر حال اس مضمون کا جواب اصلاح ۲ بابت صفر میں دیا گیا بعنوان ،، اہلحدیث اور قرآن ،، جسکی نسبت آپ تحریر کرتے ہیں ،، مگر شکر ہے کہ اس دفعہ اصلاح بابت ماہ صفر میں ہمارے دوست نے ہمپر بہت سی نا رہ شنگی کا اظہار کر کے تسلیم فرمایا ہے ،،

یہ مضمون پورا آپ اصلاح ۲ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں لہذا اوسکے اعادہ کی ضرورت نہیں مگر اسقدر عرض کر دینا ضروری ہے کہ ہمنے اصلاح ۱ و ۲ مورخہ یکم و ۱۶ شوال میں جس سے اس سلسلہ کی ابتدا ہے لکہا تہا کہ آپ قرآن سے کیونکر استدلال کر سکتے ہیں ،، السنة قاضية علی الکتاب آپکا مسلمہ اصول ہے ،، اس جملہ پر اڈیٹر صاحب بہت برہم ہوئے تھے اور لکہا تہا جواب سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہلحدیث سے یہ اصول دکہاؤ ،، جسکا تفصیلی جواب اصلاح ۲ بابت صفر ۱۳۳۰ھ میں دیا گیا پہلے السنة قاضية علی الکتاب کا مسلمہ اصول ہونا کتاب حصول المامول نواب صدیق حسن خان صاحب سے دکہایا گیا۔ پہر قرآن کا منسوخ ہونا اخبار احاد (معمولی حدیثوں سے) اور اجماع اور قیاس سے ثابت کیا گیا ملاحظہ ہو اصلاح ۲ جلد ۱۱ از صفحہ ۴۳ لغایت ۴۹

اس تحریر کا جواب اڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے اخبار مورخہ ۱۷ ربیع الاول میں دے رہے ہیں جسکے جواب میں یہ تحریر شایع ہو رہی ہے مگر ان امور کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ لکہتے ہیں ،، آپکے بقیہ کا جواب الگ دیا جائیگا انشاء اللہ ،،

اصلاح نے جو آجتک اس تحریر کے جواب سے سکوت کیا تو اسی امید پر کہ شاید اب اڈیٹر صاحب اسکا جواب دینگے ۔ کیونکہ اسوقت اصل متنازع یہی مسئلہ ہے مگر چونکہ یکم جمادی الاولی تک وہ اسکا جواب نہ دے سکے لہذا مجھے ظاہر کرنا پڑا کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث سے دعوت دیکر فرار کیا جسپر بے اختیار آیہ ومن یولهم یومئذ دبره کی تلاوت الخ ،، ہوئی

اڈیٹر صاحب یہ قاعدہ مناظرہ نہیں ہے کہ آپ ہر بات سے فرار کریں اور پہر ایک بات پیش کریں۔ جب اوس پر تعرض کیا جائے تو اوس سے بھی گریز کر جائیں ایک ایک مسئلہ کو طے

کرتے چلے کہ وہ مسئلہ طے ہو جائے پھر دوسری بحث شروع کی جائے۔

اصلاح میں مناظرہ کے متعلق جسقدر تحریرین شایع ہوئین پہلے یہ التزام کیا تہا کہ اڈیٹر صاحب کی پوری عبارت مع تمہید نقل کر دی جس سے ناظرین کو بہی معلوم ہو بحث کیا ہے اور کس امر مین گفتگو ہو رہی ہے۔ مگر اڈیٹر صاحب اہلحدیث کی روش ہمیشہ اسکے خلاف ہوتی ہے کہ وہ میری عبارت کا صرف ایک جملہ یا ایک فقرہ لیتے ہین اور اوسکا جواب دیتے ہین حالانکہ جب تک پوری تقریر متکلم کی نہ دیکھی جائے نہین معلوم ہو سکتا اوسے کہا کیا اور کس موقع پر کہا۔ اسلیئے۔ پھر یہان بہی اڈیٹر صاحب کی پوری عبارت نقل کی ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو اڈیٹر صاحب اصل بحث سی کسقدر دور جا رہے ہین اور اوسکو کسطرح دبا رہے ہین

بہرحال اڈیٹر صاحب نے یکم شوال ۱۳۲۵ھ کو دعوت دی کہ قرآن سے فریقین فیصلہ کر لین۔ مینے اوسی شوال ۱۳۲۵ھ کے اصلاح مورخہ یکم و ۱۶ شوال مین بعنوان قبول دعوت انکی دعوت منظور کی۔ مگر غضب یہ ہو گیا کہ مینے اوسمین لکہدیا تہا بعد اسکے کہ وہ اس معرکہ مین قدم ڈالین اپنا یا اپنے فرقہ کا ایک آیہ قرآنی کا پیرو ہونا اور اوسکے حکم صریح پر بلا کسی تاویل و تحریف کے عمل کرنا دکہا دین۔ تو ہم اونکو سمجہین ”۔۔ از لی کہاہ ہین کیونکہ السنة قاضية على الكتاب (حدیث قاضی ہے اوپر کتاب خدا کے) اونکا مسلمہ اصول ہے“

اس تحریر کا یہ اثر ہوا کہ دس ماہ تک بالکل خاموش رہے نہ معلوم کیسکے اشتعال دینے سے جوش آیا کہ ۳۰ رجب ۱۳۲۶ھ کو آپکی آنکہ کہلی اور پہر ایک مضمون آپنے اسپر لکہا جسکا جواب اصلاح نمبر ۱۱ بابت ماہ رمضان مین شایع ہوا کیونکہ شعبان کا رسالہ طیار ہو چکا تہا اس مضمون کا عنوان ”اہلحدیث کا تمسک قرآن سے“ تہا جو نمبر ۱ و ۲ تک چلا گیا اور ہنوز ناتمام ہے۔ مگر اڈیٹر صاحب نے اسکا کچہ جواب نہ دیا اور بالکل خاموش رہے۔ یہانتک کہ ۱۳ محرم کو پہر جوش آیا۔ مگر صرف اس جملہ پر کہ السنة قاضية على الكتاب کہا لمبے الکہدیا لیکن کسی تحریر کا جواب نہ دے سکے۔ اس تحریر کا جواب جب اصلاح نمبر ۱۲ بابت صفر مین

دیا گیا تو آپ اوسکے جواب مین پھر تر ربیع الاول کو شایع کرتے ہین جسمین نہ اپنا پیرو
قرآن ہونا ثابت کرتے ہین نہ السنۃ قاضیۃ علی الکتاب کا جواب دیتے ہین۔ نہ تسلیم کرتے
ہین بلکہ اون شرائط کے نسبت لکھتے ہین۔ مگر اسمین کچھ ایسے شرائط بڑہائے ہین کہ اصل مطلب
قریب قریب معدوم ہوتا تہا اسلئے ہمنے اسکو کالعدم سمجہا، پھر بجائے مناظرہ ہو تو کیونکر
کیونکہ جب مقدمات مین گفتگو شروع ہوئی تو جب تک وہ مقدمات نہ طے ہونگے مناظرہ
کیونکر ہو سکتا ہے۔

ہان مین اسکو تسلیم کرتا ہون کہ مینے اصلاح ۱۲ مین اونکو یاد دلایا تہا کہ اصلاح ۱۹، ۲۰
ماہ شوال ۲۵ھ مین مینے یہ بہی لکھا تہا آپکو عام اجازت ہے کہ جس مسئلہ متنازع فیہ
بین الفریقین کو چاہین قرآن سے ثابت کرین پھر قدرت خدا دیکھین"
مگر آپنے تو اس عام اجازت پر بہی عمل نہ کیا۔ اور اسقدر بحث کو طول دیا کہ وہ بات ہی
جاتی رہی۔ لہذا پہلے آپکو یہ اقرار کرنا پڑیگا کہ اہلحدیث اپنے کسی مسئلہ کو جو متنازع فیہ بین
الفریقین ہین قرآن سے نہین ثابت کر سکتے۔ تب آپ مجاز ہونگے کہ اس اقرار کے بعد
جس مسئلہ کو چاہیے قرآن سے ثابت کیجیے۔

اگرچہ اڈیٹر صاحب دبی زبان سے اسکا اقرار بہی کر رہے ہین وہمنے اسکو کالعدم سمجہا،
جس سے معلوم ہوا کہ آپ قرآن سے اپنے کسی خاص مسئلہ کو نہین ثابت کر سکتے۔ مگر جبتک
صاف صاف اقرار نہ کیجیگا آپکی جان نہین چھوٹ سکتی۔ کیونکہ آپ خود لکھتے ہین مولوی
عبدالکریم صاحب نے فرمایا ہان ہم لکھہ دیتے ہین مگر ساتہہ ہی اسکے خلافت کو بہی لکھینگے کہ
وہ بہی نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے تو ہمنے کہا اسکا یہان ذکر ہی
کیا جب آپ رافضی بنکر تبرا کرینگے تو ہم آپکو قرآن شریف ہی سے خلافت کا ثبوت بتلا دینگے
بولے کہ اب بتلاؤ۔ مینے کہا اب کیا موقع۔ ہم مین آپ مین خلافت کی بابت کوئی نزاع نہین
مگر آخر تک آپ اسی بہانے پر اڑے رہے اور لکھنے کا موقع نہ آیا موزخہ ربیع الاول
جس سے معلوم ہوا کہ وہان بہی خلافت کو قرآن سے ثابت نہ کر سکے حالانکہ سب سنیون
ہی کا مجمع تہا القول آپکے رافضی کوئی نہ تہا۔ تو پہر یہان کیا مجال ہے جو آپ ثابت کر سکین

اسلئے آپ یہ تحریر فرماتے ہین "چونکہ شیعہ کا دعوی اہلسنت کے دعوی سے قرب رکھتا ہے کیونکہ اہلسنت تو خلافت علی کی صورت واقعیہ حق مانتے ہین۔ مگر شیعہ کہتے ہین وہ بلا فصل خلیفہ تھے اور انہی کا حق تہا جو خلفائے ثلثہ نے غصب کرلیا اسلئے ہمارے دوست اپنے اس دعوی کو قرآن شریف سے ثابت کرین توہم انکے بہت ہی ممنون ہونگے"

مگر واہ رے میرے شیر۔کیون نہو آخر شیر پنجاب نہ ہو۔ آپنے میری اجازت تو ان لفظون مین نقل کی تہی "آپکو عام اجازت ہے کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو آپ چاہین قرآن سے ثابت کرین پھر قدرت خدا دیکہین" جس کا مطلب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ منصب استدلال آپکو دیا گیا ہے کہ "جس مسئلہ کو آپ چاہین قرآن سے ثابت کرین" اور آپ یہان مجھسے فرمائش کرتے ہین "آپ اپنے اس دعوی کو قرآن شریف سے ثابت کرین"

کیا یہی ایمانداری ہے اور اسی کا نام منصفانہ مناظرہ ہے کہ اجازت تو ہو آپکو استدلال کی اور فرمایش کیجئے مجھسے۔

بہر حال یہ امر بھی تصفیہ طلب ہے کہ آپ مستدل ہین یا مجیب اسکو طے کر لیجئے تو آگے چلئے کیونکہ مقصود مناظرہ احقاق حق ہے نہ سخن پروری خلافت جسکو لینا تہا وہ لیچکا جسکو محروم ہونا تہا محروم ہوچکا نہ صاحب حق کو پھر سے خلافت مل سکتی ہے نہ اوسکے غاصب و دخیل سے چھن سکتی ہے۔ مسلمانون کا نفع اس تصفیہ سے صرف اسقدر ہے کہ معلوم ہو حقدار کون تہا اور برسر باطل کون۔ حقدار کو خلیفہ رسول مانین باطل سے بیزاری کرین کہ عاقبت درست ہو۔

اڈیٹر صاحب للہ ضد چھوڑیے ہٹ سے باز آیے غور تو کیجئے دو برس سے آپ کس الجھاو مین مسلمانون کو ڈالے ہوے ہین نہ کسی بات پر قرار لیتے ہین نہ فرار کرتے ہین سلف سابق کی روش سے باز نہین آتے یا دلسے ایمان لائیے یا اسلام سے صاف صاف علیحدہ ہو جائیے آپ اگر اہلحدیث سے ہوتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ قرآن مین فضائل و نصوص خلافت جناب امیر المومنین ع کسقدر موجود ہین مگر آپ کیا کرین رسول اللہ آپکے حق مین فرماگئے ہین یقرؤن القران ولا یجاوز تراقیھم

اڈیٹر صاحب دیکھیے صواعق محرقہ مین آپکے علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین اخرج ابن عساکر عنہ قال ما نزل فی احد من کتاب اللّٰہ تعالی ما نزل فی علی و اخرج عنہ ایضاً قال نزل فی علی ثلاثمائۃ ایۃ صفحہ

یعنی ابن عساکر نے روایت کی ہے حضرت ابن عباس سے کہ کہا اونہون نے نہین نازل ہوا قرآن کسیکے بارہ مین جسقدر نازل ہوا علی کے بارہ مین - دوسری روایت مین ہے اونسے کہ کہا نازل ہوا علی کے بارے مین تین سو آیہ - پھر آپ کیسے اہل حدیث ہین جو ان احادیث کو نہ دیکھتے اور ایسی حدیثون پر نہین ایمان لاتے -

دوسری حدیث اوسی کتاب مین ملاحظہ ہو - اخرج الطبرانی و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللّٰہ یا ایھا الذین اٰمنوا الا و علی امیرھا و شریفھا و لقد عاتب اللّٰہ اصحاب محمد فی غیر مکان و ما ذکر علیا الا بخیر

یعنی امام طبرانی و امام ابو حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا جہان خدا نے آیہ مین یا ایھا الذین امنوا فرمایا ہے اوسمین حضرت علی اوسکے امیر و شریف ہین اور خدا نے کئی جگہ پر عتاب کیا ہے اصحاب رسول اللّٰہ پر اور نہین ذکر کیا ہے حضرت علی کا مگر خیر کے ساتھہ -

اڈیٹر صاحب قرآن سے روگردانی آپکی تو تمام عالم پر ظاہر ہو چکی کہ اس دو برس کے عرصہ مین ایک مسئلہ بھی اپنا آپ قرآن سے ثابت نہ کر سکے جسپر کسقدر غیرت دلائی گئی اگر آپکو کچھہ غیرت ہو گی تو اس تحریر کا جواب معقول مہذب پیرایہ مین بہت جلد عنایت کرینگے ،، اب لقب اہلحدیث بھی آپسے اوڑا چاہتا ہے - کیونکہ جب حدیثونکو بھی نہ مانینگے اوسپر بھی ایمان نہ لائینگے تو پھر آپکا کہان ٹھکانا ہو گا - کیونکہ ان احادیث مین تصریح ہے کہ جہان آیہ یا ایھا الذین آمنوا ہے جناب امیر اوسمین امیر و شریف ہین تو کیا اس سے خلافت نہین ثابت ہوئی -

ان احادیث مین اسکی بھی تو تصریح ہے کہ مختلف مقامات مین صحابہ پر عتاب کیا گیا ہے تو کیا آپکے خلفا اوس سے علیحدہ ہین اور معتوب صحابہ کی پرستش کس اصول سے جائز ہے غور سے پڑھیے سا
اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

سلطان معزول کی نسبت وطن کے یہ چند فقرے نہایت موثر ہین سلطان جب سالونیکا پہونچے تو قوت لایموت کیلئے بھی کچھ پاس نہ تہا - اور ظلم پر ظلم یہ کہ ظالم اتحادی کمپنی نے نظربندی اور نگرانی شدید کا انتظام بشدت رکھا لیکن معاش کا بھولے سے بھی خیال نہ کیا آفرین ہے والی سالونیکا کو کہ جب اوسے اسبات کا علم ہوا تو اوسنے چند نیک نہادون سے چندہ کرکے ایک ہزار پونڈ غازی عبدالحمید کی خدمت مین بھیجدئے -

(۲) اس نابکار فرقہ نے قاتلان عثمان وحسینؑ کی طرح ۲۴ اپریل کی صبح یعنی معزولی سے چار دن پہلے ہی سے محل یلدز والون کیلئے آب ودانہ اور روشنی کو بند کر دیا. پانی اور گیس کے نل کاٹ دئے اور ہر طرح کے سامان خوراک کا اندر جانا روک دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بھوک اور پیاس سے ایک کہرام مچ گیا اور خود سلطان غازی کو بھی چار دن نان خشک پر گذارہ کرنا پڑا -

بیہودہ ایک حرکت

(۳) سلطان کو سالونیکا بھیجنے کے موقع عمل مین آئی یہ کام بھی سالونیکا کے ایک پولیس کے سپرد کیا گیا جو رات کے ایک بجے محل مین پہونچا اور ایسے بیوقت انکو محل سے نکلنے پر مجبور کیا محل سے اسٹیشن تک وہ بند گاڑیون مین پہونچائے گئے اور تین پولیس افسر خاص انکی گاڑی کے اندر باہر بیٹھے -

(۴) ۳۳ سال دنیا کے ایک معتدبہ حصہ پر حکومت کرنیوالے فرمانروا اور اوسکے عیال کی رہایش کیلئے ایک مضافاتی قصبہ کو منتخب کرکے وہان ایک ایسا مکان تجویز کرتے ہین جو کسی وقت اوسکے اصطبل کے بھی شایان نہ سمجھا جاتا اور اس حقیر مکان اور اوسکے احاطہ کو بھی زائد از ضرورت قرار دیکر اس سہ منزلہ مکان کی نچلی منزل مین پہرہ دار فوج متعین کی جاتی ہے اور سلطان کو معہ حرم دوسری منزل مین رکہکر تیسری منزل سے بھی انکو محروم کیا جاتا ہے

چونکہ سلطان اور جماعت ایک ہی قوم وملت سے ہین لہذا ہمکو سکوت کرنا چاہیے مگر غور کرنا یہ ہے کہ اس قوم نے فرزند رسول کے ساتھہ کیا کیا جو کوئی دوسرا شخص انسے کچھ امید رکھے -

مگر حبل المتین کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ اصلیت اس قصہ کی یہ ہے کہ انجمن اتحاد وترقی کے

مقابلہ مین سلطان نے ایک جمعیت احرار قائم کی جو انجمن اتحاد کے خلاف تھی - اسنے کئی اخبار بہی جاری کئے جو انجمن اتحاد و ترقی کے خلاف لکہا کرتے جنمین اڈیٹر سرلسبتی زیادہ مشہور تھے - سلطان نے انجمن اتحاد و ترقی کے بدنام کرنے کو اڈیٹر مذکور کو قتل کرا دیا - مگر یہ راز کہل گیا اور جو کچھ نتیجہ ہوا معلوم ہے -

دوسری طرف سلطان نے طلاب کی ایک انجمن قائم کرائی جسکا نام انجمن محمدیہ تہا جو شریعت کا نام لیکر فتنہ برپا کرے اور ۳۱ مارچ کو جو کام اسنے کیا کہ پارلیمنٹ مین خونریزی کی سبکو معلوم ہے - السنب کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان معزول ہوئے خلافت کا خاتمہ ہو افسوس کہ سلطان اب سالونیکا سے بہی بدر کئے گئے جزائر مختلفہ مین اونکے ارکین منتشر کئے جارہے ہین -

سلطان معزول قطب عالم ہین ؟ اخبار وطن مورخہ ۴ امئی لکہتا ہے حلقہ نظام المشایخ صوفیہ نے بیان کیا سلطان کا ظاہری تخت سے علحدہ ہوجانا مصلحت الٰہی ہے اب وہ باطنی فیوض سے قوم کو مستفید کرینگے - کیونکہ اہل تصوف اونکو قطب عالم مانتے ہین واحدی صاحب کا یہ لطیف نکتہ حاضرین کو بہت پسند ہوا دبیر الحلقہ خواجہ حسن نظامی نے اسباب معزولی سلطان عبد الحمید پر رائے زنی کی اور واحدی صاحب کے اس عقیدہ کی تائید کرتے ہوئے کہ سلطان قطب عالم ہین اور اونکا تخت سے علیحدہ ہونا ہمارے روحانی انتظامات مین مفید ہوگا - یہ فرمایا کہ خلافت سلطان عبد الحمید کی ذات پر منحصر نہین ہے - بلکہ تخت سے وابستہ ہے اسپر جو مسلمان بادشاہ بیٹھے ہمارا خلیفہ ہے -،،

یہ ہین عقائد صوفیہ کرام جو اولیا اللہ مانے جاتے ہین کہ سلطان پرستی انکا مذہب ہے بادشاہون مین قطب کا خطاب یا متوکل کو ملا تہا یا سلطان عبد الحمید خان کو - افسوس حضرت عثمان کو اہل تصوف کا یہ مسئلہ نہ معلوم تہا ورنہ وہ بہی خوشی سے معزولی قبول کرلیتے جس سے قطب عالم بنتے -

سازش کابل

ہمارے نوشیرے کے سرحدی نامہ نگار نے چند روز قبل کچھ خبرین ارسال کی ہین جنسے سازش پر تھوڑی سی روشنی پڑتی ہے۔ نامہ نگار مذکور کو معلوم ہوا ہے کہ ماخوذین کی تحقیقات کیلئے کابل مین ایک خاص عدالت مرتب کیگئی ہے جسمین سنیون شیعون۔ اور ہندوؤن کے دو دو قائم مقام لئے گئے ہین اور رفقہ کے دو زبردست عالم شریک کرلئے گئے ہین۔ اس عدالت نے محمد حسن خان بارک زئی کپتان موہمندی پلٹن ۔ محمد اعظم خان جبار خیلی ساکن جلال آباد اور سردار عبد الغیاث خان میجر رسالہ شاہی پر شرکت کسازش کا جرم ثابت پاکر موت کی سزادی اور ہز مجسٹی نے حکم سزا کی تصدیق فرمائی جسپر یہ تینون اشخاص توپ کے موہنے اوڑا دیئے گئے۔ عدالت دیگر ملزمین کی بھی تحقیقات کررہی ہے" (وکیل ۱۹ رمئی) بشکر خدا کہ دربار کابل مین بھی دو شیعہ ممبر عدالت بنائے گئے حالانکہ کابل کو جو شیعون سے عداوت تھی معلوم ہے۔ مگر حق کا بول بالا ہے (ایڈیٹر)

علیگڈہ کالج پر آج کل جو روشنی پڑرہی ہے وہ نہایت صاف ہے (وکیل مورخہ ۱۹ رمئی) کا ایک معزز نامہ نگار لکھتا ہے وہ ایک شخص جو دلی شوق۔ و نہایت عقیدت سے علیگڈہ گیا۔ قریبا تین دیڑہ برس کالج مین رہا۔ طلبا کی اندرونی حالت کو شروع سے آخر درجہ ضیع وقت کو بیہودگی سے برباد کرنیوالے جو دنیا فضول گو مسرف پایا زیادہ تر انکے شکار اجنبی بے یار و مددگار۔ قدرے صورۃ سیرۃً مسلمان ہوتے ہین"

پھر لکھتے ہین "افسوس ہے کہ تعلیم یافتہ آریہ اپنے مجہر مذہب کی اشاعت مین کوئی کسر جائز یا ناجائز باقی نہین رکھتے ہیں اگر شیعہ گوشہ مین مسلمانون کو آریہ کرلیا بموجب قاعدہ کے نوآریہ مسلمانون کے جانی دشمن ہوگئے۔ پولٹیکل لحاظ سے یہ امر نہایت خطرناک ہے۔ مسلمان تعلیم یافتہ مذہب سے چڑتے ہین اور مذہب پر ہنستے ہین"

اب قومی لیڈرون کو معلوم ہوگا کہ علمائے شیعہ لکھنؤ نے دو تین سال قبل کس اصول پر علیگڈہ کالج سے مخالفت کی تہی کہ یہان صرف نام کا اسلام ہے اور کچھ بھی نہین بلکہ درحقیقت یہانکے تعلیم یافتہ اسلام کے دشمن ہوتے ہین الاشاذ ونادر والنادر کالمعدوم۔

مگر یہ خبر مسرت افزا ہے کہ نواب وقار الملک بہادر سکرٹری نے انتظام طعام میں مطابق قواعد اسلام اسکی پابندی کا وعدہ کیا ہے کہ اب ترچیزیں غیر مسلم سے لیجاینگی ظروف کی تطہیر بھی اوسوقت جناب مولانا السید عباس حسین صاحب دامت برکاتہ کے حضور اور مطابق ارشاد کرائی گئی ۔ ایک مفصل تحریر اس مادہ مین جناب سید ابو البقا خانصاحب کی دفتر مین موصول ہوئی ہے جو انشا آیندہ شایع ہوگی ہمکو امید ہے کہ نواب وقار الملک بہادر جو خود ایک مذہبی آدمی ہین ۔ مذہب کا ضرور خیال کرینگے اور یہ مسئلہ تو ایسا ہے کہ نہ صرف مذہبی حیثیت سے لازم ہے بلکہ دنیوی حیثیت سے بھی بیحد قوم کیلئے مفید ہے اصلاح کے گذشتہ جلدونمین دو ایک مرتبہ اسکی تحریک ہوئی تہی بلکہ کچھ تعمیل بھی کیگئی تہی مگر نہ معلوم کیا باعث ہوا جو پھر وہ سلسلہ موقوف کردیا گیا ۔ ایسے امور سے زیادہ تر اسکا خیال ہوتا ہے کہ شیعونکی حق تلفی یہان عمدا کیجاتی ہے جسکا نتیجہ عنقریب یہ ہونیوالا ہے کہ اب یہ کالج مسلمانون کے قبضہ سے نکلکر گورنمنٹ کے قبضہ مین چلاجائے جسپر ایک عام شورش پہیلی ہوئی ہے مگر اسکو ہمیشہ یاد رکہنا چاہئے ،، وکر کرد کہ نیافت ،،

انجمن حمایت الاسلام لاہور ۔ جو نہایت درجہ مشہور و معروف ہے جسنے کالج بھی کھولا ہے یتیمخانہ بھی قائم کیا شیعہ روسا کو بھی اپنے دام تزویر مین پھنسا چند مرتبہ اوسکی غبن وخیانت کا مقدمہ پبلک مین پیش ہوچکا اس سال بھی چھ ہزار کا غبن و تصرف ظاہر ہورہا ہے جسپر تمام اخبارون مین شورش قائم ہے ۔ یہ بھی عجب شان خدا ہے کہ جسقدر اس فرقہ کو اپنی کثرت پر ناز ہے اوسیقدر اوسکے کارنامے قوم مین شایع ہورہے ہین جس سے ہر ذی ہوش سمجھ سکتا ہے کہ کہانتک انمین دیانت وامانت کو بقا ہے ۔

ندوۃ العلما لکہنو کو جو عام شہرت قوم مین ہورہی ہے اوس سے کون بیخبر ہوگا ۔ اس عرصہ دراز مین اوسنے ایک طالب العلم طیار کیا ہے جو ہر موقع پر ضرورت بے ضرورت عربی مین تقریر بھی کرتا ہے اور تحریر بھی جسسے ندوہ کو نہایت ناموری ہوئی ہے اور ہزارون روپیہ کا چڑہاوہ چڑھ رہا ہے عمارت بن رہی ہے والیان ملک امداد دیتے ہین ۔ وظائف مقرر ہوتے ہین ۔ مگر اوسکے اصلی اوصاف لیاقت وقابلیت کا اندازہ تو اوسی اڈریس سے ہوسکتا ہے جو ندوہ نے نہایت جانفشانی سے عربی مین طیار کیا تہا اور بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر پیش کیا گیا ۔ جسکی عربیت

واد بیت پر اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے جو معمولی درجہ کے مولوی فاضل پاس ہین وہ لے دے کی کہ اڈیٹر ریس کی مٹی خراب ہوئی اور سبکو معلوم ہوگیا کہ جب اوسکے اعلی درجہ کے مدرسون کی یہ لیاقت ہے کہ ایک جملہ بھی عربی کا صحیح نہ لکھہ سکیں تو اوسکے طلبہ کا کیا حال ہوگا۔

افسوس کہ ارکان ندوہ اگر معمولی عقل سے کام لیتے تو وہ اپنا اڈریس لکھنؤ کے اون علمای شیعہ سے درست کرا لیتے کہ جنکی اعلی قابلیت عرب و عجم مین بھی مسلم ہے۔ مگر خدا برا کرے تعصب کا جسنے ارکان ندوہ کو مجبور کیا کہ ان علمای اعلام سے مشورہ نہ لین۔ اور تمام عالم مین اپنی ذاتی کمی لیاقت سے بدنام ہون۔

افسوس ہے کہ اس اڈریس نے رہی سہی عزت عربی کی تمام کردی کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب خود ایک معمولی لیاقت کے آدمی ہین جب اونہون نے اعتراضات کی اسقدر بوچھار کی کہ ایک جملہ اوسکا بھی سقم سے خالی نہ رہا اور ہر ہر فقرہ اوسکا مورد اعتراض بنا۔ تو دیگر علمائے اعلام کی نظر و ن مین اوسکی کیا وقعت ہوگی۔

اخبار وکیل مورخہ ۲۲ مئی سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی شبلی صاحب کیلئے ایک میموریل ترتیب دیا گیا ہے جسمین اونکے حالات پر روشنی ڈالی جائیگی اور گورنمنٹ مین پیش ہوگا۔ چھ ہزار کا سالانہ عطیہ تنہا کیونکر کہا سکتے ہین آخر اور لوگ بھی تو حصہ دار ہین خدا مسلمانون کو نیک توفیق عطا کرے۔

اگر ہمدردان اصلاح اوس میموریل کو دفتر اصلاح مین روانہ کرین تو دفتر اونکا بیحد شکر گذار ہوگا۔

شیعہ شوگر کمپنی جو شیعہ کانفرنس کے ذریعہ سے قائم ہوئی ہے سرمایہ ایک لاکھ ۲۵ ہزار فی حصہ ۵ء۔ اخبار وکیل اسکو مفید بتاتے ہوئے لکھتا ہے "کاش یہ کارخانہ سنی و شیعہ سبکے لئے عام ہوتا اور کسی خاص فرقہ کی خصوصیت نہ ہوتی" مگر افسوس کہ وکیل نے اسکے کانفرنس کو چند مرتبہ نشتر کا خطاب دیا ہے لہذا اوسکی کوئی رای قابل قبول نہین اور چونکہ مسلم کالج کا انکو ار نتیجہ ہمکو یاد ہے کہ ابتدا مین شیعہ سنی کا مشترکہ مال سمجھا جاتا تہا حالانکہ شیعونکا روپیہ اسمین بہت زیادہ تہا اور اب خاص ہوگیا لہذا ہم دعا کرتے ہین کہ ارکان شیعہ کانفرنس کے کان آنکھ پر کبھی ایسا پردہ نہ پڑے کہ اس کمپنی سے بھی دھوکا کہائین سکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہین کہ قوم کو اس کمپنی پر جلد توجہ کرنی چاہئے جن حضرات نے خریداری کا وعدہ کیا ہے وہ اپنے حصہ کا روپیہ جلد روانہ کرین اور جن مومنین نے ابھی نہین شرکت کی وہ جلد شریک ہون کہ کمپنی باضابطہ قائم ہوکر اپنا کام شروع کرے پراسپکٹس اسکا شایع ہوچکا ہے بیانبدی اوسکے روپیہ بنام جناب آنریبل سید ابو جعفر صاحب تعلقدار پیرپور تحصیل اکبر پور ضلع فیض آباد جلد آنا چاہیے۔

مقدمہ سنیان لکھنؤ (۱) مسٹر کننگ سٹی مجسٹریٹ لکھنؤ کی عدالت مین سنیونکے مقدمہ نو زور شور سے ہو رہے ہین ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جہلم کے روز ۴۸۰ آدمی چار یاری جھنڈا لیے کے جرم مین گرفتار کیے گئے تھے انہین سے چالیس کو پہلے تین تین ماہ قید سخت کی سزا ہوچکی ہے اور باقی ملزمانکو غولونمین منقسم کرکے مقدمہ کیا جا رہا ہے۔ ان لوگون دو غولونکا مقدمہ ہو رہا تہا ایک مین پچاس آدمی تھے اور دوسرے مین ۱۳۲ پہلے غول کے پچاسون آدمیونکو تاریخ ۳۰ کو بھی تین تین ماہ قید سخت کی سزا دی گئی ایک ملزم سخت بیمار تہا جو ڈولی پر آیا تہا مگر یہ بھی جیلخانہ بھیجا گیا۔ اس سزا سے لوگونمین بہت ہمت پیدا ہوئی ہے۔ اور یہ پیشی کو دوسرے غول (جسمین ۱۳۲ ملزم ہین) کو حکم سنا دیا گیا۔ چھیاسی ملزمین کو تین تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی ہم کو ایک ایک ماہ کی قید ہوئی۔ اٹہائیس ملزمین کو دس دس روپیہ پانچ ملزمین کو پندرہ پندرہ روپیہ اور ایک کو پانچ روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔

اس مقدمہ کے فیصلہ کے قبل ۸ مئی کو تیسرے عزول کا مقدمہ بھی شروع ہو گیا تھا جس میں دو سو آدمی طلب کئے گئے تھے مگر ۱۶۵
حاضر ہوئے ان میں سے ایک پاگل تھا وہ رہا کر دیا گیا۔ دو کا انتقال ہو گیا۔ ایک کا نام غلطی سے لکھ لیا گیا تھا بقیہ دو سے
[illegible] ایک ایک [illegible] ملزمین کو تین تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔ ۹۴ ملزمین پر دس دس روپیہ ۴۴ کو پندرہ
پندرہ روپیہ اور تین کو پانچ پانچ روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔
۱۵ اور ۱۶ مئی کو بھی ایک اور عزول کا مقدمہ شروع ہوا جس میں ۲۲۰ آدمی ہیں۔ ۱۹ مئی کو بھی ایک اور عزول کا
مقدمہ شروع ہوا جس میں تقریباً دو سو آدمی ہیں۔ منقول از تفریح لکھنؤ

اعلان ضروری۔ حسب تجویز اجلاس [illegible] آل انڈیا شیعہ کانفرنس و مرکزی کمیٹی منعقدہ ۱۱ اپریل [illegible] شیعہ انٹرنس
پاس شریف [illegible] طالبعلم [illegible] کالج [illegible] کالج کا پتہ بہت منظور ہیں۔ طلبہ کی تندرستی کا ساٹیفکیٹ
[illegible] ضروری ہو گا [illegible] کی شرط ہے مصارف خورد و نوش
[illegible] کانفرنس ادا کرے گی [illegible] حسب قواعد [illegible] تعلیم دیا دیگی۔ مفصل کیفیت دفتر [illegible] بذریعہ خط و کتابت معلوم
ہو سکتی ہے۔ درخواست بنام راقم آنا چاہیے تاکہ آخر جولائی تک انتظام کر دیا جاوے ورنہ امسال [illegible] ملتوی کرنا پڑیگی۔

المشتہر سید علی غضنفر [illegible] سکرٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ۔

اصلاح۔ شیعہ طلبہ کو مناسب ہے [illegible] موقع کو غنیمت سمجھیں اور یہ پابندی دین اسکا قصد کریں کہ ہر شعبہ میں انکی تعداد
کافی موجود رہے [illegible]۔

[illegible] گذشتہ نمبر میں ہم حادثہ عظمیٰ کی خبر دے چکے ہیں کہ جناب سلطان العلما مولانا السید محمد صاحب قبلہ
[illegible] جناب مولوی سید علی اکبر صاحب [illegible] بتاریخ [illegible] ربیع الثانی [illegible] سال کی عمر میں انتقال
[illegible] اس حادثہ کی خبر [illegible]
[illegible]
[illegible] اصلاح کے مقاصد نہایت اعظم ہیں۔
[illegible] جناب مولوی علی غضنفر صاحب
[illegible] رحمۃ اللہ و طاب ثراہ
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سلمہ اللہ و ابقاہ

توحید و رسالت و قیامۃ کے عقائد پر جمائے رکھنا ہی کار عظیم تہا اون پر امامۃ معصوم و منصوص کی اتباع کا بار کیونکر ڈالا جاتا جو اونکے دماغون سے لمبا بعید تہا اور جو ڈالا جاتا تو اندیشہ تھا کہ اس گروہ اور اونکی نسلون کے اذہان آئمہ منصوص و غیر منصوص کی کنہ تک نہ پہنچ جائین تو اس صورت مین بلائے عظیم نازل ہوجائیگی یعنی مخالفون کی کثرت ہوجائیگی اور کثرت کے برتے پر شیخین پر بالاعلان تبرا اوڑنے لگے لگا پس اس خوف و مصلحت سے امامۃ کو اصول عقائد کی فہرست سے مجبوراً خارج کرکے خلافت و امامۃ جو عہدہ واحد کا نام تہا دو ٹکڑے کردے یعنی خلافۃ رسولؐ کو اقامۃ ارکان اسلام و رفع مظالم و قیام بالجہاد و انتظام بیت المال و تقسیم غنائم و عطایات فی و ترتیب جیوش و اقامۃ الحدود سے مخصوص کردیا اور امامۃ کو صرف قیام بالقضا، و احیا، علوم دینیہ کی خدمت سپرد کردی جیسا کہ حضرت فاروق نے انتظام فرمایا تہا پس اس تفریق و تقسیم سے امام کی عصمت نبوت کا عقیدہ جو مشروط تہا وہ زائل اور اوسکا قائمقام عصمت اجماعی کا عقیدہ ہوگیا اسی جہت سے اہلسنت و جماعت کے ہان بلا قید و امتیاز ہر ظالم و جاہل سلاطین اور ہر ناپرہیزگار و جابر و جائر اور ہر قسم حلالی و حرامی مگر صاحب قہر و غلبہ لقب خلیفہ رسول سے ملقب اور ہر ناپرہیزگار متدین و غیر متدین عالم خطاب امام سے مخاطب ہونے لگا سچ ہے اذا فات الشرط فات المشروط۔

اسی نصب خلیفہ غیر منصوص کی قرارداد ایجاد کی ضرورت سے بہ نیت استحکام خلافت پہلے بعض صحابہ و تابعین نے بتوثیقات روایات علمار یہود تخطیہ[۱]

[۱] تذکرۃ الحفاظ ذہبی جلد اول صفحہ ۴۱ ۔ ھو کعب بن ماتع الحمیری من اوعیۃ العلم وکبار علماء اھل الکتاب اسلم فی زمن ابی بکرؓ وقدم من الیمن فی دولۃ امیر المؤمنین عمر فاخذ عنہ الصحابۃ وغیرھم واخذ ھو من الکتاب والسنۃ عن الصحابۃ توفی فی خلافۃ عثمان وروی عنہ جماعۃ من التابعین مرسلا ولہ شیٔ فی صحیح البخاری انساب سمعانی مین ہے ابو الحسن مقاتل بن سلیمان الخراسانی

(بقیہ)

ابنیا کیا اور پھر اونکے مقلد متاخرین نے اون ہی صحابہ وتابعین وغیرہم کی توثیقات پر آئمہ اور ابنیاء کو اصلاب طاہرہ ونفوس ذکیہ سے مخصوص نہ رکہا حتیٰ کہ آن حضرت تک کو چنانچہ روض الانف سہیلی معارف ابن قتیبہ الاکتفا ابو ربیع سلیمان بن سالم کلاعی کے تالیفات مذکور مین لکہا ہے کہ اجداد پیغمبر مین سے کنانہ ابن خزیمہ نے زنا کیا تھا جسکا سلسلہ نسب آنحضرت صلعم تک پہنچا معاذ اللہ پھر ان جہلات مین اسقدر ترقی ہوئی کہ پیغمبرون سے صدور کبیرہ کے قائل ہو گئے حتیٰ کہ پیغمبرون سے تبلیغ احکام خدا مین بھی غلطی ہونیکے قائل ہو گئے انتہا یہ کہ ابنیاء کے زمانہ قبل بعثت کے کفر کے بہی قائل ہو گئے چنانچہ منخول غزالی شرح مواقف شرح فقہ اکبر ملا علی قاری شرح مسلم الثبوت بحر العلوم وغیرہ وغیرہ مین یہ مضامین بشرح وبسط درج ہین پس زمانہ خلفاء عباسیہ مین اصول فقہ کی امام شافعی نے بنیاد ڈالی اور بمصلحت وقت اصول عقائد کی فہرست سے امامت کو خارج کر دیا۔ لیکن زمانہ ساز وانداز ہ شناس علماء یہ بہی جانتے تھے کہ ہر عالم وجاہل ذلیل شریف وحشی تعلیم یافتہ مذہب کا جویا اور ہر انسان کی فطرت مین قانون ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور لا تبدیل لخلق اللہ راسخ ہے پس صاحبان فہم امامہ کو ضرور عقائد مین داخل کر لینگے اسی دہوکہ اور بہروسہ پر اونہون نے عوام کی خوشی کے واسطے عصمت ابنیا وائمہ کا خوب قلع وقمع کتب اصول عقائد سے کر دیا لیکن خواص کے واسطے یہہ کیا کہ جہان امامت کی بحث پڑی وہان اوسکی توثیق کی جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا۔

اس لاو نعم سے مستفاد ہوتا ہے کہ اہلسنت وجماعت کے ہان مسئلہ امامت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳ (الی ان قال) وکان یاخذ عن الیہود والنصاری علی القرآن بوافق کتبہم الخ بخاری مین ابن عباس سے مروی ہے یامعشر المسلمین کیف تسئالون اھل الکتاب عن شیٔ الخ رسالہ اثر ابن عباس مین ہے کہ ابی بن کعب وابوہریرہ وعبداللہ بن عمرو ابن العاص احبار یہود دیتے تھے۔

نفس الامر مین داخل اصول عقائد ہے نہ فروع مین ۔ ہان بعض ضعیف الایمان مگر مصلحت اندیشی اور صلح کل علماء سابق نے بتوثیق حدیث اصحاب خلافت فرع مین ہونیکا اقرار کیا ہے تاکہ خصم اسکو غیر ضروری جانکر بحث ترک کرے اور کارنامہای شیخین پر ملامت ہون مگر پچھلی نسلون کے سلسلے زمانہ دراز اور فریب عظیم کے سبب اس رازکو بہول گئے ۔

جیسا جبر وقدر کا مسئلہ بے تمیز مشہور رہے دنیا پرست علماء نے اجماع کی بہی وہی گت بنائی ہے یعنی ہمارے گروہ کے بعض علماء نے اجماع کی ایسی تعریفات اور فضائل لکہے ہین کہ اگر کتاب خدا سے وہ منسوب کیا جائے تو بجا ہے اور پہر اون تعریفات پر حصر نہ کرکے پاخانہ مین پہینکنے والی چیز کو اصول اسلام مین داخل کرلیا ہے اور بعض نے اجماع کی وہ توہین کی ہے کہ جس سے خود اجماع اور اجماع کرنیوالون کی عظمت باقی نہین رہتی مثلاً امام نووی نے شرح مسلم مین امام احمد حنبل کا قول لکہا ہے

من ادعی الاجماع فھو کاذب و الاجماع لیس بحجۃ و ما لا یعلم فیہ خلافا فلیس اجماعا من قولا الشافعی)	کہ جسنے اجماع کا دعوی کیا وہ جہوٹا ہے یعنی کسی فعل پر کبہی اجماع کامل نہین ہوا ۔ اور مولوی نواب صدیق حسن خان بہوپالی نے سیر العلماء

مین بحوالہ رسالہ جدیدہ امام شافعی موصوف کے دو قول لکہے ہین جنکا مطلب یہ ہے کہ اجماع اسلام مین حجت شرعی نہین اور دوسرے قول کا مطلب یہ ہے کہ جبس اجماع کے انعقاد کے قبل کا خلاف نہ معلوم ہو تو وہ اجماع حجت شرعی نہین ہے پس شافعی کے اس قول سے اجماع خلافت اولی کا پورا استیصال ثابت ہے کیونکہ انعقاد اجماع کے قبل کا اختلاف کتب اہلسنت سے ثابت نہین اسیطرح اور اصولیین اہلسنت نے اجماع کی ہجو کی ہے مثلاً کتب فقہ مین ہے الاجماع لاینسخ ولاینسخ اور مولوی ابو الحسن سیالکوٹی نے اپنی کتاب

الکلام المبین مین لکہا ہے کہ۔

لایتم اجماع الصحابۃ باختلاف التابعی کہ تابعی کے اختلاف کرنیکے سبب سے صحابہ کا اجماع کامل نہین سمجہا جاتا۔ ان تصریحات سے صاف ظاہر ہے کہ بیعت خلافت اولی پہ اجماع کامل نہین ہوا کیونکہ خود صحابہ اور بالخصوص جگر گوشگان رسول اور تمام بنی ہاشم نے اختلاف کیا اور جب تابعین کی نوبت پہنچی تو اونمین سے بکثرت افراد نے اختلاف کیا الغرض ہماری تحقیق مین تقیہ باز کر مصلحان قوم و معینان اسلام نے امامت کے فرع مین داخل ہونیکا اقرار زبانی کیا ہے اور دل سے ہمیشہ امامت کے اصول عقائد مین داخل ہونیکے قائل رہے اور اسی اعتقاد پر چلے آتے ہین چنانچہ یہ اوسی عقیدہ کا اثر ہے کہ آج مین بہی ہے کہ دشمنان اسلام و منکران توحید و رسالت و قیامت سے آنکہ میلی نہین کرتے ہین لیکن منکران امامۃ شیخین سے لاٹہی پونگا بطسازی و مقدمہ بازی و دغا و فریب و بغض و فساد کرنا حلال جانتے ہین چنانچہ اخبارات زمانہ سلف اور حال کے اخبارات و رسالجات سے ظاہر ہے پس اس قوم کی توجہ کا حال سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ انکے اصول اسلام مین کوئی اصل ہے تو صرف اجماع بیعت اولی ہے اور باقی توحید و رسالت و قیامت سب فرع مین داخل ہین۔

مذہب اہل سنت مین امامت کے اصول عقائد مین داخل ہونیکے دلائل

فی الحقیقۃ شرایع سابقہ کے خلفا معصوم ہوتے تھے اور معصوم وہ ہوتے تھے جو منصوص ہوتے تھے چنانچہ بعض خلفا منصوص و معصوم کی فہرست ہم سید علی ہمدانیؒ کی مودۃ القربی سے پیش کرتے ہین جسکی عبارت بقدر ضرورت یہ ہے۔

قال یا سلمان العشرہ من … کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمان تو اوصیا

کیونکہ جنگ احد میں بھی حضرت عمر کا یہ خیال تھا کہ ترک جہاد کرنا مستلزم کفر ہے اور بزرگان اہلسنت کا خیال یہ تھا کہ جان کی سلامتی مقدم ہے اگرچہ اسلام جاتا رہے کیونکہ وہ اسلام ہی کب لائے تھے چنانچہ تاریخ خمیس میں ہے انتہی انس بن النضر عم انس بن مالک الی عمر بن الخطاب وطلحہ بن عبید اللہ فی رجال من المہاجرین والانصار وقد القوا بایدیھم فقال ما یجلسکم قالوا قتل رسول اللہ قال فما تصنعون بالحیاۃ بعدہ قوموا فموتوا علی مثل ما مات علیہ رسول اللہ ثم استقبل القوم فقاتل حتی قتل ص ۴۳۸ جلد اول

یعنی انس بن نضر عم انس بن مالک نے دیکھا کہ عمر بن الخطاب اور طلحہ مع دیگر مہاجرین و انصار چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں تو انس نے پوچھا کیوں بیٹھے ہو کہا کہ رسول اللہ تو قتل ہو گئے انس نے کہا پھر تم بھی اوسی راہ میں مرجاؤ جس راہ پہ حضرت نے وفات کی بعد اوسکے انس چلے گئے اور جا کر لڑے یہانتک کہ شہید ہوئے جس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ کس خیال کے تھے کیونکر آخر انس نے بھی وہی خبر غلط سنی تھی مگر اسلامی حمیت نے اونکو بیٹھنے نہ دیا اور باوصف استماع خبر شہادت رسول اللہ اونھوں نے جہاد کیا اور شہید ہوئے مگر یہ لوگ بیٹھے کے بیٹھے رہے۔

نہیں نہیں بلکہ دوسری فکریں ہو رہی ہیں کہ کسطرح ابوسفیان سے جان بخشی کی سند عطا کی جائے چنانچہ اوسی تاریخ خمیس میں ہے قال بعض المسلمین لیت لنا رسولاً الی عبد اللہ بن ابی فیاخذ لنا اماناً من ابی سفیان ص ۴۲۹

یعنی کاش ہمکو ایک قاصد ملتا کہ اوسکو عبد اللہ بن ابی کے پاس بھیجتے کہ وہ ہمارے لئے ابوسفیان سے امان حاصل کرتا۔

غرض جس پہلو سے دیکھا جائے ایسے موقع میں بجز جدال و قتال کے معمولی عقل والے انسان کو بھی چارہ نہیں کیونکہ فتنہ و فساد کا دبانا ہر عاقل پر لازم ہے باغیوں کی سرکوبی تا می طل میں لازم پھر جناب امیر کیونکر اسکے خلاف کرتے نہ صرف نعوذ باللہ اعتراض عقلائے عالم بنتے بلکہ حکم صریح خدا اور رسول کی مخالفت لازم آتی ہے آخر حضرت علی مسلمان

تھے مومنین تھے امیر المومنین تھے کیونکر ممکن تھا اسکی مخالفت کرکے راہ کفر کو اختیار کرتے خدا رحم کرے اون مسلمانوں پر جو سب حالات جانتے ہیں اور بخوبی واقف ہیں۔ مگر صرف اسوجہ سے اعتراض کرتے ہیں کہ شیعہ انکو امام معصوم سمجھتے ہیں حالانکہ اصول مسلمہ اہلسنت سے کوئی شخص نہ آپکی امامت سے انکار کرسکتا ہے نہ عصمت سے پھر بجز اسکے کیا چارہ ہے کہ اون لوگونکے حق میں دعا کریں۔

یہاں آپکے پیش نظر دونوں واقعہ موجود ہے کہ ابوبکر صاحبنے بلا استحقاق کسطرح خلافت پر قبضہ کیا اور خلاف حکم خدا و رسول کسطرح ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا اور جلایا جسپر بوقت مرگ افسوس بھی کرتے ہیں کہ کاش ہم حضرت سے پوچھے ہوتے۔ کاش یہ نہ کئے ہوتے۔ مگر اوسپر اہلسنت کو کوئی اعتراض نہیں۔ اور اعتراض ہے تو قتل جناب امیر جس سے معلوم ہوا کہ نہ یہ لوگ مسلمان ہیں نہ اسلام لائے ہیں جو حکم خدا و رسول بلکہ قول خدا و رسول پر اعتراض کرتے ہیں اور اوسی دشمن اسلام سے محبت ہے جسنے اسلام کو اسطرح تباہ و برباد کیا کہ بالخصوص اون مظالم کے دفعیہ میں جناب امیر کو یہ زحمت اوٹھانی پڑی۔

آپ نتیجہ پر جاتے ہیں اور اوسکے اسباب پر نہیں نظر کرتے کہ کیوں نتیجہ بہتر نکلا اور کیوں خراب نکلا۔ آپکو اسپر ناز ہے کہ ابوبکر صاحبنے اپنی ڈہائی برس کی خلافت میں باغیوں کو بھی سر کیا اور فتوحات بھی ہوئی لیکن جناب امیر کی خلافت چار برس رہی اور کچھ نہو سکا یا ہوا تو بدتر۔

مگر اسپر نہیں غور کرتے کہ جن لوگونکو ابوبکر نے سر کیا اونہیں رسول اللہ نے دس برس میں سر کیا تھا تو کیا ابوبکر صاحب رسول اللہ سے بھی افضل تھے یا انکی قوت انتظامیہ حضرت سے بھی بڑھی تھی کیا کوئی مسلمان اسکا دعوی کرسکتا ہے ہرگز نہیں پھر کیا تھا۔

اسباب کامیابی

خلافت ابوبکر اوسوقت قائم ہوئی جب ممالک اسلام انتظام جناب امیر کے ذریعہ سے بعہد رسول ہرطرح کامل و مکمل تھا کسیطرح کا اختلال نہ تھا جسکو درست کرنیکی ضرورت ہوتی۔ بلکہ اس اچانک خلافت سے ایک دفعی اختلال پیدا ہوگیا تھا جو صرف

سکوت جناب امیر سے عزم ہو گیا۔ کیونکہ اونکا دعوی یہ تھا کہ گر خاندان رسالت سے یہ خلافت خارج کی جاتی ہے تو ہم زیادہ مستحق ہیں کیونکہ ہمیشہ سے معزز رہے ان الزام کو اس سے کیا تعلق۔ جب جناب امیر کی طرف سے کسیطرح کی امداد اونکو نہ ملی تو وہ بھی ساکت ہو گئے جس سے سارا قصہ طے ہوا اور لوگ اوسکو فتح سمجھتے ہیں۔

بخلاف جناب امیر علیہ السلام کہ حضرت نے خلافت اوسوقت قبول کی جب عام بد نظمی پھیل چکی تھی۔ ہر ہر صوبہ میں بغاوت سرکشی کا مادہ پورا آچکا تھا طوائف الملوکی کا نقشہ تہا کہ خلیفہ اپنے عہدہ دار ونکو بغرض امداد طلب کرتے ہیں کوئی نہیں آتا۔ ایسے حال میں جناب امیر اسقدر جلد کیونکر اس فساد کو درست کرسکتے تھے۔

(۲) خلافت ابوبکر اوسوقت قائم ہوئی جبکہ کسی قسم کی سازش اس غرض سے نہیں کیگئی تھی کہ کسی خاندان خاص میں یہ خلافت نہ جانے پائے کیونکہ اگرچہ رسول اللہ نے ابتداے بعثت سے خلیفہ اپنا مقرر کر دیا تھا اور آخری زمانہ میں بوقت معاودت حجۃ الوداع اوسکا باضابطہ اعلان بھی کیا تہا۔ مگر یاروں نے اوسمیں ایسی تاویلیں کیں کہ اولا بہتوں کو اصل حکم ہی نہ معلوم تہا اور جنہیں معلوم تھا وہ سب اس مشورہ میں شریک تھے کہ ایسا ہونے پائے۔ لہذا اصحابہ کی مخالفت کا انتظام پہلے سے مکمل تھا ہر شخص اوسمیں ساعی ہے کہ کبھی نہ کبھی ہمارا قبیلہ بھی سردار ہوگا۔

جناب امیر کی خلافت اس طریقہ پر قائم ہوئی کہ ۲۰ برس اسمیں صرف ہو چکے ہیں کہ اس خاندان میں خلافت نہ جانے پائے اب رعایا۔ یا ارکان سلطنت وہی لوگ ہیں جو اسپر مصمم ہیں کہ کسیطرح آپ قطع ہو سکیں۔

(۳) ابوبکر کی خلافت میں ساعی اور مدبر وہ کل صحابہ ہیں جنکی خواہش تھی کہ خاندان رسالت میں خلافت نہ جانے پائے مخالف ہیں تو بیرونجات کے قصباتی دیہاتی جنکے پاس نہ آلات حرب درست ہیں نہ تجربہ کار ہیں نہ مال ہے نہ اتفاق کیونکہ متفرق رہا او نمیں آبادی ہیں جناب امیر کی خلافت میں ساعی اور کوشاں زیادہ بیرونجات کے لوگ ہیں جنکے دباؤ سے خلافت تو حاصل ہوئی مگر وہ سب اپنے اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔ جب جناب امیر عو

کے ساتھ وہی لوگ ہیں جو قلباً عداوت رکھتے ہیں اور کسیطرح نہیں چاہتے کہ آپکی خلافت چل سکے۔ یہی باعث ہے کہ ابوبکر کے مخالف وہ باغی تھے جنکا زور فوراً توڑ دیا گیا اور جناب امیر کے وہ لوگ مطیع ہیں مگر جتنے لوگ ارکان دولت سمجھے جاتے ہیں وہ سب مخالف ہیں۔ پھر اتنا جلد کیونکر کامیابی ہوسکتی

(۴) ابوبکر کو خلافت پاتے ہی مال کافی مل گیا تھا کیونکہ اسود عنسی سے جنگ کا حکم حضرت دیچکے تھے اور فتح و فیروزی لشکر اسلام کی بھی خبر دے چکے تھے کہ آج کی شب اسود عنسی مارا گیا۔ وفات کے چند روز بعد فتح کی خبر آئی جسکے ساتھ مال غنیمت وغیرہ کا آنا بھی ضروری ہے۔ سپاہیوں کے دل بڑھے ہوئے لشکر کی ہمت بڑھی ہوئی ہے

بخلاف جناب امیر کے حضرت نے اوسوقت خلافت قبول کی ہے جب خزانہ خالی لشکر پریشان بغاوت پر آمادہ پھر کیا اسکی اصلاح ایسی آسان ہے

(۵) ابوبکر کی خلافت اوسوقت قائم ہوئی جب لشکر اسلام تجہیز جیش اسامہ کے لئے تیار اور مرتب تھا ان کی بدولت نہ جانسکا اب خلیفہ وقت کو ہر طرح کی آسانی تھی جو اونکے حسب خواہ ہوا تھا کہ جدہر چاہیں بھیجدیں۔

جناب امیر کی خلافت اوسوقت قائم ہوئی جب نہ کوئی باضابطہ لشکر تھا نہ فوج تھی جو لوگ فوجی کام کرتے وہ سب خلیفہ کے اعمال سے متنفر تھے اور باغی ہو رہے تھے جنکے تفریق کی ضرورت تھی پھر اگر حضرت کو واقعاً خلیفہ بھی وہ مانتے تو بالالتزام کسی امر کا مشکل تھا چہ جائیکہ سب کی خواہش کے خلاف آپکی خلافت قائم ہوئی۔

(۶) ابوبکر صاحب کے مخالف چند دیہات میں جو ملک عرب میں محدود تھا جہاں کے حاکم وہ صحابہ تھے جو طرفدار خلیفہ اول ہیں۔

جناب امیر کے مخالف بڑے بڑے وہ شہر ہیں جو ممالک اسلامی میں نامی گرامی ہیں اور مخالف حضرت کے وہ لوگ ہیں جو ان شہروں کے حاکم اعلی کہ تمام شہر پر اونکا قبضہ ہے۔

(۷) ابوبکر کے مخالف گو مسلمان تھے مگر وہ مرتد کہے گئے تھے جس سے ہر کس وناکس کی ہمت اونکے قتل پر بڑہ گئی کہ جہاد ہے۔

نمبر	نام صاحبان	تعداد
٥٥	جناب حسن [illegible] صاحب [illegible]	٢
٥٦	جناب مولوی سید [illegible] علی صاحب [illegible]	١
٥٧	جناب منشی مرزا نثار علی صاحب بجنور	١
٥٨	جناب منشی محمد محسن صاحب [illegible]	١
٥٩	جناب مولوی تصدق حسین صاحب لاہور	٢
٦٠	جناب سید اصغر علی شاہ صاحب	١
٦١	جناب نواب [illegible] علی صاحب الہ آباد	١
٦٢	جناب غلام محی الدین صاحب شاہپور	١
٦٣	جناب مولوی مرزا علی حیدر صاحب دہلی	١
٦٤	جناب سید امجد علی صاحب کربلائی کرنال	١
٦٥	جناب سید مہدی حسن صاحب سرسی	٢
٦٦	جناب میر مصطفے حسین صاحب میر وارث ضلع گجرات	٢
٦٧	جناب مرزا نوازش علی صاحب آگرہ	٢
٦٨	جناب سید حیدر حسین صاحب [illegible] ضلع لاہور	١
٦٩	جناب نواب مولوی مرزا احمد سلطان صاحب دکن	١

اشتہار گوہر بار

جن حضرات شیعیان صاحبان عالیشان کو ترجمہ [illegible]
دیکھنا جناب مولوی سید [illegible] صاحب لکھنوی کا منظور ہو آئندہ [illegible]
[illegible] کا شان و اعلی اللہ مقامہ کی تفسیر [illegible] کا ترجمہ
حاشیہ پر حسین [illegible] صاحب نے [illegible] جناب امیر المومنین
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی تعریف [illegible] اور [illegible]
ملا صاحب خوب [illegible] منظور ہو [illegible]
[illegible] تفصیل [illegible]
[illegible] قرآن شریف [illegible] قرآن شریف
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نمبر	نام صاحبان	تعداد
٧٠	جناب منشی محمد حسین صاحب [illegible]	١
٧١	جناب [illegible] علی بیگ صاحب [illegible]	١
٧٢	جناب منشی اخلاق احمد صاحب [illegible]	١
٧٣	جناب مہدی حسین صاحب علیگڑھ	١
٧٤	جناب سید راحت علی صاحب بیانوالی	٣
٧٥	جناب مولوی محمد حسن صاحب سرسی	١
٧٦	جناب شاہ نواز صاحب [illegible]	١
٧٧	جناب منشی ولایت حسین صاحب ضلع [illegible]	٣
٧٨	جناب منشی سید احمد رضا صاحب بجنور	١
٧٩	جناب ڈاکٹر اکبر علیشاہ صاحب [illegible]	٥
٨٠	جناب منشی قاسم حسین صاحب [illegible]	١
٨١	جناب غضنفر علی صاحب ساکن [illegible]	١
٨٢	جناب منشی عنایت علیشاہ صاحب ضلع سیالکوٹ	٢
٨٣	جناب میر غلام شبر صاحب [illegible]	١
٨٤	جناب محمد بادشاہ حسین صاحب [illegible]	١

پر سیکڑہ [illegible] لوگوں کے ساتھ [illegible] خاص
طور پر رعایت کیجائیگی اور اگر کوئی کل جلدیں [illegible]
[illegible] تو کفایت کیجائیگی۔ اور دیگر کتب [illegible]
بھی [illegible] جنکی قیمت حسب ذیل ہے۔ [illegible]
جلد اول و دوم۔ اربعین فی فضائل مولانا امیر المومنین۔
[illegible] ترجمہ جوشن کبیر و صغیر [illegible]
المشتہر سید محمد [illegible] حسین مالک و مہتمم مطبع [illegible] آگرہ

عرق کوئی [illegible] [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ایک مفید اطلاع

[illegible] صاحبان [illegible] الرحمٰن [illegible] کے [illegible]
[illegible] اصلاح [illegible] ہو [illegible]
[illegible] اصلاح [illegible] اصلاح
[illegible] اصلاح [illegible] محصول [illegible]
جائے گا۔

[illegible] ہوں گے [illegible] مقصود [illegible] ہے [illegible]
[illegible] قائم [illegible] ہو
ہوتے ہیں [illegible] اصلاح [illegible] جائے۔
[illegible] اصلاح [illegible] ۔۔۔۔ [illegible]
[illegible] علاوہ محصول ڈاک ہے۔

مہذب مناظرہ

اس وقت دنیا میں ہر جگہ مناظرہ کا بازار گرم ہے کہیں تو [illegible] ہندو و مسلمان میں مناظرہ
ہے کہیں ہندو و آریہ میں مناظرہ ہے کہیں آریہ و مسلمان میں مناظرہ ہے کہیں [illegible] حنفی کا جھگڑا
ہے شیعہ سنی کا مناظرہ تو قدیم اور تمام عالم میں مشہور ہے۔ اگر کوئی مناظرہ [illegible] درشتی
و سختی سے خالی نہیں نظر آتا خصوصاً آریوں کا مسلمانوں سے اور [illegible]
ایک خاص نفرت ہوتی ہے کہ مناظرہ [illegible] ایسی بات [illegible]
میں مشغول کیا جائے [illegible] فلاں کا [illegible]
ان [illegible] حضرت [illegible]
اور [illegible] قرآن [illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] علماء [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے۔

تیرھوین رجب المرجب

عید سعید میلاد جناب امیر المومنین علیہ السلام مبارکباد - اس تقریب مبارک میمون کی خوشی مین جو صاحب خریداری اصلاح منظور کرینگے ایک سال کا
نصف چندہ پر اصلاح روانہ ہوگا - مگر شرط یہ ہے کہ منی آرڈر یا درخواست ۱۳ رجب کو ڈاکخانہ مین ڈالیجاے -
فیاضان قوم اگر بغرض افادہ اسان قوم کے نام اصلاح مفت جاری کرانا چاہین تو جسقدر روپیہ دفتر مین عنایت فرمائینگے دفتر بھی اپنی طرف
اوسی تعداد کے مطابق بلاقیمت پرچہ جاری کرے گا -

[illegible]

[illegible]

[illegible] دوران شیخ آقا [illegible] جناب حکیم مولوی سید [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] میں [illegible] استعمال کرایا [illegible]
[illegible] دیا ہے [illegible] شکایات کیلئے [illegible]
[illegible] یہ دو دوائیں قابل [illegible] ہر شخص کے ساتھ [illegible]

چند اور دوائیں ہدیہ ناظرین ہیں

[illegible] القروح [illegible]
[illegible]
عرق مرکب [illegible]
[illegible]

[illegible] مولوی سید محمد [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

اية الرجم وهو يتسافد وق
تسافد الحمر رجاله ثقات
وفيه اشارة الى بيان السبب
فى رفع تلاوتها (الى ان قال)
فقال عمر الا ترى ان الشيخ
اذا زنى ولم يحصن جلد وان
الشاب اذا زنى وقد احصن
رجم فيستفاد من هذا الحديث
السبب فى نسخ تلاوتها۔

میرے سینہ میں مارا اور کہا آنحضرت
سے تم آیہ رجم پڑھ رہے ہو حالانکہ
صحابہ مثل حمار کے تسافد کرتے ہیں یعنی
جیسے گدھے بغیر شرم و لحاظ گدھی پر
چڑھتے ہیں ویسے ہی یہ بھی کرتے ہیں
(صاحب شرح لکھتے ہیں کہ) اس حدیث
کے راوی ثقہ ہیں اور اس حدیث
میں آیہ رجم کی تلاوت کی موقوفی کا
اشارہ ہے (یہانتک کہا) عمر نے (کسی
اور یا اوسی موقع پر) کہ تو کیا نہیں دیکھتا کہ بڈھا جب زنا کرے اور محصن
نہو تو درہ لگایا جائیگا اور جب جوان زنا کرے تو اوسپر رجم ہے (ابن حجر
عسقلانی کہتے ہیں کہ) اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ آیت رجم کی تلاوت
کے منسوخ ہونے کی یہی وجہ ہے انتہی محصلاً۔

ظاہر ہے کہ جب بکثرت روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ اسکی تلاوت کرتے
تھے اور آنحضرت سے سیکھتے تھے اور حضرت فاروق کو بھی اسکا علم تھا
کہ آیت رجم یعنی الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموهما البتۃ قرآن
کی آیت ہے اور آنحضرت نے اور خود نے بھی رجم کیا تھا تو اسکو داخل قرآن
کرنا چاہیے تھا لیکن بمصلحت رواج زنا آیت رجم حضرت فاروق نے داخل
قرآن نہ کی تو یہہ اقتدار عصمت اجماعی کا تھا ورنہ اگر کسی اور ملت میں ایسا
کیا جاتا تو وہ کرنے والا ضرور مرتد قرار پاتا لیکن یہ شرف اللہ نے صرف مذہب
اہلسنت ہی کو بخشا ہے حتی کہ اختلاف امتہ بھی رحمت ہے۔

تنبیہ ایسے ہی اقتدارات کی بنیاد پر صاحب تحفہ اثناعشریہ نے حدیث
تشبیہ کی بحث میں لکھا ہے آنقدر احادیث دالہ بر تشبیہ بانبیاء کہ در حق شیخین

اولاد کی آیت کے خلاف ورثا پیغمبر کا ترکہ ساقط کر دیا چونکہ آپنے آیت کی
عمومیت کا اسقاط و حذف باقتدار عصمت اجماعی کیا تھا اس وجہ سے اوسکو
تمام صحابہ و خلفا اور اونکی تابعین نسلوں نے قبول کیا اور آجتک وہ حذف
و اسقاط عمومی جائز مانا جاتا ہے اور اسی بنیاد پر اصول تفسیر اور اصول
فقہ مین تعمیم کی تخصیص اور تخصیص کی تعمیم کو جائز لکھا ہے۔

مثال دوم جناب موصوف نے آیت واعلموا انما غنمتم من شئ
فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی کے خلاف اہل بیت
رسول اللہ تمام بنی ہاشم کو خمس دینا موقوف کر دیا جسکی گواہ کتب صحاح و
شروح صحاح وغیرہ مین اور ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فقرا بنی ہاشم کو
بھی خمس نہ دیا اور باوجود نسخ حکم خدا کے جناب موصوف کی نسبت کوئی الزام
قائم نہین ہوا کیونکہ عصمت اجماعی آپکی محافظ ایمان و اسلام ہے۔ اور انکے
اتباع یعنی اہلسنت کا خدا اور رسول کی نسبت مجتہد ہونیکا یہی عقیدہ ہے
لہذا ان المجتہد قد یخطی وقد یصیب مشیر نجات ہے۔

مثال سوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ پر رجم فرما کر آیہ
رجم کو قرآن مین داخل نہ کیا چنانچہ فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۷ مین
جہان آیہ رجم کی تحقیق ہے وہان زید بن اسلم سے روایت ہے۔

ان عمر خطب الناس فقال
لا تشکوا فی الرجم فانہ حق
ولقد هممت ان اکتبہ فی
المصحف فسالت ابی بن کعب
فقال الیس اتنی انا استقرئہا
رسول اللہ صلعم فدفعت
فی صدری وقلت استقرئہ

حضرت عمر نے اطراف خطبہ فرمایا رجم
مین شک نہ کرو کیونکہ وہ حق ہے
اور مینے یہہ قصد کیا تھا کہ آیہ رجم
کو قرآن مین لکھدون لیکن اتفاقا
ابی بن کعب سے پوچھا گیا تو اونہون
نے کہا کہ ہم رسول خدا سے آیہ رجم
پڑھ رہے تھے (تو اے عمر نے تم نے)

[illegible]

علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ
اجمعین وکیف وقع من داؤد
علیہ السلام فی الحرث وفی
الحکم لاحد المرأتین مع کونہ
للآخر کما ھو مشروح فی الصحیحین

خطا حضرت داؤد علیہ السلام سے
ایک کھیت کے معاملہ مین ہوئی اور
ایسی ہی خطا دونون عورتون کی
کے باب مین اونسے ہوئی جیساکہ صحیحین
مین مشرح مذکور ہے انتہی محصلاً۔

اور یہ قبل بعثت کافر ہونیکے بارے مین فخر رازی کی تفسیر کبیر جلد آٹھ صفحہ ۶۰۲

مین ہے۔ اعلم ان بعض الناس
ذھب الی انہ کان کافرا فی اول
الامر ثم ھداہ اللہ وجعلہ
نبیا قال الکلبی وجدک ضالا
یعنی کافرا فی قوم ضلال فھداک
للتوحید وقال السدی کان علی
دین قومہ اربعین سنۃ۔

بعض لوگ اسطرف گئے ہین کہ آنحضرت
پہلے کافر تھے پھر خدانے اونکی ہدایت
کی اور نبی بنایا امام کلبی نے کہا کہ
وجدک ضالا سے مراد خدا یہ ہے
کہ آنحضرت قوم گمراہ مین کافر تھے
پس خدانے توحید کیطرف ہدایت
کی اور امام سدی نے کہا کہ آنحضرت
چالیس سال تک اپنی قوم کے مذہب پر تھے انتہی محصلاً۔

ان تصریحات سے ثابت ہوگیا کہ روافض کے ائمہ وامیہ کیطرح ہمارے پیغمبر
معصوم نہین ہوا کرتے ہان اس بات مین ہمارے معصوم ہوتے ہین کہ وہ نزول احکام
خدا کے دعوی مین جھوٹے نہین ہوتے نہ عمداً کسی کی فضیلت بیان کرتے ہین نہ
سہواً حق عباد کا اتلاف کرتے ہین اور حضرات شیعہ جو اپنے ائمہ کی خلافت
کو منصوص بتاتے ہین اور افضل المرسلین کی خلافت کی بنیاد پر اپنے ائمہ کی عصمت
بھی مرسلین کی سی عصمت بتاتے ہین۔ تو اونکا یہ دعوی محض غلط ہے کیا معنی
کہ ضرورۃ عصمت مرسلین تبلیغ احکام خدا سے متعلق ہوا کرتی ہے تو وہ ائمہ
شیعہ سے متعلق نہ بلکہ وہ آنحضرت کی وفات کے قبل ہی ختم ہوچکی تھی یعنی آیہ
اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کے نزول کے بعد

دونون ثابت ہے کیونکہ اون اوصیاء کی خلافتین اخبار کثیرہ مشہورہ سے منصوص ہین اور شیخین کی اجماع سے جسکا درجہ ہر زمان مین تواتر کی مقدار سے بڑھا ہوا ہے اسیطرح اگر شریعت سابقہ کے خلفاء و اوصیاء کو عصمت نبوت حاصل تھی تو شیخین کو عصمت اجماعی چونکہ یہ مسئلہ جدید علم کلام کا ہے جس سے اکثر طبایع ناواقف ہونگے لہذا اوسکی وضاحت تابمقدور کر دیتے ہین اور باقی تفصیل کو صاحبان علم کے فہم پر محول کرتے ہین۔

صفات عصمت اجماعی مع مثال

مذہب اہلسنت مین انبیاء و مرسلین کی عصمت باتفاق اس طرح نہین مانی گئی ہے کہ معاذ اللہ وہ صغیرہ و کبیرہ سے معصوم تھے یا خدانخواستہ وہ تبلیغ احکام خدا مین غلطی نہ کرتے تھے یا عیاذاً باللہ وہ قبل بعثت کافر تھے چنانچہ ایسے اعمال و افعال ہونیکے ثبوت تو بکثرت کتب عقاید وغیرہ مین بشرح و بسط موجود ہین چنانچہ شرح مسلم الثبوت صفحہ ۳۵۹ مین بحر العلوم نے لکھا ہے۔

ولا تصغ الی قول من یقول ان الانبیاء کیف یخطئون فی احکام اللہ تعالی فان ہذا القول قد صدر من شیاطین اہل البدع کالروافض وغیرہم لم تر اہل الحق اہل السنۃ والجماعۃ القامعین البدعۃ کثرہم اللہ تعالی یجوزون علی الانبیاء الخطأ کما اظہر فی اساری بدر من سید العالم صلواۃ اللہ وسلامہ

تم اوس شخص کی بات نہ مانو جو یہہ کہتا ہے کہ انبیاء کیونکر خطا کر سکتے ہین احکام خدا مین بیشک یہہ قول شیاطین اہل بدعت سے صادر ہوا ہے جیسے روافض وغیرہ۔ کیا تو نے اہل حق یعنی اہلسنت وجماعت جو قامع بدعت ہین اونکو نہین دیکھا کہ وہ انبیاء سے خطا کو جائز جانتے ہین جیسا کہ آنحضرت سے اسیران بدر کے بارے مین خطا ہوئی اور ایسی ہی

سابقہ کے خلفا معصوم ہوتے تھے اور معصوم ہونے ہی کی وجہ سے منصوص ہوتے تھے نہ اسکے برخلاف اس دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ شرایع سابقہ میں بھی مسئلہ امامۃ اصول عقائد مین داخل تھا اور اگر داخل نہوتا تو السنہ ادگراہی کے لئے ایک پیغمبر دوسرے آنے والے پیغمبر کی بشارت نہ دیتا کیونکہ جب اقرار امامت اور اتباع امام پر مدار نجات نہ تھا تو پھر یہی آیندہ کی بشارت لغو ماننی پڑیگی چونکہ فعل خدا اور فعل مامور من اللہ عبث نہین ہوتے لہذا معلوم ہوگیا کہ حکمت بشارت مشیر نجات تھی جو ہر وصی اپنے وصی آیندہ یا مرسلین آیندہ کی خبر دیتا تھا تاکہ اس سے گذشتہ و آیندہ کی تصدیق بھی ہوجائے اور خلق خدا مین فتنہ و فساد نہ ہو اور انکی عاقبت بھی نہ بگڑنے پائے پس حکمت بشارت سے معلوم ہوا کہ تمام انبیا کے اوصیا معصوم و منصوص ہوتے تھے جس سے ظاہر ہوا کہ امامۃ و وصایت کا عقیدہ ہر معتقد پیغمبر کا ہوگا۔

دلیل دوم مسئلہ امامت اگر اصول عقائد مین داخل نہوتا تو امت مرحومہ تمام انبیا و مرسلین پر ایمان لانیکی مکلف نہوتی پس ثابت ہوتا کہ جب ہر صاحب شریعت اور اونکے خلفا موسوم بانبیا پر بقید عصمت ایمان لانا شرط اسلام ہے اور فرقہ اہلسنت اسلام کا مدعی ہے تو اونکے یہان بھی مسئلہ امامت ضرور اصول عقائد مین داخل ہے۔

دلیل سوم یہہ کہ جب خالق مطلق نے بسیاق آیت یوم ندعوا کل اناس بامامھم کسیکو بے امام نہین پیدا کیا۔ اور پیغمبر خدا نے بھی اپنی مسجد و فوج تک کو کبھی امام بغیر نہ رکھا اور نہ صحابہ بغیر امام رہے تو اہلسنت جو اتباع صحابہ و پیغمبر کے مدعی ہین اونکے اصول عقائد مین امامت کا داخل نہوناچہ معنی دارد۔

تنبیہ۔ تمام فرق اسلام کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر خدا افضل المرسلین ہین اس بنا پر اونکے خلفا کا بھی شرایع سابقہ کے خلفا و اوصیا سے افضل ہونا ضرور رہے ورنہ کمال افضلیت مین نقص رہیگا تو خدا کے فضل سے اونکی افضلیت و عصمت

[illegible]

کار ہائے نمایاں آج تک یادگار زمانہ ہیں۔ دو سید ظلم و تعدی سے پہلے سفارتخانہ انگریزی میں پناہ گزین
ہوئے۔ گر سفارتخانہ نے نامنظور کیا تب اوسی کو عثمانی سفارتخانہ میں پناہ گزین ہوئے۔

آذربائیجان کی حالت بہت ابتر ہے ڈہائی ہزار فوج عثمانی نے غرلقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ارومیہ
سلماس کے شاہراہ پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا اس سے اور بھی تشویش ہو رہی ہے۔

آقا سید عبد الحسین صاحب مجتہد لار کے قتل و اسیری کی خبر پہلے شایع ہوئی تھی پھر وارد لار ہوئے
اور علم مشروطیت بلند کر رہے ہیں خداوند عالم اس وجود مبارک کو جملہ آفات سے محفوظ رکھے۔

مارننگ پوسٹ لکھتا ہے کہ طہران میں جہاں جہاں ستار خان اور دوسرے سرداران ملی
کی تصویریں آویزان تہیں۔ شاہی فوج نے اون پر دست درازی کی اس سے سخت اضطراب پہیلا ہوا ہے
روسی اخبارون میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ عثمانیون نے ہماری مخالفت میں آذربائیجان میں
سخت ایستادگی کی ہے لہذا خوف جنگ عظیم ہے۔ عثمانیون نے خوی سلماس۔ ارومیہ پر قبضہ کر لیا
ہے جس سے روس کو سخت خطرہ ہے۔ روسیون نے چاہا تہا کہ حسنارہ راہ جلفا کے بہادر سے ستار خان
کے مکان پر قبضہ کریں۔ گر عثمانی شہبندر نے فوراً عثمانی علم اوس عمارت پر بلند کیا کہ ہماری حمایت
میں ہے اسوجہ سے روس بالکل ناامید ہو گئے۔ شہبندر نے اسکا بھی اعلان کیا ہے کہ ستار خان و
باقر خان و دیگر سرداران ملی کی نسبت جو دعوی ہو وہ بہ درمیانگی ہمارے طے ہو۔ یہ ایسے اسباب جمع
ہو رہے ہیں کہ آذربائیجانیونکا میلان عثمانیونکی طرف ترقی کر رہا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر ایران اپنی
حفاظت آپ نہیں کر سکتا تو بہ نسبت اسکے کہ ہم روس کی رعیت بنیں عثمانی رعیت بننا زیادہ قبول ہے

جرمن میں ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے جو ایرانی اور جرمنی سے مرکب ہے۔ یہ لوگ وزراء جرمن کی خدمت
میں حاضر ہوے کہ قیصر جرمن سے امداد خواہ ہوں۔ وزراء نے متفق اللفظ جواب دیا کہ اہل ایران کسی
طرح خوف نکریں کسی طاقت کی یہ مجال نہیں ہے کہ ایران پر تصرف کر سکے اگر ایسا ہوا تو سمجھ رکھو
تمام دول میں جنگ شروع ہو جائیگی۔ اس جواب سے جرمن کا رسوخ ایران میں روز بروز ترقی پر ہے
افسوس ہے کہ دولت انگلیشیہ کا رسوخ محض بلحاظ قربی روس کی وجہ سے روز بروز ایران سے کم ہوتا
ہے۔ ادہر عثمانی ادہر جرمنی رسوخ بڑہ رہا ہے حالانکہ ہماری دلی خواہش یہ تہی کہ بجائے روس و
جرمن کے انگریزی اقتدار وہان زیادہ ہوتا کیونکہ مسلمانونکو جو تعلق برٹش گورنمنٹ سے ہے اوس کا

تقاضا بھی ہیکہ جتنی اسلامی سلطنتیں ہیں وہ ہماری گورنمنٹ سے متحد و متفق رہیں۔

محروم کریں اور حقوق پارلیمنٹ نہ دیں۔

دربار نے پھر قرض کا مسئلہ چھیڑا کہ روس سے جدید قرض لیا جائے جسکی مخالفت ابتداء کی گئی تھی۔ پھر وہی مشیر سلطنت جمع ہوئے جو باعث فساد تھے امیر بہادر، شاپشال یہودی، مشیر السلطنت وغیرہ چنانچہ امیر بہادر سپہ سالار فوج بنائے گئے حالانکہ بغیر امضای وزیر جنگ اسکا اختیار رہتا۔

۲۵ جون کا تار ہے کہ بختیاری فوج بسرداری سردار اسعد جانب طہران کوچ کر رہی ہے اور شہر قم میں قیام پذیر ہے سفیر روس و انگریز نے اصفہان تک تعاقب کیا کہ حملۂ طہران سے روکیں۔

۲۶ جون سعد الدولہ نے اس حملہ کے خوف سے استعفا دیا۔

۲۹ جون کا تار ہے کہ سردار اسعد نے جواب سفیر روس و انگریز کا بیان کیا کہ تا وقت انعقاد پارلیمنٹ ہمارا قیام قم میں رہیگا تا کہ دیکھیں شاہ اپنے وعدہ کا کہاں تک ایفا کرتے ہیں۔

دوسری خبر یہ ہے کہ سفیر روس و انگریز کی فہمایش سردار اسعد میں ناکام رہے۔ اور شاہ نے بھی جنگ کی تیاری شروع کر دی ہے۔ ارکان سلطنت اس خبر سے بہت خوف زدہ ہیں سعد الدولہ پھر اپنے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ ۳۰ جون کا تار ہے کہ روس نے اپنی رعایا کی حفاظت کیلئے توپ اور کچھ فوج طہران کی طرف روانہ کیا ہے اور اسکا حکم دیا ہے کہ سلطنت ولت کے امور میں مداخلت نہ کرے۔ یہ بھی چال ہے۔ ۳ جولائی کا تار ہے کہ بازار اور دوکانیں سب بند ہیں۔ پولیس سے انتظام نہیں ہو سکتا۔ قزوین کا خاص تار شام حبل المتین ہے کہ سپہدار اعظم مع فوج جانب طہران روانہ ہو گئے۔ واقعاً اگر سردار اسعد نے قم سے اور سپہدار اعظم نے جانب قزوین حملہ کیا تو مشکل ہے کہ شاہ کو پھر امان ملسکے۔ مگر افسوس ہے تو اسکا کہ روس کے خوف سے ایرانیوں کی جان نکلتی ہے لہذا مشکل ہے کہ کوئی کام کر سکیں روس تو پہلے ہی سے تبریز میں قدم جمائے ہوئے ہے اب دربار نے بھی تار دیا ہے کہ ہم جان و مال رعایاے خارجہ کی حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں جسکے صریح مطلب یہ ہیں کہ تم آکر اپنی رعایا کی حفاظت کرو۔ اس سے بڑھکر کسی سلطنت کی کیا دعوت ہو سکتی ہے۔

مشہد مقدس میں بھی روس نے حملہ کیا روضۂ اقدس پر گولہ باری ہوئی دو سو مسلمان شہید ہوئے اخبار طمس لکھتا ہے کہ ستار خان و باقر خان جو جنگ تبریز میں قومی فوج کے سردار تھے اور جنکے

عالیصاحب کے خطاب سے سرفراز کیا۔ حالانکہ آپکے حسن حسنات اس سے زیادہ کا استحقاق پیش کرتے ہیں
ہم سے اکثر وہ سے خطابات میں مسلمان شاکی ہیں کہ اعلی درجے کے خطابوں سے امسال مسلمان محروم
رہے۔ ہنود شاکی ہیں کہ مسلمانوں سے خان بہادر زیادہ ہوئے۔ ہم فرقہ شیعہ اسی پر
قانع ہیں کہ ہمارے بھی دو بزرگ خطاب سے سرفراز ہوئے کاش گورنمنٹ زیادہ نظر حقیقت
سے دیکھتی تو معلوم ہوتا ہمارے فرقے کے کتنے بزرگ ایسے ہیں بلکہ اس سے اعلی خطابوں کے مستحق ہیں۔

مدرسہ الٰہیات کانپور اس نام اور مدرسہ کی شہرت تو آپ ایک عرصہ سے سن رہے ہیں مگر
اسکی اصلیت کیا ہے وکیل مورخہ [illegible] میں ملاحظہ ہو۔ مدرسہ الٰہیات کانپور کے نام جو صاحب
دریافت فرماتے ہیں انکو اس تحریر سے معلوم کرنا چاہیے کہ اصلاحات کی امید نہ رکھیں اور شاید ہی جو آپ
پا سکیں ارکین مدرسہ کالج کام سے ناواقف مگر نام دوست کے مصداق ہیں عربی مدرس ایک شخص واحد
معمولی لیاقت کے نوعمر ناتجربہ کار طلبہ بوجہ عدم تعلیم مبدل و بوجہ کثیر وظائف مقیم تعداد سات یا نو سنسکرت
کے معلم جو پہلے ہندو پڑھاتے تھے اب مدرسہ کے مدرس ہیں۔ انگریزی لازمی نہیں اسلئے اسکی تعلیم
بھی مستقل نہیں عارضی استاد مل گیا تو خیر ورنہ ہفتوں مفقود۔ اصلی حالات یہ ہیں قوم اسپر
ناز کرے یا جو چاہے کرے ہم اپنی راے محفوظ رکھتے ہیں،،

یہ ہیں ان قومی کالجوں اور درسگاہوں کی حالت جنکی مدح سرائی میں صدہا کالم اخباروں کے سیاہ
ہوتے ہیں کہ جب پردہ اوٹھایا جاتا ہے تو پھر وہی ڈھاک کے تین پات۔

حالات ایران

افسوس کہ اس قبۃ الاسلام کی حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے گذشتہ نمبر میں ہم شاہی اعلان
شایع کرچکے ہیں کہ شاہ نے حقوق پارلیمنٹ دینا منظور کرلیا۔ مگر یہ سب کارروائی صرف نمایشی تھی اور
بخوف جان ورنہ اس شاہ نامسعود سے کسی قسم کی امید فضول و بیکار ہے۔

سپہدار اعظم قریب طہران پہونچ چلے تھے کہ پایۂ تخت کا محاصرہ کریں مگر چونکہ مقصود اصلی استحکام
سلطنت تھا اس خبر کے سنتے ہی اپنی فوج کو روک لیا اور اظہار مسرت کیلئے چراغان کیا کہ شاید اسی
ذریعہ سے قوم کی فلاح ہو۔ دربار کو شکریہ کا تار بھی دیا۔ مگر اوسپر سپہدار اعظم کا قصد محاصرہ
سے باز آنا تھا کہ دربار میں پھر وہی فریب آمیز کارروائی شروع ہوگئی [illegible]

علیگڈھ کا خطرہ افسوس یوماً فیوماً ترقی کر رہا ہے۔ اختلاف آمین ہو کہ جسطرح تمامی احکام
سلطنت میں ہم یورپین حکام کے ماتحت ہیں۔ اسیطرح علیگڈھ کالج میں بھی جو زیادہ تر شیعوں کے مال
سے قائم ہوا۔ اور اب سنیوں کا قبضہ زیادہ ہے۔ تمامی اہل اسلام تابع ہیں یورپین اسٹاف کے۔ یا یورپین
اسٹاف بھی اوسیطرح سکرٹری و ٹرسٹیوں کا ماتحت ہے جسطرح ہندوستانی ملازم ماتحت ہوتے ہیں۔

یورپین اسٹاف یعنی کالج کے پرنسپل پروفیسر جو انگریز ہیں اسکے خواہاں ہیں تو کوئی جائے تعجب
نہیں کیونکہ وہ حکام وقت کے ہم قوم اور ہم وطن ہیں۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ ٹرسٹیان کالج کی غالب
تعداد یہی چاہتی ہے کہ یورپین اسٹاف ہی افسر رہیں جو کالج کے نوکر اور ٹرسٹیوں کے ماتحت ہیں
ٹرسٹیان کالج کی تعداد [illegible] سے زیادہ ہے جسمیں سے کل پندرہ ٹرسٹی تو سکرٹری صاحب
نواب وقار الملک کے ہمراہ ہیں کہ سکرٹری کو حاکم ہونا چاہیے باقی ماندہ ٹرسٹیوں کی رائے ہے
کہ یورپین اسٹاف کی ماتحتی کرنی چاہیے۔ نتیجہ یہ نکالا جاتا ہے کہ اسوقت میں نواب صاحب مستعفی ہونگے
جو فی الواقع نہایت افسوسناک ہے اور ایسے کالج کی تعلیم یافتوں سے کسی قسم کی امید کرنا اوس سے زیادہ
افسوسناک ہے۔

اب بھی اگر اہل اسلام شریعت کی پابندی اختیار کریں اور حق و باطل میں تمیز کریں تو اونکی
قسمت درست ہو سکتی ہے مگر جب نفس اسلام ہی کو نہ سمجھا تو پھر اوسکی پابندی کیونکر ممکن ہے
یہی اختلاف ہے ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان میں کہ وہ دنیا کو مقدم سمجھتے ہیں جسطرح
حاصل ہو۔ اور ہم دین کو زیادہ ضروری سمجھتے ہیں کہ کسیطرح یہ محفوظ رہے۔
ٹرسٹیان کالج کو وہی اختیارات حاصل ہیں جو صحابہ کو خلافت یا اقتدار تہا جس سے سب سے پہلے
مسٹر محمود معزول کئے گئے جنکو جو سر سید نے لائف سکرٹری مقرر کیا تہا۔
اب دیکہنا یہ ہے کہ نواب مشتاق حسین خان صاحب دوسرے خلیفہ ہیں یا تیسرے کیونکہ اگر ٹرسٹیوں
سے وہ بازی جیت لیگئے تو یقیناً خلیفہ دوم مانے جاینگے اور خدا نکرے کہ وہ خلیفہ سوم قرار پائیں۔

خطابات سالگرہ ہم جناب شمس العلما مولوی امداد امام صاحب اثر رئیس مورہ
ضلع پٹنہ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ پہلے آپ شمس العلما تھے اور اب نواب شمس العلما ہو گئے ہیں جناب
سید علی احمد سپرنٹنڈنٹ ریاست رامپور کو مبارکباد دیتے ہیں کہ گورنمنٹ نے سالگرہ کے موقع پر انکو

تحریر شایع ہوئی ہے جو نہایت ضروری ہے۔ امراؤ مرزا (المعروف بہ مرزا حیرت) نے انکار شہادت کے
عجیب دعوی کو مشہور کرنیکی خاطر صحابہ کرام خصوصاً سیدنا حضرت علی کی شان مین اسقدر فحش اور گندے
الفاظ اپنے اخبار مین متواتر شایع کئے ہین جنکو ایک غیرت مند مسلمان پڑھکر لرز جاتا ہے مگر کسی شخص نے امراؤ
مرزا کو جواب دینے کی ضرورت نہ سمجھی کیونکہ نادان سے نادان بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ امراؤ مرزا نے یہ مسئلہ
شہرت حاصل کرنیکی غرض سے چھیڑا تھا۔ پھر اس مین دخل دینا گویا امراؤ مرزا کے منشا کو پورا کرنا تھا
لیکن افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض جاہل شیعہ سنیون مین اس مسئلہ کے سبب باہمی عناد پیدا
ہو گیا ہے اسواسطے ضروری معلوم ہوا کہ امراؤ مرزا کی ان لن ترانیون کا ایک فیصلہ کن جواب
ہو جائے جسکو وہ اپنے اخبار مین اس طرح شایع کرتے ہین کہ کوئی شخص ان سے مباحثہ نہین کر سکتا
حلقہ نظام المشایخ کے بعض اہل باطن ارا کین نے غیبی اشارون سے بھی یہ معلوم کیا کہ میرزا حیرت
سے ظاہری تمام بحث کر لیا جائے تاکہ وہ علمی دلائل کی معقولیت سے قائل ہو جائین۔ اور اپنی گستاخیون
سے توبہ کر لین ورنہ پھر مواخذہ خداوندی اس دنیا مین ظاہر ہو کر اس خود سری کا بدلہ دیگا۔ چونکہ
حضرات مشایخ نہایت رحم دل اور نوع انسان کے ہمدرد ہین۔ انہون نے سمجھا کہ مرزا حیرت
کو سنجیدگی سے آگاہ کیا جائے ممکن ہے کہ اس طرح وہ غضب الہی کی پکڑ سے بچ جائین لہذا مینے انکی ہدایات
سے اول مرزا صاحب کے پاس ایک دستی خط بھیجا جس مین انکو ایک فیصلہ کن مباحثہ کی دعوت
دی گئی تھی مگر مرزا صاحب نے اوسکو ٹالدیا اس کے بعد اسی مضمون کا ایک رجسٹری خط بھیجا گیا۔ مگر افسوس
ہے کہ وہ بھی واپس آگیا۔ گویا مرزا صاحب مباحثہ نہین کرنا چاہتے۔ مجبور ہو کر آج اخبار کے ذریعہ سے
اعلان کیا جاتا ہے کہ حلقہ نظام المشایخ کے ارا کین محض اس نیت سے کہ ایک مسلمان گمراہی سے نجات
پائے اور دوسرے مسلمانونکو غلطی نہ ڈالے نہایت ٹھنڈے دل کیساتھ مرزا حیرت سے مسئلہ شہادت
پر مباحثہ کرنا چاہتے ہین۔ میرزا صاحب جہان چاہین مناظرہ کر لین انکو معلوم ہو جائیگا کہ حضرات صوفیہ
کرام کا یہ مناظرہ جھگڑے اور فساد سے بالکل پاک ہوگا۔ اور کسی قسم کی ایسی بات نہ ہوگی جس سے نقصانات
کی بو آئے محض خالصاً لوجہ اللہ مسلمانون خصوصاً مرزا حیرت کی بہتری کیلئے یہ عزم کیا گیا ہے امید ہے
کہ مرزا صاحب بجائے سب و شتم کے سنجیدہ طور پر اس دعوت کو قبول کرینگے۔ مرزا صاحب کی منظوری کے بعد
ہم ان حضرات کے نام شایع کر دینگے جو مباحثہ پر آمادہ ہین

منتظر جواب سید محمد ارتضیٰ یعنی محمدی اسسٹنٹ سکرٹری حلقہ نظام المشایخ

انہوں نے ثابت کیا جو درمیان شیعہ و اہلسنت (به استثنائے مرزائی) اتفاقی ہے مہذا ہم بھی مبارکباد دیتے ہیں۔

اب مرزائیوں نے زہر اوگلنا شروع کیا اور ہز ہائنس نواب صاحب دام اقبال پر یہ الزام ہے کہ اونہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی شیعہ ٹھونکی اور طرفداری کی اوسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب اون رعایتوں کو جو ہز ہائنس نے مرزائیوں کو عنایت فرمایا لکھتے ہیں دوسرکار کی رعایات دیکھکر میرے احباب جب مجھے کہتے کہ تم ایسی رعایات کو کیوں مان لیتے ہو۔ میں کہتا بھائی سرکار کا آج وہی اصول ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول صلح حدیبیہ میں تھا کہ جو کچھ مشرکین مکہ کہینگے مانونگا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح گستاخی عرض کریں نہیں بنا جاویگا۔ اہلحدیث مورخہ ۹ جولائی۔

اس جا پر بے اختیار کہنا پڑتا ہے (سچ) برزبان جاری ہے کیونکہ ممکن نہیں کسی شیعہ سے وہ اصول چھوٹ سکیں جو رسول اللہ کے اصول ہیں۔ نہ اہلسنت سے وہ اصول چھوٹ سکتے ہیں جو حضرت عمر کے اصول تھے۔ مگر افسوس یہاں بھی آپ افتراء سے باز نہ آئے کیونکہ اس فقرہ نے حضرت عمر کی روح کو تڑپا دیا ہوگا جو نہایت خندہ پیشانی سے فرماتے ہونگے او ہمنے کب عرض کیا تھا۔ ہمنے تو اعتراض کیا تھا الست نبی اللہ حقا ہمنے تو صاف صاف کہا تھا ما شککت منذ اسلمت کیومئذ یا الا یومئذ ہمنے تو ابوجندل کو تلوار دینا چاہا تھا کہ وہ اپنے باپ کو قتل کرے یہ کیسا الزام ہے کہ تم کہتے ہو ہمنے عرض کیا تھا یہ گلہ ہماری شان کے خلاف ہے۔

اس مناظرہ کی کیفیت سنکر ڈاکٹر النجم کو بھی حوصلہ ہو رہا ہے کہ کسیطرح شرف پاے بوسی ہز ہائنس نواب صاحب دام اقبال حاصل کریں کہ وہاں شیعہ وسنی کے مناظرہ کا دنگل قائم ہو مگر افسوس انکو معلوم نہیں کہ معمولی شریف بھی اونسے تخاطب نہیں پسند کرتے چہ جائیکہ ہز ہائنس کے دربار میں انکو رسائی ہو۔ ممبران کمیشن شیعہ وسنی اونکے شرف کو کافی ہے جسمیں اپنے قوم کی وہ خیرخواہی کی کہ ہمیشہ یاد رہیگا۔

مسئلہ شہادت پر مرزا حیرت سے مباحثہ

پیسہ اخبار مورخہ ۳ جولائی میں جب خبر

مقاصد کو بیان کیا ہے۔ اس سے زیادہ توضیح کی ضرورت نہیں۔ مگر میں اپنی رائے آئندہ نمبر میں ظاہر کرونگا انشاء اللہ کیونکہ کام بہت ہے وقت تنگ۔

سراج مبین فی تاریخ المومنین خود نام سے کتاب کی اور اسکے مقصد کی عظمت ظاہر ہے کہ جناب امیر المومنین کی سوانح عمری ہے جسکا ہر مومنین کو اشتیاق ہوگا اور کون دل ہے جو اشتیاق سے خالی ہو سکتا ہے مگر افسوس طبایع ایسی واقع ہوئی ہیں کہ اختصار کو سب سے زیادہ ضروری سمجھتی ہیں۔ پھر جناب امیر المومنین کی سوانح عمری اس اختصار سے کیونکر لکھی جا سکتی ہے کیونکہ کم سے کم ابتدائے اسلام سے لیکر تا وفات جناب پیغمبر جتنے واقعات گذرے وہ سب آپکی سوانح عمری میں داخل ہیں نہ محض اس حیثیت سے کہ آپکے زمانہ میں یہ واقعات پیش آئے بلکہ بعد رسول تک کے واقعات سے آپکا تعلق ویسا ہی تھا کہ کسی شخص کے ہاتھ کے واقعات ہوں کیونکہ اگر جناب رسالتمآب قلب تھے تو آپ اونکے دست و بازو تھے اگرچہ حضرت نے تو جناب امیر کو اپنے سر سے تشبیہ دی ہے مگر ہم بخوف نواصب دست و بازو ہی کہتے ہیں اور ڈرتے ہیں

ہم بہت شکر گذار ہیں کہ ہمارے لائق دوست بلکہ عزیز سید اولاد حید رصاحب فوق بلگرامی رئیس کوا تھ ضلع آرہ نے اس خوش اسلوبی سے اس کتاب کو لکھا ہے کہ معلومات کا ایک ذخیرہ فراہم ہوگیا عبارت بھی بہت سلیس حوالے بھی نہایت مستند۔

مگر تصنیف میں تعجیل زیادہ کی گئی باینہمہ اگر شائقین نے قدردانی کی تو دوسری اشاعت میں اس سے زیادہ محاسن جمع ہونگے حجم کتاب ۶۹۲ قیمت عہ جناب مصنف سید اولاد حید ر صاحب فوق کوا تھ ضلع آرہ سے طلب فرمائیں۔

مناظرہ رامپور اہلسنت کے فرقہ غیر مقلدین (وہابی) میں فی الحال دو فرقے ہوگئے ہیں ایک مرزائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ دوسرا وہ ہی جو عام طور سے وہابی مشہور ہیں دونو بھائیوں میں ایک مدت سے تنازع قائم ہے جسکے تصفیہ کیلئے ہز ہائینس نواب رامپور دام اقبالہ حکم مقرر کئے گئے۔ مرزائیوں کی طرف سے مولوی محمد احسن صاحب امروہوی مناظر مقرر ہوئے اور علمائے اہلحدیث کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہاجون سے مناظرہ شروع ہوا اور روز رجون کو ختم جسمیں بقول اہلحدیث اڈیٹر صاحب در ربکہ اور حیات حضرت عیسیٰ کی

"المعارف" کی اشاعت مین کوشش کی ہے اور لوگ بھی سعی کرین اور جسطرح ممکن ہو یہہ کتاب غیر قومون مین رواج پائے۔ غور کیجئے جب مختلف اقوام کے آدمی آپکو اوس عداوت سے بری سمجھین گے جو اشاعت اسلام کے ویسی فتوحات کے سلسلے مین پیدا ہو گئی ہے کسقدر وہ آپ کیساتھ ہمدردی کرینگے اور اونکی ہمدردی کہانتک آپکو مالی نفع پہنچائیگی۔ مگر یہ شرط ہے کہ پہلے یہہ لوگ آپکی تاریخ اور مذہبی حالات سے واقف کئے جائین پھر باقاعدہ "شیعہ کانفرنس" مین بلائے جائین ورنہ کچھہ بھی نہوگا۔ اسوقت ہم لوگون کو روپے سے زیادہ دماغ کی ضرورت ہے۔

مجھے ان دونون کتابون کے حال لکھنے سے خودستائی مقصود نہین۔ فقط یہہ منظور ہے کہ آیندہ جو کچھ جو شخص لکھے وہ ان کتابون کے انداز بیان اور عنوان تحریر کو خوب غور سے دیکھے اور ہمیشہ نہایت تہذیب اور بے تعصبی کے ساتھہ قلم اوٹھائے۔ خلافت کے جھگڑون اور باغ فدک کو روتے روتے تیرہ سو برس گذر گئے۔ اب میری رائے مین۔ اگر کوئی برا نہ مانے۔ ان باتون سے اعراض کرنا چاہیئے۔ بلکہ بزرگان دین کے سچے اور بے مبالغہ حالات لکھے جائین اونکے حالات سے اخلاقی نتیجے نکالے جائین۔ اونکے اقوال کے ترجمے ہون۔ اونکی حدیثین (جو پہلے سے جانچ لی گئی ہون) اردو مین یا انگریزی مین لکھی جائین۔ ان حدیثون مین جو کچھ فلسفیانہ خوبیان ہون وہ بیان کیجائین۔ اور کوشش کیجائے کہ اسطرح کے رسالے یہہ اخبار یہہ کتابین۔ آریہ سماج۔ ہندو پارسی۔ اور انگریزون کے پاس بھیجے جائین۔ بھولے سے بھی کوئی ایسی حدیث نہ لکھی جائے جو دل آزار ہو۔ بلکہ اخوت عام خلائق۔ سب کے ساتھہ نیکی کرنا وغیرہ وغیرہ مضامین ہون۔ اسی طرح مضامین وعظون مین۔ مجلسون مین بھی بیان کئے جائین۔

معاف کیجئے گا فرض قومی سمجھکر بہت کچھہ بے تکلفانہ گفتگو کی ہے گر مجبور ہون کہ قوم کی اصلاح کیواسطے ابھی اور زیادہ کہنے کی ضرورت ہے۔ ہر مہینے مین مجھے تغیر و اصلاح کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے لیکن کوئی سننے والا نظر نہین آتا۔ اگر خدا نے چاہا اور آپلوگون نے خواہش ظاہر کی مین بہت وسعت اور بڑی آزادی کے ساتھہ آیندہ اون تمام اصلاحون کو بیان کرسکتا ہون جنکا وقوع آنا نہایت ضروری ہے۔

ن۔ س۔ خاقان حسین عفی عنہ

جناب نواب سید خاقان حسین صاحب مصنف المعارف نے جس وضاحت سے اپنے

لئے گئے اس خیال سے کہ اپنی مذہبی کتابون سے لکہنا کچہ زیادہ اعتبار نہ بڑہایگا خدا جانے کسقدر انگریزی کتابین دیکھ ڈالین - اصول بیاگرفی کے مطابق حضرت علی مرتضی کے حالات لکھے گئے - اونکے طبعی حالات پر فلسفیانہ بحث - اونکے مصنفات پر ریویو - ہر قول ہر شعر بلکہ ہر جملے کے مطالب کی توضیح بالکل طبعزاد ہے - خدا کا شکر ہے کسی دوسرے مصنف کے احسان لینے کی ضرورت نہین ہوئی -

جب کتاب چھپکر تیار ہوئی اکثر ہندو دوستون نے بڑی خوشی سے اس کتاب کو خریدا چنانچہ بابو برج نراین بی - اے نے جو ایک حق پسند آدمی ہین اپنے پاس سے دس جلدین خریدکین خود بھی پڑہا اور جن کو دی اونکو بھی تاکید کی کہ اس کتاب کو پڑہو اور دیکھو کہ شیعون کی توحید کیسی اعلی ہے - اور یہہ لوگ کسقدر اوس الزام سے بری ہین جو غلطی سے انکے ذمے ثابت کیا جاتا ہے - پنڈت سرجو نرائن آریہ سماج اون موحدانہ لکچر ونکو دیکھکر جو "نہج البلاغۃ" سے ترجمہ کئے گئے ہین وجد آ ہین اور کہتے ہین "یہہ توحید لفظ بلفظ ویدکی توحید ہے افسوس ہملوگون کو آجتک شیعون کا مذہب معلوم نہ تہا ورنہ یہہ غلط فہمی نہ ہوتی" اسکے علاوہ "موڈرک میگزین"، جو آریہ سماجیونکا انگریزی اخبار ہے اور "رہتیا سوفی ان انڈیا" وغیرہ انگریزی اور اردو رسالے بڑی خوشی کے ساتھ اس کتاب پر ریویو لکھنے والے ہین جو شاید جون سنہ کے نمبرون مین شایع ہون -

میرے والد ماجد نواب مظفر حسین خان صاحب نے اس کتاب کی بیس جلدین خرید کین جو فوراً غیر قومون مین تقسیم کر دی گئین - نواب سلطان حسین خان صاحب رئیس کانپور - نواب حیدر سلطان صاحب شمس آبادی - نواب سلیمان حسین خان صاحب - نواب لاڈلے صاحب شمس آبادی - اور نواب اقبال بہادر بی - اے نے بہی اس موقع پر ہر طرح میری اعانت اور سچی ہمدردی کی داد دی - اس شکر گذاری سے اسکے علاوہ کہ مین اپنا انسانی فرض ادا کرون - یہہ بھی مقصود ہے کہ اور لوگ بہی ان پاک طینت نفوس کی تقلید اپنا قومی فرض سمجہین اور جسطرح حکیم پیارے صاحب اور انکے بھائی میر محمد جعفر صاحب اور میر محسن علی صاحب نے

اسکے علاوہ وہ وحشیانہ حرکتین جو اہلسنت کے بزرگان دین فتوحات کے سلسلے مین عمل مین لائے زیادہ تر باعث عداوت ہوگئین - انصاف شرط ہے شیعون نے اہلسنت کے فتوحات سے کیا فائدہ اوٹھایا جو اب اونکے ساتھ اس بدنامی مین شریک ہون -

بہرصورت چونکہ مین اس کام کیواسطے پیدا کیا گیا ہون کہ شیعونکے مذہب کو اون قومون مین رواج دون جو ابتک اس طریقے سے واقف نہین - اسلئے مین نے اپنا قدرتی فرض سمجھکر پہلے انگریزی مین "آشڈی آف شیازم" نامی ایک کتاب لکھی - یہ بمبالغہ ساری دنیا مین پہلی کتاب ہے جو انگریزی مین اس مذہب پر لکھی گئی - سو صفحون سے زیادہ کتاب کی ضخامت نہ بڑہا سکا - افراد قوم سے امداد اعانت نہ تھی جسقدر بار اوٹھا سکا اوٹھایا - جاپان - انگلینڈ - امریکا - ہندوستان جہان جہان مذہبی تذکرے سنے یا جہان کہین کوئی مذہبی سوسائٹی قائم ہوئی مین نے ایک کاپی کتاب مذکور کی روانہ کی - ہز آنر - اور وائسرائے نے اس کتاب کو بڑی خوشی سے پڑہا اور شیعون کیطرف اونکے مخالف فرقے کے بہ نسبت زیادہ مہربانی کرنے لگے -

اس الزام سے بری کرنے کیواسطے کہ شیعہ اور اونکے بزرگان دین (جبتک سریرآرائے سلطنت ظاہری رہے) اون ناجائز حرکات کے مرتکب نہین ہوے جو اس تہذیب کے زمانہ مین بلکہ فی الواقع بری سمجھی جاتی ہین - مینے "المعارف" اردو مین لکھی - قوم و مذہب کی ترقی کیواسطے یہ بھی ضرور ہے کہ قوم اپنی تاریخ سے اپنے ملک کے حال سے پوری واقف ہو - توحید - اخلاق فلسفہ جو ہم لوگون نے فضول سمجھکر چھوڑ دیا ہے اوس سے قوم کا واقف کرنا بہت ضروری سمجھا گیا - اسکے ساتھ یہہ بھی خیال کیا گیا کہ جن غیر مسلمین بندگان خدا کیواسطے یہ کتاب لکھی گئی ہے اگر وہ تاریخ کے ساتھ ہم لوگون کی توحید و اخلاق سے بھی واقف ہوتے جائین گے تو کوئی بیجا نہو گا - جنکے پاس "اسٹڈی آف شیازم" نہین پہنچی وہ اس کتاب سے ایک حدتک اوسکی تلافی کرلین گے -

چونکہ ایک بالکل نیا خیال تہا مینے طرز او عبارت کا انداز بھی بالکل بدلدیا - بزرگان دین کے حالات لکھنے مین بہت کچھہ کوشش کی جہانتک ممکن ہوا انگریزی کتابون سے

متعلق ادھر و ل کی تحریر بھی اصلاح نمبر ۵ مین شایع ہوئی مگر یہ معلوم ہوا کہ اسپر کہانتک کارروائی کی گئی۔ لہذا اگر قبل اشاعت تحریر ہذا یہ کارروائی کی جاتی تو زیادہ انسب تہا کہ ہماری مخالفین کو ہماری کمزوری پر شماتت کا موقع نہ ملتا۔

بعض شکایتین اسکی بہی آئی ہین کہ ابہی تک روداد کانفرنس نہین شایع ہوئی۔ بعض شکایتین اسکی بہی آئی ہین کہ کارخانہ شکرسازی کے قواعد و ضوابط سے ہمکو اطلاع نہوئی لہذا جہانتک ہوسکے اسکے دفعیہ مین کوشش کیجائے۔

ہمارے خیال مین کانفرنس کے ایجنٹ خاص کا دورہ نہایت ضروری ہے جس سے دو پیشتر کا بہی کام انجام پائے کہ مقاصد و اغراض کانفرنس سے قوم کو آگاہ کرین۔ اور نیز رقم حصہ شکرسازی و چندہ بورڈنگ وصول کرے۔ لہذا جہانتک تعجیل کیجائے انسب ہے فقط ایڈیٹر

التقریظات

اصلاح ۵ مین یہ وعدہ کیا تہا کہ کتاب المعارف کا تفصیلی ریویو دونگا مگر لائق مصنف کا خط اوس سے زیادہ ضروری ہے لہذا پہلے وہی خط شایع کیا جاتا ہے وہو ہذا۔

حضرت سلامت۔ تسلیم۔ مزاج عالی۔ آپکا حکم بسر و چشم بجالاتا ہون یعنی "المعارف" کی ایک کاپی بخدمت حاضر کیجاتی ہے تقریظ نہ لکہیگا۔ ریویو تحریر فرمائیگا۔ مین خاطر کی تعریف نہین چاہتا بلکہ آزادانہ رائے کا طالب ہون۔ "اصلاح" نمبر ۵ واپس کرتا ہون اسکے عوض مین وہ نمبر عنایت فرمائیگا۔ "اسٹڈی آف شیا ازم" کی اب کوئی جلد باقی نہین ورنہ وہ بھی حاضر کرتا۔ طبع ثانی کم از کم دو سو درخواستین آنے پر موقوف ہے جسکی امید نہین۔

خدا کا شکر ہے زردشتی۔ آریہ سماج۔ برہمو سماج۔ سناتن دہرم۔ جین۔ بدہسٹ۔ تہیاسوفسٹ انگریز وغیرہ مختلف قوم اور مختلف مذہبون کے ماننے والے میرے دوست ہین۔ ان سب کی مذہبی کتابین انگریزی مین میرے پاس موجود ہین۔ خود یہ لوگ وقتاً فوقتاً مجھسے مذہبی ذکر کرتے ہین شیعون کے مذہبی خیالات سنکر یہ لوگ بہت حیرت کے ساتھ خوش ہوتے ہین۔ کیونکہ اسوقت تک اونکے پاس کوئی انگریزی یا اردو مین ایسی کتاب موجود نہ تھی جس کو پڑہکر وہ پہلوؤن سے مذہب سے واقف ہوتے۔ اونکے نزدیک ابتک شیعون اور سنیون مین کوئی امتیاز ہی نہ تہا

روڑکی کالج مین ایک طالب علم کیواسطے عـه ماہوار اگریکلچول مین ایک طالب علم کیواسطے عـه ماہوار تین سال کیلئے اور ہیوٹ ویونگ اسکول مین چار طلبہ کیواسطے چھ مہینہ کیلئے عـه ماہوار کی ضرورت ہے۔

مکان دفتر کیواسطے پانچہزار روپیہ کی ضرورت ہی۔ ایک اردو انگریزی اخبار جاری کرنا لازم ہے یہ سب کام اگر آپ حضرات توجہ فرمائین تو ہوجاینگے ورنہ آیندہ بجز جلسہ مین افسوس اور ندامت کے کچھہ حاصل نہوگا اور یہ بھی بخوبی واضح رہنا چاہیئے کہ بغیر روپیہ کے ہم لوگون سے کچھہ نہوگا الزام نہ دیا جائے کیونکہ ہم مین سے نہ تو کوئی صاحب اعجاز ہے نہ صاحب دولت ہر قطرہ قطرہ دریا ہوتا ہی سب کی توجہ سے کام ہوگا اگر ایک ایک قصبہ مین ایک ایک شخص بلکہ ایک ایک ضلع مین ایک ایک شخص کو ہماری فریاد پر رحم آجائے اور اپنی قابل ترحم قوم پر اوسکا دل بھر آئے تو تنہا اوسیکی کوشش اوس قصبہ یا اوس ضلع کیلئے کافی ہوسکتی ہی اگر کچھہ ایسے باہمت حضرات کرباندہ لین تو مناسب ہوگا کہ اپنے اسماء گرامی سے مطلع فرمائین امید ہی کہ جو حضرات وجیہ اور باثر ہین اور مقامی حیثیت سے محل اعتماد ہین اونہین کی توجہ زیادہ موثر ہوگی۔

قوم کا خادم السید علی غضنفر عفی عنہ اعزیری سکرٹری۔

اصلاح مجھے ہرگز ایسی امید نہ تھی کہ ایسی تحریر کی نوبت آیگی کیونکہ ہماری قوم ہمیشہ معزز رہی اسکے بار احسان سے دوسری قومین لدی ہوئی ہین پھر تعجب ہے کہ اوس معزز قوم کے کانفرنس کا معزز سکرٹری ایسی تحریر شایع کرنے پر مجبور ہو۔ کاش اب بھی ہماری قوم سمجھے اور جلد تلافی مافات کرے تو کوئی بات نہین۔

جناب سکرٹری صاحب کی خدمت مین بھی اسقدر عرض کرنا ضروری ہی کہ آپکی قوم معزز ہے مگر اوسکے ساتھہ غافل بھی اور امور دنیوی سے بھی بیخبر لہذا آپکی بھی مزید توجہ کی ضرورت ہی کہ بعض ہمدردان قوم حسبۃً للہ ملک مین دورہ کرین جدید لوگونکو خریدار بنائین اور جن [illegible] نے وعدہ کیا ہی اوس وعدہ کی وصولی فرمائین پہلے معلوم ہوا تہا کہ جناب سید امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور نے وعدہ فرمایا ہی پھر جناب سید حیدر مہدی صاحب

محض ہین پھر اسکے بعد کوئی اور بہی ذریعہ ان کامون کی انجام دہی کیواسطے دنیا مین موجود ہی ہماری رائے مین اگر ہوتا تو وہ معجزہ ہوتا لیکن افسوس یہ کہ کانفرنس ہین کوئی صاحب اعجاز بہی نہین پہر آخر کیا ہو ہم سمجہتے ہین کچہہ نہ ہوگا اور اگر قوم سمجہتی ہی کہ کچہہ ہونا یا ہونا چاہئیے تو کیون نہین توجہ کرتی مجموعی حیثیت سے قوم مفلس نہین ہی بیاہ شادی اور دیگر رواسم مین لاکہون روپیہ صرف ہوتے ہین جائدادین تلف ہو جاتی ہین لوگ امیر سے فقیر ہو جاتے ہین لیکن حیف ہی کہ ایسے ضروری اور اہم کامون کیواسطے ہمکو یہ کہنا پڑے کہ ہماری قوم مفلس ہی ہمکو یہ کہتے شرم آتی ہی کیا قوم اسکی سماعت گوارا کریگی ہرگز نہین ہرگز نہین ہم جانتے ہین کہ قوم غیور ہی باحمیت ہی صاحب عقل وفہم ہی وہ اپنی ضرورتونکو خود سمجہتی ہی اور کبہی گوارا نہ کریگی کہ وہ ذلت کیحالت مین پڑی رہی اور دیگر قومین ترقی کے معراج کمال پر پہونچین۔

مین صاف صاف بلاتقیہ عرض کرونگا کہ اگر آپ حضرات توجہ نہین فرماتے اور جو کام اجلاس مین تجویز کئے جاتے ہین اونہین انجام کو نہین پہونچاتے تو ہر سال ایک عام جلسہ کرکے اور ایک کثیر رقم کا صرف کرا دینا بالکل عبث اور بیفائدہ ہوگا اور چند دن مین خدانخواستہ کانفرنس ٹوٹ جائیگی اوسوقت نقصان مایہ پر شماتت ہمسایہ قلب مین ناسور پیدا کردیگی حضرات ہمکو اسوقت شکر کا کارخانہ جاری کرنا ہے تقاوی تقسیم کردی گئی ہی مشین کی قیمت اور دیگر کامون کیواسطے روپیہ دینا ہی پندرہ ہزار روپیہ کی ضرورت ہی نصف موجود ہی اور نصف کا قوم سے سوال ہی اگر یہ روپیہ نہ دیا گیا تو اس سال کام نہ جاری ہوگا اور صاف کہے دیتے ہین کہ ہم ذمہ دار بھی نہ ٹھہرائے جاسکین گے اگر آپ جدید خریدار نہ پیدا کرین تو جو حصص آپنے خرید کئے ہین اونکا روپیہ تو مرحمت فرمائیے ورنہ جو حضرات روپیہ نہین دیتے وہ صرف اپنا بلکہ اون حضرات کا بہی نقصان کرتے ہین جو اپنا اپنا روپیہ ادا فرما چکے ہین۔

بورڈنگ کی عمارت کی سخت ضرورت ہی آپنے اگر اپنا نام چندہ دہندگان کی فہرست مین لکہوایا ہی تو وہ روپیہ بہی مرحمت کیجئے ورنہ محض نام لکہہ جانے سے کچہ حاصل نہین۔

اسکے چندہ مین عنایت کرین اونکا اسم گرامی پتھر پر تحریر کراکے دیوار مکان پر لگا دیا جائے ایک اخبار جاری کیا جائے جسکا ایک کالم اردو اور اوسیکا ترجمہ انگریزی مین دوسرے کالم پر ہو کیونکہ مضامین مفید قوم شایع کرنیکی دشواری ہے اور کانفرنس کی کارروائیان ممبرون تک نہین پہونچ سکتین قیمت صرف تین روپیہ سالانہ رکھی جائے۔

نہ صرف مین بلکہ دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ کانفرنس مین کس جوش اور شوق کیساتھ چندہ کی فہرست مین حضرات اپنا نام تحریر کراتے تھے اور ہر چہار جانب سے اسقدر صدائین بلند تھین کہ اونکا تحریر کرنا دشوار ہو گیا تھا جس سے بہت وثوق کیساتھ لوگون نے حکم لگا دیا تھا کہ یہ روپیہ فوراً وصول ہوگا اور کام جلد جاری ہو جاینگے مینے بعض مخالفین کو خود یہ کہتے سنا کہ شیعون مین بھی قومی جوش ہوتا ہے اور پھر ایسا کہ جو اسوقت عجیب شان سے ظاہر ہو رہا ہے درحقیقت اوسوقت یہی حالت تھی اگر کوئی یہ کہدیتا کہ یہ جوش وقتی ہے تو غالبا اوس سے زیادہ دشمن دوسرا نہ خیال کیا جاتا لیکن بعد ختم جلسہ معلوم ہوا کہ وہ جوش وقتی نہ تھا تو دیرپا بھی نہ تھا اور اوسکا ثبوت یہ ہے کہ ہنوز شکر کا نصف روپیہ بھی نہ آیا اور بورڈنگ وغیرہ مین تو کسی صاحب نے باستثنا چند ایک کے بھی زحمت نہ فرمایا طلبہ کا صنعت کے کالجون اور اسکولون مین بھیجنا ہنوز ملتوی ہے مینے بڑی مشکل سے چار طالب علم مدرسہ شکر سازی مین بھیجے جنھون نے بفضل خدا کامیابی کے سارٹیفکٹ حاصل کر لئے ہین اور انشاء اللہ کارخانہ شکر سازی مین ملازمت حاصل کرینگے لیکن اور طلبہ کیواسطے مین کچھ نہین کر سکتا اور نہایت افسوس ہوتا ہے بلکہ آنسو بہانے کو دل چاہتا ہے جب خیال ہوتا ہے کہ زمانہ گذرا جاتا ہے اور جو وقت گذر جاتا ہے وہ پھر واپس نہین آتا نہ رڑکی کالج طالب علم جا سکتے ہین نہ اگریکلچرل کالج مین بھرتی ہو سکتے ہین نہ ہیوٹ ویونگ اسکول مین داخلہ ہو سکتا ہے نہ کارخانہ شکر چل سکتا ہے نہ بورڈنگ کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے نہ مکان دفتر تعمیر ہو سکتا ہے نہ ارفنج کا افتتاح ہو سکتا ہے اللہ اکبر اتنے کام اور پھر ایک بھی نہ ہو گیا وجہ ہماری سمجھ مین تو کچھ نہین آتا اور جو کچھ ہم سمجھے اگر صحیح ہے تو بغیر اوسکے قیامت تک ایک کام بھی نہین انجام پا سکتا وہ یہ کہ دنیا کے جملہ کام روپیہ کیوجہ سے ہوتے ہین لیکن ہمارے ہاتھہ مین روپیہ نہین ہمارے جیب خالی ہین ہم محتاج

قبول نہ فرمائین لہذا امر دائر ہے درمیان جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ اور جناب
مولانا السید آقا حسن صاحب قبلہ دامت برکاتہم جنپر قوم کو جو اعتماد ہے وہ اظہر من الشمس ہے
جناب مولانا السید آقا حسن صاحب بانی انجمن صدر الصدور بھی ہین اور اوسکے صدر
بھی اور اجلاس اول مین استقبالی کمیٹی کے پریسیڈنٹ بھی رہ چکے ہین اور ہر طرح اس کانفرنس
کے بانی اور جو کچھ کہئیے جناب ممدوح سمجھے جاتے ہین - لہذا اگر اس سال پریسیڈنٹ مقرر کئے
جائین تو قوم کے خیالات مین ایک طرح کا انقلاب پیدا ہوگا جس سے نتائج خوشگوار کی امید کیجیے
ہان جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہ کی نسبت مین نہین کہ سکتا کہ -
قبول فرمائینگے یا نہین کیونکہ اجلاس اول و دوم مین باوصف اصرار آپنے صدارت نہ قبول فرمائی
مگر حسب لحاظ سے دیکھا جائے اس انتخاب سے بہتر کوئی انتخاب نہین ہوسکتا قوم کے دلون مین جو
عظمت آپکی ہے محتاج بیان نہین - قوم کو جسقدر آپکے صدارت کا انتظار و اشتیاق ہے وہ بھی کسی
سے مخفی نہین لہذا ہم بیشک سمجھتے ہین اس انتخاب مین شاید کسی متنفس کو عذر نہو -

عرض حال

حضرات مومنین

سلام علیکم - اجلاس دوم آل انڈیا شیعہ کانفرنس دسمبر گذشتہ مین جس عظمت و شان سے ہوا وہ محتاج
بیان نہین ہے خان بہادر سید محمد ہادی صاحب بہادر اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت کی تحریک
اجرائے کارخانہ شکر سازی پر حاضرین جلسہ نے بیحد مسرت کا اظہار فرمایا اور دل کھولکر شیعہ
شوگر کمپنی کے حصص خرید فرمائے -

شیعہ بورڈنگ ہاوس کیواسطے بہت سے حضرات نے چندہ مرحمت کرنیکا وعدہ فرمایا اور فہرست
چندہ دہندگان مین اپنے اپنے اسمائے گرامی تحریر کرادیئے علاوہ اسکے یہ بھی کانفرنس نے تجویز کیا
کہ دو طالب علم ٹکنیکل کالج اور اگریکلچرل کالج تعلیم کیواسطے بھیجے جائین پھر مرکزی کمیٹی نے بھی تجویز
کیا کہ چار طالب علم ویونگ اسکول بارہ بنکی روانہ کئے جائین اور دفتر کانفرنس کیواسطے ایک
مکان بنایا جائے جسمین فی الحال پانچ ہزار روپیہ سے زائد صرف نہ کیا جائے اور جو صاحب پانچسو یا

کے ساتھ نتھے نہ یزید کے ساتھ۔ کیونکہ یزید اس قابل نتھا کہ یہ سادات صحابہ اوسکے ساتھ ہون۔ لہذا معلوم ہوا کہ ابن حجر بھی اوسی رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین جو ابن تیمیہ کا رنگ ہے کہ یزید کی حمایت وطرفداری مین ایمان سے دستبردار ہو رہے ہین۔

بقیہ تحقیق پر ہم دعا دیتے ہین کہ وفقک اللہ سلمک اللہ مگر کاش معویہ کو بھی جلد رضی اللہ عنہ سے علحدہ کرتے تو بہتر تھا کیونکہ معویہ یزید کا باپ ہے جسنے یزید کو خلیفہ کیا اور اوس سے وہ سب افعال سرزد ہوئے جس سے آپ بھی لعنت کر رہے ہین۔ (اڈیٹر)

صدارت شیعہ کانفرنس

دفتر شیعہ کانفرنس سے اس مضمون کی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۲۵ جولائی کو دفتر شیعہ کانفرنس مین ایک جلسہ ہوگا جسمین ممبران مرکزی کمیٹی کی شرکت کی ضرورت ہے کہ اجلاس سیوم کیلئے مجتہدین کرام سے پریسیڈنٹ منتخب کرین اور بصورت عدم شرکت اپنی رائے سے تحریراً مطلع کرین لہذا جملہ ممبران کمیٹی کو اپنی رائے سے مطلع کرنا چاہیے۔

مسئلہ صدارت ہمیشہ اہم رہتا ہے خصوصاً سال گذشتہ کی بعض غلط کاریون سے اور بھی اہم ہے۔ ہم اپنی رائے محفوظ رکھنا چاہتے تھے کیونکہ ممبران کانفرنس اب خود ہر نکتہ سے واقف ہین اور ویسی بے ضابطگیان نہونے دینگے جس سے آئندہ کسی قسم کا اعتراض ہو۔ کیونکہ صدر انجمن کیلئے مجتہد ہونا ضروری ہے اور مجتہد بھی با اثر جسکی قدر و منزلت نہ صرف خواص وعوام کی نظرون مین مسلم ہو بلکہ حکام پر بھی اوسکی وجاہت کا اثر ہو اور خود مقتضیات زمانہ سے بھی واقف اور باخبر ہو جو قوم کی صلاح وفلاح مین اپنی قابلیت خداداد سے ایسے اصول نکالے کہ قوم کو پورے نفع کی امید ہو اور قوم کو اوسپر پورا اعتماد ہو۔

چونکہ کانفرنس کی موجودہ حالت کسی طرح اس قابل نہین نظر آتی کہ لکھنؤ سے باہر قدم نکال سکے لہذا ہمکو ضرورت نہین کہ اپنے خیال کو منتشر کرکے دوسرے علمای کرام کیطرف متوجہ ہون اور نہ یہ کسیطرح ممکن معلوم ہوتا ہے کہ علمای کرام لکھنؤ کے حضور و تشریف فرمائی مین کسی دوسرے مجتہد کا نام لین لہذا انتخاب پریسیڈنٹ کا امر دائر رہیگا علمائے لکھنؤ مین۔

علمائے لکھنؤ مین جناب مولانا السید محمد باقر صاحب دام ظلہ تو شاید کسی طرح صدارت کو

کی جاسکے علاوہ اوسکے اعمال و افعال ظاہر ہین۔

(۸) تو اسی حدیث پر حدیث مغفرت اہل بدر کو بھی قیاس کرنا چاہیے کہ اونکی مغفرت بھی بشرط تحقق شرائط مغفرت ہے نہ عموماً۔

(۹) انہین لوگون مین علامہ ابن حجر عسقلانی بھی ہین کیونکہ ابن التین نے جب یزید کو اس حدیث سے خارج کرنے کیلئے۔ یہ احتمال پیدا کیا یحتمل ان یکون لم یحضر مع الجیش یعنی اسکا احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ یزید حاضر لشکر نہ ہو تو اوسکے جواب مین علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہین فمردود الا ان یرید لم یباشر القتال فانه کان امیر ذلک الجیش بالاتفاق۔ یعنی یہ احتمال مردود ہے۔ مگر یہ کہ یہ مراد ہو کہ وہ مباشر قتال نہین ہوا۔ کیونکہ وہ بالاتفاق اس لشکر کا سردار تہا۔

جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر بالاتفاق اوسکو اس لشکر کا سردار مانتے ہین حالانکہ بقول آپکے یہی غلط ہے۔ تو کیا اسپر بھی اونکو یزیدیون مین نہ داخل کیجئیگا۔

حق یہ ہے کہ جتنے محدثین اہلسنت ہین وہ محبت معویہ و یزید پر مجبور ہین۔ دیکھیے علامہ عینی اس قول کی تردید کرتے ہین قیل سیر معویہ جیشا مع سفیان بن عوف الی القسطنطنیة فاوغلوا فی بلاد الروم وکان فی ذلک الجیش ابن عباس وابن عمر وابن الزبیر وابو ایوب الانصاری وتوفی ابو ایوب فی مدة الحصار قلت الاظهر ان هولاء السادات من الصحابة کانوا مع سفیان هذا ولم یکونوا مع یزید بن معویه لانه لم یکن اهلا ان یکون هولاء السادات فی خدمته صو ۲۲۰

یعنی معویہ نے جو لشکر قسطنطنیہ بہیجا تہا اوسکا سردار سفیان بن عوف تہا اور اس لشکر مین ابن عباس و ابن عمر و ابن الزبیر و ابو ایوب انصاری بھی تھے جنہوں نے وہین انتقال کیا علامہ عینی کہتے ہین ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس وغیرہ اس سفیان

پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ مجھے اس حدیث کو صحیح مسلم سے اسلئے نقل کیا کہ مسلم نے اوسکو پورا لکھا ہے بخلاف بخاری کے کہ اوسنے قطع کر دیا اس حدیث کو جیسا کہ عادت اوسکی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ اسکا عیب کیا گیا اسپر دربارہ اونکی تصنیف کے خاص کر اس بات میں کہ وہ نکالڈالتے ہیں ذکر علی رضی اللہ عنہ کو"

تو اب معلوم ہوا کہ بخاری کا اس حدیث کو داخل صحیح کرنا محض ازراہ ناصبیت ہے ورنہ کون کہ سکتا ہے کہ حدیث غدیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو داخل صحیح نہ کریں حالانکہ وہ حدیث کیسی متواتر ہے اور داخل کریں اس حدیث کو جو نہ متواتر ہے نہ مشہور جس سے اونکی غرض اسکے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ ایک ایسی حدیث لاویں جس سے ہواخواہان یزید کو موقع استدلال ملسکے کیونکہ یہ ناممکن ہے وہ مہلب کے اس استدلال سے ناواقف ہوں جو تابعین سے تھا اور عہدہ داران معویہ و یزید سے جو اس سے منقبت معویہ و یزید پر استدلال کرتا۔

(۶) افسوس ہے کہ آپنے یہاں صرف یزید کا نام لکھا حالانکہ اس حدیث سے معویہ کی فضیلت اولا ثابت کی گئی ہے اور یزید کی ثانیا جیسا کہ علامہ عینی لکھتے ہیں۔ قال المهلب فی هذا الحدیث منقبة لمعاویة لانه اول من غزا البحر و منقبة لولده یزید لانه اول من غزا مدینة قیصر"

کہا مہلب نے اس حدیث میں منقبت ہے معاویہ کی جسنے سب سے پہلے دریا میں جنگ کیا اور منقبت ہے اوسکے بیٹے یزید کی جسنے سب سے پہلے جنگ کیا مدینہ قیصر میں۔

تو اب آپکا صرف نام یزید لکھنا جائے تعجب ہے کیونکہ جواب سے جو نفی منقبت کی گئی ہے تو دونوں کی نہ صرف یزید کی۔ مگر یہ کہ فرمائے آپکے تحریر کا تعلق صرف حدیث کے ایک فقرہ یغزون مدینة قیصر سے ہے۔ مگر چونکہ حدیث واحد ہے اور استدلال واحد لہذا جواب بھی واحد ہے۔

(۷) اس افسوس میں ہم بھی شریک ہیں۔ مگر جب اوسکی خارجیت و نفاق حسب تصریح علمائے اہلسنت ثابت ہے تو پھر افسوس اسپر ہے کہ اوسکی کسی طرح حمایت

[illegible] دکہا [illegible] کتابون مین [illegible] نہین ہین [illegible]
کہ ابن تیمیہ نے فرقہ اہلسنت [illegible] یزید [illegible] نہین لکہا ہے
ہان اگر آپ ابن تیمیہ کی [illegible] کے بری [illegible]
یزید اوسنے لکہا ہے اوسکی کتابون سے یہ ثابت کیجیے [illegible]
ہے البتہ ممکن ہے ابن تیمیہ کی برات ہو [illegible]
آپ بہی ابن تیمیہ [illegible] یزید سے [illegible]
مین لکہنا موجب کمال تعجب ہے کہ [illegible]
سے ہین -

(۵) [illegible] نہایت مسرت ہوی کہ آپنے اس خیال کو ابن تیمیہ کا ذاتی خیال فاسد قرار دیا
اور [illegible] اہلسنت کا یہ عقیدہ لکہا کہ "یزید کو ملعون شقی ازلی سمجہتے ہین" خدا اسکی
توفیق عطا فرمائے - مگر براہ کرم شرح فقہ اکبر وغیرہ کو بہی دائرہ حنفیت سے خارج کرکے
داخل وہابیت فرمایئے کیونکہ اونسب کا عقیدہ آپکے عقیدہ کے خلاف ہے -
(۵) شاید یہی سبب ہو کہ اکثر علمای اہلسنت بخاری کو خارجی وناصبی کا خطاب دیتے ہین -
چنانچہ علامہ وحید ذو التسبیلین اپنی کتاب شرح اسماء النبی مین لکہتے ہین قال ذو التسبیلین رحمہ
اللہ اورده البخاری ناقصا مبترا کما تری وھی من عادتہ فی ایراد الاحادیث التی
من ھذا القبیل وما ذاک الا لسوء رائہ فی التنکب عن ھذا السبیل -
پہر لکہتے ہین مبدلا نہا اوسردہ مسلم لانہ اوسردہ بکمالہ وقطعہ البخاری
واسقط منہ علی عادتہ کما تری وھو مما عیب علیہ فی تصنیفہ علی
مالجری - ولاسیما اسقاطہ لذکر علی رضی اللہ عنہ -
یعنی بخاری نے اس حدیث کو (جو درباره خمس مین ہے) ناقص اور کاٹ چہانٹ
کر روایت کیا جیسا کہ تو دیکہتا ہے اور یہ عادت اونکی ہے ایسی حدیثونکے وارد کرنے
مین - اور یہ نہین ہے مگر بسبب انکی اس بری رائے کے جو انحراف مین اس راہ سے
[illegible] -

یہ قول خود ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں نقل کیا اور دوسرے اہلسنت جنکی دو قسم ہے۔
ایک وہ جو اونکو اولیا اور انبیاء جانتے ہیں دوسرے جو بقول ابن تیمیہ اونکو
سلطان خلیفہ مانتے ہیں جسمین خود ابن تیمیہ بھی داخل ہے۔

صاحبزادہ صاحب کا یہ قول ‹‹الناس اور قوم›› کے معنی اہلسنت کیونکر سمجھ لیا
گیا یہ محض زبردستی اور تعصب و عناد ہے سخت حیرت افزا ہے کیونکہ جب خود انکے
مقبولات ان کا فرو زندیق سے مراد شیعہ ہیں جو یزید کو کافر و فاسق کہتے ہیں تو
اونکے بعد واقوام یعتقدون سے کون کہہ سکتا ہے کہ شیعوں کا مقابل فرقہ
اہلسنت نہیں مراد ہے کیونکہ یزید سے بحث کرنیوالے سنی ہیں شیعہ ہیں نہ یہود و
نصاریٰ۔

پھر ابن تیمیہ کا یہ قول کہ لوگ اولیاء اللہ سے یا صحابہ سے یا اکابر صحابہ سے سمجھتے
ہیں۔ صریح دلیل اسکی ہے کہ مراد اس سے اہلسنت ہیں کیونکہ صحابہ و اولیاء اللہ۔
کے ماننے والے اہلسنت ہیں نہ شیعہ جنپر علم الزام قائم ہے کہ وہ صحابہ کو نہیں مانتے
پھر ابن تیمیہ کا شیخ حسین بن عدی سے توقف اولیا کا روایت کرنا اور بہت سے
امور کا زیادہ کرنا اور پھر شیخ عدی کا اوس سے بری کرنا صریح دلیل اسکی ہے کہ مراد
اس سے اہلسنت ہیں۔

مضمون ‹‹ثبوت یزید دوبارہ›› میں جو عبارت منہاج السنۃ ابن تیمیہ سے
نقل کی گئی وہ تو اس سے بھی زیادہ صریح ہے اسپر بھی اگر صاحبزادہ صاحب تعصب
وعناد کا الزام دین تو اونکی عنایت۔

(۲) تعجب ہے کہ آپنے اہلحدیث میں اسکا جواب تو دیکھا مگر اصلاح ‹‹جلد ۱ صفحہ ۱۹
میں ‹‹ٹھیکیدار ان یزید›› کا مضمون نہ ملاحظہ کیا جسمین اونکی تقریر کا تار و پود علیحدہ
کیا گیا اور پھر اوسکا جواب آجتک نہو سکا پھر یہ کہنا جسکا جواب اہلحدیث نے دیدیا ہو
میں نہیں کہہ سکتا کہاں تک درست ہے۔

(۳) الزام تو اوسوقت غلط ہوتا کہ آپ ان عبارتوں کو کتاب [illegible] لیتے [illegible]

والضلالہ اجمعین (شرح عقائد نسفی المطبوعہ النفتازانی) آج بھی اگر کسیکی آنکھ پر حق شناسی کا پردہ پڑا ہے اور تعصب و خروج کی باتوں سے دست بردار نہو تو حق پسند و نکے پاس اسکا کیا جواب ہے سوا اسکے کہ یہکر چپ ہو رہیں ؎

جسکا جی چاہے ہو یزید کے ساتھ — ہم ہیں اور دامن جناب حسین

والسلام علی من اتبع الہدی۔ — راقم خاکسار حسن پھلواروی۔

اصلاح یہ مضمون نہایت قابل قدر ہے نہ اسوجہ سے کہ اہلسنت کے ایک عالم کی تحریر ہے جسنے بلا رو و رعایت یزید پر لعنت کی جس سے النجم و اہلحدیث کے دل پر سانپ لوٹ گیا ہوگا بلکہ مولوی صاحب نے ایک ایسی تحقیق کی ہے جس سے بخاری صاحب کی خارجیت نہایت بدیہی طور پر نمایاں ہوئی۔

(۱) مگر افسوس کہ اپنے فرقہ اہلسنت کو نبوت یزید کے قائل ہونے سے بچانے کے لئے اصلاح پر یہ الزام لگایا کہ اس افترا کا موجد اصلاح ہے نہ ابن تیمیہ۔ حالانکہ اصلاح جلد ۱ میں صریحی عبارت ابن تیمیہ کی لکھدی گئی تھی واقوام یعتقدون انہ کان اماما عادلا ھادیا مھدیا وانہ کان من الصحابۃ او اکابر الصحابۃ وانہ کان من اولیاء اللہ تع وربما اعتقد بعضھم انہ کان من الانبیاء وانہ کان من اولیاء اللہ ویقولون من وقف فی یزید وقفہ اللہ علی نار جھنم ویروون عن الشیخ حسن بن عدی انہ کان کذا وکذا اولیاء وقفوا علی النار لقولھم فی یزید ص ۱۵۱ (بہت سی قومیں معتقد ہیں اسکے امام عادل ہادی مہدی ہونیکے اور یہ کہ وہ صحابہ یا اکابر صحابہ سے ہے اور یہ کہ وہ اولیاء اللہ تعالی سے تھا اور بعض نے تو ... انبیاء سے تھا اور شیخ حسن بن عدی سے روایت کرتے ہیں کہ ... اولیاء ... پر توقف کیا گیا بوجہ انکے قول کے دربارہ یزید۔

ہم نہیں سمجھتے کہ اس عبارت کو دیکھکر کون شخص کہہ سکتا ہے کہ ابن تیمیہ نے یہ اعتقاد غیر اہلسنت سے بیان کیا ہے۔ کیونکہ یزید سے بحث کرنیوالے دو ہی فرقہ ہیں ایک شیعہ

یزید ابن معاویہ ہرگز حکم مغفوریت میں داخل ہو سکتا نہیں بلکہ وہ خبیث شقی ازلی ہے
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبری مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد ثانی میں
فرماتے ہیں (۱) اخرج احمد والبزار بسند صحیح عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذوا باللہ من راس ستین و
من امارۃ الصبیان۔ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لوگو! ساٹھ سے
اور لونڈوں کی امارت سے خدا کی پناہ مانگو"۔ تمام علمی دنیا بلا اختلاف اسبات کا اقرار
کرچکی کہ ستہ ہجری یزید کی امارت و تسلط کا زمانہ ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا کیونکہ اسکے تسلط و امارت کے وقت اور ستہ ہجری میں یا اسکے
متصل جو جو قیامت انگیز واقعات ظہور میں آئے اور اسلام کی جو جو خرابیاں اور ہتک
و بیحرمتی واقع ہوئی اُس سے ہر مومن کا دل کانپتا اور ایمان لرزتا ہے۔

(۲) اخرج ابن ابی شیبہ وابو یعلی والبیہقی عن ابی ذر سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ قال
البیہقی ایشبہ ان یکون ھو یزید بن معاویہ۔ حضور نے فرمایا اول شخص جو
میری روش بدل دیگا وہ بنی امیہ میں کا ہوگا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں غالباً وہ شخص یزید
بن معاویہ ہے۔ غور کرو امام بیہقی رح جیسے مشہور جلیل القدر محدث بھی یزید کو ایسا خبیث
و بے دین خیال فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مصداق اُسی کو ٹھہراتے ہیں۔ یہ ہے مشتے نمونہ
از خروارے یزید کی خباثت کا۔ یہ حدیث اور اسی قسم کی اور روایتیں کنز العمال
وغیرہ میں [illegible] ہیں اور علامہ ابن حجر مکی رح نے صواعق محرقہ میں اور مولانا حیدر علی
(امام المتکلمین) نے ازالۃ العین فی شہادۃ الحسین میں اور علامہ جلال الدین سیوطی
نے تاریخ الخلفا میں نقل کیا ہے۔ اگرچہ ان روایتوں میں سے بعض بسند صحیح مروی
ہیں اور اکثر ضعاف ہیں مگر تمام طرق اور ان تمام روایات کو جمع کرکے یزید کے افعال و
واقعات پر غور کرنے سے وہ نتیجہ نکلتا ہے جسکا علمائے محققین اہلسنت والجماعت نے فیصلہ
کر دیا ہے کہ نحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ

اُسکو وہاں لیا تو (بجبر و اکراہ) وہاں گیا۔ ایسی صورت میں وہ کس طرح مبشرین بالمغفرۃ میں داخل ہوکر مغفور ہو سکتا ہے اور اول جیش میں کیونکر اسکا شمول ہوگا۔ کیونکہ اول جیش تو وہ تھا جسکے سپہ سالار سفیان تھے۔ علاوہ ازیں حدیث صحیح و صریح وقول صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے الاعمال بالنیات (اعمال کا ثمرہ نیتوں پر موقوف ہے جیسی نیت ویسا پھل ہوگا) اور ارشاد ہوا انما لکل امرء ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الی الدنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ (متفق علیہ) پس ان حدیثوں کی رو سے یزید کسی صورت سے ہرگز مغفورین و مبشرین بالغفران کی جماعت میں داخل و شامل نہیں ہو سکتا۔

اب ایک بات اور یہاں غور کرنیکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ قیصر فرمایا قسطنطنیہ کا لفظ ارشاد نہیں ہوا ممکن بلکہ قرینہ غالب ہے کہ اس سے مراد شہر حمص ہو اسلئے کہ شام میں قیصر کا دارالسلطنت وہی تھا چنانچہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک بھی اُسکو جو ایلیا میں ملا تھا اسکے بعد وہ حمص میں مقیم ہوا اور وہیں اسکی فوج اور علماء روم بھی رہتے تھے جیساکہ صحیح بخاری سے خود یہ ظاہر ہے اور یہ شہر حمص و ایلیاء وغیرہ سلکہ میں بزمانہ خلافت شیخینؓ فتح ہوا تھا جسمیں صحابہؓ کی جانبازیاں مشہور و معروف ہیں۔ اُسوقت میاں یزید صاحب نے رحم مادر سے دنیا میں قدم نہیں رکھا تھا بلکہ بقول مشہور عوام پشت کژدم میں اپنا زہر سمیٹے ہوئے بیٹھے تھے پھر کہاں کا غزوہ اور کس کی مغفرت۔ یہ سب اُن کے پاسداروں کی من گھڑت ہیں حضرت شیخ الاسلام شرح فارسی صحیح بخاری میں فرماتے ہیں "وبعضی تجویز کنند کہ مراد بمدینہ قیصر مدینہ باشد کہ قیصر دران جا بود روزیکہ فرمود این حدیث را آنحضرتؐ و آن حمص است کہ دران وقت دار المملکت او بود" (حاشیہ تیسیر القاری جلد ۴ صفحہ ۲۶۹) پس اب یزید کے طرفداروں اور پاسداروں کی جملہ کوششیں بیکار ٹھہریں۔ اور انکو بجز حسرت و ندامت کچھ بھی حاصل نہوگا۔ اب ناظرین مجھسے چند جملے تو امت کے پیشوا و بزرگ یزید پلید علیہ ما یستحقہ کی منقبت و فضائل کے سن لیں جنکو سنکر اہل انصاف خود بول اٹھینگے کہ بیشک

اذا انطأت على الأخاطر فقضا بدير مّران عندی ام كلثوم
وهی ام آمنة بنت عبد الله ابن عامر فخلف ليلحق بهم فسار فی جمع كثير
جمعهم اليه معاوية فيهم ابن عباس و ابن عامر و ابن الزبير و ابو
ايوب الانصاری الخ

حاصل یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۵۰ھ میں ایک فوج کثیر ملک روم کیطرف بہ افسری سفیان بن عوف روانہ کیا (کامل کا لفظ وجعل علیہم سفیان) ہے اور اپنے بیٹے یزید کو بھی فوج کے ساتھ جانے کو کہا (کامل میں ندب کی بجائے امر ہے) یزید کو یہ بار معلوم ہوا (کامل میں ہے اثقل یعنے حیلہ وحوالہ سے نکل بھاگا) امیر معاویہ نے بھی چھوڑ دیا - اور زیادہ اصرار نہ کیا (کامل میں ہے فامسک عنہ) پھر جب فوج کی پریشان حالی کی خبر مشہور ہوئی اور امیر معاویہ کو معلوم ہوا کہ یزید نے اس بارے میں چند شعر بھی لکھے ہیں تو امیر معاویہ نے ایسی قسم کھائی کہ ضرور یزید کو وہان جاکر ان لوگون سے ملنا ہوگا (کامل کی عبارت اس مقام پر یون ہے فبلغ معاوية شعره فاقسم عليه ليلحق بسفيان فی ارض الروم ليصيبه ما اصاب الناس) تب یزید اس جمع کثیر کے ساتھ جو امیر معاویہ نے مجتمع کر دی تھا روانہ ہوا۔ اس جمعیت میں حضرت ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و ابن الزبیرؓ و ابو ایوب انصاریؓ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالی عنہم بھی تھے (ابن خلدون کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام یزید کے ساتھ تشریف لیگئے تھے مگر ہمارے علامہ عینی رحمہ نے اسکی بھی تردید فرمائی ہے کہ غالبًا یہ سادات صحابہ اصل لشکر میں سفیان کے ساتھ ہونگے نہ یزید پلید کے ساتھ کیونکہ وہ نالائق اسکا اہل نہ تھا کہ یہ جلیل القدر اصحاب اسکے ماتحت ہوں انکی اصل عبارت یہ ہے قلت الاظهر ان هؤلاء السادات من الصحابة كانوا مع سفيان هذا ولم يكونوا مع يزيد ابن معاوية لانه لم يكن اهلا ان يكون هؤلاء السادات فی خدمته (عینی جلد ۷ ص ۳۲۹)

اب ذرا انصاف شرط ہے یزید تو اس اصل لشکر کا امیر جیش تھا نہ افسر سپہ سالار بلکہ وہ تو اس اول جیش میں شریک بھی نہ ہوا پھر دوسری مرتبہ امیر معاویہ نے زبردستی قسمیں دیکر

مغفور ہے اسمین نہ توکہین یزید کا ذکر ہے نہ اور کسیکا نام ہے۔

اب یہ امر کہ اُن غازیون کا سپہ سالار اور اُس فوج کا افسر اور اُس لشکر کا امیر جیش فی الواقع یزید بن معویہ تھا یا نہین اور اُن غازیون مین یزید بہی تہا یا نہین تو اسکی تحقیق کتب تواریخ وسیر سے کرنا چاہیئے۔ مگر جب ہم تواریخ معتبرہ مشہورہ پر نظر کرتے ہین تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک افترا اور یزیدیون کی بنائی ہوئی بات ہے کہ یزید اوس فوج کا امیر جیش تہا۔ تاریخ کی کتابین اس واقعہ کو جہٹلا رہی ہین۔ بلکہ امیر وافسر اُس لشکر کے سفیان بن عوف تھے یزید تو اپنے باپ کی فہمایش پر بہی وہان جانے پر اور غازیون مین شریک ہونے پر مستعد اور راضی نہ ہوا۔ بلکہ اپنے عیش و آرام مین ڈٹا رہا۔ اور فوج روانہ ہوگئی۔ جب یہان رسد کے گہٹ جانے کی خبر پہونچی اور یہ کہ فوج بھوک سے پریشان ہے اور وبا اور امراض مین الگ مبتلا ہے تو یزید نے اپنے عیش کے نشہ مین چور ہو کر چند شعر کہے جسمین فوج کی پریشانی کا ذکر کرکے اپنی اس سے بے پروائی ظاہر کرنیکے ساتھ اپنے مزے اور عیش کے نشے اور اپنی محبوبہ بیوی (ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر) سے ہم بغل ہونیکا ذکر کیا۔ صاحبزادے کے یہ اشعار اور فوج کی پریشانی کی خبر جب پدر بزرگوار (امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ) نے سنی تو زبردستی قسمین دیکر صاحبزادے کو ایک جمعیت کے ساتھ روانہ کیا کہ سفیان سے جاملے۔ اور اسطرح صاحبزادے صاحب کا قسطنطینہ تک تشریف لیجانا ثابت ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد سوم ذکر غزوہ قسطنطینہ صفحہ ۲۳۱۔ اور ایسا ہی طبری وغیرہ تواریخ مشہورہ مین موجود ہے۔ حتی کہ علامۂ ابن خلدون بھی باوجود ہوا خواہی بنی امیہ وحب امویت کے اس واقعہ کو چھپا نہ سکے اور صاف صاف اپنی تاریخ ابن خلدون مطبوعہ مصر کے جزو ثالث صفحہ ۹ مین اس قصے کو یون تحریر فرماتے ہین۔

ثم بعث معاویۃ سنۃ خمسین جیشا کثیفا الی بلاد الروم مع سفیان ابن عوف وندب یزید ابنہ معھم فتثاقل فترکہ ثم بلغ الناس ان الغزاۃ اصابھم جوع ومرض وبلغ معاویۃ ان یزید انشد یقول ؎

مالی ابالی بما لاقت جموعھم بالفدفد البید من حمی ومن شوم

خلاصہ یہ ہے کہ اس عموم حکم حدیث مین یزید کا داخل ہونا اسکو مستلزم نہین ہے کہ وہ کسی دلیل
خاص سے بھی اس حکم سے خارج نہ ہو کیونکہ بہ اتفاق اہل علم مغفوریت مشروط ہے اس امر کیساتھ
کہ اسمین صلاحیت واہلیت بھی مغفور ہونیکی موجود ہو حتی کہ بالفرض اگر اُن غازیون مین سے
کوئی بعد اُسکے مرتد ہو جائے تو وہ بہ اتفاق اُس عموم حکم مین داخل نہ ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ مغفو
اسکے لئے ہوگی جسمین شرط مغفوریت پائی جائے مطلب یہ کہ جب یہ معلوم ہوگیا تو اب اس حدیث
کے روسے یزید کا مغفور ہونا لازم نہین آسکتا۔ کیونکہ وہ مغفرت کا اہل ہی نہ تھا اور اسمین شرط
مغفوریت وصلاحیت مغفرت ہی موجود نہین۔ پس وہ اس عموم حکم سے خاص اور اس سے
خارج ہے۔ اور اسکا اس حکم سے خارج ہونا اور اسمین داخل نہ ہونا بدلائل کثیرہ ثابت
وواضح ہے۔ منجملہ اُسکے قتل حسینؓ ہے جسکی تصریح بھی قسطلانی رح نے مہلب کی تردید کے بعد
باین عبارت کر دی ہے وقد اطلق بعضهم فيما نقله المولى سعد الدين اللعن
على يزيد لما انه كفر حين امر بقتل الحسين واتفقوا على جواز اللعن على
من قتله او امر به او اجازه او رضى به والحق ان رضا يزيد بقتل الحسين
واستبشاره بذلك واهانة اهل البيت النبى صلى الله تعالى عليه
واله وسلم مما تواتر معناه وان كان تفاصيلها احادا الخ (قسطلانی شرح
دیکھئے علامہ تفتازانی رح بعض محققین سے نقل فرماتے ہین کہ یزید اسیوقت کافر ہوگیا جبکہ
اُس نے قتل حسین علیہ السلام کا حکم کیا۔
پھر علامہ فرماتے ہین حق یہ ہے کہ یزید کا قتل حسین علیہ السلام سے راضی ہونا مسرور وخوش
ہونا اور اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنا یہ تواتر معنوی ثابت ہے۔ اگرچہ تفاصیل
اُسکی احاد سے ملی ہین۔ پس اہل انصاف کے نزدیک دیگر دلائل سے قطع نظر کرکے یہی ایک
دلیل یزید کے اُس حکم (مغفرت) سے خارج ہونیکے لئے برہان قاطع ہے۔ اب مین ان جوابون
اور تردیدونکے علاوہ خاص طور سے ایک اور بات عرض کرتا ہون ناظرین غور سے سنین اور
انصاف فرمائین۔
حدیث شریف کا مضمون تو صرف اسقدر ہے کہ اول لشکر جو قسطنطنیہ پے جہاد کریگا وہ

جیش ہی حضرت یزید بن معاویہ تھے سب سے پہلا شخص جس نے اس حدیث سے بزرگی و
منقبت یزید پر (۲) استدلال کیا وہ مہلب ہے یہ میاں مہلب وہ ذات بزرگ ہیں جو امیر معاویہ کے
وقت سے لیکر عبدالملک کے وقت تک عراق وغیرہ کی گورنری و دیگر عہدوں پر ممتاز رہے اور حجاج
کے خاص لوگوں میں تھے پھر اس شخص کو جب لعونت اور ہوا خواہی و محبت یزید کا کیا پوچھنا ہے
لہذا اسکو یزید کی منقبت و مغفرت ثابت کرنا ضروری تھا مگر افسوس (۳) ہے کہ اسکی تبعیت ابن تیمیہ نے
بھی کی اور سونے پر سہاگہ یہ کیا کہ فرماتے ہیں ویقال ان یزید انما غزا القسطنطینیۃ
لاجل ھذا الحدیث (دیکھو منہاج السنۃ جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ مصر) یعنی کہا جاتا ہے کہ
یزید نے قسطنطنیہ کا جہاد محض اسی حدیث کیوجہ سے اور مغفورین میں شامل ہونیکی غرض سے کیا۔)
مگر الحمد للہ کہ ہمارے علمائے محدثین و حضرات محققین رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین نے پہلے ہی اسکا
جواب دیدیا اور مہلب کے استدلال کا ابطال کردیا ہے۔ اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رح
و علامہ حافظ عینی رح محدث حنفی رح و علامہ قسطلانی رح و حضرت شیخ الاسلام دہلوی وغیرہم نے
شروح بخاری فتح الباری۔ و عمدۃ القاری و ارشاد الساری و شرح فارسی بخاری وغیرہما
میں اس حدیث کی شرح میں مہلب کا قول اور ابن التین اور ابن المنیر کی تردید انکو
نقل کیا اور خود بھی اسکی تردیدیں کیں اور جوابات دیئے ہیں وھو ان لا یلزم من
دخوله في ذلك العموم ان لا يخرج بدليل خاص اذ لا يختلف اهل العلم ان
قوله صلى الله عليه وسلم مغفور لهم مشروط بان يكون من اهل المغفرة
حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقا
فدل على ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم (فتح الباری) جلد ۱۱
صفحہ ۹۲ و قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۱۰۴ و عینی جلد ۷ صفحہ ۲۴۹ [سلہ]

سلہ ہمارے علامہ عینی محدث حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے مہلب صاحب کی تردید کرتے ہوئے جوش میں آکر اتنا اور فرمایا ہے کہ و
ای منقبۃ کانت لیزید وحالہ مشہور یعنی یزید کی کونسی منقبت ہو سکتی ہے جبکہ اسکا حال (فسق
فجور، ظلم و ستم و اہانت اہلبیت و قتل سید الشہداء علیہ السلام و استحلال مدینہ و بے حرمتی حرمین شریفین
وغیرہ وغیرہ) مشہور اور تمام جہان پر روشن ہے۔ ۱۲ منہ

کہتا ہوں کہ دراصل اہلسنت پر یہ افترا ابن تیمیہ کیطرف سے ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ پرچہ اصلاح کے
جانب سے ہے۔ ابن تیمیہ تو عام طور پر یہ لکھتے ہین کہ ''لوگون کا یزید کے بارہ مین مختلف خیال ہے
ایک قوم اُسکو بزرگ حتیٰ کہ بعض جہال نبی خیال کرتے ہین''۔ اس سے اہلسنت یا انکے کسی گروہ
کا یہ قول کیونکر معلوم ہوا۔ الناس اور قوم کے معنی اہلسنت کیونکر سمجھ لیا گیا یہ محض
زبردستی اور تعصب وعناد ہے۔

(۳) غرض یہ الزام تو ابن تیمیہ پر بالکل غلط ہے ہان اسمین شبہہ نہین اور اسقدر
مین بھی کہون گا کہ وہ یزید کی ہواخواہی اور پاسداری کا پہلو ضرور رکھتے ہین۔ یہانتک
کہ وہ اُس (یزید شقی) کو مغفور بر زبان پیغمبر علیہ السلام بھی ضرور ثابت کرنا چاہتے ہین۔

(۴) قبل اسکے کہ مین اپنے اس اصلی بحث کا سلسلہ شروع کرون یہ عرض کئے دیتا ہون
کہ یہ علامہ ابن تیمیہ عفر اللہ لہ کا ذاتی خیال فاسد ہے اور عامہ اہلسنت بلکہ عامہ اہل اسلام
کو اس سے کوئی سروکار نہین۔ اہل سنت والجماعۃ تو یزید کو ملعون وشقی ازلی سمجھتے ہین
اور جو شخص اسکی ہواخواہی اور پاسداری کیطرف مائل ہوا اُسے یون کہتے ہین ؎

بروز حشر شود ہمچو صبح معلومت ۔ کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

لیکن نہایت افسوس سے مجھے یہ بھی عرض کرنا پڑتا ہے کہ بعض حضرات غیر مقلدین۔
(اہلحدیث) آج بھی اپنے مقتدا وپیشوا علامہ ابن تیمیہ کی اندھی تقلید کرکے اُنکے ہمخیال نظر
آتے ہین۔ افسوس۔

(۵) حضرات جس بنا پر یزید کے مغفور ہونیکا گمان کیا گیا ہے۔ اور جس دلیل سے اس
مدعائے غلط کو ثابت کیا جاتا ہے وہ **صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے** جو جلد اول
کتاب الجہاد باب ماقیل فی قتال الروم صفحہ (۴۱۰) مطبوعہ دہلی مین اسطرح مروی ہے
قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر
مغفور لهم۔ کہ ''فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اول جیش (پہلا لشکر) میری
امت کا جو قسطنطنیہ پر چڑہائی اور جہاد کریگا وہ مغفور ہے''۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث یزید کے
مغفور ہونے کی دلیل وثبوت ہے کیونکہ اول لشکر جسنے قسطنطنیہ پر چڑہائی کی اُس لشکر کا امیر

کہ رسول اللہ نے اونکی اطاعت کا حکم دیا۔ اونکے بعد اون صحابہ و تابعین کی تہذیب سے توقیر و تعظیم کرتے ہین جنکی تعظیم کا رسول اللہ نے حکم دیا۔ اور بحکم رسول اونپر لعنت کرتے ہین جو باعث ایذاے اہلبیت طاہرین ہوئے اور دین اسلام کو اونہون نے مردہ اور بے روح کر دیا۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔ (اڈیٹر)

حضرت یزید پلید علیہ ما یستحقہ

شاید اس عنوان کو دیکھکر ناظرین متعجب ہون کہ یزید کے نام پر حضرت بھی لکھا گیا ہے۔ پھر اُسکے ساتھ پلید بھی۔ مگر واضح ہو کہ پلید تو مین نے اُس خبیث کو اپنے عقیدہ حقہ کے بموجب لکھا ہی کیونکہ میرے نزدیک اور نہ صرف میرے نزدیک بلکہ جملہ علمائے محققین و اکابر دین کے نزدیک یزید کا مرتبہ پلید سے بھی عزیز ہے بلکہ وہ خبیث و شقی مردود و مرتد ہے۔ لیکن حضرت کا لفظ اسلئے لکھا گیا کہ وہ میرزا حیرت یا اُنکے ہمخیال لوگون (بعض وہابیہ) کے حضرت ہین (جیسا کہ کرزن گزٹ کے بعض پرچون مین ''رضی اللہ عنہ و امیر المومنین حضرت یزید علیہ الرحمۃ'' وغیرہ لکھا گیا ہے) لہذا مین اونکی بھی دلشکنی کرنی نہین چاہتا۔ الا بطور اظہار حق جو کچھ زبان و قلم سے نکلے۔

مین اسوقت یزید کے افعال و اقوال کا کوئی ذکر کرنا نہین چاہتا اور نہ جناب حیرت یا حیرتیون سے اُنکے حضرت کے بارہ مین کوئی مخاطب کرنا چاہتا ہون۔ بلکہ مین اسوقت صحیح بخاری کی ایک روایت اور یزید کی مغفوریت پر ایک دلچسپ بحث کرونگا امید ہے کہ ناظرین غور و انصاف سے اس مضمون کو پڑھینگے۔

(۱) اصلاح (شیعی پرچہ) نے عرصہ ہوا ''ہبوت یزید'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جسمین علامہ ابن تیمیہ کی بعض عبارتین پیش کرکے اہلسنت پر یہ الزام لگایا تھا کہ عیاذا باللہ انکا ایک فرقہ ہبوت یزید کا قائل ہوا ہے۔ جسکا جواب اہلحدیث نے دیدیا تھا۔ اب اصلاح جلد ۱۲ نمبر ۸ مین پھر ایک مضمون ''ہبوت یزید دوبارہ'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ الحمد للہ انکو خود اقرار کرنا پڑا کہ اہلسنت والجماعت یا اہلسنت کے کسی گروہ یا فرد واحد کیطرف بھی اس عقیدہ فاسدہ کی نسبت کرنا محض افترا و بہتان ہے کا موجد آپ علامہ ابن تیمیہ کو بناتے ہین۔ لیکن مین

ہے لیکن اس اقرار کے ساتھ اہلسنت پر اس افترا پردازی

آمادہ پیکار ہیں پھر کیونکر کہا جائے آپ لوگ مسلمان ہیں۔

کیا صحابہ رسول میں یہی تین آدمی تھے کیا اور کوئی صحابی رسول نہ تھا کیا اپنے اور بھی کسی صحابی کی طرفداری کی ہے۔ حضرت سلمان فارسی نے کیا قصور کیا حضرت ابو ذر کی کیا خطا تھی جنکو عثمان صاحب نے اسطرح ایذا دی اور آپکو اونکی ہمدردی کا جوش نہ آیا۔ کیا حضرت عمار صحابی نہ تھے جنکی قدر و منزلت کرتے چہ جائیکہ آپ عثمان کو اون کے قتل میں بیقصور ثابت کر رہے ہیں۔ کیا حضرت مقداد صحابی نہ تھے۔ کیا حضرت عمرو بن الحمق صحابی نہ تھے جو قتل عثمان میں شریک نہ تھے۔ کیا مالک اشتر صحابی نہ تھے جنکو معاویہ نے زہر دیکر شہید کرایا۔ کیا ابو الطفیل عامر بن واثلہ صحابی نہ تھے جو لشکر مختار کے علمدار تھے۔

اگر آپکو صحابہ ہی کی طرفداری اور حمایت منظور ہے تو ان بزرگ اور مقدس صحابہ پر بھی تو نظر عاطفت مبذول فرمائیے۔ مگر آپکو تو نہ خدا سے غرض ہے نہ رسول سے مطلب نہ صحابہ سے سروکار صرف خلفاء سے غرض ہے کہ ابوبکر عمر عثمان معاویہ یزید کی طرفداری کیجئے جو کمبخت صحابی بھی نہ تھا مگر خلیفہ تھا۔

آپنے عشرہ مبشرہ اون نو آدمیوں کا نام رکھا ہے جو خلافت کے رکن رکین تھے اور انہدام اسلام کے بازو .... یہانتک کہ تمام دنیا کو معلوم ہے یہ لوگ کیسے نیک سرشت اور خیر طلب تھے کہ اسلام کو انلوگوں نے ملکر تباہ و برباد کیا اور آپ اونہیں کی حمایت میں یہ زہر اوگل رہے ہیں حالانکہ آپ کو خوب معلوم ہی انکے اعمال ایسے تھے کہ اگر کوئی مسلمان اوسکا ارادہ کرے تو تمام عالم سے اوسپر نفرین برسے۔

غرض یہ ہے کہ صحابہ کا لفظ ایک دھوکہ ہے نہ آپ صحابہ کو مانتے ہیں نہ اوس شخص کو جسکی صحابیت سے اونکو یہ شرف ملا اور نہ صحابہ کچھ خلفائے ثلثہ ہی میں منحصر نہیں ہیں ہزاروں صحابہ دوسرے بھی ہیں اونکے بھی فضائل و مناقب کا تو اقرار کیجئے۔

شیعہ خدا و رسول کے بعد اونکے اہلبیت طاہرین کو مانتے ہیں وہ بھی اسوجہ سے

جاتے آپکی صحبت مین ملازم رہا۔

خلیفہ دوم کی حالت ایسی بدتر تھی کہ اشاعت اسلام کے مدتون بعد اسلام لائے قبل از اسلام رسول اللہ کے خون کے پیاسے تھے اور بعد اسلام وہ کیا بجز یادگار رہا عالم ہے پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ وہ لوگ حضرت کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہوئے۔

مشکل تو یہی ہے کہ یہ لوگ جو اوصاف و حالات صرف جناب امیرؑ سے متعلق ہین اونکو اپنے سیاہ لی صحابہ نہین بلکہ صرف خلفائے ثلثہ پر منطبق کرکے چاہتے ہین عام مسلمانون کو دھوکھا دین اور اون لوگونکو مسلمان و مومن کہلائین جو علم کھلا منافق تھے اور اسلام کے پردہ مین چھپ کر کامیابی چاہتے اور کامیاب ہوئے۔

کیا آپ کہہ سکتے ہین خلفائے ثلثہ کی معیت رسول اللہ کے ساتھ ابولہب سے بڑھی ہوئی تھی جو آپکا چچا تھا۔ پھر جب حضرت کی صحبت نے اوسمین تاثیر نہ کی اور وہ اسلام نہ لایا تو ان منافقین کی نسبت کیونکر آپ گمان کرسکتے ہین کہ محض فیض صحبت سے یہ لوگ متاثر ہوئے حالانکہ آپ خود یہی قبول اونکے لئے ایمان کی شرط لگاتے ہین۔ اور یہی ہمارے آپکے نزاعی امر ہے کہ وہ مومن تھے یا منافق۔

ہمتو آپکو اوسوقت مسلمان سمجھ سکتے ہین کہ خدا کو آپ عادل مانین۔ مگر سرے سے آپ عدل خداوندی کے منکر ہین۔

ہم تو اوسوقت آپکو مسلمان سمجھ سکتے ہین جب رسول اللہ کو نبی معصوم سمجھے مگر ہائے آپکے خلفا نے تو کبھی حضرت کو نہ نبی سمجھا نہ معصوم اسیوجہ سے حضرت کے حکم کی مخالفت کی گئی خدا کا حکم رد کیا گیا۔

آپلوگ تو صرف ایک دنیا پرست مذہب رکھتے ہین جسکی غرض صرف خلفا پرستی ہے نہ خدا پرستی نہ رسول کی متابعت بلکہ جو تخت خلافت پر بیٹھ گیا اوسیکے آپ طرفدار ہین۔ اوسیکے حمایتی۔ اگر آپنے ان ظالم خلفا و سلاطین سے ایک کی بھی ترک حمایت کی ہوتی تو ہم سمجھتے آپکو کچھ حصہ دینداری کا ملا ہے۔ مگر ہم تو دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف اگر شیخین کے لئے آپ حمایت پر طیار ہین تو دوسری طرف یزید و معاویہ کے لئے آستین چڑھا کے

جنکے نسبت خود فرما گئے خلقت انا و علیؑ من نور واحد - اور لحمک لحمی دمک دمی وغیرہ وغیرہ احادیث -

(۳۳) جو لوگ تمام عمر سفر او رحضر مین رات دن سوتے جاگتے آپکی صحبت مین ملازم رہے اور جو آپکے ساتھہ سے ایک ساعت کیلئے جدا نہوتے تھے - اس فرقہ کا خیال انلوگون کی نسبت یہ ہے کہ وہ آپکے فیض صحبت سے بالکل متاثر نہوئے اور آپکے اخلاق حسنہ اور آپکی صفات جمیلہ کا عکس بالکل انپر نپڑا، بالکل غلط ہے کیونکہ بجز جناب امیرؑ و اہلبیت طاہرین کوئی بھی صحابہ سے ایسا نہ تھا جو تمام عمر سفر او رحضر مین رات دن سوتے جاگتے آپکی صحبت مین ملازم رہا ہو کیونکہ جناب امیرؑ کے جسم روز ولادت پائی اوسی روز سے آپکے کنا عاطفت کی خوشبو پائی تین یا چار سال کے تھے کہ حضرت کی کفالت مین آئے حضرت نے مثل اولاد کے پرورش کی یہانتک کہ رسول اللہ نے آپ ہی کے گود مین انتقال کیا -

پس یہ اوصاف تو صرف حضرت علیؑ ہی مین پائے گئے - بخلاف دیگر خلفائے جنمین ابوبکر صاحب نے چالیس برس کی یقینی بت پرستی کے بعد پچاس مسلمانون کے اسلام لانے پر اسلام ظاہری قبول کیا تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ وہ تمام عمر حضرت کے ساتھ رہے - بعد قبول اسلام بھی مکہ مین تو تاحیات حضرت ابو طالبؑ اونکو اسکی جرات نہوئی کہ حضرت کے پاس کچھ دیر تک بیٹھ سکین - کیونکہ حضرت کے پاس صرف اشراف قریش بیٹھتے تھے - نہ وہ اوس دعوت مین شریک ہوسکے جسمین حضرت نے بنی عبد المطلبؑ کی دعوت کی - نہ حضرت کے ساتھ اوس حالت مین رہے جو محاصرہ شعب ابو طالب کا زمانہ کہلاتا ہے کہ حضرت کو تین برس تک یہ مصیبت اوٹھانی پڑی - بعد وفات حضرت ابوطالب و رحلت حضرت خدیجہ انھون نے اپنی بیٹی عائشہ کو حضرت کی زوجیت مین دیکر آمد و رفت کا ایک معقول ذریعہ پیدا کرنا چاہا جسکے بعد ہجرت کا وقت آیا اور یہ کسی طرح ہو حضرت کے ساتھ گئے مدینہ منورہ پہونچکر دو فرسخ کے فاصلہ پر ابوبکر صاحب کا قیام رہا جو کسیوقت آجاتے یہانتک کہ نہ حضرت کے انتقال کے وقت پاس رہے - بلکہ بعد کو بلائے گئے نہ دفن کفن نماز جنازہ مین شریک رہے پھر ایسے شخص کی نسبت کون کہہ سکتا ہے کہ وہ تمام عمر سفر حضر دن رات ساتھ رہے

یہان فرق ہے تو اسقدر کہ آپنے مدرس کو صرف دو سو طالب علم کا معلم مانا ہے اور ایک طالب علم کامیاب۔ اور یہان آپ رسول اللہؐ کو ہزارون ہزار صحابہ کا معلم بھی کہتے ہین اور کامیاب صرف ایک شخص کو بتاتے ہین ابن مسعود جو حضرت ابو حنیفہ کے معلم اعلی تھے اب آپ ہی انصافاً کہئے کسکا الزام زیادہ قابل الزام ہے۔

اور سیر طرہ یہ کہ جن ابن مسعود کی یہ تعریف کی گئی ہے وہ ایسے کامیاب طالب علم ثابت ہوئے کہ خلیفہ ثالث نے اونکو اس قابل بھی نہ سمجھا کہ شریک جمع قرآن کئے جائین۔ بلکہ اونسے قرآن چھینا گیا اور جلایا گیا۔ اور اصرار و انکار کیوجہ سے اسقدر ضرب شدید پہونچائی گئی کہ اس صدمہ سے اونہون نے انتقال کیا۔ پھر بتائے حضرت کی تعلیم کیسی کامل تھی کہ ہزارون ہزار صحابہ مین جو ایک شخص کامیاب تعلیم یافتہ نکلا۔ وہ ایسا تھا کہ آپکے خلیفہ برحق حضرت عثمان کے نزدیک اسی علمی قابلیت کی وجہ سے وہ ناقابل و گردن زدنی قرار پایا۔

تو اب آپ ہی فرمائیے کہ منکر رسالت و منکر اثر صحبت آپ ہوئے یا ہم جو اسکے قائل ہین رسول اللہ کی تعلیم نے لاکھون آدمیون کو مسلمان کیا حضرت نے بغرض تکمیل تعلیم اپنے خلیفہ و جانشین جناب امیر المومنینؑ کو مقرر کیا جنکے خلافت سے بغرض دنیا اکثرون نے سرکشی کی اور چند مخصوص صحابہ آپکے ہمراہ رہگئے

اڈیٹر صاحب نے اگرچہ کسیکی تحریر نہین لکھی نہ کسی شخص خاص کا قول۔ مگر تاہم بہت سا افترا کیا ہے لہذا بعض بعض فقرات پر خاص طور سے اشارہ کیا جاتا ہے کہ یہ دروغ ہے۔ زیر ہندسہ اڈیٹر صاحب کی عبارت ہے

(۱) مگر ایک فرقہ جو [illegible] بدیہیات کا عادی ہے،، اگر یہ جملہ شیعون کے نسبت ہے تو یقینا غلط اور اگر سنیون کی طرف اشارہ ہے تو وہ جانین۔ کیونکہ عین عقیدہ اشاعرہ ہے

(۲) یہ فرقہ آنحضرت کی صحبت کو بالکل اثر سے خالی سمجھتا ہے،، شیعون کے نسبت محض غلط اور سنیون کی نسبت صحیح کیونکہ یہ لوگ اونکو ترجیح دیتے ہین جو کبھی کبھی آکر پاس بطمع دنیا بیٹھ جاتے اور اونلوگون سے بالکل چشم پوشی کرتے ہین جو رسول اللہ کی روح گوشت پوست خون تھے

اور علی مرتضی کا علم ٹھہرتا ہے اور تمام مسائل اور احکام کے علم بردار یہی دو لوگ قرار
پاتے ہیں قال مسلم عن مسروق شاممت اصحاب محمد فوجدت علمهم
انتهى الى ستة علي عبد الله عمر زيد ابو الدرداء ابي بن كعب
ثم شاممت فوجدت علمهم انتهى الى علي وعبد الله اعلام الموقعين ابن قيم
مسروق کہتا ہے کہ میں نے تمام صحابہ کا علم ان چھ میں پایا علیؑ۔ عبد اللہ ابن مسعود۔ عمر۔
زید۔ ابو الدرداء۔ ابی بن کعب پھر نظر ثانی سے معلوم ہوا کہ علی ابن مسعود تمام صحابہ
کے علم کے جامع ہیں حضرت علی کی تعلیم کا اور روایت کا بڑا حصہ کوفہ کی قسمت میں آیا
بلکہ شاہ صاحب تو کہتے ہیں کہ اونکی تعلیم کوفہ ہی سے مخصوص ہے اور کوئی نہیں ہوئے
علم علی مرتضی خبردار کوفہ مشہور نشد ازالۃ الخفا۔ اور حضرت علی کی روایتوں میں چونکہ بہت
جعل کیا گیا اسلیئے وہ تمام روایات نامعتبر ٹھہریں اور راستے عبد اللہ بن مسعود کے شاگردوں
نے جو روایات کیں وہ معتبر رکھی گئیں لم یکن یصدق علی علیؑ فی الحدیث علیہ
الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود ازالۃ الخفا۔ علیؑ کی روایات میں وہ
معتبر ہوئیں جو ابن مسعود کے شاگردوں نے کی ہیں "

اس تحریر نے آپکی ثابت کر دیا کہ دو ہی آدمی ایسے تھے جو علم کے سرچشمہ تھے ایک جناب امیرؑ
اور دوسرے ابن مسعود۔ مگر آخر کو جناب امیرؑ کے علم سے بھی اسوجہ سے انکار کر دیا گیا۔
کہ آپکی روایتوں میں بہت جعل ہوا لہذا صرف ایک ہی صحابی ایسے ٹھہرے جو حدیث سے
احکام سمجھتے اور تعارض احادیث کو اوٹھاتے۔ تو اب انصافاً بتائیے شیعوں کا دعوی خود آپکے
آپکے بیان سے ثابت ہوا یا نہیں۔

اور آپنے جو الزام رسول اللہ پر قائم کیا تھا اوسکو آپنے خود قائم کیا یا نہیں کیونکہ آپ خود
لکھ چکے ہیں وہ کوئی استاد کسی مدرسہ میں پڑھاتا ہو دو سو طالب علم اس سے پڑھتے ہوں اور
امتحان لینے پر ان دو سو میں صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہیں تو کیا
وہ استاد الزام سے بری ہو سکتا ہے ہرگز بری نہیں ہو سکتا تمام اہل کین مدرسہ اس استاد
کو الزام دینگے اور اسی کی ناقابلیت پر محمول کرینگے "

اگرچہ آپکی تقریر کا ابطال خود آپکے کلام سے ہو چکا۔ مگر چند فقرات ہم آپ ہی کے
اس اخبار کے اور نقل کرتے ہین جس سے بدیہی طور پر آپکی تکذیب ظاہر ہو کیونکہ آپ
خود اسی اخبار کے صفحہ ۵ سطر ۲ مین لکھتے ہین ” اصطلح سے روایت کرنے والے
صرف چار ہوئے فاروق اعظم۔ ابن مسعود۔ ابن عباس۔ علی مرتضی تا غیر ھولاء
الاربعۃ فکانوا یروون ولا لہ لکن ما کانوا یمیزون الرکن والشرط
من الآداب والسنن ولم یکن لہ قول عند تعارض الاخبار و
تقابل الادلۃ الا قلیلا۔ کابن عمر وعائشہ وزید بن ثابت ازالۃ الخفا
ان چار کے سوا اور صحابہ ایسے نہ تھے جو حدیث سے احکام سمجھتے اور تعارض حدیث
اوٹھاتے اور فیصلہ کرتے۔ ان چارون مین حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت
عمر ہم خیال اور متفق الرائے تھے اور دونون ملکر باہم فیصلہ کیا کرتے تھے “
اب آپ ہی فرمایئے کہ جب ہزارون ہزار صحابہ مین بقول آپکے صرف چار آدمی ایسے
تھے جو حدیثون سے احکام سمجھتے اور تعارض حدیث کو اوٹھاتے اور فیصلہ کرتے تو آپکا وہ
اعتراض رسول اللہ پر عائد ہوا یا نہین جسکو ان لفظون سے لکھا تھا ” کوئی اوستاد
کسی مدرسہ مین پڑہاتا ہو دو سو طالب علم اس سے پڑھتے ہون اور امتحان لینے پر ان
دو سو مین صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہین تو کیا وہ اوستاد
الزام سے بری ہو سکتا ہے ہرگز بری نہین ہو سکتا تمام ارکین مدرسہ اس استاد
کو الزام دینگے اور اسی کی ناقابلیت پر اسکو محمول کرینگے “
کیونکہ آپکے مثال مفروضہ مین منجملہ دو سو طالب علم کے ایک پاس ہوا تھا اور یہان ہزارون
ہزار مین صرف چار۔ تو پھر بتایئے آپ ہی کے قول سے رسول اللہ پر الزام آیا یا نہین
اور کوئی صورت برات آپکے ذہن مین ہے کہ حضرت کو اس الزام سے پاک کرین کہ
ہزارون ہزار صحابہ مین چار آدمی ایسے نکلے جو حدیث سے احکام سمجھ سکتے۔
آگے چلیئے تو معلوم ہو کہ خود آپکی تحریر سے چار صحابہ مین سے دو ہی رہجاتے ہین
بلکہ ایک ہی کیونکہ آپ لکھتے ہین ” اب تمام صحابہ کو علم سرچشمہ اور مرجع عبد اللہ بن مسعود

انجام دے وہ دینی قابلیت بھی اعلیٰ درجہ کی رکھتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ پہلے اون سب سلاطین کے ایمان و اسلام کا اقرار کرنا پڑیگا جنہون نے سلطنت کو اعلیٰ درجہ پر پہونچایا۔ پھر آپکو اسکا بھی اقرار کرنا پڑیگا کہ خلفائے ثلثہ جناب رسالتمآبؐ سے معاذ اللہ افضل تھے جسکا اعتقاد تو باطنی طور پر ضرور رہے اگرچہ زبانی اقرار نہ کرسکین۔ کیونکہ یہ امر یقینی ہے سلطنت اسلام کو جو عروج اور فروغ خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین ہوا۔ ہرگز آنحضرتؐ کے عہد مین نہین ہوا لہذا خلفائے ثلثہ آپسے افضل ہوئے اور ولید بن عبد الملک اونسے افضل ٹھہرے جسکے زمانہ مین باتفاق مورخین ایسے فتوحات ہوئے کہ عہد خلفائے ثلثہ مین بھی نہ ہوئے تھے۔

غرض رسول اللہ اشرف الانبیا سید المرسلین تھے آپکی ہدایت تمام خلق کیلئے مساوی تھی جسطرح معلم کی تعلیم سبکو مساوی ہوتی ہے مگر جسکی خداداد قابلیت زیادہ ہوتی ہے وہی اثر زیادہ قبول کرتا ہے۔ اسیلئے خدا فرماتا ہے انک لاتہدی من احببت تم اوسکو ہدایت نہین کرسکتے جسکو تم چاہتے ہو۔ ہزارہا آیات قرآنی اس مادہ مین موجود ہین کہ کہ ہمارا کام تبلیغ احکام ہے اور ہمارا کام توفیق دینا جسکو خدا نے توفیق دی اوسنے اثر قبول کیا۔ اور دوسرے لوگ محروم ہی رہے۔ اس سے نہ رسول پر الزام آتا ہے نہ خدا پر۔

اب اگر ہم کہین کہ سب صحابہ مومنین خاص تھے تو تکذیب خدا لازم آتی ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ لہذا ماننا پڑا کہ صحابہ دو قسم کے تھے دنیادار و دیندار۔ اور یہ بدیہی بات ہے کہ دنیادار کی تعداد ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت دینداروں کے تو خود آپکے مقبولہ اصول سے تسلیم کرنا پڑا کہ دنیادار صحابہ زیادہ تھے جنہونے کیسے کیسے فتوحات کئے۔ اور چونکہ دنیاداری کو لازم ہے کہ حق و ناحق کی پابندی اوسکو نہین ہوتی لہذا بے عذر آپکو ماننا پڑیگا کہ جس دنیادار صحابہ نے اسطرح جہانداری کی اور فتوحات عظیم کے مالک ہوئے اونہون نے بمناسبت اسکے ظلم بھی اوسیقدر کیا ہوگا جسقدر اونکو کامیابی ہوئی۔

آراستہ جانتے ہین صرف اسوجہ سے کہ دنیاوی اقتدار اونکو نہ حاصل تھا بر سر حکومت نہ تھے اونکی عظمت وجلالت کا کسی طرح اقرار نہین کرتے - اور جو لوگ ایمان سے بے نصیب تھے اور حکومت دنیوی پر فائز تھے اونکی ہر طرح کی عظمت وجلالت کے آپ قائل ہین چنانچہ خود لکھتے ہین "قابلیت تعلیم وتربیت کے حاصل کرنیکی صحابۂ کرام خصوصاً مہاجرین و انصار مین جیسی کچھ تھی وہ ان کے کارنامون سے ظاہر ہے اپنی خلافت کے وقت جیسی جیسے کارنمایان انھون نے کئے اور ایک عظیم الشان سلطنت کے فرائض جس حسن وخوبی کے ساتھ انھون نے ادا کئے اسکو دیکھکر ہر صاحب انصاف اقرار کرتا ہے کہ ان مین اعلی درجہ کی قابلیت اور اول درجہ کی لیاقت موجود تھی یہ سب قابلیت انھون نے کہان حاصل کی تھی انکے باپ دادا مین کہین سلطنت کا نام ونشان بھی تھا یہ سب کمالات انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین حاصل کئے تھے پس کیا یہ کہا جائیگا کہ آنحضرتؐ کی صحبت مین انکو دنیاوی لیاقتین تو اعلی درجہ کی حاصل ہونگیں مگر دینی لیاقت کوئی بھی پیدا نہ ہوئی تمام صحابہ مین سوا دو چار کے کوئی ایسا نہ تھا جسپر حضرت کی صحبت کارگر ہوتی ایک ایسی بات ہے کہ تمام دنیا کی تاریخین اور تمام واقعات قطعیہ اسکی تردید کرتے ہین "

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ اونکی قابلیت جہانبانی اور لیاقت حکمرانی سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ جب دنیاوی لیاقت ایسی تھی تو دینی قابلیت بھی ضرور اعلی درجہ کی ہوگی حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے الدین والدنیا لا یجتمعان دین ودنیا مین ایسی مغائرت ہے کہ کبھی جمع ہی نہین ہوسکتے پھر آپ اونکی دنیاداری سے دینداری کیونکر ثابت کرسکتے ہین -

کیا آپکے پیش نظر تاریخ عالم مین وہ لوگ نہین ہین جنھون نے دنیا تو اسطرح حاصل کیا کہ تمام روے زمین کے مالک ہوگئے اور آخرت مین اونکا یہ حصہ ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے وما لھم فی الآخرۃ من خلاق -

آپکا طریقۂ استدلال بتارہا ہے کہ جو شخص حکومت وسلطنت کے فرائض کو بخوبی

استاد کسی مدرسہ میں پڑھاتا ہو دو سو طالب العلم اس سے پڑھتے ہوں اور امتحان لینے پر ان دو سو میں صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہیں تو کیا وہ استاد الزام سے بری ہو سکتا ہے ہرگز بری نہیں ہو سکتا تمام اراکین مدرسہ اس استاد کو الزام دینگے اور اوسی کی ناقابلیت پر اوسکو محمول کرینگے یا ان اگر دو سو میں بیس پچیس ناکام رہے باقی سب طالب العلم کامیاب ہو جاتے تو البتہ استاد بری الذمہ ہو سکتا تھا۔ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جو ہزاروں ہزار تھے انمیں سوا دو ایک کے سب ایسے ناقابل تھے کہ انپر فیض صحبت کا کچھ اثر ہو ہی نہ سکتا تھا اس کو کسکی عقل تسلیم کر سکتی ہے۔

خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اگر کل صحابہ کے ایمان و اسلام کو نہ قبول کریں تو حضرت کی نبوت و رسالت بیکار ٹھہرتی ہے لہذا ضرور ہوا کہ کل صحابہ کا ایمان قبول کیا جائے۔ مگر افسوس کہ آخر میں اڈیٹر صاحب اپنی اس ساری تحریر کو خود باطل کر دیتے ہیں کہ لکھتے ہیں،،

ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرتؐ کی صحبت بابرکت عجب تاثیر رکھتی تھی اور اس تاثیر سے فیضیاب ہونے کے لئے صرف ایمان شرط جو لوگ با ایمان ہو کر آپکی صحبت سے مشرف ہوئے انپر آپکے انوار کا ایسا عکس پڑا کہ ہر ذرہ سے نیر اعظم بنگئے اور حسب مراتب سبکو روحانی کمالات حاصل ہوئے جسپر ایک مرتبہ بھی آپکی نظر کیمیا اثر پڑ گئی وہ فیض سے محروم نہ رہا رضی اللہ عنہم وامانا علی حبہم وحشرنا معہم و رحمہ اللہ جہاد ہی الاول۔

کیونکہ جب آپ اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ تاثیر صحبت کے لئے ،، صرف ایمان شرط ہے،، تو آپکے عقیدہ میں اور شیعوں میں فرق ہی کیا رہا۔ کیونکہ شیعہ بھی تو اونہیں صحابہ کی نسبت ضلالت و گمراہی کے معتقد ہیں جو ایمان سے بے بہرہ تھے۔ ایمان سے محروم تھے جس سے یہ سب فسادات پیدا ہوئے۔ پس یہ امر فریقین کا اتفاقی ٹھہرا کہ لوگ با ایمان ہو کر آپکی صحبت سے مشرف ہوئے انپر آپکے انوار کا ایسا عکس پڑا کہ ہر ذرہ سے نیر اعظم بن گئے اور حسب مراتب سبکو روحانی کمالات حاصل ہوئے،،

مگر مشکل ہے تو یہ کہ جنکو آپ یقیناً مومن کامل و اکمل نیر اعظم روحانی کمالات سے

معلوم نہ تھی۔ لیکن اب معلوم ہوتے ہوئے لاعلمی کے زمانے کی باتوں پہ اڑے رہنا اور اپنی بچ کی پاسداری بہتر نہیں ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ سلطان معزول سے قطع تعلق کرکے سلطان حال کی شیفتگی پر قوم کو آمادہ کر رہے ہین۔

مگر افسوس کہ خلفائے ثلثہ کے معاملہ میں بعد اقرار خلافت جناب امیر آپ نظر ثانی نہین کرتے اور لاعلمی کے زمانے کی باتوں پہ اڑے رہنا اور اپنی بچ کرنا پسند کرتے ہین جو مصداق صود فضیحت دیگرے را نصیحت ہے۔ (اڈیٹر)

آثار صحبت

اس عنوان سے النجم نے ایک مضمون شائع کیا ہے جسمین وہ شیعونکے اس بیان کا جواب دیا چاہتے ہین کہ اکثر صحابہ رسول منافق وکافر تھے چنانچہ ایک تمہید کے بعد مورخہ ۔ جمادی الاول مین لکھتے ہین المختصر تاثیر صحبت ایک ایسی چیز ہے جس کا کوئی انکار بدیہیات کے انکار سے کم نہین۔ مگر ایک فرقہ جو انکار بدیہیات کا عادی ہے اور جسکے تمام معتقدات بدیہیات پر مبنی ہین تاثیر صحبت کا بھی منکر ہے تاثیر صحبت بھی کس کی سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ فرقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو بالکل اثر سے خالی سمجھتا ہے جو لوگ تمام عمر سفر اور حضر مین رات دن سوتے جاگتے آپکی صحبت کے لازم رہے اور جو آپ کے ساتھ ایک ساعت کے لئے جدا نہوتے تھے اس فرقہ کا خیال ان لوگونکی نسبت یہ ہے کہ وہ آپکے فیض صحبت سے بالکل متاثر نہوے اور آپکے اخلاق حسنہ اور صفات جمیلہ کا عکس انپر بالکل نہ پڑا۔ ایک کہنے والا کہسکتا ہے کہ تاثیر صحبت کیلئے شرط یہ ہے کہ متاثر مین قابلیت اثر قبول کرنے کی ہو لیکن جبکہ متاثر مین قابلیت نہو تو کسی کی صحبت کا اثر کسی طرح ظاہر نہین ہوسکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی معاذاللہ یہی حالت تھی کہ انمین اثر صحبت کے قبول کرنے کی صلاحیت واستعداد بالکل نہ تھی ایسا کہدینے سے یہ فرقہ اپنےکو سبکدوش سمجھ لیتا ہے مگر کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت کے صحبت مین بیٹھنے والے سوا دو تین کے سب ناقابل محض تھے اور کیا کوئی اس بات کو مان سکتا ہے کہ کسی زمانہ مین سوا دو ایک آدمیون کے تعلیم و تربیت کی قابلیت کسی مین نہ ہوتی لوگ

سے معزول کرنیوالونکو جسکی معزولی پر اسکی تمام رعایا خوش ہے ہم کیونکر برا کہہ سکتے ہین،،

مگر عجب اتفاق کہ اس الزام مین بھی سلطان کے شریک حضرت عثمان پائے جاتے ہین کیونکہ جب صحابہ نے اونکے قتل پر اجماع کیا ہے - تو اس مضمون کی تحریر لکھی گئی تھی جیسا کہ کتاب الامامۃ والسیاستہ امام ابن قتیبہ مین ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم من المہاجرین الاولین وبقیۃ الشوریٰ الی من بمصر من الصحابۃ والتابعین اما بعد ان تعالوا الینا وتدارکوا خلافۃ رسول اللہ قبل ان یسلبہا اہلہا فان کتاب اللہ قد بدل وسنۃ رسولہ قد غیرت واحکام الخلیفتین قد بدلت ص۵۹

یہ تحریر ہے مہاجرین اولین - اور بقیہ اصحاب شوریٰ کی اون صحابہ وتابعین کی طرف جو مصر مین ہین کہ جلد آؤ ہمارے پاس اور خلافت رسول اللہ کا تدارک کرو کہ کتاب خدا بدل دی گئی - اور سنت رسول مین تغیر کیا گیا اور احکام دونو خلیفہ کے بدلدئے گئے -

اب آپ ہی غور فرمائیے کہ کسکا جرم اعظم ہے خلیفہ ثالث کا جنہون نے قرآن مین تغیر وتبدیل کیا اور سنت رسول اللہ کو بدلا یا جرم سلطان جنکے ہوا خواہون نے صحاح جوہری کے الفاظ نکالڈالے اور شرح عقائد نسفی سے حدیث الائمۃ من قریش کو حذف کیا -

افسوس کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث نے جو سلطان وحضرت عثمان کا موازنہ لکھا ہے اوسمین اس بحث کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ نہایت ضروری تھا جس سے سلطان وعثمان کا موازنہ پورے طور پر درست ہوتا -

آخر مین ہم اڈیٹر صاحب وکیل کو رائے دیتے ہین کہ براہ مہربانی ایسے مواقع مین ائمہ اہلبیت طاہرین کا نام آپ نہ لین تو بہتر ہے شیعونکے مذہبی فیلنگ کا خیال آپکو ضروری ہے - آپنے جناب امیرؑ کی خلافت کو کب قبول کیا جو جناب امام حسن مجتبیٰ کی خلافت کو قبول کرتے - آپ اپنے اختیارات وتعلقات کو صرف معٰویہ ویزید تک محدود رکھئے تو زیادہ انسب ہے - کیونکہ آپکا مذہب تو سلطانی مذہب ہے جو بادشاہ بن گیا اوسکی خوشامد آپ پر فرض ہے پہلے عبد الحمید خان تھے - اب رشاد آفندی ہین جیسا کہ مولوی انشاء اللہ خان وغیرہ کو نصیحت کرتے ہوئے آپ لکھتے ہین وہ بیشک پہلے صحیح واقعات

اوراق تھے پھر کیون جلوایا حالانکہ عام قاعدہ ہے کہ بزرگون کے نوشتونکی نہایت درجہ حفاظت کی جاتی ہے۔ مگر اون اوراق نے کیا قصور کیا تھا جو خود عہد رسول اللہ کے لکھے ہوئے تھے۔ مروان نے اوس قرآن کو کیون جلوایا جو حضرت خلیفہ اول کا لکھوایا ہوا اور حضرت عمر کا صحیح کیا ہوا حضرت حفصہ کے پاس تہا اور عثمان صاحب کے دست تصرف سے محفوظ رہ گیا تھا بعد وفات حضرت حفصہ مروان نے اوس قرآن کو بزور حکومت ابن عمر سے لیکر کیون جلوایا اگر اوسمین کوئی بات ایسی نہ تھی جو سیاست خلفاے اسلام کے خلاف کوئی بات خاص طور پر پیدا ہوتی۔

مین یہ نہین کہ سکتا کہ تحریف کی گئی یا تبدل و تغیر کیا گیا۔ مگر یہ واقعات آپکو خود بتلا سکتے ہین کہ اسکی کیا غرض تھی اور جبکہ عہد خلافت عبد الحمید خان مین یہ سب واقعات تحریف پیش آچکے ہین جو خلیفۃ المسلمین کہے جاتے تھے اور خلافت عثمانی کے گویا آخری خلیفہ تھے تو پھر اسمین کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ مین اسی قسم کے واقعات پیش آئے ہون کیونکہ عثمانیت دونون مین شریک ہے۔ اگر آپ قرآن پڑھتے ہین تو اب بھی آپکو محسوس ہو سکتا ہے کیونکہ سورہ حجر مین قال ھذا صراط علیّ مستقیم موجود ہے جسکی تلاوت کی جاتی ہے اگر الفاظ یہی رہین صرف اعراب بدل دی جاے تو مطلب واضح ہو جاتا ہے کیونکہ قال ھذا صراطٌ علیٌّ مستقیم ایک نہایت صاف اور واضح مطلب بتاتا ہے۔ بخلاف قال ھذا صراطٌ علیَّ مستقیم کہ صراط کا صلہ علی کے ساتھ نہایت مشکل ہے جسنے بڑے بڑے مفسرین کو تھکا دیا ہے۔

اگر آپکو اس بحث تحریف قرآن کا شوق ہے اور اس سے کچھ دلچسپی ہے تو رسالہ الشمس ضرور ملاحظہ فرمائیے جسکی چار جلدین اسوقت تک شایع ہوئین۔ تین جلدین خاص اسی بحث تحریف قرآن مین ہین۔

۱ یہ شیعہ صاحب نے کیل نے یہ الزام سلطان پر بجواب [illegible] قائم کیا ہے جو سلطان کی معزولی پر نوحہ کنان ہین جسکے آخر مین لکھتے ہین وہ چودھوین صدی کے ایک مطلق العنان بادشاہ

الفاظ سے کوئی نقصان بھی سلطنت کو نہیں پہونچنے والا تھا۔ تو آپ خود قیاس کر سکتے کہ سابق زمانہ مین کیسی تحریف کی گئی ہوگی جبکہ نہ قرآن پورے طور سے مرتب ہوا تھا نہ کوئی لکھنے پڑھنے جانتا تھا یا مختلف صحابہ کو یاد تھا یا بعض کے پاس دو چار ورق موجود تھے۔

شمس العلما مولوی شبلی نعمانی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں [illegible]
بغیر منظوری کے کوئی کتاب [illegible]
النسفی [illegible]
جسمین خلافت کی بحث ہے اور الائمہ من قریش کی حدیث مذکور ہے [illegible] نے مجبوراً اوسی قلمی نسخہ کو چھاپا۔ مین نے اصل نسخہ جسپر معارف نے یہ تصرف کیا تھا دیکھا اور مجھکو یاد ہے کہ اسوقت مین رنج اور غصہ کیوجہ سے بے اختیار ہو گیا تھا ان لوگون نے یہ تصرف بخیال خود سلطان کی ہوا خواہی کے جوش مین کیا ہوگا لیکن اگر حضور ممدوح کو اس سے اطلاع ہوتی تو وہ ہرگز اسکو پسند نہ کرتے صفحہ ۹۷ مطبوعہ مفید عام آگرہ

اب تو اچھی طرح آپکو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ تحریف مین کسدرجہ مشاق ہین کیونکہ بے خیالی خیر خواہی سلطان مین وہ حدیث بھی نکال دی گئی جس سے خلفائے ثلثہ کی خلافت ثابت کی جاتی ہے۔ تو آپکو اسمین کیا تامل ہوگا کہ ان لوگون نے عہد خلفا ثلثہ مین جب قرآن کو لکھوایا تھا تو اون الفاظ نکال ڈالے ہو جس سے خلافت جناب امیر ثابت ہوتی ہو کیونکہ آخر وہ قرآن کیون نہ لیا گیا جسے جناب امیر نے بحکم رسول اللہ ترتیب دیا تھا۔ وہ لوگ کیون نہ جمع قرآن مین شریک کئے گئے جنہون نے خود عہد رسول اللہ مین قرآن کو جمع کیا تھا جنمین عبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب کا نام سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اکابر صحابہ کیون نہ جمع قرآن مین داخل کئے گئے مثل ابن عباس وغیرہ کے جو بنی امیہ کے چند اوباش اس کام پر مقرر ہوئے حضرت عثمان نے اوس قرآن کو جو عہد شیخین سے جمع تھا اور دیگر صحابہ کے پاس کچھ

ذو الثدیة ذو الثدی قال قد رأیته. وقد سمع علیؓ علیه فی القتلی فدعا الناس
فقال اتعرفون هذا فما اکثر من جاء یقول قد رأیته فی مسجد بنی فلان یصلی ورأیته فی مسجد
بنی فلان یصلی ولم یأتوا فیه بثبت یعرف الا ذلک قالت فما قول علی حین قام علیه کما یزعم
اهل العراق قال سمعته یقول صدق الله ورسوله قالت هل سمعت منه انه قال غیر ذلک
قال اللهم لا قالت اجل صدق الله ورسوله یرحم الله علیا انه کان من کلامه لا یری شیئا
یعجبه الا قال صدق الله ورسوله فیذهب اهل العراق یکذبون علیه ویزیدون علیه
فی الحدیث واخرج احمد عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علی الی الخوارج فقتلهم ثم
قال انظروا فان نبی الله صلی الله علیه وسلم قال انه سیخرج قوم یتکلمون بالحق
لا یجوز حلقهم یخرجون من الحق کما یخرج السهم من الرمیة سیماهم ان منهم رجلا اسود مخدج
الید فی یده شعرات سود ان کان هو فقد قتلتم شر الناس وان لم یکن هو فقد قتلتم خیر
الناس فبکینا ثم قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج فخررنا سجودا وخر علیؓ معنا
ساجدا غیر انه قال یتکلمون بکلمة الحق - صفحہ ۲۷

باقی آئندہ

تحریف کا نیا ثبوت

تحریف قرآن کی بحث جس تحقیق سے ہمارے ماہوار رسالہ الشمس میں ہو رہی ہے۔ اوس سے ناظرین بخوبی
مطلع ہیں۔ آج ہم ایک ایسا ثبوت تحریف کا پیش کرتے ہیں جس سے تمامی اہلسنت کی آنکھیں
کھل جائیں اڈیٹر اخبار وکیل لکھتے ہیں "قسطنطنیہ کی چھپی ہوئی کتاب وصحاح جوہری"
ہمارے میز پر ہے جس میں لفظ "وطن" "غزل" "حریت" "خلع" وغیرہ کہیں نظر نہیں آتے
حالانکہ ایک مشہور لغت کی کتاب میں ان الفاظ کا ہونا ضروری اور استرحام کے
چھپے ہوئے نسخے میں یہ موجود بھی ہیں۔ مگر نزدیکان بارگاہ نے اس خوف سے کہ خدانخواستہ
ان الفاظ سے وطن پرستی اور آزادی کے جذبات کہیں قوم میں پیدا نہوں کتاب کی تحریف
کر ڈالی صفحہ کالم ۲ مورخہ ۷ جون۔

اس واقعہ سے کہ چودھویں صدی کا واقعہ ہے اور ہزاروں نسخے اس کتاب کے
ملک میں شائع ہیں کیونکہ لغت کی کتاب ہے اور جس میں تب اسطرح کی تحریف کی گئی حالانکہ ان

عز وجل يقول الله عز وجل في كتابه في امرأة ورجل وان خفتم شقاق
بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها ان يريدا
اصلاحا يوفق الله بينهما فامة محمد صلى الله عليه وسلم اعظم دما وحرمة
من امرأة ورجل ونقموا على ان كاتب معاوية كتب علي بن ابي طالب وقد
جاءنا سهيل بن عمرو ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بالحديبية حين
صالح قومه قريشا وكتب رسول الله صلى الله عليه وسلم بسم الله الرحمن الرحيم
فقال سهيل لا اكتب بسم الله الرحمن الرحيم قال كيف نكتب قال اكتب
باسمك اللهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاكتب محمد رسول الله
فقال لو اعلم انك رسول الله لم اخالفك فكتب هذا ما صالح عليه محمد بن عبد الله
قريشا يقول الله عز وجل في كتابه لقد كان لكم في رسول الله اسوة
حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر فبعث اليهم علي عبد الله
بن عباس فخرجت معه حتى اذا توسطنا عسكرهم قام ابن الكواء يخطب الناس
فقال يا حملة القرآن هذا عبد الله بن عباس من لم يكن يعرفه فانا اعرف من كتاب
ما يعرفه به هذا ممن نزل فيه وفي قومه قوم خصمون فردوه الى صاحبه ولا تواضعوه
كتاب الله فقام خطباؤهم فقالوا والله لنواضعنه كتاب الله فان جاء بحق نعرفه
لنتبعنه وان جاء بباطل لنبكتنه بباطله فواضعوا عبد الله الكتاب ثلاثة ايام فرجع
منهم اربعة آلاف كلهم تائب فيهم ابن الكواء حتى ادخلهم على علي الكوفة فبعث
علي الى بقيتهم فقال قد كان من امرنا وامر الناس ما قد رأيتم فقفوا حيث شئتم
حتى تجتمع امة محمد صلى الله عليه وسلم بيننا وبينكم ان لا تسفكوا دما وتقطعوا سبيلا
وتظلموا ذمة فانكم ان فعلتم فقد نبذنا اليكم الحرب على سواء ان الله لا يحب
الخائنين فقالت له عائشة يا ابن شداد فقد قتلهم فقال والله ما بعث اليهم
حتى قطعوا السبيل وسفكوا الدم واستحلوا اهل الذمة فقالت آلله قال آلله
الذي لا اله الا هو لقد كان قالت فما شيء عن اهل العراق يتحدثونه يقولون

لکھتے ہیں۔ باز از واقعۂ صفین خبر داد اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یقتتل فئتان عظیمتان تکون بینہما
مقتلۃ عظیمۃ دعویہما واحدۃ و این کلمہ اشارت است بآنکہ اہل شام مصحف بر داشتند
کہ درمیان ما و شما این قرآن است و حضرت مرتضی فرمود کہ این قرآن قرآن صامت
است و من قرآن ناطقم باز از واقعۂ تحکیم اخبار فرمود فی الخصائص اخرج
البیہقی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل اختلفوا
فلم یزل اختلافہم فیما بینہم حتی بعثوا حکمین فضلا واضلا وان ہذہ الامۃ مختلفۃ فلا یزال
اختلافہم بینہم حتی یبعثوا حکمین ضلا وضل من اتبعہما مراد از ضلا آن است کہ خطا کردہ اند
در اجتہاد خود و مراد از ضل من اتبعہما آن است کہ این خطا موجب مفاسد کثیرہ
گشت از انجملہ خروج خلافت از دست مہاجرین اولین بسوی سائر قریش و از انجملہ
برآمدن خوارج متمسک بآنکہ تحکیم در دین اللہ صحیح نبود باز از واقعۂ نہروان اعلام
فرمود و آن حدیث متواتر است اخرج احمد عن عبید اللہ بن عیاض بن عمرو القاری قال
جاء عبد اللہ بن شداد فدخل علی عائشۃ ونحن عندہا جلوس مرجعہ من العراق لیالی
قتل علی رضی اللہ عنہ فقالت لہ یا عبد اللہ بن شداد ہل انت صادقی عما اسئلک
عنہ تحدثنی عن ہؤلاء القوم الذین قتلہم علی قال وما لی لا اصدقک قالت فحدثنی
عن قصتہم قال فان علیا لما کاتب معاویۃ وحکم الحکمین خرج علیہ ثمانیۃ آلاف من
قراء الناس فنزلوا بارض یقال لہا حروراء من جانب الکوفۃ وانہم عتبوا علیہ
فقالوا انسلخت من قمیص البسکہ اللہ واسم سماک اللہ بہ ثم انطلقت فحکمت
فی دین اللہ فلا حکم الا للہ فلما ان بلغ علیا ما عتبوا علیہ وفارقوا علیہ فامر مؤذنا فاذن
ان لا یدخل علی امیر المومنین رجل الا رجل قد حمل القرآن فلما ان امتلأت من
قراء الناس دعا بمصحف امام عظیم فوضعہ بین یدیہ فجعل یصکہ بیدہ ویقول ایہا المصحف
حدث الناس فناداہ الناس فقالوا یا امیر المومنین ما تسأل عنہ انما ہو مداد فی ورق
ونحن نتکلم بما روینا منہ فماذا ترید قال اصحابکم ہؤلاء الذین خرجوا بینی وبینہم کتاب اللہ

کرتے ہین۔ لہذا ہم بطور مثال بعض آیات کو یہان لکھتے ہین جس سے شیعہ اپنے مخصوصات ہین استدلال کرتے ہین۔

شیعون کے اصول دین مین عدل خداوند عالم بھی داخل ہے جس سے تمامی فرقہ اسلام منکر ہے۔ شیعونکا متمسک ان اللہ لیس بظلام للعبید ہے وغیرہ صدہا آیات

شیعہ وضو مین مسح کو واجب جانتے ہین۔ اہلسنت اور تمامی فرق اسلام غسل رجلین کے قائل ہین۔ شیعونکا متمسک واذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین ہے۔

شیعہ مسئلہ میراث مین قائل ہین کہ بیٹی کو ایک حصہ ملنا چاہیے بیٹا کو دو آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ اہلسنت اس آیہ کو دربارہ رسول و دختر رسول منسوخ جانتے ہین۔

شیعہ جواز متعہ کے قائل ہین آیہ فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن اونکی دلیل ہے۔ اہلسنت اس سے منکر ہین کیونکہ حضرت عمر نے کہا متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ وانا احرمھما متعۃ النساء ومتعۃ الحج۔

شیعہ امامت فاسق کو ناجائز جانتے ہین آیہ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا وغیرہ آیات سے استدلال کرتے ہین۔ اہلسنت قول عثمان کو سند لاتے ہین الصلوۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا فاجتنب اساءتھم۔ دوسری دلیل انکی قول حسن بصری ہے صل وعلیہم بدعتھم

اسیطرح کے مسائل مختصہ مین ہمنے چاہا تھا کہ اہلحدیث اپنے فرقہ کا قائل قرآن ہونا دکھائین تب اس مسئلہ خلافت کی تحقیقات قرآن سے دکھائی جائے مگر افسوس کہ وہ ان شرائط کو محال قرار دیتے ہین۔

اڈیٹر صاحب بار بار خلافت کا فیصلہ قرآن سے کیا چاہتے ہین جسکی مناسبت مین یہ روایت کسقدر مناسب ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا صفحہ ۲۷ مقصد دوم مین

ایک ربع تو خاص ہم اہلبیت کے بارہ مین ہے خاصۃً اور ایک ربع ہمارے دشمنون کے بارہ مین ہے- اور ایک ربع حلال وحرام مین ہے اور ایک ربع فرایض و احکام مین- اور نازل کیا ہے دربارہ علیؑ کرایم قرآن کو-

اب تو اڈیٹر صاحب اہلحدیث کو حذر رہو گا کہ قرآن سے خلافت جناب امیرؑ ثابت ہے جسطرح اوسی قرآن سے اونکے خلفا کی مذمت ثابت ہے کیونکہ وہ اعدائے جناب امیر المومنینؑ سے تھے-

تعجب ہے کہ علمائے اہلسنت تو اسکی تصریح کرین کہ خلیفہ اول کی خلافت صرف حدیث الائمۃ من قریش سے ثابت ہے اور مولوی ثناءاللہ قرآن سے اثبات کا دعوی کرین- دیکھئے مولوی عبدالعلی بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین فمن

ذلك انه عمل الكل من الصحابة بخبر خليفه رسول الله ابي الصديق الاكبر رض الائمة من قريش ونحن معاشر الانبياء لانورث

یعنی منجملہ اونکے جسمین عمل کیا گیا ہے خبر واحد پر یہ ہے کہ کل صحابہ نے عمل کیا خبر ابوبکر کہ اونہون نے کہا حضرت نے فرمایا ہے الائمۃ من قریش اور نحن معاشر الانبیاء لانورث جس سے معلوم ہوا کہ خلافت پر قبضہ یا فدک کا غصب جو کچھ ہوا صرف ابوبکر صاحب کی روایت پر نہ کوئی دوسری دلیل تھی نہ کوئی دوسری حدیث- تو اب معلوم ہوا آپکا سکوت بمقابلہ مولوی عمر کریم صاحب اسیوجہ سے تہا کہ آپ جانتے تھے مولوی عمر کریم صاحب بھی ایک عالم ہین علمائے اہلسنت سے جو مذہب اہلسنت کے اصول و فروع سے واقف ہین لہذا اونکے جواب مین بھی کہکر آپ رہ گئے کہ جب آپ رافضی بنکر تبرا کرینگے تو ہم آپکو قرآن شریف ہی سے خلافت کا ثبوت بتلا دینگے حالانکہ یہ موقع اسکا تھا کہ جب اونہون نے ثبوت خلافت سے انکار کیا تھا تو فوراً وہ آیت پڑھ دیتے جس سے صحت خلافت خلفا ثابت ہو-

اڈیٹر صاحب کو ضرور حیرت ہوگی کہ ہم اونسے کیون اسکا ثبوت طلب کرتے ہین کہ وہ اپنا یا اپنے فرقہ کا تابع قرآن ہونا ثابت کرین جس سے باربار وہ اعراض

ابن عباس سمعت منادیا ینادی یا احمد قد اعطیت ما سألت فقال
النبی لعلی یا ابا الحسن ارفع یدک الی السماء فادع ربک واسئله
یعطک فرفع علی یده الی السماء وهو یقول اللهم اجعل لی عندک
عهدا واجعل لی من عندک ودا فانزل الله علی نبیه ان الذین
امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمان ودا فتلاها النبی علی
اصحابه فعجبوا من ذلک عجبا شدیدا قال النبی بم تعجبون ان القرآن
اربعة ارباع فربع فینا اهل البیت خاصة وربع فی اعدائنا وربع
حلال وحرام وربع فرائض واحکام وان الله انزل فی علی
کرائم القرآن کما نقل فی العبقات علیہ حدیث المنزلة ص ۳۲۷

یعنی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ہمارا اور حضرت علی کا ہاتھ
پکڑ کر کوہ شبیر پر تشریف لیگئے اور چند رکعت نماز پڑھکر ہاتھ بلند کیا آسمان کی طرف
اور عرض کیا کہ خداوندا موسیٰ بن عمران نے تجھسے دعا کی اور میں محمد ہوں تیرا
نبی تجھسے سوال کرتا ہوں کہ سینہ میرا کشادہ کر اور امر میرا آسان کر۔ اور گرہ میری
زبان کی کھولدے کہ لوگ سمجھیں میرے قول کو۔ اور بنا تو وزیر میرے اہل سے علی
بن ابیطالب میرے بھائی کو جس سے مضبوط کر میری پشت کو اور شریک کر اونکو
میرے امر میں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ہمنے ایک منادی کو سنا کہ وہ ندا دیتا ہے
اے محمد بتحقیق عطا کیا گیا جو کچھ تونے سوال کیا تھا۔ پس حضرت نے جناب امیر سے
فرمایا اے ابو الحسن تم اپنا ہاتھ بلند کرو آسمان کی طرف اور دعا کرو کہ وہ عطا کرے
پس حضرت علی نے ہاتھ اپنا بلند کیا اور کہا خداوندا کر تو میرے لئے عہد اور بنا تو میرے
لئے مودت اپنے نزدیک۔ اسپر خدا نے نازل کیا آیہ ان الذین امنوا یعنی بتحقیق
وہ لوگ کہ ایمان لائے اور عمل صالح کیا قریب ہے کہ خدا اونکی مودت قرار دے
پس حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ اس سے صحابہ کو بہت سخت تعجب ہوا
تو حضرت نے فرمایا کس امر سے تعجب کرتے ہو بتحقیق قرآن چار حصہ پر نازل ہوا۔

اہلحدیث کی خلافت راشدہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

زیادہ تر افسوس تو یہی ہے کہ بقول رسول اللہ آپ لوگون سے فہم و تدبر قرآن مسلوب ہے جس سے نہ کبھی قرآن کو سمجھ سکتے ہین نہ وہ آپکے فہم مین آسکتا ہے۔ آخر خدا نے اس دعا کی کیون تلقین فرمائی اہدنا الصراط المستقیم کہ صراط مستقیم کی ہدایت کر۔ اسکی کیون تعلیم ہوئی کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی متابعت سے خدایا تو مجھے محفوظ رکھ۔

کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ غضب لا عتاب نازل ہوتا ہے۔ پس جبکہ اکثر صحابہ آپکے بقول حدیث معتوب تھے تو پھر اسمین کیا شبہہ ہے کہ اونہین مین اکثر مغضوب و ضال بھی ہین جنسے نجات کیلئے تعلیم دی گئی کہ خدایا تو مجھے اونکی راہ پر نہ چلنے دے جو مغضوب و ضال ہین۔

ہان ان احادیث مین آپ یہ عذر بارد کر سکتے ہین کہ اسمین کوئی قول رسول نہین ہے حالانکہ ایسے عذر سے ہزار ہا حدیثین ردی ہو جاتی ہین جسکے بعد پھر کسی حکم شرعی کو آپ حدیث سے نہین ثابت کر سکتے۔ مگر آپکے مزید اطمینان کیلئے خاص نص رسول بھی پیش کرتا ہون خدا کرے کہ آپ ایمان لائین۔

علامہ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی کتاب ذکر منقبہ المتطہرین مین۔ اور علامہ ابن مغازلی کتاب مناقب مین لکھتے ہین عن ابن عباس قال اخذ النبی ﷺ و نحن بمکہ بیدی واخذ بید علی فصعد بنا الی ثبیر ثم صلی رکعات
ثم رفع یدہ الی السماء فقال اللھم ان موسی بن عمران سئلک کا ثبیر جبل بمکہ ۱۲
وانا محمد نبیک اسئلک ان تشرح لی صدری وتیسر لی امری وتحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی علی بن ابیطالب اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری قال

ازان وے دو مشک بر داشت با ہریک یک مشک بر داشتم چون بآن درختان رسیدیم ازانچہ دیدہ و شنیدہ بودیم ہیچ واقع نشد چون نزدیک آمدکہ از درختان بگذریم آوازے ہمچنین شنیدیم کہ ہاتفی در نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و منقبت امیرالمومنین رضی اللہ عنہ خواندن گرفت و امیر قصہ را تماما پیش رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باز گفت حضرت رسول گفت کہ آن ہاتف عبداللہ بود آن جنی کہ شیطان اصنام مسعر را در کوہ صفا بکشت صفحہ ۱۲۷

ملا جامی نے ان تین واقعہ کو ایک ہی جگہ لکھا ہے جسمین سے ایک واقعہ تو خود عہد رسول اللہؐ کا ہے اور دو واقعہ خود حضرت کے عہد کرامت عہد کے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس سے نہ صرف جناب امیرؑ کی حقیت اور خلافت ثابت ہوتی ہے بلکہ رسول اللہؐ کی تصدیق نبوت پر پوری روشنی پڑتی ہے جس سے یہ واقعات شواہد نبوت آنحضرت مین داخل کئے گئے۔ مگر خدا سمجھے اون ایماندار مورخون سے جنہون نے صرف عداوت جناب امیرؑ کی وجہ سے ان واقعات کو تاریخی دنیا سے علحدہ کر دیا۔

اگر ناظرین اصلاح سے کوئی صاحب اس واقعہ کو یا اسکے مثل دیگر واقعات کو کتب تواریخ اہلسنت سے بحوالہ صفحہ وغیرہ نقل فرما کر دفتر اصلاح مین روانہ کرین تو دفتر اونکا شکر گذار ہوگا۔

اس انگریزی مورخ کے بیان کو اور شواہد النبوۃ کے بیان کو ملائے تو آپکو معلوم ہوگا کہ ملا جامی نے پھر بھی کچھ پردہ رکھ لیا ہے۔

پہلا واقعہ تو وہی ہے جو اس انگریزی مورخ نے لکھا ہے دوسرا واقعہ بھی اوسکے مماثل ہے کہ ایک راہب نے حضرت کی تشریف آوری کی اس مقام پر اپنی کتب سابقہ سے خبر سنائی۔ تیسرا واقعہ بیرالعلم کا مشہور ہے جو عہد رسول اللہ کا واقعہ ہے کہ حضرت نے جنون سے جہاد کیا اور پانی بھر کر باہر لائے۔

(اڈیٹر)

باشد بوے انداہل این زمان در قرابت و دین اہل مشرق را بیارد و با اہل
مغرب مقاتلہ کند الدنیا اھون علیہ من رماد اشتدت بہ الریح فی
یوم عاصف والموت فی جنب اللہ اھون علیہ من شربۃ ماء
یشربہا الظمآن العون لہ رضوان اللہ والقتل معہ شہادۃ۔
پس آن مرد گفت چون آن نبی مبعوث شد بوے ایمان آوردم چون تو اینجا
فرود آمدی پیش تو آمدم تا زندہ و مردہ با تو باشم حضرت امیر رضی اللہ
عنہ بگریست و حاضران نیز گریستند باوے پس فرمود کہ الحمد للہ الذی لم
یجعلنی عندہ منسیا والحمد للہ الذی ذکرنی فی کتاب الابرار پس باجیۂ
عرنی گفت اے حیہ این را با خود نگاہدارد ہرگاہ کہ شام و چاشت خوردی ویرا
طلب کردی در لیلۃ الہریرہ کہ حرب وے با معاویہ صعب شد شہید گشت حضرت
امیر رضی اللہ عنہ بروے نماز گزارد و در قبر وے فرود آمد و فرمود کہ ہذا رجل منا
اہل البیت **و از آن جملہ آنست** کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما گفتہ است
کہ چون رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم روز حدیبیہ بمکہ متوجہ شد مسلمانان تشنہ
شدند و ہیچ جاے آب نبود رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در جحفہ فرود آمد پس گفت
کیست کہ با جمعے از مسلمانان بفلان چاہ رود و مشکہا بردارد و از ان چاہ پر
آب کند و بیارد کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ضامن می شود ویرا بہشت مردے
برخاست و گفت من بروم یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ویرا با جمعے
از سقایان روان کرد سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ گوید کہ من بایشان بودم چون
نزدیک آن چاہ رسیدیم آنجا درختان بود از آن درختان آوازہا شنیدیم و حرکات
بسیار دیدیم و آتشہا افروختہ بے آنکہ ہیمہ باشد دیدیم ترس بسیار بر ما مستولی شد
نتوانستیم کہ از ان درختان بگذریم بہ پیش رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باز گشتیم
فرمود کہ آن جماعتے از جن بودند کہ شما را ترسانیدہ اند اگر شما می رفتید چنانکہ شما را
فرمودہ بودم ہیچ گزندے بشما نمی رسید دیگرے چون آنرا بشنید برخاست کہ من

فرمود که پس گفت که تو فرشته ای گفت نے پس گفت تو چه کسے فرمود که
من وصی پیغمبر مرسل محمد حبیب الله خاتم النبیین صلی الله علیه وآله وسلم راهب گفت
دست بیار که مسلمان می شوم حضرت امیر کرم الله وجهه دست بوے داد گفت اشهد ان
لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله و اشهد انک علی وصی رسول الله بعد از ان
حضرت امیر از وے پرسید که سبب چه بود که بعد از آنکه مدتے مدید بر دین خود بودی
امروز ایمان آوردی گفت اے امیر المومنین بنائے این دیر از برائے کننده این
سنگ است و پیش از من بسیار درین دیر بوده اند زیرا که ما در کتب خود دیده ایم
و از علمائے خود شنیده که درین موضع چشمه ایست و بر بالائے آن سنگے که آن را
نداند و کندن آن را نتواند مگر پیغمبرے یا وصی پیغمبرے پس چون من این دیدم که تو این
کار کردی بآرزوے خود رسیدم و آنچه انتظار آن می بردم یافتم چون حضرت امیر این را
بشنید چندان بگریست که محاسن مبارک وے از آب دیده تر شد بعد از ان گفت
الحمد لله الذی لم اکن عنده منسیا کنت فی کتبه مذکورا پس آن راهب
ملازم حضرت امیر شد و در پیش وے با اهل شام مقاتله کرد چندانکه شهید شد حضرت
امیر بر وے نماز گزارد و وے را دفن کرد و از برائے وے از خدائے تعالی آمرزش
خواست و هرگاه که وی را یاد می کردی گفتی وے مولای منست و از ان جمله
آنست که حبه عرنی که از اصحاب امیر المومنین علی بود رضی الله عنه گوید که در ایام
محاربه معاویه حضرت امیر رضی الله عنه بر کنار دریائے فرود آمد ناگاه مردے آمد و
گفت السلام علیک یا امیر المومنین حضرت امیر فرمود که و علیک السلام آن مرد
گفت من شمعون بن یوحنا ام صاحب این دیر و بشارت بدیرے کرد که آنجا بود و لیس
گفت نزدیک ما کتابے است که اصحاب عیسی علیه السلام آن را از یکدیگر میراث گرفته
اند اگر خواهی آن را بر تو خوانم و اگر خواهی پیش تو آرم حضرت امیر فرمود که بخوان آن مرد
خواندن گرفت در نعت رسول بود صلی الله علیه وآله وسلم و اوصاف امت وے
بود و در آخر آن این بود که روزے فرود آید بر کنار این دریا مردے که اقرب

اصلاح اس مضمون کی اشاعت مین تاخیر اسوجہ سے ہوئی کہ مین اس مضمون کو
سنی مورخون کی تاریخون مین دیکھ رہا تھا کہ شاید کسی با ایمان مورخ نے اس واقعہ کو
لکھا ہو جو تاریخ کا نہایت عظیم الشان واقعہ ہے۔ مگر افسوس کہ کسی تاریخ مین یہ واقعہ
نہین ملا جس سے ان مورخون کی ایمان داری پر پوری روشنی پڑتی ہے۔ ہان
علامہ نامی عبدالرحمان جامی نے جو نہ صرف اعاظم علمائے اہلسنت سے بلکہ اونکے
مشاہیر اولیاء اللہ سے ہین اپنی کتاب شواہد النبوۃ مین اس واقعہ کو کچھ تغیر کر کے
لکھا ہے جو حسب ذیل ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶۴ مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ

و از ان جملہ آنست کہ در وقت توجہ بصفین اصحاب وے محتاج بآب شدند
از چپ و راست شتافتند آب نیافتند حضرت امیر کرم اللہ تعالی وجہہ ایشان را
اندکی از جادہ بگردانید دیرے ظاہر شد در میان بیابان از ساکن آن دیر
سوال کردند گفت از اینجا تا آب دو فرسنگ است اصحاب گفتند اے
امیرالمومنین اجازت دہ تا آنجا برویم شاید کہ پیش از آنکہ ہیچ قوت نماند بآب برسیم
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ حاجت باین نیست وعنان بغلۂ خود را بجانب
قبلہ تافت بجائے اشارت کرد کہ آنرا بکاوید چون مقدارے خاک برداشتند سنگے
بزرگ پیدا آمد کہ ہیچ آلتے بآن کار نمی کرد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ این سنگ
بر بالائے آب است جہد کنید کہ آنرا بر کنید ہرچند اصحاب مجتمع شدند و جہد کردند
نتوانستند کہ آنرا از جائے بجنبانند۔ وچون حضرت امیر آنرا بدید از بغلہ خود فرود آمد
و آستین را از ساعد باز نوردید و انگشتان مبارک بزیر آن سنگ در آورد و
زور کرد آن سنگ را از بالائے چشمہ دور انداخت پس آبے ظاہر شد بغایت صافی
و شیرین و خنک کہ در آن سفر بہتر از آن آب نخوردہ بودند ہمہ آب خوردند و آن
مقدار کہ خواستند برداشتند پس حضرت امیر کرم اللہ وجہہ آن سنگ را برداشت
و بالائے چشمہ بنہاد و فرمود کہ آنجا خاک بپاشیدند چون راہب آن دیر آن حال
را مشاہدہ کرد از دیر فرود آمد و پیش حضرت امیر رض بایستاد و پرسید کہ تو پیغمبر مرسلی

غار مین رہتا تہا حکما بلایا اور اوس سے چاہ بتلانیکی استدعا کی۔ راہب نے بیان کیا
کہ یہان صرف ایک حوض ہے جسمین تین ڈولچی آب باران بہی نہین رہتا۔ علیؑ
نے بیان کیا کہ یہان زمانہ سابق مین چند انبیائے بنی اسرائیل کے مکان تھے اور
اونہون نے یہان ایک کنوان کہودا تھا۔ زاہد نے جواب دیا کہ بیشک یہان
ایک چاہ موجود ہے مگر مدت دراز سے وہ بند ہے اور اوسکے تمام نشانات
نابود ہوگئے اور اب وہ مقررہ منجانب اللہ ہاتھ سے کہولا جائیگا اور ظاہر
ہوگا۔

عرب کی حدیث اب یہان بیان کرتی ہے کہ اسکے بعد اوسنے ایک لپٹی ہوئی
چمڑے کی وصلی نکالی جسمین کہ شمعون بن صفا نے جو کہ جیسس کرسٹ (یعنے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے بارہ بڑے حواریین مین سے تھا یہ پیشین گوئی
لکہی تھی کہ محمد آخری پیغمبر تشریف لائینگے اور اوسکا شرعی وارث اور جانشین
اس چاہ کو پھر کھولیگا اور ظاہر کریگا۔

علیؑ نے مناسب تعظیم سے اس پیشین گوئی کو سنا اوسکے بعد حصار کی طرف متوجہ
ہوکر اور ایک جگہ کا نشان دیکر کہا کہ یہان کھودو۔ اونہون نے کہودا تہوڑی
دیر کے بعد ایک بڑا پتھر برآمد ہوا جسکو بمشکل علحدہ کیا گیا اور وہ چاہ معجزہ
سے ظاہر ہوا جسنے کہ فوج برمحل کافی ذخیرہ پانی کا مہیا کیا اور چونکہ علی کی
جایز حق خلافت کی دعوی ایک بلا اعتراض ثبوت تہا۔ معزز زاہد کو اعتقاد
ہوگیا وہ علیؑ کے پیرون پر گر پڑا اور اوسکی زانو سے لپٹ گیا اور اسکے بعد پہر
علیؑ سے جدا نہوا۔ تمام ہوا ترجمہ

مہربانی فرماکر پریس مین کاپی نویس کو ہدایت فرما دیجئے اکثر لفظ پڑہی
نہین جاتی اور بعض لکہنے سے رہجاتی ہین۔ حلیہ خلیفہ دوم مین لفظ کالا
قبل از لفظ لانبا تحریر سے سہوا رہگیا ہے۔ مرزا محمد عباس ساکن مرادپورہ
از مظفرنگر

حقیت خلافت جناب امیر

اس مضمون کی غرض محض اظہار حق ہے کہ مسلمانونکو معلوم ہو جناب امیر کی حقیت
خلافت کیسی ثابت اور محقق ہے - جس کو ایک یورمن مستند مورخ سیاں کتاب
تاریخ سکسیز آف محمد مطبوعہ لندن ولیم کلوز اینڈ سنس لمیٹیڈ اسٹام فورڈ اسٹریٹ اینڈ
چارنگ کراس صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ کا ترجمہ پیش کش ہے - جو ایک مشہور اسلامی تا
قرینہ کی فتح نے عائشہ کی سازش یا اتفاق کو توڑ دیا اور مملکت معروب وفارس پر
بالکل علیؑ کا قبضہ ہوگیا - تاہم اوسکا نہایت مہیب دشمن غیر مغلوب باقی رہا - معاویہ
ابن ابوسفیان نے شام کی دولتمند اور آباد صوبہ پر اپنی حکومت قائم رکھی اور اوسکی
پاس لا انتہا خزانہ تھا اور اوسکی زیر حکم قوی فوج تھی اہل شام اوسکے طرفدار تھے
کیونکہ معاویہ نے اونکو یہ تعلیم دیکر کہ قتل عثمان علی کے اشارہ سے ہوا علی کی خلافت
سے انکار کیا تھا تاہم اپنی آپکو سلطنت کے زور سے مستحکم کرنیکے علاوہ اوسنے عمرو سے
عہد و پیمان کر لیا جسکو کہ علیؑ نے صوبہ مصر سے معزول کر دیا تھا اور ناراض ہوکر
وہ اوسوقت فلسطین مین تھا - یہہ امر قرار پایا کہ علیؑ کی معزولی مین عمرو معاویہ سے
متفق رہے تو انعاماً اپنے عہدہ سابق پر بحال کیا جاوے عمرو معہ ایک جان نثار
فوج کے دمشق جا پہنچا جلدی کی اور عوام الناس کو موافق مقصد جنہ دیا پاکز ذیجی
مجمع کے روبرو معاویہ کی اطاعت قبول کی اور ہجوم کی آوازون سے اوسکو
خلیفہ مشہور کیا -

علیؑ نے جبکہ اوسکے عہد و پیمان کو سنا اوسنے جملہ دل پسند ذریعہ سے (یعنی رضامندی
سے) بیفائدہ معاویہ کے حسد کو روکنے کا قصد کیا اور کچھ کامیابی نہوئی -
تب مع نوے ہزار ۹۰۰۰۰ فوج کے لڑائی کے واسطے شام کو روانہ ہوئے - عرب جو کہ عادتاً عجوبات
کے شائق ہوتے ہین حسب عادت شگون لیکر حدود شام مین داخل ہوئے - علیؑ
نے اپنی فوج کو جا سپہ آب مین مقام دیکر ایک عیسائی زاہد کو جو کہ قریب کے

بعد اوسنے شراب پی اور عمرنے اوسپر حد جاری کی اور نکالدیا طرف خیبر کے وہان سے وہ طرف روم کے چلا گیا اور وہان جاکر نصرانی ہوگیا۔

اب فرمایئے یہان دوراندیشی کیا ہوئی اور وہ سب حکمت عملی کہان گئی کہ ایک شخص پر حد شرابخواری مین اسقدر سختی کی کہ آخر وہ مرتد ہوگیا ہمکو اس سے بحث نہین کہ عمر صاحب نے یہ تعبیر کیون دی۔ حالانکہ عام قاعدہ تعبیر کا یہ ہے کہ اچھی تعبیر دی جاتی ہے۔

نہ اس سے بحث ہے کہ جو شخص مسائل حلال وحرام سے بھی ناواقف ہو وہ کیونکر ایسی جرات کرسکتا ہے کہ ہمسری حضرت یوسف کا دعوی کرے۔ مگر چونکہ انلوگونکی جرءتین بڑھی ہوئی تھین کہ رسول اللہ کا دامن پکڑکر گھسیٹ لیا کرتے تو در آخر خلیفہ ہی بن گئے تو اس جرات پر کوئی تعجب بھی نہین ہوتا کیونکہ حضرت ابوبکر کو تو اسقدر اصرار ہوتا کہ رسول اللہ کو قسمین دیکر پوچھا کرتے کہ فرمایئے مینے تعبیر سچ دی ہے چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے صفحہ ۲۸ عن ابن عباس کان ابوھریرۃ یحدث ان رجلا اتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال انی اری اللیلۃ ظلۃ ینطف منہا السمن والعسل فاری الناس یتکففون بایدیہم فالمستکثر والمستقل واری سبباً واصلاً من السماء الی الارض فاراک یارسول اللہ اخذت بہ فعلوت ثم اخذ بہ رجل آخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اٰخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل آخر فانقطع ثم وصل فعلا بہ فقال ابوبکر بابی انت وامی لتدعنی فاعبرہا فقال اعبرہا فقال اما الظلۃ فظلۃ الاسلام واما ما ینطف من السمن والعسل فھو القران لینہ وحلاوتہ واما المستکثر والمستقل فھو المستکثر من القران والمستقل منہ واما السبب الواصل من السماء فی الارض فھو الحق الذی انت علیہ تاخذ بہ فیعلیک اللہ ثم یاخذ بہ بعدک رجل فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجل فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجل اٰخر فینقطع ثم یوصل لہ

(صفحہ ۵۵)

[illegible]

ہین کہ تم مکہ کو مدینہ سے بہتر جانتے ہو تو عبد اللہ نے کہا بیشک یہ حرم خدا ہے اور اسمین خانہ خدا ہے عمر نے کہا ہم حرم خدا و خانہ خدا کی نسبت کچھ نہین کہتے اسکے بعد چلے گئے۔

اس روایت سے آپکو یہ تو ضرور معلوم ہوا کہ نبیذ سے آپکو ایسی محبت تھی کہ اگر آپکے غلام کہین دیکھ لیتے تو فرط محبت و عقیدت خلیفہ سے اوس شخص سے فرمایش کرتے کہ خلیفہ اسکو بہت پسند کرتے ہین۔ اور وہ شخص بھی جوش عقیدت مین سب سے بڑا قدح منتخب کرنے بھر کر خلیفہ کو پلاتے اور خلیفہ خود تنہا نہین پیتے بلکہ دوسرونکو بھی پلاتے ہین۔ پھر بتائے امت محمدیہ سے شراب کی عادت کیونکر چھوٹ اور رضا کا حکم کیونکر جاری ہو۔

ہمکو حیرت ہے کہ کس زبان سے کہین جاتے ہین حج کرنے اور ساتھ ساتھ شراب کی مشکی بھی ہے۔ عبد اللہ بن عیاش جو خود صحابہ ہین۔ قدح عظیم بھر کر خلیفہ کی دعوت کرتے ہین۔ اور خلیفہ ایسی حالت مین تنہا خوری کو ناپسند کرکے دوسرے صحابہ کو بھی شریک کرتے ہین۔ اور اسپر وہ مروج شریعت مانے جاتے ہین اور ایسے مقدس کہ دنیا بھر کا تقدس اونپر نثار کیا جاتا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ کے عقیدہ مین مکہ معظمہ سے بہتر مدینہ منورہ ہے۔ مگر تعجب ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس مسئلہ کو مذہب فاروقی مین نہیں لکھا۔

خلیفہ کے اس تعطیل احکام خداوندی مین کہ جا بجا جو وہ حسب مصلحت وقت حد نہ جاری کرتے اور مقدمہ کو کسی طرح خراب کر دیتے۔ سب سے بڑا عذر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ وہ زمانہ کا رنگ دیکھا کرتے اور مطابق اوسکے رفتار کرتے۔ جہان دیکھتے کہ حد جاری کرنے سے فساد کا خوف ہے وہان طرح دیجاتے چنانچہ مغیرہ بن شعبہ کی نسبت اسیوجہ سے پہلو تہی کی گئی کہ وہ ایک بڑا چالاک شخص تھا ممکن تھا اوسکے بگڑنے سے بہت خرابی ہوتی۔ بخلاف ابو شحمہ کے جو آپکا فرزند تھا کہ اسپر حد جاری کرنیسے آپکی ناموری ہوگی کہ ایسے عادل خلیفہ ہین کہ اپنے بیٹے کو بھی بے

تو وہ تفریط کہ بخیال قرابت و محبت حدی نہین جاری کرنا چاہتے جسپر ابوہریرہ اور
جارود نے کتنا زور لگایا۔ کہین یہ افراط کہ اسقدر کوڑہ مارتے کہ وہ مرجاتا۔

خلیفہ دوم کی محبت شراب سے ایسی تھی کہ ازالۃ الخفا مین ہی صفحہ ۱۲۰ امالک عن یحیی بن سعید
عن عبد الرحمان بن القاسم ان اسلم مولی عمر بن الخطاب اخبرہ انہ زار عبد اللہ بن عیاش المخزومی
فرای عندہ نبیذا وھو بطریق مکہ فقال لہ اسلم ان ھذا الشراب
یحبہ عمر بن الخطاب فحمل عبد اللہ بن عیاش المخزومی قدحا
عظیما فجاء بہ الی عمر بن الخطاب فوضعہ فی یدہ فقربہ الی فمہ
ثم رفع راسہ فقال ان ھذا الشراب طیب فشرب منہ ثم
ناولہ رجلا عن یمینہ فلما ادبر عبد اللہ ناداہ عمر بن الخطاب
فقال انت القائل لمکۃ خیر من المدینۃ فقال عبد اللہ فقلت ھی
حرم اللہ وامنہ وفیھا بیتہ فقال عمر لا اقول فی بیت اللہ ولا فی حرمہ
شیئا ثم قال عمر انت القائل لمکۃ خیر من المدینۃ قال فقلت ھی حرم اللہ و
امنہ وفیھا بیتہ فقال عمر لا اقول فی حرم اللہ ولا فی بیتہ شیئا ثم
انصرف۔ ص ۱۴۳ مقصد دوم

یعنی امام مالک راوی ہین یحیی بن سعید سے وہ عبد الرحمان بن قاسم سے کہ اسلم
غلام عمر بن الخطاب نے خبر دیا کہ ہم ملاقات عبد اللہ بن عیاش مخزومی کو گئے تو اوس
کے پاس نبیذ دیکھا اور وہ مکہ کی راہ مین تھے۔ اسلم نے اوس سے کہا کہ اس
شراب کو عمر بہت دوست رکھتے ہین۔ عبد اللہ بن عیاش مخزومی ایک قدح
عظیم بھر کر عمر کے پاس لائے۔ عمر نے ہاتھ مین لیا اور منہ کے پاس لائے اور کہا بہت
عمدہ شراب ہے۔ اوسکے بعد پیا اوسمین سے اور دیا ایک دوسرے شخص کو جو
اونکے پاس داہنے طرف بیٹھے تھے۔ جب عبد اللہ وہانسے چلنے لگا تو عمر نے کہا۔ کیا
تم یہ کہتے ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے عبد اللہ بیشک یہ حرم خدا ہے اور جائے امن
اوسکا اور اسمین خدا کا گھر ہے۔ عمر نے کہا ہم حرم خدا کے متعلق نہین کہتے بلکہ پوچھے

امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون
غیرونکی خلافت و ولایت سے احتناب کرتے مگر خدا نہ بخشے اون شرابخوارو
زناکارون کو جنہون نے ایسے ایسے متقی پرہیزگار کو تخت خلافت سے علحدہ کیا
اور ایسے لوگونکو خلیفہ بنایا جو خود بھی شرابخوار تھے اور اونکی نسلونمین بھی شرابخواری
جاری رہی۔

اس واقعہ نے اسکی بھی ضرورت ثابت کر دی کہ نبی یا امام کیلئے عصمت کی کسقدر
ضرورت ہے کیونکہ اگر کوئی کافر یہ شرط کر دے کہ ہم ایمان لانے کو طیار ہین مگر ایسے شخص کے
ہاتھ پر ایمان قبول کرینگے جو خود کبھی کافر نہ رہا ہو تو بتاؤ جو خلیفہ یا امام پہلے بت پرستی
کرچکا ہو کیونکر اوسپر حجت کو تمام کرسکتا ہے۔

اگر تم تمام تاریخی دنیا مین چکر لگاؤگے تو کسی نبی یا رسولؐ کی بھی زبان یہ کلمہ نسنوگے
کہ وہ اس صفائی سے کہے وہ جا جب خدا سے ملاقات ہو تو کھدینا ہمیر اوس شخص نے
حد جاری کی ہے جسکے ذمہ تیری کوئی حد نہین ۔۔ بجز اسی نفس رسولؐ کے جسنے تمامی صحابہ
کے مجمع مین خلیفہ کے بیٹے سے جو مر رہا تھا یہ کلمہ ارشاد کیا۔

اب اسی پر غور کرو کہ اگر ایسا شخص بعد رسولؐ خلیفہ ہوتا تو کسطرح اسلام حق رائج
ہوتا کسطرح مسلمانون سے شرابخواری زناکاری کی عادتین چھوٹتین اور کسطرح حق
کو رواج ہوتا۔ مگر حقیقی اسلام کہان تھا۔ کمانے لوٹنے والا اسلام البتہ سبکے پاس تھا۔
جنکی جمعیت و کوشش نے اسلام کے سچے مربی اور حقیقی وارث کو خلیفہ نہونے دیا۔

آپنے اس روایت مین اس نکتہ پر بھی غور کیا ہوگا کہ جب ابو شحمہ کو غش آگیا تو جناب
امیرؑ نے درہ مارنا چھوڑ دیا اور یہی حکم شرع ہے مگر خلیفہ دوم کو یہ غصہ تھا کہ اسنے نہ خود
اپنے کو فضیحت کیا بلکہ ہمکو اور سائر مہاجرین کو رسوا کیا لہذا خلاف حکم شرع اسقدر
کوڑے مارے کہ وہ مرگیا۔ حالانکہ حکم شرع یہ نہین ہے کہ تم شارب خمر کو قتل کر ڈالو بلکہ
حد مارنے کا حکم ہے۔

بہرحال ان لوگون کی جو کارروائی ہے خلاف شرع خلاف انصاف ہین

حرمۃ الخمر

(گذشتہ سے پیوستہ)

پکڑ لیا اور مارا اسولہ کوڑہ۔ تو بیہوش ہو گیا وہ پھر کہا حضرت علیؑ نے کہ جسوقت اپنے خدا سے ملاقات کرنا تو کہدینا مجھپر اوس شخص نے حد جاری کیا ہے جسکے ذمہ تیری کوئی حد نہیں ہے۔ پھر کھڑے ہوئے عمر اور پورا کیا حد کو یہانتک کہ مر گیا۔

دیکھئے یہ روایت کیا کہتی ہے اور کس حقیقت کو ظاہر کر رہی ہے کہ مسلمانوں کا مجمع ہے مقدس آب صحابہ رسول جمع ہین جنہین کیسے کیسے ریشابل گران ڈیل صحابہ کرام ہین جنکے اقوال و افعال پر مذہب اہلسنت دار و مدار ہے کہ ایک طرف قرآن کی آیت رکھو دوسری طرف رسول اللہ کی حدیثین رکھو مگر اہلسنت سبکو لات مارینگے اور عمل کرینگے اونہین باتونپر جو صحابہ سے منقول ہین۔

مگر جب ابوشحمہ نے للکار کر کہا ہے اے مسلمانو جسنے تمسے یہ کام کبھی کیا ہو جاہلیت مین یا اسلام مین تو وہ میرے پاس نہ آئے۔ سبکے حواس باختہ ہو گئے ہوش اوڑ گیا کوئی اونمین ایسا نہ رہا جو کھڑا ہوتا اور حد جاری کرتا بجز جناب امیر و حسنین علیہم السلام کہ کھڑے ہوے اور حد خدا کو جاری کیا۔

ابوشحمہ کی اس ہیبت ناک آواز نے تمام عالم پر ثابت کر دیا کہ ان ہزاروں لاکھون صحابہ مین ایک متنفس بھی ایسا نتھا جو شرب خمر و زناکاری سے محفوظ رہا ہو۔ بجز اہلبیت طاہرین۔ پھر بتائیے صحابہ کیونکر اون لوگون کو خلیفہ کرتے جو انکے ہم نوالہ پیالہ رہنے سے پرہیز کرتے۔

آہ آہ اگر مسلمانون مین اسلام ہوتا اور سچے دل سے ایمان لائے ہوتے تو جناب امیر کی اس اسلامی عزت پر کہ جہان سارے مسلمان سرنگون تھے کوئی سر اوٹھا سکتا تھا حضرت ہی نے اسلام کی عزت قائم رکھی۔ اپنی جان حضرت کے نام نامی پر فدا کرتے۔ اور حسب حکم خداوند عالم انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین

معذرت

اصلاح نمبر ۶ مین ایک تحریر بعنوان رسالۂ الحق لاہور شایع ہوئی ہے جو کسی مفتری معاند کی تحریر ہے لہذا دفتر اصلاح اوس تحریر سے برارت اپنی ظاہر کرتا ہے۔ اصل حال یہ ہے کہ مین بوجہ علالت اپنی خواہر عزیزہ شفاہا اللہ جسکے صحت کیلیے چند مرتبہ التماس دعا کر چکا ہون ۲۲ ربیع الثانی کو چہرہ گیا تھا جناب فخر المحل دام ظلہ بھی وہین تشریف فرما تھے۔ ابتدائی مضمون ہمارا گذشتہ ماہ۔ حالات ایران اسقدر لکھ دیا تہا کہ میرے خیال مین ۵ صفحہ پورے ہو جائین۔ مگر کاپی لکھنے مین ڈیڑہ صفحہ کی کمی رہی۔ منیجر صاحب نے یہ خیال کیا کہ پرچہ مین تاخیر نہو وہ مضمون جو کسی فرضی خریدار کا تہا اور میری غیبت مین موصول ہوا شایع کر دیا اور ایک نوٹ بھی لکہدیا حالانکہ مین بقسم شرعی عرض کرتا ہون کہ یہ تحریر بلا علم و اطلاع میرے شایع ہوئی نہ مجھے اسکا علم تہا نہ مین اس سے واقف تہا نہ راستی ہے اسکو کوئی واسطہ جناب مولانا السید علی صاحب الحائری سے اکثر جناب فخر المحل دام ظلہ سے مراسلات کا سلسلہ جاری ہے جناب ملاذ المحققین ناصر الملۃ والدین دام ظلہ کی نسبت آجتک کسی متنفس سے بھی ایک کلمہ خلاف شان نہین سنا گیا۔ پھر یہ تحریر اسکے کیا کہا جاے کہ سراسر اتہام و افترا ہے۔

ہمکو جہانتک علم ہے ہمارے علماے اعلام ادامہم اللہ مین کمال درجہ ارتباط و اتحاد ہے یہ تحریر غالباً کسی وہابی کی ہے جسنے محض عناد و عداوت پیدا کرنیکے لئے فرضی نام سے روانہ کیا کیونکہ فی الواقع اس نام و نمبر کا کوئی خریدار اصلاح بھی نہین ہے۔ اڈیٹر صاحب الحق کا کوئی حملہ ایسا نہ تہا جسپر کسی قسم کا شبہہ کیا جاتا نہ اصلاح کو کسی سے معاصرانہ کدورت ہے نہ کسی معاصر کو اصلاح سے بلکہ اصلاح تمامی مومنین کا خیر خواہ اور علماے اعلام کا خادم ہے لہذا ہم اس تحریر منکور سے نفرت اور اپنی لاعلمی و برارت ظاہر کرتے ہین۔ وکفی بہ شہیدا

قبول حق (۱) جناب منشی محمد حسن صاحب معین اصلاح سرسی ضلع مرادآباد سے لکہتے ہین کہ ایک صاحب میان جان خانصاحب عمر ۶۰ سال سنی المذہب صوفی المشرب مریدان میان محمد شیر صاحب پیران طریقت مقام پیلی بہیت سے ساکن رامپور رہین اونکو تین مرتبہ خواب ہوا کہ تم جناب مولوی سید علی رضا صاحب کے پاس حاضر ہو وہ تمکو کشتی نوح پر سوار کرا دینگے چنانچہ وہ تشریف لائے اور بتعلیم وتلقین نور چشم مولوی سید علی رضا صاحب سلمہ بصدق دل ایمان قبول کیا فجزاہ اللہ خیرا۔

(۲) جناب سید عنایت علی صاحب تحصیلدار معین اصلاح نمبر ۳۶۰۵ لودہرہ ضلع سیالکوٹ سے تحریر کرتے ہین میرا ایک عزیز بہائی مسمی غلام نبی خوادی ساکن حویلی شیشان والی وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ جو حال مین بعد تحقیقات شیعہ ہوا ہے حفظ قرآن کا ہو بشمعصم ارادہ کیا ہے بلکہ کچہہ یاد بھی کر لیا ہے لہذا جملہ مومنین سے التماس دعا ہے کہ خداوند عالم اس ارادہ نیک کو کامل کرے

(۳) جناب مولوی غلام باقر صاحب ملتان سے ایک سید ذی علم کے قبول مذہب حق کو تحریر فرماتے ہین مگر نام نامعلوم ہے۔ اصلاح الحمد للہ کہ ہر ماہ مین کچہہ نہ کچہہ خبرین قبول حق کی ضرور آتی ہین مگر جنکے اظہار کیلئے اصرار نہین کیا جاتا مین شایع نہین کرتا جناب مولوی سید علی رضا صاحب فاضل روزگار سے ہین جنکے فضل و کمال سے مین بخوبی واقف ہون جناب میر عنایت علی صاحب عنایت بھی مجاہدین فی سبیل اللہ سے ہین جو دہرت اشاعت اصلاح مین کوشان ہین بلکہ ترویج دین مین ہمہ وقت سرگرم رہتے ہین افسوس ہے کہ جو حضرات اسطرح مشنری کا کام کرتے وہ اپنے اس عمل خیر کو اسطرح مخفی

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۷	بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳[illegible]ھ	جلد ۱۲

رسید زر وصولی اصلاح پرنٹنگ کمپنی

بقیہ نمبر ۷ - جناب منشی رضا حسین صاحب منیجر سونپور دھنورہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۷۹) جناب سید محمد احسن صاحب سلمہ اللہ خلف جناب سید وزیر ناظم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور معین اصلاح	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۸۰) جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر کبیر والہ ضلع ملتان ۱۲۶۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]

میزان کل [illegible] میزان

تصحیح تاریخ جلد اول الرعد العقول

بسترد الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

اس کتاب کا ایک عرصہ سے مومنین کو اشتیاق تھا کیونکہ اسنے فن تاریخ کی بنیاد ہلا دی بقول اڈیٹر اودھ پنچ صد سالہ اسنے الحیٹر ہے جس سے تاریخی دنیا میں ایک عجب طرح کا انقلاب آیا۔

اس کتاب کی ابتدائی اشاعت اصلاح ملا جلد اول کیساتھ شروع ہوئی جسکا سلسلہ جلد دہم تک چلا گیا اور وہ اسرار سربستہ اس سے کھلے کہ تاریخی دنیا میں ایک ایسا طوفان پیدا ہوا کہ ہر شخص کو صحیح واقعات کی فکر پڑی اور جا بجا پر تال ہونے لگی۔

یہ کتاب بھی مصنفات عالیجناب فخر الحکما دام ظلہ سے ہے جنکی تصنیفات و تالیفات کا ایک عالم کو اشتیاق ہے چونکہ یہ کتاب علیحدہ نہیں چھپی تھی مومنین کے کثرت اشتیاق نے دفتر اصلاح پرنٹنگ کمپنی کو مجبور کیا کہ جہانتک جلد ہوسکے اس کتاب کو شایع کرے۔ الحمد للہ کتاب بہمہ وجوہ طیار ہے صفحہ ۲۰۰ پر تمام ہے قیمت ۱۲ اگر آپنے اسکی خریداری میں تعجیل نہ فرمائی تو پھر ملنا مشکل ہے کیونکہ بہت سی درخواستیں قبل سے آچکی ہیں مراسلات کل بنام منیجر دفتر اصلاح ہونا چاہیے۔

حرمت ماہ رجب کے خیال سے حسب ذیل تخفیفیں اسکے ساتھ منظور کی گئیں۔ دفع الوثوق، رسالہ ومنہ جواب شہید جاسہ ۳ع الرنانی الاذان حصہ اول، تنقید بخاری حصہ اول، مناظرہ المجدیہ حصہ اول ۴
یہ رعایت صرف ۳۰ ماہ رجب تک ہے پھر کتاب اصلی قیمت سے کم پر نہ ملیگی۔

فرش نبی پر برملا۔ ہجرت کی شب سوتا رہا
خالق نے من یشری کہا۔ وہ باوفا پیدا ہوا

زوج بتول پاک ہے۔ نقش شہ لولاک ہے
جسکی جہان مین دھاک ہے۔ وہ لافتی پیدا ہوا

باب علوم مصطفیٰ۔ دانائے راز کبریا
یعنی علی باصفا۔ سِرِّ خدا پیدا ہوا

پہر ناز شاہ دین۔ طالع ہوا مہر مبین
غل تھا امام المتقین۔ معجز نما پیدا ہوا

شق ہو گیا کعبہ واقعی۔ خورشید بعثت ہی
اعجاز سلطان ووصی۔ وقت دعا پیدا ہوا

زوجہ کے بیٹے بیگمان بخشی قطار اشتران
عقاکہ فخر دوجہان۔ بحر سخا پیدا ہوا

کعبہ کو عزت ملگئی۔ مولد بنا بہر علی
جس سے کہ فضل واقعی۔ بے انتہا پیدا ہوا

ماہ رجب کی تیرہوین۔ کیا نیک ہے امیر مومنین
جسمین شہ دنیا و دین۔ نام خدا پیدا ہوا

رحمت خدا کی آج ہے۔ اسلام کی معراج ہے
ایمان کے سرپر تاج ہے۔ وہ بادشا پیدا ہوا

شمس الضحیٰ بدر الدجی۔ کہف الوری نفس النقی
شیر وغا شاہ ہدا۔ سیف خدا پیدا ہوا

پیدا ہوئے جب مرتضیٰ۔ سجدہ کیا حق کا ادا
سارے صحف از بر پڑھا۔ کیا باحیا پیدا ہوا

زرق تھا یا دست ملک۔ جبریل کیا سیر فلک
پہونچا زمین مین تا سمک۔ کیا ذوالعلیٰ پیدا ہوا

افلاک سے آئی ندا۔ خوش ہو رسول دوسرا
بولے ملک یا مصطفیٰ۔ بھائی ترا پیدا ہوا

گھر مین خدا کے ہے خوشی سے شور میلاد علی
یعنی محمد کا وصی۔ شمس الہدیٰ پیدا ہوا

آغوش احمد مین گیا۔ آنکھوں کو اوس دم واکیا
دیکھا رخ شاہ ہدا۔ کیا باولا پیدا ہوا

افضل ہے سب سے یہ ولد۔ ناطق ہے قرآن صمد
ہے جو نبی کا معتمد۔ وہ ذوالعلیٰ پیدا ہوا

عید کرامت کیلئے۔ آئے ہین رحمت کے لئے
خالق کی بیعت کے لئے۔ دست خدا پیدا ہوا

بے مثل یہہ مولود ہے۔ یہ نازش معبود ہے
خالق کا جو مقصود ہے۔ وہ مدعا پیدا ہوا

کعبہ نے پایا یہہ شرف۔ پیدا ہوا شاہ نجف
عالم مین غل ہے ہرطرف۔ شیر خدا پیدا ہوا

یثرب سے آئی ہے ندا۔ بطحا بھی دیتا ہے صدا
جو ہے امام الاتقیا۔ وہ رہنما پیدا ہوا

جو حامی اسلام ہے۔ جو صاحب صمصام ہے
جو کاسر اصنام ہے۔ وہ مقتدا پیدا ہوا

قسام میزان و جنان۔ فیاض ارض و آسمان
طوفان غم آئے کہان جب ناخدا پیدا ہوا

آیا جو معیار الولد۔ دو ہو گیا بے جد و کد
حیدر ید اللہ لا احد زور آزما پیدا ہوا

جب لافتیٰ الا علی۔ آیا ہے نفس نبی
غل تھا جوان ہاشمی قہر خدا پیدا ہوا

نکلی جو تیغ حیدری خیبر کے بھاگے سب جری
تن مین نہ کیون ہو تھرتھری شیر وغا پیدا ہوا

مقتول تھے کل عنتری مغرور تھے سب خیبری
کیونکر نہ بھولین صفدری خیبر کشا پیدا ہوا

صادق کو بخشیگا خدا ہر نبی و مرتضیٰ
کوثر پہ تجھکو غم کیا ہے ساقی تیرا پیدا ہوا

تمام شد

امیدوار دعائے مومنین محمد صادق یاروی

عرض اڈیٹر۔ تمامی مومنین سے امیدوار دعا ہون کہ میری خواہر عزیزہ شفاہا اللہ کی صحت کیلئے ان ایام مخصوصہ مین [illegible]

قطعہ فارسی در مدح جناب امیر المومنین امام المتقین علیہ السلام

بازوی ختم رسل دست خدا کیست علی — آنکہ یافت لقب روز وغا کیست علی
شہ خیبر شکن و بت شکن و شیر خدا — ناصر دین نبی در ہمہ جا کیست علی
دست و بازوے نبی روح نبی جان نبی — شوہر بنت رسول دو سرا کیست علی
حامی دین خدا ماحی شرک و بدعت — راکب دوش نبی دو سرا کیست علی
در شب غار بفرمودۂ پیغمبر حق — بر نبی جان بنمود فدا کیست علی
وانکہ داد دست پیمبر علمش در خیبر — صاحب تیغ دو سر قلعہ کشا کیست علی
وانکہ در راہ خدا داد عطا را انگشتر — مصدر جود و عطا کان سخا کیست علی
سیصد آیہ کہ بشانش شدہ نازل بقرآن — شہ ممدوح خدا در ہل اتی کیست علی
غم فردا مخور آخر تو ندانی قمی [illegible] — قاسم خلد و سقر روز جزا کیست علی

قصیدہ اردو

از مصنفات جناب حکیم سید محمد صادق صاحب ساکن موضع بارہ ضلع غازیپور حال مقیم [illegible] ضلع گورکھپور

نور خدا پیدا ہوا۔ کہف الوری پیدا ہوا — بدر الدجی پیدا ہوا۔ شمس الہدی پیدا ہوا
حق کا ولی پیدا ہوا۔ نفس نبی پیدا ہوا — یعنی علی پیدا ہوا۔ مشکل کشا پیدا ہوا
داماد ختم المرسلین۔ استاد جبریل امین — شاہنشہ دنیا و دین۔ کہف الوری پیدا ہوا
نور نبی و مرتضی۔ خلقت میں جو واحد تھا سدا — لیکن بحکم کبریا۔ ہر اک جدا پیدا ہوا
حقا کہ احمد ہے نبی۔ اوسکا وصی حق کا ولی — جسکی ولا واجب ہوئی۔ وہ پیشوا پیدا ہوا
اول سے اول خلق میں۔ افضل سے افضل خلق میں — اکمل سے اکمل خلق میں۔ نور صفی پیدا ہوا
اعلی علی اعدل علی۔ اعلم علی اکمل علی — اشجع علی افضل علی۔ پیش خدا پیدا ہوا
اول علی آخر علی۔ باطن علی ظاہر علی — صابر علی شاکر علی۔ عین الرضا پیدا ہوا
مقصود تعلق قل کفی۔ مفہوم لفظ انما — شان نزول ہل اتی۔ بحر سخا پیدا ہوا
سر تلک کنہ لو کشف۔ حق الیقین سے متصف — ہر شی نہ کیوں ہو منکشف۔ نور خدا پیدا ہوا
تبلیغ بلغ سے عیاں۔ ہے حکم رب انس و جان — آقا و مولائے جہان۔ بس مرتضی پیدا ہوا
اکملت سے ظاہر ہوا۔ کامل ہوا دین خدا — یعنی شہ ہر دو سرا۔ شاہ ہدا پیدا ہوا
ارشاد پیغمبر ہوا۔ من کنت مولاہ صلا — سب سے علی مرتضی۔ مولا مرا پیدا ہوا
شہر نبی کا در کھلے۔ ہے ساقی کوثر علی — اور عرش کا زیور علی۔ جو با صفا پیدا ہوا

لہذا صاحب ذیل امور پر غور فرمائیں

(۱) آیا اس پرچہ کی شیعہ پبلک کو ضرورت ہے یا نہیں اگر ضرورت ہو تو آپ نہایت آزادی سے تحریر فرمائیں کہ قوم کو [illegible]
اس پرچہ کی ضرورت نہیں تاکہ رسالہ آئندہ سے اسکا اجرا موقوف کر دیا جائے کیونکہ نہ اڈیٹر کا خیال ذاتی اسکو جاری رکھنے سے [illegible]
باللہ العلی العظیم اس سے کوئی نفع ہو رہا ہے بلکہ خسارہ پر خسارہ ہے۔

(۲) اگر آپ اسکی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو اسکے بقا کی صورت بتائیے کہ کیونکر یہ پرچہ چل سکتا ہے۔ مسلسل تین چار سال کے تجربہ نے بتا دیا ہے موجودہ حالت میں کسی صورت میں بقا ممکن نہیں۔

لا اینکہ تین کام کیا جائے۔ ایک یہ کہ اشاعت میں ترقی دیجائے کہ ہر شخص کم سے کم دو خریدار ضرور فراہم کرے کہ کم سے کم دو ہزار خریدار کی تعداد پوری ہو تو اس صورت میں البتہ پرچہ اپنے حال پر باقی رہ سکتا ہے بلکہ ممکن ہے کچھ ترقی کرے دوسری صورت یہ ہے کہ صفحات کم کئے جائیں یعنی بجائے ۴۸ یا ۴۰ صفحہ کے پھر ۳۲ صفحہ کر دیا جائے کسی طرح زندگی کے دن پورے ہوں تیسری صورت یہ ہے کہ جو حضرات کچھ صاحب اقتدار ہیں وہ اپنے چندہ کی مقدار بڑھائیں کیونکہ صرف ایک روپیہ صفت اور صدہا نصف چندہ دیا جاتا ہے
ترقی اشاعت کی فکر آپکے ذمہ ہے کہ اپنے برادران دینی کو اسکی خریداری پر آمادہ کیجئے۔ ورنہ پھر میں مجبور ہونگا کہ آئندہ نمبر سے صفحات کی تعداد کم کر دوں کیونکہ ابھی سال کے پانچ نمبر باقی ہیں اور آمدنی سے خرچ اسوقت تک زیادہ ہو چکا اسکے علاوہ کوئی صورت اسکے بقا کی نہیں۔

اس سے آپ مطمئن رہیں کہ لندر سالے کے پرچہ بند نہ ہوگا۔ اشاعت موقوف نہ ہوگی قوم سے چندہ لیچکا ہوں کبھی بددیانتی نہ ہوگی۔ مگر بجز کمی صفحات کوئی چارہ نہیں۔ قوم سے اپیل ہے چندہ میلاد امیر المؤمنین میں سوال ہے کہ اپنے اس قومی پرچہ کو موت سے بچائیے۔ مرنے دیجئے۔ اپنے دوستوں سے صرف ۵ شخصوں کو خریدار بنائیے جنکا چندہ خود وصول فرما کر دفتر میں روانہ فرمائیے پھر دیکھئے یہ پرچہ کیسی خدمت کرتا ہے۔

آخر میں آپکو اصلاح پرنٹنگ پریس کی طرف توجہ دلاتا ہوں جسکا سرمایہ نہایت ہی قلیل [illegible] ہزار ہے۔ اور امید منافع تجارتی سالانہ کم سے کم [illegible] کام نفع بخش ہے اگر قوم بھی ہمت کرے۔ فی حصہ [illegible] مقرر ہے جو ہماری معزز قوم کے نزدیک کوئی چیز نہیں مگر افسوس قومی کاموں کا ہم میں مذاق نہیں نہ خود کچھ نفع اٹھانا چاہتے ہیں نہ اپنی قوم کو نفع پہنچانا ورنہ ایک آواز میں لاکھوں روپیہ کا سرمایہ فراہم ہو سکتا ہے امید کہ جواب سے محروم نہ رکھینگے۔ آپکا خادم علی حیدر اڈیٹر اصلاح کھجوہ ضلع سارن

خاتمہ فن طبابت۔ گذشتہ نمبر میں ہم جناب حکیم میر [illegible] حسین صاحب مرحوم کے انتقال کا ذکر لکھ چکے ہیں [illegible] ہوا۔ اسکے بعد یہ تازہ حادثہ ہوا کہ جناب حکیم شیخ عابد علی صاحب مرحوم نے بھی انتقال فرمایا جو مشاہیر اطبا سے تھے اور جناب حکیم میر [illegible] صاحب مرحوم کے بعد [illegible] شہرت میں انہیں کا درجہ تھا۔

مگر افسوس صد افسوس کہ جناب حکیم میر مسعود حسین صاحب مرحوم نے بھی بتاریخ [illegible] جمادی الثانی انتقال فرمایا جس سے فن طبابت کا گویا خاتمہ ہو گیا کیونکہ جناب ممدوح اگرچہ پیشہ ور طبیب نہ تھے نہ کبھی مطب کیا [illegible] بحیثیت پیشہ انجام دیتے مگر اس فن میں علم آموختہ کمال حاصل تھا بحیثیت عالم فن ہونے کے آپ سب پر [illegible]
[illegible]
[illegible]

عید میلاد جناب امیر المومنین مبارکباد

تحفہ ماہ رجب

اپیل عام

(آپکی ادنے توجہ سے سب عقدہ حل ہوسکتا ہی)

قبل اسکے کہ ایک قصیدہ مدح جناب امیر المومنینؑ ہین شایع کرون جو انشاء اللہ مجالس میلاد مین پڑہا جائیگا چند ضروری امور عرض کرتا ہوں

(۱) اصلاح کی اشاعت ۱۳۱۵ھ سے اوسوقت شروع ہوئی کہ اخباری دنیا سے ہم علحدہ تھے نہ شیعوں کا کوئی قومی اخبار تھا نہ رسالہ پیسہ اخبار۔ وفادار لاہور سراج الاخبار جہلم وکیل امرتسر مین خاص طور سے ہمپر حملہ ہوتا اور ہم دفاع بھی نہ کرسکتے یہانتک کہ بعض مضامین ضروری اخبار امامیہ مبئی کو بھیجے گئے جو خاص شیعوں کا قومی اخبار تھا تو اسوجہ سے نہ شایع ہوسکے کہ اسمین شیعوں کی حمایت ہے۔ یہانتک کہ مسٹر شرر نے حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا ناول لکھا اور کوئی جواب نہ دیا جاسکا۔ تب اشاعت اصلاح شروع کی گئی کہ کسیطرح ہم اپنی حفاظت کرسکیں اسپر وہ رنگ اختیار کیا گیا کہ اصلاح نہ شیعہ معلوم ہوتا تھا نہ سنی۔

(۲) اس بارہ سال مین جتنے تغیرات اصلاح مین پیدا ہوے اور جن جن زحمتوں اور مصیبتوں سے سامنا کرنا پڑا ناظرین اصلاح سے مخفی نہین یہانتک کہ بند بھی ہوا اور پھر بہ اصرار ہمدردان قوم جاری بھی کیا گیا۔

(۳) ابتدائی مرکز اصلاح کا شہر عظیم آباد پٹنہ تھا۔ مگر مخالفین کی شرارت سے اپنے وطن آنا پڑا کیونکہ وہان نہ صرف آبرو کا خطرہ تھا بلکہ جان کا بھی

(۴) آجتک جو خدمتین اس سے ہوئین یا ہوتی ہین وہ سب آپکے پیش نظر ہے اور جو جو مصیبتین اوٹھانی پڑتی ہین اونسے بھی آپ بیخبر نہین ہین کیونکہ ہر سال سو سو چار سو وی پی واپس آتے ہین۔ چنانچہ اس سال بھی ۵۰۰ وی پی واپس آچکے حالانکہ اسدفعہ خاص اہتمام کیا گیا تھا کہ انعامی رسالہ چھپوایا گیا پوسٹ کارڈ بھی خاص طور پر ہر شخص کے نام بھیجا گیا۔ مگر خدا رحم کرے ہمپر کہ ہماری قوم کو کسیطرح رحم نہ آیا۔

(۵) اسوقت ہندوستان مین مسلمانونکی بیس پچیس رسالے ہونگے جنکا سالانہ ۳ تھا ہی۔ مگر کسی پرچہ کا حجم ۳۲ صفحہ سے زیادہ نہین۔ صرف اصلاح ایک ایسا رسالہ ہی جو آپکو بجای ۳۲ صفحہ کے عموماً ۶۴ بلکہ ۷۲ بلکہ ۸۰ صفحہ دیتا ہی۔ اور مضامین کے اعتبار سے تو میرا دعوی ہی کہ شاید روے زمین پر کوئی پرچہ ایسا ہو جسمین اس قسم کے محققانہ مضامین شایع ہوتے ہون جسکے ہر مضمون پر ہر کتاب کے صفحہ و مطبع تک کا پتہ دیدیا جاتا ہی جسکے لئے کم سے کم دو ڈہائی سو کی کتابین ہر سال منگانی پڑتی ہین۔

(۶) اسپر کرم ہے کہ ہر سال یا دوسرے تیسرے کوئی نہ کوئی انعام بھی ضرور ہی مفت شایع کرتا ہے۔

(۷) جس سے آپ خیال کرسکتے ہین کہ دفتر پر کسقدر بار پڑتا ہوگا۔ کیونکہ جو لوگ مطبع سے تعلق رکھتے ہین اونکو اچھی طرح معلوم ہے کہ ۳ سالانہ میں کسیطرح ۳۲ صفحہ کا ماہوار خرچ پورا نہین ہوتا چہ جائیکہ ہر ماہ ۸۰ صفحہ دیا جاسے اور اوسکے علاوہ انعام مفت بہ اداے محصول [illegible]

عید میلاد جناب امیر المومنین مبارک ہو

تحفہ ماہ رجب

اپیل عام

(آپکی ادنے توجہ سے سب عقدہ حل ہو سکتا ہے)

قبل اسکے کہ ایک قصیدہ مدح جناب امیر المومنین میں شایع کروں جو انشاء اللہ مجالس میلاد میں پڑھا جائیگا چند ضروری امور

(۱) اصلاح کی اشاعت سنہ ۱۳۱۵ھ سے اوس وقت شروع ہوئی کہ اخباری دنیا سے ہم علحدہ تھے نہ شیعوں کا کوئی قومی اخبار تھا نہ رسالہ جسمیں

بعض مضامین

ایسے ہی بدانکی

بس اسطرح ہم نے

تازہ بشارت

۱۴ جولائی مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ صبح کو وقت محمد علی مرزا (شاہ ایران) نے بختیاری قبیلے کے سردار اسعد کے مقابلہ میں خوف شکست فرار اور روسی سفارت خانہ میں پناہ گزین ہوئے۔ اسپیان مجلس ملی کو پوری کامیابی ہوئی تھی۔ ... ولیعہد کو جنکا نام احمد مرزا ہے جو بعمر ... شاہ ... فرزند ہیں ایران کے تخت پر بٹھایا ہے کہ جدید شاہ کا سن تقریباً گیارہ سال ہے اونکے زمانہ نابالغی میں سردار اسعد اور سپہدار اعظم فرائض شاہی کو انجام دینگے اور ... مقننین کا انعقاد جلد تر ہو جائیگا۔ روسی ... سفارت خانے حسب مکان میں محمد علی مرزا مقیم ہیں اور سپہ روسی اور انگریزی ... اوس پر ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اونکی جان روسیوں اور انگریزوں کی پناہ میں ... لیکن ... ملک اور ... سے انگریزوں اور روسیوں کو کوئی مطلب نہیں۔ وہ ایرانیوں کے ہمسایہ ہیں —— ... ٹیلیگراف ... پانیر۔

افسوس ... اس تحفہ ... سلطان کے نام کو خوب روشن کیا اسطرح آجتک ... سلطانی عزت کو قائم ... اسطرح اس جنگ میں جان سے مارا جاتا تو بھی کچھ اسکی عزت باقی رہتی مگر ... ذلت ... اختیار کی کہ ابدالآباد مستحق نفرت رہیگا ... ہے تو اسقدر کہ سلطان نے قید ہو کر تخت سلطنت چھوڑا۔ اور یہ پھر بھی آزاد رہا کہ قید ہو تاج و تخت سے دونو محروم نفرین خلائق کے دونوں نشانہ

صلاح سے مخفی ہے

... خطرہ تھا ملک جا

... ادنے سے بھی آ

... الا اللہ اسد فتح

... ہم پر کہ ہماری

... زیادہ نہیں

... اعتبار سے توجہ

... جسکے ہر مضمون سے

معلوم ہو کہ ہمارا سالانہ

حصول ہر سال تقسیم

مظفری [illegible]

[illegible] اصلاح [illegible]

[illegible] محمدی ۔ [illegible] اصلاح جناب [illegible] میاں نور صاحب [illegible]

[illegible] مشکوٰۃ [illegible] قومی ہمدردی [illegible] خرید فرما کر [illegible]

[illegible] و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حسب روایتی دفتر [illegible] قیمت پر جناب [illegible] خرید فرما کر [illegible]

[illegible] عالم ایسے ہمدردان قوم کو [illegible] فرمائے جو سطح دفتر کی امانت فرماتے ہیں [illegible] مومنین [illegible]

[illegible] کے عروج کے حصول مقاصد کیلئے دعا [illegible]

جناب سید [illegible] صاحب رئیس [illegible] ضلع [illegible] کی [illegible] شکر گذار ہوں کہ جناب نے عزیز [illegible] کے اصلاح [illegible]

[illegible] کے خریدار ہو کے مناظرہ احمدیہ حصہ ثانیہ [illegible] ہوا اور نیز تاریخ الاذان حصہ دوم حصہ [illegible]

[illegible] توجہ کی ضرورت ہے۔

مسجد و امامبارہ کھرڑ ضلع انبالہ کی اپیل اصلاح [illegible] میں شایع ہو چکی ہے ہمدردان قوم توجہ فرما [illegible]

مراسلات بنام جناب حکیم سید ولی محمد صاحب متولی ہونی چاہیئے۔

انجمن عزاداری امام مظلوم قصبہ کالانور ضلع گورداسپور ۔ ایک نہایت ضروری انجمن ہے فیس ممبری [illegible]

[illegible] اگر اپنے کوشش نہ کی تو اس قصبہ سے عزاداری کو موقوف سمجھنا چاہیئے ۔ مخالفین نے اس انجمن کی مخالفت

میں ایک انجمن قائم کی ہے جو ترقی پر ہے مگر افسوس ہماری قوم شیعہ کا ہر کام معرض تنزل میں ہے اے کاش ہم [illegible]

احساس ہو اور اپنی ضرورتوں کو سمجھیں ادنی توجہ سے مسجد امام بارہ مدرسہ قائم ہو سکتا ہے اور کوئی کارخانہ [illegible]

سکتا ہے صرف مومنین کی توجہ درکار ہے ۔ مراسلات بنام جناب سید فیض حسین صاحب سکرٹری انجمن عزاداری قصبہ کالانور

ضلع گورداسپور ہونی چاہیئے ۔

انجمن سنکھترہ ضلع سیالکوٹ ۔ کی مفصل رپورٹ دفتر میں وصول ہوئی جناب سید محمد علیشاہ صاحب

[illegible] اول اسکے جائنٹ سکرٹری ہیں ۔ یکم جولائی سے اس انجمن کا افتتاح ہوا ۔ اغراض و مقاصد تعمیر مسجد و امامباڑہ

ترویج دین حق ۔ اتفاق و ہمدردی ۔ قوم کی دینی و دنیوی بہبودی کی تجاویز سوچنا ۔ گورنمنٹ کی نسبت [illegible]

دینا ۔ فیس ممبری کے علاوہ ہر ممبر پر فرض ہوگا شادی غمی کے موقع پر انجمن میں ایک مقدار معین ضرور داخل

کریں ۔ قواعد و ضوابط عمدگی سے بنے ہیں خدا ہمکو عمل کی توفیق کرامت فرمائے جناب سید [illegible] احسن شاہ [illegible]

پریسیڈنٹ ہیں اور جناب سید نجیب علیشاہ صاحب جنرل سکرٹری ہیں ہم جناب سید محمد علیشاہ صاحب کو اس

کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ سب آپکے مساعی جمیلہ کے نتائج حسنہ سے ہیں ۔

انجمن امامیہ لائل پور پنجاب ۔ چونکہ لائلپور میں کوئی امام باڑہ نہیں تھا لائلپور [illegible]

[illegible] مومنین نے اس نام کی انجمن قائم کی ہے [illegible] ایک امام باڑہ وہاں تعمیر کیا جائے جناب [illegible]

[illegible] تشریف آوری کا وعدہ کیا ہے جناب سید [illegible] شاہ صاحب اسکے سکرٹری ہیں ۔ مراسلات انہی کے نام [illegible]

عید میلاد جناب امیر المومنینؑ مبارکباد — رجسٹرڈ نمبر ...

رسالہ

اصلاح

عام مسلمانوں کی قومی و مذہبی اصلاح

فرقہ حقہ شیعہ کی حمایت و ترقی

یہ رسالہ سنی شیعہ جھگڑوں کا حامی نہیں ہے

نمبر ۷	بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۷ھ	جلد ۱۲

نمبر شمار	فہرست مضامین	مضمون نگاران	صفحہ
۱	حرمۃ الخمر	اڈیٹر	۳
۲	حقیت خلافت جناب امیرؑ	جناب مرزا محمد عباس صاحب مظفر نگر	۹
۳	اہلحدیث کی خلافت راشدہ	اڈیٹر	۱۷
۴	تحریف کا نیا ثبوت	//	۲۲
۵	آثار صحبت	//	۲۶
۶	حضرت یزید پلید علیہ ما یستحقہ	جناب مولوی حسن میاں صاحب مولوی منقول از الجمیعۃ	۳۶
۷	صدارت شیعہ کانفرنس	اڈیٹر	۴۹
۸	عرض حال	جناب سکرٹری صاحب شیعہ کانفرنس	۵۰
۹	تقریظات	اڈیٹر	۵۴
۱۰	مناظرہ رامپور	//	۵۸
۱۱	مسئلہ شہادت پر مرزا حیرت سے مباحثہ	پیسہ اخبار	۶۰
۱۲	علیگڈھ کا خطرہ	اڈیٹر	۶۱
۱۳	خطابات سالگرہ	//	۶۱
۱۴	طلاق ایمان	//	۶۳
۱۵	الامامۃ	جناب شاہزادہ صاحب مصنف گاوی	۶۴

مطبع اصلاح کھجوا ضلع سارن سے شایع کیا گیا

عید میلاد جناب امیر المومنین مبارکباد رجسٹرڈ

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ سنجری وہابی سب کیلئے ہے

نمبر ۷	بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۷ھ	جلد ۱۲

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

مظفری تبحانہ فنڈ .... میزان سابقہ مندرجہ اصلاح [illegible]

تبجانۂ محمدی۔ الحمد للہ کہ بڑا ہی اچھا ذخیرہ ہو چکا ہے جس میں اصلاح جناب احمد میان محمود صاحب [illegible] تفسیر و منشور و شیعی [illegible] جلد اللہ امکان قومی ہمدردی اپنا کیسہ فتوت سے خرید فرما کر داخل کتبخانہ کیا ہے و تاریخ طبری و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حسب فرمائش دفتر عنایت ارزان قیمت پر جناب دفتر خرید فرما کر مرحمت کیا خداوند عالم ایسے ہمدردان قوم کو جزائے خیر عنایت فرمائے جو اس طرح دفتر کی اعانت فرماتے ہیں دیگر مومنین سے بھی التماس ہے کہ مدوح کے حصول مقاصد کیلئے دعا کرین۔

جناب سید وزیر حاتم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور کا بھی بیحد شکر گذار ہون کہ جناب نے فرزند اکبر کے اصلاح پڑھنگ کمیٹی کے پانچ حصّے کے خریدار ہوئے۔ مناظرہ احمدیہ حصّۂ ثانیہ زیر طبع ہے اور نیز تاریخ الاذان حصہ دوم حصہ دار [illegible] کمیٹی کے توجہ کی ضرورت ہے۔

مسجد و امام بارہ کھڑ ضلع انبالہ کی اپیل اصلاح [illegible] میں شایع ہو چکی ہے۔ ہمدردان قوم توجہ فرمائین مراسلات بنام جناب حکیم سید ولی محمد صاحب متولی ہونی چاہیئے۔

انجمن عزاداری امام مظلوم قصبہ کلانور ضلع گورداسپور۔ ایک نہایت ضروری انجمن ہے فیس ممبری [illegible] ہے اگر اپنے کوشش نہ کی تو اس قصبہ سے عزاداری کو موقوف سمجھنا چاہیئے۔ مخالفین نے اس انجمن کی مخالفت میں ایک انجمن قائم کی ہے جو ترقی پر ہے مگر افسوس ہماری قوم شیعہ کا ہر کام معرض تنزل میں ہے اے کاش ہم میں بھی احساس ہو اور اپنی ضرورتوں کو سمجھین ادنیٰ توجہ سے مسجد امام باڑہ مدرسہ قائم ہو سکتا ہے اور کوئی کارخانہ [illegible] سکتا ہے صرف مومنین کی توجہ درکار ہے۔ مراسلات بنام جناب سید فیض حسین صاحب سکرٹری انجمن عزاداری قصبہ کلانور ضلع گورداسپور ہونی چاہیئے۔

انجمن سنگھترہ ضلع سیالکوٹ۔ کی مفصل رپورٹ دفتر میں وصول ہوئی جناب سید محمد علیشاہ صاحب سار جنٹ اول اسکے جائنٹ سکرٹری ہین۔ یکم جولائی سے اس انجمن کا افتتاح ہوا۔ اغراض و مقاصد تعمیر مسجد و امام باڑہ ترویج دین حق۔ اتفاق و ہمدردی۔ قوم کی دینی و دنیوی بہبودی کی تجاویز سوچنا۔ گورنمنٹ کی نسبت [illegible] دینا۔ فیس ممبری کے علاوہ ہر ممبر پر فرض ہوگا شادی و غمی کے موقع پر انجمن میں ایک معقول رقم ضرور دیا کرین۔ قواعد و ضوابط عمدگی سے بنے ہین خدا انکو عمل کی توفیق کرامت فرمائے جناب سید [illegible] احسن شاہ صاحب پریسیڈنٹ ہین اور جناب سید نجیب علیشاہ صاحب جنرل سکرٹری ہین۔ ہم جناب سید محمد علیشاہ صاحب کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین کہ یہ سب آپکے مساعی جمیلہ کے نتائج حسنہ ہین۔

انجمن امامیہ لائل پور پنجاب چونکہ لائلپور میں کوئی امام باڑہ نہیں ہے جالانکہ ہر قوم کے معابد موجود [illegible] اسلئے مومنین نے اس نام کی انجمن قائم کی ہے چندہ ہو رہا ہے ایک امام باڑہ وہان تعمیر ہوگا جناب مولانا [illegible] حشمت علی [illegible] نے بھی تشریف آوری کا وعدہ کیا ہے جناب میر [illegible] صاحب اسکے سکرٹری ہین۔ مراسلات انہی کے نام [illegible]

عید میلاد جناب امیر المومنین مبارک باد

تحفۂ ماہ رجب

تازہ بشارت

١٦ جولائی مطابق ٢٩ جمادی الثانی ١٣٢٧ھ صبح کو وقت محمد علی مرزا (شاہ ایران) نے بختیاری قبیلہ کے سردار اسعد کے مقابلہ میں بخوف شکست فرار کیا اور روسی سفارت خانہ میں پناہ گزین ہوئے حامیان مجلس ملی کو پوری کامیابی ہوئی جنہوں نے ولیعہد کو جسکا نام احمد مرزا ہے اور جو معزول شاہ کے دوسرے فرزند ہیں ایران کے تخت پر بٹھایا ہے چونکہ جدید شاہ کا سن تقریباً گیارہ سال ہے اسلئے زمانہ نابالغی میں سردار اسعد اور سپہدار اعظم و رئیس تابعی کو [illegible] دینگے اور مجلس مقدس کا انعقاد جلد ترمیم پائیگا۔ روسی سفارت خانہ جس مکان میں محمد علی مرزا مقیم ہیں اوسپر روسی اور انگریزی جھنڈے اوڑ رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اونکی جان روسیون اور انگریزون کی پناہ میں ہے [illegible] اب سے انگریزون اور روسیون کو کوئی مطلب نہیں۔ وہ ایرانیوں کے اختیار میں ہے۔ (از ٹیلیگراف انڈین ڈیلی نیوز۔ پانیر۔)

الحمد للہ [illegible] سلطان کے [illegible] خوب روشن کیا اسطرح اجتک اپنی سلطانی [illegible] اسطرح اس جنگ میں جان سے مارا جاتا تو پھر بھی کچھ اوسکی عزت باقی رہتی مگر یہی ذلت و رسوائی اختیار کی کہ ابد الآباد مستحق لعنت رہے۔ فرق یہ ہے تو اسقدر کہ سلطان نے قید ہوکر تخت سلطنت چھوڑا۔ اور یہ پھر بھی آزاد رہا گو تاج و تخت سے دونوں محروم [illegible] خلائق کے دونوں نشانہ

ہر کتاب کے صفحہ و مطبع تک کا پتہ دیدیا جاتا ہے جسکے لئے کہ ہم دو ڈھائی سو کی کتابیں ہر سال منگانی پڑتی ہیں۔

(٦) اسپر کم سے کم ہر سال یا دوسرے تیسرے کوئی نہ کوئی انعام بھی ضرور ہی مفت شائع کرتا ہے۔

(٧) جس سے آپ خیال کر سکتے ہیں کہ دفتر پر کس قدر بار پڑتا ہوگا۔ کیونکہ جو لوگ مطبع سے تعلق رکھتے ہیں اونکو اچھی طرح معلوم ہے کہ [illegible] سالانہ میں اسطرح ٣٢ صفحہ کا ماہوار خرچ پورا نہیں ہوتا چہ جائیکہ [illegible] صفحہ دیا جائے اور اوسکے علاوہ انعام مفت [illegible] محصول [illegible] تقسیم کیا جاے

لہذا حسب ذیل امور پر غور فرمائیں

(۱) آیا اس پرچہ کی تبعیہ پبلک کو ضرورت ہی یا نہیں ؟ اگر ضرورت نہو تو آپ نہایت آزادی سے تحریر فرمائیں کہ قوم کو یا ہمکو اس پرچہ کی ضرورت نہیں تا کہ سال آیندہ سے اسکا اجرا موقوف کر دیا جائے کیونکہ نہ اڈیٹر نے بخیال ذاتی اسکو جاری کیا ہے نہ باللہ العلی العظیم اس سے کوئی نفع ہو رہا ہے بلکہ خسارہ پر خسارہ ہے۔

(۲) اگر آپ اسکی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو اسکے بقا کی صورت بتائے کہ کیونکر یہ پرچہ چل سکتا ہے۔ اسلئے کہ تین چار سال کے تلخ تجربہ نے بتا دیا ہے موجودہ حالت میں کسی صورت میں بقا ممکن نہیں۔

(۳) اسکے بقا کی تین صورتیں ہیں ان میں سے کسی پر عمل کیا جائے۔ ایک یہ کہ اشاعت میں ترقی دیجائے کہ ہر شخص کم سے کم ۵ خریدار ضرور فراہم کرے کہ کم سے کم دو ہزار خریدار کی تعداد پوری ہو اگر اس صورت میں البتہ پرچہ اپنے حال پر باقی رہ سکتا ہے بلکہ ممکن ہے کچھ ترقی کرے **دوسری** صورت یہ ہے کہ صفحات کم کئے جائیں یعنی بجائے ۴۸ یا ۸۰ صفحے کے پھر ۳۲ صفحہ کر دیا جائے کسیطرح زندگی کے دن پورے ہوں **تیسری صورت** یہ کہ جو حضرات کچھ صاحب اقتدار ہیں وہ اپنے چندہ کی مقدار بڑھائیں کیونکہ صدہا پرچہ مفت اور صدہا بنصف چندہ دیا جاتا ہے ترقی اشاعت کی غرض سے ذمہ ہے کہ اپنے برادران دینی کو اسکی خریداری پر آمادہ کیجئے۔ ورنہ پھر میں مجبور ہونگا کہ آیندہ نمبر سے صفحات کی تعداد کم کر دوں کیونکہ ابھی سال کے پانچ نمبر باقی ہیں اور آمدنی سے خرچ اسوقت تک زیادہ ہو چکا اسکے سوا کوئی صورت اسکے بقا کی نہیں۔

اس سے آپ مطمئن رہیں کہ اندر سال کے پرچہ بند نہوگا۔ اشاعت موقوف نہو گی قوم سے چندہ لیچکا ہوں کبھی بند نہ ہوگی۔ مگر بجز کمی صفحات کوئی چارہ نہیں۔ قوم سے اپیل ہے عید میلاد امیر المومنینؑ میں سوال ہے کہ اپنے اس قومی پرچہ کو موت نہ آنے دیجئے۔ اپنے دوستوں سے صرف ۵ شخصوں کو خریدار بنائیے جنکا چندہ خود وصول فرما کر دفتر میں روانہ فرمائیے پھر دیکھئے یہ پرچہ کیسی خدمت کرتا ہے۔

آخر میں آپکو اصلاح پرنٹنگ کمپنی کیطرف توجہ دلاتا ہوں جسکا سرمایہ نہایت ہی قلیل یعنی پچیس ہزار ہے۔ اور امید منافع تجارتی سالانہ کم سے کم عـ۵ کام نفع بخش ہے اگر قوم بھی ہمت کرے۔ فی حصہ عـ۵ مقرر ہے جو ہماری معزز قوم کے نزدیک کوئی چیز نہیں۔ مگر افسوس قوم کا مذاق نہیں نہ خود کچھ نفع اوٹھانا چاہتے ہیں نہ اپنی قوم کو نفع پہونچانا ورنہ ایک آواز میں لاکھوں روپیہ کا سرمایہ فراہم ہو سکتا ہے امید کہ جو ایسے محروم نہ رکھینگے۔ آپکا خادم علی حیدر اڈیٹر اصلاح کھجوہ ضلع سارن

خاتمہ فن طبابت گذشتہ نمبر میں ہم جناب حکیم میر باقر حسین صاحب مرحوم کے ارتحال کو درج کر چکے ہیں جس سے تمامی مومنین کو صدمہ ہوا۔ اسکے بعد یہ تازہ حادثہ ہوا کہ جناب حکیم شیخ عابد علی صاحب مرحوم نے بھی انتقال فرمایا جو مشاہیر اطبا سے تھے اور جناب حکیم میر باقر حسین صاحب مرحوم کے بعد وجاہت و شہرت میں انہیں کا درجہ تھا۔

مگر افسوس صد افسوس کہ جناب حکیم میر صفدر حسین صاحب مرحوم نے بھی بتاریخ یکم جمادی الثانی انتقال فرمایا جس سے فن طبابت کا گویا خاتمہ ہوا کیونکہ جناب ممدوح اگرچہ پیشہ ور طبیب نتھے نہ آپکا مطب عام تھا نہ اس فن کو بحیثیت پیشہ انجام دیتے۔ مگر اس فن میں علماً وہ کمال حاصل تہا کہ بحیثیت عالم فن ہونیکے آپکا سب پر اثر تہا۔ علوم درسیہ میں آپکا وہ درجہ تہا کہ بڑی بڑی درسگاہوں کے طلبہ آپکے تلمذ کو اپنا فخر سمجھتے۔ زہد و اتقا میں آپکا وہ مرتبہ تہا کہ بہت سے علماء سے بڑہا ہوا۔ حق گوئی میں کبھی کسیکی رعایت نہ کرتے خلق و تواضع میں اپنا مثل نہ رکھتے۔ تشخیص مرض اور تحقیقات طبیہ میں آپکو وہ ملکہ تہا کہ تمامی اطبا آپکی رائے کو سند مانتے اور پھر کسیکو اوسکے قبول

قطعہ فارسی در مدح جناب امیر المومنین امام المتقین علیہ السلام

از افکار محمد علی صاحب [illegible]

سید حسن [illegible] متخلص بہ [illegible]

بازوے ختم رسل دست خدا کیست علی — لافتی یافت لقب روز وغا کیست علی
شہ خیبر شکن و بت شکن و شیر خدا — ناصر دین نبی در ہمہ جا کیست علی
دست و بازوے نبی روح نبی جان نبی — شوہر بنت رسول دوسرا کیست علی
حامی دین خدا ماحی شرک و بدعت — راکب دوش نبی دوسرا کیست علی
در شب غار بفرمودہ پیغمبر حق — بر نبی جان بنمودہ فدا کیست علی
وانکہ داد دست پیمبر علمش در خیبر — صاحب تیغ دوسر قلعہ کشا کیست علی
وانکہ در راہ خدا داد قطار اشتر — مصدر جود و عطا کان سخا کیست علی
سیصد آیہ کہ بشانش شدہ نازل بقرآن — شہ ممدوح خدا و مہ علا کیست علی
غم فردا مخور آخر تو ندانی قمی — قاسم خلد و سقر روز جزا کیست علی

قصیدہ اردو

از مصنفات جناب حکیم سید محمد صادق صاحب ساکن موضع بارہ ضلع غازیپور حال مقیم ریاست پردونہ ضلع گورکھپور

نور خدا پیدا ہوا۔ کہف الوری پیدا ہوا — بدر الدجی پیدا ہوا۔ شمس الہدی پیدا ہوا
حق کا ولی پیدا ہوا۔ نفس نبی پیدا ہوا — یعنی علی پیدا ہوا۔ مشکلکشا پیدا ہوا
داماد ختم المرسلین۔ استاد جبریل امین — شاہنشہ دنیا و دین۔ کہف الوری پیدا ہوا
نور نبی و مرتضی۔ خلقت مین واحد تھا سدا — لیکن بحکم کبریا۔ ہر اک جدا پیدا ہوا
حقا کہ احمد ہے نبی۔ اوسکا وصی حق کا ولی — جسکی ولا واجب ہوئی۔ وہ پیشوا پیدا ہوا
اول سے اول خلق مین۔ افضل سے افضل خلق مین — اکمل سے اکمل خلق مین۔ لو مرتضی پیدا ہوا
اعلی علی اعدل علی۔ اعلم علی اکمل علی — اشجع علی افضل علی۔ پیش خدا پیدا ہوا
اول علی آخر علی۔ باطن علی ظاہر علی — صابر علی شاکر علی۔ عین الرضا پیدا ہوا
مقصود نطق قل کفی۔ مفہوم لفظ انما — شان نزول ہل اتی۔ بحر سخا پیدا ہوا
سرتاج کنہ لوکشف۔ حق الیقین سے متصف — ہر شی نہ کیون ہو منکشف۔ نور خدا پیدا ہوا
تبلیغ بلغ سے عیان۔ ہے حکم رب انس و جان — آقا و مولائے جہان۔ بس مرتضی پیدا ہوا
اکملت سے ظاہر ہوا۔ کامل ہوا دین خدا — یعنی شہ ہر دوسرا۔ شاہ ہدا پیدا ہوا
ارشاد پیغمبر ہوا۔ من کنت مولا بر ملا — سب سے علی مرتضی۔ مولا مرا پیدا ہوا
شہر نبی کا در علی۔ ہے ساقی کوثر علی — اوس عرش کا زیور علی۔ جو با صفا پیدا ہوا

فرشِ نبی پر بر ملا۔ ہجرت کی شب سوتا رہا
زوجِ بتول پاک ہے۔ نفسِ شہ لولاک ہے
بابِ علومِ مصطفےٰ۔ دانائے رازِ کبریا
بہرِ مناز شاہدین۔ طالع ہوا مہرِ مبین
شق ہوگیا مکہ واقعی۔ خورشید میں بعثت نبی
روئی کے بدلے بیگمان بخشی قطار اشتران
کعبہ کو عزت ملگئی۔ مولد بنا جب علیؑ
ماہ رجب کی تیرہوین۔ کیا نیک ہے امیر مومنین
رحمت خدا کی آج ہے۔ اسلام کی معراج ہے
شمس الضحی بدر الدجی۔ کہف الوری نفس التقی
پیدا ہوے جب مرتضےٰ۔ سجدہ کیا حق کا ادا
رفرف تھا یا دستِ ملک۔ جسپر کیا سیر فلک
افلاک سے آئی ندا۔ خوش ہو رسول دوسرا
گھر مین خدا کے ہے خوشی ہے شور میلاد علیؑ
آغوشِ احمد مین گیا۔ آنکھونکو اوسدم وا کیا
افضل ہے سب سے یہہ ولد۔ ناطق ہے قرآن صمد
عید کرامت کیلئے۔ آئے ہین رحمت کے لئے
بے مثل یہہ مولود ہے۔ یہ نازشِ معبود ہے
کعبہ نے پایا یہہ شرف۔ پیدا ہوا شاہِ نجف
یثرب سے آتی ہے ندا۔ بطحا بھی دیتا ہے صدا
جو حامیِ اسلام ہے۔ جو صاحبِ صمصام ہے
قسامِ میزان وجنان۔ فیاضِ ارض وآسمان
آیا جو معیار الولد۔ وہ ہوگیا بے جد و کد
جبلا فتے الا علی۔ آیا ہے نفسِ نبی
نکلی جو تیغ حیدری خیبر کے بھاگے سب جری
مقتول تھے کل عنتری مغرور تھے سب خیبری
صادق کو بخشیگا خدا بہرِ نبی و مرتضےٰ

خالق نے من یشری کہا۔ وہ باوفا پیدا ہوا
جسکی جہان مین دھاک ہے۔ وہ لافتیٰ پیدا ہوا
یعنی علی اعلےٰ۔ سرِ نہان پیدا ہوا
غل تھا امام المتقین۔ معجزنما پیدا ہوا
اعجازِ سلطان دوصی۔ وقتِ دعا پیدا ہوا
حقا کہ فخرِ دوجہان۔ بحرِ سخا پیدا ہوا
جس سے کہ فضلِ داقعی۔ بے انتہا پیدا ہوا
جسمین شہ دنیا و دین۔ نامِ خدا پیدا ہوا
ایمان کے سر پہ تاج ہے۔ وہ بادشا پیدا ہوا
شیر وغا شاہِ ہدا۔ سیفِ خدا پیدا ہوا
سارے صحف از بر پڑہا۔ کیا باحیا پیدا ہوا
پہونچا زمین مین تا سمک۔ کیا ذو العلےٰ پیدا ہوا
بولے ملک یا مصطفےٰ۔ بھائی ترا پیدا ہوا
یعنی محمد کا وصی۔ شمس الہدے پیدا ہوا
دیکہا رخِ شاہِ ہدا۔ کیا باولا پیدا ہوا
ہے جو نبی کا معتمد۔ وہ ذو العلےٰ پیدا ہوا
خالق کی بیعت کے لئے۔ دستِ خدا پیدا ہوا
خالق کا جو مقصود ہے۔ وہ مدعا پیدا ہوا
عالم مین غل ہے ہر طرف۔ شیرِ خدا پیدا ہوا
جو ہے امام اتقیا۔ وہ رہنما پیدا ہوا
جو کاسرِ اصنام ہے۔ وہ مقتدا پیدا ہوا
طوفانِ غم آئے کہان جب ناخدا پیدا ہوا
حیدر یداللہِ لا احد زور آزما پیدا ہوا
غل تھا جوانِ ہاشمی قہرِ خدا پیدا ہوا
تن مین نہ کیون ہو تھرتھری شیر وغا پیدا ہوا
کیونکر نہ بھولین صفدری خیبر کشا پیدا ہوا
کوثر پہ تجھکو غم کیا ہے ساقی تیرا پیدا ہوا

تمام شد

امیدوار دعائے مومنین محمد صادق باروی

عرض اڈیٹر۔ تمامی مومنین سے امیدوار دعا ہون کہ میری خواہر عزیزہ شفاءاللہ کی صحت کیلئے ان ایام مخصوصہ مین فرد فرد دعا فرمائین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۷	بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۲۷ھ	جلد ۱۲

رسید زر وصولی اصلاح پرنٹنگ کمپنی

بقیہ نمبر ۷۔ جناب منشی رضا حسین صاحب منیجر سوپور دھنورہ	۱حصہ	صہ	عہ
(۷۹) جناب سید محمد احسن صاحب سلمہ اللہ خلف جناب سید وزیر ناظم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور معین اصلاح	۵حصہ	صہ	صہ
(۸۰) جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر کمروالہ ضلع ملتان ۱۲۶۱	۱حصہ	عہ	عہ
میزان کل			مہ عہ سہ

تصحیح تاریخ جلد اول
(ایمالعق)

بتد الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست — آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

اس کتاب کا ایک عرصہ سے مومنین کو اشتیاق تھا کیونکہ اسنے فن تاریخ کی بنیاد ہلا دی بقول اڈیٹر اودھ پنچ مردہ صد سالہ اسنے اکھیڑا ہے جس سے تاریخی دنیا مین ایک عجب طرح کا انقلاب آیا۔

اس کتاب کی ابتدائی اشاعت اصلاح ملا جلد اول کیساتھ شروع ہوئی جسکا سلسلہ جلد ۵ تک چلا گیا اور وہ اسرار سربستہ اس سے کھلے کہ تاریخی دنیا مین ایک ایسا طوفان پیدا ہوا کہ ہر شخص کو صحیح واقعات کی فکر پڑی اور جانچ پڑتال ہونے لگی۔

یہ کتاب بھی مصنفات عالیجناب فخر الحکما دام ظلہ سے ہے جنکی تصنیفات و تالیفات کا ایک عالم کو اشتیاق ہے چونکہ یہ کتاب علحدہ نہین چھپی تھی مومنین کے کثرت اشتیاق نے دفتر اصلاح پرنٹنگ کمپنی کو مجبور کیا کہ جہانتک جلد ہو سکے اس کتاب کو شایع کرے۔ الحمد للہ کتاب بہمہ وجوہ طیار ہے صفحہ ۲۰۰ پر تمام ہے قیمت ۱۲ اگر آپنے اسکی خریداری مین تعجیل نہ فرمائی تو پھر ملنا مشکل ہے کیونکہ بہت سی درخواستین قبل سے آچکی ہین مراسلات کل بنام منیجر دفتر اصلاح ہونا چاہیے۔

حرمت ماہ رجب کے خیال سے حسب ذیل تخفیفین اسکے ساتھ منظور کی گئین۔ دفع الوثوق۔ رسالہ دفع جواب شریہ بجائے ۱۲ ۱۲ تاریخ الاذان حصہ اول ۲ تنقید بخاری حصہ اول مناظرہ امجدیہ حصہ اول یہ رعایت صرف ۳۰ ماہ رجب تک ہے پھر ہر کتاب اصلی قیمت سے کم پر نہ ملیگی۔

معذرت

اصلاح نمبر ۶ مین ایک تحریر بعنوان رسالہ الحق لاہور شایع ہوئی ہے جو کسی مفتری معاند کی تحریر ہے لہذا دفتر اصلاح اوس تحریر سے برات اپنی ظاہر کرتا ہے۔ اصلی حال یہ ہے کہ مین بوجہ علالت اپنی خواہر عزیزہ شفاہا اللہ جسکی صحت کیلئے چند مرتبہ التماس دعا کرچکا ہون ۲۰ ربیع الثانی کو حیدرآباد گیا تھا جناب فخر المحققین دام ظلہ بھی وہین تشریف فرما تھے۔ ابتدائی مضمون ہمارا گذشتہ ماہ "حالات ایران" اسقدر لکھ دیا تھا کہ میرے خیال مین اوس سے صفحے پورے ہوجائینگے۔ مگر کاپی لکھنے مین ڈیڑہ صفحہ کی کمی رہی مینیجر صاحب نے بخیال اسکے کہ پرچہ مین تاخیر ہو وہ مضمون جو کسی فرضی خریدار کا تھا اور میری غیبت مین موصول ہوا شایع کردیا اور ایک نوٹ بھی لکھدیا حالانکہ مین بقسم شرعی عرض کرتا ہون کہ یہ تحریر بلا علم و اطلاع میرے شایع ہوئی ہے نہ مجھے اسکا علم تھا نہ مین اس سے واقف تھا نہ راستی یہ ہے اسکو کوئی تعلق ہے جناب مولانا السید علی صاحب الحائری سے اکثر جناب فخر المحققین دام ظلہ سے مراسلات کا سلسلہ جاری رہا ہے جناب فخر المحققین ناصر الملۃ والدین دام ظلہ کی نسبت آجتک کسی متنفس سے بھی ایک کلمہ خلاف شان نہین سنا گیا۔ پھر بجز اسکے کیا کہا جاے کہ یہ سراسر اتہام و افترا ہے۔

ہمکو جہانتک علم ہے ہمارے علماے اعلام ایدہم اللہ مین کمال درجہ ارتباط و اتحاد ہے یہ تحریر غالباً کسی وہابی کی ہے جسنے محض عناد و عداوت پیدا کرنیکے لئے فرضی نام سے روانہ کیا کیونکہ فی الواقع اس نام و نمبر کا کوئی خریدار اصلاح ہی نہین ہے ایڈیٹر صاحب الحق کا کوئی جملہ ایسا نہ تھا جسپر کسی قسم کا شبہہ کیا جاتا نہ اصلاح کو کسی سے معاصرانہ کدورت ہے نہ کسی معاصر کو اصلاح سے بلکہ اصلاح تمامی مومنین کا خیرخواہ اور علماے اعلام کا خادم ہے لہذا ہم اس تحریر منظورہ سے نفرت اور اپنی لاعلمی و برات ظاہر کرتے ہین۔ دکھنی بہ شہید ا

قبول حق (۱) جناب منشی محمد حسن صاحب معین اصلاح سرسی ضلع مرادآباد سے لکھتے ہین کہ ایک صاحب میان جان خان صاحب عمر ۷۰ سال سنی المذہب صوفی المشرب مریدان میان محمد شیر صاحب پیران طریقت مقام پیلی بہیت سے ساکن رامپور رہین انکو تین مرتبہ خواب ہوا کہ تم جناب مولوی سید علی رضا صاحب کے پاس حاضر ہو وہ تمکو کشتی نوح پر سوار کرادینگے چنانچہ وہ تشریف لائے اور تعلیم و تلقین نور چشم مولوی سید علی رضا صاحب سلمہ بصدق دل ایمان قبول کیا فجزاہ اللہ خیرا۔

(۲) جناب سید عنایت علی صاحب عنایت معین اصلاح نمبر ۳۶۰۵ لودرہ ضلع سیالکوٹ سے تحریر کرتے ہین میرا ایک عزیز بھائی مسمی غلام نبی خرادی ساکن حویلی شیشان والی وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ جو حال مین بقصد تحقیقات شیعہ ہوئے ہین حفظ قرآن کا بھی مصمم ارادہ کیا ہے بلکہ کچھ یاد بھی کرلیا ہے لہذا اجلہ مومنین سے التماس دعا ہے کہ خداوند عالم اس ارادہ نیک کو کامل فرمائے

(۳) جناب مولوی غلام باقر صاحب ملتان سے ایک سید ذی علم کے قبول مذہب حق کو تحریر فرماتے ہین مگر نام نامعلوم ہے۔ اصلاح الحمد للہ کہ ہر ماہ مین کچھ نہ کچھ خبرین قبول حق کی ضرور آتی ہین مگر جبتک اظہار کیلئے اصرار نہین کیا جاتا مین شایع نہین کرتا جناب مولوی سید علی رضا صاحب فاضل روزگار سے ہین جنکے فضل و کمال سے ہم بخوبی واقف ہون جناب میر عنایت علی صاحب عنایت بھی مجاہدین فی سبیل اللہ سے ہین جو نہ صرف اشاعت اصلاح مین کوشان ہین بلکہ ترویج دین مین ہمہ وقت سرگرم رہتے ہین افسوس ہے کہ جو حضرات اسطرح مشنری کا کام کرتے وہ ایسے اس عمل خیر کو استحکام مخفی [illegible]

حرمة الخمر

(گذشتہ سے پیوستہ)

پکڑ لیا اور مارا اسولہ کوڑے۔ تو بیہوش ہوگیا وہ پھر کہا حضرت علیؑ نے کہ جسوقت اپنے خدا سے ملاقات کرنا تو کہدینا مجھپر اوس شخص نے حد جاری کیا ہے جسکے ذمہ میری کوئی حد نہین ہے۔ پھر کھڑے ہوئے عمر اور پورا کیا حد کو یہانتک کہ مرگیا۔

دیکھئے یہ روایت کیا کہتی ہے اور کس حقیقت کو ظاہر کر رہی ہے کہ مسلمانونکا مجمع ہے تقدس مآب صحابہ رسول جمع ہین جنمین کیسے کیسے ریسپانسبل گران ڈیل صحابہ کرام ہین جنکے اقوال و افعال پر مذہب اہلسنت دارومدار ہے کہ ایک طرف قرآن کی آیت رکھو دوسری طرف رسول اللہ کی حدیثین رکھو مگر اہلسنت سبکو لات مارینگے اور عمل کرینگے اونہین باتون پر جو صحابہ سے منقول ہین۔

مگر جب ابوشحمہ نے للکار کر کہا ہے اے مسلمانو جسنے تمسے یہ کام کبھی کیا ہو جاہلیت مین یا اسلام مین تو وہ میرے پاس نہ آئے سبکے حواس باختہ ہوگئے ہوش اوڑ گیا کوئی اونمین ایسا نہ رہا جو کھڑا ہوتا اور حد جاری کرتا بجز جناب امیر و حسنین علیہم السلام کہ کھڑے ہوے اور حد خدا کو جاری کیا۔

ابو شحمہ کی اس ہیبت ناک آوازنے تمام عالم پر ثابت کردیا کہ ان ہزارون لاکھون صحابہ مین ایک متنفس بھی ایسا نہتھا جو شرب خمر و زناکاری سے محفوظ رہا ہو۔ بجز اہلبیت طاہرین۔ پھر تائے صحابہ کیونکر ان لوگون کو خلیفہ کرتے جو انکے ہم نوالہ پیالہ رہنے سے پرہیز کرتے۔

آہ آہ اگر مسلمانون مین اسلام ہوتا اور سچے دل سے ایمان لائے ہوتے تو جناب امیر کی اس اسلامی عزت پر کہ جہان سارے مسلمان سرنگون تھے کوئی سر اوٹھا سکتا نہتا حضرت ہی نے اسلام کی عزت قائم رکھی۔ اپنی جان حضرت کے نام نامی پر فدا کرتے۔ اور حسب حکم خداوند عالم انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین

امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون
غیرونکی خلافت و ولایت سے اجتناب کرتے مگر خدا نہ بخشے اون شرابخوارون
زناکارون کو جنہون نے ایسے ایسے متقی پرہیزگار کو تخت خلافت سے علحدہ کیا
اور ایسے لوگونکو خلیفہ بنایا جو خود بھی شرابخوار تھے اور اونکی نسلون مین بھی شرابخواری
جاری رہی۔

اس واقعہ نے اسکی بھی ضرورت ثابت کردی کہ نبی یا امام کیلیے عصمت کی کسقدر
ضرورت ہے کیونکہ اگر کوئی کافر یہ شرط کردے کہ ہم ایمان لانے کو طیار ہین مگر ایسے شخص کے
ہاتھہ پر ایمان قبول کرینگے جو خود کبھی کافر نہ رہا ہو تو بتاؤ جو خلیفہ یا امام پہلے بت پرستی
کرچکا ہو کیونکر اوسپر حجت کو تمام کرسکتا ہے۔

اگر تم تمام تاریخی دنیا مین چکر لگاؤ گے تو کسی نبی یا رسول کی بھی زبان یہ کلمہ نسنو گے
کہ وہ اس صفائی سے کہے "و جاجب خدا سے ملاقات ہو تو کھدینا ہمپر اوس شخص نے
حد جاری کی ہے جسکے ذمہ تیری کوئی حد نہین" بجز اسی نفس رسول کے جسنے تمامی صحابہ
کے مجمع مین خلیفہ کے بیٹے سے جو مر رہا تہا یہ کلمہ ارشاد کیا۔

اب اسی پر غور کرو کہ اگر ایسا شخص بعد رسول خلیفہ ہوتا تو کسطرح اسلام حق رائج
ہوتا کسطرح مسلمانون سے شرابخواری زناکاری کی عادتین چھوٹتین اور کسطرح حق
کو رواج ہوتا۔ مگر حقیقی اسلام کہان تہا۔ کمانے لوٹنے والا اسلام البتہ سبکے پاس تہا
جنکی جمعیت و کوشش نے اسلام کے سچے مربی اور حقیقی وارث کو خلیفہ نہونے دیا۔

آپنے اس روایت مین اس نکتہ پر بھی غور کیا ہوگا کہ جب ابو شحمہ کو غش آگیا تو جناب
امیرؑ نے درہ مارنا چھوڑ دیا اور یہی حکم شرع ہے مگر خلیفہ دوم کو یہ غصہ تہا کہ اسنے نہ خود
اپنے کو فضیحت کیا بلکہ ہمکو اور سائر مہاجرین کو رسوا کیا لہذا خلاف حکم شرع استقدر
کوڑے مارے کہ وہ مرگیا۔ حالانکہ حکم شرع یہ نہین ہے کہ تم شارب الخمر کو قتل کرڈالو بلکہ
حد لگانے کا حکم ہے۔

بہرحال ان لوگون کی جو کارروائی ہے خلاف شرع خلاف انصاف نہین

تو وہ تفریط کہ بخیال قرابت و محبت حد ہی نہیں جاری کرنا چاہتے جس پر ابوہریرہ اور جارودنے کتنا زور لگایا۔ کہیں یہ افراط کہ اسقدر کوڑہ مارتے کہ وہ مرجاتا

خلیفہ دوم کی محبت شراب سے ایسی تھی کہ ازالۃ الخفا میں ہی صفحہ ۱۴۲ مالک عن یحیی بن سعید عن عبد الرحمان بن القاسم ان اسلم مولی عمر بن الخطاب اخبرہ انہ زار عبد اللہ بن عیاش المخزومی فرای عندہ نبیذا وھو بطریق مکہ فقال لہ اسلم ان ھذا الشراب یحبہ عمر بن الخطاب فحمل عبد اللہ بن عیاش المخزومی قدحا عظیما فجاء بہ الی عمر بن الخطاب فوضعہ فی یدہ فقربہ الی فمہ ثم رفع راسہ فقال ان ھذا الشراب طیب فشرب منہ ثم ناولہ رجلا عن یمینہ فلما ادبر عبد اللہ ناداہ عمر بن الخطاب فقال انت القائل لمکۃ خیر من المدینۃ فقال عبد اللہ فقلت ھی حرم اللہ وامنہ وفیھا بیتہ فقال عمر لا اقول فی بیت اللہ ولا فی حرمہ شیئا ثم قال عمر انت القائل لمکۃ خیر من المدینۃ قال فقلت ھی حرم اللہ وامنہ وفیھا بیتہ فقال عمر لا اقول فی حرم اللہ ولا فی بیتہ شیئا ثم انصرف۔ صفحہ ۱۴۲ مقصد دوم

یعنی امام مالک راوی ہیں یحیی بن سعید سے وہ عبد الرحمان بن قاسم سے کہ اسلم غلام عمر بن الخطاب نے خبر دیا کہ ہم ملاقات عبد اللہ بن عیاش مخزومی کو گئے تو اون کے پاس نبیذ دیکھا اور وہ مکہ کی راہ میں تھے۔ اسلم نے اوس سے کہا کہ اس شراب کو عمر بہت دوست رکھتے ہیں۔ عبد اللہ بن عیاش مخزومی ایک قدح عظیم بھر کر عمر کے پاس لائے۔ عمر نے ہاتھ میں لیا اور منہ کے پاس لائے اور کہا نہایت عمدہ شراب ہے۔ اوسکے بعد پیا اوسمیں سے اور دیا ایک دوسرے شخص کو جو اونکے پاس داہنے طرف بیٹھے تھے۔ جب عبد اللہ وہاں سے چلنے لگا تو عمر نے کہا۔ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے عبد اللہ بیشک یہ حرم خدا ہے اور جائے امن اوسکا اور اسمیں خدا کا گہر ہے۔ عمر نے کہا ہم حرم خدا کے متعلق نہیں کہتے بلکہ پوچھ

ہین کہ تم مکہ کو مدینہ سے بہتر جانتے ہو تو عبد اللہ نے کہا بیشک یہ حرم خدا ہے اور اسمین خانہ خدا ہے عمر نے کہا ہم حرم خدا و خانہ خدا کی نسبت کچھ نہین کہتے اسکے بعد چلے گئے۔

اس روایت سے آپکو یہ تو ضرور معلوم ہوا کہ منبیذ سے آپکو ایسی محبت تھی کہ اگر آپکے غلام کہین دیکھ لیتے تو فرط محبت و عقیدت خلیفہ سے اوس شخص سے فرمایش کرتے کہ خلیفہ اسکو بہت پسند کرتے ہین۔ اور وہ شخص بھی جوش عقیدت مین سب سے بڑا قدح منتخب کرنے بھر کر خلیفہ کو پلاتے اور خلیفہ خود تنہا نہین پیتے بلکہ دوسرونکو بھی پلاتے ہین۔ پھر بتائے امت محمدیہ سے شراب کی عادت کیونکر چھوٹے اور خدا کا حکم کیونکر جاری ہو۔

ہمکو حیرت ہے کہ کس زبانسے کہین جاتے ہین حج کرنے اور ساتھ ساتھ شراب کی مشکی بھی ہے۔ عبد اللہ بن عیاش جو خود صحابہ ہین۔ قدح عظیم بھر کر خلیفہ کی دعوت کرتے ہین۔ اور خلیفہ ایسی حالت مین تنہا خوری کو ناپسند کرکے دوسرے صحابہ کو بھی شریک کرتے ہین۔ اور اسپر وہ مروج شریعت مانے جاتے ہین اور ایسے مقدس کہ دنیا بھر کا تقدس اونپر نثار کیا جاتا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ کے عقیدہ مین مکہ معظمہ سے بہتر مدینہ منورہ ہے۔ مگر تعجب ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس مسئلہ کو مذہب فاروقی مین نہین لکھا۔

خلیفہ کے اس تعطیل احکام خداوندی مین کہ جابجا جو وہ حسب مصلحت وقت حد شرعی جاری کرتے اور مقدمہ کو کسی طرح خراب کر دیتے۔ سب سے بڑا عذر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ وہ زمانہ کا رنگ دیکھا کرتے اور مطابق اوسکے رفتار کرتے۔ جہان دیکھتے کہ حد جاری کرنیسے فساد کا خوف ہے وہان طرح دیجاتے چنانچہ مغیرہ ابن شعبہ کی نسبت اسیوجہ سے پہلوتہی کی گئی کہ وہ ایک بڑا لاک شخص تھا ممکن تھا اوسکے بگڑنے سے بہت خرابی ہوتی۔ بخلاف ابو شحمہ کے جو آپکا فرزند تھا کہ اسپر حد جاری کرنیسے آپکی ناموری ہوگی کہ ایسے عادل خلیفہ ہین کہ اپنے بیٹے کو بھی بے

حد مارے نہین چھوڑتے۔

یہہ ایسے پولیٹکل اسرار ہین جنکو ہم مانسکتے ہین کہ بیشک خلیفہ کا یہ خیال ایک حد تک درست ہے کیونکہ آخر وہ خلیفہ بنے تھے تو اونہین صحابہ کی کوششون سے پھر ایسے ایسے رودار ذی وجاہت اشخاص پر حد شرعی جاری کرنا یا وصف شہرت یہ ایک پولیٹکل غلطی تھی۔ مگر افسوس ہمکو انکی سوانح عمری مین بہت سے ایسے واقعات ملتے ہین جسمین اونہون نے ایسی غلطی بہت کی ہے اور اگر خداوند عالم خود اپنے دین حق کا حامی نہوتا تو ان غلطیون سے اسلام کو بہت ضرر پہونچتا۔ پھر دیدہ و دانستہ ایسی چشم پوشی تو کسی طرح مناسب نہین۔

یہان چونکہ شرابخواری کا ذکر ہے لہذا اوسکے مناسب یہ حکایت نہایت دلچسپ ہے، جسے شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین ص۱۷۰

ابو عمر کان ربیعہ بن امیہ بن خلف، فقد رای رویا فقصہا علی عمر قال رایت کانی فی وادٍ معشب ثم خرجت منہ الی وادٍ مجدب ثم انتہیت وانا فی الوادی المجدب فقال عمر تؤمن ثم تکفر ثم تموت وانت کافر فقال ما رایت شیئاً فقال عمر قضی لک کما قضی لصاحبی یوسف قال اما رایت شیئاً فقال یوسف قضی الامر الذی فیہ تستفتیان ثم انہ شرب خمراً فضربہ عمر الحد ونفاہ الی خیبر فلحق بارض الروم فتنصر۔ یعنی ربیعہ بن امیہ بن خلف نے ایک روز خواب دیکھا جسکو عمر سے بیان کیا کہ ہم گویا ایک ایسے وادی مین ہین جو سبزہ زار ہے وہان سے نکلکر ایک ایسے صحرا مین پہونچے جو بالکل خشک ہے۔ اوسی وادی بے گیاہ مین چلے جاتے ہین۔ عمر نے کہا تو ایمان لائیگا پھر کافر ہوگا اور حالت کفر ہی مین مرے گا۔ ربیعہ بن امیہ نے کہا یہ تعبیر کیسی ہے عمر نے سورہ یوسف کی آیت قضی الامر الذی فیہ تستفتیان کی تلاوت کی کہ جسطرح حضرت یوسف کی تعبیر مطابق قضاء الہی تھی اوسیطرح ہماری تعبیر بھی اسکے

بعد اوسنے شراب پی اور عمرنے اوسپر حد جاری کی اور نکالدیا طرف خیبر کے وہاں سے وہ طرف روم کے چلا گیا اور وہان جاکر نصرانی ہوگیا۔

اب فرمائیے یہان دور اندیشی کیا ہوئی اور وہ سب حکمت عملی کہان گئی کہ ایک شخص پر حد شرابخواری مین اسقدر سختی کی کہ آخر وہ مرتد ہوگیا ہمکو اس سے بحث نہین کہ عمر صاحبنے یہ تعبیر کیون دی۔ حالانکہ عام قاعدہ تعبیر کا یہ ہے کہ اچھی تعبیر دی جاتی ہے۔

نہ اس سے بحث ہے کہ جو شخص مسائل حلال وحرام سے بھی ناواقف ہو وہ کیونکر ایسی جرات کرسکتا ہے کہ ہمسری حضرت یوسف کا دعوی کرے۔ مگر چونکہ انلوگونکی جرءتمین بڑھی ہوئی تھین کہ رسول اللہ کا دامن پکڑکر گھسیٹ لیا کرتے تو در آخر خلیفہ ہی بن گئے تو اس جرات پر کوئی تعجب بھی نہین ہوتا کیونکہ حضرت ابوبکر کو تو اسقدر اصرار ہوتا کہ رسول اللہ کو قسمین دیکر پوچھا کرتے کہ فرمائیے مینے تعبیر سچ دی ہے چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے صفحہ ۲۸ عن ابن عباس کان ابوھریرۃ یحدث ان رجلا اتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال انی اری اللیلۃ ظلۃ ینطف منہا السمن والعسل فاری الناس یتکففون بایدیہم فالمستکثر والمستقل واری سببا واصلا من السماء الی الارض فاراک یا رسول اللہ اخذت بہ فعلوت ثم اخذ بہ رجل آخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل آخر فانقطع ثم وصل فعلا بہ فقال ابوبکر بابی انت وامی لتدعنی فاعبرھا فقال اعبرھا فقال اما الظلۃ فظل الاسلام واما ما ینطف من السمن والعسل فھو القران لینہ وحلاوتہ واما المستکثر والمستقل فھو المستکثر من القران والمستقل منہ واما السبب الواصل من السماء فی الارض فھو الحق الذی انت علیہ تاخذ بہ فیعلیک اللہ ثم یاخذ بہ بعدک رجل فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجل فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجل اخر فینقطع ثم یوصل لہ

(باقی)

حقیت خلافت جناب امیرؑ

اس مضمون کی غرض محض اظہار حق ہے کہ مسلمانونکو معلوم ہو جناب امیر کی حقیت خلافت کیسی ثابت اور محقق ہے - جسکو ایک یورپین مستند مورخ بیان کرتا ہے تاریخ سکیسر آف محمدؐ مطبوعہ لندن ولیم کلوز اینڈ سنس لیمیٹڈ اسام فورڈ اسٹریٹ اینڈ چارجنگ کراس صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ کا ترجمہ پیش کش ہے - جو ایک مشہور اسلامی تاریخ ہے قریبہ کی فتح نے عائشہ کی سازش یا اتفاق کو توڑ دیا اور ممالک مصر عرب و فارس پر بالکل علیؑ کا قبضہ ہوگیا - تاہم اوسکا نہایت مہیب دشمن غیر مغلوب باقی رہا - معاویہ ابن ابوسفیان نے شام کی دولتمند اور آباد صوبہ پر اپنی حکومت قائم رکھی اور اوسکی پاس لاانتہا خزانہ تھا اور اوسکی زیر حکم قوی فوج تھی اہل شام اوسکے طرفدار تھے کیونکہ معاویہ نے اونکو یہ تعلیم دیکر کہ قتل عثمان علیؑ کے اشارہ سے ہوا علی کی خلافت سے انکار کیا تھا تاہم اپنی آپکو سلطنت کے زور سے مستحکم کرنیکے علاوہ اوسنے عمر سے عہد و پیمان کرلیا جسکو کہ علیؑ نے صوبہ مصر سے معزول کردیا تھا اور ناراض ہوکر وہ اسوقت فلسطین مین تھا - یہہ امر قرار پاگیا کہ علیؑ کی معزولی مین عمر معاویہ سے متفق رہے تو انعاماً اپنے عہدہ سابق پر بحال کیا جاوے عمر معہ ایک جان نثار فوج کے دمشق جانبمین جلدی کی اور عوام الناس کو موافق مقصد چنہ دیا بالاخر فوجی مجمع کے روبرو معاویہ کی اطاعت قبول کی اور ہجوم کی آوازون سے اوسکو خلیفہ مشہور کیا -

علیؑ نے جبکہ اوسکے عہد و پیمان کو سنا اوسنے جملہ دل پسند ذرایع سے (یعنی رضامندی سے) بیفائدہ معاویہ کے حسد کو روکنے کا قصد کیا اور کچھہ کامیابی نہوئی -

تب مع نوے ہزار ۹۰۰۰۰ فوج کے لڑائی کے واسطے شام کو روانہ ہوئے - عرب جو کہ عادتاً عجوبات کے شائق ہوتے ہین حسب عادت شگون لیکر حدود شام مین داخل ہوئے - علیؑ نے اپنی فوج کو جاے بے آب مین مقام دیکر ایک عیسائی زاہد کو جو کہ قریب کے

غار مین رہتا تہا حکما بلایا اور اوس سے چاہ بتلانیکی استدعا کی۔ راہب نے بیان کیا
کہ یہان صرف ایک حوض ہے جسمین تین ڈول کی آب باران بہی نہین رہتا۔ علیؑ
نے بیان کیا کہ یہان زمانہ سابق مین چند انبیائے بنی اسرائیل کے مکان تھے اور
اونہون نے یہان ایک کنوان کہودا تھا۔ زاہد نے جواب دیا کہ بیشک یہان
ایک چاہ موجود ہے مگر مدت دراز سے وہ بند ہے اور اوسکے تمام نشانات
نابود ہوگئے اور اب وہ مقررہ منجانب اللہ ہاتہہ سے کہولا جائیگا اور ظاہر
ہوگا۔

کتاب کی حدیث اب یہان بیان کرتی ہے کہ اسکے بعد اوسنے ایک لپٹی ہوئی
چمڑے کی وصلی نکالی جسمین کہ شمعون بن صفانے جو کہ جیسس کرسٹ (یعنے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے بارہ حواریین مین سے تھا یہ پیشین گوئی
لکھی تھی کہ محمد آخری پیغمبر تشریف لائینگے اور اوسکا شرعی وارث اور جانشین
اس چاہ کو پھر کھولیگا اور ظاہر کریگا۔

علیؑ نے مناسب تعظیم سے اس پیشین گوئی کو سنا اوسکے بعد حصار کی طرف متوجہ
ہوکر اور ایک جگہ کا نشان دیکر کہا کہ یہان کھودو۔ اونہون نے کہودا تہوڑی
دیر کے بعد ایک بڑا پتھر برآمد ہوا جسکو بمشکل علیحدہ کیا گیا اور وہ چاہ معجزہ
سے ظاہر ہوا جسنے کہ فوج بر محل کافی ذخیرہ پانی کا مہیا کیا اور جو کہ علیؑ کی
جائز حق خلافت کی دعویٰ ایک بلا اعتراض ثبوت تہا۔ معزز زاہد کو اعتقاد
ہوگیا وہ علیؑ کے پیرون پر گر پڑا اور اوسکی زانو سے لپٹ گیا اور اسکے بعد پہر
علیؑ سے جدا نہوا۔ تمام ہوا ترجمہ

مہربانی فرماکر پریس مین کاپی نویس کو ہدایت فرمادیجئے اکثر لفظ پڑہی
نہین جاتی اور بعض لکھنے سے رہجاتی ہین۔ حلیہ خلیفہ دوم مین لفظ لا
قبل از لفظ لا انبا تحریر سے سہوا رہگیا ہے۔ مرزا محمد عباس ساکن مرادپورہ
از مظفرنگر

اصلاح اس مضمون کی اشاعت مین تاخیر اسوجہ سے ہوئی کہ مین اس مضمون کو سنی مورخون کی تاریخون مین دیکھ رہا تھا کہ شاید کسی باایمان مورخ نے اس واقعہ کو لکھا ہو جو تاریخ کا نہایت عظیم الشان واقعہ ہے۔ مگر افسوس کہ کسی تاریخ مین یہ واقعہ نہین ملا جس سے ان مورخون کی ایمان داری پر پوری روشنی پڑتی ہے۔ ہان علامہ نامی عبدالرحمان جامی نے جو نہ صرف اعاظم علمائے اہلسنت سے بلکہ اونکے مشاہیر اولیاء اللہ سے ہین اپنی کتاب شواہد النبوۃ مین اس واقعہ کو کچھ تغیر دیکر لکھا ہے جو حسب ذیل ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶۴ مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ

و از ان جملہ آنست کہ در وقت توجہ بصفین اصحاب وے محتاج بآب شدند از چپ و راست شتافتند آب نیافتند حضرت امیر کرم اللہ تعالی وجہہ ایشان را اندکی از جادہ بگردانید دیرے ظاہر شد درمیان بیابان از ساکن آن دیر سوال کردند گفت ازینجا تا آب دو فرسنگ است اصحاب گفتند اے امیرالمومنین اجازت دہ تا بآنجا بر ویم شاید کہ پیش از آنکہ ہیچ قوت نماند بآب برسیم حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ حاجت باین نیست وعنان بغلہ خود را بجانب قبلہ تافت بجائے اشارت کرد کہ آنرا بکاوید چون مقدارے خاک برداشتند سنگے بزرگ پیدا آمد کہ ہیچ آلتے بآن کار نمی کرد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ این سنگ بربالائے آب است جہد کنید کہ آنرا بر کنید ہرچند اصحاب مجتمع شدند و جہد کردند نتوانستند کہ آنرا از جائے بجنبانند۔ و چون حضرت امیرؓ آنرا دید از بغلہ خود فرود آمد و آستین را از ساعد باز نوردید و انگشتان مبارک بزیر آن سنگ درآورد و زور کرد آن سنگ را از بالائے چشمہ دور انداخت پس آبے ظاہر شد بغایت صافی و شیرین و خنک کہ در آن سفر بہتر از آن آب نخوردہ بودند ہمہ آب خوردند و آن مقدار کہ خواستند برداشتند پس حضرت امیر کرم اللہ وجہہ آن سنگ را برداشت و بالائے چشمہ نہاد و فرمود کہ آنجا خاک بیاشتند چون راہب آن دیر آن حال را مشاہدہ کرد از دیر فرود آمد و پیش حضرت امیرؓ بایستاد و پرسید کہ تو پیغمبر مرسلی

فرمود کہ حضرت پس گفت کہ تو فرشتۂ مقربے گفت نے پس گفت تو چہ کسے فرمود کہ
کہ من وصی پیغمبر مرسل محمد عبد اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہب گفت
دست بیار کہ مسلمان شوم حضرت امیر کرم اللہ وجہہ دست بوے داد گفت اشہد ان
لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ و اشہد انک علی وصی رسول اللہ بعد ازان
حضرت امیر از وے پرسید کہ سبب چہ بود کہ بعد ازانکہ مدتے مدید بر دین خود بودی
امروز ایمان آوردی گفت اے امیر المومنین بنائے این دیر از برائے کنندہ این
سنگ است و پیش از من بسیار درین دیر بودہ اند زیرا کہ ما در کتب خود دیدہ
و از علماے خود شنیدہ کہ درین موضع چشمہ ایست و بر بالاے آن سنگے کہ آنرا
نداند و کندن آنرا نتوانند مگر پیغمبرے یا وصی پیغمبرے پس چون من این دیدم کہ تو این
کار کردی بار زو ئے خود رسیدم و آنچہ انتظار آن می بردم یافتم چون حضرت امیر آنرا
بشنید چندان بگریست کہ محاسن مبارک وے از آب دیدہ تر شد بعد ازان گفت
الحمد للہ الذی لم اکن عندہ منسیاً کنت فی کتبہ مذکوراً پس آن راہب
ملازم حضرت امیر شد و در پیش وے با اہل شام مقاتلہ کرد چندانکہ شہید شد حضرت
امیر بر وے نماز گزارد و وے را دفن کرد و از براے وے از خداے تعالیٰ آمرزش
خواست و ہر گاہ کہ وے را یاد می کردی گفت وے مولای منست و ازان جملہ
آنست کہ حبۂ عرنی کہ از اصحاب امیر المومنین علی بود رضی اللہ عنہ گوید کہ در ایام
محاربہ معاویہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ بر کنار دریاے فرود آمد ناگاہ مردے آمد و
گفت السلام علیک یا امیر المومنین حضرت امیر فرمود کہ و علیک السلام آن مرد
گفت من شمعون بن یوحنا ام صاحب این دیر و اشارت بدیرے کرد کہ آنجا بود پس
گفت نزدیک ما کتابے است کہ اصحاب عیسیٰ علیہ السلام آنرا از یکدیگر میراث گرفتہ
اند اگر خواہی آنرا بر تو خوانم و اگر خواہی پیش تو آرم حضرت امیر فرمود کہ بخوان آن مرد
خواندن گرفت در نعت رسول بود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اوصاف امت وے
و در آخر آن این بود کہ روزے فرود آید بر کنار این دریا مردے کہ اقرب

باشد بوے از اہل این زمان در قرابت و دین اہل مشرق را بیارد و با اہل
مغرب مقاتلہ کند الدنیا اھون علیہ من رماد اشتدت بہ الریح فی
یوم عاصف والموت فی جنب اللہ اھون علیہ من شربۃ ماء
یشربہا الظمآن العون لہ رضوان اللہ والقتل معہ شہادہ۔
پس آن مرد گفت چون آن نبی مبعوث شد بوے ایمان آوردم چون تو اینجا
فرود آمدی پیش تو آمدم تا زندہ و مردہ با تو باشم حضرت امیر رضی اللہ
عنہ بگریست و حاضران نیز بگریستند با وے پس فرمود کہ الحمد للہ الذی لم
یجعلنی عندہ منسیا والحمد للہ الذی ذکرنی فی کتاب الابرار پس با حیہ
عرنی گفت اے حیہ این را با خود نگاہدار و ہر گاہ کہ شام و چاشت خوردی ورا
طلب کردی در لیلۃ الہریرہ کہ حرب وے با معاویہ صعب شد شہید گشت حضرت
امیر رضی اللہ عنہ بروے نماز گزارد و در قبر وے فرود آمد و فرمود کہ ہذا رجل منا
اہل البیت **واز آن جملہ آنست** کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما گفتہ است
کہ چون رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم روز حدیبیہ بمکہ متوجہ شد مسلمانان تشنہ
شدند و ہیچ جاے آب نبود رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم درجحفہ فرود آمد پس گفت
کیست کہ با جمعے از مسلمانان بفلان چاہ رود و مشکہا بردارد و از ان چاہ بہ
آب کند و بیارد کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ضامن می شود ویرا بہ بہشت مردے
برخاست و گفت من بروم یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ویرا با جمعے
از سقایان روان کرد سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ گوید کہ من با ایشان بودم چون
نزدیک آن چاہ رسیدیم آنجا درختان بود واز آن درختان آواز ہا شنیدیم و حرکات
بسیار دیدیم و آتشہا افروختہ بے آنکہ ہیچ کس باشد دیدیم ترس بسیار بر ما مستولی شد
نتوانستیم کہ از ان درختان بگذریم بہ پیش رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باز گشتیم
فرمود کہ آن جماعت از جن بودند کہ شمارا ترسانیدہ اند اگر شما می رفتید چنانکہ شمارا
فرمودہ بودم ہیچ گزندے بشما نمی رسید دیگرے چون آنرا بشنید برخاست کہ من

بروم یا رسول اللہ وے نیز بآن جماعت سقایان برفت ایشان را نیز ہمان حال پیش آمد پیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازگشتند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با ایشان نیز گفت اگر چنانکہ شمارا فرمودہ بودم می رفتید ہیچ مکروہے بشما نمی رسید پس در این حیص بیص شب رسید وتشنگی بر اصحاب غلبہ کرد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی را رضی اللہ عنہ طلب کرد و فرمود کہ با این جماعت سقایان برو بید وا زآن چاہ آب بگیرید سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ گوید کہ بیرون آمدیم مشکہا بردوش وشمشیرہا در دست امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ در پیش ما رفت واین رجز با خود می گفت۔

ے اعوذ بالرحمن ان ابیلا ٭ من عزف جن اظہرت تو بیلا ٭ واوقدہ نیرانہا لتعویلا ٭ وفرعنہ مع عزفہا الطویلا ٭ تا رسیدم بآن محل کہ آن آوازہا وحرکتہا پیدا آمد و ہول بر ما مستولی شد با خود می گفتم کہ علی نیز چون دو کس بازخواہد گشت وے روے بما کرد و گفت قدم بر قدم نہید وا ز انچہ بہ بینید مہ رسید کہ گزندے بشما نخواہد رسید چون بمیان درختان در آمدیم آتش ہائے عظیم افروختہ بے آنکہ ہیمہ باشد و سرہاے بریدہ بے بدن پیدا آمد و آوازہاے ہولناک میکردند چنانکہ ہوش از ما برفت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ برآن سرہا می گذشت و می گفت در عقب من بیائید و از چپ و راست منگرید کہ ہیچ باکے نیست در عقب وے میرفتیم تا بآن چاہ رسیدیم یک دلو داشتم براء بن مالک رضی اللہ عنہ یک دلو یا دو دلو آب کشید رلیسمان بگسست و دلو در چاہ افتاد وا ز تنگ چاہ آواز خندہ و قہقہہ برآمد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ گفت کہ کیست کہ برود وا ز لشکر دلوے بیارد اصحاب گفتند ہیچ کس را طاقت آن نیست کہ از آن درختان بگذرد و امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ لنگی محکم بر میان ببست و بچاہ فرود آمد آواز خندہ و قہقہہ کہ می آمد زیادت شد چون بمیان چاہ رسید پاے وے بلغزید و بیفتاد غلغلہ و ولولہ عظیم از چاہ بر آمد: و ا زنے چنانکہ کسے را خناق کردہ باشند می آمد ناگاہ امیر المومنین علیؑ ندا کرد کہ اللہ اکبر اللہ اکبر انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ مشکہا را فرو گذارید ہمہ مشکہا را پر آب کرد و بر سر ببست و یک یک را بالا آورد و بعد

ازان وے دو مشک بر داشت ما ہر یک یک مشک بر داشتیم چون بآن درختان رسیدیم ازانچہ دیدہ و شنیدہ بودیم ہیچ واقع نشد چون نزدیک آمد کہ از درختان بگذریم آواز سے شگین شنیدیم کہ ہاتفی در نعت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و منقبت امیرالمومنین رضی اللہ عنہ خواندن گرفت و امیرؑ قصہ را تمامی پیش رسولؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باز گفت حضرت رسولؐ گفت کہ آن ہاتف عبداللہ بود آن جنی کہ شیطان اصنام مسعر را در کوہ صفا بکشت صفحہ ۱۲

ملا جامی نے ان تین واقعہ کو ایک ہی جگہ لکھا ہے جسمین سے ایک واقعہ تو خود عہد رسول اللہؐ کا ہے اور دو واقعہ خود حضرت کے عہد کرامت مہد کے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس سے نہ صرف جناب امیرؑ کی حقیت اور خلافت ثابت ہوتی ہے بلکہ رسول اللہؐ کی تصدیق نبوت پر پوری روشنی پڑتی ہے جس سے یہ واقعات شواہد نبوت آنحضرت مین داخل کئے گئے۔ مگر خدا سمجھے اون ایماندار مورخون سے جنہون نے صرف عداوت جناب امیرؑ کی وجہ سے ان واقعات کو تاریخی دنیا سے علحدہ کر دیا۔

اگر ناظرین اصلاح سے کوئی صاحب اس واقعہ کو یا اسکے مثل دیگر واقعات کو کتب تواریخ اہلسنت سے بحوالہ صفحہ وغیرہ نقل فرماکر دفتر اصلاح مین روانہ کرین تو دفتر اونکا شکر گذار ہوگا۔

اس انگریزی مورخ کے بیان کو اور شواہد النبوۃ کے بیان کو ملائیے تو آپکو معلوم ہوگا کہ ملا جامی نے پھر بھی کچھ پردہ رکھ لیا ہے۔

پہلا واقعہ تو وہی ہے جو اس انگریزی مورخ نے لکھا ہے دوسرا واقعہ بھی اوسکے مماثل ہے کہ ایک راہب نے حضرت کی تشریف آوری کی اس مقام پر اپنی کتب سابقہ سے خبر سنائی۔ تیسرا واقعہ بیرالعلم کا مشہور ہے جو عہد رسول اللہ کا واقعہ ہے کہ حضرت نے جنون سے جہاد کیا اور پانی بھر کر باہر لائے۔

(اڈیٹر)

اہلحدیث کی خلافت راشدہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

زیادہ تر افسوس تو یہی ہے کہ بنص رسول اللہ آپ لوگوں سے فہم و تدبر قرآن مسلوب ہے جس سے نہ کبھی قرآن کو سمجھ سکتے ہیں نہ وہ آپکے فہم میں آسکتا ہے۔ آخر خدا نے اس دعا کی کیوں تلقین فرمائی اھدنا الصراط المستقیم کہ صراط مستقیم کی ہدایت کر۔ اسکی کیوں تعلیم ہوئی کہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کی متابعت سے خدایا تو مجھے محفوظ رکھ۔

کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ غضب اور عتاب نازل ہوتا ہے۔ پس جبکہ اکثر صحابہ آپکے بقول حدیث معتوب تھے تو پھر اسمین کیا شبہ ہے کہ ادھر بھی اکثر مغضوب و ضال بھی ہین جنسے نجات کیلئے تعلیم دی گئی کہ خدایا تو مجھے اونکی راہ پر نہ چلنے دے جو مغضوب و ضال ہین۔

ہان ان احادیث مین آپ یہ عذر بارد کر سکتے ہین کہ اسمین کوئی قول رسول نہین ہے حالانکہ ایسے عذر سے ہزار ہا حدیثین ردی ہو جاتی ہین جسکے بعد پھر کسی حکم شرعی کو آپ حدیث سے نہین ثابت کر سکتے۔ مگر آپکے مزید اطمینان کیلئے خاص قول رسول بھی پیش کرتا ہون خدا کرے کہ آپ ایمان لائین۔

علامہ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی کتاب ذکر منقبۃ المتطہرین مین۔ اور علامہ ابن مغازلی کتاب مناقب مین لکھتے ہین عن ابن عباس قال اخذ النبیؐ وںحن بمکۃ بیدی واخذ بید علی فصعد بنا الی ثبیر ثم صلی رکعات ثم رفع یدہ الی السماء فقال اللّٰھم ان موسی بن عمران سئلک (کا ثبیر جبل بمکۃ ۱۲) وانا محمد نبیک اسئلک ان تشرح لی صدری وتیسر لی امری وتحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی علی بن ابیطالب اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری قال

ابن عباس سمعت منادیا ینادی یا احمد قد اعطیت ماسئلت فقال النبی لعلی یا اباالحسن ارفع یدك الی السماء فادع ربك واسئله یعطاك فرفع علی یدہ الی السماء وھو یقول اللھم اجعل لی عندك عھد او اجعل لی من عندك ودا فانزل اللہ علی نبیہ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمان ودا فتلاھا النبی علی اصحابہ فعجبوا من ذلك عجبا شدیدا قال النبی بم تعجبون ان القرآن اربعۃ ارباع فربع فینا اھل البیت خاصۃ وربع فی اعدائنا وربع حلال وحرام وربع فرائض واحکام وان اللہ انزل فی علی کرایم القرآن کما نقل فی العبقات مجلد حدیث المنزلۃ ص ۳۰

یعنی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ہمارا اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑکر کوہ ثبیر پر تشریف لیگئے اور چند رکعت نماز پڑھکر ہاتھ بلند کیا آسمان کی طرف اور عرض کیا کہ خداوندا موسیٰ بن عمران نے تجھسے دعا کی اور مین محمد ہون تیرا نبی تجھسے سوال کرتا ہون کہ سینہ میرا کشادہ کر اور امر میرا آسان کر۔ اور گرہ میری زبان کی کھولدے کہ لوگ سمجھین میرے قول کو۔ اور بنا تو وزیر میرے اہل سے علی بن ابیطالب میرے بھائی کو جس سے مضبوط کر میری پشت کو اور شریک کر اونکو میرے امر مین۔ ابن عباس کہتے ہین کہ مینے ایک منادی کو سنا کہ وہ ندا دیتا ہے اے محمد تحقیق عطا کیا گیا جو کچھ تونے سوال کیا تھا۔ پس حضرت نے جناب امیر سے فرمایا اے ابوالحسن تم اپنا ہاتھ بلند کرو آسمان کی طرف اور دعا کرو کہ وہ عطا کرے پس حضرت علی نے ہاتھ اپنا بلند کیا اور کہا خداوندا کر تو میرے لئے عہد اور بنا تو میرے لئے مودت اپنے نزدیک۔ اسپر خدانے نازل کیا آیہ ان الذین امنوا یعنی تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور عمل صالح کیا قریب ہے کہ خدا اونکی مودت قرار دے پس حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ اس سے صحابہ کو بہت سخت تعجب ہوا تو حضرت نے فرمایا کس امر سے تعجب کرتے ہو تحقیق قرآن چار حصہ پر نازل ہوا۔

ایک ربع تو خاص ہم اہلبیت کے بارے مین ہے خاصۃً اور ایک ربع ہمارے دشمنون کے بارے مین ہے۔ اور ایک ربع حلال وحرام مین ہے اور ایک ربع فرائض و احکام مین۔ اور نازل کیا ہے درباره علی علیہ السلام قرآن کو۔

اب تو اڈیٹر صاحب اہلحدیث کو عذر نہو گا کہ قرآن سے خلافت جناب امیرؑ ثابت ہے جسطرح اوسی قرآن سے اونکے خلفا کی مذمت ثابت ہے کیونکہ وہ اعدائے جناب امیرالمومنینؑ سے تھے۔

تعجب ہے کہ علمائے اہلسنت تو اسکی تصریح کرین کہ خلیفہ اول کی خلافت صرف حدیث الائمۃ من قریش سے ثابت ہے اور مولوی ثناء اللہ قرآن سے اثبات کا دعوی کرین۔ دیکھئے مولوی عبد العلی بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین فمن ذلك انه عمل الكل من الصحابة بخبر خليفه رسول الله ابي الصديق الاكبر رض الائمة من قريش ونحن معاشر الانبياء لانورث یعنی منجملہ اونکے جسمین عمل کیا گیا ہے خبر واحد پر یہ ہے کہ کل صحابہ نے عمل کیا خبر ابوبکر پر کہ اونہون نے کہا حضرت نے فرمایا ہے الائمۃ من قریش اور نحن معاشر الانبیاء لانورث جس سے معلوم ہوا کہ خلافت پر قبضہ یا فدک کا غصب جو کچھ ہوا صرف ابوبکر صاحب کی روایت پر نہ کوئی دوسری دلیل تھی نہ کوئی دوسری حدیث۔ تو اب معلوم ہوا آپکا سکوت بمقابلہ مولوی عمر کریم صاحب اسیوجہ سے تھا کہ آپ جانتے تھے مولوی عمر کریم صاحب بھی ایک عالم ہین علمائے اہلسنت سے جو مذہب اہلسنت کے اصول و فروع سے واقف ہین لہذا اونکے جواب مین یہی کہکر آپ رہ گئے کہ جب آپ رافضی بنکر تبرا کرینگے تو ہم آپکو قرآن شریف ہی سے خلافت کا ثبوت بتلا دینگے حالانکہ یہ موقع اسکا تھا کہ جب اونہون نے ثبوت خلافت سے انکار کیا تھا تو فوراً وہ آیت پڑھ دیتے جس سے صحت خلافت خلفا ثابت ہو۔

اڈیٹر صاحب کو ضرور حیرت ہو گی کہ ہم اونسے کیون اسکا ثبوت طلب کرتے ہین کہ وہ اپنا یا اپنے فرقہ کا تابع قرآن ہونا ثابت کرین جس سے بار بار وہ اعراض

کرتے ہین - لہذا ہم بطور مثال بعض آیات کو یہان لکھتے ہین جس سے شیعہ اپنے مخصوصات مین استدلال کرتے ہین -

شیعون کے اصول دین مین عدل خداوند عالم بھی داخل ہے جس سے تمامی فرقہ اسلام منکر ہے - شیعونکا متمسک ان اللہ لیس بظلام للعبید ہے وغیرہ صدہا آیات

شیعہ وضو مین مسح کو واجب جانتے ہین - اہلسنت اور تمامی فرق اسلام غسل رجلین کے قائل ہین - شیعونکا متمسک واذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین ہے -

شیعہ مسئلہ میراث مین قائل ہین کہ بیٹی کو ایک حصہ ملنا چاہیے بیٹا کو دو آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین - اہلسنت اس آیہ کو دربارہ رسول و دختر رسول منسوخ جانتے ہین -

شیعہ جواز متعہ کے قائل ہین آیہ فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن اونکی دلیل ہے - اہلسنت اس سے منکر ہین کیونکہ حضرت عمر نے کہا متعتان کانتا علی عھد رسول اللہ وانا احرمھما متعۃ النساء ومتعۃ الحج -

شیعہ امامت فاسق کو ناجائز جانتے ہین آیہ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا وغیرہ آیات سے استدلال کرتے ہین - اہلسنت قول عثمان کو سند لاتے ہین الصلوۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا فاجتنب اساء تھم - دوسری دلیل انکی قول حسن بصری ہے صل وعلیہم بدعتہم

اسیطرح کے مسائل مختصہ مین مینے چاہا تھا کہ اہلحدیث اپنے فرقہ کا عامل قرآن ہونا دکہائین تب اس مسئلہ خلافت کی تحقیقات قرآن سے دکہائی جائے مگر افسوس کہ وہ ان شرائط کو محال قرار دیتے ہین -

اڈیٹر صاحب باربار خلافت کا فیصلہ قرآن سے کیا چاہتے ہین جسکی مناسبت مین یہ روایت کسقدر مناسب ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا صفحہ ۲۷ مقصد دوم مین

بسیر ۱۲/۷

لکھتے ہیں۔ بازاز واقعۂ صفین خبرداد اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یقتتل فئتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعویہما واحدۃ و این کلام اشارت است بآنکہ اہل شام مصحف برداشتند کہ درمیان ما و شما این قرآن است و حضرت مرتضی فرمود کہ این قرآن قرآن صامت است و من قرآن ناطقم باز از واقعۂ تحکیم اخبار فرمود فی الخصائص اخرج البیہقی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل اختلفوا فلم یزل اختلافہم فیما بینہم حتی بعثوا حکمین فضلا و اضلا و ان ہذہ الامۃ مختلفۃ فلا یزال اختلافہم بینہم حتی یبعثوا حکمین ضلا و ضل من اتبعہما مراد از ضلا آن است کہ خطا کردہ اند در اجتہاد خود و مراد از ضل من اتبعہما آن است کہ این خطا موجب مفاسد کثیرہ گشت از انجملہ خروج خلافت از دست مہاجرین اولین بسوی سائر قریش و از انجملہ برآمدن خوارج متمسک بآنکہ تحکیم در دین اللہ صحیح نبود باز از واقعۂ نہروان اعلام فرمود و آن حدیث متواتر است تخریج احمد عن عبید اللہ بن عیاض بن عمرو القاری قال جاء عبد اللہ بن شداد فدخل علی عائشۃ و نحن عندہا جلوس مرجعہ من العراق لیالی قتل علی رضی اللہ عنہ فقالت لہ یا عبد اللہ بن شداد ہل انت صادقی عما اسئلک عنہ تحدثنی عن ہولاء القوم الذین قتلہم علی قال و مالی لا اصدقک قالت فحدثنی عن قصتہم قال فان علیا لما کاتب معاویۃ و حکم الحکمین خرج علیہ ثمانیۃ آلاف من قراء الناس فنزلوا بارض یقال لہا حروراء من جانب الکوفۃ و انہم عتبوا علیہ فقالوا انسلخت من قمیص البسکہ اللہ و اسم سماک اللہ بہ ثم انطلقت فحکمت فی دین اللہ فلا حکم الا للہ فلما ان بلغ علیا ما عتبوا علیہ و فارقوا علیہ فامر مؤذنا فاذن ان لا یدخل علی امیر المؤمنین رجل الا رجل قد حمل القرآن فلما ان امتلأت من قراء الناس دعا بمصحف امام عظیم فوضعہ بین یدیہ فجعل یصکہ بیدہ و یقول ایہا المصحف حدث الناس فناداہ الناس فقالوا یا امیر المؤمنین ما تسأل عنہ انما ہو مداد فی ورق و نحن نتکلم بما روینا منہ فماذا ترید قال اصحابکم ہولاء الذین خرجوا بینی و بینہم کتاب اللہ

عزوجل یقول اللہ عزوجل فی کتاب فی امراۃ و رجل و ان خفتم شقاق
بینهما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلها ان یریدا
اصلاحا یوفق اللہ بینهما فانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعظم دما وحرمۃ
من امراۃ و رجل ونقموا علی ان کاتب معاویہ کتب علی بن ابی طالب وقد
جاءنا سهیل بن عمرو ونحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالحدیبیۃ حین
صالح قومہ قریشا فکتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم
فقال سهیل لا اکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم قال کیف نکتب قال اکتب
باسمک اللهم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکتب محمد رسول اللہ
فقال لو اعلم انک رسول اللہ لم اخالفک فکتب ہذا ما صالح علیہ محمد بن عبد اللہ
قریشا یقول اللہ عزوجل فی کتابہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ
حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر فبعث الیهم علی عبد اللہ
بن عباس فخرجت معہ حتی اذا توسطنا عسکرهم قام ابن الکواء یخطب الناس
فقال یا حملۃ القرآن ہذا عبد اللہ بن عباس من لم یکن یعرفہ فانا اعرف من کتاب
مالیعرفکم بہ ہذا ممن نزل فیہ وفی قومہ قوم خصمون فردوہ الی صاحبہ ولا تواضعوہ
کتاب اللہ فقام خطباءهم فقالوا واللہ لنواضعنہ کتاب اللہ فان جاء بحق نعرفہ
لنتبعنہ وان جاء بباطل لنبکتنہ بباطلہ فواضعوا عبد اللہ الکتاب ثلثۃ ایام فرجع
توبیخ خواہیم کرد
منهم اربعۃ آلاف کلهم تائب فیهم ابن الکواء حتی ادخلهم علی علی الکوفۃ فبعث
علی الی بقیتهم فقال قد کان من امرنا وامر الناس ما قد رأیتم فقفوا حیث شئتم
حتی یجتمع امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیننا وبینکم ان لا تسفکوا دما وتقطعوا سبیلا
وتظلموا ذمۃ فانکم ان فعلتم فقد نبذنا الیکم الحرب علی سواء ان اللہ لا یحب
الخائنین فقالت لہ عائشۃ یا ابن شداد فقد قتلهم فقال واللہ ما بعث الیهم
حتی قطعوا السبیل وسفکوا الدم واستحلوا اہل الذمۃ فقالت اللہ قال اللہ
الذی لا الہ الا ہو لقد کان قالت فما شیء عن اہل العراق یتحدثونہ یقولون

ذو الثدی ذو الثدی قال قد رایته وقمت مع علیؑ علیه فی القتلی فدعا الناس فقال اتعرفون ہذا فما اکثر من جاء یقول قد رایته فی مسجد بنی فلان یصلی ورایته فی مسجد بنی فلان یصلی ولم یاتوا فیه بثبت یعرف الا ذلک قالت فما قول علی حین قام علیه کما یزعم اہل العراق قال سمعته یقول صدق اللہ ورسوله قالت ہل سمعت منه انه قال غیر ذلک قال اللہم لا قالت اجل صدق اللہ ورسوله یرحم اللہ علیا انه کان من کلامه لا یری شیئا یعجبه الا قال صدق اللہ ورسوله فیذہب اہل العراق یکذبون علیه ویزیدون علیه فی الحدیث واخرج احمد عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علی الی الخوارج فقتلہم ثم قال انظروا فان نبی اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال انه سیخرج قوم یتکلمون بالحق لا یجوز حلقہم یخرجون من الحق کما یخرج السہم من الرمیة سیماہم ان منہم رجلا اسود مخدج الید فی یدہ شعرات سود ان کان ہو فقد قتلتم شر الناس وان لم یکن ہو فقد قتلتم خیر الناس فبکینا ثم قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج فخررنا سجودا وخر علیؑ معنا ساجدا غیر انه قال یتکلمون بکلمة الحق۔ صفحہ ۲۷

باقی آئندہ

تحریف کا نیا ثبوت

تحریف قرآن کی بحث جس تحقیق سے ہمارے ماہوار رسالہ الشمس میں ہو رہی ہے۔ اوس سے ناظرین بخوبی مطلع ہیں۔ آج ہم ایک ایسا ثبوت تحریف کا پیش کرتے ہیں جس سے تمامی اہلسنت کی آنکھیں کھل جائیں اڈیٹر اخبار وکیل لکھتے ہیں "قسطنطنیہ کی چھپی ہوئی کتاب "صحاح جوہری" ہمارے میز پر ہے جسمیں لفظ "وطن" "عزل" "حریت" "خلع" وغیرہ کہیں نظر نہیں آتے حالانکہ ایک مشہور لغت کی کتاب میں ان الفاظ کا ہونا ضروری اور استبداد کے چھپے ہوئے نسخے میں یہ موجود بھی ہیں۔ مگر نزدیکان بارگاہ نے اس خوف سے کہ خدانخواستہ ان الفاظ سے وطن پرستی اور آزادی کے جذبات کہیں قوم میں پیدا نہ ہوں کتاب کی تحریف کر ڈالی صفحہ ۵ کالم ۲ مورخہ ۹ جون۔

اس واقعہ سے کہ چودھویں صدی کا واقعہ ہے اور ہزاروں نسخے اس کتاب کے ملک میں شائع ہیں کیونکہ لغت کی کتاب ہے اوسمیں جب اسطرح کی تحریف کی گئی حالانکہ ان

الفاظ سے کوئی نقصان بھی سلطنت کو نہیں پہونچنے والا تہا۔ تو آپ خود قیاس کر سکتے
کہ سابق زمانہ مین کیسی تحریف کی گئی ہوگی جبکہ نہ قرآن پورے طور سے مرتب ہوا تھا
نہ کوئی لکھنے پڑہنے جانتا تہا یا مختلف صحابہ کو یاد تھا یا بعض کے پاس دو چار ورق اسکے
موجود تھے۔

شمس العلما مولوی شبلی نعمانی اپنے سفرنامہ مین لکھتے مین [illegible]
بغیر منظوری کے کوئی کتاب نہین چھپ سکتی [illegible]
النسفی چھپ رہی تھی معارف نے اس کتاب کی وہ تمام عبارت نکلوا دی تھی
جسمین خلافت کی بحث ہے اور الائمۃ من قریش کی حدیث مذکور ہے مطبع والے
نے مجبوراً اوسی قلم زدہ نسخہ کو چھاپا۔ مین نے اصل نسخہ جسپر معارف نے یہ تصرف کیا
تھا دیکھا اور مجھکو یاد ہے کہ اسوقت مین رنج اور غصہ کی وجہ سے بے اختیار ہو گیا تھا ان
لوگون نے یہ تصرف بخیال خود سلطان کی ہوا خواہی کے جوش مین کیا ہوگا لیکن
اگر حضور ممدوح کو اس سے اطلاع ہوتی تو وہ ہرگز اسکو پسند نہ کرتے صفحہ ۹۷ مطبوعہ
مفید عام آگرہ

اب تو اچھی طرح آپکو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ تحریف مین کسدرجہ مشاق ہین کیونکہ جب
خیالی خیرخواہی سلطان مین وہ حدیث بھی نکال دی گئی جس سے خلفائے ثلثہ
کی خلافت ثابت کی جاتی ہے۔ تو آپکو اسمین کیا تامل ہوگا کہ انلوگون نے عہد خلفائے
ثلثہ مین جب قرآن کو لکھوایا تھا تو اون الفاظ نکال ڈالے ہون جس سے خلافت
جناب امیرؑ ثابت ہوتی ہو کیونکہ آخر وہ قرآن کیون نہ لیا گیا جسے جناب امیرؑ نے بحکم
رسول اللہ ترتیب دیا تھا۔ وہ لوگ کیون نہ جمع قرآن مین شریک کئے گئے
جنہون نے خود عہد رسول اللہ مین قرآن کو جمع کیا تہا جنمین عبداللہ بن مسعود و ابی
بن کعب کا نام سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اکابر صحابہ کیون نہ جمع قرآن مین داخل
کئے گئے مثل ابن عباس وغیرہ کے جو بنی امیہ کے جذا وباش اس کام پر مقرر ہوئے
حضرت عثمان نے اوس قرآن کو جو عہد شیخین سے جمع تھا یا دیگر صحابہ کے پاس کچھ

اوراق تھے پھر کیون جلوایا حالانکہ عام قاعدہ ہے کہ بزرگون کے نوشتونکی نہایت درجہ حفاظت کی جاتی ہے - مگر اون اوراق نے کیا قصور کیا تھا جو خود عہد رسول اللہ کے لکھے ہوئے تھے - مروان نے اوس قرآن کو کیون جلوایا جو حضرت خلیفہ اول کا لکھوایا ہوا اور حضرت عمر کا صحیح کیا ہوا حضرت حفصہ کے پاس تہا اور عثمان صاحب کے دست تصرف سے محفوظ رہ گیا تھا بعد وفات حضرت حفصہ مروان نے اوس قرآن کو بزور حکومت ابن عمر سے لیکر کیون جلوایا اگر اوسمین کوئی بات ایسی نہ تھی جس سے ان مدعیان اسلام کے خلاف کوئی بات خاص طور پر پیدا ہوتی -

مین یہ نہین کہسکتا کہ تحریف کی گئی یا تبدل و تغیر کیا گیا مگر یہ واقعات آپکو خود بتا سکتے ہین کہ اسکی کیا غرض تھی اور جبکہ عہد خلافت عبد الحمید خان مین یہ سب واقعات تحریف پیش آچکے ہین جو خلیفۃ المسلمین کہے جاتے تھے اور خلافت عثمانی کے گویا آخری خلیفہ تھے تو پھر اسمین کیا شبہہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ مین اسی قسم کے واقعات پیش آئے ہون کیونکہ عثمانیت دونون مین شریک ہے - اگر آپ قرآن پڑھتے ہین تو اب بھی آپکو محسوس ہو سکتا ہے کیونکہ سورہ حجر مین قال ھذا صراطٌ علیَّ مستقیم موجود ہے جسکی تلاوت کی جاتی ہے اگر الفاظ یہی رہین صرف اعراب بدل دی جاے تو مطلب واضح ہو جاتا ہے کیونکہ قال ھذا صراطٌ علیٌّ مستقیم ایک نہایت صاف اور واضح مطلب بتاتا ہے بخلاف قال ھذا صراطٌ علیَّ مستقیم کہ صراط کا صلہ علی کے ساتھ نہایت مشکل ہے جسنے بڑے بڑے مفسرین کو تہکا دیا ہے -

---

اگر آپکو اس بحث تحریف قرآن کا شوق ہے اور اس سے کچھ دلچسپی ہے تو رسالہ الشمس ضرور ملاحظہ فرمایئے جسکی چار جلدین اسوقت تک شایع ہوین - تین جلدین خاص اسی بحث تحریف قرآن مین ہین -

اڈیٹر صاحب وکیل نے یہ الزام سلطان پر بجواب اڈیٹر وطن وغیرہ قایم کیا ہے جو سلطان کی معزولی پہ نوحہ کنان ہین جسکے آخر مین لکھتے ہین ،، تو چودھوین صدی کے ایک مطلق العنان بادشاہ

سے معزول کرنیوالونکو جسکی معزولی پر اسکی تمام رعایا خوش ہے ہم کیونکر برا کہہ سکتے ہیں ،
مگر عجب اتفاق کہ اس الزام میں بھی سلطان کے شریک حضرت عثمان پائے جاتے ہیں کیونکہ
جب صحابہ نے اونکے قتل پر اجماع کیا ہے۔ تو اس مضمون کی تحریر لکھی گئی تھی جیسا کہ کتاب الامامۃ
والسیاستہ امام ابن قتیبہ میں ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم من المہاجرین الاولین
وبقیۃ الشوریٰ الی من بمصر من الصحابۃ والتابعین اما بعد ان تعالوا الینا
وتدارکوا خلافۃ رسول اللہ قبل ان یسلبہا اہلہا فان کتاب اللہ قد
بدل وسنۃ رسولہ قد غیرت واحکام الخلیفتین قد بدلت ص۵۹
یہ تحریر ہے مہاجرین اولین ۔ اور بقیہ اصحاب شوریٰ کی اون صحابہ وتابعین کی طرف
جو مصر میں ہیں کہ جلد آؤ ہمارے پاس اور خلافت رسول اللہ کا تدارک کرو کہ کتاب
خدا بدل دی گئی ۔ اور سنت رسول میں تغیر کیا گیا اور احکام دونو خلیفہ کے بدل دئے گئے ۔
اب آپ ہی غور فرمائیے کہ کسکا جرم اعظم ہے خلیفہ ثالث کا جنہوں نے قرآن میں تغیر وتبدیل
کیا اور سنت رسول اللہ کو بدلا یا جرم سلطان جنکے ہوا خواہوں نے صحاح جوہری کے
الفاظ نکالڈالے اور شرح عقائد نسفی سے حدیث الائمۃ من قریش کو حذف کیا ۔
افسوس کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث نے جو سلطان وحضرت عثمان کا موازنہ
لکھا ہے اوسمیں اس بحث کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ نہایت ضروری تھا جس سے سلطان
وعثمان کا موازنہ پورے طور پر درست ہوتا ۔
آخر میں ہم اڈیٹر صاحب وکیل کو رائے دیتے ہیں کہ براہ مہربانی ایسے مواقع میں ائمہ
اہلبیت طاہرین کا نام آپ دلیں تو بہتر ہے شیعونکے مذہبی فیلنگ کا خیال آپکو ضروری
ہے ۔ آپنے جناب امیر کی خلافت کو کب قبول کیا جو جناب امام حسن مجتبیٰ کی خلافت کو
قبول کرتے ۔ آپ اپنے اختیارات وتعلقات کو صرف معویہ ویزید تک محدود رکھئے تو
زیادہ انسب ہے ۔ کیونکہ آپکا مذہب تو سلطانی مذہب ہے جو بادشاہ بن گیا اوسکی
خوشامد آپ پر فرض ہے پہلے عبد الحمید خان تھے ۔ اب رشاد آفندی ہیں جیسا کہ مولوی
انشاء اللہ خان وغیرہ کو نصیحت کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں در بیشک پنجشنبہ صحیح واقعات

معلوم نہ تھی - لیکن اب معلوم ہونے پر لاعلمی کے زمانے کی باتوں پر اڑے رہنا اور اپنی پچ
کو پسندیدہ نہیں ہے، جس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ سلطان معزول سے قطع تعلق کرکے
سلطان حال کی شیفتگی پر قوم کو آمادہ کر رہے ہیں۔

مگر افسوس کہ خلفائے ثلثہ کے کارناموں پر بعد اقرار بہ خلافت جناب امیر آپ نظر ثانی نہیں کرتے
اور "لاعلمی کے زمانے کی باتوں پر اڑے رہنا اور اپنی پچ کرنا پسند کرتے ہیں جو مصداق خود
فضیحت دیگرے را نصیحت" ہے (اڈیٹر)

آثار صحبت

اس عنوان سے النجم نے ایک مضمون شایع کیا ہے جسمیں وہ شیعوں کے اس بیان کا جواب
دیا چاہتے ہیں کہ اکثر صحابہ رسول منافق و کافر تھے - چنانچہ ایک تمہید کے بعد مورخہ ۷ جمادی
الاول میں لکھتے ہیں المختصر تاثیر صحبت ایک ایسی چیز ہے جس کا کوئی انکار بدیہیات کے
انکار سے کم نہیں۔ مگر ایک فرقہ جو انکار بدیہیات کا عادی ہے اور جسکے تمام معتقدات بالکل
بدیہیات پر مبنی ہیں تاثیر صحبت کا بھی منکر ہے تاثیر صحبت بھی کس کی سید الانبیا صلی اللہ
علیہ وسلم کی یہ فرقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو بالکل اثر سے خالی سمجھتا ہے جو لوگ
تمام عمر سفر اور حضر میں رات دن سوتے جاگتے آپکی صحبت کے ملازم رہے اور جو آپ کے
ساتھ ایک ساعت کے لئے جدا نہوتے تھے اس فرقہ کا خیال ان لوگوں کی نسبت یہ ہے
کہ وہ آپکے فیض صحبت سے بالکل متاثر نہوئے اور آپکے اخلاق حسنہ اور صفات
جمیلہ کا عکس انپر بالکل نہ پڑا۔ ایک کہنے والا کہسکتا ہے کہ تاثیر صحبت کیلئے شرط یہ ہے
کہ متاثر میں قابلیت اثر قبول کرنے کی ہو لیکن جبکہ متاثر میں قابلیت نہ ہو تو کسی کی صحبت
کا اثر کسی طرح ظاہر نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی معاذ اللہ
یہی حالت تھی کہ انمیں اثر صحبت کے قبول کرنے کی صلاحیت و استعداد بالکل نہ تھی
ایسا کہدینے سے یہ فرقہ اپنے کو سبکدوش سمجھ لیتا ہے مگر کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت کے صحبت
میں بیٹھنے والے سوا دو تین کے سب ناقابل محض تھے اور کیا کوئی اس بات کو مان سکتا ہے
کہ کسی زمانہ میں سوا دو ایک آدمیوں کے تعلیم و تربیت کی قابلیت کسی میں نہ ہوئی کوئی

استاد کسی مدرسہ مین پڑہاتا ہو دو سو طالب العلم اس سے پڑہتے ہون اور امتحان لینے پر ان دو سو مین صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہین تو کیا وہ اوستاد الزام سے بری ہو سکتا ہے ہرگز بری نہین ہو سکتا تمام اراکین مدرسہ اس اوستاد کو الزام دینگے اور راوسی کی ناقابلیت پر اوسکو محمول کرینگے ہان اگر دو سو مین بیس پچیس ناکام رہے باقی سب طالب العلم کامیاب ہو جاتے تو البتہ اوستاد بری الذمہ ہو سکتا تھا۔ سرورانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جو ہزارون ہزار تھے انمین سوا دو ایک کے سب ایسے ناقابل تھے کہ انپر فیض صحبت کا کچھ اثر ہو ہی نہ سکتا تھا اس کو کسکی عقل تسلیم کر سکتی ہے۔

خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اگر کل صحابہ کے ایمان و اسلام کو نہ قبول کرین تو حضرت کی نبوت و رسالت بیکار ٹھہرتی ہے لہذا ضرور ہوا کہ کل صحابہ کا ایمان قبول کیا جائے۔ مگر افسوس کہ آخر مین اڈیٹر صاحب اپنی اس ساری تحریر کو خود باطل کر دیتے ہین کہ لکھتے ہین،،

ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت کی صحبت بابرکت عجب تاثیر رکہتی تھی اور اس تاثیر سے فیضیاب ہونے کے لئے صرف ایمان شرط جو لوگ باایمان ہو کر آپکی صحبت سے مشرف ہوئے انپر آپکے انوار کا ایسا عکس پڑا کہ سب ذرہ سے نیر اعظم بنگئے اور حسب مراتب سبکو روحانی کمالات حاصل ہوئے جبپر ایک مرتبہ بھی آپکی نظر کیمیا اثر پڑ گئی وہ فیض سے محروم نہ رہا رضی اللہ عنہم و اماتنا علی حبہم مورخہ جمادی الاول۔

کیونکہ جب آپ اسکو تسلیم کرتے ہین کہ تاثیر صحبت کے لئے ،،صرف ایمان شرط ہے،، تو آپکے عقیدہ مین اور شیعون مین فرق ہی کیا رہا۔کیونکہ شیعہ بھی تو اونہین صحابہ کی نسبت ضلالت و گمراہی کے معتقد ہین جو ایمان سے بے بہرہ تھے۔ایمان سے محروم تھے جس سے یہ سب فسادات پیدا ہوئے۔پس یہ امر فریقین کا اتفاقی ٹھہرا کہ جو لوگ باایمان ہو کر آپکی صحبت سے مشرف ہوئے انپر آپکے انوار کا ایسا عکس پڑا کہ سب ذرہ سی نیر اعظم بن گئے اور حسب مراتب سکو روحانی کمالات حاصل ہوئے،،

مگر مشکل ہے تو یہ کہ جنکو آپ یقینا مومن کامل اکمل نیر اعظم روحانی کمالات سے

آراستہ جانتے ہین صرف اسوجہ سے کہ دنیاوی اقتدار اونکو نہ حاصل تھا بر سر حکومت نہ تھے اونکی عظمت وجلالت کا کسی طرح اقرار نہین کرتے۔ اور جو لوگ ایمان سے بے نصیب تھے اور حکومت دنیوی پر فائز تھے اونکی ہر طرح کی عظمت وجلالت کے آپ قائل ہین چنانچہ خود لکھتے ہین ،، قابلیت تعلیم وتربیت کے حاصل کرنیکی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مہاجرین و انصار مین جیسی کچھ تھی وہ ان کے کارنامون سے ظاہر ہے اپنی خلافت کے وقت جیسے جیسے کارنمایان انھون نے کئے اور ایک عظیم الشان سلطنت کے فرائض جس حسن وخوبی کے ساتھ انہون نے ادا کئے اسکو دیکھکر ہر صاحب انصاف اقرار کرتا ہے کہ ان مین اعلی درجہ کی قابلیت اور اول درجہ کی لیاقت موجود تھی یہ سب قابلیت انہون نے کہان حاصل کی تھی انکے باپ دادا مین کہین سلطنت کا نام ونشان بھی تھا یہ سب کمالات انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین حاصل کئے تھے پس کیا یہ کہا جائیگا کہ آنحضرت کی صحبت مین انکو دنیاوی لیاقتین تو اعلی درجہ کی حاصل ہوگئین مگر دینی لیاقت کوئی بھی پیدا نہ ہوئی تمام صحابہ مین سوا دو چار کے کوئی ایسا نہ تھا جسپر حضرت کی صحبت کارگر ہوتی ایک ایسی بات ہے کہ تمام دنیا کی تاریخین اور تمام واقعات قطعیہ اسکی تردید کرتے ہین ،،

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ اونکی قابلیت جہانبانی اور لیاقت حکمرانی سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ جب دنیاوی لیاقت ایسی تھی تو دینی قابلیت بھی ضرور اعلی درجہ کی ہوگی حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے الدین والدنیا لا یجتمعان دین و دنیا مین ایسی مغائرت ہے کہ کبھی جمع ہی نہین ہو سکتے پھر آپ اونکی دنیاداری سے دینداری کیونکر ثابت کر سکتے ہین۔

کیا آپکے پیش نظر تاریخ عالم مین وہ لوگ نہین ہین جنہون نے دنیا تو اسطرح حاصل کیا کہ تمام روے زمین کے مالک ہوگئے اور آخرت مین اونکا یہ حصہ ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے وما لهم في الاخرة من خلاق۔

آپکا طریقۂ استدلال بتا رہا ہے کہ جو شخص حکومت وسلطنت کے فرائض کو بخوبی

انجام دے وہ دینی قابلیت بھی اعلی درجہ کی رکھتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ پہلے اون سب سلاطین کے ایمان و اسلام کا اقرار کرنا پڑیگا جنہون نے سلطنت کو اعلی درجہ پر پہونچایا۔ پھر آپکو اسکا بھی اقرار کرنا پڑیگا کہ خلفائے ثلثہ جناب رسالتآب سے معاذ اللہ افضل تھے جسکا اعتقاد تو باطنی طور پر ضرور رہے اگرچہ زبانی اقرار نہ کرسکین۔ کیونکہ یہ امر یقینی ہے سلطنت اسلام کو جو عروج اور فروغ خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین ہوا ہرگز آنحضرت کے عہد مین نہین ہوا لہذا خلفائے ثلثہ آپسے افضل ہوئے اور ولید بن عبد الملک انسے افضل ٹھہرے جسکے زمانہ مین باتفاق مورخین ایسے فتوحات ہوئے کہ عہد خلفائے ثلثہ مین بھی نہ ہوئے تھے۔

غرض رسول اللہ اشرف الانبیا سید المرسلین تھے آپکی ہدایت تمام خلق کیلئے مساوی تھی جسطرح معلم کی تعلیم سبکو مساوی ہوتی ہے مگر جسکی خداداد قابلیت زیادہ ہوتی ہے وہی اثر زیادہ قبول کرتا ہے۔ اسیلئے خدا فرماتا ہے انک لاتھدی من احببت تم اوسکو ہدایت نہین کرسکتے جسکو تم چاہتے ہو۔ ہزارہا آیات قرآنی اس مادہ مین موجود ہین کہ تمہارا کام تبلیغ احکام ہے اور ہمارا کام توفیق دینا۔ جسکو خدانے توفیق دی اوسنے اثر قبول کیا۔ اور دوسرے لوگ محروم ہی رہے۔ اس سے نہ رسول پر الزام آتا ہے نہ خدا پر۔

اب اگر ہم کہین کہ سب صحابہ مومنین خاص تھے تو تکذیب خدا لازم آتی ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ لہذا ماننا پڑا کہ صحابہ دو قسم کے تھے دنیادار و دیندار۔ اور یہ بدیہی بات ہے کہ دنیادار کی تعداد ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت دینداروں کے تو خود آپکے مقبولہ اصول سے تسلیم کرنا پڑا کہ دنیادار صحابہ زیادہ تھے جنہونے کیسے کیسے فتوحات کئے۔ اور چونکہ دنیادار کو لازم ہے کہ حق و ناحق کی پابندی اوسکو نہین ہوتی لہذا بے عذر آپکو ماننا پڑیگا کہ جب دنیادار صحابہ نے اسطرح جہانداری کی اور فتوحات عظیم کے مالک ہوئے تو انہون نے بمناسبت اسکے ظلم بھی اوسیقدر کیا ہوگا جسقدر اونکو کامیابی ہوئی۔

اگرچہ آپکی تقریر کا ابطال خود آپکے کلام سے ہوچکا۔ مگر چند فقرات ہم آپ ہی کے اس اخبار کے اور نقل کرتے ہین جس سے بدیہی طور پر آپکی تکذیب ظاہر ہو کیونکہ آپ خود اسی اخبار کے صفحہ ۵ سطر ۲ مین لکھتے ہین ”اسطرح سے روایت کرنے والے صرف چار ہوئے فاروق اعظم۔ ابن مسعود۔ ابن عباس۔ علی مرتضی اما غیر ھولاء الاربعة فکانوا یروون دلالة لکن ما کانوا یمیزون الرکن والشرط من الاداب والسنن ولم یکن لہ قول عند تعارض الاخبار و تقابل الادلة الاقلیلا۔ کابن عمر و عائشہ و زید بن ثابت ازالة الخفا ان چار کے سوا اور صحابہ ایسے نہ تھے جو حدیث سے احکام سمجھتے اور تعارض حدیث اوٹھاتے اور فیصلہ کرتے۔ ان چارون مین حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمر ہمخیال اور متفق الرا ے تھے اور دونون ملکر باہم فیصلہ کیا کرتے تھے“

اب آپ ہی فرمایئے کہ جب ہزارون ہزار صحابہ مین بقول آپکے صرف چار آدمی ایسے تھے جو حدیثون سے احکام سمجھتے اور تعارض حدیث کو اوٹھاتے اور فیصلہ کرتے تو آپکا وہ اعتراض رسول اللہ پر عائد ہوا یا نہین جسکو ان لفظون سے لکھا تھا ”کوئی اوستاد کسی مدرسہ مین پڑھاتا ہو دو سو طالب علم اس سے پڑھتے ہون اور امتحان لینے پر ان دو سو مین صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہین تو کیا وہ اُستاد الزام سے بری ہو سکتا ہے ہرگز بری نہین ہو سکتا تمام اراکین مدرسہ اس استاد کو الزام دینگے اور اسی کی ناقابلیت پر اسکو محمول کرینگے“

کیونکہ آپکے مثال معروضہ مین منجملہ دو سو طالب علم کے ایک پاس ہوا تھا اور یہان ہزارون ہزار مین صرف چار۔ تو پھر بتایئے آپ ہی کے قول سے رسول اللہ پر الزام آیا یا نہین اور کوئی صورت براءت آپکے ذہن مین ہے کہ حضرت کو اس الزام سے پاک کرین کہ ہزارون ہزار صحابہ مین چار آدمی ایسے نکلے جو حدیث سے احکام سمجھ سکتے۔

آگے چلیے تو معلوم ہو کہ خود آپکی تحریر سے چار صحابہ مین سے دو ہی رہ جاتے ہین بلکہ ایک ہی کیونکہ آپ لکھتے ہین ”اب تمام صحابہ کو علم سر چشمہ اور مرجع عبداللہ بن مسعود

اور علی مرتضی کا علم ٹھہرتا ہے اور تمام مسائل اور احکام کے علم بردار یہی دونو قرار پاتے ہین قال سلم عن مسروق سامت اصحاب محمد فوجدت علمھم انتھی الی ستۃ علی۔ عبد اللہ۔ عمر۔ زید۔ ابو الدرداء ابی بن کعب ثم سامت فوجدت علمھم انتھی الی علی وعبد اللہ اعلام الموقعین ابن تیمیہ مسروق کہتا ہے کہ مینے تمام صحابہ کا علم ان چھ مین پایا علیؑ۔ عبد اللہ ابن مسعود۔ عمر۔ زید۔ ابو الدرداء۔ ابی بن کعب پھر نظر ثانی سے معلوم ہوا کہ علی ابن مسعود تمام صحابہ کے علم کے جامع ہین حضرت علی کی تعلیم کا اور روایت کا بڑا حصہ کوفہ کی قسمت مین رہا بلکہ شاہ صاحب تو کہتے ہین کہ اونکی تعلیم کوفہ ہی سے مخصوص ہے اور کوئی نہین ہوئے علم علی مرتضی خبر در کوفہ مشہور گشد ازالۃ الخفا۔ اور حضرت علی کی روایتون مین چونکہ بہت جعل کیا گیا اسلئے وہ تمام روایات نامعتبر ٹھہرین اور اسلئے عبد اللہ بن مسعود کے شاگردون نے جو روایات کین وہ معتبر رکھی گئین لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث علیہ الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود ازالۃ الخفا۔ علیؑ کی روایات مین وہ معتبر ہوین جو ابن مسعود کے شاگردون نے کی ہین ،،

اس تحریر نے آپکی ثابت کردیا کہ دو ہی آدمی ایسے تھے جو علم کے سرچشمہ تھے ایک جناب امیرؑ اور دوسرے ابن مسعود۔ مگر آخر کو جناب امیرؑ کے علم سے بھی اسوجہ سے انکار کردیا گیا۔ کہ آپکی روائتون مین بہت جعل ہوا لہذا صرف ایک ہی صحابی ایسے ٹھہرے جو حدیث سے احکام سمجھتے اور تعارض احادیث کو اوٹھاتے۔ تو اب انصافاً بتائے شیعونکا دعوی خود آپکے آپکے بیان سے ثابت ہوا یا نہین۔

اور آپنے جو الزام رسول اللہ پر قائم کیا تھا اوسکو آپنے خود قائم کیا یا نہین کیونکہ آپ خود لکھ چکے ہین ،، کوئی استاد کسی مدرسہ مین پڑہاتا ہو دوسو طالب علم اس سے پڑھتے ہون اور امتحان لینے پر ان دوسو مین صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہین تو کیا وہ استاد الزام سے بری ہوسکتا ہے ہرگز بری نہین ہوسکتا تمام اراکین مدرسہ اس استاد کو الزام دینگے اور اسی کی ناقابلیت پر محمول کرینگے ،،

یہان فرق ہے تو اسقدر کہ آپنے مدرس کو صرف دو سو طالب علم کا معلم مانا ہے اور ایک طالب علم کامیاب - اور یہان آپ رسول اللہ صلعم کو ہزارون ہزار صحابہ کا معلم بھی کہتے ہین اور کامیاب صرف ایک شخص کو بتاتے ہین ابن مسعود جو حضرت ابو حنیفہ کے معلم اعلی تھے اب آپ ہی انصافاً کہئے کسکا الزام زیادہ قابل الزام ہے -

اوسپر طرہ یہ کہ جن ابن مسعود کی یہ تعریف کی گئی تو وہ ایسے کامیاب طالب علم ثابت ہوئے کہ خلیفہ ثالث نے اونکو اس قابل بھی نہ سمجھا کہ شریک جمع قرآن کئے جائین - بلکہ اونسے قرآن چھینا گیا اور جلا گیا - اور اصرار و انکار کیوجہ سے اسقدر ضرب شدید پہونچائی گئی کہ اس صدمہ سے اونہون نے انتقال کیا - پھر بتائے حضرت کی تعلیم کیسی کامل تھی کہ ہزارون ہزار صحابہ مین جو ایک شخص کامیاب تعلیم یافتہ نکلا - وہ ایسا تھا کہ آپکے خلیفہ برحق حضرت عثمان کے نزدیک اسی علمی قابلیت کی وجہ سے وہ مار کھانے اور گردن زدنی قرار پایا -

تو اب آپ ہی فرمائیے کہ منکر رسالت و منکر اثر صحبت آپ ہوئے یا ہم جو اسکے قائل ہین رسول اللہ کی تعلیم نے لاکھون آدمیون کو مسلمان کیا حضرت نے بغرض تکمیل تعلیم اپنے خلیفہ و جانشین جناب امیر المومنین ع کو مقرر کیا جنکے خلافت سے بغرض دنیا اکثرون نے سرکشی کی اور چند مخصوص صحابہ آپکے ہمراہ رہگئے

اڈیٹر صاحب نے اگرچہ کسیکی تحریر نہین لکھی نہ کسی شخص خاص کا قول - مگر تاہم بہت سا افترا کیا ہے لہذا بعض بعض فقرات پر خاص طور سے اشارہ کیا جاتا ہے کہ یہ دروغ ہے - زیر ہندسہ اڈیٹر صاحب کی عبارت ہے

(۱) مگر ایک فرقہ جو انکار بدیہیات کا عادی ہے ،، اگر یہ جملہ شیعون کے نسبت ہے تو یقیناً غلط اور اگر سنیون کی طرف اشارہ ہے تو وہ جانین - کیونکہ مین حنفیہ اشارہ ہے

(۲) یہ فرقہ آنحضرت کی صحبت کو بالکل اثر سے خالی سمجھتا ہے ،، شیعون کے نسبت محض غلط اور سنیون کی نسبت صحیح کیونکہ یہ لوگ اونکو ترجیح دیتے ہین جو کبھی کبھی آکر پاس بطمع دنیا بیٹھ جاتے اور اونکو تو تسلیم بالکل چشم پوشی کرتے ہین جو رسول اللہ کی روح گوشت پوست خون تھے

ملاحظہ

جنکے نسبت خود فرما گئے خلقت انا و علیؑ من نور واحد - اور لحمک لحمی
دمک دمی وغیرہ وغیرہ احادیث -
(۳) جو لوگ تمام عمر سفر او حضر مین رات دن سوتے جاگتے آپکی صحبت مین ملازم رہے اور
جو آپکے ساتھ سے ایک ساعت کیلئے جدا ہوتے تھے - اس فرقہ کا خیال انلوگون کی نسبت یہ ہے
کہ وہ آپکے فیض صحبت سے بالکل متاثر نہ ہوئے اور آپکے اخلاق حسنہ اور آپکی صفات جمیلہ کا عکس
بالکل انپر نہ پڑا ،، بالکل غلط ہے کیونکہ بجز جناب امیرؑ و اہلبیت طاہرین کوئی بھی صحابہ سے
ایسا نہ تھا جو تمام عمر سفر او حضر مین رات دن سوتے جاگتے آپکی صحبت مین ملازم رہا ہو
کیونکہ جناب امیرؑ نے جسروز ولادت پائی اوسی روز سے آپکے لعاب طفت کی خوشبو پائی
تین یا چار سال کے تھے کہ حضرت کی کفالت مین آئے حضرت نے مثل اولاد کے پرورش
کی یہانتک کہ رسول اللہ نے آپ ہی کے گود مین انتقال کیا -
پس یہ اوصاف تو صرف حضرت علیؑ ہی مین پائے گئے بخلاف دیگر خلفا کے جنمین ابوبکر صاحب
نے چالیس برس کی یقینی بت پرستی کے پچاس مسلمانون کے اسلام لانے پر اسلام ظاہری
قبول کیا تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ وہ تمام عمر حضرت کے ساتھ رہے - بعد قبول اسلام بھی
مکہ مین تو تاحیات حضرت ابو طالبؑ اونکو اسکی جرات نہوئی کہ حضرت کے پاس کچھ دیر تک
بیٹھ سکیں - کیونکہ حضرت کے پاس صرف اشراف قریش بیٹھتے تھے - نہ وہ اوس دعوت
مین شریک ہو سکے جسمین حضرت نے بنی عبد المطلبؑ کی دعوت کی - نہ حضرت کے
ساتھ اوس حالت مین رہے جو محاصرۂ شعب ابو طالب کا زمانہ کہلاتا ہے کہ حضرت کو تین
برس تک یہ مصیبت اوٹھانی پڑی - بعد وفات حضرت ابو طالب و رحلت حضرت خدیجہ انھون نے
اپنی بیٹی عائشہ کو حضرت کی زوجیت مین دیکر آمد و رفت کا ایک معقول ذریعہ پیدا کرنا چاہا
جسکے بعد ہجرت کا وقت آیا اور یہ کسی طرح ہو حضرت کے ساتھ گئے مدینہ منورہ پہونچکر
دو فرسخ کے فاصلہ پر ابوبکر صاحب کا قیام رہا جو کسیوقت آجاتے یہانتک کہ نہ حضرت
کے انتقال کے وقت پاس رہے - بلکہ بعد کو بلائے گئے نہ دفن کفن نماز جنازہ مین شریک
ہوے پھر ایسے شخص کی نسبت کون کہہ سکتا ہے کہ وہ تمام عمر سفر حضر دن رات ساتھ رہے

جاگتے آپکی صحبت مین ملازم رہا۔
خلیفہ دوم کی حالت ایسی بدتر تھی کہ اشاعت اسلام کے مدتون بعد اسلام لائے قبل از اسلام رسول اللہ کے خون کے پیاسے تھے اور بعد اسلام وہ کیا جو یادگار عالم ہے پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ وہ لوگ حضرت کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہوگئے۔
مشکل تو یہی ہے کہ یہ لوگ جو اوصاف و حالات صرف جناب امیرؑ سے متعلق ہین اونکو اپنے خیالی صحابہ نہین بلکہ صرف خلفائے ثلثہ پر منطبق کرکے چاہتے ہین عام مسلمانون کو دھوکھا دین اور اون لوگونکو مسلمان و مومن کہلائین جو کھلم کھلا منافق تھے اور اسلام کے پردہ مین چھپکر کامیابی چاہتے اور کامیاب ہوگئے۔
کیا آپ کہہ سکتے ہین خلفائے ثلثہ کی معیت رسول اللہ کے ساتھ ابولہب سے بڑھی ہوئی تھی جو آپکا چچا تھا۔ پھر جب حضرت کی صحبت نے اوسمین تاثیر نہ کی اور وہ اسلام نہ لایا تو ان منافقین کی نسبت کیونکر آپ گمان کرسکتے ہین کہ محض فیض صحبت سے یہ لوگ متاثر ہوئے حالانکہ آپ خود ہی قبول اثر کیلئے ایمان کی شرط لگاتے ہین۔ اور یہی ہمارے آپکے نزاعی امر ہے کہ وہ مومن تھے یا منافق۔
ہمتو آپکو اوسوقت مسلمان سمجھ سکتے ہین کہ خدا کو آپ عادل مانین۔ مگر سرے سے آپ عدل خداوندی کے منکر ہین۔
ہم تو اوسوقت آپکو مسلمان سمجھ سکتے ہین جب رسول اللہ کو نبی معصوم سمجھیے مگر ہائے آپکے خلفائے تو کبھی حضرت کو نہ نبی سمجھا نہ معصوم اسیوجہ سے حضرت کے حکم کی مخالفت کی گئی خدا کا حکم رد کیا گیا۔
آپلوگ توصرف ایک دنیا پرست مذہب رکھتے ہین جسکی غرض صرف خلفا پرستی ہے نہ خدا پرستی نہ رسول کی متابعت بلکہ جو تخت خلافت پر بیٹھ گیا اوسکے آپ طرفدار ہین۔ اوسکے حمایتی۔ اگر آپنے ان ظالم خلفا و سلاطین سے ایک کی بھی ترک حمایت کی ہوتی تو ہم سمجھتے آپکو کچھ حصہ دینداری کا ملا ہے۔ مگر ہم تو دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف اگر شیخین کے لئے آپ حمایت پر تلیا ہین تو دوسری طرف یزید و معاویہ کے لئے آستین چڑہا رہے

آمادہ پیکار رہین پھر کیونکر کہا جائے آپلوگ مسلمان ہین۔

کیا صحابہ رسول مین بھی تین آدمی تھے کیا ان کے کوئی صحابی رسول نہ تہا۔ کیا آپنے اور بھی کسی صحابی کی طرفداری کی ہے۔ حضرت سلمان فارسی نے کیا قصور کیا حضرت ابوذر کی کیا خطا تھی جبکو عثمان صاحب نے اسطرح ایذادی اور آپکو اونکی ہمدردی کا جوش نہ آیا۔ کیا حضرت عمار صحابی نہ تھے جنکی قدر و منزلت کرتے چہ جائیکہ آپ عثمان کو اون کے قتل مین بیقصور ثابت کر رہے ہین۔ کیا حضرت مقداد صحابی نہ تھے۔ کیا حضرت عمرو بن الحمق صحابی نہ تھے جو قتل عثمان مین شریک نہ تھے۔ کیا مالک اشتر صحابی نہ تھے جنکو معاویہ نے زہر دیکر شہید کرایا۔ کیا ابو الطفیل عامر بن واثلہ صحابی نہ تھے جو لشکر مرتضےٰ کے علمدار تھے۔

اگر آپکو صحابہ ہی کی طرفداری اور حمایت منظور ہے تو ان بزرگ اور مقدس صحابہ پر بھی تو نظر عاطفت مبذول فرمائیے۔ مگر آپکو تو نہ خدا سے غرض ہے نہ رسول سے مطلب نہ صحابہ سے سروکار صرف خلفا سے غرض ہے کہ ابوبکر عمر عثمان معاویہ یزید کی طرفداری کیجئے جو کمبخت صحابی بھی نہ تھا مگر خلیفہ تھا۔

آپنے عشرہ مبشرہ اول تو آدمیون کا نام رکہا ہے جو خلافت کے رکن رکین تھے اور انہدام اسلام کے بازو . . . . یہانتک کہ تمام دنیا کو معلوم ہے یہ لوگ کیسے نیک سرشت اور خیر طلب تھے کہ اسلام کو انلوگون نے ملکر تباہ و برباد کیا اور آپ اونہین کی حمایت مین یہ زہر اوگل رہے ہین حالانکہ آپ کو خوب معلوم ہے انکے افعال ایسے تھے کہ اگر کوئی مسلمان اوسکا ارادہ کرے تو تمام عالم سے اوسپر لنفرین برسے۔

غرض یہ ہے کہ صحابہ کا لفظ ایک دھوکہ ہے نہ آپ صحابہ کو مانتے ہین نہ اوس شخص کو جسکی صحابیت سے انکو یہ شرف ملا ورنہ صحابہ کچھ خلفائے ثلثہ ہی مین منحصر نہین ہین ہزارون صحابہ دوسرے بھی ہین اونکے بھی فضائل و مناقب کا تو اقرار کیجئے۔

شیعہ خدا و رسول ؐ کے بعد اونکے اہلبیت طاہرین کو مانتے ہین وہ بھی اسوجہ سے

کہ رسول اللہ نے اونکی اطاعت کا حکم دیا۔ انکے بعد اون صحابہ و تابعین کی تہذیب
و تحقیر و تعظیم کرتے ہین جنکی تعظیم کا رسول اللہ نے حکم دیا۔ اور بحکم رسولؐ اونپر لعنت
کرتے ہین جو باعث ایذاے اہلبیت طاہرین ہوئے اور دین اسلام کو اونھوں نے
مردہ اور بے روح کر دیا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔   (اڈیٹر)

حضرت یزید پلید علیہ ما یستحقہ

شاید اس عنوان کو دیکھکر ناظرین متعجب ہون کہ یزید کے نام پر حضرت بھی لکھا گیا ہے۔ پھر اُسکے
ساتھ پلید بھی۔ مگر واضح ہو کہ پلید تو مین نے اُس خبیث کو اپنے عقیدہ حقہ کے بموجب لکھا ہی کیونکہ
میرے نزدیک اور نہ صرف میرے نزدیک بلکہ جملہ علماے محققین واکابر دین کے نزدیک یزید کا
مرتبہ پلید سے بھی مزید ہے بلکہ وہ خبیث وشقی مردود و مرتد ہے۔ لیکن حضرت کا لفظ اسلیے لکھا گیا
کہ وہ میرزا حیرت یا اُنکے ہمخیال لوگون (بعض وہابیہ) کے حضرت ہین (جیسا کہ کرزن گزٹ کے
بعض پرچون مین وہ رضی اللہ عنہ و امیر المومنین حضرت یزید علیہ الرحمۃ وغیرہ لکھا گیا ہے)
لہذا مین اونکی بھی دلشکنی کرنی نہین چاہتا۔ الا بطور اظہار حق جو کچھ زبان وقلم سے نکلے۔
مین اسوقت یزید کے افعال واقوال کا کوئی ذکر کرنا نہین چاہتا اور نہ جناب
حیرت یا حیرتون سے اُنکے حضرت کے بارہ مین کوئی تخاطب کرنا چاہتا ہون۔ بلکہ مین اسوقت
صحیح بخاری کی ایک روایت اور یزید کی مغفوریت پر ایک دلچسپ بحث کرونگا امید ہے کہ
ناظرین عندو انصاف سے اس مضمون کو پڑھینگے۔

(۱) اصلاح (شیعی پرچہ) نے عرصہ ہوا مبحوث یزید کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا
جسمین علامہ ابن تیمیہ کی بعض عبارتین پیش کرکے اہلسنت پر یہ الزام لگایا تھا کہ عیاذاً باللہ
اُنکا ایک فرقہ نبوت یزید کا قائل ہے۔ جسکا جواب اہلحدیث نے دیدیا تھا۔ اب اصلاح جلد ۱۲
نمبر ۱ مین پھر ایک مضمون مبحوث یزید دوبارہ کے عنوان سے شایع ہوا ہے۔ اسمین انکو خود
اقرار کرنا پڑا کہ اہلسنت والجماعت یا اہلسنت کے کسی گروہ یا فرد واحد کیطرف بھی اس عقیدہ
فاسدہ کی نسبت کرنا محض افترا و بہتان کا موجد آپ علامہ ابن تیمیہ کو بتاتے ہین۔ لیکن مین

[illegible] الزام [illegible] صاحب اہلسنت [illegible] افترا [illegible]

کہتا ہوں کہ در اصل اہلسنت پر یہ افترا ابن تیمیہ کیطرف سے ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ پرچہ اصلاح کے جانب سے ہے۔ ابن تیمیہ تو عام طور پر یہ لکھتے ہیں کہ "لوگوں کا یزید کے بارہ میں مختلف خیال ہے ایک قوم اسکو بزرگ حتی کہ بعض جہال نبی خیال کرتے ہیں،، اس سے اہلسنت یا انکے کسی گروہ کا یہ قول کیونکر معلوم ہوا۔ الناس اور قوم کے معنی اہلسنت کیونکر سمجھ لیا گیا یہ محض زبردستی اور تعصب و عناد ہے۔

(۳) غرض یہ الزام تو ابن تیمیہ پر بالکل غلط ہے ہاں اسمین شبہہ نہین اور اسقدر مین بھی کہونگا کہ وہ یزید کی ہواخواہی اور پاسداری کا پہلو ضرور رکھتے ہین۔ یہانتک کہ وہ اُس (یزید شقی) کو مغفور بر زبان پیغمبر علیہ السّلام بھی ضرور ثابت کرنا چاہتے ہین۔

(۴) قبل اسکے کہ مین اپنے اس اصلی بحث کا سلسلہ شروع کرون یہ عرض کئے دیتا ہون کہ یہ علامہ ابن تیمیہ غفر اللہ لہ کا ذاتی خیال فاسد ہے اور عامہ اہلسنت بلکہ عامہ اہل اسلام کو اس سے کوئی سروکار نہین۔ اہل سنت والجماعۃ تو یزید کو ملعون و شقی ازلی سمجھتے ہے اور جو شخص اسکی ہواخواہی اور پاسداری کیطرف مائل ہو اُسے یون کہتے ہین ؎

بروز حشر شود ہمچو صبح معلومت   کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

لیکن نہایت افسوس سے مجھے یہ بھی عرض کرنا پڑتا ہے کہ بعض حضرات غیر مقلدین۔ (اہلحدیث) آج بھی اپنے مقتدا و پیشوا علامہ ابن تیمیہ کی اندھی تقلید کرکے اُنکے ہمخیال نظر آتے ہین۔ افسوس۔

(۵) حضرات جسں بنا پر یزید کے مغفور ہونیکا گمان کیا گیا ہے۔ اور جس دلیل سے اس مدعائے غلط کو ثابت کیا جاتا ہے وہ **صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے** جو جلد اول کتاب الجہاد باب ما قیل فی قتال الروم صفحہ (۴۱۰) مطبوعہ دہلی مین اسطرح مروی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم۔ کہ "فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اول جیش (پہلا لشکر) میری امت کا جو قسطنطنیہ پر چڑہائی اور جہاد کریگا وہ مغفور ہے،،۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث یزید کے مغفور ہونے کی دلیل و ثبوت ہے کیونکہ اول لشکر جسنے قسطنطنیہ پر چڑہائی کی اُس لشکر کا امیر

جیش بھی حضرت یزید بن معاویہ تھے سب سے پہلا شخص جس نے اس حدیث سے بزرگی و منقبت یزید پر استدلال کیا وہ مہلب ہے یہ میاں مہلب وہ ذات بزرگ ہین جو امیر معاویہ کے وقت سے لیکر عبد الملک کے وقت تک عراق وغیرہ کی گورنری و دیگر عہدو نپر ممتاز رہے اور حجاج کے خاص لوگون مین تھے پھر اس شخص کی جب امویت اور بہوا خواہی و محبت یزید کا کیا پوچھنا ہے لہذا اسکو یزید کی منقبت و مغفرت ثابت کرنا ضروری تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اسکی تبعیت ابن تیمیہ نے بھی کی اور سونے پر سہاگہ یہ کیا کہ فرماتے ہین ویقال ان یزید انما غزا القسطنطینۃ لاجل ھذا الحدیث (دیکھو منہاج السنۃ جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ مصر) یعنی کہا جاتا ہے کہ یزید نے قسطنطنیہ کا جہاد محض اسی حدیث کیوجہ سے اور مغفورین مین شامل ہونیکی غرض سے کیا۔) مگر الحمد للہ کہ ہمارے علمائے محدثین و حضرات محققین رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین نے پہلے ہی اسکا جواب دیدیا اور مہلب کے استدلال کا ابطال کردیا ہے۔ اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رح و علامہ حافظ عینی رح محدث حنفی رح و علامہ قسطلانی رح و حضرت شیخ الاسلام دہلوی وغیرہم نے شروح بخاری فتح الباری۔ و عمدۃ القاری و ارشاد الساری و شرح فارسی بخاری وغیرہما مین اس حدیث کی شرح مین مہلب کا قول اور ابن التین اور ابن المنیر کی تردیدونکو نقل کیا اور خود بھی اسکی تردیدین کین اور جوابات دیئے ہین وھو ان لا یلزم من دخولہ فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اھل العلم ان قولہ صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لھم مشروط بان یکون من اھل المغفرۃ حتی لو ارتد واحد من غزاھا بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم اتفاقا فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرۃ فیہ منھم (فتح الباری) جلد ۱۱ صفحہ ۹۲ و قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۹۴ و عینی جلد ۶ صفحہ ۴۲۹[۵]

---

[۵] ہمارے علامہ عینی محدث حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے مہلب صاحب کی تردید کرتے ہوئے جوش مین آکر اتنا اور فرمایا ہے کہ و ای منقبۃ کانت لیزید وحالہ مشھور یعنی یزید کی کونسی منقبت ہو سکتی ہے جبکہ اسکا حال (فسق و فجور و ظلم و ستم و اہانت اہل البیت و قتل سید الشہداء علیہ السلام و استحلال مدینہ و بے حرمتی حرمین شریفین وغیرہ وغیرہ) مشہور اور تمام جہان پر روشن ہے۔ ۱۲ منہ

خلاصہ یہ ہے کہ اس عموم حکم حدیث مین یزید کا داخل ہونا اسکو مستلزم نہین ہے کہ وہ کسی دلیل خاص سے بھی اس حکم سے خارج نہ ہو کیونکہ بہ اتفاق اہل علم یہ مغفوریت مشروط ہے اس امر کیساتھ کہ اسمین صلاحیت واہلیت بھی مغفور ہونیکی موجود ہو حتی کہ بالفرض اگر اُن غازیون مین سے کوئی بعد اُسکے مرتد ہو جائے تو وہ بہ اتفاق اُس عموم حکم مین داخل نہ ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ مغفوریت اسکے لئے ہوگی جسمین شرط مغفوریت پائی جائے۔ مطلب یہ ہے کہ جب یہ معلوم ہوگیا تو اب اس حدیث کے روسے یزید کا مغفور ہونا لازم نہین آسکتا۔ کیونکہ وہ مغفرت کا اہل ہی نہ تھا اور اسمین شرط مغفوریت وصلاحیت مغفرت ہی موجود نہین۔ پس وہ اس عموم حکم سے خاص اور اس سے خارج ہے۔ اور اسکا اس حکم سے خارج ہونا اور اسمین داخل نہ ہونا بدلائل کثیرہ ثابت وواضح ہے۔ منجملہ اُسکے قتل حسینؑ ہے جسکی تصریح بھی قسطلانی رح نے مہلب کی تردید کے بعد باین عبارت کردی ہے وقد اطلق بعضھم فیما نقلہ المولی سعد الدین اللعن علی یزید لما انہ کفر حین امر بقتل الحسین واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ او اجازہ او رضی بہ والحق ان رضا یزید بقتل الحسین واستبشارہ بذلک واھانتہ اھل البیت النبی صلی اللہ تعالے علیہ والہ وسلم مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلھا احادا الخ (قسطلانی ۵ جلد ۵)

دیکھئے علامہ تفتازانی رح بعض محققین سے نقل فرماتے ہین کہ یزید اُسیوقت کافر ہوگیا جبکہ اُس نے قتل حسین علیہ السّلام کا حکم کیا۔

پھر علامہ فرماتے ہین حق یہ ہے کہ یزید کا قتل حسین علیہ السّلام سے راضی ہونا مسرور وخوش ہونا اور اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنا یہ تواتر معنوی ثابت ہے۔ اگرچہ تفاصیل اُسکی احاد سے ملی ہین۔ پس اہل انصاف کے نزدیک دیگر دلائل سے قطع نظر کرکے یہی ایک دلیل یزید کے اُس حکم (مغفرت) سے خارج ہونیکے لئے برہان قاطع ہے۔ اب مین ان جوابوں اور تردیدونکے علاوہ خاص طور سے ایک اور بات عرض کرتا ہون ناظرین غور سے سنین اور انصاف فرمائین۔

حدیث شریف کا مضمون تو صرف اسقدر ہے کہ اول لشکر جو قسطنطنیہ پر جہاد کریگا وہ

مضمون ہے اسمین نہ تو کہین یزید کا ذکر ہے نہ اور کسیکا نام ہے۔

اب یہ امر کہ اُن غازیون کا سپہ سالار اور اُس فوج کا افسر اور اُس لشکر کا امیر جیش فی الواقع یزید بن معویہ تھا یا نہین اور اُن غازیون مین یزید بھی تہا یا نہین تو اسکی تحقیق کتب تواریخ و سیر سے کرنا چاہئے۔ مگر جب ہم تواریخ معتبرہ مشہورہ پر نظر کرتے ہین تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک افترا اور یزیدیون (؟) کی بنائی ہوئی بات ہے کہ یزید اوس فوج کا امیر جیش تہا۔ تاریخ کی کتابین اس واقعہ کو جہٹلا رہی ہین۔ بلکہ امیر و افسر اُس لشکر کے سفیان بن عوف تھے یزید تو اپنے باپ کی فہمایش پر بہی وہان جانے پر اور غازیون مین شریک ہونے پر مستعد اور راضی نہ ہوا بلکہ اپنے عیش و آرام مین ڈٹا رہا۔ اور فوج روانہ ہو گئی۔ جب یہان رسد کے گھٹ جانے کی خبر پہونچی اور یہ کہ فوج بھوک سے پریشان ہے اور وبا اور امراض مین الگ مبتلا ہے تو یزید نے اپنے عیش کے نشہ مین چور ہو کر چند شعر کہے جسمین فوج کی پریشانی کا ذکر کرکے اپنی اس سے بے پروائی ظاہر کرنیکے ساتھ اپنے مزے اور عیش کے نشے اور اپنی محبوبہ بیوی (ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر) سے ہم بغل ہونیکا ذکر کیا۔ صاحبزادے کے یہ اشعار اور فوج کی پریشانی کی خبر جب پدر بزرگوار (امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ) نے سنی تو زبردستی قسمین دیکر صاحبزادے کو ایک جمعیت کے ساتھ روانہ کیا کہ سفیان سے جا ملے۔ اور اسیطرح صاحبزادے صاحب کا قسطنطنیہ تک تشریف لیجانا ثابت ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد سوم ذکر غزوہ قسطنطنیہ صفحہ ۲۳۱۔ اور ایسا ہی طبری وغیرہ تواریخ مشہورہ مین موجود ہے۔ حتی کہ علامہ ابن خلدون بھی باوجود ہوا خواہی بنی امیہ و حب اموییت کے اس واقعہ کو چھپا نہ سکے اور صاف صاف اپنی تاریخ ابن خلدون مطبوعہ مصر کے جزو ثالث صفحہ ۹ مین اس قصے کو یون تحریر فرماتے ہین۔

ثم بعث معاویۃ سنۃ خمسین جیشا کثیفا الی بلاد الروم مع سفیان ابن عوف وندب یزید ابنہ معہم فتثاقل فترکہ ثم بلغ الناس ان الغزاۃ اصابہم جوع ومرض وبلغ معاویۃ ان یزید انشد یقول ؎

مالی ابالی بما لاقت جموعہم بالغذ قذونہ من حمی ومن شرم

اذا انطأت على الاغماط مرتفعا   بدير مران عندي ام كلثوم وهي ام أبيه بنت عبد الله ابن عامر فخلف ليلحق بهم فسار في جمع كثير جمعهم اليه معاوية فيهم ابن عباس وابن عامر وابن الزبير وابو ايوب الانصاري الخ

حاصل یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۵۰ھ میں ایک فوج کثیر ملک روم کیطرف بہ افسری سفیان بن عوف روانہ کیا (کامل کا لفظ وجعل عليهم سفيان ہے) اور اپنے بیٹے یزید کو بھی فوج کے ساتھ جانے کو کہا (کامل میں ندب کی بجائے امر ہے) یزید کو یہ پہاڑ معلوم ہوا (کامل میں ہے اعتل یعنے حیلہ وحوالہ سے نکل بھاگا) امیر معاویہ نے بھی چھوڑ دیا۔ اور زیادہ اصرار نہ کیا (کامل میں ہے فامسک عنہ) پھر جب فوج کی پریشان حالی کی خبر مشہور ہوئی اور امیر معاویہ کو معلوم ہوا کہ یزید نے اسبارے میں چند شعر بھی لکھے ہیں تو امیر معاویہ نے اسپر قسم کھائی کہ ضرور یزید کو وہان جاکر ان لوگوں سے ملنا ہوگا (کامل کی عبارت اس مقام پر یون ہے فبلغ معاوية رض شعره فاقسم عليه ليلحق بسفيان في ارض الروم ليصيبه ما اصاب الناس) تب یزید اُس جمع کثیر کے ساتھ جو امیر معاویہ نے مجتمع کردیا تھا روانہ ہوا۔ اُس جمعیت میں حضرت ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و ابن الزبیرؓ و ابو ایوب انصاریؓ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالی عنہم بھی تھے (ابن خلدون کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحابات کرام یزید کے ساتھ تشریف لیگئے تھے مگر ہمارے علامہ عینی رحؒ نے اسکی بھی تردید فرمائی ہے کہ غالباً یہ سادات صحابہ اصل لشکر میں سفیان کے ساتھ ہونگے نہ یزید پلید کے ساتھ کیونکہ وہ نالائق اسکا اہل نہ تھا کہ یہ جلیل القدر اصحاب اسکے ماتحت ہون انکی اصل عبارت یہ ہے قلت الاظهر ان هولاء السادات من الصحابة كانوا مع سفيان هذا ولم يكونوا مع يزيد ابن معاوية لانه لم يكن اهلا ان يكون هولاء السادات في خدمته (عینی جلد ۶ ص ۶۴۹)

اب ذرا انصاف شرط ہے یزید تو اُس اصل لشکر کا امیر جیش تھا نہ افسر نہ سپہ سالار بلکہ وہ تو اس اول جیش میں شریک بھی نہ ہوا پھر دوسری مرتبہ امیر معاویہ نے زبردستی قسمیں دیکر

اُسکو روانہ کیا تو (بجبر و اکراہ) وہان گیا۔ ایسی صورت مین وہ کس طرح مبشرین بالمغفرۃ مین داخل ہوکر مغفور ہو سکتا ہے اور اول جیش مین کیونکر اسکا شمول ہوگا۔ کیونکہ اول جیش تو وہ تھا جسکے سپہ سالار سفیان تھے۔ علاوہ ازین حدیث صحیح و صریح و قول صادق و مصدق صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے الاعمال بالنیات (اعمال کا ثمرہ نیتون پر موقوف ہے جیسی نیت ویسا پھل ہوگا) اور ارشاد ہوا لکل امرءٍ ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او امرأۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ (متفق علیہ) تو ان احادیث کی رو سے یزید کسی عنوان سے ہرگز مغفورین و مبشرین بالغفران کی جماعت میں داخل و شامل نہیں ہو سکتا۔

ایک بات اور یہان غور کرنیکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۂ قیصر فرمایا قسطنطنیہ کا نام ارشاد نہین ہوا ممکن بلکہ قرینہ غالب ہے کہ اس سے مراد شہر حمص ہو اسلئے کہ تمام مین قیصر کا دار السلطنت وہی تھا چنانچہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک ہی مین اُسکو جو ایلیا مین رہتا تھا اسکے بعد وہ حمص مین مقیم ہوا اور وہین اسکی فوج اور علماء روم بھی رہتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری سے خود یہ ظاہر ہے اور یہ شہر حمص و ایلیاء وغیرہ سنہ ۱۴ھ مین بزمانہ خلافت شیخین رض فتح ہوا تھا جسمین صحابہؓ کی جانبازیان مشہور و معروف ہین۔ اُسوقت میان یزید صاحب نے رحم مادر سے دنیا مین قدم بھی نہین رکھا تھا بلکہ بقول مشہور عوام پشت کژدم مین اپنا زہر سمیٹے ہوئے بیٹھے تھے پھر کہان کا غزوہ اور کس کی مغفرت۔ یہ سب اُنکے پاسدارونکی من گھڑت ہین۔ حضرت شیخ الاسلام شرح فارسی صحیح بخاری مین فرماتے ہین "وبعضی تجویز کنند کہ مراد بمدینۂ قیصر مدینہ باشد کہ قیصر دران جا بود روزیکہ فرمود این حدیث را آنحضرتؐ وآن حمص است کہ دران وقت دار المملکت او بود" (حاشیہ تیسیر القاری جلد ۴ صفحہ ۶۶۹) پس اب یزید کے طرفدارون اور پاسدارونکی جملہ کوششین بیکار ٹھہرین۔ اور انکو بجز حسرت و ندامت کچھ بھی حاصل نہوگا۔ اب ناظرین مجھسے چند جملے نواصب کے پیشوا و بزرگ یزید پلید علیہ ما یستحقہ کی منقبت و فضائل کے سُن لین جنکو سنکر اہل انصاف خود بول اُٹھینگے کہ بیشک

یزید ابن معاویہ ہرگز حکم مغفوریت مین داخل و شامل نہین بلکہ وہ خبیث شقی ازلی ہے
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبری مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد ثانی صفحہ ۱۳۹
فرماتے ہین (۱) اخرج احمد والبزار بسند صحیح عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذوا باللہ من رأس ستین و من امارۃ الصبیان - رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین "لوگو! ۶۰ھ سے اور لونڈون کی امارت سے خدا کی پناہ مانگو" - تمام علمی دنیا بلا اختلاف اسبات کا اقرار کرچکی کہ ۶۰ھ یزید کی امارت و تسلط کا زمانہ ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا کیونکہ اسکے تسلط و امارت کے وقت اور ۶۰ھ مین یا اسکے متصل جو جو قیامت انگیز واقعات ظہور مین آئے اور اسلام کی جو جو خرابیان اور تباہی و بیحرمتی واقع ہوئی اُس سے ہر مومن کا دل کانپتا اور ایمان لرزتا ہے -

(۲) اخرج ابن ابی شیبہ وابو یعلی والبیہقی عن ابی ذر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ قال البیہقی یشبہ ان یکون ھو یزید بن معاویہ - حضور نے فرمایا اول شخص جو میری روش بدل دیگا وہ بنی امیہ مین کا ہوگا - امام بیہقی فرماتے ہین غالبًا وہ شخص یزید بن معاویہ ہے - غور کرو امام بیہقی رح جیسے مشہور جلیل القدر محدث بھی یزید کو بانی خلیفت و بے دین خیال فرماتے ہین کہ اس حدیث کا مصداق اُسی کو ٹھہراتے ہین - یہ ہے ... انہ خوارے یزید کی منقبت کا - اور یہ روایات اور اسی قسم کی اور روایتین کنز العمال وغیرہ مین بھی موجود ہین اور علامہ ابن حجر مکی رح نے صواعق محرقہ مین اور مولانا جامی (امام المتکلمین) نے الصارم المعین فی شہادۃ الحسنین مین اور علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین نقل کیا ہے - اگرچہ ان روایتوں مین سے بعض بسند صحیح مروی ہیں اور اکثر ضعاف ہین مگر تمام طرق اور ان تمام روایات کا جمع کرکے یزید کے افعال و اقوال پر غور کرنے سے وہی نتیجہ نکلتا ہے جسکا علمائے محققین اہلسنت والجماعت نے فیصلہ فرمادیا ہے یعنی لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ

واتضاده اجمعین (شرح عقائد نسفی للعلامۃ التفتازانی) اسپر بھی اگر کسیکی آنکھ پر ناحق شناسی کا پردہ پڑا ہے اور نصب وخروج کی باتوں سے دست بردار نہو تو حق پسند زنگ ہاں اسکا کیا جواب ہے سوا اسکے کہ یہ کہکر چپ ہو رہیں ؎

جسکا جی چاہے ہو یزید کے ساتھ ہم ہیں اور دامن جناب حسینؑ

والسلام علی من اتبع الہدی۔ راقم خاکسار حسن پہلواروی۔

اصلاح یہ مضمون نہایت قابل قدر ہے نہ اسوجہ سے کہ اہلسنت کے ایک عالم کی تحریر ہے جسنے بلا رو و رعایت یزید پر لعنت کی جس سے النجم واہلحدیث کے دلپر سانپ لوٹ گیا ہوگا بلکہ مولوی صاحب نے ایک ایسی تحقیق کی ہے جس سے بخاری صاحب کی خارجیت نہایت بدیہی طور پر نمایاں ہوئی

(۱) مگر افسوس کہ اپنے فرقہ اہلسنت کو نبوت یزید کے قائل ہونے سے بچانیکے لئے اصلاح پر یہ الزام لگایا کہ اس افترا کا موجد اصلاح ہے نہ ابن تیمیہ۔ حالانکہ اصلاح جلد ۱ میں صریحی عبارت ابن تیمیہ لکھدی گئی تھی واقوام یعتقدون انہ کان اماما عادلا ھادیا مھدیا وانہ کان من الصحابۃ او اکابر الصحابۃ وانہ کان من اولیاء اللہ تعو ربما اعتقد بعضھم انہ کان من الانبیاء وانہ کان من اولیاء اللہ ویقولون من وقف فی یزید وقفہ اللہ علی نار جہنم ویروون عن الشیخ حسن بن عدی انہ کان کذا وکذا اولیاء وقفوا علی النار لقولھم فی یزید صفحہ ۵۱ کہ بہت سی قومیں معتقد ہیں اوسکے امام عادل ہادی مہدی ہونیکے اور یہ کہ وہ صحابہ سے ہے بلکہ اکابر صحابہ سے اور یہ کہ وہ اولیاء اللہ تعالے سے تھا اور بعض نے تو یہ اعتقاد کیا کہ وہ انبیاء سے تھا اور شیخ حسن بن عدی سے روایت کرتے ہیں کہ اتنے اولیا کو جہنم پر توقف کیا گیا بوجہ اونکے قول کے دربارہ یزید۔

ہم نہیں سمجھتے کہ اس عبارت کو دیکھکر کون شخص کہہ سکتا ہے کہ ابن تیمیہ نے یہ اعتقاد غیر اہلسنت سے بیان کیا ہے۔ کیونکہ یزید سے بحث کرنیوالے دو ہی فرقہ ہیں ایک شیعہ

جنکا قول خود ابن تیمیہ نے بوجوب لعن نقل کیا دوسرے اہلسنت جنکی دو قسم ہے۔
ایک وہ جو اوسکو اولیاء و انبیاء سے مانتے ہین دوسرے جو بقول ابن تیمیہ اوسکو
مسلمان خلیفہ مانتے ہین جسمین خود ابن تیمیہ بھی داخل ہے۔

صاحبزادہ صاحب کا یہ قول "الناس اور رقوم کے معنی اہلسنت کیونکر سمجھ لیا
گیا یہ محض زبردستی اور تعصب وعناد ہے" نہایت حیرت افزا ہے کیونکہ جب ہکلے
یقولون انہ کافر زندیق سے مراد شیعہ ہین جو یزید کو کافر و فاسق کہتے ہین تو
اوسکے بعد واقوام یعتقدون سے کون کہ سکتا ہے کہ شیعونکا مقابل فرقہ
اہلسنت نہین مراد ہے کیونکہ یزید سے بحث کرنیوالے سنی ہی شیعہ ہین نہ یہود و
نصاریٰ۔

پھر ابن تیمیہ کا یہ قول کہ لوگ اولیاء اللہ سے یا صحابہ سے یا اکابر صحابہ سے سمجھتے
ہین۔ صریح دلیل اسکی ہے کہ مراد اس سے اہلسنت ہین کیونکہ صحابہ و اولیاء اللہ
کے ماننے والے اہلسنت ہین نہ شیعہ جنپر عام الزام قائم ہے کہ وہ صحابہ کو نہین مانتے

پھر ابن تیمیہ کا شیخ حسن بن عدی سے توقف اولیا کا روایت کرنا اور بہت سے
امور کا زیادہ کرنا اور پھر شیخ عدی کا اوس سے بری کرنا صریح دلیل اسکی ہے کہ مراد
اس سے اہلسنت ہین۔

مضمون "ثبوت یزید دوبارہ" مین جو عبارت منہاج السنۃ ابن تیمیہ سے
نقل کی گئی وہ تو اس سے بہی زیادہ صریح ہے اسپر بھی اگر صاحبزادہ صاحب تعصب
وعناد کا الزام دین تو اونکی عنایت۔

(۲) تعجب ہے کہ آپنے اہلحدیث مین اسکا جواب تو دیکھا مگر اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۰ صفحہ ۱۹
مین "ٹھیکہ داران یزید" کا مضمون نہ ملاحظہ کیا جسمین اونکی تقریر کا تار و پود علحدہ
کیا گیا اور پھر اوسکا جواب آجتک نہو سکا۔ پھر یہ کہنا "جسکا جواب اہلحدیث نے دیدیا ہاللہ
مین نہین کہہ سکتا کہا تک درست ہے۔

(۳) الزام تو اوسوقت غلط ہوتا کہ آپ ان عبارتونکو کتاب سے نکالڈالتے۔ یا یہ کرتے

اور دلیل یہ ہے کہ انکی کتابون میں یہ عبارتین نہین ہین - ورنہ کوئی بافہم یہ نہین کہہ سکتا
کہ ابن تیمیہ نے فرقہ اہلسنت کا قائل بہ نبوت یزید ہونا نہین لکھا ہے -

(۳) اگر آپ ابن تیمیہ کو افترا سے بری کرنا چاہتے ہین تو جن لوگون کا قول بہ نبوت
یزید انھون نے لکھا ہے اونکی کتابون سے یہ ثابت کیجئے کہ وہ لوگ قائل بہ نبوت یزید تھے
تب البتہ ممکن ہے ابن تیمیہ کی برائت ہو والی الآن ذلک رہا یہ امر کہ
آپ بھی ابن تیمیہ کو طرفداران یزید سے قبول کرتے ہین - اسپر بھی آپکا اوسکی حمایت
مین لکھنا موجب کمال تعجب ہے کہ قاتل فرزند رسول کے حامی کی آپ حمایت کر
رہے ہین -

(۴) مجھے نہایت مسرت ہوئی کہ آپنے اس خیال کو ابن تیمیہ کا ذاتی خیال فاسد قرار دیا
اور تمام اہلسنت کا یہ عقیدہ لکھا کہ "یزید کو ملعون شقی ازلی سمجھتے ہین"، خدا اسکی
توفیق عطا فرمائے - مگر براہ کرم شرح فقہ اکبر وغیرہ کو بھی دائرہ حنفیت سے خارج کر کے
داخل وہابیت فرمائیے کیونکہ اوس کا عقیدہ آپکے عقیدہ کے خلاف ہے -

(۵) شاید یہی سبب ہے کہ اکثر علمای اہلسنت بخاری کو خارجی وناصبی کا خطاب دیتے ہین -
چنانچہ علامہ دحیہ ذوالنسبین اپنی کتاب شرح اسماء النبی مین لکھتے ہین قال ذوالنسبین رحمہ
اللہ اوردہ البخاری ناقصا مبترا کما تری وھی من عادتہ فی ایراد الاحادیث التی
من ھذا القبیل وما ذالک الا لسوء رائہ فی التنکب عن ھذا السبیل - ہے
پھر لکھتے ہین بدانا بما اوردہ مسلم لانہ اوردہ بکمالہ وقطعہ البخاری
واسقط منہ علی عادتہ کما تری وھو مما عیب علیہ فی تصنیفہ علی
ماجری - ولا سیما اسقاطہ لذکر علی رضی اللہ عنہ -

یعنی بخاری نے اس حدیث کو (جو دربارہ خمس مین ہے) ناقص اور کاٹ چھانٹ
کر روایت کیا جیسا کہ تو دیکھتا ہے اور یہ عادت اونکی ہے ایسی حدیثونکے وارد کرنے
مین - اور یہ نہین ہے مگر بسبب انکی اس بری رائے کے جو انحراف مین اس راہ سے
رکھتے ہین -

پھر دوسری جگہ لکھتے ہین کہ ہمنے اس حدیث کو صحیح مسلم سے اسلئے نقل کیا کہ مسلم نے اوسکو پورا لکھا ہے بخلاف بخاری کے کہ اوسنے قطع کردیا اس حدیث کو جیسا کہ عادت اوسکی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ اسکا عیب کیا گیا اوپر دربارہ اونکی تصنیف کے خاص کر اس بات مین کہ وہ نکالڈالتے ہین ذکر علی رضی اللہ عنہ کو،،

تو اب معلوم ہوا کہ بخاری کا اس حدیث کو داخل صحیح کرنا محض ازراہ ناصبیت ہے ورنہ کون کہسکتا ہے کہ حدیث غدیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو داخل صحیح نہ کرین حالانکہ وہ حدیث کیسی متواتر ہے اور داخل کرین اس حدیث کو جو نہ متواتر ہے نہ مشہور جسمین سے اونکی غرض اسکے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ ایک ایسی حدیث لادین جس سے ہوا خواہان یزید کو موقع استدلال ملسکے کیونکہ یہ ناممکن ہے وہ مہلب کے اس استدلال سے ناواقف ہون جو تابعین سے تھا اور عہدہ داران معویہ و یزید سے جو اس سے منقبت معویہ و یزید پر استدلال کرتا۔

(۶) افسوس ہے کہ آپنے یہان صرف یزید کا نام لکھا حالانکہ اس حدیث سے معویہ کی فضیلت اولا ثابت کی گئی ہے اور یزید کی ثانیاً جیسا کہ علامہ عینی لکھتے ہین۔

قال المهلب فی هذا الحدیث منقبة لمعاویه لانه اول من غزا البحر و منقبة لولده یزید لانه اول من غزا مدینة قیصر ص۲۴۹

کہا مہلب نے اس حدیث مین منقبت ہے معاویہ کی جسنے سب سے پہلے دریا مین جنگ کیا اور منقبت ہے اوسکے بیٹے یزید کی جسنے سب سے پہلے جنگ کیا مدینہ قیصر مین۔

تو اب آپکا صرف نام یزید لکھنا جائے تعجب ہے کیونکہ جواب سے جو نفی منقبت کی گئی ہے تو دونو کی نہ صرف یزید کی۔ مگر یہ کہ فرمائے آپکے تحریر کا تعلق صرف حدیث کے ایک فقرہ یغزون مدینة قیصر سے ہے۔ مگر چونکہ حدیث واحد ہے اور استدلال واحد لہذا جواب بھی واحد ہے۔

(۷) اس افسوس مین ہم بھی شریک ہین۔ مگر جب اوسکی خارجیت و نفاق حسب تصریح علمائے اہلسنت ثابت ہے تو پھر افسوس اسپر ہے کہ اوسکی کسی طرح حمایت

کی جاسے حالانکہ اوسکے اعمال و افعال ظاہر ہین ۔

(۸) تو اسی حدیث پر حدیث مغفرت اہل بدر کو بھی قیاس کرنا چاہئے کہ اونکی مغفرت بھی بشرط تحقق شرائط مغفرت ہے نہ عموماً ۔

(۹) انہین لوگون مین علامہ ابن حجر عسقلانی بھی ہین کیونکہ ابن التین نے جب یزید کو اس حدیث سے خارج کرنے کیلئے ۔ یہ احتمال پیدا کیا یحتمل ان یکون لم یحضر مع الجیش یعنی اسکا احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ یزید حاضر لشکر نہ ہو تو اوسکے جواب مین علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہین فمردود الا ان یرید لم یباشر القتال فانہ کان امیر ذلک الجیش بالاتفاق ۔ یعنی یہ احتمال مردود ہے ۔ مگر یہ کہ یہ مراد ہو کہ وہ مباشر قتال نہین ہوا ۔ کیونکہ وہ بالاتفاق اس لشکر کا سردار تہا ۔

جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر بالاتفاق اوسکو اس لشکر کا سردار مانتے ہین حالانکہ بقول آپکے یہ بھی غلط ہے ۔ تو کیا اسپر بھی اونکو یزیدیون مین نہ داخل کیجیگا ۔

حق یہ ہے کہ جتنے محدثین اہلسنت ہین وہ محبت معویہ و یزید پر مجبور ہین ۔ دیکھئے علامہ عینی اس قول کی تردید کرتے ہین قیل سیر معویہ جیشاً مع سفیان بن عوف الی القسطنطنیۃ فاوغلوا فی بلاد الروم وکان فی ذلک الجیش ابن عباس وابن عمر وابن الزبیر وابو ایوب الانصاری وتوفی ابو ایوب فی مدۃ الحصار قلت الاظہر ان ہولاء السادات من الصحابۃ کانوا مع سفیان ہذا ولم یکونوا مع یزید بن معویہ لانہ لم یکن اہلاً ان یکون ہولاء السادات فی خدمتہ صر ۶۴

یعنی معویہ نے جو لشکر قسطنطنیہ بہیجا تہا اوسکا سردار سفیان بن عوف تہا اور اس لشکر مین ابن عباس و ابن عمر و ابن الزبیر و ابو ایوب انصاری بھی تھے جنہون نے وہین انتقال کیا علامہ عینی کہتے ہین ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس وغیرہ اس سفیان

صفحہ ۶۷ عینی ج ۸

کے ساتھ تھے نہ یزید کے ساتھ۔ کیونکہ یزید اس قابل نہ تھا کہ یہ سادات صحابہ اوسکے ساتھ ہون۔
لہذا معلوم ہوا کہ ابن حجر بھی اوسی رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین جو ابن تیمیہ کا رنگ ہے کہ یزید کی
حمایت و طرفداری مین ایمان سے دست بردار ہو رہے ہین۔

بقیہ تحقیق پر ہم دعا دیتے ہین کہ وفقک اللہ سلمک اللہ مگر کاش معویہ کو بھی جملہ رضی اللہ
عنہ سے علحدہ کرتے تو بہتر تھا کیونکہ معویہ یزید کا باپ ہے جسنے یزید کو خلیفہ کیا اور اوس سے وہ سب
افعال سرزد ہوئے جس سے آپ بھی لعنت کر رہے ہین۔ (اڈیٹر)

صدارت شیعہ کانفرنس

دفتر شیعہ کانفرنس سے اس مضمون کی اطلاع موصول ہوئی ہے
کہ ۲۵ جولائی کو دفتر شیعہ کانفرنس مین ایک جلسہ ہوگا جسمین
ممبران مرکزی کمیٹی کی شرکت کی ضرورت ہے کہ اجلاس سیوم کیلئے مجتہدین کرام سے پریسیڈنٹ
منتخب کرین اور بصورت عدم شرکت اپنی رائے سے تحریراً مطلع کرین لہذا جہانتک جلد ہوسکے
ممبران کمیٹی کو اپنی رائے سے مطلع کرنا چاہئے۔

مسئلہ صدارت ہمیشہ اہم رہا ہے خصوصاً سال گذشتہ کی بعض غلط کاریونسے اور
بھی اہم ہے۔ ہم اپنی رائے محفوظ رکھنا چاہتے تھے کیونکہ ممبران کانفرنس اب خود ہر نکتہ سے واقف
ہین اور ویسی بے ضابطیان نہونے دینگے جس سے آیندہ کسی قسم کا اعتراض ہو۔ کیونکہ صدر انجمن
کیلئے مجتہد ہونا ضروری ہے اور مجتہد بھی باثر جسکی قدر و منزلت نہ صرف خواص و عوام کی نظرون
مین مسلم ہو۔ بلکہ حکام پر بھی اوسکی وجاہت کا اثر ہو اور خود مقتضیات زمانہ سے بھی واقف اور
باخبر ہو جو قوم کی صلاح و فلاح مین اپنی قابلیت خداداد سے ایسے اصول نکالے کہ قوم کو پورے
نفع کی امید ہو اور قوم کو اوسپر پورا اعتماد ہو۔

چونکہ کانفرنس کی موجودہ حالت کسی طرح اس قابل نہین نظر آتی کہ لکھنؤ سے باہر قدم
نکال سکے لہذا ہمکو ضرورت نہین کہ اپنے خیال کو منتشر کرکے دوسرے علمائے کرام کیطرف متوجہ
ہون اور نہ کسیطرح ممکن معلوم ہوتا ہے کہ علمائے کرام لکھنؤ کے حضور ولتشریف فرمائی مین کسی دوسرے
مجتہد کا نام لین لہذا انتخاب پریسیڈنٹ کا امر دائر رہیگا علمائے لکھنؤ مین۔

علمائے لکھنؤ مین جناب مولانا السید محمد باقر صاحب دام ظلہ تو شاید کسی طرح صدارت کو

قبول نہ فرمائین لہذا امر دائرہے درمیان جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ اور جناب مولانا السید آقا حسن صاحب قبلہ دامت برکاتہم جنپر قوم کو جو اعتماد ہے وہ اظہر من الشمس ہے جناب مولانا السید آقا حسن صاحب بانی انجمن صدر الصدور بھی ہین اور اوسکے صدر بھی اور اجلاس اول مین استقبالی کمیٹی کے پریسیڈنٹ بھی رہ چکے ہین اور ہر طرح اس کانفرنس کے بانی اور جو کچھ کہئے جناب ممدوح سمجھے جاتے ہین۔ لہذا اگر اس سال پریسیڈنٹ مقرر کئے جائین تو قوم کے خیالات مین ایک طرح کا انقلاب پیدا ہوگا جس سے نتائج خوشگوار کی امید کرتے ہین۔ ہان جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہ کی نسبت مین نہین کہ سکتا کہ قبول فرمائینگے یا نہین کیونکہ اجلاس اول و دوم مین باوصف اصرار آپنے صدارت نہ قبول فرمائی مگر حسب لحاظ سے دیکھا جائے اس انتخاب سے بہتر کوئی انتخاب نہین ہو سکتا قوم کے دلون مین جو عظمت آپکی ہے محتاج بیان نہین۔ قوم کو جسقدر آپکے صدارت کا انتظار و اشتیاق ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہین لہذا ہم جہانتک سمجھتے ہین اس انتخاب مین شاید کسی متنفس کو عذر نہو۔

عرض حال

حضرات مومنین

سلام علیکم۔ اجلاس دوم آل انڈیا شیعہ کانفرنس دسمبر گذشتہ مین جس عظمت و شان سے ہوا وہ محتاج بیان نہین ہے خان بہادر سید محمد ہادی صاحب بہادر اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت کی تحریک اجرائے کارخانہ شکر سازی پر حاضرین جلسہ نے بیحد مسرت کا اظہار فرمایا اور دل کھولکر شیعہ شوگر کمپنی کے حصص خرید فرمائے۔

شیعہ بورڈنگ ہاوس کیواسطے بہت سے حضرات نے چندہ مرحمت کرنیکا وعدہ فرمایا اور فہرست چندہ دہندگان مین اپنے اپنے اسمائے گرامی تحریر کرا دیئے علاوہ اسکے یہ بھی کانفرنس نے تجویز کردیا کہ دو طالب علم ٹکنیکل کالج اور اگریکلچرل کالج تعلیم کیواسطے بھیجے جائین پھر مرکزی کمیٹی نے بھی تجویز کیا کہ چار طلبہ ہوٹ ڈیونگ اسکول بابۃ بنگلی روانہ کئے جائین اور دفتر کانفرنس کیواسطے ایک مکان بنایا جائے جسمین فی الحال پانچہزار روپیہ سے زائد صرف نہ کیا جائے اور جو صاحب پانچسو روپیہ

اسکے چندہ مین عنایت کرین اونکا اسم گرامی پتھر پر تحریر کراکے دیوار مکان پر لگا دیا جائے ایک
اخبار جاری کیا جائے جسکا ایک کالم اردو اور اوسیکا ترجمہ انگریزی مین دوسرے کالم
پر ہو کیونکہ مضامین مفید قوم شایع کرنیکی دشواری ہی اور کانفرنس کی کارروائیان ممبرون
تک نہین پہونچ سکتین قیمت صرف تین روپیہ سالانہ رکھی جائے -
نہ صرف مین بلکہ دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ کانفرنس مین کسقدر جوش اور شوق کیساتھ چندہ
کی فہرست مین حضرات اپنا نام تحریر کراتے تھے اور ہر چہار جانب سے اسقدر صدائین اٹھتی تہین کہ
اونکا تحریر کرنا دشوار ہو گیا تھا جس سے بہت وثوق کیساتھ لوگون نے حکم لگا دیا تہا کہ یہ روپیہ
فوراً وصول ہوگا اور کام جلد جاری ہو جائینگے مینے بعض مخالفین کو خود یہ کہتے سنا کہ شیعون
مین بھی قومی جوش ہوتا ہے اور پھر ایسا کہ جو اسوقت عجیب شان سے ظاہر ہو رہا ہے در حقیقت
اوسوقت یہی حالت تھی اگر کوئی یہ کہدیتا کہ یہ جوش وقتی ہی تو غالبا اوس سے زیادہ دردم
دوسرا نہ خیال کیا جاتا لیکن بعد ختم جلسہ معلوم ہوا کہ وہ جوش وقتی نہ تہا تو دریا بھی نہ
تہا اور اوسکا ثبوت یہ ہے کہ ہنوز شکر کا نصف روپیہ بھی نہ آیا اور لورننگ وغیرہ مین
تو کسی صاحب نے باستثنا چند ایک جیبہی مرحمت نہ فرمایا طلبہ کا صنعت کے کالجون اور اسکولون
مین بھیجنا ہنوز ملتوی ہی مینے بڑی مشکل سے چار طالب علم رڑ کی شکر سازی مین بھیجے جنہون نے
بفضل خدا کام سیکھکر سارٹیفکٹ حاصل کر لئے ہین اور انشاء اللہ کارخانہ شکر سازی مین
ملازمت حاصل کرینگے لیکن اور طلبہ کیواسطے مین کچھ نہین کر سکتا اور نہایت افسوس ہوتا
ہے بلکہ آنسو بہانے کو دل چاہتا ہی جب خیال ہوتا ہے کہ زمانہ گذر رہا ہی اور جو وقت گذر
جاتا ہی وہ پھر واپس نہین آتا نہ رڑکی کالج طالب علم جاسکتے ہین نہ اگریکلچرل کالج مین بہرتی
ہوسکتے ہین نہ ویوٹ ویونگ اسکول مین داخلہ ہوسکتا ہی نہ کارخانہ شکر چل سکتا ہے نہ
بورڈنگ کی بنیاد رکھی جاسکتی ہی نہ مکان دفتر تعمیر ہوسکتا ہی نہ ارفنج کا افتتاح ہوسکتا ہی
اللہ اکبر اتنے کام اور پھر ایک بھی نہ ہو کیا وجہ ہی ہماری سمجھ مین تو کچھ نہین آتا اور جو کچھ ہم
سمجھے اگر صحیح ہی تو بخدا اوسکے قیامت تک ایک کام بھی نہین انجام پاسکتا وہ یہ کہ دنیا کے جملہ
کام روپیہ کیوجہ سے ہوتے ہین لیکن ہمارے ہاتھ مین روپیہ نہین ہمارے جیب خالی ہین ہم محتاج

محض ہین پھر اسکے بعد کوئی اور بہی ذریعہ ان کامون کی انجام دہی کیواسطے دنیا مین موجود ہی ہماری رائے مین اگر ہوتا تو وہ معجزہ ہوتا لیکن افسوس یہ کہ کانفرنس مین کوئی صاحب اعجاز بہی نہین پہر آخر کیا ہو ہم سمجہتے ہین کچہہ نہ ہوگا اور اگر قوم سمجہتی ہی کہ کچہہ ہوگا یا ہونا چاہئے تو کیون نہین توجہ کرتی مجموعی حیثیت سے قوم مفلس نہین ہی بیاہ شادی اور دیگر رواسم مین لاکہون روپیہ صرف ہوتے ہن جائدادین تلف ہو جاتی ہین لوگ امیر سے فقیر ہو جاتے ہین لیکن حیف ہی کہ ایسے ضروری اور اہم کامون کیواسطے ہمکو یہ کہنا پڑے کہ ہماری قوم مفلس ہی ہمکو یہ کہتے شرم آتی ہی کیا قوم اسکی سماعت گوارا کریگی ہرگز نہین ہرگز نہین ہم جانتے ہین کہ قوم غیور ہی باحمیت ہی صاحب عقل وفہم ہی وہ اپنی ضرورتونکو خود سمجہتی ہی اور کبہی گوارا نہ کریگی کہ وہ ذلت کیحالت مین پڑی رہی اور دیگر قومین ترقی کے معراج کمال پر پہونچین۔

مین صاف صاف بلا تقیہ عرض کرونگا کہ اگر آپ حضرات توجہ نہین فرماتے اور جو کام اجلاس مین تجویز کئے جاتے ہین اونہین انجام کو نہین پہونچاتے تو ہر سال ایک عام جلسہ کرکے اور ایک کثیر رقم کا صرف کرا دینا بالکل عبث اور بیفائدہ ہوگا اور چند دن مین خدانخواستہ کانفرنس ٹوٹ جائیگی اوسوقت نقصان مایہ پر شماتت ہمسایہ قلب مین ناسور پیدا کردیگی حضرات ہمکو اسوقت شکر کا کارخانہ جاری کرنا ہے تقاوی تقسیم کردی گئی ہی مشین کی قیمت اور دیگر کامون کیواسطے روپیہ دینا ہی پندرہ ہزار روپیہ کی ضرورت ہی نصف موجود ہی اور نصف کا قوم سی سوال ہی اگر یہ روپیہ نہ دیا گیا تو اس سال کام نہ جاری ہوگا اور صاف کہے دیتے ہین کہ ہم ذمہ دار بہی نہ ٹھہرائے جاسکین گے اگر آپ جدید خریدار نہ پیدا کرین تو جو حصص آپنے خرید کئے ہین اونکا روپیہ تو مرحمت فرمائیے ورنہ جو حضرات روپیہ نہین دیتے وہ نہ صرف اپنا بلکہ اون حضرات کا بہی نقصان کرتے ہین جو اپنا اپنا روپیہ ادا فرما چکے ہین۔

بورڈنگ کی عمارت کی سخت ضرورت ہی آپنے اگر اپنا نام چندہ دہندگان کی فہرست مین لکھوایا ہی تو وہ روپیہ بہی مرحمت کیجئے ورنہ محض نام لکھ جانے سی کچہہ حاصل نہین۔

رڑکی کالج مین ایک طالب علم کیواسطے عـه ماہوار اگریکلچرل مین ایک طالب علم کیواسطے عـه ماہوار تین سال کیلئے اور ہیوٹ ویونگ اسکول مین چار طلبہ کیواسطے چھہ مہینہ کیلئے عـه ماہوار کی ضرورت ہے۔

مکان دفتر کیواسطے پانچہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ ایک اردو انگریزی اخبار جاری کرنا لازم ہے یہ سب کام اگر آپ حضرات توجہ فرمائین تو ہوجائینگے ورنہ آیندہ بجز جلسہ مین افسوس اور ندامت کے کچھہ حاصل نہوگا اور یہی بخوبی واضح رہنا چاہئے کہ بغیر روپیہ کے ہم لوگون سے کچھہ نہ ہوگا الزام نہ دیا جائے کیونکہ ہم مین سے نہ تو کوئی صاحب اعجاز ہے نہ صاحب دولت ہے قطرہ قطرہ دریا ہوتا ہے سب کی توجہ سے کام ہوگا اگر ایک ایک قصبہ مین ایک ایک شخص بلکہ ایک ایک ضلع مین ایک ایک شخص کو ہماری فریاد پہ رحم آجائے اور اپنی قابل ترحم قوم پر اوسکا دل بھر آئے تو تنہا اوسیکی کوشش اوس قصبہ یا اوس ضلع کیلئے کافی ہوسکتی ہے اگر کچھہ ایسے باہمت حضرات کمر باندہ لین تو مناسب ہوگا کہ اپنے اسمار گرامی سے مطلع فرمائین امید ہے کہ جو حضرات وجیہہ اور باثر ہین اور مقامی حیثیت سے محل اعتماد ہین اونہین کی توجہ زیادہ موثر ہوگی۔

قوم کا خادم السید علی غضنفر عفی عنہ انریری سکرٹری۔

اصلاح مجھے ہرگز ایسی امید نہ تھی کہ ایسی تحریر کی نوبت آئیگی کیونکہ ہماری قوم ہمیشہ معزز رہی ہے اسکے بار احسان سے دوسری قومین لدی ہوئی ہین پھر تعجب ہے کہ اوس معزز قوم کے کانفرنس کا معزز سکرٹری ایسی تحریر شایع کرنے پر مجبور ہو۔ کاش اب بھی ہماری قوم سمجھے اور جلد تلافی مافات کرے تو کوئی بات نہین۔

جناب سکرٹری صاحب کی خدمت مین بھی اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ آپکی قوم معزز ہے مگر اوسکے ساتھہ غافل بھی۔ اور امور دنیوی سے بھی بیخبر لہذا آپکی بھی مزید توجہ کی ضرورت ہے کہ بعض ہمدردان قوم حسب تشدد ملک مین دورہ کرین جدید لوگونکو خریدار بنائین اور جن حضرات نے وعدہ کیا ہے اونسے وصول فرمائین۔ پہلے معلوم ہوا تھا کہ جناب سید ابو کاظم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور نے وعدہ فرمایا ہے پھر جناب سید حیدر مہدی صاحب

متعلقدار جرول کی تحریر بھی اصلاح ۔۔ مین شایع ہوئی مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ اسپر کہانتک
کارروائی کی گئی۔ لہذا اگر قبل اشاعت تحریر ہذا یہ کارروائی کی جاتی تو زیادہ انسب تہا
کہ ہماری مخالفین کو ہماری کمزوری پر شماتت کا موقع نہ ملتا۔

بعض شکایتین اسکی بہی آئی ہین کہ ابہی تک روئداد کانفرنس نہین شایع ہوئی۔ بعض
شکایتین اسکی بہی آئی ہین کہ کارخانہ شکرسازی کے قواعد و ضوابط سے ہمکو اطلاع نہوئی
لہذا جہانتک ہوسکے اسکے دفعیہ مین کوشش کیجائے۔

ہمارے خیال مین کانفرنس کے ایجنٹ خاص کا دورہ نہایت ضروری ہے جس سے ڈیپوٹیشن
کا بہی کام انجام پائے کہ مقاصد و اغراض کانفرنس سے قوم کو آگاہ کرین۔ اور نیز رقم حصہ
شکرسازی وچندہ بورڈنگ وصول کرے۔ لہذا جہانتک تعجیل کیجائے انسب ہے فقط ایڈیٹر

التقریظات

اصلاح ۵ مین ہمنے وعدہ کیا تہا کہ کتاب المعارف
پر تفصیلی ریویو دونگا مگر لائق مصنف کا خط اوس سے زیادہ ضروری ہے لہذا پہلے وہی خط شایع کیا
جاتا ہے وہو ہذا۔

حضرت سلامت۔ تسلیم۔ مزاج عالی۔ آپکا حکم بسر وچشم بجالاتا ہون یعنی ''المعارف'' کی
ایک کاپی بکر حاضر کیجاتی ہے تقریظ نہ لکہیگا۔ ریویو تحریر فرمائیگا۔ مین خاطر کی تعریف نہین چاہتا
بلکہ آزادانہ رائے کا طالب ہون۔ ''اصلاح'' نمبر ۵ واپس کرتا ہون اسکے عوض مین وہ نمبر
عنایت فرمائیگا۔ ''اسٹڈی آف تہیاازم'' کی اب کوئی جلد باقی نہین ورنہ وہ بہی حاضر کرتا۔
طبع ثانی کم از کم دوسو درخواستین آنے پر موقوف ہے جسکی امید نہین۔

خدا کا شکر ہے زردشتی۔ آریہ سماج۔ برہمو سماج۔ سناتن دہرم۔ جین۔ بدہسٹ۔ تہیاسوفسٹ
انگریز وغیرہ مختلف قوم اور مختلف مذہبون کے ماننے والے میرے دوست ہین ان سب کی
مذہبی کتابین انگریزی مین میرے پاس موجود ہیں۔ خود یہ لوگ، وقتاً فوقتاً مجہسے مذہبی ذکر
کرتے ہین شیعون کے مذہبی خیالات سنکر یہ لوگ بہت حیرت کیساتہہ خوش ہوتے ہین۔ کیونکہ اسوقت
تک اونکے پاس کوئی انگریزی یا اردو مین ایسی کتاب موجود نہ تہی جسکو پڑہکر وہ پہلو کون
کے مذہب سے واقف ہوتے۔ اونکے نزدیک ابتک شیعون اور سنیون مین کوئی امتیاز ہی نہتہا

اسکے علاوہ وہ وحشیانہ حرکتین جو اہلسنت کے بزرگان دین فتوحات کے سلسلے مین عمل مین لائے زیادہ تر باعث عداوت ہوگئین - انصاف شرط ہے شیعون نے اہلسنت کے فتوحات سے کیا فائدہ اوٹھایا جو اب اونکے ساتھ اس بدنامی مین شریک ہون -

بہرصورت چونکہ مین اس کام کیواسطے پیدا کیا گیا ہون کہ شیعونکے مذہب کو اون قومون مین رواج دون جو ابتک اس طریقے سے واقف نہین - اسلئے مین نے اپنا قدرتی فرض سمجھکر پہلے انگریزی مین "آسٹڈی آف شیازم" نامی ایک کتاب لکھی - یہ بے مبالغہ ساری دنیا مین پہلی کتاب ہے جو انگریزی مین اس مذہب پر لکھی گئی - سو صفحون سے زیادہ کتاب کی ضخامت نہ بڑہا سکا - دفراد قوم سے امید اعانت نہ تھی جسقدر بار اوٹھا سکا اوٹھایا - جاپان - انگلینڈ - امریکا - ہندوستان جہان جہان مذہبی تذکرے سنے یا جہان کہین کوئی مذہبی سوسائٹی قائم ہوئی مین نے ایک کاپی کتاب مذکور کی روانہ کی - ہنز آنر - اور دلیسرائے نے اس کتاب کو بڑی خوشی سے پڑہا اور شیعون کیطرف اونکے مخالف فرقے کے بہ نسبت زیادہ مہربانی کرنے لگے -

اس الزام سے بری کرنے کیواسطے - کہ شیعہ اور اونکے بزرگان دین (جبتک سر پر سائے سلطنت ظاہری رہی) اون ناجائز حرکات کے مرتکب نہین ہوے جو اس تہذیب کے زمانہ مین بلکہ فی الواقع بری سمجھی جاتی ہین میننے "المعارف" اردو مین لکھی - قوم ومذہب کی ترقی کیواسطے یہ بہی ضرور ہے کہ قوم اپنی تاریخ سے اپنے ملک کے حال سے پوری واقف ہو - توحید - اخلاق فلسفہ جو ہملوگون نے فضول سمجھکر چھوڑ دیا ہے اوس سے قوم کا واقف کرنا بہت ضروری سمجھا گیا - اسکے ساتھ یہ بہی خیال کیا گیا کہ جن غیر مسلمین بندگان خدا کیواسطے یہ کتاب لکھی گئی ہے اگر وہ تاریخ کے ساتھ ہم لوگون کی توحید و اخلاق سے بہی واقف ہوتے پائین گے تو کوئی بیجا نہ ہوگا - اسکے سوا جنکے پاس "اسٹڈی آف شیا ازم" نہین پہنچی وہ اس کتاب سے ایک حد تک اوسکی تلافی کر لین گے -

چونکہ ایک بالکل نیا خیال تہا مینے تحریر او رعبارت کا انداز بہی بالکل بدلدیا - بزرگان دین کے حالات لکھنے مین بہت کچھ کوشش کی جہانتک ممکن ہوا انگریزی کتابون سے

لئے گئے اس خیال سے کہ اپنی مذہبی کتابوں سے لکھنا کچھ زیادہ اعتبار نہ بڑھائیگا خدا جانے کسقدر انگریزی کتابیں دیکھ ڈالیں۔ اصول بیاگرفی کے مطابق حضرت علی مرتضی کے حالات لکھے گئے۔ اونکے طبعی حالات پر فلسفیانہ بحث۔ اونکے مصنفات پر ریویو۔ ہر قول ہر شعر بلکہ ہر جملے کے مطالب کی توضیح بالکل طبعزاد ہے۔ خدا کا شکر ہے کسی دوسرے مصنف کے احسان لینے کی ضرورت نہیں ہوئی۔

جب کتاب چھپکر تیار ہوئی اکثر ہندو دوستوں نے بڑی خوشی سے اس کتاب کو خریدا چنانچہ بابو برج نراین بی۔ اے نے جو ایک حق پسند آدمی ہیں اپنے پاس سے دس جلدیں خریدکیں۔ جو دھی پرشاد رجن کو دی اونکو بھی تاکید کی کہ اس کتاب کو پڑہو اور دیکھو کہ شیعوں کی توحید کیسی اعلی ہے۔ اور یہہ لوگ کسقدر اوس الزام سے بری ہیں جو غلطی سے انکے ذمے ثابت کیا جاتا ہے۔ پنڈت سرجو نرائن آریہ سماج اون موحدانہ لیکچروں کو دیکھکر جو "نہج البلاغۃ" سے ترجمہ کئے گئے ہیں وجد آگئیں اور کہتے ہیں "یہہ توحید لفظ بلفظ ویدکی توحید ہے۔ افسوس ہملوگوں کو آجتک شیعوں کا مذہب معلوم نہ تہا ورنہ یہہ غلط فہمی نہوتی" اسکے علاوہ "موڈرن میگزین"، جو آریہ سماجیوں کا انگریزی اخبار ہے اور "ٹہیاسوفی ان انڈیا" وغیرہ انگریزی اور اردو رسالے بڑی خوشی کے ساتھہ اس کتاب پر ریویو لکھنے والے ہیں جو شاید جون ۱۹۰۷ کے نمبروں میں شایع ہوں۔

میرے والد ماجد نواب مظفر حسین خان صاحب نے اس کتاب کی بیس جلدیں خرید کیں جو فوراً غیر قوموں میں تقسیم کر دی گئیں۔ نواب سلطان حسین خان صاحب رئیس کانپور۔ نواب حیدر سلطان صاحب شمس آبادی۔ نواب سلیمان حسین خان صاحب۔ نواب لاڈلے صاحب شمس آبادی۔ اور نواب اقبال بہادر بی۔ اے نے بھی اس موقع پر ہر طرح میری اعانت اور سچی ہمدردی کی داد دی۔ اس شکرگذاری سے اسکے علاوہ کہ میں اپنا انسانی فرض ادا کروں۔ یہ بھی مقصود ہے کہ اور لوگ بھی ان پاک طینت نفوس کی تقلید اپنا قومی فرض سمجہیں اور جسطرح حکیم پیارے صاحب اور انکے بھائی میر محمد جعفر صاحب اور میر محسن علی صاحب نے

"المعارف" کی اشاعت مین کوشش کی ہے اور لوگ بھی سعی کرین اور جسطرح ممکن ہو یہہ کتاب غیر قومون مین رواج پائے۔ غور کیجیے کہ جب مختلف اقوام کے آدمی آپکو اوس عداوت سے بری سمجھنے لگینگے جو اشاعت اسلام کے حیلے سے فتوحات کے سلسلے مین پیدا ہو گئی ہے کسقدر وہ آپ کیساتھ ہمدردی کرینگے اور انکی ہمدردی کہانتک آپکو مالی نفع پہنچائیگی۔ مگر یہہ شرط ہے کہ پہلے یہہ لوگ اپنی تاریخ اور سچے حالات سے واقف کیے جائین پھر باقاعدہ "شیعہ کانفرنس" مین بلائے جائین ورنہ کچھ بھی نہوگا۔ اسوقت ہم لوگون کو روپے سے زیادہ دماغ کی ضرورت ہے۔

مجھے ان دونون کتابون کے حال لکھنے سے خود ستائی مقصود نہیں بلکہ منظور یہہ ہے کہ آیندہ جو کچھ جو شخص لکھے وہ ان کتابوں کے انداز بیان اور عنوان کا ... اور نہایت تہذیب اور بے تعصبی کے ساتھ قلم اوٹھائے۔ عداوت کے جھگڑے ان ... کو روتے روتے تیرہ سو برس گذر گئے۔ اب میری رائے میں اگر کوئی ... ان باتون سے اعراض کرنا چاہیے۔ بلکہ بزرگان دین کے سچے اور بے مبالغہ حالات لکھے جائین اونکے حالات سے اخلاقی نتیجے نکالے جائین۔ اونکے اقوال کے ترجمے ہون۔ اونکی حدیثین (جو پہلے سے چھپ گئی ہون) اردو مین یا انگریزی مین لکھی جائین۔ ان حدیثون مین جو کچھ فلسفیانہ خوبیان ہون وہ بیان کیجائین۔ اور کوشش کیجائے کہ اسطرح کے رسالے یہہ اخبار یہہ کتابین آریہ سماج، ہندو پارسی، اور انگریزون کے پاس بھیجے جائین۔ بھولے سے بھی کوئی ایسی حدیث نہ لکھی جائے جو دل آزار ہو۔ بلکہ اخوت عام خلائق۔ سب کے ساتھ نیکی کرنا وغیرہ وغیرہ مضامین ہون۔ اسی طرح مضامین وعظون مین۔ مجلسون مین بھی بیان کیے جائین۔

معاف کیجیے گا فرض قومی سمجھکر بہت کچھ بے تکلفانہ گفتگو کی ہے مگر مجبور ہون کہ قوم کی اصلاح کیواسطے ابھی اور زیادہ کہنے کی ضرورت ہے۔ ہر صیغے مین مجھے تغیر و اصلاح کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے لیکن کوئی سننے والا نظر نہین آتا۔ اگر خدا نے چاہا اور آپلوگون نے خواہش ظاہر کی مین بہت وسعت اور بڑی آزادی کے ساتھ آیندہ اون تمام اصلاحون کو بیان کرسکتا ہون جنکا وقوع آنا نہایت ضروری ہے۔

ن س۔ خاقان حسین عفی عنہ

جناب نواب سید خاقان حسین صاحب مصنف المعارف نے ... وضاحت سے ...

مقاصد کو بیان کیا ہے۔ اس سے زیادہ توضیح کی ضرورت نہیں۔ مگر مین اپنی راے آیندہ نمبر مین ظاہر کرونگا انشاء اللہ کیونکہ کام بہت ہے وقت تنگ۔

سراج مبین فی تاریخ المومنین خود نام سے کتاب کی اور اسکے مقصد کی عظمت ظاہر ہے کہ جناب امیر المومنین کی سوانح عمری ہے جسکا ہر مومنین کو اشتیاق ہوگا اور کون دل ہے جو اشتیاق سے خالی ہو سکتا ہو مگر افسوس طبایع ایسے واقع ہوئی ہین کہ اختصار کو سب سے زیادہ ضروری سمجھتی ہین۔ پھر جناب امیر المومنین کی سوانح عمری اس اختصار سے کیونکر لکھی جا سکتی ہے کیونکہ کم سے کم ابتداے اسلام سے لیکر تا وفات جناب امیر جتنے واقعات گذرے وہ سب آپکی سوانح عمری مین داخل ہین نہ محض اس حیثیت سے کہ آپکے زمانہ مین یہ واقعات پیش آے بلکہ عہد رسول تک کے واقعات سے آپکا تعلق ویسا ہی تھا کہ کسی شخص کے ہاتھہ کے واقعات ہون کیونکہ اگر جناب رسالتماب قلب تھے تو آپ انکے دست و بازو اگرچہ حضرت نے تو جناب امیر کو اپنے سر سے تشبیہ دی ہے۔ مگر ہم ضعیف تو اصب دست و بازو ہی کہتے ہین اور ڈرتے ہین۔

ہم بہت شکر گذار ہین کہ ہمارے لائق دوست بلکہ عزیز سید اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی رئیس کو اتھہ ضلع آرہ نے اس خوش اسلوبی سے اس کتاب کو لکھا ہے کہ معلومات کا ایک ذخیرہ فراہم ہو گیا عبارت بھی بہت سلیس حوالے بھی نہایت مستند۔

مگر تصنیف مین تعجیل زیادہ کی گئی باینہمہ اگر شائقین نے قدردانی کی تو دوسری اشاعت مین اس سے زیادہ محاسن جمع ہونگے حجم کتاب ۲۷۶ قیمت ۱۲ جناب مصنف سید اولاد حیدر صاحب فوق کو اتھہ ضلع آرہ سے طلب فرمائین۔

مناظرہ رامپور اہلسنت کے فرقہ غیر مقلدین (وہابی) مین فی الحال دو فرقے ہو گئے ہین ایک مرزائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہین۔ دوسرا وہی جو عام طور سے وہابی مشہور ہے دو نو ں وہابیون مین ایک عرصہ سے نزاع قائم ہے جسکے تصفیہ کیلئے ہز ہائینس نواب رامپور دام اقبالہ حکم مقرر کئے گئے۔ مرزائیون کی طرف سے مولوی محمد احسن صاحب امروہوی مناظر مقرر ہوئے اور عام اہلحدیث کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ۵ اجون سے مناظرہ شروع ہوا۔ اور ۲۰ اجون کو ختم جسمین بقول اہلحدیث اڈیٹر صاحب در رہے اور حیات حضرت عیسیٰ کو

انہوں نے ثابت کیا جو درمیان شیعہ و اہلسنت (بہ استثنا ی مرزائی) اتفاقی ہے لہذا ہم بھی مبارکباد دیتے ہیں۔

اب مرزائیوں نے زہر اوگلنا شروع کیا اور ہز ہائنس نواب صاحب رامپور دام اقبالہ پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی پیٹھ ٹھونکی اور طرفداری کی اوسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب اون رعایتونکو جو ہز ہائنس نے مرزائیونکو عنایت فرمایا لکھتے ہیں دوسرکار کی رعایات دیکھکر میرے احباب جب مجھے کہتے کہ تم ایسی رعایات کو کیون مان لیتے ہو۔ مین کہتا۔ بھائی سرکار کا آج وہی اصول ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول صلح حدیبیہ مین تھا کہ جو کچھ مشرکین مکہ کہینگے مانونگا۔ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرح اتنا ہی عرض کرین نہین بنا جاویگا۔ اہلحدیث مورخہ ۹ جولائی۔

اس جملہ پر بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ حق برزبان جاری ہے کیونکہ ممکن نہین کسی شیعہ سے وہ اصول چھوٹ سکیں جو رسول اللہ کے اصول ہیں۔ نہ اہلسنت سے وہ اصول چھوٹ سکتے ہیں جو حضرت عمر کے اصول تھے۔ مگر افسوس یہان بھی آپ افترا سے باز نہ آئے کیونکہ اس فقرہ نے حضرت عمر کی روح کو تڑپا دیا ہوگا جو نہایت خندہ پیشانی سے فرماتے ہونگے او ہمنے کب عرض کیا تھا۔ ہمنے تو اعتراض کیا تھا اولست نبی اللہ حقا ہمنے تو صاف صاف کہا تھا ماشککت منذ اسلمت کیومئذ یا الا یومئذ ہمنے تو ابوجندل کو تلوار دینا چاہا تھا کہ وہ اپنے باپ کو قتل کرے یہ کیسا الزام ہے کہ تم کہتے ہو ہمنے عرض کیا تھا یہ تو ہماری شان کے خلاف ہے۔

اس مناظرہ کی کیفیت سنکر اڈیٹر النجم کو بھی حوصلہ ہوا ہے کہ کسیطرح شرف پائے بوسی ہز ہائنس نواب صاحب دام اقبالہ حاصل کرین کہ وہان شیعہ و سنی کے مناظرہ کا دنگل قائم ہو۔ مگر افسوس اونکو معلوم نہین کہ معمولی شریف بھی اونسے تخاطب نہین پسند کرتے چہ جائیکہ ہز ہائنس کے دربار مین انکو رسائی ہو۔ ممبری کمیشن شیعہ و سنی اونکے شرف کو کافی ہے جسمین اپنے قوم کی وہ خیر خواہی کی کہ ہمیشہ یاد رہیگا۔

مسئلہ شہادت پر مرزا حیرت سے مباحثہ	پیسہ اخبار مورخہ ۳ جولائی مین حسب ذیل

تحریر شایع ہوئی ہے جو نہایت ضروری ہے۔ امراؤ مرزا (المعروف بہ مرزا حیرت) نے انکار شہادت کے عجیب دعوی کو مشہور کرنیکی خاطر صحابہ کرام خصوصًا سیدنا حضرت علی کی شان مین اسقدر فحش اور گندے الفاظ اپنے اخبار مین متواتر شایع کئے ہین جنکو ایک غیرت مند مسلمان پڑھکر لرز جاتا ہے مگر کسی شخص نے امراؤ مرزا کو جواب دینے کی ضرورت نہ سمجھی کیونکہ نادان سے نادان بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ امراؤ مرزا نے یہ مسئلہ شہرت حاصل کرنیکی غرض سے چھیڑا تھا۔ پھر اس مین دخل دینا گویا امراؤ مرزا کے منشا کو پورا کرنا تھا لیکن افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض جاہل شیعہ سنیون مین اس مسئلہ کے سبب باہمی عناد پیدا ہو گیا ہے اسواسطے ضروری معلوم ہوا کہ امراؤ مرزا کی ان لن ترانیون کا ایک فیصلہ کن جواب ہو جائے جسکو وہ اپنے اخبار مین اس طرح شایع کرتے ہین کہ کوئی شخص ان سے مباحثہ نہین کر سکتا حلقہ نظام المشایخ کے بعض اہل باطن اراکین نے غیبی اشارون سے ہی یہ معلوم کیا کہ میرزا حیرت سے ظاہری تمام بحث کر لیا جاوے تاکہ وہ علمی دلائل کی معقولیت سے قائل ہو جائین۔ اور اپنی گستاخیون سے توبہ کر لین ورنہ پھر مواخذہ خداوندی اس دنیا مین ظاہر ہو کر اس خود سری کا بدلہ دیگا چونکہ حضرات مشایخ نہایت رحم دل اور نوع انسان کے ہمدرد ہین۔ انہون نے سمجھا کہ مرزا حیرت کو تنبیہ کر کے آگاہ کر دیا جاوے ممکن ہے کہ اس طرح وہ غضب الہی کی پکڑ سے بچ جائین لہذا اپنے انکی ہدایات سے اول مرزا صاحب کے پاس ... خط بھیجا جس مین انکو ایک فیصلہ کن مباحثہ کی دعوت دی گئی تھی مگر مرزا صاحب نے اسکو ٹال دیا اس کے بعد اسی مضمون کا ایک رجسٹری شدہ خط بھیجا گیا مگر افسوس ... وہ بھی واپس آ گیا ہو ... مرزا صاحب مباحثہ نہیں کرنا چاہتے۔ مجبور ہو کر آج ... کے ذریعہ سے اعلان کیا جاتا ہے کہ حلقہ نظام المشایخ کے اراکین محض اس نیت سے کہ ایک مسلمان ... نجات پائے اور دوسرے مسلمانون کو غلطی نہ ڈالے نہایت ٹھنڈے دل کیساتھ مرزا حیرت سے مسئلہ شہادت پر مباحثہ کرنا چاہتے ہین میرزا صاحب جہان چاہین مناظرہ کر لین انکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ حضرات صوفیہ کرام کا یہ مناظرہ جھگڑے اور فساد سے بالکل پاک ہوگا۔ اور کسی قسم کی ایسی بات نہ ہوگی جس سے نفسانیت کی بو آئے محض خالصًا لوجہ اللہ مسلمانون خصوصًا مرزا حیرت کی بہتری کیلئے یہ عزم کیا گیا ہے امید ہے کہ مرزا صاحب بجائے سب و شتم کے سنجیدہ طور پر اس دعوت کو قبول کرینگے۔ مرزا صاحب کی منظوری کے بعد ہم ان حضرات کے نام شایع کر دینگے جو مباحثہ پر آمادہ ہین

منتظر جواب سید محمود مرتضی نظامی احمدی اسسٹنٹ سکریٹری حلقہ نظام المشایخ

علیگڈہ کا خطرہ افسوس یوماً فیوماً ترقی کر رہا ہے۔ اختلاف اسمین ہے کہ جسطرح تمامی احکام سلطنت مین ہم یورپین حکام کے ماتحت ہین۔ اوسطرح علیگڈہ کالج مین بھی جو زیادہ تر شیعونکے مال سے قائم ہوا۔ اور اب سنیونکا قبضہ زیادہ ہے۔ تمامی اہل اسلام تابع ہین یورپین اسٹاف کے۔ یا یورپین اسٹاف بھی اوسیطرح سکرٹری و ٹرسٹیونکا ماتحت ہے جسطرح ہندوستانی ملازم ماتحت ہوتے ہین۔

یورپین اسٹاف یعنی کالج کے پرنسپل پروفیسر جو انگریز ہین اسکے خواہان ہین تو کوئی جائے تعجب نہین کیونکہ وہ حکام وقت کے ہم قوم اور ہم وطن ہین۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ ٹرسٹیان کالج کی تعداد یہی چاہتی ہے کہ یورپین اسٹاف ہی افسر رہین جو کالج کے نوکر اور ٹرسٹیونکے ماتحت ہین ٹرسٹیان کالج کی تعداد ۰ سے زیادہ ہے جسمین سے کل پندرہ ٹرسٹی تو سکرٹری صاحب نواب وقار الملک کے ہمراے ہین کہ سکرٹری کو حاکم ہونا چاہیے باقی ماندہ ٹرسٹیونکی رائے ہے کہ یورپین اسٹاف کی ماتحتی کرنی چاہیے۔ نتیجہ یہ نکالا جاتا ہے کہ اسوقت مین نواب صاحب مستعفی ہونگے جو فی الواقع نہایت افسوسناک ہے اور ایسے کالج کی تعلیم یافتونسے کسی قسم کی امید کرنا اوس سے زیادہ افسوسناک ہے۔

اب بھی اگر اہل اسلام شریعت کی پابندی اختیار کرین اور حق و باطل مین تمیز کرین تو اونکی قسمت درست ہو سکتی ہے مگر جب یہ نفس اسلام ہی کو نہ سمجھا تو پھر اوسکی پابندی کیونکر ممکن ہے۔

یہی اختلاف ہی ہمارے اور دوسرے مسلمانونکے درمیان ہین کہ وہ دنیا کو مقدم سمجھتے ہین جسطرح حاصل ہو۔ اور ہم دین کو زیادہ ضروری سمجھتے ہین کہ کسیطرح یہ محفوظ رہے۔

ٹرسٹیان کالج کو وہی اختیارات حاصل ہین جو صحابہ کو خلافت پر اقتدار تھا جس سے سب سے پہلے مسٹر محمود معزول کیے گئے جنکو جو سر سید نے لائق سکرٹری مقرر کیا تھا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ نواب مشتاق حسین خان صاحب دوسرے خلیفہ ہین یا تیسرے کیونکہ اگر یہ مسٹیو ڈلن سے وہ بازی جیت لیگئے تو یقیناً خلیفہ دوم مانے جائینگے اور خدا نہ کرے کہ وہ خلیفہ سوم قرار پائین۔

خطابات سالگرہ ہم جناب شمس العلما مولوی امداد امام صاحب اثر رئیس مورہ ضلع پٹنہ کو مبارکباد دیتے ہین کہ پہلے آپ شمس العلما تھے اور اب نواب شمس العلما ہوے پھر جناب سید علی احمد سپرنٹنڈنٹ ریاست رامگڈہ کو مبارکباد دیتے ہین کہ گورنمنٹ نے سالگرہ کے موقع پر کو

خانصاحب کے خطاب سے سرفراز کیا حالانکہ آپکے حسن خدمات اس سے زیادہ کا استحقاق پیش کرتے ہیں اس سالگرہ کے خطابات مین مسلمان شاکی ہین کہ اعلی درجہ کے خطابونسے امسال مسلمان محروم رہے۔ہندو شاکی ہین کہ مسلمانون سے خان بہادر زیادہ ہوے۔ہم فرقۂ حقہ شیعہ اسی پر قانع ہین کہ ہمارے یہی دو بزرگ خطاب سے سرفراز ہوے کاش گورنمنٹ زیادہ نظر عاطفت سے دیکھتی تو معلوم ہوتا ہمارے فرقہ کے کتنے بزرگ اسکے بلکہ اس سے اعلی خطابونکے مستحق ہین۔

مدرسۃ الہیات کانپور اس نام اور مدرسہ کی شہرت تو آپ ایک عرصہ سے سن رہے ہین مگر اسکی اصلیت کیا ہے **وکیل** مورخہ ۲۶ مین ملاحظہ ہو۔مدرسہ الہیات کانپور کے نام سے جو صاحب دریافت فرماتے ہین انکو اس تحریر سے معلوم کرنا چاہیے کہ اصلاحات کی امید نہ رکھین اور شاید ہی جواب پائین اراکین مدرسہ کالج کام سے ناواقف ہنوز نادان دوست کے مصداق ہین عربی مدرس ایک شخص واحد معمولی لیاقت کے نوعمر ناتجربہ کار طلبہ بوجہ عدم تعلیم بددل و بوجہ کثیر وظائف مقیم تعداد سات یا نو منسکرت کے معلم جو پہلے لونڈے پڑھایا کرتے تھے اب مدرسہ کے مدرس ہین۔انگریزی لازمی نہین اسلئے اسکی تعلیم بھی مستقل نہین عارضی استاد مل گیا تو خیر ورنہ ہفتون مفقود۔اصلی حالات یہی ہین قوم اسپر ناز کرے یا جو چاہے کرے ہم اپنی راے محفوظ رکھتے ہین،،

یہ ہین اون قومی کالجون اور درسگاہونکی حالت جنکی مدح سرائی مین صدہا کالم اخبارونکے سیاہ ہوتے ہین کہ جب پردہ اوٹھایا جاتا ہے تو پھر وہی ڈھاک کے تین پات۔

حالات ایران

افسوس کہ اس قبۃ الاسلام کی حالت روز بروز بدتر ہوئی جاتی ہے گذشتہ نمبر مین ہم شاہی اعلان شایع کرچکے ہین کہ شاہ نے حقوق پارلیمنٹ دینا منظور کرلیا۔مگر یہ سب کارروائی صرف نمائشی تھی اور تجوف جان وزنہ اس شاہ نامسعود سے کسی قسم کی امید فضول و بیکار ہے۔

سپہدار اعظم قریب طہران پہونچ چلے تھے کہ پاے تخت کا محاصرہ کرین مگر چونکہ مقصود اصلی استحکام سلطنت تہا اس خبر کے سنتے ہی اپنی فوج کو روک لیا اور اظہار مسرت کیلئے چراغان کیا کہ شاید اسی ذریعہ سے قوم کی فلاح ہو۔دربار کو شکریہ کا تار بھی دیا۔مگر اودہر سپہدار اعظم کا قصد محاصرہ سے باز آنا تہا کہ دربار مین پھر وہی فریب اور انکار ردوکد شروع ہو گئی کہ جسطرح ہو سکے لٹ

محروم کرین اور حقوق پارلیمنٹ نہ دین۔

دربار نے پھر قرض کا مسئلہ چھیڑا کہ روس سے جدید قرض لیا جائے جسکی مخالفت ابتدا سے کی گئی تھی۔ پھر وہی مشیر سلطنت جمع ہوئے جو باعث فساد تھے امیر بہادر۔ شاپشال یہودی۔ مشیر السلطنت وغیرہ چنانچہ امیر بہادر سپہ سالار فوج بنائے گئے حالانکہ بغیر امضای وزیر جنگ اسکا استحقاق نہ تھا۔

۵ جون کا تار ہے کہ بختیاری فوج بسرداری سردار اسعد جانب طہران کوچ کر رہی ہے اور شہر قم میں قیام پذیر ہے سفیر روس و انگریز نے اصفہان تک تعاقب کیا کہ حملہ طہران سے روکین۔

۶ جون سعد الدولہ نے اس حملہ کے خوف سے استعفا دیا۔

۹ جون کا تار ہے کہ سردار اسعد نے جواب سفیر روس و انگریزی بیان کیا کہ تا وقت انعقاد پارلیمنٹ جلسہ قیام قم میں رہیگا کہ دیکھین شاہ اپنے وعدہ کا کہاں تک ایفا کرتے ہیں۔

دوسری خبر یہ ہے کہ سفیر روس و انگریزی فہمایش سردار اسعد میں ناکام رہے۔ اور شاہ نے بھی جنگ کی تیاری شروع کر دی ہے۔ ارکان سلطنت اس خبر سے بہت خوف زدہ ہیں سعد الدولہ کو پھر اپنے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ ۲۳ جون کا تار ہے کہ روس نے اپنی رعایا کی حفاظت کیلئے توپیں اور کچھ فوج طہران کی طرف روانہ کیا ہے اور اسکا حکم دیا ہے کہ سلطنت و ملت کے امور میں مداخلت نہ کرے۔ یہ بھی خیالی ہے۔ ۱۴ جولائی کا تار ہے کہ بازار اور دوکانیں سب بند ہیں پولیس سے انتظام نہیں ہو سکتا۔ قزوین کا خاص تار بنام حبل المتین ہے کہ سپہدار اعظم مع فوج جانب طہران روانہ ہو گئے۔ واقعاً اگر سردار اسعد نے قم سے اور سپہدار اعظم نے بجانب قزوین حملہ کیا تو مشکل ہے کہ شاہ کو پھر امان ملسکے۔ مگر افسوس ہے تو اسکا کہ روس کے خوف سے ایرانیوں کی جان نکلتی ہے لہذا مشکل ہے کہ کوئی کام کر سکین روس تو پہلے ہی سے تبریز میں قدم جمائے ہوئے ہے۔ اب دربار نے بھی تار دیا ہے کہ ہم جان و مال رعایائے خارجہ کی حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں جسکے صریحی مطلب یہ ہیں کہ تم آکر اپنی رعایا کی حفاظت کرو۔ اس سے بڑھکر کسی سلطنت کی کیا دعوت ہو سکتی ہے۔

مشہد مقدس میں بھی روس نے حملہ کیا روضہ اقدس پر گولہ باری ہوئی دو سو مسلمان شہید ہوئے

اخبار طمس لکھتا ہے کہ ستار خان و باقر خان جو جنگ تبریز میں قومی فوج کے سردار تھے اور جنکے

کار ہائے نمایاں آجتک یادگار زمانہ ہین روسیونکے ظلم و تعدی سے پہلے سفارتخانہ انگریزی مین پناہ گزین ہوئے۔ مگر سفارتخانہ نے نامنظور کیا تب ۱۴ مئی کو عثمانی سفارتخانہ مین پناہ گزین ہوئے۔

آذربایجان کی حالت بہت ابتر ہے ڈہائی ہزار فوج عثمانی نے مراغہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ارومیہ سلماس کے شاہراہ پر بھی انہون نے قبضہ کر لیا اس سے اور بہی تشویش ہو رہی ہے۔

آقا سید **عبدالحسین** صاحب مجتہد لار جنکے قتل و اسیری کی خبر پہلے شایع ہوئی تھی بعزت لار دلار ہو ئے اور علم مشروطیت بلند کر رہے ہین خداوند عالم اس وجود مبارک کو جملہ آفات سے محفوظ رکھے۔

مارننگ پوسٹ لکہتا ہے کہ طہران مین جہان جہان **ستارخان** اور دوسرے سرداران ملی کی تصویرین آویزان تہین شاہی فوج نے اونپر دست درازی کی اس زیادتی سے طہرانیون کو بہت رنج ہوا

روسی اخبارون مین یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ عثمانیون نے ہماری مخالفت مین **آذربایجان** مین سخت ایستادگی کی ہے لہذا خوف جنگ عظیم ہے عثمانیون نے خوی۔ سلماس۔ ارومیہ پر قبضہ کر لیا ہے جس سے روس کو سخت خطرہ ہے۔ روسیون نے چاہا تہا کہ حسب ارادہ جلفا کے بہانہ سے ستارخان کے مکان پر قبضہ کرین مگر عثمانی شہبندر نے فوراً عثمانی علم اوس عمارت پر بلند کیا (کہ ہماری حمایت مین ہے) اسوجہ سے روس بالکل ناامید ہو گئے۔ شہبندر نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ ستارخان و باقرخان و دیگر سرداران ملی کی نسبت جو دعوی ہو وہ بہ درمیانگی ہماری طے ہو۔ یہ ایسے اسباب جمع ہو رہے ہین کہ آذربایجانیونکا میلان عثمانیونکی طرف ترقی کر رہا ہے وہ کہتے ہین کہ اگر ایران اپنی حفاظت آپ نہین کر سکتا تو بہ نسبت اسکے کہ ہم روس کی رعیت بنین عثمانی رعیت بننا زیادہ قبول ہے

جرمن مین ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے جو ایرانی اور جرمنی سے مرکب ہے۔ یہ لوگ وزراء جرمن کی خدمت مین حاضر ہوئے کہ قیصر جرمن سے امداد خواہ ہون۔ وزراء نے متفق اللفظ جواب دیا کہ اہل ایران کسی طرح خوف نہ کرین کسی طاقت کی یہ مجال نہین ہے کہ ایران پر تصرف کر سکے اگر ایسا ہوا تو سمجہ رکہو تمام دول مین جنگ شروع ہو جائیگی۔ اس جواب سے جرمن کا رسوخ ایران مین روز بروز ترقی پر ہے

افسوس ہے کہ دولت انگلیشیہ کا رسوخ محض ابلہ فریبی روس کیوجہ سے روز بروز ایران سے کم ہوتا ہے۔ ادہر عثمانی۔ ادہر جرمنی رسوخ بڑہ رہا ہے حالانکہ ہماری دلی خواہش یہ تہی کہ بجائے روس کے انگریزی اقتدار وہان زیادہ ہوتا کیونکہ مسلمانونکو جو تعلق برٹش گورنمنٹ سے ہے اوس کا

الاوصیاء قلت اللہ ورسولہ اعلم قال ادم وصیہ شیث وکان افضل من ترکہ بعدہ من ولدہ وکان وصی نوح سام وکان افضل من ترکہ بعدہ وکان وصی موسیٰ یوشع وکان افضل من ترکہ وکان وصی سلیمان آصف بن برخیا وکان افضل من ترکہ وکان وصی عیسیٰ شمعون بن فرخیا وکان افضل من ترکہ بعدہ۔

کو جانتا ہے سلمان نے کہا اللہ و رسول جانتے ہین آنحضرت نے فرمایا آدم کے وصی شیث علیہ السلام تھے اور جن کو آدمؑ نے چھوڑا تھا اون سب سے حضرت شیث افضل تھے اسی طرح حضرت نوحؑ کے وصی حضرت سام اور حضرت موسیٰؑ کے یوشع بن نون اور حضرت سلیمان کے آصف برخیا اور حضرت عیسیٰ کے شمعون بن فرخیا تھے اور یہ سب اپنے زمانہ وصایت مین سب کے افضل ہی تھے انتہی

پس یہان لفظ افضل سے مراد عصمت ہے اگر عصمت نہو تو تمام سے افضل ہونا معلوم کیونکہ صدور گناہ پر اوس سے آیندہ اجتناب کرنے والے تو بکثرت ہوتے ہین مگر ایسے ہی نہین ہوتے کہ اونسے کبھی گناہ ہی نہوا ہو۔ یہہ خاصہ معصوم ہی کا ہو سکتا ہے کہ اوس سے عمداً و سہواً خطا تک نہو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے صاحبان عصمت کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ وہ لوگ حکم خدا پر سبقت نہین کرتے اور جو اونکو حکم ہوا ہے وہی کرتے لایسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون (سورہ انبیاء) لاینال عھدی الظالمین (سورہ بقر) ہین اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ عہدہ نبوت ظالمون کو نہین ملتا۔ اور تجربہ اور مشاہدہ سے بھی ثابت ہے کہ جب خلق اللہ کسی کو گنہگار و ناپارسا پاتی ہے تو اوسکی تقلید و اتباع بامید مفاد معاد نہین کرتی اور نہ کوئی بے ریا خدا پرست مرشد کسی ناپرہیزگار و غیر متدین مرید کو اپنا جانشین کرنا چاہتا ہے پس ان بدیہی مشاہدات سے ظاہر ہے کہ شرائع

سابقہ کے خلفاء معصوم ہوتے تھے اور معصوم ہونے ہی کی وجہ سے منصوص ہوتے تھے نہ اسکے برخلاف اس دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ شرایع سابقہ میں بھی مسئلہ امامۃ اصول عقائد مین داخل تھا اور اگر داخل نہوتا تو انسداد گمراہی کے لئے ایک پیغمبر دوسرے آنے والے پیغمبر کی بشارت نہ دیتا کیونکہ جب اقرار امامت اور اتباع امام پر مدار نجات نہ تھا تو پھر نبی آیندہ کی بشارت لغو ماننی پڑیگی چونکہ فعل خدا اور فعل مامور من اللہ عبث نہین ہوتے لہذا معلوم ہوگیا کہ حکمت بشارت مشیر نجات تھی جو ہر وصی اپنے وصی آیندہ یا مرسلین آیندہ کی خبر دیتا تھا تاکہ اس سے گذشتہ وآیندہ کی تصدیق بھی ہو جائے اور خلق خدا مین فتنہ وفساد نہو اور اونکی عاقبت بھی نہ بگڑنے پائے پس حکمت بشارت سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے اوصیاء معصوم ومنصوص ہوتے تھے جس سے ظاہر ہوا کہ **امامۃ و وصایت** کا عقیدہ ہر معتقد پیغمبر کا ہوگا۔

دلیل دوم مسئلہ امامت اگر اصول عقائد مین داخل نہوتا تو امت مرحومہ تمام انبیاء ومرسلین پر ایمان لانیکی مکلف نہوتی پس ثابت ہوگیا کہ جب ہر صاحب شریعت اور اونکے خلفاء موسوم بانبیاء پر بقید عصمت ایمان لانا شرط اسلام ہے اور فرقہ اہلسنت اسلام کا مدعی ہے تو اوسکے یہان بھی مسئلہ امامت ضرور اصول عقائد مین داخل ہے۔

دلیل سوم یہہ کہ جب خالق مطلق نے بسیاق آیت یوم ندعوا کل اناس بامامھم کسیلوے امام نہین پیدا کیا۔ اور پیغمبر خدا نے بھی اپنی مسجد و فوج تک کو کبھی امام بغیر نہ رکھا اور نہ صحابہ بغیر امام رہے تو اہلسنت جو اتباع صحابہ وپیغمبر کے مدعی ہین اونکے اصول عقائد مین امامت کا داخل نہونا چہ معنی دارد۔

تنبیہ۔ تمام فرق اسلام کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر خدا افضل المرسلین ہین اس بنا پر اونکے خلفاء کا بھی شرایع سابقہ کے خلفاء و اوصیا سے افضل ہونا ضرور ہے ورنہ کمال افضلیت مین نقص رہیگا تو خدا کے فضل سے اونکی افضلیت وعصمت

دونون ثابت ہے کیونکہ اون اوصیاء کی خلافتین اخبار کثیرۂ مشہورہ سے منصوص نہین اور شیخین کی اجماع سے جسکا درجہ ہر زمان مین تواتر کی مقدار سے بڑھا ہوا ہے اسیطرح اگر شریعۃ سابقہ کے خلفا و اوصیاء کو عصمت نبوت حاصل تھی تو شیخین کو عصمت اجماعی چونکہ یہ مسئلہ جدید علم کلام کا ہے جس سے اکثر طبایع ناواقف ہونگے لہذا اوسکی وضاحت تابمقدور کر دیتے ہین اور باقی تفصیل کو صاحبان علم کے فہم پر محول کرتے ہین۔

صفات عصمت اجماعی مع مثال

مذہب اہلسنت مین انبیاء و مرسلین کی عصمت باتفاق اس طرح نہین مانی گئی ہے کہ معاذ اللہ وہ صغیرہ و کبیرہ سے معصوم تھے یا خدا نخواستہ وہ تبلیغ احکام خدا مین غلطی نہ کرتے تھے یا عیاذاً باللہ وہ قبل بعثت کافر نہ تھے چنانچہ ایسے اعمال و افعال ہونیکے ثبوت تو بکثرت کتب عقاید وغیرہ مین بشرح و بسط موجود ہین چنانچہ شرح مسلم الثبوت صفحہ ۳۵۹ مین بحر العلوم نے لکھا ہے۔

ولا تصغ الی قول من یقول ان الانبیاء کیف یخطئون فی احکام اللہ تعالی فان ھذا القول قد صدر من شیاطین اھل البدع کالروافض وغیرھم الم تر اھل الحق من اھل السنۃ والجماعۃ القامعین للبدعۃ کثرھم اللہ تعالے یجوزون علی الانبیاء الخطأ کما ظھر فی اساری بدر من سید العالم صلوٰۃ اللہ وسلامہ

تم اوس شخص کی بات نہ مانو جو یہہ کہتا ہے کہ انبیاء کیونکر خطا کر سکتے ہین احکام خدا مین بیشک یہہ قول شیاطین اہل بدعت سے صادر ہوا ہے جیسے روافض وغیرہ۔ کیا تونے اہل حق یعنی اہلسنت وجماعت جو قامع بدعت ہین اونکو نہین دیکھا کہ وہ انبیاء سے خطا کو جائز جانتے ہین جیسا کہ آنحضرت سے اسیران بدر کے بارے مین خطا ہوئی اور ایسی ہی

علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین وکیف وقع من داؤد علیہ السلام فی الحرث وفی الحکم لاحد المرئتین مع کونہ للاخر کما ھو مشروح فی الصحیحین

خطا حضرت داؤد علیہ السّلام سے ایک کھیت کے معاملہ مین ہوئی اور ایسی ہی خطا دونون عورتون کی کے باب مین اونسے ہوئی جیساکہ صحیحین مین شرح مذکور ہے انتہی محصلاً۔

اور قبل بعثت کافر ہونیکے بارے مین فخر رازی کی تفسیر کبیر جلد آٹھ صفحہ ۶۰۲ مین ہے۔ اعلم ان بعض الناس ذھب الی انہ کان کافراً فی اول الامر ثم ھداہ اللہ وجعلہ نبیاً قال الکلبی وجدک ضالا یعنی کافراً فی قوم ضلال فھداک للتوحید وقال السدی کان علی دین قومہ اربعین سنۃ۔

بعض لوگ اسطرف گئے ہین کہ آنحضرت پہلے کافر تھے پھر خدانے اونکی ہدایت کی اور نبی بنایا امام کلبی نے کہا کہ وجدک ضالاً سے مراد خدا یہ ہے کہ آنحضرت قوم گمراہ مین کافر تھے پس خدانے توحید کیطرف ہدایت کی اور امام سدی نے کہا کہ آنحضرت چالیس سال تک اپنی قوم کے مذہب پر تھے انتہی محصلاً۔

ان تصریحات سے ثابت ہوگیا کہ روافض کے پیغمبر و ائمہ کیطرح ہمارے پیغمبر معصوم نہین ہوا کرتے ہان اس بات مین ضرور معصوم ہوتے ہین کہ وہ نزول احکام خدا کے دعوی مین جھوٹے نہین ہوتے نہ عمداً کسی کی فضیلت بیان کرتے ہین نہ سہواً حق عباد کا اتلاف کرتے ہین اور حضرات شیعہ جو اپنے ائمہ کی خلافت کو منصوص بتاتے ہین اور افضل المرسلین کی خلافت کی بنیاد پر اپنے ائمہ کی عصمت بھی مرسلین کی سی عصمت بتاتے ہین۔ تو اونکا یہ دعوی محض غلط ہے کیا معنی کہ ضرورۃ عصمت مرسلین تبلیغ احکام خدا سے متعلق ہوا کرتی ہے تو وہ ائمہ شیعہ سے متعلق نہ ہی بلکہ وہ آنحضرت کی وفات کے قبل ہی ختم ہو چکی تھی یعنی آیہ اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کے نزول کے بعد

پھر کوئی آیت نازل نہین ہوئی اسی وجہ سے عصمت مرسلینی بھی آپسے سلب ہو چکی تھی چنانچہ اس دعوی کا ثبوت یہ ہے کہ جب آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا جھزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا تو عصمت مرسلینی کے سلب وزوال کے غم اور عصمت آیندہ کے حصول کے تردد مین ہر شخص تھا اس وجہ سے آپکے اس ارشاد کی تعمیل نہ کی گئی۔ اسیطرح جب آنحضرت نے اپنے مرض موت مین صحابہ سے فرمایا ایتونی بدوات اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا تو اسکی بھی تعمیل نہ کی گئی بلکہ اسکے جواب مین بکثرت صحابہ اور بالخصوص حضرت فاروق نے کہا تھا ان الرجل لیھجر حسبنا کتاب اللہ عندنا جیسا کہ کتب فریقین مین درج ہے اور جو بالفرض حضرات شیعہ اپنے ائمہ کے لئے عصمت نبوت جیسی عصمت تجویز کرین تو بفضلہ عصمت اجماعی کے مقابلہ مین عصمت نبوت کچھہ مال نہین ہے ان دونون مین کاہ وکوہ کا فرق ہے کیونکہ عصمت نبوت مقید ومقلد ہے اور عصمت اجماعی مجتہد اور مقتدا ہے — عصمت نبوت مطیع وتابع ہے اور عصمت اجماعی مطاع شریعت پس اس مین اور اوسمین آفتاب اور ذرہ کا تناسب ہے وہ باختیار احاد ہے اور یہ باختیار اجماع وہ بیکار یہہ باکار۔ کیونکہ عصمت اجماعی حسب موقع وضرورۃ احکام خدا ورسول مین تغیر وتبدل واسقاط وحذف وکمی وبیشی وایجاد واختراع ونسخ وفسخ کرسکتی ہے اور عصمت نبوت کو یہ اقتدار میسر نہین چنانچہ عصمت اجماعی کے اقتدارات کثیرہ سے صرف دو مثالین پیش کرتا ہون جنکا اتباع تمام خلفاء وائمہ اہلسنت نے کیا اور جب ضرورۃ ہوئی تو اونھون نے احکام خدا کیہ تغیر وتبدل وغیرہ مین اونکے علاوہ بھی تغیر وغیرہ کیا اور اہلسنت سب کو برحق جانتے ہین۔ اور جو برحق نہین بھی جانتے تو اون معایبات کو کفر بھی نہین مانتے جس سے اتفاق ثابت ہے۔

مثال اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت یوصیکم اللہ فی

اولادکم الخ کے خلاف ورثاء پیغمبر کا ترکہ ساقط کر دیا چونکہ آپنے آیت کی عمومیت کا اسقاط و حذف باقتدار عصمت اجماعی کیا تھا اس وجہ سے اسکو تمام صحابہ وخلفاء اور انکی تابعین نسلوں نے قبول کیا اور آجتک وہ حذف واسقاط عمومی جائز ماناجاتا ہے اور اسی بنیاد پر اصول تفسیر اور اصول فقہ مین تعمیم کی تخصیص اور تخصیص کی تعمیم کو جائز لکھا ہے۔

مثال دوم جناب موصوف نے آیت واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی کے خلاف اہل بیت رسول اور تمام بنی ہاشم کو خمس دینا موقوف کردیا جسکی گواہ کتب صحاح و شروح صحاح وغیرہ مین اور ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فقراء بنی ہاشم کو بھی خمس نہ دیا اور باوجود نسخ حکم خدا کے جناب موصوف کی نسبت کوئی الزام قائم نہین ہوا کیونکہ عصمت اجماعی انکی محافظ ایمان واسلام ہے۔ اور انکے اتباع یعنی اہلسنت کا خدا و رسول کی نسبت مجتہد ہونیکا بھی عقیدہ ہے لہذا لفص المجتہد قد یخطی وقد یصیب مشیر نجات ہے۔

مثال سوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ پر رجم فرماکر آیہ رجم کو قرآن مین داخل نہ کیا چنانچہ فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۷۳۴ مین جہان آیہ رجم کی تحقیق ہے وہان زید بن اسلم سے روایت ہے۔

ان عمر خطب الناس فقال	حضرت عمر نے لطریق خطبہ فرمایا رجم
لاتشکوا فی الرحم فانہ حق	مین شک نہ کرو کیونکہ وہ حق ہے
ولقد هممت ان اکتبہ فی	اور مینے یہہ قصد کیا تھا کہ آیہ رجم
المصحف فسألت ابی بن کعب	کو قرآن مین لکھدون لیکن القاف
فقال الیس اتنی انا استقرئہ	ابی بن کعب سے پوچھا گیا تو انہون
رسول اللہ صلعم فدفعت	نے کہا کہ ہم رسول خدا سے آیہ رجم
فی صدری وقالت استقرئہ	پڑہ رہے تھے (تو اے عمر نے تم نے)

ایة الرجم وهو یتسافدون تسافد الحمر رجاله ثقات وفیه اشارة الی بیان السبب فی رفع تلاوتها الی ان قال فقال عمر الا تری ان الشیخ اذا زنی ولم یحصن جلد و ان الشاب اذا زنی وقد احصن رجم فیستفاد من هذا الحدیث السبب فی نسخ تلاوتها۔

میرے سینہ مین مارا اور کہا آنحضرت سے تم آیہ رجم پڑہ رہے ہو حالانکہ صحابہ مثل حمار تسافد کرتے ہین یعنی جیسے گدہے بغیر شرم و لحاظ گدہی پر چڑہتے ہین ویسے ہی یہہ بہی کرتے ہین (صاحب شرح لکھتے ہین کہ) اس حدیث کے راوی ثقہ ہین اور اس حدیث مین آیہ رجم کی تلاوت کی موقوفی کا اشارہ ہے (یہانتک کہا) عمر نے (کسی اور یا اوسی موقع پر) کہ تو کیا نہین دیکہتا کہ بڈہا جب زنا کرے اور محصن نہو تو درہ لگایا جائیگا اور جب جوان زنا کرے تو اوسپر رجم ہے (ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ) اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ آیت رجم کی تلاوت کے منسوخ ہونے کی یہی وجہ ہے انتہی محصلاً۔

ظاہر ہے کہ جب بکثرت روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ اسکی تلاوت کرتے تھے اور آنحضرت سے سیکہتے تھے اور حضرت فاروق کو بھی اسکا علم تھا کہ آیت رجم یعنی الشیخ و الشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة قرآن کی آیت ہے اور آنحضرت نے اور خود نے بہی رجم کیا تہا تو اسکو داخل قرآن کرنا چاہئے تھا لیکن بمصلحت رواج زنا آیت رجم حضرت فاروق نے داخل قرآن نہ کی تو یہہ اقتدار عصمت اجماعی کا تھا ورنہ اگر کسی اور ملت مین ایسا کیا جاتا تو وہ کرنے والا مزور مرتد قرار پاتا لیکن یہ شرف اللہ نے صرف مذہب اہلسنت ہی کو بخشا ہے حتی کہ اختلاف امة بہی رحمت ہے۔

تنبیہ ایسے ہی اقتدارات کی بنا پر صاحب تحفہ اثناعشریہ نے حدیث تشبیہ کی بحث مین لکھا ہے آنقدر احادیث دالہ بر تشبیہ بابنیار کہ در حق تشیخیر

مروی و ثابت است کہ در حق ہیچیک از معاصرین الشان ثابت
ولہذا محققین صوفیہ نوشتہ اند کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودند و
امیر حامل کمالات ولایت انتہی بلفظہ آمنا و صدقنا

مثال چہارم مخالفان اسلام سے بالعموم مقاتلہ کی ممانعت میں
ہین جن مین سے چند یہان پیش کیجاتی ہین جنکا حاصل یہ ہے - خدا

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین و لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین و ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔

اون لوگون سے لڑو جو لڑتے ہین اور اوس حد نہ بڑہو اللہ حد سے بڑہنے پسند نہین کرتا و جو لوگ تم لڑائی نہین لڑے اور نہ تم نے گہر سے یعنی وطن سے نکا نسبت تمکو خدا اس بات نہین کرتا کہ تم اونکے ساتھ ا نہ کرو تاکہ وہ تمسے بیزار ہوا اونکے ساتھ انصاف نہ کرو
اللہ انصاف کرنے والونکو دوست رکہتا ہے و کسی قوم کی دشمنی تم
بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف ترک کرد و نہین ضرور عدل کرو
عدل تقوی سے بہت قریب ہے انتہی محصلاً

آیہ اول مین لڑنے والون سے لڑنیکی اجازت ہے نہ دور دراز مما
کے خانہ نشینون سے آیہ دوم سے مستفاد ہوتا ہے کہ جن کفار نے
وطن نہین کیا اور نہ تم سے مذہبی لڑائی لڑے تو اونسے نہ لڑو بلکہ او
عدل و انصاف کا برتاو کرو۔ آیہ سوم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم
مین انصاف کرو وہ قوم خواہ موافق ہو یا مخالف اسلام پہر ان

تیرھوین رجب المرجب

عید سعید میلاد جناب امیر المومنین علیہ السلام مبارکباد - اس تقریب مبارک و میمون کی خوشی مین جو صاحب خریداری اصلاح منظور کرینگے ایک سال تک نصف چندہ پر اصلاح روانہ ہوگا - مگر شرط یہ ہے کہ منی آڈر ہو یا درخواست ۱۳ رجب کو ڈاکخانہ مین ڈالیجائے -

فیاضان قوم! اگر غربا و ناداران قوم کے نام اصلاح مفت جاری کرانا چاہین تو جسقدر روپیہ دفتر مین عنایت فرمائینگے دفتر بھی اپنی طرف سے اوسی تعداد کے مطابق بلاقیمت پرچہ جاری کرے گا -

اعلان

ہم کو اپنی قوم کی غربت بھی معلوم ہے اور خرید داری کا شوق بھی لہذا حسب ذیل رعایت سے ہماری قوم اس ماہ متبرک مین مستفید ہوسکتی ہے - اور یہ آخری رعایت ہے -

مناظرہ احمدیہ حصہ اول - بقدر شرح اصلی قیمت ۲ تخفیفی ۱۲

نہج البلاغہ - رسالہ وضو - الجرہ

دفع الوثوق - تاریخ الاذان حصہ اول

جواب شرح حضرت سکینہ بنت الحسین علیہا السلام کے ناول کا محققانہ جواب بجائے ۱۲/

تنبیہ تاریخ حصہ اول جہان مین چھپی ہو ۱۲/ علاوہ محصول ڈاک

اصلاح جلد دہم

جو سنہ مین پندرہ روزہ تہا ماہوار شایع ہوئے کامل جلدین اسکی بہت کم رہ گئی ہین قیمت اصلی سے رعایتی

الشمس

جسمین صرف تحریف قرآن کی مکمل بحث ہے ہر جلد کی تخفیفی قیمت علاوہ محصول ڈاک

کل مراسلات صرف بنام منیجر اصلاح کھجوہ ضلع سارن ہونی چاہیے -

ضروری نوٹ - اگر جوصاحب وی پی طلب کرینگے آپ روپیہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائیں تو نہایت مستحسن محصول ڈاک قیمت سے علاوہ ہونا چاہیے -

سید ظہیر حسین پرنٹر پبلشر مگر اس نام سے خط نہ آئے

نمبر ڈی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

عام مسلمانوں کی قومی و مذہبی اصلاح

[illegible]

یہ رسالہ سنی شیعہ و نیچری وہابی سب کے لئے ہے

نمبر ۸ | بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۷ ہجری | جلد ۱۲

قیمت سالانہ ۵ — مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا — فی پرچہ ۸

مظفری شیخانہ فنڈ جناب سید انور علی صاحب کلرک رجسٹرار علیگڈھ جناب محمد عباس علی صاحب

کلب غضنفر الہ آباد ۸۳ میزان للعہ میزان سابق للعہ میزان کل للعہ

قبول حق جناب منشی ظفریاب علی صاحب ایڈیٹر ظفر نے اطلاع دی ہے کہ بتاریخ ۱۴ جولائی [illegible] چند نامی ولد حیر چند قوم اروڑہ مذہب آریہ ساکن لاہور عمر ۲۰ سال تعلیم یافتہ انٹرنس کلاس آریہ کالج لاہور نے مقبول بازار مسجد منصب ایڈیٹر ظفر میں اسلام حق قبول کیا۔ اسوقت جناب مولوی غیاث حسین صاحب ایک طالب العلم الیف اے کلاس سے کچھ تقریر کرتے تھے۔ یہ شخص بھی سن رہا تھا اور اجازت لیکر کچھ تقریر کی۔ بعدہ نو ایمان نے اپنا اشہد کہا اور کلمہ توحید پڑھکر شریک جماعت ہوا۔ بعد نماز اسلام کی حقیقت اور مذہب تشیع کی افضلیت پر دیر تک تقریر کی جس سے تمامی سامعین محظوظ ہوئے **تراب علی** نام رکھا گیا۔

اصلاح حق یہ ہے کہ اسلام میں بڑی برکت ہے اگر مومنین ادھر خاص طور سے توجہ کریں تو بڑی کامیابی ہو سکتی ہے

شیخ عبد الرؤف صاحب ساکن ضلع اعظم گڈھ نے بھی الحمد للہ بعد تحقیق بسیار مذہب حق قبول کیا

جزاہم اللہ خیرا۔

شیعہ کانفرنس لکھنؤ کی مرکزی کمیٹی نے ضروریات کانفرنس اور رزولیوشنوں کی تعمیل کیلئے تجویز کیا ہے کہ فی شیعہ ایک پیسہ سالانہ وصول کیا جائے اسمیں نہ تو کسیکو انکار ہو سکتا ہے اور نہ یہ رقم گراں گذر سکتی ہے اگر یہ وصول ہو جائے تو بہت جلد لاکھوں روپیہ جمع ہو سکتا ہے اور اس کانفرنس سے بڑھکر دوسری کانفرنس ایسی نہیں ہو سکتی پس تمام مومنین کو لازم ہے کہ اسطرف توجہ فرمائیں اور جہاں جہاں انجمنیں ہیں وہ اپنی معرفت اور جہاں کوئی انجمن نہیں ہے وہاں کے سربرآوردہ حضرات اپنے ذریعہ سے وصول فرماکر دفتر میں روانہ فرمائیں۔ رسیدیں پیسہ فنڈ کی چھپ کر طیار ہو گئی ہیں جسقدر مطلوب ہوں طلب فرمالیں رسیدوں کی پشت پر دفتر کی مہر ثبت کر دی جاتی ہے۔

سید علی غضنفر سکریٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

نے الحمد للہ تین کتابیں شایع کر دیں تاریخ الاذان حصہ اول تصحیح تاریخ حصہ اول عقل و نقل اہلحدیث۔ اگر آپنے ان کتابوں کو جلد طلب نہ فرمایا تو پھر ملنا انکا مشکل ہے کیونکہ صدہا درخواستیں قبل سے آچکی ہیں۔ حصہ داران کمپنی کو اپنے کمپنی کی فکر اور قدر کرنی چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۸ | بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۲

نہایت ضروری عرض

مکرر عرض کیا گیا کہ مراسلات میں نمبر خریداری ضرور تحریر کیا جاوے۔ مگر افسوس اسپر کمتر توجہ کیجاتی ہے۔ لہذا امیدوار ہوں کہ ہر قسم کے مراسلات میں اسکا لحاظ نہایت ضروری ہے۔

التماس دعا۔ مومنین سے صحت خواہر عزیزہ شفاہا اللہ کیلئے مخصوص طور پر امیدوار دعا ہوں

تصحیح تاریخ فرقہ حقہ شیعہ باعتبار اصول مذہب وعقائد واخلاق کچھ اس قسم پر پیدا ہوا ہے کہ کسی سے نہ اسے مخاصمت ہے نہ مخالفت۔ ہر شخص سے ہمدردی اسکے عام اصول سے ہے۔ یہود۔ نصاریٰ۔ ہنود۔ آریہ سے بھی نہ چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے نہ لڑائی جھگڑا۔ مگر یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی سنی انکو دیکھے اور نہ چھیڑے۔ وہابی تو عام طور سے مشہور ہیں حنفی بھی کسیطرح انکی دل آزاری سے باز نہیں آتے لہذا اہم ضروریات سے شیعوں کیلئے یہ ہے کہ وہ اپنے مخالفین کے اصول و فروع سے واقف رہیں جسکیلئے دفتر اصلاح ہر قسم کا مواد طیار کرتا ہے۔ مگر

تصحیح تاریخ کا درجہ سب سے بالا ہے کیونکہ اسمیں اون اون تاریخی واقعات کی قلعی کھولی گئی ہے جس سے ایسے صحیح حالات معلوم ہوں کہ پھر کسیکو عذر ہی نہ رہے صفحہ ۱۹۶ پر پہلی جلد تمام ہے قیمت ۱۲

عقل و تہذیب اہلحدیث اس نام کا دوسرا رسالہ چھپکر طیار ہو گیا ہے جو ان لوگوں کیلئے نہایت ضروری ہے جو وہابیوں کے حلقہ میں رہتے ہیں۔ قیمت ۳

تاریخ الاذان جس سے آپکو معلوم ہوگا اس ایک حکم شریعت پر ہر ہر خلیفہ نے اپنے اقتدار کے وقت کیا اثر ڈالا اور اذان میں کتنے تغیرات ہوئے جس سے دوسرے احکام شرعی کا حال بھی آپکو معلوم ہو سکتا ہے قیمت ۸

جواب اپیل

الحمد للہ کہ قوم نے میری آواز سنی فریاد رسی پر آمادہ ہوئی چند بزرگان قوم نے نہایت ہمت افزا تحریر سے جواب دیا جنمین جناب مرزا حفاظت علی بیگ صاحب سب انسپکٹر ۲۶ ۲۷ جناب قاضی سید رضا حسین صاحب منیجر ام ۳۳ (وعدہ للعہ از سال آیندہ) جناب سید اسرار حسین صاحب گرداور قانون گو۔ جناب میر عباس علی صاحب کتب فروش الہ آباد جناب منشی میر تنظیم حسین صاحب ضلع کانپور جناب میر سخاوت حسین صاحب وکیل جناب میر تجمل حسین صاحب وکیل جناب حاجی حکیم حمزہ علی صاحب امین مفصلی جناب مولوی مرزا علی حیدر صاحب دہلی جناب منشی سید الطاف حسین صاحب سررشتہ دار شریف العلما جناب مولوی سید شریف حسین خان صاحب۔ و دیگر حضرات نے خاص طور پر ہمت افزائی کی۔ اور نہایت شوق و تاکید سے اجرای اصلاح کا مشورہ دیا کہ کسیطرح بند نہونا چاہیئے۔

مجموعہ رای کا خلاصہ یہ ہے کہ اصلاح کی اشاعت تو بدستور رہے۔ مگر اوراق مین کمی کردی جای جس سے بیحد دفتر کو خسارہ ہو رہا ہے کیونکہ عام طور سے ع سالانہ چندہ من کوئی رسالہ ۳۲ صفحہ سے زائد نہین شایع ہوتا ہے۔

مگر افسوس کہ اب اغراض و مقاصد اصلاح اسدرجہ وسیع اور عام ہوگئے ہین کہ میرے خیال مین موجودہ اوراق خود غیر کافی ہین اور بجای اسکے کہ اصلاح ماہوار ہے ہفتہ وار ہونا چاہیے کیونکہ بقول بعض احباب اگر پہلے سے ایک اصلاح کی ضرورت تھی تو اب بیسیون اصلاح کی ضرورت ہے اسلئے کہ جب تک ہم بے زبان تھے کوئی کاہے کو بولے جاتا دو ایک کم تخالفانہ لکھدیتا کیونکہ وہ بھی جانتے تھے یہ فرقہ بے زبان ہے قوت دفاع ہی نہین رکھتا جب جواب ہی نہ دیا جاتا تو اونکو کیون زیادہ کاوش ہوتی جب سے خدانے زبان دی گویائی کا مادہ آیا۔ اصلاح نے دفاع کرنا شروع کیا۔ پھر تو وہ یورش ہوئی کہ العظمۃ للہ نت نئے اخبار نکلنے لگے نئے نئے رسالے شایع ہونے شروع ہوی اور سب کا رخ شیعون کی طرف یہانتک کہ مخالفین کے چار پانچ ہفتہ وار اخبار محض اسی غرض سے شایع ہوتے ہین کہ مذہب اہلبیت طاہرین کو دنیا سے نیست و نابود کر دین اور روز بروز نئی دہمکیان آرہی ہین۔

شیعون نے بھی پہلے جرأت دکہائی۔ اثنا عشری ہفتہ وار جاری ہوا۔ شیعہ نکلا۔

الحکم کو ہرا ہموار - العوارف - معالم - تذکرہ - الحق کی بنیاد پڑی - مگر اسوقت مین اصلاح کو آسایش نہ ملی کیونکہ اسکی تحقیقات - اسکا استدلال - اسکا طرز ادا خاص رنگ رکھتا تھا جس نے مخالف و موالف سبکی نظر اصلاح ہی پر رہی - اور اب تو ان رسالونکا نام خواب مین بھی نظر نہین آتا - بجز اصلاح شیعہ - العوارف - الحق پھر کیونکر ہم کہین کہ اسکے اوراق و صفحات مین کمی ہو سکتی ہے —

سب سے زیادہ دقت یہ پیش ہی کہ اصلاح کی پالیسی قوم کے اصرار سے بدل دی گئی پہلی یہ صرف علمی رسالہ تہا - اب مذہبی - پولٹکل - سوشیل معاملات سبہی رہتے ہین - پھر اگر ۲۳ صفحہ کم کیا جاے تو کیونکر ہر قسم کی دلچسپیان رہ سکتی ہین جس سے خوف ہی کہ حالت موجودہ بہی باقی رہے - لہذا رائے النسب و اصوب تو یہی ہی کہ اصلاح کے اوراق مین اگر زیادتی کسیطرح نہ کیجاے تو کمی بھی زیادہ نہ کیجاے - کیونکہ یہی ایک پرچہ ہی جسپر ہماری قوم کے کل اغراض کا دارومدار ہے - رہا یہ امر کہ پہر یہ رسالہ زندہ کیونکر رہے اسکے بقا کی کیا صورت ہی تو اگر خیال کیجئے آسان بہی ہی - اور مشکل بہی ہی - آسان تو اسطرح ہے کہ اب سے بہی ہر شخص عہد کر لے اس سال میں ایک خریدار ضرور دینگے - پہر سب مشکلین آسان ہین دوسری صورت یہ ہی کہ جو صاحب استطاعت ہین وہ اپنی خوشی سے بلا جبر و اکراہ یا کچھ رقم چندہ بڑھا دین یا بطور عطیہ کچھ عنایت فرمائین کیونکہ صدہا رسالہ مفت دیا جاتا ہی اور آج تک کسی پر اوسکا بار نہ ڈالا گیا حالانکہ دوسرے اخبار والے سر در غریب فنڈ کے نام سے وصول کر لیتے ہین - یا دوسرے معاونین دو دو چار چار خریدارونکا چندہ اپنی گرہ سے دیتے ہین مگر اصلاح نے نہ کبھی اس قسم کی استدعا کی نہ قوم نے توجہ فرمائی -

مشکل یون ہی کہ جب ۱۳ رجب کے اعلان نصف چندہ پر بہت سے ایسے حضرات خریدار ہوے جنکی استطاعت بہت کافی ہی اور وہ روسا و اطبا سے نامدار سے ہین تو پہر اضافہ چندہ کی کیا امید کیجاے - مگر نہین نہ ہر دل یکسان ہے نہ ہر شخص کی حالت یکسان - ممکن ہی کچھ ہمدردان قوم آمادہ ہون - اور اونکی توجہ سے یہ عقدہ حل ہو جاے کیونکہ اصلاح کی غرض محض ترویج دیکھیے - ہان یہ سنکر آپکو حیرت ہوگی کہ تیرہ رجب کے خریدارونمین بہی ۱۳ ویلو وا لیس آچکے حالانکہ خود

نصف چندہ پر طلب کیا تھا پھر بتائے زندگی کی کیا صورت ہے۔

اب چونکہ اصلاح کا سال آخر ہو رہا ہے اس جلد میں صرف چار نمبر باقی ہیں جو ماہ ذیحجہ تک انشاء اللہ حاضر ہونگے اسلئے ابھی سے عرض کر دینا ضروری ہے۔

(۱) جن حضرات کو آیندہ اصلاح کی خریداری سے انکار ہو وہ ابھی سے یا اسکے بعد فوراً ہی مطلع فرمائیں مگر نمبر خریداری ضرور لکھیں کیونکہ امیدوار رکھکر محروم کرنا اور بلاوجہ کسی کا نقصان کرنا کسیطرح جائز نہیں خصوصاً اصلاح کا جو قوم کا خادم دیرینہ ہے۔

(۲) اگر خریداری سال آیندہ منظور ہے تو ماہ ذیحجہ ہی چندہ اصلاح بذریعہ منی آڈر روانہ فرمائیں

(۳) اگر منی آڈر کرنے میں دقت ہے کیونکہ اکثر حضرات کے وطن سے ڈاکخانے فاصلہ پر واقع ہیں تو بذریعہ کارڈ مطلع فرمائیں

(۴) جن حضرات کو ماہ ذیحجہ میں ادا کاری دشوار ہو۔ وہ اپنا زمانہ ادا کاری معین فرمائیں کہ اوسیوقت میں بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائیں یا اجازت ویلو دیں۔

ورنہ یہ قطعی فیصلہ ہے کہ اب پہلا ہی نمبر ویلو کیا جائیگا تاکہ جو نقصان ہونا ہے ایک ہی دفعہ ہو جاوے ورنہ تین تین نمبر دینے کے بعد ان کے ویلو کی واپسی نہایت نقصان دہ ہے جس سے نہ صرف یہی نقصان ہوتا ہے کہ اتنے خریدار ونکے چندہ سے محروم رہتے ہیں اور یوں نقصان جاتا ہے۔ بلکہ جو جلدیں باقی رہتی ہیں وہ سب ناقص کہ پھر کسی مصرف کی رہتی ہیں نہ کسی کام کی

ہاں جو لوگ ۱۳ رجب کو خریدار ہوئے یا جنکی خریداری ۱۲ سے شروع ہوی وہ سب اس سے مستثنی ہیں اونسے اسمیں کسی طرح کا تخاطب نہیں۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کا اصلی سرمایہ عصہ ہزار قائم کیا گیا تھا اور امید کی گئی تھی کہ عہ فی صدی منافع تجارتی تقسیم کریں۔ مگر قوم کی ناتوجہی سے ہنوز معرض التوا میں ہے کیونکہ کل سرمایہ ابتک فراہم ہوا جس سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

تاہم دفتر نے اس قلیل سرمایہ کو بیکار نہیں چھوڑا بلکہ چھوٹے پیمانہ پر کام شروع کر دیا ہے۔

تاریخ الاذان۔ تصحیح تاریخ عقل و تہذیب الحدیث۔ تین رسالہ اس سے شایع ہو چکا ہے اور مناظرہ احمدیہ حصہ دوم زیر طبع ہے حسب النسبکا آیندہ نمبر میں شایع ہوگا۔

حرمة الخمر

(گذشتہ سے پیوستہ)

فعلو بہ ای رسول اللہ لتحدثنی اصبت ام اخطات فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبت بعضاً واخطأت بعضاً فقال اقسمت یا رسول اللہ لتحدثنی ما الذی اخطأت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تقسم اخرجہ البخاری ومسلم والدارمی وابوداؤد والترمذی

یعنی حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ ابوہریرہ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص نے آکر رسول اللہ سے بیان کیا کہ ہمنے آج کی شب خواب دیکھا ہے کہ آسمان پر ایک ٹکڑہ ابر کا نمایان ہوا جس سے گھین اور شہد برس رہا ہے۔ اور لوگونکو دیکھا کہ ہاتھ بڑہا کر اوس سے لے رہے ہین کوئی کم کوئی زیادہ۔ پھر ایک رسیمان دیکھا جو آسمان سے زمین تک متصل ہے اپنے لوگونکو لیا ہے اور اوپر چڑہ گئے ہین۔ پھر دوسرے شخص نے اوسکو پکڑا اور اسپر چڑہ گیا۔ پھر تیسرے نے پکڑا وہ بھی چڑہ گیا۔ پھر چوتھے شخص نے پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی۔ پھر جوڑا اوسکو اور اسپر چڑہ گیا۔ ابوبکر نے کہا ہمکو چھوڑ دیجیے کہ اسکی تعبیر دین حضرت نے کہا اچھا تعبیر کہو ابوبکر نے کہا ظلہ (ابر) سے مراد اسلام ہے۔ شہد اور گھین کی بارش سے مراد

فائدہ عظیمہ مضمون حرمة الخمر مندرجہ اصلاح ۲ جلد ۲ صفحہ ۱ مین یہ عبارت درج ہے ابوبکر۔ عمر۔ ابوعبیدہ جو سقیفہ مین جا کر بانی خلافت ہوئے وہ سب ایک ہی شراب کے پینے والے تھے مین مین۔ اور ابوطلحہ یہ وہی شخص ہین جنکو عمر صاحب نے قصہ شوری مین پچاس سوار کے ساتھ مقرر کیا تہا کہ اگر کوئی انکے خلاف کارروائی کرے تو اوسکی گردن اوڑا دینا۔ اسپر سوال کیا گیا ہے کہ اس واقعہ کا ثبوت کیا ہے اصل عبارت کتاب مع صفحہ لکہا جائے لہذا تعمیل فرمایش عرض ہے کہ یہ مضمون کچھ زیادہ تحقیق طلب نہین ہر کتب تواریخ اہل سنت سے مملو ہے تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۲۴ مین ہے۔ وقال لابی طلحة الانصاری یا ابا طلحة ان اللہ طالما اعزکم الاسلام فاختر خمسین رجلاً من الانصار فاستحث

قرآن ہے اور اوسکی نرمی وشیرینی - زیادہ وکم سے مراد قرآن کا زیادہ وکم لینے والا ہے - ریسمان سے مراد حق ہے جسپر آپ ہین کہ آپ اوسکو پکڑینگے اور خدا آپکو اوس سے بلند کریگا - اسیطرح دوسرا تیسرا بہی اوس رسی کو پکڑیگا اور وہ بہی اوپر چڑہ جائیگا تیسرے میں وہ رسی ٹوٹ گی اور جڑ گئی - یا حضرت فرمائے مینے صحیح تعبیر دی یا غلط حضرت نے فرمایا بعض صحیح بعض غلط - ابوبکر نے کہا ہم آپکو قسم دیتے ہین کہ بتائے مینے کیا غلطی کی حضرت نے فرمایا قسم ندو ـ

اس روایت سے آپ سمجہ سکتے ہین کہ یہ کس قسم کی جرات ہے کہ رسول اللہ کے سامنے ایک شخص خواب بیان کر رہا ہے اور وہ حضرت سے اوسکی تعبیر چاہتا ہے ـ حضرت ابوبکر بیچ مین اوچہل پڑتے ہین کہ کہتے ہین ہم تعبیر دین حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم سورہ حجرات

جس سے ہر شخص سمجہ سکتا ہے کہ یہ کس قسم کی جرات ہے کہ کوئی مسلمان تو نہین کر سکتا کیونکہ مسلمانون کا فرض تو یہ ہے کہ جو رسول اللہ کہین سنین اوسکی تعمیل کرین جو نہ معلوم ہو دریافت کرین - مگر نہین انہین یہ جرات ہتی کہ اپنی نبوت کا اظہار کرتے ـ اس پہلی غلطی کے بعد اونکا فرض یہ تہا کہ دیکہتے حضرت کیا فرماتے ہین - مگر اتنا صبر کہان

هؤلاء الرهط حتى يختاروا رجلا منهم وقال للمقداد بن الاسود اذا وضعتموني في حفرتي فاجمع هؤلاء الرهط حتى يختاروا رجلا وقال لصهيب صل بالناس ثلاثة ايام وادخل هؤلاء الرهط بيتا وقم على رؤسهم فان اجتمع خمسة وابى واحد فاشدخ راسه بالسيف وان اتفق اربعة وابى اثنان فاضرب راسهما وان رضى ثلاثة رجلا وثلثة رجلا فحكموا عبد الله بن عمر فان لم يرضوا بحكم عبد الله بن عمر فكونوا مع الذين فيهم عبد الرحمن بن عوف واقتلوا الباقين ان رغبوا عما اجتمع فيه الناس فخرجوا فقال علي لقوم معه من بني هاشم ان اطيع فيكم قومكم لم تؤمروا ابدا وتلقاه العباس

عرب کی وحشت تو معلوم ہے پوچھتے ہین بتائے مینے صحیح تعبیر دی یا غلط حضرت نے اوسکے جواب مین فرمایا کچھہ صحیح ہے کچھہ غلط جو عام علوم کاہنین و منجمین کی شان ہے کہ غلط اور صحیح ملا رہتا ہے۔

اسپر ابوبکر صاحب قسم دینے لگے کہ مین آپکو قسم دیتا ہون بتائے مینے کہان غلطی کی ہے حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے لاتسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوکم اسی سے حضرت نے فرمایا قسم ندو۔

اس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ ان لوگون مین جب رسول اللہ کے سامنے یہ جرات تھی کہ خود ہر امر مین اقدام کرتے تو پھر آیندہ کیا کچھہ نہ کیا ہوگا؟

اب اس سے بہی بڑھکر سنئے کہ تاریخ الخلفا مین ہے اخرج ابن سعد عن ابن شہاب قال رای رسول اللہ رویا فقصہا علی ابی بکر فقال رایت کانی استبقت انا وانت درجۃ فسبقتک بمرقاتین ونصف قال یارسول اللہ یقبضک اللہ الی مغفرۃ ورحمۃ واعیش بعدک سنتین ونصفا۔

یعنی حضرت نے ایک شب خواب دیکھا تو ابوبکر سے بیان کیا کہ ہمنے دیکھا ہے کہ ہم تم گویا دوڑ رہے ہیں ہم تمسے ڈہائی زینہ آگے نکل گئے ہین ابوبکر نے کہا آپ ہمسے پہلے مرینگے اور ہم آپکے بعد

فقال عدلت عنا فقال وما علمک قال قرت بی عثمان وقال لو تواضع الاکثر فان رضی رجلان رجلا ورجلان رجلا فکونوا مع الذین فیہم عبد الرحمن فسعد لایخالف ابن عمہ وعبد الرحمن صہر عثمان لا یختلفون فیولیہا احدہما الاخر فلو کان الاخران معی لم ینفعانی فقال له العباس لم ارفعک فی شیء الا رجعت الی مستأخرا لما اکرہ اشرت علیک بعد وفاتہ ان تعاجل الامر فابیت واشرت علیک حین سماک عمر فی الشوری ان لاتدخل معہم فابیت احفظ عنی واحدۃ کل ماعرض علیک القوم فقل لا الا ان یولوک واحذر ہولاء الرہط فانہم لایبرحون ید فعو

ڈھائی برس زندہ رہینگے ۔

اس تعبیر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ انکے دل میں کیا کیا آرزوئیں تہیں کیا کیا حوصلے کہ حضرت کے موت کی خبر آپکے منہ پر بیان کر رہے ہیں اور اسکی خوشخبری دے رہے ہیں کہ ہم آپکے بعد ڈہائی برس تک زندگانی کرینگے ۔

باقی آیندہ

عن هذا الامر حتى يقوم به لنا غيرنا وايم الله لاينالہ الا بشر لاينفع معہ خير فقال على اما لئن بقي عثمان لاذكرنہ ما اتى ولئن مات ليتداولنہ بينہم ولئن فعلوا ليجدني حيث يكرهون ثم تمثل

حلفت برب الراقصات عشية	غدون خفافا فابتدرن المحصبا
ليختلبن رهط ابن يعمر فارسا	نجيعا بنو الشداخ وردا مصلبا

والتفت فرای ابا طلحة فكره مكانہ فقال ابو طلحة لن تراع يا ابا الحسن

تاریخ طبری مطبوعہ مصر صفحہ ۳۵ جلد ۵

خلاصہ اسکا یہ ہے کہ عمر نے ابو طلحہ انصاری سے کہا (جو حضرت الجوار میں انکا شریک تہا) کہ پچاس آدمیوں سمیت ان چھ اشخاص پر رہنا کہ ایک کو اختیار کرین اور صہیب سے کہا کہ تم تین روز تک نماز پڑہانا اگر پانچ آدمی ایک رائے ہوں تو چھٹے کو قتل کر ڈالنا ۔ اور اگر چار ایک طرف ہوں دو ایک طرف تو دو کو مار ڈالنا ۔ اور اگر تین آدمی ایک طرف ہوں تین ایک طرف تو عبد اللہ بن عمر جس فریق کی رائے دین اوسکو خلیفہ بنایا جائے ۔ اور اگر اس پر بہی لوگ راضی نہوں ۔ تو جس فریق میں عبد الرحمن بن عوف ہوں ۔ وہ خلیفہ بنایا جائے ۔ اور باقی سب قتل کئے جائیں جب سب وہاں سے نکلے تو جناب امیر نے اپنے قبیلہ بنی ہاشم سے کہا کہ جبتک ہم قوم کی اطاعت کرتے رہینگے کبہی ہمکو خلیفہ نہ بنائینگے اسکے بعد عباس سے ملاقات ہوئی تو کہا کہ اس دفعہ بہی خلافت ہمسے گئی ۔ پوچہا کیونکر کہا ہمارے ساتہہ عثمان کو شریک کیا ہے اور کہا ہے کہ جدہر غلبہ رہے ہو او دہر خلافت رہے پس سعد بن ابی وقاص سانے ابن عم عبد الرحمان کے خلاف نہونگے ۔ عبد الرحمان بہنوئی عثمان کے ہیں وہ انکے خلاف نہونگے تو دو آدمی اگر ہمارے ساتہہ ہوئے بہی تو کیا فائدہ ۔ انہیں دو تو ہم سے کوئی غرض نہیں حضرت عباس کہا میں نے تمہارا مشورہ کے خلاف کیا پہلے کہا تہا کہ رسول اللہ سے پوچہ لو تمنے انکار کیا (مطابق بروایت و منی اہلسنت) بعد وفات رسول بہتر تہا جلدی کر و تمسے بیعت لے لو تمنے نہ مانا

حسن الکلام فی تحقیق قول الامام

(یہ تحریر جناب صاحبزادہ مولوی حسن میاں صاحب حنفی خلف جناب شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کی ہے جو نہایت قابل قدر اور لائق غور و فکر ہے۔

"جہاں جہاں ہندسہ دیا گیا ہے اوسکے ساتھ اڈیٹر اصلاح کا حاشیہ بھی ضرور ملاحظہ فرمائے کہ معنی تحقیق منظور رہے"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے مکرم جناب اڈیٹر اصلاح اصلح اللہ بالکم۔ تسلیم۔ میری گذارش کے جواب میں جنابنے جو کچھ خامہ فرسائی فرمائی اور اصلاح بابت ماہ ربیع الاول میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے (۱)
اسنے اوسے پڑھا۔ جواباً پھر کچھ عرض کرتا ہوں امید ہے کہ غور و انصاف سے ملاحظہ فرمائینگے
(۱) میں اپنے بعض اُن الفاظ جنسے آپکو رنج پہونچا معذرت کے (۱) ساتھہ واپس لیتا ہوں اور ان شاء اللہ تعالیٰ حتی المقدور آیندہ بھی اس کا لحاظ رکھونگا۔ مگر مجھے امید ہے کہ آپ بھی اُن جملوں اور اُن کلمات سے جو میرے لئے رنجدہ اور دل شکن ہوں احتیاط فرمائینگے۔ خصوصاً صوفیائے کرام قدست اسرارہم کے متعلق نازیبا الفاظ لکھنے

اصلاح۔ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ ابھی فرقہ اہلسنت والجماعت میں کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو علمائے معزز لقب سے ملقب ہو سکیں۔ ورنہ ابھی تک تو وہی لوگ دیکھے جاتے ہیں جو علم کے ذریعہ سے کچھ کما لیتے ہیں۔ بہرحال پہلے تو ہم مولوی حسن میاں صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ آپنے اس تحریر کے ذریعہ سے علمائے اہلسنت کا نام بلند کیا پھر اوسپر مبارکباد دیتے ہیں کہ ائمہ اطہار و اہلبیت اطہار علیہم السلام میں آپ فرد ہیں خداوند عالم ولایت صادقہ عطا فرمائے۔

(۱) آپکی معذرت باکراس ذالمعین قبول ہے کیونکہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ اور مناظرہ کی غرض محض احقاق حق ہے نہ نفسانیت۔

کا ہمیشہ خیال رکھینگے۔ مگر اتنا عرض کرونگی مجھے اور اجازت ہو کہ اہل کوفہ کو جو مینے برا کہا اس سے آپکا رنج ہونا ایک تعجب خیز معاملہ معلوم ہوتا ہی میرے مکرم! آپ کتب مناظرہ کی طرف متوجہ ہین کہ روایات کتب معتبرہ شیعہ سے ہی بیخبری ہوئی جاتی ہے یا شاید ادھر توجہ نہین فرماتے

(۲) چونکہ اس تحریر مین کوئی ذکر اہل تصوف کا نہ تہا۔ اسلئے مین نہین کہہ سکتا یہ فرمائیش کیون کی گئی تاہم خدا سے امید ہے کہ کوئی کلمہ ذاتی طور پر نہ کہون بجز منقولات کے جس سے آپکو بھی غالبا شکایت نہو اور یہ بھی سمجھ رکھنا چاہئے کہ اگر ہم کسیکو کچھ کہہ نہین تو محض اخلاقا نہین کہتے ورنہ بکل مخالفین دین پر کہنے کا ہمکو حق ہے بخلاف آپکے نہ آئمہ شیعہ کو کچھ کہہ سکتے ہین جنپر ایمان لانا آپکا جزو ایمان ہے نہ خود ہمکو آپ کچھ کہ سکتے ہین کیونکہ سادات ہین اور سادات کا ادب واجب ہے۔

(۳) مینے اہل کوفہ کو برا کہا تہا نہ مینے اس برا کہنے کو برا مانا۔ بلکہ آپنے یہ نسبت عقبہ بن سمعان یہ لکھا تہا وہ ایسے نالایق کی روایت اور اسکے قول پر اعتبار بجز اہل کوفہ اور کوفی پرستونکے کوئی دیانتدار مسلمان نہین کر سکتا، جس سے صاف اشارہ تہا اسکی طرف کہ خدانخواستہ آپنے مجھے اہل کوفہ اور کوفی پرستون سے شمار کیا۔ اسی بنیاد پر یہ عرض کیا تہا۔ کہ مجھے آپسے ایسی امید نہ تہی" اور آخر مین عرض کیا کہ اس روایت پر اعتماد کرنے والے علامہ ابن اثیر جزری ہین مورخ تاریخ کامل میرا مضمون کیا تصور ملاحظہ ہو صفحہ ۵ سے (۳)

آپ خود غور کر سکتے ہین کہ کوفی پرست کا لفظ کسی مسلمان کیلئے کسقدر دلشکن اور رنجدہ ہو سکتا ہے اور قائل اس جملہ کا درگاہ جناب احدیت سے کس جزا کا مستحق

ہمراہ یہ امر کہ مجھے آپ مذمت اہل کوفہ سے ناواقف ٹھیراتے ہین اسپر بہی شکریہ ادا کرتا ہون۔ مگر اسپر تو آپ خود غور کر سکتے ہین کہ اگر مین اونکو مذموم نہ سمجھتا تو اسکی شکایت کیون کرتا کہ آپنے مجھے اہل کوفہ سے قرار دیا۔

اہل کوفہ کی شکایت مین جو کلمات آپنے نقل فرمائے ہین وہ ایک قطرہ ہے دریائے ذخار سے بلکہ ایک ذرہ ہے صحرائے ناپیدا کنار سے مگر غور فرمایئے تو اہل مدینہ کا درجہ ان سے بڑہا ہوا ہے خود قرآن مجید مین خداوند عالم فرماتا ہے ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق

جناب عالی نے اہل کوفہ وہ بد نہاد تھے کہ جو حضرت امیر المومنین ویعسوب المتقین سلام اللہ علیہ بر سر منبر اُن بے وفاؤں کا شکوہ کرتے تھے۔ آپکے والد ماجد شارح نہج البلاغہ میں کم سے کم اسی شرح میں آپ ان خطبات کو پڑھ لئے ہوتے۔ سیدنا امام حسن علیہ السلام کو جو

پھر مذہب صحابہ پر آپکا ابقا و قیام حیرت خیز ہے جنمیں اکثروں کا منافق ہونا بدیہیات جلیہ سے ہے ہمکو تو نہ اہل کوفہ سے تعلق ہے نہ اہل مدینہ سے ۔ بلکہ اہلبیت رسول سے تعلق ہے جنکے بارہ میں حضرت نے فرمایا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی مگر آپکا مبالغہ کرنا بلا ضرورت مذمت اہل کوفہ میں نہایت حیرت خیز ہے کیونکہ اہلسنت نے زیادہ تر اسیوجہ سے اہل کوفہ اپنا امام و مقتدا بنایا کہ وہ مخالف آئمہ اطہار تھے ۔ پھر کوئی شخص مدعی حنفیت ہوکر مذمت اہل کوفہ بیان کرے تو تعجب ہے حالانکہ اہل کوفہ کی یہ تعظیم کی گئی ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد محمد بن حسن نے ایک خاص کتاب لکھی جسکا نام اختلاف اہل المدینہ والکوفہ رکھا جس سے معلوم ہوا کہ اہل کوفہ ایسے معظم تھے کہ اونکا اختلاف کرنا اہل مدینہ سے اس قابل ہوا کہ کتاب کا نام ہی یہ رکھا جائے (۳۳) چنانچہ دراسات اللبیب میں ہے۔ فقرہ صاف نقیض ہے

ومن اعظم الجفاء علی تسمیۃ محمد بن الحسن الشیبانی لمصنفہ کتاب اختلاف اھل المدینۃ والکوفۃ وعندی ھذہ التسمیۃ یمجھا سمع کل بناھل شار کنا فی منھلنا ثم لو فتشت ذلک الکتاب من ولہ الی آخرہ لعلک لا تجد فیہ قولا ناصر الرای ردھل المدینۃ

یعنی سب سے بڑی جفا یہ ہے کہ محمد بن حسن شیبانی نے اپنی کتاب کا نام اختلاف اہل المدینۃ والکوفہ رکھا ۔ حالانکہ یہ نام میرے نزدیک ایسا ہے کہ ہر سننے والا اوس سے کراہت کرے ۔ پھر اگر پوری کتاب کو دیکھ جاؤ تو ایک قول اوسمیں ایسا نہ ملیگا جسمیں اہل مدینہ کی رائے کی نصرت کی گئی ہو ۔ پس جبکہ اسلاف حضرات احناف نے اہل کوفہ کی یہ عزت کی ہے ۔ تو انکی مذمت کہانتک آپ کرسکتے ہیں ۔ بہر حال ہم لوگ شیعیان حیدر کرار تو اہل کوفہ کو ویسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ آئمہ اطہار علیہم السلام نے فرمایا خدا کرے آپکے اہل مذہب بھی ویسا ہی سمجھیں جیسا کہ آپنے لکھا ہے

جو مصیبتیں ان اشقیا سے پہونچیں کاش اوسی کو آپ بحار الانوار و جلاء العیون وغیرہ کتب مصائب میں پڑھ لیتے۔ اور حضرت سید الشہداء روحی لہ الفداء نے جو الفاظ ان ظالموں کو کہے وہ بھی وہاں درج ہیں۔ اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے کربلا سے معاودت کے وقت کوفہ میں جب ان اشقیا کو گریہ و بکا کرتے دیکھا تو فرمایا تھا انکو تبکون علینا فمن قتلنا غیرکم یہہ خطبہ اور یہہ جملہ عامہ کتب مصائب میں مندرج ہے اور حافظ نے بھی کتاب البیان و التبیین میں خزیمہ اسدی سے اسکو نقل کیا ہے۔ یہہ کافی ثبوت ہے کہ قاتلین حسین علیہ السلام یہی اہل کوفہ تھے جو پیچھے کو ان پر ماتم کرتے تھے۔ اور حضرت زینب نے اپنے خطبہ میں فرماتی ہیں یا اہل الکوفۃ یا اہل الختل و الخذل اتبکون فلا سکنت العبرۃ ولا ھدأت الرنۃ (الی قولہا) وبئس ما قدمتم لانفسکم ان سخط اللہ علیکم و فی العذاب انتم خالدون۔ (۴)

یہہ خطبہ اس مخدومہ کی زبان سے اہل کوفہ کے جہنمی اور ان کے لئے عذاب مخلد ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ اور اگر آپ کو اپنے متاخرین علما کے اقوال سننے ہیں تو سنئے۔ ملا باقر مجلسی تذکرۃ الائمہ میں حضرت سید الشہداء کے ذکر میں ملاعین کوفہ فرماتے ہیں۔ اور امام باقر علیہ السلام کے تذکرہ میں جہاں حضرت زید شہید کا ذکر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎ بدانکہ اہل کوفہ با دعواے تشیع ہمہ منافق بودند و با جناب حضرت امیر المومنین علیہ السلام و جناب حضرت امام حسن علیہ السلام و جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کردند و چہ کردند ظاہر معلوم بر ہمہ کس است و دشمن بنی امیہ ہم بودند (تذکرہ موجودہ کتبخانہ پٹنہ) اور جناب مجتہد علام تشیید المبانی میں وہ کوفیان ناہنجار، فرماتے ہیں (ص۱۵۱)۔

اب آپ ہی انصاف کریں کہ ایسے دار البوار و الفتن کو اگر میں برا کہوں تو کیا خطا کار ہونگا۔ مگر معہذا اگر آپ کو اس سے رنج ہوتا ہو تو میں آیندہ ایسا نکرونگا۔

(۴۴) مبغض(۴۴) کو ساب ولاعن اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے کفر مین بے شک اختلاف ہے اور گو امام مالک و دیگر آئمہ دین نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے اور بہتیرے فتاوی حنفیہ مین بھی کفر کا فتویٰ موجود ہے مگر اور اکابر امت و محققین

(۴۴) لعن وصحابہ کے بارے مین آپکی تقریر نہایت متین ہے مگر آخری فقرہ "مگر یہ امر تو قطعی ویقینی ہے کہ کافہ اہلسنت کے عقیدہ مین مبغض ولاعن شیخین وغیرہما فاسق و گمراہ و بددین و مبتدع ضرور ہے" محل نظر ہے کیونکہ اصلاح ۳۳ مین اسکی بحث ہو چکی ہے "سب الشیخین لیس بکفر کما صحح ابو الشکور" اسلئے کہ سب شیخین کفر نہین ہے۔ تو اب اوسپر لفظ فاسق و گمراہ کے اضافہ کی ضرورت نہین ہے۔

مگر افسوس کہ آپنے اسپر غور نہین کیا کہ مینے اس تحریر پر آپکی کیون تعرض کیا۔ اسکی اصلی وجہ یہ تھی کہ سائل کا سوال جو اصلاح ۳۳ بابت ذیحجہ مین شایع ہوا۔ وہ صرف اس بارہ میں تھا کہ جناب امیرؑ و اہلبیت طاہرینؑ کی شان مین ایسے کلمات جائز ہین یا نہین۔ آپنے

(۵) اوسکے جواب مین بلا وجہ خلفائے ثلثہ کو بھی شامل کر لیا۔ حالانکہ سائل جو خود سنی ہے وہ اس امر کو ظاہر کر رہا ہے کہ فرقہ اہلسنت مین تبرا بازی ناجائز ہی یہانتک کہ خلفائے ثلثہ پر تبرا کرنے والا فورا کافر قرار دیا جاتا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲

پس چونکہ بلا ضرورت آپنے خلفائے ثلثہ کو بھی اپنی تحریر مین شامل کیا تھا۔ اسلئے اسقدر عرض کرنا ضروری ہوا کہ بقاعدہ اہلسنت بھی سب شیخین موجب تکفیر نہین امام غزالی فیصل التفرقہ مین لکھتے ہین واعلم ان الخطاء فی اصل الامامۃ وتعیینھا وشروطھا وما یتعلق بھا لا یوجب شیئ منہ تکفیرا فقد انکر ابن کیسان اصل وجوب الامامۃ ولا یلزم تکفیرہ ولا یلتفت الی قوم یعظمون امر الامامۃ ویجعلون الایمان بالامام مقرونا بالایمان باللہ وبرسولہ ولا الی خصومھم المکفرین لھم بمجرد مذھبھم فی الامامۃ فکل ذلک اسراف ص ۱۲ مطبوعہ مصر

پس جب نفس امامت وخلافت ہی واجب نہین تو اسکے اختلاف سے تکفیر و تبدیع کیونکر لازم آئیگی اور اگر عام صحابہ کی نسبت آپکا کلام قبول کیا جائے تو پھر خلفائے ثلثہ کیحالت اور بھی خطرناک ہو گی کیونکہ سب صحابہ بلکہ افضل و قریب صحابہ مین انکا حصہ بہت عظیم ہے۔

دمحتاط ہیں اسمین احتیاط کرتے ہیں ۔ مینے بہی کفر کا لفظ نہیں کہین استعمال کیا اور نہ میرا یہ مقصود ہے کہ ایسے لوگ تمام اہل سنت کے نزدیک کافر اور بالکل خارج از دائرہ اسلام ہین ۔ مگر یہ امر تو قطعی ویقینی ہے کہ کافہ اہل سنت کے عقیدہ مین مبغض و لاعن شیخین وغیرہما فاسق وگمراہ و بددین ومبتدع ضرور ہیں مینے جو اظہار عقیدہ اہل سنت مین ایسے الفاظ لکہے ہین وہ بے جا نہین ہین ۔ اور آپ کی پیش کردہ عبارتین نہ میرے مضر ہین اور نہ آپ کو مفید ۔ لہسے زیادہ گفتگو کی اسمین ضرورت نہین

(۴) مین ابن تیمیہ کی بیجا حمایت ہرگز نہیں کرنا چاہتا اور نہ انکی پاسداری و

(۵) اس مضمون مین حق یہ ہے کہ آپنے بڑی محنت کی ۔ مگر آپنے اسپر نہ غور کیا کہ عامہ اہلسنت کا رویہ حضرات اہلبیت طاہرین اور انکے اعداکے ساتہہ کیا رہا ہے ۔ مین بطور تشنیع نہین کہتا بلکہ چونکہ آپکو با فہم اور انصاف پسند پاتا ہون اسلئے اسقدر کہنے کی جرأت ہوی کہ آپنے اچہی طرح ملاحظہ کیا ہوگا کہ علماے اہلسنت کا طریقہ اس بارہمین زیادہ تر یہی رہا ہے کہ جہانتک ہوسکے جرم یزید کو خفیف کرین اس سے اون روایتونکو زیادہ معتمد بناتے ہین جسمین یہ پہلو رکہا گیا ہے ۔ چنانچہ آپنے خود اخبار الفقیہ مورخہ ۱۳ مئی مین اپنا وہ مضمون شایع کیا ہے جسکا عنوان ہی '' حضرت یزید پلید علیہ ما یستحقہ '' ہے اوسکا یہ فقرہ اہل فہم کے لئے کافی ہے '' قبل اسکے کہ مین اپنے اس اصلی بحث کا سلسلہ شروع کرون یہ عرض کئے دیتا ہون کہ یہ علامہ ابن تیمیہ کا ذاتی خیال فاسد ہے اور عامہ اہلسنت بلکہ عامہ اہل اسلام کو اوس سے کوئی سروکار نہین اہلسنۃ والجماعۃ تو یزید کو ملعون وشقی ازلی سمجہتے ہین اور جو شخص اسکی ہواخواہی و پاسداری کی طرف مائل ہوا انکو یون کہتے ہین کہ شعر ~ روز حشر شود ہمچو صبح معلومت ~ کہ باکہ باختہ عشق درشب دیجور ~ لیکن نہایت افسوس سے مجہے یہی عرض کرنا پڑتا ہے کہ بعض حضرات غیر مقلدین (اہلحدیث) آج ہی اپنے مقتدا وپیشوا علامہ ابن تیمیہ کی اندہی تقلید کرکے انکے ہم خیال بنتے ہین افسوس ۔ (۶)

حضرات اجسپر یزید کی مغفور ہونے کا گمان کیا گیا ہے اور جس دلیل سے اس مدعا کا غلط کو

ہو اخواہی میرا مقصود نہی بلکہ میری غرض تحقیق واقعہ ہے۔ اور یہہ کہ جس بات کا فریقین کے علماء و مورخین نے اپنی کتابون مین ذکر کیا ہو اس کو محض ابن تیمیہ کی افترا و اختراع کہدینا کس قدر ناانصافی و زبردستی ہے۔ یہہ مسلم ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴ کو ثابت کیا جاتا ہی وہ صحیح بخاری کی ایک حدیث ہی جو جلد اول کتاب الجہاد باب ماقیل فی قتال الروم صفحہ ۴۱۰ مطبوعہ دہلی میں اسطرح مرقوم ہے۔

یہ پوری عبارت آپکی ہی اصلاح اس تحریر مین جو تحقیق کی داد دی ہی نہایت قابل قدر ہے جو سالے پہلے شائع ہو چکی ہے۔ ... مصیبین میں اصلاح کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اوسکی بہی حقیقت ظاہر کر دی گئی

مگر میرا مقصود اس یاددہی سے یہ ہے کہ اس سے آپنے خود خیال کیا ہوگا کہ اہلسنت مین نہ کلیۃً بلکہ عموماً کدہر میلان رہا ہے کہ جسطرح ہو سکے حرم یزید کو ہلکا کرین یہانتک کہ خود صحیح بخاری مین ایک خاص حدیث بہی اسکے لئے لکہی گئی جسکی حقیقت کو آپنے خود ظاہر کیا ہے اور اسکے علاوہ بہت سی احادیث ہین جنمین یہ پہلو رکہا گیا ہے اور انشاء اللہ تنقید بخاری مین اوسکی پوری بحث آپ ملاحظہ فرمائینگے۔ تو آپ خود قیاس کر سکتے ہین کہ اس روایت پر کیون تردد دیا گیا۔ حالانکہ آپ خود لکہتے ہین تو یہ مسلم ہے کہ فریقین کی کتابون مین دونون قسم کی روایتین موجود ہین۔ تو جب بقول آپکی دونون قسم کی روایتین فریقین کے یہان موجود ہین تو ایک کو دوسری پر ترجیح دینا ضرور کسی غرض سے ہوگا۔ غرض شیعہ تو معلوم ہے کہ وہ آئمہ کو معصوم جانتے ہین اور محققین اہلسنت بہی محفوظ مانتے ہین لہذا کسی ظلم کا الزام نہ آنے دینگے۔ اسکے مقابلہ مین اہلسنت کو سمجھئے نہ کلیۃً بلکہ عموماً کہ وہ زیادہ تر اون ہین روایتون پر زور دیتے ہین جس سے اون اون حضرت کی شان مین کچھ نقص آجائے۔

مین آپکی نسبت کچھ نہین کہ سکتا کیونکہ مجھے اسکا یقین ہے اظہار و لائے آئمہ اطہار مین آپ معتقمات فرماتے ہین خدا تمامی اہلسنت کو اسکی توفیق عطا فرمائے کہ اس مادہ مین آپکے ہم خیال ہو جائین۔

(۷)

کہ فریقین کی کتابوں میں دونوں قسم کی روایتیں موجود ہیں لیکن (۷)

مگر یہ ضرور عرض کرونگا کہ اس تحریر میں آپکو سخن پروری کا خیال آگیا ہے جو اوس راہ پر آپ چل رہے ہیں جس سے ابن تیمیہ کی تصدیق ہو کیونکہ آپکا نفس ناطقہ اوسکی کثرت معلومات سے متاثر ہو گیا ہے۔ اسیوجہ سے آپنے اپنی تحریر مطبوعہ الفقہ میں باوصف اختلاف رائے ابن تیمیہ کا ادب کیا ہے۔ حالانکہ آپکو معلوم ہے کہ اکثر علمائے اہلسنت نے اوسکو منافق کہا ہے اور ناصبیت وخارجیت میں تو کوئی عذر ہی نہیں۔ تو اب آپ خود انصاف فرمائیں کہ وہ روایت قبول کرنا جس سے کسیطرح نقص ووہن کا شائبہ پیدا ہو اعقلاً جائز ہے حالانکہ بقول آپکے دونو قسم کی روایتیں فریقین میں موجود ہیں۔

میں اسکو قبول کرتا ہوں کہ اگر جناب امام حسینؑ نے یہ فرمایا تو ان اشقیا کی اور بھی شقاوت ظاہر ہوی اور حضرت کی مظلومیت اور بھی نمایاں ہوئی۔ مگر جو شخص حضرت کی سیرت ورفتار پر ابتدائے سفر سے غور کرسکتا ہے اوسکا وجدان سلیم گواہی دیگا کہ ہرگز حضرت نے یہ کلمہ نہ فرمایا ہوگا کیونکہ جب حضرت نے اسکو نہ گوارا فرمایا کہ مثل عبداللہ (۸) ابن زبیر مخفی طور پر مدینہ سے نکل جائیں یا ولید بن عتبہ سے کسی قسم کا حیلہ حوالہ فرمائیں تو یہ کب ممکن تھا کہ حضرت اسکا اقرار فرماتے میں یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دونگا۔ مگر یہ کہا جائے غایت الامر حجت مقصود تھا لکنہ غیر سدید

آپکو پہلے میں اوس خط وکتابت کی طرف متوجہ کرتا ہوں جو جناب امام حسینؑ اور عمرو بن سعید والی مکہ میں ہوا تاریخ طبری میں ہے صفحہ ۲۱۹ جلد ۶ مطبوعہ مصر

کان کتاب عمرو بن سعید الی الحسین بن علی بسم اللہ الرحمن الرحیم من عمرو بن سعید الی الحسین بن علی اما بعد فانی اسال اللہ ان یصرفک عما یوبقک وان یھدیک لما یرشدک بلغنی انک قد توجھت الی العراق وانی اعیذک باللہ من الشقاق فانی اخاف علیک فیہ الھلاک وقد بعثت الیک عبداللہ بن جعفر ویحیی بن سعید فاقبل الی معھما فان لک عندی الامان والصلۃ

مناظرہ اہل حدیث

اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے اپنے پرچہ ۹ صفر مین ہمارے بعض مضمون کا جواب بلحاظ بعض احباب دیا ہے ورنہ مثل مضمون عدداشت انبیاء کے اس کے جواب سے بھی سکوت اختیار کرنا چاہتے تھے ہر چند کہ اہل علم پر ظاہر ہے کہ یہ سب معمولی باتین ہین جسکے جواب مکرر ہو چکے مولوی صاحب جو مضمون کسی کتاب مین دیکھتے ہین بدون اسکی جوابات کے دیکھے اخبار مین لکھدیتے ہین کیونکہ ان کو تحقیق حق تو منظور نہین فقط رونق اخبار مقصود ہے یہ مضمون خلافت راشدہ بھی تقلید موید قادیانی کی ہے جسکا جواب ہو چکا پھر اسکا جواب لکھنا بیکار ہے مگر چونکہ خود تحریر فرمایا ہے کہ اس جواب کو بھی بالمشافہہ گفتگو کی طرح نہ ٹلائین گے لہذا باوجود قلت فرصت وکثرت موانع تعمیل انکے ارشاد کی کیجاتی ہے مولوی صاحب فرماتے ہین "اگر شیعہ علماء منظور کرین تو قرآن شریف سے اپنے دعوی خلافت بلافصل کا ثبوت دین اور ہمارے دعوی کا ثبوت ہم سے لین" مولوی صاحب جب خلافت آپکے نزدیک منصوص نہین تو آپ اپنے دعوی کا ثبوت قرآن مجید سے کیا دیتے ہین خود حضرت ابوبکر نے تو اپنے دعوی خلافت پر کوئی ثبوت قرآن مجید سے پیش نہین کیا بلکہ انصار کے مقابلہ مین الائمۃ من قریش سے استدلال لائے اور جناب امیر علیہ السلام کے مقابلہ مین اجماع صحابہ سے تمسک کیا اور اسی اجماع پر ہمیشہ مدار اہل سنت رہا تا آنکہ بعض متعصبین نے توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ پر عمل کرکے قرآن وحدیث سے اسکو ثابت کرنا چاہا حدیثین وضع کین قرآن مجید مین تاویلین شروع کین اور آپ بھی ان کی تقلید کرتے ہین کاش اس بارہ مین آپ حضرت ابوبکر کی تقلید کرتے تو افترا بر خدا و رسول سے محفوظ رہتے۔ پھر لکھتے ہین "آنحضرت نے مرض الموت مین حضرت عائشہ کو فرمایا ادعی لی اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول اناولا ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر یعنی اپنے باپ اور بھائی کو بلا کہ مین نوشتہ لکھدون پھر فرمایا خبر لکھنے کی حاجت ہی کیا ہے خدا کو اور مسلمانون کو سوائے

ابوبکر کے کیونکر پسند ہوگا۔ مولوی صاحب بیان فرمائیے کہ اس حدیث کا بھی ترجمہ ہے پہر فرمایا
خبر لکھنے کی حاجت ہی کیا ہے کس لفظ کا ترجمہ ہے جسکی نسبت آپ حضرت کیطرف کرتے ہیں کیا
من کذب علیّ متعمداً فلیتبوء مقعدہ فی النار پر آپ کا عمل نہیں اس حدیث
کا ترجمہ و مفہوم تو بہت صاف ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلالے
کہ میں نوشتہ لکھدوں اور اس کی وجہ اپنے بیان فرمائی کہ مجھے خوف ہے کہ کوئی
شخص تمنا سے خلافت کرے اور کہے کہ میرے سوا اور کوئی شخص مستحق خلافت نہیں۔
حالانکہ خدا اور مومنین سواے ابوبکر کے اوروں سے انکار کرینگے پس نہ لکھنے سے جس امر کا
خوف انکو تہا اسکا ظہور ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام نے تمنائے خلافت کی اور فرمایا کہ
میرے سوا اور کوئی اسکا مستحق نہیں جیسا کہ کتب تواریخ وغیرہ سے ظاہر ہے اور خود
بہی حضرت نے خطبہ شقشقیہ میں فرمایا ہے جو نہج البلاغہ میں موجود ہے اور علامہ ابن
اثیر و ابن الحدید نے اسکی تصحیح کی ہے کنت منی ما منزلة القطب من الرحی ولکن
تقمصها ابن ابی قحافہ جسکا نتیجہ ہوا اسوقت اکثر صحابہ ان کی خلافت
سے انکاری تھے جن کے مقابلہ منع زکوۃ جہاد کیا گیا اور صدہا خون ناحق ہوئے جن میں سے
بعض کا خون بہا ادا کیا گیا اور اب تک کروروں مسلمان ان کی خلافت سے انکاری
ہیں اگر حضرت لکھدیتے تو نہ کوئی خلافت کا دعوی کرتا نہ یہ تفرقہ پڑتا مولوی صاحب
فرماتے ہیں کہ میں کلکتہ کے سفر میں بنارس اترا تو خیال آیا کہ حکیم صاحب کو اس مضمون
کا جواب بالمشافہہ دیا جائے چنانچہ اس غرض کے لئے میں ہمراہی مولوی ابو رحمت
صاحب مولوی منیر خان صاحب مولوی محمد ابو القاسم صاحب بنارسی حکیم صاحب
کو ملنے گئے اور چاہا کہ ذکر چھیڑ دیں مگر حکیم صاحب ہر طرح پہلو بچاتے رہے مولوی
صاحب راست گوئی کی عادت کہاں ڈالے البتہ اوّلاً میں نے عرض کیا تہا کہ آپ کا روے سخن
کل شیعوں سے تہا اور میں نے بھی جواب کل شیعوں کی طرف سے دیا تہا پھر مجھ سے تنہا ملنے
گفتگو کرنے سے کیا نتیجہ جواب تحریری بذریعہ اخبار دیجئے کہ سب مطلع ہوں علاوہ اسکے
آپ ہی انصاف کریں کہ آپ تو ہمراہی ثلثہ تشریف لائے جو آپ کے ہم مذہب و معاون

تھے اور میں تنہا تھا پھر محاکمہ کون کرتا مگر بعد اس کے پھر عرصہ تک باتیں ہوئیں جسکو آپنے کسی مصلحت سے نہیں لکھا جسقدر مجھے یاد ہے آپکو یاد دلاتا ہوں آپنے فرمایا کہ مابہ الاختلاف سنی و شیعہ میں خلافت ہے اور حدیث ثقلین کے مختلف ہیں قرآن مجید میں اتفاق ہے لہذا اوسی سے خلافت کو ثابت کرنا چاہیئے اور حدیث کا ذکر نہ آئے میں نے عرض کیا کہ مابہ الاختلاف شیعہ و سنی میں فقط خلافت نہیں بلکہ قریب قریب کل مسائل اصولیہ و فروعیہ میں اختلاف ہے اور حدیث کا ماننا بھی ضروری ہے آپکے یہاں موجود ہے کہ حضرت رسالتمآب نے فرمایا کہ عنقریب ایک شخص متکبر کو دیکھو گے کہ کہیگا حسبنا کتاب اللہ (آپ سمجھ گئے ہونگے) اور ہرگز نہ کافی ہوگی اسکو کتاب اللہ جسقدر کتاب اللہ میں ہے اسیقدر میں اور بھی عطا کیا گیا ہوں اور ثقلین میں قرآن مجید اگرچہ ایک جزو ثقلین ہے بلکہ کل فرقہ امت محمدیہ کے اسی قرآن مجید سے استدلال لاتے ہیں پھر فیصلہ کیونکر ہوگا بقول ناصر علی۔ بہ فنا دو دو ملت گردش چشم تو بسازد بیک پیمانہ رنگ کردہ یک شہر جھگڑا ہے خلافت تو بڑی چیز ہے اولی قاعدہ کثرت فی الاسلام ایک وضو کا فیصلہ تو پہلے آپ قرآن مجید سے کر دیجیئے جو روزانہ حضرت پانچ مرتبہ کرتے ہونگے اور خود قرآن مجید میں خداوند عالم نے اسکو کس تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ بالاتفاق اس سے زیادہ کوئی آیت محکم نہیں مگر برعایت مذہب آخر اسمیں بھی تاویل کرکے غسل یا ایجاد ہی کر لیا علاوہ اس کے آپکے کل علما مدار خلافت کا اجماع و استخلاف و قہر و استیلا پر رکھتے ہیں اور آپ انکے خلاف اسپر دلیل قرآنی پیش کرکے خرق اجماع کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ میں اس میں سبکا مخالف ہوں اور قرآن مجید سے اسکا ثبوت چاہتا ہوں میں نے کہا کہ خیر مطلق خلافت جناب امیر علیہ السلام تو آپکے نزدیک بھی بضمن خلفاء اربعہ قرآن مجید سے ثابت ہے باقی بلافصل ہونیکے لئے آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کافی ہے یعنی اے رسول پہونچا دے اس پیغام کو جو تیری طرف سے بھیجا گیا ہے اور اگر نہ پہونچایا تو نے پس نہ پہونچایا رسالت کو اور خدا تجھکو شر سے لوگوں کے بچائیگا اور وہ پیغام وہی خلافت و ولایت امیر علیہ السلام ہے جسکو جناب رسالتمآب نے

آخر عمر مین حجۃ الوداع سے واپس تشریف لاتے غدیر خم مین شدت دہوپ مین کجاوون کا منبر
بناکے لاکہ آدمی کے روبرو پہونچایا اور جناب امیر کو بلند کرکے سب کو دکہلایا اور فرمایا کہ کیا
مین مومنون کے نفس کا اولی بالتصرف یعنی حاکم نہین ہون لوگون نے کہا کیون نہین تب آپنے
فرمایا جسکا مین مولی ہون اسکا علی بہی مولی ہے اور حکم کیا کہ حاضرین غائبین کو اس امر اہم
سے مطلع کرین اور سب سے مبارکباد دلوائی تا آنکہ حضرت عمر نے فرمایا کہ مبارک ہو اے علی کہ آج تمنے
ایسی صبح کی کہ میرے اور کل مومنین و مومنات کے مولی ہوئے اور یہ صاف تکلیف و بے عہدی ہے
جو ادنی خیال سے ظاہر ہوتی ہے اور سخت تعصب اور نا انصافی ہے کہ مولی کے معنی اولی بالتصرف
اور حاکم کے نہ لیے جائین بلکہ محبوب وغیرہ کے لئے جائین کیونکہ محبت کیلئے آیہ مودت مومنین اور
مودت اقربای رسول اور احادیث محبت علی علیہ السلام کافی تہی پہر ایسے اہتمام و تمہید
کی کیا ضرورت تہی اور اسیلئے ہم معنی لفظ اولی ہے جسکے ساتہ دوسری حدیث مین لفظ بعدی بہی
موجود ہے وہو ولی کل مومن و مومنۃ بعدی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حاکم مومنین و مومنات
ہین میرے بعد اور بالفرض اگر مولی محبوب بہی لئے جائین تو معمولی محبوبیت تو ہوگی نہین بلکہ مثل
خدا و رسول کے انکی محبوبیت ہوگی اور اطاعت ان کی واجب ہوگی ورنہ محبت خدا بیکار
ہوگی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ولنعم ما قیل، ع بحث در معنی من کنت مولی
میکنی عبث - علی مولی بآن معنی کہ پیغمبر بود مولی ، اور حسب روایت در منثور ابن
مسعود اس آیت مین بعد ما انزل الیک من ربک کے ان علیا مولی المومنین بہی پڑہتے
تہے جس سے اور استدلال ہمارا قوی ہوتا ہے اور تفصیل اس استدلال کی کتب مطولہ
مین موجود ہے آپکو تحقیق منظور ہو تو دیکہ لیجئے اسوقت اسکے بیان کی گنجائش نہین آپنے فرمایا
اس آیت سے یہ ظاہر نہین ہوتا بلکہ اگر ما انزل سے پیغام خاص مراد ہو تو معنی آیہ کے مہمل ہوجاتے
یعنی اے رسول پہونچادے اس پیغام کو اور اگر نہ پہونچایا تو تو نے اس پیغام کو تو نہ پہونچایا
تو نے اس پیغام کو اور یہ مہمل ہے مینے کہا کہ رسالت کا ترجمہ پیغام خاص سے کیون کرتے ہین
بلکہ وہان مطلق رکہئے یعنی اگر اس پیغام خاص کو نہ پہونچایا تو مطلق رسالت نہین پہونچائی
اسپر آپ ہنسے اور فرمایا کہ امامت نہ پہونچانے سے حضرت کے رسالت ہی صحیح نہوتی مینے

کہا بیشک جسطرح رسالت تتمہ توحید ہی کہ بدون اقرار رسالت کے مقبول نہین اسیطرح امامت
بہی متمم رسالت ہے آپنے فرمایا کہ مین اسکو نہین مانتا بلکہ اسی آیت مین ما انزل ایک ہے
اور ما کا مدخول عام ہوتا ہی لہذا ما انزل سے کل قرآن مجید مقصود ہی کیونکہ کل قرآن مجید مین
جہان جہان ما انزل آیا ہے اس سی تمام قرآن مقصود ہے حدیث مین ہی الآیات تفسیر بعضہا
بعضاً مینے کہا کہ حدیث کا ذکر آپنے اپنے وعدہ کے خلاف کیا اور ما کا مدخول ہمیشہ عام ہو
اور ما انزل سے ہر جگہ کل قرآن مجید مقصود ہو اسکو مین نہین مانتا اور فی الواقع اگر اس
جگہ ما انزل سے کل قرآن مقصود ہو تو ثابت ہوگا کہ معاذ اللہ جناب رسالتماب نے
اس سے پہلے جو قرآن نازل ہوا تہا اسکو پوشیدہ کیا تہا جب اسقدر تاکید کی گئی اور
وعدہ حفاظت تو ظاہر کیا وہو کما تری یا یہ کہیئے کہ یہ پہلا آیہ ہی جو نازل ہوا ولم یقل بہ
احد اور مدخول ما کا ہر جگہ عام ہونا بہی ضرور نہین قولہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا
من عمل فجعلناہ هباء منثورا ۔ یعنی متوجہ ہونگے ہم طرف اس چیز کے کہ عمل کیا انہین
کافرون نے پس کر دینگے اسکو غبار پراگندہ پس مدخول ما کا اگر عام ہو تو یہان عمل سے
کل عمل کفار صالح ہون یا طالح مراد ہون جسمین کفر و شرک بہی داخل ہوگا جس کے معنے
ان کی نجات ہونی چاہیئے لہذا فقط عمل صالح مقصود ہوگا اور وہ خاص ہی اور ہر
جگہ ما انزل سے کل قرآن مجید مقصود ہونا بہی ضرور نہین و اذا سمعوا ما انزل الی
الرسول مین ما انزل سے وہی آیات سورہ مریم مقصود ہین جو نجاشی کے روبرو
پڑہی گئین تہین جسکو سنکر وہ رونے لگے تہے اسکے بعد آپ یہ فرماتے ہوئے اوٹہہ کہڑے ہو
کہ یہ سب خیالات تمہارے دماغ مین جاگزین ہو گئے ہین اسوجہ سے اس آیت کے معنی بہی
انہین خیالات کے موافق سمجہتے ہو اسی اثنا مین ایک مذاق یہی ہوا تہا مولوی
ابو رحمت صاحب نے مجہسے فرمایا کہ کیون دوست تہے اس مذہب کو کیون اختیار کیا مینے
کہا کہ متاع نیک ہر دوکان کہ باشد جو بات جہان کی اچہی ہو اسکو لینا چاہیئے
ایمان و محبت اہلبیت شیعہ ۔۔ اور تقوی و عبادت سنیون سے اور ذکر خدا فقرا
سے مینے پسند کیا اسپر آپنے فرمایا کہ اب تم مغلوب ہو گئے کیونکہ نجات تقوی پر ہے اور آپ

آپنے ایک آیت پڑھی جو مجھے یاد نہیں میں نے کہا کہ عبادت و تقوی بدون ایمان کے نجعلنا ہباءً منثورا میں داخل ہے۔ (باقی آئندہ) محمد جعفر بنارسی

اصلاح میں اس تحریر کا بیحد مشتاق تھا جناب حکیم صاحب کو اس قسم کے مناظرات میں خاص ملکہ ہے بوجہ علالت و وفات اپنی زوجہ محترمہ مرحومہ کے جناب ممدوح بیحد متردد تھے اسوجہ سے اسقدر تاخیر ہوئی اب خدانے چاہا تو ناظرین اصلاح جناب ممدوح کی تحریر وں سے اکثر مستفید ہونگے۔ اڈیٹر

اخلاق شیعہ

اس عنوان سے اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے ایک مضمون لکھا ہے جسمیں وہ صرف اسپر رو رہے ہیں کہ اڈیٹر صاحب الحق نے انکو مولوی فاضل پاس ہونے کو معمولی نظر سے کیوں دیکھا معمول سے زیادہ عزت کیوں نہ کی۔ دوسری شکایت اسکی ہے کہ انکی آمد لاہور کی حقیقت کیوں ظاہر کی۔ اسی قصور پر تمام شیعہ کو بداخلاق۔ بدتہذیب قرار دیا۔ اور اڈیٹر اصلاح و شیعہ و اثنا عشری سبکو نیوتہ دیا۔ مگر اصل مضمون الحق کا کوئی جواب نہ دیا جسمیں اڈیٹر صاحب الحق نے انکی اوس تحریر کا جواب دیا تہا جو جناب مولوی سید علی صاحب کی تقریر دربارہ تفسیر آیہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اعتراض کیا تہا۔

افسوس کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے ہر وعظ بلکہ ہر جلسہ میں لوگونسے حلف لیتے ہیں کہ جھوٹھ نہ بولا کرو مگر انکو اسے لم تقولون ما لا تفعلون خود کثر عامل ہوتے ہیں کیونکہ اخبار مورخہ ۲۰ اپریل میں انجمن حمایت الاسلام کی نسبت لکھا تہا ؎ خوش قسمتی سے میں بہی جا پہونچا جسکا مطلب ہر شخص یہی سمجھ سکتا ہے کہ آپکا اتفاقی تہا۔ اسپر اڈیٹر صاحب الحق نے آپکی پوری تشریف آوری کا حال لکھدیا کہ انجمن حمایت الاسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے پروگرام میں اس دفعہ آپکا نام بھی درج تھا مگر آپ دانستہ یا کسی اتفاقی رکاوٹ کی وجہ سے وقت مقررہ پر حاضر نہوسکے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اڈیٹر صاحب الحق کا یہ بیان آپکی تکذیب کیلئے تھا ورنہ اس سے اونکو مطلب نہیں۔ ماراچہ ازین قصہ

مولوی فاضل کی تشریح جو اڈیٹر صاحب الحق نے کی اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ آپکو اس درجہ پر بڑا فخر ہے یہانتک کہ خطوط بھی اگر آپ لکھتے ہین تو اوسمین بھی یہ جملہ ضرور شامل رہتا ہے۔ اسلئے بتا دیا گیا کہ یہ درجہ کوئی قابل فخر نہین پنجاب یونیورسٹی ایسے مولوی فاضل ہرسال صدہا پیدا کرتی رہتی ہے۔

اب اڈیٹر صاحب خود انصاف کرین اس تحریر مین کونسا جملہ تہا جسپر آپنے اخلاق شیعہ کا مضمون لکہہ مارا اعدا کے لئے ایک جملہ تو بہی تہذیب سے گرا ہوا لکھتے جس سے آپکی راستی ظاہر ہوتی۔

آپکو یاد ہوگا کہ مضمون امامت واقتدا مین آپنے اڈیٹر اصلاح اور نیز جملہ سادات کو کیسی مغلظات گالیان دین حرام زادہ تک لکہہ دیا مگر ہمنے بحکم محکم فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل صبر کیا اور کچہہ نہ کہا۔

اپنے تو سب سے زیادہ غضب یہ کیا کہ اگر آپکے خیال مین بداخلاقی ہوئی تہی تو صرف اڈیٹر الحق سے لیکن آپنے تمامی شیعہ کے اخلاق پر ریمارک کیا کہ مضمون کا عنوان اخلاق شیعہ لکہا کیا یہی راستی ہے اور یہی تہذیب ہے؟

آپکے فرقہ کی تہذیب عموماً اور آپکی تہذیب خصوصاً ایسی مسلم الثبوت ہے کہ اوسپر کسی ریمارک کی بہی ضرورت نہین آپکے مصنفات اور آپکی تحریرین شاہد ہین جو مظلوم شیعوں کو آپ ہمیشہ رافضی اور سادات وشیعہ کو حرام زادہ لکہتے ہین۔ مگر تازہ شہادت لیجئے جو اہلحدیث پیسہ اخبار مورخہ ۲۶ جون مین شایع ہوا ہے۔ مذہبی مناظرہ رامپور کے متعلق۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب نے میر قاسم علی صاحب کی تقریر کے جواب مین وہی شاعرانہ انداز اختیار کرکے بعض غیر متعلق اور جناب مرزا صاحب کی ذاتیات پر بحث شروع کردی جسپر تین مرتبہ ہز ہائینس نے انکو کہا کہ وفات مسیح پر فرمایئے۔ آخر ڈیڑھ گہنٹہ کی تقریر مین آخری ۱۵ منٹ مین اونہون نے وفات مسیح کی بحث کی وہ دلائل کے خلاف صرف ایک لفظ شبہ لہم پر بحث کی آج کے جلسہ مین شیعوں اور سنیوں کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے خوب بھڑکایا اگر ہز ہائینس کا پرشوکت انتظام نہ ہوتا اور یہ جلسہ سیوں

کے سوا کسی اور جگہ ہوتا تو شاید مٹھی بھر احمدیون کو جان سلامت لیجانا مشکل ہوتا ۔ صفحہ ۲۴
لیکن جب ایسے والی ملک رئیس با اختیار کے دربار مین آپکے اخلاق کی یہ شان ہے کہ اگر
ہز ہائنس نواب رامپور خلد اللہ ملکہ کا باشوکت دربار نہوتا تو سر پھٹول کی نوبت آجاتی
تو پھر اپنے دفتر مین بیٹھکر جہان آپ مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہین جو کچھ تہذیب و اخلاق
کو راہ نہ دیجیے کم ہے ۔

آخر مین اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ فضول باتو نمین وقت کو ضایع کرنا شان اہل
علم نہین جناب مولوی سید علی صاحب حائری کی تقریر پر جو اعتراض کیا تھا اوسکا جواب
معقول الحق مین دیدیا گیا ہے اگر آپکو کچھ حوصلہ ہو تو اوسپر خامہ فرسائی کیجیے فضول باتو
سے کیا حاصل کہنے مولوی فاضل امتحان پاس کرکے کوئی سرکاری نوکری نہین کی
سرکاری نوکری لیاقت پر ملتی ہے اگر سرکاری نوکری نہین ملی تو پرائیوٹ مدرسہ کی تعلیمی
تو ملگئی ہے روٹی مل جاتی ہے پھر رونا کاہے کا ہے ۔

ووٹ آف سنشیوز یہ انگریزی لفظ ہے جسکا ترجمہ ملامت کی رای ہے جسکو عربی مین لعنت کہتے ہیں
یا تبرا ۔ یہ ایک ایسا آلہ ہے کہ مہذب سے مہذب شخص بھی اسکا ضرور استعمال کرتا ہے ۔ نہ صرف ضعیف و
کمزور مظلوم ہی اس سے کام لیتا ہے بلکہ قوی سے قوی سلطنت کو بھی اسکی ضرورت پڑتی ہے ۔
انڈیا کونسلز بل کے متعلق وزیر ہند لارڈ مارلے ہاوس آف لارڈز مین فرماتے ہین وہ صرف گورنمنٹ
اپنے ماتحت حکام کی رایون پر کوئی ایکشن لینے کا حق رکھتی ہے ۔ اور اگر پارلیمنٹ کو اوسکو کسی کام کی
صحت و دیانت مین کوئی شبہہ ہو تو وہ وقت کی گورنمنٹ کے برخلاف جو گورنمنٹ آف انڈیا کے کامون
کی ذمہ وار ہے ملامت کی رای پاس کر سکتی ہے " اسی جملہ کی تشریح کرتے ہوے اڈیٹر صاحب وکیل لکھتے
ہین کہ پارلیمنٹ اس ترمیم کے بغیر بھی کسی صوبہ مین انتظامی کونسل کے قائم ہونیکی خبر پا کر بذریعہ ووٹ
آف سنشیوز (ملامت کی راے) اپنی ناراضی ظاہر کر سکتی تھی " مورخہ ۱۹ مئی
تو اب آپکو شیعون کے اصول تبرا کی تائید کرنی چاہیے کہ جب پارلیمنٹ کو اسکی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ
کسی بیجا کارروائی پر ملامت کا ووٹ پاس کرے حالانکہ پارلیمنٹ کے اختیارات کیسے وسیع ہین
تو شیعون نے اگر انتہائی مجبوری کے عالم مین ملامت کی رای پاس کر دیا تو آپکو کیوں اعتراض ہے

پیغام صلح

اس نام کا ایک پمفلٹ مطبوعہ مطبع شاہ اودھ لکھنؤ موصول ہوا جسکے راقم شیخ محمد تہور علی صاحب قدوائی جگوری ہین۔ اس پمفلٹ سے اہلسنت کا اصلی قلبی حال ظاہر ہوگا کہ جو اصلی اہلسنت ہین اونکی کیا خیالات ہین وہ پمفلٹ بجنسہ حسب ذیل ہے۔ اڈیٹر

اے دل بگیر دامن سلطان اولیا یعنی حسین ابن علیؑ جانِ اولیا

ضرورت

جب سے اس شیعہ سنی کا جھگڑا ہوا مجھے کسی سے بھی تعلق نہین مین صرف اسبات کو دیکھ رہا ہون کہ مسلمانون کی حالت کس درجہ ہیچ رہی ہے اور آخر انجام اسکا خدا کو کیا منظور ہے۔ ایک خدا ایک رسولؐ صرف امامت اور خلافت کا جھگڑا پھر آخر اس درجہ ضد اور شدت کیون ہے۔ لیکن میری راے مین یہ جھگڑا مذہبی اختلافات سے بڑھکر ذاتی نام کی عداوت سے ملحق ہو گیا یعنی سنی کو شیعہ کے نام سے چڑھ ہے اور شیعہ کو سنی کے نام سے عداوت پہلے اسکی جبیر طبیار مقبول احمد کے ورود سے لکھنؤ مین ہوئی اور سنی اسکے جواب مین ایسی ضد پر آگئے کہ اصلاح ہی ناممکن ہے مقبول احمد کو گئے لکھنؤ سے مدت ہوئی شیعون کی حالت مین جو تغیر ہوا تھا اوسکی اصلاح بخوبی ہو گئی اور ہوتی جاتی ہے لیکن سنیون کی ضد اس درجہ بڑھی ہے کہ جسکی اصلاح ہی ناممکن سی ہو رہی ہے۔ بلاشک مین سنی ہون اور یہ خیال خود ایسا سنی کہ جسکی کوئی پشت کبھی شیعہ نہ تھی۔ مین قدوائی ہون اور قوم قدوائی اپنی پابندی مذہب حنفی کیلیے معروف ہے۔ ممکن ہے کہ جیسا جدید خطاب میرے دوستون نے مجھے تفضیلیت کا دیا ہے۔ لوگ مجھے اوسی طریقے پر اس تحریر سے سمجھ لین۔ لیکن مین خوب سمجھتا ہون تفضیلیت کا درجہ جسکو حب علیؑ و حب آل فاطمہؑ کہنا چاہیے بدرجہا اچھا ہے انتہاء درجہ ستمگر جسکو خارجی یا بدترین کلمہ گویان خطاب ملا ملچکا ہے۔ اور کچھ شک نہین کہ مین اوس جماعت مین اپنی اس تحریر سے بخیال اپنے ناقدر احباب کے ہونگا جسمین میرا بھانجہ مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لاء مولوی نظام الدین حسن و دیگر سر برآوردہ قوم ہین۔ مینے یہ کیون لکھا۔ اور اس تحریر نظم ونثر کا شان نزول کیا ہے۔ وہ کچھ تعلق بہ تنازع فریقین نہین ہے۔ بلکہ مقصد ذیل خیال پر مبنی ہے۔

(۱) مین دیکھ رہا ہون کہ اس نزاع نے خالص مذہب سنیت کو بہت سخت مجروح کر دیا ہے اور کرتا جائیگا علما خاموش ہین اونکو اب مہر سکوت توڑنا چاہیئے۔

(۲) ایسی اچھی گورنمنٹ جیسی سرجان ہیوٹ کی ہے سنیون کیطرف سے سخت بیقدری سے دیکھی جا رہی ہے اور ایسے پیارے لفٹننٹ گورنر کی نہ سننا جو مان باپ سے زیادہ متحمل۔ مہربان اور رحیم ہے اُسکو بار بار یہ افسوس کرنیکا موقع ملتا ہے کہ سنی جماعت ہماری نہین سنتے۔

خیال اور افسوس کے قابل بات ہے کہ جج اور گورنمنٹ کا صرف اسقدر فرض تھا کہ فیصلہ کسی کے موافق کر دیتی اور باقی قانون جانے اور اوسکا حکم جو جیسا کرے ویسا پائے لیکن خدا ایسی گورنمنٹ کو دونون جہان مین سرخرو رکھے جسنے ہماری اصلاح کو کمیشن جاری کیا۔ سمجھایا پھر ہمنے اوسکے خلاف کیا۔ پھر بھی اپنا حکم ترمیم کیا اور اب سزائین بھی گھٹا دین۔

کون کہہ سکتا ہے کہ تم ناحق پر نہ تھے۔ کون کہہ سکتا ہے تمنے اوسکی نہ سنی۔ پھر بھی وہ رحیم ہے جھگڑا کیا ہے صرف یہ کہ تمنے تعزیے کے ساتھ جو غم والم کا زمانہ ہے جشن اور سامان خوشی بھی مہیا کیا۔ گویا شیر برنج مین نمک ڈال کے کھایا۔ جدید تھا اور ضرور جدید تھا۔ عبادت و ریاضت سے اس سے کوئی تعلق نہین تھا لیکن اوسنے اسکو بھی گوارا فرمایا اور فرمایا اچھی بات ہے یہ بھی کرو۔ لیکن وہ دن جو خاص غم داری کے لئے ہین چھوڑ کے پولیس کو خبر کر کے جو بھی ہو بے سود ہزارونکا چندہ ہوا۔ اور پھر نتیجہ کچھ نہین۔ کیا ہوتا قانون ہاتھ مین لیلو اور پھر صریحی عمداً۔ پھر کیسے بچو۔

سنیت کی حالت بہت نازک ہے اور اسی نے مجھے اس تحریر نظم لکھنے پر مجبور کیا۔ اور اس سے پہلے بھی مینے لکھنؤ کی طرف سے ایک تحریر لکھی تھی۔ مین دیکھتا ہون کہ سنی صرف سہ یاری رہے جاتے ہین چاہے وہ چار یاری ہین یا پنجتنی۔ سنیت صرف اسقدر ہے۔ کہ مذہبی نزاع سے کف لسان مشاجرات صحابہ مین سکوت آل علیؑ اور آل فاطمہؑ پر جان نثار۔ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے ہوا خواہ اور دل فدا کرنے والے۔ لیکن اب جسقدر تحریرات اور تقریرات ہین اسطرف منجر ہو رہی ہین کہ جسے کوئی سنی حقیقی کیا۔ عیسائی بھی برداشت نہین کر سکتا۔ بحث مذہبی دوسری چیز ہے جوابات مذہبی دینا دوسری چیز ہے لیکن توہین مذہبی اور بزرگان کی کرنا دوسری چیز۔ النجم کا پرچہ اوٹھا لیجیے۔ بحث تو شیعون سے ہے جس مین اعتراضات حضرت علیؑ اور آل فاطمہؑ پر صاف صاف کیا

جاتا ہے۔ کہ شیعون کے امام ایسے تھے سبحان اللہ آل علی علیہم السلام کا ادب بالکل جاتا رہا دلمین اونکی محبت نہین کیونکہ جب محبت ہوتی ہے تب ادب ہوتا ہے۔ ع لیلےٰ را بچشم مجنون باید دید۔ ایسی ہی بحث اگر دوسری طرح کیجاے تو بہت آسانی سے اپنا مذہب بھی رہے اور فریق مخالف جواب بھی پاے مثلاً یون کہا جاے کہ اب اہل تشیعہ کی کتابون مین جو فلان بات ہے اوس سے شان ائمہ اور بوتراب و آل بوتراب پر اعتراض آتا ہے۔ یہ اخبار مین مدت سے لیتا ہون انہین اعتراضات دلشکن و اہانت سے دل پک گیا موقوف کردیا۔ لیکن پھر ایک خاص وجہ سے مجھے لینا پڑا۔ اور کیفیت ہے کہ بلا بنڈل کھولے ڈال دیتا ہون مولانا میرے دوست ہین۔

مینے زبانی اونسے اکثر اسپر کہا کہ یہ رنگ بدل ڈالئے جسکا جواب انہون نے مجھے یہ دیا۔

(۱) کہ آپ تفضیلیہ ہین۔ (زہے نصیب میرے)

(۲) کارسپانڈنٹ کا مضمون تھا۔ مین کیا کرون۔

پہلے کا جواب اسقدر ہے کہ اگر آل محمدؐ ہی کی محبت تفضیلیت ہے تو خدا اسیر مجھے جلاے مجھے اسپر مارے دوسرے کا جواب یہ ہے کہ آیا کارسپانڈنٹ آپکا ہمخیال تہا یا نہین۔ اگر اول بات ہے تو آپکا جواب فضول ہوا جاتا ہے اگر دوسری بات ہے اور آپکی راے و خیال کے خلاف یہ تھا تو آپنے اوسے چھاپا کیون اور چھاپا تو اپنی راے کے اختلاف کا نوٹ اوسپر کیون نہین لکہا۔ اس اخبار نے حقیقت مین سنیون کے مزاج کو سنیت سے بہت دور پھینک دیا ہے شیعیت کی ابتدا تفضیلیت ہے لیکن سنیت کی انتہا اور کچھ ہے جھگڑا اب شیعہ سنی کا تو رہا نہین بلکہ سنی و شیعہ کے نام کا۔ ابھی مین نے ایک مثنوی ساقی نامہ کے طور پر لکھی ہے جسمین حضرت پیغمبر خدا سے لیکے صحابہؓ اور بزرگانؒ دین کیطرف خطاب کیا گیا ہے مولانا کے مطبع مین نے اوسے چھاپنے کو دیا۔ پہلا سوال اونکا یہ تہا۔ کہ کوئی جھنڈا اونڈا اسکے پیچھے کردون۔ گویا بغیر جھنڈے کے اندراجات جسکو لڑکے گلی کوچے بجاے مرثیونکے پڑہا کرتے ہین۔ ساقی نامہ مکمل نہین حالانکہ اوسمین ذکر شیخینؓ و صحابہؓ نسبت زیادہ ہے۔ دوسری بار جب مین نے ساقی نامہ کا ذکر کیا کہ یون لکھا جائے تب فرمایا ہے صحابہؓ اسپر لکھدون۔ مینے کہا نہین۔ فوراً مجھے خطاب بزدل اور تفضیلی کا ملگیا۔ اور ایک آہ بھر کے معہ اپنے جلیسون کے یہ فرمایا کہ اب یہ نوبت اسلام پہونچی ہے۔ کسقدر حسرتناک طریقہ ہے کہ اب سنیت اسی پر ہے کہ کتاب مین بھی جھنڈا ہو۔ ایسا متبرک

موسوم عیسائی مذہب ہوئی اپنے ایک مرثیہ جسکو آتھم و دبیر مرحوم نے اعجاز کر دکھایا ہی چھوڑ کے عمر اور مولوی
سابقہ ملا دیا گیا پھر کسی نے خلاف زبان ہلائی - اور سنیت سی خارج ہوا - علما مطیع ہین صحابہ کے اخلاق دیکھو
حضرت عمرؓ سے لوگ بحث کرتے تھے پھر آپ اسے قبول کرتے تھے اور خوش تھے یہان غضب ہی کسی فرقے مین
یہ غضب کا طریقہ نہین کہ بحث کرو فرقہ مخالف سے توہین کردائمہ کی ایک فرقہ البتہ جسکو کوئی تعلق
اسلام یا ادیان اسلام مثل عیسائی وغیرہ سی نہین اس طریقے کا پابند ہی کہ بحث کریگا مسلمانون
سے گالیان دیگا حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ حضرت ایوبؑ اور کل انبیا کو وہی طریقہ اب شیعون کے
مقابلے مین ہمارے اہل مذہب نے اختیار کیا ہی کہ بحث ہوگی شیعہ سی توہین کرینگے آل فاطمہؓ کی ؎

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گزشتی گومشت خاک ماہم بربادرفتہ باشد

نظم مین خاص خدانے یہ اعجاز رکھا ہی کہ دل انسان پر موثر ہوتی ہی اسلئے مینے یہ تحریر نظم ہی مین
لکھی ہی جو لکھنؤ کے نام سے ہی - اس سی پہلے بھی ایک تحریر لکھی ہی جو اودھ اخبار مین چھاپی ہی - اب
وقت آگیا ہی کہ ہمارے علماء اسپر متوجہ ہون کہ مذہب سنی تو محفوظ رہے اور صراط مستقیم تو لوگ
نہ چھوڑین - النجم کو اختیار ہی جو رنگ چاہے اپنے اخبار کا رکھے - افسوس اس سنی شیعہ کے جھگڑے
نے سخت نقصان مین فریقین کو مبتلا کیا جسمین سب سے زیادہ سنی خسارے مین رہے یہ خسارہ مذہبی
خیالات مین اور علاوہ اسکے کیسے نقصان اوٹھائے - روپیہ صرف ہوا - آخر مین ایسا گوہر نایاب
انسان مولانا عین القضاۃ صاحب قبلہ جیسا کھویا کہ جسکا بدل اب ناممکن ہی - مولانا کو کوئی تعلق
(ان فسادات سی سنا جاتا ہے) نہ تھا لیکن اونکو آخر لمبی مدت کے لئے اپنے کو لکھنؤ سی جدا ہی
رکھنا پڑا - عبد الغنی - ملزم ہر آنز کی سزا یابی تسلیم کرکے یہ ہی کیون نہ کہے کہ مینے عمداً کہا اور یہ عبادت
مذہبی ہے - اور مین اسے کسیطرح نہین چھوڑ سکتا اور اسپر النجم خوش بھی ہو - لیکن عبادت
مذہبی ہجو صحابہؓ نہین ہوسکتی اور اگر ہوسکتی ہی تو عبادت کے طریقے پر تعزیے داری کا جوڑ مرثیہ ہی
ہین اور وہ حسنؓ و حسینؓ کیلئے - جسقدر جھگڑے ہین وہ سب اسلئے ہین کہ شیعہ اوس سی خر ہین
شیعہ میری رائے مین اسپر ذرہ سخت ہین اور یہ مقتضائے فطرت ہی ورنہ اگر میری صلاح مانین تو
کہدین - کہ ہان خوب پڑھو - ہمکو عذر نہین - بلاشک یہ مشکل ہی مگر دوسرے فریق کے سکوت
کیلئے اس سی زیادہ شرمندہ کرنیوالا اخلاق بھرا جملہ اور کوئی دوسرا ہو نہین ہوسکتا - ابھی

چند دن ہوئے شیعہ۔ سنی۔ سب ایک ہی مذہبی فرائض بجالاتے تھے۔ میری بہت عمر کا حصہ راجہ صاحب محمود آباد کی ریاست کے صدر مقام محمود آباد میں محرم میں گذرا وہ میرے رشتہ دار اور شیعہ تھے۔ لیکن کسیطرح بھی مجھے محرم میں یہ نہ معلوم ہوا۔ کہ میں محرم میں ہوں محمود آباد ایک شیعہ صاحب کے قلعہ میں ہوں یا جگور اپنے مکان کے دیوانخانہ میں اسی طرح زید پور وغیرہ میں جو شیعوں کا اودھ میں مرکز ہے۔ اکثر محرم گزرے۔ تمام جوار میں یہی مرثیہ یہی تعزیہ ہے خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ اب یہ جھنڈے ہی ایسے نکلے جنہوں نے لکھنؤ کو اپنے اثر میں لیا اور دیہات میں اثر کرتا جاتا ہے۔ غضب ہے امام حسین علیہ السلام کے معجزہ کا مضحکہ اوڑایا ہیں۔ ایک تو مسلم صاحب حضرت اونکو اور اونکے معجزات سے آپ کیا واقف ہیں مولوی عبد الشکور صاحب نسے خوش ہوں۔ ہوں مجھ ایسے سنی تو اس تحریر سے نہیں خوش ہو سکتے۔ آپنے شعر از کرامت امام و الا الکہر۔ دل چھید ڈالا۔ افسوس امام کی کرامت کی نسبت خوب آپنے دیا اور النجم نے چھاپ بھی دیا۔

حضور سرور عالم کو اپنے اعزہ سے بہت محبت تھی یہانتک کہ جب حضرت عباس علیہ السلام کا چہرہ پر تلوار مارنے کو ایک صحابی نے کہا آپ رنجیدہ ہوئے۔ ابولہب سا دشمن چچا آپکا مورد عتاب الہی ہوا اور آیت تبت یدا ابی لھب و تب اوتری۔ آپ حکم الہی سے مجبور تھے لیکن جو شخص یہ بکثرت پڑہتے آپ ناراض ہوتے۔ حضرت امیر حمزہ کا قاتل وحشی جب مسلمان ہوا حاضر ہوتا تو آپ فرماتے کہ وحشی جب آؤ سامنے نہ بیٹھا کرو پشت پر بیٹھا کرو۔ اس سے مجھے میرے چچا حمزہ تمہاری صورت دیکھکے یاد آتے ہیں۔ یارو۔ حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین کے مرتبہ کو دیکھو کہ بدرجہا حضرت عباس و حضرت حمزہ و ابولہب کا فرسے درجہ قربت با رسول خدا رکھتے ہیں اونکی توہین سے دل محبوب الہی پر کیا گذرتی ہوگی۔ اسلام ہمنے پایا رسول اللہ سے اور محبت رسول عین محبت اللہ ہے۔ رسول سے جو محبت کریگا آل فاطمہ پر ضرور فدا ہوگا خواہ اوسے تم شیعہ کہو یا تفضیلیہ یا رافضی ہی کہدو۔ ؎

ہوں تو سنی پر علیؓ کا صدق دلسے ہوں غلام خواہ ایرانی کہو یا مجھکو تورانی کہو

حق گو

شیخ محمد تہور علی۔ قدوائی۔ حنفی۔ برادر کلان شیخ محسن علی تعلقدار جگور۔ ضلع لکھنؤ

پیغام صلح

لکھنو کا خط پیشوایان دین اہلسنت کے نام

مولوی صاحبان عالی مقام
عرض کرتا ہے بعد از تعظیم
دونون لڑلڑکے ہوگئے بیکار
بک گیا عورتون کا سب گہنا
الغرض تین سال سے پیہم
نہ تو دنیا کا کام و دینی نمود
اوبھرے اصلاح کار کو بیٹک
لگ گیا سبکو مہر خاموشی
گرگر باہتے براے کار
جبکہ دل ہورہا ہو ضد کا صید
آپ مین سہ فریق ہین اسدم
کبھی پوروا کے رخ کبھی پچھوا
دیکھا گر رخ ہوا کا اسکے خلاف
بغض و کینہ حسد میں ہین کامل
خود الگ رہین لڑاتے ہین نہ نمات
کہتے ہین مت لڑو براے خدا
ہین جو بین دشمن علی کے خلاف
اپنے کو دین کا کہتے ہین کلح
آل حیدر کے کینہ مین سرشار

لکھنو کا قبول ہوے سلام
کہ جو بندے نے پہلے تھا لکھا
خرچ سب ہوگیا زر و دینار
کبھی سنی مقدمہ مین پھنسے
ہوتے یونہین ہین خرچ سیم و درم
سرغنایان قوم عالی مقام
رہگیا جوش چاٹ کے رنگ
آپ اے ہادیان دین خدا
تھی نہ اصلاح و صلح کچھ دشوار
میری گستاخی معاف بندہ نواز
ایک وہ جنکو ہے سکون ہردم
گر ضرورت ہوئی تو پھر کہنا
بولے ہمکو تو کردو اس سے معاف
خود غرض۔ چاپلوس ہین کیا د
اور الٹے رستہ پہ چلتے ہین ہیہات
اسی فرقہ مین ہے فریق دگر
دین کا مارتے ہین پھر بھی گذاف
نفع خام کے ہین وہ مشتاق
اونکی توہین کرنے کو طیار

آپکا یہ غلام بے زر و سیم
شیعہ سنی کو خط۔ وہی تو ہوا
میرا یہ کہنا کسی نے کچھ نہ سنا
کبھی شیعہ فریق بنکے لڑے
اور بے کار بے مزہ بے سود
یعنے امراء ملت اسلام
کرتے کیا کوئی سنتا تھا اونکی
حامل علم شاہ ہر دوسرا
مگر اصلاح کی ہو کسی سے امید
ضد نہین تو بتا دو دو سراراز
دوسرے وہ کہ جیسی دیکھی ہوا
مین ہون اسکے لئے۔ وانی لنا
تیسرے جنکا ہو فسادی دل
ہین لڑانے کے فن مین وہ استاد
چٹکیان ڈال پہوس ہین وہ جدا
آل احمد کے واسطے خنجر
آل احمد کی شان مین گستاخ
ہین خلاف علی مین وہ مشتاق
فاطمہ آل فاطمہ کے عدو

پوری تصویر کینہ کے بد خو
کوئی سنتا نہین ہی میری آہ
کون سنتا ہے یہ میرا پیغام
مابہ البحث ہے یہان کیا بات
خوب دن رات دلسے تم مانو
روکتا کون اس سے ہے تمکو
کہ عقیدہ یہ اپنا تم چھوڑو
پر یہ جھنڈے بلند و پر شوکت
ہے یہ ثابت کہین بھی قرآن سے
لونڈونکا غل مچانا اور پڑھنا
مدح پڑھنا اگرچہ ہو نہ وضو
کہ ہے مدح صحابہ رضی اللہ عنہم ایسی روا
تم ادا مہربان نہین کرتے
یا کہ کلمہ مین بعد نام نبی صلعم
لا الہا عمر رض خلیفہ نکو
پھر محرم ہے پھر رنج و الم
تذکرہ ہو مصیبتون کا وہان
دشت غربت مین انکا جان کھونا
نور احمد کی شان پر تنو پر
دم کے دم مین ہوے فنا افسوس
چل گیا سب پہ تیشۂ بیداد
خون احمد بہا زمین پر آہ
جو نہین بنتین اب بتانے سے

وقت تقریر سو طرح حاضر
ہین مسلمان اسی وجہ سے تباہ
کچھ سمجھ مین میرے نہین آیا
شیعہ سنی کے جھگڑے دن رات
شان اونکی ہے گر علی سی بڑی
ذرا انصاف دلسے صاف کہو
کرو تعظیم اونکی اور مانو
چھیڑنے دل دکھانیکی صورت
کہ دل آزاری شان ایمان ہے
گلی کوچون مین یا عمر کہنا
اک ذرا سامنے میرے آؤ
کہ بلا اوسکے کچھ نہین ہوتا
پنجگانہ نماز مین کہہ دو
لیتے ہین آپ اونکا نام کبھی
یا تحیات مین بوقت صلوات
ہوئے حسنین کا بپا ماتم
آن جفا و ستم یزید پلید
یاد کرکے وہ بیکسی رونا
نونہال سطر شرع شریف
حسکا بدلا کہین نہین افسوس
گل ہوئین مشعلین وہ صوفا کی
خاندان ہو گیا نبی کا تباہ
چھپ گیا آہ ابر مین خورشید

پھر تو ہین سید کر دیا قسم
ہے خلاف شرع یہ سارا تماشا
کہ یہ جھگڑا ہے مذہبی کیسا
مانتے تم ہو تین خلفا کو
مین بھی کہتا ہون ہان یہی ہی
شیعون نے کب کہا ہے یہ تمکو
جان و دل سب نثار اونپہ کرو
مجھے بتلاؤ صاف ایمان سے
چھیڑنا خوانی شعار انسان ہے
لئے پھرنا علم کو کو در کو
مجھکو تم صاف صاف سمجھا دو
فرض دینی کوئی بلا اوسکے
کے دفعہ پڑھتے ہو یہ نام تمکو
ذرا وہ کلمہ مجھکو بتلا دو
لیتے ہو نام اونکا تم دن رات
آپکے صبر کا ہو خوب بیان
صبر و تسلیم آن حسنین شہید
خاتم المرسلین کی وہ تصویر
یادگار محمد ایسی لطیف
خاندان نبی ہوا برباد
بجھ گئین شمعین نور ایمانکی
ایسی نکلین مٹین زمانے سے
پھر نکلنے کی اب نہین امید

اب نہ نکلین فلک پہ یہ اختر
جس سے اسلام ہو گیا ہے ثمر مند
ایسی شکلین مٹین کہ جنکا بدل
پھر بنا کرنگی کوئی تحریر
خود مصور تھا محو رعنائی
ناز کرتا تھا خامہ استاد
روشنی تھی جو نور خالق کی
کربلا مین وہ شب نشانی تھی
ایسی جب یادگارین مٹجائین
لوٹتا ہے زمین پہ وہ شمشاد
یہ جرم ہے یا روا اونکی یاد
ہے یہ انصاف کوئی جبر نہ ہو
طرہ او سپر ہے کہ ای ذیشان
اور رحمت یزید پر بھی کہین
اور راوی الاکاوہ پای خطا.
ہوا لوالامر کا وہ یون مسلی
گر نہین ہے یہ دین سنی کا
جسنے اصلح سے بچا ہے گزاف
خارج از سنیت کیا ہے اُسے
بعد اونکے عمر نہین با تحقیق
بعد اونکے علی ہین شہر خدا
دین سنی کے جو یہی ارکان
ہو حسین دشمن سے علیہ اعنا

کھاے لاکھون برس اگر چکر
ثانی جسکا نہین ہے دنیا مین
پھر نہ پیدا کریگا روز ازل
گر ہاتھون سے خامہ قدرت
ناز کرتے تھے اوسپہ صناعی
بجھ گئی نور احمدی کی ضیا
جس سے کونین مین ضیا تھی
کون دل ہے کہ جسمین آگ نہین
زیر شمشیر خنجر سے آمین
اوٹھ گیا دو جہان کا سردار
جسکا بانی تھا آہ ابن زیاد
بلکہ انصاف تو یہی ہے یہان
مع خلفا بھی پڑھتے ہین ہم ان
نور عرفان سید الشہدا
جسپہ خالق کا دائمی ہو عتاب
رحمت اللہ یون کہین جنکو
تمنے اوسکا کوئی جواب لکھا
دینی اخبار مین کوئی مضمون
تو بیا اوس سی لکھی ہے پھر لکھو
بعد آن شیر بیشہ یزدان
خسرو اولیا شہ عرفا،
یہ کہان سے نکالی پھر ایجاد
ہو یزید پلید دل۔ دلشاد

وہ زمین پر گرا نہال بلند
تھا جو خورشید چرخ آسمان مین
نقش بد قضا نے یہ تصویر
کھینچ سکی پھر نہ دوسری صورت
محو حیرت تھے موجد و ایجاد
لے گیا سب کو آہ سیل فنا
صرصر ظلم اشقیا سے بجھی
کہ نہ رو دیگا گروہ انسان ہے
کون دل ہے کرے جو دوسری
مٹی تصویر احمد مختار
ایسے غم کے زمانہ مین یارو
ہو مصائب کا شاہ دین پہ بیان
اونکی یان آل فاطمہ یہی ہین
ہو مخاطب خلاف حکم خدا
آن یزید ستم شعار آفاق
کیا یہ مسلک ہے سنیونکا کہو
کوئی فتوی لکھا ہے اُسکے خلاف
لکھا ہے آپنے یہ اہل فنون
سب سے افضل ہین حضرت صدیق
ہین فضیلت مین فوق پھر عثمان
آل احمد کی مہر ہے ایمان
کہ ہو تو ہین آل فخر عباد
شیعونکے کیا علی ہین صاف فہم

کیا سنگین وحشت تھے انکے کہو
یعنے فاسق یزید باشے جو ر
الٹ جماعت گئی ہے مجلس کو
اوسکے اکرام و لطف پھر دیکھو
لیکن ایسی طرح سے نہ ہو جھگڑا
کہ نہیں جھنڈے لیے تمہیں ہو دکا
چاہتے تھے جو تم وہی تو ہوا
اپنے ارکان آپ کیجیے ادا
خوب کیجیے یہ میری ہمیں خوشنما
اشتہارات ہیں ہم یوں سادہ
شیعہ اوس پہ نہ اعتراض کریں
وہ بھی شجاع و عید غدیر پر
دو مسلمانوں میں ہو خصومت کیوں
کسقدر ہیں ترقی میں حارج
کیسے بیہودہ سے جھگڑوں سے ہم
شکوہ کرتا ہے حکم دیتا ہے
ایسا حاکم شریف اور برتر
بار بار اوسکا ہے یہی ارشاد
ہوں میں خادم تمہارا سنو حضور
بات اچھی جو ہو قبول کرو
نظر لطف سب پہ ہو یکسان
کیسا اخلاق اونکا تھا ہر دم
از یہود و مجوس جو کچھ ہوا

کیسی یہ بات ہے کہو للہ
شاہزادہ سکو کہیں کرو تم زور
کرتی سرکار کیا کرو انصاف
کیا ترمیم پہلے فرمان کو
بات گو یہ جدید تھی بیشک
دیدیا حکم جو کی بہرے کا
اب بھی سنبھلو جناب صلح کرو
مجلسیں اپنی وہ کریں برپا
مگر ایسی نہ باتیں ہوں زنہار
جسپہ اغیار بھی ہوں دل آزردہ
تجربہ اسپہ چند روز کرو
سادہ لفظوں میں پھر کریں تقریر
غیر قوموں میں جنسیں کہیں بعض صحابہ
یہ مباحث بعید اور خارج
کسقدر مہربان ہیں دونوں پہ
مشائخ دونوں صاف کہتا
غیر مذہب ہے غیر ملت ہے
شیعہ سنی کا اب مٹے یہ فساد
غیر خواہی سے جو لکھا سو لکھا
دل نہ مجھ سے کبھی ملول کرو
دیکھو اخلاق احمد کا بیان
با یہود و مجوس دبا عالم
کیا نہیں ہے یہ شرم کا ہنگام

کہ وہ فاسق ہو رحمت اللہ
فائدہ اس سے کیا ہوا کہدو
لوگوں نے یوں کہا ہے اسکے خلاف
دیدیا حکم تم پڑھو جھنڈا
یہ عنایت تھی شاہ کی کیا شک
آنجناب اور چاہتے ہو کیا
شیعوں سے کچھ نہ واسطہ رکھو
بزم صدیقی اور فاروقی
جسمیں آئیں فساد کے آثار
اور طبیعت نہ مشتعل ہو کہیں
خود بخود دونوں صلح پھر سمجھو
حیف کی جا ہے وارثان دین
دین اسلام کے ہیں سیاہ و صاف
شکر اللہ کا کرو ہر دم
کتنا سمجھایا دونوں کو اکثر
جان اپنی نثار ہے اسپر
کسقدر دونوں سے محبت ہے
حق مروت ہے ہو معاف حضور
کیا غرض تھی مجھے جو میں کہتا
عالموں کا ہے کام اے ذیشان
غیر مذہب پہ کیسے تھے احسان
دل دکھایا حضور نے کسکا
لڑتے آپس میں امت اسلام

سنی شیعون مین کچھ نہین جھگڑا
جسمین ہو خارج ہون دین سے بیبا
ہین مسلمان صاحب ایمان
دین اسلام سے ہوے کیون رد
ایک ہی نخل کے ہو دونون ثمر
خالق اونکا کریم یزدان ہے
پوچھون گر تعزیہ کا مین فتوی
آپکے جھنڈے کہدو پھر کیا ہین
ہوتے حضرت عمر اگر موجود
بدعتین شوق سے کردیتے ہم
اور کیا ہے کہو تو شان نزول
پڑھنا اسکا ہے داخل ایمان
کس قسم کی ہے یہ عبادت یار
ہے یہ طاعت بڑی خدا کی قسم
ہوئے تنہائی مین وہ راز و نیاز
حمد خالق کی یون کرے کوئی
یا کرے تعریف احمد مختار
عشق احمد مین ہونے ہو جو شیدا
ہے اصحاب مین ہے کیا حجت
کہ کدہر چلتی دین کے ہے ہوا
ملے تفضیلیت کا اوسکو خطاب
دامن اونکا لیکے اب لپٹو
شیعہ چھوٹین اگر نہین پروا

ہے جو جھگڑا وہ ہے خلافت کا
نام احمد کے نام لیوا ہین
بندہ خالق زمین و زمان
ہین وہ توحید کبریا کے مقر
دین احمد کے دونون ہو گوہر
صلح پھر کیون کبھو نہین ہوتی
کہوگے ہے وہ بدعت کبرا
واقعی ہین یہ بدعت حسنہ
ایسے جھنڈون کو کیجیے وہ مسدود
کسی تاریخ مین ہے اسکا پتا
کس جگہ سے ہوا یہ جھنڈا اصول
غرض اصلی ہے یا کفایہ ہے
جسکو کرتے ہین سب سر بازار
کہ عبادت ہو مخفی اور پنہان
کہ فرشتے نہ سن سکین آواز
سر بازار حمد پڑھتا جائے
یون کہین لوگ بر سر بازار
لیکن اپنے گھرون مین ہو یکجا
ہے علانیہ کرنا غیر حجت ۔
اب یہ نوبت ہے اہل ایمان کی
مفت ہو اوس پہ غیر پیتا
دیکھو سنی تو [illegible] کہیے
چھوٹے جینگے اگر تو قہر ہوا

ہے خلافت نہین کچھ ایسی بات
اونمین فقہا ہین اور صلحا ہین
کل گویان ہین امت احمد
پیرو دین خواجہ اطہر
ایک قرآن ہے ایک سبحان ہے
صد ہی سب بیان ہے جبکہ ہوتی
یہ علم اور نشان بیجا ہین
یا خلاف شرع وہ سخت گنہ
دیتے یا حکم ہان اوٹھے یہ علم
کہ یہ جھنڈا کہان سے ہے نکلا
کہتے جھنڈہ کو تم ہو ای ذیشان
کچھ کہو تو یہ آخر کش کیا ہے
بہر طاعت ہین مسجدین کیا کم
پاس کوئی نہو بجز یزدان
مین نہین دیکھتا کبھی کوئی
حامیون کو خدا کی حمد سنا کے
کرتے ہمو لوح سے جوش و خروش
کرتے ہو نعت پاک خیر الورا
اک ذرا غور کیجیے اسکا
گر علی کی صفت کرے کوئی
چھوڑے جاتے ہین ابھی سنبھلو
سو کو مسقط کہین نہو گذرا
اپنے ارکان دین کیجیے ادا

پہلے تو آپس میں ہی جھگڑا	سنی شیعہ بہم ہوئے ایک	ختم بہی کردو سارا اب جھگڑا
شیعوں میں باہم ہوا علی ہی کا	دین کا پہر وہی ہو جیسی چا	کہ جو عہد علیؓ عمرؓ میں تھا
انکا یہ اتفاق امت کا	باقی رخصت ہے بندگی ہو قبول	فخر ہے گر مراد ہوے حصول

لکھنؤ

بقلم۔ شیخ محمد تہور علی قدوائی۔ جگوری۔

اصلاح۔ اس پمفلٹ کے شایع کرنیکی غرض ایک یہ ہے کہ اس پمفلٹ سے اون تحریرونکی تصدیق ہوگی جو بعض اوقات اصلاح مین سنیونکی تحریریں شایع ہوئیں جنمین اکثر سنیان حال کی شکایت تھی خصوصاً اخبار النجم کی خارجیت و ناصبیت کی۔

دوسرے اسکا اظہار مطلوب ہے کہ عام اہلسنت کی یہ رای اور روش نہین ہے جو سنی اخبارون مین خارجیت آمیز تحریرین شایع ہوتی ہین۔ کیونکہ آخر یہ لوگ بھی مسلمان ہین۔ کیونکر ممکن ہے کہ اہلبیت اطہار سے اس درجہ بغض رکھ سکین جب سے یزیدی وابن زیادی کہلائین۔

تیسرے یہ کہ میری اون تحریرونکی بخوبی تصدیق ہوئی جو اکثر لکہا گیا کہ سارا فساد اخبار النجم کا ہے جسکا اثر چہوٹے طبقہ مین زیادہ ہے اور اونہین کے اشتعال آمیز تحریرونسے یہ سب فساد ہوے ہین اور یہ صحابہ کے وہی حامی ہین۔ ورنہ معمولی سنی تو تمام ہی اونکا نہین جانتے محمدؐ۔ علیؑ حسنینؑ کے سوا اور کچہ نہین جانتے مگر کہتے ہین کہ ہم سنی ہین یعنی عیدین کی نماز ہاتہ باندھکر پڑہتے ہین۔

اب ہمکو چند باتین پیغام و ہندہ صلح سے بہی کہنا ضروری ہین کیونکہ اہلسنت کا الزام شیعون پر صرف اسقدر ہے کہ وہ صحابہ یعنی خلفائے ثلثہ پر تبرا کرتے ہین بخلاف اسکے شیعونکو یہ شکایت ہے کہ تم ہمارے خدا کو معاذ اللہ صاحب جسم اور کاذب و ظالم کہتے ہو رسول اللہ کو خاطی اور غیر معصوم جنکے جنازہ مین بھی تم شریک نہوے۔ دختر رسول کو محروم کیا بضعۃ الرسول کو ایذا دی حسنین علیہم السلام کو قتل کیا۔ اونکے قاتلون اور دشمنونکو اپنا خلیفہ اور امام بنایا بدعتی تراویح کو جاری کیا متعہ کو منع کیا جسپر جناب امیر فرماتے اگر عمر نہ منع کیے ہوتے متعہ سے تو نہ زنا کرتا مگر شقی۔ سینکڑون اولیا بنایا پہر ان کے مزار پر چڑہاوا چڑہاتے ہو لا کہون بدعتونکو

رواج دیا۔ فسق و فجور کا بازار گرم ہوا۔ مگر یہ سب صرف اس وجہ سے کہ تم اسلام کا دعوی کر رہے ہو تم صلح پر چلنا نہیں [illegible] فتنہ و فساد کو [illegible] صلح ہی صلح ہے۔ لکم دینکم ولی دین پر عمل کرو [illegible] ہے کیونکہ ہم تو ہمیشہ کے مظلوم تھے۔ اور ہمیں ہلکو نہ ستاؤ۔

[illegible] ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

وکیلوں کی دہشت فضولی

اخبار وکیل امرتسر جس وکالت قومی کا مدعی تھا افسوس کہ ایک عرصہ سے اوسکی حالت بہت ہی خطرناک ہو رہی ہے کیونکہ وہ صلح کل پالیسی کا سب سے زیادہ طرفدار ہونیکا مدعی تھا مگر معلوم ہوتا ہے ابوالکلام صاحب پھر اوسکے ایڈیٹر مقرر ہوئے ہیں جنہوں نے آتش تعصب کو مشتعل کرنا شروع کیا۔

گذشتہ نمبروں میں ہم دو ایک مرتبہ اوسکی آتش فشانی کا ذکر کر چکے ہیں کہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر کے فیصلہ پر جو تنازع سنی و شیعہ لکھنؤ کی نسبت صادر فرمایا۔ اوسنے اپنی ناراضی ظاہر کی جسے ہماری گورنمنٹ نے کچھ دنوں کیلئے اوسکے منصوبہ کو خاموش کر دیا تھا مگر تعصب ایسی چیز نہیں ہے جو چھپ سکے آخر اوسکو زہر اوگلنا ہی پڑا چنانچہ مورخہ ۹ جون میں لکھتا ہے "لکھنؤ میں مدح چار یار کے جرم میں اسوقت تین سو سے زائد مسلمان دو ڈھائی ماہ کے اندر سزایاب ہو چکے ہیں اور ابھی قریباً چار سو اور ماخوذ ہیں یہ مسلمان سب کے سب سنی المذہب ہیں۔ ایام عزاداری میں صحابہ رسول اللہ کی مدح پڑھنے کے جرم میں گرفتار ہوئے ہیں۔ اسلام شائستگی و تہذیب سکھلاتا ہے حق شناسی کا طریقہ بتاتا ہے اسکو فلاں و ہمان کی مدح و ذم سے سروکار نہیں مسلمانوں کا خاص عقیدہ ہے کہ صحابہ و اہلبیت نے اسلام کی سچی خدمتیں کیں اور اسی وجہ سے وہ ان بزرگوں کا نام ادب سے لیتے ہیں اور اونکے ساتھ ایک خاص عقیدت رکھتے ہیں لیکن اس عقیدت و اخلاص پر نہ اسلام کا انحصار ہے اور نہ اسی پر ایمان موقوف ہے"

یہ ہے وہ تعصب آمیز تحریر جس سے آپکو معلوم ہو سکتا ہے کہ کس رنگ میں یہ تحریر لکھی گئی ہے کیونکہ پہلا افترا یہ ہے کہ سنی مدح صحابہ میں گرفتار ہوئے حالانکہ اونکو مدح صحابہ سے تعلق ہے نہ کوئی غرض صرف ثلثہ کی مدح خوانی میں گرفتار ہوئے کیونکہ قانون نے شارع عام پر پڑھنا اسکا جرم قرار دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ آپنے انکو سنی کہا حالانکہ ہرگز وہ سنی نہیں ہیں بلکہ خارجی ہیں

کیونکہ سنی تو وہ ہے جو کف لسان کرتا ہے یعنی صحابہ کی شان مین زبان سے کچھ نہین کہتا (اگر چہ دل مین سب کہتا ہو) یہ خلاف مذہب جو مدح ثلثہ کی گئی اسکو مذہب اہلسنت سے کیا علاقہ۔

اگر اسلام شائستگی سکھاتا ہے تو پھر اوسکی مخالفت کیون کی جاتی ہے۔ فلان بہمان کی مدح و ذم سے اسکو تعلق نہین تو پھر مدح چار یار پر کیون جان دی جاتی ہے۔

افسوس صد افسوس کہ قرآن کی صریح آیت تو آپکو قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی مین مودت اہلبیت اطہار کی ہدایت کرتی ہے مگر آپ اوسکو چھوڑ کر مدح چار یار پر جان دیتے ہین جنکی نسبت یہ بھی لکھتے ہین کہ اسلام کو فلان وبہمان کی مدح و ذم سے سروکار نہین پھر کیون نہین اپنی قوم کو سمجھاتے کہ اس فتنہ و فساد سے باز آئین۔

یہ سچ ہے کہ اصحاب نے بھی دین کی سچی خدمتین کی ہین مگر اون اصحاب کو تو آپ چاہتے بھی نہین۔ آپ اونسے اظہار عقیدت کرتے ہین جو دین کے خراب کرنے والے تھے۔ اور دین کے بہانے سے خلافت و سلطنت کے طالب جسے حاصل کرکے ایک حد تک کامیاب بھی ہوئے آپ اونکی طرفداری کرکے کیا پائینگے۔

قرآن مجید مین ملاحظہ ہو منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ جسکے دنیا داری انکی مذہبی طور پر ظاہر ہے پھر اونکی مدح سرائی کیا اور باوسپر فتنہ و فسا دکیسا شیعہ اگر مدح اہلبیت کرتے ہین تو اس اصول پر کہ حفاظت اسلام کیلئے اونہونے اپنی جان کی بھی پرواہ نکی۔ آپ ثلثہ کی مدح کس اصول پر کرتے ہین۔ اسی اصول پر نہ کہ اونہون نے تحصیل دنیا کیلئے ایمان کا بھی نہ خیال کیا۔

پھر لکھتے ہین ور اسلام ہمیشہ سے اتحاد و اتفاق کا حامی ہے اور اس لحاظ سے شیعون کی خاطرداری کیلئے اگر سنی مدح صحابہ کا جلوس نہ نکالتے تو کوئی ہرج کی بات نہ تھی۔ لیکن اگر اس پہلو مین سنیون نے کمزوری دکھائی تو شیعونکو ناراض ہونیکی کوئی وجہ نہ تھی ۔، اب براہ کرم فرمایئے اتحاد و اتفاق کے باقی رکھنے مین کسنے کوشش کی آیا ثلثہ نے جو جناب امیرؑ کو مشغول دفن و کفن رسول دیکھکر اپنا کام کیا اور جبتک خلافت کو پختہ نہ کر لیا نہ مسجد رسول مین آئے نہ اسکو پوچھا کہ رسول اللہ دفن بھی ہوئے یا نہین۔ یا اتحاد و اتفاق کا قائم کرنیوالا

جناب امیرؑ کو مانے گا جنھون نے وقت رسول اللہ کے مقابلہ مین نہ خلافت کا خیال کیا نہ سلطنت کا۔ بعد دفن بھی بجز جمع قرآن اور کوئی کام نہ کیا جسکی رسول اللہ وصیت کر گئے تھے یہانتک کہ خود خلفانے بیعت کے لیے آپکو طلب کیا جسپر آپنے حق اپنا ظاہر کیا اور تلوار نہ نکالا۔ حالانکہ ذوالفقار کمر پر تھا نہ ہاتھ بڑھا وہم بیعت کر کے سارا مدینہ لشکر سے بھر دیتے ہین۔ کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ آپکے خلفانے اوس اتحاد و اتفاق کو باقی رکھنا چاہا جسکی تعلیم اسلام نے دی تھی۔ پھر کیون ایسے اتفاق شکن اشخاص کی مدح سرائی کی جاتی ہے جسکی عداوت باطنی نے اسلام کو ایسا متفرق کیا کہ کسی طرح اتفاق و اتحاد کا مادہ اوسمین نہین آتا۔

آپکی اس تحریر کو دیکھکر کون شخص کہہ سکتا ہے آپکے دل مین کسی طرح راستی کا اثر باقی ہے کیونکہ "شیعون کی خاطر داری کیلئے سنی مدح صحابہ کا جلوس نہ نکالتے" اوسوقت کہا جا سکتا ہے کہ کبھی بھی یہ جلوس نکلا ہو یا نکالا گیا ہو۔ جب یہ اعزاز صحابہ کو کبھی دیا ہی نہین گیا کبھی کسی زمانہ مین نہ اونکا علم نکالا گیا نہ جھنڈا نہ اونکے نام کی مجلس ہوئی نہ مولود نہ فاتحہ نہ درود۔ تو پھر یہ جملہ بجز آتش عناد پھیلانیکے اور کس غرض سے لکھا گیا جسکا ظاہری مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جلوس ہمیشہ سے ہوتا آیا اگر شیعون کی خاطر سے نہ کیا جاتا تو کوئی حرج نہ تھا۔ مگر جب اس جلوس کا کسی زمانہ مین وجود ہی نہ تھا تو ایسی نزاع کی حالت مین یہ نیا جلوس بجز فساد کس نیت سے ہو سکتا ہے اور اس سے شیعون کے ناراضی کی بھی وجہ معلوم ہوئی کہ جب محض ہماری دل آزاری کیلئے یہ کام کیا گیا تو کیا وجہ کہ دل آزار نہو۔

پھر لکھتے ہین کہ "تین برس ہوئے جب بعض سکھون نے گورو گوبند سنگھ جی کی شان مین ایک مدحیہ نظم شایع کی تھی جسمین وہ تمام صفات و اوصاف جو رسول اللہ سے مخصوص ہین گورو صاحب کے لیے استعمال کئے تھے بعض مسلمانونکو شاید یہ بات ناگوار بھی گذری ہو لیکن قوم کیطرف سے کوئی اعتراض نہوا اور نہ ہونا چاہیے تھا ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے بزرگون کی جن الفاظ مین چاہے مدح کرے کسی کو ناگوار گذرنے کی کیا بات ہو سکتی ہے"

مگر افسوس کہ آپ نے اسپر یہ غور کیا کہ اعتراض کن باتون پر تھا ایک طرف تو شہدائے کربلا کا تعزیہ اور علم جاتا ہے جنکی عظمت و محبت کا آپکو بھی دعوی ہے اوسکے مقابلہ مین آپ جھنڈا نکالتے

جسکا یہان ذکر کوئی موقع نہ کوئی وجہ اور چونکہ جھنڈے والے عام طور سے جاہل و ناتعلیم یافتہ ہین جنسے کیسا کچھ فساد ہوچکا لہذا اسپر اعتراض کیا گیا اور خود گورنمنٹ نے اعتراض کیا جو جان و مال کی محافظ ہے۔ مدح نہ آپنے لاکھون اشعار مدح صحابہ مین کہے ہزار ورق فرضی رجز عمر اسکے لئے وضع کین اسپر کسی نے اعتراض کیا نہ تب اعتراض ہوا نہ اب ہوتا ہے سکھون نے ایک گورو بند کے لئے مدحیہ قصیدہ کہا تہا آپ ہزار دن کہیے کوئی معترض نہین مگر آپ ہی انصاف کیجئے کہ جب خاص جلوس شیعو نکا نکلتا ہو اوسوقت مین ایسا جلوس کیسے موجب امن ہوسکتا ہے۔

آپ صحابہ کو بلکہ عمر کو شیر خدا کہتے ہین شرطہ نبی مانتے ہین۔ یزید کی مغفرت کے قائل ہین اسپر تو کبھی اعتراض نہین کیا گیا۔ تراویح پڑھتے ہین۔ غازی میان کا جھنڈا نکالتے ہین کوئی نہین پوچھتا کہ کیا کرتے ہو تم جانو تمہارا دین و ایمان۔ مگر ہماری امور مذہبی مین دست اندازی کیسی ہے کہ ایک طرف ہم روتے پیٹتے چلے جاتے ہین مصیبت زدہ ہین اور آپ اوسمین جھنڈا نکالتے ہین ہنستے ہین کودتے ہین خوشی مناتے ہین تو گورنمنٹ کیونکر اسکو گوارا کرسکتی ہے۔

گورو بند وسنگہ کی مدح کو آپنے ناحق اس تمثیل مین ذکر کیا کیونکہ محض مدح سے بحث نہین ہے بلکہ اون جھنڈونسے جو بیادگار یزید نکالا جاتا ہے اور اوس سے مقصود دل آزاری شیعون کی ہے۔

یہ خیال بہی غلط ہے مہ فیروز دیلمی جسکی کنیت ابولولو تہی قوم کا آتش پرست مجوس اور حضرت عمر فاروق کا قاتل تہا لکہنو مین شیعہ اوسکی عید مناتے ہین اور باوجودیکہ اسلام سے اوسکو کوئی تعلق نہ تہا صرف قتل عمر کیوجہ سے اوسکو حامی اسلام و ناصر امیر المومنین کہتے ہین ہر سال دھوم دھام سے اسکا جلسہ ہوا تہا اور ناظم صاحب کے مدرسہ مین بڑے جوش و خروش سے اسکے مناقب بیان ہوتے تہے۔ مگر کسی سنی کو شکایت ہوئی اور نہ کسی نے اعتراض کیا قوم کی حالت تباہ ہو رہی ہے سنی و شیعہ اگر اسی طرح قصاص کے لئے موقع کے منتظر رہینگے تو اسلامی حقوق کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ منصوبے ہی سوچتی رہیگی اور بازی

کا فرنگیوں کے ہاتھ میں ہوگی"

کیونکہ بقول آغا قاسمی صاحب یہ ثابت نہیں کہ فیروز دہلی نے مرزا صاحب کو قتل کیا
پھر اُسکی یا اُنکا بیٹے اُنکو کیوں شکایت ہو اور سب اگر ہوا تو یہ سب جایا ہے جھگڑا
لہذا آپکو اعتراض کا کوئی حق نہیں - بلکہ آپکو سوچنا چاہئے کہ یہ سب امور آپ ہی کی
تعلیم و تلقین کی بدولت پیدا ہو رہے ہیں -

اڈیٹر صاحب آپ ان دنوں ان خیالوں میں ہیں جنکی بدولت کا مدار اس خانہ جنگی پر ہے
شائع ہوا اخبار نویس ہیں جو لکھتا ہو کہ خلاف ترجیح کہ قوم کا سب برباد کریں - اپنی ہوش
پھر خیال کیجئے اپنے دعوی صلح کل پر لحاظ کیجئے - اور پھر دیکھئے کہ آپکی یہ تحریر آتش عناد کو تیز
کرنیوالی ہے یا کیا ؟ شیعوں کی تحریروں کو تو آپ بے سبب سخت فقرہ دیتے ہیں پھر اپنی قوم کو بھڑکا
کیوں بتا رہے بتاتے ہیں جو جھگڑا لگانے کی ترغیب دیتے ہیں -

افسوس صد افسوس کہ ایک طرف قوم کی تباہی پر رو رہے ہیں دوسری طرف اسکی
بھی ہدایت کرتے ہیں کہ تم خوب جھگڑا لگاؤ صحابہ پر جو تبرا ہمیں دل آزار نہیں -

آپ کچھ ہو نہ سمجھیں خاندانی مسلمان ہیں ایمان سے کہئے کہ کبھی اپنے خاندان میں بھی اس
بے چارہ پاری کو ستاتا تھا - یا کلکتہ کے اس تازہ بدعت کے سوا کسی ملک کسی شہر میں اسکا
نام سنا تھا - پھر کیوں نہیں اپنی قوم کو ہدایت کرتے کہ دبی ہوئی آگ کو نہ سلگاؤ اسلام
مٹا جاتا ہے جسقدر باقی ہے اسکو رہنے دو ورنہ اسلام کا نام دنیا سے مٹ جائیگا -

ٹرکی کا مبارک انقلاب
منقول از وکیل مورخہ ۲ جون

ہندوستان کے بعض اسلامی اخبارات نے سلطان
عبدالحمید خان کی معزولی کے بعد اون کی بابت
میں جو مضامین لکھے ہیں اُن سے ناظرین یقیناً واقف ہونگے ہمارے معزز دوست
مولوی محمد انشاء اللہ خان ایڈیٹر اخبار وطن لاہور نے اس باب میں خصوصیت کے ساتھ
حصہ لیا ہے - انہوں نے صرف اپنے ہی اخبار میں مضامین لکھنے پر اکتفا نہیں کی - بلکہ مصر کے
مشہور ترین رسالہ المنار میں یہ دو مضمون کسی قدر زبان کی اصلاح کے بعد شائع
کئے گئے ہیں - اور اسی کے ساتھ المنار کے روشن خیال اور عالی دماغ ایڈیٹر نے

موجودہ ٹرکی معاملات کے متعلق مسلمانان ہند کی غلط فہمی رفع کرنیکی غرض سے ان مضامین پر نکتہ چینی کی ہے۔ المنار کی اس نکتہ چینی کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ہمکو پہلے سے یہ بات معلوم تھی کہ ہندوستان کے اخبارات ہمیشہ سلطان عبد الحمید خان کی تعریف مین رطب اللسان رہتے ہین اور اس باب مین کچھ ملمع سازی سے کام لیتے ہین لیکن یہ بات ہمارے وہم مین کبھی نہین آئی تھی کہ وہ دولت عثمانیہ کے حالات سے اس درجہ بیخبر اور جاہل مطلق ہونگے کہ اون کو وہان کی کسی بات کی بھی حقیقت نہ معلوم ہوگی۔ جیسا کہ ان دونوں مضامین سے ظاہر ہوتا ہے۔

ہمکو اول اول کسی قدر اس بات پر یقین تھا کہ ہندوستان کے مسلمان اخبار نویس دولت عثمانیہ کے صحیح واقعات اور وہان کے سلطنت کے اصلی حالات سے کم سے کم یورپ کے اُن اخبارات ہی کے ذریعے سے جن پر تعریف بیجا کرنیکے لئے سلطان کی رشوت کا جادو نہین چل سکتا تھا کچھ نہ کچھ آگاہی ضرور رکھتے ہونگے۔ لیکن وہ ان حالات کو عمداً چھپاتے ہین۔ اور عثمانی اخبارات مین جو تعریف سلطان کی چھپتی ہے (اور وہ جھوٹی مدح کرنے پر مجبور رہتے ہین) یا اُن یورپین اور مصری اخبارات مین (جن کو مدح سرائی کی اجرت سلطان کی طرف سے ملتی ہے) کسی مالی فائدہ کے خیال سے یا اجتہادی غلطی سے جو مداحانہ مضامین شایع ہوتے ہین اُنہین کو ہندوستان کے مسلمان اخبار نویس چھاپ دیتے ہین۔

ہم ایسے خوش عقیدہ اور نیک نیت لوگون کی نسبت جیسے کہ ہمارے ہمعصر ایڈیٹر اخبار وطن ہین حسن ظن رکھتے تھے اور انکو معذور سمجھتے تھے کہ یہ حضرات اس خیال سے حقیقت حال کو شایع نہین کرتے کہ کہین مسلمانان ہند کا تعلق دولت عثمانیہ کے ساتھ کمزور نہ ہو جائے جو اسکو بمنزلہ خلافت اسلامیہ کے سمجھتے ہین۔ بلاشبہ وہ تمام مسلمان جو کسی غیر سلطنت کے محکوم ہو گئے ہین (خواہ وہ سلطنت کیسی ہی قوی اور مغرور کیون نہو) دولت عثمانیہ کو ایسا ہی سمجھتے ہین۔ مصر کے اسلامی اخبارات کی بھی خواہ وہ سلطان عبد الحمید خان کے طرفدار ہون یا نہ ہون یہی پالیسی واقع ہوئی ہے کہ وہ دولت عثمانیہ کے ساتھ تمام دنیائے اسلام کے تعلقات کو مضبوط رکھنے کی کوشش کرتے ہین۔

اس پالیسی کا لحاظ کرنیکے بعد بھی مصر اور ہندوستان کے اسلامی اخبارات کا سلطان عبد الحمید خان کی بیجا تعریف کرنا اور اُن پر جو اصلی عیب گیری کی جاتی تھی اُسکا سختی سے مقابلہ

گرنا ہمیشہ سے ہمارے نزدیک خود دولت عثمانیہ کے لئے ایک نقصان رسان امر تھا۔ اگرچہ ایسی مصاحبت کی بنا خوش اعتقادی اور نیک نیتی پر ہو۔ یا وہ کسی طمع سے اور کسی نفع کی امید پر لکھے جاتے ہوں مگر ان کی وجہ سے گو بعض مسلمانوں کے دل بجائے اسکے وہ خلافت اسلامیہ کے وابستہ ہوں ایک خاص شخص کی ذات سے تمام مسلمانوں کا وابستہ ہو جاتا ہر ایک عاقل کے نزدیک مضر ہے خواہ وہ خاص شخص کیسا ہی مصلح اور مدبر کیوں نہو۔ چہ جائیکہ وہ مفسد ملک اور مخرب قوم ہو اسلئے کہ عقل کا اقتضا یہ ہے کہ تمام دنیائے اسلام کا تعلق کسی فرد خاص سے نہو۔ بلکہ خلافت سے ساتھ ہو۔ سلطان عبدالحمید خان کی ذاتی قوت جس قدر بڑھتی جاتی تھی۔ اسی قدر عثمانی قوم اور دولت عثمانیہ کی قوت کمزور ہوتی جاتی تھی۔ کیونکہ تمام قوم اسکے ہاتھ میں بمنزلہ ایک کٹھ پتلی کے ہو گئی تھی اور وہ جس طرح چاہتا تھا اُن کو نچاتا تھا بڑے بڑے وزیروں مشیروں اور گورنروں کے لئے یہ امر نا ممکن ہو گیا تھا کہ وہ کوئی کام شرع یا قانون کے مطابق مستقل طور پر انجام دے سکیں جس کا نتیجہ قوم کی بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے اور حکومت اور دولت کے لئے اس سے بڑھکر اور کونسی تباہی ہو سکتی ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ غازی احمد مختار پاشا نے بارہا مجھ سے (ایڈیٹر المنار سے) کہا کہ میں نے کئی مرتبہ اس بات کی کوشش کی اور سلطان کو سمجھایا کہ عدلی اور عاملانہ اختیارات علیحدہ علیحدہ کر دئے جائیں تاکہ لوگوں کے جانی اور مالی حقوق کی حفاظت بخوبی ہو سکے اور میں نے اس درخواست میں بڑے بڑے ارکان دولت کو بھی شریک کر لیا تھا مگر سلطان ایسی درخواستوں سے ہمیشہ ناراض ہوتے تھے اور اُن کو سختی کے ساتھ نا منظور کرتے رہے۔ کیا کوئی قوم اس وقت تک ترقی کر سکتی ہے یا کوئی سلطنت اسوقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک قانونی اور سیاسی محکمے جدا جدا نہوں۔

مجھے اس امر کا بھی یقین تھا کہ جس طرح سلطان کی بیجا تعریفیں دولت کیلئے مضر ہیں اسی طرح وہ خود اُن مسلمانوں کے لئے بھی مضرت رسان ہیں جو ان تعریفوں کو سنکر پھولے نہیں سماتے کیونکہ وہ کوششوں سے دست بردار ہو کر دولت عثمانیہ پر بھروسا کر لیتے ہیں۔ جو اُن کو کسی طرح کا نفع پہنچانیکے قابل نہیں ہے آج سے دس سال پہلے ۱۳۱۷ھ کے المنار کے پہلے نمبر میں ہم بعینہ یہی رائے ظاہر کر چکے ہیں۔ حالانکہ اسوقت سلطان عبدالحمید خان کی تباہ کاریوں کا ہلکا

بہت کم علم تہا اور ہم انکے ساتھ حسن ظن رکہتے تھے اور اُن کی نکتہ چینیوں کا جواب دینے کے لئے تیار رہتے تھے آج دس برس کے بعد موجودہ واقعات نے کامل شہادت دی ہو کہ ہماری رائے بالکل ٹہیک تھی اور سلطان عبدالحمید خان کی بے سرائی دولت عثمانیہ کیلئے بہت نقصان وہ ثابت ہوئی۔

آج کل باکثر اسلامی اخبارات اور وہ لوگ جو اُن کی رایوں کے پیرو ہیں عثمانی قوم اور عثمانی سلطنت کی نسبت بدگمانی میں مبتلا ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ آزاد خیال ترک اور ترکی فوج اور ممبران پارلیمنٹ جو تمام ترکی قوم کے نمایندے ہیں سب کے سب نمک حرام اور سلطنت کے دشمن اور غدار ہیں۔ اور صرف سلطان عبدالحمید خان حق پر تھے اور اُن کا تخت سلطنت پر رہنا ایک ایسی چیز تھی جس سے سلطنت عثمانیہ اور اسلام کا بقا ممکن تہا اور اُن کا تخت سے معزول کیا جانا سلطنت عثمانیہ اور اسلام دونوں کے لئے خطرناک ہے بر این عقل و دانش بباید گریست

آخر لوگ یہ کیونکر خیال کرتے ہیں کہ یہ سلطان مصلح ملک و قوم اور ترقی اسلام کا باعث تہا۔ حالانکہ ۳۳ سال تک حکومت کرنیکے بعد بہی وہ اس قابل نہیں ہوا کہ ملک میں امن و امان قائم کرتا اور سلطنت کے حصوں کو محفوظ کہہ سکتا۔ اُسکو اتنی بہی تمیز حاصل نہیں ہوئی کہ وہ اُن لوگوں کو پہچان سکے جو ملک کے اصلی بہی خواہ اور اسکو ترقی دینے والے ہیں۔ وہ سلطنت کیسے باقی رہ سکتی ہے جسکا وجود ایک سنہرے بستر پر لیٹے ہوئے کی ذات سے وابستہ ہو۔ اور جس نے بڑھاپے میں سوا جبر وظلم کے اور کوئی خوبی پیدا نہ کی ہو۔

مصری اخبارات نے سلطان عبدالحمید کی جو بیجا بیخواہیان کی ہیں۔ اُنکا اثر مصر پر بہی قریب قریب ویسا ہی پڑا ہے جیسا کہ ہندوستان میں وہاں کے اخبارات نے پہیلایا ہے۔ یہان (یعنی مصر میں) جب ترکی دستور کا اعلان ہوا تو اس نئے دور کی خوشی میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا گیا اور اس میں بیشمار مصری جمع ہوئے اس جلسہ میں ایک عجیب بات یہ دیکہنے میں آئی کہ حاضرین کا ایک جم غفیر یہ نعرہ لگا رہا تہا کہ سلطان زندہ رہیں اور نوجوان ترک غارت ہوں۔ حالانکہ نوجوان ترک عثمانی قوم ہی کے افراد ہیں جو ملکی اصلاح کے خواستگار ہیں اور جنکی کوشش سے دستوری حکومت حاصل ہوئی ہے۔ انسان کی فطرت میں کس قدر کمزوری ہے کہ آج لوگ سلطان عبدالحمید خان کو ویسا ہی خیال کرتے ہیں جیسا کہ مصر میں قدیم زمانہ

مین فرعون خیال کیاجاتاتہا۔ فرعون نے دعوی کیاتھاکہ انا ربکم الاعلی (یعنی مین تمہارا سب سے بڑا رب ہون) پہرکہاتہاکہ ماعلمت لکم من الہ غیری۔ (یعنی میرے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہین ہے) انجام یہ ہواکہ لوگون نے اسکا کہا مانا اسکو رب سمجہا اور اسکی پرستش کی۔

اس تمہید کے بعد اب مین اپنے دونون ہمعصرون (یعنی وطن اور آبزرور) کی غلطیان ظاہر کرنا ضروری سمجہتاہون جو انکے مضامین سے ظاہر ہوتی ہین۔ ان مضامین مین سلطان عبدالحمید خان کی تعریف مین شاعری اور فصاحت وبلاغت کی تمام قوت صرف کر دیگئی ہے۔ اور اس بات کا دعوی کیاگیاہے کہ تمام دنیائے اسلام سلطان کی معزولی پر مغموم اور اشکبار ہے۔ (الحمدللہ کہ عثمانی دنیا اس واقعہ سے اس قدر مسرور ہے کہ آجتک اسکو کبہی ایسی مسرت اور خوشی کا موقع حاصل نہین ہوا تہا۔ المنار) (اڈیٹر اہلحدیث بہی غور کرین) اصلاح

سب سے پہلے ہم اڈیٹر صاحب اخبار وطن کے دلائل کا جواب دیتے ہین پہرہم ان زائد باتوں پر غور کرینگے جو اخبار آبزرور نے اپنے مضمون مین تحریر کی ہین۔

ہمارے ہمعصر وطن کا دعوی ہے کہ سلطان عبدالحمید خان نے دنیا پر یہ بات ثابت کر دی ہے کہ وہ دستوری حکومت کو پسند کرتے تھے۔ اور سچے دل سے اسکے حامی تھے جسکی سند حسب ذیل دلیلین دی گئی ہین۔

(۱) جب ان سے دستوری حکومت طلب کی گئی تو انہون نے بغیر خون بہائے دستوری کا حق عطا کردیا۔

(۲) انہون نے بار بار تصریح کی کہ مین دستوری کا حامی ہون۔

(۳) پارلیمنٹ کو انہون نے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہین کی۔

(۴) انکی ذاتی حفاظت کیلئے جو فوج تہی اسکو انہون نے محکمہ جنگ کے ماتحت کردیا پہر وہ وہ محافظ فوج کے قسطنطنیہ سے باہر بہیجدینے پر رضامند ہوگئے۔

(۵) آخر مین جب سالونیکا کی فوج قسطنطنیہ مین داخل ہوئی اور اسنے قصر یلدیز پر قبضہ کرناچاہا تو سلطان نے اپنی محافظ فوج کو لڑائی سے باز رکہا حالانکہ انکو یہ قدرت حاصل تہی کہ وہ اپنی محافظ فوج کو باہر نہ جانے دیتے۔ نیز وہ ایک بہت جنگی فوج مقابلہ کیلئے جمع کرسکتے تھے اور جب

فوج نے انجمن اتحاد و ترقی سے انحراف کیا اُسکو جنگ پر آمادہ کر سکتے تھے -

(۲) کسی بڑی یوروپین طاقت کی حمایت مین آنا اُنہون نے منظور نہین کیا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ دستور کے سچے بہی خواہ تھے اور قوم اور ملک کو خطرہ مین ڈالنا نہین چاہتے تھے یہ دلیلین ہین جو اخبار وطن کے ایڈیٹر صاحب نے پیش کی ہین - لیکن ہم کہتے ہین کہ یہ تمام دلیلین سراسر غلط ہین ترتیب وار ہم ہر ایک دلیل کے متعلق لکھتے ہین -

(۱) سلطان نے اپنے اختیار اور رضامندی سے دستور کی منظوری نہین دی - بلکہ جب دستور کی درخواست کی گئی تو اسکے ساتھ قسطنطنیہ یلدز روزہ پر ایک نہایت زبردست فوج بھی موجود کی گئی تھی جو نامنظوری کی صورت مین فوراً حملہ آور ہوتی - یہ خوفناک منظر دیکھکر سلطان نے اپنے مشیرون اور صلاح کارون کو جمع کیا - اپنے خاص مشیر سعید پاشا سے بھی مشورہ کیا جسپر انکو سب سے زیادہ اعتبار تھا - تمام رات اُن کے باہم مشورے ہوتے رہے - اور صبح تک معاملے کے ہر پہلو پر کافی غور کر لیا گیا - اور یقین ہو گیا کہ اس فوج کا مقابلہ کسی قوت کے ساتھ بھی ناممکن ہے یہ بات بھی قطعی طور سے ثابت ہو گئی تھی کہ قلعہ قسطنطنیہ کی فوج بھی سالونیکا کی فوج کے ساتھ درپردہ متفق ہے - اور وہ مقابلہ کرنا تو درکنار خود اُنہی کی امداد کریگی پھر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صرف قلعہ کی فوج ہی نہین بلکہ یلدیز کی محافظ فوج مین بھی سالونیکن فوج کی ہمدردی کے جراثیم پھیلے ہوئے ہین - اُن تمام مشکلات کا خیال کرکے اُنہون نے اپنی تئین سخت مجبور پایا اسکے بعد سلطان نے شیخ الاسلام سے اس بات کا فتوی لکھوانا چاہا کہ سالونیکا کی فوج باغی ہے اور باغیون سے لڑنا لازم ہے جسکا مدعا یہ تھا کہ وہ مذہبی رنگ مین اس لڑائی کو شروع کرین - مگر شیخ الاسلام نے کہا کہ ان کا باغی قرار دیا جانا ناممکن ہے - اسلئے کہ وہ ایک شرعی اور قانونی حق یعنے دستوری حکومت طلب کرتے ہین جس کا خدا نے بھی حکم دیا ہے - الغرض ہر طرف سے مجبور اور لاچار ہو کر با دل ناخواستہ دستور کو منظور کرنا پڑا - اسکے بعد سلطان نے مکاری اور فریب کے ہتھیار استعمال کرنے شروع کئے تاکہ دستور ملیامیٹ کر دیا جائے اور اسکے حامی نیست و نابود کر دیئے جائین جیسا کہ ۱۸۷۶ء مین کیا تھا - اس مکاری اور فریب کے ثبوت دینے کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ اس آخری فتنہ مین معزولی وقت وہ تمام مکاریان اور روباہ کاریان جو دستور کے

تو شمنی کے لئے کی گئی تھین اسطرح نمایان ہوگئی ہے جس طرح روز روشن مین آفتاب۔

شاید اب ہماری ہندوستانی ہمعصرونکو اسبابات کا علم ہو گیا ہوگا کیونکہ پہلے جو کچھ انہون نے لکھا تھا وہ قبل از وقت تھا۔ اور موجودہ شورش کے اصلی اسباب سے اُن کو واقفیت نہ تھی۔

(۲) سلطان نے بار بار اس امر کی تصریح کی کہ مین دستور کا حامی ہون۔ یہ ایک ایسا دعوی ہے جسکی کوئی دلیل نہین ہے۔ انجمن اتحاد و ترقی کے متعلق جو سلطان نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا یا اسکا ممبر بنایا پریسیڈنٹ ہونا منظور کیا۔ یہ بھی اُن کی ایک مکاری اور روباہ کاری تھی ہم شروع عہد حکومت سے آجتک اُن کے ہزارہا فریبون اور مکاریون کو جانتے ہین مگر انکا ذکر چھیڑنا پسند نہین کرتے۔

(۳) پارلیمنٹ کو انہون نے کوئی نقصان پہنچانیکی کوشش نہین کی۔ یہ ایک ایسا جملہ ہے جسکا مطلب ہم نہین سمجھ سکتے۔ کیا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے ممبرون کے قتل کرنیکے لئے قصر یلدیز کی فوج بھیجدیتے۔ اور کیا یہ ممکن تھا جبکہ ان ممبران پارلیمنٹ کی حفاظت کیلئے تمام بری اور بحری فوجین کمربستہ تھین یہ تو صرف وہی شخص خیال کر سکتا ہے جسکے دماغ مین عقل موجود نہو یہ امر صاف ظاہر ہے کہ جب تک وہ طاقت نہ توڑی جا جس نے دستوری حکومت قائم کی تھی سلطان کو خود مختارانہ حکومت کسی طرح واپس نہین مل سکتی تھی۔ سلطان نے مذہب کے بہانہ سے فوج کو نوجوان ترکون کے برخلاف اکسانا چاہا اور انجمن اتحاد و ترقی کو برباد کرنے کی کوشش کی۔ اس بات کی مطلق پروا نہین کی گئی کہ اس خطرناک فریب سے ملک اور قوم پر تباہی آجائیگی۔

(۴) سلطان نے اپنی ذاتی حفاظت کی فوج کو محکمہ جنگ کے ماتحت کر دیا مگر نہین دیا۔ بلکہ آخرکار جب محکمہ جنگ نے ان محافظون کو قصر یلدیز سے بدلنا چاہا تو سلطان نے بہت حیلے حوالے کئے پھر مقابلہ کرنیکی بھی کوشش کی۔ مگر مقابلہ ناممکن ثابت ہوا کیونکہ تمام فوج اور جنگی جہاز محکمہ جنگ کے ہاتھ مین تھے اور اسنے یہ قانون بنا دیا تھا کہ اسکے احکام کی خلاف ورزی مین سزائے موت دی جائیگی۔ مجبوراً اس فوج کو جو سلطان کی محافظ تھی محکمہ جنگ کے حکم پر عمل کرنا پڑا ورنہ قصر یلدیز پر خونون مین سرخ کر دیا جاتا۔

(۵) سلطان نے قصر یلدیز کی محافظ فوج کو لڑائی سے باز رکھا۔ اسکا سبب ہمدردی یا ملک و قوم کی محبت ہرگز نہ تھی بلکہ محض یہ وجہ تھی کہ مقابلہ ناممکن ہوگیا تھا کیونکہ سالونیکا کی فوج نے قسطنطنیہ

کے فوجی مقامات اور قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا قصر یلدیز کا پانی - روشنی - اور رسد سب کچھ بند کر دیا تھا اگر ایسی حالت میں قصر یلدیز کی فوج مقابلہ کرنے کی کوشش بھی کرتی تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ توپوں کے گولوں سے یلدیز کے پرخچے اڑ جاتے اور سلطان کی جان جاتی - اور کیا نتیجہ ہوتا؟

(۷) سلطان کسی بڑی یوروپین طاقت کی حمایت میں نہیں آئے - اسکی وجہ بھی یہ ہے کہ ایسا کرنا ممکن نہیں تھا - خاصکر اسوقت جبکہ اُن کو اپنی اس مکاری کی چال سے بھی کوئی کامیابی نظر نہیں آئی - ہم کو نہایت تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے ہندوستانی بھائی یہ کیسے خیال کرتے ہیں کہ سلطان اس فتنہ کے بانی نہیں ہیں - قسطنطنیہ کی فوجیں سالونیکا کی فوجوں سے کیسے لڑسکتی تھیں - اگر اُن کو سلطانی اشارہ نہوتا یہ صرف سلطانی اشارہ ہی کا سبب تھا کہ وہ اپنے اپنے افسروں کے حکم سے باہر ہوگئے اور اُنہوں نے چلانا شروع کیا کہ سلطان زندہ رہیں اور دستور غارت ہو نیز اُنہوں نے انجمن اتحاد و ترقی کے ممبروں کو ایک طرف سے قتل کرنا شروع کر دیا - آخر بجز سلطان کے وہ اور کس کے بل پر ناچتے تھے - اگر اس شورش کے ختم ہونے کے بعد واضح اور قطعی دلائل اس بات کے نہی ملتے کہ سلطان ہی اس فتنہ کے بانی تھے تو کم سے کم اس ایک بات سے جس کا ہمنے ذکر کیا یہ امر خیال میں آسکتا تھا کہ اصلی بانی فساد وہی ہیں -

جب سلطان عبد الحمید خان نے اُس فوج میں فتنہ و فساد پیدا کر دیا جو انجمن اتحاد و ترقی نے بھی تھی تو اُسوقت تو اور بھی مصیبت نازل ہوتی جبکہ پہلی محافظ قصر یلدیز میں موجود ہوتی جس کو سلطان نے ناز و نعمت کے آغوش میں پالا تھا - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محمود شوکت پاشا نے بہت ہی اچھا کیا جو اس نابکار فوج کو اُس سلطان کے قصر سے دور ہٹا دیا جس کے گوشت پوست بلکہ ہڈیوں تک میں استبداد کی روح حلول کر گئی تھی - یہ محافظ محمود شوکت پاشا سے سرکشی کر کے تیار تھی مگر آخر کار بزور دفع کی گئی - کیا محافظ فوج کے متعلق ہماری یہ دلیل ہمارے دوست اڈیٹر "وطن" کی دلیل سے زیادہ صحیح اور قوی نہیں ہے -

اسکے بعد اڈیٹر صاحب اخبار وطن نے حسب مندرجہ ذیل سلطان کے وہ قومی اور ملکی کارنامے گنائے ہیں جو اُنہوں نے اعلان دستور سے پہلے انجام دیئے ہیں - مگر وہ ایسے دعوے ہیں جن کے ساتھ کوئی دلیل نہیں ہے :-

(۱) وہ لکھتے ہین کہ سلطان نے خزانے کی اصلاح کی اور اسکو معمور کر دیا۔ اور یوروپ کے بازارون مین یوروپ کی کسی بڑی سے بڑی سلطنت کے برابر اپنا مالی اعتبار قائم کر دیا۔

یہ دعوی ایسا عجیب و غریب ہے کہ جہانتک مین خیال کرتا ہون آجتک کسی شخص نے دیانتداری سے یا اجرت لیکر بھی سلطان کی کبھی ایسی تعریف نہین کی۔ اس سلطان کے مداح اسکی ایسی تعریف لکھتے تھے جن کو ہر شخص جھوٹ نہ سمجھے۔ ایسی بدیہی غلط مدح سرائی کسی نے نہین کی۔ سلطان عبد الحمید خان نے سلطنت کی مالی حالت اس قدر خراب کی ہے کہ یوروپ کے کسی بازار مین ذرہ برابر بھی اس سلطنت کا اعتبار نہین رہا۔ کوئی قوم اسکو قرضہ نہین دیسکتی تھی جبتک کہ وہ سلطنت کی کسی خاص آمدنی کے ذریعے پر بطور ضمانت کے اپنا قبضہ نہ کرلے۔ چنانچہ آج سلطنت کی آمدنی کے بہت سے ذرایع اسی طرح کے ملکی قرضون مین مکفول ہین۔ اس سلطان کے عہد حکومت مین کوئی بجٹ تیار نہین ہوتا تھا جسپر حکومت کا دار و مدار ہو۔ وہ سلطنت کی آمدنی مین سے لاکھون پونڈ خود ضبط کر لیتے تھے سوالیون اور حاکمون کو قوم اور ملک کے لوٹنے کی عام اجازت تھی۔ بشرطیکہ خود سلطان کو بھی اسمین سے کچھ حصہ ملتا رہے۔ اعلان دستور کے بعد ایک مشہور فرانسیسی مالیہ دان موسو یوران مالی حالت کی درستی کیلئے بلوایا گیا تھا۔ مگر جب اُسنے مالی حالت اچھی طرح معائنہ کیا تو کہا کہ یہان کے مالیہ کی اصلاح نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ اور آخر کار وہ بھاگ گیا گورنمنٹ باوجود ہزار کوشش کے ابتک پارلیمنٹ کے سامنے کوئی بجٹ پیش نہین کرسکی۔

ہان! سلطان نے سلطنت کے خزانے کو برباد کر کے اپنا شخصی خزانہ خوب آباد کیا تھا۔ لاکھون پونڈ قصر یلدیز کے صندوقون مین بھرے رہتے تھے یا یوروپ کے بنکون مین جمع کیے جاتے تھے۔ لاکھون پونڈ کی رقم شہوت پرستی اور جاسوسون کی تنخواہ مین صرف کی جاتی تھی حالانکہ سلطان کو یہ علم بھی تھا کہ فوج کو نہ کھانے کو ملتا ہے نہ پہننے کو۔ یہانتک کہ یمن مین فوج کے جو سپاہی رہتے تھے۔ ان کو بھوک کی سختی سے حنظل کیطرح کھانے پڑتے تھے جس سے اُن کی آنتین کٹ کٹ جاتی تھین۔

(۲) وطن نے لکھا ہے کہ جدید قواعد جنگ کے مطابق سلطان نے فوج کو مرتب کیا۔ ہم کہتے ہین کہ دولت عثمانیہ قدرتی طور پر ایک جنگی سلطنت ہے سلطان محمود نے یہان کی فوجون کو یوروپ کے طریقے پر آراستہ کیا تھا اور یہان کی فوجی حالت ترقی کر چلی تھی۔ مگر عبد الحمید خان نے اپنی تدبیرون

سے اسکی ترقی کی رفتار کو بہت سست کر دیا تھا اور بحری اور بری فوجون کے کامون مین خلل آگیا۔ توپخانہ۔ لوہخانہ۔ اور بارود خانہ وغیرہ کی حالت بجائے ترقی کرنیکے بہ نسبت پہلے کے بھی ابتر ہوگئی۔ اگر ترقی کی یہی رفتار چلی جاتی تو آج ہمکو یورپ کے کارخانون سے گران قیمت پر سامان جنگ خریدنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ یہ خرید سامان بھی دربار سلطانی کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ تھا جس سے وہ اُس رقم کو جو فوج کیلئے رکھی جاتی تھی۔ اپنے ہاتھ مین لیکر اُسکا بہت سا حصہ ہضم کر جاتا تھا۔ اس قسم کی بے ترتیبیان غبن اور بڑی بڑی خیانتین فوجی ترقی مین رکاوٹ کا باعث ہوگئین اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہم ہر چیز مین یورپ کے محتاج ہوگئے۔ سلطان نے فوجی تعلیم کو روکنا چاہا۔ اور کئی بار قصد کیا کہ جنگی کالج توڑ دیا جائے فوجی افسرون کی ترقی خاص سلطان کے ارادہ اور مرضی پر موقوف ہوگئی۔ اس بات کا خیال نہین رہا کہ جو افسر ترقی کا استحقاق رکھتا ہے اُسکو ترقی دیجائے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیمیافتہ فوجی افسر اس سلطان کے زمانہ مین بے عزت اور جلا وطن کئے گئے یہ دردناک داستان بہت طویل ہے ان خرابیون اور تباہیون کی کہانتک تفصیل کیجائے جو اس سلطان کے زمانہ مین واقع ہوئی ہین۔

(۳) سلطان نے تعلیم پھیلانے کی بہت کوشش کی۔ اور علوم جدیدہ سلطنت مین رائج کئے۔ ہم کہتے ہین تعلیم ہر سلطنت کیلئے ایک لازمی شی ہے خاصکر اس زمانہ مین۔ ترقی کے اصول کے مطابق ٹرکی کو اگر وہ انگلستان یا فرانس کی برابر نہو تو کم سے کم جاپان کے برابر تو ہونا چاہیے تھا۔ مگر عبدالحمید خان نے نہایت سختی کے ساتھ علم کو مٹانے کی کوشش کی۔ اور ٹرکی کے تمام مدارس کو بچون کا کھیل بنا دیا۔ دینی طلبا کے امتحان کا جو طریقہ تھا وہ اُٹھا دیا گیا طلبا نے پڑھنا اور علمی بحث کرنا چھوڑ دیا۔ اعلان دستور کے بعد جب اُن کے امتحان دینے کا حکم دیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ امتحان دینے سے بالکل عاجز ہین۔ اسلئے مجبوراً اس سال درگذر کرنی پڑی۔ اب سال آیندہ سے امتحانات جاری کئے جائینگے۔ ٹرکی کے عام وخاص سب لوگ جانتے ہین کہ سلطان کی نگاہ مین دینی اور دنیوی علوم مین مشغول ہونے سے زیادہ اور کوئی جرم نہین تھا خوف کے مارے لوگون نے علم کی تحصیل ترک کر دی تھی۔ اس سلطان کی حکومت کے آخری زمانہ مین ہزارون خانہ تلاشیان ہوئین پولیس کے سپاہی لوگون کے گھرون کو کتابین ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالتے اور جلاتے تھے۔ اور کتابونکے مالکون کو سزا دی جاتی تھی۔ تلاشی کے خوف سے بہت لوگ خود اپنی کتابین خود جلا دیا کرتے تھے بہت سے لوگون نے کتابین زمین مین دفن کر دی تھین

ملک شام مین ایک سال کے اندر ہزارون قلمی اور مطبوعہ کتابین جلائی گئین - اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ عبد الحمید خان نے علم کی کیسی حمایت کی - اور اس زمانہ مین کیسے کیسے بڑے محقق اور موجد پیدا ہوئے -

(۴) وطن لکھتا ہے کہ سلطان عبد الحمید خان نے اپنی حکومت کے ۳۳ سال قومی اور ملکی بہبودی مین بسر کئے - ہم کہتے ہین کہ قومی اور ملکی بہبودی مین نہین بلکہ قومی اور ملکی بربادی مین - عبد الحمید خان نے قوم اور ملک کو ایسا تباہ کیا کہ اس تباہی کی نظیر نہین مل سکتی ہماری ہندوستان کے مسلمان بھائی جو بیجا مین زبان سے نکالتے ہین انھون نے نہ اپنی آنکھون سے کچھ دیکھا اور نہ کچھ آزمایا برخلاف اسکے ہم اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین اور کانون سے سنتے ہین اور اُن بدبختیون کو جھیل رہے ہین جو اس سلطان کی بدنظمی اور بدتدبیری سے ہم پر نازل ہوئی ہین -

(۵) وطن نے لکھا ہے کہ سلطان نے رستے درست کئے ریل کی سڑکین بنائین - اور آبپاشی کیلئے نہرین جاری کرائین - حقیقت یہ ہے کہ قوم کے لئے اس سلطان نے کچھ نہین کیا البتہ حجاز ریلوے اسکا ایک کام ہے جو محض اس خوف سے تعمیر کرائی گئی تھی کہ مبادا حجاز مین عربی خلافت جداگانہ قائم ہوجائے - غیر ملکون کی کمپنیون کو ریل کے جو ٹھیکے دیئے انکی بنیاد بھی خودغرضی پر تھی - کیونکہ انھین لوگون کو ٹھیکہ دیا جاتا تھا جو کافی رشوت دیتے تھے اور کمپنی کے بہت سے حصے خاص سلطان کیلئے رکھے جاتے تھے سچ یہ ہے کہ اس سلطان نے ملکی اور قومی بہبودیون کو اپنی شخصی اغراض کے عوض مین بیچ ڈالا تھا - رہا نہرون کا ذکر سو ہم اڈیٹر صاحب اخبار وطن سے دریافت کرتے ہین کہ وہ ذرا یہان آکر ہمین دکھائین کہ وہ نہرین کہان ہین - ملک کے وہ کونسے حصے ہین جو ان نہرون سے فائدہ اٹھاتے اور مالا مال ہوتے ہین -

(۶) وطن نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ سلطان نے سلطنت کو ضایع ہونے سے بچایا - ہم کہتے ہین کہ سلطان نے اپنی حکومت کے زمانہ مین ایک تہائی سلطنت ضایع کردی - اور اگر وہ خود مختار کے ایک سال بھی اور رہجاتے تو مقدونیہ کے تینون حصے ہاتھ سے نکل جاتے - انجمن اتحاد و ترقی نے انقلاب کی تحریکون مین اسی وجہ سے نہایت عجلت سے کام لیا کہ ان کو یقین ہوگیا تھا کہ تمام دول یورپ مقدونیہ کو سلطنت عثمانیہ سے آزاد کرنیپر تلی بیٹھی ہین اور اسکے انسداد کی کوئی تدبیر

اسکے سوا نہیں کہ دستور قائم ہو۔

جو لوگ بڑے بڑے مدبر ہیں۔ اُن کے نزدیک اس سلطنت کے باقی رہنے کی مدت کا زیادہ سے زیادہ اندازہ صرف پانچ سال لگایا جاتا تھا یعنے اگر سلطان کی خود مختاری بحال رہتی تو پانچ سال بعد یہ سلطنت ہرگز مسلمانوں کے ہاتھ میں باقی نہ رہتی۔ اب تک اسکے باقی رہنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ یوروپ کی سلطنتیں باہمی طاقت کے موازنہ کے لحاظ سے خاموش تھیں میں نے غازی احمد مختار پاشا سے جو سلطنت عثمانیہ کے نہایت نامور مشیر اور بہت بڑے سپہ سالار ہیں اور جو سلطنت کے اندرونی رازوں سے کامل طور پر باخبر ہیں بارہا سنا ہے "کہ اگر تمام یوروپین سلطنتیں متفق ہوکر اسلامی سلطنت اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتیں تو اتنا نقصان کبھی نہ پہنچا سکتیں۔ جتنا کہ صرف عبدالحمید خان کی ذات سے پہنچا ہے" ہمارے ہندوستانی مسلمانوں بھائیوں کو غازی احمد مختار پاشا کے اس قول سے عبرت پکڑنی چاہیئے۔

اخبار آبزرور نے ایک خاص الزام لگایا ہے کہ ٹرکی کی دستوری حکومت نے بلگیریا اور بوسنیا کو ہرزیگوونیا کو ہاتھ سے دیدیا۔ لیکن یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ یہ تمام صوبے ہمارے ہاتھ سے روس کی آخری لڑائی میں نکل چکے تھے۔ اور یہ لڑائی صرف عبدالحمید خان کی فتنہ پردازیوں سے ہوئی تھی۔ تاکہ لوگ دستور کے خیال سے غافل ہوجائیں اور اسکے برباد کرنے کا موقع مل جائے۔ اسکے بعد مدحت پاشا نے بہت کوشش کی کہ وہ کسی طرح اس نقصان کی تلافی کرسکیں مگر یہ امر ناممکن ہوگیا تھا۔

آبزرور لکھتا ہے کہ عبدالحمید خان کے دشمن بھی اسکی سیاست دانی اور ملک داری کی قابلیت کے معترف تھے۔ ہم بھی اس بات کے قائل ہیں کہ بیرونی سیاست میں یہ سلطان بڑھا ہوا اور دو بڑا کاروا قع ہوا تھا۔ اور دول یوروپ کے سفیروں کی بیویوں کو بیش قیمت جواہرات بطور رشوت کے دیا کرتا تھا لیکن ہم ایڈیٹر صاحب اخبار آبزرور سے پوچھتے ہیں کہ وہ عبدالحمید خان کے دشمنوں کی۔ یا دوستوں کی کوئی ایسی شہادت پیش کرسکتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ اُسنے ملک اور قوم کی دولت کو ترقی دی یا جاپان کے میکاڈو کی طرح علم اور انصاف کی روشنی پھیلائی۔

آبزرور یہ بھی لکھتا ہو کہ اس بات کا تو انکار ہی نہیں کیا جاسکتا کہ سلطان کو اسلام سے بہت محبت تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ آجتک کوئی بادشاہ مسلمانوں میں ایسا نہیں ہوا جس نے حدیث

حنفیہ اور عقاید کی کتابون مین اس طرح کی تبدیل وتحریف کرائی ہو جیسی کہ اس سلطان نے کرائی ہے۔ اگر چاہیے ہوتا اور تمام اسلامی دنیا اسکے قبضے مین ہوتی۔ تو یقیناً وہ قرآن کی بہت سی آیتون کو بدلوا دیتا۔ اور آیت شوری کو تو کبہی قرآن مین رہنے نہ دیتا! ہان! اسکو یہ خواہش ضرور تہی کہ وہ مسلمان جو دوسری سلطنتون کے زیر حکومت ہین۔ اسکو خلیفہ مانین۔ تاکہ اُن سلطنتون کی نگاہون مین اسکی وقعت رہے۔ اور اس طرح اُسکی خود مختاری مین کوئی خلل نہ آئے۔

یہ بہی ظاہر کیا گیا ہے کہ سلطان کام بہت کرتے تھے۔ یہ ٹہیک ہے۔ مگر سلطان مذکور اس قسم کے کام کرتا تھا جو قوم اور ملک کیلئے ہلاک ہوتے تھے۔ وہ جاسوسون کی رپورٹین پڑہا کرتا تہا جو اب تک قصر یلدیز مین محفوظ ہین۔ اور اُن کی کثرت کا یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ سلطان عبد الحمید خان کی مدت حکومت یعنی ۳۳ سال کے عرصہ مین بہی کوئی شخص اُن کو نہین پڑہ سکتا۔

یہ خیال کہ یہ سلطان عیش پسند نہین تہا بالکل جہوٹا اور غلط ہے۔ یورپ بھر مین بہترین شراب پینے والا وہی تہا۔ سینکڑون پری پیکر عورتین اُسکے محل مین موجود تہین۔ اور اُسکے روبرو گانا۔ ناچنا۔ باجا۔ تھیٹر وغیرہ سب کچھ ہوتا تہا۔

ہمارے ہندوستانی مسلمان بہائیون پر یہ امر واضح رہے کہ جو کچھ ہمنے لکہا ہے اپنے علم اور تجربہ سے لکہا ہے۔ اور اس سے ہماری غرض صداقت اور عام قومی خیر خواہی کے سوا اور کچھ نہین ہے اس سے ہماری کوئی خاص غرض نہین ہے۔ نہ ہم انجمن ترقی واتحاد کے ممبر ہین۔ بلکہ ہم گذشتہ زمانہ مین اس انجمن کی بعض بعض کارروائیون پر تنقید بہی کرتے رہے ہین ہمنے صرف غلط فہمی رفع کرنیکے خیال سے صحیح صحیح باتین لکہدی ہین۔

آخر مین ہم اتنا اور کہنا چاہتے ہین کہ دونون ایڈیٹر اسبات کا خوف کرتے ہین کہ مبادا عبد الحمید خان کی معزولی کے بعد دولت عثمانیہ تباہ و برباد ہو جائے۔ ہم کہتے ہین بلاشبہ جس راستے پر عبد الحمید خان اسکو لے جا رہا تہا۔ وہ بلاشبہ تباہی و بربادی کا رستہ تہا۔ اگر خدانخواستہ یہ دولت برباد ہوگی تو اسکی بربادی کا باعث سلطان عبد الحمید خان ہی ہوگا اور اگر اسکو عروج اور ترقی ہوگی تو وہ دستور کا نتیجہ ہوگا جو عثمانی قوم کے ترکش کا آخری تیر ہے۔ مسفر ان علاء الملک اسٹیشوشن۔

اصلاح اس تحریر کو دیکھکر آپکو معلوم ہو سکتا ہے کہ اصلی حالت سلطان کی کیا تہی

جیسا ایک عرصہ سے خود وکیل۔ پیسہ اخبار۔ وطن۔ البشیر۔ اہلحدیث کرزن گزٹ۔ الحکم کیسا کچھ شور وغل مچا رہے تھے کہ معزولی کے قبل خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حافظ حرمین شریفین کی صدا لوگوں کے کان پھٹا جاتا تہا۔ اب وہی سلطان ہین کہ معزول ہونے کے بعد شرابخوار۔ زناکار۔ عیاش۔ بنائے جاتے ہین۔

اسی پر آپ خلفائے ثلثہ کی بیچ دشنا کو قیاس کرسکتے ہین کہ جب ایک معمولی سلطان کہ جسکی حکومت نہایت ہی محدود تہی اختیارات محدود۔ اسقدر کاغذ سیاہ کئے گئے تو خلفائے ثلثہ کیلئے کیسی حدیثین روایتین وضع ہوئی ہونگی جنکی حالت بہی آپکو اون کتابون سے معلوم ہوسکتی ہے جنمین احادیث موضوعہ کی چھان بین کی گئی ہے۔ حالانکہ ہنوز اونمین بہی پوری تنقیح نہین کی گئی ہے کیونکہ اوسکے مصنفین بہی وہی لوگ ہین جو خلفائے ثلثہ کے طرفدار اور خلیفہ ماننے والے تہے۔ پس جو لوگ اہل علم ہین وہ جانتے ہین کہ ممکن نہین رسول اللہ ایسے اشخاص کی [illegible] برابر بہی تعریف کرسکین جنکا دل نور ایمان سے خالی تہا۔

ہم بقسم شرعی کہتے ہین کہ سلطان کی مجموعی حالت پہر بہی خلفائے ثلثہ سے بہتر تہی کیونکہ سلطان مسلمانون کے خاندان مین پیدا ہوے۔ خلفائے ثلثہ خاندان کفر و شرک مین متولد ہوئے۔ سلطان کے یہان اگر ازدواج باقاعدہ کا دستور نہ تہا۔ تو خلفائے ثلثہ کا خاندان نسبی حیثیت سے کسی طرح قابل اطمینان نہین۔ سلطان نے کبہی بت پرستی نہین کی ہوگی وہ لوگ تیس چالیس برس کی عمر تک برابر بت پرست رہے۔ سلطان کو کوئی موقع نہ ملا کہ خود رسول اللہ کو ایذا دین۔ وہ لوگ برابر ایذائین دیتے رہے۔ سلطان کی نسبت مشہور ہے وہ سادات کی توقیر کرتے تھے۔ مگر آہ خلفائے ثلثہ نے خود بضعۃ الرسول کو وہ ایذا دی کہ صحیح بخاری مین ہے ماتت ولم تکلمہ یعنی مرگئین حضرت فاطمہؑ اور ان سے باتین نہ کین ولم یوذن بہا ابابکر اور حضرت ابوبکر کو خبر بہی نہ دی گئی کہ جناب سیدہ نے انتقال کیا۔

سلطان کو جب معزولی کی خبر دی گئی وہ تقدیر کہ خاموش ہوگئے مگر خلیفہ ثالث نے نہ صحابہ کے اس فرمان کو مانا نہ تخت خلافت سے علحدہ ہوئے بلکہ ورقے قرآن کو گود مین لیکر بیٹھے کہ شاید اس ذریعہ سے جان بخشی ہو مگر جب صحابہ نے بچشم خود دیکھا تہا کہ خلیفہ نے ہزارون نسخے قرآن

نے بڑی بے دردی سے جلادئے۔ وہ اس فریب مین کب آسکتے تھے ۔

سلطان کی نسبت یہ فقرہ "اگر چھاپہ ہوتا اور تمام اسلامی دنیا اسکے قبضہ مین ہوتی تو یقینا وہ قرآن کی بہت سی آیتونکو بدلوا دیتا اور آیت شوریٰ کو تو کبھی قرآن مین رہنے دیتا"

آپکو تیرہ سو برس قبل کا واقعہ بہت اچھی طرح یاد دلاتا ہے۔ کہ جب چھاپہ خانہ تھا نہ خود قرآن ہی مرتب نہ تھا کیونکہ اوسکے کل مسودات تو صرف جناب امیرؑ کے پاس تھے جسے حضرت امیرؑ نے حسب وصیت رسولؐ دو ہی چار روز مین جمع کیا تھا۔ تو ان خلفانے اوسکے ساتھ کیا کیا ہوگا کہ نہ جمع کردہ جناب امیرؑ کو لیا نہ اون صحابہ کو شریک جمع قرآن کیا جنہین رسول اللہ نے تعلیم قرآن کے لئے معین کیا تھا اور اسکو تو سب جانتے ہین کہ ساری اسلامی دنیا پر انہین کا قبضہ تھا تو آپ ہی بتائیے انلوگو نے کیا کیا ہوگا۔

کیا آپنے تفسیر معالم التنزیل وغیرہ مین نہین دیکھا ہے کہ قرآن مین منسوخ التلاوۃ کے نام تھے کیا آپنے نہین دیکھا ہے کہ سورہ برأت۔ سورہ بقرہ کے برابر تھا سورہ احزاب کی دو سو سے زیادہ آیتین تھین۔ پھر بتائیے وہ آیتین کیا ہوین وہ سب نام کیا ہوئے۔

سلطان کی نسبت جب اسطرح کی تحریف ایسی حالت مجبوری مین متیقن ہے تو کیا آپکا تغیر خلفائے ثلثہ کی کبھی طرح مشکوک رہ سکتا ہے جبکہ آپکو بخوبی معلوم ہے کہ مروان نے اوس قرآن کو بھی جلوا دیا جسے حضرت ابوبکر نے جمع کرایا تھا اور حضرت عمر نے صاف کرایا تھا اور دس برس تک اوسکے درست کرنے مین صرف کئے۔ اور اوسکو حضرت عمر نے اپنے بعد والے خلیفہ کو نہین دیا بلکہ اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کو دیا جو اونکی حفاظت مین رہا اور حضرت عثمان نے بہت سے معاہدے کرکے اوس قرآن کو حضرت حفصہ سے لیا تھا اور پھر واپس بھی کیا مگر حضرت حفصہ کا مرنا تھا اوسی وقت کہ ابھی ابن عمر دفن کرکے آئے ہین اور مروان کا پیادہ پہونچا جسنے بزور حکومت وہ قرآن ابن عمر سے لیا اور مروان نے اوسکو تلف کیا۔

اب آپ ہی غور فرمائے کہ آخر اوس قرآن مین کیا تھا جو اسطرح غارت کیا گیا کوئی بات تو ضرور تھی۔ لیجئے اب وہی مسئلہ کشف لسان بیان ہی چلا جو اصول اہلسنت ہے کہ ہم صحابہ کے بارہ مین زبان بند کرے جہتی جاتی ہوئی بات کو ایمان سمجھنا چاہئے دیکھ بھال کے اندھے بنو۔ کیونکہ جب سلطان

لگے یہ حالات ظاہر ہونے لگے تو مسلمانونکا وہی پرانا ایمان پھر جوش زن ہوا چنانچہ اخبار وکیل مورخہ ۱۲ جولائی رقمطراز ہے۔

"المنار کے مضمون کی اشاعت کے بعد متعدد خطوط ہمیں وصول ہوئے ہیں جنمیں بعض اصحاب نے ان پوست کندہ حالات پر حیرت و افسوس کا اظہار کیا ہے۔ بعض نے انکے ماننے سے بالکل انکار کر دیا ہے اور بیچارے المنار کو صلواتیں سنائی ہیں اور بعض حضرات نے انکی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مقتضائے مصلحت یہ تھا کہ اب ان کی اشاعت موقوف رکھی جاتی۔ اور جو خیالات سالہا سال سے لوگوں کے دلوں میں جڑ پکڑ چکے تھے۔ اُن کو ایسی بیدردی سے اُکھاڑ کر انہیں ایذا نہ پہنچائی جاتی" ہم ان حضرات کے مشورہ کی تہ دل سے قدر کرتے ہیں۔ اور وکیل کے پچھلے مضامین اس امر کی شہادت دیسکتے ہیں کہ ہمنے اس قضیہ نامرضیہ میں ابتدا سے یہی اصول مد نظر رکھا تھا۔"

اب آپکو اس خلافت سے گذشتہ خلافتوں کا حال بھی بخوبی معلوم ہوگا کہ آجتک جو ادعا سیہ اور بدترین خلافت پر اصرار ہے وہ کہانتک صدق و راستی چلنی ہے کیونکہ سلطان تو محض ایک معمولی انسان تھے اور خلفائے ثلثہ تو ایسے بتائے جاتے ہیں کہ اونکی صورت سے شیطان بھاگتا تھا۔

ایڈیٹر

ہندی شیخ الاسلام

ایک مشہور حکایت ہے کہ جب عالمگیر نے اپنے باپ کو قید کیا ہے تو اونہوں نے بے شغلی کی شکایت کی اسپر عالمگیر نے پوچھا اب کونسا شغل پسند کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا کچھ لڑکے بھیجدو کہ معلمی کریں عالمگیر نے کہا ابھی تک بوئے سلطنت دماغ سے نہیں گئی۔

یہی حالت ہے حضرات اہلسنت کی کہ سب کچھ ہو گیا مگر خلافت کا خواب دیکھتے ہی جاتے ہیں چنانچہ یہ تحریک شروع کی گئی ہے کہ ہندوستان میں بھی ایک شیخ الاسلام مقرر کیا جائے۔ ایڈیٹر صاحب وطن لکھتے ہیں صفحہ ۸ مورخہ ۱۲ جولائی "ظاہر ہے کہ ہندی مسلمانونکی اوراق پریشان کو خاطرخواہ طور پر شیرازہ بندی کا شیرازہ یکجا کرسکانہ انجمن اور کانفرنسیں وغیرہ حالانکہ فی الوقت وہ ایک نہایت ہی ضروری امر ہے۔ میری رائے میں یہ شیرازہ بندی اگر ممکن ہے تو ایک شیخ الاسلام کے تعین ہی سے ممکن ہے جس کا یہ منصب ہو کہ عام مسلمانونکی دینی و دنیوی ضروریات

خارجیہ و داخلیہ کی تحصیل و تکمیل کی کفالت کرے اور اسکی نیابت کی خدمت مسلم لیگ
وغیرہ کی مجلسین بطور ماتحت مجالس کے انجام دین ۔ مثلاً اسوقت عام رواج ہے کہ پانچ
روپیہ کسی عالم کو دے اور اوس سے خاطر خواہ فتوی لکھوا لیا۔ اس قباحت کا انسداد
یون ہی ہو سکتا ہے کہ بوساطت لیگ کی شاخ کے یا براہ راست شیخ الاسلام کو ہر ایک استفتا
بھیج کر ایسا فتوی حاصل کیا جاوے جو قول فیصل ہو اور جس کی اپیل نہو سکے اور تمام اہل اسلام
کی دنیوی نیابت یون ہو کہ مثلاً گورنمنٹ سے کسی واجبی شکایت کی دادخواہی کرنا ہے
اب وہ بات لیگون کی وساطت سے پہلے شیخ کی خدمت مین پیش کی جائے اور پھر وہ گورنمنٹ
سے دادخواہی کرے "

اس تحریک پر جو شخص غور کریگا اوسکو معلوم ہوگا کہ آپ خلافت کو از سر نو زندہ کیا چاہتے
ہین کہ ہندوستان مین بھی ایک خلیفہ رسول ہو جو انکے دینی و دنیوی امور کا مقتدا ہو۔
جب معمولی مولویون کے فتونسے یہ فسادات ہوتے ہین کہ ذرہ سا مین بغاوت ہو جاتی ہے
تو شیخ الاسلام کی تقریر سے بغاوت کا ہونا تو یقینی ہے۔

گورنمنٹ کو شیخ الاسلام کے اختیارات بخوبی معلوم ہین کہ آج ترکی مین انہین شیخ الاسلام
کے فتوی سے یہ انقلاب نمودار ہوا کہ ۳۳ سال کا حکمران سلطان یون علیحدہ کر دیا گیا تو ہندوستانی
شیخ الاسلام کیا کچھ نہ کر گذرینگے۔ گورنمنٹ کو اس خطرہ سے مطلع رہنا چاہیے۔ اور چونکہ
اخبار وطن مشہور طرفداران سلطان سے ہے لہذا اس تحریک کو یقیناً خلافت کے متعلق
سمجھنا چاہیے۔

آخر مین یہ بھی لکھ دینا ضروری ہے کہ اگر یہ تحریک کامیاب ہو جاوے تو اس عہدہ کیلئے سب سے
زیادہ موزون تین شخص ہین اول مرزا حیرت صاحب دہلوی دوسرے مولوی
ثناء اللہ صاحب امرتسری جنہون نے [illegible] نواب رامپور دام اقبالہ کے روبرو اپنی
تقریر مین اپنے کو حضرت عمر ثابت کیا۔ اور انکی خلافت کا مسئلہ ایک دفعہ اخبار اہلحدیث
مین چھپ بھی چکا ہے تیسرے مولوی عبد الشکور صاحب ہین جو کمیشن کے ممبر بھی رہ
چکے ہین اور لکھنؤ مین چار یاری جھنڈے کے وہی موجد ہین۔ ان اصحاب ثلثہ مین جو صاحب

شیخ الاسلام بنائے جائیں ہم پہلے ہی سے مبارکباد دیتے ہیں۔ جیسا کہ جناب امیرؑ نے خلیفۂ اول کے بندوصیت نامہ کی نسبت فرمایا تہا کہ اگرچہ عمر ہی کیون نہون

المعارف پر ریویو

گذشتہ نمبر مین ہم جناب نواب سید خاقان حسین صاحب مصنف کتاب المعارف کا خط شایع کر چکے ہین جس سے پوری حالت اس کتاب کی ظاہر ہو چکی اوسی تحریر پر ہمنے یہ نوٹ لکہا تہا جو اس دفعہ شایع کیا جاتا ہے کہ مومنین اسکی خریداری سے مصنف کی ہمت بڑہائین کیونکہ۔ مصنفین کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے خصوصاً جیسے صاحبان علم نے منبر کو اپنے اظہار لیاقت کا معیار قرار دیا ہے۔ مگر افسوس کہ کتاب کے شائق وہی حضرات غربا و فقرا ہین جو بجز ایک یا دو نسخے کے زیادہ نہین طلب کر سکتے۔ اور روساء کو نہ فرصت ہے نہ ضرورت جو اسپر توجہ کرین۔ غربا کی فربالنفس زیادہ تر بذریعہ دیلو ہوتی ہین جسکی تعمیل مین بے انتہا مصیبت ہے اس کتاب مین اگر نقص ہے تو اختصار کا کہ پیاسے کو تہوڑا سا پانی خوشگوار دیا جاے یا پانی کا جام دکہا کر اوٹھا لیا جائے۔ مثلاً جناب امیرؑ کی طبعی حالات پر فلسفیانہ بحث جس خوبی سے شروع کی گئی تہی اگر اوسکی تکمیل کی جاتی تو ایک ضخیم کتاب طیار ہوتی اور مصنف کی عالی دماغی سے نہایت عظیم فائدہ قوم کو ہوتا مگر کیا کیا جاے کہ نہایت اختصار سے کام لیا گیا۔ اسیطرح حضرت کے کلام کا مختصر طور پر جسقدر ترجمہ کیا گیا ہے اوسنے ایک نہایت دلخوش کن خواب دکہایا مگر ایسے موقع پر آنکہ کہل گئی کہ مدۃ العمر وہ خواب یاد رہے اور باقی حصہ کے لئے دل ترستا رہے اور پہر نظر نہ آئے۔

جناب امیرؑ پر انتظامی لیاقت کی کمی کا الزام اس خوبصورتی سے دفع کیا گیا ہے کہ دل لوٹکر رہ جاے کیونکہ ہنوز باقی دارد ہے اور بہر مزا ہو۔

یہہ کتاب اس قابل ہے کہ اسپر ریویو اسطرح کیا جاے کہ ہر ہر بحث اسکی جو فلسفہ کے رنگ مین ڈوبی ہوئی ہے اوسکی پوری تشریح کی جاے مگر افسوس زمانہ مہلت نہین دیتا۔

جناب امیرؑ کے مجموعہ خطب اور اشعار پر جو ریویو کیا گیا ہے اور انگریزی مصنفونکا نام لکہا گیا کہ حضرت کے کلام کا کسنے کسنے ترجمہ کیا ہے اور کس کس زبان مین سا ایسی لاجواب

بحث ہے کہ آجتک کسی کتاب مین دیکھی نہین گئی۔

سلاطین شیعہ کے سلسلہ مین یہ کمی ضرور ہوئی کہ سلاطین آل بویہ کا حال بالکل متروک رہا حالانکہ یہ ایسی سلطنت تہی جسنے خلفائے بغداد کو اپنا تابع بنایا۔ اسیطرح سلاطین دیلم و طبرستان کا حال بہی نظرانداز رہا جسکے نسبت ہمکو امید ہے کہ دوسرے حصہ مین اسکی ضرور تکمیل ہوگی۔ کیونکہ بہت سے سادات کی سلطنتین ان مقامات پر اور نیز مکہ معظمہ مدینہ منورہ مین بہی عرصہ دراز تک قائم رہین۔

لائق مصنف نے جن اصلاحات کا وعدہ کیا ہے ہم سب ہی اوسکے مشتاق ہین کیونکہ حق یہ ہے جسطرح زمانہ بدلتا ہے اوسیطرح رنگ بہی بدلتا ہے۔ مگر آجتک ہمکو کوئی شخص ایسا نہ ملا جو تکمیل علوم انگریزی کے بعد دین کی خدمت پر کمربستہ ہوا ہو اور محض دین کیلئے لہذا ہماری دعا ہے کہ خدا آپکو ایسا ہی کرے۔

لائق مصنف نے اس کتاب مین انگریزی مورخون اور جغرافیہ سے زیادہ کام لیا ہے جس سے یہ کتاب ایشیائی شعرا کے مبالغات سے بہت کچہ محفوظ ہے۔

اسپر خوبی طبع اور عمدگی کاغذ اسدرجہ مستزاد ہے کہ ظاہری صورت سے بہی اسکی دید سے دل سیر نہین ہوتا صفحہ ۲۰۶ اپر یہ کتاب تمام ہے اور قیمت ۱۰ ار جو نہایت کم ہے۔

بہتر ہے کہ شایقین اسکے متعدد نسخے طلب کرکے قوم اور غیرون مین تقسیم کرین جناب خاقان حسین خان بہادر دیا نشار رام نراین شہر کانپور سے طلب فرمائین۔

شیعہ پبلک اور شیعہ کانفرنس

(۱) سکرٹری صاحب کی تحریر مطبوعۂ اصلاح سے شیعہ پبلک کی بے پروائی پر سخت افسوس ہوتا ہے ہمارے خیال مین بیشتر حضرات کانفرنس کی فلاسفی سے واقف ہی نہین۔ ہمارے خیال مین کانفرنس کی کامیابی کی سبیل اس سے بہتر اور کسی طریقے پر نہین ہوسکتی کہ تعلیم یافتہ اور جدید تعلیم یافتہ گروہ اپنی ذمہ داریون کو سمجھکر ہر جگہ انجمن قائم کرکے قومی سپرٹ پیدا کرنیکی ڈیوٹی ادا کرے۔ کانفرنس کے اغراض ومقاصد اور اسکے وجود کے فوائد جسوقت تک

پبلک کے ذہن نشین ہوجائینگے ۔ وہ ہرگز فراخدلی سے اُس مین چندہ دینے کو طیار نہونگے
اس کام مین ہر جگہ علما ضرور ینگ شیعہ پارٹی کی امداد کرینگے کوشش یہ ہونی چاہئے
کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے گانون مین ایک انجمن قائم کیجائے ۔ آیندہ نسلون کی درستی
کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہین ہے ۔ یہ تمام انجمنین شیعہ کانفرنس کی انجمن مین کل
پرزون کا کام دین اور قوم کی گاڑی کو چلتا کرنے مین جان لڑا دین ۔ ینگ شیعہ پارٹی کو
یاد رکہنا چاہئے کہ اس آزادی اور امن کے زمانہ مین اگر ہم نہ اُبھرے تو پھر ہمارا نام صفحۂ
ہستی سے محو ہوجائیگا ۔ ہمارے ایرانی بہائیون نے کسقدر جانی اور مالی نقصان اٹھایا ہے وہ
خدا کا شکر ادا کرو کہ خدا نے ہندوستان اور برٹش گورنمنٹ کی عملداری مین پیدا کرکے
ہمکو ان امتحانون مین مبتلا نہین کیا ۔
تعلیم یافتہ نوجوانو! علیگڈہ کالج اور اسلامیہ کالج لاہور کے طلبا گرمی کی چھٹیون
مین جابجا ڈیپوٹیشن لیکر جاتے ہین اور اپنی اپنی قومی درسگاہ کیلئے چندہ فراہم کرتے
پھرتے ہین ۔ تم کمر ہمت باندہ لو اور اپنی کانفرنس کیلئے جو تمہاری قوم کے حق مین باران
رحمت سے کم نہین چندہ فراہم کرو ۔ ڈیپوٹیشن لیکر جاؤ ۔ اپنے قوم کے افراد مین ہمدردی
اخوت اسلامی ۔ حب قومی پیدا کرنیکی کوشش کرو ۔ خود نمونہ بنو ۔ تمہارے آگے بڑہنے
سے بڈھونکا منجمد خون بھی چکر کھانے لگیگا ۔ یاد رکھو اگر تمہاری کانفرنس نہ چلی تو پھر تم دنیا
مین منہ دکہانیکے قابل نہوگے اور گویا تمہاری کانفرنس کا ٹوٹنا تمہاری قومی حیات کا
خاتمہ سمجھا جائیگا ۔ شیعہ نوجوانو! تم خود ہمسے بہتر ان باتونکو سمجھتے ہو ۔ تمھین زیادہ سمجھانے
کی ضرورت نہین ۔ مگر خدا کیلئے قدم آگے بڑہاؤ ایکدفعہ جہجک اوٹھا دو ۔ ایکدفعہ اپنی ڈوبتی
ہوئی قوم کو ساحل مراد تک پہونچانے پر کمر باندہ لو ۔ (۲) ینگ شیعہ پارٹی کا تو فرض ہے
پبلک مین قومی روح پھونکنا ۔ اور پبلک کا فرض ہے انکی آواز پر لبیک کہنا ۔ اب شیعہ
کانفرنس کا فرض موقت کیا ہے ؟ یہ بھی سن لیجئے اوّل اور سب سے اول روئداد کانفرنس
گذشتہ جلد سے جلد شایع کرنا ۔ دوم اطراف ملک مین ڈیپوٹیشن بھیجنا ۔ ینگ شیعہ پارٹی
کو ڈیپوٹیشن مین جانیکے لئے آمادہ کرنا ۔ پنجاب مین مقبول اور زبردست ڈیپوٹیشن

روانہ کرنا۔ نواب فتح علی خان صاحب قزلباش لاہور اور میر صاحب خیرپور سندھ کی خدمت مین ایسا زبردست ڈپوٹیشن بھیجا جسمین مولوی سید سبط حسن صاحب ممتاز الافاضل۔ پروفیسر مرزا محمد ہادی صاحب بی۔ اے۔ ڈاکٹر زیرک حسین صاحب بیرسٹران و وکلا کی پارٹی مین سے چند افراد ضرور ہون تمام حصص ملک مین صوبہ پنجاب کی شیعہ تعداد و تعلیم و وجاہت دنیاوی ہر لحاظ سے پست ہین۔ انکو سب سے زیادہ ابھارنے کی ضرورت ہے۔ پنجاب مین دورہ کرنیکے لئے ایکماہ کافی ہوگا۔

مجھکو شیعہ کانفرنس کی اس پالیسی پر سخت تاسف ہوتا ہے کہ بنگال ہو اور صوبجات متحدہ جہان کے شیعہ ہر حیثیت سے اعلیٰ ہین اور جہانسے قومی تحریک شروع ہوئی ہے۔ وہاں تو ڈپوٹیشن بھیجنے مین اسقدر اہتمام کیا جاے۔ اور پنجاب جہان کی حالت بالکل برعکس ہے۔ اسکی طرف سے ایسی بے پروائی برتی جاے۔

حب الوطن من الایمان میرا دل زیادہ اس سبب سے دکھتا ہے کہ مین دہلی کا رہنے والا ہون اور دہلی پنجاب مین ہے۔ اور پنجاب ہی طرفسے کانفرنس ایسی بے پروا ہے حالانکہ یہ حصہ کانفرنس کی توجہ کا سب سے زیادہ محتاج ہے۔ کھڑے ہوجائین چند قابل شیعہ جوان اور ابھارین پنجاب کو اسے

رستم رہا زمین پہ نہ سام رہگیا ۔ مردونکا آسمان کے تلے نام رہگیا

بہی خواہ ملت بندہ سید سلطان رضا عقیل دہلوی

محمد علی شاہ معزول افسوس کہ جیسا نام پیارا ملا تہا ویسی اس شخص نے کچھ عزت نہ کی اور وہ کام کیا کہ ہر طرف سے ہدف تیر ملامت بنا۔ ۱۶ ربیع الثانی ۱۲۸۹ھ کو پیدا ہوا اور ۱۳۱۴ ہجری مین ولیعہد مقرر ہوکر صوبہ آذربائجان کی حکومت پر نامزد۔ ذیحجہ ۱۳۲۴ھ مین بادشاہ ایران بنائے گئے اور ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ کو تخت و تاج سلطنت سے کنارہ کش ہوکر سفارتخانہ روس مین پناہ گزین ہوے اور ۲۷ کو باقاعدہ معزول کئے گئے ڈہائی سال بادشاہ رہکر تمام زمانہ ناکامی و بدنامی مین ختم ہوا۔

محمد علی مرزا کی ماں چونکہ شاہی خاندان سے نہ تہین اور وزیر مظفر الدین شاہ مرحوم نے طلاق

دیا تھا اسلئے اہل ایران اونکو وارث تاج و تخت نہ جانتے تھے نہ شاہی خاندان کے لوگ جائز ولیعہد مانتے۔ مگر روس کی تحریک باطنی سے امین السلطان نے جو اوسوقت وزیر اعظم تھے اور روس کے شیدائی خلاف قاعدہ سلطنت انکو ولیعہد بنوایا۔

محمد علی مرزا جسوقت سے ولیعہد ہوئے اور فرمانفرمای صوبہ آذربائجان پر مقرر۔ اوسیوقت انکی رفتار رعایا کے ساتھ ایسی ناہموار تھی کہ ہر شخص قلباً انسے متنفر تھا۔

اسیوجہ سے شعاع السلطنت نے جو قانوناً وارث سلطنت تھے او رمرزا محمد علی کی ولیعہدی سے محروم رہے۔ اسمین کوشان ہوئے کہ خود ولیعہد مقرر ہون چنانچہ امیر بہادر سے ... کیا کہ شعاع ولیعہد مقرر ہون مگر یہ سازش ناکام رہی۔

اوس زمانہ مین محمد علی مرزا نے ممبران پارلیمنٹ کو اپنا طرفدار بنانا چاہا اور رنگ ان خضوع و خشوع او نسے پیش آئے کہ کسیطرح انکی ولیعہدی مسلم ہو اور شعاع السلطنت محروم رہے۔

وفات مظفر الدین شاہ مرحوم کے بعد جب یہ تخت نشین ہوئے تو پہلا کام جو بمخالفت پارلیمنٹ کیا یہ تہا کہ رسم تاج پوشی مین کسی ممبر پارلیمنٹ کو مدعو نہ کیا حالانکہ سلطنت مشروطہ کے قواعد سے ہے کہ تخت نشینی و تاجپوشی وغیرہ کل امور باختیار پارلیمنٹ ہوتے ہین کہ قول و قسم کے بعد ممبران پارلیمنٹ تاج شاہی سر پر رکھیں۔

(۱) پارلیمنٹ مین پہلا اعتراض اسیپر کیا گیا تہا مگر جناب حجۃ الاسلام آقا سید محمد صاحب طباطبائی و آقا سید عبد اللہ صاحب بہبہانی نے محض رفع فساد کی غرض سے اظہار کیا کہ منتخب مجلس شوری نے تاج شاہی سر پر رکھا جس سے یہ اعتراض کچھ دنون کیلئے دب گیا۔

(۲) اسکے بعد قصر شاہی مین تاربرقی کا سلسلہ قائم کیا اور اعلان دیا کہ جسکو کسی قسم کی شکایت ہو وہ بلا واسطہ ہمارے حضور مین بذریعہ تلگراف عرض کرے۔ جو قواعد پارلیمنٹ کے بالکل خلاف تہا۔ مجلس شوری نے اسپر بھی اعتراض کیا مگر پھر خاموش ہو رہی۔

(۳) اسکے بعد امین السلطان کو یورپ سے بلا کر وزیر اعظم مقرر کیا حالانکہ اونکو معلوم تھا تمامی رعایا انسے ناراض ہین اور اسکو دشمن قوم و ملت جانتے ہین۔

(۴) امین السلطان کے کہنے پر مشیر الدولہ مرزا نصر اللہ خان جو سلطنت مشروطہ کے حامی

بلکہ بانیوں سے سمجھے جاتے اور مظفر الدین شاہ مرحوم سے انہین نے قانون اساسی پر دستخط کرایا تہا بنا بر مشہور زہر دلوا کر انکا خاتمہ کیا جسپر پہر مجلس شوری مین ایک جوش ہوا مگر دبا دیا گیا۔

اسی زمانہ مین مظفر الدین شاہ مرحوم کے تیسرے فرزند سالار الدولہ نے علم مخالفت بلند کیا مجلس شوری کو مکرر لکہا کہ محمد علی مرزا ہمارے بہائی ہین ہم انکے حالات سے زیادہ واقف ہین کبہی وہ سلطنت مشروطہ کو پسند نہ کرینگے۔ مگر مجلس نے کسیطرح مخالفت محمد علی مرزا کو ناجائز رکہا یہانتک کے سالار الدولہ گرفتار ہوگئے۔

محمد علی مرزا نے اس زمانہ مین ہی ممبران پارلیمنٹ کی خوب عزت و توقیر کی اور ہر طرح سے مجلس ملی کی موافقت کا دعوی کیا یہانتک کہ قومی بنک قائم کرنیکا بذات خود وعدہ کیا کیونکہ اوسوقت پارلیمنٹ کا سب سے زیادہ زور اسی تہا کہ ملی بنک قائم ہو۔

جب سالار الدولہ کا قصہ بہی طے ہوا اور ہر طرح اسنے سمجہ لیا کہ اب کوئی مخالف نہین رہا تو ظاہر بظاہر اسپر آمادہ ہوگئے کہ پارلیمنٹ توڑ دین چنانچہ پہلا کام یہ کیا کہ روضہ خوانون کو اسپر آمادہ کیا کہ وہ ہر جگہ مجلسون مین منبرونپر اسکا اظہار کرین کہ سلطنت مشروطہ خلاف شرع ہے تاکہ عوام کو معلوم ہو پارلیمنٹ ایک ناجائز چیز ہے کیونکہ تمامی ملک ایران شیعہ ہے اور وہ ایسے پابند شرع ہین کہ کوئی امر خلاف حکم شرع نہین کرنا چاہتے۔

ممبران پارلیمنٹ یہان آکر مجبور ہوگئے کہ علمائے اعلام نجف اشرف دامت برکاتہم سے جواز و عدم جواز سلطنت مشروطہ پر فتوی حاصل کرین جسمین آقا ملا محمد کاظم خراسانی و آقا شیخ عبد اللہ مازندرانی دام ظلہم و حاجی ملا حسین بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ مقلدین نے اوس ثبات عدم سے کام لیا کہ الحمد للہ اسلامی سلطنت قائم رہی۔

محمد علی مرزا نے ان علمائے اعلام حج اسلام کے مقابلہ مین پای تخت کے بعض علما کو آمادہ کرنا چاہا مگر یہ حیلہ اونکا کارگر نہوا کیونکہ تمامی ایران مقلد علمائے نجف اشرف ہے جہان کے علما اور مجتہدین عظام نے اس پایہ مردی سے سلطنت مشروطہ کی حمایت کی کہ محمد علی مرزا کی کوئی کاروائی چل سکی نہ اون روضہ خوانونکی ذہونلوگونکی جنہین سلطنت نے بصورت علما تعارف کرچکا ہا۔

سلطنت اور پارلیمنٹ کی یہ مخالفت بازی ابہی بذریعہ تحریر و تقریر تہی کہ عباس آقا فدائی ملت نے جانبازی شروع کی اور امین السلطان کو قتل کرکے سلطنت ایران قائم کردی۔

اس واقعہ نے اگرچہ شاہ پر بہت اثر کیا دوسرے ہی روز چند ممبرونکو باریابی کا موقع دیا جس سے فی الجملہ سمجہا گیا کہ اب پارلیمنٹ کی مخالفت نہ کیجائیگی۔ مگر شاہ نے ایک دوسرا پہلو اختیار کیا کہ ادن درباریونکو جو بوجہ قیام پارلیمنٹ علیحدہ سمجہی جاتے بعد حلف و عہد و پیمان داخل پارلیمنٹ کیا ممبران پارلیمنٹ نے انکی شرکت کو غنیمت اور ہوا خواہی وطن سمجہکر قبول کیا جس سے پہر انکو امور سلطنت مین مداخلت کرنیکا موقع ملا اور فساد پہیلانے لگے جس سے صوبہ آذربائیجان مین ایک قیامت قائم ہوی۔

اسی موقع پر رعایا مین پہر ایک جوش پیدا ہوا جسپر قانون اساسی کا ایک ضمیمہ مرتب کیا گیا اور محمد علی مرزا نے خود پارلیمنٹ مین آکر دوبارہ حلف اوٹہایا اور اوس قانون پر دستخط کیا۔

ادہر تو شاہ نے یہ کارروائی کی کہ رعایا کو شرکت پارلیمنٹ و امضائے ضمیمہ قانون اساسی سے مطمئن کیا دوسری طرف یہ کارروائی کی کہ قوم کو معلوم ہو پارلیمنٹ ہی سے یہ فسادات پیدا ہورہے ہین لہذا پارلیمنٹ توڑ دینا چاہیے کہ امن تو حاصل ہو۔ دوسری غرض یہ تہی کہ دوسری سلطنتونکو معلوم ہو اہل ایران قابلیت پارلیمنٹ نہین رکہتے کیونکہ مظفر الدین شاہ مرحوم نے اپنے عہد حیات مین تمام دولت کو مطلع کردیا تہا کہ دولت ایران مشروطہ ہے نہ شخصی اسلئے محمد علی مرزا یہ چال چلے کہ تمامی دول کو معلوم ہوجائے اہل ایران قابلیت سلطنت مشروطہ نہین رکہتے۔

اسدفعہ پہر قوم مین ہیجان پیدا ہوا اور عام شورش قائم ہوی جسپر محمد علی مرزا نے تیسری مرتبہ حلف اوٹہایا کہ ہم سلطنت مشروطہ کے حامی ہین پشت قرآن مجید پر خود اپنا حلفنامہ لکہا اور مہر و دستخط کرکے مجلس شوری کے حوالہ کیا جس سے پہر ایک امن و امان کی صورت قائم ہوی۔ کیونکہ قوم کی قوت وہ دیکہ چکے تہے کہ ادنی مخالفت پر قصر شاہی کو ساری رعایا نے گہیر لیا اور توپ کا دہانہ شاہی عمارت کی طرف لگا دیا گیا۔

جب دیکہا کہ اب ہیجان قومی مین سکون ہے تو روسی سرحد پر روسی فوج کو مدعو

ادہر سفیر ارفع الدولہ مقیم سلطنت ترکی کے ذریعہ سے سلطانی فوجکو دعو کیا کہ سرحد ایران پر قبضہ کرین جسکی ایک غرض یہ تہی

لیا جو واقعہ پہلے سو از مشہور ہے کہ وہان روسیون نے کچھ حصہ ملک پر قبضہ کر لیا۔ اسی موقع پر شاہی گاڑی کے پاس بم کا گولہ ٹوٹا جو خود شاہ کے اشارہ سے تہا تاکہ دول اجنبیہ کو معلوم ہو کہ رعایا ایران مین انارکسٹانہ جرائم ساری ہین۔

غرض اس ڈیڑہ سال مین تین باتین شاہ نے دکہانی چاہی ایک یہ کہ قوم کو اور دول اجنبیہ کو معلوم ہو کہ مجلس بیکار شی ہے کوئی کام نہین کرتی کیونکہ جب وہ کچھ کام کرنا چاہتی ہے تو یہ ایک ایسا فساد نکالتے وہ رک جاتی۔

دوسرے یہ کہ پارلیمنٹ مین کچھ ممبر داخل کئے جو شاہ کے طرفدار تھے کہ دوسرے ممبرون کی کوئی کارروائی چلنے نہ پاتی۔ تیسرے یہ کہ تمامی ملک مین اسطرح فساد کو پہیلایا کہ رعایا عاجز آکر مطالبہ پارلیمنٹ سے باز آئے اور سابق طریقہ سلطنت پر راضی ہو۔

مگر چونکہ شاہ کی بدنیتی کھل چکی تہی سبکو اونکی نیت کا مآل معلوم تہا۔ اسلئے کسی ارادہ مین کامیاب نہوسکے تب اونہون نے بالاعلان مخالفت پارلیمنٹ پر کمر باندہی ہر طرف سے فوج کو بلوالیا یہانتک کہ ۲۳ جمادی الاولی ۱۳۲۶ھ کو عمارت پارلیمنٹ کو توپ سے اوڑوا دیا مسجد و مدرسہ کو برباد کیا طہران مین قتل عام کیا جنرل لیاکوف کو جنرل فوج مقرر کیا پھر طہران کا حاکم بنایا۔

اس واقعہ جگر سوز سے سب مطلع ہین کہ کتنے ممبران پارلیمنٹ توپ پر اوڑائے گئے کیسے کیسے مقدس علما قتل کئے گئے اونکی بوٹی بوٹی کاٹ کر کتونکو کہلائی گئی۔ دو ہزار سے زیادہ مومنین خاص طہران مین کٹے گئے۔ اخبارونکی اشاعت بند کی گئی اڈیٹر اوسکے قتل کئے گئے تار بند کیا گیا کہ یہان کی خبر کہین جائے نہ کہین کی خبر آئے۔

اس واقعہ جانسوز کے وقوع کے بعد شاہ نے حکم دیا کہ مجلس شوری تین ماہ تک معطل رہے۔ اس عرصہ مین شاہ نے ہزارون درخواستین اس قسم کی طیار کرائین کہ ہم سلطنت مشروطہ نہین چاہتے۔ مگر تبریزیون نے انکا وہ قافیہ تنگ کیا کہ کوئی حیلہ انکا کارگر نہوا۔

علماے اعلام نجف اشرف نے اس موقع پر چند مرتبہ شاہ کو نصیحت کی کہ اپنی ضد اور فساد سے باز آئے مگر ہمیشہ اسنے جواب اونکا شوخی و شرارت سے دیا۔ سفیر روسی و انگریزی نے (ع)

مرتبہ اسی طریق سے اور دوستانہ طور سے فہمایش کی کہ کسیطرح اپنی ضد سے باز آئین مگر اسنے ایک نہ سنی۔

آخر نتیجہ یہ ہوا کہ علمائے اعلام نے عام فتوی دیا یہ شخص مرتد ہے۔ یزید ثانی ہے۔ اسکی کسی قسم کی اعانت جائز نہین۔ مالیات دینا حرام جس سے شاہ ایسے مجبور ہوئے کہ ہوش و حواس سب گم ہو چلتے چلاتے پھر روس کو دعوت دی کہ صوبہ آذربائجان پر قبضہ کرلے جسپر چار ہزار فوج روسی نے تبریز پر حملہ بھی کیا اور قومی قوت کو بہت کچھہ منتشر کیا۔ مگر یہ سب حرکت مذبوحی تھی جسنے کوئی اثر نہ دیا کیونکہ ادہر قزوین فتح ہوا جو طہران کا دروازہ ہے کہ قوم کی طرفسے معز السلطان نے اوسپر قبضہ کیا۔ ادہر سپہدار اعظم نے طہران پر چڑہائی کی دوسری طرفسے سردار اسعد اور صمصام السلطنہ نے جو بختیاریون کے سردار ہین طہران پر حملہ کیا جس سے ۱۶ جولائی مطابق ۲۷ جمادی الثانی کو تخت سلطنت ایران اس وجود نامسعود سے خالی ہوا اور شاہ نے سفارتخانہ روسی مین پناہ لی۔ کیونکہ وہ ایکدفعہ کہہ چکے تھے ہمکو روسی جہاز کی ملاحی پسند ہے۔ مگر سلطنت مشروطہ کسیطرح نہین پسند۔ اگر موقع ملا تو سلطنت کو روس کے حوالہ کر دینگے۔ مگر کسیطرح پارلیمنٹ نہ ہونے دینگے۔

آخر جو کہا تھا اوسکو نباہ دیا۔ مگر افسوس انکو اپنا یہ قول نہ یاد رہا جو کہتے تھے ہمارے آبا و اجداد نے بزور شمشیر اس ملک کو فتح کیا ہے ہم بھی جبتک بزور شمشیر اسکو فتح نہ کرینگے آرام نہ لینگے کاش اس قول کو یاد کرکے جنگ پر تل جاتے کہ یہ ذلت نہ دیکھتے کہ روس کے ذلہ خوار بنے۔

مگر یہ امر سب سے زیادہ تعجب خیز ہے کہ بقول وکیل شاہ ایران کے خلع و عزل مین اوتنی خونریزی نہین ہوئی جتنا کہ سلطان کی علیحدگی مین ہوئی تھی حالانکہ سلطان نے ظاہرا بظاہر مخالفت پارلیمنٹ نہین کی تھی۔

اب بفضل خدا سے ایران مین سکون ہے ہر طرح کا انتظام ہو رہا ہے جنرل لیاکوف روس کو واپس گئے شاہ کے پاس شاہی جواہرات تھے جسمین سے دریای نور سپرد تو واپس کیا مگر ابھی باقی جواہرات دینے مین عذر کر رہے ہین پندرہ ہزار لیرہ وظیفہ سالانہ چاہتے ہین جو مشکل ہے کہ پارلیمنٹ منظور کرے۔

ایرانی قابلیت اس سے ظاہر ہے کہ ابھی اس جدید سلطنت کو اطمینان نہین نصیب ہوا ہی آذربائجان مین روسی فوج موجود ہے۔ مگر پھر بھی تعلیمی امور مین دلچسپی لینے لگے۔ آذربائجان مین ایک انجمن قائم ہوی ہی جسکے مقاصد حسب ذیل ہین (۱) وسائل ترقی کا استحکام (۲) علم وفن کو رواج عام دینا۔ (۳) ایک درسگاہ قائم کرنا (۴) دار المطالعہ کھولنا (۵) کتب خانہ بنانا جس مین ہر شخص مفت کتابین دیکھ سکے (۶) ترجمہ وتالیف کے ذریعے سے مفید کتابون کا شایع کرنا (۷) ملکی وغیر ملکی اخبارات ورسائل کا منگانا اور قوم مین اخبار بینی کا مذاق پیدا کرنا۔ اسی طرح شہر خوئی مین ایک شاندار مدرسہ قائم ہوا ہی جسمین یتیم لڑکونکو خود مدرسہ کے خرچ سے اعلی تعلیم وتربیت دلائی جائیگی۔ خوی سے ایک فارسی اخبار بھی شایع ہونا شروع ہوا ہی جسکا نام "مکافات" ہی محمد علی میرزا کے عہد مین ایران کے تمام مدارس اور اخبارات بند تھے۔ دستوری حکومت کو قائم ہوے ابھی ایک ہفتہ بھی نہین گذرا تھا کہ ملک مین ہر طرف سے زندگی کے آثار محسوس ہونے لگے۔

جناب نواب محمد جعفر خان رئیس شمس آباد ضلع فرخ آباد نے اس انقلاب کی تاریخ گردش چرخ (۱۳۲۷) خوب ہی نکالی ہی جسمین انقلاب سلطنت ترکی وایران دونو شامل ہی یہ دو شعر بھی ممدوح کے حسب ذیل ہین

ہر دل ہی سرد گرم ہی بازار رستخیز — ہی حقوق شاہ ورعایا مین جنگ ہی

تصویر غم۔ مرقع ماتم ہے سلطنت — ترکی تمام ہو گئی ایران تنگ ہی

صدارت شیعہ کانفرنس کا مسئلہ مرکزی کمیٹی نے طے کر دیا کہ بغلبۂ آرا جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ منتخب ہوئے۔ مگر یہ سنکر نہایت افسوس ہوا کہ ممدوح نہین قبول فرماتے ایک خاص ڈپوٹیشن اسکے لئے طیار ہونا چاہئے جو جناب ممدوح الالقاب کو اسپر راضی کرے۔

شکر سازی امسال شیعہ کانفرنس مین اسکی تحریک کیگئی کہ شیعونکے قومی سرمایہ سے ایک کارخانہ شکر سازی کا قائم کیا جائے جسپر قوم نے جسقدر توجہ کی روئداد شیعہ کانفرنس مندرجہ اصلاح مین آپ ملاحظہ فرما چکے کہ کیسا جوش وخروش پیدا ہوا اور کسطرح قوم نے چندہ کا وعدہ کیا اور مستعدی دکھلائی مگر آخری نتیجہ اوسکا آپ گذشتہ نمبر مین دیکھ چکے کہ اب سکریٹری صاحب قوم سے اپیل کر رہے ہین اپنا وعدہ پورا کرو اپنا نام مہیشنا دہندہ کہلا کر مردہ نہ کہلاو مگر آہ کہان ہم مین ہمت اور کہان مادہ قومیت جو کچھ کر سکین

مئی ۰۹ء

ہم تو ایسی حالت میں گرفتار ہیں مگر غیروں کا یہ خیال ہے کہ جو قوم اس عرصہ کے بعد بیدار ہوئی ہے وہ ضرور کامیاب ہوگی لہذا اسکی تحریک شروع کیگئی کہ شیعوں کو بھی شریک ہونا چاہیے۔ اور اگر شریک نہیں کرتے تو علحدہ اپنا کارخانہ قائم کرنا چاہیے جسکی بنیاد پڑ چلی اور بہت قریب زمانہ ہے کہ سنلینگے فلاں کارخانہ قائم ہوگیا۔ اور ہم اسی حیص بیص میں رہینگے کہ کہیں ہمارا یہ دس روپیہ عـہ غبن تو نہو جائیگا ہزاروں غارت ہو رہا ہے لاکھوں کا وارہ نیارہ ہے مگر اس عـہ کی وہ فکر ہے کہ کہیں کوئی کہا نہ جائے۔

اسپر یہ طرہ کہ کہا جاتا ہے کہ شیعوں سے کیا ہو سکتا ہے۔ انکا کون کام بنا ہے جو یہ بنے گا۔ مگر معلوم نہیں وہ کون شیعہ ہیں جنپر اعتراض ہے تمھیں تو شیعہ ہو تمھیں اسکے کرنیوالے پھر الزام کسپر۔ آپکا کام سرمایہ فراہم کرنا ہے۔ کارکنوں کا کام کام کرنا۔ اگر سرمایہ نہوگا تو کام کیونکر چلیگا۔ کارکن کیا معجزہ دکھائیں یا کسیکا گھر لوٹ لائیں۔

آپ ہی غور فرمائیے کہ آپنے اس تجویز کو پاس کیا۔ بلا کسی قسم کے جبر و اکراہ کے فہرست چندہ پر دستخط فرمائی امید دلائی پھر آپکو کسکا انتظار ہے۔ اٹھیے اپنی آپ مدد کیجیے سرمایہ فراہم کیجیے۔ پھر دیکھیے کیسا کام بنتا ہے۔

آغا انجنیرنگ اسکول فیض آباد کی نسبت یہ خبر نہایت مسرت افزا ہے کہ پرنسپل صاحب تامس کالج رڑکی لکھتے ہیں آغا انجنیرنگ اسکول فیض آباد کے تعلیم یافتہ کے نام سب اورسیری۔ نقشہ نویسی۔ ورک ایجنٹی تقرری کیلیے بسفارش سکرٹری اسکول مذکور کے درج رجسٹر کیے جائینگے اور اونکی نسبت بہت کچھ خیال ہوگا۔ اس سرٹیفکٹ سے ہر شخص مطمئن ہو سکتا ہے کہ اس اسکول کے تعلیم یافتہ ان عہدوں کے لیے گورنمنٹ میں بھی خاص طور پر قابل لحاظ ہیں۔ مگر دیکھیے ہماری کب آنکھ کھلتی ہے جو اپنی قوم کی قدر کرتے ہیں۔ حالانکہ اس اسکول کی تعلیم اور اسکولوں سے عمدہ خرچ کم مگر غیر تو غیر اپنے بھی نہ خیال کریں تو کیونکر بنے۔

علیگڈہ کالج کا خطرہ کسیقدر تو ضرور دور ہوا ۱۳ جولائی کا جلسہ ٹرسٹیان کالج اگرچہ زیادہ تر بصیغہ راز ہے مگر یہ فیصلہ کہ قبل اعلان ایک ڈیپوٹیشن بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر حاضر ہو امید دلاتا ہے کہ جناب نواب وقار الملک کی قومی ہمدردی قابل پذیرائی ہے جسپر ہر طرف سے صدائے تائید بلند ہے ۳۴ ممبر ٹرسٹی آپکے ہمراہی ہیں اور ۱۴ ٹرسٹی پرنسپل کے طرفدار جنمیں سے حاجی اسمعیل صاحب اسوجہ مستعفی ہوئے۔ ہمکو بھی امید ہے کہ نواب صاحب کامیاب ہونگے اور طلبا کا خصوصا طلبہ شیعہ کا خاص طور پر خیال فرمائینگے۔ کیونکہ اگر اپنی قوم نے اونپر اعتماد کیا تو یہ زیادہ قابل تعریف نہیں ہے بلکہ غیروں کا یہ اعتماد کہ اپنے لخت جگر کو آپکے حوالہ کر دیا زیادہ قابل تعریف ہے لہذا امید ہے کہ نواب

اسکا خاص طور پر خیال فرمائینگے خصوصاً امور مذہبی مین کیونکہ نجاست مشرکین فریقین کے یہان مسلم ہے ایک شی جائز کیا ہے دوسرے کے یہان قطعاً ناجائز۔ پھر اوس سے اگر اجتناب کیا جاتا تو فریقین کیلئے موجب کرب ہوگا۔

جناب نواب نصیر حسین خان خیال کے ٹرسٹی علیگڑھ کالج مقرر ہونیسے ہمکو امید ہے کہ اوربھی شیعوں کے حقوق کی حفاظت ہوگی بشرطیکہ ہان مین ہان ملانیوالے ٹرسٹی نہ بنجائین کیونکہ ضرورت ہے کام کی نہ صرف نام کی۔

تولیت ہوگلی - افسوس کہ یہ مسئلہ ابھی ہنوز طے نہوا گورنمنٹ بنگال نے سید علی نواب الصفا صاحب کو مقرر کیا تھا جسپر ایک پرزور میموریل بھیجا گیا۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اسپر نظر ثانی کا حکم دیا مگر ہنوز تصفیہ نہین ہوا شیعہ پبلک نہایت بیچینی سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے حکم کا انتظار کر رہی ہے کہ یہ ناجائز تقرری کسیطرح منسوخ کی جاے جس سے بڑھکر کوئی حق تلفی ہماری نہین ہو سکتی اور اسی امید پر آجتک شیعہ پبلک ساکت رہی۔

چشمۂ نجات

یعنے

بامحاورہ اردو ترجمہ عین الحیات

یہہ لاجواب کتاب جناب ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کی تصنیفات سے مشہور و بے نظیر ہے۔ احادیث اخلاق و نصائح و مواعظ و مکارم اخلاق کا مجموعہ ہے۔ حضرت ابو ذر غفاری علیہ الرحمہ کی روایت حدیث کی شرح جناب علامہ نے احادیث و اقوال اہلبیت علیہم السلام سے کی ہے۔ صدہا تمثیلین اور حکایات لطیف پر از حکمت جو آئمہ علیہم السلام سے دنیا و امور دنیا کی تشبیہ مین منقول ہین عجب لطف و خوبی سے اپنے اپنے موقع پر بیان کی ہین ہر ایک مومن کو اس کتاب کا پڑھنا۔ اسپر عمل کرنا باعث بہبودی دنیا و آخرت ہوگا ترجمہ نہایت صاف و بامحاورہ۔ ابتدا مین مختصر حالات علامہ مجلسی علیہ الرحمہ و جناب ابوذر غفاری۔ و سلمان فارسی علیہ الرحمۃ لکھے گئے ہین۔ اس کتاب سے ہر شخص جو کچھ بھی اردو پڑھتا ہو پورا پورا فائدہ پا سکتا ہے۔ اصلی کتاب کی قیمت للعہ تھی مگر ہمنے محض قومی ہمدردی سے اسکی قیمت صرف مبلغ ۶ روپیہ مقرر کی ہے جو نصف کے برابر ہے۔ چونکہ درخواستین کثرت سے آچکی ہین لہذا حضرات جلد طلب فرمائین ورنہ افسوس رہیگا۔

المشتہر

مولوی غلام عباس لاہور محلہ لوہار منڈی کوچہ ننگ پہلہ

عمل کرنے والون کیواسطے بشارت خوشنودی اور ترغیب وتحریص بہی ہے لیکن ان آیات کے منشا کے خلاف توسیع سلطنت کی خواہش نے حضرت فاروق سے بکثرت بلاد وولایات پر یورشس کرائی جسکے سبب لاکہون مسلمان وغیر مسلمانون کی جانین اور املاک ومال ومویشی تلف ہوے اور خدا جانے کسقدر مومنات وغیر مومنات رانڈین ہوئی ہونگی اور کتنے بچے یتیم ہوے ہونگے اور کتنے ناحق اسیر ہوے ہونگے اور کتنے خانہ برباد خانہ بدوش ہوے ہونگے - اور جن عربون کے قوانین وضوابط کے مطابق ماں بہن خالہ بھی سب حلال تھین جسکی ممانعت کے واسطے آیہ حرمت علیکم امہاتکم الخ نازل ہوئی - اون بیباکون سے مفتوحہ مستورات کی کیونکر عصمت بچی ہوگی چنانچہ زوجہ مالک بن نویرہ کا قصہ سبکو معلوم ہے اگر کثیر المقامات وبعید المسافات پر صرف بار برداریون کی فراہمی کے ظلمون پر غور کیا جائے تو اونکا شمار نہین ہوسکتا۔

۱۸۵۷ء کا غدر جن نفوس پر گذرا ہے اونکے دلون سے پوچھو کہ کیا کیا گذر گئی لاکھون بیحطا خانہ نشین مارے گئے لاکھون فاقون سے مرگئے ہزارون عورتین بعزتی وبے پردگی کی غیرت سے کوؤن اور تالابون مین گرگر مرگئین اور جو مطالبین بچ گئے وہ اسکے علاوہ تھے یہ غدر ہندوستان کے چندہی مقامات پر تہا دوم انگریزون کے مقابلہ پر کوئی سلطنت نہ تہی بلکہ اونہین کی سپاہ کے چند بیچے بد معاش تھے جو گہرجانے کی حالت مین مقابلہ کرتے تھے ورنہ اکثر بہاگ ہی جاتے تھے اور حضرت فاروق کے معرکے سلاطین ابن السلاطین سے تھے جہان فتح وشکست بار برداری اور قلعے سب ہی کچھ تھے پس کسقدر جانین تلف ہوکر یہ فتوحات ہوئی ہونگی پھر اہل فرنگ مہذب وتعلیم یافتہ نرم پالیسی کی قوم اور وہ وحشی عرب اونہون نے کیا کچھ نہ کیا ہوگا مگر حضرت فاروق کی عصمت اجماعی ومصلحت اسلام وایمان بھی بسوجہ سے اونکی نسبت اون مظالم کا کوئی الزام نہین دلسکتا بلکہ بفضلہ ہم اونکو محسن اسلام سمجھتے ہین - اور جب مصر مین جاتے ہین تو قسم یا عمر کا نعرہ لگاتے ہین

دفع دخل

ہمارے بعض معاند بھائی اس دلیل کو اعتراض سمجھکر فرماینگے کہ جب بعض آیات مثل فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم موجود ہین تو پھر حضرت فاروق کی تمام جنگون کو اسلامی جنگ ماننا پڑیگا اور جو آیات قتال کو آیات مانع قتال یا کفار کا معارض بتایا جائیگا تو جہاد جو قیامت تک فرض اور رکن اسلام ہے اوس سے انکار لازم آئیگا جو صریح کفر ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ معاذ اللہ ہم اور حضرت فاروق پر اعتراض یہ تو صرف بہتان ہی لیکن تمام آیات کے شان نزول اونہی مواقع کے واسطے ہین کہ جیسے بعض کفار نے آنحضرت یا صحابہ کو جلاوطن کیا یا بعض کفار نے قابو پا کر کسی مسلمان کو قتل کر دیا یا جیسے بعض کفار نے پیغمبر خدا سے تعلیم قرآن و ارکان اسلام کے بہانہ سے بعض صحابہ ہمراہ لیا اور پھر اونکو قتل کرا دیا یا حارث بن عمرو قاصد رسولخدا کو جو بصرہ جا رہے تھے اون کو شرحبیل امیر قیصر روم نے قتل کرایا تھا اور پھر آنحضرت نے سریہ موتہ میں بسر داری زید بن حارث تین ہزار صحابہ کو بھیجکر بدلا لیا یا عبداللہ بن ابی سرح برادر اخیافی عثمان غنی کو جو کتابت قرآن مین تحریف کرتا تھا اور پھر آنحضرت نے اوسکا خون ہدر کر دیا تھا اور ایسے مرتد اور کئی تھے کہ جنکا خون ہدر تھا انمین ایک کعبہ کے پردہ مین لپٹا تو وہین قتل کر دیا گیا یا وہ حلیف و باعہد کہ جنہون نے بعض مسلمانون کی جانین بسر دغا ضایع کی تہین یا کرنیکو تھے پس ان مراتب معاندین کے واسطے اللہ تعالی نے حکم دیا تہا فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم یعنی مشرکین کو جہان پاؤ قتل کر دو نہ کہ ہر مشرک کو۔

اور جو آیات قتال سے منشاء خدا و رسول ہی فرض کیا جائے یعنی فاقتلوا المشرکین الخ تو حضرت فاروق نے ایسا بھی نہین کیا کہ اون مشرکین و کفار کے بلاد و ممالک لیکر سب کو قتل ہی کر ڈالا ہو۔ بلکہ اون مفتوحہ ممالک کے ہزارون

مسلمان ہوئے اور لاکہون ذمی بنے رہے اور جو کہا جاے کہ حضرت فاروق کی شجاعت وجرات ایسی تہی کہ وہ سلطنتون کو مطیع اسلام بنائے بغیر اور اسلام پہیلاے بغیر نرہ سکتے تہے تو اس خدمت کی سخت ضرورت حیات پیغمبر خدا مین تہی اور حضرت فاروق غزوات وسرایا مین جاتے بہی تہے لیکن اکثر جہادون سے آپکا جان بچاکر بہاگنا تو سنا اور دیکہا گیا لیکن کسی کافر کا قتل یا کسی لڑائی کا جیتنا نہین سنا گیا چنانچہ جنگ احد کی فراری کی نسبت بخاری شریف مین قتادہ سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ

وانهزم المسلمون وانهزمت معهم فاذا انا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت ماشان الناس فقال امر الله	کہ جنگ احد سے جب صحابہ بہاگے اور مین بہی بہاگا تو اون فراریون مین حضرت فاروق بہی تہے مینے عمر سے کہا کہ اے

میان یہہ کیا ہوا تو اونہون نے کہا کہ خدا کی مرضی یعنی ہم کیا کرین انتہی محصلاً۔

اور تفسیر کبیر فخر رازی مین ہے۔

ومن المنهزمین عمر الا انه لم یکن من اوائل المنهزمین	کہ احد کے بہگوڑون مین حضرت فاروق بہی تہے لیکن وہ سب سے پہلے نہین بہاگے

تہے۔ اور درمنثور سیوطی تفسیر آل عمران مین ہے۔

قال لما کان یوم احد هزمنا ففررت حتی صعدت الجبل ولقد رأیتنی انزو کانی اروی۔	عمر نے کہا کہ جنگ احد سے مین بہاگا تو پہاڑ پر چڑہ گیا اور وہان مینے دیکہا تو مین اسطرح اوچہلتا بہاگ رہا تہا جیسے پہاڑی

بکری۔ اور ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۴۹ مین حاکم سے مروی ہے جناب علی نے فرمایا

سار رسول الله صلعم الی خیبر فلما اتاها بعث عمر وبعث الناس الی مدینتهم او قصرهم فقاتلهم فلم یلبثوا ان هزموا عمر واصحابه فجاؤا یجبنونه ویجبنهم اخرجه الحاکم	رسول خدا خیبر کی طرف تشریف فرما ہوئے تو حضرت عمر کو ایک لشکر کی امارت دی جنکا پہرہ شہر ومکانات خیبر کیطرف تہا لیکن ابہی قتال کی نوبت نہ آئی تہی کہ حضرت فاروق بہاگے اور انکے

ماتحت دوست ہی پس ٹھکانہ پہنچے تو یہ اپنے ماتحتوں کو نامرد کہتے تھے اور وہ ماتحت حضرت فاروق کو نامرد بناتے تھے واللہ اعلم بالصواب انتہی محصلاً۔

اسکے علاوہ حنین و تبوک مین سے تمام ہمراہی صحابہ کی فراری جنمین حضرت فاروق و سیف اللہ وامین الامۃ سب ہی تھے اگرچہ یا اصحاب الشجرہ و یا اصحاب البقرہ کرکے حضرت عباس نے ندائین دین مگر جان جوکھون کے وقت کون کسی کی سنتا ہے یہہ جاوہ جا پس جب خدا نے پھیرا تو پھر آئے اسی طرح حبیب السیر مین ہے کہ سریہ وادی الرمل پر عمرو عاص سردار لشکر بنائے گئے اور حضرات شیخین وغیرہ ماتحت اور پرا وقت پڑتے ہی سردار اور لشکر دونون یہہ جاوہ جا حتی کہ مدینہ منورہ مین آکر دم لیا الغرض کسی غزوہ یا سریہ مین دشمنان پیغمبر سے حضرت فاروق کا قتال کرنا اور کسی کافر کو قتل کرڈالنا ثابت نہین اسی وجہ سے آپکا زخمی ہونا بھی ثابت نہین کیونکہ کس بناید بجنگ افتادہ اگر کسیکو قتل کرتے تو کوئی انپر بھی وار کرتا اور نہ یہ بات صحاح وغیرہ سے ثابت ہے کہ حضرت فاروق نے زمانہ پیغمبر مین کسی بت خانہ کو توڑا ہو ہان حضرت سیف اللہ اور حضرت مغیرہ بن شیبہ سے یہہ جرائتین ثابت ہین بلکہ حضرت فاروق سے تو خود پیغمبر خدا نے کعبہ کا بت خانہ توڑنے کو فرمایا مگر فقط بلحاظ فساد قومی کے سبب سے آپنے صنم خانہ توڑنیکی جرئت نہ کی (دیکھو شروح صحیحین وغیرہ)

اور جو کہا جائے کہ حضرت فاروق اشاعت اسلام کے دلدادہ تھے تو مثل مشہور ہے کہ پوت کے پاؤن پالنے ہین دکہائی دیتے ہین زمانہ پیغمبر مین آپنے ایک حلیف موضع کے لوگون کو بھی مسلمان نہین کیا جو اوس زمانہ مین مطیع اسلام ہی نہین بلکہ مسلمان سمجھے جاتے تھے اور فتوحات پیغمبر کے بلاد و حدود یہہ ہین ۔

حد شرقی صور۔ مسقط۔ عمان۔ القطان۔ القبارہ

حد غربی یمن۔ حجاز۔ مکہ۔ حجفہ۔ جدہ۔ نجران۔ وادی قری۔ خیبر۔ تفار بلبلہ

حد شمالی۔ بنی اسد۔ بنی طی۔

حد جنوبی حضر موت۔ مجامصیرہ

وسط عرب طائف - یمامہ - دراعہ - امیر -
پس معاند صاحب بتائین کہ ان فتوحات پیغمبرین سے حضرت فاروق نے کون گانون فتح کرکے یا بعد فتح اپنی تعلیم و تفہیم سے بزمانہ رسول مسلمان کیا تھا -
اصل حقیقت یہ ہے کہ زمانہ قلیل مین باقبال رسالت پناہی فتوحات کثیر ہوئین اور ان مفتوحہ مقامات کی رعایا و برایا پیغمبر خدا کی صداقت اور انصاف اور عمدگی انتظام و استحکام آسائش کے قوانین سے واقف تھین جس کی شہرت عرب کے پڑوسی بلاد و ولایات تک مین ہوچکی تھی پس اوسی ہوا سے بات بنگئی اور وسعت زمانہ باعث ملنے کے سبب مفتوحات پیغمبر پر اضافہ ہوگیا ورنہ اللہ ہی اللہ تھا - سورہ توبہ مین ہے -

وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون -

اگر عہد کرکے لوگ بدعہدی کرین یا تمہارے دین پر طعن کرین تو اون آئمہ کفر کو قتل کرو پس اونسے کوئی معاہدہ نہین شاید کہ وہ باز آئین انتہی محصلاً اسی سورہ توبہ مین ان ہی الفاظ سے دوسری آیت آیت کچھہ فاصلہ پر ہے ان دونون سے یہہ ہی استفادہ ہوتا ہے کہ جو عہد توڑین یا طعن کرین تو اونکو قتل کرو تو بتایا جاوے کہ ممالک دور دست مین سے کن کن سے حضرت فاروق کا قبل جنگ معاہدہ تہا اور کس کس نے حضرت فاروق یا اونکے سردار لشکر سے مناظرہ یا مجادلہ و مکابرہ کیا تہا جو حضرت فاروق کو وہ خون ریزیان حلال ہوگئین -

قطع محبت کفار بھی ان شروط سے مشروط تھی - کہ اللہ تمکو اون لوگون

انما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون -

دوستی سے منع فرماتا ہے جو تم سے مذہبی لڑائی لڑے اور جنہون نے تمکو جلاوطن کیا یا جلاوطن ہونے پر اعانت کی اور جو لوگ ایسون کی دوستی کرتے ہین وہ ظالم ہین انتہی محصلاً لیکن اسپے تمام

احکام قتال وقطع محبت کفار کیلئے ایکسا اندازہ بتا دیا تھا کہ اوس سے تجاوز نہ کیا جائے چنانچہ سیقول مین ہے۔

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم و اتقو اللہ۔ | کہ مخالف جسقدر تم پر زیادتی کرین اوسی قدر تم بھی اونپر زیادتی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور آخر سورہ نحل مین فرما دیا تھا کہ اگر کوئی تمکو ستائے تو تم بھی

و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ و لئن صبرتم فھو خیر للصابرین | اوسکو اوسیقدر تکلیف دو اور جو صبر کرو تو خدا کے نزدیک صبر کرنیوالے بہتر ہین

انتہی محصلاً۔

پس ان آیات وافی ہدایات اور آیات قتال کی تطبیق کیجائے۔ تو اونکا اوسط یہی نکلے گا کہ دور دراز ممالک کے خاک نشین مشرک وکفار کے قتل یا تباہ کرنیکا بالکل حکم نہین ہے اور جو خدا کا منشاء آیات قتال سے وہی تہا جو حضرت فاروق نے کیا تو علاوہ ان آیات کے خدانے اپنی صفت مین جو (رب العالمین) فرمایا ہے یہہ غلط اور مہمل ملتا پڑیگا اور آیت (لا اکراہ فی الدین کو الحاقی۔

کسی تواریخ وسیر مین یہہ بات نہین لکھی گئی کہ کوئی دور دراز ملک کا کافر بادشاہ قبل سازش فاروق حضرت فاروق پر چڑھ کر آیا ہو۔ یا یہیں بلاد عرب مذکورہ جو پیغمبر خدا کی کوشش واقبال سے فتح ہوئے تھے اونپر کسی بادشاہ نے تسلط کیا ہو جو حضرت فاروق کو اسقدر خونریزی کی ضرورت پڑی کہ لاکھون مسلمان وغیر مسلمانون کو قتل کرا دیا اور لاکھون یتیم واسیر وخانہ برباد کر دیے جنکے نقصانات صدیون مین پورے نہو سکے اور قرآن واحادیث کے ذخائر کثیرہ مقتولان اسلام کے ساتھہ دفن ہوگئے اور بکثرت کتب خانہائے قدیم کہ جن مین علوم وفنون تھے اور پیغمبرون کے حالات تھے وہ سب غارت ہوگئے۔ اور اون بداشتہ خاطر اور خانہ ویران نو مسلمون کے قبول اسلام سے جو فسادات اسلام مین پہیلے اور بادشاہ کے مسلمان بنے رہنے کی خاطر سے مجتہدین بنے اون جاہلون اور منافقون کے اسقاط حدود

میں جو بے سرو پا اجتہادات خلاف قرآن و احادیث کئے وہ مزید برآن ہیں جن کا
تصفیہ آج عقل اول سے بھی نہیں ہو سکتا اور بالخصوص شیعوں کے مطاعن سے
امن نہیں مل سکتا۔ فی الحقیقت ادا لے ارکان اسلام اسلام نہیں ایسی نقل تو بھانڈ
بھی کر لیتے ہیں اگر نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ اسلام ہوتا تو پیغمبر خدا کے قبل اور خود اونکے
زمانہ میں روزہ و نماز و حج و زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنے والے مسلمان کہلاتے اور آیات
قرآنی کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم اور الحج اشھر معلومات
سے ظاہر ہے کہ وہ کافر یہ اعمال کرتے تھے اور حجۃ اللہ البالغہ میں اسکی صراحت
ہے اور آنحضرت کے زمانہ میں موحد بکثرت تھے لیکن یہ سب باتفاق کافر مانے جاتے
ہیں صرف مسلمان وہ جو ملجاؤ بہ النبی پر پورا ایمان لائے اور حاضر و غائب
رسول کا پورا اتباع کیا اور پھر اس عقیدہ کے ساتھ ارکان اسلام ادا کئے اور
جنہوں نے صرف زبان سے اقرار توحید و رسالت و قیامت کا کیا وہ قرآن کی رو سے
ہرگز مسلمان نہیں خواہ نماز پڑھتے پڑھتے مرجائیں یا روزوں کے فاقوں سے ہلاک
ہو جائیں بس جبریہ اسلام پہلا نا خدا اور رسول کے خلاف تھا۔
الغرض ایسی ہی صریح مخالفتوں کی حلت وجواز کو اسی وجہ سے تسلیم
کیا گیا ہے کہ شیخین کا عصمت اجماعی میں تھی اور اسی عصمت اجماعی کی بدولت خلافت
شیخین کو شبیہ نبوت مانا گیا ہے (دیکھو ازالۃ الخفا)
صرف نزول قرآن کا فرق ہے مگر یہ ضرورت بھی تعمیم و تخصیص وحذف و اسقاط
و تغیر و تبدل و ناسخ و منسوخ کی قرارداد سے پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ اصول
عقائد و اصول فقہ و تفاسیر سے ظاہر ہے۔ کہ ایک قرآن کی سیکڑوں رنگ اور
مذاہب کی تفاسیر بن گئیں اور بنتی چلی جاتی ہیں اور مخالف و موافق مسائل
و کفریات سے استنباطات و اجتہادات آجتک جاری ہیں جنکو آریہ بھی پیش کر نیکو
مسئلہ امامت کے اصول عقائد اہلسنت میں ہونیکی چوتھی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت
نے من مات بغیر امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ نے فرمایا جسنے امام زمانہ کو نہ پہچانا اور

وہ مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت یعنی کفر کی موت مرا انتہی محصلاً۔ اس صحیح اور مشہور حدیث اہلسنت پر یہ بات قابل غور ہے کہ جس وجود کی شناخت نہ کرنیکا انجام کفر ہو تو اوس کے وجود کے منکر کا کیا انجام ہونا چاہیئے پس جب یہہ حدیث کتب اہلسنت مین موجود و مقبول ہے تو انکے اصول عقائد مین امامۃ کو داخل نہ جاننا تشریع ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم نفس امامۃ سے واقف اور اعتقاد امامۃ پر رشید تھے بایں وجہ ارتحال رسول کے وقت سراسیمہ ہوگئے اور باتباع حدیث مذکور نصب امام کی فوراً کوشش کی حالانکہ بقول شاہ ولی اللہ شیخین سے اللہ تعالی نے بذریعہ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض الخ۔ آیت استخلاف عطائے خلافت کا وعدہ بھی فرمالیا تہا اور یہہ ارشاد لفظ وعید سے نہ تہا جو اوسکے ایفا مین احتمال کی گنجایش ہوتی لیکن امامۃ یعنی خلافت کی ایسی اہم فرضیت تہی کہ اوسکا انتظار نہ کرسکے یا اوس پریشانی مین وعدہ خداد ہیان سے نکل گیا پس فوراً ہی سقیفہ پہنچے جو مدینہ سے چہہ میل کے فاصلہ پر مقام تہا اور پہر حصول امامۃ کی فرضیت مین ایسے مستغرق ہوئے کہ رسول خدا کا گور و کفن کچہہ یاد نہ رہا چنانچہ کنز العمال مین عروہ سے روایت ہے

عن عروہ ان ابابکر وعمر لم یشھدا دفن النبی صلعم وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔ کہ ابوبکر و عمر دفن رسول کے وقت حاضر نہ تھے وہ انصار مین تھے جب واپس آئے تو دفن پیغمبر ہوچکا تہا انتہی

محصلاً یہہ معلوم ہے کہ عام میت کی تجہیز و تکفین و تدفین ہر ملت مین سب کام پر مقدم ہے اور پہر وہ بہی نائب خدا کی۔ اسکے علاوہ باقتضاء عشق رسول شیخین پر آخری دیدار کا حصول شرف فرض کفایہ نہین بلکہ فرض عین تہا۔ لیکن امامۃ کی فرضیت سب پر غالب تہی اس وجہ سے تجہیز و تکفین پیغمبر کی پرپروا نہ کی گئی۔

ازالۃ الخفا مقصد اول کے صفحہ ۲ مین اسی وعدہ کو ان الفاظ سے [illegible]

اعلان بعض العلماء ذہب الرازی الخلف فی العصر جاء من علی الله تعالی عن شئی العقائد الله

مع مسہلات ۔ حیضکا جاری ہونا ۔ وحشت دہلات مستر تقلین عبد اللطیف ۔ صاحب جناب حکیم محمد حسن
اختر ہیتا اور بتلم شتہ دل مصدرہ ۔ بیجا گپور ۔ سمجھا جگت نا یک لالات ۔ جناب مولوی حکیم سید محمد
صاحب ولادت لطف ۔ جو ملبوس خوشبودار اکرام حیسائی علیہ السلام عرق مرکب کو اور تلقین میں کمترش ہے
منگایا ہون اور ایسا ہی عرض میرے متعلقین و احباب کو اسکا استعمال کرایا اور خود بھی عند الضرورت ان دو
چیزونکو استعمال کیا ۔ واقعی تقویت معدہ ۔ اور تیزی ۔ سوء ہضم ۔ قبض ۔ درد ریاحی ۔ عدم اشتہا وغیرہ
وغیرہ کو بہت ہی مفید پایا آپکے لیے جو اوصاف سے کہین زیادہ زود اثر پایا ۔ مثل اور اشتہاری دواؤن
آپکی ایجاد کردہ دوائین نہین ہین ۔ دیکھو کہ بہت جلد ہونے سے اشتہارات دیکھکر دوائین منگائین مگر یا
غلط اور بے سود پایا صرف آپکی دوائین خصوصیت کے ساتھ دیگر اشتہاری دواؤن سے مستثنی ہین ۔
مہربانی کرکے ایک بوتل عرق کمونی اور ایک شیشی نمک تلقین (ایک ایک روپیہ والی) بذریعہ پارسل بھیجدیجیے
مشکور رہونگا ۔

اور از رسلوکی زبان جالینوس دوران شیخ آوان جناب حکیم مولوی سید واجد حسین صاحب دام معالیہ از رہتاس
...... نمک تلقین سفر حج و زیارت میں میرے ساتھ تھا ۔ اکثر مریضون کو مینے استعمال کرایا ۔ درد شکم اور سوء ہضم
مین نہایت مفید پایا ۔ عرق کمونی یہہ دوا بھی مینے چند مریض کو دیا ہے ۔ ریاحی شکایات کیلیے نہایت عمدہ دوا ہے
مشتہی اور مقوی معدہ بھی بہت ہے یہہ دونون دوائین قابل اسکے ہین کہ سفر و حضر مین ہر شخص کے ساتھ رہین
...فقط

چند اور دوائین ہدیہ ناظرین ہین

مدمل القروح خصوصاً وہ ناسور جسمین قریب کیا ہوا اسکے لئے حکم اکسیر رکھتا ہے ۔ خوراک ایک سے دس قطرہ تک ۔ قیمت ایک تولہ کی شیشی جسمین ۴۸۰ قطرہ ہوتے ہین صرف ایک روپیہ عصہ **عرق مرکب** تپ دلرزہ ورم جگر خصوصاً ورم طحال کے لئے بیحد مفید ہے قیمت ۴۸ تولہ کی بوتل ۱۲ خوراک ایکتولہ سے ۲ تولہ تک ۔ **سرمہ زرد** ضعف البصارت جالا پھولی دھند غبار ناخونہ سبل سرخی و شورش چشم کیلیے ایک سلائی صبح و شام چند دنون لگانا کافی ہے ۔ ایک تولہ کی شیشی جو غالباً ایک سال کیلیے یا انکی مریضون کیلیے کافی ہو صرف سلائی صرف عصہ ۔ **معجون مصفی** ۴۸ تولہ کی قیمت ۲ مقدار خوراک ۶ ماشہ صبح و شام **معجون لبوب** مقوی اعضاء رئیسہ و معدہ و دیگر قیمت ۴۸ تولہ کی ۵ خوراک ۶ ماشہ صبح و شام حسب مقتضی ۔ وہ مرض جسمین کسی قدر بیہی بلغم الاہو اسکے لئے انتہا مفید ہے خوراک ۲ گولی صبح و شام قیمت ایکسو گولی کی **معجون مفتت** سنگ گردہ و مثانہ کو دینے کے علاوہ کنکری کو جو رکتی ہو اور انکی اصلاح کرنی ہے اگر کچھ دنون برابر مین یا سات روز کہا لیا کرین تو انشاء اللہ امید ہے کہ آیندہ گردہ و مثانہ یا مثانہ کا سنگ اور درد دور ہو جائے گا قیمت فی تولہ خوراک ۶ ماشہ ۔

المشتہر منیجر دواخانہ حکیم مولوی سید محمد سجاد صاحب حاجی گنج پٹنہ سٹی

۲ پندرھوین شعبان المعظم

عید شبرات مبارکباد کہ روز ولادت باسعادت حضرت صاحب الامر والزمان علیہ السلام ہی لہذا اس تاریخ میمون و مبارک کی یادگار مین پھر وہی رعایت قبول کیجاتی ہی کہ جو صاحب اس تاریخ کو خریدار ہونگے ایک سال تک اونسے نصف چندہ لیا جایگا بشرطیکہ ۱۵ کو درخواست ڈاکخانہ مین ڈالی جاے یا منی آڈر روانہ ہو - یہ رعایت ۳۰ شعبان تک وسیع ہی بشرطیکہ خط مین ۱۵ شعبان لکھا جاے -

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر [illegible]

رجسٹرڈ سی ۳۰۸

رسالہ

اصلاح

ماہوار

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کیلئے ہے

نمبر ۱۱ | بابت ماہ ذیقعدہ الحرام ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۲

نمبر شمار	فہرست مضامین	اسماء مضمون نگاران	صفحہ
۱	مناظرہ احمدیہ حصہ ثانیہ	اڈیٹر	۱
۲	ہمارا گذشتہ ماہ	"	۲
۳	شیعوں کا اخلاق	جناب سید نظر احمد صاحب وکیل سیتاپور	۲
۴	عاشورا	جناب سید غلام اصغر صاحب مترجم عدالت ججی مظفرپور	۹
۵	مناظرہ اہلحدیث	جناب حکیم محمد جعفر صاحب بنارسی	۱۹
۶	قرابۃ الرسول	اڈیٹر	۳۳
۷	وراثۃ الرسول	"	۴۱
۸	اہل قرآن کی قدامت	"	۴۲
۹	قبول حق	"	۴۴
۱۰	اجلاس دوم شیعہ کانفرنس	جناب چودہری سید نظیر الحسن رئیس صاحب	۴۸
۱۱	حالات ایران	اڈیٹر	۵۲
۱۲	الامامۃ	جناب شاہزادہ ماہ عالم صاحب گرگانی	۶۱

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

جملہ اطلاعات صرف بنام منیجر اصلاح کھجوہ ضلع سارن ہونا چاہئے

مظفری متیجانہ فنڈ جناب سید منور حسین صاحب کلرک دو بڑیل کونٹ کنٹونمنٹ لاہور معرفت بابو بالکشن صاحب ہیڈ کلرک راولپنڈی جناب مرزا مقبول حسین صاحب سامانہ علاقہ پٹیالہ عہ میزان

میزان سابق لاعہ للعہ میزان کل لاعہ

وقف کتب جناب عابد حسین و وزیر حسین صاحب ہیڈ اسٹریٹ لکھنؤ خبر دیتے ہیں کہ ایک صاحب نے متعلق حمایت مذہب شیعہ اثنا عشریہ بہت سی کتابیں وقف کی ہیں۔ ممدوحین سے طلب کرنے پر بلا قیمت برائے محصول روانہ ہونگی۔

الکاظم سوانح عمری جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نہایت شرح و بسط سے نواب محمد جواد خانصاحب خلف الصدق جناب نواب زوار علیخانصاحب مرحوم نے محض مومنین کے فائدہ کیلئے تصنیف کی ہے جو عنقریب چھپ کر شائع ہوگی شائقین بہ نشان حسین آباد شیخپورہ ضلع مونگیر طلب کریں بلا قیمت روانہ ہوگی

ضرورت۔ مجھے تین کتابوں کی ضرورت ہے جو صاحب ان کتابوں کی قیمت اور حالات سے بذریعہ دفتر اصلاح مطلع کرینگے۔ شکر گذار ہونگا۔ ازالۃ الخفا تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی المعارف ابن قتیبہ چھاپہ مصر۔ اخبار الدول و آثار الدول مطبوعہ بغداد جن حضرات کو ان کتابوں کا پتہ معلوم ہو کہ کہاں سے مل سکتی ہیں مطلع فرمائیں۔ ۲۸۷۶

اطباء لکھنؤ۔ جناب سید مظہر حسین صاحب وکیل لکھنؤ خبر دیتے ہیں کہ جناب حکیم محمد باقر صاحب عرف حکیم او صاحب خلف جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب مرحوم بمبئی سے اب لکھنؤ میں تشریف لائے اور یہیں قیام فرمایا جناب حکیم کامنے آغا صاحب نے بھی مرشد آباد سے اپنا تعلق قطع کیا اور مستقل طور پر لکھنؤ میں قیام فرمایا ہے جن سے خلق اللہ کو نفع پہونچ رہا ہے۔

جناب ڈاکٹر میر عباس صاحب لکھنوی نے بھی مدت ملازمت گورنمنٹ پوری کر کے بکمال اعزاز پنشن لی اور پل فرنگی محل پر اپنا مطب قائم کیا۔ الحمد للہ کہ اس سال موت اطبائے لکھنؤ میں جو کمی ہوگئی تھی ان حضرات نے بخوبی اوسکی تلافی کر دی۔

جناب ڈاکٹر مرزا اعجاز حسین صاحب دکٹوریہ گنج میں نہ صرف اپنا مطب مستقل طور پر بکمال خوبی چلا رہے ہیں بلکہ جناب حکیم میر صفدر حسین صاحب مرحوم کے مطب کو بھی زندہ و قائم کئے ہیں۔

جناب سید منظور حسن صاحب ڈپٹی رینجر جنگلات وعدہ ہوا گھاٹ ضلع کیری۔ یہ ضلع کے صنعتی کارخانہ اور مدرسہ کی فہرست چاہتے ہیں کیونکہ ممدوح اپنی غریب قوم کے لڑکوں کی تعلیم اسی ذریعہ سے چاہتے ہیں لہذا جہاں جہاں کوئی ایسا مدرسہ ہو اوسکا پتہ جس میں صنعت و حرفت کی تعلیم دی جاتی ہو ممدوح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۲	بابت ماہ ذیقعدۃ الحرام سنہ ۱۳۲۷ھ	نمبر ۱۱

مناظرۂ امجدیہ حصۂ ثانیہ

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست — آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

ہزار شکر کہ مناظرۂ امجدیہ جلد ثانی چھپ گیا جسکا ایک مدت سے وعدہ اور اشتیاق تھا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کتاب کیسی ہی کیونکہ آپ حضرات جلد اول دیکھ چکے ہیں! قوم کا شاید ہی کوئی متنفس ایسا ہو جو طرز تحریر و تحقیقات جناب مستطاب فخر الحکما دام ظلہ سے نا واقف ہو لہذا اسی قدر کہنا کافی ہو کہ جناب ممدوح کے اعلیٰ درجہ کے تصنیفات سے یہ کتاب بھی ہے جسکی نسبت اکثر فرماتے ہیں کہ (خدانخواستہ) یہ میری آخری تصنیف ہی مگر ہم لوگ دعا کرتے ہین کہ ایسے ہزارون مصنفات آپ کے قلم سے شایع ہوں۔ بحث اس مین اصل وہی ہی وجوب لعن معاویہ۔ مگر نہ صرف معاویہ سے بحث ہی بلکہ کل مباحث پر وہ روشنی ڈالی گئی ہی جو اس کتاب کے مخصوصات سے ہی حجم اسکا ۳۰۰ صفحہ ہی قیمت عہ مگر خریداران اصلاح کو بشرطیکہ چندۂ ۱۳۲۸ھ بھی عنایت فرمائین عہ مین ملیگی اگر چندہ اصلاح و قیمت مناظرۂ امجدیہ بذریعۂ منی آرڈر آیا تو کتاب بذریعۂ بیرنگ روانہ ہوگی کیونکہ بادا محصول بھیجنا بے خالی از خطرہ نہین ہی ورنہ بذریعۂ ویلو روانہ ہوگا۔

دفتر اصلاح نے صرف تین سو نسخے ۔۔۔ اصلاح پرنٹنگ کمپنی سے باین غرض خریدے ہین کہ ناظرین اصلاح کو بطور انعام نصف قیمت پر دیا جائے مگر یہ تخفیف صرف عید غدیر یعنی ۱۸ ذیحجہ تک ہی ورنہ پھر وہی اصلی قیمت عہ ہوگی۔ شائقین جلد طلب کرین۔

عقل و تہذیب اہل حدیث جسکا اشتہار نمبر ۹ مین دیا گیا تھا تاتمام ہی ابھی اسکا مطالبہ نہ فرمایئے۔ منیجر

ہمارا گذشتہ ماہ

نہ صرف اسوجہ سے مصیبت خیز رہا کہ ہمارے خاندان کا ایک نصف حصہ ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹ گیا کیونکہ عم مرحوم حکیم سید محمد حسن صاحب طاب ثراہ کی صرف ایک دہ سالہ لڑکی تھی جو اس مرحوم کی یادگار تھی ۲۶ شوال کو صرف ایک روز کی تپ و لرزہ مین جان بحق ہوئی جس سے ہمارا گھر جو پہلے ہی عزاخانہ تھا ماتم سرا بن گیا۔ مومنین سے دعاے مغفرت کا امیدوار ہون کیونکہ اب عم مرحوم کی نہ کوئی یادگار رہی ہے نہ نشانی۔

بلکہ تمامی ماہ شوال مین دفتر اصلاح بند رہا کیونکہ نمبر ۹ تو پھر بھی ماہ رمضان کو اور نمبر ۱۰ ۹ شوال کو شایع ہوا کیونکہ کاپی وغیرہ لکھی جاچکی تھی ایک پریسمین بیمار پڑتا تو دوسرا اٹھا کیا جاتا یہان تک کہ بار بار [illegible] پریسمین [illegible] بعد دیگرے بیمار ہو گئے اور کسی طرح کام بھی ہوتا گیا۔ مگر نمبر ۱۱ کے لیے تو یہ مصیبت پیش آئی کہ کاپی نویس سید جو باشندہ جونپور ہین بتقریب عید الفطر ایک ہفتہ کی رخصت لیکر وطن گئے۔ وہان جاکر وہ ایسا بیمار ہوے کہ ذیقعدہ تک نہ آسکے۔ تب مجبوری منشی ظہیر حسن صاحب کو مقام پٹنہ مسودہ بھیجا گیا وہ بھی اپنے وطن تشریف لے گئے تھے بہزار مشقت کچھ کاپیان اُنھون نے بھیجین جس سے یکم ذیقعدہ سے کام شروع ہوا حالانکہ ہمیشہ ایک ماہ پیشتر سے کام شروع ہوتا ہے تب جاکر دوسرے ماہ کے پہلے ہفتہ مین اشاعت ہوتی ہے۔ کچھ کاپیان لکھنؤ مین لکھوائی گئین جسکے لیے اڈیٹر کو خود سفر کرنا پڑا۔

اشتداد مرض کے اعتبار سے کوئی کمی ابھی نہین معلوم ہوتی جو لوگ بیمار پڑ چکے ہین اُنپر ضعف ایسا غالب ہے کہ باوصف صحت کوئی کام نہین کر سکتے۔ اسپر بھی فضل خدا سے اصلاح آپ کو ماہ ذیقعدہ کے اندر ہی ملتا ہے جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ دفتر کس مستعدی سے قومی خدمت کو انجام دے رہا ہے مگر جو امور تقدیری ہین اُن مین کیا بس ہے

شکریہ

ہم اپنے اُن برادران دینی کا کسی طرح شکریہ نہین ادا کر سکتے جنھون نے ہمارے اُن مصائب مین خطوط تعزیت سے ہمدردی کی خدا اُن سب کو جزاے خیر عطا فرمائے کہ واقعا یہ مصائب نہایت سخت گذرے ہین اور مین نہین کہہ سکتا کہ کیونکر صبر کیا گیا۔ نہ صرف بلکہ ماہ رمضان و شوال کے پرچون کی اشاعت ہی اس طور پر ہوئی کہ پرچہ تیار

ہوچکا ہے اور یہ واقعہ پیش آیا شب کو دفن کیا اور صبحکو بریچہ کی روانگی مین مشغول ہوا۔ مگر نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اب قلب مین کسی طرح کی قوت نہین رہی اختلاج قلب سے حالت دگرگون ہو رہی ہے۔ دعا کا امیدوار ہون۔

ایک مفید تجویز جناب سید محمد رضا صاحب سب انسپکٹر کل بہار ضلع ہمیر پور نے صلاح نمبر ۱۰ مین یہ تجویز پیش کی تھی کہ خریداران اصلاح تین سال کا چندہ پیشگی حساب فی سہ داخل کردین تو اس سے بہت کچھ سہولت ہو سکتی ہے جناب سید آل احمد صاحب سرویر نمبر ۵ ۲۳ اس تجویز سے اتفاق رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ ماہ آئندہ مین انشاءاللہ تین سال کا روانہ کر دینگے۔ جناب ... فضل حسین صاحب سب انسپکٹر نمبر ۲۰۶ بھی اس تجویز سے اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے وعدہ فرماتے ہین جناب سید احمد حسین صاحب ... اس تجویز سے اتفاق کرتے ہین۔ اور جن حضرات کو اس سے اتفاق ہو وہ بذریعہ خط مطلع فرمائین۔

ق یہ ہے کہ یہ تجویز جسقدر مفید ہے اسکے بیان کی ضرورت نہین۔ مگر اس وقت کم سے کم دو سو خریدار بھی اس طرح آمادہ ہوان اور عہد کر لین کہ قبل ہر شخص اس حساب سے ... چندہ بھیجدے تو دفتر اصلاح پانچ برس تک مع تمھے نام بلا مطالبہ قیمت جدید صلاح جاری رکھیگا۔ اور اگر صرف ...ہی چار آدمی اس قسم کا عطیہ عطا فرمائین تو جب تک کا چندہ پیشگی ملیگا اس زمانہ تک اصلاح جاری رہیگا۔ مگر حال مین نمبر خریداری لکھنا ضروری ہے

تقسیم اصلاح گذشتہ نمبر مین ہم نے اس تقسیم اصلاح کی تفصیل کی تھی جس سے ایکطرح کی غلط فہمی پیدا ہوئی کہ چھپائی۔ لکھائی۔ کاغذ۔ اور مضامین اصلاح مین بھی فرق ہوگا یعنی دو روپیہ والون کو ... قسم کا ملیگا اور دو روپیہ والون کو ادنی درجہ کا ... مقصود نہتھا کیونکہ اصلاح کا بقا اور ترقی تو تمام انھین حضرات کی بدولت ہوجو دو روپیہ چندہ دیتے ہین نہ تین روپیہ والون سے کیونکہ انکی تعداد بمشکل سو بھی نہو گی۔

ہان جو نکہ تنقید بخاری محض علمی کتاب ہے جسمین صحیح بخاری کی ایک ایک لفظ کی جانچ پرتال کیجاتی ہے اور نہایت عرق ریزی سے لکھی جاتی ہے اسپر اکثر حضرات کی نظر نہین

پڑتی نہ اُسکا مذاق رکھتے ہین کیونکہ اکثر ناظرین اصلاح وہ ہین جو سرکاری ملازمت مین ہین جس سے فرصت اُنکو بہت کم رہتی ہو اور پوری طرح سے پرچہ کو دیکھ بھی نہین سکتے اپنے مذاق کی ضروری باتین دیکھ لین اور ڈالدیا جس مین بعض حضرات ایسے بھی ہین کہ ہم کو نہین معلوم پرچہ بھی اُنکو ملتا ہی یا نہین کیونکہ نہ کبھی اُنکا خط آتا ہی نہ کچھ حال معلوم ہوتا ہو جسکا تصفیہ ویلو سے ہوتا ہو کہ جو لوگ کسی کی خاطر یا کسی کے دباؤ سے لیتے ہین۔ وہ ویلو واپس کر دیتے ہین جس سے ہر سال خسارہ ہوتا ہی۔

اس لیے خیال ہوا کہ دو قسمین کر دی جائین کیونکہ بعض شائقین اصلاح ایسے مین کہ ابھی تک گذشتہ جلدون کے نمبر طلب کرتے ہین۔ اگر کسی نمبر مین اتفاقاً کوئی ورق کم ہوجاتا ہی تو فوراً طلب کرتے ہین۔ ذراسی دیر پر شکایت کرتے ہین اور ہم جواب دیتے دیتے عاجز آجاتے ہین۔ لہذا یہ خیال کیا گیا کہ جو حضرات اس درجہ شائق اور قدردان اصلاح ہین کہ ہر سال کی جلدین مرتب کرتے ہین اور اُسکو حرز جان بناکر رکھتے ہین اُنپر اگر ایک روپیہ کا اضافہ کیا جائے اور اُسکے معاوضہ مین اُنکو تنقیح بخاری اور دیگر رسائل جو بطور ضمیمہ شائع ہوتے ہین دیے جائین تو چندان مضائقہ نہوگا اور کسی پر جبر بھی نہوگا کیونکہ جو لوگ ایسے شائق ہین وہ کچھ فارغ البال بھی ضرور ہین اور جو ایسا نہوگا وہ اپنی معذرت ظاہر کرکے قسم اول کا طالب ہوگا۔

دوسرا خیال یہ بھی محرک ہوا کہ اصلاح جیسا پہلے قومی ارگن تھا اب قومی ضرورتون سے اسکی حالت اور بدل گئی تمام قومی ضرورتین اسی پر منحصر معلوم ہوتی ہین اور نیز مضامین مناظرہ سے قوم کی دلچسپی بھی کم معلوم ہوتی ہی۔ اکثر حضرات یہ بھی اعتراض کرتے ہین کہ اصلاح مین کو زیادہ سنیون کی اصلاح ہوتی ہی اپنی قوم کی اصلاح پر کمتر توجہ کی جاتی ہی جو ایک حد تک بہت مناسب اعتراض ہی لہذا یہ تقسیم کی گئی کہ اصل اصلاح سے مضامین مناظرہ متعارفہ قطعاً خارج کر دیے جائین قومی ضرورتون پر زیادہ بحث کی جائے کہ عام و خاص سب کو مفید ہو۔ رہے مضامین مناظرہ وہ کل بصورت رسائل شائع ہون اصلاح کا ضمیمہ قرار پائے اور انھین لوگون کو دیا جائے جو اُسکے

شائق و قدردان ہین جن سے اسی غرض سے ایک روپیہ زائد لیا جائیگا۔ غرض اصلاح کی دونون قسمون مین کسی قسم کا فرق نہوگا۔ مضامین دونون کے ایک ہونگے کاغذ لکھائی چھپائی سب کی ایک ہوگی۔ فرق ہوگا تو صرف اسقدر کہ دو روپیہ والا بلا ضمیمہ ہوگا اور تین روپیہ والا باضمیمہ جس مین تنقید بخاری ضرور ہوگی اور جو ضمیمہ ایسا ہوگا کہ عام طور پر دلچسپی رکھتا ہو وہ دونون قسمون مین شائع کیا جائیگا۔

یہ تھا اصول تقسیم اصلاح کیونکہ اب عام طور پر اصلاح کا حجم ۸۰ صفحہ ہوتا ہی جو کسی طرح دو روپیہ سالانہ مین نہین شائع ہو سکتا۔ اگر اوراق کم کیے جائین تو بہت سی ضرورتین رہی جاتی ہین اور اگر اسی طرح پر شائع ہو تو زیر باری پر زیر باری بڑھتی جاتی ہی جسکا اب تحمل ناممکن ہی اس لیے یہ تدبیر سوچی گئی کہ کسی طرح کچھ آمدنی زائد ہو جس سے آمدنی و خرچ تو مساوی ہو جائے ایک کی امداد سے دوسرے مین مدد ملے۔

مگر چند ہمدردان قوم محض از راہ ہمدردی اسکے نشیب و فراز پر غور کرکے مطلع فرماتے ہین کہ اس سے اصلاح کی اشاعت کو خطرہ معلوم ہوتا ہی کیونکہ عام خیال یہی ہوگا کہ تین روپیہ والے اعلی درجہ کا اصلاح پائینگے اور دو روپیہ والے ادنی درجہ کا۔ جس سے عام بیدلی پیدا ہونے کا اندیشہ ہی۔ اور میرا تجربہ بھی کہتا ہی کہ جس قدر ہماری قوم مین علم کا شوق زیادہ ہی اسی قدر افلاس و عسرت بھی غالب ہی۔

پھر آج تک یعنی تاتاریخ (۲۰) ذیقعدہ جو درخواستین تین روپیہ کی موصول ہوئین انکی تعداد صرف (۷۰) ہی جس سے کوئی نفع دفتر کو نہین معلوم ہوتا کیونکہ ضخامت کے اضافہ سے کوئی کام نہین چل سکتا آئندہ اسلئے تقسیم اصلاح ملتوی کیا جاتا ہی نہ دو قسم کا اصلاح شائع ہوگا نہ دو قسم کا چندہ ہوگا۔ عام چندہ سالانہ دو روپیہ رہیگا اور رعایا نہ بدستور سابق صہ۔ یا ارباب ہمت کی ہمت۔ اصلاح کی اشاعت وغیرہ مین فرق نہوگا۔ مگر صفحات اس کے (۵۰) یا (۵۶) سے زیادہ نہ ہونگے۔

ہان یہ ضرور ہی کہ جو حضرات اصلاح کے قدردان ہین وہ اپنا چندہ سالانہ جو کچھ دینا ہو بذریعہ منی آرڈر قبل از محرم عنایت فرمائین مگر نمبر خریداری ضرور لکھین اور جو صاحب

خواہان ویلو ہین وہ ایک کارڈ کے ذریعہ سے ویلو کی اجازت دین۔ یا کسی قسم کا عذر ہو یا ابھی چندہ دینا نہ چاہتے ہون تو وہ مطلع کرین کہ مطابق اُسکے تعمیل کی جائے یا اگر انکار ہو تو اُس سے مطلع کرین کیونکہ بعد روانگی نمبر ۱۲ عام طور سے انعامی رسالہ ارسال الیہین بذریعۂ ویلو ۶عہ روانہ ہو گا کہ قبل از محرم فیصلہ ہو جائے۔

ہان اسوقت تک جو خطوط متعلق تقسیم اصلاح موصول ہوے ہین سب کا نوٹ کر لیا گیا ہے لیکن جب تک حکم ثانی نہ آئیگا کسی کے نام تین روپیہ کا ویلو نہ جائیگا۔ کیونکہ مین نے ضمیمہ کی قید اور تقسیم اصلاح کا خیال اسوقت ملتوی کر دیا ہے۔

ہان جو حضرات اپنے انعام مین مناظرۂ احمدیہ حصہ ثانیہ کو بجاے ۶عہ ایک روپیہ مین لینا چاہتے ہین وہ بذریعۂ کارڈ مطلع فرمائین کہ فوری تعمیل کی جائے ورنہ بعد روانگی اصلاح نمبر ۱۲۔ اس قسم کی فرمائش کی تعمیل مین نہایت دقت ہو گی۔

ہان اگر آپ حجم رسالہ بڑھانا چاہتے ہین کہ پھر مثل سابق ۸۰ صفحہ تک ہو جائے اور چندہ مین کسی طرح کا اضافہ نہ ہو تو ہر شخص ایک خریدار پیدا کرے جس سے امید ہو کہ پھر مثل سابق ۸۰ صفحہ تک اصلاح کا حجم بڑھ جائے۔ اڈیٹر

شیعون کا اخلاق

خلق محمدی سے ہر کہ ومہ واقف ہے۔ یہ وہ خلق تھا جسکی مثال اس وقت تک دنیا مین نہین ہوئی اور نہ آیندہ ممکن ہونا قیاس مین آتا ہے۔ عربستان سے جاہل اکھڑ منافق اور سنگدل مقام پر مبعوث برسالت ہونے کے لیے اگر کسی رسول کا انتخاب ہوسکتا تھا تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کا۔ اُس ناہموار مقام کو ہموار کرنے کے لیے قادر مطلق نے آنحضرت کو علاوہ دیگر صفات کے صفت خلق بھی بدرجۂ اتم عنایت فرمائی جس طرح آپ پر نبوت کا خاتمہ ہوا اُسی طرح خلق کا بھی خاتمہ ہوا۔ ابتداے رسالت سے آخر زمانہ تک ہزارون شخص مسلمان ہوے جن مین بہت سے بصدق دل اور بہتیرے محض کسی نہ کسی مصلحت سے لیکن حضور کے خلق سے ہر فرد کو حصہ برابر ملتا تھا حضرت کو ہر دل کا حال اپنے دل کی حالت کی طرح معلوم تھا۔ ہر شخص اپنے دوست و دشمن کو پہچانتا ہے

مخلص اور ظاہردار کا امتیاز کرسکتا ہو۔ سرورکائناتؐ باوجودیکہ علم لدنی رکھتے تھے مگر حالت نہانی کا ظاہر کرنا اور منافق دلون کا حال بیان کردینا شان پیغمبری و خلق محمدی کے خلاف تھا۔ دلون کے راز ہائے نہانی کے افشا کرنے مین خلائق آنحضرت سے کھٹک جاتی اور اسلام کی ترقی مین ایک گونہ رکاوٹ ہو جاتی۔ علاوہ اسکے اسوقت کی مصلحت بھی یہی تھی کہ تعداد مسلمانون کی خواہ وہ ظاہری ہون یا باطنی بڑھے تاکہ کفار عرب کے دلون پر صولت اسلام طاری ہو اور خلائق کثرت مسلمین دیکھکر مذہب اسلام کی طرف متوجہ ہو۔ ترقی اسلام کی کوششونمین آنحضرت کو تکلیفات جسمانی و روحانی پہونچائی گئی مظالم مین گرفتار کیے گئے۔ وطن چھوڑوایا گیا مگر باانیہمہ حضور ہر ایک مخالف سے برتاؤ کرنے مین صفت خلق و مروت پر قائم رہے۔ علی مرتضیٰؑ اُسی نبی برحق کے وصی برحق تھے خلق محمدی ہین نبی کے قدم بقدم تھے جب بنی بنائی سلطنت اغیار کے ہاتھ لگی اور اُنھون نے خاندان رسالت سے ناپسندیدہ برتاؤ کیے تو حضرت نے محض اسلام کی محبت مین جسکو رسول اللہ نے بمعاونت جناب امیرؑ قائم کیا تھا اور جسکی بنیاد کو ابھی کچھ زمانہ نہین گذرا تھا باہمی جنگ و جدل ناپسند فرمایا اور خاموشی کو ترجیح دی اور اُن تمام اندیشون کو جن سے خانہ جنگیون کا خیال ہوسکتا تھا دور کردیا مگر پھر بھی حضور پر طرح طرح کے مظالم ہونے لگے نئے نئے بہتان باندھے جانے لگے الا حضور نے تحمل و بردباری سے برداشت کیا اور مخالفین سے بہ خلق و آشتی پیش آتے رہے حضرت کو یہ بھی خیال تھا کہ جھگڑا کرنے مین بناء اسلام متزلزل ہوجائیگی کفار اسلام پر خندہ زنی کرینگے۔ جنگ و جدل کی حالت مین اُس نگاہ وقعت سے جس سے آج زمانہ علی مرتضیٰ کو دیکھ رہا ہی ہرگز نہ دیکھتا بلکہ یہ کہنے کو ہوتا کہ علیؑ کی کوششین اشاعت اسلام مین سلطنت کے لیے تھین محض خدا کے واسطے نہ تھین۔ علی مرتضیٰؑ نے واقعی معاملات اسلام مین بعد رسول مقبول اُسی علی پالسی سے کام لیا جو ایک بڑے مدبر۔ دور اندیش۔ اور خوش فکر کے لیے لازم ہے۔ مخالفین نے کوئی درجہ برائیون کا اُٹھا نہین رکھا لیکن ہر موقع پر آپ

خلق محمدی سے کام لیتے رہے - اور کھلے ہوئے دشمنون سے وہ عمدہ برتاؤ کرتے تھے جو کہ دوست کے لیے سزاوار ہوتا ہی - علی مرتضیٰ ہمارے امام اول نے ہم لوگون کو عملی سبق دیا ہی کہ ہم بہ خلق و مروت اپنے اور اپنے مذہب کے دشمنون سے پیش آئین خواہ کیسے ہی شدائد ہم پر کیون نہ ہون مگر ہم کو صبر و حلم و مروت و آشتی سے کام لینا چاہیے - ہمارا ظرف یہ ہونا چاہیے کہ ہم اُنکے نفاق و عداوت کو نہایت متانت و بردباری سے برداشت کرین اور اُنکی گستاخیون اور دریدہ دہنیون سے درگذرین اور اُنکا شیوا یہ رہے کہ وہ اپنی مخالفت و منافقت سے باز آئین اور اپنے دست تعدی وظلم کو دراز رکھین - اگر ہم مین علی مرتضیٰ کی تعلیم کے موافق وہ خصائل حمیدہ جن کو اوپر لکھا گیا ہی پیدا ہو جائین تو ہمارے مذہب کی خوبی کا ایک زمانہ معترف ہو اور تمام عالم کو ہم اپنی طرف بلا پند و وعظ گرویدہ کرلین - فقط

سید نظیر احمد رضوی وکیل سیتاپور

اصلاح حق یہ ہی کہ حضرت ہی کی تعلیم اخلاق کا یہ نتیجہ ہی کہ ہم آج اپنے غیرون سے اُسی طرح ملتے ہین اور ہم اُنکے نفع و نصح کے خواہان ہین - مگر وہ ہم کو اُسی نگاہ سے دیکھتے ہین جس نگاہ سے وہ جناب امیرؑ کو دیکھا کرتے کہ ادھر شیعون کا نام آیا اور وہ بگڑے - اسی لیئے ہم لوگ ہر بات مین اُنکے ساتھ برفق و مدارا پیش آتے ہین کیونکہ کسی طرح بھی ہو کلمہ گو تو ہین -

بیشک شیعہ اصلی وارث اسلام ہین اور اُنکے اخلاق و آداب وہی ہونے چاہیئین جو حضرات ائمہ ہدی علیہم السلام کے تھے کہین ہم کو بدخلقی - بدتہذیبی نکرنی چاہیے بلکہ نہایت آشتی اور نرمی سے کام لینا چاہیے کیونکہ یہی تعلیم رسول ہی اور یہی تعلیم ائمہ ہدی علیہم السلام - اگرچہ اپنے نفس پر کیسے ہی شدائد گذرین - مگر اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ ہم اُنکو خلاف شریعت کرنے دین اور اُسپر بھی سکوت کرین کیونکہ ایسا کرنا خلاف شریعت و خلاف عزت ہی ؎ درشتی و نرمی بہم در بہ است ✦ چو رگزن کہ جراح و مرہم نہ است -

اڈیٹر

عاشورا

(مسلمان اڈیٹروں سے امید ہے کہ اس مضمون کو اسلامی صحائف میں ضرور شایع کرینگے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یبکون ویزیدھم خشوعا

یوں تو تمام کتب سماوی توریت و زبور و انجیل و صحف انبیاے سلف بشارتوں سے جو سید النبیین خاتم المرسلین پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں وارد ہوئی ہیں مالامال ہیں لیکن حضرات نصارے چاہے کوئی مناسبت ہو یا نہ ہو خواہ مخواہ ہر بشارت کو حضرت عیسا ہی سے متعلق کر دیتے ہیں لہذا اس رسالہ میں ایک ایسا ثبوت پیغمبر اسلام کے نسبت توریت سے پیش کیا جاتا ہے جو بجز اسلام کے کسی دوسرے پر بدیہی طور سے صادق نہیں آسکتا۔ اور چونکہ اس ثبوت کو عاشورا سے تعلق ہے اسلئے اسکا نام عاشورہ رکھا گیا۔

کتاب احبار باب بست وسوم آیہ ۲۳ لغایت ۳۲ میں مرقوم ہے۔

عید عنصرہ اور خداوند تعالیٰ نے موسےؑ سے خطاب کیا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ ساتویں مہینہ کی پہلی تاریخ تمھارے لئے راحت اور یادگاری خاص کا دن ہے اس دن جماعت مقدس فراہم ہو گی کوئی کاروبار نہ کرنا اور اس مہینہ کے عاشورہ کے دن یعنی دسویں تاریخ یوم الغفران یعنی تمھاری مغفرت کا دن ہے اُس دن تمھاری دعوت یعنی فراہمی جماعت مقدس ہوگی تم اس دن آپ کو غمزدہ بناؤ اور خداوند کیلئے قربانیاں گذرانو اور کوئی کام نیا کامت کرو کیونکہ وہ یوم الغفران ہے تاکہ اُسدن میں تمھارے لئے خدا کے حضور میں مغفرت طلب کیجاوے۔ جو کوئی انسان کہ عین اُسدن میں غمگین نہ ہو جائیگا وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا اور جو انسان اُسدن میں کوئی کام کریگا میں اُس انسان کو اُس قوم میں سے فنا کر دونگا یہی طریقہ تمھارے قرنوں میں اور پشتوں

میں ابد تک جاری ہے۔ یہ بزرگ دن سبت السبوت یعنی سبتوں سے بھی بزرگ ہے تم اپنے آپکو غمگین بنانا جس وقت کہ اس ماہ کے نو دن گذر جائیں تو نویں تاریخ کی شام سے دسویں کی شام تک ہر کاروبار سے باز رہنا یعنی شب عاشورہ و یوم عاشورہ یوم غم ہے اور یہ دن خدا کے حضور میں تمھارے لئے مغفرت طلب کریگا"۔ یہی احکام بجنسہ اسلام میں بھی عاشورہ ماہ محرم کے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا ہے۔ چاہیئے کہ بروز عاشورہ **کار دنیاوی** میں مصروف نہ ہو گریہ و مصیبت میں مشغول رہے اور اپنے اہل و عیال کو حکم دے کہ تعزیت حضرت امام حسینؑ برپا کریں اور سطرح مشغول ماتم ہوں کہ جیسا اپنے عزیز و اقارب و اولاد کا ماتم کرتے ہیں اور اس روز کھانا پینا ترک کریں تا عصر فاقہ سے رہیں۔ بدرستیکہ مصیبت امام حسینؑ نے ہم اہل بیت کی آنکھونکو مجروح کر دیا اور اشک غم جاری کرایا ہمارے عزیزونکو ذلیل کیا اور یہ غم ہم اہل بیت کے لئے تا قیامت رہیگا۔ منافقانِ امت نے اس ماہ میں خون ہم اہل بیت کا حلال جانا اور ہتک حرمت ہماری کی ہمارے زنان و فرزندان کو اسیر کیا ہمارے خیموں میں آگ لگا دی ہمارے مال و اسباب لوٹ لئے اور حرمت حضرتِ رسالت پناہ کی رعایت نہ کی۔ اس حدیث اور عبارت توراۃ مقدس سے آپکو معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ ماہ محرم روز عاشورہ وہ روز ہے جسمیں غم کرنیکا حکم صریح خود خداوند عالم نے دیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ غم عاشورہ بلا شک و ریب غم شہدائے آل محمدؐ کا جو کربلا کے میدان میں (جسکو ماریہ بھی کہتے ہیں) شہید ہوئے ہیں جسکے جانب قرآن میں جناب باری ذبح عظیم سے اشارہ فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ ذبح بھی اسی سرزمین ماریہ پر واقع ہوا کہ جس زمین پر حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کو قربانی کے لئے لائے تھے (توریت قرات ۲۲) جسکے نسبت جناب باری نے فرمایا ہے وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔

اسی دن کی عظمت جمیع پیغمبران پر ظاہر کی گئی ہے اور خدا تعالےٰ نے

پیغمبران سلف کو اور انکی امتوں کو اُس دن میں غم کرنیکا حکم بایں تہدید دیا ہے کہ
"جو کوئی انسان عین اُس دن میں غمگین نہو جائیگا وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا" (یعنی دین سے خارج ہو جائیگا)
یوم عاشورہ کا ابتدا سے بحکم خداوند عز وجل یوم غم قرار پانا اور سرزمین مادیہ پر جناب امام حسین ع کی (جنکے حق میں پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے حسین منی وانا من الحسین اور جو نسل سے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے ہیں) شہادت واقع ہونا صاف دلیل حقیت اسلام کی ہے اور یہ غم بجز غم شہدائے آل محمد جو ماریہ میں شہید ہوئے کسی دوسرے کا نہیں ہو سکتا ہے اور بجز محبان محمد و آل محمد کے کوئی دوسرا اُسدن مغموم و محزون نہیں ہوتا ہے نہ اس غم کا اُسکے دل پر اثر ہوتا ہے۔ مگر افسوس ہے اُن لوگوں کی حالت پر جو باوجود دعوائے اسلام اِس غم کے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور تعزیہ داری کی ممانعت کا ہر سال اشتہار شائع کرتے پھرتے ہیں اور رسول ص کے قول حسین ع منی وانا من الحسین ع پر غور نہیں کرتے۔ واقعی رسول ص نے عجیب معجز نما کلمہ ارشاد فرمایا ہے حسن اور حسین ع دونوں آنحضرت کے نواسے لخت جگر نور بصر تھے بلکہ حضرت امام حسن سبط اکبر تھے مگر آنحضرت نے انا من الحسن نہیں فرمایا کیونکہ حضرت امام حسن کی شہادت مخفی ہوئی اور بوجہ صلح ظالموں کا ظلم پوشیدہ رہ گیا لیکن جب امام حسین ع نے دیکھا کہ یزید ابن معاویہ کے ہاتھ سے قطعاً ہمارے نانا کا دین برباد ہونے پر آمادہ ہے تو بے چین ہو کر خود مع اپنے عزیز و اقربا و احباب باوفا جنکی تعداد بہتر تن تھے (جنمیں طفل ششماہہ شیرخوار بھی داخل ہیں) زمین ماریہ میں روز عاشورہ لشکر بے پایاں سے مقابلہ کرکے ظلم و ستم سے شہید ہو گئے اور اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا۔ سر داد و نداد دست

در دست یزید + حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

جناب رسول خدا کا ارشاد بحوادث اول و آخر دونوں حضرت امام حسین ع پر منحصر تھا

اگر حضرت اسمعیل کی جان اس ذبح عظیم کی بدولت نہ بچتی تو پھر سرور کائنات
کسطرح پیدا ہوتے اور بعد رسول اگر امام حسین اپنی جان فدا کرکے دین اسلام
کو نہ بچاتے تو آنحضرت کا مبعوث برسالت ہونا رائیگاں جاتا نہ دین اسلام باقی
رہتا نہ رسول کا نام - **یزیدی فرقہ** نے اسی دریگانہ دریا مجمع البحرین -
بخون طیبہ ہ کرب وبلا امام حسین - کو جسکے نسبت رسول کبھی الحسین منی
وانا من الحسین کبھی لحمک لحمی و دمک دمی فرماتے تھے زمین
حادیہ میں تین دن کا بھوکا پیاسا اس ظلم وستم سے مثل گوسفند قربانی کیا کہ
تمام عالم میں ماتم برپا ہو گیا چنانچہ ابن حجر شارح صحیح بخاری وامام احمد بن حنبل وغیرہ
لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین کے اس بیکسی کی شہادت پر آسمان وزمین گریاں ہوئے
آفتاب میں گہن لگا رہا **تین دن** تک دنیا ایسی تیرہ و تاریک رہی کہ دن
کو تارے نظر آتے تھے لوگوں کو گمان ہوا کہ قیامت قائم ہو گئی ملک شام میں
جس پتھر کو اٹھاتے تھے اسکے نیچے خون تازہ جوش مارتا تھا اور ابن حجر
بسند شعبی و مسند احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ "ایک روز حضرت علی نے
جناب رسول خدا کو روتے ہوئے دیکھکر سبب گریہ وزاری دریافت کیا تو آنحضرت
نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھکو خبر دی ہے کہ میرا حسین شط فرات پر قتل ہوگا اور
جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں اسی سرزمین کی **مٹی لاؤں**
آپ اسکو استشمام فرماویں میں نے کہا ہاں چنانچہ جبرئیل مٹی لائے اسے دیکھکر
مجھے تاب ضبط باقی نہ رہی اور اشک غم میری آنکھوں سے جاری ہوسے"
ای مسلمانو یہ جو تم عشرہ محرم میں ماتم کرتے جاتے ہو اور **مٹی** لاتے ہو بعض لوگ
جو ظاہرا مسلمان بوجہ ضعف ایمان کے اسکو حقیر سمجھتے ہیں اور معترض
ہوتے ہیں حالانکہ یہ تاسی اور تتبع فعل رسول اور جبرئیل کا ہے حضرت
جبرئیل **مٹی** لائے تھے اور رسول دیکھکر روئے تھے - جو لوگ تمک تعزیہ
داری حسین کے امورات سے مانع ہوتے ہیں ہرگز انکو مسلمان نہ

سمجھو بلکہ در پردہ وہ دشمن اسلام ہیں نصاریٰ کے مددگار ہیں اور اس غم کو جو اسلام کے دین برحق ہونے کی علامت ہے اور جسکو تا قیامت قائم رکھنے کا اس شدومد سے جناب باری نے حضرت موسےٰ کو جیسا کہ توریت سے مذکور ہوا حکم دیا تھا مٹانا چاہتے ہیں۔ دیکھو خود رسول ؐ نے فرمایا ہے (یہ کیسا کلمہ رسول کا ہے) حسین منی وانا من الحسین۔ یعنی رسول کا وجود حسین سے اور حسین کا وجود رسول ؐ سے ہے پس حسین داخل کلمہ شہادتین ہیں جو حسین کو نہیں مانتا اسکو حقیقۃً کلمہ شہادتین سے انکار ہے وہ رسول مولٰے کلمہ گو نہیں ہے اور نہ مسلمان ہے۔ زبان سے کہنا کہ ہم خدا کو مانتے ہیں رسول کو مانتے ہیں حسین کو مانتے ہیں کافی نہیں ہے حضرت عیسٰے کے ایک حواری کا قول ہے" ایک شخص کہہ سکتا ہے تو ایمان رکھتا ہے میں اعمال رکھتا ہوں۔ اپنا ایمان بغیر اپنے اعمال کے مجھے دکھا تو دے میں اپنا ایمان اپنے اعمال سے تجھے دکھادونگا۔ تو یقین رکھتا ہے کہ البتہ ایک خدا ہے۔ یہ تو تو اچھا کرتا ہے۔ شیاطین بھی یقین رکھتے ہیں اور تھرّاتے ہیں مگر تو کیا جانیگا اے مرد نابکار کہ ایمان بغیر اعمال کے مردہ ہے (دیکھو عہد جدید جیمس باب ۲ ورس ۱۸ تا ۱۹) اور ظاہر ہے کہ محبت کی علامت دوست کے غم میں غم کرنا اور خوشی میں خوشی کرنا ہے۔ پس جو لوگ امام حسین کی تعزیہ داری کو قائم کرتے ہیں مجلس عزا برپا کرتے ہیں انکے مصائب سنکر روتے ہیں اور سامانِ عزا مہیا کرتے ہیں وہ اپنی دوستی اپنے اعمال سے ثابت کرتے ہیں اور جو لوگ تعزیہ داری کو بند کرنا چاہتے ہیں وہ محب نہیں ہیں اور اس مظلوم کے مصائب سنکر جو نہیں روتے ہیں اور مرثیہ خوانی کو اور رونے کو برا سمجھتے ہیں یہ دلیل انکے بے ایمانی اور شقاوت کی ہے۔ دیکھو تیئسویں ۲۳ قراۃ توریت جب حضرت سارہ نے اس دار فانی سے وفات فرمائی (فاتا ابراھیمؑ عینوح علے سارۃ ویبکیھا) تو آئے ابراہیمؑ تاکہ نوحہ کریں سارہ پر اور

اُسکا مرثیہ پڑھیں۔ یہ خاص فعل جناب ابو الانبیا ابراہیم خلیل اللہ کا ہے جنکی تقلید کرنی اور جنکی سنت پر چلنے کو پیغمبران اولو العزم اپنا فخر جانتے تھے۔ اور جناب باری بھی اپنے کلام مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے فاتبعوا ملة ابراهیم حنیفا۔ اور سورہ ممتحنہ میں فرماتا ہے لقد کان لکم فیهم اسوة حسنة لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر۔ بدرستیکہ ہے تمھارے لئے خاص اہل اسلام ابراہیم اور قوم میں اُسکے خصلت نیک پس چاہیئے کہ تم اقتدا کرو اُسکی یہ اقتدا مخصوص اُن لوگوں کے لئے ہے جو خاص امیدوار رضائے خدا اور روز قیامت کے ہیں۔ پس وائے ہو اُس قوم جاہل پر جو نوحہ و مرثیہ کو بدعت سمجھتے ہیں۔ دیکھو حضرت یعقوب فراق حضرت یوسف میں کیسا روئے ہیں روتے روتے آنکھیں اُنکی سفید ہوگئیں جیسا قرآن میں ہے وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم۔ اور توریت میں ہے کہ جب برادران یوسف نے اپنے باپ کو آکر خبر دیا کہ بھیڑیے نے یوسف کو پھاڑ ڈالا اور اُنکا کرتہ خون آلودہ لاکر دکھایا تو حضرت یعقوب نے اپنا لباس چاک کر ڈالا اور ٹاٹ اپنے بدن پر لپیٹا اور مدت دراز تک ماتم میں اپنے فرزند کے حزن و اندوہ و گریہ و زاری قائم رکھا اس مدت میں اُنکے سب بیٹے اور بیٹیاں عزا اور ماتم پرسی کے لئے اُنکے پاس حاضر ہوتے تھے اور اُنکو تسلی دیتے تھے لیکن حضرت یعقوب یہی فرماتے تھے کہ میں تو قبر میں بھی مغموم و محزون جاؤں گا۔ اور حضرت موسےٰ کے ساتھ بنی اسرائیل بعد وفات حضرت ہارون تیس دن تک اُنکا ماتم کیا کئے (دیکھو توریت سفر چہارم) حضرت موسےٰ کی وفات پر بھی حضرت یوشع کے ساتھ بنی اسرائیل نے تیس دن تک میدان موآب میں ماتم داری کی (دیکھو توریت سفر پنجم)۔ اور جب حضرت سیموئیل نے وفات پائی اور جب آپکی رحلت کی خبر بنی اسرائیل میں پہونچی تو تمام قبائل و جماعت بنی اسرائیل رامہ میں فراہم ہوئے اور حضرت سیموئیل کی تعزیت اور ماتم بجا لائے۔ کتاب دوم سیموئیل میں درج ہے کہ جب حضرت داؤد کو ساؤل کے قتل کی خبر پہونچی اور ساؤل کے سر کا تاج

اور بازو بند اُنکے سامنے لایا گیا تو (۱۷) داؤد نے ساؤل اور اُسکے فرزند یوناتن پر یہ مرثیہ کہکے نوحہ کیا (۱۸) اور اُسنے انھیں حکم دیا کہ بنی یہودا کو کمان کا سوز سکھاویں اور دیکھو وہ کتاب المیاشر میں لکھا ہی۔ (دیکھو مرثیہ جو حضرت داؤد نے فرمایا تھا از درس ۱۹ تا ۲۷ جنکے بعض فقرات غم کا ترجمہ یہ ہی)

مرثیہ حضرت داود ع

"ای اسرائیل کے غزال تو اپنے پہاڑ پر مارا پڑا ہی۔ بہادر کیوں گر گئے۔ ای جلبوعہ کے پہاڑو تم پر اُوس نہ پڑے تم پر مینہ برسے تمھارے کھیتوں میں ہدیہ کی چیزیں نہوں کیونکہ وہاں بہادر ونکی سپر انداختہ ہوئی۔ سپر ساؤل کی۔ گویا اُسپر تیل نہ ملا گیا تھا۔ ای اسرائیل کی بیٹیو ساؤل پر روؤ جسنے تمھیں ارغوانی لباس اور نفیس چیزیں پہنائیں۔ ہای وہ بہادر کیوں لڑائی کے درمیان گر گئے۔ ای یوناتن تو اپنے اونچے مکانوں میں مارا پڑا۔ مجھپر تیرے لئے ای میرے بھائی یوناتن دکھ پڑا۔ تو مجھے بہت دل پسند تھا۔ مجھے تیری محبت عجیب تھی ملکہ عورتونکی محبت سے زیادہ۔ ہائے وہ بہادر کیوں گر گئے اور جنگ کے ہتھیار نابود ہو گئے"

اسیطرح کل انبیاء و اوصیا اپنے اموات اور کشتوں پر روئے ہیں جنکا حال بخیال طوالت نہیں لکھا جاتا ہی۔ اکثر با وجہ محبت اپنے محبوب کے فراق میں بھی روئے ہیں حالانکہ جانتے تھے کہ وہ زندہ ہیں اور درجۂ اعلے پر فائز ہو رہے ہیں چنانچہ جب حضرت ایلیاء بگولہ میں غائب ہو کر نور کی گاڑی میں آسمان پر چڑھ گئے اور حضرت الیسع کو جو اُنکے ہمراہ تھے معلوم ہوا تو حضرت الیسع چلائے اور پکارا یا ابتا یا ابتا اور بیقرار ہو کر کپڑے اپنے پارہ پارہ کر ڈالے تب ایلیاء کی چادر اوپر سے زمین پر گری اور الیسع اُسکو اُٹھا کر روتے ہوئے واپس آئے۔ خود جناب سالتمآب ص ختمی مرتبت بھی اپنے اکثر اموات اور کشتوں پر روئے ہیں چنانچہ اپنے فرزند حضرت ابراہیم کی وفات پر اور شہادت حضرت امیر حمزہ ع پر نالہ و زاری کیا ہی اور مرثیہ پڑھا ہی جیسا کہ مشکوٰۃ باب البکا علے المیت میں صحیح بخاری و مسلم سے مروی ہی اور صاحب

مدارج النبوۃ لکھتے ہیں کہ کہا ابن مسعود نے کہ آنحضرتؐ جنازۂ حضرت امیر حمزہ پر
اسقدر روے کہ بے ہوش ہوگئے اور نالہ فرماتے تھے کہ یا حمزہ یا عم رسول
اللہ یا اسد اللہ و اسد رسولہ یا حمزہ یا فاعل الخیرات
یا حمزہ کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ
جناب سیدہ بعد وفات جناب رسول خدا جبتک زندہ رہیں اپنے پدر بزرگوار پر اس
کرب سے نوحہ و زاری کرتی تھیں کہ اہل مدینہ بے چین ہوجاتے تھے اور جب بلال
نے اذان میں اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو جناب سیدہ ایک
چیخ مارکر بیہوش ہوگئیں اور تمام اہل مسجد شور و شیون کرنے لگے آخر بلال اذان
کو ناتمام چھوڑکر گلدستہ سے اوتر آئے۔ (افسوس رسول اور انبیائے سلف
تو اس بیتابی اور بیقراری سے نوحہ و زاری اور جزع و فزع کریں کوئی لباس ٹاٹ
کا پہن لے کوئی گریبان چاک کرے کوئی اپنا لباس پارہ پارہ کرے کوئی درد
انگیز نوحہ اور مرثیہ پڑھے کوئی صیحہ مار کر بیہوش ہوجاے اور اس زمانہ کے اکثر
حضرات صیحہ اور جزع و فزع تو درکنار سید الشہدا پر باوجود دعوۂ محبت مجلس
میں آواز بلند رونے کو بھی خلاف تہذیب خلاف شان و خلاف اپنی حالت
کے سمجھتے ہیں۔ کیا انکی شان و تہذیب و جاہ و جلال و وقار و بزرگی و علم
حلم و فضل و کمال حضرت ابراہیم و حضرت یعقوب و حضرت داؤد و حضرت موسےٰ
و حضرت یوشع و حضرت الیسع و خاتم الانبیا سے بھی بڑھکر ہے۔ ہرگز نہیں
یہ صرف بباعث قساوت قلبی و سنگدلی ہے کہ انکے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے
اور اُسکو تہذیب کے حیلہ سے پوشیدہ کرتے ہیں حالانکہ مدح اصحاب بکا آیہ
یبکون و یزیدہم خشوعا سے ظاہر ہے العرض حضرت جبرئیل کا
خبر شہادت حضرت امام حسین جناب رسول خدا کو دینا اور رسولؐ کا مٹی منگانا
اور حضرت جبرئیل کا مٹی لانا اور اُسکو دیکھکر جناب رسول خدا کا رونا جسکو امام
بیہقی و امام حاکم و صاحب مشکوۃ وغیرہ بھی اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں اور

مذکور ہو چکا۔ بعد واقعہ کربلا بھی جناب رسولخدا کا اپنے نواسہ کے غم میں پریشان و خاک بسر ہونا احادیث متواترہ جامع الاصول وغیرہ سے ظاہر ہے سلمیٰ انصاریہ کہتی ہیں میں ام المومنین ام سلمہؑ کے پاس گئی تو اون مخدومہ کو روتا پایا سبب گریہ دریافت کیا تو جواب دیا کہ میں نے رسولخدا کو خواب میں دیکھا کہ سر و ریش حضرت کی خاک میں آلودہ ہے میں نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے فرمایا میں مقتل حسین میں گیا تھا۔ پس جبکہ خود رسول اللہ حضرت امام حسین کی شہادت پر قبل از وقوع و نیز بعد از وقوع روئے ہیں تو بنابر آیہ وافی ہدایہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تعزیت امام مظلوم اسوۂ رسول ہے اور ظاہر ہے کہ دو امر باعث و سبب ہیجان گریۂ رسول اللہ کا ہوا تھا۔ ایک جبرئیل کا خبر شہادت امام حسین سنانا دوسرا مٹی لا کر آنحضرت کو دکھانا اگرچہ خود حضرت امام حسینؑ بنفسہ موجود تھے اسیطرح قمیص خون آلودہ حضرت یوسف سبب ہیجان گریۂ حضرت یعقوب کا ہوا حالانکہ وہ خون اصلی یوسف کا نہ تھا۔ توریت میں ہے کہ بکری کا بچہ ذبح کر کے قمیص کو خون میں تر کیا تھا۔ قرآن میں بھی جناب باری فرماتا ہے جاؤ علی قمیصہ بدم کذب۔ اور حضرت داؤد و ساؤل کے سرتاج اور بازو بند دیکھکر ہیجان میں آئے تھے اور رو رہے تھے۔ الیسع حضرت الیا کی چادر دیکھکر روتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اسباب غم و لوازم ماتم زیادہ باعث بکا ہوتے ہیں۔ وہ اسباب غم جو حزن رسول کو ہیجان میں لائے اور جن نے آنحضرت کو بیتاب کر کے رولا دیا اب مفقود ہیں فی زماننا بوجہ دوری مکان و زمان ہیلو گونگی گریہ کو ہیجان میں لانیوالی کوئی شی نہیں ہے بجز اسکے کہ بطور تربت منورہ و روضہ مقدسہ کی شبیہ بنائیں و سامان سواری علمداری جیسا کہ رائج ہے جیسا کہ رنج کیا شیان امام بیکس مظلوم نے اعدا میں گھرے ہوئے تھے۔ اس سامان کے دیکھنے سے اُن لوگوں پر جنکو حسینؑ سے محبت اور رسول کی معرفت ہے ویسا ہی اثر ہوتا ہے جو رسول پر خاک تربت دیکھنے کا اور حضرت یعقوبؑ پر حضرت یوسفؑ کا پیراہن خون آلودہ دیکھنے کا ہوا تھا۔ حالانکہ حقیقتاً وہ خون حضرت یوسفؑ کا نہ تھا۔ اس پیراہن کو بکری کے بچہ کے خون میں رنگ کر دکھایا تھا۔ پس یہ سامانِ عزا تبیع اسوۂ حسنۂ انبیاء کرام و رسول اللہ ہے۔ کتاب دلائل الخیرات میں شبیہ قبر جناب رسولخدا بنی ہے اور شارح دلائل الخیرات نے لکھا ہے کہ نقل قبر شریفہ سے یہ فائدہ ہے کہ جو شخص زیارت کو نہ گیا ہو وہ اس شکل کی زیارت کرے اور وہ مشتاق بکمال محبت اس شکل کو بوسے دے اور روضۃ الاحباب میں شکل نعل مبارک کی بنی ہے اور بہت سے خواص و عوام اس شکل کے نقشے بناتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ وہ نعل پاک گائے کے چمڑے کی تھی جبکہ اسکا بوسہ لینا باعث ثواب ہے

تو حضرت امام حسینؑ تو (جنکی ضریح اقدس کی نقل تعزیہ ہی) گوشت و پوست بلکہ روح و جان رسول اللہ ہیں
کتاب کنز العباد فی شرح الاوراد و خزانۃ الروایات و مطالب المومنین و فتاوے
عالمگیری میں بسند خبر پیغمبرؐ صورت قبر والدین بنانا اور اسکو بوسہ دینا مذکور ہے اور وہ حدیث یہ سطور ہے
ان رجلا من الاصحاب جاء الی النبی صلعم فقال یا رسول اللہ انی حلفت ان اقبل عتبة
باب الجنة والحور العین فامرہ النبی صلعم ان یقبل رجل الام وجبهة الاب
و روی انہ قال یا رسول اللہ ان لم یکن ابوان فقال قبل قبرهما فقال ان لم اعلم قبرهما
قال خط خطین فاحدهما قبر الام والاخر قبر الاب فقبلهما ولا تحنث فی یمینک
یعنی اصحاب رسول اللہ میں سے ایک شخص آنحضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے قسم کھائی ہے کہ دروازہ
جنت کو اور حور العین کو بوسہ دوں حضرت نے فرمایا کہ اپنی ماں کے قدم اور باپ کی پیشانی کو چوم۔ پھر پوچھا کہ اگر
والدین نہ ہوں تو فرمایا کہ ان دونوں کی قبروں کو بوسہ دے۔ عرض کی اگر قبر بھی معلوم نہ ہو تو حضرت نے فرمایا کہ دو خط کھینچ
ایک ماں کی قبر کیلئے ایک باپ کی قبر کیلئے پس انھیں دونوں خطوں کو بوسہ دے اور اپنی سوگند سے مخالفت نہ کر۔ پس جبکہ عوام الناس کی قبر کا
نشان بنانا اور اسکو بوسہ دینا جائز ہے تو حضرت امام حسینؑ کی ضریح مقدس کی شبیہ بنانا بدرجہ اولیٰ مطابق
حکم رسول ہے۔ الغرض غم امام حسینؑ میں گریہ و زاری کرنا اور تعزیہ داری کرنا تمام تر مطابق حکم خدا و سنت انبیاء و اوصیاء
کے ہے ایسی حالت میں جو شخص ذکر شہادت و عزاداری ریحانہ رسول سے (مجمع البحرین) بخوف طبیعت کراہت کرے
امام حسینؑ سے مانع ہو یا اسکو برا سمجھکر ترک کرے تو درحقیقت بنا بر حدیث الحسین منی و انا من الحسین
قائل اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ کا نہیں ہے نہ وہ مسلمان سمجھا جا سکتا ہے
کیونکہ حدیث مذکور سے حضرت رسول اور ذات حسینؑ کا لازم ملزوم ہونا واضح ہے۔ اے ہمارے مسلمان بھائیو ذرا غور کرو
جیسا کہ اوپر توریت سے مذکور ہو تمہارے دین اسلام کی سچائی ہونیکی بہت بڑی دلیل اور علامت ہے جہاں تک ممکن ہو
اسکو ترقی دو اور تعزیہ داری حسینؑ میں کی شان جو اسکی ہر ایک چیز قابل قدر و عجیب ہے گرانمایہ ہے یہ تمہارے سچے
مسلمان ہونیکا اور پیغمبر کو دل سے ماننے کا عملی ثبوت ہے برائے خدا اسمیں تعصب و نفسانیت کو مت راہ دو
اور اتنی بڑی علامت اسلام کو نہ مٹاؤ۔ ہوشیار رہو جو تمکو تعزیہ داری سے منع کرتا ہے وہ اصلی تمہارے دین
کا اور تمہارے نبی کا دشمن ہے جسنے رسول اللہ کی زیارت کو بھی حرام کہا ہے جب اسکو مدینہ منورہ پر تسلط ہوا
تو اسنے قبہ رسول کو منہدم کرنا چاہا پس جب ... غیر بھی کھود ڈالیں رسول اللہ کو صنم اکبر کہتے ہیں
شفاعت رسول ہو انکو انکار ہے رسول اللہ نے انکے کفر کی شہادت دی ہے۔ ہم تم لڑنے سے
منع کرتے ہیں۔ مگر یہ ضرور کہینگے کہ اگر تم مسلمان ہو تو الٹا نہ مانو تعزیہ داری سے

مناظرہ اہل حدیث

سلسلہ کے لیے نمبر ۹ ملاحظہ ہو

اڈیٹر صاحب اہل حدیث فرماتے ہیں۔ آگے چلکر حکیم صاحب فرماتے ہیں نتیجہ یہ کہ ایسی تحریر کہ خلافت پر نص ہوجاے اتمام حجت کے لیے ضروری تھی از یوم سقیفہ تا ایندم لکوکھا شخص امت محمدیہ سے بسبب نہ ہونے کسی نص کے انکی خلافت پر ان کو ظالم و غاصب سمجھتے ہیں ہیں معاذ اللہ ایسی تحریر نہ لکھنے سے خود حضرت کو تفرقہ و گمراہی امت کی منظور تھی امام نماز و امام جہاد تو خود مقرر فرمائیں اور امام ریاست عامہ امت سے سکوت فرمائیں ایسے رحمۃ للعالمین سے یہ امر مستبعد ہے اگر آپ کہیں کہ یہی حدیث نص خلافت کیلئے کافی ہے تو صحیح نہیں کیونکہ اگر اس سے خلافت پر نص ہوتا تو خود حضرت ابوبکر روز سقیفہ اس حدیث سے اپنی فضیلت و حقیت خلافت پر استدلال لاتے اور بوقت انتقال حسب روایت صحیح بخاری اس امر پر افسوس نکرتے کہ میں نے کیوں حضرت سے دریافت نہیں کیا کہ انصار کا حق بھی خلافت میں ہے یا نہیں اور افسوس نہ کرتے کہ کاش میں عمر یا ابوعبیدہ کے ہاتھ پر بیعت کرلیتا اور یہ دونوں توجیہ بھی اس حدیث کے موضوع ہونے کی دلیل ہیں کیونکہ جب خود صاحب معاملہ کو اس حدیث کی خبر نہ تھی تو دوسری کو کیا ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ بعد روز سقیفہ اسکی سقیفہ بندی ہوئی بلکہ ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ اس قسم کی حدیثیں کل موضوع ہیں ورنہ روز سقیفہ ضرور پیش کیجاتیں جسطرح جناب امیر علیہ السلام نے روز شوریٰ ستر مرتبہ مناشدہ فرماکے اپنی فضیلت و حقیت خلافت کا اظہار کیا ہے۔

جواب اس نمبر میں حکیم صاحب نے باوجود شیعہ ہونے کے شیعہ مذہب کی بیخ ہی کاٹ ڈالی ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ آدمی جس مذہب کی حمایت میں بولے اسی کی تردید کرے حقیقت میں یہ بھی صدیق اکبر کی کرامت ہے جناب اہل سنت کا تو مذہب ہے کہ خلافت منصوص نہیں بلکہ باختیار امت ہے ہاں شیعہ کا مذہب ہے کہ خلافت منصوص ہوتی ہے نصب الخلیفہ میں واجب علی اللہ دیکھو شرح فقہ اکبر منہاج السنۃ وغیرہ میں اگر خلافت پر نص نہیں تو ہمارے کیا خلاف ہے

ہاں بقول آپکے خلافت پر نص صریح تھی تو آج شیعہ کو خلیفہ بلا فصل ماننے میں وہ دقتیں پیش نہ آتیں جو آرہی ہیں۔ سچ ہے کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

الجواب ہم سمجھتے تھے کہ آپکو مناظرہ میں دخل تام ہے اسوجہ سے ہمنے آپ سے خطاب کیا نہ اس خیال سے کہ آپ حق کو قبول کرینگے انک لا تھدی من احببت بلکہ اس خیال سے کہ لطف مناظرہ حاصل ہوگا اور طالبین حق اس سے ہدایت پائینگے مگر آپکی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ خود غلط بود آنچہ من پنداشتیم سوال از آسمان وجواب از ریسمان اسی کو کہتے ہیں آپ نے لکھا تھا کہ تحریر خلافت کی تمنا دقتی ہمنے ثابت کیا کہ ہدایت امت واتمام حجت کے لئے ایسی تحریر کی سخت ضرورت تھی اور چونکہ آپکے چھوڑ دینے اور بضرورت وقت ضروریات مذہب سے انکار کر دینا مشتبہ ہے لہذا ہمنے بطور دفع دخل کے بیان کر دیا کہ یہ حدیث نفی خلافت پر نہیں ہوسکتی پس خلاصہ تقریر یہ ہوا کہ ہدایت امت واتمام حجت کیلئے نص خلافت پر ضروری ہے اور خلافت حضرت ابوبکر پر نص نہیں لہذا خلافت بھی صحیح نہیں اس سے آپکے مذہب کی بیخکنی ہوئی یا مذہب شیعہ کی اے جناب شیعوں کو احادیث سے کیا تعلق کہ جسکے نص یا غیر نص ہونے سے انکو فائدہ یا نقصان پہونچے البتہ آپلوگ ایسی حدیثیں بناکے اپنے مذہب کی بیخکنی کرتے ہیں اور مصداق یکے بر سر شاخ وبن می برید کے بنتے ہیں مذہب آپکا یہ ہے کہ خلافت منصوص نہیں اور حدیث ایسی بناتے ہیں کہ خلافت منصوص ہوجاتی ہے کیا جناب رسالتمآب کا فرمانا کہ خلافت کے مستحق ابوبکر ہیں اور انکے سوا کوئی دوسرا مستحق خلافت نہیں اور اسپر تحریر لکھنے کو آمادہ ہونا اسیواسطے کہ دوسرا کوئی خلافت کا دعوی نکرے نص خلافت پر نہیں کیا آپکے نزدیک مثل سکینہ کے نص بھی کسی جانور کا نام ہے مولویصاحب آپکو اس نمبر کے جواب میں ثابت کرنا چاہیے تھا کہ خلافت کوئی امر دین نہیں اور نہ ہدایت و ضلالت امت محمدیہ کو اس سے کوئی تعلق ہے کہ خدا ورسول اسکا اہتمام فرماتے بلکہ ایک فضول بات ہے جس سے خدا ورسول نے اعراض فرمایا اور بندہ اور امت کے اختیار میں دیا کہ جسکو چاہیں خلیفہ بنائیں ولو کان حباطا وحجلما نہ کہ ایسی لاطائل باتیں تحریر کیں جسکو

اصلی تقریر سے کوئی تعلق نہیں اور مذہب اہل سنت میں خلافت کا منصوص ہونا دلیل
اسکے صفت کی نہیں مذہب اہل سنت تو ایسی ہی خلاف عقل و نقل باتوں سے مرکب
ہی ہوا ہے جسکو معلم اول امیر معاویہ نے بزور شمشیر لوگوں سے قبول کرایا مگر
وہ باتیں ایسی بدیہی البطلان تہیں ہرچند معلم ثانی ابو الحسن اشعری نے درست کرنا چاہا مگر
آجتک نہوسکا مرض بڑھتا گیا جیوں جیوں دوا کی اور شیعونکو خلافت منصوص بلافصل
ماننے میں کوئی دقت نہیں جسقدر آپکے پاس دلیلیں اثبات توحید و رسالت کی موجود ہونگی
اس سے صد گونہ انکے پاس دلیلیں اثبات خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السّلام کے موجود
ہیں اکثر کتابیں مثل الفین و عبقات کے ایسی ہی دلیلوں سے مملو ہیں جنکے جواب کی
تمنا مخالفین اپنے ہمراہ قبر میں لیگئے نواب صدیق حسن خانصاحب نے مع اپنے حواریین کے
بہت کوشش کی اور مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کو بھی بہت غیرت دلائی کہ جواب
لکھیں مگر آفتاب پر خاک کون ڈال سکتا ہے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواههم
واللہ متم نورہ ابھی آپ نے اس میدان میں قدم رکھا ہے آگے چلکر جب آپ ان دلائل
کو ملاحظہ فرمائینگے تو معلوم ہوگا کہ اس مصرعہ کے مصداق آپ ہیں۔ کہ عشق آساں نمود
اول ولے افتاد مشکلہا۔ جناب بن وقت اگر ہے تو قائلین حسبنا کتاب اللہ اور مریدین
مولوی عبید اللہ چکڑالوی کو کہ انکے پاس کسی فریضہ کی تفصیل پر نص موجود نہیں
شیعونکو کوئی دقت نہیں وہ جسطرح کلام خدا کو مانتے ہیں اسیطرح کلام رسول کو
(بشرطیکہ معصومین و صادقین سے انکو پہنچے) خدا نے نماز فرض کی رسول نے اسکی
ترکیب بیان کردی خدا نے زکوٰۃ و صوم و حج فرض کیا رسول نے ان کی تفصیل
کردی خدا نے اطاعت اولی الامر کو فرض کیا رسول نے انکی تشریح کردی خدا نے
اطاعت بلافصل جناب امیر علیہ السّلام آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین
آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون
سے واجب کی اور اسکی تبلیغ کی تاکید آیہ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ سے فرمائی اور آیہ الیوم

اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ سے اسکو آخر الفرائض قرار دیا رسول نے اسکی مجمع عام میں کس شد و مد سے تبلیغ کی فالحمد للہ علی اکمال النعمۃ علینا بولایۃ امیر المومنین وقائد الغر المحجلین صلوات اللہ علیہ

اب فرمائے کہ آپ کے صدیق اکبر کی کرامت ظاہر ہوئی یا ہمارے صدیق اکبر کا اعجاز۔

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں آگے چلکے حکیم صاحب فرماتے ہیں اور اصل امر یہ ہے کہ جس امر اہم سے رضائے خدا متعلق ہوتی ہے اسکی تبلیغ واعلان واتمام حجت کا خود خداوند عالم اہتمام کرتا ہے دیکھو رضائے خدا خلافت جناب امیر علیہ السلام سے متعلق تھی تو اسکی تبلیغ کی تاکید خود خداوند عالم نے کی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی اے رسول پہنچا دے اس پیغام کو جو تجھپر تیرے رب کیطرف سے نازل کیا گیا (کہ علی مولائے مومنین ہے دیکھو تفاسیر اہل سنت) اور اگر اس پیغام کی تبلیغ نہیں کی تو تونے رسالت کی تبلیغ نہیں کی اور خدا تجکو شر سے لوگوں (یعنی منافقین و مدعیان خلافت) کے محفوظ رکھیگا اسیوجہ سے جناب رسالتمآب نے اس تبلیغ میں کیسا اہتمام کیا شدت گرما میں غدیر خم پر ہزاروں آدمی کے روبرو دستِ اپنے امیر المومنین کو مولائے مومنین بناکر خلیفہ کیا اور جو لوگ حاضر تھے انکو تاکید فرمائی کہ غیر حاضر کو یہ حکم پہونچا دیں اور لوگوں سے مبارکباد خلافت دلوائی کہ خود حضرت عمر کو بھی مبارکباد خلافت دینی پڑی ھنیئاً لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای ومولے کل مومن ومومنۃ اور پھر حضرت نے قریب انتقال اسی کی تحریر کے لئے قرطاس وغیرہ طلب فرمایا اور فرمایا کہ میں ایسی چیز لکھ دونگا کہ میرے بعد پھر گمراہ نہوگے اگرچہ گمراہ کنندہ امت محمدیہ اسمیں مخل و مانع ہوئے مگر اتمام حجت تو ہوگئی۔

جواب ہمنے سنا ہے کہ حکیم صاحب ابتدا میں سنی تھے آپنے کتب حدیث ایک بڑے سنی محدث سے پڑھی تھیں مگر پھر کسی خاص وجہ سے جسکو وہی جانتے ہوں گے شیعہ ہوگئے ہ؂ الجواب مولوی صاحب ہمارے شیعہ ہونے کی وجہ تو آپ کو

جاننا مشکل نہیں جس وجہ سے آپنے تقلید ترک کی اسی وجہ سے ہمنے بھی تسنن ترک کیا جسطرح کلام معصوم کے سامنے کلام غیر معصوم کو تسلیم کرنا شرک فی الرسالۃ اور خلاف دینداری ہے۔ ز قول مصطفےٰ رفتن سوے راے کساں زار + خداوندا کہ از اوضاع دینداری نمی باشد۔ اسیطرح معصوم کے مقابلہ میں غیر معصوم کو امام بنانا شرک فی الامامۃ اور خلاف ایمانداری ہے ویقول الانسان یلیتنی لم اتخذ فلانا خلیلاً لقد اضلنی عن الذکر بعد اذجاء نی وکان الشیطان للانسان خذولا مگر ہمارے اور آپ کے ترک تقلید میں بہت فرق ہے آپ نے فروع دین میں تقلید علما کی ترک کی مگر اصول دین میں مقلد ابوالحسن اشعری کے بنے رہے اور مصداق ھرب من المطر وقف تحت المیزاب کے ہوئے اور ہم نے کل فروع و اصول دین میں تقلید ترک کی اور منزل تحقیق یعنی اقتدائے معصومین ہوکر مصداق والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے ہوئے۔

پھر فرماتے ہیں لیکن اس تحریر سے بی ادبی معاف ہمیں کہنے کی جرأت ہوتی ہے کہ لیس الخبر کالمعائنہ آپ نے دعوی کیا ہے کہ تفاسیر اہل سنت میں اس آیت کو خلافت علی کے حق میں لکھا ہے مہربانی کرکے ذرہ کسی ایک تفسیر کا حوالہ تو دیجئے جلالین سے لیکر تا تفسیر کبیر اہل سنت لکھ رہے ہیں بلغ جمیع ما انزل الیک یعنی اس ما انزل کو عام مراد لیتے ہیں

الجواب مولوی صاحب ہمنے بھی سنا تھا کہ آپ بڑے محقق اور احادیث و تفاسیر میں وسیع النظر ہیں لیکن اس تحریر سے بے ادبی معاف ہمیں کہنے کی جرأت ہوتی ہے کہ لیس الخبر کالمعائنہ تعلق اس آیہ شریفہ کا حدیث غدیر سے متعدد علماے اہل سنت نے لکھا ہے جسکے بیان کو ایک کتاب عالیحدہ درکار ہے مگر جس سے آپ انکار کرتے ہیں اسی کی عبارت پیش کرتا ہوں صاحب جلالین اپنی تفسیر درمنثور میں تحریر فرماتے ہیں اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ

الآیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی رسول اللہ یوم غدیر خم فی علی ابن ابیطالب و اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس

جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ الخ بروز غدیر شان میں حضرت علی کے نازل ہوا اور حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ عہد رسالت میں اس آیہ کو ہم لوگ اسطرح پڑھتے تھے کہ اے رسول پہونچا دے اس پیغام کو جو اترا ہے تیری طرف تیرے رب کیطرف سے کہ بے شک علی مولا مومنین ہے اور اگر نہ کیا تو نہ پہونچایا تو نے رسالت اسکی اور خدا محفوظ رکھے گا تجکو لوگوں سے' اور صاحب تفسیر کبیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں العاشر نزلت ھذہ الآیۃ فی فضل علی ؑ ولما نزلت ھذہ الآیۃ اخذ بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر فقال ھنیئاً لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ وھو قول ابن عباس والبراء ابن عازب و محمد بن علی یعنی یہ آیہ فضل علی میں نازل ہوا اور جب یہ آیہ نازل ہوا تو حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس شخص کا مولا میں ہوں پس علی بھی مولا اسکا ہے خداوندا اسکے دوستوں کا تو دوست رہ اور اسکے دشمنوں کا تو دشمن رہ پس ملاقات کی انسے عمر نے اور کہا مبارک ہو تمکو اے علی ابن ابیطالب کہ آج تم میرے مولے ہوئے اور کل مومنین و مومنات کے مولا ہوئے اور یہی قول ہے ابن عباس اور براء ابن عازب اور امام محمد باقر ؑ کا اور علی ہذا القیاس تفسیر ثعلبی اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر واحدی اور تفسیر شاہی اور تفسیر وہابی وغیرہ میں متعلق اس آیہ شریفہ کا غدیر خم سے موجود ہے۔

پھر فرماتے ہیں کیا اہل سنت بھی شیعہ کیطرح کسیکی محبت میں غالی ہیں کہ قرآن مجید کے عموم و خصوص کی بھی پرواہ نکرکے ، ثلث قرآن مجید کو جناب امیر اور ائمہ اہل بیت پر

خواہ مخواہ لگاتے ہیں **الجواب** مولویصاحب آپ کے بزرگ بھی جناب رسالتمآب کو علی کی محبت میں غالی سمجھتے تھے حدیث مناجات دیکھئے اگر آپ بھی شیعوں کو علی کی محبت میں غالی سمجھتے ہیں تو مقام تعجب نہیں شیعہ جناب امیر علیہ السّلام کو بمقتضائے آیت مباہلہ نفس رسول سمجھتے ہیں اور مثل رسالتمآب کے انکی محبت اور اطاعت کو بھی بحکم خدا و رسول واجب جانتے ہیں اور غلو اور غالی دونوں سے بیزار ہیں اور اس امر میں شیعوں کی خصوصیت نہیں علمائے اہل سنت بھی اکثر قرآن کو بقول آپکے جناب امیرؑ پر لگاتے ہیں علامہ ابونعیم نے منقبۃ المطہرین میں اور علامہ ابن مغازلی نے کتاب مناقب میں ایک حدیث طولانی نقل کی ہے جس میں جناب رسالتمآب نے فرمایا ان القرآن اربعۃ ارباع فربع فینا اھل البیت خاصۃ یعنی ربع قرآن خاص ہمارے اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے اور اسی میں ہے ان اللہ انزل فی علی کرائم القرآن یعنی خدا نے نازل کیا ہے دربارہ علی کرائم قرآن کو اور علامہ ابن حجر نے صواعق میں لکھا ہے ما نزل فی احد من کتاب اللہ تعالی ما نزل فی علی یعنی نہیں نازل ہوا قرآن کسیکے بارہ میں جسقدر علی کی شان میں نازل ہوا ہے اسیمیں ہے ما انزل اللہ یا ایھا الذین امنوا الا و علی امیرھا و شریفھا و لقد عاتب اللہ اصحاب محمد فی غیر مکان و ما ذکر علیا الا بخیر یعنی جہاں خدا نے یا ایھا الذین امنوا فرمایا ہے اسمیں علی اسکے امیر و شریف ہیں اور خدا نے کئی جگہ عتاب کیا ہے اصحاب رسول پر اور نہیں ذکر کیا ہے علی کا مگر خیر کے ساتھ اب غیر ذلک اور اسمیں غلو کیا ہے جب جناب امیر حسب حدیث ثقلین ہم پلہ قرآن ہیں اور حسب روایت علی مع القرآن و القران مع علی لازم و ملزوم قرآن اور حسب ہدایت شاہ ولی اللہ صاحب قرآن ناطق ہیں تو جا بجا تک انکا تذکرہ صراحۃً و ضمناً قرآن مجید میں ہو خلاف قیاس نہیں اور نہ اسکا سمجھنے والا غالی ہوسکتا ہے مرتبہ الوہیت اور رسالت کے بعد جو کچھ ان کی شان میں کہا جائے غلو نہیں۔

پھر لکھتے ہیں **لطیفہ** ناظرین کو اس موقعہ پر جملہ معترضہ کے طور پر شیعوں کی

تفسیر کا نمونہ بتلا دیں تو بیجا نہو گا عرب میں قبل از رسالت یہ رسم تھی کہ لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے بعض دفعہ زندہ ان کو گاڑ دیتے تھے اس بد رسم کی اصلاح قرآن مجید میں کئی ایک طرح سے آئی ہے ایک مقام پر فرمایا ہے واذا الموءدة سئلت بای ذنب قتلت یعنی زندہ دفن کئے ہوئے لڑکی سے پوچھا جائیگا کہ کس گناہ کے بدلے میں مارے گئے تھے مضمون بالکل صاف ہے الفاظ بالکل صاف ہیں مطلب بالکل واضح ہے مگر ائمہ شیعہ نے ہمارے خیال میں تو نہیں مگر شیعہ کی روایت میں اس آیت کو ایک عجیب ہی قالب میں ڈھالا ہے مودۃ سے مراد محبت اہل بیت ہے یعنی خدا پوچھے گا کہ محبت اہل بیت کیوں قتل کئے گئے تھے دیکھو اصول کافی اسی کو کہتے ہیں۔

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی ببری ارونق رونق مسلمانی۔

الجواب مولوی صاحب اس لطیفہ میں تو چنداں لطف نہیں قراءت قرآن مجید مختلف ہے اگر قراءت معصوم و بیہم پہ قرآن مجید میں مودۃ بتشدید بمعنی محبت ہو تو کونسا تعجب ہے کیا مودۃ اقربائے رسول مزد رسالت نہیں قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودة فی القربی کیا اقربائے رسول کے قتل کرنے سے وہ قتل نہیں کئے گئے کیا قتل اقربائے رسول ایسا سہل ہے کہ آپکے نزدیک اس سے بروز حشر سوال ہونا مقام تعجب ہے بلکہ یہ تفسیر بہ نسبت آپکی تفسیر کے قرین قیاس ہے اسواسطے کہ حشر میں سوال قاتل سے ہو گا کہ کیوں خون ناحق کیا تھا نہ کہ مقتول سے کہ کیوں تم مارے گئے اور یہی تفسیر اس آیت کا مطلب علیحدہ ولا تقتلوا اولادکم سے ہو گا جو خالی از لطف نہیں البتہ آپ اپنے بیان کی تفسیر کا کوئی نمونہ بطور لطیفہ بیان کرتے تو زیادہ لطف آتا مثلاً جناب رسالت مآب بخاطر مشرکین قرآن مجید میں بتوں کی تعریف اضافہ کر دیتے تھے اور آیہ اللات والعزی ومناة الثالثة الاخری کے بعد حضرت نے بتوں کی تعریف میں تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی زیادہ کرکے سنا دیا نعوذ باللہ من هذه العقیدة الفاسدة الجالبة للکفر شیعوں کی تفسیر یہ

تو بخیال خام آپ کے رونق اسلام جاتی تھی مگر اس تفسیر پر آپ کے ملت اسلامی بنا ہوتی ہے اب اپنے حال پر پڑھیے۔ گر تو قرآن بدیں نمط خوانی + ببری رونق مسلمانی۔
پھر لکھتے ہیں حکیم صاحب ما انزل میں ما کا لفظ عام ہے قرآن مجید میں کئی ایک جگہ ما انزل آیا ہے دور کیوں جاؤ اسی سورت میں اسی آیت سے قبل ہی آیا ہے و لیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا و کفرا یعنی جو کلام تیرے رب کیطرف سے اترا ہے وہ بہت سے کفار کو سرکشی اور کفر میں ترقی کا سبب ہوتا ہے
الجواب مولوی صاحب آپ تو ... من محاسن لفظی و معنوی و ظہر و بطن کلام مجید سے واقف ہوں گے آیت بلغ کے قبل و بعد دو مرتبہ خداوند عالم نے اس آیت کو ارشاد فرمایا ہے جس سے صاف اشارہ ہے کہ اس تبلیغ خلافت سے کفار و منافقین میں طغیان کثیر پیدا ہوگا پس تینوں ما انزل کا ایک ہی مقصود ہے اور فی الواقع اس سے زیادہ کیا طغیان ہوگا کہ بوقت واپسی مقام عقبہ میں منافقین نے خود جناب رسالتمآبؐ کے قتل کی فکر کی اور خداوند عالم نے حسب وعدہ واللہ یعصمک من الناس اپنے پیغمبر کو انکے شر سے محفوظ رکھا اور رسالتمآبؐ نے ان منافقین کو حضرت حذیفہ صاحب السر کو دکھلا اور بتلا دیا جن سے حضرت عمر اپنے منافق ہونے کے بارہ میں استفسار کیا کرتے تھے اور انکے نہ جواب دینے سے ہمیش ہی آکے خود فرمایا یا ؟؟ یا حذیفۃ انا من المنافقین ہے لکھتے ہیں لغت میں ما موصولہ عام ہے پھر کیا اہل سنت کے سر میں سودا تھا کہ وہ بھی شیعہ کیطرح ایسے معنی کرتے کہ دنیا حیران رہ جاتی۔ **الجواب** مولوی صاحب ما موصولہ اگرچہ عام ہے مگر عام کو کسی جگہ بخصوصیت شان نزول یا دیگر قرائن کے خاص کر لینے میں کوئی قباحت نہیں فخر رازی تفسیر کبیر میں بذیل تفسیر وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون لکھتے ہیں فاللفظ وان کان عاما الا ان المراد بعضھم مثلاً لغت میں لفظ اتقی عام ہے مگر سیکیجنبھا الاتقی میں اس سے آپ لوگ حضرت ابوبکر مراد لیتے ہیں پھر اسکو آپ سودا کہیں گے یا جنون اور

ما انزل عام ہے کل کتب منزلہ من السماء پر اسکا اطلاق ہے گو بعض جگہ اس سے خاص
قرآن مجید مقصود ہے مثلاً واذا قیل لھم اٰمنوا بما انزل اللہ یہی تخصیص
ہے پس اگر ایسی تخصیص کا نام آپ نے سو دار رکھا ہے تو کل مفسرین آپ کے مجنون
ہونگے ۔ پھر لکھتے ہیں دیکھئے اہل سنت کے ایک بڑے مستند عالم اور شیعوں کی
جائے ادب والدہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے بھی اس ما کو کیسا عام بتلایا ہے
فرماتے ہیں من حدثک ان محمدا کتم شیئا مما انزل اللہ علیہ فقد کذب واللہ
یقول یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (صحیح بخاری
کتاب التفسیر) جو کوئی کہے کہ آنحضرت نے کلام منزل سے کچھ چھپایا تھا تو وہ شخص جھوٹا
ہے خدا فرماتا ہے اے رسول جو کچھ تجھپر اترا ہے وہ پہونچادے ۔ **الجواب** ایسی روایت
اور قول سے شیعوں پر استدلال آپ کے کمال مناظرہ دانی کی دلیل ہے ہم اپنے
علماء و ائمہ کے اقوال سے استدلال لائیں تو آپ اسکو تسلیم کرینگے جب امام بخاری
کو جناب امیر علیہ السلام کا نام لینا گوارا نہ تھا تو ما انزل کو خاص کرکے انکی خلافت
و اطاعت کو واجب کرنا کیونکر گوارا کرتے علامہ ذو النسبین نے کتاب اسماء النبی صلعم
میں لکھا ہے بدانا بما اوردہ مسلم لانہ اوردہ بکمالہ وقطعہ البخاری
واسقط منہ علی عادتہ کما تری وھو مما عیب علیہ فی تصنیفہ
ولاسیما اسقاطہ لذکر علی رضی اللہ عنہ یعنی عادت بخاری کی ہے کہ حدیث
کو کاٹ چھانٹ کر لکھتے ہیں اور یہ عیب انکی تصنیف میں ہے خصوصاً ذکر علی کو ساقط کر دیتے
ہیں اور علی ہذا القیاس ام المومنین اگر ما انزل کو خاص کرکے انکی خلافت اور اطاعت
کے وجوب کا خود اقرار فرمالیتیں تو آپ لوگونکو جنگ جمل میں خطاء اجتہاد کے حیلے
کا موقع کیونکر ملتا مولوی صاحب ہماری ام المومنین نے آپکے خلیفہ چہارم سے مقاتلہ
کیا ہے اور اپنے بچوں کے خون سے زمین لالہ زار کر دی ہے پس اگر وہ مقاتلہ آپ کے
نزدیک صواب تھا تو خلافت چہارم سے دست بردار ہو کر اسکو راشدہ سے خارج
کر دیجئے اور اگر خطا تھا تو اس تفسیر کو بھی خطا سمجھئے اسی خطا سے وہ خطا

بھی صادر ہوئی تھی۔ پھر لکھتے ہیں دیکھئے صدیقہ نے سالبہ جزئیہ کی نفی کر کے آیت کو موجبہ کلیہ بتلا کر شیعہ مذہب کی کیسی تردید کی ہے جو آیت کو شخصیہ کہتے ہیں۔

الجواب مولوی صاحب سمجھ کے لکھا کیجئے آخر کچھ اہل علم بھی اس اخبار کو دیکھتے ہونگے آیت نہ موجبہ کلیہ ہے نہ کوئی اسکو شخصیہ کہتا ہے بلکہ جملہ انشائیہ ہے جسکا مفعول عام گو نحویکے نزدیک عام ہے اور شیعوں کے نزدیک بلحاظ تفسیر معصوم و تخصیص شان نزول و اقرار اکثر علماء اہل سنت و دیگر قرائن کے خاص ہے اور بالفرض اگر موجبہ کلیہ بھی ہوتا اور شیعہ اسکو شخصیہ بھی کہتے ہیں تو شیعوں کے مذہب کی تردید کیونکر ہوئی کیا کل انسان کاتب اور زید کاتب میں تناقض ہے کلیہ پر حکم باعتبار افراد ہی کے ہوتا ہے جب کل فریضہ کی تبلیغ و تفسیر حضرت کو ضروری تھی تو آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ (جس سے فرضیت اطاعت جناب امیرؑ ثابت ہوتی ہے) کی تبلیغ و تفسیر بھی حضرت پر ضروری ہوگی اور چونکہ زمانہ وصال رسالت مآب قریب تھا اور جیسا مجمع مومنین کا حجۃ الوداع میں تھا پھر ایسا جمع ہونا بھی دشوار تھا اور حضرت کو مخالفین سے خوف بھی تھا لہٰذا خداوند عالم نے اس آخر الفرائض کی تبلیغ و تفسیر کی آیہ یا ایھا الرسول بلغ الخ سے تاکید فرمائی اور وعدہ حفاظت بھی کیا تاکہ اتمام حجت ہو جائے لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔ پھر لکھتے ہیں ای جناب ایسے طفل تسلیوں سے کیا ہوتا ہے کیا ایسی کمزور باتوں سے ایسا زوردار ایمانی مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے کچھ تو خیال فرمائیے

الجواب اب تو آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جیسا یہ زوردار ایمانی مسئلہ ہے اسیقدر اسکے زوردار دلائل ہیں اور جسقدر اس آخر الفرائض کی تبلیغ کی تاکید خداوند عالم نے فرمائی ہے اسقدر اور کسی فریضہ کی تبلیغ کی بارہ میں تاکید نہیں فرمائی ای جناب کچھ تو خیال فرمائیے کہ اور تبلیغ کے وقت ایذا دہی کفار پر حضرت کو خدا نے صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور اس تبلیغ پر حضرت کی حفاظت وعدہ فرمایا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایسا ہی امر اہم تھا جس سے مخالفین میں طغیان کثیر پیدا ہونیوالا تھا ورنہ حضرت علی کی محبت اور بغض کے بارہ میں رسالت مآب صدہا مرتبہ ارشاد

فرما چکے تھے اور کسی نے کچھ چون وچرا نہ کی تھی اور وہ امراہم بھی تخلیف جناب امیرؑ تھی جس سے دنیاداروں کو نفع دنیاوی کی امید منقطع ہوتی تھی بدکار انکو حدود شرعی کے قائم ہونے کے خوف سے لرزہ پیدا ہوا مخالفین کی آنکھوں کے سامنے ذوالفقار چمکتی تھی منافقین کو جان کے لالے پڑگئے شیطان نے سر پرخاک اڑائی کہ رسول کے بعد نفس رسول امت رسول کو گمراہ نہ ہونے دیگا۔ پھر لکھتے ہیں آئیے اب آپکو اس روایت کی تفصیل سنائیں یہ روایت من کنت مولاہ شیعوں کی کسی صحیح سند سے نہیں ہی الجواب مولویصاحب ایمان کی بات کہا کیجیے اور ایمان ہی کام آئے گا جسقدر اسانید اس حدیث کے علمائے اہل سنت نے لکھے ہیں اگر لکھے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو مگر چند قول پر اکتفا کرتا ہوں اور اسیقدر طالب حق کو کافی ہے ابن حجر صواعق میں لکھتے ہیں انہ حدیث صحیح لا ریبۃ فیہ وقد اخرجہ جماعۃ کالترمذی و النسائی واحمد وطرقہ کثیرۃ جدا ومن ثم رواہ ستۃ عشر صحابیا وشہد وابہ لما نوزع ایام خلافتہ یعنی یہ حدیث صحیح ہے اسمیں کوئی شک نہیں اسکو ایک جماعت علما نے روایت کیا ہے مثل ترمذی ونسائی واحمد کے اور طرق روایت اسکے بہت ہیں اسیوجہ سے سولہ صحابی نے اسکو روایت کیا ہے اور روایت احمد سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیس صحابہ نے اسکو روایت کیا ہے اور اسپر شہادت دی جب ایام خلافت علی میں نزاع ہوئی اب فرمائیے کہ اس حدیث کی صحت اور تواتر اور کثرت اسانید ثابت ہوئی یا نہیں بعد اسکے وہی لکھتے ہیں ولا التفات لمن قدح فی صحتہ ولا لمن ردہ بان علیا کان بالیمن لثبوت رجوعہ منہا وادراکہ الحج مع النبیؐ وقول بعضہم زیادۃ اللھم وال من والاہ موضوع مردود فقد ورد ذلک من طرق صحح الذہبی کثیرا منہا یعنی التفات نہ کیا جائے اسکی طرف جو اسکے صحت میں قدح کرتا ہے اور نہ اسکی طرف جو اسکو رد کرتا ہے اس وجہ سے کہ حضرت علیؑ اسوقت یمن میں تھے اسواسطے کہ حضرت علی کا واپس آنا یمن سے اور رسالت مآب کے ساتھ حج کرنا ثابت ہے اور بعضوں کا قول کہ اللھم وال من والاہ الی آخرہ موضوع ہے غلط ہے

یہ روایت متعدد طریقوں سے آئی ہے اور اکثر طریقے انکو ذہبی نے صحیح کیا ہے اب فرمائیے کہ اس حدیث میں قدح کرنیوالوں کی غلطی ظاہر ہوئی کہ نہیں علامہ تفتازانی وعلا توشجی لکھتے ہیں اما حدیث الغدیر فھو انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قد جمع الناس یوم غدیر موضع بین مکۃ والمدینۃ بالجحفۃ و ذالک بعد رجوعہ من حجۃ الوداع وکان یوما صائفا حتی ان الرجل لیضع رداءہ تحت قدمیہ من شدۃ الحر وجمع الرحال وصعد علیہا فقال مخاطبا معاشر المسلمین الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلی قال فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وھذا حدیث متفق علی صحتہ یعنی حضرت رسالت نے غدیر خم پر بعد واپسی کے حجۃ الوداع سے جسوقت سخت گرمی تھی کہ لوگ طپش کیوجہ پاؤں کے نیچے چادر رکھتے تھے کجاووں کا ممبر بنا کے تشریف فرما ہوئے اور سب سے مخاطب ہو کے فرمایا اے گروہ مسلمانان کیا میں تمھارے نفس کا مالک نہیں ہوں لوگوں نے کہا کیوں نہیں آپنے فرمایا جسکا میں مولا ہوں اسکا علی بھی مولا ہے خداوندا اسکے دوست کا تو دوست رہ اور اسکے دشمن کا تو دشمن رہ اور جو اسکی مدد کرے اسکی تو مدد کر اور جو اسکی نصرت نکرے اسکو رسوا کر اور یہ حدیث ہے کہ اسکی صحت پر سبکا اتفاق ہے اب فرمائیے کہ اسکی صحت پر اتفاق علما و محدثین کا ثابت ہوا یا نہیں اور یہ بھی انصاف فرمائیے کہ اسقدر اہتمام جناب رسالتمآب نے فقط اسواسطے فرمایا تھا کہ لوگوں سے کہدیں کہ علی سے محبت رکھو جسکے بارے میں صدہا آیتیں قرآن کی آچکی تھیں اور حضرت بھی صدہا مرتبہ پہلے بھی فرما چکے تھے یا اسواسطے فرمایا تھا کہ لوگونکو مطلع کریں خداوند عالم نے بعد میرے علی کو میرا قائم مقام کیا ہے اگر اسکی اطاعت کروگے تو گمراہ نہوگے

باقی آیندہ — محمد جعفر بنارسی

اصلاح افسوس کہ ہنوز یہ تحریر ناتمام ہے اور حق یہ ہے کہ جناب حکیم صاحب نے نہایت

اجمال سے بیان کیا ہے یہانتک کہ ان محدثین کا نام بھی لکھا جنہوں نے اسکے تواتر کی شہادت دی ہے اور بعض محدثین اہل سنت کا اسقدر شغف ہے کہ انہوں نے اسکے صرف طرق حدیث میں کتاب بھی لکھا جسکی وجہ غالباً کثرت مشاغل ہے مگر حیرت ہوتی ہے مولوی ثناء اللہ صاحب پر جو اہلحدیث ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں اور اپنی تفسیر ثنائی کا ہر اخبار میں اشتہار چھپواتے ہیں اس ہمہ دانی پر آپ یہ سوال کرتے ہیں "آپنے دعوےٰ کیا ہے کہ تفاسیر اہل سنت میں اس آیہ کو خلافت علی کے حق میں لکھا ہے مہربانی کر کے ذرہ کسی ایک تفسیر کا حوالہ تو دیجئے جلالین سے لیکر تا تفسیر کبیر اہل سنت لکھ رہے ہیں بلغ جمیع ما انزل الیک یعنی اس ما انزل کو عام مراد لیتے ہیں"

اس سوال کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ یہ کیسا مفسر ہے جسے آجتک کسی تفسیر میں یہ مضمون نہ ملا اسیر فرقہ اہلحدیث ہے کہ آپکو خلیفہ ہی بنانا چاہتے ہیں۔ بھلا بتائیے انکے سوال اور مرزا حیرت کے انکار شہادت میں کیا فرق ہے۔ اور اسکا کوئی کیا جواب دے کیونکہ یہ مضمون ایسا نہیں جو ایک تفسیر میں ہو چند تفاسیر کا نام تو خود جناب حکیم صاحب نے الحمد میں دیا ہے۔ اگر کچھ بھی حیا ہوگی تو انھیں تفسیر ونکو دیکھ کر اپنے اس جملہ پر شرمائینگے "ذرہ کسی ایک تفسیر کا حوالہ تو دیجئے"

اسیطرح یہ ہے کہ آپکی بی بی عائشہ کی تفسیر اور بخاری کی روایت سے سند لاتے ہیں حالانکہ عائشہ کو جو عداوت جناب امیر سے تھی اُس سے تو یہود و نصاریٰ بھی واقف ہیں چہ جائیکہ اڈیٹر اہلحدیث اُس سے ناآشنا ہوں۔

اڈیٹر صاحب صحیح بخاری کے باب وفات النبی کو ملاحظہ فرمائیے جس میں انھیں صدیقہ نے صرف ابطال وصیات جناب امیر کے لئے یہانتک کہ دیا کہ رسول اللہ تو سینے کو طشت کیطرف بڑھے تھے کہ دم نکل گیا اور مجھے نہ معلوم ہوا۔ پھر ایسے صادق اللہجہ کے کلام سے سند لانا آپ ہی کا کام ہے۔ کاش آپ ابن ملجم کا کوئی کلام نقل کئے ہوتے تو زیادہ مناسب تھا کہ وہ کسیوقت تو مسلمان تھا۔ اور آپکے امام اعظم ابن حزم نے تو اسکو مجتہد ہی بنایا ہے۔

اڈیٹر

قرابۃ الرسولؐ

قرابت ایسی چیز نہیں ہے جسکے معنی بتانے کی ضرورت ہو نزدیکی و خویشاوندی قرابتمندی و عزیزداری سے کون ایسا شخص ہے جو نہ واقف ہو۔

اسیطرح محبت اہل قرابت بھی ایک بدیہی اور فطری امر ہے کہ ہر عزیز کو اپنے عزیز سے محبت ہوتی ہے اگرچہ انمیں اختلاف بھی ہو اسیطرح اپنے آقا یا محسن کی اولاد و اعزہ کے ساتھ محبت بھی فطری امر ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر غلام اپنے آقازادہ سے خاص محبت رکھتا ہے۔ اسیطرح شاگرد اپنے استادزادہ سے رعایا اپنے رئیس زادہ سے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرابتمندان استاد یا رئیس یا محسن ایک خاص امتیازی حالت رکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے بعد استاد یا رئیس کے یہ بھی واجب المحبۃ والاحترام شے ہے۔

چونکہ یہ امر بدیہی ہے کہ آقا اور غلام یا خادم و مخدوم میں آقازادہ و مخدوم زادہ کا ایک خاص درجہ ہوتا ہے لہٰذا یہاں کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ مگر حیرت سی ہوتی ہے کہ پھر خداوند عالم نے آیہ کریمہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ میں۔ قرابتمندوں کی محبت و مودت رسولؐ کا کیوں حکم فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہہ دو اے محمدؐ ہم نہیں سوال کرتے ہیں تمسے اسپر (تبلیغ رسالت پر) مگر مودۃ قربےٰ کو جس سے ظاہر ہوا کہ حضرت کو اسکا حکم ہے کہ مودۃ قربےٰ کو اجر رسالت میں طلب فرمائیں۔

وجہ حیرت یہ ہے کہ مودۃ قربےٰ یعنی قرابت مندوں کی محبت تو ایک فطری امر ہے کہ خواہ اپنی قرابت ہو یا کسی رئیس یا دوست کی قرابت سب کے ساتھ محبت کا ہونا ایک فطری امر ہے۔

مودۃ قربےٰ کی تین تفسیر کی گئی ہے ایک تو یہ کہ قرابت مندان رسولؐ کی محبت کرو جو ایک کھلی اور ظاہر بات ہے کہ ہر رئیس یا محسن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسکے عزیزوں سے محبت کیجائے اگرچہ انسے محبت رکھنا بھی فطری ہے مگر اسکی خواہش کرنا بھی فطری ہے۔

دوسرے معنے یہ بھی بتائے گئے ہیں کہ مودۃ قربےٰ سے یہ مراد ہے کہ اگر بوجہ اسلام رسولؐ کی محبت نہیں کیجاتی تو اسوجہ سے محبت کرنا چاہیے کہ وہ تمامی قریش کے قرابتمند ہیں

ہر قبیلہ سے آپکی کچھ نہ کچھ قرابت ہے جیسے میں لہذا حضرت کو حکم ہوا کہ اسکا سوال کرو۔ یہ معنی جیسے خوبصورت ہیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ ایک طرف تو حضرت کو حکم کہ انسے جہاد کرنے کا ہے دوسری طرف انسے یہ خواہش کہ ہماری محبت کرو کون عاقل اسکو قبول کر سکتا ہے۔ بہر حکم خاص

تیسرے معنی یہ بتائے گئے ہیں کہ یا تو تم قرابت مندوں کی محبت کرو کہ ایک قرابت مند کو دوسرے قرابت مند کی محبت لازم ہے اور یہی اجر رسالت ہے۔

گر بہر صورت محبت اہل قرابت ایک فطری امر ہے کہ ہر شخص فطرۃً مجبور ہے اسپر کہ اپنے اہل قرابت سے محبت کرے پھر خداوند عالم نے اسکے سوال کا کیوں حکم دیا اور اسکو اجر رسالت کیوں قرار دیا کیونکہ فطری امور تو خود انجام پاتے ہیں انکے نسبت کوئی حکم صادر کرنا حکیم کی شان کے خلاف ہے۔

پچھلے دو معنی تو خود ایسے لغو ہیں جسپر بحث کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ عرب اور تعصب اور انکی حمیت سب کو معلوم ہے وہ قرابت مندی کا اس درجہ خیال کرتے کہ ایک قرابتمند کے مارے جانے پر سالہا سال تک خونریزی قائم رہتی حالانکہ جان سے بڑھکر کوئی چیز نہیں۔ مگر قرابت مندی کے خیال سے اسکا کبھی کچھ لحاظ نہ کرتے پھر اسکا سوال کرنا تحصیل حاصل تھا کیونکہ ہر شخص اسپر فطرۃً مجبور ہے کہ اپنے قرابت مندوں سے محبت کرے۔

ہاں احادیث و تواریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کے اسباب اسیوقت جمع ہو چکے تھے کہ رسول اللہ کو یہ حکم دیا جائے کہ وہ قوم سے اسکا سوال کریں کہ ہمارے اہل قرابت سے محبت کرو۔ کیونکہ جیسا ہم بیان کر چکے ہیں اپنے قرابت مندوں کی یا اپنے کسی قسم کے محسن کے قرابت مندوں کی محبت فطری ہے ویسا ہی اس زمانہ میں خاص طور پر اسکی کوشش شروع کی گئی تھی کہ اس قرابت کو اور اسکے اثر محبت و مودۃ کو مٹانا چاہیئے لہذا خدا نے اس حکم کو نازل کیا کہ تم خلاف فطرت نہ کام کرو اپنے محسن زادوں کی محبت کرو قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔

اپ کو تعجب ہوگا کہ ایسا کیونکر ممکن ہے خصوصاً اس زمانہ میں کہ رسول اللہ زندہ اور موجود تھے اور قوت و اقتدار میں ترقی تھی کہ تمامی عرب مطیع و منقاد ہو رہے تھے نہ صرف

مذہبی حیثیت سے بلکہ ظاہری سلطنت و حکومت بھی ساتھ رکھتی ہے کیونکہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسی کوشش کی جائے کہ یہ اثر مٹایا جاوے۔

مگر جب آپ اس پر غور کریں گے کہ خدا نے آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کیوں نازل کیا تو آپکے سب شکوک و اوہام دفع ہو جائینگے کیونکہ یہ کوئی حدیث نہیں ہے جسکو ضعیف و موضوع کہیں کوئی روایت نہیں ہے جو جرح و قدح راوی سے اسکو اڑا دیجئے بلکہ یہ قرآن کی آیت ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے کیونکہ خداوند عالم عبث بات کا حکم دیتا ہے جس کی تعمیل نہیں ہوتی تھی یا ہوتی تھی تو بیقاعدہ نہ یہ کہ ایسے فطری امور کا حکم دے جو فطرۃً عام جاری و ساری تھا

اب آئیے میں چند واقعات ایسے دکھاؤں جس سے معلوم ہو کہ قرابت رسول اور اسکا اثر کیونکر مٹایا جاتا تھا جس سے اسکی ضرورت داعی ہوئی کہ اس امر فطری کی یاد دلی دیکھئے صواعق محرقہ میں ہے وصح ان العباس شکا الی رسول اللہ صلعم مایلقون من قریش من تعبیسھم فی وجوھھم وقطعھم حدیثھم عند لقائھم فغضب غضبا شدیدا حتی احمر وجھہ وعرق بین عینیہ وقال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ وفی روایۃ صحیحۃ ایضا ما بال اقوام یتحدثون فاذا راو الرجل من اھل بیتی قطعوا حدیثھم واللہ لا یدخل فی قلب رجل الایمان حتی یحبھم للہ ولقرابتھم منی وفی اخری والذی نفسی بیدہ لا یدخلون الجنۃ حتی یومنوا ولا یومنوا حتی یحبوکم للہ ولقرابتی وفی اخری ولا یومن احدکم حتی یحبکم بحبی اترجون ان تدخلوا الجنۃ بشفاعتی ولا یرجوھا بنو عبد المطلب وھی لہ طرق اخری کثیرۃ وقدمت بنت ابی لھب المدینۃ مھاجرۃ فقیل لھا لا تغنی عنک ھجرتک انت بنت حطب النار فذکرت ذلک للنبی صلعم فاشتد

غضبہ ثم قال علی منبرہ ما بال اقوام یوذونی فی نفسی وذوی رحمی الا ومن اذی نسبی وذوی رحمی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله وخرج عمر الاسلمی وکان من اصحاب الحدیبیة مع علی رضی الله عنہ الی الیمن فرای منہ جفوة فلما قدم المدینة اذاع شکایتہ فقال لہ النبی والله لقد اذیتنی فقال اعوذ بالله ان اوذیک یا رسول الله فقال بلی من اذی علیا فقد اذانی اخرجہ احمد زاد ابن عبد البر من احب علیا فقد احبنی ومن بغض علیا فقد ابغضنی ومن اذی علیا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله وکذلک وقع لبریدہ انہ کان مع علی فی الیمن فقدم مغاضبا علیہ واراد شکایتہ لجاریة اخذھا من الخمس فقیل لہ اخبرہ لیسقط علی من عینیہ ورسول الله یسمع من وراء الباب فخرج مغضبا فقال ما بال اقوام ینتقصون علیا من ابغض علیا فقد ابغضنی ومن فارق علیا فقد فارقنی ان علیا منی وانا منہ خلق من طینتی وانا خلقت من طینة ابراھیم وانا افضل من ابراھیم ذریة بعضہا من بعض والله سمیع علیم یا بریدہ اما علمت ان لعلی اکثر من الجاریة واخرج ابو الشیخ والدیلمی من لم یعرف حق عترتی والانصار والعرب فھو لاحدی ثلث اما منافق واما ولد زنیة واما امرء حملت بہ امہ فی غیر طہر ص ۱۰۳

حدیث صحیح میں ہے کہ عباس نے شکایت کی رسول اللہ سے کہ ہم جب مجمع قریش میں جاتے ہیں تو وہ لوگ ترش روئی کرتے ہیں اور اپنی بات چیت جو کرتے رہتے ہیں ہمکو دیکھکر قطع کر دیتے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں۔ حضرت اسکے نہایت درجہ غضبناک ہوئے کہ چہرہ سرخ ہو گیا اور پیشانی پر عرق آگیا۔ بالائے ممبر

جاکر فرمایا قسم خدا کی تم لوگوں کے دل میں ایمان ہرگز نہ داخل ہوگا جبتک خدا اور رسول کیلئے محبت اہل بیت نہ پیدا کرو۔ دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہو ان قوموں کا جو بات چیت کرتے ہیں۔ اور جب کسیکو ہمارے اہل بیت سے دیکھتے ہیں تو بات کو کاٹ دیتے ہیں جب تک ہمارے اہل بیت سے للہ و للرسول کوئی محبت نہ کریگا وہ مومن نہ ہوگا۔ تیسری حدیث کہ تم لوگ داخل جنت نہ ہوگے جب تک ایماندار نہ ہوگے اور ایمان نہ ہوگا جب تک اہل بیت کی محبت نہ کرو بغرض خوشی خدا و بخیال میری قرابت کے۔ چوتھی روایت یہ ہے کہ جب تک تم لوگ انکو دوست نہ رکھوگے مومن نہ ہوگے کیا تم امید کرتے ہو کہ داخل جنت ہو میری شفاعت سے تم لوگ اور خاندان عبدالمطلب کو یہ امید نہ ہو؟ اور بھی بہت سے طریقوں سے یہ حدیث مذکور ہے۔

ابولہب کی بیٹی ہجرت کرکے مدینہ آئی تو صحابہ نے کہا اس ہجرت سے کوئی نفع نہیں۔ کیونکہ تو آتش دوزخ کی بیٹی ہے۔ اسنے رسول اللہ سے آکر عرض کیا۔ تو حضرت نہایت درجہ غضبناک ہوئے اور بالائے منبر جاکر فرمایا کیا حال ہے لوگوں کو جو ایذا دیتے ہیں کہ ہمارے اہل نسب و قرابت مندوں کو یہ سبب ہے میری ایذا کا اور میری ایذا اللہ کی ایذا ہے۔

اسیطرح عمرو اسلمی جو اصحاب حدیبیہ سے تھا جناب امیر کے ساتھ یمن گیا۔ اور کسی بات میں جناب امیر سے ناراض ہوا جب مدینہ آیا تو جناب امیر کی شکایت کرنا شروع کی اور اسکو مشہور کیا جسکو حضرت رسول نے بھی سنا تو فرمایا واللہ تو نے مجھے ایذا دی۔ اسنے کہا پناہ بخدا کہ میں آپکو ایذا دوں حضرت نے فرمایا ہاں جسنے علی کو ایذا دی اسنے مجھے ایذا دی۔ اور اسیطرح بریدہ سے واقع ہوا کہ وہ علی کے ساتھ تھا یمن میں۔ وہاں سے رنجیدہ ہوکر حضرت کے پاس آیا اور چاہا کہ اسکی شکایت کریں کہ علی نے مال خمس سے ایک لونڈی لی ہے کسی نے بریدہ سے کہا کہ رسول اللہ سے اس حال کو بیان کرو کہ علی انکی نظروں سے گرجائیں۔ یہ کلام حضرت رسول پس پردہ سن رہے تھے۔ غضبناک ہوکر برآمد ہوئے اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کو عداوت رکھتے ہیں علی سے۔ جو عداوت

لکھے علی سے اُسنے مجھ سے بغض کیا اور جو جدا ہوا علی سے وہ مجھ سے جدا ہوا علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے کہ اُن کی خلقت میری طینت سے ہوئی اور میں طینت ابراہیم سے پیدا ہوا اور میں اُنسے افضل ہوں۔ اور ابو الشیخ و دیلمی نے روایت کی ہے کہ جسنے حق میری عترت کا اور انصار و عرب کا نہ پہچانا وہ یا منافق ہے یا حرامزادہ یا ماں اُسکی حیض میں اُس سے حاملہ ہوئی ص ۱۰۳

یہ روایتیں آپکو صاف بتاتی ہیں کہ صحابہ عموماً دشمن جناب امیر ملکہ کل اہل رسالت کے تھے اُن کو دیکھکر تیوری چڑھا لیتے اپنی گفتگو بند کر دیتے اُن کی شکایتیں کرتے اسکی فکر بھی کرتے کہ حضرت علی نظروں سے رسول اللہ کے گر جائیں۔ اسلئے رسول اللہ نے یہ حدیثیں فرمائیں کہ کسی طرح وہ لوگ ایمان لائیں۔ صحابہ میں یا خود ما کہاں عداوت تھی جو اسکی ضرورت ہوتی کہ آپ صحابہ کی سفارش فرماتے۔ ان حدیثوں سے آپکو اسکا بھی پتہ ملگیا ہوگا کہ وہ کس قسم کی گفتگو یا خود ما ہوتی تھی جسمیں حضرت عباس کے آجانے کو وہ لوگ مخل سمجھتے۔ بجز خلافت کون امر تھا۔ کیونکہ اسی صواعق محرقہ سے آپکو یہ معلوم ہوگا کہ اس قسم کے خیالات زیادہ تر خلیفہ دوم ہی کو تھے جو قرابت رسول کو یا بنی ہاشم ہونے کو غیر نافع سمجھتے جسپر رسول اللہ نے مکرر خطبے فرمائے چنانچہ ابن حجر لکھتے ہیں وروی الطبرانی ان ام ھانی اخت علی بن ابیطالب بدا قرطاھا فقال عمر ان محمدا لا یغنی عنک من اللہ شیئا فجاءت الیہ فاخبرتہ فقال ما یزعمون ان شفاعتی لا ینال اھل بیتی وان شفاعتی لینال صداء وحکماء وروی البزار ان صفیۃ عمۃ رسول اللہ توفی لھا ابن فصاحت فصبرھا النبی فخرجت ساکتۃ فقال لھا عمر صراخک ان قرابتک من محمد لا یغنی عنک من اللہ شیئا فبکت فسمعھا النبی وکان یکرمھا ویحبھا فاخبرتہ بما قال عمر فامر بلالا فنادی بالصلاۃ فصعد المنبر ثم قال ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع کل سبب ونسب منقطع

صفحہ ۱۳۵

یوم القیمۃ الا سببی ونسبی فانھا موصولۃ فی الدنیا والاخرۃ

یعنی ام ہانی خواہر جناب امیر سے عمر نے کہا کہ محمدؐ تمکو خدا سے کچھ نفع نہیں دلا سکتے۔ ام ہانی نے خدمت رسول اللہ صلعم میں عرض کیا تو حضرت نے فرمایا۔ لوگ گمان کرتے ہونگے ہماری شفاعت میرے اہل بیت کو نہیں پہونچے گی حالانکہ بہ تحقیق میری شفاعت صداؑ وحکما تک پہونچے گی (جو دو قبیلے ہیں یمن کے) اور بزار نے روایت کی کہ صفیہؓ عمہ رسول اللہ کا ایک لڑکا مرگیا اسپر صفیہ روئیں۔ تو رسول اللہؐ نے اُنکو تسلی دی جس سے وہ خاموش ہوگئیں رونا موقوف کیا جب مکان سے باہر نکلیں تو عمر نے کہا وہ چیخنا چلانا تمھارا کیا ہوا۔ تمھاری قرابت جو محمدؐ سے ہو وہ خدا کے نزدیک کوئی نفع نہیں پہونچائیگی۔ صفیہ روتی ہوئیں خدمتِ رسول اللہؐ میں حاضر ہوئیں۔ اور کلام عمر کو بیان کیا حضرت نے بلال کو حکم دیا کہ نماز کے لئے ندا دیں۔ جب سب جمع ہوئے تو حضرت بالائے ممبر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کیا ہوا ہی اس قوم کو جو گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت بے سود ہو حالانکہ ہر سبب و نسب منقطع ہوگا بروز قیامت لیکن میرا سبب و نسب کہ دنیا و آخرت دونوں میں موصول ہو۔

اب تو آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ سب کرشمے حضرت عمر ہی کے تھے یا اُن کے ساتھیوں کے جو قرابت مندانِ رسول اللہؐ پر طعنہ زن ہوتے اور اُسکو بے حقیقت سمجھتے جسپر بالاخر خطبہ حضرت نے فرمایا اور سمجھایا مگر نہ سمجھے۔

یہاں سے اسکا بھی پتہ ملا ہوگا کہ ان لوگوں کے دل میں حضرت سے کتنی عقیدت تھی کہ حضرت کو بہ لفظ محمد یاد کرتے اور رسول اللہ کہنا بھی ناگوار تھا۔ اہل سنت غور کریں یہ تو اُن کی ایمان داری و دینداری کی نشانی تھی مگر اسکا کیا جواب ہو کہ ان حضرات نے انسانی رحم و ہمدردی کو بھی خاندان رسول کیلئے بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ کہاں تو حضرت صفیہ اس مصیبت میں مبتلا ہیں کہ بیٹا مرگیا ہی رو رہی ہیں جس پر رسول اللہ صلعم تسلی و تشفی کے کلمات فرماتے ہیں۔ اُس حالت میں حضرت عمر طعنہ دیتے ہیں کہ قرابت مندی رسول سے تمکو کوئی فائدہ نہیں۔ نہ معلوم آخر انکے ذہن

میں وہ کون سی چیز تھی جو مفید ہوتی۔ کیا کفر و نفاق و سلطنت ہی کو انھوں نے بخشایش کا بھی ذریعہ سمجھا تھا۔ مگر یہ تو جب ہوتا کہ قیامت پر ایمان لاے ہوتے انکو دنیا کے سوا اور کسی چیز سے کب کچھ مطلب تھا جو فرمانِ رسول پر ایمان لاتے اگر آپ تمام دنیا کے وحشیوں کو ایک جگہ جمع کریں جب بھی یہ ہونگی قہر انگیز کارروائی بھی ہے کہ واقعہ حرہ میں خاص مدینہ رسول اللہ میں یزیدیوں نے دودھ پیتے بچوں کی ٹانگیں پکڑ کر ماؤں کی گود سے کھینچیں۔ اور دیوار پر پٹک دیا جس سے مغز سر اس کا پاش پاش ہو گیا۔ یا یزیدیوں کی یہ کارروائی کہ دودھ پیتے بچوں کو ماؤں کی گود میں ذبح کیا تو بھی آپکو اس وحشت کے مقابلہ میں سرنگوں ہونا پڑیگا کیونکہ وہاں تو پھر بھی مخالفت تھی اور جوش انتقام موجزن تھا بخلاف یہانتک کہ ہر طرح عقیدتمندی کا اظہار کیا جاتا ہے اور پھر اس معظمہ کا کوئی قصور بھی نہیں ہے بجز اسکے کہ اپنے بچے کے مرنے پر رو رہی ہیں مگر حضرت عمر بلا وجہ بلا سبب یہ طعنہ دے رہے ہیں کہ قرابت محمد ص سے تم کو کوئی نفع نہیں۔

اگر حضرت عمر کا یہی عقیدہ تھا اور اسی کو وہ اسلام سمجھتے تھے تو کیا اسکے اظہار کا یہی وقت تھا۔ کیا صفیہ یہ بھی کہتی تھیں کہ اس قرابت سے ہمکو کوئی فایدہ ہوگا یا اس کا اظہار کیا تھا کہ باوصف قرابت رسول یہ مصیبت کیوں پڑی جسپر حضرت عمر کو یہ کہنا پڑا (باقی دارد)

وراثۃ الرسول

کیا یہ سنکر آپکو تعجب نہوگا کہ رسول اللہ کو وراثت ملی ہے اپنے پدر بزرگوار کے ترکہ پر قبضہ ملا ہے کیونکہ حضرت کے زمانہ طفولیت مین بادشاہ مکہ بقول اہلسنت کافر تھا اسلئے اوسنے رسول کو محروم نہین کیا لیکن دختر رسول کے زمانہ مین مدینہ کا بادشاہ ایک سنی تھا جو مذہب اہلسنت کا اول موجد ہے اوسنے دختر رسول کو ترکہ رسول سے محروم کیا۔

میراث رسول کی نسبت تو خود علامہ ابن القیم زاد المعاد مین لکھتے ہین

فصل فی ذکر سلاحہ و اثاثہ کان لہ تسعۃ اسیاف ماثور وھو اول سیف ملکہ وورثہ من ابیہ ص ۳۳ جلد اول

اس فصل مین حضرت کے سلاح اور اثاث البیت کا ذکر ہے حضرت کے نو تلوارین تہین ایک ماثور یہ پہلی تلوار ہے جسکے حضرت مالک ہوے اور وراثت مین پایا اوسکو اپنے باپ سے۔

اس تلوار نے حدیث موضوع و مصنوع نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث کا پہلا حصہ کاٹ دیا کیونکہ ابوبکر کہتے ہین انبیا نہ خود وارث ہوتے ہین اور نہ کسیکو وارث کرتے ہین۔ پس خود رسول اللہ نے اپنے باپ کی میراث لی تلوار پر قبضہ کیا تو پہر جو آپکا وارث ہوگا کیونکر محروم ہوسکتا ہے۔

یہ ہے قدرت حق تعہ جو اپنے کلام وورث سلیمان داؤد کی تصدیق نظا کرتا ہے کہ صرف انبیا بنی اسرائیل ہی نہین اپنے باپ کی میراث پاتے بلکہ خاتم الانبیا نے بہی میراث پدری پائی ہے۔

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ آبا کرام رسول اللہ بہی مومنین سے تھے کیونکہ لا میراث بین الکافر والمسلم۔ مسلم ہے

اہل قرآن کی قدامت

جب وہابیونپر اسکا الزام دیا جاتا ہے کہ تمہارا مذہب جدید ہی

جو شقمت سے پیدا ہوا کیونکہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اسکی بنیاد ڈالی ہے
اتقو ڈوٹیرا لحدیث نہایت متانت سے کچھ دو چار سو برس قبل کی کتابوں سے یہ
عبارت نکال کر لاتے ہیں قال اصحاب الحدیث یا اقوال اہل الحدیث جس سے
ہر شخص لا تعلم سمجھتا ہے کہ کسی فرقہ کا نام نہیں ہے بلکہ جسطرح اہل علم اہل
حرفہ اہل نحو اہل صرف اہل منطق اہل فقہ کہلاتے ہیں اوسی طرح اہلحدیث
بہی۔ مگر اڈیٹر اہلحدیث کیون مانتے لگے وہ اسکو بہی فرقہ ہی کا نام بناتے ہین۔
جسطرح شیعہ سنی۔ معتزلی فرقہ ہے اوسیطرح اہلحدیث بہی فرقہ ہے اور
قدیم۔ پس اس قاعدہ سے اہل قرآن کو بہی جسکے موجد کا نام عبداللہ
چکڑالوی اور اوسکا خلیفہ کا نام شیخ محمد چٹو جو اسوقت لاہور مین موجود
ہین۔ قدیم فرقہ کہنا چاہیئے اہلحدیث کے خلیفہ ثانی ابن القیم زاد المعاد مین لکہتے
ہین۔ ولھذا کان اھل القرآن ھم العالمون والعاملون بما
فیہ صفحہ ۹۰ جلد ۱

اتنو الڈیٹر اہلحدیث اپنی قدامت اور اہل قرآن کے حدوث کا دعوی کرینگے
کیونکہ خود ابن القیم کہہ رہے ہین اہل قرآن ہی تو اسکے عالم اور عامل ہین
حق تو یہ ہے کہ جب ہم دیکھتے ہین۔ اہلحدیث تکذیب کرتے ہین اہل قرآن
کی تو سخت حیرت ہوتی ہے اہل قرآن ہی وہ فرقہ ہے جو حضرت عمر کے قول
حسبنا کتاب اللہ کو تیرہ سو برس بعد عملی جامہ پہنا رہا ہے کہ سب باتونکو
قرآن سے نکال رہا ہے۔ ورنہ اہلحدیث تو سراسر کتب خلیفہ دوم ہین
جو بمقابل حسبنا کتاب اللہ حسبنا کتاب البخاری دکہا رہے
ہین۔ اور السنۃ قاضیۃ علی الکتاب کہکر قرآن کو مصداق تلک
اساطیر الاولین بنا رہے ہین۔
اہلسنت نے ان وہابیونکے خارج از اہلسنت کہنے کی ایک اور بہی

نہایت معقول اور مستند حدیث نکالی ہے قال الحافظ عبد العزیز بن رواد من احب اباحنیفہ فہو سنی ومن ابغضہ فہو مبتدع وفی روایۃ بیننا وبین الناس ابوحنیفۃ فمن احبہ وتولاہ علمنا انہ من اہل السنۃ ومن ابغضہ علمنا انہ من اہل البدعۃ خیرات الحسان ص ۳۵

یعنی عبد العزیز بن رواد کہتے ہین جو ابوحنیفہ سے محبت رکہتا ہے وہ سنی ہے اور جو اونسے عداوت رکہتا ہے وہ اہل بدعت سے ہے ہم مین اور غیرون مین ابوحنیفہ کا سوال ہے جو اونکو دوست رکہے وہ سنی ہے اور جو دشمن رکہے وہ بدعتی ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ازراہ فخر اپنے فرقہ کا نام اہلحدیث حنفی رکہا ہے مگر فرقہ ثنائی جسکے لیڈر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اہلحدیث ہین وہ اس قول کو مولوی صاحب کا ذاتی خیال کہتے ہین۔

اب ہم تمام اہلحدیث کو دعوت دیتے ہین کہ جب سنیون نے اپنی برادری سے خارج کر دیا تو وہ سب پر تبرا کہکے مذہب حق اختیار کر لین پھر نہ کوئی بدعتی کہیگا نہ خارجی بلکہ شیعہ کے معزز لقب سے پکارے جاینگے جو صرف یہی ایک نام ہے جو قرآن مین مذکور ہے ورنہ تمام قرآن مین بجز مسلمون کے نہ حنفی کو یاد کیا نہ وہابی کو نہ خارجی کو نہ اہل حدیث کو نہ اہل فقہ کو نہ اہل قرآن کو۔
پڑہو یہ وان من شیعتہ لابراہیم اوسکے شیعون سے ابراہیم تہے۔
ومن اصدق من اللہ حدیثا۔

تعصب کی انتہا

اخبار رفیق ہند مورخہ ۴ ۱ اکتوبر مین قطعہ از پنچ دہلی اخبار جو بابو رام شنکر پرشاد صاحب مطبع نولکشور لکہنؤ سے شایع ہوتا ہے۔

اڈیٹر النجم لکھنؤ حضرت علیؑ پر حملے کر رہے ہین اسپر بعض سنی اور شیعہ سخت ناراض ہین ۱۹۰۵ء

مگر آپ تمام سنی اخبارونکو دیکھ جائین تو کہین ایک جملہ بھی آپکو نہ ملیگا جسمین اڈیٹر النجم کی اس نازیبا حرکت پر ملامت کی گئی ہو۔ کیا یہی اسلام ہے۔ اور اسی پر دعوی حقانیت کہ ایک ہندو اڈیٹر تو ان جملون سے اسدرجہ متاثر ہو اور مسلمانون کو ذرہ برابر بھی حمیت نہ آئے۔

اڈیٹر تفریح اس اخبار کا ایک دوسرا واقعہ بھی سناتا ہے دیکھو تفریح مورخہ ۱۲ نومبر لاہور کے اخبار ہنٹر پر جس نظم چھاپنے کیلئے مقدمہ قائم کرنے کیلئے گورنمنٹ سے تحریک کی جارہی ہے اسکی نسبت معلوم ہوا ہے کہ وہ نظم سب سے پہلے ہمارے لوکل معصر **النجم** مین چھپی تھی۔ کیا یہ سچ ہے؟۔،

اگر افسران ضلع لکھنؤ اس اشتہار کی تفتیش کرین جسمین بغاوت آمیز تحریر درج تھی تو انکو بہت اچھی طرح معلوم ہو سکیگا کہ یہ اشتہار بھی انکی شرکت یا انکے مطبع کی کارستانی ہو گی مگر افسوس حکام لکھنؤ چشم پوشی سے زیادہ کام لیتے ہین۔ ورنہ ابتک یہ اخبار بھی وہین ہوتا جہان بہت سے اخبارونکے اڈیٹر جا چکے ہین۔

قبول حق

الحمد للہ کہ یہ مژدہ روح افزا روز بروز ترقی پر ہے جناب حکیم قمرالدین صاحب ڈاکٹر کبیر والہ ضلع ملتان جناب سید شریف شاہ صاحب اہلمد کمشنری قسمت ملتان کا دستخطی خط بھیجتے ہین کہ ممدوح نے بعد تحقیقات مذہب حق قبول کیا جزاہ اللہ وثبتہ علی القول الثابت

(۲) جناب علی حسین خانصاحب قرآن خوان کربلا نواب دولہ صاحب مرحوم شمس آباد ضلع فرخ آباد سے اپنا مذہب حق قبول کرنا لکھتے ہین کہ پہلے ہم سنی تھے اب شیعہ ہوئے اور اسکے خواہان ہین کہ کوئی برادر ایمانی اصلاح انکے نام جاری کرائے۔

اخبار وطن سے معلوم ہوتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۶ء سے جولائی ۱۹۰۷ء تک

آریون نے مختلف شہرون مین **ایکسو بائیس** مسلمانونکو آریہ بنالیا اور بائیس عیسائی اور دو ہزار ایک سو بائیس دوسرے ہندؤنکو آریہ بنالیا ہے اونکی یہ ہمت اونکا اتفاق جو مسلمانونکو ہندو بنا رہے ہین اور ہم ہین کہ اسطرح غافل سو رہے ہین نہ خانہ جنگیون سے فرصت نہ اپنی تعلی و تفاخر سے مہلت اگر کچھ پڑھ لکھہ لیا تو یہی تمنا ہے کہ ہم بھی مجتہد العصر والزمان بنجائین اور قبلہ و کعبہ کہلائین۔

شیعون مین تو نہ کوئی انجمن تبلیغ اسلام کی ہے نہ تائید اسلام کی مگر سنی انجمنون کا حال یہ ہے کہ بقول **وطن** ہماری اسلامی انجمنین جو دہلی اور علیگڈہ مین ہین کس مرض کی دوا ہین ان انجمنون کو قائم ہوئے کئی سال گذر گئے مگر انہون نے آجتک ایسی رپورٹ نہین شایع کی جس مین اتنی تعداد تو بہت ہے کتنی ہی کے نومسلم گنوائے ہوتی ،،

اس اعتبار سے تو ہم اپنی مبارک قوم کو مبارکبا د دیتے ہین جو بلا کسی انجمن کے قائم ہوئے ہر روز کچھہ نہ کچھہ لوگونکو مسلمان بنا رہے ہین اور مذہب حق دکہا رہے ہین۔

کیا ہماری وہ معزز افراد جو مشنری کا کام کر رہے ہین اپنا رپوٹ بہیج سکتے ہین کہ اس سال مین اونہون نے کسقدر لوگونکو شیعہ بنایا ہے۔ اگر وہ اپنی اس سال کی کارروائیوں سے مطلع کرینگے تو دفتر اونکا شکر گذار ہوگا کیونکہ سالگذشتہ اصلاح شیعہ کانفرنس مین جب شیعہ مشن شاخ مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ کے شکریہ کا رزولیوشن پیش ہوا تہا تو اکثر پنجابی مولویون نے یہی عذر کیا تہا کہ ہم بہی تو اس کام کو انجام دے رہے ہین۔ اس مشن کو کیا فوقیت ہے۔ جس سے نہ صرف اوس مشن کی دلشکنی ہوئی بلکہ تمامی حامیان قوم کی ہمت پست ہوگئی کہ خشک ہمدردی بہی نہین کیجاتی۔

مگر ان لوگونکو معلوم رہنا چاہئیے کہ ان کامونکے لئے اصلاح۔ شیعہ دو قومی ارگن ہر وقت انکی ہمدردی کو حاضر ہین۔

شہر جونپور

اصلاح سنہ ۶ مین بعنوان بلاد شیعہ ایک مضمون شایع ہوا تہا جسکی غرض یہ تھی کہ مومنین کو اپنے قومی اور مذہبی ضرورتون پر کچہہ توجہ ہو۔ مگر افسوس شہر جونپور مین اسکا اثر برعکس ہوا جسنے جناب مولوی عنایت حسین خانصاحب دام عزہ کو متہم کیا کہ وہی اس تحریر کے باعث یا محرک ہوئے۔ حالانکہ باللہ العلی العظیم دفتر اصلاح سے اور ان سے نہ کسی قسم کا تعارف تہا نہ ۔ بجز اسکے کہ ممدوح کے اوصاف نے خالصًا لوجہ اللہ ان کی محبت پر مجہے مجبور کیا جو چند کلمہ انکی توصیف مین لکہا گیا۔

بعض حضرات نے جو فخر جونپور ہین بعض عوام سے مجبور ہو کر خود مجہسے استفسار حال کیا جسپر حقیقت حال مینے عرض کیا کہ حاشا وکلا نہ کوئی محرک نہ تہا باقی نہ کسینے کچہہ حال مخصوصًا بیان کیا۔ بجز اسکے کہ آیندہ و روندہ سے جو کچہہ حالات معلوم ہوتے اونپر لکہا گیا تہا اور مقصود یہ تہا کہ اگر کسیطرح ترویج دین مین تساہل ہو رہا ہے تو اوسپر تنبہ ہو۔ پہر ایک خط کسی لڑکے کا آیا جسمین تمام تر سب و شتم تہا جناب مولوی عنایت حسین خانصاحب دام عزہ کی نسبت لفافہ بنام عبد اللہ مرقوم تہا مگر چونکہ کوئی بات اوسمین قابل اعتنا نہ تہی وہ خط ردیون مین ڈال دیا گیا کیونکہ مین سمجہا کسی شریر النفس کا یہ خط ہے۔

مگر مکرمی کہیسا خانصاحب مختار کے خط مورخہ ۸ نومبر نے مجہے متنبہ کیا کہ کچہہ اسمین غلط ہوا چاہتی ہے کیونکہ ممدوح لکہتے ہین پرچہ اصلاح سنہ ۶ جلد ۱۲ کے صفحہ ۵۵ سطر ۴ مین یہ عبارت درج کی گئی ہے (کہ منیہ کو خیرا مرکرد عیش و آرام کو طلاق دو) کیا کوئی شخص ان الفاظ پر غور نہین کیسکتا کیا اس عبارت سے توہین نہین ہوتی ۔۔ آخر مین لکہتے ہین لہذا اخلاق محمدی کے رو سے یہ امر بہت مناسب ہوگا کہ آپ اونسے معافی کے خواستگار ہون اور وہ مومن ہین اور آپکو بہی خدا نے مومنین سے بنایا ہے لہذا آپکو مومنین کی خلوص لازم ہے ۔۔

بتعمیل اس فرمایش کے پہلے مین معافی خواہ ہون کہ اگر کوئی کلمہ خلاف واقع نکلا ہو تو للہ و للرسول معاف کرین عیش و آرام کے حرام کرنے کو بہر خیر خواہ قوم دوسرونسے کہتا ہے نہ اسمین تعریض ہے نہ تشنیع۔ اور واقعاً اگر علماء دین بلکہ انبیاء کرام نیند کو حرام عیش و آرام کو طلاق نہ دئے ہوتے تو آج اس دین مقدس کی صورت کہان نظر آتی یہ فرمایش میری ایسی ہے کہ بلا استثنا تمامی علما کی خدمت مین عرض کرتا ہون اور کرونگا اور واقعاً کل علما اسکے پابند ہین اگر عیش و آرام مین منہمک ہون تو تصنیف کیسے ممکن ہو درس تدریس کون دے سکتا ہے وعظ و پند کون کر سکتا ہے۔

نہ مجھے کسی متنفس عالم کامل کے علم و کمال مین عذر ہے نہ اونکے فضل ولیاقت میں بلکہ اوس تحریر کا مطلب یہی ہے کہ ہمکو بھی اپنے فضل و کمال سے مستفید کیجئے ہم جاہل ہین ناواقف ایتام آل محمد بیدر پھر رہے ہین طلبہ کو کوئی درس دینے والا نہین انکی تعلیم نہین ہوتی لوگونکو فیض نہین ہوتا ہے شخص پہلے بچہ تھا پھر جوان ہوا پھر بوڑھا جبتک کسے تعلیم دیجیگا تو وہ حد رشد تک پہونچ کر صاحب کمال ہونگے اگر ہم چاہین کہ لایق طلبہ کو درس دین تو انھی طلبہ مین لیاقت پیدا کیجئے کہ وہ آپکے درس کے قابل ہون۔

اصلاح کل علما بلکہ مومنین کا خادم ہے مگر اسکے یہ مطلب نہین ہین کہ ہم اپنے مخدومون کو فعال لما یشاء تصور کرین یا اونکو معصوم عن الخطا سمجھین جس سے خطا ہوگی ضرور تنبیہ کی جائیگی اگرچہ وہ اعلم علامہ کیون نہو کیونکہ عالم ہونیکے شرائط سے مخالفا لھواہ متبعا لامر مولاہ بھی ہے کہ اپنی خواہش ہاے نفسانی کا مخالف ہو اور اپنے مولا و آقا کے احکام کا مطیع ہو اگر کوئی عالم اسکا مخالف ہو تو وہ مصداق اذا فسد العالم فسد العالم ہوگا اگر شیعہ کانفرنس امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے مخالفت کرتی ہے یا اوس شخص سے مخالفت کہے جو امر و نواہی کا مذکر ہو تو ایسی کانفرنس کو سلام و مخن منہ براء

اہالیان جونپور کو بلکہ کہنا چاہیے اصلاح تو آپکے لئے جان نثار ہے اوس سے بدرلی

کیسی بہت آسان ترکیب اسکی یہ ہی کہ جن حالات پر اصلاح مین شکایت درج ہوی چند معززین ورو ساء شہر کی دستخط سی ایک محضر طیار کرا کر بہیجدیجئے کہ مولانا برابر درس دیتے ہین نماز پنجگانہ بجماعت ادا کرتے ہین مومنین کی تجہیز و تکفین مین ہمیشہ شریک ہوتے ہین مجلسونمین وعظ کہتے ہین اپنے فیوض سی قوم کو مستفید کرتے ہین۔ مین اوس تحریر کو مع دستخط شایع کردونگا اصلاح کی غلط بیانی خود بخود ظاہر ہو گی کیونکہ اصلاح کا مقصد صرف اصلاح قوم ہے۔ والسّلام

اجلاس دوم شیعہ کانفرنس پر اظہار خیالات

سکرٹری کا مسئلہ

ایک نہایت اہم مسئلہ ہی جسپر تمام قوم کی آنکہین لگی ہوی تہین وہ سکرٹری کے تقرر کا مسئلہ تہا یہ مسئلہ جسقدر اہم تہا اوسیقدر اسکے طے کرنےمین نہایت جوش وخروش سی کام لیا گیا اور اس شب کو جلسہ ایسا ہنگامہ خیز تہا کہ اندیشہ ہوا کہ یہ مسئلہ کسی طرح طے ہو نہین سکتا۔ ایسے شور و شغب اور طوفان مین مخالف و موافق رائیون کی تمیز کرنا کوئی آسان کام نہ تہا۔ یہ مسئلہ جلسہ کانفرنس کے علاوہ اخبارات مین بھی عرصہ تک زیر بحث رہا۔ افسوس ہی کہ مجکو اس مسئلہ پر اسوقت تک رائے زنی کرنی کی نوبت نہین آئی۔ کانفرنس کے جلسہ مین کچہہ عرض کرنا گویا نقارخانہ مین طوطی کی صدا تھی اخبارات مین کچہہ لکھنے کی فرصت نہوی اسلئے اس موقع پر عرض کرتا ہون ایک فریق کی رائے ہی کہ چونکہ ہماری کانفرنس بفضلہ اعلی درجہ پر پہونچ چکی ہے اسلئے اوسکا سکرٹری کوئی جدید تعلیم یافتہ اور سرگرم گریجوئٹ ہونا چاہیئے اور اسپر ابتک اکثر مخالف و موافق رائین ہوتی رہین۔ افسوس ہی کہ اس مسئلہ کے طے کرنےمین ابتک نہایت غلطی سی کام لیا گیا ہی سکرٹری کیواسطے انگریزی دانی کو ایک لازمی صفت سمجھا گیا ہی مگر ہر شخص غور کر سکتا ہی کہ محض یہی صفت منصب سکرٹری کیلئے کہانتک ضروری سمجہی جا سکتی ہی۔ ہمکو انگریزی دان نہین بلکہ ایسے سکرٹری کی ضرورت ہے

جو اپنے پہلو مین ایسا دردمند دل رکھتا ہو جو کسی وقت درد قوم کی کھٹک سے خالی نہو اور اسی صفت کا سکرٹری ہماری قوم کو بام ترقی پر پھونچا سکتا ہے۔ اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے موجودہ سکرٹری صاحب مین یہ صفت موجود ہے یا نہین۔ اگر ہمارا موجودہ سکرٹری اس سے صفت سے متصف نہو تو بیشک مین بھی راے دونگا کہ وہ بہت جلد اس منصب سے سبکدوش ہو جائین لیکن تجربہ نے خوب اچھی طرح ثابت کرا دیا ہے کہ مولوی سید **علی غضنفر** صاحب درد قوم مین اسقدر ڈوبے ہوے ہین کہ ہماری قوم کے افراد مین مشکل سے اونکا نظیر بتایا جاسکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مولوی صاحب موصوف گریجویٹ نہین بلکہ غالباً انگریزی کا ایک حرف بھی نہ جانتے ہون اور بہت حضرات انگریزی دانیمین اونپر فوق رکھتے ہون تاہم یہ مسلم بات ہے کہ محبت قوم اور سرگرمی وجوش وخروش مین کوئی شخص اونپر ترجیح نہین پاسکتا۔ محمڈن کالج جو مسلمانونکا ایک مسلمہ عالیشان کالج ہے اور جسکے سکرٹری کے اکثر تعلقات گورنمنٹ سے رہتے ہین اوسکا سکرٹری شروع سے ایک غیر انگریزی دان ہوتا رہا **سرسید احمد خان** نے کالج کو کہان سے کہان پھونچایا اور تمام قوم مین ترقی کی کیسی روح پھونک دی کیونکر برسون کی سوئی ہوئی قوم کو بیدار کر دیا۔ نواب **محسن الملک** کے وجود سے کالج کو کیا کیا فیض پہونچے۔ **محسن الملک** کے بعد سکرٹری شپ کی بابت بہت سی افواہین اوڑین۔ باوجودیکہ اسوقت قوم مین جدید تعلیم کا نہایت چرچا پھیل گیا تہا مسلمانون مین نہایت لائق وفاضل انگریزی دان موجود تھے جو گورنمنٹ کی نگاہونمین بھی امتیاز خاص رکھتے تھے تاہم سکرٹری شپ کیواسطے اگر انتخاب کی نگاہین پڑین۔ تو نواب وقارالملک پر۔ باوجودیکہ وہ انگریزی بالکل نہین جانتے۔ پس کیا کوئی شخص جو اپنے دماغ مین عقل نکتہ رس رکھتا ہو ایک لحہ کیواسطے بھی یہ خیال کرسکتا ہے کہ نواب **وقارالملک** محض انگریزی نہ جاننے کیوجہ سے فرائض سکرٹری بنہج شائستہ ادا نہین کرسکتے۔ اسکے علاوہ سید **علی غضنفر** صاحب نے ایسے ابتدائی اور نازک وقت مین کام کیا ہے جبکہ قدم قدم پر مشکلون اور مصیبتون کا سامنا تہا ہر طرف سے اس قومی مجمع کو ہدف ملامت بنایا جارہا تہا۔ آخر خدا خدا کرکے اس باہمت اور مستقل

مزاج شخص کی مساعی جمیلہ سے ان مصائب سے نجات ملی اور انکی ان تھک کوششوں سے کانفرنس اس ترقی پر پہونچی جو آج آپکی پیش نظر ہے۔ جو لوگ کہتے ہین کہ کانفرنس اس شان پر پہونچ گئی ہے کہ اسکا سکرٹری عالی خیال تجربہ کار ہونا چاہیے وہ یہ تو غور کرین کہ اس شان و شوکت پر کسنے اسکو پہونچا دیا۔ پس جس شخص نے اس پودے کو خون دل سے سینچ کر اسقدر تیار کردیا کہ اب اوسمین پھل آنیکے آثار نظر آنے لگے تو کیا یہ بیدردی نہو گی کہ اسکی ہدایت کا کچھ خیال نکرکے علحدہ کردین اور اتنا موقع ندین کہ وہ اپنے لگائے ہوئے پودے کی بہار دیکھکر محظوظ ہو۔ اسکے سوا یہ قوم کی ناشکری ہوگی کہ ایک ایسے جفاکش سکرٹری کی محنتون کی قدر نکرے جو خراب موسمون مین سفر کے صعوبات اوٹھاکر شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ قوم کو مقاصد کانفرنس سے آگاہ کرتا پھرا۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر وہی ہوا جو ہمارا جی چاہتا تھا اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کہ سید علی غضنفر بدستور سکرٹری مقرر رہے۔ چونکہ قوم کی یہ بھی تمنا تھی کہ انکے علاوہ ایک لائق اور خیر خواہ قوم تجربہ کار سکرٹری بھی ہونا چاہیے اسلئے ان صفات کا جامع شخص نواب سید **شہنشاہ حسین** صاحب بی اے وکیل سے بہتر نہین مل سکتا تھا اور ہر شخص ان ہی کو اس عہدہ کیواسطے پسند کرتا تھا چنانچہ وہ دوسرے سکرٹری مقرر ہوئے۔ مین بھی اس جائز انتخاب پر قوم کو مبارکباد دیتا ہون۔ ایسے شور و شغب مین کوئی مفید رائے قائم کرنا دشوار تھا اور اندیشہ پیدا ہوگیا تھا کہ اس طوفان مین کوئی غیر مفید امر پاس نہو جاے مگر الحمدللہ قبلہ و کعبہ مولانا سید **آقا حسن** صاحب مدظلہ کی دور اندیشی اور صائب رائے نے یہ ایسا اچھا فیصلہ کردیا کہ اس سے بہتر ہو نہین سکتا

انعقاد مجالس

اس سال کی کانفرنس کی برکتون مین سے ایک یہ امر بھی تھا کہ اس سال سے ایام کانفرنس مین مجالس عزا کا انعقاد بھی شروع ہوگیا ہے جو نہایت مفید اور ضروری سلسلہ ہے۔ مینے اس امر کی تحریک کانفرنس سے چند روز پہلے اخبار **اثنا عشری** دہلی مین کی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ لکھنؤ کے دیندار اور جوشیلے مومنین نے اسپر توجہ کی اور مکرمی سید **کاظم حسین** صاحب

محشر نے ایک بہت بڑی مجلس منعقد کی جسمیں سید **عارف** صاحب قبلہ نے نہایت لاجواب مرثیہ پڑھا۔ مومنین بیحد محظوظ ہوئے اور اس سلسلہ پر سب نے اظہار مسرت کیا۔ اس مجلس کے علاوہ دو اور ایک مجالس اور بھی ہوئیں ایک میں جناب **جاوید** صاحب نے پڑھا دوسری خاص کیمپ میں ہوئی جسمیں **دولہا** صاحب نے اپنی فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھائے یہ مجلس چونکہ خاص کیمپ میں تھی اسلئے نہایت کامیاب اور بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ **محشر** صاحب تمام مومنین کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ اس سال مخدومی معظمی جناب مرزا **اوج** صاحب قبلہ مدظلہ بھی کوئی مجلس پڑھکر مشتاقوں کو ممنون فرمائینگے۔ یہ موقع بیحد غنیمت ہے کیونکہ تمام ہندوستان کے منتخب مومنین ایک خاص وقت پر [illegible] لکھنؤ پہونچ جاتے ہیں اس سال جو مجلسیں کی جائیں ان میں حسب ذیل باتوں کا لحاظ ضروری ہے (۱) جہانتک ممکن ہو تمام مجلسوں کا اعلان بذریعہ اخبار [illegible] شیعہ [illegible] ہو جانا چاہیے۔ پار سال چونکہ [illegible] اعلان ہوا اسلئے بہت لوگ افسوس کرتے رہے کہ ہمکو اطلاع نہیں ہوئی (۲) مجالس [illegible] ایسے مناسب اوقات [illegible] کہ جس وقت ممبر جلسہ کانفرنس میں مصروف نہ ہوں۔ کہ تمام لوگوں کو شرکت کا موقع مل سکے (۳) جہانتک امکان میں ہو مجلس کا انعقاد کانفرنس کے [illegible] مقام پر یا کیمپ کے قریب کسی دوسرے مقام پر کیا جائے تا کہ ممبران کو [illegible] ہے۔ امید ہے کہ مومنین اس سال کی کانفرنس کو زیادہ کامیاب [illegible]

میں اس مضمون کو شیعہ کانفرنس کے عروج و ترقی کی دعا پر ختم کرتا ہوں۔ فقط

والسلام مع خیر الکلام — راقم [illegible] سید [illegible] حسن [illegible]

ترکی عید

دستور قدیم کے مطابق اس دفعہ بھی سلطان محمد خامس کے صاحب اول لطفی بک [illegible] ایک رومال لئے ہوئے بائیں جانب ایستادہ تھے کہ بجائے دست بوسی سلطان اسی رومال کا بوسہ دیا جائے مگر قدیمی ناواقفوں نے اس رومال کا بوسہ نہیں دیا کچھ معمولی طور پر جھک کر آداب و تسلیم بجا لائے

اخبار وطن کے اڈیٹر اول اور رسالک حسین جاہد بک نے سخت اعتراض کیا کہ یہ رومال چومنے کا دستور بند کیون نہین کیا گیا۔ دستوری حکومت کے سلطان کو اسطرح کی تمکنت دکہانا کب مناسب ہے،،

اعتراض تو بہت معقول ہے دستوری حکومت کا یہی تقاضا ہے۔ مگر وطن لکہتا ہے یہ حال ہے جوان ترکونکا اور اسطرح وہ سلطان و **خلیفہ** کو محض بے حقیقت بنا رہے ہین،،

اسکا نام ہے **خلیفہ** پرستی کہ خلیفہ تو سالونیکا کے قید خانہ مین نظر بند ہین اور اب چاہتے ہیں قوم کے بنائے ہوئے **خلیفہ** کی اسطرح پرستش کی جائے۔

مبارک ہے وہ قوم جو شعار جاہلیت کو ترک کرکے اسلامی قواعد و آداب کی پابند ہو گیا رسول اللہ نے بہی کبہی عید کا سلام اسطرح لیا ہے یا اور لوگون نے جو خلفاے راشدین کہے جاتے ہین دیکہئے اڈیٹر **اہلحدیث** اسپر کیا فتوی دیتے ہین۔

حاجیون کی لوٹ مار وطن اپنے نامہ نگار سے لکہتا ہے۔ اس ہفتہ جو عظیم غارتگری اور لوٹ مار کا حادثہ جدہ اور مکہ کے درمیان مین ہوا اسکی نظیر تاریک ترین زمانہ مین نہین ملتی۔ بیسیون آدمی بھوک اور پیاس سے جدہ اور مکہ کے درمیان مین تڑپ کر مر گئے لاکہ روپیہ سے زیادہ حاجیون کا نقد و جنس لوٹا گیا۔ آج چند روز سے قافلون اور ڈاک کی آمد و رفت بند ہے،،

مگر کیا اسکا الزام بہی ترکی سلطنت پر ہے یا ان ظالمون پر جو اسکے مرتکب ہوئے کیا سلطان عبد الحمید خان سابق کے زمانہ مین ہزارون ایسے واقعات نہین ہوئے۔

یہ ساری خرابی فواد پاشا جدید گورنر کی بدولت ہوئے جسنے اعلان دیا تہا کہ غلامون کی تجارت ایکدم موقوف کی جائے جسپر مسروح قبیلہ آمادہ فساد ہوا گورنر نے زور حکومت سے دبانا چاہا کہ قافلہ کو فوجی طاقت سے داخل مکہ کرے جسپر انلوگون نے ۱۲۰۰ آدمیونکا قافلہ لوٹ لیا۔ باب عالی نے بعد اطلاع فواد پاشا کو فوراً طلب کیا اور شوکت پاشا والی بغداد کو گورنر مکہ مقرر کیا ہے

حادثہ بمب ہز اکسلنسی لارڈ منٹو ویسرائے بہادر احمد آباد اسٹیشن سے رانی ساری

کے مقبرہ دیکھنے کو گاڑی پر جا رہے تھے کہ دو بمب یاد و ابٹین حضور ویسرائے پر پہینکے گئے ایک کو تو یوروپین فوجی سارجنٹ نے تلوار سے روک لیا دوسرا بمب ہز السیلنسی لیڈی منٹو کے جمعدار کی کمر پر لگا جو لیڈی صاحبہ کے چھتری لگائے ہوا تھا۔

حق یہ ہے کہ اوس قوم سے بدتر کوئی قوم نہین جو اپنے ایسے ہر دلعزیز افسر اعلیٰ پر اس بزدلانہ حملہ کا مرتکب ہو۔ مگر خداوند عالم خود محافظ ہے اپنے بندوں کا ہم تمام قوم کی طرف سے حضور ویسرائے کو مبارکباد دیتے ہین کہ خدا نے بڑا فضل کیا اور اوسکے افضال سے امید ہے کہ یہ ظل عاطفت دیر تک ہملوگون پر سایہ فگن رہے جس سے بجز خیر خواہی اور حسن سلوک کوئی امر نہین دیکھا گیا

خوشخبری جناب مرزا قاسم حسین صاحب قزلباش کورٹ انسپکٹر سیتاپور تحریر فرماتے ہین کہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متوسط و آگرہ نے ممدوح کی والدہ ماجدہ دامت برکاتہا کو لیکسنٹ اسلحہ سے بہ استثناء توپ بری کیا طبقہ نسوان مین یہ پہلی خاتون ہین جو اس اعزاز پر فائز ہوئین۔ نہ صرف ممدوحہ کا خاندان اسکا شکر گذار ہے بلکہ مومنین اس اعزاز پر ممدوحہ کو مبارکباد اور ہز آنر کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ اصلاح بھی جناب مرزا قاسم حسین صاحب کو خاص طور پر مبارکباد دیتا ہے کیونکہ آپ خالص مومنین سے ہین اور قدیم ممبر اصلاح ہین اور آپکا خاندان ہمیشہ سے معزز رہا آپکے والد ماجد کا نام مرزا سخاوت علی بیگ مرحوم تھا تخلص بہ ضیا جو اٹیہ کے تحصیلدار تھے۔ اور آپکے جد امجد مرزا حاتم علی بیگ صاحب تھے متخلص بہ مہر وکیل ہائیکورٹ جنکو گورنمنٹ نے بصلہ حسن خدمات غدر فتحپور سیکری مین جاگیر و خلعت فاخرہ سے معزز فرمایا اور دربار شاہی مین کرسی عنایت کی۔ آپکی والدہ جنکو ابھی یہ اعزاز مرحمت ہوا مرزا او زیر علی صاحب صبا لکھنوی مرحوم کی صاحبزادی ہین خداوند عالم ان معززین کو خصوصاً اور مومنین کو عموماً جملہ اعزاز دینی و دنیوی سے معزز و مشرف فرمائے اللہم آمین۔

حجاز ریلوی کے متعلق یہ خبر نہایت دلخراش ہے کہ بقول وطن پانیر کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے "دیندار مسلمانان نے جو چندہ دیا تھا وہ تمام کا تمام ریلوے کی تعمیر پر صرف نہین ہوا بلکہ ۲۸ لاکھ پونڈ اس اعلیٰ کمیشن نے خورد برد کر ڈالا جسکے پریسیڈنٹ خود

سلطان معزول تھے آجتک حجاز ریلوے ۰۰۰ میل تعمیر ہوئی اسپر بالاوسط ۵ ہزار فی میل کے حساب سے کل ۴ کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے "

معتوبین حیدر آباد دکن اخبار النجم مورخہ ۴ ارشوال نہایت افسوسناک لہجہ مین لکھتا ہے کہ مولوی عزیز مرزا صاحب اور شرف الدین مسٹر مظفر علیخان و عبد الحلیم شرر کو حضور نظام نے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر ریاست چھوڑ دینے کا حکم دیا جسکی وجہ بقول اڈیٹر صاحب تفریح یہ معلوم ہوئی کہ انلوگون نے حضور نظام کے خلاف سازش کی تھی۔

مسٹر عبد الحلیم صاحب شرر سے تو اکثر ناظرین اصلاح واقف ہونگے جنہون نے حضرت سکینہ بنت الحسین کا ناول لکھا تہا جسکے جواب مین جواب شرر دفتر اصلاح سے شایع ہوا۔ مگر عزیز مرزا صاحب سے شاید ناظرین کم واقف ہونگے مگر النجم کے افسوس سے معلوم ہوگا کہ یہ بھی اوسی رنگ کے متعصب تھے جنہون نے بیشتر نظام کو باسبارہ تمام اسپر مجبور کیا کہ مسٹر عبد الحلیم کو دوبارہ حیدر آباد مین جگہ ملی۔ مگر جس شخص کو خاندان رسالت سے عداوت ہوگی وہ کب کسی کا خیرخواہ ہو سکتا ہے آخر خود نظام کی مخالفت کی سازش مین خارج البلد کئے گئے۔

اب یہ عزیز مرزا صاحب علیگڈہ تشریف لائے ہین جو حیدر آباد کے جلاوطنون کا عرصہ سے مسکن و ماوی ہے مگر خدا نکرے کہ یہ بھی اپنے پیش رو مون کی طرح سکرٹری علیگڈہ بنائے جائین کیونکہ پہر شیعون کا کوئی حق اپنی اس جائداد پر باقی نہ رہیگا۔ چنانچہ پہلا حملہ انکا محرم کی تعطیل پہ سنا جاتا ہے۔ ہوگیا کہ بجائے بارہ یوم دس روز کمر دی گئی۔

جبنٹ۔ نواب وقار الملک بہادر سکرٹری علیگڈہ سے ہم امید کرتے ہین کہ ایسے متعصبین کو اس کالج مین جگہ نہ دینگے کیونکہ یہ لوگ تفریق قومی کے باعث ہین اور انکی اصلی نیت یہی ہے کہ جہانتک ہو سکے قوم کا شیرازہ بکھرا رہے ترشیان کالج سے ہمکو امید ہے سید احمد خان کی پالیسی کو فراموش نہ کرینگے جنہون نے کس خوش اسلوبی سے قومی اتحاد کا سلسلہ جاری کیا تہا اگر اونکے بعد مہدی علی خان اوس سلسلہ کو نہ توڑتے تو یقینا ترقی ہوتی۔ مگر خدا جزا دے نواب وقار الملک بہادر کو جنہون نے پہر اپنے مساعی جمیلہ سے جو چاہا تہا کہ قوم ... کا دیا ہوا مگر یہ عنصر ایسا اگر رہا ہے کہ اگر انکے قدم جم گئے تو مشکل سے ... کا حق دیا جائیگا ہے۔

آل انڈیا شیعہ کانفرنس

چند کاغذات اسکے متعلق سکریٹری صاحب نے بھیجے تھے جنکی اشاعت کو وہ ضروری سمجھتے ہین مگر چونکہ اصلاح کی اشاعت اسدفعہ بالکل بیقاعدہ ہوئی کہ بجای یکم ۲۵ کو شایع ہو رہا ہے لہذا صرف اسقدر اطلاع دینا ضروری ہے کہ ۲۷ + ۲۸ + ۲۹ دسمبر کو تیسرا اجلاس شیعہ کانفرنس کا لکھنؤ مین منعقد ہوگا جہانتک ہوسکے مومنین اپنی کانفرنس کو شرکت اور اعانت سے بارونق بنائین ممبری کی فیس ہے وزیٹری کی فیس عصہ مولوی **علی غضنفر** صاحب شیعہ کانفرنس لکھنؤ کے نام جلد روانہ کرین اور ٹکٹ ممبری و وزیٹری منگاکر ضرور شریک ہون بلکہ اگر کچھ قبل سے تشریف لائین تو اور بھی بہتر ہے کہ ہنوز مسئلہ صدارت و سکریٹری صاحب کا تجویز کرنا باقی ہے جناب مولوی **شیخ فدا حسین** صاحب مدرس دینیات شیعہ علیگڈھ کالج کی راے ہے کہ حجج اسلام علماے **اعلام** نجف اشرف دام ظلہم سے کوئی بزرگ صدارت کیلئے مدعو کئے جائین۔ اور مسٹر **حامد علی** خانصاحب بیرسٹر یا مسٹر علی امام صاحب بیرسٹر سکریٹری اس کانفرنس کے مقرر ہون تجویز تو بہت اعلی بشرطیکہ ممکن بھی ہو۔

ہان یہ سمجھ رکھنا چاہئے کہ کانفرنس کی روح۔ وہان سکریٹری ہے جسقدر وہ لایق اور ہمدرد ہوگا اوسیقدر وہ کانفرنس کارآمد و مفید ہوگی کیونکہ جو کچھہ کرنا ہے سکریٹری کو جسکے لئے نہ کیرا بجوٹیٹ ہونا ضروری ہے نہ کسی اعلی درجہ کے منصب پر فائز ہونا بلکہ مدبر ہو۔ موقع و مصلحت وقت کو سمجھتا ہو ضرورت زمانہ سے اور حاجات قوم سے باخبر ہو۔ اوسکی حسن تدبیر خود لوگونکو کام کرنے پر مجبور کرے یہ کیا کم قابل التفایات ہے کہ شیعہ کانفرنس نے آجتک سو بلکہ پچاس بھی انجمن اپنی ماتحتی مین نہ قایم کی جسکے یہ صدارت کرے آج اگر یہ انجمنین قایم ہوئی ہوتین تو کیا کچھہ کام نہ اس کانفرنس سے نکلتا سکریٹری صاحب اطلاع دیتے ہین کہ روئداد کانفرنس اجلاس دوم شایع ہوگئی مگر دفتر اصلاح ہنوز اوسکے دیدار سے محروم ہے پھر اوسپر کیا ریویو کیا جاے اور کیا قوم کو اوسکی حالت سے اطلاع دیجائے۔

ادہر چند خطوط شکایت کے آئے ہین مگر چونکہ سکریٹری صاحب کی ناراضی کا باعث ہوتا ہے لہذا وہ شایع نہین کئے گئے شکایت کنندونکو مناسب ہے جو کچھ لکھنا ہو سکریٹری صاحب

کو لکھین دفتر اصلاح کو معذور سمجھین اصلاح صرف قوم کو شیعہ کانفرنس سے روشناس کرنیوالا ہے نہ دفتر شکایات لکھنے والا۔

حالات ایران

جہانتک اخبارونسے معلوم ہوتا ہے روز بروز حالت ایران کی درست ہوتی جاتی ہے ارکین سلطنت نہایت محنت وجانفشانی سے انتظام مین مشغول ہین ہر جگہ امن قایم ہو رہا ہے۔ ہر جگہ انتظام درست ہو رہا ہے۔ مگر ملک ہے کوئی صوبہ نہین۔ کوئی ضلع نہین جو دو چار مہینہ انتظام ہو جاے خرابی ہی اوسی ہے کی ڈالی گئی ہے کہ کوئی دیہات کوئی قصبہ ایسا نہین رہا جہان فساد نہوا ہو سہ ہمسایہ تین قوی سلطنتونکی شرکت۔ انگلستان۔ روس عثمانی جنگی فوجین بھی اپنے اپنے موقع پر اوسیوقت سے آکر جمع ہو چکی تہین حالانکہ بیرونی ایک شخص فساد کیلئے کافی ہوتا ہے چہ جائیکہ اتنی فوجین ایسی قوی سلطنتونکی آکر جمع ہوں۔

مگر یہی فضل خدا ہے بحسن توجہ امام عصر عجل اللہ ظہورہ اس طرح انتظام اوسکا درست ہو رہا ہے کہ مخالفین بھی مداح ہین اور ایرانیون کے حسن انتظام کی داد دے رہے ہین۔

یکم ذیقعدہ کو پارلیمنٹ کا افتتاح بھی نہایت خیر وخوبی سے ہو گیا کافی تعداد ممبرونکی جمع ہو گئی خود شاہ ایران احمد شاہ ایران پارلیمنٹ مین تشریف لاے اور سپہدار اعظم نے شاہی خطبہ پڑہکر تمام عالم کو مطمئن اور خوشحال کیا جسمین تمامی دول سے اتحاد وارتباط کو ظاہر کرتے ہوے یہ بھی بیان کیا کہ ایران کے چہرہ زیبا سے ہنوز یہ داغ نہین دفع ہوا کہ دوسری دولتونکی کچھہ فوج ایران مین موجود ہے۔ مگر امید ہے کہ وہ جلد ملک کو خالی کریں۔

۳ ذیقعدہ کا تار ہے کہ سواران رحیم خان نے جو شہر اردبیل پر قبضہ کر لیا تہا۔ افسران روس کو سپرد کرکے قلعہ خالی کیا کہ جب ایرانی حاکم کوئی آے تو اوسکے حوالہ کیا جائے۔

(۷) ذیقعدہ مستشار الملک بہ انتخاب وکلا رئیس مجلس شوری مقرر ہوے مبارکباد۔

قرضہ کا مسئلہ پھر ملتوی رہا بعض ممبرونکی راے تھی کہ دولت روس وانگریز سے قرض لیا جائے بعض وکلا نے کہا ان دونو دولتونسے یکجائی قرض لینا موجب زوال استقلال سلطنت ایران ہے

سال مختتمہ ایران کے اعداد وشمار سے تجارت درآمد وبرآمد کی مالیت بہ ترتیب ۶۹۲۳۳۴۹ اور ۲۳۳۶۰۰۰ پونڈ معلوم ہوئی ہے جس سے ۱۱ فیصدی کا تنزل نمایاں ہے۔

الذی انعقد لہ البیعۃ والمنع من الخروج وجاء فی حکم ولا یخلع بالفسق اور اسکی بیعت نہیں توڑنی چاہیئے اور شرع میں حکم ہے کہ بجہت فسق امام سے خلع بیعت نہیں کرنی چاہیئے انتہیٰ محصلاً۔

حافظ صاحب موصوف ایسے اعلم و متبحر و متدین ہیں کہ انکی ہر تالیف بڑی عزت کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے اور بجائے خود یہ ایسے حامی دین متین اور محب اہل بیت رسول ہیں کہ انھوں نے تقریب میں **عمر** ذی الجوشن جیسے شخص کو صدوق اور چھٹے طبقہ کا تابعی لکھا ہے اور چھٹے طبقہ کے تابعی کہنے سے یہ مراد ہے کہ جس معتبر شخص کی کسی صحابی سے ملاقات نہ ہوئی ہو جیسے امام ابو حنیفہ وغیرہ **پس** جبکہ ابن حجر ادر یہ عسقلانی صاحب جیسے معتبر لوگ یزید جیسے شقی کی خلافت و بیعت کو واجب قرار دیکر اسکے استحکام میں سعی فرمائیں تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ مذہب اہل سنت کے اصول عقائد میں امامۃ داخل نہیں ہے۔

مسئلہ امامۃ کے اصول عقائد اہل سنت میں داخل رہنے کی ساتویں دلیل یہ ہے

قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں اور **ابن تیمیہ** نے منہاج السنۃ میں لکھا ہے ان مسئلۃ الامامۃ من اعظم المسائل من اصول الدین الذی مخالفتہا توجب الکفر کہ بیشک مسئلہ امامۃ اصول دین میں کا ایک عظیم ترین مسئلہ ہے اسکی مخالفت کفر واجب کرتی ہے انتہیٰ محصلاً۔

کیوں صاحبو کیا اب بھی کسی صاحب کو اہل سنت کے مذہب میں مسئلہ امامۃ کے اصول دین میں داخل رہنے سے انکار ہے کیا قاضی بیضاوی رافضی ہیں اور تقی الدین ابن تیمیہ جاہل ہیں جو امامۃ کو من اعظم المسائل من اصول الدین لکھتے ہیں۔

حالانکہ اس لکھنے کے قبل ان صاحبوں کو معلوم تھا کہ حضرت سعد بن عبادہ نے شیخین کی مخالفت کی اور تاحیات شیخین کی بیعت نہ کی اسیطرح حضرت طلحہ و زبیر اور محمد بن ابی بکر اور حضرت عائشہ اور بکثرت صحابہ مہاجرین و انصار نے حضرت عثمان غنی کی مخالفت کی حتے کہ عبد الرحمن بن عدیس مصری صاحب بیعت الرضوان

نے حضرت عثمان کو قتل ہی کر دیا اور امام وقت سے یہانتک عداوت کی کہ تین دن تک نعش عثمان کو دفن نہ ہونے دیا اور پھر بکثرت صحابہ و تابعین اور بالخصوص طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ نے جناب امیر علیہ السّلام سے جنگ کی مگر باوجود ان معلومات کے انکو تو یہ لکھ دیا کہ امامۃ اصول دین سے نہیں ہے اور اُس کی مخالفت کفر نہیں ہے حسین سے ثابت ہو گیا کہ مخالفان علی کی نسبت جو حضرات شیعہ کی رائے اور قرارداد ہے بعینہا وہی قرارداد مذہب اہل سنت میں ہے پس اب سوائے غفیدہ جاحد اسلام کے اور کوئی یہ دعویٰ نہ کریگا کہ خدانخواستہ مذہب اہل سنت کے اصول عقائد میں امامۃ داخل نہیں ہے اور یہ ہی مقصود تھا و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

حصہ دوم

الامامۃ

بعض بے وقوف دنیا پرست علماء اہل سنت نے کسی لالچ یا تقیہ سے اپنی کتب میں لکھ دیا ہے کہ امامۃ مفضول باوجود فاضل جایز ہے اور اسکی مثال میں دو بزرگوں کا نام پیش کیا ہے ایک حضرت اسامہ اور دوسرے معاویہ کو اور اسامہ کو حضرات شیخین سے اور معاویہ کو جناب امیر علیہ السّلام سے مفضول بتایا ہے۔ افسوس اُن بزرگوں نے ذرا غور نہ کیا کہ ایسا عقیدہ عقلاً و نقلاً معیوب ہے دوم اسامہ اور معاویہ کی مفضولیت جو فرمائی گئی ہے وہ کس قرینہ اور قاعدہ سے جسکا ٹھکانا نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں پس اب ہم پہلے حضرت اسامہ کی مفضولیت کی تردید لکھتے ہیں اُسکے بعد معاویہ کی انشاء اللہ

فتح الباری شرح بخاری باب مناقب زید بن حارث میں ہے کہ غلام کی وفیہ جواز امارۃ المولی وتولیۃ الصغار علی الکبار والمفضول علی الفاضل لانہ کان فی الجیش الذی فیہ ابوبکر و عمر الذی کان علیھم اسامۃ سرداری اور چھوٹوں کا بڑوں پر متعلق ہو اور مفضول کا فاضل پر سردار ہونا جائز ہے کیونکہ ابوبکر و عمر اُس لشکر میں ماتحت تھے کہ جسکا سردار اسامہ تھا انتہیٰ حصہ اول۔

یہی دعوائے تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبدالعزیز نے کیا ہے۔

اِن مولوی صاحبوں نے مذہب کی لٹیا ڈبودی بھلا جب تولیت صغار علی الکبار جائز تھی تو حسنین علیہما السلام میں سے کسی ایک کو خلیفہ نہ بنا دیا اور خود متصدی امور خلافت کیوں نہ بنے خود خلیفہ کیوں بن گئے۔

دوسری خطا ان صاحبوں نے یہ کی ہے کہ حضرت اسامہ کو غلام زادہ سمجھکر مفضول اور شیخین کو فاضل سمجھا ہے اور نا محقق کوتاہ علم یہ نہ سمجھے کہ اگر غلام زادگی باعث مفضولیت ہے تو شیخین کون ہیں یہ بھی غلام زادے اور لونڈیوں کے بطن سے ہیں حقیقۃ الامر یہ ہے کہ زمانہ حیات پیغمبر میں حضرت اسامہ فاضل تھے اور شیخین مفضول، جس تاریخ سے عصمت اجماعی قدم بوس شیخین ہوئی اسی تاریخ سے اسامہ مفضول اور یہ فاضل ہوگئے چنانچہ اسکا ثبوت ہم پیش کرتے ہیں۔

افضلیت اسامہ و مفضولیت شیخین بزمانہ پیغمبر

لمعات شرح مشکوٰۃ اور معالم التنزیل وغیرہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے مبعوث برسالت ہونے کے تین یا چار یا پانچ سال بعد دعوت نبوت آغاز فرمائی ہے حالانکہ متفق کتب سے واضح ہے کہ ایک سال یا سترہ ماہ بعد بعثت کے قرآن نازل ہونے لگا تھا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور اسامہ کے والدین زید و ام ایمن اُسی تاریخ پیر کے دن مشرف باسلام ہوئیں کہ جس تاریخ آنحضرت رسول خدا ہوئے تھے اور تاریخ ابن عساکر وغیرہ میں ہے کہ جن ایام میں آنحضرت رسول ہوئے اُن ایام میں حضرت ابوبکر بغرض تجارت ملک شام گئے ہوئے تھے جہاں سے تین سال بعد واپس ہوگئے اور راہب نجومی نے خبر دیا تھا کہ عرب میں ایک پیغمبر ہوگا اور تو اُسکا وزیر ہوگا پس جب یہ وطن میں آئے تو یہ رسالت کا شہرہ سنکر گئے اور آنحضرت سے معجزہ طلب کیا اسپر آنحضرت نے اُسی نجومی کا قول دہرایا اور یہ مسلمان ہوئے انتہیٰ ملخصاً۔

اِن واقعات سے ثابت ہوا کہ زید بن اسامہ سابق الاسلام تھے دوم اسامہ

اسلامی نطفہ سے اور یہ کفری نطفہ سے تھے پھر ابوبن اسامہ سابق الاسلام اور
ابوبن ابوبکر عاقب الاسلام پھر وہ مومنین موقنین اور ابوبن ابوبکر مولفۃ القلوب
و مستضعفین سے کیونکہ تمام قبائل حجاز اور فتح مکہ کے بعد ابو قحافہ مشرف باسلام
ہوئے تھے **دوسرا شرف** والدہ اسامہ یعنی حضرت ام ایمن وہ مقدسہ ہیں کہ جنھوں
نے حضرت بی بی آمنہ والدہ ماجدہ پیغمبر خدا کے انتقال کے بعد آنحضرت کو
اپنی گود میں پالا اور ایسی سچی خدمت کی کہ پیغمبر خدا انکو ماں فرماتے تھے اسی محبت
و فرماں پذیری کے سبب سے آنحضرت جناب اسامہ کو بیحد چاہتے تھے اور اپنی گود میں
لیتے تھے یہ شرف حضرت ابوبکر کو کہاں میسر تھا **تیسرا شرف** پیغمبر کی غلام زادگی کا ہے
جو ملاز اسکے انکو میسر نہیں اور حضرت ابوبکر مشرک غلاموں کے خاندان سے تھے کیونکہ
آپ بنی تیم سے تھے اور صراح میں تیم کے معنے غلام کے ہیں **چوتھا شرف**
حضرت اسامہ کی والدہ ماجدہ ہمیشہ حضرت سیدۃ النساء العالمین کی رفیق
و شفیق اور خدمتگزار بجتن رہیں اور حضرت ابوبکر دشمن جانی جناب امیر اور
باعث خانہ سوزی سیدہ علیہا السلام اور درجہ آبرو ریزی اہل بیت اور انکی
صاحبزادی ہمیشہ بجتن کی کاٹ پر رہیں حتے کہ یادگاران رسول پر جنگ
جمل میں تلوار اٹھائی اور حضرت حسن مجتبےٰ کے جنازہ پر تیر برسائے۔ اور
جو فسادات زمانہ رسول اور مابعد رسول میں اس بیوی سے ہوئے انکی گواہ
کتب اسلامی ہیں انکے علاوہ انکی مرویہ احادیث سے رسول اللہ بے وقار ہو
ان بیوی نے اپنا تقرب جتانے کے واسطے وہ جھوٹی فاحشہ باتیں رسول خدا کی
بیان کیں جو کوئی فاحشہ عورت بھی وہ حال نہیں کہہ سکتی جس کی گواہ صحاح ستہ
وغیرہ ہیں جسکو تحقیق منظور ہو وہ ابواب الغسل و حائض و نفساء و مفسدات
صوم وغیرہ دیکھے حالانکہ بہت سی عورتیں رسول خدا کی جوانی کے وقت کی ہمراز
تھیں مگر کسی سے ایسی باتیں مروی نہیں جو ان بیوی نے غضب ڈھایا ہے۔
پانچواں شرف حضرت اسامہ کا رسوخ فی الاسلام والایمان ہے جو حضرت

ابوبکر سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے وہ یہ کہ جیسے نامعتبر اور رکیک الفاظ پیغمبر خدا نے حضرت ابوبکر کی نسبت فرمائے ویسے بلکہ اُس سے کم درجہ کے بھی حضرت اسامہ کی نسبت نہیں فرمائے چنانچہ **موطا** مالک باب شہداء فی سبیل اللہ میں ہے کہ آنحضرت ایکدن شہداء احد پر بغرض فاتحہ تشریف لیگئے اور وہاں فرمایا کہ ان لوگوں کی قوۃ ایمانی کی میں گواہی دیتا ہوں حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جیسے ان لوگوں نے جہاد کیا ویسا ہی ہم نے کیا اور جیسے یہ ایمان لائے ویسے ہی ہم ایمان لائے اِس تقریر پر آنحضرت نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ تم میرے بعد کیا کیا بلی ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی بدعات کروگے انتہیٰ محصلاً **ابوداؤد** میں عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول خدا آٹھ سال بعد شہداء احد پر فاتحہ کے لئے تشریف لیگئے تھے اور وہاں سے واپسی کے بعد مرض موت میں مبتلا ہوگئے بس جو شخص پیغمبر خدا کی زمانہ ہائے دراز تک صحبت میں رہا ہو اور اُس سے پیغمبر خدا مطمئن نہ ہوں تو اُنکا رسوخ فی الایمان اللہ ہی اللہ ہے۔ **اس** واقعہ سے بڑھکر یہ بات ہے کہ ابوبکر بوجہ سوں چھپے ہوئے مشرک رہے جب رسول خدا کو کسی انداز سے اُنکا مشرک رہنا معلوم ہوگیا تو آپنے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تیری ماں تجھے بیٹے تجھ میں ثکلتک امک الشرک فیکم شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ چھپا اخفے من دبیب النمل۔ ہوا ہے۔ اور اسی مضمون کی دوسری حدیث ہے اُس میں پیغمبر خدا نے فرمایا ہے

والذی نفسی بیدہ ان الشرک کہ جسکے قبضہ میں میری جان ہے اسکی فیکم اخفے من دبیب النمل۔ قسم تم میں شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ چھپا ہوا ہے۔ **ان** دونوں حدیثوں کے آخری حصہ میں یہ ہے کہ آنحضرت نے دعاء رد شرک تعلیم فرمائی جس سے اور بھی تصدیق ہوگئی کہ وہ مدتوں مدعی اسلام ہوکر بھی مشرک رہے (دیکھو ازالۃ الخفا مقصد دوم مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۹۹)

پس بفرض محال اگر حضرت ابوبکر کو سابق الاسلام بھی مانا جاوے تو کیا فائدہ
اور ایسے شخص کے قبول اسلام سے اہل اسلام کو فائدہ کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔
مگر حضرت اسامہ کے ایمان و اسلام کی نسبت کسی کتاب میں کوئی بے اطمینانی
کا لفظ آنحضرت سے مروی نہیں اور نہ کسی صحابی نے اپنر ایسا گمان کیا ہے۔
چھٹا شجاعت شجاعت معمولی بات ہے کہ سردار لشکر اُسکو بنایا جاتا ہے جسکی جرأت
کا اندازہ مقتدر دیکھا ہے اور جرأت کے ساتھ اُس میں جوہر تجربہ کاری بھی ہوتا
اور مقتدر اس سے مطمئن بھی ہوتا ہے پس حضرت اسامہ کے سردار لشکر ہونے
سے ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوبکر نہ شجاع تھے نہ جری اور نہ پیغمبر خدا کو ان سے
اطمینان تھا اور نہ اسامہ کو کم عمر ہونے کے سبب پیغمبر خدا سرداری کا اہل سمجھتے
ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱ میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت
ابوبکر نے کہا کہ جب یوم احد کو سب لوگ رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو سب سے
پہلے میں واپس آیا تھا انتہی۔ یہ ظاہر ہے کہ احد میں رسول خدا کیلئے ایک
عریش بنایا گیا تھا جسکے گرد پہرے پر حضرت ابوبکر و چند اصحاب تھے پس واپس آنا
جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب قریش سے دور ہو گئے ہوں اسکے علاوہ خندق و
حنین و تبوک تو بعض ان بہادروں سے روگردانی و خوفزدگی میں آپ نمبر اول سمجھے گئے
ہاں قبل ہجرت مکہ معظمہ میں جب کفار قریش نے چادر گلے میں ڈالکر آنحضرت کا گلا
گھونٹا تو اُسوقت حضرت ابوبکر نے اظہار افسوس کی جیداری کی تھی دیکھو کہ اسوقت
کفار قریش سے حضرت ابوبکر یہ کہتے تھے کہ ارے افسوس تم ایسے شخص کو قتل
[illegible] ابوبکر ینادی ویلکم اتقتلون کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ [illegible]
رجلا ان یقول ربی اللہ۔ (ازالۃ الخفا مقصد اول صفحہ ۲۳۹)
لیکن چاہیے کہ پیغمبر خدا کو کفار کے پنجے سے چھڑایا ہو یا اسلام [illegible]
کی شرم سے [illegible] تلوار سنبھالی ہو [illegible]
[illegible] ظاہری تو یہاں بھی مفقود ہے کیا معنی کہ جب مکہ معظمہ میں [illegible]

کے نانا مسیے عتبہ بن ربیعہ نے حضرت ابوبکرؓ کا منہ پاپوش سے درست کیا ہو تو تمام صحابہ موجود تھے مگر کسی نے نہ چھوڑایا (ازالۃ الخفا مقصد اول صد ۴۹)

حسن خلق تو سبحان اللہ چنانچہ تاریخ الخلفاء سیوطی میں ہے۔

قال استتب عقیل بن ابی طالب وابوبکر وکان ابوبکر سبابا۔ کہ ابوبکرؓ اور حضرت عقیل میں گالی گلوچ ہوئی اور ابوبکر گالیاں دینے والے تھے اور ریاض النضرہ میں حضرت ابوبکر کی گالی گلوچ کا ایک قصہ لکھا ہے اور اسی قصہ میں لکھا ہے کہ ابوالفرج فنزلت ذکرہ ابوالفرج فی اسباب النزول یعنی ایہ لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم ابوالفرج نے اسباب نزول میں ذکر کیا ہے کہ آیت نازل ہوئی کہ خدا فحش ظاہر کو پسند نہیں کرتا مگر جبکہ دوسرے کیطرف سے ابتدا کیجائے انتہے محصلاً۔ اس سے معلوم ہو کہ مقبول خاص ہونے کے سبب اللہ صاحب کے ہاں سے موافق مزاج گالیوں کی اجازت مل گئی۔

سخاوت تو ان آبای مفلس صاحب نے پاس کیا تھا چنانچہ اسکی ہم کسی قدر تفصیل کرتے ہیں مشارق الانوار حسن یہ تعالی نمبر حدیث (۱۷۷۰) بحوالہ صحیحین حضرت عائشہ سے مروی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت کو حضرت عائشہ نے گیارہ عورتوں کا قصہ سنایا جنمیں سے دس عورتوں نے اپنے اپنے شوہروں کی مذمت کی تھی اور گیارہویں عورت نے کہا تھا کہ میرے خاوند کا نام ابوزرع

فما ابوزرع اناس من حلی اذنی وملاء من شحم عضدی وبجحنی فبجحت الی نفسی وجدنی فی اہل غنیمۃ بشق فجعلنی فی اہل صہیل واطیط ودائس ومنق (الی ان قال) قال

ہے وہ کیا اچھا آدمی ہے اُسنے زیور سے میرے کان جھید ے اور چربی سے میرے بازو موٹے کئے اور مجھے بہت خوش رکھا سو میری جان بہت چین سے ہے مجھے اس نے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارہ پر رہتے

رسول اللہ صلعم کنت لک کابی تھے سوا اُسنے مجھے اونٹوں اور
زرعہ لام زرعہ گھوڑوں اور کھیتوں کا مالک کر دیا

یعنی میں نہایت ذلیل حالت میں تھی اور ابو زرعہ نے مجھے ذی عزت اور مالدار بنا دیا آنحضرت نے ان قصص کو سنکر فرمایا کہ جیسا ابوزرعہ نے ام زرعہ سے سلوک کیا ہے ویسا ہی سلوک مینے تیرے ساتھ کیا ہے انتہے مخصلاً چونکہ کلام پیغمبر مبالغہ اور شیخی سے پاک ہوتا ہے اس بنا پر یقین ہے کہ حضرت ابوبکر نہایت ذلیل اور نادار نے حالت میں ہو نگے تلبیس ابلیس ابن جوزی صفحہ ۴۰۶

وحدثنا عطا ابن السائب میں عطا بن سائب سے مروی ہے
قال لما استخلف ابوبکر اصبح انھوں نے کہا کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ
غادیا الی السوق وعلی ہوگئے تو علی الصباح کپڑوں کا گٹھر
رقبة اثواب یتجربہا فلقیہ گردن پر رکھکر پھیری کو چلے تو رستہ
عمر وابو عبیدہ الخ میں حضرت عمر و ابو عبیدہ ملے اور اُنہوں

نے کہا یہ کیا کرتے ہو حالانکہ تم تو بادشاہ ہوگئے ہو انھوں نے کہا پھر میں اپنے بال بچوں کو کیونکر پالوں بس پھر پانسو درہم اور ایک بکری مقرر ہوگئی اور تاریخ الخلفا سیوطی میں ہے وعلی ساعدہ ابراد ھا وھو ذاھب الی السوق یعنی بازو پر چادریں ڈالکر پھیری کو چلے باقی مطلب حدیث یکساں ہے غرض کوئی سخی مالدار شخص ایسی ذلت ہرگز گوارہ نہیں کرسکتا کہ سر پر گٹھر کپڑوں کا رکھ پھیری کو جائے۔ خواہ کسی ملک کا کیوں نہو۔

مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق دہلوی جلد دوم باب چہارم سال سیزدہم بیان ہجرت میں لکھا ہے ابوبکر را دو شتر بود کہ بچہار صد درہم ودر روایتے بہشتصد درم خریدہ و مدت چہار ماہ آنرا علف دادہ فربہ ساختہ و نگاہداشتہ بود ہر دو پیش برآورد تا یکے را آنحضرت قبول فرماید۔ فرمود قبول کردم بشرط اتباع پس بہ نہصد درم آں ناقہ را از ابوبکر صدیق بخرید۔ پس محسن داماد اور پیغمبر



مذکورۂ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ میں موجود ہیں جو فرقۂ امامیہ

کا پہلا با محاورہ اردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے بڑے عالم نے

زر کثیر بڑی محنت جانکاہی اور کوشش سے تیار ہوا

نکل رہا ہے پہلا اور دوسرا پارہ طبع ہو چکا ہے اور تیسرا پارہ

آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کریں کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑیں

بلکہ اسی وقت فرمائش لکھ بھیجیں اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ

فوراً ہی منگا لیجیے مفت ارسال خدمت ہوگا

المشتہر

جوہر اینڈ کمپنی - دفتر شفاخانہ ہندوستانی - دہلی

رجسٹرڈ سی ۳۸

رسالہ

اصلاح

[illegible]

[illegible]

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کیلئے ہے

نمبر ۱۰ | بابت ماہ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۲

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

[illegible]

مرزا مظفری یتیم خانہ فنڈ جناب میر عباس علی صاحب تاجر کتب الہ آباد و [illegible] سے [illegible]

انجمن عزاداری قصبہ انور ضلع گورداسپور اس انجمن کے متعلق کئی مضامین اسکے قبل شایع

ہو چکے ہیں جس سے ناظرین مطلع ہیں قصبہ کلانور میں ہنود و اہل سنت کی آبادی [illegible]

امام مظلوم بالکل نہیں ہوتی میر فیض الحسن صاحب سکرٹری نے بمعاونت [illegible]

صاحب ریٹائرڈ صوبہ دار میجر و سید اولاد حسین صاحب اس انجمن کو قایم کیا ہے جس سے [illegible] کچھ سلسلہ

ہو چلا ہے لیکن دو تین آدمیوں کی کوشش سے اتنا بڑا کام کیونکر انجام پا سکتا ہے [illegible] کے مومنین

سے ایک بزرگ نے قصبہ لڑکا نہ سے (جنکا نام ظاہر کرنا خلاف مصلحت ہے) اور با بو [illegible] صاحب

اسٹیشن ماسٹر نظام الدین و منشی محمد اختر حسین صاحب نے بھی امداد کی ہے [illegible]

ی انجمن کی امداد کریں تو گویا کوفہ میں عزاداری امام مظلوم قایم ہو جائے۔ اس انجمن نے مرزا

افضل بیگ صاحب ولد مرزا الہ بخش صاحب اور سید نواب شاہ صاحب کو [illegible] کیا [illegible]

اور دوسرے مسلمانوں میں بھی ولولہ محبت اہلبیت پیدا ہو رہا ہے مگر افسوس اکثر قوم کی [illegible] سے یہ انجمن

خواہ ترقی نہیں کر سکتی لہذا سخت توجہ کی ضرورت ہے۔ جملہ مراسلات بنام سکرٹری صاحب [illegible]

اشتہار گوہربار

سب حضرات شیعیان صاحبان والاشان کو قرآن مجید مترجم شیعہ مجتہد قبلہ و کعبہ جناب مولوی سید علی صاحب

لکھنوی کا متن میں اردو ترجمہ اور جناب ملا فتح اللہ صاحب کاشانی اعلی اللہ مقامہ کی تفسیر خلاصۃ المنہج کا

حاشیہ پر جسمیں جا بجا خداوند عالم نے پسندیدہ خاص جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام [illegible]

فرمائی ہے اور ذکر خلافت بھی ملا صاحب نے خوب شرح لکھا ہے جو لینا منظور ہو تو کارڈ بھیجکر طلب [illegible]

ہدیہ حسب ذیل ہے فی پارہ بارہ آنہ۔ دو پارہ کا پیکٹ ہر ماہ [illegible] قرآن شریف [illegible]

والیکو [illegible] جلدیں [illegible] دو جلد کے خریدار کو [illegible] جلد کے خریدار کو [illegible] تاجر لوگ [illegible]

فقدر روپیہ دینے کو خاص طور پر رعایت کیجائیگی۔ اور اگر کوئی کل جلدیں قریب ۴۰ روپیہ کے جسقدر رہیں لیگا تو

کفایت دیجائیگی۔ اور دیگر کتب ذیل بھی قیمتاً بھیجی جا سکتی ہیں جسکی قیمت حسب ذیل ہے۔ ذریعۃ النجاۃ جلد

اول و دوم اربعین فی فضائل مولانا امیر المومنین۔ قول فیصل جوشن مترجم جوشن کبیر و صغیر حمائل تعویذ

المشتہر سید محمد اصغر حسین مالک دفتر نور الٰہی آگرہ گلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱۲	بابت ماہ ذالحجہ الحرام ۲۷-۱۳۲۶ھ	جلد ۱۲

مناظرہ امجدیہ حصہ ثانیہ

اس کتاب کا اعلان ۱۱ میں ہوچکا ہے کہ الحمد للہ یہ کتاب چھپکر تیار ہے حجم اسکا ۳۰۰ صفحہ علاوہ ٹائٹل ہے۔ قیمت ۱۲ کے خریداران اصلاح کو جو سنہ ۲۸ھ کا چندہ پیشگی بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائینگے بجائے دو روپیہ ایک روپیہ کو دیجائیگی۔ اس رعایت کی مدت ۱۵ عید غدیر تک قرار دی تھی مگر چونکہ ۱۱ بہت تاخیر سے شایع ہوا اور رقوم کا اصرار ابھی تک توسیع مدت پر قائم ہے لہذا اس تخفیف کو ۱۰ محرم تک توسیع کرتا ہوں کہ جو صاحب ۲۸ھ کا چندہ اصلاح اور ایک روپیہ قیمت تخفیفی مناظرہ امجدیہ حصہ ثانیہ جلد سے بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائینگے اس رعایت سے قدیم و جدید خریداران مستفید ہوسکتے ہین اس سال کا انعام یہی ہے کہ مناظرہ امجدیہ بجائے ۲ کے عہ کو دیجائے مگر کوئی انعام اسوقت نہ مرتب ہوا ہے نہ ابھی اوسکی امید ہے۔ ہان چونکہ ڈاکخانہ کا انتظام حسب خواہ نہین ہے اکثر کتابین تلف ہوتی ہین لہذا روانگی کتاب کی دو ہی صورت ہے یا تو بیرنگ روانہ کیجائے جس سے مومنین کو ۴ محصول دینا ہوگا دوسرے یہ کہ بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے اسمین دفتر کو فی جلد ۴ نقصان برداشت کرنا ہوگا لہذا بہترین صورت یہ ہے کہ جن حضرات کا چندہ و قیمت مناظرہ امجدیہ وصول ہوجائے اون کی خدمتمین یہ کتاب بذریعہ ویلو ۳ برائے وصولی محصول ڈاک روانہ کیجائے جسمین کفایت منظور ہے۔ اب آپ حضرات کو جیسا منظور ہو مطلع فرمائیے۔

عرض حال

اولاً ہم ان حضرات برادران ایمانی کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے مصائب متذکرہ نمبر ۱۱ کو ملاحظہ فرما کر بکمال ہمدردی خطوط تعزیت لکھے خداوند عالم ان حضرات کو جزائے خیر عنایت کرے اور اوسی سے امید ہے کہ ہمکو اور ہمارے متعلقین کو سائر آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے بحق محمد و آلہ۔

اس سال جس کامیابی سے اشاعت اصلاح ہوا کی ناظرین اوس سے بخوبی مطلع ہیں کہ عام طور سے ہر عربی مہینہ کے پہلے ہفتہ میں اصلاح خریداران کے پاس پہونچ جاتا تھا مگر کاتب صاحب کی وقتی علالت سے نمبر ۱۱، ۲۵ ذیقعدہ کو شائع ہوا جس سے ناظرین کو انتظار کی سخت تکلیف اوٹھانی پڑی نمبر ۱۲ کی نسبت پہلے خیال ہوا کہ شیعہ کانفرنس اجلاس سوم کے حالات بھی اس نمبر میں شائع کر دیئے جائیں جس سے لازمی طور پر ۱۵ ذیحجہ تک انتظار کرنا پڑا۔ اڈیٹر بغرض شرکت کانفرنس لکھنؤ گیا اور یہاں بقیہ مضامین کے چھپنے کا انتظام کر دیا گیا۔ اتفاقاً ۱۱ ذیحجہ سے جناب والد علام فخر الحکما دام ظلہ بوجہ مرض چشم کچھ ایسا علیل ہو گئے کہ ہمکو فوراً لکھنؤ سے واپس آنا پڑا اور جناب دام ظلہ کو بغرض علاج چھپرہ لیجانا ہوا۔ وہاں برادرم مولوی محمد حیدر سلمہ بھی سخت علیل ہو گئے جس سے خلاف امید زیادہ قیام کرنا پڑا۔ ان وجوہات سے نمبر ۱۲ کی اشاعت بھی بہت تاخیر سے ہوئی جو آپ حضرات کے پیش نظر ہے۔ اور کسی طرح اسکی امید نہیں معلوم ہوتی کہ محرم ۱۳۲۵ھ کا پرچہ قبل عشرہ شائع ہو سکے لہذا بکمال ادب ملتمس ہیں کہ اس خلاف معمول تاخیر کو معاف فرمائینگے جن حضرات کے خطوط کی تعمیل اس عرصہ میں نہ ہوئی ہو یا انکو جواب شافی نہ ملا ہو وہ مکرر مطلع فرمائیں کہ ہم سب نہایت مجبوری اور پریشانی میں مبتلا اور دفتر سے غیر حاضر تھے۔

یہ بھی اتفاق کہ اس دفعہ حجم رسالہ ہر دفعہ سے کم رہا کہ ۸۰ صفحہ پر شائع ہو رہا ہے مگر پھر بھی بہت سے ضروری مضامین رہ گئے جیسے جریدۃ الحکم، تفسیر اہل التطہیر، الامامۃ (جسکی کاپی بھی تیار ہے) لیکن کچھ حصہ اس رسالہ کا بقیہ مضمون نمبر ۱۱ تھا اور کچھ ضروری جدید مضامین جن سے وہ سب مضامین اسوقت معطل کئے گئے۔ انشاء اللہ آئندہ نمبروں سے پھر اوسکا سلسلہ قائم کیا جائیگا اور کیا عجب کہ الامامۃ دو تین نمبروں میں تمام ہو جائے کیونکہ مصنف صاحب کا کل مسودہ دفتر میں آگیا ہے۔

الشمس۔ کی نسبت جسقدر خطوط اشتیاق و انتظار کے آرہے ہیں کسی طرح میں انکا شکریہ

نہیں اٹھا سکتا۔ مگر مین کیا کہون کہ کن وجوہ سے اسکی اشاعت مین تاخیر ہوتی چلی جا رہی ہے نمبر ۱۰ و ۱۱ - ۱۲ - جلد ۴ سنہ ۱۳۲۶ھ کا باقی تہا جسکو مین اسوقت نہایت تیزی مین شایع کر رہا ہون بقیہ مضامین اسکے انشاء اللہ جلد ۵ مین شایع ہونگے جسکی ابتدا بجائے محرم سنہ ۱۳۲۸ھ ماہ صفر سنہ ۱۳۲۸ھ سے بکمال اہتمام ہوگی۔ ناظرین الشمس سے امیدوار دعا ہون۔

اپنے برادران ایمانی سے ہمکو اسکی بہی امید ہے کہ جناب والد علام و ام طلہ و برادر مسلمہ کی صحت کیلئے مخصوصاً دعا فرماینگے کہ دل ودماغ ہملوگونکا کسی طرح سے مطمئن نہین ہے۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کے متعلق جسقدر سرمایہ اس تین برس مین فراہم ہوا بارہا عرض کر چکا ہون کہ الف ۱۳۰ جمع ہوا۔ تاریخ الاذان قیمتی ۔ تاریخ قیمتی ۔ شمنہ و امجد حصہ دوم اسی کمپنی کی بدولت شایع ہو چکین۔ عقل و تہذیب الحدیث بہی قریب اختتام ہے مگر ہنوز ناتمام ہے۔ تاریخ الاذان حصہ دوم بہی زیر طبع ہے۔ لیکن ہم حساب و کتابات کا ..... نہین عرض کر سکتے کیونکہ اتنی فرصت نہ ملی جو فرد حساب درست کر کے قوم کے سامنے پیش کرتے نہ اسکا موقع ملا کہ شرکائے کمپنی کو ایک ایک نسخہ اسکا بطور تحفہ روانہ کرتے کہ بعد انعقاد کمپنی منافع کمپنی مین اوسکا حساب کیا جاتا یا اصل مال مین۔ مگر بفضل خدا امید ہے کہ ربیع الاول تک ہم اسکا حساب پیش کر سکین۔ ہان شرکائے کمپنی اگر مال کمپنی سے کسی کتاب کو طلب فرماینگے تو بلا عذر روانہ ہوگی۔

مظفری یتیمخانہ فنڈ کئی سال کے چھپے بار برابر قیمت ۲۵۸۸ روپیہ اس فنڈ مین جمع ہوا جسکے نسبت بارہا عرض کیا گیا کہ قوم اپنی رائے سے مطلع کرے اسکا کیا انتظام کیا جائے کیونکہ نہ اسقدر سرمایہ ہے جس سے یتیمخانہ چل سکے نہ آیندہ کوئی امید معلوم ہوتی ہے۔ لہذا گذشتہ نمبرون مین یہ تجویز پیش کی تہی کہ یہ سرمایہ کسی شیعہ انجمن یا مدرسہ کو منتقل کیجائے مگر نہ قوم نے اس پر توجہ کی نہ مجھے حوادث زمانہ سے مہلت ملی کہ کچھ غور و فکر کر سکون لہذا پہر گذارش ہے کہ جن حضرات نے یہ سرمایہ فراہم کیا ہے وہ اپنی اپنی رائے سے مطلع فرمائین کہ اوسکی تعمیل کیجائے۔

قومی اخبارات - افسوس کہ یہ سال ہمارا قومی اخبارونکے لئے نہایت برا تہا۔ جسمین اخبار اثنا عشری سا معزز باوقار ہفتہ وار اخبار پندرہ روزہ ہو گیا۔ اور پندرہ روزہ اشاعت بہی باقاعدہ نہ ہو سکی۔ اگر غور کیا جائے تو اس سے بڑہکر ہماری قومی ذلت کیا ہو سکتی ہے جسکا ایک اخبار

بھی ہفتہ وار نہ چل سکا۔ زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ دوسرے معاصرین نے بھی کسی طرح اس حال سے قوم کو مطلع نہ کیا کہ شاید انہیں کے لکھنے سے کچھ اثر ہوتا اور قوم اپنے اس ارگن کو ترقی دیتی۔ الحمد للہ اس خبر سے نہایت مسرت ہو رہی ہے کہ جناب سید صغیر حسن صاحب شمس مالک اخبار اثنا عشری امید و اثق دلاتے ہیں کہ جنوری سنہ ۱۹ء سے پھر ہفتہ وار ہو جائیگا۔ اب قوم کا فرض ہے کہ اپنے اس قومی ارگن کو جہانتک جلد ہو سکے زندہ کر کے اسکی ترقی و اشاعت میں کوشش کرے۔ پہلا پرچہ ہفتہ وار کا وصول ہو چکا ہے۔

بقیہ اخبارات کی نسبت ہم کوئی راے اسوقت نہیں دیسکتے مگر اخبار النجم کے دلخراش فقرات بغرض عبرت پیش کرتے ہیں تاکہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ہمارے برادران یوسف کس نظر سے ہماری قومی عزت کو دیکھتے ہیں۔

النجم مورخہ ۷ ذیقعدہ لکھتا ہے: "اب مدت سے الشمس بھی بند ہو گیا شیعہ و اثنا عشری وغیرہ نے بھی النجم کے مقابلہ میں آنے سے روپوشی اختیار کی صرف بیچارہ ایڈیٹر اصلاح پر یہ مصیبت ڈال دیگئی کہ وہ النجم کے کسی کسی مضمون کے جواب میں دو چار مہینے کے بعد کچھ نہ کچھ لکھدیا کرے غالباً چند روز میں اس بیچارہ کو بھی اس مصیبت سے نجات ملجائے گی"

ان فقرات نے غالباً آپکے دلپر نشتر سے کم اثر نہ کیا ہوگا۔ دل مسوس کر رہ گئے ہونگے مگر آپکی ایک ادنی ہمت سے یہ سب عقدہ حل ہو جاتے ہیں کہ جسطرح دوسری زندہ قومیں اپنے قومی اخبار و نکے اشاعت و ترقی میں کوشش کرتی ہیں آپ بھی اوس پر آمادہ ہو جائیں تو کامیابی یقینی ہے

دہلی گزٹ ۔ بھی ہفتہ وار نکلتا ہے جسکی غرض اصلی اوس بڑے موذی کا سر کچلنا ہے جو یزید کا پرانا اور بڑا ٹھیکہ دار ہے۔ اس دہلی گزٹ نے کتاب اثبات شہادت امام حسین کی اشاعت بھی شروع کر دی ہے جو قابل دید ہے۔ اگرچہ یہ واقعہ کسی دلیل و برہان کا محتاج نہیں ہے مگر چونکہ خواج کرزن گزٹ سے نہیں بالیدہ ہو رہے ہیں لہذا اس عصا ئے موسوی کا قائم ہونا بیخ سحر فرعون کیلئے ضروری ہے۔ خدا کرے ٹھیکہ داران امرتسر و پانی پت کے مقابل میں بھی کوئی سپہ سالار مثل مختار پیدا ہو۔

تشکریہ معاونین اصلاح ۔ ہم کسی طرح اپنے اون برادران ایمانی کا شکریہ نہیں ادا کر سکتے

جنهون نے اس سال بالخصوص اشاعت اصلاح مین کوشش فرمائی خداوند عالم ان حضرات کو جزائے خیر عنایت فرمائے جو رضائے اہلبیت اطہار علیہم السلام کی اشاعت مین کوشش فرماتے ہین اسمائے گرامی حسب ذیل ہین:-

فہرست اسمائے معاونین اصلاح بابت ۱۳۳۶ھ

نمبر شمار	اسمائے	تعداد	نمبر شمار	اسمائے	تعداد
۱	جناب سید مولی حسین صاحب مجاز قطعہ فتر ۲۶۲۴	۴	۱۸	جناب مولوی محمد کاظمین صاحب مولوی فاضل ۲۹۹۰	۱
۲	جناب سجاد حسین صاحب کانسٹبل ۲۴۳۲	۱	۱۹	جناب قاضی جواد حسین صاحب ۳۰۲۶	۱
۳	جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب ہیڈ کانسٹبل ۵۴۳	۲	۲۰	جناب منشی سید رضا حسین صاحب ۲۸۶۳	۱
۴	جناب سید محمد صاحب بی اے نونہروی ۳۱۵۷	۲	۲۱	جناب اللہ داد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ ۳۶۱۴۹	۱
۵	جناب مولوی حاجی سید حسین علی شاہ صاحب ۲۵۵۹	۳	۲۲	جناب سید محمد رضا صاحب کانپور	۱
۶	جناب خان بہادر سید دیدار حسین صاحب ۱۲۷۴	۱	۲۳	جناب منشی نہال احمد صاحب اے رجسٹرار ۲۹۱۷	۱
۷	جناب میر سجاد حسین صاحب ۱۹۹۰	۱	۲۴	جناب سید شوکت حسین صاحب انسپکٹر ۲۴۳۸	۴
۸	جناب قاضی محمد رضا العلی صاحب محرر ۲۵۰۲	۱	۲۵	جناب منشی کلب سید سجاد حسین صاحب و اصلباقی	
۹	جناب مولوی محمد باقر صاحب ۱۵۵۴	۳		نوٹس ۳۱۶۶	۱
۱۰	جناب منشی عترت حسین صاحب کانسٹبل ۳۵۱۶	۱	۲۶	جناب منشی رضا حسین صاحب کانسٹبل ۳۵۲۰	۱
۱۱	جناب سید تجمل حسین صاحب وکیل ۱۰۹	۲	۲۷	جناب سید محبوب علی شاہ صاحب تحصیلدار ۳۵۶۹	۳
۱۲	جناب ڈاکٹر مرید حسین صاحب ۵۸۱	۳	۲۸	جناب آغا اکبر علی خاں صاحب بادشاہ صاحب ۲۲۹۳	۲
۱۳	جناب سید ابن علی صاحب حسن پور	۱	۲۹	جناب نواب وحید الدین حیدر صاحب	
۱۴	جناب منشی فضل حسین صاحب انسپکٹر ۲۰۶۲	۵		ڈسٹرکٹ رجسٹرار ۲۴۲۱	۱
۱۵	جناب علامہ الاصلاح حکیم بادشاہ علی صاحب ضیا	۴	۳۰	جناب سید الطاف حسین صاحب ۲۸۳	۱
۱۶	جناب منشی ولایت حسین صاحب امین نور ۲۰۰۹	۱	۳۱	جناب منشی سید نثار عباس صاحب ۲۲۳۹	۲
۱۷	جناب سید دلدار حسین صاحب رئیس ۱۹۵۸	۱	۳۲	جناب منشی سید اظہر حسین صاحب افسر دوم ۲۸۶۳	۳

۳۳	جناب مولوی غلام باقر کاظم علی صاحب ۲۳۴۷	۱	۵۶	جناب مرزا انثار علی صاحب ۱۴۳۷	۲
۳۴	جناب مرزا امراؤ شاہ صاحب دہلی	۳	۵۷	جناب منشی محمد محسن صاحب منصرم ۳۴۵۴	۲
۳۵	جناب آقا سید علی صاحب ذاکر ۲۲۳۲	۱	۵۸	جناب مولوی تصدق حسین صاحب ۱۴۳۶	۲
۳۶	جناب منشی مرزا عبد العلی صاحب ملیسوہ	۱	۵۹	جناب سید امام علیشاہ صاحب	۱
۳۷	جناب سید [illegible] علی صاحب کورٹ [illegible]	۱	۶۰	جناب منشی سید [illegible] حسین صاحب گرداور	
۳۸	جناب منشی باقر حسین صاحب ۱۵۱۸	۱		قانونگوے ۱۵۹۶	۲
۳۹	جناب بابو محمد طفیل صاحب ۳۴۴۴	۱	۶۱	جناب منشی سید مقبول حسین صاحب [illegible] ۳۴۳	۱
۴۰	جناب سید [illegible] حسین صاحب طالب العلم ۳۸۱۲	۲	۶۲	جناب حکیم نصیر الدین حیدر صاحب	۱
۴۱	جناب سید محمد عبد صاحب سرسوی ۳۸۶	۱	۶۳	جناب مولوی سید علی صاحب منصبدار	۱
۴۲	جناب میر [illegible] علی صاحب ۳۶۵۹	۳	۶۴	جناب سید نظیر الحسن صاحب [illegible] ۹۰۶	۳
۴۳	جناب منشی [illegible] احمد صاحب امین نہر گنگ ۳۱۱۷	۱	۶۵	جناب شیخ محمد شفیع صاحب ۱۳۱۴۳	۲
۴۴	جناب ڈاکٹر [illegible] علی شاہ صاحب ۳۵۵۵	۵	۶۶	جناب مہدی شاہ صاحب جمعدار ۳۰۵۲	۱
۴۵	جناب میر مہدی علی صاحب کمشنر [illegible] ۳۴۰۸	۲	۶۷	جناب نواب اعظم حسین خانصاحب [illegible] ۳۷۱۹	۱
۴۶	جناب سید ابو احمد صاحب سربراہکار ۲۸	۲	۶۸	جناب نواب ابو علی حسین جان خانصاحب ۳۴۰۴	۲
۴۷	جناب منشی سید مراد حسین صاحب محرر نہا ۳۵۹۱	۱	۶۹	جناب غلام محی الدین صاحب ۳۴۸۳	۱
۴۸	جناب مولوی سید محمد تقی صاحب امین نہر ۱۹۹۵	۱	۷۰	جناب مولوی علی حیدر صاحب دہلی	۱
۴۹	جناب ڈاکٹر عنایت حسین خانصاحب ۳۴۶۶	۱	۷۱	جناب سید امجد علی صاحب کربلائی ۵۷۰	۱
۵۰	جناب حاجی سید محمد رفیع صاحب ۲۷۶۱	۱	۷۲	جناب سید مہدی حسن صاحب سرسوی	۲
۵۱	جناب سردار راحت علی خانصاحب ۱۸۳۵	۴	۷۳	جناب میر مصطفے حسین صاحب سوپروائزر ۱۸۱۷	۲
۵۲	جناب منشی ابرار حسین صاحب [illegible]	۱	۷۴	جناب مرزا نوازش علی صاحب ۳۸۵۹	۲
۵۳	جناب منشی محمد حنیف صاحب نقلنویس ۱۴۹۵	۱	۷۵	جناب منشی سید حیدر حسین صاحب پٹواری ۲۵۵۰	۱
۵۴	جناب سید احسن علی صاحب تمباکو فروش	۲	۷۶	جناب مولوی مرزا احمد سلطان صاحب	
۵۵	جناب مولوی سید محمد زکی صاحب شیدا	۱		خاور ۳۶۱۲	۲

نمبر	نام	تعداد
۷۷	جناب منشی محمد حسین صاحب ملازم تارگھر ۱۵۵۱	۱
۷۸	جناب مرزا حفاظت علی بیگ صاحب ۱۷۷۶	۱
۷۹	جناب منشی اخلاق احمد صاحب ہیڈ کنسٹبل	
	ریلوے ۱۳۸۵	۱
۸۰	جناب سید مبارک حسین صاحب انجنیر نہر ۳۵۲۲	۱
۸۱	جناب منشی سید محمد حسن صاحب سرسی	۳
۸۲	جناب میاں شاہ نواز صاحب ۱۴۲	۱
۸۳	جناب منشی سید ولایت حسین صاحب	
	اڈین تہر ۲۰۰۹	۲
۸۴	جناب منشی سید احمد رضا صاحب کانسٹبل ۳۲۰۸	۱
۸۵	جناب منشی سید قاسم حسین صاحب مظفر ۲۷۴۹	۱
۸۶	جناب مولوی غضنفر علی صاحب سیلم پور	۱
۸۷	جناب عنایت علیشاہ صاحب ۳۰۵	۴
۸۸	جناب میر غلام شبیر صاحب داروغہ جیل ۲۲۷۸	۱
۸۹	جناب محمد بادشاہ حسین صاحب سربراہکار ۲۷۳۰	۱
۹۰	جناب منشی سید سجاد حسین صاحب نائب رجسٹرار قانونگو ۲۷۰	۱
۹۱	جناب سید انور علیصاحب کلرک	۱
۹۲	جناب سید وارث علیشاہ صاحب ۲۷۶	۲
۹۳	جناب سید کرامت علیصاحب ۱۶۴	۱
۹۴	جناب سید سید محمد شاہ صاحب ۴۳۲	۱
۹۵	جناب منشی نثار احمد صاحب فاریسٹر ۳۶۹۹	۱
۹۶	جناب منشی بدرالدین خالصاحب پٹواری ۲۷۴۳	۱
۹۷	جناب حکیم قمرالدین صاحب ۱۲۶۱	۴
۹۸	جناب مرزا مظفر علی بیگ صاحب قانونگو ۲۰۲	۲
۹۹	جناب حکیم محمد صادق صاحب ۲۲۹	۱
۱۰۰	جناب آغا مرزا محمد محسن صاحب شیرازی کمشنر ۳۰۳۰	۳
۱۰۱	جناب شیخ احمد علیصاحب اسٹیشن ماسٹر ای آئی آر ۷۵۴	۱
۱۰۲	جناب آغا محمد باقر صاحب نجفی حیدرآباد	۳
۱۰۳	جناب آغا نواب سید محمد حسن صاحب طباطبائی ۳۷۴۴	۱
۱۰۴	جناب ماسٹر اشفاق علیصاحب ۲۹۹۵	۱
۱۰۵	جناب منشی اصغر حسین صاحب ٹکٹ کلکٹر	۲
۱۰۶	جناب سید اصغر حسین صاحب رئیس ۳۳۳۴	۱
۱۰۷	جناب منشی سید تقدیر حسین صاحب	۱
۱۰۸	جناب منشی حسن عسکری صاحب ہیڈ محرر	۲
۱۰۹	جناب حکیم غور شید حسن صاحب ۲۵۰۸	۱
۱۱۰	جناب منشی سید عبادت [illegible]	
۱۱۱	جناب سید ممتاز حسین صاحب [illegible]	۱
۱۱۲	جناب سید حسین علیصاحب شمسی کلرک ۳۷۲۵	۱
۱۱۳	جناب سید فتح علیشاہ صاحب پٹواری ۳۷۲۷	۱
۱۱۴	جناب سید آل احمد صاحب سرور سرسوی ۱۷۵	۱
۱۱۵	جناب آغا مرزا محمد جعفر صاحب ۳۴۴۴	۱
۱۱۶	جناب ملا طاہر علی عبدالحسین صاحب ۳۵۴۳	۱
۱۱۷	جناب نواب قاسم علیخانصاحب رئیس	۱
۱۱۸	جناب شیخ علیم اللہ صاحب سکرٹری انجمن [illegible]	۱
۱۱۹	جناب سید خیرات حسین صاحب	۱
۱۲۰	جناب سید آل احمد صاحب [illegible] ۲۲۸۵	۱

۱۲۱	جناب مولوی سید محمد صادق صاحب ناطق	۱	۱۲۴	جناب سید فیض الحسن صاحب مختار علم ۱۲۲	۱
۱۲۲	جناب منشی سید قاسم حسین صاحب بخشی ۲۶۴۹	۱	۱۲۵	جناب سید محمد صاحب ۱۷ ۳۳	۱
۱۲۳	جناب سید مہدی حسن صاحب ترمذی	۱	۱۲۶	جناب مولوی نظیر احمد صاحب وکیل	۱

اہلحدیث - مورخہ - اڈیٹر اپنے نامہ نگار سے لکھتے ہین " جناب مولوی فرمان علی صاحب کی تمام تحریر و تقریر کا ماخذ جناب مولوی حامد حسین صاحب کی عبقات ہے اور اس بحث مین ابتک جو مضامین انہون نے شایع فرمائے ہین - وہ گویا اسی کتاب عبقات کا ترجمہ اور ماحصل ہے واسطے سید اصلی مخاطب اس تحریر مین گو صاحب عبقات ہی کے ساتھ ہوگا صفحہ

اب براہ کرم اڈیٹر بتائین یہ مضامین عبقات الانوار کی کس جلد مین ہین اگر جلد اور مطبع و صفحہ کا حوالہ تحریر فرمائین تو حسب انعام ہم سے وصول کرلین ورنہ آیہ معلومہ کی تلاوت فرمائین -

افسوس اب حضرات اہلسنت مین کیسے کیسے علما پیدا ہو رہے ہین جنہین مشرق و مغرب بھی نہین معلوم ہوتا صاحب عبقات کے جواب کی آرزو مین نواب صدیق حسن خان و مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے جان دیدی اور ایک حرف کا جواب نہ لکھ سکے - اب انکو بھی علامہ پیدا ہوئے جو اپنے جواب کا جواب وہ اون حضرات کو سمجھتے ہین جنکے کلام کو سمجھ بھی نہین سکتے - حالانکہ خود مولوی فرمان علی صاحب کی تحریر کا جواب ابتک کوئی صاحب نہ لکھ سکے - فخر رازی کا حال انشاء اللہ آیندہ نمبر مین لکھا جائیگا کہ اڈیٹر صاحب کی آنکھ کھل جائے -

تعصب مین ترقی - افسوس کہ جسقدر حقیت کا انکشاف ہو رہا ہے اور حق کی طرف میل ہو رہا ہے اوسیقدر مخالفین کا تشدد بڑھ رہا ہے - اس نمبر مین ایک تحریر مین آپ دیکھینگے کہ وہ شخص اپنی ہاتھ سے خط لکھتا ہے نہ اپنا نام ظاہر کر رہا ہے دوسرے خط مین یہ فرمایش ہے کہ جواب اسکا کتابو نکے ویلو کے اندر ہو کیونکہ سید خطوط محفوظ نہین رہتے ہمارا راز کھل جائیگا - دیکھیئے ہماری قوم کب تک خواب غفلت مین مبتلا رہتی ہے جو ایسے نازک مسلمانون کی فکر نہین کرتی -

کیا ہمارے روسا مین کچھ ایسے رئیس نہین رہے جو ایسے اشخاص کی مفت مدد نہ کرین بلکہ کسی خدمت پر مامور کرین - جو خط قبول حق مع تشدد مخالفین کے عنوان سے شایع ہوا ہے وہ ایک لائق طبیب ہین اور فن ڈاکٹری مین بھی کمال رکھتے ہین اگر کوئی عالی ہمت رئیس انکے طلب پر آمادہ ہون تو دفتر اصلاح کے ذریعہ سے مراسلات کرین -

آل انڈیا شیعہ کانفرنس اجلاس سوم

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا اجلاس دوم منعقدہ ۱۹۰۸ء بہت کچھ کامیاب و بارونق رہا لیکن اوس سال چند قدرتی اور اتفاقی امور بھی ایسے پیدا ہوگئے تھے جن سے اسکی کامیابی چندان حیرت انگیز نہین معلوم ہوتی۔
بخلاف اسکے اس سال کانفرنس کے ترقی کا کوئی ایک بھی خاص محرک نہ ظاہر ہوا کیونکہ سال گذشتہ کی شرکت کانفرنس سے اکثر حضرات کا وہ شوق جو ایک بالکل ہی عجوبہ اور عسیر الوقوع چیز کے دیکھنے کیلئے ہوتا ہے زائل ہوچکا تھا۔ ڈیپوٹیشن بھی بہ مقابلہ سال گذشتہ بہت کم گئے۔ نواب رامپور یا کسی خاص رئیس کے آنے اور مومنین کے دلون کو کانفرنس کیطرف مقناطیسی کشش کیطرح کھینچنے کی امید بھی نہ تھی۔ بلکہ برعکس اسکے بوجوہ مومنین کی دل شکستگی اور افسردگی خاطر اور کارکن حضرات کے شکایات کی آواز تمام بلند تھی جس سے اس سال کانفرنس کے کامیاب اور بارونق ہونیکی امید نہ تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ سارے اندیشہ غلط نکلے اور اس سال کا اجلاس بھی بہت کچھ کامیاب رہا جس سے اسکے استقلال استحکام اور روز افزون ترقی و اشاعت کی قوی امید پیدا ہوتی ہے۔

صدارت اور طعام کا مسئلہ نہایت اہم ہو رہا تھا اور عرصہ تک زیر تجویز رہا لیکن جب کانفرنس کا وقت نہایت تنگ رہگیا اوسوقت مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ نے صدارت کو قبول فرما کر اور علمائے اور اراکین لکھنؤ نے خاص طور پر کھانے کا انتظام کرکے ان دونون مرحلون کو نہایت خوش اسلوبی سے بمقتضائے ضرورت طے کردیا
انعقاد کی تاریخین ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر مطابق ۱۲-۱۳-۱۴ ذیحجہ مقرر تھین۔ اور اجلاس اوسی معلومہ انجمن رفاہ عام کے احاطہ مین ہوا جسمین دو سال قبل ہوچکا تھا۔ جلسون کیلئے ایک عالیشان اور سال گذشتہ سے بھی زیادہ وسیع پیمانہ پر پنڈال بنایا گیا تھا اور مومنین کیلئے اوسی احاطہ مین متعدد کیمپ قائم کئے گئے تھے
۲۴ دسمبر یوم عید الاضحی تک کل سامان تیار ہوگیا تھا اور سارے انتظامی امور انجام پاگئے تھے
۲۵ دسمبر علی الصباح ہی سے مومنین جوق جوق لکھنؤ مین آنا شروع ہوئے اور شام تک شہر لکھنؤ عجب منظر ہوگیا ہندوستان کے قریب قریب ہر صوبہ سے بتعداد کثیر ممبر و وزیٹر تشریف لائے تھے صوبہ بمبئی و مدراس مین بھی ڈیپوٹیشن روانہ کئے گئے اور کچھ کامیابی بھی ہوئی چنانچہ بمبئی سے امین التجار صاحب اور چند حضرات تشریف لاکر کانفرنس کی خاص زینت بنے تھے غرض کوئی صوبہ غالباً خالی نہ رہا اور مجموعی تعداد کل ممبر

دو وزیٹر حضرات کی دو اور تین ہزار کے درمیان تھی جنمین غربا متوسطین متمولین - رؤسا نوابان راجہ وکیل - بیرسٹر اور دیگر معزز عہدون کے حضرات سب ہی تھے - مجتہدین بھی کل موجود تھے باستثنا جناب مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ کے کہ آپکے تشریف نہ لانے سے ساری کانفرنس متحیر اور افسردہ تھی اور عوام سے لیکر علما تک نہایت ہی مضطربانہ طور پر جناب کے تشریف نہ لانیکا سبب اور کیفیت مزاج دریافت کرتے اور آپکے تشریف نہ لانیکو باعث بے رونقی کانفرنس قرار دیتے تھے ۔

ہر صیغہ کا انتظام بھی نہایت معقول رہا - اخراجات بھی بہت ہی مناسب اور معتدل ہوے جس سے نہ اسراف کا الزام عاید ہوسکتا ہے نہ کسی کو کسی قسم کی تکلیف ہونے پائی رزولیوشن بھی بہت ضروری اور نہایت مفید پاس ہوے - ترقی کی عملی کوششون مین بھی اچھی کامیابی ہوئی - چندہ بھی مناسب جمع ہوئے گذشتہ دو سال کی چند خرابیان بھی رفع ہوئین - خان بہادر سید محمد ہادی صاحب شکر سازی کا مختصر کارخانہ بھی لائے تھے جو بطور نمایش پیش کیا گیا - غرض جس حیثیت سے دیکھا جائے اس سال بھی کانفرنس بہت کامیاب رہی اور اسکے تیسرے سال مین ایسی نمایان ترقی اور بین کامیابی سواے تائید غیبی اور نصرت خدا کے کسی دوسری چیز سے نہین ہوسکتی ۔

بہرکیف یہانتک تو کانفرنس کے عام حالات تھے اب روزانہ کی کارروائی ملاحظہ ہو ۔

(۱) ۲۵ دسمبر

آج دس بجے سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس بہ صدارت جناب مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ منعقد ہوا اور ۲۶ کو پیش ہونے والے رزولیوشن طے کیے گئے ۔

کارروائی ۲۶ دسمبر

اجلاس کا وقت ۸ بجے سے مقرر تھا چنانچہ اسوقت تک تمام ممبران و وزیٹران سے پنڈال بھر گیا تھا ۹ بجے پریسیڈنٹ صاحب تشریف لائے جسپر صلوۃ کے نعرے چار پانچ منٹ تک بلند رہے - اوسکے بعد پروگرام تقسیم ہوا عالیجناب حمد الرضا خادم سید الشہدا راجہ محمد سردار حسین خانصاحب بہادر تعلقدار بھٹوا مئو ضلع بارہ بنکی استقبالی تقریر آپکے ہونہار اور لائق صاحبزادہ جناب نواب شہنشاہ حسین صاحب نے پڑھی جس سے راجہ صاحب کی روشن دماغی و عالی خیالی ضروریات زمانہ کا احساس ظاہر ہے اور ہماری قوم کی خوش قسمتی ہے کہ اسمین ابتک ایسے روشن دماغ رؤسا موجود ہین ۔

بعد اس تقریر کے جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ ڈلیس پر تشریف لائے اور نہایت موثر الفاظ مین جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کے صدارت کی تحریک کی آپکی تقریر دس منٹ تک رہی اور مومنین کے دلونکو بے اختیار کئے رہی۔ بعد اوسکے جناب مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ نے مولانا موصوف کی تائید کی پھر جناب راجہ امام علی خانصاحب بھٹوا مئو نے تائید کی جسکے بعد نعرہ صلوۃ کے ساتھ مولانا ممدوح کرسی صدارت پر تشریف لاکر رونق افروز ہوئے۔ اور اپنی تقریر افتتاحی ارشاد فرمائی۔

جناب کے اثنائے تقریر مین کچھ ترشح سوا جس سے خوف تھا کہ انتشار پیدا ہوگا لیکن باوجود تکلیف اور بھیگنے کے ذرا بھی اضطراب ممبران مین نہ پیدا ہوا اور نہایت توجہ سے تقریر سنتے رہے۔ گیارہ بجے تقریر ختم ہوئی پھر سکرٹری صاحب ڈلیس پر تشریف لائے اور اپنی رپورٹ سالانہ کو مختصر کرکے بیان کیا ساڑھے گیارہ مین آپکی تقریر ختم ہونے پر جلسہ بھی ختم ہوا۔

۲ بجے دوسرا جلسہ شروع ہوا چونکہ نواب سید مرتضی حسین خانصاحب سکرٹری اوقاف کی رپورٹ صبح کو مقرر تھی اور اوسوقت موقع نہ ملا اسوجہ سے سب سے پہلے ممدوح نے سالانہ رپورٹ کمیٹی اوقاف کی پڑھی جس سے معلوم ہوا کہ کل ۱۸ حضرات نے سال بھر مین اپنے اپنے مقام کے اوقاف کی فہرست بھیجی پھر آپنے مختلف حالات بیان کئے۔ بعد اوسکے کارروائی شروع ہوئی حسب ذیل رزولیوشن پاس ہوے۔

(۱) یہ کانفرنس جناب مولانا مولوی سید علی اکبر صاحب مرحوم بزرگ خاندان اجتہاد و جناب مولانا مولوی سید عابد حسین صاحب مرحوم مدرس دوم مدرسہ سلطان المدارس حسین آباد لکھنؤ و جناب سید عبد العلی صاحب وکیل کے وفات حسرت آیات پر اظہار تاسف کرتی ہے۔

(۲) یہ کانفرنس اوس بزدلانہ حملے کو جو ہز اکسلنسی لارڈ منٹو بہادر وائسرائے ہند پر بمقام احمد آباد کیا گیا اور نیز دوسرے اس قسم کے باغیانہ حملوں سے نفرت ظاہر کرتی ہے۔

(۳) یہ کانفرنس نہایت افسوس کیساتھ اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ امام باڑہ ہوگلی کے جدید متولی کی تقرری کی منسوخی کیلئے جو عرضداشت گورنمنٹ آف انڈیا مین شیعون نے پیش کی تھی اوسکے فیصلے مین اسقدر غیر معمولی وقفہ کا موقع دیا گیا اور دوبارہ یہ کانفرنس مثل سال گذشتہ عرض رساہے کہ ایک قابل شخص کسی غیر مشکوک خاندان شیعہ مین سے جلد قبل محرم آئندہ اگر ممکن ہو متولی مقرر کیا جائے تاکہ شیعہ اپنے مذہبی رسوم و آداب کو امام باڑہ مذکورہ مین بلا تامل بجا لائین اور سلطنت برطانیہ کی شکر گذار ہون۔

... کانفرنس گورنمنٹ ... [illegible] ... ۱۹۱۱ء ... شیعون کیواسطے ...

جائے -

پھر بعد بحث ومباحثہ کے طے پایا کہ اس رزولیوشن کو [illegible] مین لانیکے لئے حضرات ذیل کی ایک کمیٹی [illegible] ... صاحب وکیل سید علی اطہر صاحب بیرسٹر فیض آباد سید حیدر حسین [illegible]

(۵) جواز وقف علی الاولاد کا مسئلہ شیعون مین [illegible] مسلمہ ہے لیکن پریوی کونسل مین خلاف شرع فیصلہ ہوگیا ہے لہذا یہ کانفرنس اس مسئلہ کے [illegible] کرکے گورنمنٹ سے مستدعی ہے کہ آئندہ اصلاح فرمائی جائے -

پانچوان رزولیوشن پاس ہونیکے بعد جناب [illegible] صاحب ساکن سونی پت ضلع دہلی [illegible] لائے اور خوش الحانی سے تلاوت قرآن [illegible] جناب [illegible] نے نہایت دلخوش [illegible] اور عبرت انگیز نظم پڑھی [illegible]

۲۷ دسمبر

آج پنڈال ۲۲ [illegible] کیونکہ [illegible] کو بارش موقوف ہو [illegible] تعطیل ہوجانے سے مقامات قریبہ کے جو حضرات رک گئے تھے وہ بھی آکر شریک ہوئے [illegible] اس [illegible] کو پہلا جلسہ ہوگا آن ہی پہونچے مختصر یہ کہ آج مجمع بہت زیادہ تھا سارا پنڈال بھرا ہوا تھا اور ذرا بھی جگہ باقی نہ تھی امین التجار صاحب بمبئی سے بھی آج ہی آکر شریک جلسہ ہوئے آپکے آنیکا شکریہ کانفرنس کیطرف سے ادا کیا گیا پھر جناب حافظ سید امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور نے تلاوت قرآن مجید فرمائی - اور اوسکے بعد ذیل کے رزولیوشن پاس ہوئے -

(۶) یہ کانفرنس مناسب سمجھتی ہے کہ وہ تمام انجمنیں جو اپنی تئین اس کانفرنس کی ماتحت یا شاخ تصور کرتی ہین اپنا نام مع اغراض ومقاصد مرکزی کمیٹی مین درج کرائین - اور تکمیل وتعمیل اغراض ومقاصد کانفرنس کو اپنا فرض خیال کرین اور اسکے لئے کچھ قواعد وضوابط منضبط کردیے جائین - اور ان انجمنون کی سالانہ کارروائی اختصاراً کانفرنس کے سالانہ رپورٹ کے ہمراہ کانفرنس کے اجلاس مین پڑھی جایا کرے -

(۷) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ کانفرنس کیطرف سے بامعاوضہ ایجنٹ یعنی گرداور ہر ضلع سے ایسے بااثر

حضرات کے جو ان خدمات کیلئے خوشی ذمہ دار ہوں مقرر کئے جائیں جو تمام اطراف ہندوستان مین دورہ کریں

(۸) یہ کانفرنس شیعیان ہند کے اس برے دستور کے خلاف شرع ہونیکا اعلان کرتی ہے جسکی روسے بیوگان کا عقد ثانی برا سمجھا جاتا ہے۔ اور چاہئے کہ کوئی عملی تدبیر اس برے رسم کے بغیر اجبار دور کرنیکی تجویز کیجائے۔

(۹) یہ کانفرنس اس بات پر افسوس ظاہر کرتی ہے کہ باوجود گذشتہ دو سال سے باقاعدہ درخواست دینے اور پیروی وکوشش کرنیکے افسران ریلوے نے خاص کانشتن جو دیگر کانفرنسوں اور تقریبات کے مواقع پر دیا جاتا ہے اس کانفرنس کیلئے منظور نہیں کیا۔ لہذا یہ کانفرنس ادب کے ساتھ لوکل گورمنٹ اور گورمنٹ آف انڈیا کے حضور مین ایک میموریل پیش کرے۔ صبح کا جلسہ ۱۱ بجے ختم ہو گیا۔

دوسرا جلسہ ۲ بجے شروع ہوا سب سے پہلے جناب حافظ مولوی عبد الجلیل صاحب ساکن مارہرہ ضلع ایٹہ نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔

بعد اسکے اس سال کی سب سے مبارک اور نہایت روح افزا کارروائی یہ ہوئی کہ مومنین امروہہ ضلع مرادآباد کی طرف سے جناب سید سعید حسن صاحب وکیل امروہوی نے کانفرنس کو سال آئندہ ۱۹۱۱ء کیلئے امروہہ مین دعوت دی جس سے تمام حضرات مارے خوشی کے جھومنے لگے اور عجیب وجد طاری ہو گیا۔ مسٹر یوسف حسین خانصاحب بیرسٹر نے اس دعوت کا شکریہ کانفرنس اور اہل لکھنؤ کیطرف سے ادا کیا بعد اسکے رزولیوشن پیش ہونے لگے۔

(۱۰) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ جو رقم وقف نواب مبارک محل صاحبہ مرحومہ لکھنؤ سے عراق کو جاتی ہے اوسکی تقسیم کے متعلق ہز اکسلنسی برٹش کونسل مقیم بغداد سے بادب استدعا کیجائے کہ ہندی مستحقین کے حقوق کا بھی لحاظ فرمایا جائے۔ اور اس رزولیوشن کی تعمیل سکریٹری کمیٹی اوقاف کے سپرد کیجائے۔

اثنائے تقریر مین بیان کیا گیا کہ ۱۸۲۵ء مین مرحوم شاہ اودھ غازی الدین حیدر نے ایک کروڑ روپیہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو بطور قرض دیا جسکا سود اسوقت دس ہزار کئی سو روپیہ ماہوار ہوتا ہے اور یہ سب روپیہ ماہ بماہ عراق روانہ ہوتا ہے۔

(۱۱) چونکہ سکریٹری کمیٹی اوقاف کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک شیعہ اوقاف تمامی ہند کی رپورٹ مکمل تیار نہیں ہوئی لہذا کانفرنس اجلاس سوم تجویز کرتا ہے کہ اجلاس دوم کے رزولیوشن متعلقہ تکمیل فہرست اوقاف کی تجدید کیجائے اور قوم کو توجہ دلائی جائے۔ کہ سکریٹری کمیٹی اوقاف کو مکمل فہرست

کے تیار کرنے مین مدد دے۔ اور جو فہرستین آگئی ہین اون کے متعلق عملی کارروائی شروع کیجائے۔
اس رزولیوشن پر بحث و تائید کے بعد اوقاف کی حفاظت کیلئے چندہ کی فہرست کھولی گئی اور مومنین نہایت جوش وخروش سے چندہ مین شریک ہونے لگے۔ تین سو چالیس روپیہ فوراً نقدی وصول ہوگیا اور رقم کثیر کا وعدہ ہوا

(۱۲) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ سالانہ جو روپیہ فیس ممبری و وزیٹری و امداعانت سے وصول ہو اوسکا نصف حصہ کسی معتبر بنک مین ریزروڈ (مخصوص) فنڈ مین اس شرط سے جمع کیاجائے کہ کبھی اصل سرمایہ نہ صرف کیاجائے اور اوسکا جائز سالانہ منافع بموجب رائے کانفرنس خرچ کیاجائے اور مابقی روپیہ خرچ روان کیواسطے رکھا جائے

(۱۳) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ سالانہ حساب آمدنی و خرچ کے باقاعدہ جانچ کیلئے کوئی آڈیٹر (محاسب) مقرر کیا جائے جسکا رپورٹ معاینہ کرنیکے بعد سنٹرل کمیٹی حساب منظور کیا کریگی۔

(۳) ۲۸ دسمبر

سب سے پہلے جناب حافظ شیخ مہدی حسن صاحب ساکن کرانہ ضلع مظفرنگر نے تلاوت قرآن مجید فرمائی بعد اوسکے ذیل کے رزولیوشن پیش و پاس ہوئے۔

(۱۴) یہ کانفرنس درخواست کرتی ہے کہ حضرات شیعہ اسکا التزام شرعی کرین کہ وہ رقص و سرود کے جلسون کی نہ خود بنا کرین نہ ایسے جلسون مین شریک ہون اور ہر مقام کی انجمن اور وہان کے ذی اثر و معزز اراکین ایسے امور کے انسداد کا ذمہ لین۔ اس رزولیوشن پر عمل کرنیکی دیر تک بحث رہی۔ اور متعدد صورتین عمل کرانیکی سوچی گئین آخر مین جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ ڈایس پر تشریف لائے اور بہت دیر تک نہایت موثر لہجہ اور عالمانہ پیرایہ مین موعظہ فرماتے رہے اسکے انسداد کی فرمایش کرتے رہے ۔ اور کل حاضرین جلسہ سے عہد کرنیکی درخواست کی جس پر قریب قریب کل حضرات نے اس کے موقوف کرنیکا عہد کیا۔ بعد اسکے صدر نشین صاحب نے کھڑے ہوکر نہایت ہی جامع تقریر اسکے انسداد کے متعلق کی اور تھیٹر سے بھی اجتناب کرنیکا عہد لیا۔

(۱۵) الف۔ یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ اون چار طلبہ کو فی کس دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ صرف چار ماہ کیواسطے دیاجائے جو آل انڈیا شیعہ کانفرنس کیطرف سے کارخانہ جات راب سازی مین بہ نگرانی جناب خان بہادر سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمۂ زراعت و تجارت راب بنانیکا کام سیکھین۔

(ب) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ اون چار شیعہ طلبہ کو دس دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ چار ماہ کیلئے دیا جائے جو شکر بنانیکی مشنری کا کام کارخانجات شکر سازی آل انڈیا شیعہ کانفرنس مین زیر نگرانی جناب خان بہادر محمد ہادی صاحب سیکھین

اس رزولیوشن نے بھی مومنین کے دلون مین حرکت پیدا کی اور کئی حضرات نے اپنے جیب خاص سے متعدد طالب العلمون کو اس محکمہ مین تعلیم دلانیکا اعلان کیا۔ وعدہ کے علاوہ نقد روپیہ بھی بمقدار کثیر جمع ہو گیا۔

اور اسی پر صبح کا اجلاس ختم ہو گیا۔

دوسرا اجلاس ۲ بجے شروع ہوا۔

(۱۶) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ مدرسۃ الواعظین یعنی ڈیوینٹی کالج اور دارالترجمہ کے قایم کرنیکی بیحد ضرورت ہے اور اوسکے عملی صورت مین لانیکے لئے ایک فنڈ کھولا جائے۔

اس رزولیوشن پر بھی کثرت سے تقریرین ہوئین اور بیان کیا گیا کہ بغیر اس رزولیوشن کو عملی جامہ پہنائے ہوئے ممکن نہین کہ مذہب شیعہ اس زمانہ مین مختلف ممالک مین ترقی کرے اور مخالفین اصلی اسلام کو سمجھین کیونکہ آجتک اسلام حقیقی مخالفین کی نظرون سے پوشیدہ ہے جس سے دن رات اسلام پر اعتراض ہوتے رہتے ہین۔ اس کام کیلئے بھی کثرت سے چندہ ہو گیا اور وعدہ بھی ہوئے۔

(۱۷) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ تمام شیعیان ہند مخصوص مرمت مساجد و امام باڑہ کیلئے تمام تقریبات شادی و غمی کے موقعونپر بلحاظ مصارف ایک مناسب مقدار مقامی انجمنون کو دیا کرین کہ وہ بوقت ضرورت مقامی مساجد اور امام باڑون کی مرمت مین صرف کیجائے

(۱۸) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ پیسہ فنڈ کی کل اصلی آمدنی علمی ترقی کیلئے مخصوص کر دی جائے۔

اس رزولیوشن کے پاس ہونیکے بعد کمشنر صاحب لکھنؤ پونے چار بجے کانفرنس مین تشریف لا کر حاضرین کی بیحد خوشی و مسرت کے باعث ہوئے اور ساڑھے چھ بجے شام تک شریک جلسہ رہے اور کانفرنس سے ہمدردی اور اسکے ترقی کی امید ظاہر کی اور شیعونکے اتنے بڑے مجمع کو دیکھکر بیحد خوش ہو رہے تھے۔

(۱۹) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ متولیان وقف حسین آباد و مبارک اور وقف نواب مبارک محل صاحبہ مرحومہ سے درخواست کیجائے کہ شیعہ بورڈنگ ہاؤس کے ادن اعلی انگریزی خوان طلبہ کیلئے جو وہان بغرض تحصیل تعلیم مذہبی مقیم کئے جائینگے کم سے کم کچھ وظیفہ دس دس روپیہ ماہوار کے عطا کرین۔

(۲۰) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ سال گذشتہ کے رزولیوشن متعلق بورڈنگ ہاؤس کیطرف خاص طور سے توجہ کیجائے۔ اسکے محرک مسٹر یوسف حسین صاحب نے نہایت جوشیلی اور بہت ہی موثر تقریر کی جسکا فوری نتیجہ یہ ہوا کہ کثرت سے چندہ جمع ہو گیا اور نہایت ہی [illegible]

آج آخری روز تھا اس سبب سے شب کو بھی اجلاس ہوا اور ۹ بجے سے بارہ بجے تک رہا اور یہ رزولیوشن پاس ہوئے

(۲۱) یہ کانفرنس فرقہ شیعہ مین ایسے اشخاص کے پیشہ گداگری اختیار کرنیکو نہایت ناپسند کرتی ہے جنکو صلاحیت بہتر ذرایع معاش کی حاصل ہے اور فرقہ شیعہ سے امید کرتی ہے کہ ایسی گداگری کے انسداد کی پوری کوشش کرینگے

اسکی تقریر ختم ہونیکے بعد اور پاس ہو جانے پر سید رضا حسین صاحب ٹھیکہ دار نہر شہر بانده نے کہا کہ جتنے فقیر آپکو ملین ہم اون سب کا کرایہ ریل دینگے مومنین ہمارے یہان بھیجدیا کرین ہم سب کو کام مین لگا دینگے۔

(۲۲) یہ کانفرنس سکرٹری کانفرنس کی اون خدمات کا جو اونہون نے باوجود چند در چند تفکرات خانگی کے نہایت مستعدی سے انجام دیئے اعتراف کرتی ہے اور شکر گذار ہے۔

اس رزولیوشن کے قبل سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے ممبرون کو ہر سال انتخاب کرنیکا ایک رزولیوشن بھی پیش کیا گیا تھا جسپر بہت دیر تک اختلاف رہا اور مباحثہ ہوتا رہا آخرکار جناب مولانا ناصر حسین صاحب قبلہ اور مولانا نجم الحسن صاحب قبلہ کے اصرار سے یہ رزولیوشن ملتوی کر دیا گیا اور مرکزی کمیٹی کے متعلق سپرد کیا گیا جسپر بہت سے حضرات نہایت دل شکستہ اور بیحد مغموم ہوئے۔

رزولیوشن ۲۲ کے بعد سکرٹری کے انتخاب کا مسئلہ پیش ہوا اور آیندہ سال کیلئے بھی مولوی علی غضنفر صاحب سکرٹری مقرر کئے گئے نیز ایک انگریزی دان جوائنٹ سکرٹری مقرر کرنیکی تجویز ہوئی جسکا انتخاب بھی سنٹرل کمیٹی کریگی۔ ہر روز شب کو آٹھ بجے سے ۱۲ بجے تک سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس بھی اوسی پنڈال مین ہوتا تھا جسمین دوسرے روز کے رزولیوشن پیش کرنیکی تجویز ہوتی تھی۔ صدر نشین اسکے جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ تھے۔ ۲۷ دسمبر کے اجلاس سبجکٹ کمیٹی مین صدارت کا مسئلہ پیش ہوا اور یہ رزولیوشن پیش کیا گیا کہ علما کو اختیار دیدیا جائے اپنے حلقہ سے یا عمایدو رؤسا مین سے جسکو چاہین صدر نشین مقرر کر دیا کرین۔ اس رزولیوشن پر دیر تک بحث و مباحثہ ہوتا رہا مگر آخرکار رزولیوشن نکال دیا گیا اور طے پایا کہ جسطرح مرکزی کمیٹی کے ممبران کے ووٹ سے صدر نشین منتخب ہوتے ہین اوسیطرح آیندہ بھی ہوا کرینگے۔ اس سبب سے وہ رزولیوشن ۲۸ کو کانفرنس کے اجلاس مین نہ پیش ہوا اور محض سکرٹری کا مسئلہ لایا گیا۔ اس سے فارغ ہونیکے بعد تاریخ کا ذکر آیا اور چونکہ آیندہ سال نمائش گاہ الہ آباد اسی کرسمس کی تعطیل مین ہونیوالی ہے اور پھر سنہ ۱۹۱۱ء مین یہ تعطیل محرم مین واقع ہوگی اس سبب سے کسی دوسری تعطیل مین انعقاد کانفرنس کی تجویز ہوئی لیکن یہ مسئلہ بھی مرکزی کمیٹی کے متعلق کیا گیا۔ بعد اسکے مکرر اعلان کیا گیا کہ آیندہ سال کانفرنس کا اجلاس چہارم امروہہ ضلع مرادآباد

مین ہوگا۔ پھر مختلف شکریہ ادا کئے گئے اور جلسہ نہایت افسوس و حسرت سے ختم ہوا۔ فقط

راقم ابو العلا طالب العلم از لکھنو۔

بدر قادیانی اور شیعہ

اخبار بدر مورخہ ۳۰ ستمبر مین بعنوان رد شیعہ ایک تحریر دیکھ کر سخت افسوس ہوا کہ جس شخص نے اسلام کو چھوڑ کر اپنا نیا دین۔ نیا نبی بنایا ہی اُسکو معاملات اندرونی اسلام سے کیا واسطہ۔ اُسکو اپنے بھائیون اہل حدیث و اہل قرآن سے نپٹنا چاہیے نہ شیعون سے جو انکو تابعین مسیلمہ کذاب سے کم نہین جانتے۔ ہم سے خود کاتب مضمون نے جواب کی استدعا کی ہی اور غور و فکر کا وعدہ کیا ہی اس لیئے لکھنا ضرور ہوا مگر ہم کو نہین معلوم کہ جس طرح دیگر فرقہ ہاے اسلام قرآن و حدیث کو مانتے ہین۔ اُسی طرح یہ بھی مانتے ہین یا صرف اپنے نبی قادیانی کی تحریرون پر اُنکا ایمان ہی لہذا ہم جواب تفصیلی نہین دے سکتے بلکہ وہ جواب لکھتے ہین جو ایک سنی کو دیا جا سکتا ہے چونکہ یہ مسلمات اہل سنت سے ہی کہ خلافت خلفاے ثلثہ بذریعہ اجماع ہوئی نہ بذریعہ نص لہذا وہ نہ کسی آیہ سے استدلال کر سکتے ہین نہ حدیث سے خواہ وہ کیسی ہی آیت ہو یا کیسی ہی حدیث۔ کیونکہ پھر وہ زمرۂ اہل سنت سے خارج ہو جاینگے۔ اور افترا بر خدا و رسول کا الزام علیحدہ قایم ہوگا جس سے مسلمانون کو پرہیز لازم ہی۔

آیہ وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ایک ایسا صریح اور واضح آیہ ہی بطلان مذہب اہل سنت مین کہ اگر اسپر ذرہ برابر بھی غور کرین تو معلوم ہو کہ مذہب اہل سنت بالکل باطل ہی کیونکہ اس مین خدا وعدۂ استخلاف کرتا ہی اور استخلاف سے مراد بقول اہل سنت خلافت رسول ہی تو نتیجہ یہ نکلا کہ جتنے لوگ صحابہ سے خلیفہ ہوے وہی تو مومن ہین اور اُنکے سوا جتنے صحابہ ہین سب ایمان سے محروم ہین کیونکہ خدا کہتا ہی وعدہ کیا ہی خدا نے تم لوگون مین ایمان لانے والون اور عمل صالح کرنے والون سے کہ ضرور ضرور اُنکو خلیفہ کریگا زمین مین جیسا کہ پہلے لوگون کو خلیفہ کیا جس سے ہر شخص بدیہی طور پر سمجھ سکتا ہی کہ اگر خلافت رسول اس سے مراد ہی تو مومن و عمل صالح کرنے والے ان لوگون سے وہی لوگ ہین جو خلیفہ ہوے کیونکہ امنوا کے بعد منکم ہی جس سے دو باتین

سمجھی گئین - ایک یہ کہ مومن و صالح الاعمال تم سب نہین ہو کیونکہ من تبعیض کے لیے ہی دوسرے یہ کہ وعدہ تھین لوگون کے مومنون سے ہی اس سے موعود لھم کی تعیین ہوئی اور جس امر یعنی استخلاف کا وعدہ کیا ہی اُسپر لام تاکید ہی اور آخر مین نون تاکید جس کے معنی یہ ہوے کہ ضرور ضرور اُن لوگون کو خلیفہ کرین گے جسکا مفہوم یہ ہوا کہ جو لوگ خلافت سے محروم رہے وہ ایمان اور عمل صالح سے بھی خارج ہوے کیونکہ اگر وہ ایمان لائے ہوتے اور عمل صالح کیئے ہوتے تو ضرور خلیفہ بھی ہوتے لہذا خلیفہ نہ ہونا دلیل ہی اُنکے عدم ایمان کی -

اسکو یون سمجھو کہ بادشاہ نے وعدہ کیا کہ جو ہماری فوج سے فلان کام کریگا اُسکو ہم جاگیر دینگے اب بادشاہ نے ساری فوج سے ایک شخص کو جاگیر دی تو ہر شخص یہی سمجھیگا کہ اس شخص نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی جس سے جاگیر پائی اور سب محروم رہے - اہل سنت اگر اس نتیجہ پر راضی ہین کہ اتنے صحابہ مین وہی لوگ مومن تھے جو خلیفہ ہوے تو ہم کو بھی تسلیم مین کوئی عذر نہین - کیونکہ جناب امیر اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام بھی وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات منکم لیستخلفنھم فی الارض مین داخل ہین اب اہل سنت بقیہ صحابہ کا ایمان ثابت کرین جو خلافت سے محروم رہے اور اُنکے اجماع سے خلافت بلکہ قرآن مانا گیا کہ وہ کس قاعدہ سے مومن ہوسکتے ہین اس لیئے کہ یہ آیہ نص ہی اسپر کہ وہی لوگ مومن ہین جو صحابی بھی ہین اور خلیفہ بھی ہوے - تو اس امر سے صرف ابو بکر - عمر - عثمان - حضرت علیؑ - امام حسنؑ - معاویہ - امام حسینؑ - مروان - عبد اللہ بن زبیر مومن نکلے طلحہ - زبیر - عبد الرحمن بن عوف - سعد ابن ابی وقاص وغیرہ جو عشرۂ مبشرہ مین داخل ہین سب ایمان سے خارج ہین -

اہل سنت اس نتیجہ کو خوب غور سے سمجھین کہ اگر ہفت اقلیم کے اہلسنت بھی جمع ہوکر اسکا جواب دینا چاہین تو محال ہی کیونکہ اس آیہ سے ایمان کا مدار خلافت پر ہی جسنے خلافت پائی وہی تو مومن ہی اور جسنے نہین پائی وہ مومن نہین -

دوسرا نتیجہ اہل سنت کو یہ بھی ملیگا کہ بوقت خلافت اول خلیفۂ دوم وسوم ایمان سے محروم ہونگے کیونکہ اگر وہ ایمان لائے ہوتے تو وہ بھی ضرور اُسی وقت خلیفہ ہوتے لہذا معلوم ہوا کہ وہ لوگ اُسوقت ایمان سے محروم تھے ورنہ خدا پر خلف وعدکا الزام عائد ہوگا۔

تیسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سب مراحل کے بعد خلفائے ثلثہ کا ایمان ثابت ہوگا تو معاویہ ومروان کے برابر جن پر خدا ورسول کا لعنت کرنا آیۂ والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا اور احادیث متواترہ بین الفریقین سے ثابت ہی۔ توجب ایمان خلفائے ثلثہ مساوی ہوا ایمان معاویہ ومروان کے کیونکہ خلافت بھی سب نے برابر پائی تو لعنت کے بھی بدرجۂ مساوی حصہ دار ٹھہرے کیونکہ مساوی کا مساوی مساوی ہوتا ہی۔

آگے چل کر یہ بھی بتانا ہوگا کہ انکے قبل جو بنی اسرائیل مین خلیفہ ہوے وہ بنص خدا ورسول ہوے تھے یا باجماع امت اگر بنص ہوے تو تمثیل غلط ہوئی اور اگر باجماع ہوے تو قرآن وحدیث سے ثابت کرنا چاہیے کہ خلفائے بنی اسرائیل بھی باجماع ہوے حالانکہ قرآن پکار کر کہہ رہا ہی کہ بنی اسرائیل مین خلفا بنص ہوے واذ قال موسی لاخیہ ہارون اخلفنی + یاداود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض یعنی موسی نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم ہمارے خلیفہ بنو۔ خدا نے کہا اے داؤد ہم نے تم کو خلیفہ بنایا زمین مین۔ تو پھر سابقہ تمثیل امت محمدیہ مین خلیفہ باجماع کیونکر ہو سکتا ہی اور کما استخلف الذین من قبلہم کہان صادق اُسکتا ہی حالانکہ خود آپ لکھ رہے ہین انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا جس سے معلوم ہوا کہ محمد صلعم بھی ویسے ہی رسول تھے جیسے کہ حضرت موسی۔ پھر کیونکر ممکن ہی کہ حضرت موسی کا خلیفہ تو بنص موسی ہو اور رسول اللہ صلعم کا خلیفہ باجماع۔

آپ اگر اُن آیات مین غور کرین جو قصۂ حضرت موسی مین ہی تو پائینگے کہ حضرت موسی

نے ابتدائے نبوت میں دعا کی تھی قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی۔ یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا کہ خدایا میرا سینہ کھول دے۔ میرا کام آسان کر۔ زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھیں۔ اور میرے خاندان والوں سے میرا وزیر بنا ہارون میرے بھائی کو۔ اس سے میری قوت مضبوط کر اور اسکو میرے امر کا شریک بنا تاکہ ہم تیری تسبیح زیادہ کریں اور تیری یاد زیادہ کریں۔ جیسا خدا فرماتا ہے قد اوتیت سؤلک یا موسی تیری دعا قبول ہوئی اے موسی۔

انھیں آیات کے مطابق رسول اللہ صلعم کو بھی یہ باتیں ملنی چاہییں تب جاکر انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کی تصدیق ممکن ہے کیونکہ وہاں وزیر کی خواستگاری اور حضرت ہارون کو شریک فی الامر کرنے کی استدعا اسی وقت ہوئی تھی جب آپ کو تبلیغ رسالت کا حکم ملا تو ضرور ہوا کہ رسول اللہ کو بھی یہ باتیں اسی وقت عطا ہوں جسوقت آپ کو تبلیغ رسالت کا حکم ملا تھا تاکہ خدا و رسول اور اسکے وصی و نائب پر ایک ہی وقت ایمان لایا جائے۔ اسی لیے خداوند عالم اپنے حبیب خاص سے اس طرح خطاب فرماتا ہے الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک کہ اے رسول کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا۔ اور تم پر سے بوجھ نہیں اتار دیا جسنے تمہاری پیٹھ گرا دی تھی۔ اور تمہارے ذکر کو بلند کیا جس سے صاف معلوم ہوا کہ خدا نے یہ باتیں عطا کیں جن میں وزارت مثل ہارون بھی داخل ہے جو آپ کو اگرچہ اس قرآن میں جو حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا ہے یہ تفصیل نہ ملیگا مگر تمامی کتب تفاسیر و سیر و تواریخ میں بصراحت موجود ہے کہ جس روز آیۂ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا اور حضرت نے اس حکم کی تعمیل کی تو اسی روز جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ اور وزیر بھی کیا جس پر تمامی کفار نے مضحکہ بھی اڑایا اور حضرت ابوطالب سے کہا لو تمہارا بیٹا تم پر حاکم بنایا گیا

دیکھو تاریخ کامل صفحہ ۲۰۳ جلد ۲
اس واقعہ کو اگرچہ قرآن مرجودہ میں جگہ نہیں دی گئی بلکہ ورفعنا لک ذکرک منہم المخلصین
بھی نکال باگیا جو صحیح بخاری میں موجود ہی مگر وضعنا عنک وزرک پھر بھی اسپر روشنی
ڈال رہی ہی جو اب بھی قرآن میں موجود ہے کیونکہ وزیر کا لفظ اسی سے ماخوذ ہی۔
اسلیئے خدا نے حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی کو اسقدر شہرت دی
کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی یہ روایت موجود ہی مانند حدیث غدیر ایسی مشہور و
متواتر حدیث تمام حدیث زیادہ مشہور و متواتر تھی۔ مگر صحیحین میں نہیں لکھی گئی۔
جس سے آپ کو اسکا پتہ بھی لگ سکتا ہو کہ خدا نے وزارت جناب امیر علیہ السلام کو
کیسا واضح اور روشن کیا کہ صحاح ستہ میں بھی یہ حدیث درج کی گئی حالانکہ ان لوگوں
جو عناد حضرت سے تھا سب کو معلوم ہی۔
اب اسی کے ساتھ گوسالہ پرستی کو بھی یاد کر لیجیے کہ جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر تشریف
لے گئے تو کس طرح بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی شروع کی اور یہاں بعد وفات جناب
رسالتمآب صلعم ابوبکر پرستی قائم کی گئی مثل حضرت موسیٰ کی زوجہ صفورہ کا وصی
حضرت موسی علیہ السلام سے جنگ کرنا دیکھیے اور اس امت میں حضرت عائشہ کا
جنگ جمل قائم کرنا جس سے آپ کو پوری تصدیق انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا
علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کی نمایاں ہو تمامی مفسرین اہل سنت نے اس
آیۃ کے معنی یہ لکھے ہیں کہ خدا نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہو کہ انکو زمین میں آباد کرینگے
اور خوف کو امن سے بدل دینگے جیسا کہ پہلے زمانہ کی امت انبیا کے ساتھ ہوا
کیا اس لیئے تمامی مفسرین کا بیان یہ ہو کہ خدا نے اس وعدہ کو خود اپنے رسول
کے زمانہ میں پورا کر دیا لہذا کسی طرح خلافت اصطلاحی اس سے نہیں مراد ہو سکتی
چند دنوں سے عام طور پر اہل سنت اسی آیہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ ثابت کرنا
چاہتے ہیں اور اسپر نہیں غور کرتے کہ اگر اس سے خلافت ثابت ہو تو بقول اہلسنت
رسول اللہ کی سالت ہی تشریف لیئے جاتی ہو کیونکہ اس سے لازم آتا ہو کہ وہی لوگ

مومن ہون جو خلیفہ ہوے تو بقول اڈیٹر صاحب النجم لکھنو کیا کوئی بتا سکتا ہی کہ حضرت کی صحبت مین بیٹھنے والے سوا دو تین کے سب ناقابل محض تھے اور کیا کوئی اس بات کو مان سکتا ہی کہ کسی زمانہ مین سوا دو ایک آدمیون کے تعلیم و تربیت کی قابلیت کسی مین نہ ہوئی۔ کوئی اُستاد کسی مدرسہ مین پڑھاتا ہو اور سو طالب علم اُس سے پڑھتے ہون اور امتحان لینے پر اُن دو سو مین صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہین تو کیا وہ اُستاد الزام سے بری ہو سکتا ہی ہرگز بری نہین ہو سکتا تمام اراکین مدرسہ اُس اُستاد کو الزام دینگے اور اُسی کی ناقابلیت پر اسکو محمول کرینگے مورخہ ۷ جمادی الاول۔

پس اگر اس جہت سے مراد مخالفت لی جائے تو یہی الزام رسول اللہ پر آتا ہی کہ آپ کی تعلیم سے کل پانچ چھہ آدمی ایمان لائے جو خلیفہ ہوے کیونکہ ایمان لانے کو خلیفہ ہونا لازم ہی

رہا معاملہ فدک ہیں یا تو قرآن پر ایمان لاکر یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کو صحیح سمجھیے جس سے خود رسول اللہ کے ترکہ کی بھی وہی تقسیم ہی جو عام مسلمانون کے ترکہ کی تقسیم ہی یا قرآن کو غلط مان کر ابوبکر صاحب کی حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث پر ایمان لائیے جس مین جناب سیدہ جناب امیر حضرت عباس عم رسول اللہ نے شیخین کو بنص صحیح مسلم و قول عمر کاذب و غادر و خائن و آثم سمجھا۔ یا کوئی ایسی ترکیب نکالیے کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ حدیث بھی صحیح ہو قرآن بھی حالانکہ آپ خود فرماتے ہین سب اسلامی فرقون کو جو متمسک بہ قرآن مجید ہین ہر ایک مسئلہ متنازعہ فیہ مین ضرور قرآن مجید کو ہی معیار بنانا چاہیے اور ہر ایک اصول و فروع و عقیدہ خود کی بنیاد کسی نہ کسی آیت پر رکھنی چاہیے حدیث بھی وہی ماننی چاہیے جو موید مضمون و منطوق کلام مجید ہو اور مخالف نہو اور اسی طرح اور روایات و واقعات تاریخ کو بھی" لہذا براہ کرم کوئی آیت ایسی لائیے جس سے نحن معاشر الانبیا کی تائید ہو کیونکہ ہم تو قرآن مین۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ صوم حج۔ جہاد۔ عفو۔ صلح۔ حلم۔ کرم۔ مین رسول اللہ کی نسبت بھی وہی حکم پاتے ہین جو

تمامی مسلمانون کے لیے ہی۔ پھر مسئلہ وراثت مین حضرت کا حکم علیحدہ کیونکر ہو گیا حالانکہ جو احکام خاص حضرت کے لیئے ہین اُنکی تفصیل اُسی قرآن مین موجود ہی خالصۃ لک من دون المومنین کہ یہ حکم خاص تیرے لیئے ہی نہ اورون کے لیے۔ پھر اس حکم وراثت نے کیا قصور کیا کہ ایک لفظ بھی خدا نے ایسا نہ کہدیا جس سے رسول اللہ کا استثناء اس حکم سے معلوم ہوتا حالانکہ سارے قرآن مین ایک نبی کا دوسرے نبی کا وارث ہونا موجود ہی وورث سلیمان داؤد + رب ہب لی ولیا یرثنی ویرث اٰل یعقوب واجعلہ رب رضیا جس سے ہر شخص یہی سمجھ سکتا ہی کہ ایک نبی دوسرے کا وارث ہوتا ہی بلکہ نبی خدا سے دعا مانگتا ہی کہ ایک وارث ہم کو عطا کر جو ہمارا بھی وارث ہو اور آل یعقوب کا بھی۔ مگر آپ ان سب آیات قرآنی کے خلاف رسول اللہ کی وراثت سے منکر ہین وہ بھی اُس حدیث کے ذریعہ سے جسکے راوی صرف ابوبکر صاحب ہین جو بلا حکم خدا و رسول خلافت پر قابض ہوے اور محض حرمان دختر رسول کے لیئے اُنھون نے یہ حدیث بنائی۔ حالانکہ آپ اس آیہ کو بھی لکھ رہے ہین فبھداھم اقتدہ یعنی ای پیغمبر ان پیغمبرون کے دین کی تو بھی اقتدا و متابعت کر۔ پھر یہ کیسی اقتدا ہی کہ حضرت زکریا تو لڑکا بغرض وراثت طلب کرین کہ ہمارا وارث ہو۔ اور رسول اللہ بعوض اُسکے اپنے وارث کو محروم کرین۔ خدا کے سلیمان داؤد کے وارث ہوے اور حضرت فرمائین ہمارا کوئی وارث نہین۔ کیا اسی کا نام اقتدا ہی۔ اور اسی کا نام آپنے قرآن کو معیار بنانا رکھا ہی کہ جو بات ہو قرآن کے خلاف۔

دیکھیے مین نے جو سابق مین عرض کیا تھا کہ جو باتین خدا نے حضرت موسیٰ کو بعد دعا عطا کی تھین وہی باتین خدا نے اپنے حبیب کو بلا دعا عطا فرمائین۔ اُسکی تصدیق یہان بھی ہوئی کہ خدا نے حضرت زکریا کو وارث بعد دعا عطا فرمایا اور رسول اللہ کو بلا دعا پھر کیونکر ممکن ہی کہ حضرت خلاف حکم خدا اپنے وارث کو محروم کرین۔

آپ اگر صرف لفظ یوصیکم اللہ پر غور کرتے کہ خدا نے یہان یوصیکم اللہ کیون فرمایا حالانکہ نماز کے بارہ مین اقیموا الصلوٰۃ ہو روزہ کے بارہ مین کتب علیکم الصیام

ہی جہاد کے بارہ مین جاھدوا ہی حج کے بارہ مین اتموا الحج والعمرۃ ہی جو سب بصیغہ
امر و حکم ہی تو آپ کو معلوم ہوتا کہ اس حکم مین کیا خصوصیت تھی جسکو بلفظ یوصیکم
اللہ فرمایا کہ خدا وصیت کرتا ہی - اسی واسطے تاکہ معلوم ہو یہ مدعیان اسلام اس درجہ
اسلام سے خارج ہین کہ لفظ وصیت کا بھی انکو خیال نہ ہوگا - اسی سے خاتمہ مین
اس آیہ کے فرمایا تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری
من تحتہا الانہار خالدین فیہا وذلک الفوز العظیم ومن یعص اللہ و
رسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا ولہ عذاب مہین جس سے
آپ کو معلوم ہو سکتا ہی کہ خدا کو اس مین کیا اہتمام ہی کیونکہ اس قدر کی تاکید و اہتمام
کسی حکم مین نہین ہی اسی لئے دونون دفعہ یطع اللہ ورسولہ ومن یعص اللہ
ورسولہ فرمایا کہ معلوم ہو حکم خدا و رسول کبھی خلاف نہین ہو سکتا اطاعت و نافرمانی
بھی دونون سے متعلق ہی -
مگر آپ کہتے ہین کہ رسول اللہ نے معاذ اللہ تعدی کی اور اس حکم خدا کی مخالفت کی
حالانکہ خدا فرماتا ہی ومن لم یحکم بما انزل اللہ [illegible] اور
آپ کہتے ہین کہ معاذ اللہ [illegible] افحکم
الجاہلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون مگر آپ کہتے
ہین کہ حضرت نے حکم جاہلیت کی پیروی کی کیونکہ دختر کشی دختر کا حرمان قوم قریش کا
مذہب تھا - خدا فرماتا ہی وآت ذا القربی حقہ - اور آپ کہتے ہین رسول اللہ نے
خود اپنی دختر کو محروم کیا - اب آپ ہی انصاف فرمائین کون سا مذہب حق ہی -
ہان یہ بات سچ ہی کہ جو لوگ اہل اللہ ہوتے ہین انکو دنیا کی لالچ نہین ہوتی مگر کیا
جسکو خدا ملک و مال سے وہ آپ کے نزدیک اہل اللہ نہین ہی و وھبنا لہ ملکا
عظیما کیا قرآن مین نہین ہی تو پھر حضرت سلیمان اہل اللہ سے خارج ہین - کیا رسول
اللہ کی حکومت تمامی ملک عرب - یمن - بحرین پر نہین تھی وہان سے خراج نہین
آتا تھا تو کیا اس سے آپ اہل اللہ سے خارج ہو گئے - اگر جناب سیدہ نے

اپنا حق طلب کیا تو کیا وہ طماع ہو گئیں حالانکہ خدا فرماتا ہی وات کل ذی حق حقہ ہر صاحب حق کو حق اُسکا دینا چاہیے و اولوالارحام بعضہم اولی ببعض اہل قرابت بعض سے زیادہ بعض حق دار ہیں - و ات ذی القربیٰ حقہ

اور جب قرآن مین بقول آپ کے رسول اللہ کو بھی حکم تھا فبہدیہم اقتدہ کہ اُن پیغمبرون کی اقتدا و متابعت کرو تو جناب سیدہ پر بھی ضرور یہی حکم تھا لہذا آپ نے اسی طرح اپنی میراث کا مطالبہ کیا جس طرح خدا فرماتا ہی و ورث سلیمان داؤد کہ سلیمان داؤد کے وارث ہوے - اڈیٹر

معذرت چونکہ ہم آریہ - اہل قرآن اور عیسائیون کو اپنا مخاطب نہین سمجھتے کیونکہ یہ سب مناظین صحابہ پرستی سے پیدا ہوئین - اور نیز اسوجہ سے کہ آخر سال ہونے سے گنجائش نہ تھی اس لیے اصل تحریر کو شائع کر سکے - مگر ہم نامہ نگار مذکور سے امید وار ہین کہ اگر وہ اس تحریر کا جواب لکھنا چاہین تو پہلے اس تحریر کو بجنسہ نقل کرین پھر جو چاہین جواب دین ورنہ ہم ذمہ دار نہ ہونگے اور براہ کرم جس اخبار مین اسکا جواب شائع کرین دفتر اصلاح مین ضرور روانہ کرین -

قبول حق مع تشدد مخالفین

مین پشتہا پشت سے سنی مذہب کا پیرو ہون حتی کہ کوئی شخص برادری مین بھی میرے شیعہ مذہب کا نہین ہی - مجھ کو گمراہی سے نکالنے والی چیز کتب بینی ہی اسی سبب سے برادران یوسف مانع ہوتے ہین کہ اصل واقعہ روشن ہو جائیگا تو سارا طلسم سنت ہی ٹوٹ جائیگا اول تو قدرتی طور سے بے انصافی معلوم ہوتی رہی جب میری کتابین قریب تمام ہونے کے آئین تب بھی جب کوئی ایسی کتاب دیکھون جس مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی افضلیت اور اولویت ہو تو بعض حضرات بہت رنجیدہ لہجہ مین مانع ہوتے مگر خدا کو تو راہ ہدایت دکھانا تھی - مین نے سات برس کی ملازمت کے سلسلہ تک بلا کسی روک ٹوک کے خوب کتابین دیکھین ازبسکہ وہ ریاست ہندو کی تھی لہذا وہان کسی نے

منع نہین کیا۔ مجھے اسکا بھی فخر ہی کہ نہ کسی شیعہ سے ملاقات رہی اور نہ اہل التشیع کی آجتک کوئی کتاب دیکھی حتی کہ ابھی تک طریقۂ نماز سے بھی واقف نہین البتہ جناب مولوی سید فرمان علی صاحب مدظلہ نے دو کتابین اپنی مصنفات سے میرے پاس بھیجین مگر اُسکے بعض امور بے سمجھائے مین سمجھ نہین سکتا۔ مین آج کل ایک تو یون ہی ہدف تیر ملامت اور مصائب کا نشانہ ہون اگر مین شیعون سے ملون تو شاید گھر مین گھس کر مجھے مارین یا گھر مین آگ لگا دین (پیروان سنت عمر یہ سے کچھ بعید نہین) یہ ایسا مقام ہی کہ یہان سوائے وہابیون کے کوئی دوستدار اہلبیت نہین ہی۔ اگر ایک دو شخص ہین بھی تو گویا وہ معدوم ہین۔ یہان کا بچہ بچہ شیعون کے خون کا پیاسا ہی۔ وقت اور موقع کے سب منتظر ہین۔ دیکھیے میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہین۔ اگر انکو بالکل یقین ہو جائے کہ یہ بالکل شیعہ ہو گیا تو میرا خون حلال کر دین جب سے اس قصبہ کے عمائدین کو میری اطلاع ہوئی اس وقت سے سب صاحبون نے بجز شادی و غم کی تقریبات کے عموماً مجھ سے ملنا ترک کر دیا ہی اور مجھ سے معالجہ روک دیا ہی فقط گانون کے قرب و جوار کے کچھ مریض آتے ہین جس سے کچھ سامان رزق ہو جاتا ہی مختصرہ کہ ایک عجب پریشانی مین ہون نہ کوئی مونس نہ ہمدم۔ مین ہون اور میرے ہم خیال دو تین اشخاص۔ مگر وہ بھی مخفی۔ دیکھیے خدا اظہار کا موقع کب لاتا ہی۔ دم گھٹا جاتا ہی۔ اب تو ایک منٹ بھی ان لوگون مین رہنا وبال ہی۔ باہر سے ایک مومن نے مجھے خط مین لکھا ہی کہ تم مع متعلقین یہان چلے آؤ۔ دیکھیے کیا سامان ہوتا ہی۔ جانا بھی ہوگا یا یہین پیوند خاک ہونگا۔ کبھی کبھی رسالہ اصلاح بھی میری نظر سے گذرتا ہی۔ ماہ رمضان کے پرچہ مین ایک مضمون بہبود کی فریاد کی سرخی سے مین نے دیکھا۔ ان مومنہ کا ایک ایک لفظ قابل قدر و عمل ہی۔ رسالۂ اصلاح قوم اہل التشیع کے لیے ایک سچا اور اُسکے حقوق کا نگران ہی۔ افسوس کہ اب یہی چند رسالے رہ گئے۔ اور انکی بھی یہ حالت۔ مخالفین کو دیکھیے کہ اُنکے ماہوار رسالون کا کیا ذکر۔ روزانہ اور ہفتہ وار اتنے نکلتے کہ شمار دشوار ہوگا۔ مجھو غرض سچ جو کچھ دل مین آیا شائع کر دیا جب تک یہان سے مہینہ بھر کے عرصہ مین جواب ملا اُسوقت تک

ایک اورپوٹ تیار ہوگیا - مجھے امید تھی کہ قوم رسالہ اصلاح کو ہفتہ وار کردیگی بخلاف اسکے جناب اڈیٹر صاحب کی تحریر دیکھنے مین آئی - اگر خدانخواستہ یہ رسالہ بند ہوگیا تو شیعون کی وہ ذلت ہوگی کہ جسکے خیال سے الم ہوتا ہی - اسکی ضرورت مجھ ایسے سنی نما شیعہ سے پوچھیے - جو حضرات کہ بلا تقیہ یا خاندانی شیعہ ہین وہ نکے سنی احباب اُن سے کسی قسم کے کلمات نہ کہینگے لیکن جو لوگ کہ تقیہ مین ہون اُنکی حالت نہایت افسوسناک ہی کہ اُنکے سامنے کن کن طریقون سے عظمت اور حقوق اہل بیت گھٹائے جاتے ہین اور وہ کچھ بول نہین سکتے - ملاحظہ فرمائیے کہ عمر یعنی خلیفہ ثانی تو اُنکے نبی یا نائب نبی تھے ہی اس خالد کو جو زانی اور مسلمانون کا قاتل ہی - امیر المومنینؑ پر فضیلت دیتے ہین کہ رسالتمآب صلعم نے خالد کو سیف اللہ کہا حضرت علیؑ کو کہا گیا ہی - حالانکہ جواب معقول دیدیا گیا مگر اعدائے خاندان رسول کب مانتے ہین - ایک مومن جو تقیہ مین ہے اُنھون نے ایک دن مجھ سے سوال کیا کہ صاحب اس خارجی مذہب کی کوئی کتاب اصول دین مین بھی ہی؟ اسکے جواب مین مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑا کہ کوئی کتاب اصول یا فروع مین نہین ہی بلکہ یہی صحیح بخاری وغیرہ تعلیم خارجیت کرتی ہی - اور حق بھی یہی ہی - جسنے "تصحیح تاریخ" (ضمیمہ اصلاح) دیکھی ہوگی وہ میرا ہم خیال ہوگا کہ ابتدا سے التزام ہی یہی رکھا ہے کہ حتی الامکان خاندان رسول سے واسطہ ہی نہ رہے - اور آج کل تو سب علانیہ ہوتا ہی آخر سیف اللہ جسنے لکھنؤ مین اشتہار شائع کرکے امیر المومنینؑ پر سب وشتم کی یا اڈیٹر نجم یہ لوگ کون ہین؟ کوئی بھی اپنے کو خارجی کہتا ہی! - اور یہ تو تکیۂ کلام ہی کہ حضرت علیؑ نے کوئی ملک فتح نہین کیا (یہ خیبر وغیرہ کسنے فتح کیا) یا اُنکو پولٹیکل امور مین دخل نہ تھا (شیخین کس کی رائے پر سلطنت کرتے تھے) حضرت معاویہ سے ناحق جنگ کی (علی مع الحق والحق مع علی) حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین اسلام کو رونق دی - ہزارون ملک فتح کرڈالے (نماز مین جو بین مارین خیبر مین علم رسول لیکر جنگ سے بھاگ آئے) اور یہ کیا (واقعہ افلح شاہد ہی) وہ کیا (وہ کیا کہ آجتک دین خدا شکایت کر رہا ہی) باوجود یکہ شیخین کو مثل نبیؐ کے سمجھتے ہین مگر خلق خدا کو فریب دینے کے لیے یہی کہتے ہین کہ اصل

محب علی ہم ہین ۔ شیعہ تو رافضی ہین ۔ بھلا یہ لوگ نمک بنی امیہ کو بھول کر نمک حرامی کیونکر کر سکتے ہین ۔ جھوٹی سے جھوٹی حدیث شیخین کی شان ہین چپکے سے مقبول ہو جائیگی ۔ نہ اسپر جرح ہوگی نہ لفظی بحث ۔ اور سچی سے سچی متواتر حدیث اہلبیت ہین ہزار ون تخریجین تاویلین ہونگی ۔ الفاظ کے معانی سوچے جاینگے ۔ بہر طور کسی طرح تصدیق نہ کرنی پڑے بھلا عمر کو تو الگ کیجیے ۔ معاویہ اور حضرت علیؑ ہی سے جنگ رہا کی اور دونون مین دشمنی مسلم ہی تو پھر کیا سبب ہی کہ معاویہ امیر المومنینؑ کے مقابلہ مین پیش کیا جاتا ہی کیونکہ دوست کا دشمن دشمن ہوا کرتا ہی ۔ اور دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہی ۔ جب آپ مقر ہین کہ ہم محب علیؑ ہین تو آپ کو لازم ہی کہ دوست ہیکے دشمن کو اپنا دشمن سمجھے مگر زبان سے سب کچھ کہتے ہین عمل فقط سنت خلیفہ ہی پر کرینگے ۔ عجب مذہب ہی کہ جسکی جڑ ہی نہ شاخ ۔ بخدا ان لوگون مین ذرہ بھر بھی محبت اہلبیت نہین ہی ۔ اس مذہب مین بعض لوگ فقط ایسے نکلین گے جنکو فی الجملہ خاندان رسولؐ سے کچھ اُنس ہو ۔ ورنہ وہابی وغیرہ ادعاے محبت بالکل جھوٹھ کرتے ہین ۔ انکو محبت سے کیا واسطہ ۔ ذرا ان کے سامنے کوئی شخص شیخین پر امیر المومنینؑ کو افضلیت دے کر دیکھے ۔

ان سب باتون کو دیکھتے ہوے یہ رسالہ ایسا ضروری ہی کہ بیان سے باہر ۔ خدانخواستہ اگر یہ بند ہوگیا تو اسی دن مومنین اپنے مذہب کا فاتحہ خیر پڑھ لین ۔ مین حیران ہون کہ کن لفظون مین اسکی ضرورت اور اہمیت دکھاؤن ۔ سال اسکا کب سے شروع ہوتا ہی مجھ کو معلوم نہین ۔ مہربانی فرماکر اگر آپ رعایت کردین اور نصف چندہ لین تو گویا آپ کا مجھ ایسے شخص پر بہت بڑا احسان ہوگا ۔ اور اگر رعایت ممکن نہ ہو تو پورے ہی چندہ پر سال نو سے جاری فرمادیجیے ۔ یہان کا پوسٹ ماسٹر تنک متعصب سنی ہی لہذا بخیال چند در چند ایک خرد سال بچے کے ہاتھ سے یہ عریضہ حال لکھوا کر ارسال کرتا ہون اگر مناسب ہو تو اسکو درج رسالہ فرمادیجیے کیونکہ جو لوگ کہ میری طرح تقیہ مین ہون اُنکے لیئے ایک راہ اطلاع رسانی کی کھل جائیگی ۔ لیکن میرا نام مخفی رکھیے گا ۔ کیونکہ اگر میرا نام ظاہر ہوگیا تو نہین معلوم میرا کیا حشر ہو ۔ میری آبرو آپ ہی کے ہاتھ ہو ۔ والسلام

اصلاح :- یہ تحریر اس غرض سے نہیں شائع کی گئی کہ اس مین اصلاح کی تعریف اور ضرورت دکھائی جائے۔ بلکہ اس غرض سے کہ آپ دیکھین آپ کے برادران ایمانی اس امن کے زمانہ مین بھی کس مصیبت مین گرفتار ہین کہ اپنا نام تک نہین ظاہر کر سکتے بلکہ اپنے خط سے بھی نہین لکھ سکتے کیونکہ پوسٹ ماسٹر وہان کا متعصب سنی ہی جو اُنکے حرفون سے پہچان لیگا کہ فلان شخص نے دفتر اصلاح مین خط لکھا ہی بلکہ ممکن ہی کہ وہ کھول کر پڑھ بھی لے اور اپنی قوم کو اس راز سے آگاہ کر دے۔

گذشتہ نمبر مین آپ موشیخ ننگیہ ریاست کشمیر کے چند اشخاص کا مذہب حق قبول کرنا دیکھ چکے ہین اور اُن ظلمون کو بھی جو انپر گذرے۔ مگر افسوس ہی یک شخص کو بھی ہم لوگون سے غیرت نہ آئی۔ ہمت نہ ہوئی کہ اُنکی خبر لے۔ اب بتائیے کہ جب اس زمانہ امن مین (جو گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد عدالت مہد مین ہی) یہ ظلم و جبر ہو رہا ہی تو عہد بنی امیہ و بنی عباس مین کیا ہوتا ہوگا۔

یہ سب ہماری غفلت اور تساہلی کا نتیجہ ہی کہ نہ اپنی قوم کی خبر لیتے ہین نہ امداد کرتے ہین نہ کچھ توجہ کرتے ہین جس سے ہزارون نہین بلکہ لاکھون مومن پردۂ تقیہ مین بسر کر رہے ہین کیونکہ اُنکی کثرت اُنکا اتفاق اُنکا جوش ایسا بڑھا ہوا ہی کہ کچھ نہین ہو سکتا۔ ہزارون سنی آریہ ہو گئے۔ لاکھون سنی عیسائی ہو گئے مگر نہ کسی پر جبر کر سکے نہ تشدد کیونکہ عیسائی مشنین اُنکی حفاظت کو موجود ہین۔ آریہ سماج امداد کو تیار رہی۔ مگر کوئی سنی شیعہ بنے تو پھر دیکھ لیجیے کیسی قیامت آتی ہی کیسا طوفان ہوتا ہی کہ پھر اُسکی زندگی مشکل ہو جاتی ہی۔

دفتر اصلاح اپنی حیثیت سے کہین زیادہ اس قسم کی امداد کر رہا ہی کہ کم سے کم تو جہ سے زیادہ مفت دیتا ہی جہان اس قسم کی خبر معلوم ہوئی کتابین بلا قیمت روانہ کرتا ہی۔

مگر مشکل یہ ہی کہ اصلاح چونکہ لقیمت شائع ہوتا ہی اور اہل سنت سمجھتے ہین کہ جس طرح

کوئی سنی اخبار یا کتاب بلا قیمت نہین مل سکتی لہذا اصلاح بھی بے قیمت نہ ملیگا۔

اس لیے اصلاح کی طلب مین اُنکو تامل ہوتا ہی حالانکہ اگر دفتر اصلاح کو اطلاع ہو تو نہ صرف اصلاح بلکہ کچھ اور کتابین بھی بطور امداد دے سکتا ہی اور اُسکا اجر خدا سے لیگا نہ قوم سے۔

ابھی چند روز ہوے مظفرپور کی انجمن اسلامیہ کے سکریٹری نے اصلاح طلب کیا بلا قیمت اُنکے نام جاری کر دیا گیا حالانکہ دو چار ماہ دیکھتے ہین کہ اڈیٹر اہل حدیث مُعضین کا نام شائع کرتا ہی کہ غریب فنڈ سے اس قدر سرمایہ جمع کیا جس سے پرچہ اُنکے نام جاری کیا۔

سوال از جمیع اہلحدیث کتاب زاد المعاد مس علامہ ابن القیم مین ہے وکان من ھدیہ ان اہل المیت لا یتکلفون الطعام للناس بل ان یصنع الناس لھم طعاما یرسلون الیہم وھذا من اعظم مکارم الاخلاق والتغیم والحمل عن اہل المیت فانھم فی شغل مصابھم عن اطعام الناس صفحہ!

یعنی حضرت کی سنتون سے یہ بھی ہے کہ اہل میت نہ تکلف کرین طعام مین آدمیون کیلئے بلکہ حضرت نے یہ حکم دیا کہ لوگ اونکے لئے کھانا لیجائین۔ اور یہ سنت اعظم مکارم اخلاق اور شیم سے ہے کیونکہ میت کے اعزا اقربا مصیبت کے شغل مین ہین جس سے وہ کھانا نہین پکا سکتے۔

اب سوال یہ ہے کہ رسول اللہ کی مصیبت اعظم مصائب سے تھی خصوصًا اسوجہ سے کہ تیسرے روز حضرت دفن ہوے۔ تو کیا کوئی صاحب اہلحدیث سے ایسی حدیث لاسکتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ حضرت کے اہل وعیال کو کسینے اس مصیبت مین کھانا کھلایا ہو۔

اور مسلمانون نے خود حضرت کی مصیبت مین اس سنت کا اجرا کیا ہو۔ یا جسطرح بضعۃ الرسول وراثت رسول سے محروم کی گئی یہ سنت بھی حضرت کے بارہ مین منسوخ کی گئی۔

اڈیٹر صاحب اہلحدیث سے امید ہے کوئی حدیث ایسی دکھا سکینگے جس سے یہ حال معلوم ہو سکے

فتح مکہ ہم اس تاریخی واقعہ کو یہان نہین لکھتے بلکہ ایک نکتہ عرض کرتے ہین کیونکہ اہلسنت مین مشہور ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر مشیران خاص سی آنحضرت کے تھے۔ مگر اس واقعہ سی آپکو معلوم ہوگا کہ کہان تک حضرت کو انلوگونپر اعتماد تہا اور کہانتک انسے مشورہ لیتے زاد المعاد ابن القیم مین ہی وامر رسول اللہ الناس بالجهاز وامر اهله ان یجهزوه فدخل ابوبکر علی ابنته عائشة وهی تحرك بعض جهاز رسول اللہ فقال ای بنیة امرکن رسول اللہ بتجهیزه قالت نعم قال فتجهز قال فاین ترینه قالت لا واللہ ما ادری ثم ان رسول اللہ اعلم الناس انه سائر الی مکة فامرهم بالجد والتجهیز ص ۴۲۱ ج ۱

کہ رسول اللہ نے تیاری سفر کا عائشہ کو حکم اور ابوبکر صاحب بہلا کر پوچھ رہے کہانکی تیاری ہو رہی ہی اور [illegible] ہوسکتا ہے ابوبکر صاحب [illegible] رسول کے [illegible] لگا [illegible]

شیعیان قوم راجپوت نومسلم

چار قومین ہندوستان مین مختلف المذہب ہین اپنے اپنے طریقون کے موافق جواز سلسلۂ مناکحت بلا قباحت و دقت جاری کیے ہوسے ہین۔ پانچوین قوم ہندوستان مین نومسلم کی ہی۔ بیشتر اس قوم مین مذہب اہل سنت اختیار کیے ہوسے ہین جو اپنے اپنے قومی مدارج کے موافق بلا کسی دشواری کے اپنی کثرت کی بدولت باخود بیاہ شادی رچاتے ہین۔ کمتر خال خال اس قوم کے لوگ دور دراز مقامات پر اپنے کو براے نام شیعیان حیدر کرار بنائے ہوسے ہین۔ اس کمی کی وجہ سے اُنکو بہزار جبر و قہر اپنا سلسلۂ مناکحت اُنھین اپنے برادران اہل تسنن مین رکھنا پڑتا ہی۔ گویا دیدہ و دانستہ معیت دوزخ اختیار کی جاتی ہی۔ کسواسطے کہ نہ اُنکے ساتھ وہ چار اشرف الاقوام اسلام رشتہ پسند بوجہ نقص نومسلمی کے قبول کرتے ہین اور نہ کوئی ہم مذہب بہم پہونچتا ہی۔ ع
باہمین مردمان ببایدساخت۔ کا سبق شروع کرنا ہوتا ہی۔ غیر مذہب مین فرزند و دختر بیاہنے سے جو گت ہوتی ہی اُس سے اکثر مواقع پر انا للہ وانا الیہ راجعون تلاوت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی سب واقف ہین زیادہ توضیح کی ضرورت نہین۔ اب فرمایئے انکی شیعہ گری کس کام کی رہی اور وہ کیونکر شیعہ رہ سکتے ہین۔ اور دین و ایمان اُنکا اور اُنکی

محبت خاندان رسول کیا بکار آمد ہی میری راے ناقص مین یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوتا ہی کہ جہان جہان اس قوم و گروہ کے لوگ طریقۂ اثنا عشری رکھتے ہون وہ اپنے اپنے پتہ و سکونت و قومی حالت و تعداد مومنین سے اصلاح کو اطلاع دین تاکہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جاوے کہ جس سے باہم سلسلۂ رشتہ داری قائم کیا جاوے اور عذاب الیم سے نجات ملے۔ اور بالفعل اڈیٹر صاحب اصلاح کی خدمت مین یہ مضمون پہونچایا جاوے کہ وہ براد مومن نواز ہی عند اللہ و عند الرسول اپنے رسالہ مین جگہ دین تاکہ انکی بدولت ہم بھی مومنین مین شمار و محشور ہوجاوین۔ اور اپنا نام و پتہ اسوجہ سے مخفی رکھا جاتا ہی کہ شاید خدا نخواستہ کوئی شکل نہ ہوئی یا قوم نے پتہ و نشان دینے مین تامل کیا تو مخالف پورا پورا نشانہ ملامت بنا دینگے۔ اگر بامداد اسعد الٰہی پتہ و نشان بذریعۂ رسالۂ اصلاح معلوم ہونے شروع ہوجاوینگے تو ہم بھی اپنا پتہ بتلا دینگے اور یہی وجہ عدم میسری رشتہ اس قوم مین مانع قبول مذہب حق ہی۔ چنانچہ مین بقسم کہتا ہون کہ اکثر میری قوم کے اشخاص ذی شعور نے مذہب حق کے قائل ہوکر اسی وجہ سے قبولیت سے انکار کیا۔

اور یہ بھی استدعا کی جاتی ہی کہ جہان جہان سادات و مومنین و دیگر سربرآوردہ لوگ جس قوم مذہب حق اختیار کیے ہوے ہین وہ ایسے گروہ قوم راجپوت کے پتہ و سکونت سے اصلاح کو اطلاع دین تاکہ انکو حصہ اجر عظیم کا ملے۔

راقم ایک بندۂ خدا محتاج امداد

اصلاح حق یہ ہی کہ قوم راجپوت ہندوستان مین نہایت معزز قوم رہی ہی اور مذہب اسلام قبول کرنے سے انکی عزت اور بڑھ گئی۔ پھر تعجب ہی کہ ان سے سلسلۂ مناکحت دوسری قومون نے کبھی تک جاری نہین کیا۔ حالانکہ خداوند عالم قرآن مجید مین ارشاد فرماتا ہی انما المومنون اخوۃ کل مومنین آپس مین بھائی ہین۔ ہمتہ قوم کو چاہیے کہ ان سے رشتہ داری پیدا کرکے انکی اس شکایت کو برطرف کرے۔

اڈیٹر

خاتمۂ خلافت راشدۂ اہلحدیث

اس فرقہ کی عموماً اور اڈیٹر صاحب اہل حدیث کی تہذیب توخصوصاً آپ بکرات ومرات ملاحظہ کر چکے ہین تازہ انسانیت ملاحظہ ہو کہ اپنے خاتمۂ جلد ششم پر لکھتے ہین۔

"اصلاح کی اصلاح ہمارے ناظرین کو معلوم ہو گا کہ شیعہ علماء سے عموماً اور اڈیٹر صاحب اصلاح (شیعہ) سے خصوصاً ہم مدت سے درخواست کر رہے ہین کہ سنی شیعہ کی نزاعات کو قرآن شریف کے ساتھ فیصل کرین۔ اس بار بار کی تحریک سے ہمارے دوست (دستور) اڈیٹر اصلاح" نے ایک دفعہ کروٹ لیکر لکھا تھا کہ:—

"پہلے آپ یہ بتلا وین کہ آپ مدعی ہونگے یا مجیب"

جسکا جواب اہل حدیث ۱۶ جولائی مین دیا گیا تھا کہ خلافت کے مسئلہ مین حق تو یہی ہے کہ آپ مدعی ہون تاہم اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم ہی مدعی بننے کو حاضر ہین۔ اس کے بعد ہمارا ایک ایک دن انتظار مین ماہ رمضان کی طرح عید کی خوشی مین گذر رہا تھا کہ خلافت کا فیصلہ قرآن سے سنین گے اتنے مین ناگاہ رسالہ اصلاح آپہونچا جس مین اڈیٹر صاحب نے بجاے ایفاے وعدہ کے ایک نئی پخ لگائی۔ آپ لکھتے ہین اور سبحان اللہ کیا خوب لکھتے ہین:—

"بہرحال جب اہل حدیث کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہو کیونکہ قرآن مین اس طور سے مجموعاً نہین مذکور ہے تو آپ پھر خلافت بافصل جناب امیرؑ کو قرآن سے کب مانین گے اسی لیئے تو مین نے بارہا عرض کیا کہ آپ ایک مسئلہ بھی اپنا قرآن سے ثابت کردین تو اُسی استدلال سے مین خلافت جناب امیرؑ کو قرآن سے ثابت کرون مگر آپ نے نہین مانا۔ اور ہمیشہ اس سے گریز ہی کرتے رہے مگر آپ اگر مسلمان ہونگے تو قرآنی فیصلہ سے کسی طرح عدول نہ کرینگے لیکن آپ کو یہ بتا دینا ضروری ہو کہ آپ اہل قرآن سے ہین یا اہل حدیث سے تاکہ بحث عمل میں

ہو سکے۔ کیونکہ اب تو آپ کے فرقہ کے لوگ عام طور سے اہل قرآن بن رہے ہین اور آپ اُس کا پیش خیمہ ڈال رہے ہین۔ ورنہ آپ لوگون کی حالت تو قدیم سے شترمرغ کی چال سے بھی بدتر ہو" (اصلاح" بابت رمضان صفحہ)

جواب۔ ناظرین یہ ہی ہمارے متوعی برادر کی لیاقت اور یہ ہی اُنکی تہذیب اور یہ ہی اُنکا ایفاے عہد۔ سچ ہی ؎

اذا غدرت حسناء اوفت بعہدھا ومن عہدھا الا یدوم لھا عہد

(جب کوئی محبوب (شیعہ) وعدہ خلافی کرے تو وہ بھی وفا ہی۔ کیونکہ اُسکے وعدے مین داخل ہی کہ وہ پورا نہ کریگا)

جی مین آتا ہی کہ اس اقتباس کے پہلے حصے پر وہی آیت پڑھون جو قرآن مجید مین دروغگویون کے حق مین آئی ہی لیکن خطرہ ہی کہ ہمارے دوست دستور) اڈیٹر اصلاح یہ جواب دینگے کہ:۔ ؎

آب از سر گذشت آنرا کہ می ترسانی از باران

اس لیے صرف اتنا بتا دینا کافی ہی کہ سنیے اور دل کے کانون سے سنیے اپنی کذب روی کو بھی سنا دیجیے کہ ہمارا کلمہ۔ ہمارا نجات دلانے والا کلمہ طیبہ یہ ہی:۔

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

ہان ہم یہ بھی کہتے ہین ؎

ارے لوگو زبان اپنی کو روکو
بزرگون سے نہین انکار ہم کو

خدا لعنت کرے اُس بیحیا پر
کہ جسکے دل مین ہو بغض پیمبر

جسے اصحاب حضرت سے ہو انکار
ہے ہر دم خدا کی اُسپہ پھٹکار

جسے کچھ بغض ہووے اولیا سے
ہمیشہ ابر لعنت اُسپہ برسے

پر اتنا اور بھی سن لیجیے حضرت
جو حق پر نہ چلے اُسپر بھی . . .

اصل مضمون کا جواب سنیے گو ہم جانتے ہین کہ آپ حیلے بہانے تراش رہے ہین یہی وجہ ہی کہ آپ نے جمادی الثانی کے رسالہ مین تو یہ لکھا تھا کہ:۔

"بہر حال یہ امر تصفیہ طلب ہے کہ آپ مستدل ہیں یا مجیب اسکو طے کر لیجیے تو آگے چلیے"
جس سے معلوم ہوتا تھا کہ بس اب مولانا کے دلائل قرآنیہ کا دریا اُمڈا چلا آئیگا
لیکن آخر بات نکلی تو یہ جس سے ہم کو یہ کہنے کا موقع ملتا ہے کہ ؎

بہانہ کرتا ہے ساقیا کیا نہیں ہے شیشے میں مے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لیں گے ترا سبو بھی نہیں رہے گا

چونکہ ہماری غرض ہے کہ ہم شیعوں سے کلی فیصلہ کر لیں تاکہ آئے دن کی جھک جھک ختم ہو کر دونوں گروہ اسلام معانقہ کرتے ہوئے کہیں ؎

کون کہتا تھا کہ ہم تم میں جدائی ہو گی — یہ اڑائی کسی دشمن نے اُڑائی ہو گی

اس لیے ہم اپنے دوست کے ناز اُٹھاتے ہیں چاہے وہ ہم کو اُس قدر بھی کہہ لیں جتنی اپنی ماں اور نانا جان کو کہتے ہیں تو بھی ہم سنیں گے۔ پس سنیئے کہ ہماری نوعیت اہل حدیث ہے اور جنسیت اہل قرآن۔ سمجھے ہو یا کچھ کسر ہے۔
تفصیل سے سنیے۔
جس طرح آپ انسان ہیں اور حیوان بھی۔ آپ کو اور مولوی فرمان علی صاحب کو ملا کر سوال ہو گا تو جواب میں انسان کہا جائیگا۔ اور جب آپ کو کسی گدھے کے ساتھ ملا کر سوال ہو گا کہ "ماہما" تو جواب آئیگا حیوان۔ غالباً آپ نے منطق کی بڑی کتاب "ایسا غوجی" پڑھی ہو گی۔ اس لیے توقع ہے کہ اب آپ اس تقریر کو خوب سمجھ گئے ہونگے۔ ٹھیک اسی طرح ہم اپنی نوعیت میں اہل حدیث ہیں (اہل حدیث کسی فرقہ کا نام مت سمجھو بلکہ یہ کہ قرآن اور حدیث دونوں پر عمل کرنے والے)
ہاں رافضی خارجی وغیرہ فرقوں سے مل کر ہم اہل قرآن ہیں لیکن لا بشرط شئی جیسے آپ گدھے۔ گھوڑے وغیرہ سے مل کر حیوان لا بشرط شئی ہیں۔ جس طرح آپ کی حیوانیت میں فقط کی قید ملحوظ نہیں ہوتی اُسی طرح ہمارے اہل قرآن ہونے میں لا کی قید ماخوذ نہیں۔ نہ سمجھے ہوں تو جناب مولوی فرمان علی صاحب (پٹنہ) سے

سلہ حضرت عائشہ ام المومنین اور حضرت کے والد ماجد رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ ہے۔

پوچھ لیجیے۔ بس اب جلدی کیجیے ایسا نہ ہو کہ ناظرین اُکتا کر آپ کی طرف شعر مندرجہ ذیل لکھ بھیجیں ؎

الا ایہا اللیل الطویل الا انجلی | بصبح وما الاصباح منک بامثل

یہ پوری تقریر ہے مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ڈیٹر اہل حدیث امرتسر کی نمبر ۵۱ جلد ۶ مورخہ ۷ شوال ۱۳۲۷ھ

یہ تحریر اس لیے بجنسہ نقل کی گئی کہ اڈیٹر صاحب کو معلوم ہو اپنے مخالف کی عبارت اس طرح نقل کی جاتی ہے جس مین کسی قسم کا تغیر نہین کیا جاتا تاکہ معلوم ہو اُس کا کیا استدلال ہے اور وہ کیا کہہ رہا ہے جس سے اُنکو سبق لینا چاہیے۔

اس تحریر سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ یہ لوگ جو مدعی عمل بر قرآن وحدیث ہین کس درجہ تہذیب یافتہ ہوتے ہین اور پھر ہم سے چاہتے ہین کہ دشمنان خدا کی تعظیم کرین۔

اس تحریر سے آپ کے نفس پر جو اثر پڑتا ہو اسکو اس سے دفع کیجیے کہ ان لوگون کے اسلاف نے اس سے زیادہ کریہ وسخت الفاظ رسول اللہ کی شان مین کہے ہین ان ھذا الساحر کذاب قرآن مین موجود ہے۔ پھر آپ کو کیا شکایت ہو سکتی ہے۔ ہم اس کے محکوم ہین فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل لہذا ہم اُنکو اس طرح معاف کرتے ہین جس طرح ہمارے جدامجد رسول اللہ نے ابوجہل وابولہب کی نسبت فرمایا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

آپ کو اس وجہ سے بھی مکدر نہ ہونا چاہیے کہ ان سب باتون کا جواب قرآن وحدیث مین موجود ہے جس سے اسکی تشفی ہو جاتی ہے کہ جو کچھ ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہے اپنے اسلاف کا فوٹو دکھایا ہے۔ دیکھو تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۷۲ استب عقیل وابوبکر وکان ابوبکر سبابا یعنی گالی گلوج کی حضرت عقیل وابوبکر نے اور تھے ابوبکر بڑے گالیان بکنے والے۔

جب قدیم الایام سے ابوبکر صاحب کا لقب سباب تھا (بڑا گالی دینے والا) تو کب ممکن ہے کہ اڈیٹر صاحب اُنکی پیروی چھوڑکر قرآن وحدیث کا اتباع کرین جس مین بتس

الاسم الفسوق بعد الایمان مذکور ہی۔
عمر صاحب کا باجماع صحابہ و اتفاق امہات المومنین افظ و اغلظ ہونا صحاح ستہ سے ثابت ہی۔ پھر کیونکر ممکن ہی کہ اڈیٹر صاحب و لوکنت فظا غلیظا لانفضوا من حولک پر عامل ہوکر درشت خوئی و سخت گوئی کو ترک کریں۔
اڈیٹر صاحب تو عموماً شیعہ و سادات کو "حرامزادہ" کہہ چکے ہین ملاحظہ ہو اصلاح ع
مگر نہ معلوم اس دفعہ کیا ہوا جو خاص اپنے خلیفہ عبد اللہ بن زبیر کا خطاب "ممتوعی" دوسرون کو دیتے ہین معالانکہ مروج الذہب مسعودی مین ہی خطب ابن الز بیر فقال ما بال اقوام یفتون فی المتعۃ و ینقصون حواری رسول اللہ وام المومنین عائشۃ اعمی اللہ قلوبھم کما اعمی ابصارھم یعرض یا بن عباس فقال یا غلام اصمد فی اصمد نی فقال یا ابن الزبیر قد انصفت القارۃ من رماھا + انا اذا ما فتنۃ تلقاھا + نردوا ولھا علی اخراھا اما قولک فی المتعۃ فسل امک تخبرک فان اول متعۃ سطع مجمرھا سطع بین امک وابیک ص۱۶۵ حاشیہ جلد ۶ کامل۔
دیکھیے مجمر متعہ پہلے جو روشن ہوئی تو اسما اور زبیر کے درمیان مین جس سے عبد اللہ بن زبیر پیدا ہوے۔ پھر اب یہ خطاب عالی دوسرون کو کیونکر دے سکتے ہین۔
اسکو جانے دیجیے اپنے بھائی مولوی حافظ حکیم ابو یحیی محمد صاحب شاہجہانپوری کی کتاب الارشاد دیکھیے جو آپ کی طرح وہابی تھے لکھتے ہین۔ "اسی طرح نکاح متعہ منسوخ ہوا مگر کتنے صحابہ کو ناسخ نہ پہونچا وہ جائز ہی کہتے رہے جیسے عبد اللہ بن مسعود عبد اللہ بن عباس۔ اسماء بنت ابی بکر۔ معاویہ۔ ابوسعید وغیرہم الخ ہین سے بعض کا رجوع کرنا بھی منقول ہی" ص۱۱۳
پس جب خود ابو بکر صاحب کی بڑی بیٹی متعہ کو جائز جانین بلکہ متعہ کرین تو آپ اُس پر کیا اعتراض کر سکتے ہین۔
ہم کو اس سے تو بحث نہین کہ متعہ کبھی بھی منسوخ ہوا یا نہین کیونکہ عمر صاحب سے کہتے ہین

متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ وانا احرمہما (ازالۃ الخفا) جس سے حضرت
عمر صاحب کے حکم سے منسوخ ہونا معلوم ہوا۔ مگر مطلب ہمارا بہر طور ثابت ہوا کہ ابو بکر صاحب
کی بڑی بیٹی اسکو جائز جانتی تھیں۔ تو کیا آپ اپنی خالہ اماں کے اس فعل پر معترض ہونگے؟
رہا آپ کا مجھے متوفی کہنا۔ یہ اگر بربنا کسی روایت کے ہے جسکے راوی مثل ابو ہریرہ
صادق اللہجہ ہوں تو براہ کرم راوی کا نام لکھیے کہ دیکھا جائے۔ اور اگر بلا سند کہا ہے تو
مخالفت ولا تقف ما لیس لک بہ علم کی ہوئی۔

اور اگر قذف کیا ہے تو اسکی حد آپ کو معلوم ہے کیونکہ نہ آپ مغیرہ ہیں جو حد سے بری کر دیے
جائیں۔ اور نہ ہم شخصے کا وجدان مثل خلیفہ دوم ہے جو حد خدا کو موقوف کرکے تین صحابی
جمیل القدر پر بلا ثبوت شرعی حد جاری کرے۔ ہم تو آپ کی نسبت کچھ نہیں کہتے صرف
حدیث رسول سناتے ہیں کہ دشمن علی حرامزادہ ہے۔ عذر ہو تو بتائیے۔

آپ لکھتے ہیں "اور یہ ہے آپ کا ایفاے عہد" یہ ایک ایسا جملہ ہے کہ اگر اسکی شرح کیجائے
تو یہ نمبر پورا اسی میں ختم ہو جائیگا۔

آپ لکھتے ہیں کہ شیعہ علما سے عموماً اور اڈیٹر صاحب اصلاح سے خصوصاً ہم مدت
سے درخواست کر رہے ہیں کہ شیعہ سنی کے نزاعات کو قرآن شریف کے ساتھ فیصلہ کریں۔

مگر افسوس آپ کا ہر جملہ ایسا ہوتا ہے کہ اسپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا جائے
کیونکہ بارہا اسکی تکذیب آپ پر ظاہر کی گئی اور آپ اس سے کسی طرح باز نہیں آتے
حالانکہ آپ ہمیشہ وعظ میں جھوٹ پر لوگوں سے عہد لیتے ہیں کہ جھوٹ نہ بولیں اور
خود ایسا صریح جھوٹ بولتے ہیں کہ صدیق اکبر بھی شرما جائیں۔ آپ نے یہ اعلان بماہ
شوال ۱۳۲۵ھ دیا تھا جسکا جواب اسی ماہ شوال ۱۳۲۵ھ کے اصلاح نمبر ۱۹ و ۲۰
میں بعنوان "قبول دعوت" دیا گیا جسکے جواب میں آپ نے گیارہ مہینہ بعد ۳۰ رجب
۱۳۲۶ھ کو یہ لکھا "شکر ہے کہ ہماری یہ تجویز اصلاح (شیعہ) کے قابل اڈیٹر نے بھی
زبان سے تسلیم کرکے ہم کو اجازت دی ہے کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت
کریں جسکے لیے ہم اڈیٹر موصوف کے شکر گزار ہیں مگر بوجہ ضروری مضامین کے ہم اتنے

دنون تک خاموش رہے لیکن دل سے اس مضمون کو نہ بھولے تھے"
جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ کی دعوت فوراً قبول کی گئی۔ لیکن آپ ہی خاموش رہے۔ اور آپ نے اس مضمون کو ویسا ضروری نہ سمجھا جس مین گیارہ مہینہ لگے رہے پھر یہ کیسا دروغ ہے کہ آپ لکھتے ہین "ہم مدت سے درخواست کر رہے ہین" اس تحریر پر اصلاح نمبر ۹ جلد ۱۱ بابت ماہ رمضان مین آپ سے دریافت کیا گیا تھا کہ "میری قبول دعوت کو دبی زبان سے کیون لکھا" اس تحریر مین بھی آپ کی دروغگوئی پورے طور سے دکھائی گئی تھی۔ اسکا جواب چار ماہ بعد آپ نے ۳ محرم ۲۲ھ مین تحریر کیا اور اس مین لکھا تھا کہ "اگر سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہل حدیث سے یہ اصول دکھاؤ السنۃ قاضیۃ علی الکتاب" جسپر اصلاح نمبر ۲ جلد ۱۲ بابت ماہ صفر مین پھر تعاقب کیا گیا اور نہایت واضح طور سے دکھایا گیا کہ قرآن آپ کے یہان حدیث اجماع قیاس سب سے منسوخ ہے السنۃ قاضیۃ علی الکتاب آپ کا مسلمہ اصول ہے۔ اسکے جواب مین آپ نے ۱۰ ربیع الاول کو لکھا اس مین کچھ ایسے شرائط بڑھائے کہ اصل مطلب قریب قریب معدوم ہوتا تھا اس لیے اسکو کالعدم سمجھا" اسکا جواب اصلاح نمبر ۵ جمادی الثانی مین تبفصیل دیا گیا۔ مگر پھر آپ نے کوئی جواب نہین دیا اور آجتک اسکا انتظار ہی رہا۔
ہان چونکہ آپ نے مورخہ ۱۰ ربیع الاول مین لکھا تھا "آپ کے بقیہ مضمون کا جواب الگ دیا جائیگا" اس لیے مین منتظر تھا کہ اس وعدہ کا دیکھیے کب ایفا ہوتا ہے کیونکہ جب قبول دعوت کا جواب آپ نے گیارہ مہینہ مین دیا تھا حالانکہ نہ اس مین کوئی استدلال تھا نہ کوئی امر مشکل۔ تو اس مضمون کے جواب مین گیارہ برس کی امید تھی۔
آپ کی راست بازی۔ دیانداری اور فیصلۂ قرآنی پر آمادہ ہونا تو اسی سے ظاہر ہے کہ جناب مولوی فرمان علی صاحب سے آپ نے جاکر خود زبانی مباحثہ کیا اور تحریری مضمون پر آمادہ کیا اور اُن سے وعدہ لیا اور خود وعدہ کیا کہ آپ کے مضمون کو ہم ضرور شائع کرینگے جس پر مولوی صاحب ممدوح نے آپ کو دو تحریرین بھیجین جن مین سے

پہلی تحریر متعلق انما کو تو کسی طرح آپ نے ایک دفعہ شائع کر دیا - دوسری تحریر کی جس مین ولی کی تحقیق تھی - آپ نے وہ گت بنائی کہ بخاری صاحب نے بھی کبھی اسطرح حدیث رسول کا قیمہ نہ کیا ہوگا - نہ آپ نے ۱۰ شعبان مین شائع کیا نہ ۲۴ شعبان مین نہ یکم رمضان المبارک مین نہ ۸-۱۵ ماہ رمضان مین - بلکہ ایک ٹکڑہ ۲۲-۲۹ ماہ رمضان کو شایع کیا - دوسرا ٹکڑا ۷-شوال کو - ۱۴-۲۱ شوال کو غائب کرکے پھر ۲۸ شوال کو کچھ جگہ دی گئی اور ۵ ذیقعدہ کا اخبار خالی گیا - ۱۲ کے پرچہ مین کچھ دیا - تو ۱۹-اور ۲۶- ذیقعدہ خالی دیا گیا - برعکس اسکے ایک تحریر مخالف دربارۂ لفظ "ولی" شایع کی جسکا کوئی موقع نہ تھا -

حالانکہ یہ مضمون ایسا مختصر تھا کہ اصلاح نمبر ۱ شوال مین ایک ہی دفعہ پورا شایع ہو چکا اور آپ کے یہان ہنوز باقی چلا جاتا ہی جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ آپ کس قدر اس فیصلہ پر آمادہ ہین کیونکہ جو لوگ اخبار دیکھنے کے عادی ہین اور جنکے مضامین چھپتے رہتے ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ کسی مضمون کو اگر مسلسل طور پر شایع کرتے ہین تو راقم مضمون اور ناظرین پر کسقدر گران گزرتا ہی - چہ جائیکہ اس مین اس طرح کی تفریق بھی کی جائے کہ ایک نمبر مین کچھ لکھا جائے اور دو مین نہ اور اور پھر اسپر مخالفانہ نوٹ بھی دیا جائے کہ نہ پہلے مضمون کو کوئی سمجھے - نہ اس نوٹ کا حسن و قبح معلوم ہو اور کہنے کو ہو جائے کہ جواب ہو گیا -

تو کیا ایسی حالت مین کوئی شخص بھی کہہ سکتا ہی کہ یہ کارروائی آپ کی ایمانداری کی ہی اور اس تصفیہ پر آپ دل سے آمادہ ہین - حاشا وکلا ہر بافہم اس سے تو یہی سمجھیگا کہ آپ اس تحریر مسلسل کو اس طرح غارت کر رہے ہین کہ کسی کو نہ معلوم ہو لکھنے والے نے کیا لکھا - نہ کوئی اسکا اثر ہو نہ کوئی نتیجہ نکلے -

جس طرح اصلاح نے (جو ایک ماہ نہ پرچہ ہو اور ہزارون مشکلات مین مبتلا رہتا ہی) اس تحریر کو ایک ہی دفعہ شائع کر دیا - آپ بھی اگر شائع کر دیتے تو ناظرین کو فیصلہ کرنے کا موقع ملتا کہ یہ مضمون کیسا ہو اور کس متانت و وقعت سے لکھا گیا ہے - مگر

آپ تو حضرت عمر کی چال چل رہے ہین کہ خلافت پر کسی کو نامزد بھی نہین کرتے اور ترکیب وہ کر رہے ہین کہ جناب امیرؑ محروم ہی رہین۔

اسیطرح یہ ہو کہ آپ نے اخبار کو بجاے ۲ صفحہ کے ۶ صفحہ کیا جسکا توم سے ۴ ر چندہ بھی بڑھا لیا۔ حالانکہ ۴ صفحہ صرف اشتہار کے لیے ہین جسکی اجرت آپ کو دو سو روپیہ سالانہ سے کم نہ ملتی ہوگی۔ یہ ہو آپ کی ایمانداری کہ خود اپنی قوم کو اس طرح فریب دے رہے ہین تو پھر ہم کیا امید کرین۔

بہرحال آپ نے ۱۶ جولائی مین یہ ضرور لکھا تھا کہ "خلافت کے مسئلہ مین حق تو یہی ہو کہ آپ مدعی ہون تاہم اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم ہی مدعی ہو سکتے ہین" مگر اسکے ساتھ یہ بھی تو لکھا تھا کہ "اگر آپ معقول وجہ سے فرما دینگے تو ہم ہی مدعی بنکر اپنا دعوی قرآن شریف سے ثابت کر دینگے" جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ آپ مدعی بننے کے لیے وجہ معقول کی فرمایش کر رہے ہین جو محال ہو کیونکہ رسالۂ عقل و تہذیب اہل حدیث سے ثابت کر دیا ہو کہ تمامی اہل حدیث عقل سے محروم ہین۔ پھر وہ وجہ کہان سے لائی جائے جو آپ کی عقل مین آجائے۔ تاہم ضرورت سے زیادہ مین لکھ چکا تھا جسکی بنسبت آپ خود اسی ۱۶ جولائی مین لکھتے ہین "ہمارے معزز مخاطب ایڈیٹر اصلاح جنکی خدمت مین مدت سے ہم درخواست کرتے ہین کہ شیعہ سنی کی نزاع کا تصفیہ محض قرآن شریف سے کرین۔ اس پر آج عرصۂ دراز تک ادھر ادھر کے لاہنے طعنے ہم کو دیتے رہے اور ہم سنتے رہے بلکہ اب بھی سنتے ہین" جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ آپ میری تحریر کو لاہنا کہتے ہین اور اسکا سننا جواب دینا نہین چاہتے۔ چنانچہ خود لکھتے ہین "اس لیے ہم ان کے لاہنون کا جواب نہین دینا چاہتے" پھر فرمائیے صورت تصفیہ کیا ہو کہ آپ میری تقریر کو لاہنا کہین۔ اور اسکا جواب دینا نہ چاہین۔

دنیا مین مناظرہ کا عام قاعدہ یہی ہو کہ ایک شخص مدعی ہوتا ہو۔ دوسرا مجیب۔ مدعی کا فرض ہو کہ اپنے دعوے کو دلائل مسلمۂ فریق مخالف سے ثابت کرے۔ مجیب کا کام ہو کہ اگر وہ دلائل کسی وجہ سے ناقص ہین تو اس مین نقض کرے۔ یا تسلیم۔ مدعی بھی

اُس نقص کو رفع کرتا ہی اور تصفیہ پاتا ہی۔

آپ دنیا بھر کے خلاف چلتے ہین کہ خود نہ کوئی دلیل دین نہ کوئی ثبوت۔ اور فریق مخالف آپ کے دعوے کو قبول کرلے۔ پھر بتائیے یہ مناظرہ ہی یا خلیفۂ اول کی زبردستی کہ قسم کھا بیٹھے۔ ہم تو اُن مسلمانون سے ضرور لڑینگے جو ہم کو زکوۃ نہ دین۔ حالانکہ صحابہ کا اجماع ہو چکا ہی کہ اہل قبلہ سے جنگ نہ کرنی چاہیے۔

اب یہان آپ لکھتے ہین "ناگاہ رسالہ اصلاح آپہونچا جس مین اڈیٹر صاحب نے بجاے ایفاے عہد کے ایک نئی پخ لگائی" اس تحریر سے ہر شخص تو یہی سمجھتا ہی کہ جس مناظرہ کے متعلق اڈیٹر صاحب اہل حدیث اور اڈیٹر اصلاح سے گفتگو ہو رہی تھی اُسی کے متعلق یہ تحریر بھی ہوگی۔ حالانکہ اس تحریر کو اُس سے نہ کوئی واسطہ ہی نہ سروکار۔ بلکہ جناب مولوی فرمان علی صاحب کی تحریر اول جسے آپ نے ۱۰ شعبان کو شائع کیا تھا۔ اُسی تحریر کو اصلاح نمبر ۹ مین ہمنے شائع کیا۔ جسکی نسبت آپ مورخہ ۲۲-۲۹ ماہ رمضان مین لکھتے ہین "اڈیٹر صاحب اصلاح نے بڑی مہربانی سے (خود پہلا مضمون مع ہمارے نوٹ کے درج کیا ہی جسکے لیے ہم اُنکے شکر گذار ہین (گو اُنکی وعدہ خلافی کا گلہ باقی ہی جو آیندہ کبھی ذکر ہوگا) اُنکی روش سے توقع ہی کہ اس مضمون کو بھی سلسلہ وار درج فرمادینگے"

جس نوٹ کے اندراج اصلاح پر آپ اڈیٹر کا شکریہ ادا کرتے ہین اُسی نوٹ مین آپ نے مولوی فرمان علی صاحب پر دشنام دہی کا الزام لگاتے ہوے اپنے امام فخر الدین رازی کی نسبت لکھا تھا "ہمارے بلکہ کل اسلامی دنیا کے ہیرو بزرگ کے حق مین بدگوئی کرین پھر ہم سے اُسکی اشاعت کرائین" اسی تحریر پر اصلاح نے میزان الاعتدال ذہبی سے اہل حدیث کا اُن سے ناراض ہونا اور اُنکو دین مین شک پیدا کرنے والا ثابت کیا تھا۔ جسکے بعد یہ بھی لکھا تھا کہ "آپ مولوی فرمان علی صاحب کے اس قول سے کہ اُنھون نے شترمرغ کہا اسقدر ناراض ہوے۔ حالانکہ آپکے اخبار مین ائمۂ اطہار علیہم السلام کو آم کا املی اور دن کو رات کہنے والا لکھا جاتا ہی۔

اور رسول اللہ کی عزت آپ کے یہان ایک چمار سے زیادہ نہین - اسکے بعد وہی فقرات ہین جنھین آپ نے نقل کیا کہ جب اہل حدیث کے یہان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ شرک قرار پا گیا تو اب خلافت جناب امیرؑ کو قرآن سے وہ کب مان سکتے ہین"

مین نے جو آپ سے مکرر سہ کرر بکمال ادب عرض کیا کہ اگر آپ کو مناظرہ کا شوق ہو تو میری تحریر پوری شائع کیجیے اُسکے بعد جو جی چاہے جواب لکھیے" اسی لیے لکھا تھا کہ اس سے آپ کی چالاکی تمام عالم پر ظاہر ہو جائیگی - کیونکہ اگر آپ پوری تحریر شائع کرتے تو کسی شخص کو بعد اسکا گمان نہ ہوتا کہ یہ تحریر مین نے اُس مناظرہ کے متعلق لکھی ہے جسکی آپ فرمائش کر رہے ہین اور مین اُسکو قبول کر رہا ہون - بلکہ یہ جواب ہو آپ کے نوٹ کا - مگر آپ کی بتقلید بخاری اس کتر بیونت کرنے سے ہر شخص یہی سمجھتا ہو گا کہ یہ تحریر اُسی مناظرہ کے متعلق ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہین کہ مین نے بجائے ایفاے عہد ایک نئی پخ لگائی - پھر آیۂ معینہ کی تلاوت کے سوا کوئی چارہ نہین ہے -

آپ لکھتے ہین " یہ ہے اُنکی تہذیب اور یہ ہے اُنکا ایفاے عہد" تہذیب کی نسبت تو جس طرح جناب امام حسینؑ نے معاویہ - عمرو عاص - مغیرہ سے مناشدہ کرنا پسند فرمایا تھا - اُسی طرح تمامی اہل حدیث کو حکم مقرر کرتا ہون کہ وہ براے خدا فرمائین اس تحریر مین کونسا جملہ بد تہذیبی کا ہے - خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائین کہ کس کلمہ مین بد تہذیبی کی گئی ہے - اور کون سے کلمہ مین تہذیب کے خلاف کیا گیا ہے -

رہا الزام خلف عہد بس اُن لوگون سے نہایت مستبعد ہے جو ناکثین کے پیرو ہون کہ ایسا الزام شیعیان حیدر کرار پر دین جنھون نے جان دینا قبول کیا مگر خلف وعدہ کو اپنے سر کبھی نہ آنے دیا -

آپ کو خدا اور رسول بلکہ خلفاے ثلاثہ و روح امام بخاری کی قسم ہے بتائیے مین نے آپ سے کب وعدہ کیا ہے جسپر آپ مکرر خلف وعدہ کا الزام دے چکے -

اڈیٹر صاحب آپ ۱۳۲۵ھ سے اسوقت تک کے اصلاح کو ملاحظہ کرین کہ مین نے

آپ سے کیا وعدہ کیا ہو ملاحظہ ہو نمبر ۱۹ و ۲۰ جلد ۱۰ کی آخری عبارت "آخر مین آپ کو عام اجازت ہو کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو چاہین قرآن و حدیث سے ثابت کرین پھر قدرت خدا دیکھین" صہ ۲

آپ برائے خدا فرمایئے اس مین مین نے کیا وعدہ کیا ہو۔ استدلال پیش کرنیکا یا جواب دینے کا ؟۔ ایما نا یہ بھی فرمایئے کہ آج تک آپ نے کوئی استدلال پیش کیا۔ کسی مسئلہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا جسکا جواب مین نے نہ دیا ہو۔

دنیا تو چند روزہ ہو آخرت کا خیال کرکے فرمایئے مین نے کون سی خلاف وعدگی کی جسپر آپ نے اسقدر مغلظات گالیان دین۔

اب مین آپ کو آپ کا وعدہ یاد دلاتا ہون کہ آپ نے کیا وعدہ کیا تھا اور اُسکا کچھ ایفا کیا یا نہین۔

آپ اپنے اہل حدیث نمبر ۳۲ جلد ۶ مورخہ ۱۷ ربیع الاول مین بجواب میری تحریر (مندرجہ اصلاح نمبر ۲ بابت صفر) لکھتے ہین "آپ کے بقیہ مضمون کا جواب الگ دیا جائے گا انشاء اللہ" سطر ۸ کالم ۱۔

آپ براہ کرم فرمایئے اس مین کوئی وعدہ ہو یا نہین۔ اور اگر ہو تو اُسکا ایفا ہوا یا نہین ہوا تو کس نمبر مین ؟ اگر نہین ہوا تو شعر ؎

ذا غدرت حسناء اوفت بعهدها ومن عهدها الا يدوم لها عهدٌ

کا مصداق کون ہو۔ اور آیہ معلومہ کی تلاوت کا حق کس کو ہو؟

لیکن چونکہ آپ حسن ظاہری و باطنی دونون سے معرا ہین اور کنیت بھی خلاف واقع "ابوالوفا" قرار دی ہو لہذا یہ شعر آپکے حق مین زیادہ چسپان ہے ؎

دع ذكرهن فما لهن وفاء ريح الصبا وعهودهن سواء

ہم تو آج تک اس امید مین تھے کہ آپ اس وعدہ کو پورا کرینگے اور جواب الگ دینگے۔ کیونکہ اصلاح نمبر ۲ مین نہ صرف آپ کے اکاذیب بعد خلفاے ثلاثہ دکھائے گئے تھے۔ بلکہ آپ کے اس سوال "اگر سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہل حدیث سے المسنة

قاضیہ علی الکتاب کا مسلمہ اصول ہونا دکھادو" کا جواب نہایت تہذیب سے دیا گیا تھا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے حصول المامول صفحہ ۳۶ مین موجود ہی بلکہ یہ بھی دکھایا تھا کہ قرآن آپ کے یہان حدیث ۔ اجماع ۔ قیاس سب سے منسوخ ہوتا ہی ۔ اسی لیے تو مین منتظر رہا کہ دیکھیے آپ اپنا وعدہ کس طرح پورا کرتے ہین آپ نے مجھے دھمکی دیتے ہین کہ آیہ معلومہ کی آپ تلاوت کرینگے ۔ مگر افسوس یہ ہمت نہین ہوتی کہ آیہ معلومہ کی تلاوت کرین ۔ دیکھیے وہ آیہ یہ ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہیے اللھم امین ۔

ہم جانتے ہین آپ کا یہ غصہ اور یہ غیظ و غضب صرف اس پر ہی کہ مین نے آپ کے اس راز کو کیون فاش کیا کہ اب اہل حدیث لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمۂ شرک کہہ رہے ہین ۔ مگر افسوس یہ نہ لکھا کہ " ہمارا نجات دلانے والا کلمۂ طیبہ یہ ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " قرآن کے کس آیہ مین لکھا ہو ۔ کیونکہ محض آپ کے لکھنے سے نہ یہ کلمہ آپ کے فرقہ کا کلمۂ طیبہ ہو سکتا ہی نہ اُنکا نجات دلانے والا ۔ کیونکہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مسلم لیڈر فرقۂ اہل حدیث نے لکھا تھا " ہم اُنکے (اڈیٹر شرح الاخبار جہلم) اس احسان کا شکریہ تمام اہل سنت اور معتقدین امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پر جن مین ہم بھی شامل ہین اور اُنکی طرف انتساب کو فخر سمجھ کر اہل حدیث حنفی کہلاتے ہین " (اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ صفحہ ۔ جلد ۱۲ ملاحظہ ہو) تو آپ نے اُسپر یہ نوٹ دیا تھا " علما جس سے معلوم ہوا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کے علماء سے ہین) کے اسی معمولی تساہل نے آج امت کو یہ بُرا دن دکھایا کہ جو کوئی اس نسبت حنفی شافعی وغیرہ کو اپنے ساتھ نہ لگائے اُسکو اہل سنت مین جگہ نہین ملتی ۔ اس لیے ہم آزادی سے کہتے ہین کہ آپ اپنے لیے بیشک اہل حدیث کے ساتھ حنفی کا لقب ملائین مگر یہ آپ کی ذاتی رائے ہوگی ۔ غالبا جماعت اہل حدیث پر اسکا کوئی اثر نہ ہوگا " اہل حدیث مورخہ ۲۲ ۔ ۲۹ ماہ رمضان ۱۳۳۷ھ ۔

جس سے معلوم ہوا کہ ایسے ایسے علما کے احتیاط لقب کو آپ اُنکی ذاتی رائے بتاتے ہین

نہ فرقہ کی راے - تو آپ کے محض کہنے سے کہ " ہمارا کلمہ - ہمارا نجات دلانیوالا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی " تمام فرقہ پر کیا اثر پڑ سکتا ہی - کیا وہ یہ نہین کہہ سکتے کہ " یہ آپ کی ذاتی راے ہی " غالبًا جماعت اہل حدیث پر اسکا کوئی اثر نہ ہو "

کیونکہ آپ کا شمار تو نہ اُن علما مین ہی جو اساطین دین سمجھے جاتے ہین - نہ اُن محدثین مین جو دین کے ارکان سے ہین بلکہ ایک معمولی درجہ کے مولوی فاضل پاس ہین جسکی طبقہ علما مین کوئی وقعت نہین - پھر آپ کی ذاتی راے کا پابند مسلم فرقہ آپ کا کیونکر ہو سکتا ہی -

اڈیٹر صاحب بہت سمجھ بوجھ کر قدم اُٹھائیے - یہ وہ معرکہ ہی جسکی نسبت روضۃ الاحباب مین لکھا ہی " ابوبکر چون دید کہ کلمات علی جملہ مستحکم واستوار یکی مقابل صد بلکہ صد ہزار است از در رفق و مدارا در آمد " پھر آپ کیا اہل حق سے مقابلہ کر سکتے ہین دیکھیے جن لوگون نے اسکا اعلان دیا ہو کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کلمہ شرک ہی " کچھ ایسے کمزور نہین ہین کہ آپ اُنکے مقابلہ مین شیر پنجاب بنجائیے - کیونکہ مولوی احمد حسین صاحب شوکت مجدد السنۃ مشرقیہ مسلمہ لیڈر اہل حدیث جنکی نسبت اڈیٹر صاحب اہل حدیث نمبر ۱ جلد ۶ مورخہ ۵ نومبر مین لکھتے ہین " اور افراد اہل حدیث کو عمومًا اور احباب ذیل کو خاص کر مخاطب کرتے ہین (بہت سے نام لکھ کر لکھتے ہین) مولوی احمد حسین صاحب شوکت اڈیٹر شحنہ میرٹھ (جس سے معلوم ہوا کہ اب بھی اُنکا شمار طبقہ اہل حدیث مین ہی) وہ اپنے ایک مضمون بعنوان کلمہ توحید مین اشاعۃ القرآن مین اس طرح شائع کرتے ہین " مین تو سرے سے اذان ہی کا منکر ہون چہ جائیکہ اذان مین کلمہ توحید پڑھنا اور اسکے ساتھ محمد رسول اللہ ملانا کیونکہ دونون باتین زائد فی القرآن اور خلاف قرآن ہین - مین نے تو مقلدین ائمہ اور مقلدین رواۃ (یہ خطاب اہل حدیث ہی) پر حجت قائم کی تھی کہ جب تم توحید مین رسالت کو شامل کرتے ہو یعنی رسالت کو

جزء توحید بنا کر ان دو متضاد اجزا سے توحید کا معجون مرکب تیار کرتے ہو تو شیعہ نے کیا قصور کیا ہی کہ تم انکو کلمۂ امامت و خلافت کے توحید مین ضم کرنے سے چڑھتے ہو اور انکو رافضی کا لقب دیتے ہو" (ملاحظہ ہو اخبار اہل فقہ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۹ء)

پھر فرمائیے کہ اڈیٹر اصلاح نے کیا غلط لکھا تھا کہ "اہل حدیث کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی کیونکہ قرآن مین اس طرح مجموعا نہین ہی" کیا مولوی احمد حسین صاحب شوکت آپ کے نزدیک اہل حدیث سے نہین ہین؟ کیا آپ کی تحریر کی نسبت انکو یہ حق نہین ہی کہ کہین "یہ آپ کی ذاتی رائے ہی جسکا اثر فرقہ پر نہین پڑ سکتا"؟

اب دوسری شہادت سنیے کہ مولوی محمد ابو القاسم صاحب[سلہ] اپنے رسالۂ رمی الجمرتین (مطبوعہ سعید المطابع پریس بنارس) مین لکھتے ہین "علما جنکو قوم کی اصلاح مین بہت بڑا دخل ہی بالکل خاموش ہین۔ اور جنھون نے اردو کی کچھ کتابین دیکھ لی ہین اور "شتر دیدم ولی نگویم" کی طرح اسکے مشاق ہو گئے ہین۔ یا کچھ حدیثین مثل صحاح ستہ تک دیکھ لی ہین وہی طرح طرح کے فساد برپا کر رہے ہین۔ چنانچہ ان ہی لوگون ایک صاحب موصوف بصفت مذکورہ ہر شہر و ن مین دورہ کرتے ہوئے اثنا سے وعظ مین فرماتے ہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی کیونکہ یہ کلمہ اس اجتماعی طور پر قرآن مین کہین نہین آیا اور نہ حدیثون مین اس طور سے کہین وارد ہی" (ملاحظہ ہو اخبار اہل فقہ مورخہ ۱۸-۲۲ رجب ۱۳۲۷ھ)

اب بتائیے کہ آپ کے فرقہ کے لوگ اسکے قائل نکلے یا نہین جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمۂ شرک کہہ رہے ہین پھر مین نے کیا قصور کیا جو لکھا تھا کہ "جب اہل حدیث کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہو تو خلافت جناب امیر کو قرآن سے کب مانین گے"؟

سلہ یہ وہی مولوی محمد ابو القاسم صاحب ہین جنکی تحریر اپنی تائید مین اڈیٹر اہلحدیث نے ہمی کو شائع کی تھی

افسوس صد افسوس کہ ہمین نے اصلاح مین اسکا حوالہ اجمالاً دیدیا تھا کہ اہل فقہ مین اسکی تصریح موجود ہی مگر نہ اڈیٹر صاحب نے اس حوالہ کو باطل کیا نہ اپنے فرقہ کی اس عقیدۂ خبیثہ سے براءت ثابت کی بلکہ لکھا تو یہ لکھا کہ "ہمارا کلمہ نجات دلانے والا کلمۂ طیبہ یہ ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" مگر اسپر نہ خیال کیا کہ آپ کے لکھنے سے کیا ہوتا ہی جب تک اپنے کل فرقہ کی شہادت نہ لائیے - کیا آپ نے شاہ ولی اللہ کا قول نہین دیکھا ہی جو انکار معجزۂ شق القمر کو اپنے کل فرقہ کا عقیدہ کہتے ہین حالانکہ بتصریح علماے اہل سنت وہ اُنکا ذاتی قول تھا - اسی طرح یہان بھی یہ عقیدہ آپ کا ذاتی ہوگا نہ عقیدۂ فرقہ -

اسکے بعد آپ کچھ اشعار لکھتے ہین جس سے یہ تو معلوم ہوا کہ آپ لڑکون کے میانجی ہین یا کسی مدرسہ کے مدرس - مگر نہ معلوم یہ اشعار آپ کے ذاتی ہین یا تقلیدی - اگر ذاتی ہین تو خدا آپ کی منقبت مین فرماتا ہی یقولون ما لا یفعلون - اور اگر دوسرون کے ہین تو غاوُون مین داخل ہوے کیونکہ خدا کہتا ہی و الشعراء یتبعہم الغاؤن -

یہان آپ کو وہ حدیث بھی ہم یاد دلاتے ہین جو رسول اللہ نے عمرو عاص کے مقابلہ مین فرمایا تھا "خداوندا ہم شعر کہنا نہین جانتے لیکن بعوض ہر شعر کے اُس کہنے والے پر لعنت کرتے ہین" (دیکھو تطہیر الجنان صلا برحاشیہ صواعق محرقہ)

سنیے اور اچھی طرح سنیے :-

ولولا الشعر بالعلماء یزری لکنت الیوم اشعر من لبید

اڈیٹر صاحب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین بیشک مین نے لکھا تھا کہ "یہ امر تصفیہ طلب ہی کہ آپ مستدل ہونگے یا مجیب اسکو طی کر لیجیے تو آگے چلیے" مگر یاد تا فرمائیے کہ کیا آپ نے اسکو طی کیا کیونکہ آپ نے تو اُسکے جواب مین یہ لکھا تھا کہ "اگر وجہ معقول میرے مدعی ہونے کی لکھین گے تو مین مدعی بن سکتا ہون" جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ آپ مدعی بننے کے لیے وجہ معقول چاہتے ہین - جسکا مطلب یہ ہوا کہ ایک ما

اس ہین بھی صرف ہو - کیونکہ جب آپ کے خریدار اخبار آپ کو دق کرتے ہین تو دس گیارہ مہینہ بعد ایک دفعہ جو نکلتے ہین اور کچھ لکھ جاتے ہین - تو اس طرح انتظار کرنا تضییع اوقات نہین تو کیا ہو -

آپ اپنا وعدہ مورخہ ۱۰ ربیع الاول پورا کیجیے " آپ کے بقیہ مضمون کا جواب الگ دیا جائیگا انشاء" تو پھر مین بھی حاضر ہون -

مکرم بندہ ! ہم لوگ اہل اسلام کا تو یہ قاعدہ رہا ہو کہ اگر کسی ایک مسلمان نے بھی کسی کو امان دیدی تو پھر کوئی مسلمان اسکی عہد شکنی نہین کر سکتا - اس قاعدے پر جناب مولوی فرمان علی صاحب کی تحریر کو مین تمامی فرقہ کی طرف سے سمجھتا تھا جو اسکا جواب ہوتا وہ سب کا جواب ہوتا - مگر آپ نے تو اُنکے مضمون کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ بخاری صاحب نے بھی کسی حدیث رسول کو اس طرح غارت نہ کیا ہوگا -

آپ چاہتے ہین کہ دشنام دہی سے اس مناظرہ کو اُڑا دین جسکے لیے آپ نے یہ شریفانہ کلمہ لکھا "ہم کو بھی اُسی قدر کہہ لین جتنی اپنی اماں اور نانا جان کو کہتے ہین " مگر آپ کو معلوم نہین - ابا جان کی قوت . . . جتنی زیادہ ہوگی اُتنی ہی مائین بھی بڑھینگی اور نانا جان کی تو کوئی حد ہی نہ رہیگی - آپ کو حضرت عائشہ پر اسی وجہ سے ناز ہی نہ - کہ وہ حضرت کو باکرہ ملی تھین ! یا اور کچھ بھی شرف ہو ؟ ہم بھی اسکی قدر کرتے ہین - مگر ہم تو اُنکو وہی کہتے ہین جو خدا نے فرمایا ہو ان یتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما اگر تم دونون خدا کے آگے توبہ کرو تو بہتر ہو کیونکہ دل تمھارے کج ہو گئے ع

ہو بھی عیب مگر حسن ہے ابرو کے لیے

پھر خدا فرماتا ہو ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا امرأۃ نوح وامرأۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا الصالحین فخانتاھما فلم یغنیا من اللہ شیئاً وقیل ادخلا النار مع الداخلین خدا نے کافرون کے لیے نوح کی بی بی

اور لوط کی بی بی کی مثال دی ہے۔ جو دونوں نیک بندوں کے گھر میں تھیں۔ اور ان دونوں عورتوں نے خیانت کی۔ تو اُنکے دونوں شوہر اُنکے کچھ کام نہ آئے اور اُنکو حکم دیا گیا کہ تم دونوں بھی داخل جہنم ہو داخل ہونیوالوں کے ساتھ۔

یہی آیہ میں ان دونوں اماجان کے حق میں پڑھتا ہوں جو کلام خدا ہے اور نانا جان کو تو نانا ابوسفیان اور نانا حی بن اخطب کا ساتھی جانتا ہوں کیونکہ نانا اپنی بیٹیوں سے کب علٰحدہ رہیں گے۔ مگر یہ عجیب طرح کے نانا تھے کہ خود اُنکی صاحبزادیاں بھی تمکی اماجان ہیں۔

رہا ایساغوجی سے آپ کا نوع وجنس کا نکالنا۔ البتہ انعام کے قابل ہے۔ بشرطیکہ اس سوال کا جواب دیجیے۔ ابوبکر۔ ثناء اللہ خنزیر ما ہم ؟ کیونکہ اگر امام ابوحنیفہ نے اس مقام پر تعریف کی تھی تو اسی قدر۔ ایمان ابی بکر وابلیس واحد۔ یہاں سوال ما ہیت ہے۔ اگر اسکے ساتھ۔ ابوبکر وثناء اللہ وابلیس وخنزیر ما ہم۔ بڑھا دیا جائے۔ تو ایساغوجی کو کون بوجھے ؟ کبری میں بھی آپ کو اسکا جواب نہ ملے جو منطق کی سب سے بڑی کتاب ہے۔ یہان تک کہ کبری اُسکا نام ہی رکھا گیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب! اگر آپ نے میری اس تحریر کو بجنسہ درج اخبار کیا۔ تو بیشک آپ مجھ سے جواب کی امید رکھیں گے ورنہ ہم اس پر عامل ہونگے واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔

والسلام علی من اتبع الھدی

فیصلہ ملکہ کتابت وقرأت

اگرچہ ہمارے قواعد مقررہ سے ہے کہ نزاعات باخودہا میں (جو فی الواقع کالعدم ہیں) کسی طرح مداخلت نہیں کرتے۔ مگر اس مسئلہ نے اسقدر طول پکڑا کہ ڈیڑھ برس اس میں صرف ہوگیا۔ ناظم الہند نے تو یہانتک زور باندھا کہ اسکے لیے خاص لکھنؤ میں ایک مستقل دفتر قائم کرنا چاہا۔ مگر خداوند عالم جزاے خیر دے ہمارے ممتاز الافاضل

جناب مولوی سید سبط حسن صاحب دام فضلہ وعلاہ کو کہ اس طرح جواب مہذب و متین لکھا کہ آخر فریق مخالفت کو بھی دم بخود ہونا پڑا۔ اور حسن استقلال سے اخبار اثناعشری (دہلی) نے ان مضامین کو شائع کیا ہزار آفرین ہے اُسکی ہمت پر۔

یہ مسئلہ نہ اصول دین سے ہے کہ کسی نے اسکو ضروریات دین مین داخل کیا ہو۔ نہ فروع دین۔ بلکہ ایک نیا مسئلہ ایجاد ہو رہا ہے جس سے مومنین مین تفرقہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ شخص واحد محض اپنی شہرت کے لیے چاہتا ہے کہ ایک ایسا مسئلہ ایجاد کرے جس سے اُسکو شہرت و ناموری حاصل ہو۔

چونکہ ہم مدت سے بدف سہام افکار و آلام ہو رہے ہین اس لیے کسی طرح اس مین اقدام کرنا پسند نہین کرتے تھے۔ مگر بعض احباب خاص کی کچھ تحریرین ایسی موصول ہوئین کہ اُنیر لحاظ کرنا ضروری معلوم ہوا لہذا چند سطرین لکھنی پڑین۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ مفتی علامہ نے بجواب سوال لکھا تھا "عقیدۂ اہل حق یہ ہے کہ جناب رسالتمآبؐ کو تمام علوم من اللہ حاصل ہوے اور جناب امیرؑ کو تمام علوم من اللہ و من الرسول صلوات اللہ علیہ حاصل ہوے۔ اور ملکۂ قرارت و کتابت جناب رسالتمآبؐ کو بعد بعثت من اللہ عطا ہوا اور جناب امیرؑ کو یہ ملکہ ممکن ہے کہ اکتسابا حاصل ہوا ہو اور ممکن ہے کہ من اللہ عطا ہوا ہو اور اگرچہ یا دل اظہر ہے لیکن تصریح اس امر کی کہ یہ ملکہ اُن جناب نے کس سے تحصیل فرمایا کتب تواریخ و احادیث مین نظر قاصر سے نہین گزری۔ واللہ اعلم۔

اس جواب پر جو مفتی علامہ نے لکھا تھا مقلدین کو تو کسی طرح اعتراض کا حق ہی نہ تھا کیونکہ اُنکا منصب تقلید ہے۔ مجتہد کو بھی کوئی حق نہین کیونکہ ہر شخص کی تکلیف علیحدہ ہے۔ اور ایک مجتہد کو دوسرے کی متابعت غیر لازم۔ مگر خود ایک شخص نے اس سے مخالفت کی جو مدعی اجتہاد بھی نہین ہے۔ بلکہ مقلدیت کا مدعی ہے۔ مخالفت بھی ایسی کی کہ مفتی علامہ کو دائرۂ تشیع سے خارج کر دیا جسکا منصب بہ مشکل مجتہدین کو مل سکتا ہے۔

اسپر ممتاز الافاضل جناب مولوی سید سبط حسن صاحب دام علاہ نے یہ انتصار
مفتی علامہ ایسے قوی دلائل لکھے اور ایسی متین تحریرین اخبار اثنا عشری مین
شائع کین کہ مافوق اُس سے شاید متصور نہ ہو۔
چونکہ مسلمانون کا عموماً اور فرقہ حقہ شیعہ کا خصوصاً۔ مدار کتاب و حدیث پر ہے۔
یا اجماع و عقل پر جسکا درجہ بعد کتاب و سنت ہو لہذا ہم بھی پہلے قرآن مجید سے
اسکا فیصلہ کرتے ہین کہ وہ ہم کو کیا بتاتا ہی۔ کیونکہ اصول مقررہ شیعہ سے ہو کہ اگر
حدیث قرآن کے خلاف ہو تو رد کی جائیگی اور کسی طرح مقبول نہ ہوگی چہ جائیکہ
فضل خدا سے کوئی حدیث بھی معارض نہین ہے۔
خداوند عالم سورۂ عنکبوت مین فرماتا ہی وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب
ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون۔ یعنی ای رسول تم نہ تھے تلاوت
کرتے قبل سکے اور نہ لکھتے تھے اپنے داہنے ہاتھ سے اسواسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو
ضرور شک کرتے مبطلین۔
اس آیہ کو ہم اگر بلا کسی تفسیر کے بھی دیکھین تو اس مین صریحی نفی کی گئی ہو حضرت کی
ذات سے دونون امرون کی۔ یعنی تلاوت و کتابت تم سے دونون منفی تھے۔ پھر
اُسکی وجہ بھی بیان کردی گئی ہو۔ کیونکہ اگر تم مین یہ باتین ہوتین تو ضرور مبطلین کو
شک کا موقع ملتا۔
یہ بدیہی امر ہو کہ علم و کتابت انسان کے اُن صفات سے ہے جو قریب قریب سب مین
پایا جاتا ہو اور جس قدر اُس مین زیادتی ہوتی ہو اُسی قدر وہ کامل و فاضل محسوب
ہوتا ہی۔ مگر چونکہ خداوند عالم کی غرض یہ تھی کہ اپنے اس کلام بلاغت نظام کو من
کل الوجوہ معجزہ قرار دے اس لیے ابتدار فطرت ہی سے حضرت کو جن پر اس
قرآن کا نزول ہوا اُن باتون سے معرا کیا جن سے اسکا شبہہ ہوسکے کہ یہ قرآن
کسی انسان کا بنایا ہوا ہی۔
اسی لیے پہلے تو آپ کو اُس گروہ مین پیدا کیا جو من حیث الفطرۃ صنعت کتابت و

تلاوت سے معرا تھے جسکی نسبت صدہا آیتون مین اشارہ کیا گیا۔

(۱)	ص۵ آل عمران		قل للناس اوتو الکتاب والامیین ءاسلمتم کہہ تو اہل کتاب سے اور آن پڑھ لوگون سے کیا اسلام لائے ہو۔
(۲)	ص۹۳	″	ذلک بانھم قالوا لیس علینا فی الامیین سبیل یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہین کہ نہین ہو راہ آن پڑھ لوگون مین
(۳)	جمعہ		ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وہی تو ہے جسنے بھیجا امیون مین (بے پڑھے لکھے ہوے لوگون مین) رسول اُنھین مین سے کہ پڑھتا ہو اُنپر آیتین اُسکی اور پاک کرتا ہو اُنکو اور تعلیم کرتا ہو اُنکو کتاب وحکمت اگرچہ تھے پہلے اسکے وہ ضلال مبین مین۔

ان آیات مین خدا نے قوم عرب کو بخطاب امیین مخاطب کیا ہو کہ بے پڑھے لکھے مین جسمین سے ایک تو قوم کی قوم کے بے پڑھے لکھے ہونے کا اظہار ہی۔ دوسرے اہل کتاب کا مقابلہ ہی۔

خداوند عالم سورۂ الم مین فرماتا ہو ومنھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ھم الا یظنون یعنی بعض اُن مین امی ہین (بے پڑھے لکھے) جو نہین جانتے کتاب کو مگر خواہشونکو یہ سب نہین مین مگر گمان کرنے والے۔

تو اب ایسی قوم سے کسی نبی کا مبعوث ہوتا اور ایسی کتاب لاتا جس سے تمام فصحا وبلغا عاجز ہون بجاے خود دلیل ہو اُسکے معجزہ ہونے کی۔ کیونکہ جو قوم جاہل ہوتی ہو بے پڑھی لکھی اُس مین اگر کوئی حکیم وعالم پیدا ہو تو ہر شخص مجبور ہوگا کہ وہ تسلیم کرے کہ اُسکی تعلیم منجانب اللہ ہوئی۔ ورنہ اگر وہ پڑھا لکھا ہوتا اور ایسی قوم مین

اُسنے نشو ونما پایا ہو تا جہان علم کا چرچا ہو۔ تو محض اتنی ہی بات سے نہ کوئی اُسکو نبی تسلیم کرسکتا ہے نہ اسکا گمان جا سکتا ہو کہ یہ کوئی بات مافوق قوت بشری لایا ہو۔

اسلیئے بجز قرآن کوئی کتاب خواہ توراۃ ہو یا انجیل یا زبور معجزہ نہین قرار دی گئی بلکہ وہ سب کتابین اپنی اصلی حالت مین فرمان الٰہی ہین۔ بخلاف قرآن کے کہ وہ خود معجزہ ہے۔

پس خدا نے پہلے تو اُس قوم کو امی بنایا جس سے ایسی کتاب کا ظہور اور نزول منظور تھا کہ کسی کو اسکا شبہہ نہ ہو کہ اس مین انسانی تصرف ہوا۔ پھر اُس شخص خاص (روحی فداہ) کو امی محض بنایا جسکے ذریعہ سے اس کتاب کا نزول منظور تھا چنانچہ فرمایا ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یعنی وہی خدا ہے جسنے امیین مین سے ایک رسول بنایا جو انھین امیین سے ہو۔ جس سے مقصود خدا یہی ہے کہ نہ صرف اُس قوم کی امیت ثابت کرے بلکہ اُس شخص کی بھی امیت ثابت کرے جو اُن مین رسول بنایا گیا۔

پھر سورۂ اعراف مین فرماتا ہے الذین یتبعون النبی الامی الذی یجدو ن عندھم مکتوبا فی التوراۃ والانجیل یعنی وہ لوگ جو اتباع کرتے ہین اُس نبی امی کی جسکو لکھا ہوا پاتے ہین اُنکے نزدیک توراۃ و انجیل مین۔

پھر دو آیتون کے بعد فرماتا ہے فامنوا باللہ و رسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ وکلمتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون یعنی سب ایمان لاؤ ساتھ خدا اور رسول اُسکے کے جو نبی امی ہے۔ جو ایمان لاتا ہو ساتھ خدا اور کلمات اُسکے کے۔ اور متابعت کرو اُسکی شاید کہ تم لوگ ہدایت پاؤ۔

یہ تین آیتین ہین جن مین بصراحت تمام خداوند عالم نے حضرت کے امی ہونے کو ظاہر کیا ہو جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ مقصود خدا یہ ہو کہ بتانے یہ قرآن ایسی کتاب ہو جس مین کسی طرح انسانی تصرت کو دخل نہین کہ اولا خدا سے اُس قوم مین نازل کیا جو ہی

تھی۔ ثانیاً اس شخص پر نازل کیا جو امی تھا۔ جسکے بعد پھر کسی طرح اسکا گمان نہین ہو سکتا کہ اس مین انسانی تصرف نے کچھ کام کیا ہو۔

ان آیات کو جب آیۂ سورۂ عنکبوت سے ملائین تو مطلب مین کسی طرح کا شبہہ نہین رہ سکتا کہ خداوند عالم نے اس غرض خاص سے صفت تلاوت وکتابت کو آپ سے قبل نبوت سلب کیا تھا کہ مبطلین کو کسی طرح کا شبہہ نہ ہو۔

مگر یہان ایک حدیث ائمۂ اطہار علیہم السلام سے پیش کی جاتی ہے جس سے یہ مطلب نکالا جاتا ہے کہ حضرت قبل نبوت بھی لکھ پڑھ سکتے تھے وہ حدیث یہ ہے تفسیر صافی مین ہے و فی العلل عن الجواد ع انہ سئل عن ذلک فقال ما تقول الناس قیل یزعمون انہ انما سمی الامی لانہ لم یحسن ان یکتب فقال کذبوا علیہم لعنۃ اللہ انی ذلک واللہ یقول ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتاب والحکمۃ فکیف کان یعلمہم ما لا یحسن واللہ لقد کان رسول اللہ یقرء و یکتب باثنین و سبعین او ثلث و سبعین لسانا و انما سمی الامی لانہ کان من اھل مکۃ و مکۃ من امہات القری و ذلک قول اللہ عز وجل لتنذر ام القری و من حولہا یعنی جناب امام محمد تقی ع سے اس بارے مین سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا لوگ (مخالفین) کیا کہتے ہین۔ کہا کہ وہ گمان کرتے ہین کہ حضرت لکھ نہین سکتے تھے۔ حضرت نے فرمایا جھوٹ کہا انھون نے خدا کی لعنت ہو اُن پر۔ کہان ہو سکتا ہو یہ۔ حالانکہ خدا فرماتا ہو۔ خدا نے امیین مین ایک رسول بھیجا اُن مین سے جو تلاوت کرتا ہو اُنپر اور پاک کرتا ہو۔ اور تعلیم کرتا ہو کتاب وحکمت کو۔ پس کیونکر حضرت تعلیم کرتے تھے جسکو خود نہ جانتے تھے۔ قسم خدا کی رسول اللہ پڑھتے تھے اور لکھتے تھے بہتر یا تہتر زبان مین۔ اور حضرت امی اس وجہ سے کہے گئے کہ آپ اہل مکہ سے تھے اور مکہ کا نام ام القری ہو جیسا کہ خدا فرماتا ہو لتنذر ام القری و من حولہا "تاکہ ڈرائے تو ام القری کو اور گرد اسکے لوگون کو"

مگر سخت حیرت ہی کہ اس حدیث سے وہ آیتین کیونکر باطل کی جا سکتی ہین جن مین حضرت کی تلاوت وکتابت کی نفی ہو۔ کیونکہ امام علیہ السلام اثبات تلاوت وکتابت فرماتے ہین بعد نبوت اور قرآن ان دونون صفتون کی نفی کرتا ہی قبل نبوت پھر دونون مین تعارض وتناقض کہان ہوا۔

دیکھیے حضرت نے تلاوت کی صفت خود قرآن سے ثابت فرمائی ہو یتلو علیہم ایاتہ جو زمانہ حال واستقبال سے متعلق ہو کہ اب وہ حضرت تلاوت کرتے ہین اور قرآن مین اُسکی نفی ہو ماضی مین ماکنت تتلو من قبلہ پس اگر قرآن وحدیث مین تعارض کے قائل ہون تو لازم آتا ہو کہ معاذ اللہ خود قرآن مین تعارض ہو کیونکہ حدیث مین تو قرآن ہی کا حوالہ دیا گیا ہو۔ اور قرآن مین تعارض کا قائل ہونا مستلزم انکار قرآن ہو کیونکہ خدا فرماتا ہو لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔

پھر اسکو بھی دیکھیے کہ حضرت استدلال فرماتے ہین آپ کی تعلیم سے فکیف کان یعلمہم مالا یحسن اور بدیہی ہو کہ یہ صفت خاص حضرت مین بعد نبوت آئی ہو نہ قبل نبوت۔ اب چونکہ اس سے یہ شبہہ ہوتا تھا کہ خدا نے تو حضرت کو امی فرمایا ہو اور اس قرآن وحدیث سے اب آپکا غیر امی ہونا ثابت ہوتا ہو۔ پھر لفظ امی کا اطلاق بعد اسکے کیونکر ہوگا۔ اُسکو حضرت نے یون دفع فرمایا کہ یہ نسبت ام القری کی طرف ہو وذلک لا کلام فیہ۔

سب سے بڑا قرینہ اسکا یہ ہو کہ حضرت نے خود سائل سے پوچھا ما تقول الناس کہ لوگ کیا کہتے ہین اُسنے جواب دیا یزعمون انما سمی الامی لانہ لم یحسن ان یکتب کہ وہ لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ حضرت کو صرف اس وجہ سے امی کہتے ہین کہ آپ لکھنا نہین جانتے تھے۔ اسپر حضرت نے اُنکی تکذیب فرمائی ہو کہ یہ خیال محض غلط ہو کہ حضرت بعد نبوت بھی کتابت نہ کر سکتے تھے اسپر آیہ یتلو علیہم ایاتہ کی بھی تلاوت کی اور اسکو بھی ثابت کیا کہ حضرت تہتر زبانون مین لکھتے تھے۔

اب اسکو دیکھیے کہ اُن لوگون کا کیا عقیدہ تھا مجمع بحار الانوار مین ہو دفیہ انا امة
امیة لا نکتب ولا نحسب یعنی علی اصل ولادة انهم لم یتعلموا
الکتابة والحساب فهم علی جبلتهم الاولی ومنه بعث فی الامیین
رسولا لك وقیل نسبته الی ام القری فان قلت العرب فیهم الکاتب
واکثرهم کانوا یعرفون الحساب قلت ان اکثرهم امیون والحساب
حساب النجوم وهو لا یعرفونه ۷۹ ؎ یعنی حضرت نے فرمایا کہ ہم امیہ امی ہین
نہ لکھنا جانتے ہین نہ حساب کرنا یعنی جسطرح پیدا ہوئے تھے اُسی طرح ہین کہ نہین سیکھا
کتابت وحساب کو اور کہا گیا کہ نسبت ہو ام القری کی طرف اگر کہو کہ عرب تو بعض
بعض لکھنے والے بھی ہین اور حساب بھی جانتے تھے تو اسکا جواب یہ ہو کہ اکثر
اُن مین امی ہین اور حساب سے مراد حساب نجوم ہو جسکو وہ نہین جانتے -
یہ عبارت صاف صاف کہہ رہی ہو کہ حضرت بعد نبوت بھی کتابت و قرارت
نہین کرتے تھے -

اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی مین ہو لصفة الثالثة کونه امیا قال الزجاج
معنی الامی الذی هو علی صفة ام العرب قال ع انا امیة لا نکتب و
لا نحسب فالعرب اکثرهم ما کانوا یکتبون ولا یقرؤن والنبی کان
کذالك فلهذا السبب وصفه بکونه امیا قال اهل الحقین وکونه امیا
بهذا التفسیر کان من جملة معجزاته ص ۳۱۴ جلد ۴
مطلب اسکا بھی وہی ہو کہ حضرت لکھنے پڑھنے نہ جانتے تھے یعنی بعد نبوت بھی حضرت
مین یہی حالت رہی -

تفسیر درمنثور مین ہو واخرج ابن ابی حاتم وابو الشیخ عن ابراهیم
النخعی فی قوله النبی الامی قال کان لا یکتب ولا یقرء - واخرج عبد بن
حمید وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن قتادة فی قوله الرسول النبی
الامی قال هو نبیکم کان امیا لا یکتب واخرج ابن مردویه عن

عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال خرج علینا رسول اللہ یوما کالمودع فقال انا محمد النبی الامی انا محمد النبی الامی انا محمد النبی الامی ولا نبی بعدی اوتیت فواتح الکلم وخواتمہ وجوامعہ وعلمہ خزنۃ النار وحملۃ العرش فاستمعوا واطیعوا مادمت فیکم فاذا ذھب بی فعلیکم بکتاب اللہ احلوا حلالہ وحرموا حرامہ واخرج ابن ابی شیبۃ والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن مردویہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ص انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب وانا الشہر کذا وکذا وضرب بیدہ ست مرات وقبض واحدۃ واخرج ابو الشیخ من طریق مجالد قال حدثنی عمر بن عبد اللہ بن عتبۃ عن ابیہ قال مامات النبی ص حتی قرأ وکتب فذکرت ھذا الحدیث للشعبی فقال صدق سمعت اصحابنا یقول ذالک ص ۱۳۱ جلد ۳۔

مطلب ان روایات کا بھی وہی ہے۔ آخری روایت یہ ہے کہ بطریق مجالد روایت ہے کہ رسول اللہ نے نہیں وفات پائی جب تک پڑھ نہ لیا اور لکھ نہ لیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس حدیث کو شعبی سے بیان کیا تو کہا سچ کہا کیونکہ ہم نے بھی اپنے اصحاب سے اسکو سنا ہے۔

اس روایت سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اہل سنت کے خیالات حضرت کی قرارت و کتابت کی نسبت کیا تھے کہ وہ بعد حصول نبوت بھی اسکے قائل نہ تھے کہ حضرت لکھ پڑھ سکتے ہوں۔ یہاں تک کہ جب عبد اللہ بن عتبہ نے یہ بیان کیا کہ حضرت نے قبل رحلت لکھ بھی لیا تھا پڑھ بھی لیا تھا تو راوی کو اس روایت میں شک ہوا جسکے لیے وہ شعبی کے پاس گیا جب اسنے بھی اسکی تصدیق کی کہ ہاں ہم نے بھی سنا ہے تب جا کر اسکی تسکین ہوئی۔

پس اب اچھی طرح معلوم ہوا حضرت نے اسی کے رد میں یہ فرمایا کہ یہ گمان انکا غلط ہے

کہ حضرت بعد نبوت بھی نہ لکھ سکتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے کیونکہ قرآن مین موجود ہے
حضرت تلاوت کرتے تھے اُنپر آیات کی حالانکہ آیہ سورہ عنکبوت مین ماکنت تتلو ہے
صحیح بخاری کی کتاب المغازی باب عمرۃ القضا مین ہی کہ بروز صلح حدیبیہ جب
صلحنامہ لکھا گیا لکھنے والے جناب امیرؑ تھے تو حضرت نے لکھا ھذا ما قاضنا علیہ
محمد رسول اللہ اسپر سہیل نے جو مشرکین کا وکیل تھا عذر کیا کہ اگر ہم آپ کو
رسول خدا جانتے تو جنگ کیون کرتے قال لعلی امح رسول اللہ قال علی واللہ لا
امحوک ابدا فاخذ رسول اللہ الکتاب ولیس یحسن یکتب فکتب ھذا
ما قاضی محمد بن عبد اللہ اسپر حضرت سے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ لفظ رسول اللہ
کو محو کردو۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا قسم خدا کی مین تو اسکو نہ مٹاؤنگا۔ پس حضرت
نے وہ کاغذ لے لیا اور خود لکھ دیا حالانکہ آپ اچھی طرح لکھنا نہین جانتے تھے۔
اس فقرہ پر کہ اس مین نسبت کتابت حضرت کی طرف کی گئی ہو یعنیؐ آپ نے اپنے
ہاتھ سے لکھا" اسقدر اہل سنت مین مخالفت پیدا ہوئی کہ فتح الباری مین ہی انکو
بعض المتاخرین علی ابی مسعود نسبتہا الی تخریج البخاری وقال لیس
فی البخاری ھذہ اللفظۃ ولا فی مسلم صـــ ۳۲ جزو ۱۷۔ یعنی بعض متاخرین
نے سخت انکار کیا ابی مسعود پر کہ اُسنے نسبت دی اسکی بخاری کی طرف حالانکہ بخاری
و مسلم مین نہین ہی۔
اس عبارت سے آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ علمائے اہل سنت کو اس بارہ مین کس قدر
غلو تھا کہ باوصفیکہ بخاری و مسلم دونون مین یہ عبارت موجود ہی مگر انکار کردیا کیونکہ
اُنکے یہان مسلم طور پر ثابت تھا کہ حضرت بعد نبوت بھی کتابت نہین کر سکتے تھے۔
اس سے بھی بڑھکر سنیئے کہ فتح الباری مین ہی وقد تمسک بظاہر ھذہ
الروایۃ ابو الولید الباجی فادعی ان النبی صلعم کتب بیدہ بعد ان لم یکن
یحسن یکتب فشنع علیہ علماء الاندلس فی زمانہ ورموہ بالزندقۃ
وان الذی قالہ یخالف القرآن حتی قال قائلھم ؎

برئت ممن شری دنیا باخرة   وقال ان رسول الله قد کتبا

فجمعهم الامیر فاستظهر الباجی علیهم بما لدیه من المعرفه وقال للامیر هذا لا ینافی القران بل یوخذ من مفهوم القران لانه قید النفی بما قبل ورود القران فقال وما کنت تتلو من قبله من کتاب ولا تخطه بیمینك وبعد ان تحققت وتقررت بذلك معجزته وان لا ارتیاب فی ذلك لا مانع من ان یعرف الکتابة بعد ذلك من غیر تعلیم فتکون معجزة اخری وذکر ابن دحیه ان جماعة من العلماء وافقوا الباجی فی ذلك منهم شیخه ابو ذر الهروی وابو فتح النیسابوری واخرون من علماء افریقیه وغیرها واحتج بعضهم لذلك بما اخرجه ابن ابی شیبة وعمرو بن شیبة من طریق مجاهد عن عون بن عبد الله قال ما مات رسول الله حتی کتب وقرء الخ ۲۳ خلاصه یہ کہ ایک عالم ابو سعید باجی نے اس روایت کے ظاہر الفاظ سے اسکا ادعا کیا کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے لکھا تھا اسپر علماے اندلس اس درجہ برہم ہوے کہ اُسکو زندیق کا خطاب دیا کہ خلاف قرآن یہ دعوی کیا۔ چنانچہ ایک شاعر نے یہ شعر بھی کہا کہ ہم بری ہین اُس سے جسنے اپنی آخرت کو دنیا سے بیچ ڈالا اور اسکا قائل ہوا کہ رسول اللہ نے لکھا تھا۔ اس واقعہ نے اتنا طول کھینچا کہ وہان کے حاکم نے علما کو جمع کیا اور باجی نے بیان کیا کہ ہمارا دعوی منافی قرآن نہین ہی۔ بلکہ اُسکے مفہوم سے ماخوذ ہی کیونکہ قرآن مین جو کتابت کی نفی ہی تو قبل نبوت نہ بعد نبوت۔ کیونکہ جب حضرت کی امیت ثابت ہو چکی اور شک وشبہہ کا احتمال زائل ہو گیا تو پھر کتابت سے کوئی مانع نہین ہی کہ حضرت نے اسکو حاصل کیا ہو بغیر تعلیم۔ شیخ ابو ذر ہروی نے بھی اُسکی تائید کی اور اس روایت سے استدلال کیا جو ابن شیبہ نے روایت کی ہی کہ حضرت نے نہ رحلت کی مگر بعد اسکے کہ لکھا اور پڑھا۔

اس روایت کو ہم درمنثور سیوطی سے پہلے لکھ چکے ہین لہذا اسکو دوبارہ نہین لکھتے

ابن حجر نے اور بھی کچھ شواہد اسکے دیے ہیں جن سے حضرت کی کتابت بعد نبوت ثابت ہوتی ہے اُسکے بعد کہتے ہیں واجاب الجمہور فضعف هذه الاحادیث وعن قصة الحديبية بان القصة واحدة والكاتب فيها علی وقد صرح فی حديث المشهور بان عليا هو الذی كتب فيحمل علی ان النكتة فی قوله فاخذ الكتاب وليس يحسن يكتب لبيان ان قوله ارنی ايا‌ها انما احتيج الی ان يريه موضع الكلمة التی امتنع علی من محوها الا لكونه كان لا يحسن الكتابة علی ان قوله بعد ذلك فكتب فيه حذف تقديره فمحاها فاعادها لعلی فكتب وبهذا جزم ابن التين واطلق كتب بمعنی امر بالكتابة وهو كثير كقوله كتب الی قيصر وكتب الی كسری وعلی تقدير حمله علی الظاهر فلا يلزم من كتابة اسمه الشريف فی ذلك اليوم وهو لا يحسن الكتابة ان يصير عالما بالكتابة ويخرج عن كونه اميا فان كثيرا ممن لا يحسن الكتابة يعرف تصور بعض الكلمات ويحسن وضعها بيده وخصوصا الاسماء ولا يخرج عن كونه اميا ككثير من الملوك ويحتمل ان يكون جرت يده بالكتابة حينئذ وهو لا يحسنها بذلك فخرج المكتوب علی وفق المراد فيكون معجزة اخری فی ذلك الوقت خاصة ولا يخرج بذلك عن كونه اميا وبهذا اجاب ابو جعفر السمنانی احد ائمة الاصول من الاشاعرة وتبعه ابن الجوزی وتعقب ذلك السهيلی وغيره بان هذا وان كان ممكنا ويكون اية اخری لكنه يناقض كونه اميا لا يكتب وهی الاية التی قامت بها الحجة وافحم الجاحد وانحسمت الشبهة فلو جاز ان يصير يكتب بعد ذلك لعادت الشبهة وقال المعاند كان يحسن يكتب لكنه كان يكتم ذلك قال السهيلی والمعجزات يستحيل ان يدفع بعضها بعضا والحق ان معنی قوله فكتب ای امر عليا ان يكتب انتهی وفی دعوی ان كتابة

اسمہ الشریف فقط علی ھذہ الصورۃ یستلزم منا قضۃ المعجز و یثبت کونہ غیر امی نظر کبیر واللہ اعلم ص۲۳ جزو ۱۷ - جمہور علما نے اسکا یہ جواب دیا ہو کہ یہ حدیثین ضعیف ہین - اور قصۂ حدیبیہ کا یہ جواب ہو کہ اصل مین ایک ہی قصہ ہو (اگرچہ بخاری نے کسی طرح لکھا ہو) اور کاتب اس مین حضرت علیؓ تھے جیسا کہ حدیث مشہور (مندرج صحیح بخاری) مین اسکی تصریح ہو - تو حدیث مین جو یہ جملہ ہو کہ حضرت نے اُس کتاب کو لیا حالانکہ لکھنا نہ جانتے تھے - تو مراد یہ ہو کہ حضرت نے فرمایا وہ جگہ ہم کو دکھاؤ جسکے محو کرنے سے حضرت علیؓ نے انکار کیا تھا - یہ کلمہ حضرت نے اسوجہ سے کہا کہ آپ لکھنا نہ جانتے تھے - اسکے بعد جو یہ جملہ ہو "فکتب" (حضرت نے خود لکھدیا) تو مراد یہ ہو کہ حضرت نے اُس کلمہ کو محو کیا اور دیا حضرت علیؓ کو کہ لکھین ابن التین نے اس احتمال کا جزم کیا ہو - دوسرا احتمال یہ ہو کہ "کتب" سے مراد امر بالکتابۃ ہو کہ لکھنے کا حکم دیا جیسا کہ کتب الی قیصر وکتب الی کسریٰ مین یہی مراد ہو - اور اگر ظاہر لفظ حدیث سے مان بھی لیا جائے کہ حضرت نے خود اپنا نام لکھا - تو اس سے یہ نہین لازم آتا کہ آپ فن کتابت کے عالم بھی ہون جس سے امی ہونے سے نکل جائین کیونکہ بہت سے لوگ امی ہوتے ہین جو نہین لکھ سکتے لیکن اپنا نام لکھ لیتے ہین جیسا کہ اکثر بادشاہون مین ہوتے ہین - پھر یہ بھی احتمال ہو سکتا ہو کہ حضرت اصل مین لکھنا نہ جانتے تھے لیکن ہاتھ آپ کا چل گیا اور حسب خواہ لکھا گیا جو ایک دوسرا معجزہ ہوا اُس وقت خاص مین اس سے بھی آپ امی ہونے سے نہین نکلے - ابو جعفر سمانی نے جو ائمۂ اصول اشاعرہ سے تھے یہی جواب دیا ہو اور ابن جوزی نے بھی اُسکی متابعت کی ہو -

مگر اسپر سہیلی کا یہ اعتراض ہو کہ اگرچہ ممکن ہو اور ایک دوسرا معجزہ ہوگا مگر امی ہونے کی نقیض ہو - حالانکہ یہ ایک ایسا معجزہ تھا جس سے حجت کامل ہوئی اور جاحد مجبور ہو گئے - شبہہ دفع ہو گیا - پس اگر حضرت کا لکھنا اسقدر بھی مانا جائے تو اسپر ایک معاند کہہ سکتا ہو کہ حضرت لکھنا جانتے تھے مگر چھپائے تھے - سہیلی کہتے ہین یہ محال ہو کہ

نہ ایک معجزہ دوسرے معجزہ کو دفع کرسکے۔ پس حق یہ ہو کہ "کتب" سے مراد یہ ہو کہ حضرت نے جناب امیرؑ کو حکم بہ کتابت دیا تھا۔

ابن حجر کہتے ہین کہ اس دعوے مین اسقدر لکھنے سے امید باطل ہو نظر کیبر ہو۔

ہمارا مقصود ان عبارات سے صرف اسقدر ہی کہ چونکہ اہل سنت مین عام طور سے یہ امر مسلم تھا کہ حضرت بعد نبوت بھی نہ لکھ سکتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے۔ اسلیے جناب امام محمد تقی علیہ السلام نے اُنکے قول کو باطل کر کے حضرت کی قراءت وکتابت بعد النبوۃ کو ثابت کیا کہ یہ خیال اُنکا غلط ہی حضرت بہتر بلکہ تہتر زبانون مین لکھتے تھے۔

تو اب نہ حدیث مذکور معارض قرآن ہی نہ قرآن معارض حدیث کیونکہ قرآن مین نفی کتابت و قراءت قبل نبوت ہی اور حدیث مین اثبات قراءت وکتابت بعد نبوت۔ اسی طرح اطلاق امیت حضرت پر دونون معنی سے ہو کیونکہ هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم مین امی بمعنی ناخواندہ ہی جس مین حضرت بھی داخل ہین کیونکہ جسوقت حضرت مبعوث ہوے تھے اُسوقت آپ اس معنی سے امی تھے کہ نہ لکھ سکتے تھے نہ کسی کتاب سے پڑھ سکتے۔ اور بعد اسکے جو حضرت پر امی کا اطلاق ہوا ہی باعتبار نسبت ام القری فصدق الله ورسوله والامام علیهم السلام۔

اگرچہ یہان موقع تھا کہ ہم بخاری اور اہل سنت کی اس بے انصافی کی بھی شکایت کرین کہ وہ اسکے بھی روادار نہین ہوتے کہ جناب امیرؑ کے لیے اس امر کو بھی مسلم رہنے دین کہ حضرت ہی اس صلحنامہ کے لکھنے والے تھے۔ چنانچہ بخاری نے اس روایت مین تو حضرتؑ کا نام لیا اور دوسری روایتون مین بالکل اُڑا دیا اور اُسکی جگہ پر لفظ کاتب رکھا جس سے اہل سنت مین یہ اختلاف پیدا ہوا کہ کاتب کون تھا۔ چنانچہ ابن حجر لکھتے ہین کہ "عمر بن شبیہ کہتے ہین کہ کاتب اسکے محمد بن مسلمہ تھے" اور ایک صاحب نے یہ لکھا کہ "کاتب کا نام ہشام بن عکرمہ تھا" جسپر ابن حجر لکھتے ہین "ھو غلط فاحش" صفحہ جزو ۱۱۔

حالانکہ یہ وہ واقعہ ہو کہ رسول اللہؐ نے حضرت کو خبر دی تھی کہ یہی واقعہ تم کو بھی پیش آئیگا۔ جیسا کہ تاریخ کامل مین ہی وحضر عمرو بن العاص عند علی لیکتب القضیة بحضوره

صلح نامہ لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہذا ما تقاضی علیہ امیر المومنین فقال عمرو ھو امیرکم واما امیرنا فلا فقال الاحنف لا تمح اسم امیر المومنین فانی اخاف ان محوتہا ان لا ترجع الیک ابدا لا تمحہا وان قتل الناس بعضہم بعضا فابی ذلک علی ملیا من النہار ثم ان الاشعث بن قیس قال امح ھذا الاسم فمحاہ فقال علی اللہ اکبر سنۃ بسنۃ واللہ انی لکاتب رسول اللہ ص یوم حدیبیہ اذ کتب محمد رسول اللہ قالوا لست برسول اللہ ولکن اکتب اسمک واسم ابیک فامرنی رسول اللہ ص بمحوہ فقلت لا استطیع فقال ارنیہ فاریتہ فمحاہ بیدہ وقال انک ستدعی الی مثلہا فتجیب فقال عمرو سبحان اللہ تشبہ بالکفار ونحن مومنون فقال علی یا ابن النابغۃ ومتی لم تکن للفاسقین ولیا وللمومنین عدوا فقال عمرو واللہ لا یجمع بینی وبینک مجلس بعد ہذا الیوم ابدا فقال علی انی لارجوا ان یطہر اللہ مجلسی منک ومن اشباہک۔ صفحہ ۴۲ جلد ۳ یعنی جب عمرو عاص صلحنامہ لکھوانے کے لیے آیا تو ھذا ما تقاضی علیہ۔ امیر المومنین لکھا گیا تو عمرو عاص نے کہا یہ تمہارے امیر ہیں نہ ہمارے حضرت نے بعد اصرار حکم دیا کہ لفظ امیر المومنین کو محو کردو اور کہا اللہ اکبر سنت مطابق سنت ہے۔ ہم صلحنامہ حدیبیہ کا لکھ رہے تھے محمد رسول اللہ پر جب کفار نے اعتراض کیا تو حضرت نے کہا محو کردو۔ ہم نے کہا ہم میں اسکی قدرت نہیں ہے حضرت نے فرمایا ہمیں دکھاؤ جب دکھایا تو آپ نے محو کیا اور فرمایا کہ یہی معاملہ تم کو بھی پیش آئیگا اور قبول کرنا پڑیگا۔ عمرو نے کہا سبحان اللہ کیا ہم لوگ مومن ہوکر مشابہ کفار قرار دیے جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے ابن النابغہ تو کس زمانہ میں مومنوں کا دشمن اور فاسقوں کا دوست نہیں رہا عمرو نے کہا اب ہم اور آپ کبھی ایک جگہ جمع نہ ہونگے۔ حضرت نے فرمایا ہم امید کرتے ہیں کہ خدا ہماری مجلس کو طاہر کرے تم ایسے لوگوں سے۔

دیکھیے اس میں کیسی کرامت جناب امیر ہے۔ مگر یاروں نے اسکو چھپانے کے لیے یہ ترکیب کی کہ بخاری نے حضرت کا نام اکثر روایات سے نکالا اور دوسرے لوگوں نے اختلاف کیا جس

اصل امر مخفی ہو جائے۔

بہرحال ہماری بحث اصل مسئلہ قرأت وکتابت سے ہے جسکی نسبت ہر با فہم سمجھ سکتا ہے کہ اصل امر حق یہی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ حضرت قبل نبوت کتابت و قرأت دونوں سے عاری تھے۔ اور بعد نبوت دونوں سے متصف ہوئے۔

اسی مضمون کو مفتی علامہ نے بھی بیان کیا ہے تو اب اسپر اعتراض کرنا محض نادانی ہے۔ کیونکہ جس حدیث سے اسکا شبہہ ہوتا تھا کہ آپ میں کتابت و تلاوت دونوں پائی جاتی تھی اسکی توضیح ہو چکی کہ یہ صفت بعد نبوت کی ہے۔ اسی وجہ سے یہ حدیث جناب امام محمد تقی کی تفسیر یتبعون الرسول النبی الامی کے متعلق ہے جو سورۂ اعراف میں ہے جو نزولاً متاخر ہے سورۂ عنکبوت سے جس میں اسکی تصریح ہے کہ قبل نبوت آپ میں یہ صفت نہ تھی ورنہ اس سے شک کا موقع ملتا۔

اسوقت عام نظر اسپر ہے کہ اس سے رسول اللہ کی معاذ اللہ تنقیص ہوتی ہے حالانکہ یہ خیال محض غلط ہے۔ کیونکہ خود خداوند عالم سے بڑھکر کون مداح رسول ہو سکتا ہے جسنے سارے قرآن کو آپ کی ثنا و صفت سے بھر دیا۔ پھر جب وہ اس تصریح سے قبل نبوت نفی قرأت وکتابت فرمائے تو اب کس کی مجال ہے جو اسکی مخالفت کر سکے اور کہے کہ آپ قبل نبوت بھی کتابت و قرأت فرماتے تھے جس سے صریحی کفر لازم آئے کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا فر ہے۔

بیشک جو سورۂ اعراف میں آپ کی صفت نبی امی قرار دی گئی ہے اس سے مراد نسبت بام القریٰ ہے جیسا کہ حدیث امام محمد تقی سے بھی واضح ہے هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم میں کہ یہاں خدا نے امی بمعنی ناخواندہ یا نا صاحب کتاب بولا ہے۔

اس حدیث کو صاحب مجمع البحرین نے بھی لکھا ہے اور علامہ مجلسی و جناب میر لن صاحب مرحوم وغیرہم سبنے بھی اس سے استناد کیا ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔

حضرت نے کبھی یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت کو امی بمعنی ناخواندہ کہے اسپر لعنت خدا ہو بلکہ آپ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو صرف اسی وجہ سے امی کہتے ہیں چنانچہ

فقرۂ حدیث یہ ہی قیل یزعمون انه انما سمی الامی لانه لم یحسن ان یکتب فقال کذبوا علیهم لعنة الله یعنی اُنکا گمان یہ تھا کہ صرف اس وجہ سے آپ امی کہے گئے کہ لکھنا نہین جانتے تھے حضرت نے فرمایا وہ جھوٹے ہین اُنپر لعنت خدا ہی حضرت نے یہ لعنت اُنکے کذب پر کی ہی۔ کہ وہ لوگ محض اسی وجہ سے آپ کو امی کہتے تھے حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ یہان اسوجہ سے امی سکے گئے ہین کہ نسبت ام القری کی طرف ہی۔

تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جو آپ کو امی بمعنی ناخواندہ کہے اُسپر لعنت ہی کسی طرح صحیح نہین۔ دونون کے مفہوم و مطلب مین آسمان و زمین کا فرق ہی۔

بیشک آیۂ ما کنت تتلو علیهم من قبله مین نفی قدرت نہین ہی کہ تم مین اسکی قدرت نہین تھی بلکہ فعلیت ہی کہ تم نہ لکھتے تھے نہ پڑھتے تھے۔ یہی تو علامۂ مفتی نے بھی فرمایا ہی" اور ملکۂ قرات و کتابت جناب رسالتمآب کو بعد بعثت من اللہ عطا ہوا جسمین صرف گفتگو بعد نبوت سے ہی قبل نبوت کے متعلق کوئی تصریح نہین اگرچہ التزاماً اُس سے ثابت ہوتا ہی۔ مگر نفی قدرت تو کسی طرح نہین نکلتی نہ اُس سے کسی طرح یہان بحث ہی۔

حدیقۂ سلطانیہ کی یہ عبارت" اوصاف کمالیۂ آنحضرت از ابتدای خلقت نور آنحضرت منجلہ است کہ تاخر دران راہ نیافتہ و متاخر نیست مگر لوث و جود جسم آنحضرت" یقیناً مسلم ہی لاریب فیہ کسی کو اس مین عذر نہین۔ اسی طرح حضرت کا اس ارشاد کنت نبیا وادم بین الماء والطین مین بھی کسی کو عذر نہین۔ مگر جس طرح حضرت کے ارشاد سے ان امور پر اعتقاد ہی اُسی طرح اسپر بھی اعتقاد کرنا چاہیے کہ بنص قرآن کتابت و قراءت کی حضرت سے نفی کی گئی ہی۔

جاہل ہونا بیشک عیب ہی مگر اس سے بڑھکر عیب بے باپ کا ہونا ہی جو عادۃً محال ہی اور جب کسی کو بے باپ کا کہتے ہین تو اُس سے بظاہر یہی سمجھا جاتا ہی کہ باپ اسکا بطریق جائز نہین کیونکہ بے باپ کے تو کوئی پیدا ہی نہین ہو سکتا۔ مگر اس عیب کو خدا نے اپنے مسیح کے لیے ہنر بنا دیا۔ حالانکہ کل انبیاء باستثنا حضرت آدم ماں باپ سے پیدا ہوے

مگر خدا نے حضرت عیسیٰ کے لیے یہی مصلحت سمجھی کہ بے باپ کے محض قدرت خدا سے پیدا ہون۔ کیونکہ اُس زمانہ مین طبی حکمت کا عروج تھا۔ خدا کو اس طریق سے اپنی قدرت کا اظہار منظور ہوا کہ جو باتین ازروے حکمت محال تھین اُنکو ظاہر کرے۔ بے باپ کے حضرت عیسیٰ کو پیدا کیا جو بقاعدۂ حکمت محال ہی۔ حضرت عیسیٰ کو طفلی مین گویا کیا جو بروے حکمت محال ہی۔ ابرص و اکمہ کو صحیح کرایا۔ مردہ کو زندہ کرایا تاکہ کسی طرح نبوت و اعجاز مین شک نہ رہے کہ ابتدا ہی سے وہ آثار نمایان ہوے۔

اسی طرح چونکہ حضرت کے زمانہ مین فصاحت و بلاغت کا چرچہ ملک عرب مین بڑھا ہوا تھا۔ کیسے کیسے کملا فصحا بلغا ہوتے تھے۔ خدا کو اُسی طریقہ سے اپنی قدرت اعجاز کا اظہار منظور تھا اس لیے اُس قوم کو امی رکھا اور اُسی قوم امی سے نبی امی کو پیدا کیا جس پر وہ کتاب نازل کی کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کہتا رہا اور کوئی نہ لا سکا۔

پس جس مصلحت سے خدا نے بے باپ ہونے کے عیب کو حضرت عیسیٰ کے لیے اعلیٰ درجہ کی صفت قرار دی اُسی طرح امی ہونیکے عیب کو رسول اللہ کے لیے بھی ایک ایسی صفت قرار دی کہ آج دنیا مین جتنے علوم ہین وہ اسی مدینۂ علم اور باب مدینۂ علم سے ماخوذ ہین۔
(باقی آیندہ)

آیۂ انما ولیکم اللہ

سلسلہ کے لیے ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۱

امام صاحب کی دوسری دلیل

تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ مین تحریر فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ آیت مذکورہ یہ چاہتی ہی کہ جن مومنین کی ولایت کے ساتھ صفت بیان کی گئی ہے۔ وہ نزول آیت کے وقت صفت ولایت سے متصف ہون (کیونکہ جملۂ اسمیہ ہی اور جملۂ اسمیہ ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہی۔ اسی کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے زبانی بھی فرمایا تھا) پس اگر ولایت کے معنی تصرف و امامت کے لیے جائین تو لازم آتا ہی کہ مومنین معصومین وقت

نزول آیت صفت ولایت سے متصف نہ ہوں کیونکہ علی بن ابی طالب وقت نزول آیت رسول اللہ کی زندگی میں نافذ التصرف نہ تھے۔ اور اگر ولایت کو محبت ونصرت کے معنی میں لیتے ہیں تو ولایت وقت نزول آیت ہی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اسکے علاوہ ہم نے بیان کر دیا ہو کہ جس ولایت کی یہود ونصاریٰ سے ممانعت کی گئی ہے وہ بالفعل حاصل ہے۔ تو جس ولایت کا حکم دیا گیا ہو اُسکو بھی حاصل ہونا چاہیے تاکہ نفی واثبات ایک ہی چیز پر وارد ہو۔ غرض جب ولایت بمعنی تصرف کا وقت نزول آیت حاصل ہونا محال ہوا تو یہاں مراد ہونا بھی محال ہے وہو المطلوب۔

جواب یہ بھی ایک نئی اور بالکل نوکھی منطق ہے۔ اگرچہ یہ بات کہ جملۂ اسمیہ ثبوت ودوام پر دلالت کرتا ہے۔ کم علموں کی گویا زبان زد ہے۔ مگر امام صاحب کا ایسا بال کی کھال نکالنے والا ایسی بے اصل بات پر بھروسا کرکے اپنی مشہور تصنیف میں دھبہ لگائے۔ تعجب ہوتا ہے۔

معلوم نہیں امام صاحب نے یہ مطلب کہ صفت ولایت سے وقت نزول آیت متصف ہونا ضروری ہے کہاں سے لائے۔ فن معانی وبیان کی کتابیں تو صاف صاف امام صاحب کے خلاف گواہی دے رہی ہیں۔ ملاحظہ ہو مطول شرح تلخیص المفتاح علامۂ تفتازانی اما کون المسند فعلا فللتقیید باحد الازمنة الثلثة على اخصر وجه مع افادة التجدد الذی هو من لوازم الزمان الذی هو جزء الفعل واما کونه اسما فلافادة عدمهما ای عدم التقیید المذکور وافادة التجدد بل لافادة الثبوت والدوام لاغراض بذلك کما فی مقام المدح والذم وما اشبه ذلك مما یناسبه الدوام والثبوت کقوله لا یالف الدرهم المضروب صرتنا وهو ما یجمع فیه الدراهم۔ لکن یمر علیها وهو منطلق یعنی ان الانطلاق ثابت له دائما من غیر اعتبار التجدد وقال الشیخ عبد القاهر المقصود من الاخبار ان کان هو الاثبات المطلق ینبغی ان یکون بالاسم و

انکان الغرض لایتم الا بالاشعار بزمان ذلک الثبوت فینبغی ان یکون بالفعل وقال ایضاً موضوع الاسم علی ان یثبت بہ المعنی للشیٔ من غیر اقتضاء انہ یتجدد ویحدث شیئا فشیئا فلا تعرض فی زید منطلق لاکثر من اثبات الانطلاق فعلا لہ۔ کما فی زید طویل وعمرو قصیر واما الفعل فانہ یقصد فیہ التجدد والحدوث ومعنی زید ینطلق ان الانطلاق یحصل فیہ جزء فجزء وھو یباولہ ویزجیہ

(ترجمہ) مسند کا فعل ہونا دو فائدون کے واسطے ہو ایک تو تینون زمانون مین سے ایک کے ساتھ مقید ہونا۔ دوسرے تجدد وحدوث مگر جب مسند اسم ہو تو یہ دونون فائدے حاصل نہین ہوتے بلکہ جہان ثبوت ودوام مناسب ہو وہان ثبوت ودوام کا فائدہ دیتا ہی جیسے مقام مدح یا ذم یا اُسکے مثل۔ جیسے کسی شاعر کا قول لا یالف الخ یعنی ہماری ہتھیلی سے سکہ دار درہم کو اُلفت نہین ہو مگر ہان اُسپر سے گذر ضرور ہوتا ہو اور برابر چلتا رہتا ہو۔ شیخ عبد القاہر جنھین عربیت مین تمام نحویین کا قبلہ گاہ کہنا چاہیے فرماتے ہین "خبر سے اگر صرف کسی چیز کا ثابت کرنا منظور ہو تو اسم کے ساتھ لانا چاہیے۔ اور اگر بغیر زمانہ کے ظاہر کیے ہوے غرض پوری نہ ہوتی ہو تو فعل کے ساتھ لانا چاہیے" اور یہ بھی کہا ہو کہ اسم اس لیے بنایا گیا ہو کہ اُس سے ایک چیز کے واسطے ایک چیز ثابت ہو وہ تجدد وحدوث کو نہین مقتضی ہو۔ غرض زید منطلق مین اسکے سوا کہ چلنا زید کا فعل ہو اور کسی چیز کا تعرض نہین ہو جیسے زید طویل (زید لمبا ہو) عمرو قصیر (عمر پست قامت ہو) مگر فعل مین تجدد وحدوث مقصود ہوتا ہو اور زید ینطلق کے معنی یہ ہین کہ زید سے چلنا ایک ایک جز کرکے تھوڑا تھوڑا حاصل ہوتا ہو اور وہ چلنے کی مزاولت کرتا ہو اور اُسے آہستہ آہستہ کرتا جاتا ہو۔

یہ عبارت بہت واضح طور پر دلالت کرتی ہو کہ جملۂ اسمیہ مین دوام وثبوت صرف اُسی مقام پر ہوتا ہو جہان موقع ہو۔ ورنہ جملۂ اسمیہ مین محض ایک چیز کا ایک چیز کے لیے

ثابت ہونا اور اسکے سوا کوئی معنی بھی نہین ہین۔
اس مین دوام وثبوت سوا سے خاص مقامات کے ہوتا ہی نہین۔ اور یہ تو ہماری زبان مین بھی بہت واضح ہو کہ " زید قائم ہو" کہنے کا ہر گز کوئی شخص یہ مطلب نہین سمجھتا کہ زید اسوقت سے لیکر قیامت تک کھڑا ہی رہیگا۔ نہ کبھی بیٹھے گا نہ چلے گا۔

اور نہ اس مین زمانہ کا اشعار ہوتا ہی پھر معلوم نہین امام صاحب نے یہ کہان سے فرمادیا ہو کہ " آیت کا مطلب یہ ہو کہ فوراً صفت ولایت سے متصف ہونا چاہیئے "

امام صاحب کی تیسری دلیل

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ - یہ دلیل امام صاحب نے اپنے خیال مین ساتوین شمار کی ہو مگر صاحبان بصیرت سے پوشیدہ نہین ہو کہ امام صاحب کی تیسری چوتھی پانچوین چھٹی دلیل کو دعوے سے کوئی سروکار نہین ہو کیونکہ شروع بحث مین فرماتے ہین الذی یدل علی ان حملہ علی الناصر اولی وجوہ (ولی کے یہ معنی مددگار ہونے کی چند دلیلین ہین) مگر ان مذکورہ دلیلون مین امام صاحب نے اپنے خیال مین یہ ثابت کرنے کا قصد کیا ہو کہ آیۂ مذکورہ مین الذین آمنوا سے مراد حضرت علی بن ابی طالب نہین ہوسکتے (وانی لہ ذالک) سوال از آسمان جواب از ریسمان اسی کا نام ہو (وھو کما تری) اسی وجہ سے مین نے اس مقام پر ان دلائل سے تعرض نہین کیا۔ اپنے موقع پر ناظرین اسکی رد انشاء اللہ تعالیٰ ملاحظہ کرینگے۔
اس دلیل کا خلاصہ یہ ہو کہ اس آیت مین خطاب تمامی امت سے ہو اور امت کو تو اسکا یقین تھا ہی کہ انکے متصرف و مددگار اللہ و رسول ہین پھر اس کلام کو محض مومنین کے دل خوش کرنے کے واسطے ذکر کیا ہو۔ اور انکی تعریف کی ہو کہ انھین کفار کو دوست و مددگار بنانے کی ضرورت نہین ہو کیونکہ جسکے دوست و مددگار خدا و رسول ہونگے اسے یہود و نصاریٰ کے دوست و مددگار بنانے کی کیا حاجت باقی رہیگی۔

جواب - دیکھا آپ نے یہ بھی ایک انوکھی منطق ہی اسکے کل مقدمات محض نظری ہی نہین بلکہ شعری سفسطی اور بدیہی البطلان ہین - نہ تو آپ نے کسی مقدمہ پر کوئی دلیل بیان کی ہی نہ کوئی برہان - امام صاحب! آپ کا ایسا کلام جس مین محض دعوی ہی دعوی ہو وہی شخص مان سکتا ہی جو آپ کی تقلید کی رسی اپنے گلے کا ہار بنا چکا ہو اور آپ کے قول کو وحی منزل سمجھتا ہو - ہر شخص کیون ماننے لگا -

مین پوچھتا ہون کہ امت کو اسکا یقین کہ اسکے متصرف خدا اور رسول ہی ہین کہان سے حاصل ہوا - قرآن ہی سے یا کہین اور سے - اگر قرآن ہی سے حاصل ہوا تو یہ آیت اسکی مؤکد ہوگی - اور اگر کہین اور سے تو اسے بیان کرنا تھا ورد دنہ خرط القتاد -

اب رہی یہ بات کہ یہ کلام محض دل خوش کن جملہ ہی - یہ تو آپ فرمایئے کہ میرا تو عقیدہ یہ ہی کہ تمام امور حکمیہ دنیویہ دینیہ سے قرآن مجید کا ہر ہر جملہ مملو ہی - آپ نہ مانیے اور اسکو محض دل خوش کن فرمایئے آپ کو اختیار ہی -

مین اپنے بیان سابق مین عرض کر چکا ہون کہ یہ جملۂ انشائیہ ہی اور خود امام صاحب بھی اسکا اقرار فرماتے ہین کہ لاشك انه خطاب مع الامة (بیشک یہ امت کو حکم دیا گیا ہی) اور پھر فرماتے ہین کہ دل خوش کن جملہ ہی (وبینهما بون بعید العجب ثم العجب)

اب رہی یہ بات کہ جسکا دوست خدا ہوگا اسکو دوسرے کی دوستی کی کیا ضرورت بالکل صحیح ہی - مگر یہ تو فرمایئے آپکو اس سے کیا فائدہ پہونچا! یعنی اس سے ثابت ہو گیا کہ ولی کے معنی دوست کے ہین؟ ای سبحان اللہ! اگر اسی کا نام دلیل وحجت ہی تو پھر کیا کہنا! کیون جناب! مین کہتا ہون کہ جسکا خدا سرپرست اسکو دوسرے کی سرپرستی کی کیا ضرورت" اب فرمایئے کیا ہوا؟ ولی کے معنی سرپرست کے ثابت ہو گئے نا؟ واقعی یہ استدلال اور پھر اسکا نام حجت - جل جلالہ -

یہ ترا بیان غالب یہ طریقۂ تصوف
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

امام صاحب کی چوتھی دلیل

تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۳۴ - ماقبل والی آیت یحبہم ویحبونہ مین خدا نے مومنین کی مدح کی ہو پس اگر آیۂ انما ولیکم اللہ مین بھی ولی بمعنی دوست لیے جائین تو انما ولیکم اللہ ورسولہ اور یحبہم ویحبونہ - اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین دونون کا ایک مطلب ہوگا - اور یجاھدون فی سبیل اللہ اور یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وہم راکعون کا ایک مطلب ہوگا اور یہ آیت ماقبل والی آیت سے بالکل مطابق اور مؤکد ہوجاے گی - اور یہی اولی ہے -

جواب - یہ بھی عجیب وغریب استدلال ہو - ماقبل والی آیت جملۂ خبریہ ہو اور یہ آیت جملۂ انشائیہ اور حکم - امام صاحب نے دونون کو ایک کردیا - ٹکے سیر کھاجا اور ٹکے سیر بھاجی اسی کا نام ہو - اسکے علاوہ امام صاحب کے قول کے موافق تو لازم آتا ہو کہ تمام قرآن کی کل آیات کا ایک ہی مطلب ہو اقیموا الصلوۃ اور کتب علیکم الصیام کا ایک ہی مطلب - جاھدوا اور کلوا واشربوا کا ایک ہی مطلب - امنوا اکفروا کا ایک ہی مطلب وغیرہ وغیرہ - مگر اس صورت مین بہتر یہ تھا کہ امام صاحب صرف ایک آیت الحمد للہ رب العالمین کی تفسیر بیان فرمادیتے اور کہدیتے کہ سارے قرآن کا بس یہی مطلب ہو - امام صاحب نے بیکار اتنی زحمت کی اور اتنی بڑی تفسیر لکھی -

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑکر   پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑکر

اور سنیے! ابھی دو ورق قبل امام صاحب اسی آیت یحبہم ویحبونہ کی تفسیر مین دعوی فرماچکے ہین کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کی شان مین نازل ہوئی ہو - اور اس آیت کو عام مومنین کے واسطے فرماچکے ہین - اور یہان فرمارہے ہین کہ دونون کا ایک مطلب ہو" مین متحیر ہون کہ امام صاحب کی کس بات کو صحیح مانون اور کسکو غلط

نمازی کو شراب اُسنے پلائی جاکے مسجد مین کلیسا مین گیا تو بت کو دے پٹکا برہمن پر

اور سنیے! یہ ماقبل والی آیت خود زیر بحث ہی اور اُس آیت کا تمام مومنین یا حضرت ابوبکر کی شان مین نازل ہونا بالکل غلط ہی (اور مین انشاءاللہ اسکو آیندہ بحث مین ثابت کر دونگا) پھر بغیر بنیاد کی دیوار کھڑی کرنا اسی کا نام ہی۔ ماقبل والی آیت خاص جناب امیر کی شان مین نازل ہوئی ہی (کما سنبینہ) پھر امام صاحب کے قول کے موافق تو اس آیت کو پہلی آیت کے مطابق کرنا اولی ہی۔ وہوالمطلوب۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ (باقی آیندہ) فرمان علی

ضمیمۃ الکلام

ناظرین آپ نے میری تحریر متعلق تحقیق "ولی" ملاحظہ فرمائی جو اصلاح نمبر ۱۰ مین پوری شائع ہوئی۔ اور اخبار اہل حدیث نے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے شائع کیا۔ تاہم مین اپنے معزز مخاطب مولوی ثناءاللہ صاحب کا شکر گزار ہون کہ جس طرح آپ نے "انما" کا معنی حصر ہونا مان لیا تھا اُسی طرح اسکو بھی مان لیا کہ آیۂ انما ولیکم اللہ مین ولی بمعنی متصرف و کارساز ہی۔ اگرچہ مولوی صاحب نے اثنائے کلام مین کہین کہین طبع آزمائی کی ہی۔ اور علوم آلیہ مین کچھ جولانی قلم دکھلائی ہی۔ اور اسپر ناز بھی کیا ہی جو ایک حدتک بیجا بھی نہین ہی۔ کیونکہ مولوی صاحب کو تو بقول خود (دیکھو اہل حدیث مورخہ ۱۰ ربیع الاول ۲۷ھ) آپ کے اہل مذہب یکتا معقولی مان چکے ہین۔ ولو کان من قبیل فرض المحال پھر تو مولوی صاحب اپنے اوپر جہانتک فخر کرین کم ہی۔ مگر حیرت تو یہ ہی کہ آپ نے باوجودیکہ میرے مبرہن دعوے کو مان لیا ہو۔ پھر بھی آپ ابتداہی مین مجھ سے پوچھتے ہین کہ "بس یہی زور تھا یا کچھ اور باقی ہی" ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ جس پر مین اپنے معزز مخاطب کو اور تو کیا کہون مگر اتنا ضرور عرض کرونگا ؎

ایکبھی جلوہ مین بیہوش ہوئے غش مین اُسکے تم سے اے حضرت ناصح ابھی دیکھا کیا ہی

دوسرا تعجب یہ ہی کہ مولوی صاحب باین دعواے منطقیت ابھی تک عموم و خصوص اور تناقض مین بھی فرق نہین سمجھے ہین ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

ذرا سنیے گا آپ آیۂ انما ولیکم اللہ مین جب ولی بمعنی دوست لیا جائے تو اس مین اور آیۂ المومنون بعضھم اولیاء بعض مین عموم و خصوص مطلق کی نسبت فرماتے ہین۔ ای سبحان اللہ اور اپنے خیال مین تناقض کو مٹانا چاہا ہی حالانکہ اسکی خبر نہین

چھڑائے سے نہ چھوٹے گا ارے قاتل نہ بن لڑکا
وفاداروں کے خون کا داغ کیا دھبا ہو کیچڑ کا

مولانا آپ اتنا جلد بھولیے گا تو بس کام چل چکا۔ ابھی تو آپ لفظ انما کی تحقیق سن چکے اور مان بھی چکے۔ کیا آپ کو یاد نہین رہا۔ انہ یوجب اثبات الحکم للمذکور و نفیہ عما عداہ (انما شی مذکور کے واسطے ثبوت حکم اور ماسوا سے نفی حکم کا باعث ہوتا ہی۔ پھر تو تقدیر آیت کی یون ہوئی لیس ولیکم الا اللہ و رسولہ والمومنون الموصوفون کیسے اب بھی تناقض دونون آیتون مین آپ کے معنی کی بنا پر ہوا یا نہین۔

اچھا اگر اب بھی نہ سمجھے ہون تو یون سمجھیے آیۂ مبحوث عنہا کی تقدیر یون ہوئی اللہ و رسولہ والمومنون الموصوفون اولیاءکم لا غیرھم من المومنین وغیرھم اور دوسری آیت کی تقدیر یون ہوئی المومنون کلھم اولیاءکم۔ اب بھی نہ سمجھے ہون تو اور واضح سنیے۔ مگر پہلے کتب اصول کو ملاحظہ کر لیجیے۔ کہ مومنون جمع مذکر سالم ہی اور محلی باللام ہی اور یہ مفید استغراق ہوا کرتا ہی۔ اب پہلی آیت کا قضیہ یون بنا لیجیے لیس المومنون کلھم اولیاءکم (بل اللہ و رسولہ والمومنون الموصوفون) اور دوسری آیت کا قضیہ یون ہوا المومنون کلھم اولیاءکم۔ کہیے مولانا تناقض ہی یا نہین اب تو میرا یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ مولانا علوم آلیہ سے کام لینا اسکا نام ہی اور مین اسکی طرف خطاب کر کے کہہ سکتا ہون ؎

ہٹادے آئینہ او بے مروت دیکھنے والے اسے کیا حق ہے ہم مین تیری صورت دیکھنے والے

پھر اسکے چل کر آپ فرماتے ہین کہ دونون آیتون مین تناقض جب ہوتا کہ جن صفات کو آیت اولی مین لیا ہے ثانیہ مین اسکا عدم ماخوذ ہوتا حالانکہ ایسا نہین بلکہ لابشرط شئی کے درجہ پر ہے "

مولانا لفظ انما کو یاد کیجیے انما کو اور اسکے معنی پر پھر غور کیجیے تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ بشرط لاشئی کا مرتبہ ہے یا لابشرط شئی کا۔ اور یہ بھی معلوم ہوجائیگا کہ عدم ثانیہ اولی مین ماخوذ ہے یا نہین۔ آپ نے تو ابتداءً انما کا بمعنی حصر ہونا مان لینا آسان سمجھا تھا۔ مگر یہ نہ سمجھے تھے کہ ایک دن اسی کی بدولت کیا مصیبت نازل ہوگی

مفت کی پیتے تھے مے پر یہ نہ سمجھے تھے کہ ہان
رنگ لاے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

یہ تو آپ کے نقض بر تناقض کی رد ہوئی۔ اب آگے چلیے آپ کی دوسری راہ بھی کانٹون سے بھری ہوئی ہے سنیے :۔

مولانا آیت انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ الخ جملہ خبریہ ہے دیکھیے تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۵۹ ۔ قال الفراء المتقدیر اخبرکم بذلک حقا ای اخبارا حقا اور آیۂ انما ولیکم اللہ حقیقت جملۂ انشائیہ ہے ۔ دیکھیے تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ ان قولہ ولیکم اللہ لاشک انہ خطاب مع الامۃ۔

یہ تو اجمال ہے اب تفصیل سنیے ۔ آپ کی پیش کردہ تیسری آیت انما المومنون الخ جو آپ دونون آیت مبحوثہ کی تفسیر مین لائے ہین وہ کسی طرح تفسیر نہین ہوسکتی۔ کیونکہ اس تیسری آیت مین خداوند عالم خبر دیتا ہے کہ مومنین ایسے ہوتے ہین۔ اور میری پیش کردہ پہلی آیت انما ولیکم اللہ الخ مین خدا حکم دیتا ہے کہ تمھارے حاکم فلان فلان ہین۔ اور یہ تمام صفات جو آپکی دوسری اور تیسری آیت مین کامل مومنین کے مذکور ہین وہ کلا انما ولیکم اللہ الخ کے الذین آمنوا مین منطوی ہین۔ اسکے بعد خدا فرماتا ہے کہ محض کامل مومن ہونا امارت کے واسطے کافی نہین ہے بلکہ یہ امر بھی ہے

جو کامل الایمان ہونے کے علاوہ اس خاص حالت سے متصف ہو۔ اب آپ کی سمجھ مین آیا؟ یون تفسیر القرآن بالقرآن کی جاتی ہی۔ ابتو میرا اتنا قصد اپنی جگہ پر اور مستحکم ہوگیا! لیجیے اسی تقریر سے آپ کی تیسری راہ بھی بند ہوگئی۔ خبر لیجیے۔

اب آپ اپنی چوتھی راہ کی فکر کیجیے۔ مولانا مین تو آپ کے علامہ صاحب کے جواب مین عرض کرچکا اور منتہی الارب کی عبارت بھی نقل کردی اور صفحہ وسطر بھی لکھدی اور آپ اسی پرچہ کے صفحہ ۸ کالم مین شایع بھی کرچکے۔ اور پھر آپ اسقدر جلد بھول گئے تو اسکا کیا علاج ہی۔ ذرا اعتراض کرتے وقت آگے پیچھے کی عبارت تو دیکھ لیا کیجیے اچھا لیجیے پھر سنیے۔ تولی ولی ساختن الخ پھر معلوم نہین آپ نے کس برتے پر تجھے یتولھم کو یا درلایا ہی اور یتولھم کے معنی دوستی کے کس بھروسے پر فرماتے ہین۔ آپ نے بیکار اتنی سطرین لکھنے کی زحمت گوارا کی۔ اور پھر مزا یہ ہی کہ محض دعوی ہی دعوی ہی کوئی دلیل نہین

اب رہا سیاق سباق یہ تو آپ کے امام صاحب کی تقریر سے قبول کرا چکا ہون کہ تولی سے مراد دوستی نہین ہی سرپرستی ہی۔ اب اسکے مطابق ترجمہ وہی ہوا جو مین شروع بحث مین عرض کرچکا ہون۔ ایمان سے فرمائیے گا ہمارے ترجمہ سے آیت کا سیاق سباق رہتا ہی یا آپ کے ترجمہ سے۔

مولوی صاحب اسکے بعد کچھ دم لیکر استعمال مشترک پر اعتراض کرتے ہین ذرا سنیے گا "منافات کی صورت مین تو آپ بھی منع جانتے ہین۔ ای سبحان اللہ شعر فہمی عالم بالا معلوم شد۔ ذرا تکلیف کرکے زیادہ نہین ایک ہی سطر اوپر ملاحظہ کیجیے۔ (اگر وہ مستدل امام صاحب سے پوچھے) کیون جناب یہ میرا قول ہی کہیے توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ اسی کا نام ہی یا نہین۔

مولانا منافات کے معنی تو آپ نے قریب قریب صحیح لکھے۔ پھر آگے چل کر بھٹک کیون گئے۔ اور کہنے لگے کہ حیض وطہر اور سیاہی وسفیدی مین منافات نہ کہنا تحکم ہے۔ مولوی صاحب خالی اعتراض ہی کی فکر مین نہ رہا کیجیے۔ یہ بھی تو سوچ لیا کیجیے کہ

تک بھی ہو یا نہین۔ کیا اس مین نزاع تھی کہ یہ چیزین باہم منافی ہین یا نہین۔ حاشا وکلا۔ ذرا پھر مثال کو دیکھیے القہر من صفات النساء والجوت من صفات الحیوان بس عدم منافات سیاہی اور سفیدی کے صفۃ للحیوان ہونے مین ہو نہ نفس سیاہی وسفیدی مین۔ اسی طرح حیض وطہر مین تو منافات ظاہر ہو مگر فی کونہما صفۃ للنساء ہرگز منافات نہین۔ اب بھی آپ سمجھے لولا الاعتبارات لبطلت الحکمۃ۔ آپ تو اہل حدیث کے یکتا معقولی ہین پھر بھی آپ کی سمجھ مین نہ آیا۔ تعجب ہو۔

مولوی صاحب نے پھر کچھ دم لیا۔ اور میرا مضمون ۱۲ نومبر کے اہل حدیث مین نقل کرکے اپنے امام صاحب کی تائید مین فرماتے ہین کہ "نزول کے مطابق سورتون کی ترتیب نہین ورنہ سورتون کے اجزا کی ترتیب تو منصوصی ہو اہل سنت کی حدیث مین ہو الخ"، ناظرین انصاف سے ملاحظہ کرین کہ اول تو آپ سند بھی پیش کرتے ہین تو اہل سنت کی حدیث سے۔ چہ خوش۔ مولوی صاحب اسکو دوسرا کوئی کیون ماننے لگا۔ اسپر طرہ یہ ہو کہ آپ کسی کتاب کا حوالہ بھی نہین دیتے گویا اپنے منھ آپ خود سند ہین۔ مولوی صاحب! غنچہ بھی کہین کہتا ہو رنگین ہون مین۔

ثانیا۔ اگر بالفرض مین مان بھی لون کہ سورتون کے اجزا کی ترتیب یون ہی ہو۔ تو بھی آپ کا یا آپ کے امام صاحب کا مطلب کسی طرح حاصل نہین ہوسکتا۔ تاوقتیکہ آپ یہ نہ ثابت کرین کہ یہ تمام آیات بیک وقت نازل ہوئی تھین۔ ورنہ سیاق وسباق سے بحث کرنا محض لغو ہوگا۔ کہیے مولوی صاحب اب آپ نے امام صاحب کا وہم ہوا یا میرا اور حقیقت میری طرف ہو یا آپ کے امام صاحب کی طرف۔ ذرا خدا لگتی کہیے گا۔

اسکے بعد آپ میری طرف واقعات تصنیف کرنے کا اتہام لگاتے ہین سبحانک ان ھو الا افتراء مبین۔

مولانا یہ مین نے کہان لکھا ہو کہ اسلام سے پہلے یہودیون کی حکومت تھی۔ مین نے یہ

جیسا کہ لکھا ہے اور وہ بھی اپنے جی سے نہیں بلکہ آپ کے امام واجب الاتباع کا قول نقل کر دیا ہو کہ چونکہ یہود و نصاری صاحبان دولت تھے۔ اور ان منافقین کے بڑے بڑے ضروری اور مشکل کاموں میں کام آتے تھے۔ اس وجہ سے انھیں خوف تھا کہ ایسا نہ ہو محمدؐ کی حکومت بھی قائم نہ ہوا ور یہ بھی ہماری سرپرستی نہ کر سکیں اور یہود و نصاریٰ کی سرپرستی بھی ہمارے ہاتھ سے جاتی رہے) بس اسکو آپ سلطنت سمجھیے۔ نازم بایں اعلیٰ فہمی سنیے اب بھی سمجھ میں آیا یا نہیں۔ اور اب تو مجھ پر جھوٹا الزام نہ لگایئے گا۔

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست سخن شناس نہ دلبرا خطا این ست

آگے چل کر آپ مجھ پر خفا ہو کر فرماتے ہیں کہ میں کہا تک آپ کی قرآن دانی کی نہیں الفاظ فہمی کی داد دوں۔ ناظرین کچھ نہ سمجھے یہ غصہ کاہے کا ہو۔ میں نے جو سورۂ ممتحنہ کی یہ آیت لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم الخ اس بات کے ثبوت میں پیش کی تھی کہ جو کفار ہم سے دینی امور میں نہیں لڑتے اور نہ ہمیں شہر بدر کیا ہو اُنکے ساتھ دوستی کی ممانعت نہیں ہو۔ بلکہ ایک گونہ دوستی و ارتباط و احسان کا حکم ہو۔ اسی پر مولوی صاحب اپنے آپے سے باہر ہوے جاتے ہیں چنانچہ اسکے بعد فرماتے ہیں آیت میں بر یعنی نیکی اور سلوک کرنیکی ترغیب ہو۔ نیکی و رچیز ہوا ور دوستی و مودت اور چیز۔

مولوی صاحب افسوس اب آپ سے کچھ نہیں بن پڑتا تو نزاع لفظی کا انداز ڈالنے لگے۔ تعصب نے میرے الفاظ و معنی کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ مولوی صاحب آپ پھر دیکھیے اور غور کیجیے میں نے یہ نہیں لکھا ہو کہ "بر" کے معنی دوستی کے ہیں البتہ اگر دوبارہ غور کرنا آپ کی شان کے خلاف ہو تو لیجیے اسی آیت کے بعد کی آیت پڑھیے انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم (ایماندارو) خدا تم کو صرف اُن (کفار) سے دوستی کرنے کی ممانعت کرتا ہو جنھوں نے تم سے دین کے بارہ میں

لڑائی کی اور تم کو شہر بدر کیا۔ اور تمھارے نکالنے مین مدد دی۔
یہ تو آپ مان ہی چکے ہین کہ انما حصر کے واسطے اور ما سوا سے نفی حکم کا باعث ہوتا ہی۔ کہین اب نہ کہیے گا کہ عام کفار سے دوستی کی ممانعت ہی۔ ہان اور یہان آپ کا بد والا حیلہ بھی نہین چل سکتا۔ کیونکہ یہان تو لو ھم موجود ہی۔
آگے چلکر آپ ١٢ ذیقعدہ کے پرچہ مین مجھپر اعتراض کرتے ہوے ایک نرالی اور ایجاد بندہ تحقیق ارشاد فرماتے ہین کہ "جملۂ معترضہ دونون طرف کے جملون سے صورت و اعراب مین بے تعلق ہوتا ہی لیکن معنی مین بے تعلق نہین ہوتا بلکہ ان مین سے ایک کے ساتھ معنوی تعلق ضرور رہتا ہی" مولوی صاحب اسکو کسی نے لکھا بھی ہی یا کس بشنو و یا نشنو د من گفتگوے می کنم یون ہی اپنے جی سے لکھ رہے ہین۔ اور لنکتہ سے یہ مطلب نکالنا آپ کی خوش فہمی کی دلیل ہی۔ مولانا آپ نے مجھپر تو الزام لگایا کہ پوری عبارت نقل نہین کی مگر آپ نے پوری عبارت مطول کی خوب پڑھی۔ مولانا لنکتہ کا لفظ تو خود بتا رہا ہی کہ جملۂ معترضہ کو ما قبل و ما بعد سے کوئی تعلق نہین ہوا کرتا۔ مگر چونکہ کلام بلغا مین واقع ہوا ہی اسوجہ سے بالکل لا طائل و لغو بھی نہین ہو سکتا ہی بلکہ کوئی نہ کوئی فائدہ یا لطا[illegible]نے کا ضرور ہوتا ہی۔ اسی کو صاحب تلخیص نے لکھا ہی کالتنزیہ والدعاء والتنبیۃ الخ
آگے چلکر جہان مین نے ولی کے بمعنی متصرف و کارساز ہونے پر آیتین پیش کی ہین آپ نے یحمل علی الاعم الاغلب کے معنی بیان کرکے فرمایا ہی "یہان تو معاملہ بالعکس ہی ولی بمعنی دوست اسی کثرت سے آیا ہی کہ قرینہ کی حاجت نہین۔ بلکہ تبادلہ بھی یہی ہی۔ اسلیے یہی معنی صحیح ہونگے"
مولوی صاحب! انھین آیات سے معلوم ہو گیا کہ ولی کس معنی مین کثرت سے آتا ہی۔ مین نے اکیس آیتین پیش کی تھین ان مین سے آپ نے کھینچ تان کر سات جگہ نشان دیکر ولی بمعنی دوست ہونے کا دعوی کیا ہی۔ اگر بفرض محال مین مان بھی لون کہ آپ کا دعوی صحیح ہی (ولیس کذلک) تو بھی کثرت کس کے ساتھ

رہتی ہو۔ شاید آپ کے خیال مین سات چودہ سے زیادہ ہو۔ واقعی آپ حساب بھی خوب جانتے ہین۔

ہان مولانا آپ سے ایک بات پوچھتا ہون سچ سچ دیانت سے کہیے گا۔ آپ واقعی حضرت علی علیہ السلام کو خلیفۂ رابع بھی سمجھتے ہین یا فقط یون ہی لوگ آپ کی طرف نسبت شوتیے ہین۔

اگر آپ خلیفۂ بلا فصل نہین چوتھا ہی سہی مانتے ہین تو پھر آپ کے دل مین اُنکی طرف سے کیا برائی ہو کہ باوجودیکہ آپ اُن سے بدرجہا کم رتبہ اشخاص مثل امام رازی علامہ ابن تیمیہ کا نام بھی بغیر تعظیمی الفاظ مثلاً "حضرت" "علیہ الرحمہ" "والامقام" وغیرہ وغیرہ کے نہین لکھتے۔ مگر حضرت علی علیہ السلام کے نام کے ساتھ یہ سب کچھ نہین۔ کیا وہ ان سے بھی گئے گذرے ہوے۔

اور اگر اس سے صرف میرا دل دکھانا مقصود ہو تو آپ نے پھر مجھ سے اپنے ائمۂ سلف کے بارے مین منت سے گذارش کیون کی ہو۔

آپ اُنکو قابل تعظیم نہ سمجھتے ہون نہ سمجھین۔ مگر مین تو اپنا سرتاج اور اللہ و رسولؐ کے بعد اپنا سرپرست و کارساز سمجھتا ہون۔ آخر تہذیب بھی کوئی چیز ہو۔ آپ نے تو گویا قسم کھالی ہو کہ اُنکے نام کے ساتھ تعظیمی لفظ بھولے سے نہین لاتے اور سوا "علی" اور کچھ نہین لکھتے۔

لطف حق با تو مدارا ہا کند　　　چون ز حد گذرد ترا رسوا کند

یہ تو آپ کے اعتراضات کا جواب تھا اب آپ اصل مضمون پر آیئے بسم اللہ۔

قبول مذہب حق | الحمد للہ کہ یہ روح افزا خبر روز بروز بڑھتی جاتی ہو کہ ہندوستان کے مختلف مقامات پر حضرات مذہب حق مین داخل ہو رہے ہین میری خواہش ہو کہ ایک صفحہ اسکے لیے مخصوص کر دون بشرطیکہ مومنین برابر اسکی خبر دیا کرین۔ حسب التحریر جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر ہسپتال کبیروالہ ضلع ملتان حسب ذیل حضرات مشرف بہ ایمان ہوے۔

(۱) خدا بخش صاحب ولد میان محمد دین صاحب زمیندار ساکن شہر وزیر آباد ضلع گجرانوالہ اسعود ثٹ

(۲) مولوی الٰہی بخش صاحب ساکن کبیروالہ ضلع ملتان (۳) میان [illegible] دین صاحب [illegible] اعلان کی اجازت دی۔ خداوند عالم [illegible]

ہم سے ذین کے یا

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کیلئے ہے

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ذالحجہ الحرام سنہ ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۲

مناظرۂ امجدیہ حصہ ثانیہ

اس کتاب کا اعلان ۱۱ مین ہوچکا ہے کہ الحمدللہ یہ کتاب چھپکر تیار ہے حجم اسکا ۲۳۰ صفحہ علاوہ ٹائٹل ہے قیمت ۲؍ مگر خریداران اصلاح کو جو ۲۸ سنہ کا چندہ پیشگی بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائین بجائے دو روپیہ ایک روپیہ کو دیجائیگی - اس رعایت کی مدت مینے عید غدیر تک قرار دی تھی - مگر چونکہ ۱۱ بہت تاخیر سے شایع ہوا اور قوم کا اصرار ابھی تک توسیع مدت پر قائم ہے لہذا اس تخفیف کو ۳۰ محرم تک توسیع کرتا ہون کہ جو صاحب ۲؍ چندہ اصلاح اور ایک روپیہ تخفیفی مناظرہ امجدیہ حصہ ثانیہ جملہ ۳؍ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائینگے اس رعایت سے قدیم وجدید خریداران مستفید ہوسکتے ہین اس سال کا انعام یہی ہے کہ مناظرہ امجدیہ بجائے ۲؍ عہ کو دیجائے ورنہ کوئی انعام اسوقت نہ مرتب ہوا ہے نہ ابھی اسکی امید ہے - ہان چونکہ ڈاکخانہ کا انتظام حسب خواہ نہین ہے اکثر کتابین تلف ہوتی ہین لہذا روانگی کتاب کی دو ہی صورت ہے یا تو بیرنگ روانہ کیجائے جس سے مومنین کو ۴؍ محصول دینا ہوگا - دوسرے یہ کہ بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے اسمین دفتر کو فی جلد ۴؍ نقصان برداشت کرنا ہوگا لہذا بہترین صورت یہ ہے کہ جن حضرات کا چندہ مع قیمت مناظرہ امجدیہ وصول ہوجائے اون کی خدمتمین یہ کتاب بذریعہ ویلو ۳؍ برائے وصولی محصول ڈاک روانہ کیجائے جسمین کفایت منظور ہے - اب آپ حضرات کو جیسا منظور ہو مطلع فرمایئے -

عرض حال

اوّلاً اون حضرات برادران ایمانی کا شکریہ ادا کرتے ہین جنہون ہمارے مصائب مندرجہ الکو ملاحظہ فرما کر بکمال ہمدردی خطوط تعزیت لکھے خداوند عالم اون حضرات کو جزائے خیر عنایت کرے اور اوسی سے امید ہے کہ ہمکو اور جملہ مومنین کو سائر آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے بحق محمد و آل۔

اس سال جس کامیابی سے اشاعت اصلاح ہوا کی ناظرین اوس سے بخوبی مطلع ہین کہ عام طور سے ہر عربی مہینہ کے پہلے ہفتہ مین اصلاح خریداران کے پاس پہونچ جاتا تھا مگر کاتب صاحب کے بے وقت علالت سے ملا ۵ ۲۵ ذیقعدہ کو شایع ہوا جس سے ناظرین کو انتظار کی سخت تکلیف اوٹھانی پڑی ملا کے نسبت پہلے یہ خیال ہوا کہ شیعہ کانفرنس جلاس سوم کے حالات بھی اس نمبر مین شایع کر دئیے جائین جس سے لازمی طور پر ۵ ذیحجہ تک انتظار کرنا پڑا ایڈیٹر بغرض شرکت کانفرنس لکھنو گیا اور یہان بقیہ مضامین کے چھپنے کا انتظام کر دیا گیا۔ اتفاقاً ۱۱ ذیحجہ سے جناب والد علام فخر الحکما دام ظلہ بوجہ مرض چشم کچھ ایسا علیل ہو گئے کہ ہمکو فوراً لکھنؤ سے واپس آنا پڑا اور جناب دام ظلہ کو بغرض علاج چھپرہ لیجانا ہوا۔ وہان برادرم مولوی محمد حیدر سلمہ بھی سخت علیل ہو گئے جس سے خلاف امید زیادہ قیام کرنا پڑا ان وجوہ سے ملا کی اشاعت مین بہت تاخیر ہوئی جو آپ حضرات کے پیش نظر ہے۔ اور کسی طرح اسکی امید نہین معلوم ہوئی کہ محرم [illegible]ھ کا پرچہ قبل عشرہ شایع ہو سکے لہذا بکمال ادب ملتمس ہین کہ اس خلاف معمول تاخیر کو معاف فرمائینگے جن حضرات کے خطوط کی تعمیل اس عرصہ مین نہ ہوئی ہو یا اونکو جواب شافی نہ ملا ہو وہ مکرر مطلع فرمائین کہ ہم سب نہایت مجبوری اور پریشانی مین مبتلا اور دفتر سے غیر حاضر تھے۔

یہ بھی اتفاق کہ اس دفعہ حجم رسالہ بعوض سے گھٹگیا ک ۸ صفحہ پر شایع ہو رہا ہے مگر پھر بھی بہت سے ضروری مضامین رہگئے جیسے ترجمۃ البحر تفسیر اہل التطہیر الامامۃ (جسکی کاپی بھی تیار ہے) لیکن کچھ حصہ اس رسالہ کا بقیہ مضمون ملا تھا اور کچھ ضروری جدید مضامین جن سے وہ سب مضامین اسوقت معطل کئے گئے۔ انشاء اللہ آیندہ نمبرون سے پھر اوسکا سلسلہ قائم کیا جائیگا اور کیا عجب الامامۃ دو تین نمبرون مین تمام ہو جائے کیونکہ مصنف صاحب کا کامل مسودہ دفتر مین آگیا ہے۔

الشمس۔ کی نسبت جسقدر خطوط اشتیاق و انتظار کے آرہے ہین کسی طرح مین اونکا شکریہ

نہین ادا کرسکتا۔ مگر مین کیا کہون کہ کن وجوہ سے اسکی اشاعت مین تاخیر ہوتی چلی جارہی ہے
۱۳۲۰ھ ۔ جلد ۴ ۱۳۲۶ھ کا باقی تہا جسکو مین اسوقت نہایت ابتری مین شایع کررہا ہون
بقیہ مضامین اسکے انشاء اللہ جلد ۵ مین شایع ہونگے جسکی ابتدا بجائے ۱۳۲۷ھ ماہ صفر ۱۳۲۸ھ سے
بکمال اہتمام ہوگی۔ ناظرین الشمس سے امید وار دعا ہون۔

اپنے برادران ایمانی سے ہمکو اسکی بہی امید ہے کہ جناب والد علام مدظلہ و برادرم سلمہ کی صحت کیلئے مخصوصًا دعا فرمائینگے کہ دل و دماغ ہملوگونکا کسی طرح سے مطمئن نہین ہے۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کے متعلق جسقدر سرمایہ اس تین برس مین فراہم ہوا بارہا عرض کرچکا ہون کہ ۱۲۶ روپیہ جمع ہوا۔ تاریخ الاذان قیمتی۔ تصحیح تاریخ قیمتی۔ مناظرہ امجد حصہ دوم اسی کمپنی کی بدولت شایع ہوچکین۔ عقل و تہذیب الحدیث ۱۲ بہی قریب اختتام ہے مگر ہنوز ناتمام ہے۔ تاریخ الاذان حصہ دوم بہی زیر طبع ہے۔ لیکن ہم حساب و کتاب ان کارروائیونکا نہین عرض کرسکتے کیونکہ اتنی فرصت نہ ملی جو فرد حساب درست کرکے قوم کے سامنے پیش کرتے نہ اسکا موقع ملا کہ شرکاے کمپنی کو ایک ایک نسخہ اسکا بطور تحفہ روانہ کرتے کہ بعد انعقاد کمپنی منافع کمپنی مین اوسکا حساب کیا جاتا یا اصل مال مین۔ بفضل خدا سے امید ہے کہ ربیع الاول تک ہم اسکا حساب پیش کرسکین۔ ہان شرکاے کمپنی اگر مال کمپنی سے کسی کتاب کو طلب فرمائینگے تو بلا عذر روانہ ہوگی۔

مظفری یتیمخانہ فنڈ کئی سال کے بیچ بیکار پڑا ہے ۱۴۵۸ روپیہ اس فنڈ مین جمع ہوا جسکے نسبت بارہا عرض کیا گیا کہ قوم اپنی راے سے مطلع کرے اسکا کیا انتظام کیا جاے کیونکہ نہ اسقدر سرمایہ ہے جس سے یتیمخانہ کہل سکے نہ آیندہ کوئی امید معلوم ہوتی ہے۔ لہذا گذشتہ نمبرون مین مینے یہ تجویز پیش کی تہی کہ یہ سرمایہ کسی شیعہ انجمن یا مدرسہ کو منتقل کیجائے۔ مگر نہ قوم نے اس پر توجہ کی نہ مجھے حوادث زمانہ سے مہلت ملی کہ کچہ غور و فکر کرسکون لہذا پہر گذارش ہے کہ جن حضرات نے یہ سرمایہ فراہم کیا ہے وہ اپنی اپنی راے سے مطلع فرمائین کہ اوسکی تعمیل کیجائے۔

قومی اخبارات ۔ افسوس کہ یہ سال ہمارا قومی اخبارونکے لئے نہایت برا تہا جسمین اخبار اثنا عشری سا معزز با وقار ہفتہ وار اخبار پندرہ روزہ ہوگیا۔ اور پندرہ روزہ اشاعت بہی باقاعدہ نہو سکی۔ اگر غور کیا جائے تو اس سے بڑہکر ہماری قومی ذلت کیا ہوسکتی ہے جسکا ایک اخبا

بھی ہفتہ وار نہ چل سکا۔ زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ دوسرے معاصرین نے بھی کسی طرح اس حال سے قوم کو مطلع نہ کیا کہ شاید اونہیں کے لکھنے سے کچھ اثر ہوتا اور قوم اپنے اس ارگن کو ترقی دیتی۔ الحمد للہ اس خبر سے نہایت مسرت ہوئی ہے کہ جناب سید صغیر حسن صاحب شمس مالک اخبار اثنا عشری امید واثق دلاتے ہین کہ جنوری سنہ ۲۰ء سے پھر ہفتہ وار ہو جائیگا۔ اب قوم کا فرض ہے کہ اپنے اس قومی ارگن کو جہانتک جلد ہو سکے زندہ کر کے اسکی ترقی و اشاعت مین کوشش کرے۔ پہلا پرچہ ہفتہ وار کا وصول ہو چکا ہے۔

بقیہ اخبارات کی نسبت ہم کوئی راے اسوقت نہین دیسکتے مگر اخبار النجم کے دلخراش فقرات بغرض عبرت پیش کرتے ہین تاکہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ہمارے برادران یوسفی کس نظر سے ہماری قومی عزت کو دیکھتے ہین۔

النجم مورخہ ۲ ذیقعدہ لکھتا ہے:۔ "اب مدت سے الشمس بھی بند ہو گیا شیعہ و اثنا عشری وغیرہ بھی النجم کے مقابلہ مین آنے سے روپوشی اختیار کی صرف بیچارہ اڈیٹر اصلاح پر یہ مصیبت ڈال دیگئی کہ وہ النجم کے کسی کسی مضمون کے جواب مین دو چار مہینے کے بعد کچھ نہ کچھ لکھدیا کیے غالباً چند روز مین اس بیچارہ کو بھی اس مصیبت سے نجات ملجائے"

ان فقرات نے غالباً آپکے دلپر نشتر سے کم اثر نہ کیا ہوگا۔ دل مسوس کر رہ گئے ہونگے مگر اسکی ایک ادنی ہمت سے یہ سب عقدہ حل ہو جاتے ہین کہ جسطرح دوسری زندہ قومین اپنے قومی اخبارونکے اشاعت و ترقی مین کوشش کرتی ہین آپ بھی اوس پر آمادہ ہو جائین تو کامیابی یقینی ہے

دہلی گزٹ۔ بھی ہفتہ وار نکلتا ہے جسکی غرض اصلی اوس بڑے موذی کا سر کچلنا ہے جو نہایت پرانا اور بڑا ٹھیکہ دار ہے۔ اس دہلی گزٹ نے کتاب اثبات شہادت امام حسین کی اشاعت بھی شروع کردی ہے جو قابل دید ہے۔ اگرچہ یہ واقعہ کسی دلیل و برہان کا محتاج نہین ہے مگر چونکہ خواجہ گزرن گزٹ سے نہین بالیدہ ہو رہے ہین لہذا اس عصائے موسوی کا قائم ہونا دفع سحر فرعونی کیلیے ضروری ہے۔ خدا کرے ٹھیکہ داران امرتسر و پٹانا لے کے مقابل مین بھی کوئی سپہ سالار مثل مختار پیدا ہو۔

شکریہ معاونین اصلاح۔ ہم کسی طرح اپنے اون برادران ایمانی کا شکریہ نہین ادا کر سکتے

جنہون نے اس سال بالخصوص اشاعت اصلاح مین کوشش فرمائی خداوند عالم ان حضرات کو جزائے خیر عنایت فرمائے جو رضائے اہلبیت اطہار علیہم السلام کی اشاعت مین کوشش فرماتے ہین اسمائے گرامی حسب ذیل ہین:۔

فہرست اسمائے معاونین اصلاح بابت ۱۳۲۷ھ

نمبر شمار	اسماے	تعداد	نمبر شمار	اسماے	تعداد
۱	جناب سید مولوی الی حسین صاحب محافظ دفتر ۲۶۲۶	۴	۱۸	جناب مولوی محمد کاظمین صاحب مولوی فاضل ۲۶۶۳	۱
۲	جناب سجاد حسین صاحب کانسٹبل ۲۴۳۲	۱	۱۹	جناب قاضی جواد حسین صاحب ۳۰۲۶	۱
۳	جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب ہیڈ کانسٹبل ۲۵۳۵	۲	۲۰	جناب منشی سید رضا حسین صاحب ۲۶۶۳	۱
۴	جناب سید محمد صاحب بی اے نونہروی ۳۱۵۷	۲	۲۱	جناب اللہ داد خان صاحب سپرنٹنڈنٹ ۳۶۴۹	۱
۵	جناب مولوی حلیمی سید حسین علیشاہ صاحب ۲۵۵۹	۳	۲۲	جناب سید محمد رضا صاحب کانپور	۱
۶	جناب خان بہادر سید دیدار حسین صاحب ۱۲۷۲	۱	۲۳	جناب منشی نہال احمد صاحب رجسٹرار ۲۹۱۷	۱
۷	جناب میر سجاد حسین صاحب ۱۹۹۰	۱	۲۴	جناب سید شوکت حسین صاحب انسپکٹر ۲۴۳۸	۴
۸	جناب قاضی منشی محمد رضا علی صاحب محرر ۳۵۰۲	۱	۲۵	جناب منشی حکیم سید سجاد حسین صاحب واصلباتی	
۹	جناب مولوی محمد باقر صاحب ۱۵۵۴	۳		نولس ۳۱۶۶	
۱۰	جناب منشی عترت حسین صاحب کانسٹبل ۲۵۱۷	۱	۲۶	جناب منشی رضا حسین صاحب کانسٹبل ۳۵۲۰	۱
۱۱	جناب سید تجمل حسین صاحب وکیل ۱۰۹۰	۲	۲۷	جناب سید محبوب علی شاہ صاحب تحصیلدار ۳۵۴۴	۳
۱۲	جناب ڈاکٹر مرید حسین صاحب ۵۸۱	۳	۲۸	جناب آغا اکبر علی خان صاحب بادشاہ صاحب ۲۲۹۳	۲
۱۳	جناب سید ابن علی صاحب حسن پور	۱	۲۹	جناب نواب وحید الدین حیدر صاحب	
۱۴	جناب منشی فضل حسین صاحب انسپکٹر ۲۰۶۲	۵		ڈسٹرکٹ خیرآباد ۲۴۳۱	۱
۱۵	جناب حکیم دار الاصلاح بادشاہ علی صاحب ضیا	۲	۳۰	جناب سید الطاف حسین صاحب سررشتہ دار ۷۸۳	۱
۱۶	جناب منشی ولایت حسین صاحب نہر ۲۰۰۹	۱	۳۱	جناب منشی سید نثار عباس صاحب ۲۱۳۹	۲
۱۷	جناب سید دلدار حسین صاحب رئیس ۱۹۵۸	۱	۳۲	جناب منشی سید اظہر حسین صاحب افسردہ ۲۸۹۳	۳

۳۳	جناب مولوی غلام باقر کاظم علی صاحب ۳۳۴۹	۱	۵۶	جناب مرزا انتظار علی صاحب ۱۳۷۱	۲
۳۴	جناب مرزا امداد شاہ صاحب دہلی	۳	۵۷	جناب منشی محمد محسن صاحب منصرم ۳۳۵۳	۲
۳۵	جناب آغا سید علی صاحب ذاکر ۲۳۴۲	۱	۵۸	جناب مولوی تصدق حسین صاحب ۱۲۲۶	۲
۳۶	جناب منشی مرزا سید العلی صاحب [illegible]	۱	۵۹	جناب سید امام علیشاہ صاحب	۱
۳۷	جناب سید ناظم علی صاحب [illegible]	۱	۶۰	جناب منشی میر اسرار حسین صاحب [illegible]	
۳۸	جناب منشی یاور حسین صاحب ۸۵۱	۱		قانونگوے ۱۵۹۶	۱
۳۹	جناب بابو محمد طفیل صاحب ۲۶۶۴	۱	۶۱	جناب منشی سید مقبول حسین صاحب پیشکار ۷۳	۱
۴۰	جناب سید علمدار حسین صاحب طالب العلم ۳۷۰۲	۲	۶۲	جناب حکیم نصیر الدین حیدر صاحب	۱
۴۱	جناب سید علی عباد صاحب سرسوی ۲۸۹۵	۱	۶۳	جناب مولوی سید علی صاحب منصبدار	۱
۴۲	جناب میر عاشق علی صاحب ۳۶۵۹	۳	۶۴	جناب سید نظیر الحسن صاحب رئیس ۹۰۶	۳
۴۳	جناب منشی نصیر احمد صاحب امین نہر گنگ ۳۱۱۷	۱	۶۵	جناب شیخ محمد شفیع صاحب ۳۱۴۳	۲
۴۴	جناب ڈاکٹر اکبر علی شاہ صاحب ۳۵۳۵	۵	۶۶	جناب مہدی شاہ صاحب حولدار ۲۸۵۲	۱
۴۵	جناب نواب مرزا مہدی علی صاحب کمشنر [illegible] ۲۲۸۲	۲	۶۷	جناب نواب اعظم حسین خان صاحب کربلائی ۳۷۱۶	۱
۴۶	جناب سید ابو احمد صاحب سربراہکار ۸	۲	۶۸	جناب نواب علی حسین جان خان صاحب ۳۶۰۶	۲
۴۷	جناب منشی سید مراد حسین صاحب محرر ریاست ۳۵۹۱	۱	۶۹	جناب غلام محی الدین صاحب ۳۶۸۳	۱
۴۸	جناب مولوی سید محمد رضی صاحب امین نہر ۱۹۹۵	۱	۷۰	جناب مولوی علی حیدر صاحب دہلی	۱
۴۹	جناب ڈاکٹر عنایت حسین خان صاحب ۳۶۶۶	۱	۷۱	جناب سید امجد علی صاحب کربلائی ۱۵۶۰	۱
۵۰	جناب حاجی سید محمد رفیع صاحب ۲۷۶۱	۱	۷۲	جناب سید مہدی حسن صاحب سرسوی	۲
۵۱	جناب سردار راحت علی خان صاحب ۱۰۳۵	۴	۷۳	جناب میر مصطفے حسین صاحب [illegible] ۱۸۱۷	۲
۵۲	جناب منشی ابرار حسین صاحب [illegible]	۱	۷۴	جناب مرزا نوازش علی صاحب ۲۸۵۹	۲
۵۳	جناب منشی محمد حنیف صاحب نقشنویس ۱۶۷۵	۱	۷۵	جناب منشی سید حیدر حسین صاحب [illegible] ۲۵۵۰	۱
۵۴	جناب سید حسن علی صاحب [illegible]	۲	۷۶	جناب مولوی مرزا احمد سلطان صاحب	
۵۵	جناب مولوی سید محمد ذکی صاحب شیدا	۱		خاور ۳۶۱۲	۲

۷۷	جناب منشی محمد حسین صاحب ملازم تارگھر ۱۵۵۱	۱	۹۸	جناب مرزا مظفر علی بیگ صاحب قانونگو ۲۰۲۸	۲
۷۸	جناب مرزا حفاظت علی بیگ صاحب ۱۷۷	۱	۹۹	جناب حکیم محمد صادق صاحب ۲۲۹	۱
۷۹	جناب منشی اخلاق احمد صاحب ہیڈ کونسٹیبل		۱۰۰	جناب آغا مرزا محمد محسن صاحب شیرازی کنٹراکٹر ۲۰۸۰	۳
	ریلوے ۱۳۸۵	۱	۱۰۱	جناب شیخ احمد علی صاحب اسٹیشن ماسٹر آئی آر ۴۵۷	۱
۸۰	جناب سید مبارک حسین صاحب انجینئر ۳۵۲۲	۱	۱۰۲	جناب آقا محمد باقر صاحب نجفی حیدرآباد	۳
۸۱	جناب منشی سید محمد حسن صاحب سرسی	۳	۱۰۳	جناب آقا نواب سید محمد حسن صاحب طباطبائی ۳۷۹۴	۱
۸۲	جناب میاں شاہ نواز صاحب ۱۴۴	۱	۱۰۴	جناب ماسٹر اشفاق علی صاحب ۲۹۹۵	۱
۸۳	جناب منشی سید ولایت حسین صاحب		۱۰۵	جناب منشی اصغر حسین صاحب ٹکٹ کلکٹر دہلی	۲
	امین [illegible] ۳۰۰	۲	۱۰۶	جناب سید اصغر حسین صاحب رئیس ۳۳۲۸	۱
۸۴	جناب منشی سید محمد رضا صاحب [illegible]	۱	۱۰۷	جناب منشی سید نظیر حسین صاحب [illegible]	۱
۸۵	جناب منشی سید تقی [illegible] حسین [illegible] ۳۷۴۹	۱	۱۰۸	جناب منشی حسن عسکری صاحب ہیڈ محرر	۲
۸۶	جناب مولوی غضنفر علی صاحب [illegible]	۱	۱۰۵	جناب حکیم خورشید حسن صاحب ۴۵۷۴	۱
۸۷	جناب عنایت علی شاہ صاحب ۳۶۰۵	۴	۱۱۰	جناب منشی سید عبادت حسین [illegible] ۱۱۲۹	۱
۸۸	جناب میر غلام شبیر صاحب داروغہ جیل ۲۲۶۸	۱	۱۱۱	جناب سید ممتاز حسین صاحب [illegible]	۱
۸۹	جناب محمد بادشاہ حسین صاحب سربراہکار	۱	۱۱۲	جناب سید حسین علی صاحب شمسی کلرک ۳۳۲۵	۱
۹۰	جناب منشی سید سجاد حسین صاحب نائب رجسٹرار قانونگو ۶۷۰	۱	۱۱۳	جناب سید فتح علی شاہ صاحب پٹواری ۳۶۷	۱
۹۱	جناب سید انور علی صاحب کلرک	۱	۱۱۴	جناب سید آل احمد صاحب سرور سرسوی ۱۷۵	۱
۹۲	جناب سید وارث علی شاہ صاحب ۴۷۶	۲	۱۱۵	جناب آغا مرزا محمد جعفر صاحب ۳۸۳۱	۱
۹۳	جناب سید کرامت علی صاحب ۱۶۳	۱	۱۱۶	جناب ملا طاہر علی عبد الحسین صاحب ۳۵۲۸	۱
۹۴	جناب سید سید محمد شاہ صاحب ۱۴۴	۱	۱۱۷	جناب نواب قاسم علی خاں صاحب رئیس	۱
۹۵	جناب منشی نیاز احمد صاحب [illegible] ۳۶۹۹	۱	۱۱۸	جناب شیخ علیم اللہ صاحب [illegible]	۱
۹۶	جناب منشی بدر الدین خاں صاحب [illegible] ۴۷۳۶	۱	۱۱۹	جناب سید خیرات حسین صاحب	۱
۹۷	جناب حکیم قمر الدین صاحب [illegible] ۱۲۶۱	۴	۱۲۰	جناب سید آل محمد صاحب [illegible] ۲۷۵۹	

۱۲۱	جناب مولوی سید محمد صادق صاحب نائب تعلق	۱	۱۲۴	جناب سید فیض المحسن صاحب مختار عام ۱۴۲۴	۱
۱۲۲	جناب منشی سید قاسم حسین صاحب بخشی ۲۴۴۹	۱	۱۲۵	جناب سید محمد صاحب ۱۳۴۷	۱
۱۲۳	جناب سید مہدی حسن صاحب ترمذی	۱	۱۲۶	جناب مولوی نظیر احمد صاحب وکیل	۱

اہلحدیث - مورخہ ۸ دسمبر اپنے نامہ نگار سے لکھتے ہیں " جناب مولوی فرمان علی صاحب کی تمام تحریر و تقریر کا ماخذ جناب مولوی حامد حسین صاحب کی عبقات ہی اور اس بحث میں ابتک جو مضامین انھوں نے شایع فرمائے ہیں وہ گویا اسی کتاب عبقات کا ترجمہ اور ما حصل ہے اسلئے شیعہ اہل علم کا مطلب اس تحریر میں گو صاحب عبقات ہی کے ساتھ ہوگا صفحہ اب براہ کرم اڈیٹر بتائیں یہ مضامین عبقات الانوار کی کس جلد میں ہیں اگر جلد اور مطبع و صفحہ کا حوالہ تحریر فرمائیں تو عـ۵ انعام مجھسے وصول کرلیں ورنہ آیہ معلومہ کی تلاوت فرمائیں -

افسوس اب حضرات اہلسنت میں کیسے کیسے علما پیدا ہو رہے ہیں جنہیں مشرق و مغرب بھی نہیں معلوم ہوتا صاحب عبقات کے جواب کی آرزو میں نواب صدیق حسن خان و مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی لمجان ہو گئے اور ایک حرف کا جواب نہ لکھ سکے - اب انکو بھی علامہ پیدا ہو گئے جو اپنے جواب کا جواب وہ اون حضرات کو سمجھتے ہیں جنکے کلام کو سمجھ بھی نہیں سکتے - حالانکہ خود مولوی فرمان علی صاحب کی تحریر کا جواب ابتک کوئی صاحب نہ لکھ سکے - فخر رازی کا حال انشاء اللہ آیندہ نمبر و ضمن لکھا جائیگا کہ اڈیٹر صاحب کی آنکھ کھل جاے -

تعصب مین ترقی - افسوس کہ جسقدر حقیت کا انکشاف ہو رہا ہے اور حق کی طرف میل ہو رہا ہے اوسیقدر مخالفین کا تشدد بڑھ رہا ہے - اس نمبر مین ایک تحریر میں آپ دیکھینگے کہ وہ شخص اپنی ہاتھ سے خط لکھتا ہے نہ اپنا نام ظاہر کر رہا ہے دوسرے خط میں یہ فرمایش ہے کہ جواب اسکا کتابونکے ویلو کے اندر ہو کیونکہ پیٹ خطوط محفوظ نہیں رہتے ہمارا راز کھل جائیگا - عجیب ہے ہماری قوم کب تک خواب غفلت میں مبتلا رہتی ہے جو ایسے تازہ مسلمانون کی فکر نہیں کرتی -

کیا ہمارے روسا میں کچھ ایسے رئیس نہیں ہے جو ایسے اشخاص کی معاونت مدونہ کرین بلکہ کسی خدمت پر مامور کرین - جو خط قبول حق مع تشدد مخالفین کے عنوان سے شایع ہوا ہے وہ ایک لائق طبیب ہیں اور فن ڈاکٹری میں بھی کمال رکھتے ہیں اگر کوئی عالی ہمت رئیس انکے طلب پر آمادہ ہوں تو دفتر اصلاح کے ذریعہ سے مراسلات کرین -

آل انڈیا شیعہ کانفرنس اجلاس سوم

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا اجلاس دوم منعقدہ ۱۹۰۸ء بہت کچھ کامیاب اور بارونق رہا لیکن اوس سال چند قدرتی زور اتفاقی امور بھی ایسے پیدا ہو گئے تھے جن سے اسکی کامیابی چندان حیرت انگیز نہین معلوم ہوتی۔ بخلاف اسکے اس سال کانفرنس کے ترقی کا کوئی ایک بھی خاص محرک نہ ظاہر ہوا کیونکہ سال گذشتہ کی شرکت کانفرنس سے اکثر حضرات کا وہ شوق جو ایک بالکل ہی عجوبہ اور عسیر الوقوع چیز کے دیکھنے کیلئے ہوتا ہے زائل ہو چکا تھا۔ ڈیپوٹیشن بھی بہ مقابلہ سال گذشتہ بہت کم گئے۔ نواب رامپور یا کسی خاص رئیس کے آنے اور مومنین کے دلوں کو کانفرنس کیطرف مقناطیسی کشش کیطرح کھینچنے کی امید بھی نہ تھی۔ بلکہ برعکس اسکے بوجوہ مومنین کی دل شکستگی اور افسردگی خاطر اور کارکن حضرات کے شکایات کی آواز تمام بلند تھی جس سے اس سال کانفرنس کے کامیاب اور بارونق ہونیکی امید نہ تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ سارے اندیشے غلط نکلے اور اس سال کا اجلاس بھی بہت کچھ کامیاب رہا جس سے اسکے استقلال استحکام اور روز افزون ترقی و اشاعت کی قوی امید پیدا ہوئی ہے۔

صدارت اور طعام کا مسئلہ نہایت اہم ہو رہا تھا اور عرصہ تک زیر تجویز رہا لیکن جب کانفرنس کا وقت نہایت تنگ رہگیا اوسوقت مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ نے صدارت کو قبول فرمایا اور علمائے اور رؤسائے لکھنؤ نے خاص طور پر کھانے کا انتظام کر کے ان دونوں مرحلوں کو نہایت خوش اسلوبی سے مقتضائے ضرورت طے کر دیا

انعقاد کی تاریخین ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر مطابق ۱۲-۱۳-۱۴ ذی الحجہ مقرر تھین۔ اور اجلاس اوسی معاہدہ انجمن رفاہ عام کے احاطہ مین ہوا جسمین دو سال قبل ہو چکا تھا۔ جلسون کیلئے ایک عالیشان اور سال گذشتہ سے بھی زیادہ وسیع پیمانہ پر پنڈال بنایا گیا تھا اور مومنین کیلئے اوسی احاطہ مین متعدد کمپ قائم کئے گئے تھے ۲۴ دسمبر یوم عید الاضحی تک کل سامان تیار ہو گیا تھا اور سارے انتظامی امور انجام پا گئے تھے۔ ۲۵ دسمبر علی الصباح ہی سے مومنین جوق جوق لکھنؤ مین آنا شروع ہوئے اور شام تک شہر لکھنؤ عجب منظر ہو گیا ہندوستان کے قریب قریب ہر صوبہ سے بتعداد کثیر ممبر و وزیٹر تشریف لائے تھے صوبہ بمبئی و مدراس مین بھی ڈیپوٹیشن روانہ کئے گئے اور کچھ کامیابی بھی ہوئی چنانچہ بمبئی سے امین التجار صاحب اور چند حضرات تشریف لا کر کانفرنس کو خاص زینت بخشتی تھی۔ غرض کوئی صوبہ غالباً خالی نہ رہا اور مجموعی تعداد کل ممبر

و وزیٹر حضرات کی دو او رتین ہزار کے درمیان تھی جنمین غربا متوسطین متمولین۔ روٗسا نوابان راجہ وکیل بیرسٹر اور دیگر معزز عہدون کے حضرات سب ہی تھے۔ مجتہدین بھی کل موجود تھے باستثنا ءِ جناب مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ کے کہ آپکے تشریف نہ لانے سے ساری کانفرنس متحیر اور افسردہ تھی اور عوام سے لیکر علما تک نہایت ہی مضطربانہ طور پر جناب کے تشریف نہ لانیکا سبب اور کیفیت مزاج دریافت کرتے اور آپکے تشریف نہ لانیکو باعث بے رونقی کانفرنس قرار دیتے تھے۔

ہر صیغہ کا انتظام بھی نہایت معقول رہا۔ اخراجات بھی بہت ہی مناسب اور معتدل ہوے جس سے نہ اسراف کا الزام عاید ہوسکتا ہے نہ کسی کو کسی قسم کی تکلیف ہونے پائی رزولیوشن بھی بہت ضروری اور نہایت مفید پاس ہوے۔ ترقی کی عملی کوششون مین بھی اچھی کامیابی ہوئی چندہ بھی مناسب جمع ہوئے گذشتہ دو سال کی چند خرابیان بھی رفع ہوئین۔ خان بہادر سید محمد ہادی صاحب شکر سازی کا مختصر کارخانہ بھی لائے تھے جو بطور نمایش پیش کیا گیا۔ غرض جس حیثیت سے دیکھا جائے اس سال بھی کانفرنس بہت کامیاب رہی اور اسکے تیسرے سال مین ایسی نمایان ترقی اور بین کامیابی سواے تائید غیبی اور نصرت خدا کے کسی دوسری چیز سے نہین ہوسکتی۔

بہرکیف یہانتک تو کانفرنس کے عام حالات تھے اب روزانہ کی کارروائی ملاحظہ ہو۔

(۱) ۲۵ دسمبر

آج دس بجے سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس بہ صدارت جناب مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ منعقد ہوا اور ۲۶ کو پیش ہونے والے رزولیوشن طے کیے گئے۔

کارروائی ۲۶ دسمبر

اجلاس کا وقت ۱۰ بجے سے مقرر تھا چنانچہ اسوقت تک تمام ممبران و وزیٹران سے پنڈال بھر گیا تھا ۱۰ بجے پریسیڈنٹ صاحب تشریف لائے جسپر صلوٰۃ کے نعرے چار پانچ منٹ تک بلند رہے۔ اوسکے بعد پروگرام تقسیم ہوا۔ عالیجناب معتمد الرؤسا خادم سید الشہدا راجہ محمد سردار حسین خانصاحب بہادر تعلقدار بہٹوا منہ ضلع بارہ بنکی کی استقبالی تقریر آپکے ہونہار اور لائق صاحبزادہ جناب نواب شہنشاہ حسین صاحب نے پڑھی جس سے راجہ صاحب کی روشن دماغی و عالی خیالی ضروریات زمانہ کا احساس ظاہر ہو اور ہماری قوم کی خوش قسمتی ہے کہ اسمین ابتک ایسے روشن دماغ روسا موجود ہین۔

بعد اس تقریر کے جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ مجلس پر تشریف لائے اور نہایت موثر الفاظ مین جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کے صدارت کی تحریک کی آپکی تقریر دس منٹ تک رہی اور مومنین کے دلونکو بے اختیار کئے رہی۔ بعد اوسکے جناب مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ نے مولانا موصوف کی تائید کی پھر جناب راجہ امام علی خانصاحب بھٹوا مئو نے تائید کی جسکے بعد نعرہ صلوۃ کے ساتھہ مولانا ممدوح کرسی صدارت پر تشریف لاکر رونق افروز ہوئے۔ اور اپنی تقریر افتتاحی ارشاد فرمائی۔

جناب کے اثنائے تقریر مین کچھ ترشح ہوا جس سے خوف تہا کہ انتشار پیدا ہوگا لیکن باوجود تکلیف اور بھیگنے کے ذرا بھی اضطراب ممبران مین نہ پیدا ہوا اور نہایت توجہ سے تقریر سنتے رہے۔ گیارہ بجے تقریر ختم ہوئی پھر سکرٹری صاحب مجلس پر تشریف لائے اور اپنی رپورٹ سالانہ کو مختصر کرکے بیان کیا۔ ساڑھے گیارہ مین آپکی تقریر ختم ہونے پر جلسہ بھی ختم ہوا۔

۲ بجے دوسرا جلسہ شروع ہوا چونکہ نواب سید مرتضی حسین خانصاحب سکرٹری اوقاف کی رپورٹ صبح کو مقرر تھی اور اوسوقت موقع نہ ملا اسوجہ سے سب سے پہلے ممدوح نے سالانہ رپورٹ کمیٹی اوقاف کی پڑہی جس سے معلوم ہوا کہ کل ۱۸ حضرات نے سال بھر مین اپنے اپنے مقام کے اوقاف کی فہرست بھیجی پھر آپنے مختلف حالات بیان کئے۔ بعد اوسکے کارروائی شروع ہوئی حسب ذیل رزولیوشن پاس ہوے۔

(۱) یہ کانفرنس جناب مولانا مولوی سید علی اکبر صاحب مرحوم بزرگ خاندان اجتہاد و جناب مولانا مولوی سید عابد حسین صاحب مرحوم مدرس مدرسہ سلطان المدارس حسین آباد لکھنؤ و جناب سید عبد العلی صاحب وکیل کے وفات حسرت آیات پر اظہار تاسف کرتی ہے۔

(۲) یہ کانفرنس اوس بزدلانہ حملے کو جو ہز اکسلنسی لارڈ منٹو بہادر وائسرائے ہند پر بمقام احمد آباد کیا گیا اور نیز دوسرے اس قسم کے باغیانہ حملوں سے نفرت ظاہر کرتی ہے۔

(۳) یہ کانفرنس نہایت افسوس کیساتھ اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ امام باڑہ ہوگلی کے جدید متولی کی تقرری کی منسوخی کیلئے جو یاد داشت گورنمنٹ آف انڈیا مین شیعوں نے پیش کی تھی اوسکے فیصلے مین اسقدر غیر معمولی وقفہ کا موقع دیا گیا اور دوبارہ یہ کانفرنس مثل سال گذشتہ عرض رساہے کہ ایک قابل شخص کسی غیر مشکوک خاندان شیعہ مین سے جلد قبل محرم آئندہ اگر ممکن ہو متولی مقرر کیا جاے تاکہ شیعہ اپنے مذہبی رسوم وآداب کو امام باڑہ مذکور مین بلا تامل بجالائین اور سلطنت برطانیہ کی شکر گذار ہون۔

(۴) یہ کانفرنس گورنمنٹ آف انڈیا سے درخواست کرتی ہے کہ آیندہ مردم شماری سنہ ۱۹۱۱ء میں شیعوں کیواسطے علحدہ خانہ رجسٹر میں قائم کر دیا جائے۔

اسپر اچھی بحث و مباحثہ کے طے پایا کہ اس رزولیوشن کو عملی صورت میں لانیکے لئے حضرات ذیل کی ایک کمیٹی مقرر کیجا۔ مرزا محمد ہادی صاحب بی۔ اے۔ سید شہنشاہ حسین صاحب وکیل۔ سید علی اظہر صاحب بیرسٹر فیض آباد۔ سید حیدر حسین صاحب اڈیٹر شیعہ۔

(۵) جواز وقف علی الاولاد کا مسئلہ شیعوں میں بلکہ اہل اسلام میں مسلمہ ہے لیکن پریوی کونسل میں خلاف شرع فیصلہ ہو گیا ہے لہذا یہ کانفرنس اس مسئلہ کے جواز شرعی کا اظہار کر کے گورنمنٹ سے مستدعی ہے کہ آیندہ اصلاح فرمائی جائے

پانچوں رزولیوشن پاس ہونیکے بعد جناب حافظ محمد تقی حسین صاحب سائن سونی پت ضلع دھلی ڈیسک پر تشریف لائے اور خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید زبانی فرمائی اسکے ختم ہونے پر جناب سعی صاحب نے نہایت دلخوش کن موثر اور عبرت انگیز قومی نظم پڑہی اور جلسہ ختم ہوا۔

۲۷ دسمبر

آج پنڈال ۲۶ سے زیادہ بھرا ہوا تھا کیونکہ ۲۶ کو بارش موقوف ہونے پر اور موسمی تیز زائل ہو جانے سے مقامات قریبہ کے جو حضرات رک گئے تھے وہ بھی آکر شریک ہو گئے اور بہت سے حضرات اس دہوکہ میں کہ ۲۷ ہی کو پہلا جلسہ ہوگا آج ہی پہونچے۔ مختصر یہ کہ آج مجمع بہت زیادہ تھا سارا پنڈال بھرا ہوا تھا اور ذرا بھی جگہ باقی نہ تھی امین التجار صاحب بمبئی سے بھی آج ہی آکر شریک جلسہ ہوئے آپکے آنیکا شکریہ کانفرنس کیطرف سے ادا کیا گیا پھر جناب حافظ سید امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ اور اوسکے بعد ذیل کے رزولیوشن پاس ہوئے۔

(۶) یہ کانفرنس مناسب سمجھتی ہے کہ وہ تمام انجمنیں جو اپنی تئیں اس کانفرنس کی ماتحت یا شاخ تصور کرتی ہیں اپنا نام مع اغراض و مقاصد مرکزی کمیٹی میں درج کرائیں۔ اور تکمیل و تعمیل اغراض و مقاصد کانفرنس کو اپنا فرض خیال کریں اور اسکے لئے کچھ قواعد و ضوابط منضبط کر دئیے جائیں۔ اور ان انجمنوں کی سالانہ کارروائی اختصاراً کانفرنس کے سالانہ رپورٹ کے ہمراہ کانفرنس کے اجلاس میں پڑہی جایا کرے۔

(۷) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ کانفرنس کیطرف سے بلا معاوضہ ایجنٹ یعنی گرداور ہر ضلع سے ایسے باثر

حضرات کے جو ان خدمات کیلئے بخوشی ذمہ دار ہوں مقرر کئے جائیں جو تمام اطراف ہندوستان مین دورہ کر کر

(۸) یہ کانفرنس شیعیان ہند کے اس بُرے دستور کے خلاف شرع ہونیکا اعلان کرتی ہی جسکی روسے بیوگان کا عقد ثانی بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اور چاہئے کہ کوئی عملی تدبیر اس بُرے رسم کے بغیر اجبار دور کرنیکی تجویز کیجائے۔

(۹) یہ کانفرنس اس بات پر افسوس ظاہر کرتی ہی کہ باوجود گذشتہ دو سال سے باقاعدہ درخواست دینے اور پیروی و کوشش کرنیکے افسران ریلوے نے خاص کانشتن جو دیگر کانفرنسوں اور تقریبات کے مواقع پر دیا جاتا ہے اس کانفرنس کیلئے منظور نہین کیا۔ لہذا یہ کانفرنس ادب کے ساتھ لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور مین ایک میموریل پیش کرے۔ صبح کا جلسہ ا بجے ختم ہو گیا۔

دوسرا جلسہ ۲ بجے شروع ہوا سب سے پہلے جناب حافظ مولوی عبد الجلیل صاحب ساکن مارہرہ ضلع ایٹہ نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔

بعد اسکے اس سال کی سب سے مبارک اور نہایت روح افزا کارروائی یہ ہوئی کہ مومنین امروہہ ضلع مرادآباد کی طرف سے جناب سید سعید حسن صاحب وکیل امروہوی نے کانفرنس کو سال آیندہ ۱۹۱۰ء کیلئے امروہہ مین دعوت دی جس سے تمام حضرات مارے خوشی کے جھومنے لگے اور عجیب وجد طاری ہو گیا۔ مسٹر یوسف حسین خانصاحب بیرسٹر نے اس دعوت کا شکریہ کانفرنس اور اہل لکھنؤ کیطرف سے ادا کیا بعد اوسکے رزولیوشن پیش ہونے لگے۔

(۱۰) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہی کہ جو رقم وقف نواب مبارک محل صاحبہ مرحومہ لکھنؤ سے عراق کو جاتی ہے اوسکی تقسیم کے متعلق ہز اکسلنسی برٹش کونسل مقیم بغداد سے بہ ادب استدعا کیجاے کہ ہندی مستحقین کے حقوق کا بھی لحاظ فرمایا جائے۔ اور اس رزولیوشن کی تعمیل سکرٹری کمیٹی اوقاف کے سپرد کیجائے۔

اثنائے تقریر مین بیان کیا گیا کہ ۱۸۲۵ء مین مرحوم شاہ اودھ غازی الدین حیدر نے ایک کروڑ روپیہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو بطور قرض دیا جسکا سود اسوقت دس ہزار کئی سو روپیہ ماہوار ہوتا ہے اور یہ سب روپیہ ماہ بماہ عراق روانہ ہوتا ہے۔

(۱۱) چونکہ سکرٹری کمیٹی اوقاف کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت تک شیعہ اوقاف تمامی ہند کی رپورٹ مکمل تیار نہین ہوئی لہذا کانفرنس اجلاس سوم تجویز کرتا ہے کہ اجلاس دوم کے رزولیوشن متعلقہ تکمیل فہرست اوقاف کی تجدید کیجائے اور قوم کو توجہ دلائی جائے۔ کہ سکرٹری کمیٹی اوقاف کو مکمل فہرست

کے تیار کرنے میں مدد دے۔ اور جو فہرستیں آگئی ہیں ان کے متعلق عملی کارروائی شروع کیجائے۔
اس رزولیوشن پر بحث و تائید کے بعد اوقاف کی حفاظت کیلئے چندہ کی فہرست کھولی گئی اور مومنین نہایت جوش و خروش سے چندہ میں شریک ہونے لگے۔ تین سو چالیس روپیہ فوراً نقدی وصول ہو گیا اور رقم کثیر کا وعدہ
(۱۲) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ سالانہ جو روپیہ فیس ممبری و وزیٹری و اعانات سے وصول ہو اوسکا نصف حصہ کسی معتبر بنک میں ریزروڈ (مخصوص) فنڈ میں اس شرط سے جمع کیا جائے کہ کبھی اصل سرمایہ نہ صرف کیا جائے اور اوسکا جائز سالانہ منافع بموجب رائے کانفرنس خرچ کیا جائے اور مابقی روپیہ خرچ رواں کیواسطے رکھا جائے
(۱۳) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ سالانہ حساب آمدنی و خرچ کے باقاعدہ جانچ کیلئے کوئی آڈیٹر (محاسب) مقرر کیا جائے جسکا رپورٹ معاینہ کرنیکے بعد سنٹرل کمیٹی حساب منظور کیا کریگی۔

(۲) ۲۸ دسمبر

سب سے پہلے جناب حافظ شیخ مہدی حسن صاحب ساکن کیرانہ ضلع مظفر نگر نے تلاوت قرآن مجید فرمائی بعد اوسکے ذیل کے رزولیوشن پیش و پاس ہوئے۔
(۱۴) یہ کانفرنس درخواست کرتی ہے کہ حضرات شیعہ اس کا التزام شرعی کریں کہ وہ رقص و سرود کے جلسوں کی نہ خود بنا کریں نہ ایسے جلسوں میں شریک ہوں اور ہر مقام کی انجمن اور وہاں کے ذی اثر و معزز اراکین ایسے امور کے انسداد کا ذمہ لیں۔ اس رزولیوشن پر عمل کرنیکی دیر تک بحث رہی۔ اور متعدد صورتیں عمل کرانیکی سوچی گئیں آخر میں جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ ڈیس پر تشریف لائے اور بہت دیر تک نہایت موثر لہجہ اور عالمانہ پیرایہ میں موعظہ فرماتے رہے اسکے انسداد کی فرمایش کرتے رہے۔ اور کل حاضرین جلسہ سے عہد کرنیکی درخواست کی جس پر قریب قریب کل حضرات نے اس کے موقوف کرنیکا عہد کیا۔ بعد اسکے صدر نشین صاحب نے کھڑے ہوکر نہایت ہی جامع تقریر اسکے انسداد کے متعلق کی اور ٹھیٹھر سے بھی اجتناب کرنیکا عہد لیا۔
(۱۵) الف۔ یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ اون چار طلبہ کو فی کس دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ صرف چار ماہ کیواسطے دیا جائے جو آل انڈیا شیعہ کانفرنس کیطرف سے کارخانہ جات راب سازی میں بہ نگرانی جناب خان بہادر سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت و تجارت راب بنانیکا کام سیکھیں۔
(ب) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ اون چار شیعہ طلبہ کو دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ چار ماہ کیلئے دیا جائے جو شکر بنانیکی مشنری کا کام کارخانجات شکر سازی آل انڈیا شیعہ کانفرنس میں زیر نگرانی جناب خان بہادر ممدوح سیکھیں

اس رزولیوشن نے بھی مومنین کے دلوں میں حرکت پیدا کی اور کئی حضرات نے اپنے جیب خاص سے متعدد طالب العلموں کو اس محکمہ میں تعلیم دلانیکا اعلان کیا اور وعدہ کے علاوہ نقد روپیہ بھی بمقدار کثیر جمع ہو گیا۔

اور اسی پر صبح کا اجلاس ختم ہو گیا۔

دوسرا اجلاس ۲ بجے شروع ہوا۔

(۱۶) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ مدرسۃ الواعظین یعنی ڈیوینیٹی کالج اور دار الترجمہ کے قائم کرنیکی بیحد ضرورت ہے اور اوسکو عملی صورت میں لانیکے لئے ایک فنڈ کھولا جائے۔

اس رزولیوشن پر بھی کثرت سے تقریریں ہوئیں اور بیان کیا گیا کہ بغیر اس رزولیوشن کو عملی جامہ پہنائے ہوئے ممکن نہیں کہ مذہب شیعہ اس زمانہ میں مختلف ممالک میں ترقی کرے اور مخالفین اصلی اسلام کو سمجھیں کیونکہ آجتک اسلام حقیقی مخالفین کی نظروں سے پوشیدہ ہے جس سے دن رات اسلام پر اعتراض ہوتے رہتے ہیں۔ اس کام کیلئے بھی کثرت سے چندہ ہو گیا اور وعدہ بھی ہوئے۔

(۱۷) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ تمام شیعیان ہند مخصوص مرمت مساجد و امامباڑہ کیلئے تمام تقریبات شادی و غمی کے موقعوں پر بلحاظ مصارف ایک مناسب مقدار مقامی انجمنوں کو دیا کریں کہ وہ بوقت ضرورت مقامی مساجد اور امامباڑوں کی مرمت میں صرف کیجائے

(۱۸) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ سیسہ فنڈ کی کل اصلی آمدنی علمی ترقی کیلئے مخصوص کردی جائے۔

اس رزولیوشن کے پاس ہونیکے بعد کمشنر صاحب لکھنؤ ہونے جا رہے کانفرنس میں تشریف لاکر حاضرین کی بیحد خوشی و مسرت کے باعث ہوئے اور ریل ۲ بجے شام تک شریک جلسہ رہے اور کانفرنس سے ہمدردی اور اوسکے ترقی کی امید ظاہر کی اور شیعوں کے اتنے بڑے مجمع کو دیکھکر بیحد خوش ہو رہے تھے۔

(۱۹) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ متولیان وقف حسین آباد مبارک اور وقف نواب مبارک محل صاحبہ مرحومہ سے درخواست کیجائے کہ شیعہ بورڈنگ ہاؤس کے ادن اعلی انگریزی خوان طلبہ کیلئے جو وہاں بغرض تحصیل تعلیم مذہبی مقیم کئے جائینگے کم سے کم چھ وظیفہ دس دس روپیہ ماہوار کے عطا کریں۔

(۲۰) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ سال گذشتہ کے رزولیوشن متعلق بورڈنگ ہاؤس کیطرف خاص عملی توجہ کیجائے۔ اسکے محرک مشیر یوسف حسین صاحب نے نہایت جوشیلی اور بہت ہی موثر تقریر کی جسکا فوری نتیجہ یہہ ہوا کہ کثرت سے چندہ جمع ہو گیا اور نہایت ہی کثیر رقم کا وعدہ بھی ہوا۔ اسکے بعد یہ اجلاس ختم ہو گیا اور ۲ بجے

آج آخری روز تھا اس سبب سے شب کو بھی اجلاس ہوا اور ۹ بجے سے بارہ بجے تک رہا۔ اور یہ رزولیوشن پاس ہوئے

(۲۱) یہ کانفرنس فرقۂ شیعہ مین ایسے اشخاص کے پیشۂ گداگری اختیار کرنیکو نہایت ناپسند کرتی ہے جنکو صلاحیت بہتر ذریعۂ معاش کی حاصل ہے۔ اور فرقۂ شیعہ سے امید کرتی ہے کہ ایسی گداگری کے انسداد کی پوری کوشش کرینگے

اسکی تقریر ختم ہونیکے بعد اور پاس ہو جانے پر سید رضا حسین صاحب ٹھیکہ دار نہر شہر باندہ نے کہا کہ جتنے فقیر آپکو ملین ہم اون سب کا کرایہ ریل دینگے مومنین ہمارے یہان بھیجدیا کرین ہم سب کو کام مین لگا دینگے۔

(۲۲) یہ کانفرنس سکرٹری کانفرنس کی اون خدمات کا جو اونہون نے باوجود چند در چند تفکرات خانگی کے نہایت مستعدی سے انجام دیئے اعتراف کرتی ہے اور شکرگذار ہے

اس رزولیوشن کے قبل سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے ممبرون کو از سر نو انتخاب کرنیکا ایک رزولیوشن بھی پیش کیا گیا تھا جسپر بہت دیر تک اختلاف رہا اور معاملہ نہایت اہم ہو گیا لیکن مولانا ناصر حسین صاحب قبلہ اور مولانا نجم الحسن صاحب قبلہ کے اصرار سے یہ رزولیوشن مسترد کر دیا گیا اور مرکزی کمیٹی کے متعلق سپرد کیا گیا جسپر بہت سے حضرات نہایت دل شکستہ اور رنجیدہ مغموم ہوئے۔

رزولیوشن ۲۲ کے بعد سکرٹری کے انتخاب کا مسئلہ پیش ہوا اور آیندہ سال کیلئے بھی مولوی علی غضنفر صاحب سکرٹری مقرر کئے گئے نیز ایک انگریزی دان جوائنٹ سکرٹری مقرر کرنیکی تجویز ہوئی جسکا انتخاب بھی سنٹرل کمیٹی کریگی

ہر روز شب کو آٹھ بجے سے ۱۲ بجے تک سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس بھی اوسی پنڈال مین ہوتا تھا جسمین دوسرے روز کے رزولیوشن پیش کرنیکی تجویز ہوتی تھی۔ صدر نشین اسکے جناب مولانا السید ظہور حسین صاحب قبلہ تھے۔ ۲۷ دسمبر کے اجلاس سبجکٹ کمیٹی مین صدارت کا مسئلہ پیش ہوا اور یہ رزولیوشن پیش کیا گیا کہ علما کو اختیار دیدیا جائے اپنے حلقہ سے یا عمائد و اراکین سے جسکو چاہین صدر نشین مقرر کر دیا کرین۔ اس رزولیوشن پر دیر تک بحث و مباحثہ ہوتا رہا مگر آخرکار رزولیوشن نکالدیا گیا اور طے پایا کہ جسطرح مرکزی کمیٹی کے ممبران کے ووٹ سے صدر نشین منتخب ہوتے ہین اوسیطرح آیندہ بھی ہوا کرینگے۔ اس سبب سے وہ رزولیوشن ۲۸ کو کانفرنس کے اجلاس مین نہ پیش ہوا اور صرف سکرٹری کا مسئلہ لایا گیا۔ اس سے فارغ ہونیکے بعد تاریخ کا ذکر آیا اور چونکہ آیندہ ماہ کی نمائش الہ آباد اسی کرسمس کی تعطیل مین ہونیوالی ہے اور پھر ۱۹۱۱ء مین یہ تعطیل محرم مین واقع ہوگی اس سبب سے کسی دوسری تعطیل مین انعقاد کانفرنس کی تجویز ہوئی لیکن یہ مسئلہ بھی مرکزی کمیٹی کے متعلق کیا گیا۔ بعد اسکے مکرر اعلان کیا گیا کہ آیندہ سال کانفرنس کا اجلاس چہارم امروہہ ضلع مرادآباد

بدر قادیانی اور شیعہ

اخبار بدر مورخہ ۳ ستمبر مین بعنوان رد شیعہ ایک تحریر دیکھ کر سخت افسوس ہوا کہ جس شخص نے اسلام کو چھوڑ کر اپنا نیا دین بنایا نبی بنایا ہو اسکو معاملات اندرونی اسلام سے کیا واسطہ اسکو اپنے بھائیون اہل حدیث و اہل قرآن سے نپٹنا چاہیے نہ شیعون سے جو انکو تابعین مسیلمہ کذاب سے کم نہین جانتے ہم سے خود کاتب مضمون نے جواب کی استدعا کی ہو اور غور و فکر کا وعدہ کیا ہو اس لیے لکھنا ضروری ہو مگر ہم کو نہین معلوم کہ جس طرح دیگر فرقہ ہاے اسلام قرآن و حدیث کو مانتے ہین اسی طرح یہ بھی مانتے ہین یا صرف اپنے نبی قادیانی کی تحریرون پر انکا ایمان ہو لہذا ہم جواب تفصیلی نہین دے سکتے بلکہ وہ جواب لکھتے ہین جو ایک سنی کو دیا جا سکتا ہے چونکہ یہ مسلمات اہل سنت سے ہو کہ خلافت خلفاے ثلثہ بذریعہ اجماع ہو نہ بذریعہ نص لہذا وہ نہ کسی آیہ سے استدلال کر سکتے ہین نہ حدیث سے خواہ وہ کیسی ہی آیت ہو یا کیسی ہی حدیث۔ کیونکہ پھر وہ زمرۂ اہل سنت سے خارج ہو جاینگے۔ اور افترا بر خدا و رسول کا الزام علیحدہ قایم ہوگا جس سے مسلمانون کو پرہیز لازم ہو۔

آیۂ وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ایک ایسا صریح اور واضح آیہ ہو بطلان مذہب اہل سنت مین کہ اگر بسیر ذرہ برابر بھی غور کرین تو معلوم ہو کہ مذہب اہل سنت بالکل باطل ہی کیونکہ اس مین خدا وعدۂ استخلاف کرتا ہی اور استخلاف سے مراد بقول اہل سنت خلافت رسول ہی تو نتیجہ یہ نکلا کہ جتنے لوگ صحابہ سے خلیفہ ہوے وہی تو مومن ہین اور انکے سوا جتنے صحابہ ہین سب ایمان سے محروم ہین کیونکہ خدا کہتا ہی وعدہ کیا ہی خدا نے تم لوگون مین ایمان لانے والون اور عمل صالح کرنے والون سے کہ ضرور ضرور انکو خلیفہ کریگا زمین مین جیسا کہ پہلے لوگون کو خلیفہ کیا جس سے ہر شخص بدیہی طور پر سمجھ سکتا ہی کہ اگر خلافت رسول اس سے مراد ہی تو مومن و عمل صالح کرنے والے ان لوگون سے وہی لوگ ہین جو خلیفہ ہوے کیونکہ امنوا کے بعد منکم ہی جس سے دو باتین

سمجھی گئیں - ایک یہ کہ مومن وصالح الاعمال تم سب نہیں ہو کیونکہ من تبعیض کے لیے ہی دوسرے یہ کہ وعدہ تھیں لوگون کے مومنوں سے ہی اس سے موعود لہم کی تعیین ہوئی اور جس امر یعنی استخلاف کا وعدہ کیا ہی اُسپر لام تاکید ہی اور آخر مین نون تاکید جس کے معنی یہ ہوسے کہ ضرور ضرور اُن لوگون کو خلیفہ کرینگے جسکا مفہوم یہ ہوا کہ جو لوگ خلافت سے محروم رہے وہ ایمان اور عمل صالح سے بھی خارج ہوسے کیونکہ اگر وہ ایمان لائے ہوتے اور عمل صالح کیئے ہوتے تو ضرور خلیفہ بھی ہوتے لہذا خلیفہ نہ ہونا دلیل ہی اُنکے عدم ایمان کی -

اسکو یون سمجھو کہ بادشاہ نے وعدہ کیا کہ جو ہماری فوج سے فلان کام کریگا اُسکو ہم جاگیر دینگے اب بادشاہ نے ساری فوج سے ایک شخص کو جاگیر دی تو ہر شخص یہی سمجھیگا کہ اس شخص نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی جس سے جاگیر پائی اور سب محروم رہے - اہل سنت اگر اس نتیجہ پر راضی ہین کہ اتنے صحابہ مین وہی لوگ مومن تھے جو خلیفہ ہوسے تو ہم کو بھی تسلیم مین کوئی عذر نہین - کیونکہ جناب امیر اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام بھی وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات منکم لیستخلفنہم فی الارض مین داخل ہین اب اہل سنت بقیہ صحابہ کا ایمان ثابت کرین جو خلافت سے محروم رہے اور اُنکے اجماع سے خلافت بلکہ قرآن مانا گیا کہ وہ کس قاعدہ سے مومن ہوسکتے ہین اس لیئے کہ یہ آیہ نص ہی اسپر کہ وہی لوگ مومن ہین جو صحابی بھی ہین اور خلیفہ بھی ہوسے - تو اس امر سے صرف ابوبکر - عمر - عثمان - حضرت علیؑ - امام حسنؑ - معاویہ - امام حسینؑ - مروان - عبداللہ بن زبیر مومن نکلے طلحہ - زبیر - عبدالرحمن بن عوف - سعد ابن ابی وقاص وغیرہ وغیرہ جو عشرۂ مبشرہ مین داخل ہین سب ایمان سے خارج ہین -

اہل سنت اس نتیجہ کو خوب غور سے سمجھین کہ اگر ہفت اقلیم کے اہلسنت بھی جمع ہوکر اسکا جواب دینا چاہین تو محال ہی کیونکہ اس آیہ سے ایمان کا مدار خلافت پر ہی جسنے خلافت پائی وہی تو مومن ہی اور جسنے نہین پائی وہ مومن نہین -

دوسرا نتیجہ اہل سنت کو یہ بھی ملیگا کہ بوقت خلافت اول خلیفہ دوم وسوم ایمان سے محروم ہونگے کیونکہ اگر وہ ایمان لائے ہوتے تو وہ بھی ضرور اُسی وقت خلیفہ ہوتے لہذا معلوم ہوا کہ وہ لوگ اُسوقت ایمان سے محروم تھے ورنہ خدا پر خلف وعدکا الزام عائد ہوگا۔

تیسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سب مراحل کے بعد خلفاے ثلثہ کا ایمان ثابت ہوگا تو معاویہ ومروان کے برابر جن پر خدا اور رسول کا لعنت کرنا آیۂ والشجرة الملعونة فی القرآن واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا اور احادیث متواترہ بین الفریقین سے ثابت ہی۔ توجب ایمان خلفاے ثلثہ مساوی ہوا ایمان معاویہ وان کے کیونکہ خلافت بھی سب سے برابر پائی تو لعنت کے بھی بدرجۂ مساوی حصہ دار ٹھہرے کیونکہ مساوی کا مساوی مساوی ہوتا ہی۔

آگے چل کر یہ بھی بتانا ہوگا کہ انکے قبل جو بنی اسرائیل مین خلیفہ ہوسے وہ بنص خدا ورسول ہوسے تھے یا باجماع امت اگر بنص ہوسے تو تمثیل غلط ہوئی اور اگر باجماع ہوسے تو قرآن وحدیث سے ثابت کرنا چاہیے کہ ...سے بنی اسرائیل بھی باجماع ہوسے حالانکہ قرآن پکار کر کہہ رہا ہی کہ بنی اسرائیل مین خلفا بنص ہوسے واذ قال موسی لاخیه هارون اخلفنی + یاداود انا جعلنٰک خلیفة فی الارض یعنی موسی نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم ہمارے خلیفہ ہو۔ خدا نے کہا اے داؤد ہم نے تم کو خلیفہ بنایا زمین مین۔ توپھر اسکے خلاف امت محمدیہ مین خلیفہ باجماع کیونکر ہوسکتا ہی اور کما استخلف الذین من قبلہم کہان صادق آسکتا ہی حالانکہ خود آپ لکھ رہے ہین انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا جس سے معلوم ہوا کہ محمد صلعم بھی ویسے ہی رسول تھے جیسے کہ حضرت موسی۔ پھر کیونکر ممکن ہی کہ موسی کا خلیفہ تو بنص موسی ہوا اور رسول اللہ صلعم کا خلیفہ باجماع۔

آپ اگر اُن آیات مین غور کرین جو قصۂ حضرت موسی مین ہی تو پائینگے کہ حضرت موسی

سے ابتدائے نبوت میں دعا کی تھی قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی۔ یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا خدایا میرا سینہ کھول دے۔ میرا کام آسان کر زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھیں۔ اور میرے خاندان والوں سے میرا وزیر بنا یعنی ہارون میرے بھائی کو۔ اس سے میری قوت مضبوط کر اور اسکو ہمارے امر کا شریک بنا تاکہ ہم تیری تسبیح زیادہ کریں اور تیری یاد زیادہ کریں۔ جسپر خدا فرماتا ہے قد اوتیت سؤلک یاموسی تیری دعا قبول ہوئی اے موسی۔

انھیں آیات کے مطابق رسول اللہ صلعم کو بھی یہ باتیں ملنی چاہییں تب جا کے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کی تصدیق ممکن ہے کیونکہ وہان وزیر کی خواستگاری اور حضرت ہارون کو شریک فی الامر کرنے کی استدعا اسی وقت ہوئی جب آپ کو تبلیغ رسالت کا حکم ملا تو ضرور ہوا کہ رسول اللہ کو بھی یہ باتیں اسی وقت عطا ہون جسوقت آپ کو تبلیغ رسالت کا حکم ملا تھا تاکہ خدا و رسول ودونون کے وصی ونائب پر ایک ہی وقت ایمان لایا جائے۔ اسی لئے خداوند عالم اپنے حبیب خاص سے اس طرح خطاب فرماتا ہے الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک اے رسول کیا ہم نے تمھارا سینہ کھول نہین دیا۔ اور تم پر سے بوجھ نہین اتار دیا جسنے تمھاری پیٹھ توڑ ڈالی تھی۔ اور تمھارے ذکر کو بلند کیا جس سے صاف معلوم ہوا کہ خدا نے یہ باتیں عطا کین جن مین وزارت مثل ہارون بھی داخل ہے جو آپ کو اگرچہ اس قرآن مین جو حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا ہے بتفصیل نہ ملیگا مگر تمامی کتب تفاسیر وسیر و تواریخ مین بصراحت موجود ہے کہ جب یہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا اور حضرت نے اس حکم کی تعمیل کی تو اسی روز جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ اور وزیر بھی کیا جس پر تمامی کفار نے مضحکہ بھی اڑایا اور حضرت ابوطالب سے کہا تو تمھارا بیٹا تم پر حاکم بنایا گیا

دیکھو تاریخ کامل صفحہ ۲۲ جلد ۲
اس واقعہ کو اگرچہ قرآن موجود میں جگہ نہیں دی گئی بلکہ وراھطلک منہم المخلصین بھی نکال دیا گیا جو صحیح بخاری میں موجود ہو مگر ووضعنا عنک وزرک پھر بھی اسپر روشنی ڈال رہا ہو جو اب بھی قرآن میں موجود ہو کیونکہ وزیر کا لفظ اسی سے ماخوذ ہے۔
اسیلئے خدا نے حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی کو اسقدر شہرت دی کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی یہ روایت موجود ہے حالانکہ حدیث غدیر ایسی مشہور و متواتر حدیث جو اس سے زیادہ مشہور و متواتر تھی۔ مگر صحیحین میں نہیں لکھی گئی۔ جس سے آپ کو اسکا پتہ بھی چل سکتا ہے کہ خدا نے وزارت جناب امیر علیہ السلام کو کیسا واضح اور روشن کیا کہ صحاح ستہ میں بھی یہ حدیث درج کی گئی حالانکہ ان لوگوں کو جو عناد حضرت سے تھا سب کو معلوم ہے۔
اب اسی کے ساتھ گوسالہ پرستی کو بھی یاد کر لیجیے کہ جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر تشریف لے گئے تو کس طرح بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی شروع کی اور یہاں بعد وفات جناب رسالت مآب صلعم ابو بکر پرستی قائم کی گئی۔ پھر حضرت موسیٰ کی زوجہ صفوریہ کا بھی حضرت موسی علیہ السلام سے جنگ کرنا یاد کیجیے اور اس امت میں حضرت عائشہ کا جنگ جمل قائم کرنا جس سے آپ کو پوری تصدیق انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کی نمایاں ہو تمامی مفسرین اہل سنت نے اس آیہ کے معنی یہ لکھے ہیں کہ خدا نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہو کہ انکو زمین میں آباد کریگا اور خوف کو امن سے بدل دینگے جیسا کہ پہلے زمانہ کی امت انبیاء کے ساتھ معاملہ کیا اس لیئے تمامی مفسرین کا بیان یہ ہو کہ خدا نے اس وعدہ کو خود اپنے رسول کے زمانہ میں پورا کر دیا لہذا کسی طرح خلافت اصطلاحی اس سے نہیں مراد ہو مگر چند دنوں سے عام طور پر اہل سنت اسی آیہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اسپر نہیں غور کرتے کہ اگر اس سے خلافت ثابت ہو تو بقول اہلسنت رسول اللہ کی رسالت بھی تشریف لیئے جاتی ہو کیونکہ اس سے لازم آتا ہو کہ وہی لوگ

مومن ہوں جو خلیفہ ہوے تو بقول ڈیٹر صاحب النجم لکھنؤ ’’کیا کوئی بتا سکتا ہی کہ حضرت کی صحبت مین بیٹھنے والے سوا دو تین کے سب نا قابل محض تھے اور کیا کوئی اس بات کو مان سکتا ہی کہ کسی زمانہ مین سوا دو ایک آدمیوں کے تعلیم و تربیت کی قابلیت کسی مین نہ ہوئی۔ کوئی اُستاد کسی مدرسہ مین پڑھاتا ہو اور سو طالب علم اُس سے پڑھتے ہوں اور امتحان لینے پر اُن دو سو مین صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہین تو کیا وہ اُستاد الزام سے بری ہو سکتا ہی ہرگز بری نہین ہو سکتا تمام اراکین مدرسہ اُس اُستاد کو الزام دینگے اور اُسی کی نا قابلیت پر اسکو محمول کرینگے‘‘ مورخہ ۷ جمادی الاول۔

پس اگر اس آیہ سے مراد خلافت لی جائے تو یہی الزام رسول اللہ پر آتا ہی کہ آپ کی تعلیم سے کل پانچ چھ آدمی ایمان لائے جو خلیفہ ہوے کیونکہ ایمان لانے کو خلیفہ ہونا لازم ہی

رہا معاملۂ فدک پس یا تو قرآن پر ایمان لاکر یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کو صحیح سمجھیے جس سے خود رسول اللہ کے ترکہ کی بھی وہی تقسیم ہی جو عام مسلمانوں کے ترکہ کی تقسیم ہی یا قرآن کو غلط مان کر ابوبکر صاحب کی حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث پر ایمان لائیے جس مین جناب سیدہ جناب امیر و حضرت عباس عم رسول اللہ نے شیخین کو بنص صحیح مسلم و قول عمر کاذب و غادر و خائن و آثم سمجھا۔ یا کوئی ایسی ترکیب نکالیے کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ حدیث بھی صحیح ہو قرآن بھی حالانکہ آپ خود فرماتے ہین ’’سب اسلامی فرقوں کو جو متمسک بہ قرآن مجید ہین ہر ایک مسئلہ متنازعہ فیہ مین ضرور قرآن مجید کو ہی معیار بنانا چاہیئے اور ہر ایک اصول و فروع و عقیدہ خود کی بنیاد کسی نہ کسی آیت پر رکھنی چاہیے حدیث بھی وہی ماننی چاہیے جو موید مضمون و منطوق کلام مجید ہو اور مخالف نہو اور اسی طرح اور روایات و واقعات تاریخ کو بھی‘‘ لہذا براہ کرم کوئی آیت ایسی لائیے جس سے نحن معاشر الانبیا کی تائید ہو کیونکہ ہم تو قرآن مین۔ نماز۔ زکوۃ۔ صوم حج۔ جہاد۔ عفو۔ صلح۔ حلم۔ کرم۔ مین رسول اللہ کی نسبت بھی وہی حکم پاتے ہین جو

تمامی مسلمانون کے لیے ہی۔ پھر مسئلۂ وراثت مین حضرت کا حکم علیحدہ کیونکر ہوگیا حالانکہ جو احکام خاص حضرت کے لیئے ہین اُنکی تفصیل اُسی قرآن مین موجود ہی خالصة لک من دون المومنین کہ یہ حکم خاص تیرے لیئے ہی نہ اورون کے لیے۔ پھر اس حکم وراثت نے کیا قصور کیا کہ ایک لفظ بھی خدا نے ایسا نہ کہدیا جس سے رسول اللہ کا استثنا اس حکم سے معلوم ہوتا حالانکہ سارے قرآن مین ایک نبی کا دوسرے نبی کا وارث ہونا موجود ہی وورث سلیمان داؤد + رب ھب لی ولیا یرثنی ویرث آل یعقوب واجعلہ رب رضیا جس سے ہر شخص یہی سمجھ سکتا ہی کہ ایک نبی دوسرے کا وارث ہوتا ہی بلکہ نبی خدا سے دعا مانگتا ہی کہ ایک وارث ہم کو عطا کر جو ہمارا بھی وارث ہو اور آل یعقوب کا بھی۔ مگر آپ ان سب آیات قرآنی کے خلاف رسول اللہ کی وراثت سے منکر ہین وہ بھی اُس حدیث کے ذریعہ سے جسکے راوی صرف ابوبکر صاحب ہین جو بلا حکم خدا و رسول خلافت پر قابض ہوے اور محض حرمان دختر رسول کے لیئے اُنھون نے یہ حدیث بنائی۔ حالانکہ آپ اس آیہ کو بھی نظر رکھے ہین فبھدٰھم اقتدہ یعنی ای پیغمبر ان پیغمبرون کے دین کی تو بھی اقتدا و متابعت کر۔ پھر یہ کیسی اقتدا ہی کہ حضرت زکریا تو لڑکا بغرض وراثت طلب کرین کہ ہمارا وارث ہو۔ اور رسول اللہ بعوض اُسکے اپنے وارث کو محروم کرین۔ خدا کے سلیمانؑ داؤد کے وارث ہوے اور حضرت فرمائین ہمارا کوئی وارث نہین۔ کیا اسی کا نام اقتدا ہی۔ اور اسی کا نام آپنے قرآن کو معیار بنا رکھا ہی کہ جو بات ہی قرآن کے خلاف۔

دیکھیے مین نے جو سابق مین عرض کیا تھا کہ جو باتین خدا نے حضرت موسیٰ کو بعد دعا عطا کی تھین وہی باتین خدا نے اپنے حبیب کو بلا دعا عطا فرمائین۔ اُسکی تصدیق یہان بھی ہوئی کہ خدا نے حضرت زکریا کو وارث بعد دعا عطا فرمایا اور رسول اللہ کو بلا دعا پھر کیونکر ہوسکتا کہ حضرت خلاف حکم خدا اپنے وارث کو محروم کرین۔

آپ اگر صرف لفظ یوصیکم اللہ پر غور کرتے کہ خدا نے یہان یوصیکم اللہ کیون فرمایا حالانکہ نماز کے بارہ مین اقیموا الصلوٰة ہو روزہ کے بارہ مین کتب علیکم الصیام

ہو جہاد کے بارہ مین جاھدوا ہو حج کے بارہ مین اتموا الحج والعمرۃ ہو جو سب بصیغہ امر و حکم ہی تو آپ کو معلوم ہوتا کہ اس حکم مین کیا خصوصیت تھی جسکو بلفظ یوصیکم اللّٰہ فرمایا کہ خدا وصیت کرتا ہو۔ اسی لئے تاکہ معلوم ہو یہ مدعیان اسلام اس درجہ اسلام سے خارج ہین کہ لفظ وصیت کا بھی اُنکو خیال نہ ہوگا۔ اسی سے خاتمہ مین اس آیہ کے فرمایا تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا وذلک الفوز العظیم ومن یعص اللہ و رسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا ولہ عذاب مہین جس سے آپ کو معلوم ہو سکتا ہی کہ خدا کو اس مین کیا اہتمام ہی کیونکہ اس قدر کی تاکید و اہتمام کسی حکم مین نہین ہو اسی لئے دونون فقرہ یطع اللہ ورسولہ ومن یعص اللہ و رسولہ فرمایا کہ معلوم ہو حکم خدا ورسول کبھی خلاف نہین ہو سکتا اطاعت و عصیان بھی دونون سے متعلق ہی۔

مگر آپ کہتے ہین کہ رسول اللہ نے معاذ اللہ تعدی کی ہو اس حکم خدا کی مخالفت کی حالانکہ خدا فرماتا ہی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون اور آپ کہتے ہین کہ معاذ اللہ حضرت نے خلاف ما انزل اللہ حکم دیا خدا کہتا ہی افحکم الجاہلیۃ یبتغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون مگر آپ کہتے ہین کہ حضرت نے حکم جاہلیت کی پیروی کی کیونکہ دختر کشی و دختر کا حرمان تو اُنھین کا مذہب تھا۔ خدا فرماتا ہی وات ذالقربی حقہ اور آپ کہتے ہین رسول اللہ نے خود اپنی دختر کو محروم کیا۔ اب آپ ہی انصاف فرمائین کون سا مذہب حق ہی۔

ہان یہ بات سچ ہو کہ جو لوگ اہل اللہ ہوتے ہین اُنکو دنیا کی طمع نہین ہوتی مگر کیا جسکو خدا ملک و مال سے وہ آپ کے نزدیک اہل اللہ نہین ہو و ھبنا لہ ملکا عظیما کیا قرآن مین نہین ہو تو پھر حضرت سلیمان اہل اللہ سے خارج ہین کیا رسول اللہ کی حکومت تمامی ملک عرب۔ یمن۔ بحرین پر نہین تھی وہان سے خراج نہین اتا تھا تو کیا اس سے آپ اہل اللہ سے خارج ہو گئے۔ اگر جناب سیدہ نے

اپنا حق طلب کیا تو کیا وہ طماع ہو گئیں حالانکہ خدا فرماتا ہی وات کل ذی حق حقہ ہر صاحب حق کو حق اُسکا دینا چاہیے واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض اہل قرابت بعض سے زیادہ بعض حق دار ہین۔ ہو ات ذی القربیٰ حقہ۔

اور جب قرآن مین بقول آپ کے رسول اللہ کو یہی حکم تھا فبھدیھم اقتدہ کہ اُن پیغمبرون کی اقتدا و متابعت کرو تو جناب سیدہ پر بھی ضرور یہی حکم تھا لہذا آپ نے اسی طرح اپنی میراث کا مطالبہ کیا جس طرح خدا فرماتا ہی وورث سلیمان داؤد کہ سلیمان داؤد کے وارث ہوے۔

آڈیٹر

معذرت چونکہ ہم آریہ۔ اہل قرآن و مرزا قادیانیون کو اپنا مخاطب نہین سمجھتے کیونکہ یہ سب شاخین صحابہ پرستی سے پیدا ہوئین۔ اور نیز اسوجہ سے کہ آخر سال ہونے سے گنجایش نہ تھی اس لیے اصل تحریر کو نہ شائع کر سکے۔ مگر ہم نامہ نگار مذکور سے امید وار ہین کہ اگر وہ اس تحریر کا جواب لکھنا چاہین تو پہلے اُن تحریر کو بجنسہ نقل کرین پھر جو چاہین جواب دین ورنہ ہم ذمہ دار نہ ہونگے اور براہ کرم حسب احباب مین اسکا جواب شائع کریں دفتر اصلاح مین ضرور روانہ کرین۔

قبول حق مع تشدد مخالفین

مین چشتہا پشت سے سنی مذہب کا پیرو ہون حتی کہ کوئی شخص برادری مین بھی میرے شیعہ مذہب کا نہین ہی۔ مجھ کو گمراہی سے نکالنے والی چیز کتب بینی ہی (اسی سبب سے برادران یوسف مانع ہوتے ہین کہ اصل واقعہ روشن ہو جائیگا تو سارا طلسم سنت بھی ٹوٹ جائیگا) اول تو قدرتی طور سے بے انصافی معلوم ہوتی رہی جب میری کتابین قریب تمام ہونے کے آئین تب بھی جب کوئی ایسی کتاب دیکھین جس مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی افضلیت اور اولویت ہو تو بعض حضرات بہت رنجیدہ لہجہ مین مانع ہوتے مگر خدا کو تو راہ ہدایت دکھانا تھی۔ مین سنہ سات برس کی ملازمت کے سلسلہ تک بلا کسی روک ٹوک کے خوب کتابین دیکھین از بسکہ وہ ریاست ہندو کی تھی لہذا وہان کسی نے

منع نہین کیا۔ مجھے اسکا بھی فخر ہی کہ نہ کسی شیعہ سے ملاقات رہی اور نہ اہل تشیع کی آجتک کوئی کتاب دیکھی حتی کہ ابھی تک طریقۂ نماز سے بھی واقف نہین البتہ جناب مولوی سید فرمان علی صاحب مدظلہ نے دو کتابین اپنی مصنفات سے میرے پاس بھیجین مگر اُسکے بعض امور بے سمجھائے مین سمجھ نہین سکتا۔ مین آج کل ایک تو یون ہی ہدف تیر ملامت اور مصائب کا نشانہ ہون اگر مین شیعون سے ملون تو شاید گھر مین گھس کر مجھے مار ین یا گھر مین آگ لگا دین (پیروان سنت سے یہ کچھ بعید نہین) یہ ایسا مقام ہی کہ یہان سوا سے وہابیون کے کوئی دوست دار اہلبیت نہین ہی۔ اگر ایک دو شخص ہین بھی تو گویا وہ معدوم ہین۔ یہان کا بچہ بچہ شیعون کے خون کا پیاسا ہی۔ وقت اور موقع کے سب منتظر ہین۔ وہ مجھسے میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہین۔ اگر انکو بالکل یقین ہو جائے کہ یہ بالکل شیعہ ہو گیا تو میرا خون حلال کر دین جب سے اس قصبہ کے عمائدین کو میری اطلاع ہوئی اس وقت سے سب صاحبون نے بجز شادی وغم کی تقریبات کے عموماً مجھ سے ملنا ترک کر دیا ہی اور مجھ سے معالجہ روک دیا ہی فقط گانون کے قرب وجوار کے کچھ مریض آتے ہین جس سے کچھ سامان رزق ہو جاتا ہی۔ مختصر یہ کہ ایک عجب پریشانی [illegible] یہان چلے آؤ [illegible] جانا بھی ہوگا یا نہین [illegible] ہونگا۔ ابھی کبھی رسالہ اصلاح [illegible] گذرتا ہی۔ ماہ رمضان کے پرچہ مین ایک مضمون "یہود کی فریاد" کی سرخی سے مین نے دیکھا۔ ان مومنہ کی ایک ایک لفظ قابل قدر و عمل ہی۔ رسالۂ اصلاح قوم اہل تشیع کے لیے ایک مسیحا اور اُسکے حقوق کا نگران ہی افسوس کہ اب بھی چند رسالہ رہ گئے۔ اور اُنکی بھی یہ حالت۔ مخالفین کو دیکھیے کہ اُنکے اہلِ رسالون کا کیا ذکر۔ روزانہ اور ہفتہ وار اتنے نکلتے کہ شمار دشوار ہوگا۔ جھوٹ سچ جو کچھ دل مین آیا شائع کر دیا جب تک یہان سے مہینہ بھر کے عرصہ مین جواب ملا اُسوقت تک

ایک اور پوٹ تیار ہو گیا۔ مجھے امید تھی کہ قوم رسالہ اصلاح کو ہفتہ وار کر دیگی بخلاف اسکے جناب اڈیٹر صاحب کی تحریر دقت لکھنے مین آئی۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ بند ہو گیا تو شیعون کی وہ ذلت ہو گی کہ جسکے خیال سے الم ہوتا ہی۔ اسکی ضرورت مجھ ایسے سنی نما شیعہ سے پوچھیے۔ جو حضرات کہ بلا تقیہ یا خاندانی شیعہ ہین اُنکے سنی احباب اُن سے کسی قسم کے کلمات نہ کہینگے لیکن جو لوگ کہ تقیہ مین ہون اُنکی حالت نہایت افسوسناک ہی کہ اُنکے سامنے کن کن طریقون سے عظمت اور حقوق اہل بیت گھٹائے جاتے ہین اور وہ کچھ بول نہین سکتے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ عمر یعنی خلیفہ ثانی تو اُنکے نبی یا نائب نبی تھے ہی اس خالد کو جو زانی اور مسلمانون کا قاتل ہی۔ امیر المومنینؑ پر فضیلت دیتے ہین کہ رسالتآب صلعم نے خالد کو سیف اللہ کہا حضرت علیؑ کو کہا گیا ہی۔ حالانکہ جواب معقول دیدیا گیا مگر اعدائے خاندان رسول کب مانتے ہین۔ ایک مومن جو تقیہ مین ہیں انھون نے ایک دن مجھ سے سوال کیا کہ صاحب اس خارجی مذہب کی کوئی کتاب اصول دین مین بھی ہی اسکے جواب مین مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑا کہ کوئی کتاب اصول یا فروع مین نہین ہی بلکہ یہی صحیح بخاری وغیرہ تعلیم خارجیت کرتی ہی۔ اور حق بھی یہی ہی جسنے "تصحیح تاریخ" (ضمیمہ اصلاح) دیکھی ہو گی وہ میرا ہم خیال ہو گا کہ ابتدا سے التزام ہی یہی رکھا ہے کہ حتی الامکان خاندان رسولؐ سے واسطہ ہی نہ رہے۔ اور آج کل تو سب علانیہ ہوتا ہی آخر سیف اللہ جسنے لکھنؤ مین اشتہار شائع کر کے امیر المومنینؑ پر سب وشتم کی یا اڈیٹر نجم یہ لوگ کون ہین؟ کوئی بھی اپنے کو خارجی کہتا ہی!۔ اور یہ تو تکیۂ کلام ہی کہ حضرت علیؑ نے کوئی ملک فتح نہین کیا (یہ خیبر وغیرہ کسنے فتح کیا) یا اُنکو پولٹیکل امور مین دخل نہ تھا شیخین کس کی راے پر سلطنت کرتے تھے) حضرت معاویہ سے ناحق جنگ کی (علی مع الحق والحق مع علی) حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین اسلام کو رونق دی۔ ہزارون ملک فتح کر ڈالے (نماز مین جو ین مارین خیبر مین علم رسول لیکر جنگ سے بھاگ آئے) اور یہ کیا (واقعہ فلیح شاہد ہی) وہ کیا (وہ کیا کہ اُنکی دختر ..... خدا شکایت کر رہا ہی) باوجودیکہ شیخین کو مثل نبیؐ کے سمجھتے ہین مگر خلق خدا کو فریب ..... دینے کے لیے یہی کہتے ہین کہ اصل

محب علی ہم ہین۔ شیعہ تو رافضی ہین۔ بھلا یہ لوگ نمک بنی امیہ کو بھول کر نمک حرامی کیونکر کر سکتے ہین۔ جھوٹی سے جھوٹی حدیث شیخین کی شان مین چپکے سے مقبول ہو جائیگی۔ نہ اسپر جرح ہوگی نہ لفظی بحث۔ اور سچی سے سچی متواتر حدیث اہلبیت مین ہزارون بحثین تاویلین ہونگی۔ الفاظ کے معانی سوچے جائینگے۔ بہر طور کسی طرح تصدیق نہ کرنی پڑے بھلا عمر کو تو الگ کیجیے۔ معاویہ اور حضرت علیؑ ہی سے جنگ رہا کی اور دونون مین دشمنی مسلم ہی تو پھر کیا سبب ہی کہ معاویہ امیر المومنینؑ کے مقابلہ مین پیش کیا جاتا ہی کیونکہ دوست کا دشمن دشمن ہوا کرتا ہی۔ اور دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہی۔ جب آپ مقر ہین کہ ہم محب علیؑ ہین تو آپ کو لازم ہی کہ دوست کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھے مگر زبان سے سب کچھ کہتے ہین عمل فقط سنت خلیفہ ہی پر کرینگے۔ عجب مذہب ہی کہ جسکی جڑ ہی نہ شاخ۔ بخدا ان لوگون مین ذرہ بھر بھی محبت اہلبیت نہین ہی۔ اس مذہب مین بعض لوگ فقط ایسے نکلینگے جنکو فی الجملہ خاندان رسولؐ سے کچھ انس ہو۔ ورنہ وہابی وغیرہ ادعاے محبت بالکل جھوٹھ کرتے ہین۔ انکو محبت سے کیا واسطہ۔ ذرا ان کے سامنے کوئی شخص شیخین پر امیر المومنینؑ کو افضلیت دے کر دیکھے۔

ان سب باتون کو دیکھتے ہوے یہ رسالہ ایسا ضروری ہی کہ بیان سے باہر۔ خدانخواستہ اگر یہ بند ہوگیا تو اسی دن مومنین اپنے مذہب کا فاتحہ خیر پڑھ لین۔ مین حیران ہون کہ کن لفظون مین اسکی ضرورت اور اہمیت دکھاؤن۔ رسالہ اسکا کب سے شروع ہوتا ہی مجھ کو معلوم نہین۔ مہربانی فرماکر اگر آپ رعایت کردین اور نصف چندہ لین تو گویا آپ کا مجھ ایسے شخص پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ اور اگر رعایت ممکن نہ ہو تو پورے ہی چندہ پر سال نو سے جاری فرما دیجیے۔ یہان کا پوسٹ ماسٹر تک متعصب سنی ہی لہذا بخیال چند در چند ایک خورد سال بچے کے ہاتھ سے یہ عرض حال لکھوا کر ارسال کرتا ہون اگر مناسب ہو تو اسکو درج رسالہ فرما دیجیے کیونکہ جو لوگ کہ میری طرح تقیہ مین ہون انکے لیئے ایک راہ اطلاع رسانی کی کھل جائیگی۔ لیکن میرا نام مخفی رکھیے گا۔ کیونکہ اگر میرا نام ظاہر ہوگیا تو نہین معلوم میرا کیا حشر ہو۔ میری آبرو آپ ہی کے ہاتھ ہی۔

والسلام

اصلاح — یہ تحریر اس غرض سے نہیں شائع کی گئی کہ اس میں اصلاح کی تعریف اور ضرورت دکھائی جائے۔ بلکہ اس غرض سے کہ آپ دیکھیں آپ کے برادران ایمانی اس زمانہ میں بھی کس مصیبت میں گرفتار ہیں کہ اپنا نام تک نہیں ظاہر کر سکتے بلکہ اپنے خط سے بھی نہیں لکھ سکتے کیونکہ پوسٹ ماسٹر وہاں کا متعصب سنی ہے جو اُنکے حرفوں سے پہچان لیگا کہ فلاں شخص نے دفتر اصلاح میں خط لکھا ہے بلکہ ممکن ہے کہ وہ کھول کر پڑھ بھی لے اور اپنی قوم کو اس راز سے آگاہ کر دے۔

گذشتہ نمبر میں آپ موضع سنگھپورہ ریاست کشمیر کے چند اشخاص کا مذہب حق قبول کرنا دیکھ چکے ہیں اور اُن ظلموں کو بھی جو اُن پر گذرے۔ مگر افسوس ایک شخص کو بھی ہم لوگوں سے غیرت نہ آئی۔ ہمت نہ ہوئی کہ اُنکی خبر لے۔ اب بتائیے کہ جب اس زمانہ امن میں (جو گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد عدالت مہد میں ہے) یہ ظلم و جبر ہو رہا ہے تو عہد بنی امیہ و بنی عباس میں کیا ہوتا ہوگا۔

یہ سب ہماری غفلت اور تساہلی کا نتیجہ ہے کہ نہ اپنی قوم کی خبر لیتے ہیں نہ امداد کرتے ہیں نہ کچھ توجہ کرتے ہیں جس سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مومن پردۂ تقیہ میں بسر کرتے ہیں کیونکہ اُنکی کثرت اُنکا اتفاق اُنکا جوش ایسا بڑھا ہوا ہے کہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہزاروں سنی آریہ ہو گئے۔ لاکھوں سنی عیسائی ہو گئے مگر نہ کسی پر جبر کر سکے نہ تشدد کیونکہ عیسائی مشنریاں اُنکی حفاظت کو موجود ہیں۔ آریہ سماج امداد کو تیار رہی۔ مگر کوئی سنی شیعہ بنے تو پھر دیکھ لیجیے کیسی قیامت آتی ہے۔ کیسا طوفان ہوتا ہے کہ پھر اُسکی زندگی مشکل ہو جاتی ہے۔

دفتر اصلاح اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ اس قسم کی امداد کر رہا ہے کہ کم سے کم ستو پچہ سے زیادہ مفت دیتا ہے جہاں اس قسم کی خبر معلوم ہوئی کتابیں بلا قیمت روانہ کرتا ہے۔

مگر مشکل یہ ہے کہ اصلاح چونکہ بقیمت شائع ہوتا ہے اور اہل سنت سمجھتے ہیں کہ جس طرح

کوئی سنی اخبار یا کتاب بلا قیمت نہین مل سکتی لہذا اصلاح بھی بے قیمت نہ ملیگا۔ اس لیے اصلاح کی طلب مین اُنکو تامل ہوتا ہی حالانکہ اگر دفتر اصلاح کو اطلاع ہو تو نہ صرف اصلاح بلکہ کچھ اور کتابین بھی بطور امداد دے سکتا ہی اور اُسکا اجر خدا سے لیگا نہ قوم سے۔

ابھی چند روز ہوے مظفرپور کی انجمن اسلامیہ کے سکریٹری نے اصلاح طلب کیا بلا قیمت اُنکے نام جاری کر دیا گیا حالانکہ دو چار ماہ دیکھتے ہین کہ اڈیٹر اہل حدیث مُعضین کا نام شائع کرتا ہو کر غریب فنڈ سے اس قدر سرمایہ جمع کیا جس سے پرچہ اُنکے نام جاری کیا۔

سوال از جمیع اہلحدیث کتاب زاد المعاد مس علامہ ابن القیم مین ہے وکان من ہدیہ ان اہل المیت لا یتکلفون الطعام للناس بل ان یصنع الناس لہم طعاما یرسلون الیہم وھذا من اعظم مکارم الاخلاق والشیم والحمل عن اہل المیت فانہم فی شغل مصابہم عن اطعام الناس انتہا

یعنی حضرت کی سنتون سے یہ بھی ہے کہ اہل میت نہ تکلف کرین طعام مین آدمیون کیلئے بلکہ حضرت نے یہ حکم دیا کہ لوگ اونکے لئے کھانا لیجائین۔ اور یہ سنت اعظم مکارم اخلاق اور شیم سے ہے کیونکہ میت کے اعزا اقربا مصیبت کے شغل مین ہین جس سے وہ کہانا نہین پکا سکتے۔

اب سوال یہ ہے کہ رسول اللہ کی مصیبت اعظم مصائب سے تھی خصوصًا اسوجہ سے کہ تیسرے روز حضرت دفن ہوے۔ تو کیا کوئی صاحب اہلحدیث سے ایسی حدیث لا سکتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ حضرت کے اہل وعیال کو کسینے اس مصیبت مین کہانا کہلایا ہو۔ اور مسلمانون نے خود حضرت کی مصیبت مین اس سنت کا اجرا کیا ہو۔ یا جسطرح بضعة الرسول وراثت رسول سے محروم کی گئین یہ سنت بھی حضرت کے بارہ مین منسوخ کی گئی۔

اڈیٹر صاحب اہلحدیث سے امید ہو کوئی حدیث ایسی دکہا دینگے جس سے یہ حال معلوم ہو سکے

فتح مکہ | ہم اس تاریخی واقعہ کو یہان نہین لکھتے بلکہ ایک نکتہ عرض کرتے ہین کیونکہ اہلسنت مین مشہور ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر مشیران خاص سے آنحضرت کے تھے۔ مگر اس واقعہ سے آپکو معلوم ہوگا کہ کہان تک حضرت کو انکو نپر اعتماد تہا اور کہانتک انسے مشورہ لیتے زاد المعاد ابن القیم مین ہے وامر رسول الله الناس بالجهاز وامر اهله ان يجهزوه فدخل ابوبكر على ابنته عائشة وهي تحرك بعض جهاز رسول الله فقال اي بنية امركن رسول الله بتجهيزه قالت نعم قال فتجهز قال فاين ترينه قالت لا والله ما ادري ثم ان رسول الله اعلم الناس انه سائر الى مكة فامرهم بالجد والتجهيز ص ۴۲۱ ج ۱

کہ رسول اللہ نے تیاری سفر کا عائشہ کو حکم اور ابوبکر صاحب بیلا کر پوچھ رہے کہاں کی تیاری ہو رہی ہے اور وہ کہتی ہیں ہم کو بھی [illegible] ۔ تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے ابوبکر صاحب رسول کے راز دار تھے یا دو لگائے [illegible]

شیعیان قوم راجپوت نومسلم

چار قومین ہندوستان مین مختلف المذہب ہین اپنے اپنے طریقوں کے موافق جواز سلسلہ مناکحت بلا قباحت و دقت جاری کیے ہوے ہین۔ پانچوین قوم ہندوستان مین نومسلم کی [illegible] اس قوم مین مذہب اہل سنت اختیار کیے ہوے ہین جو اپنے اپنے [illegible] کے موافق بلا کسی دشواری کے اپنی [illegible] کی بدولت باخود یا بیاہ [illegible] ہین۔ مگر خال خال اس قوم کے لوگ دور دراز مقامات پر اپنے [illegible] بنائے ہوے ہین۔ اس کمی کی وجہ سے انکو مجبوراً [illegible] سلسلہ مناکحت انھین اپنے برادران اہل تسنن مین رکھنا پڑتا ہے۔ گویا دیدہ و دانستہ [illegible] دوزخ اختیار کی جاتی ہے۔ کسواسطے کہ نہ انکے ساتھ وہ چار اشرف الاقوام بیاہ رشتہ پسند بوجہ تعصب نومسلمی کے قبول کرتے ہین اور نہ کوئی ہم مذہب بہم پہونچتا ہے جس باہمین مردمان بہ ایں ساخت۔ کا سبق شروع کرنا ہوتا ہے۔ غیر مذہب مین فرزند و دختر بیاہنے سے جو گت ہوتی ہے اُس سے اکثر مواقع پر انا للہ وانا الیہ راجعون تلاوت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے سب واقف ہین زیادہ توضیح کی ضرورت نہین۔ اب فرمایئے انکی شیعہ لڑکی کس کام کی رہی اور وہ کیونکر شیعہ رہ سکتے ہین۔ اور دین و ایمان انکا اور انکی

محبت خاندان رسول کیا بکار آمد ہی۔ میری راے ناقص مین یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوتا ہی کہ جہان جہان اس قوم وگروہ کے لوگ طریقۂ اثنا عشری رکھتے ہون وہ اپنے اپنے پتہ وسکونت و قومی حالت و تعداد مومنین سے اصلاح کو اطلاع دین تاکہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جاوے کہ جس سے باہم سلسلۂ رشتہ داری قائم کیا جاوے اور عذاب الیم سے نجات ملے۔ اور بالفعل اڈیٹر صاحب اصلاح کی خدمت مین یہ مضمون پہونچایا جاوے کہ وہ براہ مومن نوازی عند اللہ وعند الرسول اپنے رسالہ مین جگہ دین تاکہ اُنکی بدولت ہم بھی مومنین مین شمار ومحشور ہوجاوین۔ اور اپنا نام وپتہ بوجہ سے مخفی رکھا جاتا ہی کہ شاید خدا نخواستہ کوئی مشکل نہ ہوئی یا قوم نے پتہ ونشان جینے مین تامل کیا تو مخالف پورا پورا نشانہ ملامت بنا دینگے۔ اگر بامداد اسد اللہی پتہ ونشان بذریعۂ رسالہ اصلاح معلوم ہونے شروع ہوجائینگے تو مین بھی اپنا پتہ ہونگا اور یہی وجہ عدم میسری رشتہ اس قوم مین مانع قبول مذہب حق ہی۔ چنانچہ مین بقسم کہتا ہون کہ اکثر میری قوم کے اشخاص ذی شعور نے مذہب حق کے قائل ہوکر اسی وجہ سے قبولیت سے انکار کیا۔

اور یہ بھی استدعا کی جاتی ہی کہ جہان جہان سادات ومومنین ہو دیگر سربرآوردہ اہل قوم مذہب حق اختیار کیے ہوے ہین وہ ایسے گروہ قوم راجپوت کے پتہ وسکونت سے اصلاح کو اطلاع دین تاکہ اُنکو حصہ اجر عظیم کا ملے۔

راقم ایک بندہ خدا محتاج امداد

اصلاح حق یہ ہی کہ قوم راجپوت ہندوستان مین نہایت معزز قوم رہی ہو اور مذہب اسلام قبول کرنے سے اُنکی عزت اور بڑھ گئی۔ پھر تعجب ہو کہ اُن سے سلسلۂ مناکحت دوسری قومون نے ابھی تک جاری نہین کیا۔ حالانکہ خداوند عالم قرآن مجید مین ارشاد فرماتا ہی انما المومنون اخوۃ کل مومنین آپس مین بھائی ہین۔ لہذا قوم کو چاہیے کہ اُن سے رشتہ داری پیدا کرکے اُنکی اس شکایت کو برطرف کرے۔

اڈیٹر

خاتمۂ خلافت راشدۂ اہلحدیث

اس فرقہ کی عموماً اور اڈیٹر صاحب اہل حدیث کی تہذیب توخصوصاً آپ بکرات ومرات ملاحظہ کر چکے ہین تازہ انسانیت ملاحظہ ہو کہ اپنے خاتمۂ جلد ششم پر لکھتے ہین۔

"**اصلاح کی اصلاح** ہمارے ناظرین کو معلوم ہو گا کہ شیعہ علماء سے عموماً اور اڈیٹر صاحب اصلاح (شیعہ) سے خصوصاً ہم مدت سے درخواست کر رہے ہین کہ سنی شیعہ کی نزاعات کو قرآن شریف کے ساتھ فیصل کرین۔ اس بار بار کی تحریک سے ہمارے دوست (مستور) اڈیٹر "اصلاح" نے ایک دفعہ کروٹ لیکر لکھا تھا کہ:—

"پہلے آپ یہ بتلا دین کہ آپ مدعی ہونگے یا مجیب"

جسکا جواب اہل حدیث ۱۹ جولائی مین دیا گیا تھا کہ خلافت کے مسئلہ مین حق تو یہی ہے کہ آپ مدعی ہون تاہم اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم ہی مدعی بننے کو حاضر ہین۔ اس کے بعد ہمارا ایک ایک دن انتظار مین ماہ رمضان کی طرح عید کی خوشی مین گذر رہا تھا کہ خلافت کا فیصلہ قرآن سے سنین گے اتنے مین ناگاہ رسالہ اصلاح آپہونچا جس مین اڈیٹر صاحب نے بجاے ایفاے وعدکے ایک نئی تیخ لگائی۔ آپ لکھتے ہین اور سبحان اللہ کیا خوب لکھتے ہین:—

"بہر حال جب اہل حدیث کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہے کیونکہ قرآن مین اس طور سے مجموعاً نہین مذکور ہے تو آپ پھر خلافت بافصل جناب امیرؑ کو قرآن سے کب مانین گے اسی لئے تو مین نے بارہا عرض کیا کہ آپ ایک مسئلہ بھی اپنا قرآن سے ثابت کر دین تو اُسی استدلال سے مین خلافت جناب امیرؑ کو قرآن سے ثابت کرون مگر آپ نے نہین مانا۔ اور ہمیشہ اس سے گریز ہی کرتے رہے مگر آپ اگر مسلمان ہونگے تو قرآنی فیصلہ سے کسی طرح عدول نہ کرینگے لیکن آپ کو یہ بتا دینا ضروری ہو کہ آپ اہل قرآن سے ہین یا اہل حدیث سے تاکہ بحث مکمل طریقہ

ہو سکے۔ کیونکہ ابھو آپ کے فرقہ کے لوگ عام طور سے اہل قرآن بن رہے ہین اور آپ اُسکا پیش خیمہ ڈال رہے ہین۔ ورنہ آپ لوگون کی حالت تو قدیم سے شترمرغ کی چال سے بھی بدتر ہے" اصلاح بابت رمضان صفحہ ۹۶

جواب۔ ناظرین یہ ہی ہمارے متوعی برادر کی لیاقت اور یہ ہو اُنکی تہذیب اور یہی اُنکا ایفاے عہد سچ ہی ہے

اذا غدرت حسناء اوفت بعہدہا ومن عہدہا الا یدوم لہا عہد

(جب کوئی محبوب (شیعہ) وعدہ خلافی کرے تو وہ بھی وفا ہی۔ کیونکہ اُسکے وعدے مین داخل ہو کہ وہ پورا نہ کریگا)

جی مین آتا ہی کہ اس اقتباس کے پہلے حصے پر وہی آیت پڑھون جو قرآن مجید مین دروغگویون کے حق مین آئی ہو لیکن خطرہ ہو کہ ہمارے دوست (دستور) اڈیٹر اصلاح یہ جواب دینگے کہ:۔ ؎

آب از سر گذشت آنرا کہ می ترسانی از باران

اس لیے صرف اتنا بتلا دینا کافی ہو کہ سنیے اور دل کے کانون سے سنیے اپنی کذب روی کو بھی سنا دیجیے کہ ہمارا کلمہ۔ ہمارا نجات دلانے والا کلمۂ طیبہ یہ ہو:۔

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

ہان ہم یہ بھی کہتے ہین ؎

ارے لوگو زبان اپنی کو روکو	بزرگون سے نہین انکار ہم کو
خدا لعنت کرے اُس بیحیا پر	کہ جسکے دل مین ہو بغض پیمبر
جسے اصحاب حضرت سے ہو انکار	رہے ہردم خدا کی اُسپہ پھٹکار
جسے کچھ بغض ہو مرے اولیاء سے	ہمیشہ ابر لعنت اُسپہ برسے
پڑا سنتا او رکبھی سن لیجیے حضرعا	جو حق پر نہ چلے اُسپر بھی ...

اصل مضمون کا جواب سنیے گو ہم جانتے ہین کہ آپ حیلے بہانے تراش رہے ہین یہی وجہ ہی کہ آپ نے جمادی الثانی کے رسالہ مین تو یہ لکھا تھا کہ:۔

"بہر حال یہ امر تصفیہ طلب ہے کہ آپ مستدل ہین یا مجیب اسکو طے کر لیجیے تو آگے چلیے"
جس سے معلوم ہوتا تھا کہ بس اب مولانا کے دلائل قرآنیہ کا دریا اُمڈا چلا آئیگا
لیکن آخر بات نکلی تو یہ جس سے ہم کو یہ کہنے کا موقع ملتا ہے کہ ؎

بہانہ کرتا ہے ساقیا کیا نہین ہے شیشے مین مے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لین گے ترا سبو بھی نہین رہے گا

چونکہ ہماری غرض ہے کہ ہم شیعون سے کلی فیصلہ کر لین تاکہ آئے دن کی جھک جھک ختم ہو کر دونون گروہ اسلام معانقہ کرتے ہوے کہین ؎

کون کہتا تھا کہ ہم تم مین جدائی ہوگی یہ ادائی کسی دشمن نے اُڑائی ہوگی

اس لیے ہم اپنے دوست کے ناز اُٹھاتے ہین چاہے وہ ہم کو اس قدر بھی کہہ لین جتنی اپنی ماںؔ اور نانا جان کو کہتے ہین تو بھی ہم سنین گے۔ بس سنیے کہ ہماری نوعیت اہل حدیث ہے اور جنسیت اہل قرآن۔ سمجھے ہو یا کچھ کسر ہے۔
تفصیل سے سنیے۔
جس طرح آپ انسان ہین اور حیوان بھی۔ آپ کو اور مولوی فرمان علی صاحب کو ملا کر سوال ہوگا تو جواب مین انسان کہا جائیگا۔ اور جب آپ کو کسی گدھے کے ساتھ ملا کر سوال ہوگا کہ "ما ھما" تو جواب آئیگا حیوان۔ غالباً آپ نے منطق کی بڑی کتاب "ایساغوجی" پڑھی ہوگی۔ اس لیے توقع ہے کہ اب آپ اس تقریر کو خوب سمجھ گئے ہو نگے۔ ٹھیک اسی طرح ہم اپنی نوعیت مین اہل حدیث ہین (اہل حدیث کسی فرقہ کا نام مت سمجھو بلکہ یہ کہ قرآن اور حدیث دونون پر عمل کرنے والے۔)
ہان رافضی خارجی وغیرہ فرقون سے مل کر ہم اہل قرآن ہین لیکن لابشرط شئی جیسے آپ گدھے۔ گھوڑے وغیرہ سے مل کر حیوان لابشرط شئی ہین۔ جس طرح آپ کی حیوانیت مین فقط کی قید ملحوظ نہین ہوتی اُسی طرح ہمارے اہل قرآن ہونے مین لا کی قید ماخوذ نہین۔ نہ سمجھے ہون تو جناب مولوی فرمان علی صاحب (بقیہ ـــــ)

ل؎ حضرت عائشہ ام المؤمنین اور اُنکے والد ماجد رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ ہے۔

پوچھ لیجیے - بس اب جلدی کیجیے ایسا نہ ہو کہ ناظرین اُکتا کر آپ کی طرف شعر مندرجۂ ذیل لکھ بھیجین ؎

الا ایہا اللیل الطویل الا انجلی | بصبح وما الاصباح منک بامثل

یہ پوری تقریر ہی مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل اڈیٹر اہل حدیث امرتسر کی نمبر ۱۵ جلد ۶ مورخہ ۷ شوال ۱۳۲۷ھ

یہ تحریر اس لیے بجنسہ نقل کی گئی کہ اڈیٹر صاحب کو معلوم ہو اپنے مخالف کی عبارت اس طرح نقل کی جاتی ہی جس مین کسی قسم کا تغیر نہین کیا جاتا تاکہ معلوم ہو اُسکا کیا استدلال ہی اور وہ کیا کہہ رہا ہی جس سے اُنکو سبق لینا چاہیے -

اس تحریر سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ یہ لوگ جو مدعی عمل بر قرآن و حدیث ہین کس درجہ تہذیب یافتہ ہوتے ہین اور پھر ہم سے چاہتے ہین کہ دشمنان خدا کی تعظیم کرین -

اس تحریر سے آپ کے نفس پر جو اثر پڑتا ہو اسکو اس سے دفع کیجیے کہ ان لوگون کے اسلاف نے اس سے زیادہ کریہ و سخت الفاظ رسول اللہ کی شان مین کہے ہین ان ھذا الساحر کذاب قرآن مین موجود ہی - پھر آپ کو کیا شکایت ہو سکتی ہی - ہم اس کے محکوم ہین فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل لہذا ہم اُنکو اس طرح معاف کرتے ہین جس طرح ہمارے جد امجد رسول اللہ نے ابو جہل و ابو لہب کی نسبت فرمایا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون -

آپ کو اس وجہ سے بھی مکدر نہ ہونا چاہیے کہ ان سب باتون کا جواب قرآن و حدیث مین موجود ہی جس سے اسکی تشفی ہو جاتی ہی کہ جو کچھ اڈیٹر صاحب نے لکھا ہو اپنے اسلاف کا فوٹو دکھایا ہی - دیکھو تاریخ الخلفاء سیوطی صکے ۲ استب عقیل و ابوبکر و کان ابوبکر سبابا یعنی گالی گلوج کی حضرت عقیل و ابوبکر نے اور تھے ابوبکر بڑے گالیان بکنے والے -

جب قدیم الایام سے ابوبکر صاحب کا لقب سباب تھا (بڑا گالی دینے والا) تو کب ممکن ہو کہ اڈیٹر صاحب اُنکی پیروی چھوڑ کر قرآن و حدیث کا اتباع کرین جس مین بخس

الاسم الفسوق بعد الایمان مذکور ہو۔
عمر صاحب کا باجماع صحابہ و اتفاق امہات المومنین افظ و اغلظ ہونا صحاح ستہ سے ثابت ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہو کہ اڈیٹر صاحب و لوکنت فظا غلیظا لانفضوا من حولك پر عامل ہو کر درشت خوئی و سخت گوئی کو ترک کریں۔
اڈیٹر صاحب تو عموماً شیعہ و سادات کو "حرامزادہ" کہہ چکے ہیں ملاحظہ ہو اصلاح ۔
مگر نہ معلوم اس دفعہ کیا ہوا جو خاص اپنے خلیفہ عبداللہ بن زبیر کا خطاب "ممتوعی" دوسروں کو دیتے ہیں۔ حالانکہ مروج الذہب مسعودی میں ہو خطب ابن الزبیر
فقال ما بال اقوام یفتون فی المتعۃ و ینقضون حواری رسول اللہ وام المومنین عائشۃ اعمی اللہ قلوبھم کما اعمی ابصارھم یعرض یابن عباس فقال یا غلام اصمد نی فقال یا ابن الزبیر قد انصفت الغارۃ من راماھا + انا اذا ما فتنۃ تلقاھا + نردا ولھا علی اخراھا اما قولك فی المتعۃ فسل امك تخبرك فان اول متعۃ سطع مجمرھا سطع بین امك وابیك ص۱۶۵ حاشیہ جلد ۶ کامل۔
دیکھیے مجمر متعہ پہلے جو روشن ہوئی تو اسما اور زبیر کے درمیان میں جس سے عبداللہ بن زبیر پیدا ہوے۔ پھر اب یہ خطاب عالی دوسروں کو کیونکر دے سکتے ہیں۔
اسکو جانے دیجیے اپنے بھائی مولوی حافظ حکیم ابو یحیی محمد صاحب شاہجہانپوری کی کتاب الارشاد دیکھیے جو آپ کی طرح وہابی ٹھیکے لکھتے ہیں۔ "اسی طرح نکاح متعہ منسوخ ہوا مگر کتنے صحابہ کو ناسخ نہ پہونچا وہ جائز ہی کہتے رہے جیسے عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عباس۔ اسماء بنت ابی بکر۔ معاویہ۔ ابوسعید وغیرہم ان میں سے بعض کا رجوع کرنا بھی منقول ہو" ص۲۸۸
پس جب خود ابوبکر صاحب کی بڑی بیٹی متعہ کو جائز جانیں بلکہ متعہ کریں تو آپ اس پر کیا اعتراض کر سکتے ہیں۔
ہم کو اس سے تو بحث نہیں کہ متعہ کبھی بھی منسوخ ہوا یا نہیں کیونکہ عمر صاحب کہتے ہیں

بمتعتان کانتا علی عہد رسول اللہ و انا احرمہما (ازالۃ الخفا) جس سے صرف عمر صاحب کے حکم سے منسوخ ہونا معلوم ہوا۔ مگر مطلب ہمارا بہر طور ظاہر ہوا کہ ابو بکر صاحب کی بڑی بیٹی اسکو جائز سمجھتی تھیں سنتو کیا آپ اپنی خالہ اماں کے اس فعل پر معترض ہونگے؟ رہا آپ کا مجھے ممنون کہنا۔ یہ اگر بر بنائے کسی روایت کے ہی جسکے راوی مثل ابو ہریرہ صادق الصحیح ہوں تو براہ کرم راوی کا نام لکھیے کہ دیکھا جائے۔ اور اگر بلا سند کہا ہے تو مخالفت ولا تقف ما لیس لک بہ علم کی ہوئی۔

اور اگر قذف کیا ہی تو اسکی حد آپ کو معلوم ہی کیونکہ نہ آپ پیغمبر ہیں جو حد سے بری کر دیے جائیں۔ اور نہ ہر شخص کا وجدان مثل خلیفہ دوم ہی جو حد خدا کو موقوف کرکے تین صحابی جلیل القدر پر بلا حجت شرعی حد جاری کرے۔ ہم تو آپ کی نسبت کچھ نہیں کہتے صرف حدیث رسول سناتے ہیں کہ دشمن علی حرامزادہ ہی۔ عذر ہو تو بتایئے۔

آپ لکھتے ہیں اور یہ ہی آپ کا ایفائے عہد" یہ ایک ایسا جملہ ہی کہ اگر اسکی شرح کیجائے تو یہ نمبر پورا اسی میں ختم ہو جائیگا۔

آپ لکھتے ہیں کہ شیعہ علما سے عموماً اور اڈیٹر صاحب اصلاح سے خصوصاً ہم مدت سے درخواست کر رہے ہیں کہ شیعہ سنی کے نزاعات کو قرآن شریف کے ساتھ فیصلہ کریں"

مگر افسوس آپ کا ہر جملہ ایسا ہوتا ہی کہ اسپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا جائے کیونکہ بار بار اسکی تکذیب آپ پر ظاہر کی گئی اور آپ اس سے کسی طرح باز نہیں آتے حالانکہ آپ ہمیشہ وعظ میں جھوٹ پر لوگوں سے عہد لیتے ہیں کہ جھوٹ نہ بولیں اور خود ایسا صریح جھوٹ بولتے ہیں کہ صدیق اکبر بھی شرما جائیں۔ آپ نے یہ اعلان ماہ شوال ۱۳۲۴ھ دیا تھا جسکا جواب اسی ماہ شوال ۱۳۲۵ھ کے اصلاح نمبر ۱۹ و ۲۰ میں بعنوان "قبول دعوت" دیا گیا جسکے جواب میں آپ نے گیارہ مہینہ بعد ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ کو یہ لکھا "شکر ہی کہ ہماری یہ تجویز اصلاح (شیعہ) کے قابل اڈیٹر نے دلی زبان سے تسلیم کرکے ہم کو اجازت دی ہو کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت کریں جسکے لیے ہم اڈیٹر موصوف کے شکر گزار ہیں مگر بوجہ ضروری مضامین کے ہم اتنے

دنون تک خاموش رہے لیکن دل سے اس مضمون کو نہ بھولے تھے؟
جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ کی دعوت فوراً قبول کی گئی۔ لیکن آپ ہی خاموش رہے۔ اور آپ نے اس مضمون کو ویسا ضروری نہ سمجھا جس مین گیارہ مہینہ الجھے رہے پھر یہ کیسا دروغ ہے کہ آپ لکھتے ہین "ہم مدت سے درخواست کر رہے ہین" اس تحریر پر اصلاح نمبر ۹ جلد ۱۱ بابت ماہ رمضان مین آپ سے دریافت کیا گیا تھا کہ "میری قبول دعوت کو دبی زبان سے کیون لکھا" اس تحریر مین بھی آپ کی دروغگوئی پورے طور سے دکھائی گئی تھی۔ اسکا جواب چار ماہ بعد آپ نے ۳ محرم ۱۳۳۵ھ مین تحریر کیا اور اس مین لکھا تھا کہ "اگر سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہل حدیث سے یہ اصول دکھاؤ السنۃ قاضیۃ علی الکتاب" جسپر اصلاح نمبر ۲ جلد ۱۲ بابت ماہ صفر مین پھر تعاقب کیا گیا اور نہایت واضح طور سے دکھایا گیا کہ قرآن آپکے یہان حدیث، اجماع، قیاس سب سے منسوخ ہے المسنۃ قاضیۃ علی الکتاب آپ کا مسلمہ اصول ہے۔ اسکے جواب مین آپ نے ۷ ربیع الاول کو لکھا اس مین کچھ ایسے شرائط بڑھائے کہ اصل مطلب قریب قریب معدوم ہوتا تھا اس لیے اسکو کالعدم سمجھا؟ اسکا جواب اصلاح نمبر ۶ جمادی الثانی مین تفصیل دیا گیا۔ مگر پھر آپ نے کوئی جواب نہین دیا اور آجتک اسکا انتظار ہی رہا۔
ہان چونکہ آپ نے "۷ ربیع الاول مین لکھا تھا" "آپ کے بقیہ مضمون کا جواب الگ دیا جائیگا" اس لیے مین منتظر تھا کہ اس وعدہ کا دیکھیے کب ایفا ہوتا ہے کیونکہ جب قبول دعوت کا جواب آپ نے گیارہ مہینہ مین دیا تھا حالانکہ نہ اس مین کوئی استدلال تھا نہ کوئی امر مشکل۔ تو اس مضمون کے جواب مین گیارہ برس کی امید تھی۔
آپ کی راست بازی۔ ایمانداری اور فیصلۂ قرآنی پر آمادہ ہونا تو اسی سے ظاہر ہے کہ جناب مولوی فرمان علی صاحب سے آپ نے جاکر خود زبانی مباحثہ کیا اور تحریری مضمون پر آمادہ کیا اور ان سے وعدہ لیا اور خود وعدہ کیا کہ آپ کے مضمون کو ہم ضرور شائع کرینگے جس پر مولوی صاحب ممدوح نے آپ کو دو تحریرین بھیجین جن میں سے ۔

پہلی تحریر متعلق امّا کو توکسی طرح آپ نے ایک دفعہ شائع کر دیا۔ دوسری تحریر کی جس مین دلی کی تحقیق تھی۔ آپ نے وہ گت بنائی کہ بخاری صاحب نے بھی کبھی اسطرح حدیث رسول کا قیمہ نہ کیا ہوگا۔ نہ آپ نے ۱۰ شعبان مین شائع کیا نہ ۲۴ شعبان مین نہ یکم رمضان المبارک مین نہ ۸-۱۵ ماہ رمضان مین۔ بلکہ ایک ٹکڑہ ۲۲-۲۹ ماہ رمضان کو شایع کیا۔ دوسرا ٹکڑا ۷ شوال کو۔ ۱۴-۲۱ شوال کو غائب کرکے پھر ۲۸ شوال کو کچھ جگہ دی گئی اور ۵ ذیقعدہ کا اخبار خالی گیا۔ ۱۲ کے پرچہ مین کچھ دیا۔ تو ۱۹ اور ۲۶ ذیقعدہ خالی دیا گیا۔ برعکس اسکے ایک تحریر مخالفت دربارۂ لفظ "دلی" شایع کی جسکا کوئی موقع نہ تھا۔

حالانکہ یہ مضمون ایسا مختصر تھا کہ اصلاح نمبر ۱ شوال مین ایک ہی دفعہ پورا شایع ہوچکا اور آپ کے یہان ہنوز باقی چلا جاتا ہی جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ آپ کس قدر اس فیصلہ پر آمادہ ہین کیونکہ جو لوگ اخبار دیکھنے کے عادی ہین اور جنکے مضامین چھپتے رہتے ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ کسی مضمون کو اگر مسلسل طور پر شایع کرتے ہین تو راقم مضمون اور ناظرین پر کسقدر گران گزرتا ہی۔ چہ جائیکہ اس مین اس طرح کی تفریق بھی کی جائے کہ ایک نمبر مین کچھ لکھا جائے اور دو مین ندارد اور پھر اسپر مخالفانہ نوٹ بھی دیا جائے کہ نہ پہلے مضمون کو کوئی سمجھے۔ نہ اس نوٹ کا حسن و قبح معلوم ہو اور کہنے کو ہو جائے کہ جواب ہو گیا۔

تو کیا ایسی حالت مین کوئی شخص بھی کہہ سکتا ہی کہ یہ کارروائی آپ کی ایمانداری کی ہی اور اس تصفیہ پر آپ دل سے آمادہ ہین۔ حاشا وکلا ہر بافہم اس سے تو یہی سمجھیگا کہ آپ اس تحریر مسلسل کو اس طرح غارت کر رہے ہین کہ کسی کو نہ معلوم ہو لکھنے والے نے کیا لکھا۔ نہ کوئی اسکا اثر ہو نہ کوئی نتیجہ نکلے۔

جس طرح اصلاح نے (جو ایک ماہانہ پرچہ ہی اور ہزارون مشکلات مین مبتلا رہتا ہی) اس تحریر کو ایک ہی دفعہ شائع کر دیا۔ آپ بھی اگر شائع کر دیتے تو ناظرین کو فیصلہ کرنے کا موقع ملتا کہ یہ مضمون کیسا ہی اور کس متانت و وقعت سے لکھا گیا ہے۔ مگر

آپ تو حضرت عمر کی چال چل رہے ہین کہ خلافت پر کسی کو نامزد بھی نہین کرتے اور ترکیب وہ کر رہے ہین کہ جناب امیر محروم ہی رہین۔

اسپر طرہ یہ ہی کہ آپ نے اخبار کو بجاے ۱۲ صفحہ کے ۶ صفحہ کیا جسکا تو م سے ۴ ر چندہ بھی بڑھا لیا۔ حالانکہ ۴ صفحہ صرف اشتہارئے لیے ہین جسکی اجرت آپ کو دو سو روپیہ سالانہ سے کم نہ ملتی ہوگی۔ یہ ہی آپ کی ایمانداری کہ خود اپنی قوم کو اس طرح فریب دے رہے ہین تو پھر ہم کیا امید کرین۔

بہرحال آپ نے ۶ اجولائی مین یہ ضرور لکھا تھا کہ " خلافت کے مسئلہ مین حق تو یہی ہی کہ آپ مدعی ہون تاہم اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم ہی مدعی ہو سکتے ہین " مگر اُسکے ساتھ یہ بھی تو لکھا تھا کہ " اگر آپ معقول وجہ سے فرما دینگے تو ہم ہی مدعی بنکر اپنا دعوی قرآن شریف سے ثابت کر دین گے " جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ آپ مدعی بننے کے لیے وجہ معقول کی فرمایش کر رہے ہین جو محال ہی کیونکہ رسالہ عقل و تہذیب اہل حدیث نے ثابت کر دیا ہی کہ تمامی اہل حدیث عقل سے محروم ہین۔ پھر وہ وجہ کہان سے لائی جائے جو آپ کی عقل مین آجائے۔ تاہم ضرورت سے زیادہ مین لکھ چکا تھا جسکی نسبت آپ خود اسی ۶ اجولائی مین لکھتے ہین " ہمارے معزز مخاطب ایڈیٹر اصلاح جنکی خدمت مین مدت سے ہم درخواست کرتے ہین کہ شیعہ سنی کی نزاع کا تصفیہ محض قرآن شریف سے کرین۔ اس پر آج عرصۂ دراز تک ادھر ادھر کے الاہنے طعنے ہم کو دیتے رہے اور ہم سنتے رہے بلکہ اب بھی سنتے ہین " جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ آپ میری تحریر کو الاہنا کہتے ہین اور اُسکا سننا۔ جواب دینا نہین چاہتے۔ چنانچہ خود لکھتے ہین " اس لیے ہم اُن کے الاہنون کا جواب نہین دینا چاہتے " پھر فرمائیے صورت تصفیہ کیا ہی کہ آپ میری تقریر کو الاہنا کہین۔ اور اُسکا جواب دینا نہ چاہین۔

دنیا مین مناظرہ کا عام قاعدہ یہی ہی کہ ایک شخص مدعی ہوتا ہی۔ دوسرا مجیب۔ مدعی کا فرض ہی کہ اپنے دعوے کو دلائل مسلمۂ فریق مخالف سے ثابت کرے۔ مجیب کا کام ہی کہ اگر وہ دلائل کسی وجہ سے ناقص ہین تو اُس مین نقص کرے۔ یا تسلیم۔ مدعی بھی

اُس نقص کو رفع کرتا ہو اور تصفیہ پاتا ہو۔

آپ دنیا بھر کے خلاف چاہتے ہین کہ خود نہ کوئی دلیل دین نہ کوئی ثبوت۔ اور فریق مخالف آپ کے دعوے کو قبول کرلے۔ پھر جتاتیے یہ مناظرہ ہو یا خلیفۂ اول کی زبردستی کہ قسم کھائے بیٹھے۔ ہم تو اُن مسلمانون سے ضرور لڑینگے جو ہم کو زکوۃ نہ دین۔ حالانکہ صحابہ کا اجماع ہو چکا ہو کہ اہل قبلہ سے جنگ نہ کرنی چاہیے۔

اب یہان آپ لکھتے ہین " ناگاہ رسالۂ اصلاح آپہونچا جس مین اڈیٹر صاحب نے بجاے ایفاے عہد کے ایک نئی پخ لگائی " اس تحریر سے ہر شخص تو یہی سمجھتا ہو کہ جس مناظرہ کے متعلق اڈیٹر صاحب اہل حدیث اور اڈیٹر اصلاح سے گفتگو ہو رہی تھی اُسی کے متعلق یہ تحریر بھی ہوگی۔ حالانکہ اس تحریر کو اُس سے نہ کوئی واسطہ ہی نہ سروکار۔ بلکہ جناب مولوی فرمان علی صاحب کی تحریر اول جسے آپ نے ۔ اشعبان کو شائع کیا تھا۔ اُسی تحریر کو اصلاح نمبر ۹ مین مین نے شائع کیا۔ جسکی نسبت آپ مورخۂ ۲۲-۲۹ ماہ رمضان مین لکھتے ہین " اڈیٹر صاحب اصلاح نے بڑی مہربانی سے زخود پہلا مضمون مع ہمارے نوٹ کے درج کیا ہو جسکے لیے ہم اُنکے شکرگذار ہین (گو اُنکی وعدہ خلافی کا گلہ باقی ہو جو آیندہ کبھی ذکر ہوگا) اُنکی روش سے توقع ہو کہ اس مضمون کو بھی سلسلہ وار درج فرمادینگے "

جس نوٹ کے اندراج اصلاح پر آپ اڈیٹر کا شکریہ ادا کرتے ہین اُسی نوٹ مین آپ نے مولوی فرمان علی صاحب پر دشنام دہی کا الزام لگاتے ہوئے اپنے امام فخرالدین رازی کی نسبت لکھا تھا " ہمارے بلکہ کل اسلامی دنیا کے ہر دو بزرگ کے حق مین بدگوئی کرین پھر ہم سے اُسکی اشاعت کرائین " اسی تحریر پر اصلاح نے میزان الاعتدال ذہبی سے اہل حدیث کا اُن سے ناراض ہونا اور اُنکو دین مین شک پیدا کرنے والا ثابت کیا تھا۔ جسکے بعد یہ بھی لکھا تھا کہ " آپ مولوی فرمان علی صاحب کے اس قول سے کہ اُنھون نے شترمرغ کہا اسقدر ناراض ہوے۔ حالانکہ آپ کے اخبار مین ائمۂ اطہار علیہم السلام کو اُم کا املی اور دن کو رات کہنے والا لکھا جاتا ہو۔

اور رسول اللہ کی عزت آپ کے یہان ایک چمار سے زیادہ نہین۔ اسکے بعد وہی فقرات ہین جنھین آپ نے نقل کیا کہ جب اہل حدیث کے یہان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمۂ شرک قرار پاگیا تو اب خلافت جناب امیرؑ کو قرآن سے وہ کب مان سکتے ہین"

مین نے جو آپ سے مکرر سہ کرر بکمال ادب عرض کیا کہ "اگر آپ کو مناظرہ کا شوق ہو تو میری تحریر پوری شایع کیجیے اُسکے بعد جو جی چاہے جواب لکھیے" اسی لیے لکھا تھا کہ اس سے آپ کی جہالت تمام عالم پر ظاہر ہو جائیگی۔ کیونکہ اگر آپ پوری تحریر شایع کرتے تو کسی شخص کو پھر اسکا گمان نہ ہوتا کہ یہ تحریر مین نے اُس مناظرہ کے متعلق لکھی ہی جسکی آپ فرمائش کر رہے ہین اور مین اُسکو قبول کر رہا ہون۔ بلکہ یہ جواب ہی آپ کے نوٹ کا۔ مگر آپ کی بتقلید بخاری اس کتر بیونت کرنے سے ہر شخص یہی سمجھتا ہوگا کہ یہ تحریر اُسی مناظرہ کے متعلق ہی۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہین کہ مین نے بجاے ایفاے عہد ایک نئی پخ لگائی۔ پھر آیۂ معینہ کی تلاوت کے سوا کوئی چارہ نہین ہی۔

آپ لکھتے ہین: "یہ ہی اُنکی تہذیب اور یہ ہی اُنکا ایفاے عہد" تہذیب کی نسبت تو جس طرح جناب امام حسینؑ نے معاویہ۔ عمرو عاص۔ مغیرہ سے مناشدہ کرنا پسند فرمایا تھا۔ اُسی طرح تمامی اہل حدیث کو حکم مقرر کرتا ہون کہ وہ براے خدا فرمائین اس تحریر مین کونسا جملہ بدتہذیبی کا ہی۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائین کہ کس کلمہ مین بدتہذیبی کی گئی ہی۔ اور کون سے کلمہ مین تہذیب کے خلاف کیا گیا ہی۔

رہا الزام خلف عہد پس اُن لوگون سے نہایت مستبعد ہی جو ناکثین کے پیرو ہون کہ ایسا الزام شیعیان حیدرؑ کرار پر دین۔ جنھون نے جان دینا قبول کیا مگر خلف وعدہ کو اپنے سر کبھی نہ آنے دیا۔

آپ کو خدا و رسول بلکہ خلفاے ثلاثہ و روح امام بخاری کی قسم ہی بتائیے مین نے آپ سے کب وعدہ کیا ہی جسپر آپ مکرر خلف وعدہ کا الزام دے چکے۔

اڈیٹر صاحب آپ ۱۳۲۵ھ سے اسوقت تک کے اصلاح کو ملاحظہ کرین کہ مین نے

آپ سنے کیا وعدہ کیا ہی ملاحظہ ہو نمبر ۱۹ و ۲۰ جلد ۱۰ کی آخری عبارت "در آخر مین آپ کو عام اجازت ہو کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو چاہین قرآن وحدیث سے ثابت کرین پھر قدرت خدا دیکھین" صلا

آپ برائے خدا فرمائیے اس مین مین نے کیا وعدہ کیا ہی۔ استدلال پیش کرنیکا یا جواب دینے کا؟۔ یا تائیدی فرمائیے کہ آج تک آپ نے کوئی استدلال پیش کیا کسی مسئلہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا جسکا جواب مین نے نہ دیا ہو۔

ہو سکا تو چند روزہ ہی حضرت کا خیال کرکے فرمائیے مین نے کونسی خلاف وعدگی کی جسپر آپ نے اسقدر مغلظات گالیان دین۔

اب مین آپ کو آپکا وعدہ یاد دلاتا ہون کہ آپ نے کیا وعدہ کیا تھا اور اسکا کچھ ایفا کیا یا نہین۔

آپ اپنے اہل حدیث نمبر ۳۳ جلد ۶ مورخہ ۲۰ ربیع الاول مین بجواب میری تحریر مندرجہ اصلاح نمبر ۲ بابت صفر) لکھتے ہین "آپ کے بقیہ مضمون کا جواب الگ دیا جاے گا انشاء اللہ" سطر ۸ کالم ۱۔

اب براہ کرم فرمائیے اس مین کوئی وعدہ ہی یا نہین۔ اور اگر ہی تو اسکا ایفا ہوا یا نہین۔ ہوا تو کس نمبر مین؟ اگر نہین ہوا تو شعر ؎

ذا اغادرت حسناء اوفت بعہدہا ومن عہدہا الا ید وم لہا عہدٌ

کا مصداق کون ہی۔ اور آیہ معلومہ کی تلاوت کا حق کس کو ہی؟

لیکن چونکہ آپ حسن ظاہری و باطنی دونون سے معرا ہین اور کنیت بھی خلاف واقع "ابوالوفا" قرار دی ہی لہذا یہ شعر آپکے حق مین زیادہ چسپان ہے ؎

دع ذکرہن فما لہن وفاء ریح الصبا وعہودہن سواء

ہم تو آج تک اس امید مین تھے کہ آپ اس وعدہ کو پورا کرینگے اور جواب الگ دینگے کیونکہ اصلاح نمبر ۲ مین نہ صرف آپ کے اکاذیب بعد وخلفاے ثلاثہ دکھائے گئے تھے۔ بلکہ آپ کے اس سوال "اگر سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہل حدیث سے السنۃ

قاضیہ علی الکتاب کا مسلمہ اصول ہونا دکھا دو" کا جواب نہایت تہذیب سے دیا گیا تھا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے حصول المامول صفحہ ۳۲ مین موجود ہی بلکہ یہ بھی دکھایا تھا کہ قرآن آپ کے یہان حدیث - اجماع - قیاس سب سے منسوخ ہوتا ہی - اسی لیے تو مین منتظر رہا کہ دیکھیے آپ اپنا وعدہ کس طرح پورا کرتے ہین آپ نے مجھے دھمکی دیتے ہین کہ آیۂ معلومہ کی آپ تلاوت کرینگے - مگر افسوس یہ ہمت نہین ہوتی کہ آیۂ معلومہ کی تلاوت کرین - دیکھیے وہ آیہ یہ ہو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہیے اللھم امین -

ہم جانتے ہین آپ کا یہ غصہ اور یہ غیظ و غضب صرف اس پر ہی کہ مین نے آپ کے اس راز کو کیون فاش کیا کہ اب اہل حدیث لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمۂ شرک کہہ رہے ہین - مگر افسوس یہ نہ لکھا کہ" ہمارا نجات دلانے والا کلمۂ طیبہ یہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" قرآن کے کس آیہ مین لکھا ہی - کیونکہ محض آپ کے لکھنے سے نہ یہ کلمہ آپ کے فرقہ کا کلمۂ طیبہ ہو سکتا ہی نہ اُنکا نجات دلانے والا - کیونکہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مسلم لیڈر فرقۂ اہل حدیث نے لکھا تھا" اُنکے (اڈیٹر شرح الاخبار جہلم) اس احسان کا شکریہ تمام اہل سنت اور معتقدین امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پر جن مین ہم بھی شامل ہین اور اُنکی طرف انتساب کو فخر سمجھ کر اہل حدیث حنفی کہلاتے ہین" (اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ صفحہ ۲۰ جلد ۱۲ ملاحظہ ہو) تو آپ نے اُسپر یہ نوٹ دیا تھا" علما (جس سے معلوم ہوا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کے علماء سے ہین) کے اسی معمولی تساہل نے آج امت کو یہ بُرا دن دکھایا کہ جو کوئی اس نسبت حنفی شافعی وغیرہ کو اپنے ساتھ نہ لگائے اُسکو اہل سنت مین جگہ نہین ملتی - اس لیے ہم آزادی سے کہتے ہین کہ آپ اپنے لیے بیشک اہل حدیث کے ساتھ حنفی کا لقب ملائین مگر یہ آپ کی ذاتی رائے ہوگی - غالبًا جماعت اہل حدیث پر اسکا کوئی اثر نہ ہوگا" اہل حدیث مورخہ ۲۲ - ۲۹ ماہ رمضان ۱۳۲۷ھ -

جس سے معلوم ہوا کہ ایسے ایسے علما کے اختیار لقب کو آپ اُنکی ذاتی رائے بتلاتے ہین

نہ فرقہ کی راے۔ تو آپ کے محض کہنے سے کہ "ہمارا کلمہ۔ ہمارا نجات دلانیوالا کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی" تمام فرقہ پر کیا اثر پڑ سکتا ہی۔ کیا وہ یہ نہین کہہ سکتے کہ "یہ آپ کی ذاتی راے ہی" غالباً جماعت اہل حدیث پر اسکا کوئی اثر نہ ہو"

کیونکہ آپ کا شمار تو نہ اُن علما مین ہی جو اساطین دین سمانے جاتے ہین۔ نہ اُن محدثین مین جو دین کے ارکان سے ہین بلکہ ایک معمولی درجہ کے مولوی فاضل پاس ہین جسکی طبقۂ علما مین کوئی وقعت نہین۔ پھر آپ کی ذاتی راے کا پابند مسلم فرقہ آپ کا کیونکر ہو سکتا ہی۔

اڈیٹر صاحب بہت سمجھ بوجھ کر قدم اُٹھایئے۔ یہ وہ معرکہ ہی جسکی نسبت روضۃ الاحباب مین لکھا ہی" ابو بکر چون دید کہ کلمات علی جملہ مستحکم و استوار گی مقابل صد بلکہ صد ہزار است از درِ رفق و مدارا در آمد" پھر آپ کیا اہل حق سے مقابلہ کر سکتے ہین دیکھیے جن لوگون نے اسکا اعلان دیا ہو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کلمۂ شرک ہی" کچھ ایسے کمزور نہین ہین کہ آپ اُنکے مقابلہ مین شیر پنجاب بنجایئے۔ کیونکہ مولوی احمد حسین صاحب شوکت مجدد السنۂ مشرقیہ مسلمہ لیڈر اہل حدیث جنکی نسبت اڈیٹر صاحب اہل حدیث نمبر ا جلد ۷ مورخہ ۵ نومبر مین لکھتے ہین" اور افراد اہل حدیث کو عموماً اور احباب ذیل کو خاص کر مخاطب کرتے ہین (بہت سے نام لکھ کر لکھتے ہین) مولوی احمد حسین صاحب شوکت اڈیٹر شحنہ میرٹھ (جس سے معلوم ہوا کہ اب بھی اُنکا شمار طبقۂ اہل حدیث مین ہی) وہ اپنے ایک مضمون بعنوان کلمۂ توحید مین اشاعۃ القرآن مین اس طرح شائع کرتے ہین "مین تو سرے سے اذان ہی کا منکر ہون چہ جائیکہ اذان مین کلمۂ توحید پڑھنا اور اُسکے ساتھ محمد رسول اللہ ملانا کیونکہ دونون باتین زائد فی القرآن اور خلاف قرآن ہین۔ مین نے تو مقلدین ائمہ اور مقلدین رواۃ (یہ خطاب اہل حدیث ہی) پر حجت قائم کی تھی کہ جب تم توحید مین رسالت کو شامل کرتے ہو یعنی رسالت کو

جزء توحید بنا کر ان دو متضاد اجزا سے توحید کا معجون مرکب تیار کرتے ہو تو شیعہ نے کیا قصور کیا ہی کہ تم انکو کلمۂ امامت و خلافت کے توحید مین ضم کرنے سے چڑھتے ہو اور انکو رافضی کا لقب دیتے ہو" (ملاحظہ ہو اخبار اہل فقہ مورخہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۰۹ع)

پھر فرمائیے کہ اڈیٹر اصلاح نے کیا غلط لکھا تھا کہ "اہل حدیث کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی کیونکہ قرآن مین اس طرح مجموعًا نہین ہی۔

کیا مولوی احمد حسین صاحب شوکت آپ کے نزدیک اہل حدیث سے نہین ہین؟ کیا آپ کی تحریر کی نسبت انکو یہ حق نہین ہی کہ کہین "یہ آپ کی ذاتی رائے ہی جسکا اثر فرقہ پر نہین پڑ سکتا"؟

اب دوسری شہادت سنیے کہ مولوی محمد ابو القاسم صاحب[1] اپنے رسالہ رمی الجمرتین (مطبوعہ سعید المطابع پریس بنارس) مین لکھتے ہین "علما جنکو قوم کی اصلاح مین بہت بڑا دخل ہی بالکل خاموش ہین۔ اور جنھون نے اردو کی کچھ کتابین دیکھ لی ہین اور "شتر دیدم ولی نگویم" کی طرح اسکے مشاق ہوگئے ہین۔ یا کچھ حدیثین مثل صحاح ستہ تک دیکھ لی ہین وہی طرح طرح کے فساد برپا کر رہے ہین چنانچہ ان دنون ایک صاحب موصوف بصفت مذکورہ ہر شہرون مین دورہ کرتے ہوے اثنا سے وعظ مین فرماتے ہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی کیونکہ یہ کلمہ اس اجتماعی طور پر قرآن مین کہین نہین آیا اور نہ حدیثون مین اس طور سے کہین وارد ہی" (ملاحظہ ہو اخبار اہل فقہ مورخہ ۱۸-۲۲ رجب سنہ ۱۳۲۷ھ)

اب بتائیے کہ آپ کے فرقہ کے لوگ اسکے قائل نکلے یا نہین جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمۂ شرک کہہ رہے ہین پھر مین نے کیا قصور کیا جو لکھا تھا کہ "جب اہل حدیث کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی تو خلافت جناب امیر کو قرآن سے کب مانین گے"؟

[1] یہ وہی مولوی محمد ابو القاسم صاحب ہین جنکی تحریر اپنی تائید مین اڈیٹر اہلحدیث نے ۸ مئی کو شائع کی تھی

افسوس صد افسوس کہ مین نے اصلاح مین اسکا حوالہ اجمالاً دیدیا تھا کہ اہل فقہ مین اسکی تصریح موجود ہی مگر نہ اڈیٹر صاحب نے اس حوالہ کو باطل کیا نہ اپنے فرقہ کی اس عقیدہ کو خبیثہ سے براءت ثابت کی بلکہ لکھا تو یہ لکھا کہ "ہمارا کلمہ نجات دلانے والا کلمۂ طیبہ یہ ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" مگر اسپر نہ خیال کیا کہ آپ کے لکھنے سے کیا ہوتا ہی جب تک اپنے کل فرقہ کی شہادت نہ لائیے۔ کیا آپ نے شاہ ولی اللہ کا قول نہین دیکھا ہی جو انکار معجزۂ شق القمر کو اپنے کل فرقہ کا عقیدہ کہتے ہین حالانکہ بتصریح علماے اہل سنت وہ اُنکا ذاتی قول تھا۔ اسی طرح یہان بھی یہ عقیدہ آپ کا ذاتی ہوگا نہ عقیدۂ فرقہ۔

اسکے بعد آپ کچھ اشعار لکھتے ہین جس سے یہ تو معلوم ہوا کہ آپ لڑکون کے میانجی ہین یا کسی مدرسہ کے مدرس۔ مگر نہ معلوم یہ اشعار آپ کے ذاتی ہین یا تقلیدی۔ اگر ذاتی ہین تو خدا آپ کی منقبت مین فرماتا ہو یقولون ما لا یفعلون۔ اور اگر دوسرون کے ہین تو غاوُون مین داخل ہوے کیونکہ خدا کہتا ہی و الشعراء یتبعہم الغاؤن۔

یہان آپ کو وہ حدیث بھی ہم یاد دلاتے ہین جو رسول اللہ نے عمرو عاص کے مقابلہ مین فرمایا تھا "خداوندا ہم شعر کہنا نہین جانتے لیکن بعوض ہر شعر کے اُس کہنے والے پر لعنت کرتے ہین" (دیکھو تطہیر الجنان صفحہ ۱۲۰ برحاشیہ صواعق محرقہ)

سنیے اور اچھی طرح سنیے:—

ولولا الشعر بالعلماء یزری لکنت الیوم اشعر من لبید

اڈیٹر صاحب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین بیشک مین نے لکھا تھا کہ "یہ امر تصفیہ طلب ہی کہ آپ مستدل ہونگے یا مجیب اسکو طی کر لیجیے تو آگے چلیے" مگر ذرا یہ تو فرمائیے کہ کیا آپ نے اسکو طی کیا کیونکہ آپ نے تو اُسکے جواب مین یہ لکھا تھا کہ "اگر وجہ معقول میرے مدعی ہونے کی لکھینگے تو مین مدعی بن سکتا ہون" جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ آپ مدعی بننے کے لیے وجہ معقول چاہتے ہین۔ جسکا مطلب یہ ہوا کہ ایک تو

اس مین بھی صرف ہو۔ کیونکہ جب آپ کے خریدار اخبار آپ کو وق کرتے ہین تو دس گیارہ مہینہ بعد ایک دفعہ چونکتے ہین اور کچھ لکھ جاتے ہین۔ تو اس طرح انتظار کرنا تضییع اوقات نہین تو کیا ہی۔

آپ اپنا وعدہ مورخہ ۷ اربیع الاول پورا کیجیے" آپ کے بقیہ مضمون کا جواب الگ دیا جائیگا انشاء اللہ" تو پھر مین بھی حاضر ہون۔

مکرم بندہ! ہم لوگ اہل اسلام کا تو یہ قاعدہ رہا ہی کہ اگر کسی ایک مسلمان نے بھی کسی کو امان دیدی تو پھر کوئی مسلمان اُسکی عہد شکنی نہین کرسکتا۔ اس قاعدے پر جناب مولوی فرمان علی صاحب کی تحریر کو مین تمامی فرقہ کی طرف سے سمجھتا تھا جو اسکا جواب ہوتا وہ سب کا جواب ہوتا۔ بگمر آپ نے تو اُنکے مضمون کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ بخاری صاحب نے بھی کسی حدیث رسول کو اس طرح غارت نہ کیا ہوگا۔

آپ چاہتے ہین کہ دشنام دہی سے اس مناظرہ کو اُڑادین جسکے لیے آپ نے یہ شریفانہ کلمہ لکھا "ہم کو بھی اُسی قدر کہہ لین جتنی اپنی امان اور ناناجان کو کہتے ہین۔" مگر آپ کو معلوم نہین۔ اباجان کی قوت . . . جتنی زیادہ ہوگی اُتنی ہی مائین بھی بڑھینگی اور ناناجان کی تو کوئی حد ہی نہ رہیگی۔ آپ کو حضرت عائشہ پر اسی وجہ سے ناز ہو نہ۔ کہ وہ حضرت کو باکرہ ملی تھین! یا اور کچھ بھی شرف ہی؟ ہم بھی اسکی قدر کرتے ہین۔ مگر ہم تو اُنکو وہی کہتے ہین جو خدا نے فرمایا ہی ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما اگر تم دونون خدا کے آگے توبہ کرو تو بہتر ہی کیونکہ دل تمھارے کج ہوگئے ع

ہی کجی عیب مگر حسن ہے ابرو کے لیے

پھر خدا فرماتا ہی ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرأۃ نوح وامرأۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا الصالحین فخانتا هما فلم یغنیا من اللہ شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین خدا نے کافرون کے لیے نوح کی بی بی

اور لوط کی بی بی کی مثال دی ہے۔ جو دونوں نیک بندوں کے گھر میں تھیں۔ اور ان دونوں عورتوں نے خیانت کی۔ تو انکے دونوں شوہر انکے کچھ کام نہ آئے اور اور انکو حکم دیا گیا کہ تم دونوں بھی داخل جہنم ہو داخل ہونیوالوں کے ساتھ۔
یہی آیہ میں ان دونوں اماجان کے حق میں پڑھتا ہوں جو کلام خدا ہے اور نانا جان کو تو نانا ابوسفیان اور نانا حی بن اخطب کا ساتھی جانتا ہوں کیونکہ نانا اپنی بیٹیوں سے کب علیحدہ رہ سکتے ہیں۔ مگر یہ عجب طرح کے نانا تھے کہ خود انکی صاحبزادیاں بھی انکی اماجان ہیں۔
رہا ایسا غوجی سے آپ کا نوع وجنس کا نکالنا۔ البتہ انعام کے قابل ہے۔ بشرطیکہ اس سوال کا جواب دیجیے۔ ابوبکر۔ ثناء اللہ۔ خنزیر ما ہم۔ کیونکہ اگر امام ابوحنیفہ نے اس مقام پر تعریف کی تھی تو اسی قدر۔ ایمان ابی بکر و ابلیس واحد۔ یہاں سوال ماہیت ہے۔ اگر اسکے ساتھ۔ ابوبکر و ثناء اللہ و ابلیس و خنزیر ما ہم۔ بڑھا دیا جائے۔ تو ایسا غوجی کو کون پوچھے۔ کبری میں بھی آپ کو اسکا جواب نہ ملے جو منطق کی سب سے بڑی کتاب ہے۔ یہاں تک کہ کبری اسکا نام ہی رکھا گیا۔
مولوی ثناء اللہ صاحب! اگر آپ نے میری اس تحریر کو بجنسہ درج اخبار کیا۔ تو بیشک آپ مجھ سے جواب کی امید رکھیں گے ورنہ ہم اس پر عامل ہونگے واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما۔

والسلام علی من اتبع الہدی

فیصلۂ ملکۂ کتابت و قرأت

اگرچہ ہمارے قواعد مقررہ سے ہے کہ نزاعات باخود دیا میں (جو فی الواقع کالعدم ہیں) کسی طرح مداخلت نہیں کرتے۔ مگر اس مسئلہ نے اسقدر طول پکڑا کہ ڈیڑھ برس اس میں صرف ہو گیا۔ ناظم الہدیٰ نے تو یہاں تک زور باندھا کہ اسکے لیے خاص لکھنؤ میں ایک مستقل دفتر قائم کرنا چاہا۔ مگر خدا وند عالم جزائے خیر دے ہمارے ممتاز الافاضل

جناب مولوی سید سبط حسن صاحب دام فضلہ وعلاہ کو کہ اس طرح جواب مہذب متین لکھا کہ آخر فریق مخالفت کو بھی دم بخود ہونا پڑا۔ اور جس استقلال سے اخبار اثنا عشری دہلی نے ان مضامین کو شائع کیا ہزار آفرین ہو اسکی ہمت پر۔

یہ مسئلہ نہ اصول دین سے ہو کہ کسی نے اسکو ضروریات دین مین داخل کیا ہو۔ نہ فروع دین۔ بلکہ ایک نیا مسئلہ ایجاد ہو رہا ہی جس سے مومنین مین تفرقہ ہونے کا اندیشہ ہی کیونکہ شخص واحد محض اپنی شہرت کے لیے چاہتا ہو کہ ایک ایسا مسئلہ ایجاد کرے جس سے اسکو شہرت و ناموری حاصل ہو۔

چونکہ ہم مدت سے ہدف سہام افکار و آلام ہو رہے ہین اس لیے کسی طرح اس مین اقدام کرنا پسند نہین کرتے تھے۔ مگر بعض احباب خاص کی کچھ تحریرین ایسی موصول ہوئین کہ اُنیر لحاظ کرنا ضروری معلوم ہوا لہٰذا چند سطرین لکھتا ہوں۔

اصل مسئلہ یہ ہی کہ مفتی علامہ نے بجواب سوال لکھا تھا "عقیدۂ اہل حق یہ ہی کہ جناب رسالت مآبؐ کو تمام علوم من اللہ حاصل ہوے اور جناب امیرؑ کو تمام علوم من اللہ و من الرسول صلوات اللہ علیہ حاصل ہوے۔ اور ملکہ قرات و کتابت جناب رسالتمآبؐ کو بعد بعثت من اللہ عطا ہوا اور جناب امیرؑ کو یہ ملکہ ممکن ہی کہ اکتسابا حاصل ہوا ہو اور ممکن ہی کہ من اللہ عطا ہوا ہو اور اگرچہ اول اظہر ہو لیکن تصریح اس امر کی کہ یہ ملکہ اُن جناب نے کس سے تحصیل فرمایا کتب تواریخ و احادیث مین نظر قاصر سے نہین گزری۔ واللہ اعلم۔"

اس جواب پر جو مفتی علامہ نے لکھا تھا مقلدین کو تو کسی طرح اعتراض کا حق ہی نہ تھا کیونکہ اُنکا منصب تقلید ہی۔ مجتہد کو بھی کوئی حق نہین کیونکہ ہر شخص کی تکلیف علٰحدہ ہی۔ اور ایک مجتہد کو دوسرے کی متابعت غیر لازم۔ مگر خود ایک شخص نے اس سے مخالفت کی جو مدعی اجتہاد بھی نہین ہی۔ بلکہ مقلدیت کا مدعی ہی۔ مخالفت بھی ایسی کی کہ مفتی علامہ کو دائرۂ تشیع سے خارج کر دیا جسکا منصب بہ مشکل مجتہدین کو مل سکتا ہو۔

اسیر ممتاز الافاضل جناب مولوی سید سبط حسن صاحب دام علاہ نے بہ انتصار مفتی علامہ ایسے قوی دلائل لکھے اور ایسی متین تحریرین اخبار اثنا عشری مین شائع کین کہ مافوق اُس سے شاید متصور نہ ہو۔

چونکہ مسلمانون کا عموماً اور فرقۂ حقۂ شیعہ کا خصوصاً۔ مدار کتاب وحدیث پر ہی۔ یا اجماع وعقل پر جسکا درجہ بعد کتاب وسنت ہی لہذا ہم بھی پہلے قرآن مجید سے اسکا فیصلہ کرتے ہین کہ وہ ہم کو کیا بتاتا ہی۔ کیونکہ اصول مقررۂ شیعہ سے ہی کہ اگر حدیث قرآن کے خلاف ہو تو رد کی جائیگی اور کسی طرح مقبول نہ ہوگی چہ جائیکہ فضل خدا سے کوئی حدیث بھی معارض نہین ہی

خداوند عالم سورۂ عنکبوت مین فرماتا ہی وماکنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون۔ یعنی ای رسول تم نہ تھے تلاوت کرتے قبل سکے اور نہ لکھتے تھے اپنے داہنے ہاتھ سے اسواسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور شک کرتے مبطلین۔

اس آیہ کو ہم اگر بلا کسی تفسیر کے بھی دیکھین تو اس مین صریحی نفی کی گئی ہی حضرت کی ذات سے دونون امرون کی۔ یعنی تلاوت وکتابت تم سے دونون منفی تھے۔ پھر اُسکی وجہ بھی بیان کردی گئی ہی۔ کیونکہ اگر تم مین یہ باتین ہوتین تو ضرور مبطلین کو شک کا موقع ملتا۔

یہ بدیہی امر ہی کہ علم وکتابت انسان کے اُن صفات سے ہے جو قریب قریب سب مین پایا جاتا ہی اور جس قدر اُس مین زیادتی ہوتی ہی اُسی قدر وہ کامل وفاضل محسوب ہوتا ہی۔ مگر چونکہ خداوند عالم کی غرض یہ تھی کہ اپنے اس کلام بلاغت نظام کو من کل الوجوہ معجزہ قرار دے اس لیے ابتداء فطرت ہی سے حضرت کو جن پر اس قرآن کا نزول ہوا اُن باتون سے معرا کیا جن سے اسکا شبہہ ہوسکے کہ یہ قرآن کسی انسان کا بنایا ہوا ہی۔

اسی لیے پہلے تو آپ کو اُس گروہ مین پیدا کیا جو من حیث الفطرۃ صنعت کتابت و

تلاوت سے معرا تھے جسکی نسبت صد ہا آیتون مین اشارہ کیا گیا۔

(۱)	ص۴۵ آل عمران	قل للناس اوتو الکتاب والامیین ءاسلمتم اکہہ تو اہل کتاب سے اور آن پڑھ لوگون سے کیا اسلام لائے ہو۔
(۲)	ص۹۳ ″	ذلک بانهم قالوا لیس علینا فی الامیین سبیل یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہین کہ نہین ہی راہ آن پڑھ لوگون مین
(۳)	جمعہ	هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلو علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وہی تو ہے جسنے بھیجا امیون مین (بے پڑھے لکھے ہوئے لوگون مین) رسول اُنھین مین سے کہ پڑھتا ہی اُنپر آیتین اُسکی اور پاک کرتا ہی اُنکو اور تعلیم کرتا ہی اُنکو کتاب وحکمت اگرچہ تھے پہلے اسکے وہ ضلال مبین مین۔

ان آیات مین خدا نے قوم عرب کو بخطاب امیین مخاطب کیا ہی کہ بے پڑھے لکھے ہین جس سے ایک تو قوم کی قوم کے بے پڑھے لکھے ہونے کا اظہار ہی۔ دوسرے اہل کتاب کا مقابلہ ہی۔

خداوند عالم سورۂ الم مین فرماتا ہی (منهم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان هم الا یظنون) یعنی بعض اُن مین امی ہین (بے پڑھے لکھے) جو نہین جانتے کتاب کو مگر خواہشونکو یہ سب نہین ہین مگر گمان کرنے والے۔

تو اب ایسی قوم سے کسی نبی کا مبعوث ہونا اور ایسی کتاب لانا جس سے تمام فصحا وبلغا عاجز ہون بجاے خود دلیل ہی اُسکے معجزہ ہونے کی۔ کیونکہ جو قوم جاہل ہوتی ہی بے پڑھی لکھی اُس مین اگر کوئی حکیم وعالم پیدا ہو تو ہر شخص مجبور ہو گا کہ وہ تسلیم کرے کہ اُسکی تعلیم منجانب اللہ ہوئی۔ ورنہ اگر وہ پڑھا لکھا ہوتا اور ایسی قوم مین

اُسنے نشو ونما پایا ہو تا جہان علم کا چرچا ہو۔ تو محض اتنی ہی بات سے نہ کوئی اُسکو نبی تسلیم کر سکتا ہو نہ اسکا گمان جا سکتا ہو کہ یہ کوئی بات مافوق قوت بشری لایا ہی۔

اسلئے بجز قرآن کوئی کتاب خواہ توراۃ ہو یا انجیل یا زبور معجزہ نہین قرار دی گئی بلکہ وہ سب کتابین اپنی اصلی حالت مین فرمان الٰہی ہین۔ بخلاف قرآن کے کہ وہ خود معجزہ ہی۔

پس خدا نے پہلے تو اُس قوم کو امی بنایا جس سے ایسی کتاب کا ظہور اور نزول منظور تھا کہ کسی کو اسکا شبہہ نہ ہو کہ اس مین انسانی تصرف ہوا۔ پھر اُس شخص خاص (روحی فداہ) کو امی محض بنایا جسکے ذریعہ سے اس کتاب کا نزول منظور تھا چنانچہ فرمایا ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یعنی وہی خدا ہی جسنے امیین مین سے ایک رسول بنایا جو اُنھین امیین سے ہی۔ اس سے مقصود خدا یہی ہی کہ نہ صرف اُس قوم کی امیت ثابت کرے بلکہ اُس شخص کی بھی امیت ثابت کرے جو اُن مین رسول بنایا گیا۔

پھر سورۂ اعراف مین فرماتا ہی الذین یتبعون النبی الامی الذی یجدونہ عندھم مکتوبا فی التوراۃ والانجیل یعنی وہ لوگ جو اتباع کرتے ہین اُس نبی امی کی جسکو لکھا ہوا پاتے ہین اُنکے نزدیک توراۃ و انجیل مین۔

پھر دو آیتون کے بعد فرماتا ہی فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ وکلمتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون یعنی سب ایمان لاؤ ساتھ خدا اور رسول اُسکے کے جو نبی امی ہی۔ جو ایمان لاتا ہی ساتھ خدا اور کلمات اُسکے کے۔ اور متابعت کرو اُسکی شاید کہ تم لوگ ہدایت پاؤ۔

یہ تین آیتین ہین جن مین بصراحت تمام خداوند عالم نے حضرت کے امی ہونے کو ظاہر کیا ہی جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ مقصود خدا یہ ہی کہ بتائے یہ قرآن ایسی کتاب ہی جس مین کسی طرح انسانی تصرف کو دخل نہین کہ اولا خدا سے اُس قوم مین نازل کیا جو امی

تھی۔ ثانیاً اس شخص پر نازل کیا جو امی تھا جسکے بعد پھر کسی طرح اسکا گمان بھی نہین ہو سکتا کہ اس مین انسانی تصرف نے کچھ کام کیا ہو۔

ان آیات کو جب آیۂ سورۂ عنکبوت سے ملائین تو مطلب مین کسی طرح کا شبہہ نہین رہ سکتا کہ خداوند عالم نے اس غرض خاص سے صفت تلاوت و کتابت کو آپ سے قبل نبوت سلب کیا تھا کہ مبطلین کو کسی طرح کا شبہہ نہ ہو۔

مگر یہان ایک حدیث ائمہ اطہار علیہم السلام سے مبین ہو جاتی ہے جس سے یہ مطلب نکالا جاتا ہے کہ حضرت قبل نبوت بھی لکھ پڑھ سکتے تھے وہ حدیث یہ ہے تفسیر صافی مین ہے و فی العلل عن الجواد علیہ السلام انہ سئل عن ذالک فقال ما تقول الناس قیل یزعمون انہ انما سمی الامی لانہ لم یحسن ان یکتب فقال کذبوا علیہم لعنۃ اللہ انی ذلک واللہ یقول ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتاب والحکمۃ فکیف کان یعلمہم ما لا یحسن واللہ لقد کان رسول اللہ یقرء و یکتب باثنین و سبعین او ثلث و سبعین لسانا و انما سمی الامی لانہ کان من اہل مکۃ و مکۃ من امہات القری و ذلک قول اللہ عز و جل لتنذر ام القری و من حولہا یعنی جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے اس بارے مین سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا لوگ (مخالفین) کیا کہتے ہین۔ کہا کہ وہ گمان کرتے ہین کہ حضرت لکھ نہین سکتے تھے۔ حضرت نے فرمایا جھوٹ کہا انھون نے خدا کی لعنت ہو اُن پر۔ کہان ہو سکتا ہے یہ۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے۔ خدا نے امیین مین ایک رسول بھیجا اُن مین سے جو تلاوت کرتا ہے اُنپر اور پاک کرتا ہے۔ اور تعلیم کرتا ہے کتاب و حکمت کو۔ پس کیونکر حضرت تعلیم کرتے تھے جسکو خود نہ جانتے تھے۔ قسم خدا کی رسول اللہ پڑھتے تھے اور لکھتے تھے بہتر یا تہتر زبان مین۔ اور حضرت امی اسوجہ سے کہے گئے کہ آپ اہل مکہ سے تھے اور مکہ کا نام ام القری ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے لتنذر ام القری و من حولہا "تاکہ ڈرائے تو ام القری کو اور گرد اُسکے لوگون کو"

مگر سخت حیرت ہی کہ اس حدیث سے وہ آیتین کیونکر باطل کی جا سکتی ہین جن مین حضرت کی تلاوت وکتابت کی نفی ہو - کیونکہ امام علیہ السلام اثبات تلاوت وکتابت فرماتے ہین بعد نبوت اور قرآن ان دونون صفتون کی نفی کرتا ہی قبل نبوت پھر دونون مین تعارض وتناقض کہان ہوا -

دیکھیے حضرت نے تلاوت کی صفت خود قرآن سے ثابت فرمائی ہو یتلو علیہم ایاتہ جو زمانہ حال واستقبال سے متعلق ہو کہ اب وہ حضرت تلاوت کرتے ہین اور قرآن مین اسکی نفی ہو ماضی مین ما کنت تتلو من قبلہ پس اگر قرآن وحدیث مین تعارض کے قائل ہون تو لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ خود قرآن مین تعارض ہی کیونکہ حدیث مین تو قرآن ہی کا حوالہ دیا گیا ہو - اور قرآن مین تعارض کا قائل ہونا مستلزم انکار قرآن ہی کیونکہ خدا فرماتا ہی لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا -

پھر اسکو بھی دیکھیے کہ حضرت استدلال فرماتے ہین آپ کی تعلیم سے فکیف کان یعلمہم مالا یحسن اور بدیہی ہی کہ یہ صفت خاص حضرت مین بعد نبوت آئی ہی نہ قبل نبوت - اب چونکہ اس سے یہ شبہہ ہوتا تھا کہ خدا نے تو حضرت کو امی فرمایا ہی اور قرآن وحدیث سے اب آپکا غیر امی ہونا ثابت ہوتا ہی - پھر لفظ امی کا اطلاق بعد اسکے کیونکر ہوگا - اسکو حضرت نے یون دفع فرمایا کہ یہ نسبت ام القری کی طرف ہی وذلک لا کلام فیہ -

سب سے بڑا قرینہ اسکا یہ ہی کہ حضرت نے خود سائل سے پوچھا ما تقول الناس کہ لوگ کیا کہتے ہین اسنے جواب دیا یزعمون انما سمی الامی لانہ لم یحسن ان یکتب کہ وہ لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ حضرت کو صرف اس وجہ سے امی کہتے ہین کہ آپ لکھنا نہین جانتے تھے - اسپر حضرت نے انکی تکذیب فرمائی ہو کہ یہ خیال محض غلط ہی کہ حضرت بعد نبوت بھی کتابت نہ کر سکتے تھے اسپر آیۂ یتلو علیہم ایاتہ کی بھی تلاوت کی اور اسکو بھی ثابت کیا کہ حضرت تہتر زبانون مین لکھتے تھے -

اب اسکو دیکھیے کہ اُن لوگون کا کیا عقیدہ تھا مجمع بحار الانوار مین ہو دفیہ انا امة امیة لا نکتب ولا نحسب یعنی علی اصل ولادة امهم لم یتعلموا الکتابة والحساب فهم علی جبلتهم الاولی وسنه بعث فی الامیین رسولا لک وقیل نسبته الی ام القری فان قلت العرب فیهم الکاتب واکثرهم کانوا یعرفون الحساب قلت ان اکثرهم امیون والحساب حساب النجوم ولا یعرفونه صفحہ ۳۹ یعنی حضرت نے فرمایا کہ ہم امیہ امی ہین نہ لکھنا جانتے ہین نہ حساب کرنا یعنی جسطرح پیدا ہوتے ہیں اسی طرح ہین کہ نہین سیکھا کتابت وحساب کو اور کہا گیا کہ نسبت ہو ام القری کی طرف اگر کہو کہ عرب تو بعض بعض لکھنے والے بھی ہین اور حساب بھی جانتے تھے تو اسکا جواب یہ ہو کہ اکثر اُن مین امی ہین اور حساب سے مراد حساب نجوم ہو جسکو وہ نہین جانتے ۔

یہ عبارت صاف صاف کہہ رہی ہو کہ حضرت بعد نبوت بھی کتابت وقراءت نہین کرتے تھے ۔

اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی مین ہو الصفة الثالثة کونه امیا قال الزجاج معنی الامی الذی هو علی صفة ام العرب قال عم انا امیة لا نکتب ولا نحسب فالعرب اکثرهم ما کانوا یکتبون ولا یقرؤن والنبیؐ کان کذلک فلهذا السبب وصفه بکونه امیا قال اهل التحقیق وکونه امیا بهذا التفسیر کان من جملة معجزاته صفحہ ۲۴۱ جلد ۴

مطلب اسکا بھی وہی ہو کہ حضرت لکھنے پڑھنے نہ جانتے تھے یعنی بعد نبوت بھی حضرت مین یہی حالت رہی ۔

تفسیر درمنثور مین ہو واخرج ابن ابی حاتم وابو الشیخ عن ابراهیم النخعی فی قوله النبی الامی قال کان لا یکتب ولا یقرء ۔ واخرج عبد بن حمید وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن قتادة فی قوله الرسول النبی الامی قال هو نبیکم کان امیا لا یکتب واخرج ابن مردویه عن

عبد اللہ بن عمر ابن العاص قال خرج علینا رسول اللہ یوما کالمودع فقال انا محمد النبی الامی انا محمد النبی الامی انا محمد النبی الامی ولا نبی بعدی اوتیت فواتح الکلم وخواتمہ وجوامعہ وعلمہ خزنہ النار وحملہ العرش فاسمعوا واطیعوا ما دمت فیکم فاذا ذھب بی فعلیکم بکتاب اللہ احلوا حلالہ وحرموا حرامہ واخرج ابن ابی شیبۃ والبخاری ومسلم وابو داود والنسائی وابن مردویہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ص انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب والشہر کذا وکذا وضرب بیدہ ست مرات وقبض واحدۃ واخرج ابو الشیخ من طریق مجالد قال حدثنی عمر بن عبد اللہ بن عتبۃ عن ابیہ قال مامات النبی حتی قرأ وکتب فذکرت ھذا الحدیث للشعبی فقال صدق سمعت اصحابنا یقول ذلک ص ۱۳۱ جلد ۳۔

مطلب ان روایات کا بھی وہی ہی۔ آخری روایت یہ ہی کہ بطریق مجالد روایت ہی کہ رسول اللہ نے نہین وفات پائی جب تک پڑھ نہ لیا اور لکھ نہ لیا۔ راوی کہتا ہی کہ مین نے اس حدیث کو شعبی سے بیان کیا تو کہا سچ کہا کیونکہ ہم نے بھی اپنے اصحاب سے اسکو سنا ہی۔

اس روایت سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اہل سنت کے خیالات حضرت کی قرات وکتابت کی نسبت کیا تھے کہ وہ بعد حصول نبوت بھی اسکے قائل نہ تھے کہ حضرت لکھ پڑھ سکتے ہون۔ یہان تک کہ جب عبد اللہ بن عتبہ نے یہ بیان کیا کہ حضرت نے قبل رحلت لکھ بھی لیا تھا پڑھ بھی لیا تھا تو راوی کو اس روایت مین شک ہوا جسکے لیے وہ شعبی کے پاس گیا جب اُسنے بھی اسکی تصدیق کی کہ ہان ہم نے بھی سنا ہی تب جاکر اُسکی تسکین ہوئی۔

پس اب اچھی طرح معلوم ہوا حضرت نے اسی لئے رد مین یہ فرمایا کہ یہ گمان اُنکا غلط ہی

کہ حضرت بعد نبوت بھی نہ لکھ سکتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے کیونکہ قرآن مین موجود ہے حضرت تلاوت کرتے تھے انپر آیات کی حالانکہ آیۂ سورۂ عنکبوت مین ما کنت تتلو ہے صیحیح بخاری کی کتاب المغازی باب عمرۃ القضا مین ہی کہ بروز صلح حدیبیہ جب صلحنامہ لکھا گیا لکھنے والے جناب امیرؑ تھے تو حضرت نے لکھا ھذا ما قاضا علیہ محمد رسول اللہ اسپر سہیل نے جو مشرکین کا وکیل تھا عذر کیا کہ اگر ہم آپ کو رسول خدا جانتے تو جنگ کیون کرتے قال لعلی امح رسول اللہ قال علی واللہ لا امحوك ابدا فاخذ رسول اللہ الکتاب ولیس یحسن یکتب فکتب ھذا ما قاضی محمد بن عبد اللہ اسپر حضرت نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ لفظ رسول اللہ کو محو کرو حضرت علیؑ نے عرض کیا قسم خدا کی مین تو اسکو نہ مٹاؤنگا۔ پس حضرت نے وہ کاغذ لے لیا اور خود لکھ دیا حالانکہ آپ اچھی طرح لکھنا نہین جانتے تھے۔

اس فقرہ پر کہ اس مین نسبت کتابت حضرت کی طرف کی گئی ہی یعنی آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھا" اسقدر اہل سنت مین مخالفت پیدا ہوئی کہ فتح الباری مین ہی انکو بعض المتاخرین علی ابی مسعود نسبتہا الی تخریج البخاری وقال لیس فی البخاری ھذہ اللفظۃ ولا فی مسلم ص۳۲ جزو ۱۷۔ یعنی بعض متاخرین نے سخت انکار کیا ابی مسعود پر کہ اسنے نسبت دی اسکی بخاری کی طرف حالانکہ بخاری و مسلم مین نہین ہی۔

اس عبارت سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ علماے اہل سنت کو اس بارہ مین کس قدر غلو تھا کہ باوصفیکہ بخاری و مسلم دونون مین یہ عبارت موجود ہی مگر انکار کر دیا کیونکہ انکے یہان مسلم طور پر ثابت تھا کہ حضرت بعد نبوت بھی کتابت نہین کر سکتے تھے۔

اس سے بھی بڑھکر سنیے کہ فتح الباری مین ہی وقد تمسك بظاہر ھذہ الروایۃ ابو الولید الباجی فادعی ان النبی ص کتب بیدہ بعد ان لم یکن یحسن یکتب فشنع علیہ علماء الاندلس فی زمانہ و رموہ بالزندقہ وان الذی قالہ یخالف القران حتی قال قائلھم

برئت ممن شری دنیا باخرة وقالا ان رسول الله قد کتبا

فجمعهم الامیر فاستظهر الباجی علیهم بما لدیه من المعرفه وقال للامیر هذا لا ینافی القران بل یوخذ من مفهوم القران لانه قید النفی بما قبل ورود القران فقال وما کنت تتلو من قبله من کتاب ولا تخطه بیمینك وبعد ان تحققت وتقررت بذلك معجزته وان الارتیاب فی ذلك لا مانع من ان یعرف الکتابة بعد ذلك من غیر تعلیم فتکون معجزة اخری وذکر ابن دحیه ان جماعة من العلماء وافقوا الباجی فی ذلك منهم شیخه ابوذر الهروی وابو فتح النیسابوری واخرون من علماء افریقیه وغیرها واحتج بعضهم لذلك بما اخرجه ابن ابی شیبة وعمرو بن شیبة من طریق مجاهد عن عون بن عبد الله قال ما مات رسول الله حتی کتب وقرء الخ ص ۳۲ خلاصہ یہ کہ ایک عالم ابوسید باجی نے اس روایت کے ظاہر الفاظ سے اسکا ادعا کیا کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے لکھا تھا اسپر علمائے اندلس اس درجہ برہم ہوئے کہ اسکو زندیق کا خطاب دیا کہ خلاف قرآن یہ دعوی کیا۔ چنانچہ ایک شاعر نے یہ شعر بھی کہا کہ ہم بری ہین اُس سے جسنے اپنی آخرت کو دنیا سے بیچ ڈالا اور اسکا قائل ہوا کہ رسول اللہ نے لکھا تھا۔ اس واقعہ نے اتنا طول کھینچا کہ وہان کے حاکم نے علما کو جمع کیا اور باجی نے بیان کیا کہ ہمارا دعوی منافی قرآن نہین ہے۔ بلکہ اُسکے مفہوم سے ماخوذ ہے کیونکہ قرآن مین جو کتابت کی نفی ہے تو قبل نبوت نہ بعد نبوت۔ کیونکہ جب حضرت کی امیت ثابت ہو چکی اور شک وشبہہ کا احتمال زائل ہو گیا تو پھر کتابت سے کوئی مانع نہین ہے کہ حضرت نے اسکو حاصل کیا ہو بغیر تعلیم۔ شیخ ابوذر ہروی نے بھی اُسکی تائید کی اور اس روایت سے استدلال کیا جو ابن شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت نے نہ رحلت کی مگر بعد اسکے کہ لکھا اور پڑھا۔

اس روایت کو ہم درمنثور سیوطی سے پہلے لکھ چکے ہین لہذا اسکو دوبارہ نہین لکھتے

ابن حجر نے اور بھی کچھ شواہد اسکے دیے ہیں جن سے حضرت کی کتابت بعد نبوت ثابت
ہوتی ہو اُسکے بعد کہتے ہیں واجاب الجمہور فضعف هذه الاحاديث وعن
قصة الحديبية بان القصة واحدة والكاتب فيها علی وقد صرح فی
حديث المشهور بان علیا هو الذی کتب فيحمل علی ان النكتة فی قوله
فاخذ الكتاب وليس يحسن يكتب لبيان ان قوله ارنی اياها انما احتيج
الی ان يريه موضع الكلمة التی امتنع علی من محوها الا لكونه كان
لا يحسن الكتابة علی ان قوله بعد ذلك فكتب فيه حذف تقديره
فمحاها فاعادها العلی فكتب وبهذا جزم ابن التين واطلق كتب بمعنی
امر بالكتابة وهو كثير كقوله كتب الی قيصر وكتب الی كسری وعلی
تقدير حمله علی ظاهره فلا يلزم من كتابة اسمه الشريف فی ذلك
اليوم وهو لا يحسن الكتابة ان يصير عالما بالكتابة ويخرج عن كونه
اميا فان كثيرا ممن لا يحسن الكتابة يعرف تصور بعض الكلمات و
يحسن وضعها بيده وخصوصا الاسماء ولا يخرج عن كونه اميا لكثير
من الملوك ويحتمل ان يكون جرت يده بالكتابة حينئذ وهو
لا يحسنها بذلك فخرج المكتوب علی وفق المراد فيكون معجزة اخری
فی ذلك الوقت خاصة ولا يخرج بذلك عن كونه اميا وبهذا اجاب
ابو جعفر السمنانی احد ائمة الاصول من الاشاعرة وتبعه ابن
الجوزی وتعقب ذلك السهيلی وغيره بان هذا وان كان ممكنا و
يكون اية اخری لكنه يناقض كونه اميا لا يكتب وهی الاية التی قامت
بها الحجة وافحم الجاحد وانحسمت الشبهة فلو جاز ان يصير يكتب
بعد ذلك لعادت الشبهة وقال المعاند كان يحسن يكتب لكنه كان يكتم
ذلك قال السهيلی والمعجزات يستحيل ان يدفع بعضها بعضا والحق
ان معنی قوله فكتب ای امر عليا ان يكتب انتهی وفی دعوی ان كتابة

اسمہ الشریف فقط علی ھذہ الصورۃ یستلزم منا قصتۃ المعجز و یثبت کونہ غیر امی نظر کبیر واللہ اعلم ص۲۳ جزو ۱۷۔ جمہور علما نے اسکا یہ جواب دیا ہی کہ یہ حدیثین ضعیف ہین۔ اور قصہ حدیبیہ کا یہ جواب ہی کہ اصل مین ایک ہی قصہ ہو (اگرچہ بخاری نے کسی طرح لکھا ہو) اور کاتب اس مین حضرت علی ؓ تھے جیسا کہ حدیث مشہور (مندرج صحیح بخاری) مین اسکی تصریح ہی۔ تو حدیث مین جو یہ جملہ ہی کہ حضرت نے اُس کتاب کو لیا حالانکہ لکھنا نہ جانتے تھے۔ تو مراد یہ ہی کہ حضرت نے فرمایا وہ جگہ ہم کو دکھاؤ جسکے محو کرنے سے حضرت علی ؓ نے انکار کیا تھا۔ یہ کلمہ حضرت نے اسوجہ سے کہا کہ آپ لکھنا نہ جانتے تھے۔ اسکے بعد جو یہ جملہ ہی "فکتب" (حضرت نے خود لکھدیا) تو مراد یہ ہی کہ حضرت نے اُس کلمہ کو محو کیا اور دیا حضرت علی ؓ کو کہ لکھین ابن التین نے اس احتمال کا جزم کیا ہی۔ دوسرا احتمال یہ ہی کہ "کتب" سے مراد امر بالکتابۃ ہی کہ لکھنے کا حکم دیا جیسا کہ کتب الی قیصر وکتب الی کسریٰ مین یہی مراد ہی۔ اور اگر ظاہر لفظ حدیث سے مان بھی لیا جائے کہ حضرت نے خود اپنا نام لکھا۔ تو اس سے یہ نہین لازم آتا کہ آپ فن کتابت کے عالم بھی ہون جس سے امی ہونے سے نکل جائین کیونکہ بہت سے لوگ امی ہوتے ہین جو نہین لکھ سکتے لیکن اپنا نام لکھ لیتے ہین جیسا کہ اکثر بادشاہون مین ہوتے ہین۔ پھر یہ بھی احتمال ہو سکتا ہی کہ حضرت اصل مین لکھنا نہ جانتے تھے لیکن ہاتھ آپ کا چل گیا اور حسب خواہ لکھا گیا جو ایک دوسرا معجزہ ہوا اُس وقت خاص مین اس سے بھی آپ امی ہونے سے نہین نکلے۔ ابوجعفر سمانی نے جو ائمۂ اصول اشاعرہ سے تھے یہی جواب دیا ہی اور ابن جوزی نے بھی اُسکی متابعت کی ہی۔

مگر اسپر سہیلی کا یہ اعتراض ہی کہ اگرچہ ممکن ہی اور ایک دوسرا معجزہ ہوگا مگر امی ہونے کی نقیض ہی۔ حالانکہ یہ ایک ایسا معجزہ تھا جس سے حجت تمام ہوئی اور جاحد مجبور ہو گئے۔ شبہہ دفع ہوگیا۔ پس اگر حضرت کا لکھنا اسقدر بھی مانا جائے تو اُسپر ایک معاند کہہ سکتا ہی کہ حضرت لکھنا جانتے تھے مگر چھپائے تھے۔ سہیلی کہتے ہین یہ محال ہی

کہ ایک معجزہ دوسرے معجزہ کو دفع کر سکے۔ پس حق یہ ہو کہ "کتب" سے مراد یہ ہو کہ حضرت نے جناب امیرؑ کو حکم بہ کتابت دیا تھا۔

ابن حجر کہتے ہین کہ اس دعوے مین اسقدر لکھنے سے امیت باطل ہو نظر کبیر ہی۔

ہمارا مقصود ان عبارات سے صرف اسقدر ہو کہ چونکہ اہل سنت مین عام طور سے یہ امر مسلم تھا کہ حضرت بعد نبوت بھی نہ لکھ سکتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے۔ اسلیے جناب امام محمد تقی ؑ نے اُنکے قول کو باطل کر کے حضرت کی قراءت وکتابت بعد النبوۃ کو ثابت کیا کہ یہ خیال اُنکا غلط ہی حضرت بہتر بلکہ تہتر زبانون مین لکھتے تھے۔

تو اب نہ حدیث مذکور معارض قرآن ہی نہ قرآن معارض حدیث کیونکہ قرآن مین نفی کتابت و قراءت قبل نبوت ہی اور حدیث مین اثبات قراءت وکتابت بعد نبوت۔ اسی طرح اطلاق امیت حضرت پر دونون معنی سے ہی کیونکہ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم مین امی بمعنی ناخواندہ ہی جس مین حضرت بھی داخل ہین کیونکہ جسوقت حضرت مبعوث ہوے تھے اُسوقت آپ اس معنی سے امی تھے کہ نہ لکھ سکتے تھے نہ کسی کتاب سے پڑھ سکتے۔ اور بعد اسکے جو حضرت پر امی کا اطلاق ہوا ہو باعتبار نسبت ام القری فصدق اللہ ورسولہ والامام علیہم السلام۔

اگرچہ یہان موقع تھا کہ ہم بخاری اور اہل سنت کی اس بے انصافی کی بھی شکایت کرین کہ وہ اسکے بھی روادار نہین ہوتے کہ جناب امیرؑ کے لیے اس امر کو بھی مسلم رہنے دین کہ حضرت ہی اس صلحنامہ کے لکھنے والے تھے۔ چنانچہ بخاری نے اس روایت مین تو حضرتؑ کا نام لیا اور دوسری روایتون مین بالکل اُڑا دیا اور اُسکی جگہ پر لفظ کاتب رکھا جس سے اہل سنت مین یہ اختلاف پیدا ہوا کہ کاتب کون تھا چنانچہ ابن حجر لکھتے ہین کہ "عمر بن شبیہ کہتے ہین کہ کاتب اسکے محمد بن مسلمہ تھے" اور ایک صاحب نے یہ لکھا کہ "کاتب کا نام ہشام بن عکرمہ تھا" جسپر ابن حجر لکھتے ہین "ھو غلط فاحش" صہ۹ جزو ۱۱۔

حالانکہ یہ وہ واقعہ ہو کہ رسولؐ اللہ نے حضرت کو خبر دی تھی کہ یہی واقعہ تم کو بھی پیش آئیگا جیسا کہ تاریخ کامل مین ہی وحضر عمرو بن العاص عند علی لیکتب القضیۃ بحضورہ

فکتبوا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا ما تقاضی علیہ امیر المومنین فقال عمرو ھو امیرکم واما امیرنا فلا فقال الاحنف لا تمح اسم امیر المومنین فانی اخاف ان محوتھا ان لا ترجع الیک ابدا لا تمحھا وان قتل الناس بعضھم بعضا فابی ذلک علی ملیا من النھار ثم ان الاشعث بن قیس قال امح ھذا الاسم فمحاہ فقال علی اللہ اکبر سنۃ بسنۃ واللہ انی لکاتب رسول اللہ یوم حدیبیۃ فکتب محمد رسول اللہ قالوا لست برسول اللہ ولکن اکتب اسمک واسم ابیک فامرنی رسول اللہ م بمحوہ فقلت لا استطیع فقال ارنیہ فاریتہ فمحاہ بیدہ وقال انک ستدعی الی مثلھا فتجیب فقال عمرو سبحان اللہ اتشبہ بالکفار ونحن مومنون فقال علی م یا ابن النابغۃ ومتی لم تکن للفاسقین ولیا وللمومنین عدوا فقال عمرو واللہ لا یجمع بینی وبینک مجلس بعد ھذا الیوم ابدا فقال علی انی لارجوا ان یطھر اللہ مجلسی منک ومن اشباھک صفحہ ۲۷ جلد ۳ یعنی جب عمرو عاص صلحنامہ لکھوانے کے لیے آیا تو ھذا ما تقاضی علیہ امیر المومنین لکھا گیا تو عمرو عاص نے کہا یہ تمھارے امیر ہین نہ ہمارے حضرت نے بعد اصرار حکم دیا کہ لفظ امیر المومنین کو محو کر دو اور کہا اللہ اکبر سنت مطابق سنت ہی۔ ہم صلحنامہ حدیبیہ کا لکھ رہے تھے محمد رسول اللہ پر جب کفار نے اعتراض کیا تو حضرت نے کہا محو کر دو۔ ہم نے کہا ہم مین اسکی قدرت نہین ہی حضرت نے فرمایا ہمین دکھاؤ جب دکھایا تو آپ نے محو کیا اور فرمایا کہ یہی معاملہ تم کو بھی پیش آئیگا اور قبول کرنا پڑیگا عمر نے کہا سبحان اللہ کیا ہم لوگ مومن ہو کر مشابہ کفار قرار دیے جاتے ہین حضرت نے فرمایا ای ابن النابغہ تو کس زمانہ مین مومنون کا دشمن اور فاسقون کا دوست نہین رہا عمر نے کہا اب ہم اور آپ کبھی ایک جگہ جمع نہ ہونگے حضرت نے فرمایا ہم امید کرتے ہین کہ خدا ہماری مجلس کو طاہر کرے تم ایسے لوگون سے۔

دیکھیے اس مین کیسی کرامت جناب امیر ہی۔ مگر یارون نے اسکو چھپانے کے لیے یہ ترکیب کی کہ بخاری نے حضرت کا نام اکثر روایات سے نکالا اور دوسرے لوگون نے اختلاف کیا جس سے

اصل امر مخفی ہو جائے۔
بہرحال ہماری بحث اصل مسئلہ قراءت وکتابت سے ہی جسکی نسبت ہر بافہم سمجھ سکتا ہی کہ اصل اور حق یہی ہی جیسا کہ قرآن مین ہی کہ حضرت قبل نبوت کتابت وقراءت دونون سے عاری تھے۔ اور بعد نبوت دونون سے متصف ہوئے۔
اسی مضمون کو مفتی علامہ نے بھی بیان کیا ہی تو اب اسپر اعتراض کرنا محض نادانی ہی۔ کیونکہ جس حدیث سے اسکا شبہہ ہوتا تھا کہ آپ مین کتابت وتلاوت دونون پائی جاتی تھی اُسکی توضیح ہو چکی کہ یہ صفت بعد نبوت کی ہی۔ اسی وجہ سے یہ حدیث جناب امام محمد تقی کی تفسیر یتبعون الرسول النبی الامی کے متعلق ہی جو سورہٗ اعراف مین ہی جو نزولاً متاخر ہی سورہٗ عنکبوت سے جس مین اسکی تصریح ہی کہ قبل نبوت آپ مین یہ صفت نہ تھی ورنہ اُس سے شک کا موقع ملتا۔
اسوقت عام نظر اسپر ہی کہ اس سے رسول اللہ کی معاذ اللہ تنقیص ہوتی ہی حالانکہ یہ خیال محض غلط ہی۔ کیونکہ خود خداوند عالم سے بڑھکر کون مداح رسول ہو سکتا ہی جسنے سارے قرآن کو آپ کی ثنا وصفت سے بھر دیا۔ پھر جب وہ اس تصریح سے قبل نبوت نفی قراءت وکتابت فرمائے تو اب کس کی مجال ہی جو اسکی مخالفت کر سکے اور کہے کہ آپ قبل نبوت بھی کتابت وقراءت فرماتے تھے جس سے صریحی کفر لازم آئے کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا فر ہی۔
بیشک جو سورہٗ اعراف مین آپ کی صفت نبی امی قرار دی گئی ہی اُس سے مراد نسبت بام القری ہی جیسا کہ حدیث امام محمد تقی سے بھی واضح ہی ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم مین کہ یہان خدا نے امی بمعنی ناخواندہ یا نا صاحب کتاب مراد لیا ہی۔
اس حدیث کو صاحب مجمع البحرین نے بھی لکھا ہی اور علامہ مجلسی وجناب میرن صاحب مرحوم وغیرہم نے بھی اُس سے استناد کیا ہی جس سے کسی کو انکار نہین۔
حضرت نے کبھی یہ نہین فرمایا ہی کہ جو شخص حضرت کو امی بمعنی ناخواندہ کہے اُسپر لعنت خدا ہی بلکہ آپ نے اُن لوگون پر لعنت کی ہی جو صرف اسی وجہ سے امی کہتے ہین چنانچہ

فقرۂ حدیث یہ ہو قیل یزعمون انہ انما سمی الامی لانہ لو یحسن ان یکتب فقال کذبوا علیہم لعنۃ اللہ یعنی اُنکا گمان یہ تھا کہ صرف اس وجہ سے آپ امی کہے گئے کہ لکھنا نہین جانتے تھے حضرت نے فرمایا وہ جھوٹے ہین اُنپر لعنت خدا ہی حضرت نے یہ لعنت اُنکے کذب پر کی ہو۔ کہ وہ لوگ محض اسی وجہ سے آپ کو امی کہتے تھے حالانکہ ایسا نہین ہو بلکہ یہان اسوجہ سے امی کہے گئے ہین کہ نسبت ام القری کی طرف ہو۔

تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جو آپ کو امی بمعنی ناخواندہ کہے اُسپر لعنت ہو کسی طرح صحیح نہین۔ دونون کے مفہوم و مطلب مین آسمان و زمین کا فرق ہو۔

بیشک آیۂ ما کنت تتلوا علیہم من قبلہ مین نفی قدرت نہین ہو کہ تم مین اسکی قدرت نہین تھی بلکہ فعلیت ہو کہ تم نہ لکھتے تھے نہ پڑھتے تھے۔ یہی تو علامۂ مفتی نے بھی فرمایا ہو" اور ملکۂ قراءت و کتابت جناب رسالتمآبؐ کو بعد بعثت من اللہ عطا ہوا ہمین صرف گفتگو بعد نبوت سے ہو قبل نبوت کے متعلق کوئی تصریح نہین اگرچہ التزاماً اُس سے ثابت ہوتا ہو۔ مگر نفی قدرت تو کسی طرح نہین نکلتی نہ اُس سے کسی طرح یہان بحث ہو۔

حدیقۂ سلطانیہ کی یہ عبارت "اوصاف کمالیۂ آنحضرت از ابتدای خلقت نور آنحضرت معجل است کہ تاخر دران راہ نیافتہ و متاخر نیست مگر لکون وجود جسم آنحضرت" یقیناً مسلم ہو لاریب فیہ کسی کو اس مین عذر نہین۔ اسی طرح حضرت کا اس ارشاد کنت نبیا وادم بین الماء والطین مین بھی کسی کو عذر نہین۔ مگر جس طرح حضرت کے ارشاد سے ان امور پر اعتقاد ہو اُسی طرح اسپر بھی اعتقاد کرنا چاہیے کہ بنص قرآن کتابت و قراءت کی حضرت سے نفی کی گئی ہو۔

جاہل ہونا بیشک عیب ہو مگر اس سے بڑھکر عیب بے باپ کا ہونا ہو جو عادۃً محال ہو اور جب کسی کو بے باپ کا کہتے ہین تو اُس سے بظاہر یہی سمجھا جاتا ہو کہ باپ اسکا بطریق جائز نہین کیونکہ بے باپ کے تو کوئی پیدا ہی نہین ہو سکتا۔ مگر اس عیب کو خدا نے اپنے مسیح کے لیے ہنر بنا دیا۔ حالانکہ کل انبیاء باستثنا حضرت آدمؑ ماں باپ سے پیدا ہوے

مگر خدا نے حضرت عیسیٰ کے لیے یہی مصلحت سمجھی کہ بے باپ کے محض قدرت خدا سے پیدا ہوں۔ کیونکہ اُس زمانہ مین طبی حکمت کا عروج تھا۔ خدا کو اس طریق سے اپنی قدرت کا اظہار منظور ہوا کہ جو باتین از روے حکمت محال تھین ان کو ظاہر کرے۔ بے باپ کے حضرت عیسی کو پیدا کیا جو بقاعدۂ حکمت محال ہی۔ حضرت عیسی کو طفلی مین گویا کیا جو بروے حکمت محال ہی۔ ابرص و اکمہ کو صحیح کرایا۔ مردہ کو زندہ کرایا تاکہ کسی طرح نبوت و اعجاز مین شک نہ رہے کہ ابتدا ہی سے وہ آثار نمایان ہوے۔

اسی طرح چونکہ حضرت کے زمانہ مین فصاحت و بلاغت کا چرچہ ملک عرب مین بڑھا ہوا تھا۔ کیسے کیسے کملا فصحا بلغا ہوتے تھے۔ خدا کو اُسی طریقہ سے اپنی قدرت اعجاز کا اظہار منظور تھا اس لیے اُس قوم کو امی رکھا اور اُسی قوم امی سے نبی امی کو پیدا کیا جس پر وہ کتاب نازل کی کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کہتا رہا اور کوئی نہ لاسکا۔

پس جس مصلحت سے خدا نے بے باپ ہونے کے عیب کو حضرت عیسی کے لیے اعلی درجہ کی صفت قرار دی اُسی طرح امی ہونیکے عیب کو رسول اللہ کے لیے بھی ایک ایسی صفت قرار دی کہ آج دنیا مین جتنے علوم ہین وہ اسی مدینۂ علم اور باب مدینۂ علم سے ماخوذ ہین۔
(باقی آیندہ)

آیۂ انما ولیکم اللہ

سلسلہ کے لیے ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۱

امام صاحب کی دوسری دلیل

تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۳۲ مین تحریر فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ "آیت مذکورہ یہ چاہتی ہی کہ جن مومنین کی ولایت کے ساتھ صفت بیان کی گئی ہو۔ وہ نزول آیت کے وقت صفت ولایت سے متصف ہون (کیونکہ جملہ اسمیہ ہی اور جملۂ اسمیہ ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہی۔ اسی کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے زبانی بھی فرمایا تھا) پس اگر ولایت کے معنی تصرف و امامت کے لیے جائین تو لازم آتا ہی کہ مومنین معصومین نے وقت

نزول آیت صفت ولایت سے متصف نہ ہون کیونکہ علی بن ابی طالب وقت نزول آیت رسول اللہ کی زندگی مین نافذ التصرف نہ تھے۔ اور اگر ولایت کو محبت و نصرت کے معنی مین لیتے ہین تو ولایت وقت نزول آیت ہی سے حاصل ہوجاتی ہے۔ اسکے علاوہ ہم نے بیان کردیا ہے کہ جس ولایت کی یہود و نصاری سے ممانعت کی گئی ہے وہ بالفعل حاصل ہے۔ تو جس ولایت کا حکم دیا گیا ہے اسکو بھی حاصل ہونا چاہیے تاکہ نفی و اثبات ایک ہی چیز پر وارد ہو۔ غرض جب ولایت بمعنی تصرف کا وقت نزول آیت حاصل ہونا محال ہوا تو یہان مراد ہونا بھی محال ہے وہو المطلوب۔

جواب یہ بھی ایک نئی اور بالکل نوکھی منطق ہے۔ اگرچہ یہ بات کہ جملۂ اسمیہ ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہے۔ کم علمون کی گویا زبان زد ہے۔ مگر امام صاحب کا ایسا بال کی کھال نکالنے والا ایسی بے اصل بات پر بھروسا کرکے اپنی مشہور تصنیف مین دھبہ لگائے۔ تعجب ہوتا ہے۔

معلوم نہین امام صاحب نے یہ مطلب کہ صفت ولایت سے وقت نزول آیت متصف ہونا ضروری ہے کہان سے لائے۔ فن معانی و بیان کی کتابین تو صاف صاف امام صاحب کے خلاف گواہی دے رہی ہین۔ ملاحظہ ہو مطول شرح تلخیص المفتاح علامہ تفتازانی اما کون المسند فعلا فللتقیید باحد الازمنۃ الثلاثۃ علی اخصر وجہ مع افادۃ التجدد الذی ہو من لوازم الزمان الذی ہو جزء الفعل واما کونہ اسما فلافادۃ عدمہما ای عدم التقیید المذکور وافادۃ التجدد بل لافادۃ الثبوت والدوام لاغراض بذلک کما فی مقام المدح والذم وما اشبہ ذلک مما یناسبہ الدوام والثبوت کقولہ لا یالف الدرہم المضروب صرتنا وہو ما یجمع فیہ الدراہم۔ لکن یمر علیہا وہو منطلق یعنی ان الانطلاق ثابت لہ دائم من غیر اعتبار التجدد قال الشیخ عبد القاہر المقصود من الاخبار ان کان ہو الاثبات المطلق فینبغی ان یکون بالاسم و

ان کان الغرض لا یتم الا بالاشعار بزمان ذلک الثبوت فینبغی ان یکون بالفعل وقال ایضا موضوع الاسم علی ان یثبت به الشیٔ للشیٔ من غیر اقتضاء انہ یتجدد ویحدث شیئا فشیئا فلا تعرض فی زید منطلق لاکثر من اثبات الانطلاق فعلا له ـ کما فی زید طویل وعمرو قصیر واما الفعل فانہ یقصد فیہ التجدد والحدوث ومعنی زید ینطلق ان الانطلاق یحصل فیہ جزء فجزء وهو یزاوله ویزجیه

(ترجمہ) مسند کا فعل ہونا دو فائدون کے واسطے ہی ایک تو تینون زمانون مین سے ایک کے ساتھ مقید ہونا۔ دوسرے تجدد وحدوث مگر جب مسند اسم ہو تو یہ دونون فائدے حاصل نہین ہوتے بلکہ جہان ثبوت ودوام مناسب ہو وہان ثبوت ودوام کا فائدہ دیتا ہی جیسے مقام مدح یا ذم یا اُسکے مثل۔ جیسے کسی شاعر کا قول لا یالف الخ یعنی ہماری ہتھیلی سے سکہ دار درہم کو اُلفت نہین ہی مگر ہان اُسپر سے گذر ضرور ہوتا ہی اور برابر چلتا رہتا ہی۔ شیخ عبد القاہر جنھین عربیت مین تمام نحویین کا قبلہ گاہ کہنا چاہیے فرماتے ہین "خبر سے اگر صرف کسی چیز کا ثابت کرنا منظور ہو تو اسم کے ساتھ لانا چاہیے۔ اور اگر بغیر زمانہ کے ظاہر کیے ہوے غرض پوری نہ ہوتی ہو تو فعل کے ساتھ لانا چاہیے" اور یہ بھی کہا ہی کہ اسم اس لیے بنایا گیا ہی کہ اُس سے ایک چیز کے واسطے ایک چیز ثابت ہو وہ تجدد وحدوث کو نہین مقتضی ہی۔ غرض زید منطلق مین اسکے سوا کہ چلنا زید کا فعل ہی اور کسی چیز کا تعرض نہین ہی جیسے زید طویل (زید لمبا ہی) عمرو قصیر (عمر پست قامت ہی) مگر فعل مین تجدد وحدوث مقصود ہوتا ہی اور زید ینطلق کے معنی یہ ہین کہ زید سے چلنا ایک ایک جز کرکے تھوڑا تھوڑا حاصل ہوتا ہی اور وہ چلنے کی مزاولت کرتا ہی اور اُسے آہستہ آہستہ کرتا جاتا ہی۔

یہ عبارت بہت واضح طور پر دلالت کرتی ہی کہ جملۂ اسمیہ مین دوام وثبوت صرف اُسی مقام پر ہوتا ہی جہان موقع ہو۔ ورنہ جملۂ اسمیہ مین محض ایک چیز کا ایک چیز کیلیے

ثابت ہونا اور اسکے سوا کوئی معنی بھی نہین ہین۔
اس مین دوام و ثبوت سواے خاص مقامات کے ہوتا ہی نہین۔ اور یہ تو ہماری زبان مین بھی بہت واضح ہو کہ "زید قائم ہو" کہنے کا ہرگز کوئی شخص یہ مطلب نہین سمجھتا کہ زید اسوقت سے لیکر قیامت تک کھڑا ہی رہیگا۔ نہ کبھی بیٹھے گا نہ چلے گا۔
اور نہ اس مین زمانہ کا اشعار ہوتا ہو پھر معلوم نہین امام صاحب نے یہ کہان سے فرمادیا ہو کہ "آیت کا مطلب یہ ہو کہ فوراً صفت ولایت سے متصف ہونا چاہیئے"

امام صاحب کی تیسری دلیل

تفسیر کبیر مطبوعۂ مصر جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ - یہ دلیل امام صاحب نے اپنے خیال مین ساتوین شمار کی ہو مگر صاحبان بصیرت سے پوشیدہ نہین ہو کہ امام صاحب کی تیسری چوتھی یا پانچوین چھٹی دلیل کو دعوے سے کوئی سروکار نہین ہو کیونکہ شروع بحث مین فرماتے ہین الذی یدل علی ان حمله علی الناصر اولی وجوه (ولی کے بہ معنی مددگار ہونے کی چند دلیلین ہین) مگر ان مذکورہ دلیلون مین امام صاحب نے اپنے خیال مین یہ ثابت کرنے کا قصد کیا ہو کہ آیۂ مذکورہ مین الذین آمنوا سے مراد حضرت علی بن ابی طالب نہین ہوسکتے روانی لہ ذالک) سوال از آسمان جواب از ریسمان اسی کا نام ہو دھوکہ تری) اسی وجہ سے مین نے اس مقام پر ان دلائل سے تعرض نہین کیا۔ اپنے موقع پر ناظرین اسکی رد انشاء اللہ تعالیٰ ملاحظہ کرینگے۔
اس دلیل کا خلاصہ یہ ہو کہ اس آیت مین خطاب تمامی امت سے ہو اور امت کو تو اسکا یقین تھا ہی کہ انکے متصرف و مدبر اللہ و رسول ہین پھر اس کلام کو محض مومنین کے دل خوش کرنے کے واسطے ذکر کیا ہو۔ اور انکی تعریف کی ہو کہ انھین کفار کو دوست و مددگار بنانے کی ضرورت نہین ہو کیونکہ جسکے دوست و مددگار خدا و رسول ہونگے اسے یہود و نصاریٰ سے دوست و مددگار بنانے کی کیا حاجت باقی رہیگی۔

جواب - دیکھا آپ نے یہ بھی ایک انوکھی منطق ہو اسکے کل مقدمات محض نظری ہی نہین بلکہ شعری سفسطی اور بدیہی البطلان ہین - نہ تو آپ نے کسی مقدمہ پر کوئی دلیل بیان کی ہو نہ کوئی برہان - امام صاحب! آپ کا ایسا کلام جس مین محض دعوی ہی دعوی ہو وہی شخص مان سکتا ہو جو آپ کی تقلید کی رسی اپنے گلے کا ہار بنا چکا ہو اور آپ کے قول کو وحی منزل سمجھتا ہو - ہر شخص کیون ماننے لگا -

مین پوچھتا ہون کہ امت کو اسکا یقین کہ اسکے متصرف خدا اور رسول ہی ہین کہان سے حاصل ہوا - قرآن ہی سے یا کہین اور سے - اگر قرآن ہی سے حاصل ہوا تو یہ آیت اسکی مؤکد ہوگی - اور اگر کہین اور سے تو اُسے بیان کرنا تھا ورنہ خرط القتاد

اب رہی یہ بات کہ یہ کلام محض دل خوش کن جملہ ہو - یہ تو آپ فرمائیے کہ میرا تو عقیدہ یہ ہو کہ تمام امور حکمیۂ دنیویہ و دینیہ سے قرآن مجید کا ہر ہر جملہ مملو ہو - آپ نہ مانیے اور اُسکو محض دل خوش کن فرمائیے آپ کو اختیار ہو -

مین اپنے بیان سابق مین عرض کر چکا ہون کہ یہ جملۂ انشائیہ ہو اور خود امام صاحب بھی اسکا اقرار فرماتے ہین کہ لا شک انہ خطاب مع الامۃ (بیشک یہ امت کو حکم دیا گیا ہو) اور پھر فرماتے ہین کہ دل خوش کن جملہ ہو (وبینہما بون بعید العجب ثم العجب)

اب رہی یہ بات کہ جسکا دوست خدا ہوگا اُسکو دوسرے کی دوستی کی کیا ضرورت بالکل صحیح ہو - مگر یہ تو فرمائیے آپ کو اس سے کیا فائدہ پہونچا! یعنی اس سے ثابت ہو گیا کہ ولی کے معنی دوست کے ہین؟ او سبحان اللہ! اگر اسی کا نام دلیل وحجت ہو تو پھر کیا کہنا! کیون جناب! مین کہتا ہون کہ جسکا خدا سرپرست اُسکو دوسرے کی سرپرستی کی کیا ضرورت" اب فرمائیے کیا ہوا؟ ولی کے معنی سرپرست کے ثابت ہو گئے نا؟ واقعی یہ استدلال اور پھر اُسکا نام حجت - جل جلالہ -

یہ ترا بیان غالب یہ طریقۂ تصوف
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

امام صاحب کی چوتھی دلیل

تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ - ماقبل والی آیت یحبہم ویحبونہ مین خدا نے مومنین کی مدح کی ہی پس اگر آیۂ انما ولیکم اللہ مین بھی ولی بمعنی دوست لیے جائین تو انما ولیکم اللہ ورسولہ اور یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین دونون کا ایک مطلب ہوگا - اور یجاھدون فی سبیل اللہ اور یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون کا ایک مطلب ہوگا اور یہ آیت ماقبل والی آیت سے بالکل مطابق اور مؤکد ہوجاے گی - اور یہی اولی ہے -

جواب - یہ بھی عجیب وغریب استدلال ہی - ماقبل والی آیت جملۂ خبریہ ہی اور یہ آیت جملۂ انشائیہ اور حکم - امام صاحب نے دونون کو ایک کردیا - ٹکے سیر کھاجا اور ٹکے سیر بھاجی اسی کا نام ہی - اسکے علاوہ امام صاحب کے قول کے موافق تو لازم آتا ہی کہ تمام قرآن کی کل آیات کا ایک ہی مطلب ہی اقیموا الصلوۃ اور کتب علیکم الصیام کا ایک ہی مطلب - جاھدوا اور کلوا واشربوا کا ایک ہی مطلب - امنوا اکفروا کا ایک ہی مطلب وغیرہ وغیرہ - مگر اس صورت مین بہتر یہ تھا کہ امام صاحب صرف ایک آیت الحمد للہ رب العالمین کی تفسیر بیان فرمادیتے اور کہدیتے کہ سارے قرآن کا بس یہی مطلب ہی - امام صاحب نے بیکار اتنی زحمت کی اور اتنی بڑی تفسیر لکھی -

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر   پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر

اور سنیے! ابھی دو ورق قبل امام صاحب اسی آیت یحبہم ویحبونہ کی تفسیر مین دعوی فرما چکے ہین کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کی شان مین نازل ہوئی ہی - اور اس آیت کو عام مومنین کے واسطے فرما چکے ہین - اور یہان فرما رہے ہین کہ دونون کا ایک مطلب ہی" مین متحیر ہون کہ امام صاحب کی کس بات کو صحیح مانون اور کسکو غلط

نمازی کو شراب اُسنے پلائی جاکے مسجد مین کلیسا مین گیا تو بت کو دے پٹکا برہمن پر

اور سنیے! یہ ماقبل والی آیت خود زیر بحث ہو اور اُس آیت کا تمام مومنین یا حضرت ابوبکر کی شان مین نازل ہونا بالکل غلط ہو (اور مین انشاء اللہ اسکو آیندہ بحث مین ثابت کردونگا) پھر بغیر بنیاد کی دیوار کھڑی کرنا اسی کا نام ہو۔ ماقبل والی آیت خاص جناب امیرؑ کی شان مین نازل ہوئی ہو (کما سنبینہ) پھر امام صاحب کے قول کے موافق تو اس آیت کو پہلی آیت کے مطابق کرنا اولی ہو۔ وہو المطلوب۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ (باقی آیندہ) فرمان علی

ضمیمۃ الکلام

ناظرین آپ نے میری تحریر متعلق تحقیق "ولی" ملاحظہ فرمائی جو اصلاح نمبر ۱ مین پوری شائع ہوئی۔ اور اخبار اہل حدیث نے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے شائع کیا۔ تاہم مین اپنے معزز مخاطب مولوی ثناء اللہ صاحب کا شکر گزار ہون کہ جس طرح آپ نے "انما" کا بمعنی حصر ہونا مان لیا تھا اُسی طرح اسکو بھی مان لیا کہ آیۂ انما ولیکم اللہ مین ولی بمعنی متصرف و کارساز ہو۔ اگرچہ مولوی صاحب نے اثنائے کلام مین کہین کہین طبع آزمائی کی ہو۔ اور علوم آلیہ مین کچھ جولانی قلم دکھلائی ہو۔ اور اسپر ناز بھی کیا ہو جو ایک حد تک بیجا بھی نہین ہو۔ کیونکہ مولوی صاحب کو تو بقول خود (دیکھو اہل حدیث مورخہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ) آپ کے اہل مذہب یکتا معقولی مان چکے ہین۔ ولو کان من قبیل فرض المحال پھر تو مولوی صاحب اپنے اوپر جہانتک فخر کرین کم ہو۔ مگر حیرت تو یہ ہو کہ آپ نے باوجودیکہ میرے مبرہن دعوے کو مان لیا ہو۔ پھر بھی آپ ابتدا ہی مین مجھ سے پوچھتے ہین کہ "بس یہی زور تھا یا کچھ اور باقی ہو" ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ جس پر مین اپنے معزز مخاطب کو اور تو کیا کہون مگر اتنا ضرور عرض کرونگا سے

ایک ہی جلوہ مین بیخود ہوئے غش مین آئے تم نے اے حضرت ناصح ابھی دیکھا کیا ہو

دوسرا تعجب یہ ہے کہ مولوی صاحب باین دعواے منطقیت ابھی تک عموم وخصوص اور تناقض مین بھی فرق نہین سمجھے ہین ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

ذرا سنیے گا آپ آیۂ انما ولیکم الله مین جب ولی بمعنی دوست لیا جائے تو اس مین اور آیۂ المومنون بعضہم اولیاء بعض مین عموم وخصوص مطلق کی نسبت فرماتے ہین۔ ای سبحان اللہ اور اپنے خیال مین تناقض کو مٹانا چاہا ہے حالانکہ اسکی خبر نہین

جھڑائیے سے نہ چھوٹے گا ارے قاتل نہ بن لڑکا
رفاداروں کے خون کا داغ کیا دھبا ہے کیچڑ کا

مولانا آپ اتنا جلد بھولیے گا تو بس کام چل چکا۔ ابھی تو آپ لفظ انما کی تحقیق سن چکے اور مان بھی چکے۔ کیا آپ کو یاد نہین رہا۔ انما بسبب اثبات الحکم للمذکور ونفیہ عما عداہ (انما اثر ذکور کے واسطے ثبوت حکم اور ماسوا ت نفی حکم کا باعث ہوتا ہے۔ پھر تو تقدیر آیت یون ہوئی لیس ولیکم الا الله ورسولہ والمومنون الموصوفون کہیے اب بھی تناقض دونون آیتون مین آپ کے معنی کی بنا پر ہوا یا نہین۔

اچھا اگر اب بھی نہ سمجھے ہون تو یون سمجھیے آیہ مبحوث عنہا کی تقدیر یون ہوئی الله ورسولہ والمومنون الموصوفون اولیاءکم لا غیرھم من المومنین وغیرھم اور دوسری آیت کی تقدیر یون ہوئی المومنون کلھم اولیاءکم۔ اب بھی نہ سمجھے ہون تو اور واضح سنیے۔ مگر پہلے کتب اصول کو ملاحظہ کر لیجیے۔ کہ مومنون جمع مذکر سالم ہے اور محلی باللام ہے اور یہ مفید استغراق ہوا کرتا ہے۔ اب پہلی آیت کا قضیہ یون بنائیے لیس المومنون کلھم اولیاءکم (بل الله ورسولہ والمومنون الموصوفون) اور دوسری آیت کا قضیہ یون ہوا المومنون کلھم اولیاءکم۔ کہیے مولانا تناقض ہے یا نہین اب تو میرا یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ مولانا علوم آلیہ سے کام لینا اسکا نام ہے اور مین اُسکی طرف خطاب کرکے کہہ سکتا ہون ؎

ہٹا مسے آئینہ او بے مروت دیکھنے والے اسے کیا حق ہے ہم ہین تیری صورت دیکھنے والے

کچھ آگے چل کر آپ فرماتے ہین کہ "دونون آیتون مین تناقض جب ہوتا کہ جن صفات کو آیت اولی مین لیا ہے ثانیہ مین اُسکا عدم ماخوذ ہوتا حالانکہ ایسا نہین بلکہ لابشرط شئی کے درجہ پر ہے"

مولانا لفظ انما کو یاد کیجئے انما کو اور اُسکے معنی پر پھر غور کیجیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بشرط لاشئی کا مرتبہ ہے یا لا بشرط شئی کا ۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ عدم ثانیہ اولی مین ماخوذ ہے یا نہین ۔ آپ نے تو ابتداً انما کا معنی حصر ہونا مان لینا آسان سمجھا تھا ۔ مگر یہ نہ سمجھے تھے کہ ایک دن اسی کی بدولت کیا مصیبت نازل ہوگی

مفت کی پیتے تھے مے پر یہ نہ سمجھے تھے کہ ہان
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

یہ تو آپ کے نقض بر تناقض کی رد ہوئی ۔ اب آگے چلیے آپ کی دوسری راہ بھی کانٹون سے بھری ہوئی ہے سنیے :-

مولانا آیت انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ الخ جملہ خبریہ ہے دیکھیے تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۵۹ ۔ قال القراء المتقدیر اخبرکم بذلک حقا ای اخبارا حقا اور آیۂ انما ولیکم اللہ حقیقت جملۂ انشائیہ ہے ۔ دیکھیے تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۴۴ ان قولہ ولیکم اللہ لاشک انہ خطاب مع الامۃ ۔

یہ تو اجمال ہے اب تفصیل سنیے ۔ آپ کی پیش کردہ تیسری آیت انما المومنون الخ جو آپ دونون آیت مبحوثہ کی تفسیر مین لائے ہین وہ کسی طرح تفسیر نہین ہو سکتی ۔ کیونکہ اُس تیسری آیت مین خداوند عالم خبر دیتا ہے کہ مومنین ایسے ہوتے ہین ۔ اور میری پیش کردہ پہلی آیت انما ولیکم اللہ الخ مین خدا حکم دیتا ہے کہ تمھارے حاکم فلان فلان ہین ۔ اور یہ تمام صفات جو آپ کی دوسری اور تیسری آیت مین کامل مومنین کے مذکور ہین وہ کُلّاً انما ولیکم اللہ الخ کے الذین امنوا مین منطوی ہین ۔ اسکے بعد خدا فرماتا ہے کہ محض کامل مومن ہونا امارت کے واسطے کافی نہین ہے بلکہ یہ امر بھی ہے

جو کامل الایمان ہونے کے علاوہ اس خاص حالت سے متصف ہو۔ اب آپ کی سمجھ مین آیا؟ یون تفسیر القرآن بالقرآن کی جاتی ہے۔ ابتو میرا اتنا قضیہ اپنی جگہ پر اور مستحکم ہوگیا! لیجیے اسی تقریر سے آپ کی تیسری راہ بھی بند ہوگئی۔ خبر لیجیے۔

اب آپ اپنی چوتھی راہ کی فکر کیجیے۔ مولانا مین تو آپ کے علامہ صاحب کے جواب مین عرض کرچکا اور منتہی الارب کی عبارت بھی نقل کردی اور صفحہ وسطر بھی لکھدی اور آپ اسی پرچہ کے صفحہ کالم مین شایع بھی کرچکے۔ اور پھر آپ اسقدر جلد بھول گئے تو اسکا کیا علاج ہے۔ ذرا اعتراض کرتے وقت آگے پیچھے کی عبارت تو دیکھ لیا کیجیے اچھا لیجیے پھر سنیے۔ تولی ولی ساختن الخ پھر معلوم نہین آپ نے کس برتے پر مجھے بیتولہھم کو یاد دلایا ہے اور بیتولہھم کے معنی دوستی کے کس بھروسے پر فرماتے ہین۔ آپ نے بیکار اتنی سطرین لکھنے کی زحمت گوارا کی۔ اور پھر مزا یہ ہے کہ محض دعوی ہی دعوی ہے کوئی دلیل نہین

اب رہا سیاق سباق یہ تو آپ کے امام صاحب کی تقریر سے قبول کرا چکا ہون کہ تولی سے مراد دوستی نہین ہے سرپرستی ہے۔ اب اسکے مطابق ترجمہ وہی ہوا جو مین شروع بحث مین عرض کرچکا ہون۔ ایمان سے فرمایئے گا ہمارے ترجمہ سے آیت کا سیاق سباق رہتا ہے یا آپ کے ترجمہ سے۔

مولوی صاحب اسکے بعد کچھ دم لیکر استعمال مشترک پر اعتراض کرتے ہین ذرا سنیئے گا منافات کی صورت مین تو آپ بھی منع جانتے ہین۔ ای سبحان اللہ شعر فہمی عالم بالا معلوم شد۔ ذرا تکلیف کرکے زیادہ نہین ایک ہی سطر اوپر ملاحظہ کیجیے۔ (اگر وہ مستدل امام صاحب سے پوچھے) کیون جناب یہ میرا قول ہے کیسے توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ اسی کا نام ہے یا نہین۔

مولانا منافات کے معنی تو آپ نے قریب قریب صحیح لکھے۔ پھر آگے چل کر بھٹک کیون گئے۔ اور کہنے لگے کہ حیض وطہر اور سیاہی وسفیدی مین منافات نہ کہنا تحکم ہے۔ مولوی صاحب خالی اعتراض ہی کی فکر مین نہ رہا کیجیے۔ یہ بھی تو سوچ لیا کیجیے کہ

تک بھی ہو یا نہین - کیا اس مین نزاع تھی کہ یہ چیزین باہم منافی ہین یا نہین - حاشا وکلا - ذرا پھر مثال کو دیکھیے القرء من صفات النساء والجون من صفات الحیوان بس عدم منافات سیاہی اور سفیدی کے صفۃ للحیوان ہونے مین ہو نہ نفس سیاہی وسفیدی مین - اسی طرح حیض وطہر مین تو منافات ظاہر ہو مگر فی کونہما صفۃ للنساء ہرگز منافات نہین - اب بھی آپ سمجھے لولا الاعتبارات لبطلت الحکمۃ آپ تو اہل حدیث کے یکتا معقولی ہین پھر بھی آپ کی سمجھ مین نہ آیا - تعجب ہو -

مولوی صاحب نے پھر کچھ دم لیا - اور میرا مضمون ۱۲ نومبر کے اہل حدیث مین نقل کر کے اپنے امام صاحب کی تائید مین فرماتے ہین کہ "نزول کے مطابق سورتون کی ترتیب نہین ورنہ سورتون کے اجزا کی ترتیب تو منصوصی ہو اہل سنت کی حدیث مین ہو الخ" ناظرین انصاف سے ملاحظہ کرین کہ اول تو آپ سند بھی پیش کرتے ہین تو اہل سنت کی حدیث سے - چہ خوش - مولوی صاحب اسکو دوسرا کوئی کیون ماننے لگا - اسپر طرہ یہ ہو کہ آپ کسی کتاب کا حوالہ بھی نہین دیتے گویا اپنے منھ آپ خود سند ہین -

مولوی صاحب! غنچہ بھی کہین کہتا ہو رنگین ہون مین -

ثانیا - اگر بالفرض مین مان بھی لون کہ سورتون کے اجزا کی ترتیب یون ہی ہو - تو بھی آپ کا یا آپ کے امام صاحب کا مطلب کسی طرح حاصل نہین ہو سکتا - تاوقتیکہ آپ یہ نہ ثابت کرین کہ یہ تمام آیات بیک وقت نازل ہوئی تھین - ورنہ سیاق وسباق سے بحث کرنا محض لغو ہوگا - کہیے مولوی صاحب اب آپ کے امام صاحب کا وہم ہوا یا میرا اور حقیقت میری طرف ہو یا آپ کے امام صاحب کی طرف - ذرا خدا لگتی کہیے گا -

اسکے بعد آپ میری طرف واقعات تصنیف کرنے کا اتہام لگاتے ہین سبحٰنک ان ھولا افتراء مبین -

مولانا یہ مین نے کہان لکھا ہو کہ اسلام سے پہلے یہودیون کی حکومت تھی - مین نے یہ

بیشک لکھا ہو اور وہ بھی اپنے جی سے نہیں بلکہ آپ کے امام واجب الاتباع کا قول نقل کر دیا ہو کہ چونکہ یہود و نصاری صاحبان دولت تھے۔ اور ان منافقین کے بڑے بڑے ضروری اور مشکل کاموں میں کام آتے تھے۔ اس وجہ سے انھیں خوف تھا کہ ایسا نہ ہو محمدؐ کی حکومت بھی قائم نہ ہو اور یہ بھی ہماری سرپرستی نہ کر سکیں اور یہود و نصاری کی سرپرستی بھی ہمارے ہاتھ سے جاتی رہے) بس اسکو آپ سلطنت سمجھے۔ ناظرین باین اعلی فہمی کہیے اب بھی سمجھ میں آیا یا نہیں۔ اور اب تو مجھ پر جھوٹا الزام نہ لگائیے گا۔

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست ۔ سخن شناس نۂ دلبرا خطا این ست

آگے چل کر آپ مجھ پر خفا ہو کر فرماتے ہین کہ ہین کہانتک آپ کی قرآن دانی کی نہین انصاف کی داد دون۔ ناظرین کچھ نہ سمجھے یہ غصہ کاہے کا ہو۔ مین نے جو سورۂ ممتحنہ کی یہ آیت لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم الخ اس بات کے ثبوت مین پیش کی تھی کہ جو کفار ہم سے دینی امور مین نہین لڑتے اور نہ ہمین شہر بدر کیا ہو انکے ساتھ دوستی کی ممانعت نہین ہو۔ بلکہ ایک گونہ دوستی وارتباط و احسان کا حکم ہو۔ اسی پر مولوی صاحب اپنے آپے سے باہر ہوے جاتے ہین چنانچہ اسکے بعد فرماتے ہین آیت مین بِر یعنی نیکی اور سلوک کرنے کی ترغیب ہو۔ نیکی اور چیز ہو اور دوستی و مودت اور چیز۔

مولوی صاحب افسوس اب آپ سے کچھ نہین بن پڑتا تو نزاع لفظی کا انداز ڈالنے لگے۔ تعصب نے میرے الفاظ و معنی کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ مولوی صاحب آپ پھر دیکھیے اور غور کیجیے مین نے یہ نہین لکھا ہو کہ "بر" کے معنی دوستی کے ہین البتہ اگر دوبارہ غور کرنا آپ کی شان کے خلاف ہو تو لیجیے اُسی آیت کے بعد کی آیت پڑھیے (انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم (ایاندارو) خدا تم کو صرف اُن (کفار) سے دوستی کرنے کی ممانعت کرتا ہو جنھون نے تم سے دین کے بابت

لڑائی کی اور تم کو شہر بدر کیا۔ اور تمھارے نکالنے مین مدد دی۔
یہ تو آپ مان ہی چکے ہین کہ انما حصر کے واسطے اور ماسوا سے نفی حکم کا باعث ہوتا ہی۔ کہین اب نہ کہیے گا کہ عام کفار سے دوستی کی ممانعت ہی۔ ہان اور یہان آپ کا بہ والا حیلہ بھی نہین چل سکتا۔ کیونکہ یہان تو لو ھم موجود ہی۔
آگے چل کر آپ ۱۲ ذیقعدہ کے پرچہ مین مجھپر اعتراض کرتے ہوے ایک نرالی اور ایجاد بندہ تحقیق ارشاد فرماتے ہین کہ "جملۂ معترضہ دونون طرف کے جملون سے صورت و اعراب مین بے تعلق ہوتا ہی لیکن معنی بین سے تعلق [illegible] ہوتا بلکہ ان مین سے ایک کے ساتھ معنی کا تعلق ضرور ہوتا ہی" مولوی [illegible] اسکو جس نے لکھا بھی ہی با کمر [illegible] دیا [illegible] گفتگو سے کی کیم یون ہی سینچ بی سے [illegible] رہے ہین۔ [illegible] لنکہ [illegible] مطلب نکالنا آپ کی خوش فہمی کی دلیل ہی۔ مولانا آپ نے مجھپر تو الزام لگایا کہ پوری عبارت نقل نہین کی مگر آپ نے پوری عبا[illegible] مطول کی خوب پڑھی۔ مولانا لفظ کا لفظ تو خود بتا رہا ہی کہ جملۂ معترضہ کو ماقبل [illegible] سے کوئی تعلق نہین ہوا کرتا۔ مگر چونکہ کلام بلغا مین واقع ہوا ہی اسو [illegible] لغو بھی نہین ہو سکتا ہی بلکہ کوئی نہ کوئی فائدہ یا لطف آ سکے [illegible] ضرور ہوتا ہی۔ اسی کو صاحب تلخیص نے لکھا ہی کالتنزیہ والدعاء والمنسبۃ الخ
آگے چل کر جہان مین نے ولی کے بمعنی متصرف و کارساز ہونے پر آیتین پیش کی ہین آپ نے یحمل علی الاعم الاغلب کے معنی بیان کر کے فرمایا ہی "یہان تو معاملہ بالعکس ہی ولی بمعنی دوست اس کثرت سے آیا ہی کہ قرینہ کی حاجت نہین۔ بلکہ تبادر بھی ہی۔ اسلیے یہی معنی صحیح ہونگے"
مولوی صاحب! انھین آیات سے معلوم ہو گیا کہ ولی کس معنی مین کثرت سے آتا ہی۔ مین نے اکیس آیتین پیش کی تھین ان مین سے آپ نے کھینچ تان کر سات جگہ نشان دیکر ولی بمعنی دوست ہونے کا دعوی کیا ہی۔ اگر بفرض محال مین مان بھی لون کہ آپ کا دعوی صحیح ہی (ولیس کذلک) تو بھی کثرت کس کے ساتھ

رہتی ہے۔ شاید آپ کے خیال مین سات چودہ سے زیادہ ہے۔ واقعی آپ حساب بھی خوب جانتے ہین۔

ہان مولانا آپ سے ایک بات پوچھتا ہون سچ سچ دیانت سے کہیے گا۔ آپ واقعی حضرت علی علیہ السلام کو خلیفۂ رابع بھی سمجھتے ہین یا فقط یون ہی لوگ آپ کی طرف نسبت دیتے ہین۔

اگر آپ خلیفۂ بلا فصل نہین چوتھا ہی سہی مانتے ہین تو پھر آپ کے دل مین اُنکی طرف سے کیا برائی ہے کہ باوجودیکہ آپ اُن سے بدرجہا کم رتبہ اشخاص مثل امام رازی علامہ ابن تیمیہ کا نام بھی بغیر تعظیمی الفاظ مثلاً "حضرت" "علیہ الرحمہ" "والا مقام" وغیرہ وغیرہ کے نہین لکھتے۔ مگر حضرت علی علیہ السلام کے نام کے ساتھ یہ سب کچھ نہین۔ کیا وہ ان سے بھی گئے گذرے ہوے۔

اور اگر اس سے صرف میرا دل دکھانا مقصود ہے تو آپ نے پھر مجھ سے اپنے ائمۂ سلف کے بارے مین منت سے گذارش کیون کی ہے۔

آپ اُنکو قابل تعظیم نہ سمجھتے ہون نہ سمجھین۔ مگر مین تو اپنا سرتاج اور اللہ و رسول کے بعد اپنا سرپرست و کارساز سمجھتا ہون۔ آخر تہذیب بھی کوئی چیز ہے۔ آپ نے تو گویا قسم کھالی ہے کہ اُنکے نام کے ساتھ تعظیمی لفظ بھولے سے نہین لاتے اور سوا "علی" اور کچھ نہین لکھتے۔

لطف حق با تو مدارا ہا کند چون ز حد گذرد ترا رسوا کند

یہ تو آپ کے اعتراضات کا جواب تھا اب آپ اصل مضمون پر آئیے بسم اللہ۔

قبول مذہب حق | الحمد للہ کہ یہ روح افزا خبر روز بروز پہنچتی جاتی ہے کہ ہندوستان کے مختلف مقامات پر حضرات مذہب حق مین داخل ہو رہے ہین میری خواہش ہے کہ ایک صفحہ اسکے لئے مخصوص کر دون بشرطیکہ مومنین برابر اسکی خبر دیا کرین۔ حسب التحریر جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر ہسپتال کبیروالہ ضلع ملتان حسب ذیل حضرات مشرف بہ ایمان ہوے۔

(۱) خدابخش صاحب ولد میان محمد دین صاحب زمیندار ساکن شہر وزیر آباد ضلع گجرانوالہ اسوڈنٹ درجہ پنجم ہائی اسکول۔ (۲) مولوی الٰہی بخش صاحب ساکن کبیروالہ ضلع ملتان (۳) اہلیہ میان محمد دین صاحب جنہون نے بذریعہ اپنے شوہر صاحب کے اعلان کی اجازت دی۔ خداوند عالم جملہ حضرات کو ثبات قدم عطا فرمائے اور جناب حکیم صاحب کی توفیقات کو زیادہ کرے کہ آپ دن رات اشاعت مذہب حق مین جان لڑا رہے ہین جزاہ اللہ خیرا۔

مبارک اعلان

لکھنؤ ہندوستان کے شیعون کا دینی اور دنیاوی مرکز ہے جہان سے اون کی کل ضروریات پوری ہوتی ہین لیکن کوئی عمدہ دینی کتب خانہ تجارتی یہان ایسا نہ تھا جو شیعون کو ہر قسم کی کتابین مہیا کرتا۔ اب نہایت خوشی سے یہ اطلاع دیجاتی ہے کہ بمبئی کے آقا شیخ علی محلاتی کا مشہور اور عالیشان کتب خانہ جس سے ہندوستان کے اکثر شیعہ واقف ہین لکھنؤ مین منتقل ہو کر آگیا ہے اور بہت بڑے پیمانہ پر نہایت اعلے انتظام سے قائم ہوا ہے۔ بمبئی وغیرہ کے تاجر عموماً قیمت کتب بہت گران لیتے ہین لیکن لکھنؤ کے اس کتب خانہ نے ارزان فروشی کا خاص اہتمام کیا ہے۔ اس کتب خانہ مین علاوہ ایرانی چھاپہ کی کتابون کے بڑے ذخیرہ کے جن مین حدیث تفسیر کلام فقہ اصول وظائف مراثی مقاتل وغیرہ سب قسم کی کتابین داخل ہین۔ مصر بمبئی اور ہندوستان کے مطابع کی کتابین بھی موجود ہین۔ ہندوستان کے علمائے شیعہ کی تصانیف بھی خاص اہتمام سے مہیا کی گئی ہین۔ مختصر یہ کہ جامعیت اور ارزان فروشی کی حیثیت سے ہندوستان مین شیعون کا بے نظیر تجارتی کتب خانہ ہے اور بسبب ایک متدین اور ذیعلم بزرگ کے زیر نگرانی ہونے کے دیانت اور صفائی معاملہ کا بھی ضامن ہے۔ فہرست بلا قیمت روانہ ہوتی ہے محض اس پتہ سے خط و کتابت کرنا چاہئے [illegible]

ذریعۃ النجاۃ [illegible]

[illegible]